تاریخ ابن خلدون

جلد ششم 6

حصہ یازدہم و دوازدہم

شمالی افریقہ کے مسلم ممالک میں
مختلف قبائل اور خاندانوں کے حکمران
دنیائے عرب کے مسلم ممالک میں مختلف قبائل
اور خاندانوں کے حکمرانوں کے حالات

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

كتابُ العِبَر وديوانُ المبتدأ والخبر في أيّامِ العربِ
وَالعَجمِ وَالبَربَر وَمَن عاصرهُم مِن ذوي السُّلطانِ الأكبرِ

المعروف بہ

تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصہ یازدہم، دوازدہم

علامہ ابن خلدون نے اپنی زندگی کے آخری ایام مصر اور شمالی افریقہ کے دوسرے علاقوں میں بسر کئے تھے۔ اس جلد میں مصر اور شمالی افریقہ کے حکمران خانوں، قوموں اور قبیلوں کے مفصل حالات و واقعات ہیں۔ اگرچہ ان حکمرانوں اور قبائل نے دوسرے مسلم حکمرانوں کی طرح جاہ و جلال سے حکومت نہیں کی تھی، لیکن ان کے ہاتھوں بعض ایسے کارنامے انجام پائے جو اسلام کے قرن اول اور عہد زرین کی عظمت کی یاد دلاتے ہیں۔ شمالی افریقہ کے بربر علاقوں کے علاوہ دنیائے عرب کے دوسرے ملکوں میں بھی اسلام کی اشاعت و حکومت کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

تصنیف
علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب و تبویب
منیر احمد نعیم ایم۔ اے

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

AI-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 7230777 Fax :09242-7231387
http:www.alfaisalpublishers.com
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

جولائی 2004ء
محمد فیصل نے
ندیم یونس پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

باب ۴۰

باب ۴۱

حصہ دوازدہم

باب ۱

حصہ یازدہم

شمالی افریقہ میں بربر قبائل

اور ان کے حکمرانوں کے حالات

باب:۱

مستعجمہ عربوں کے حالات جو اسلامی سلطنت کے عربوں سے تعلق رکھتے تھے

جب مصر، اس کے شہسواروں اور ان کے یمنی انصار نے اپنے اطاعت شعار ربیعی بھائیوں اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والے یمنی قبائل میں اپنی الگ اسلامی حکومت قائم کر لی اور اقوام و ممالک پر غالب آ گئے، شہروں کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا تو ان کی حالت صحرائی سختی اور خلافت کی سادگی چھوڑ کر حکومت کی قوت اور شہری آسودگی میں بدل گئی پھر وہ خیموں کو چھوڑ کر اسلامی ممالک سے بہت دور کے علاقوں اور سرحدوں میں بکھر گئے۔ انہوں نے وہاں فروکش ہو کر انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظتی فوجی چوکیاں قائم کر لیں۔ اس کے بعد بادشاہت ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل ہوتی رہی جب کہ بنو امیہ اور ان کے بعد بنو عباس کی حکومت میں ان کی بادشاہت عراق میں مضبوط ہوتی گئی۔ اس کے بعد اندلس میں بنو امیہ کی دوسری حکومت قائم ہوگئی اور وہ خوش حالی اور شان و شوکت کے اس مقام تک جا پہنچے کہ اس سے پہلے عرب اور عجم کی کوئی حکومت اس مقام تک نہیں پہنچی تھی۔ یوں وہ دنیا میں بٹ گئے اور ان کی نسلیں عیش و آرام کو ترجیح دینے اور پسند کرنے لگیں۔ پھر وہ بالا خانوں میں سلامتی کے سائے تلے لمبی تان کر سو گئے، یہاں تک کہ شہری زندگی سے مانوس ہو گئے اور صحرائی زندگی کو بھول گئے۔ انہوں نے حکومت کے ذریعے بادشاہت کو حاصل کیا تھا لیکن وہ ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ صحرائی اخلاق، سخت گیری اور تلوار کی چمک کے ذریعے اقوام پر غالب آئے تھے، لہٰذا اگر ثقافت فوجی جواں اور شہری زندگی نہ ہوتی تو شدت کے سوا رعیت اور محافظ برابر ہو جاتے۔ انہوں نے مجد اور نسب میں سلطان کی مشارکت کا انکار کر کے عشائر اور قبائل کے ان سرداروں کی ناک کاٹ دی جو ان کی طرف گردنیں تانے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کی حرص و آز کو کم کر دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور حکومت کے پیروؤں سے اپنا دلی تعلق قائم کر لیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان کے ساتھ مل کر اپنے اس عرب قبیلے پر حملہ کر دیا جس نے حکومت کو قائم کیا تھا، ملت کی نصرت کی تھی اور خلافت کی مدد کی تھی۔ بعد ازاں بزور قوت انہیں فریب کاری کا مزا چکھایا، انہیں ذلیل اور خوار کر دیا اور انہیں عزت و مجد کی لذت فراموش کروا دی۔ اس کے بعد ان سے عصبیت کی نصرت سلب کر لی، یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور خواص کے غلام بن گئے۔ یوں وہ امت میں متفرق جماعتیں بن گئے اور انہوں نے اپنے اغیار کو جو موالی اور پروردہ تھے، ارباب حل و عقد اور جوڑ توڑ کرنے والا بنا دیا۔ لہٰذا ان میں عزت کا خیال جاگزیں ہو گیا اور وہ بادشاہت کے متعلق باتیں کرنے لگے، انہوں نے خلفاء کا انکار کر دیا اور امر و نہی کے صدر مقام پر بیٹھ گئے۔ اس دوران حمایتی عرب غلبے میں شامل ہو گئے اور عوام الناس کے ساتھ مل جل گئے، لیکن انہوں نے صحرائی حالات کو ان سے دوری کی وجہ سے اور عہد انساب کے مٹ جانے کی وجہ سے یاد نہیں کیا، اس طرح انہوں نے اپنے سے پہلے اور بعد کے لوگوں کے احوال کو بھلا دیا، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری ہو چکی ہے، پس تو اللہ تعالیٰ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائے گا۔

مولدین دین اسلام کے آغاز سے حکومت کے قواعد کی تیاری اور اس کی اساس بنانے میں لگے ہوئے تھے، اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لیے کام کرتے رہے، عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا انہوں نے ایمان و ملت کی مدد کی اور خلافت کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا، بعد ازاں اقالیم و امصار کو ختم کیا اور وہاں کی حکومتوں اور اقوام پر غلبہ پا لیا۔ اس وقت مضر میں سے جو قبائل شامل تھے وہ یہ تھے: قریش، کنانہ، خزاعہ، بنو اسد، ہذیل، تمیم، غطفان، سلیم اور ہوازن اور ان کے بطون میں سے ثقیف، سعد بن بکر اور عامر بن صعصعہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ جو

شعوب وبطون، عشائر وقبائل، اور خلفاء اور موالی تعلق رکھتے تھے، وہ بھی شامل تھے۔ ربیعہ میں سے بنو تغلب بن وائل، بنو بکر بن وائل، بنی شکر، بنی حنیفہ، بنی عجل، بنی ذھل، بنی شیبان اور تیم اللہ کے سب قبائل، اس کے علاوہ قاسط سے بنو نمر یر عبدالقیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل شامل تھے، یمنی قبائل میں سے اور پھر کہلان بن سبا میں سے بھی کچھ قبائل شامل تھے۔ اللہ کے دوست، اوس اور خزرج، جو شعوب غسان اور دیگر قبائل ازد کے سرداروں کے بیٹے تھے پھر ہمدان خشعم اور بجیلہ اور مذحج اور اس کے سب بطون عنس مراد، زبید، نخع اور اشعری اور بنی حرث بن کعب پھر لحی، اس کے بطون اور لخم اور اس کے بطون پھر کندہ اور اس کے بادشاہ اور حمیر بن سبا میں سے قضاعہ اور اس کے سب بطون اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے عشائر وقبائل اور ان کے اخلاف۔ ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجوادیا تھا لہٰذا ان سے دور دراز کی سرحدیں پر ہوگئیں اور دور دراز علاقوں نے انہیں اپنا کھاجا بنالیا۔ پھر مشہور جنگوں نے ان کو ماردیا، لہٰذا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا اور نہ ہی کوئی قابل ذکر چھوٹی سی جماعت باقی رہی۔۔۔ اور نہ ہی کوئی دیت دینے والے باقی رہے جو جرم کا بار برداشت کریں۔ اس کے علاوہ نہ ہی کوئی دادخواہ گروہ باقی رہا، ہاں ان کے ناموں کا تذکرہ ان کی اولاد کے انساب میں سنا جاتا رہا جو ان شہروں میں سما چکی تھی، جنہیں انہوں نے تباہ کردیا تھا لہٰذا وہ ملکوں میں پھیل گئے، پھر لوگوں کے درمیان داخل ہوکر ذلیل ہوگئے، وہ حکومت کے غلاموں، تکیہ لگانے والوں کے لئے بے چینی اور لڑائی کے لانے کا باعث بن گئے، جب کہ ان کے غیر اسلام اور ملت کے نگران بن گئے اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یوں متاع علوم وفنون ان کے غیر کے بازاروں میں آنے لگی اور مشرق کے عجمی یعنی دیلم کے لوگ غالب آگئے۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی اس زمانے تک حکومتیں ان میں منتقل ہوتی رہی ہیں۔ ان میں جن قبائل کو حکومت حاصل تھی، ان میں سے اکثر قبائل ختم ہوگئے ہیں اور ان کا ذکر تک باقی نہیں رہا۔ اس طبقے کے قبائل کے بچے کھچے لوگ جنگلوں میں چلے گئے اور جنگلوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے خیموں اور صحرائی زندگی اور خشونت کو خیر باد نہ کہا، لہٰذا نہ وہ آسودگی کی ہلاکت میں پڑے، نہ ہی آسائش کے سمندر میں غرق ہوئے اور نہ ہی شہروں اور شہریت کے اندھیروں میں گم ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کے شاعر نے خوب کہا ہے:

''تو ہم بادیہ نشینوں کو کیسے پاتا ہے جنہوں نے حیرت زا شہریت کو چھوڑ دیا ہے۔''

وہ متنبی سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے اور ان عربوں کے ذکر پر یہ تعریض کرتے ہوئے جن سے اسے ان کی آسودگی اور خار کی وجہ سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے، کہتا ہے:

''وہ بادشاہوں کو اپنی صحرا نشینی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور اب وہ پانی میں کائی کی طرح اگے ہوئے ہیں لہٰذا انہوں نے تجھے برانگیختہ کیا جو جنگل میں اس کے ستاروں سے بھی زیادہ راہ پانے والا ہے اور جنگل میں شترمرغ کے انڈوں سے بھی زیادہ گھر بنانے والا ہے۔''

یہ قبائل، افریقہ کے مشرق ومغرب کے جنوبی صحراؤں، مصر، شام، حجاز، عراق اور کرمان میں اقامت پذیر ہوگئے بالکل جیسے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے اسلاف میں سے ربیعہ، مضر اور کہلان اقامت پذیر ہوگئے تھے۔ انہوں نے پھر سرکشی اختیار کرلی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوا، یوں عربی اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا اور حکومتوں کو کمزوری نے آلیا۔ اس نسل کے بعض لوگوں نے مشرق ومغرب میں عزت حاصل کرلی، حکومتوں نے انہیں عامل بنادیا اور ان کے قبیلوں پر انہیں امارت دیدی۔ اس کے علاوہ شہروں اور مضافات میں اور ٹیلوں میں انہیں جاگیریں دیدیں اور وہ دنیا کے لئے ایک نئی قوم بن گئے۔ ان کے عجمی ساتھی بھی بہت ہوگئے اور اس امارت میں انہیں حکومتیں حاصل تھیں لہٰذا وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے حالات اور واقعات کا تذکرہ کیا جائے اور انہیں ان عرب قبائل کے ساتھ ملادیا جائے جن کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا۔ یوں معجزے کا ظہور ہوا لہٰذا وہ ان میں ٹھہرا رہا اور اس کے اعراب بدل گئے۔ اس کے بعد وہ عجمہ کی طرف مائل ہوئے اور اعراب ہونے کی وجہ سے عجمہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم نے انہیں عرب مستعجمہ کہا ہے۔ اب ہم مشرق ومغرب میں اس طبقے کے نامی قبائل کا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً چراگاہوں کے متلاشی اور شریفانہ اقتدار والے قبائل کا ذکر کرتے ہیں دوسرے لوگوں میں مل جانے والوں کا تذکرہ نہیں کرتے اس کے بعد ہم اس طبقے کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے لہٰذا ہم ان کے مکمل حالات کو بیان کریں گے کیونکہ پچھلے زمانوں میں مغرب عربوں کا وطن نہیں تھا بلکہ پانچویں صدی کی وسط میں بنی ہلال اور سلیم سے کچھ لوگ وہاں منتقل ہوگئے اور وہاں حکومتوں میں مل جل گئے، ان کے حالات ان حکومتوں کے حالات میں شامل ہیں جنہیں ہم نے مکمل طور پر بیان کیا ہے اس کے علاوہ عربوں کی دیگر لڑائیاں برقہ میں ہوئیں جہاں پر بنوقرہ بن ہلال بن عامر

قیام پذیر تھے۔ ان کے حالات اور زیب و زینت کی حکایات عبیدیوں کی حکومتوں میں حاکم کے زمانے اور اندلس میں بنوامیہ کے تعلق رکھنے والے ابورکوہ کی بیعت کے زمانے میں مشہور ہیں۔ ہم نے عبیدیوں کی حکومت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بنو ہلال اور سلیم مغرب کی طرف گئے تو یہ ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس کے بعد ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم افریقہ میں عزلوں کے دخول میں ان کا تذکرہ کریں گے۔ اس زمانے میں برقہ بن جعفر کے قبائل اپنے وطن میں باقی رہے۔ آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابوذئب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا۔ مغرب میں کبھی وہ عرب قبیلے کی طرف منسوب ہوتے اور خیال کرتے کہ وہ بنوکعب بن سلیم سے ہیں لیکن کبھی سبب اور خزارہ کی طرف منسوب ہوتے، ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ ان کے سرداروں میں سے ایک بطن ہوارہ ہے، یہ بات میں نے ان کے بہت سے انساب اور ان کے بعد برقہ اور عقبہ کبیرہ کے درمیان رہنے والے اسلام کی اولاد اور عقبہ کبیرہ اور اسکندریہ کے درمیان رہنے والے مقدم کی اولاد سے سنی ہے۔ یہ دراصل دو بطن ہیں، اولاد ترکینہ اور اولاد قائد اور مقدم اور سلام بیک وقت لبید کی طرف منسوب کرتے ہیں لہٰذا بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ لبید بن لعتہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض مقدم کے متعلق کہتے ہیں کہ مقدم بن عزاز کعب بن سلیم اور جیسے کہ اولاد ترکیہ کے شیخ سلام نے بتایا کہ مقدم کی اولاد ربیعہ بن نزار سے ہے اور ان قبیلوں کے ساتھ جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتے ہیں، وہ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں جو رواحہ کہلاتے ہیں اور آل زبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن جعفر کے متعلق بھی یہی بات کہی جاتی ہے مزید ان قبائل میں سے چراگاہوں کے متلاشی تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے حالات کو منسوب کرتے ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ رقہ غطفان میں سے مہیب اور رواحہ اور فزارہ رہتے ہیں۔ لہٰذا اس نے ان قبائل کو غطفان میں سے قرار دیا ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کو سب سے بہتر طور پر جاننے والا ہے۔ سکندریہ اور مصر کے درمیان کچھ خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں جو اس بحیرہ کے نواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ وہاں کی زمین کو رہائش اور کھیتی باڑی سے آباد کرتے ہیں وہ سردیوں میں عقبہ کے مضافات کی طرف چلے جاتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ برقہ مرابہ، حوارہ سے ہے اور زنانہ لواتہ کا ایک بطن ہے، ان پر کھیتی باڑی کا ٹیکس بھی لگتا ہے۔ ان کے ساتھ مخلوط عرب اور بربر شامل ہو جاتے ہیں کثرت کے باعث جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں صعید کے نواح میں بنی ہلال اور بنی کلاب جو ربیعہ میں سے ہیں، کے کچھ قبائل رہتے ہیں، یہ بہت سے قبائل ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہوتے، ہتھیار اٹھاتے، کھیتی باڑی سے زمین کو آباد کرتے اور بادشاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے درمیان آپس میں لڑائیاں اور فتنے برپا ہوتے رہتے ہیں جو جنگلی قبائل کے درمیان نہیں ہوتے۔ مزید برآں آوان سے صعید اعلیٰ اور اس کے پیچھے ارض توبہ سے بلاد حبشہ تک متعدد متفرق قبائل آباد ہیں جو سب کے سب جہینہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قضاعہ کا ایک بطن ہے۔ انہوں نے ان جنگلات کو پر کیا ہوا ہے اور اپنے مواطن اور ملک میں توبہ پر غالب آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک میں حبشہ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور انہیں اس کی اطراف میں شریک کیا ہے۔ جو لوگ آوان کے قریب رہتے ہیں وہ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں، ان کا دادا کنز الدولہ تھا اور وہ حکومتوں کے ساتھ مذکورہ مقامات میں قیام کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ آوان سے قوص تک ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ رہا۔ جب مدینہ کے نواح میں بنوجعفر بن ابی طالب پر بنوالحسن غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا، یہ ان کے درمیان شرفائے جعافرہ کے نام سے مشہور تھے اور تجارت کرتے تھے۔ نواح مصر میں جہت قبلہ سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت عائذ سے تعلق رکھتی تھی۔ مزید برآں عقبہ ایلہ کے پیچھے سے قلزم تک قضاعہ کے قبائل آباد تھے۔ قلزم سے منبع تک جہینہ کے قبائل آباد تھے، منبع سے بدر اور اس کے نواح میں زبید قبیلے کے لوگ رہتے تھے جو مذحج کا ایک بطن ہے، وہ مکہ کے امرائے بنی حسن کے حلیف اور ان سے مواخات رکھتے ہیں۔ مکہ اور ینبع جو یمن کے قریب ہے، کے درمیان بنی شعبہ کے قبائل رہتے ہیں جو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں جو قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد ہے، ان کے طاقتور امراء کو بادشاہ، فوج پر افسر مقرر کرتا ہے اور ڈاکخانوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کرتا ہے۔ یہ موسم سرما میں مکان اور اس کے آس پاس نجد کے نشیبوں میں، قیاد کے قریب چلے جاتے ہیں۔ ان کے بعد ارض شام میں بنوحارثہ بن سنبس اور آل مراء بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام، عراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے مجھے حارثہ بن سنبس کے بعض امراء نے بطون کے متعلق بتایا ہے۔ اب ہم شام و عراق کے ان امراء کا ذکر کرتے ہیں جو فضل کی اولاد ہیں اور طی سے تعلق

رکھتے ہیں اس کے علاوہ یہ شام کے سب اعراب کی مضاحت کرتے ہیں۔

بنو مھضاء اور خاندان فضل کی روداد اور عراق اور شام میں ان کی حکومتوں کا بیان

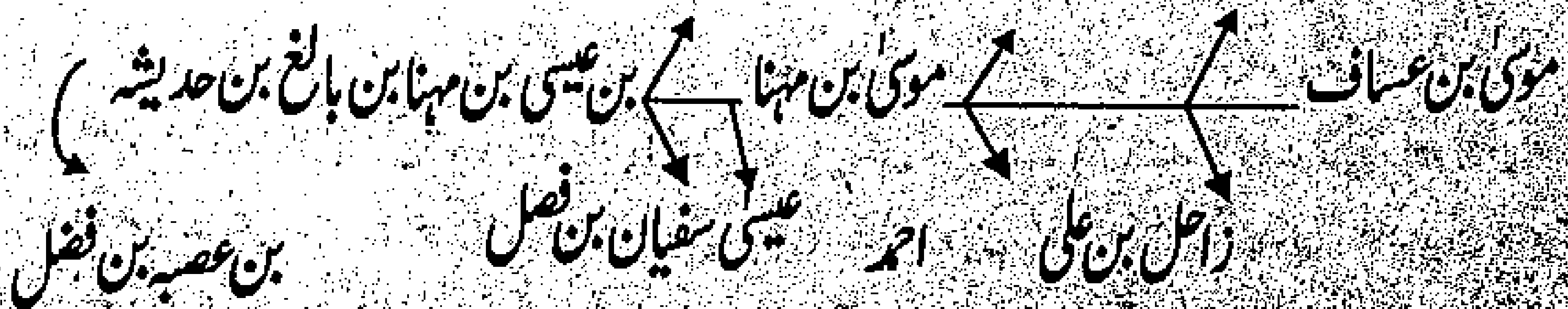
یہ عرب قبیلہ آل فضل کے نام سے مشہور ہے، یہ لوگ شام، جزیرہ اور ارض حجاز کے نجد کے جنگل میں گھومتے رہتے ہیں اور ان علاقوں میں یہ دو سفر کرتے ہیں پھر طی میں جا رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ زبید کلب، ہردع اور مذحج کے قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کے حلیف ہیں۔ ان میں سے اکثر قبیلے آل مراء سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ فضل اور مراء آل ربیعہ سے ہیں مزید ان کا یہ خیال بھی ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہے۔ یہ سب آل فضل ارض حوران میں رہتے تھے کہ ان پر آل مراء غالب آ گئے اور انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا وہ وہاں سے نکل کے حمص اور اس کے نواح میں فروکش ہو گئے اور ان کے حلیفوں میں سے زبید نے حوران میں اقامت اختیار کر لی۔ وہ اب تک وہیں رہتے ہیں اور وہ اس جگہ کو نہیں چھوڑتے۔ مورخین کہتے ہیں کہ پھر آل فضل لد کے ساتھ سلطنت میں شامل ہو گئی اور انہوں نے انہیں عرب قبیلوں کا حکمران بنا دیا۔ انہیں پھر شام اور عراق کے درمیان راستوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا لہٰذا وہ اپنی سرداری میں آل مراء پر غالب آ گئے اور سرما کے موسم میں بھی ان پر غالب آ گئے۔ ان کا عام سفر حدود شام میں ٹیلوں اور بستیوں کے قریب ہوتا ہے، وہ نہایت ہی قلیل تعداد میں جنگل کی طرف جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اعراب کے کئی قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کی دوستی میں، مذحج عامر اور زبید کے حلف میں شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ آل فضل کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ مزید برآں آل مراء کے اکثر لوگ انہی قبائل سے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی جو طی کا ایک بلند مرتبہ بطن تھا۔ یہی بات ان کے بلند مرتبہ آدمیوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب تھے اور وہ وہاں سے صحراؤں کی طرف آگے نہیں جاتے تھے۔ اس کے علاوہ طی کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور وہ یمن سے اپنے پہلے خروج کے موقع پر اجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں میں اترے۔ اس کے بعد ان دونوں پہاڑوں پر بنی اسد غالب آ گئے اور یہ ان کے پڑوس میں آ گئے۔ سمیرا اور مید جو حاجیوں کی منازل میں سے ہیں، وہاں بھی ان کے ٹھکانے تھے۔ پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا اور طی ان کے علاقوں پر کرخ کے پرے تک جو ارض غفر سے ہے، وارث ہو گئے۔ بعد میں اسی طرح وہ منازل تمیم کے وارث ہو گئے جو ارض نجد، بصرہ، کوفہ اور یمامہ کے درمیان واقع ہیں۔ اسی طرح وہ غطفان کی اس وادی کے وارث ہوئے جو وادالقریٰ کے قریب ہے یہی بات ابن سعید نے کہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس وقت ان میں مشہور حجازی بنو لام اور بنو نبھان ہیں جب کہ حجاز میں عراق اور مدینہ کے درمیان بنو لام کو سطوت حاصل ہے جو کہ امراء بنی الحسین کے حلیف ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ان میں سے بنو صخر تیماء کی جہت میں رہتے ہیں جو شام اور خیبر کے درمیان ہے اور وہ غربہ جو طی میں سے ہیں یعنی بنو غربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن غبس بن سلامان، وہ اپنے علاقوں کے بعد انبر اور اسا اور تنک غزہ سے وارث ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی منازل گرمیوں میں ایکبات میں اور سردیوں میں بنی لام کے ساتھ ہوتی تھیں جو بنی طی میں سے تھے۔ وہ شام و عراق کے درمیان صاحب سطوت اور غارت گری کرنے والے تھے۔ ان کے بطون میں سے اجود اور بطنین اور ان کے بھائی زبید تھے جو موصل میں فروکش تھے۔ اگرچہ ابن سعید نے انہیں طی کے بطون سے قرار دیا ہے اور انہیں بنی مذحج سے قرار نہیں دیا۔ یاد رہے کہ اس دور میں آل فضل کی ریاست بنی محصنا میں تھی اور وہ اسے کنا بن مالع بن مدسہ بن عصیہ بن فضل بن بدر بن علی بن مغرج بن بدر بن سالم بن قصبہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ اکثر سمیع کے پاس ٹھہر جاتے تھے اور ان کے رہنما کہتے تھے کہ یہ سمیع وہ ہے جسے ہارون الرشید کی بہن عباسیہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی سے جنم دیا تھا۔ رشید، اس کی بہن اور طی کے بڑے آدمیوں کی بیٹیوں سے لے کر بنی برمک کے موالی، عجم اور ان جیسے لوگوں کے متعلق ایسی بات کہنے سے پہلے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ اس قبیلے پر ان جیسے لوگوں کو وج ان کے قبیلے میں سے نہیں ہیں، سرداری ملتی ہے اور اس قسم کی باتیں مقدمات الکتاب میں بیان ہو چکی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی سرداری کی ابتداء بنی یعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی۔ عماد اصبہانی کہتا ہے کہ عادل اعراب کے شیخ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ کی معیت میں بہت سی فوج کے ساتھ مرج دمشق میں اترا جب کہ فاطمیوں کے عہد سے ان میں سرداری بنی جراح کو حاصل تھی جو طی میں سے تھے۔ ان کا سردار مغرج بن دغفل بن جراح تھا، وہ بھی فوج کی ان کی ٹکڑیوں میں شامل تھا جو ابن کے ساتھ تھیں۔ یا یہ وہی شخص ہے جس نے بنی بویہ کے غلام ''افکین''

اس وقت گرفتار کیا جب اس نے اپنے آقا بختیار کے ہمراہ عراق میں شکست کھائی تھی۔ وہ 364ھ میں شام کی طرف آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر قرامطہ کے ساتھ مل کر عزیز بن معز صاحب مصر سے جنگ کی لہٰذا عزیز نے انہیں شکست دی اور افتکین بھاگ گیا بعد میں مغرج بن دغفل اسے ملا اور اسے عزیز کے پاس لے آیا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا، یوں مغرج ہمیشہ شان و شوکت کے ساتھ رہا اور 404ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے: حسان، محمود، علی اور جرار۔ اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اور جلد اس کی مشہوری بہت بڑھ گئی۔ اس کے اور فاطمی خلفاء کے درمیان بہت اچھے تعلقات تھے اسی نے رملہ اور ان کے رہنما باروق ترکی کو شکست دی اور اسے قتل کیا۔ اس نے اس کی بیویوں کو قیدی بنایا، اسی کی تہامی نے مدح کی ہے اور چیدہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں عبیدیوں کی حکومت کی راہ حسان بن مغرج کی قرابت میں ہموار ہوئی، یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کا بھائی بدر بن ربیعہ ہے، دونوں بدر کے بیٹے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شاید یہی فضل آل فضل کا جد ہے۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء بیت المقدس کے ساقی تھے۔ فضل کبھی فرع کے ساتھ اور کبھی خلفائے مصر کے ساتھ ہوتا تھا لہٰذا طغرکین اتابک دمشق نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور بنی بختی کا سرپرست بنا۔ اس نے اسے شام سے نکال باہر کیا اور صدقہ بن وتر کے ہاں مہمان اترا۔ وہ اس کا پھر حلیف بنا اور صدقہ نے اسے نو ہزار دینار دیئے۔ جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملکشاہ کی 500ھ میں اور اس کے بعد مخالفت کی تو ان کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں یہ فضل اور قرواس بن شرف الدولہ جو رحبہ کے رئیس سے تھا اور موصل کا حاکم اور بعض ترکمانی امراء اکٹھے ہوئے، یہ سب کے سب صدقہ کے ساتھی تھے لہٰذا وہ ہراول دستوں میں لڑائی میں گیا۔ جب وہ سلطان کی طرف بھاگ گئے تو اس نے ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت دیئے۔ اس نے فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھر اتارا۔ جب سلطان صدقہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چلا، تو فضل نے اس سے جنگل جانے کی اجازت طلب کی تا کہ صدقہ کے ایک طرف کو پکڑ لے۔ اس نے اسے اجازت دیدی اور خود وہ انبار کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہاں آ کر ابن اثیر کی عبارت ختم ہوئی۔ ابن اثیر اور مسیحی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ فضل اور بدر آل جراح میں سے تھے، اس کے علاوہ ان کے سلسلہ کلام سے ان کا نسب معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فضل ان کا جد ہے کیونکہ وہ اسے فضل بن ربیعہ بن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شاید ان لوگوں نے ربیعہ کو اس مغرج کی منسوب کیا ہے جو بُعد زمانہ اور اس جیسے بے آباد جنگل میں قلت محافظت کی وجہ سے بنی الجراح کا بڑا آدمی تھا۔ خیال ہے کہ آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جو مغرج سے ہے، طی میں ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیصہ کو ملی ہوئی تھی جو بنی بن سبا بن عمر بن الغوث میں سے تھا جو طی قبیلے میں سے تھا۔ ایاس وہ شخص ہے جسے کسریٰ نے آل منذر کے بعد حرہ کا بادشاہ بنایا کیونکہ نعمان بن منذر قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی نے خالد بن ولیدؓ سے حرہ کے متعلق جزیہ پر صلح کی تھی۔ اسلامی حکومت کے اوائل میں بھی طی پر بنو قبیصہ کی حکومت رہی۔ خیال ہے کہ شاید بنی الجراح اور آل فضل ان کی اولاد میں ہوں۔ ان کی تو اولاد ختم ہو چکی ہے لہٰذا یہ ان کے قریب ترین قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ قبائل و شعوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت اور نسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن حزم طی کے انساب کے تذکرے کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب وہ یمن سے بنی اسد کے ہمراہ نکلے تو اجا اور سلمٰی کے دو پہاڑوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے ان دونوں پہاڑوں اور ان کے درمیانی علاقے کو اپنا وطن بنا لیا جبکہ بنو امدان کے اور عراق کے درمیان فروکش ہو گئے۔ ان سے بہت سے لوگوں مثلاً بنو حارثہ نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی جب کہ ان کے بھائی تیم اللہ، جیش اور اسد لڑائی کے دوران میں میلین چلے گئے اور حلب گئے جب کہ حاضر طی چلے گئے۔ انہوں نے بنی رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد کے سواء ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ یوں انہوں نے دونوں پہاڑوں میں اقامت اختیار کر لی اور پھر وہ جبلی بن گئے۔ یوں وہ اہل حلب اور حاضر طی کے لئے جو خارجہ سے تھے، سہلی بن گئے شاید انہی قبائل کے لوگوں کے بارے میں جو بنی الجراح اور آل فضل میں سے شام میں رہتے ہیں اور بنی خارجہ میں سے ہیں، ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حلب اور حاضر طی کی طرف منتقل ہو گئے تھے، کیونکہ یہ جگہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی جگہوں سے اجا اور سلمٰی کے پہاڑوں کی نسبت ان کے علاقوں سے زیادہ قریب تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ناموں کے متعلق ان میں سے کون سی بات درست ہے اس کے بعد وہ فرات کے نواح میں ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر کی پناہ میں قبائل عامر بن صعصعہ کے ساتھ نجد سے جزیرہ میں داخل

ہوئے۔ جب بنو عامر اسلامی ممالک میں پھیل گئے تو انہوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ ان لوگوں میں بنو صا
بن مرداس بھی تھے جو بنی عمر بن کلاب سے تعلق رکھتے ہیں پھر جب ان کی حکومت ختم ہوگئی تو وہ قبائل کی طرف واپس آ گئے اور فرات میں طی
سرداروں کی پناہ میں اقامت پذیر ہوگئے۔ یہ یاد رہے کہ شام و عراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب بنی ایوب العادل کی حکومت کے آ
سے 679ھ کے آخر تک رہی ہے، ہم نے اس بات کا ذکر ترکوں کی حکومت اور مصر و شام کے بادشاہوں میں کیا ہے۔ ہم نے بالترتیب ایک
بعد ایک کا ذکر کیا ہے اور ہم جلد ہی اس ترتیب کے مطابق آگے بھی ذکر کریں گے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ بنی ایوب کے عہد میں عادل کے زمانے میں
عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا اس کے بعد 630ھ میں اس کے بعد اس
بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا۔ جب قطر بن عصیہ بن فضل نے جو مصر میں ایک ترک بادشاہ تھا، اس نے تاتاریوں سے شام واپس لیا اور انہیں عین
جالوت پر شکست دی تو سلمیہ نے مہنا بن مانع کو جاگیر عطا کی، منصور بن قطفر بن شالعشاہ حاکم حماۃ کی عملداری سے اسے چھین لیا تاہم مجھے مہنا
تاریخ وفات کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔ اس نے پھر شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت مضبوط ہو جانے پر الظاہر کو حکمران بنایا۔ وہ پھر حا
خلیفہ کی مشایعت کے لئے دمشق کی طرف چلا جبکہ مستعصم نے بغداد کے عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا۔ اس نے راستوں کی حفاظت کے لئے ا
جاگیریں دیں اور اس کے عم زاد زامل بن علی بن ربیعہ کو جو آل فضل میں سے تھا، چغلی اور تاوان کے سلسلے میں قید کر لیا۔ وہ ہمیشہ عرب قبائل پر غارت
کرتا رہا تاہم انہوں نے اس کے زمانے میں صلح کر لی کیونکہ اس نے ان پر سختی کر کے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی۔ آخر کار سنہ 79 میں سنقر الاشقر
بھاگ کر اس کے پاس آ گیا تب انہوں نے ناپسندیدگی کے ساتھ مکاتبت کی اور اسے شامی حکومت کے خلاف برانگیختہ کیا۔ سنہ 84 میں عیسیٰ بن
مہنا فوت ہو گیا، اس کے بعد منصور قلاؤن نے اس کے بیٹے مہنا کو نیا حاکم بنایا پھر اشرف بن قلاؤن شام کی طرف گیا اور حمص میں فروکش ہوا۔ اس
کے بعد مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور فضل کو جو
دونوں مہنا کے بیٹے تھے، گرفتار کر لیا پھر انہیں مصر بھجوا دیا۔ جہاں انہیں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب عادل سنہ 94 میں تخت پر بیٹھا تو اس نے
انہیں قید سے رہا کیا اور وہ دوبارہ اپنی امارت پر قائم ہو گیا۔ ناصر کے زمانے میں بھی اسے نصرت و استقامت حاصل تھی لیکن وہ عراق میں تاتاری
بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ اسے غازان کی جنگوں کی کوئی بات یاد نہ تھی۔ جب اسفر اور داقوش الاخرم اور ان کے ساتھی 710
ھ میں بھاگے تو اس سے آن ملے پھر اس کے پاس سے خرشند کی طرف گئے۔ یوں وہ سلطان سے خوفزدہ ہو گیا اور منقبض ہو کر بادشاہ کے پاس جانے
سے اپنے قبائل میں اقامت پذیر ہو گیا۔ اس دوران اس کا بھائی فضل سنہ 12 میں بادشاہ کے پاس گیا، تو اس نے اس کے آنے کی رعایت کی اور
اسے اس کے بھائی مہنا کی جگہ حکمران بنا دیا۔ یوں مہنا دھتکارا ہوا باقی رہ گیا پھر وہ سنہ 16 میں تاتاریوں کے بادشاہ خرشند سے ملا تو اس نے اس کی
عزت افزائی کی، عراق میں اسے جاگیر عطا کی لیکن خرشند اسی سال فوت ہو گیا تو مہنا اپنے قبائل میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا احمد اور موسیٰ اور
اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو رضا کرتے ہوئے اور سوالی بن کراس کے پاس گئے، تو اس نے ان کی عزت کی اور انہیں قصر ابلق میں ٹھہرایا۔ اس نے
ان سے بہت حسن سلوک کیا اور یوں مہنا کو راضی کیا۔ اس نے اسے دوبارہ امارت اور جاگیریں دیدیں، یہ سنہ 17 کا واقعہ ہے۔ اسی سال اس کے
بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آل فضل کی ایک جماعت نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حج کیا پھر مہنا تاتاریوں کی طرف میلان کر کے شام جانے لگا،
جب اس بات کا پتہ سلطان کو چلا تو وہ اور اس کی ساری قوم اس پر ناراض ہو گئی۔ حج سے واپسی کے بعد سنہ 20 میں وہ شام کے دروازں کی طرف
آیا اور یوں آل فضل کو شہروں سے نکال دیا گیا ان میں سے صرف مالک کو اس کی انصاف پسندی کی وجہ سے حکومت دی گئی اور عرب قبائل پر اس نے
ان میں سے محمد کو حکمران بنایا جبکہ مہنا اور اس کے بیٹوں کی جاگیریں محمد کو دیدی گئیں۔ مہنا ایک مدت تک اسی حالت میں رہا لیکن پھر سنہ 31 میں
حاکم حماۃ افضل بن موئید کے وسیلے سے سوالی بن کر سلطان کے پاس گیا۔ اس نے اسے اس کی جاگیریں اور امارت واپس کر دی۔ مجھے مصر میں بعض
بڑے بڑے امراء نے جو اس کے آنے کو جانتے تھے، یا اس کی آمد کے سلسلے میں انہیں بتایا گیا تھا، بتایا کہ وہ اس دفعہ سلطان سے کسی بھی تحفے کو قبول
کرنے سے الگ رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دو دو جھیل اونٹنیاں اور خالص عربی گھوڑے اپنے لے کر آیا لیکن وہ ارباب حکومت میں سے کسی ایک
کے دروازے پر بھی نہیں گیا اور نہ ہی اپنی حاجات کے متعلق ان سے کوئی چیز مانگی۔ وہ پھر اپنے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 34 میں فوت ہو

گیا اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر الدین موسیٰ حکمران بن گیا اور ناصر کے مرنے کے بعد سنہ 42 میں فوت ہو گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان حکمران بنا جو سنہ 43 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر شرف الدین عیسے جو اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا بیٹا تھا، حکمران بنا پھر وہ بھی سنہ 44 میں فرس میں وفات پا گیا، اور خالد بن ولیدؓ کی قبر کے پاس دفن ہوا، اس کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا لیکن اسے مصر کے سلطان کامل بن ناصر نے سنہ 46 میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسے کو حکمران بنایا۔ بعد ازاں سیف بن فضل نے فوج اکٹھی کی تو فیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے لڑائی کی، سیف شکست کھا گیا، پھر سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ سعاروس کی کفالت میں تھا، احمد بن مہنا کو حکمران بنایا، وہ سنہ 49 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا بھائی حدار بن مہنا حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اسے حکمران بنایا لیکن پھر وہ سنہ 65 میں باغی ہو گیا اور دو سال تک مصر میں نافرمانی کی حالت میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ خبر پھیل گئی کہ وہ حماۃ کا نائب ہے لہٰذا اسے دوبارہ امارت دیدی گئی مگر وہ سنہ 70 میں باغی ہو گیا تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد زاحل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنا دیا۔ وہ حلب کے نواح میں آیا تو بنو کلاب وغیرہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شہروں میں فساد کرنے لگے۔ ان دنوں حلب پر قشتمر مستوری حکمران تھا پس وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا۔ وہ ان کے اونٹوں کو ہانک لایا اور خیموں کو پامال کر دیا۔ اب انہوں نے کمک مانگی اور اسے شکست دی، اس معرکے میں قشتمر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر الگ ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا اس کے بعد اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد معیقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنایا پھر ابن معیقل نے اپنے ساتھی کو سنہ 71 میں جبار کے لئے امان طلب کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اسے امان دی۔ بعد ازاں سنہ 75 میں جبار بن مہنا سلطان کے پاس گیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ اس کی امارت دیدی لیکن وہ سنہ 77 میں فوت ہو گیا، تو اس کا بھائی مالک حکمران بنا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر معیقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکٹھے حکمران بنے لیکن یہ دونوں ایک سال کے لئے معزول ہو گئے۔ پھر بعیر بن جابر مہنا حکمران بنا جس کا نام محمد تھا۔ وہ اس زمانے میں آل فضل اور شام کے تمام قبائل طی کا سردار ہے۔ اس دوران سلطان الظاہر اس کے عہد میں حجر بن محمد ابن قاری کے ذریعے اس سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا۔ لہٰذا وہ سلطان کی مخالفت اور بغاوت تک پہنچا۔ تاہم سلطان اپنے غلام پر اور پھر محمد بن قاری پر غالب آ گیا یوں اس نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر ان دونوں کی جگہ ان کے عم زاد محمد بن کو کتنیس اور اس کے عم زاد موسیٰ بن عساف بن مہنا کو حکمران بنایا۔ اس نے عربوں کے انتظام کو سنبھال لیا جبکہ بعیر جنگل میں الگ تھلگ رہ گیا۔ آخر وہ مال کی کمی کی وجہ سے خوراک سے عاجز بھی ہو گیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے۔ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا منصرم ہے اور اس کے سوا، کوئی رب نہیں۔

محمد بن قاری　فیاض　زاحل



باب:۲

بنی عامر بن صعصعہ کے حالات کا بیان

اب ہم اس طبقے کے بقیہ قبائل کی طرف لوٹتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ سب کے سب نجد میں رہتے تھے جبکہ بنو کلاب، خناصرہ اور ربذہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہیں دوسری طرف کعب بن ربیعہ، تہامہ مدینہ اور ارض شام کے درمیانی علاقہ میں رہتے تھے۔ بنو ہلال بن عامر طائف کی ان کھلی زمینوں میں رہتے تھے جو اس کے اور جبل غزوان کے درمیان تھیں۔ نمیر بن حامد بھی ان کے ساتھ تھے پھر جشم بھی نجد میں انہی میں محسوب ہوتے ہیں۔ یہ سب کے سب اسلامی زمانے میں جزیرہ خزانتیہ میں منتقل ہو گئے جو دریائے حران اور اس کے مضافات کا راستہ ہے۔ پھر بنو ہلال شام میں اقامت پذیر ہو گئے یہاں تک کہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے ان کے بقیہ لوگ جبل بنی ہلال میں باقی رہ گئے۔ جو ان کی وجہ سے مشہور ہے، ان میں سے اکثر آج کل کھیتی باڑی کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب بنو کلاب بن ربیعہ نے ارض حلب اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا تو بنو کعب بن ربیعہ شام چلے گئے۔ عقیل، قسر، حریش اور جعدہ ان کے قبائل میں سے ہیں، ان میں سے تین قبائل اسلامی حکومت کے زمانے میں ختم ہو گئے چنانچہ بنو عقیل کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد تمام مصر کی تعداد کے برابر تھی لہٰذا ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ صحرا میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد وہ ہر جانب میں عربوں کے ٹھکانوں کے وارث ہو گئے لہٰذا ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل بھی ہیں جبکہ بنو مالک بن عقیل نجد کی ارض تیماء میں اقامت پذیر تھے، آج کل وہ بصرہ کی جہات میں ان جھنگوں میں رہتے ہیں جو اس کے اور کوفہ کے درمیان بطائح کے نام سے مشہور ہیں۔ اب ان کی امارت بنی معروف کے ہاتھ میں ہے۔ مغرب میں بنو المنتفق کے وہ قبائل ہیں جو ہلال بن عامر کے ساتھ آئے تھے۔ وہ دراصل خلط کے نام سے معروف ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان ہیں۔ جرجانی کہتا ہے کہ سب کے سب بنی المنتفق خلط کے نام سے معروف ہیں جبکہ بصرہ کے جنوب میں ان کے قریب ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ عوف المنتفق کا بھائی ہے۔ یہ لوگ جب بحرین اور عمارہ پر غالب آ گئے تو ابوالحسن الاصغر بن تعلب کی مدد سے اس کے مالک ہوئے حالانکہ یہ ٹھکانے ازد، بنی تمیم اور عبدالقیس کے لئے تھے۔ یوں یہ ان کی زمینوں اور گھروں کے وارث بن گئے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ اسی طرح بنی کلاب نے یہ ارض یمامہ کے مالک بن گئے۔ سنہ 65 میں اس سرزمین میں ان کے بادشاہ بنی عصفور تھے۔ بنی عقیل میں سے خفاجہ عمر بن عقیل بھی تھا، یہ لوگ عراق میں جا کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے پھر اس کے مضافات کے مالک بن گئے۔ ان لوگوں کے مراتب اور تذکروں کا اب بھی بہت چرچا پایا جاتا ہے۔ یہ بہت صاحب سطوت و کثرت تھے اور آج کل دجلہ و فرات کے درمیان ملتے ہیں۔ عقیل میں سے بنو عبادہ بن عقیل بھی ہیں اور ان میں سے اجافل بھی ہیں کیونکہ عبادہ اجفل کے نام سے مشہور تھا۔ آج کل یہ لوگ بنی المنتفق کے ساتھ عراق میں اور بصرہ، کوفہ اور واسط کے درمیان بطائح میں رہتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس زمانے میں ان کی امارت میاں بن صالح کے پاس ہے جو بہت طاقتور اور بڑی تعداد والا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بنی معروف میں سے ہے جو بنی المنتفق کے بطائح کے امراء ہیں۔ یا عبادہ الاجافل میں ہے۔ یہ بنی عامر بن صعصعہ اور ان کے کہلانی، ربیعی اور مصری عربوں کے ٹھکانوں پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنو کہلان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے قبائل باقی نہیں رہے اور ربیعہ اور بلاد فارس اور کرمان سے گزر گئے ہیں، وہ اب کرمان اور خراسان کے درمیان چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کا ایک گروہ باقی رہ گیا ہے جو کوفہ کی طرف آتے ہوئے بطائح اور سیب میں اترتا ہے۔ ان میں بنو صباح بھی ہیں اور ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے مخلوط

لوگ بھی ہیں۔ آج کل ربیعہ کے امیر کا نام شیخ ولی ہے اور اوس اور خزرج کا امیر طاہر بن خضر ہے اس عہد میں دیار مشرق میں عربوں کے طبقہ ثالثہ میں سے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

بربری قوم جو یہاں رہتی تھی، اس نے افریقس بن ضیغم سے لڑائی کی تو اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلا آیا۔ لیکن وہ حمیر کے قبائل تحامہ اور ضہاجہ کو وہاں چھوڑ آیا لہٰذا وہ بربریوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں عربوں کی بادشاہی جاتی رہی پھر ملت اسلامیہ کا دور آ گیا۔ اور عرب دین کے غالب آنے سے دوسری قوموں پر غالب آ گئے۔ وہ مغرب میں چلے گئے اور اس کے دیگر شہروں کو فتح کر لیا۔ انہوں نے بربریوں کے ساتھ لڑائیوں میں بڑی شدت محسوس کی۔ اس سے قبل ابن ابی یزید نے بیان کیا ہے بارہ دفعہ مرتد ہو گئے لیکن پھر اسلام ان میں راسخ ہو گیا۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں نہیں رہے اور نہ ہی قبائل کی صورت میں اترے کیونکہ جو حکومت انہیں حاصل ہوئی تھی وہ انہیں نواح میں رہنے سے مانع تھی، وہ انہیں شہروں کی طرف لے جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ عربوں نے بلاد مغرب کو وطن نہیں بنایا۔ وہ پھر پانچویں صدی کے نصف میں مغرب میں آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ وہ پھر اپنے قبائل کے ساتھ اس کی اطراف میں پھیل گئے جیسا کہ اب ہم اس کے اسباب کو مکمل طور پر بیان کریں گے۔

بنی ہلال اور سلیم یعنی عربوں کے چوتھے طبقے کا بیان اور ان کے حالات کی روداد

ہلال اور سلیم کے بطون مضر سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمیشہ ہی صحرا نشین رہے ہیں تاہم کبھی کبھی حجاز کے بعد نجد میں ان کے مقامات، چراگاہیں ہوتے تھے۔ جبکہ بنو سلیم مدینہ کے پاس رہتے تھے اور بنو ہلال، طائف کے پاس جبل غزوان میں قیام پذیر تھے۔ بسا اوقات وہ موسم گرما اور موسم سرما کے سفر میں عراق و شام کی اطراف میں گھومتے تھے اور نواح پر غارتگری کرتے تھے۔ وہ راستوں میں فساد کرتے تھے اور جماعتوں کو لوٹتے تھے۔ بعض اوقات بنو سلیم حج کے ایام میں مکہ میں اور زیارت کے ایام میں مدینے میں حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ہی بغداد سے یعنی خلافت کی جانب سے ان پر حملہ کرنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے حملے سے بچانے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں۔ اس دوران بنو سلیم اور ربیعہ بن عامر کے بہت سے لوگ قرامطہ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ مل گئے اور بحرین اور عمان میں ایک فوج بن گئے جب ابن عبید اللہ مہدی کے شیعہ مصر اور شام پر غالب آئے تو اس وقت قرامطہ امصار شام پر غالب تھے لہٰذا عزیز نے ان سے امصار کو چھین لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل بحرین میں ان کے علاقے کی طرف واپس کر دیا بنی ہلال اور سلیم میں سے جو عرب ان کے پیروکار تھے، اس نے اس کو اٹھا کر صعید اور دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اتار دیا اور یہ وہیں اقامت پذیر ہو گئے بہر حال یہ شہروں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ جب ضہاد کا بادشاہ سنہ 408 میں قیروان سے معز بن بادیس بن منصور کے پاس گیا تو الظاہر لدین اللہ علی بن الحاکم بامر اللہ منصور بن العزیز لدین اللہ نے اپنے آباء کے طریقے کے مطابق اسے افریقہ کی حکومت دیدی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔ وہ اس کے عہد ولایت میں آٹھ سال کا نو عمر بچہ تھا جو امور کا تجربہ کار نہیں تھا اور نہ ہی سیاست سے آگاہی رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں اس میں عزت و غیرت بھی نہیں تھی۔ ستائیسویں سال میں الظاہر فوت ہو گیا اور المنتصر باللہ معز الطویل نے امر خلافت کو اس طرح سنبھالا کہ خلفائے اسلام میں کوئی بھی اس کے مقام کو نہیں پہنچ سکا۔ کہتے ہیں کہ وہ 75 سال اور بعض کہتے ہیں کہ 95 سال حکمران رہا۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ 73 سال حکمران رہا۔ کیونکہ اس کی وفات پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی ہے ان دنوں معز بن بادیس اہل سنت کے مذاہب کی طرف بہت میلان رکھتا تھا لہٰذا اس نے شیخین ابی بکرؓ اور عمرؓ کی مدد کے لیے آواز دی۔ تو عام لوگوں نے اس آواز کو سن کر رافضہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اپنے سچے اعتقاد کا اعلان کیا۔ انہوں نے شعار ایمان کا چرچا کیا اور اذان سے حی علیٰ خیر العمل کے الفاظ ختم کر دیے۔ الظاہر نے اس سے چشم پوشی کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے معز المنتصر نے عوام کے بارے میں معذرت کی جو اس نے قبول کر لی۔ پھر مسلسل اقامت دعوت اور مصالحت کے لئے کوشاں رہا حالانکہ وہ اس دوران ان دونوں کے وزیروں اور ان کی حکومتوں کے حاجب ابو القاسم احمد بن علی جرجانی سے جو ان دونوں کے امور کا بہت بڑا ماہر تھا، خط و کتابت کرتا رہا اور اسے اپنی جانب مائل کرتا رہا۔ وہ بنی عبید اور ان کے پیروکاروں سے بھی اعتراض کرتا رہا۔ جرجانی کا لقب اقلع تھا، اس لئے کہ حاکم نے کسی جرم کے سرزد ہونے کی وجہ سے اس کا قطع کر دیا تھا۔ اس دوران المنتصر

کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے لڑائی کے لئے کھڑی ہوگئی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس نے سنہ 414 میں حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ وہ چھتیسویں سال میں اللہ کو پیارا ہوگیا۔ اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیارزی نے وزارت سنبھالی جس کا اصل فلسطین کی بستیاں تھیں اور اس کا باپ وہاں پر ملاح تھا لہٰذا جب وہ وزیر بنا تو اطراف کے لوگوں نے اسے مخاطب کیا لیکن اسے محبت نہیں دی یہ بات اسے گراں گزری۔ اس دوران صاحب حلب ثمال بن صالح اور صاحب افریقہ معز بن بادلیس اس سے ناراض ہو کر اس سے منحرف ہوگئے تو معز نے قسم کھائی کہ وہ ان کی اطاعت کو چھوڑ دے گا، اور بنی عباس کی طرف اپنی دعوت کو پھیر دے گا اور بنی عبید کے نام کو مٹا دے گا۔ پھر وہ اس کام میں مشغول ہوگیا اس نے کپڑوں اور جھنڈوں سے ان کے نام مٹا دیئے اور القائم ابو جعفر بن القادر کی بیعت کر لی جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا۔ اس نے اس کا خطبہ دیا اور سینتیسویں سال میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی۔ اس نے پھر بیعت کے ساتھ آدمی کو بغداد بھیجا تو ابوالفضل بغدادی نے اس سے حسن سلوک کیا اور خلیفہ سے تقرری اور علیحدگی کے پروانے لئے۔ جب جامع قیروان میں اس کے خط کو پڑھا گیا تو سیاہ جھنڈے بلند ہوئے اور اسماعیلیہ ہیڈ کوارٹر کو گرا دیا گیا۔ اس وقت معز الخلیفہ نے جو قاہرہ میں تھا، اس نے المستنصر کو، کتامہ کے شیعوں اور حکومت کے کارکنوں کو اطلاع دی تو انہوں نے غم کے باعث خاموشی اختیار کر لی۔ یوں ہر کس و ناکس ان کی طرف متوجہ ہوگیا اور ان کے معاملے میں پھنس گیا ہلال کے یہ قبائل، جشم، اثبج، زغبہ، ریاح، ربیعہ اور عدی میں سے تھے اور صعید میں اپنے علاقوں پر مقیم تھے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ان کا ضرر عام ہوگیا اور ان کے شرارے نے ملک اور حکومت جلا کر رکھ دیا اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیارزی وزیر نے ان سے نیک سلوک کرنے، ان کے مشائخ کو مقدم کرنے اور انہیں افریقہ کے نواح کی ولایت دینے اور ان کے احکام کی تقلید کرنے کی طرف اشارہ کیا لہٰذا اس نے منہاجہ سے بھی حسن سلوک کیا، تا کہ وہ شیعوں کی مدد اور حکومت کے دفاع کا ذریعہ بنیں۔ اگر معز اور منہاجہ پر ان کی کامیابی کا خیال درست ہوجاتا تو وہ دعوت کے ساتھی اور ان دور دراز علاقوں کے عامل ہوتے لیکن ان کا ظلم خلافت کے صحن سے اٹھا اگرچہ جو کچھ بعد میں ہوا وہ دوسری خلافت نے کیا۔ صحرائی عربوں کا معاملہ دراصل منہاجہ کے معاملے سے زیادہ آسان تھا جو بادشاہ تھے لہٰذا وہ ہدیہ اور شورانہ پر غالب آگئے بعض کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ اشارہ اور فعل کیا اور عربوں کو افریقہ کی طرف بھجوایا۔ وہ ابوالقاسم جرجانی تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں لہٰذا المستنصر نے اکتالیسویں سال میں ان قبائل کی طرف اپنے وزیر کو بھیجا، ان کے امراء کو کچھ مال دیا یوں ان کے عوام میں ہر آدمی کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار ملا۔ انہیں پھر نیل پر آنے کی اجازت دی اور انہیں کہا کہ میں نے تمہیں مغرب دیا اور مغرور غلام معز بن بلکیں کو بادشاہ بنایا لہٰذا تم غریب نہیں رہو گے۔ اس کے بعد الیارزی نے مغرب کی طرف لکھا، کہ ہم نے تمہاری جانب نر گھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو سوار کروا کر بھیجا ہے تا کہ خدا تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کر دے جو ہو کر رہنے والی ہے لہٰذا عربوں نے اس وقت طمع سے کام لیا اور نیل سے گزر کر برقہ جا پہنچے پھر وہیں اتر پڑے۔ انہوں نے شہروں کو فتح کیا، انہیں لوٹا اور نیل کے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو ان شہروں میں رغبت دلاتے ہوئے خطوط لکھے لہٰذا وہ ان کو دو دو دینار دینے کے بعد ان کے پاس چلے گئے۔ جو کچھ انہوں نے لیا تھا، اس سے انہیں کئی گنا زیادہ حاصل ہوگیا۔ انہوں نے پھر شہروں کے متعلق قرعہ ڈالا تو سلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا۔ انہوں نے پھر الحمراء اجدابیہ اور اسمرار کے شہروں کو برباد کر دیا۔ یوں سلیم اور اس کے حلیفوں رواحہ، ناصرہ اور عمرہ کے دلوں میں برقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور دیاب، عرف اور زغب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون ٹڈی دل کی طرح افریقہ کی طرف چل پڑے۔ یہ جس چیز کے پاس سے گزرتے اس کا خاتمہ کر دیتے یہاں تک کہ تینتالیسویں سال میں افریقہ پہنچے۔ ان کے پاس سب سے پہلے جو آدمی پہنچا وہ ریاح کا امیر موسیٰ بن یحییٰ صنبری تھا، معز نے اسے اپنی طرف مائل کیا اور اسے اپنے لئے چن لیا۔ اس نے پھر اس سے رشتہ داری کی اور وہ اپنے عزادوں کے نواح پر قوت دلانے کے لئے اپنے وطن کے اطراف سے آئے ہوئے عربوں کو بلانے میں اس کا جانشین بن گیا۔ اس نے پھر بستیوں سے مدد مانگی، انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں میں خرابی پیدا کر دی اور زمین پر فساد برپا کر دیا۔ انہوں نے خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ لگایا، تو اس نے منہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ معز اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصے سے بھڑک اٹھا، اس نے پھر موسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے پھر داد خواہ کو اپنے عم زاد صاحب القلعہ قائد بن حامد بلکین کی طرف بھیجا لہٰذا اس نے اسے ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا جو اس نے اس کی طرف بھیج دی۔ اب وہ زناتہ سے الگ ہوگئے اور مستنصر بن حزور المغراوی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے

پاس پہنچ گیا جو افریقہ کے صحرا میں زناتہ کے مسافروں کے ساتھ رہتا تھا وہ ان کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا۔ مشرف نے اس فوج، اس کے اتباع وحشم، ساتھیوں اور فتح کرنے والے عربوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ کوچ کیا۔ مزید اس نے زناتہ اور بربریوں کو اکٹھا کیا اور لاتعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب گیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ ریاح، زغبہ اور عدی حیدران فاس کی جانب تھے۔ جب فریقین آپس میں گتھ گئے تو فتح کرنے والے عربوں میں سے باقی رہ جانے والے لوگ چپکے سے کھسک گئے اور قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلالیوں کی طرف چلے گئے۔ اس دوران زناتہ اور منہاجہ نے بھی اس سے غداری کی یوں معز کو شکست ہوئی اور وہ خود اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ عربوں نے اس کے سارے مال ومتاع ذخائر، خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ لیا اور لاتعداد لوگوں کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ منہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی۔ اس بارے میں علی بن رزق الریاحی کہتا ہے اور بعض دوسرے بھی کہتے ہیں کہ یہ اشعار ابن شداد کے ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

”وہاں پھر پرامیم کے سوار حاضر ہوئے جو سواریوں کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ جلدی کر رہے تھے۔ اور ابن بادیس بہترین مالک تھا مگر میری زندگی کی قسم اس کے پاس جوان نہیں تھے، اسی لئے ان میں سے تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دیدی اور یہ ایک بڑی تباہی کی بات ہے۔“

انہوں نے پھر قیروان میں اس سے مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ لمبا کر دیا یوں قیروان کی بستیاں اور نواحی علاقے عربوں کے خرابی ڈالنے، ان کے پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام لینے کے باعث تباہ برباد ہو گئے۔ لوگ پھر قیروان میں پناہ لینے لگے لہٰذا انہوں نے لوٹ مار کو زیادہ کر دیا اور محاصرے میں شدت کر دی تو اہل قیروان تونس کی طرف بھاگ گئے۔ اب زغبہ اور ریاح قیروان میں گھر گئے تو موسیٰ، شہر کے میدان کے قریب اترا۔ آل زیر میں سے قرابت اور اعیاص بھاگ گئے لہٰذا موسیٰ نے ان کو قابس وغیرہ کا حکمران بنا دیا پھر انہوں نے قسطنطینہ کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عامل بن ابی سے لڑائی کی اور زناتہ اور مغراوۃ کو لوٹا۔ وہ پھر واپس آ گیا اور چھیالیسویں سال میں عربوں نے افریقہ کے شہروں کو تقسیم کر لیا۔ زغبہ کو طرابلس اور اس کے نواح کا علاقہ ملا جبکہ مرداس بن ریاح کے حصہ میں باجہ اور اس کے نواحی علاقے آئے۔ انہوں نے دوبارہ شہروں کو تقسیم کیا تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا اور یہ لوگ ریاح، زغبہ، معقل، جشم، قرہ، اثبج اور سفیان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب کہ المعز کے ہاتھ سے حکومت چلی گئی اور عائذ بن ابی الغیث تونس شہر پر غالب آ گیا۔ اس نے اسے چھین لیا۔ ابو مسعود نے پھران کے شیوخ میں سے مومہ کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے معز کو گورنر بنایا۔ وہ اپنی بیٹیوں کے ذریعے تین امرائے عرب کا سسر یعنی فارس بن ابی الغیث کا، اس کے بھائی عائذ کا اور فضل بن ابی علی مرادی کا اور اس کا بیٹا تمیم اڑتالیسویں المہدیہ کی طرف آیا۔ وہ اس کے بعد نویں سال بھی آیا اور اسے عرب دامادوں کی طرف بھجوایا گیا تھا، وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ جاملا۔ انہوں نے اس کی اتباع کی اس نے بحر اور ساحل پر سوار ہو کر اہل قیروان کی اصلاح کی لہٰذا انہیں اس کے بیٹے منصور نے اپنے باپ کے حالات بتائے، وہ حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر چلے تب عرب بھی آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے لوٹ لیا، عمارتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے حسن اور جمال کے نشانات کو برباد کر دیا۔ انہوں نے اس کی کمائی کے مقامات کا صفایا کر دیا، آل بلکین کے محلات کا نام ونشان مٹا دیا اور دیگر حرمت والی چیزوں کو بھی لوٹ لیا۔ یوں اس کے باشندے متفرق علاقوں میں منتشر ہو گئے، مصیبت بڑھ گئی اور بیماریاں پھیل گئیں۔ یوں علاج مشکل ہو گیا، وہ پھر المہدیہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اتر کر انہوں نے نافع چیزوں کو روک کر راستوں میں خرابی پیدا کر کے شہر کا ناطقہ بند کر دیا۔ وہ پھر منہاجہ کے بعد زناتہ سے لڑے اور نواح میں ان پر غالب آ گئے۔ ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ صاحب تلمسان نے جو محمد بن خزر کی اولاد سے تھا، اور اس کی فوج نے اس دوران انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفۃ الیفرنی کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور طویل لڑائیوں کے بعد اسے قتل کر دیا۔ یوں افریقہ کے حالات خراب ہو گئے، بے آبادی ہو گئی اور راستے کے حالات بگڑ گئے۔ اس وقت زناتہ اور بربریوں میں سے مضافات کی سرداری بفرق مغراوۃ، بنی بادلداور بنی کومان کے لئے تھی۔ عرب اور زناتہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے، یہاں تک کہ منہاجہ اور زناتہ افریقہ کے مضافات اور الزاب پر غالب آ گئے جب کہ منہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے۔ انہوں نے جو بربری وہاں رہتے تھے انہیں دھتکایا اور انہیں غلام اور خادم بنا کر باجہ لے گئے ان عربوں میں وہ جوان بھی تھے جو افریقہ میں داخل ہونے کے وقت یہاں آئے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑا آدمی حسن بن سرخان اور اس کا بھائی بدر اور

فضل بن ناهض بھی تھے، یہ لوگ در ید بن اثبج، ماضی بن مقرب، نیونہ بن قرہ اور سلامہ بن رزق کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو بنی کبیر میں سے تھ اور کرفہ بن اثبج کے بطون سے تھا۔ جبکہ شاقہ بن احیمر اور اس کے بھائی صدصیل کو ان سب نے بنی عطیہ کی طرف نسبت دی ہے جو کوفہ اور دیاب بن خانم سے تھے، اگر چہ وہ اسے بنی ثور اور موسیٰ بن یحییٰ سے منسوب کرتے ہیں جبکہ وہ اسے مرداس ریاح نہ کہ مرداس سلیم سے نسبت دیتے ہیں لہٰذا اس بارے میں غلطی سے بچئے، حالانکہ وہ بنی صغیر میں سے ہے جو مرداس ریاح اور زید بن زیدان کا بطن ہے جبکہ وہ اسے ضحاک اور ملیجان بن عباس سے نسبت دیتے ہیں اور وہ اسے حمیر اور زید الحجاج بن فاضل سے نسبت دیتے ہیں۔ دراصل ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے افریقہ میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ فارس بن ابی الغیث اور اس کے بھائی عامر اور فضل بن ابی علی کو مورخوں نے مرداس الھی سے منسوب کیا ہے، یہ سب لوگ اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ زیاد بن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان کا پیشرو تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا نام ''ابوالخیر'' رکھتے ہیں۔ اس عہد میں جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے، ان کے قبائل ذغبہ، ریاح، اثبج اور قرہ تھے، یہ سب کے ہلال بن عامر سے تھے، بعض اوقات بنو عدی کا بھی ان میں ذکر کر دیا جاتا ہے مگر ہم ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اس عہد میں ان کا کوئی مشہور قبیلہ موجود ہے۔ شاید وہ معدوم ہو گئے ہیں اور متفرق قبائل میں منتشر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کا بھی ان میں ذکر کیا گیا ہے مگر ہم اس عہد تک ان سے بھی واقف نہیں ہوئے۔ دراصل جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ان کا نسب بڑا پیچیدہ ہے اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ اور اشجع کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو غطفان، جشم، بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور سلول بن مرۃ بن صعصعہ بن معاویہ کے بطون سے ہیں جبکہ مقعل، یمنی اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بنی ثور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البکا بن عامر بن صعصعہ اور عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان کے بطون سے ہے اور طرود، فہم بن قیس کے بطن سے ہے اگر چہ یہ سب کے سب ہلال اور خصوصاً اثبج میں شامل ہیں کیونکہ ان کے دخول کے وقت، سرداری اثبج اور ہلال کو حاصل تھی لہٰذا یہ ان میں داخل ہو گئے اور انہیں میں شمار ہونے لگے۔ ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے الیازوری یا الجرجانی کے عہد میں نیل پار کیا تھا، یہ لوگ اس سے قبل عبیدی کے زمانہ میں برقہ میں تھے، برقہ میں منہاجیوں کے ساتھ ان کے متفرق واقعات ہیں اس دوران انہیں عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے :

''ہم نے ان کا قرب طلب کیا۔ دراصل بلاعیب جزیل ان عربوں میں سے ہے جن کا جما ہوا بادل بہت برسنے والا ہے۔ یوں ایک گھرانے کا معاملہ واضح ہو گیا ہے اور اس کے درمیان طرود ہے جو اس کے قریب ہے۔ ایک دفعہ تین ہزار آدمی مر گئے اور اب ہم میں سے چار ان کے جگروں کا علاج کر رہے ہیں۔''

ایک دوسرا شاعر ان میں سے یہ کہتا ہے کہ:

''اے میرے خدا مخلوق کو سخت مصیبت سے پناہ دے مگر کچھ تھوڑے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ نہیں دیتا، پناہ لے لی ہے۔ اس کے علاوہ قرہ صناف اور اس کے اصل دیم کو ان جنگلوں میں جانے کے لئے مخصوص کر جن کی طرف تو اشارہ کرتا ہے۔''

اس نے ان کے نسب کو صناف میں بیان کیا ہے، ہلال صناف ہیں یہ صرف عبد مناف ہے اگر چہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاکم کے زمانے میں ان کا شیخ مختار بن قاسم تھا، جب حاکم نے یحییٰ بن علی اندلسی کو فلفول بن سعید خزورق کی مدد کے لئے منہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ بنی خزورق کے حالات میں کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کیا، یوں وہ طرابلس پہنچ گئے۔ انہوں نے یحییٰ بن علی کو شکست دی اور برقہ کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا مگر وہ محفوظ ہو گئے۔ پھر اس نے انہیں امان بھیجی تو ان کا وفد اسکندریہ پہنچا اور سنہ 394 میں وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم ولید بن ہشام بھی تھا جو بنی امیہ کے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے اجداد کی حکومت کے اختیار میں ہے اس کی اس بات کو مزاتہ، زناتہ اور لواتہ کے بربریوں نے قبول کر لیا اور پھر اس کی شان کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ بنو قرہ اور اس کے لوگوں نے اسے پچانویں سال خلیفہ مقرر کر دیا اور برقہ شہر پر غالب آ گئے جب حاکم کی فوج ان کے مقابلہ پر گئی تو انہوں نے انہیں شکست دی اور ولید بن ہشام اور ان کا تر کی راہنما قتل ہو گیا۔ وہ پھر اسے مصر لے آئے اور شکست کھائی وہ سوڈان کے ملک میں ان کے علاقے میں گیا لیکن انہوں نے

اس کے عہد کو توڑ دیا اور مصر لا کر قتل کر دیا۔ تاہم بنی قرہ کا یہ گناہ انہیں معاف کر دیا گیا اور جب سنہ 402 کا سال آیا تو انہوں نے منہاجہ کے بادشاہ بادیس بن منصور کے ہدیہ کو جو افریقہ سے مصر آ رہا تھا، روک کر قبضے میں لے لیا اور برقہ پر چڑھائی کی وہ وہاں کے عامل پر غالب آ گئے اور وہ سمندر میں چلا گیا، یوں یہ برقہ پر قابض ہو گئے اور برقہ میں ہمیشہ ان کی یہی کیفیت رہی۔ جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جوز غبہ، ریاح اور اثبج سے تعلق رکھتے تھے، ان کے اتباع میں، افریقہ پر چڑھائی کی تو چڑھائی کرنے والوں میں ان کا شیخ ماضی بن مقرب بھی موجود تھا، جس کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے۔ ان ہلالیوں کے افریقہ میں داخلہ کے بارے میں کئی طریقوں سے مختلف خبریں بیان ہوئی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شریف بن ہاشم جو حجاز کا حکمران تھا اور جسے شکر بن ابی الفتوح کہتے تھے، اس نے حسن بن سرحان کو اپنی بہن جازیہ دے کر مصاہرت کی اور اس سے اس کی شادی کر دی۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد تھا، اتنے میں شریف اور ان کے درمیان ناراضگی اور لڑائی ہو گئی تو انہوں نے نجد سے افریقہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے پھر جازیہ کو واپس لینے کے لئے اس کے خلاف حیلہ بازی کی لہٰذا جازیہ نے اپنے والدین کی ملاقات متعلق اس سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے ان کی ملاقات کروائی وہ اس کو ساتھ لے کر ان کے خیموں کی طرف گیا۔ لہٰذا وہ اسے اور جازیہ کو لے کر کوچ کر گیا اس نے اس سفر کو پوشیدہ رکھا۔ اس نے اسے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ وہ صبح صبح شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جائیں گے لہٰذا اسے ان کے سفر کر جانے کا پتہ نہیں چلا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کی جگہ کو چھوڑ گئے اور ایسے علاقے میں چلے گئے جہاں اس کا حکم ان پر نہیں چل سکتا تھا، یوں وہ اسے چھوڑ گئے اور وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ اس کے دل میں پھر جازیہ کی محبت کی بیماری سرایت کر گئی اور وہ بھی اس کے بعد اس کی محبت میں دکھ برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک فوت ہو گئی۔ اس کے واقعات کو لوگ ایسے رنگ میں نقل کرتے ہیں جس سے قیس اور کثیرہ کے واقعات بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس کے واقعات کو صحیح طور پر بیان کرتے ہیں مگر ان میں مصنوعی اور جھوٹے واقعات بھی ہیں جن میں بلاغت کی کسی بات کو نہیں چھوڑا گیا حالانکہ اس واقعہ کو بلاغت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی کتاب اول میں بیان کیا ہے۔

ہاں اس شہروں کے خاص اہل علم اس کی روایت سے بے رغبتی کرتے ہیں، اور اس کے اعراب کی غلطیوں کی وجہ سے اس سے برا مناتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اعراب، بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب بلاغت کی اصل ہے۔ یہ روایت دراصل اعراب کے مطابق نہیں اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے۔ اس کے علاوہ ان میں صحت روایت کا فقدان پایا جاتا ہے، اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس کی روایت درست ہوتی تو اس میں زنانہ کے ساتھ ان کی لڑائیوں کے واقعات، ان کے جوانوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے بہت سے احوال کے شواہد موجود ہوتے لیکن ہم اس کی روایت پر یقین نہیں کرتے۔ دراصل بعض اوقات عقلمند آدمی بلاغت سے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ واقعہ مصنوعی ہے اور پھر اس پر بناوٹ کی تہمت لگاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ جازیہ اور شریف کے واقعے کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں۔ شاید اس واقعے پر کوئی نکتہ چینی کرنے والا اور اسے شک کی نگاہ سے دیکھنے والا ان کے نزدیک جنون اور خلل مفرط سے متہم ہو جائے کیونکہ یہ واقعہ ان کے درمیان تواتر سے ثابت ہے۔ یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں، ہواشم میں سے تھا اور اسے شکر بن ابی الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی اکرام بن موسیٰ الجون بن عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ابوالفتوح وہ شخص ہے جس نے حاکم عبیدی کے زمانے میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بنوالجراح نے جو شام میں، طی کے امراء ہیں، اس کی بیعت کی، اس کے متعلق انہوں نے آدمی بھیجے اور یہ ان کے قبائل تک پہنچا، اس کے بعد سب عربوں نے اس کی بیعت کر لی پھر ان پر حاکم عبیدی کی فوجیں غالب آ گئیں اور یہ مکہ واپس آ گیا اور سنہ 430 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران بنا جو 53 ویں سال فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا جس کے متعلق ہلالیوں کا خیال ہے کہ وہ جازیہ کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ یہ بات علویوں کے حالات میں پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ ابن حزم نے بھی اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سلیمانیوں میں سے ہے، جو محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن النبط کی اولاد میں سے ہے اور جس کی بیعت ابوالزاب شیبانی نے ابن طباطبا کے بعد کی تھی اسے الناہض بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ میں آیا پھر حجاز پر قابض ہو گیا۔ اس کے ملک کی حکومت اس کے بیٹوں میں قائم رہی۔ یہاں تک کہ یہ ہواشم غالب آ گئے جو حسن و حسین کے قریبی جد ہیں اور ہاشم اعلیٰ دیگر شرفا کے درمیان مشترک ہے لہٰذا اس کا

نام ایک کو دوسرے سے تمیز دینے کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا۔ اس کے عہد کے ہلالیوں میں سے میں جس پر اعتماد کرتا ہوں اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے شریف شکر کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور وہ ارض نجد میں فرات کے نزدیک ایک جگہ ہے۔ اس عہد میں اس کا ایک بیٹا بھی وہاں پر مقیم ہے۔ باقی واللہ اعلم۔

ان کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب جازیہ افریقہ کی طرف چلی گئی اور شریف سے الگ ہوگئی تو اس نے اس کے پیچھے آدمی بھیجے جن میں ماضی بن مقرب بھی تھا جو درید کے جوانوں میں سے ہے۔ مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے اچھے جوانوں کو مقرر کیا اور ان کے امور کو ان کے سپرد کیا لہٰذا اس نے موسیٰ بن یحییٰ مرداسی کو قیروان اور باجہ پر، زغبہ کو طرابلس قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسطینہ پر مقرر کیا۔ جب رفتہ رفتہ منہاجہ شہروں پر غالب آ گئے تو رعایا کو شہروں میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ عربی نسل کو جب سے یہ وہاں موجود تھی کوئی مرتب اور منظم کرنے والا نہیں تھا لہٰذا انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا۔ وہ پھر مضافات میں جا کر قابض ہو گئے اور رعایا نے لوٹ مار، فساد اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے بڑی تکالیف اٹھائی۔ جب منہاجہ غالب آئے تو زناتہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی ہونے کی وجہ سے بہت جنگجو اور بہادر تھے لہٰذا انہوں نے ان سے لڑائی کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اب صاحب تلمسان نے بنی خزر سے اپنے قائد ابوسعدی فتری کو تیار کیا لہٰذا ان کے اور اس کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک انہوں نے اسے الزاب کے نواح میں قتل کر دیا اور وہ تمام مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد زناتہ، افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت سے عاجز آ گئے، ان کے درمیان جبل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو مغرب الاوسط کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے، رن پڑ زبردست لڑائی ہوئی تو انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے، یوں منہاجیوں نے ان سے نہایت ذلت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اکیلے ہی علاقوں کے مالک ہوں گے اور ان کا کچھ تعلق بھی نہیں ہوگا۔ اب ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور اثبج نے ریاح اور زغبہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران قلعہ کے حاکم قاصر بن عباس نے ان کی مدد کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور زناتہ کو بھی اکٹھا کر لیا۔ ان لوگوں میں معز بن زیری فاس کا حاکم بھی شامل تھا جو مغرادہ میں سے تھا، ان سب لوگوں نے ارس میں پڑاؤ کیا۔ اس کی وجہ سے ریاح اور زغبہ بھی ان سے آ ملے۔ اب معز بن زیری مغرادی نے قاصر اور منہاجہ کے ساتھ دسیسہ کاری سے ایک چال چلی، انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا لیکن معز بن بادیس حاکم قیروان نے انہیں شکست دیدی تو عربوں اور زناتہ نے قاصر اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کا بھائی قاسم قتل ہو گیا۔ وہ قسطینہ کی طرف بھاگ گیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا وہ پھر قلعہ میں چلا گیا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا، اس کی دیواروں اور چھتوں کو خراب اور برباد کر دیا اور وہاں کے شہروں کو بڑے برے طریقے سے لوٹ لیا۔ انہوں نے طنبہ اور مسیلہ کو برباد کیا اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور پھر گھروں، بستیوں اور شہروں کو چٹیل میدان بنا دیا انہوں نے وہاں کے پانی کو زمین میں جذب کر دیا اور درختوں کا ایندھن بنا دیا، زمین میں فساد کیا اور افریقہ اور مغرب میں منہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے انہیں حاکم بنا دیا جو ان کی جوانب کی نگرانی کرتے اور ان کی گھات میں بیٹھتے تھے اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے تھے۔ ان کا مسلسل یہی رویہ رہا یہاں تک کہ قاصر بن علناس نے قلعے کی سکونت چھوڑ دی۔ اس نے پھر ساحل پر بجایہ شہر کی حد بندی کی اور وہیں اپنا ذخیرہ بھی لے گیا۔ اس نے اسے اپنی رہائش کے لئے تیار کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس قوم کے ظلم اور فساد سے بھاگ کر پہاڑوں کی رکاوٹوں اور راستوں کی دشواری کے باوجود اپنی سواریوں پر نواح میں آ گیا، انہوں نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور قلعے کو چھوڑ دیا وہ باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے اثبج کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے پھر اثبج کی جمعیت منتشر ہو گئی اور منہاجہ کے جانے سے ان کی حکومت بھی جاتی رہی۔ جب مغرب کی دوسری حکومتوں پر سنہ 541 میں موحدین غالب آ گئے تو موحدین کے شیخ عبدالمومن نے افریقہ کی طرف رفتہ رفتہ چڑھائی کی۔ اس دوران الجزائر میں اس عہد کے دو امیر ابوالجلیل شاکر امیر اثبج اور حیاس بن مسیغر جو جشم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ لہٰذا یہ ان دونوں کو اچھی طرح ملا اور انہیں اپنی قوم پر سردار بنا دیا پھر وہ خود سیدھا آگے چلا گیا اور انٹھویں سال میں بجایہ کو فتح کر لیا۔ اس دوران منہاجہ کی دعوت پر ہلالی عربوں نے گڑبڑ کر دی۔ ان میں ریاح کا امیر محرز بن زیاد بن بادخ بھی تھا جو بنی علی بن ریاح کے ایک بطن سے تھا لہٰذا موحدین کی فوجیں انہیں ملیں اور ان کا رہنما عبداللہ بن عبدالمومن تھا، انہوں نے آپس میں دوستی کر لی اور موت کے گھاٹ

میں بھی ان کے پاؤں ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد چوتھی بار ان کی جمعیت باغی ہوگئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے، انہوں نے ان کے اموال کو لوٹ لیا، ان کے مردوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔ محض سبتہ تک ان کا پیچھا کیا۔ اس کے بعد انہیں ہوش آ گیا اور وہ موحدین کے غلبے کے سامنے بے بس ہوکر ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ یوں وہ ان کی اطاعت میں لگ گئے۔ اب عبدالمومن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت پر قائم رہے۔ موحدین انہیں ہمیشہ اپنے اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بعض اوقات انہیں شعروں میں مخاطب کرتے لہٰذا انہوں نے عبدالمومن کے ساتھ اس کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات دیئے، جیسا کہ ان کی حکومت کے واقعات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اور وہ پھر ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنو غانیہ المسوفیون نے جو میورقہ کے امراء تھے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنے جنگی جہازوں کے بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب چلے گئے۔ انہوں نے سنہ 581 میں منصور کی حکومت کے آغاز میں اسے حاصل کر لیا اور موحدین کی اطاعت ترک کرنے سے پردہ اٹھایا۔ انہوں نے پھر عربوں کو بھی اس کی دعوت دی لیکن وہ اپنی عادت پر جمے رہے اور جشم اور ریاح کے قبائل اور جمہور اثبج نے جو ان ہلالیوں میں سے تھے، اس کی بات کو بہت جلد قبول کیا۔ تاہم جب موحدین کی فوجوں نے ان کے ظلم کو روکنے کے لئے افریقہ کی طرف حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آ ملے، وہ بھی انہیں میں شامل تھے۔ جبکہ بنو غانیہ فاس چلے گئے اور ان کے ساتھ سب جشم اور ریاح کے لوگ تھے۔ ان کے ساتھ ان کی تمام مسوتی قوم اور ان کے لمتونی بھائی بھی علاقوں سے آ ملے اور اس دعوت عباسی سے متمسک ہو گئے جس کے امراء مغرب میں بنو تاشفین تھے۔ انہوں نے اس دعوت کو اپنے نزدیک کے متفرق قبائل میں قائم کیا اور فاس میں اتر کر بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے ابن غانیہ کو سردار مقرر کر دیا اور اسے موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کی اجازت دیدی۔ جلد اس کے پاس بنی سلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلالیوں کے اجازت ملنے پر افریقہ آ ئے۔ قراقوش ارمنی نے اس سلسلے میں ان کی مدد کی۔ ہم اس کے حالات کو المیر وتی کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد علی بن غانیہ کے لئے عرب و عجم اور ملثمین کی سب فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے نواحی علاقوں پر غلبہ پالیا اور بلاد جرید کو فتح کر لیا، یوں وہ قفصہ، نوراور نفطہ پر قابض ہو گیا۔ مراکش سے منصور، مغرب کی قوموں، زناتہ، مصامدہ اور زغبہ کو جو ہلالیوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جمہور اثبج کو مقابلے کے لئے کھینچ لایا۔ لہٰذا یہ لوگ محض عمرہ میں جو قفصہ کی جہات سے ہے، اس کے ہراول دستے پر ٹوٹ پڑے پھر وہ تونس سے ان کی طرف رفتہ رفتہ بڑھا تو انہیں شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف بھگا دیا۔ اس نے بلاد قسطنطینہ، ناسی اور قفصہ کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اس کے بعد ہلالیوں میں سے جشم اور ریاح کے قبائل نے دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی دعوت کی پناہ لے لی لہٰذا اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا اور جشم کو بلاد تامسنا اور ریاح کو بلاد ہبط اور ازغا میں اتارا جو سواحل طنجہ سلا تک کے علاقے کے قریب ہی واقع ہے۔ جب سے ہلالی افریقہ اور اس کے نواح پر غالب آئے ہیں لحوم، بلاد تاتہ میں ہے۔ علاوہ ازیں مصاب کا علاقہ، صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان جہاں پر وہ محلات ہیں جنہیں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ ان کے قبائل میں سے جو شخص اس خطے کا والی ہوا ہے، اس کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے۔ یہ یاد رہے کہ بنو یادین اور زناتہ جو بنو عبدالواد ہیں اور توجین اور مصاب اور بقور اور ردال اور بنو راشن موحدین کی حکومت کے آغاز ہی سے ان کے پیروکار تھے وہ اپنے امثال بنو مرین وغیرہ سے ان کے زیادہ قریب تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا وہ دراصل مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے۔ جہاں زناتہ کا کوئی آدمی قریب نہیں رہتا تھا۔ وہ گرمی کے سفر میں ان کے مابین گھومتے رہتے تھے کیونکہ ان کے سوا کسی آدمی کو وہاں پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی گویا وہ موحدین کی فوج اور ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے ان دونوں ان کے معاملات صاحب تلمسان کی طرف جاتے تھے جو قرابہ کا سردار تھا۔ زغبہ کا یہ قبیلہ بنی یادین کے ساتھ اس وقت اترا تھا جب وہ اپنے ہلالی بھائیوں سے علیحدہ ہوئے تھے اور ان کے گروہ کی طرف آ گئے تھے۔ اس کے بعد یہ سب کے سب مصاب سے جبل راشد تک مغرب الاوسط کا مقصود بن گئے حالانکہ اس سے قبل ان کے حصہ میں قابس اور طرابلس آئے تھے ان کی پھر اولاد حزدرق جو طرابلس کے حکمران تھے۔ ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے سعد بن عزرون کو قتل کر دیا۔ یہ ان دوسرے وطن میں مشہ بن غانیہ کے ساتھ آئے اور اس سے موحدین کی طرف منحرف ہو گئے بعد ازاں ان کے اور بنی یادین کے درمیان ہمسائیگی، وطن کے دفاع، دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے انسے

بچانے کے لئے معاہدہ ہوا اور وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہے۔ اس دوران زغبہ، صحراؤں میں اور بنو یادین ٹیلوں اور مضافات میں اقامت پذیر ہو گئے، پھر ریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلا وہبط سے بھاگ کر بلاد طرابلس میں آ گیا، وہ قبائل بنی سلیم میں سے زغب و ذناب کے ہاں مہمان اترا اور مراقش بن ریاح کے پاس پہنچا۔ جب اس نے طرابلس کو فتح کیا تو وہ اس کے ساتھ گیا۔ اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس دوران المیر وقی کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اسے شکست دی۔ اس نے اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک گروہ نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا بیٹا عبداللہ اور اس کا عم زاد حرکات بن ابی الشیخ بن عساکر بن سلطان اور قرہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ بھی تھا لہٰذا انہیں قتل کر دیا گیا جب کہ یحییٰ بن غانیہ صحرا میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ بعد از اں ہلال اور سلیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ حالات مسلسل ایسے ہی رہے۔ اب ہم ان کے حالات، ان کے امور کے عواقب کا تذکرہ اور ان کے ایک ایک فرقے کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس زمانے میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ جو قبیلے ان میں سے ختم ہو چکے ہیں، ہم ان کے تذکرے کو سمیٹ دیں گے اور اثبج کے ذکر سے ابتداء کریں گے کیونکہ انہیں منہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے سرداری حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں بتا چکے ہیں اس کے بعد پھر ہم جشم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ریاح اور زغبہ اور معقل کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے دشمنوں میں سے ہیں پھر ہم سلیم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ اور خلق تقدیم اللہ ہی کے لئے ہے۔

ہلال بن عامر سے تعلق رکھنے والے اثبج اور ان کے بطون کی روداد جن کا تعلق چوتھے طبقے سے ہے

ہلالیوں میں سے اثبج زیادہ تعداد اور زیادہ بطون والے تھے۔ یعنی انہیں ان سب پر فوقیت حاصل تھی۔ ان میں سے ضحاک، عیاض، مقدم، لطیف، درید اور کرفہ وغیرہ تھے جو ان کے نسب میں نمایاں ہوتے رہے اور درید میں بطنان اور عتر تھے۔ وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ اثبج، بن ابی ربیعہ ابن نہیک بن ہلال ہے اور کرفہ اثبج کا بیٹا ہے۔ ان کی بڑی جمعیت اور طاقت تھی اور یہ افریقہ میں داخل ہونے والے تمام ہلالیوں میں سب سے زیادہ قبائل والے تھے۔ ان کے ٹھکانے جبل کے قبائل والے تھے۔ جب کہ ان کے ٹھکانے جبل کے مقابل یا سرقیہ کی کسی چوٹی پر تھے۔ جب افریقہ میں اثبج کی حکومت قائم ہو گئی تو منہاجہ نے مضافات پر غلبہ پا لیا تب ان کے درمیان لڑائی برپا ہو گئی اور واقعہ یہ ہوا کہ حسن بن سرحان جو درید قبیلے سے تھا، اس نے شبانہ بن احیمر کو دھوکے سے قتل کر دیا جو کرفہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اب کرفہ اس کے پیچھے پڑ گئے پھر اس کی بہن جازیہ نے اپنے خاوند ماضی بن مقرب بن قرہ کو ناراض کر دیا اور اپنے بھائی کے ساتھ آ ملی۔ بھائی نے اسے خاوند کے پاس جانے سے روک دیا لہٰذا قرہ اور کرفہ، حسن اور اس کی قوم سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ عیاض نے ان کی مدد کی اور یہ جنگ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک جاری رہی جسے شبانہ بن احیمر کی اولاد نے قتل کیا۔ یوں اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد درید کو، کرفہ اور عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہو گیا اور لڑائی مسلسل ان کے درمیان جاری رہی، یوں ان کی حالت ابتر ہو گئی اور موحدین کی حکومت آ گئی وہ اسی پراگندہ حالی اور جنگی کیفیت میں تھے اور ان کے بطون کی منہاجہ کے ساتھ دوستی تھی لہٰذا جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا، تو ان میں سے عاصم، مقدم اور قرہ اور جشم میں سے ان کے پیروکار مغرب کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ریاح کو افریقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے قسطنطینہ کے نواح پر با آسانی قبضہ کر لیا جبکہ ان کا شیخ مسعود بن زمام، مغرب سے ان کی طرف واپس چلا گیا۔ لہٰذا زواودہ امراء اور حکومتوں پر غالب آ گئے۔ ان پر ان کا برا اثر پڑا اور یہ بقایا اثابج پر بھی غالب آ کر الزاب کی بستیوں میں اتر گئے اور لڑائی سے رک گئے۔ انہوں نے بستیوں اور قلعوں کو اپنا وطن بنا لیا اور جب بنو ابی حفص نے زواودہ سے عہد شکنی کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو گا تو بنی سلیم کو ان پر بہت غصہ آیا، انہوں نے انہیں قیروان میں اتار دیا۔ اور اثابج کے بطون میں سے کرفہ کو چن لیا۔ جو ریاح سے برسر پیکار تھے۔ اس وجہ سے حکومت نے انہیں مشرقی جانب کا ٹیکس دیا جو اوراس اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا تھا جہاں پر ان کے سرمائی محل تھے۔ جب ان کی حکومت کی ہوا اکھڑ گئی، اس کی جدت کہنہ ہو گئی اور ریاح کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا تو وہ میدانوں میں لڑنے والوں پر غالب آ گئے اب کرفہ جبل اوراس پر آ اترے جہاں پر ان کی جاگیریں تھیں لہٰذا وہ زچ ہو کر

متفرق طور پر یہاں پر ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر اسے وطن بنالیا تاہم بسااوقات ان کے بعض آدمی الزاب کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق بیان کریں گے اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سب سے اول بنو محمد بن کرفہ ہیں اور یہ کلیبہ کے نام سے معروف ہیں جبکہ سعیب بن محمد بن کرفہ بن کلیب کی اولاد الشبہ کے نام سے معروف ہے۔ دوسری طرف صبیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد الصحتہ کے نام سے معروف ہے۔ سرحان بن فاضل کی اولاد السرحانیہ کے نام سے معروف ہے، یہ لوگ اصیل ہیں اور جبل اوراس کے جو الزاب کے قریب ہے، یہودی بن کر اپنا وطن بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد نافت بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفہ میں سرداری حاصل ہے۔ انہیں سلطان نے کئی جاگیریں دی ہوئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ان کے تین قبیلے ہیں: اولاد مساعد، اولاد ظافر اور اولاد قطعیہ جبکہ سرداری اولاد مساعد کے ساتھ مخصوص ہے جو علی بن جابر بن فتاح بن مساعد بن ثابت کی اولاد میں ہے۔ بنو محمد اور مروانہ، اولاد ثابت کی جگہوں کے مقابلے میں جنگلوں میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنی خوراک کے لئے اہل جبل اور اولاد ثابت سے غلہ تول کر لیتے ہیں۔ بسااوقات صاحب الزاب انہیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔ درید، اثبج سے زیادہ معزز اور بلند شان ہیں یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اثبج پر حسن بن سرحان بن دیرہ کو سرداری حاصل تھی جو ان کا ایک بطن ہے۔ ان کے علاقے ولد العناب سے قسطنطینہ اور طارف مصقلہ اور اس کے سامنے کے جنگلوں تک تھے۔ ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جس میں حسن بن سرحان قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور وہیں پر اس کی قبر بھی موجود ہے۔ یہ بہت سے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن درید، اولاد سرور بن درید اولاد جابر اللہ جو عبداللہ بن درید کی اولاد میں سے ہے۔ اس کے علاوہ توبہ جو عبداللہ کی اولاد سے ہے اور وہ توبہ بن عطاف بن جبر بن عطاف بن عبداللہ ہے اور انہیں ہلال کے درمیان بڑی سرداری حاصل تھی۔ ان کے شعراء نے ان کی بڑی مدح کی ہے، ان میں سے ایک شاعر کا قول یہ ہے:

"درید کو جنگل کی سرداری حاصل ہے اور وہ سخاوت سے ایسے تر ہے جیسے پانی سے تر ہر زمین بہترین ہوتی ہے۔ اے جوان! تو مرہ کے اوطان کا مشتاق ہے لیکن ان کے ساتھ درید کے سب آدمی بھی ہیں جنہیں وہ بڑی چھپائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اعراب کو عرب بنا دیا ہے یہاں تک کہ وہ بلند شان کاموں کی وجہ سے عرب بن گئے ہیں۔ وہ ان کے چھوٹے سے کام کی بھی نفی نہیں کرتا۔ اب تو انہوں نے کچھ دیر کے لئے آگ کا طریقہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت حاصل کرتی تھیں۔"

یاد رہے کہ اولاد عطیہ کی سرداری، اولاد بنی مبارک بن حباس میں تھی اور ارض قسطنطینہ میں ان کا سردار تلیتہ بن حلوف تھا وہ پھر مٹ مٹا گئے اور اولاد تلیتہ بن حلوف پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ اپنے ٹھکانے طارق مصقلہ سے اپنے بادشاہوں کے ساتھ رفتہ رفتہ ان کی طرف گئے، پھر وہ جنگل کے سفر سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے اونٹوں کو چھوڑ کر بکریوں اور گایوں کو پال لیا اور قرض دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ اکثر اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد مانگی اور وہ اپنی فوج سے اس کی مدد کرتے۔ ان کی سرداری وشاح بن عطوۃ بن عطیہ بن کمون بن فرح بن توبہ کی اولاد اور مبارک بن عامر بن عطیہ بن عطوۃ کی اولاد میں تھی۔ اس زمانے تک بھی یہ سرداری انہی میں ہے۔ ان کے پڑوس میں اولاد سرور اور اولاد جار اللہ ہے طریقے پر چل رہی ہے اس عہد میں اولاد وشاح کی سرداری، نجم بن کثیر بن جماعت بن وشاح اور احمد بن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان تقسیم ہے۔ اسی طرح مبارک بن عامر کی اولاد کی سرداری بھی ماج بن محمد بن منصور کے درمیان منقسم ہے جبکہ اولاد جار اللہ کی سرداری عثمان بن سلام کے بیٹوں میں ہے اور عاصم اور مقدم اور ضحاک اور عیاض، مشرف بن اثبج کی اولاد ہیں۔ لطیف جو ہے وہ ابن سرح بن شرف ہے، انہیں اثابج کے درمیان قوت اور تعداد حاصل ہے۔ یاد رہے کہ عاصم اور مقدم، موحدین کی اطاعت سے منحرف ہو کر ابن غانیہ کی طرف چلے گئے تھے لہٰذا یعقوب بن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا اور تامسنا نے ان کو جشم کے ساتھ اتارا۔ ان کے حالات تفصیل سے آگے بیان ہوں گے۔ عیاض اور ضحاک افریقہ میں ہی اپنے ٹھکانوں پر قائم رہے لہٰذا عیاض کے لوگ جبل کے قلعہ پر اترے جو بنی حماد کا قلعہ ہے، وہ اس کے قبائل پر قابض ہو گئے اور انہوں نے انہیں ان کی حکومت پر غالب کر دی۔ وہ اپنا ٹیکس لینے لگے۔ اس دوران جب ریاح کی مدد سے حکومت ان پر غالب آ گئی تو ٹیکس رعایا کا دفاع کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان کے لئے ہوتا تھا۔ یہ پھر اس پہاڑ میں سکونت پذیر ہو گئے جس کا طول مشرق سے مغرب تک ملتا ہے۔ جتنا بنیہ عنیبہ اور قصاب کا ہی بزید بن زغبہ کے وطن تک ہے۔ ان کی سرداری اولاد دیغل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک بطن بھی ہے

جنہیں الزبر کہتے ہیں۔اس کے بعد مرتفع اور خراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ مرتفع کے تین بطون ہیں یعنی اولاد دتبار، ان کی سرداری محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے۔ اولاد خیاش، ان کی سرداری بنی عبدالسلام میں ہے اور اولاد دعبدوس جن کی سرداری بنی صالح میں ہے۔ اولاد دتبار اور اولاد خساش سب کے سب اولاد خساش کی حفاظت کرتے ہیں اور خراج کی سرداری، اولاد زائدہ بنی عباس بن خصی کو حاصل ہے جو غربی جانب سے خراج اولاد صحر کا پڑوسی ہے جبکہ اولاد رحمت، بطون عیاض میں سے ہے یہ ہلالی اثابج کے آخری وطن تک بنی یزید بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ ضحاک کے بہت سے بطون ہیں، لیکن ان کی سرداری ان کے دو سرداروں کے درمیان تقسیم ہے۔ اور وہ یہ ہیں: ابوعطیہ اور کلب بن منیع۔ کلب بنو عطیہ پر موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا تھا لہٰذا وہ ان کے خیال میں مغرب کی طرف چلا گیا پھر صحر سجلماسہ میں سکونت پذیر ہو گیا اس نے وہاں کارنامے کئے یہاں تک کہ موحدین نے اسے قتل کر دیا یا پھر اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ان کے واقعات بیان کرنے والے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اب الزاب میں ان کی خوراک باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود بن زمام اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں اپنے لوگوں میں شامل کر لیا پھر یہ لڑائی سے عاجز ہو گئے تو بلاد الزاب میں جا کر انہوں نے وہاں پر شہر بنائے۔ یہ پھر اس زمانے تک اسی حالت میں ہیں۔ لطیف کے بھی بہت سے بطون ہیں جن میں اللینی بھی ہیں جو کسلان بن خلیفہ بن لطیف بیرو ذی مطرف اور ذوی ابی الخلیل اور ذوی حلال بن معانی کی اولاد ہیں۔ ان کے علاوہ ان میں سے اللقامنہ بھی ہیں جو لقمان بن خلیفہ بن لطیف کی اولاد ہیں۔ ان میں اولاد جریر بن علوان بن محمد بن لقمان اور نزار بن معن عیا بھی ہے۔ یہ خیال رہے کہ اسی کی طرف بنی مری کا نسب لوٹتا ہے جو اس عہد میں الزاب کے حکمران ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے پھر یہ لڑائی سے عاجز آ گئے جب ان کی جمعیت کم ہو گئی اور ان کے بادشاہ منتشر ہو گئے تو ان کے بعد زواودہ نے مضافات میں ان پر غلبہ پا لیا۔ جمہور اثبج میں سے جو لوگ مغرب کی طرف جا سکتے تھے، وہ مغرب کی طرف چلے گئے لیکن وہاں ذلیل ہو گئے کیونکہ ریاح اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔ لہٰذا یہ بلاد الزاب میں اتر گئے اور وہاں انہوں نے درسن اور عرسدا کی طرح قلعے اور شہر بنائے۔ بادس اس عہد میں اس رعایا میں شامل ہے جو الزاب کے امیر کو ٹیکس دیتی ہے۔ قدیم سرداری کے زمانے سے ان کے کھجوروں کے درخت ہیں جنہیں انہوں نے خیر باد نہیں کیا اور وہ اس عہد تک اسی طرح رہ رہے ہیں ان کے محلات الزاب میں، پڑوس میں رہنے والوں کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور الزاب کا گورنر ان میں سے کچھ کے ذریعے بعض کا دفاع کرتا ہے اور ان سب سے اپنا خراج پورا کر لیتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہے۔ ان اثبج کے ساتھ القمور آ ملتے ہیں اور غالب ظن یہ ہے کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ یہ درست ہے کہ وہ عمر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال کی اولاد سے نہیں، کیونکہ ریاح، زغبہ اور اثبج بن ابی ربیعہ کے درمیان ہم کوئی نسبت نہیں پاتے بلکہ ہم ان کے اور قرہ وغیرہ بطون ہلال کے درمیان نسبت کو پاتے ہیں۔ یوں معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں یا وہ عمرو بن روینہ بن عبداللہ بن ہلال سے ہوں گے یہ سب لوگ معروف نہیں، اس کا ذکر ابن الکلبی نے یوں کیا ہے واللہ اعلم بذالک۔ اور یہ دو بطن ہیں، قرۃ اور عبداللہ، انہیں ہلال کے کسی آدمی پر سرداری حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی چراگاہ ہے۔ یہ اپنی تھوڑی تعداد اور جماعت کے افتراق کے باعث سفر کرتے رہتے ہیں۔ یہ پہاڑوں اور میدانوں کے رہنے والے ہیں۔ ان میں گھڑ سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیادہ ہوتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جبل اور اس سے مشرق ہیں جبل راشد تک ہے یہ سب کا سب مضہ اور صحرا کی جانب ہے۔ جبکہ تلول ان سے اپنی قلت اور حکومتوں کے حامی بن کر گھومنے کی وجہ سے بلند ہیں۔ یہ ہے تو انہیں جنگل اور خشک جگہ کے زیادہ قریب پائے گا۔ ان میں سے بنو قرۃ کا بطن بڑا وسیع ہے مگر یہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں۔ ان میں بنو عبداللہ کو سرداری حاصل ہے اور وہ عبداللہ بن علی اور اس کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں۔ محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں جبکہ عنان کے بیٹے شکر اور فارس دو بطن ہیں۔ شکر کی اولاد سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر اسی طرح ان کا ایک بطن ہے۔ خیال رہے کہ اولاد فارس اور اولاد عزیز اور اولاد ماضی کا وطن جبل اور اس کے دامن میں ہے جو الزاب کی بنیادوں تک کوجھا تک رہا ہے۔ اسی طرح مغرب کی طرف غمرہ کے علاقوں تک ان کا وطن ہے۔ یہ ریاح کے پڑوس میں ان کے ماتحت اور اس کی اولاد کے خادم بن کر رہتے ہیں، خصوصاً زواودہ کے جوان کے میدانی ٹھیکانے کے متولی ہیں۔ صاحب الزاب کے پڑوس کے قرب کی وجہ سے اور اس کی بادشاہت کی احتیاج کی وجہ سے ان پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ اس لئے جب ایسے قافلوں اور الزاب کے شہروں کی بغاوت کی خبریں فکرمند کرتی ہیں تو وہ انہیں اپنی

ضرورت کے مطابق استعمال کر لیتا ہے۔ شکر کی اولاد ان میں سب سے بڑی سرداری کی حامل ہے اور یہ جبل راشد میں مقیم ہیں یہ دو فریق تھے جو یہاں اترے پھر اولاد ذکری نے ان میں لڑائی کی آگ بھڑکائی اور انہیں جبل راشد سے چلتا کیا لہٰذا یہ جبل کسال کی طرف چلے گئے جو مغرب کی جانب اس کے محاذ میں ہے۔ انہوں نے اسے اپنا وطن بنالیا۔ لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں مسلسل ہوتی رہیں اور زغبہ کے جوانوں نے انہیں کئی قسم کے علاقے فتح کر لئے لہٰذا اولاد سویر بن زغبہ اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل راشد کے رہنے والے بن گئے۔ جبکہ اولاد ذکری، بنی عامر اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل کسال کے رہنے والے بن گئے بسا اوقات یہ اپنے شہری ساتھیوں کے ہمراہ ان کی لڑائی میں زغبہ کے جنگل میں گھس جاتے جیسا کہ ہم زغبہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں اولاد یحییٰ میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن یحییٰ تھا جسے ان میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ یہ عبادت اور حج کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ اس دوران مصر میں اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملا اور اس سے علم و ہدایت حاصل کر کے اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے طریقے اور مذہب پر چلے گا۔ اولاد ذکری کا شیخ یعمور بن موسیٰ بن بوزیر بن ذکری تھا جو عامر کے برابر درجہ رکھتا تھا بلکہ شرف میں اس سے بڑھ کر تھا جبکہ عامر، عبادت کا طریق اختیار کر کے اس سے زیادہ سیاہ رنگ ہو گیا تھا واللہ مصروف الامور والخلق۔

یحییٰ بن علی بن جابر بن مفتاح بن مساعد بن ثابت بن فاضل بن محمد بن کلب بن عطیہ

بکار — ابو الجلیل — ضحاک — عاصم — مقدم

لطیفہ بن طاہر

سرحان بن صبیح

ضحاک

شبیب

علی بن مسعر جرکثیر بن عطیہ بن مروان بن

بنو علاء جابر بن ابی علوان بن وہیب بن یحییٰ بنو خزر

بنو علاء ان بنو محمد بن لقمان خلیفہ بن لطیف بن خزرج

مظن بن محمد بن اکرمہ بن مشرف بن ابج بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر

الخراج — جرین

عرفہ — توبہ بن عبد اللہ بن زرید

المرتفع عیاض

فارس عزیز ماضی مرہ عطیہ بن یاسر

شکر بن عثمان بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف

قرۃ

اس کی طرف العمور منسوب ہوتا ہے

جیسا کہ اس کی تحقیق بیان ہو چکی ہے

باب:۳۰

بنو جشم کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

اس عہد میں مغرب میں یہ قبائل موجود تھے جن میں قرہ، عاصم، مقدم، اثبج، جشم اور خلط کے بطون تھے لیکن ان سب پر جشم کا نام غالب تھا اور وہ اسی نام سے معروف تھے۔ وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھے مغرب میں ان کے آنے کا اصل باعث یہ ہے کہ جب موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ عرب قبائل ان کے مطیع ہو گئے جبکہ ابن غانیہ کے فتنے میں موحدین سے منحرف ہو گئے اور انہوں نے منصور کے زمانے کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا۔ یوں جشم ان قبائل کو جن پر یہ نام بولا جاتا تھا، یہاں لے آیا اور انہیں تامسنا میں اتارا۔ ریاح نے ان کو السبط میں اتارا یوں جشم تامسنا السبط الافسح میں اترا جو سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقے کے وسط میں واقع ہے۔ وہ ان گھاٹیوں سے، بہت دور ہے جو جبل درن کے احاطے کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہیں۔ اس کی چوٹی اس کے سامنے اپنا ناک بلند کئے ہوئے ہے اور وہ اس کی جڑوں کی پیوستگی کے خلاف ایک روک ہے۔ یوں اس کے بعد انہوں نے جنگل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی دور کا سفر کیا ہے۔ وہ وہاں پر رکے ہوئے قبائل کی طرح اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی فوجیں پھر مغرب میں خلط تک پھیل گئیں۔ سفیان اور بنی جابر میں سے موحدین کے باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاد جرمون میں سرداری حاصل رہی۔ لیکن جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی تو انہوں نے نامردی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی یوں ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا۔ اب کثرت تعداد اور صحرائی زندگی کے قریب رہنے کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا۔ انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا، اسے برباد کر دیا، خلافت کی مدد کی اور بہت فساد کیا۔ ان کے دیگر آثار باقی ہیں۔ جب بنو مرین نے بلاد مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا، تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاح سے بڑھ کر شدید لڑائی کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا یوں ان کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں بنو مرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا جبکہ بنو مرین کا غلبہ اور سطوت ماند پڑ گئی۔ انہوں نے اس کی بیعت اطاعت کی اور بنو مرین، بنت بنی مہلہل کے ذریعے خلط کے سر بنے جو بنی مرین میں سے تھا۔ انہیں حکومت کے لئے گھومنا پھرنا پڑتا تھا۔ اس طرح جشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور ان کی بنت بنی مہلہل کی وجہ سے کثرت ہو گئی حالانکہ ان سے قبل موحدین کے زمانے میں یہ کثرت سفیان میں تھی پھر گردش زمانہ سے ان کی تیزی ختم ہو گئی لیکن پھر جب انہوں نے بزدلی دکھائی تو ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ صحرائی زندگی اور چراگاہیں تلاش کرنے کا دور بھول گئے۔ وہ پھر ان قبائل میں شمار ہونے لگے جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے ساتھ جانے والی فوج میں ہوتے ہیں۔

اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک کے قبائل کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے انساب کے متعلق حق بات بیان کرتے ہیں لہٰذا جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے یہ بات جشم کے متعلق نہیں ہو گی لیکن اس نسب کی شہرت اس کے متصل ہے۔ اللہ تعالیٰ امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔ یہ قبائل جشم میں شمار ہوتے ہیں۔ دراصل لوگوں کے ذہنوں میں جو جشم موجود ہے وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے یا شاید اس کے علاوہ بھی کوئی جشم ہو بہر حال مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں اس قبیلے کا مشہور شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا۔ بعض مورخین کے خیال میں موحدین کے زمانے میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا۔ اس وقت ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور اس کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے لہٰذا اس وجہ سے سفیان یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا۔ اس وقت اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمیدان کو قتل کر دیا جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا لہٰذا یہ یحییٰ ابن القاص کے پاس گئے جبکہ سفیان رشید کے پاس گیا اس دوران مغرب میں بنو مرین غالب آ گئے اور ان کی موحدین

کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ اڑتیس (38) میں جرمون رشید سے الگ ہو گیا۔ اس دوران اس فعل سے حیاء کے باعث جو اس نے اس سے روا رکھا تھا محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جاملا۔ وہ فعل یہ تھا کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی یہاں تک مست ہو گیا، اس نے خوشی میں رقص کرتے ہوئے نشے کے عالم میں اس پر حملہ کر دیا۔ ہوش میں آنے پر وہ شرمندہ ہوا اور محمد بن عبدالحق کے پاس بھاگ آیا، یہ واقعہ سنہ 638 کا ہے۔ اس کے بعد انتالیس میں یہ فوت ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا کعب کانون سعید کے ہاں بلند مرتبہ ہو گیا۔ لیکن وہ تنتالیس (43) میں بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا اور وازمور کی طرف واپس آ گیا۔ سعید کی سرداری ہی میں اس پر قبضہ کر لیا لہٰذا یہ اپنی حرکت سے رک گیا پھر کانون بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور تامزرکت کے پاس گیا لیکن وہ اس کے مرنے سے ایک روز قبل، قتل ہو گیا۔ اسے خلط نے ایک لڑائی میں قتل کیا جو ان کے درمیان اس کے محلہ سعیدہ میں ہوئی اس کے بعد سفیان کے حکم سے اس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اسے قائم کیا۔ محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا اور وہ پھر سفیان کے حکم سے کھڑا ہو گیا۔ وہ مرتضٰی کے ساتھ انچاس (49) میں امان ایملولین کی تحریک میں حاضر ہوا پھر سلطان کے پاس سے چلا گیا۔ یوں اس کی فوج میں فساد پیدا ہو گیا لہٰذا یہ واپس لوٹ آیا۔ بنو مرین نے اس کا تعاقب کیا تو اسے شکست ہوئی پھر مرتضٰی واپس آ گیا اور اسے شکست کی معافی دیدی۔ لیکن انسٹھ میں مسعود نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمے ان کے باپ کا خون تھا۔ وہ دونوں پھر بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جاملے۔ اب مرتضٰی نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکیت کو برقرار نہیں رکھ سکا تو اس نے اپنے چچا عبیداللہ بن جرمون کو آگے کیا مگر وہ بھی کچھ نہیں کر سکا لہٰذا اس نے مسعود بن کانون کو آگے کیا اور عبدالرحمٰن بنی مرین کے ساتھ مل گیا۔ بعد ازاں مرتضٰی بنی جابر کے شیخ، یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس نے اس کے عوض میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن یعقوب نے چون میں دوبارہ بات کی تو اسے قتل کر دیا گیا اب مسعود بن کانون نے سفیان پر ایک شیخ مقرر کیا لیکن مسعود نے یعقوب سے اس کا مقام چھین لیا یہاں تک کہ چھیاسٹھ میں عبدالحق کا بیٹا فوت ہو گیا۔ وہ پھر مسکورہ سے جاملا جس نے فتنے اور لڑائی کی آگ بھڑکا دی اور حطوں بن یعقوب کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا یہاں تک کہ وہ انہتر (69) میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی عیسیٰ حکمران بن گیا اور مسعود، مسکورہ میں اسی (80) میں فوت ہو گیا۔ اب اس کا بیٹا منصور بن مسعود، سکیسوی کے ساتھ جاملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں دوبارہ ملازمت کر لی۔ سنہ 706 میں تلمسان کے محاصرے کے دوران اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ہمارے زمانے تک مسلسل سرداری سفیان میں چلی آ رہی ہے جو بنی جرمون میں ہے۔ میں نے ابی عثمان یعقوب بن علی بن منصور بن عیسیٰ بن یعقوب بن جرمون بن عیسیٰ کے زمانے کے ایک شیخ کو دیکھا ہے۔ اس وقت سفیان کا قبیلہ اسفی کے نزدیک تامسنا کے اطراف میں اترا ہوا تھا اور اس نے اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا، ان کے حاکم خلط تھے۔ اب قبیلوں میں سے حرث اور کلابہ باقی رہ گئے ہیں جو ارض شوس اور اس کے جنگلوں میں چراگاہوں کو اور بلاد حاجہ جو مصامدہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان میں سختی اور جنگجوئی باقی رہ گئی ہے۔ ان کے تیر انداز مطاع کی اولاد میں سے ہیں جو حرث میں سے ہے۔ آج کل مراکش کے نواح میں ان کی خرابی اور فساد بہت لمبا ہو گیا ہے لہٰذا جب سلطان مراکش نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی فلفوس کو سنہ 776 میں سلطان ابی علی کے پاس بھیجا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو اس نے انہیں پسند کر لیا، ان کی عزت افزائی کی اور ایک روز اس نے گھوڑوں اور پیادوں کی نمائش میں دستور کے مطابق انہیں آگے کیا۔ ان کا شیخ منصور بن یعیش تھا جو اولاد مطاع میں سے تھا، اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے جو قتل ہو سکے انہیں قتل کر دیا۔ جبکہ دوسروں کو قید خانوں میں ڈال دیا لہٰذا یہ زمانے میں ایک عبرت بن گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اس کی قدرت رکھتا ہے۔

خلط کا تعلق جشم سے

یہ قبیلہ خلط کے نام سے معروف ہے لیکن یہ لوگ جشم میں شمار ہوتے ہیں۔ تاہم مشہور یہ ہے کہ خلط، بنو المنتفق ہیں جو بنی عامر بن عقیل بن کعب سے ہیں۔ یہ بیت کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں۔ جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور شیعوں کی مدد سے بحرین پر بنو سلیم غالب آ

گئے اور پھر ان پر دعوت عباسیہ کے ذریعہ بنو ابی الحسین غالب آ گئے جو بطون تغلب میں سے تھے تو بنو سلیم اور بنو المشفق یعنی ان خلط کہلانے والوں میں سے افریقہ کی طرف کوچ کر گئے جب دیگر بنو عقیل، بحرین کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ ان میں سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر بن عقیل جوان خلط کے بھائی تھے، تغلبیوں پر غالب آ گئے کیونکہ وہ مغرب میں عوام میں نسب کی تحقیق کرنے والے کے نزدیک تخلیط نسب کی وجہ سے جشم کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ جب منصور نے انہیں مغرب میں لا بسایا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو تامسنا کے کھلے میدانوں میں ٹھہر گئے اور اس وقت یہ بڑی تعداد اور قوت والے تھے۔ ان کا شیخ، ہلال بن حمیدان بن مقدم بن محمد بن ہبیرہ بن عواج تھا جس کے نسب کے متعلق ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے لہٰذا جب عادل بن منصور حکمران بنا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی فوجوں کو شکست دے دی۔ انہوں نے ہلال کو اس کی بیعت کے ساتھ پچیس (25) میں مامون کے پاس بھیجا اور موحدین نے ان باب میں ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد مامون آیا تو انہوں نے اس کی حکومت کی مدد کی جبکہ ان کے دشمن سفیانی لڑائی کی وجہ سے یحییٰ بن العاص کے پاس چلے گئے۔ لیکن ہلال ہمیشہ ہی مامون کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مامون اپنی بنائی ہوئی فوج ہی میں فوت ہو گیا۔ اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے رشید کی بیعت کی اسے مراکش لے آیا اور سفیان کو شکست دی۔ اس نے انہیں لوٹ لیا پھر ہلال فوت ہو گیا اور اس کا بھائی مسعود حکمران بنا۔ اب موحدین کی فوجوں کا سردار عمر بن اوقاریط رشید کا مخالف ہو گیا اور وہ مسعود بن حمیدان کا دوست تھا لہٰذا اس نے اسے بھی سلطان کے خلاف بھڑکا دیا یوں وہ مخالف بن گیا اب رشید نے اس کے خلاف حیلہ کیا، یہاں تک کہ وہ مراکش آیا اور اسے اس کی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ بتیس (32) میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ہلال کا بیٹا یحییٰ خلط کا حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ یحییٰ بن القاص کے پاس گیا۔ اب انہوں نے مراکش کا محاصرہ کر لیا، ان کے ساتھ اوقاریط کا بیٹا بھی تھا۔ رشید سجلماسہ کی طرف گیا اور وہ مراکش میں غالب آ گئے، انہوں نے اس میں فساد کیا پھر رشید تینتیس میں آ کر وہاں غالب آ گیا۔ وہ اوقاریط کے بیٹے کو اندلس میں جا ملا۔ علی بن ہود نے پھر خلط کی بیعت کا اظہار کیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ اوقاریط کے بیٹے کی چال ہے اور وہ ہلاکت سے نجات پا گیا۔ جب یحییٰ بن القاص نے انہیں قلعے کی طرف بھگا دیا اور انہوں نے رشید سے گفتگو کی، یوں اس نے ہلال کے دونوں بیٹوں علی اور وشاح کو گرفتار کر کے پینتیس (35) میں بازمور میں قید کر دیا پھر انہیں رہا کر دیا۔ اس نے پھر محبت کے اظہار کے بعد ان کے مشائخ سے غداری کی اور اس نے عمرو بن اوقاریط کے ساتھ ان سب کو قتل کر دیا۔ پھر اہل اشبیلیہ نے اسے اس کے پاس بھیجا۔ اور وہ سعید کے ساتھ اپنی فوج میں بنی عبدالواحد کے پاس گئے۔ انہوں نے اس سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ وہ ان ہی دنوں سفیان کے ساتھ ان کی جنگ میں قتل ہو گیا۔ مرتضٰی ہمیشہ ہی ان کے بارے میں حیلہ بازی کرتا رہا یہاں تک کہ علی نے باون (52) میں ان کے شیخوں کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران عواج بن ہلال بنی مرین کے ساتھ مل گیا اور مرتضٰی نے ان سے علی بن ابی علی کو مقدم کر دیا جو ان میں سردار گھرانے کا آدمی تھا۔ بعد از اں عواج چون (54) میں واپس آ گیا تو علی بن ابی علی نے اس سے لڑائی کی اور وہ اس میں قتل ہو گیا پھر ساٹھ (60) میں مرتضٰی کے خلاف ام الرجلین کا واقعہ ہوا، علی بن ابی علی، بنی مرین کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد سارے خلط بنی مرین کی طرف آ گئے۔ اقتدار کے شروع سے ان میں سرداری بن مرین مہلہل بن یحییٰ کے لئے تھی جو مقدم میں سے تھا پھر یعقوب بن عبدالحق نے اس سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا جس سے اس کا بیٹا سلطان ابوسعید پیدا ہوا۔ مہلہل اپنی وفات تک جو 95 میں ہوئی، ان کا سردار رہا پھر اس کا بیٹا عطیہ سردار بنا اور یہ دور سلطان ابوسعید کا تھا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن تھا جس نے اسے شاہ مصر ملک ناصر کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی عیسیٰ بن عطیہ نے اس کی حکومت سنبھال لی، اس کے بعد ان دونوں کے بھتیجے زمام بن ابراہیم بن عطیہ نے حکومت سنبھالی اور عزت وشرف خوشحالی اور قرب سلطانی کے انتہائی مقام کو حاصل کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس کی حکومت اس کے بیٹے احمد بن ابراہیم پھر اس کے بھائی سلیمان بن ابراہیم اور دونوں کے بعد پھر بھائی مبارک نے سنبھالی۔ وہ سلطان ابوعنان کے زمانے اور اس کے بعد سلطان ابوسالم کے فوت ہونے کے بعد تک بھی اسی حالت میں رہا۔ اس دوران مغرب پر اس کا بھائی عبدالعزیز قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو مراکش کی ایک جانب جاگیر دی، یہ مبارک بھی اس کے ساتھ تھا، جب ابوالفضل گرفتار ہوا تو مبارک بھی گرفتار ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز، عامر بن محمد پر غالب آ گیا، اور اسے قتل کر دیا۔ پھر مبارک کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ اپنے ساتھیوں اور لڑائیوں میں شامل ہونے کی وجہ سے مشہور تھا جیسا کہ بنی مرین کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ بعد از اں خلط سے تھوڑا عرصہ قبل اس کا بیٹا حکمران بنا مگر آج کل خلط مٹ مٹا چکے ہیں گویا انہیں دو سو سال سے

ان بسیط الافسح میں کبھی سرسبزی اور خوشحالی حاصل ہی نہ ہوئی تھی لہٰذا زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ واللہ غالب علی امرہ۔

بنو جابر کے حالات

بنو جابر بھی مغرب میں جشم میں شمار ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں زمانہ کے ایک فرقے سدرانہ سے بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔ یحییٰ بن ناصر کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں ان کا بہت اثر تھا کیونکہ یہ بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھے۔ جب سنہ 633 میں یحییٰ بن ناصر فوت ہوگیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کے مارنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا جس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا۔ پھر اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کرلیا جسے مرتضیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یعقوب بن جرموق نے آکر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیطون کو حکمران بنا دیا وہ پھر بنو جابر جشم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیادلہ کے دامن کوہ میں آگئے، جہاں پر ان کے پڑوس میں صناکین کے عساکر رہتے تھے، جو بربریوں میں سے فشہ اور بیغابہ سے تھے لہٰذا کبھی وہ السبط کے میدانوں میں آجاتے لیکن جب کبھی انہیں ان میدانوں میں ورد یقہ میں سلطان یا کسی بڑے سردار سے خوف ہوتا تو یہ بربریوں سے ہونے والے معاہدے کے مطابق پہاڑوں اور ان کے دیگر محفوظ جگہوں میں پناہ لیتے میں نے سلطان ابو عنان کے زمانے میں حسین بن علی ورد یقی کو ان کا سردار پایا جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا ناصر اس کا قائم مقام بنا جب حسن بن عمر سنہ 760 میں سلطان سے سالم کی طرف گیا تو وہ ان کے ساتھ مل گیا تب سلطان کی فوجیں ان کے مقابلے میں گئیں، تو انہوں نے اسے اختیار دیدیا۔ اس کے بعد ابو الفضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت سنہ 768 میں ان سے جاملا تو سلطان عبدالعزیز نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے دبالیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے صناکر اور بربریوں سے جاملا جنہوں نے اسے مال پر اختیار دیا تو وہ اسے ان کے پاس لے گیا۔ وہ امیر عبدالرحمٰن یغلوسن کی لڑائیوں کے دوران وزیر عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب پر قابض تھا، ان کے ساتھ جاملا، جب عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے اپنے پاس سے باہر نکال دیا۔ اس لڑائی کے ساتھ ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہوگئی، تو حکومت نے اس بات کو بڑا ناپسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا جہاں وہ کئی سال تک قید رہا۔ اس کے بعد حکومتیں اس سے الگ رہیں لیکن پھر اس کی بیڑیاں کھول دی گئیں تو وہ مشرق سے واپس آگیا۔ لیکن پھر وزیر ابوبکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلے میں اپنے آپ کو مغرب میں ترجیح دیتا تھا، اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا، یوں سرداری ان سے جاتی رہی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ورد یقہ بنی جابر میں سے ہیں اور جشم میں سے نہیں اور یہ سدراتہ ایک بطن سے ہیں جو بربریوں کے لوانہ کا ایک قبیلہ ہے۔ دراصل لوگ بربریوں کے مکانوں اور پڑوس میں ہونے کی وجہ سے، ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم کا حال

جیسا کہ ہم نے انساب میں بیان کیا ہے کہ یہ قبیلے اثبج میں سے ہی ہیں یہ تامسنا میں ان کے ساتھ اترے تھے اور انہیں عزت وشرف حاصل تھا اور قوم کی کثرت کے باعث ان سے زیادہ عزت والا تھا۔ ان کا ٹھکانہ تامسنا کی فراخ زمین میں تھا لیکن سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی کیونکہ اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔ ان کے بھائی بھی جشم میں سے تھے۔ موحدین اور پھر مامون کے زمانے میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا یحییٰ بن ناصر کی لڑائی میں بہت اثر تھا۔ جب یحییٰ اکتیس (33) میں فوت ہوگیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے ساتھ قائد جو بنی جابر کے شیوخ میں سے ہے کے علاوہ حسن بن زید کے قتل کا حکم بھی دیدیا لہٰذا یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ابو عیاد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے خاندان عہد بن مرین عیاد بن ابی عیاد سے آرہی تھی۔ ابو عیاد کو النفرۃ میں برتری اور استقامت حاصل تھی لہٰذا وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا پھر وہ سنہ 690 میں واپس آیا اور تونس کی طرف بھاگ گیا وہ وہاں سے سنہ 707 میں واپس لوٹا اور ہمیشہ اس کا رویہ رہا۔ اس سے قبل اسے یوسف بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل تھی جہاد کے سلسلے میں اس کی تقریریں بہت مشہور ہیں۔ اس کی حکومت، اس کے اور مقدم کی حکومت ہمارے زمانے تک اس کے بیٹوں میں رہی لیکن پھر وہ مٹ کر رہ گئے۔ واللہ خیر الوارثین۔

باب:۴

ہلال بن عامر کے حالات جو بنی ریاح سے تعلق رکھتے ہیں

قبائل ہلال افریقہ میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ قبیلہ ان میں سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد میں تھا۔ جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے کہ ریاح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے۔ اس وقت ان کی سرداری، موسیٰ بن یحییٰ الضنبری کو حاصل تھی جو کہ مرداس بن ریاح کے بطون سے ہے۔ اس کے عہد میں ان کے جوانوں میں سے ایک جوان فضل بن علی تھا۔ جس کا ذکر ان کی ان لڑائیوں میں عام پایا جاتا ہے جو منہاجہ کے ساتھ ہوئی تھیں۔ ان کے بطون، عمر، مرداس اور علی تھے جو سب کے سب بنو ریاح تھے جب کہ سعید بن ریاح اور خضر بن عامر بن ریاح، اخضر تھے۔ مرداس کے بھی بہت سے بطون ہیں، داؤد بن مرداس اور ضنبر بن حواز بن عقید بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں سے عامر بن یزید بن مرداس ایک دوسرا بطن ہے جن میں سے بنو موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر بھی شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سودان اور مشہور اور بنو محمد بن عامر تین لطون میں سے ہیں جبکہ اسم، سودان اور علی بن محمد سے ہے تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہرہ یعنی بنو مشہور بن ہلال بن عامر، ریاح کے علاوہ کسی اور کی نسل سے ہیں بہرحال واللہ اعلم۔ ان سب بطون میں مرداس کو ریاح پر سرداری حاصل ہے۔ یاد رہے کہ افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضنبر میں تھی پھر یہ سرداری زواودہ کو ملی جو داؤد بن مرداس بن ریاح کے بیٹے ہیں۔ بنو عمر بن ریاح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہے۔ موحدین کے زمانے میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمام بن وردیقی بن داؤد تھا جسے اس کی شدت و صلابت کی وجہ سے بلط کا لقب ملا تھا۔ جب منصور ریاح کو مغرب میں لایا تو اس دوران مسعود کی فوجیں اپنی جماعتوں میں پیچھے رہ گئیں، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی تھی اور اس نے مسعود اور اس کی قوم کو کتامہ کے محلات جو مقر کبیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر از غار البسیط الفسیح تک اتارا جو بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے لہٰذا یہ لوگ وہاں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ سنہ 590 میں ان کے درمیان سے بھاگ کر افریقہ چلا گیا تب اس کے پاس بنو عسا کر اکٹھے ہو کر آئے اور طرابلس چلے گئے، وہ وہاں زغب و ذباب کے مہمان بنے۔ یہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے پھر وہ قراقش کی خدمت میں چلا گیا، اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہوا جیسا کہ ہم قراقش کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ابن غانیہ المیر وقی کے پاس واپس آ گیا اور اس کی خلافت میں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔ اسے موحدین کے ساتھ میر وقی کی لڑائی میں سرداری اور نیابت حاصل تھی۔ جب ابو محمد بن ابی حفص یحییٰ المیر وقی کو موحدین کے ہمراہ اٹھارہ میں الحمہ پر جو بلاد جرید میں سے ہے، غالب آیا اور عربوں کو قتل کیا تو اس روز قتل ہونے والوں میں عبداللہ بن محمد اور اس کا عم زاد ابوالشیخ بن حرکات بن عسا کر بھی تھے۔ جب شیخ ابو محمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود افریقہ واپس آ کر اس پر غالب آ گیا۔ رفتہ رفتہ اشج کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر غلبہ پا لیا۔ وہ دریداور کرفہ سے لڑائی کرنے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش سفر کرتے رہنے سے درماندہ ہو گئے۔ اور پھر الزاب اور صدرہ کی بستیوں میں منتشر ہو گئے تاہم محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا اور اسے اور اس کی قوم کو افریقہ کے علاقوں میں قصلیلہ، الزاب، قیروان اور مسیلہ کے درمیان صحرا نشینوں کی سرداری حاصل رہی۔ جب یحییٰ بن غانیہ اکتیس (31) میں بنی سلیم اور ریاح کے عربوں میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ابو حفص کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان میں سے یحییٰ بن عبدالواحد مراکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے وقت اپنا خطبہ دینے لگا۔ بعد ازاں

یحییٰ بن غانیہ کے پیروکار یعنی بنی سلیم اور ریاح کے عرب منتشر ہو گئے لہٰذا آل ابی حفص نے ان زواودہ کو اور وطن میں ان کے سقام کو اپنے گزشتہ عناد اور ابن غانیہ کی مدد کرنے کی وجہ سے برا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات وواقعات میں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے انہیں حکومت کی مشایعت کے لئے چن لیا اور ان کے اور قبائل ریاح کے درمیان لڑائی کرادی۔ انہوں نے انہیں قیروان اور بلاد قسطیلہ میں اتارا اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی تھا۔ ایک سال بعد پھر اس کے پاس مرداس کا وفد تراز وطلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا۔ وہ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے لہٰذا وہ ان کے سلسلے میں ان سے لڑ پڑے۔ انہوں نے محمد بن مسعود کے چچا رزق بن سلطان کو سردار بنالیا۔ اور پھر ان کے اور ریاح کے درمیان لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ وہ افریقہ کے مشرق کی جانب چلے گئے۔ اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا۔ وہ بنو سلیم میں سے کعوب اور مرداس قابس سے لے کر بونہ اور معطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے علاوہ وہ زواودہ تلول کے علاقہ سے قسطنطینہ اور بجایہ کے مضافات اور الزاب، ریغ، دار کلد کے میدانوں اور ان کے درے بلاد قبلہ میں جو جنگلات پائے جاتے ہیں، ان کی ملکیت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں محمد بن مسعود فوت ہو گیا تو اس کی سرداری موسیٰ بن محمد نے سنبھالی اور اسے اپنی قوم میں دولت اور ثروت اور شہرت اور حکومت پر متغلب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یحییٰ بن عبدالواحد کا مرجانا:

جب یحییٰ بن عبدالواحد فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے محمد المنتصر کی بیعت ہوئی جسے بہت شہرت حاصل تھی۔ پھر اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے خلاف بغاوت کی اور ان زواودہ کے ساتھ مل گیا، انہوں نے جہات قسطنطینہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے سردار بنانے پر متفق ہو گئے۔ وہ پھر سنہ 666 میں المنتصر کے مقابلہ میں گیا تو یہ اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ ان میں سے بنو عساکر بن سلطان پھر اس کے پاس آئے اور ان دنوں ان کی سرداری مہدی بن عساکر کے بیٹے کے پاس تھی، انہوں نے پھر ابراہیم بن یحییٰ کا عہد توڑ دیا اور تلمسان چلے گئے۔ اب وہ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں شیخ بن احمر کے پڑوس میں رہنے لگا۔

اس کے بعد موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو اس کی سرداری اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ کے پاس آ گئی جب اس کی حکومت پر بہت ظلم اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا تو المنتصر نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی فوجوں کو، جو موحدین اور بنی سلیم کے عربوں اور ان کے بھائیوں اولاد عساکر پر مشتمل تھیں، ساتھ لے کر اس کے مقابلے میں گیا۔ اس کے ہراول دستے میں شیخ ابو ہلال عیاد محمد الہنتاتی تھا۔ جو ان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف چال چلی تو ان کے رؤسا نے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا استقبال کیا جس کے ساتھ درید بن تازیر بھی تھا جو کرخہ کی اولاد نابت کا سردار تھا لہٰذا اس نے انہیں آتے ہی گرفتار کر لیا اور انہیں جلد ہی قتل کر دیا جب کہ ابن رایہ کو پکڑ لیا جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابواسحٰق کی بیعت کی اس کے بعد قاسم بن بوزیر بن حفص القازرع ان کے پاس حکومت کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا۔ تو ان کے دستے بکھر گئے اور وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے الزاب کے آخر تک ان کا پیچھا کیا۔ اس دوران شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو چھوٹی عمر میں چھوڑ دیا۔ یوں اس کی کفالت اس کے چچا نے کی اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔ سباع نے بھی اپنے بیٹے کو بچہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جس کی کفالت اس کے چچا طلحہ بن یحییٰ نے کی۔ یہ سب پھر مغرب کے زمانے کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے جبکہ محمد کی اولاد فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں عمیر اسن بن زیان کے ساتھ مل گئی لہٰذا انہوں نے ان کو لباس اور سواریاں دیں، یوں انہوں نے رشوت لی، لڑے اور حیلہ بازی کی پھر رفتہ رفتہ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے لہٰذا وہ الزاب کی اطراف پر جو دارکلا میں سے ہے اور ریغ کے محلات پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا اور انہیں موحدین کے لئے حاصل کر لیا۔ یہ اس کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء کا حال:

پھر یہ بلاد الزاب میں آ گئے اور ان کے عامل ابو سعید عثمان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتواء کے نام سے مشہور تھا، انہیں جمع کیا جس کا ٹھکانہ مقرہ میں تھا۔ لہٰذا یہ الزاب میں ان کے ٹھکانے کی طرف گیا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے غلطاوہ میں قتل کر دیا۔ یہ پھر اس

زمانے میں الزاب اور اس کے نواح پر غالب آ گئے اس کے بعد جبل اور اس کی طرف آئے اور وہاں کے تمام قبائل پر متغلب ہو گئے۔ یہ پھر اتلل کی طرف آئے تو ان کے مقابلے میں تمام اولاد عساکر اکٹھی ہو گئی اور موسیو بن ماضی بن مہدی بن عساکر نے ان پر غلبہ پالیا۔ اس نے پھر اپنی قوم اور عیاض وغیرہ میں سے ان کے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور لڑائی کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے پس اولاد مسعود ان پر غالب آ گئی اور اس نے ان کے سردار موسیٰ بن ماضی کو قتل کر دیا۔ وہ پھر تمام چیزوں سمیت وطن کے حاکم بن گئے۔ اس کے بعد حکومت نے حسن سلوک کے ذریعہ اس کی تلافی کی اور انہیں ان بڑے شہروں میں جاگیریں دیں۔ جن پر انہوں نے بلاد جبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسیط غربی میں واقع ہیں اور جبل اور اس کے علاقے میں ہیں جسے ان کے ہاں حضہ کہا جاتا ہے یعنی وہ نقاوس، مقرہ اور مسیلہ ہیں۔ بعد ازاں مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئیں حتیٰ کہ وہ بعد میں علی بن سباع بن یحییٰ کے لئے مخصوص ہو گئیں۔ وہ پھر اس کے بیٹوں کے حصے میں آ گئیں اور مقرہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے مخصوص ہوئیں جو شبل بن موسیٰ بن سباع کا عم زاد ہے جبکہ نقاوس اولاد عساکر کے لئے مخصوص ہوا۔

سرداری کے لئے جھگڑا

اس کے بعد سباع بن شبل فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالا جو عساکر کے نام سے مشہور ہے بعد میں سرداری کے متعلق اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے جھگڑا کیا اور وہ اس زمانے میں ہمیشہ جھگڑتے رہے۔ اس وقت انہیں نواح بجایہ اور قسطینہ اور وہاں کے سردیکش، عیاض اور ان کے امثال پر غلبہ حاصل تھا۔ آج کل اولاد محمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کو حاصل ہے اور وہ اپنی عمر اور مرتبے کے لحاظ سے زواودہ کا بڑا امیر ہے۔ اسے بہت مشہوری حاصل ہے اور سلطان کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل ہے جو موروثی چلا آتا ہے۔

سباع کا حال

اولاد سباع کی سرداری، علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور علی کی اولاد ان میں سے ممتاز اور تعداد میں بکثرت ہے۔ ان کی سرداری یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں ہے جبکہ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی ساتھی ہے۔ اولاد محمد، قسطینہ کے ساتھ خاص ہے اور حکومتوں نے وہاں کے بہت سے سبزہ زاروں میں انہیں اچھی جاگیریں دی ہیں۔ اولاد سباع بجایہ کے نواح کے ساتھ مخصوص ہے اور وہاں پر انہیں بجایہ اور اس کے مضافات کو عربوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھوڑی سی جاگیریں حاصل ہیں تا کہ وہ ان شاندار پہاڑوں اور راستوں پر غلبہ نہیں پا سکیں جو چراگاہوں کے متلاشیوں کے لئے بڑے دشوار گزار ہیں۔ ریغ اور وارکلا کی یہ تقسیم ان کے اجداد کے زمانے سے ہو چکی ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ الزاب کی غربی جانب اور اس کا سب سے بڑا شہر، اولاد محمد اور اولاد سباع بن یحییٰ کے تصرف میں ہے لیکن پہلے یہ بھی ابو بکر بن مسعود کے پاس تھا لہٰذا جب وہ کمزور ہو گئے اور مٹ مٹا گئے تو علی بن احمد نے جو اولاد عمر کا سردار تھا اور سلیمان بن علی نے جو اولاد سباع کا سردار تھا، اسے خرید لیا لیکن اس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ بعد ازاں وہ اولاد سباع بن یحییٰ کی جولانگاہوں میں آ گیا اور سلیمان اور اس کے بیٹے اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے وسطی علاقے کو زیادہ آباد کیا۔ اور اس کا بڑا شہر سکرہ میں اولاد محمد کے لئے مخصوص ہے۔ یعقوب بن علی کو اس کے باعث اس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل ہے۔ وہ اکثر اوقات اعراب کے فساد سے اپنی حکومت کو بچانے کے لئے اپنے وطن اور اس کے نواح سے یہاں سمٹ آتا ہے۔ الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہر بادس اور تنومہ ہیں، وہ اولاد نابت کے لئے ہیں جو کرمہ کے رؤسا ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگاہوں میں شامل ہے اور ریاح کی جولانگاہوں میں سے نہیں ہے اس کے باوجود الزاب کے گورنر اکثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصائب میں ان کے اعلیٰ سردار کی اجازت سے اس سے نامکمل ٹیکس لیتے ہیں۔ یعقوب اور ریاح کے تمام بطون زواودہ کے بیرو کار ہیں اور وہ ان کا دیا کھاتے ہیں۔ علاقے میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض ہوں۔ ان میں سباع سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جتھے والے، سعید، مسلم اور اخضر

کے بطون ہیں جو جنگلوں، اور ریگستانوں میں چراگاہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں۔ جب زواودہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، تو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے فریق سے معاہدہ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا سعید تھوڑے وقت کو چھوڑ کر دیگر اوقات میں اولاد محمد کے حلیف ہوتے ہیں پھر وہ عہد کو توڑ دیتے ہیں اور پھر ان سے رجوع کر لیتے ہیں۔ مسلم اور اخضر اولاد سباع کے حلیف ہیں اور اسی طرح وہ ابی حامیں کے حلیف بھی ہیں۔

بعد کے حالات

سعید کی سرداری ان میں سے اولاد یوسف بن زید کے پاس ہے جو میمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں۔ ان کے ساتھی اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو اولاد قرس سے ہیں جو کہ سلیم میں سے ہیں۔ لیکن ان کے نسب کے متعلق درست بات یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاح میں سے ہیں، عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ، عیوث اور فجور کے ناموں سے شہرت رکھتے ہیں۔

مخادمہ اور عیوث، مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن اثبج کی اولاد سے ہیں۔

اور فجور میں سے کچھ بربریوں لواتہ اور زناتہ میں سے ہیں جو ان کا ایک بطن ہے۔ ان میں بعات بھی شامل ہیں اور بعات، بطون حرام میں سے ہے اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

زناتہ طور لواتہ میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے بنی جابر اور بتادلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزنادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کے جہاد کے بہت سے کارنامے چہار عالم میں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور صعید میں رہتے ہیں اور وہ اولاد محمد کے زواودی حلیف، زکاب بن سودات بن عامر بن صعصعہ کا ایک بطن ہیں۔ جو ریاح میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ ان کے ساتھ سفر کرتے اور چراگاہیں تلاش کرتے ہیں۔ ان کا ان کے حلیفوں اور ساتھیوں میں ایک خاص مقام ہے جبکہ اولاد سباع کے حلیف، مسلم اور اخضر میں سے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلم، اولاد عقیل بن مرداس بن ریاح میں سے ہے اور مرداس بن ریاح کو بعض زبیر بن العوامؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ غلط ہے اور بعض ان پر نکیر کرنے والے کہتے ہیں کہ اسے زبیر بن الحمایۃ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جو بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد تساکر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زواودہ بن موسیٰ بن قطران بن جماعت کے درمیان رہتی ہے۔

اخضر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن یہ عامر بن صعصعہ نہیں کیونکہ عامر بن صعصعہ کے سب بیٹے نسابوں میں مشہور ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اولاد ریاح میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جس کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے۔ ان میں سے پہلے اخضری، مالک بن ظریف بن مالک بن حفصہ بن قیس عیلان کے بیٹے ہیں جن کا ذکر صاحب الاغانی نے کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا نام سیاہ ہونے کی وجہ سے اخضر رکھا گیا ہے کیونکہ عرب اسود کو اخضر کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس سے ملتے جلتے تھے۔ ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاح کی اولاد میں ہے۔ جبکہ مرین اولاد تامر کی سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عامر بن عطیہ بن تامر کی اولاد میں سے ہے۔ ان میں زیادہ بن تمام بن عمار کا ایک اور بطن بھی ہے، یوں ہی ریاح میں عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے جو نزار میں سے ہے۔ اور وہ لوگ اپنی اونٹنیوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

ریاحی کا حال

بلاد ہبط میں اترنے والے ریاحیوں کو منصور نے جہاں اتارا تھا وہ وہیں اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بامون کے زمانے میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے سنہ 630 میں قتل کر دیا۔ مغرب کے

مقامات میں بنومرین کو غلبہ حاصل ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاح کے خلاف ان کے جتھوں کو بھی بھیجا لہٰذا یہ ان کے نواح کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ بنو عسکر بن محمد بن محمد بھی جو بنی مرین میں سے ہیں، جب اس زمانے میں اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے، جو ان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہیں تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک لڑائی میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا ادریس قتل ہو گئے لہٰذا انہوں نے بنی مرین سے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے دلوں میں یہ بات ٹھالی۔ انہوں نے کئی دفعہ ان کا خون بہایا، انہیں قتل کیا اور قید میں پھنسایا۔ آخر میں سلطان ابو ثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے سنہ 707 میں ان سے لڑائی کی اور قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ گھاٹیوں اور مرج مستجر کے درمیانی ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ پھر ان کی تعداد کم ہو گئی، وہ آنے والے قبائل سے مل گئے۔ پھر رفتہ رفتہ ہر قوم کی طرح مٹ مٹا گئے۔ سچ ہے کہ اللہ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے، اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

ابو یحییٰ بن مسلم

بن داؤد ضمیر بن خواز بن عقیل

سباع علی بن محمد بن عامر بن یزید ـــ بن

شہور موسیٰ رحمٰن

بن خضر بن عامر مرداس عتبہ

شبل فادع بن علی بن سعید بن مالک

دھمان

بن عمر ریاح

موسیٰ بن

یحییٰ کثیر میمون

یعقوب بن علی بن احمد بن عمر ـــ بن ـــ سلیم بن علی بن سباع بن یحییٰ بندر درید ابی ربیعہ

محمد معز بن

ابوبکر بن نہیک

محمد بن یحییٰ بن ادریس بن مسعود بن

احمد بن عیسےٰ

حرکات بن الشیخ بن عساکر ـــ بن ـــ رزق ہلال

عبیداللہ

سلطان بن

بن عامر

زمام

غرارہ بن مغرار

رویبی

ریاح کے عالم کی زندگی کے حالات

یہ شخص ریاح کے ایک قبیلے، مسلم سے تعلق رکھتا تھا پھران میں سے رحمان سے تعلق رکھتا تھا، اس کی ماں خصیبہ کے نام سے مشہور تھی۔ جو عبادت اور تقویٰ میں انتہائی بلند مقام پر تھی۔ اس کی پرورش بھی زہد وعبادت کے ماحول میں ہوئی پھر یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور تازہ کے نواح میں اس دور کے صالحین اور فقہاء کے شیخ ابواسحٰق تسولی سے ملا، اس نے اس سے علم حاصل کیا اور اس کا ہم صحبت رہا۔ وہ پھر صحیح فقہ اور وافر تقویٰ کے ساتھ ریاح کے وطن کی واپس آیا اور الزاب کے شہر طولقہ میں اتراوہ پھر خود ہی عزیز واقارب، دوستوں اور جان پہچان والوں کی باتوں کو بدلنے میں مصروف ہو گیا لہٰذا وہ اس بات کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے بہت سے لوگ اس کے خادم بن گئے۔ اس کے ساتھیوں میں سے جن لوگوں نے اس کے طریقے کو اپنانے کا عہد کیا ان میں سب سے مشہور ابویحیٰی بن احمد تھا جو زواودہ میں سے بنومحمد بن مسعود کا شیخ تھا۔ اس کے علاوہ عطیہ بن سلیمان بن سباع بھی تھا جو اولاد سباع بن یحیٰی کا سردار تھا۔ عیسیٰ بن یحیٰی بن ادریس بھی تھا جو اولاد ادریس کا شیخ تھا اور اولاد عساکرا نہی میں سے ہے۔ حسن بن سلامہ بھی تھا جو اولاد طلحہ بن یحیٰی بن دریدبن مسعود کا شیخ تھا اور ہجرس بن علی بھی جو یزید بن زغبہ کی اولاد میں سے تھا۔ عطاف قبیلے کے بہت سے آدمی بھی اس کے پیروکار تھے جو زغبہ قبیلے میں سے ہے۔ اس کے علاوہ ان کی قوم کے بہت سے کمزور آدمی اس کے متبع تھے یوں اس طرح اس کے پیروکاروں کی کثرت ہوگئی اور وہ پہلے سے بڑھ کرا قامت سنت اور تغییر منکر کا کام کرنے لگا۔ اب اس نے ڈاکوؤں پر سختی شروع کی جو صحرا کے شیطانوں میں سے تھے پھر اس نے ایک اور اچھائی کا قدم اٹھایا، اس نے الزاب کے گورنر منصور بن فضل مزنی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کو ٹیکس اور تاوان وغیرہ معاف کر دے لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس کے اصحاب درمیان میں حائل ہو گئے، انہوں نے اقامت سنت اور موت پر اس کی بیعت کی تب ابن مزنی نے انہیں لڑنے کی اجازت دیدی اور اپنی قوم میں ان کے ہم پایہ لوگوں کو اس کام کے لئے بلایا۔ اس زمانے میں علی بن احمد بن عمر بن محمد، اولاد محمد کا سردار تھا، اور سلیمان بن علی بن سباع، اولاد یحیٰی کا سردار تھا، انہوں نے زواودہ کی سرداری آپس میں تقسیم کرلی اور سعادت اور اس کے اصحاب کی مدافعت کے لئے ابن مزنی کی مدد کی۔ ان دنوں ابن مزنی اور الزاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا، جو بنی حفص میں سے تھا اور اس کا نام امیر خالد بن امیر ابوزکریا تھا۔ اس کی حکومت کا نگران ابوعبدالرحمٰن بن عمر تھا، ابن مزنی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور اہل طولقہ کو اشارہ کیا کہ وہ سعادت کو گرفتار کرلیں لہٰذا اس نے ان میں سے نکل کر ایک جانب ایک الگ مکان بنا لیا اور وہ اور اس کے اصحاب وہیں رہنے لگے۔ اس نے پھر اپنے ان اصحاب کو جمع کیا جو پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور وہ انہیں سقیہ کہا کرتا تھا۔ انہوں نے سنہ 703 میں بکرہ جا کر ابن مزنی کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے پھر وہاں کی کھجوریں کاٹ دیں لیکن اسے فتح نہ کر سکے تو وہ وہاں سے چل دیئے۔ انہوں نے پھر سنہ 704 میں دوبارہ اس کا محاصرہ کر لیا مگر اب بھی وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد سعادت کے زواودی اصحاب سنہ 705 میں اپنے سرمائی مقامات میں گئے تو سعادت نے اپنے زاویے میں جوزاب طولقہ میں تھا، چھاؤنی قائم کر لی۔ اس نے املیلی اور ناجعہ سے جو فوجی پیچھے رہ گئے تھے، انہیں اکٹھا کیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے ابن مزنی اور شاہی فوج کے پاس جو بکرہ میں ان کے پاس مقیم تھی، فریاد کی تو اس نے انہیں اولاد حرب کے ساتھ جو زواودہ میں سے تھے، رات کو سوار کرایا اور پھر سعادت اور اس کے اصحاب پر ملیلی میں حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں سعادت قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے اصحاب مارے گئے۔ بعد ازاں اس کے سر کو ابن مزنی کے پاس لے جایا گیا۔ جب اس کے اصحاب کو ان کے سرمائی مقامات میں یہ خبر پہنچی۔ تو وہ الزاب کی طرف چل پڑے۔ ان کے سردار ابویحیٰی بن احمد بن عمر شیخ اولاد محرز اور عطیہ بن سلیمان شیخ اولاد سباع اور عیسیٰ بن یحیٰی شیخ اولاد عساکر، اور محمد بن حسن شیخ اولاد عطیہ سب کے سب ابی یحیٰی بن احمد کی طرف گئے اور بکرہ میں مصروف پیکار ہو گئے، انہوں نے اس کی کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے۔ یوں ابن مزنی کے درمیان خلیج وسیع ہوتی گئی تب ابن مزنی نے اپنے زواودی مددگاروں کو آواز دی تو علی بن احمد شیخ اولاد محمد اور سلیمان بن علی شیخ اولاد سباع اس کے پاس آ گئے۔ یہ دونوں ان دنوں زواودہ کے بڑے سردار تھے۔ تب اس کا بیٹا علی شاہی فوجوں کے ساتھ نکلا اور سنہ 13 میں صحرا میں لڑائی ہوئی پڑاؤ کرنے والے ان پر غالب آ گئے، یوں علی بن مزنی قتل ہو گیا جب کہ علی بن احمد گرفتار ہو گیا تو وہ اسے قیدی

بنا کر لے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن احمد نے اپنے بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا اور سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مضبوط ہوگئی۔ بعد ازاں ابو یحییٰ ابن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ فوت ہو گئے اور ان سنیوں میں سے اولاد محرز کے قبائل بھی گئے، انہوں سنیوں نے احکام و عبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی تو ان کی نظر ابو عبداللہ محمد بن ارزق پر پڑی جس نے بجایہ کے عظیم شیخ علی ابو محمد زداودی سے علم حاصل کیا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ ان کے ساتھ چلا آیا اور اولاد طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان اترا۔ رفتہ رفتہ سنی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے انہیں اولاد سباع کے مقابلہ میں مضبوط کیا۔ وہ پھر الزاب میں اکٹھے ہوئے اور علی بن احمد سے لمبا عرصہ تک نبرد آزما رہے اس وقت سلطان ابو تاشفین موحدین کے اوطان میں ان کے عرب دوستوں کو لایا کرتا تھا جوان سنیوں کو عطیے بھیجتے تھے، اس سے ان کا مقصد ان سے دوستی کرنا تھا۔ وہ ہر سال ان کے ساتھ ابو ازرق فقیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے رہے، اور ابن ارزق مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولاد محمد غالب آ گیا۔ اس کے بعد حسن بن سلامہ فوت ہو گیا، یوں ریاح سے سنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ابن ارزق بکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اسے سنیوں کے کام سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی، اس نے اس کی بات مان لی۔ اور اس کے ہاں اترا، تو اس نے اسے بکرہ کی قضاء سپرد کر دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد پھر علی بن احمد کچھ وقت کے بعد سنیوں کی دعوت لے کر اٹھا، اس نے سنہ 740 میں ابن مزنی کے لئے فوج اکٹھی کی اور بکرہ میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں اہل ریغ نے بھی اسے مدد دی تو اس نے کئی ماہ تک بکرہ کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا۔ وہ وہاں سے پھر چلا آیا تو اس نے یوسف بن مزنی سے گفتگو کی، یوں وہ دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سعادت کی اولاد میں سے زاویے میں اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی رعایت کرنا ابن مزنی پر واجب تھا۔ اب ریاح کے صحرا نشینوں نے انہیں پہچان لیا اور رہگزاروں کی جماعتوں نے انہیں گزرنے دیا اور یہ زاوادہ باقی رہ گئے۔ کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامت دعوت کا اشتیاق ظاہر کرتے اور دین و تقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے ہیں۔ وہ اسے رعایا سے زکوٰۃ لینے کا ذریعہ بناتے اور بری باتوں کے بدلنے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سے ارتقاء میں جو نقصان ہوتا، وہ اسے چھپاتے ہیں جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور ان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات کے چودھری بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے اور وہی ہم سب کو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

باب ۵:

زغبہ اور اس کے بطون ریاح کے بھائیوں کا بیان جو ہلال بن عامر سے ہیں

یہ قبیلہ ریاح کا بھائی ہے۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ زغبہ اور ریاح ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اور ان کا نسب بھی اسی طرح ہے۔ وہ اس زمانے کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبداللہ نے ان کو جمع کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس بات کو بیان نہیں کیا اور عبداللہ کو ہلال کے بیٹوں میں بیان کیا ہے شاید وہ اس کی طرف اس لئے منسوب کئے گئے ہیں کہ اس نے ان کی کفالت کی ہے اور وہ ان سے پہلے ممتاز ہو گیا ہے۔ اس کی قسم کی باتیں عرب کے انساب میں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں یعنی فرزند، اپنے چچا یا کفالت کرنے والے کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم، انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی۔ انہوں نے پھر طرابلس اور تابس پر غالب آ کر سعید بن خزرون کو جو مغراوہ کا بادشاہ تھا، طرابلس میں قتل کر دیا۔ پھر ہمیشہ اسی حال میں رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ بعد ازاں ہلال بن ریاح اور جشم کے قبائل اس کے پاس آ گئے جب کہ زغبہ، ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کی طرف مائل ہو گئے۔ ابن غانیہ اور اس کے پیچھے پیچھے مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ متحد ہو گئے۔ بعد ازاں مسیلہ اور قبلہ تلمستان کے درمیان جنگلوں میں مسلسل کئی لڑائیاں ہوئیں اور بنو بادس اور زناتہ کے تلول میں ان پر غالب آ گئے۔

مغرب اوسط میں زناتہ

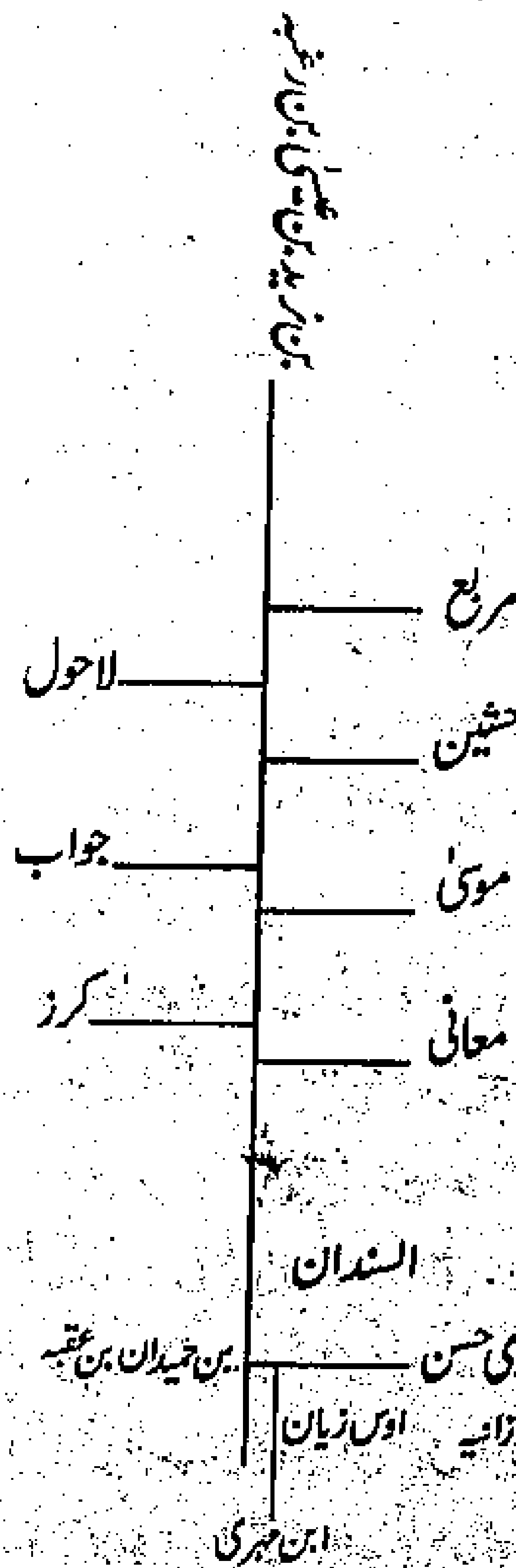
جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں میں گئے تو زغبہ تلول میں داخل ہو گئے اور وہاں غلبہ حاصل کر لیا۔ انہوں نے اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدے کی عصبیت اور زناتہ کو صحرا سے جمع کرنے کی وجہ سے تکلیف سے دوچار کیا۔ ان کے جتھے اور حامی باہر نکل گئے لہٰذا معقل کے پڑوسی عرب مغرب کی جانب سے ان کے پاس آ گئے، انہوں نے زغبہ کے جو لوگ ان جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے، ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا جو وہ ان کے اونٹوں سے حاصل کرتے یا ان میں سے جوان اونٹ لے لیتے۔ لہٰذا انہوں نے اس بات سے برا منایا اور اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کر لیا ان کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لے لیا جو سدید قبیلے میں سے ہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے لہٰذا انہوں نے انہیں اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا، اس کے بعد زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ جب انہوں نے خرابی اور فساد پیدا کرنا شروع کیا، تو عربوں کو ان کے وطن تلول کے متعلق ہیجان زدہ کر دیا گیا لہٰذا وہ اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ حکومت نے ان پر تلول کے دروازے بند کر دیئے، غلہ روک لیا جس کا حصول بہت مشکل ہو گیا۔ ان کے گھوڑے کمزور اور ان کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اس کے بعد نوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے اور انہوں نے رشوت اور صدقہ دیا، یوں جب زناتہ کا رعب جاتا رہا۔ تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملک کے قریب سے عاصیہ خوارج اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے تلول جانے کے لئے لڑائیوں کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس میں غلبے کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے پھر وہاں پر زناتہ سے لڑائی کی اور اکثر اوقات ان پر غالب آ گئے۔ حکومت نے ان سے مدد طلب کرنے کی وجہ سے انہیں مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں، یوں ان کی سواریاں اس میں چلنے لگیں اور وہ ہر طرح سے اس پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ زغبہ کے یہ بطون یزید، حصین، مالک، عامر اور عروہ سے بہت تعداد میں ہیں۔ انہوں نے پھر مغرب الاوسط کو آپس میں تقسیم کر لیا جیسا کہ ہم ان کے

حالات میں بیان کریں گے۔

بنی یزید کو زغبہ میں کثرت اور شرف کے لحاظ سے بڑا مقام حاصل تھا حتیٰ کہ حکومتوں کو بھی اس کا خیال رہتا تھا، یہی وجہ ہے عربوں کی پہلے حکومتوں نے تلول اور ضواحی انہیں جاگیر میں دیا۔ موحدین نے انہیں ارض حمزہ میں جاگیر دی جو بجایہ کے ان ٹھکانوں میں سے ہے جو بلاد ریاح اور اثانج کے قریب ہیں لہٰذا یہ لوگ وہاں اتر گئے اور پھر ان گھاٹیوں میں چلے گئے جو تلول حمزہ، دہوس اور ارض بنی حسن اور اس کے ٹیلوں اور یفا اور صحرا تک پہنچاتی ہیں۔ حکومت اس پروپیگنڈے کے ذریعے بجایہ پر غالب آ گئی جو منہاجہ اور زواودہ نے کیا۔ جب بجایہ کی فوجیں ان کے ٹیکس لینے سے عاجز آ گئیں تو انہوں نے ان کو لڑائی کے لئے بھیج دیا۔ انہوں نے اس کام کو نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا اور اس وجہ سے حکومتیں ان کی زیادہ عزت کرنے لگیں۔ ان میں سے پھر بہت سے لوگوں نے ان جگہوں پر جاگیریں حاصل کیں، اس کے بعد موحدین زناتہ ان اوطان پر غالب آ گئے اور انہوں نے بجایہ کے اوطان میں جاگیریں حاصل کیں۔ رفتہ رفتہ انہوں نے انہیں اپنے ممالک کی شکل میں بدل دیا۔ جب زناتہ کی ہوا اکھڑ گئی اور عربوں کے ساتھ ان کے اختلافات کا سمندر موج زن ہوا تو بنو یزید نے ان اوطان کی ملکیت اپنے لئے مخصوص کر لی اور ان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور خراج اور اس کے ٹیکس کے مطالبے کو تقسیم کر دیا۔ وہ اس زمانے تک اسی طرح چلے آ رہے ہیں اور ان کے بہت سے بطن ہیں۔ ان میں سے حمیان بن عقبہ بن یزید اور جواب اور بنو کرز اور بنو موسیٰ اور روابعہ اور خشنہ ہیں اور یہ سب کے سب بنو یزید بن عیسیٰ بن زغبہ اور ان کے بھائی عکرمہ بن عیسیٰ ہیں جو ان کے گشتی دستوں میں سے ہیں، پہلے بنی یزید کی سرداری اور اولا د لاحق اور پھر اولاد معانی کے لئے تھی پھر یہ سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ بن مہدی بن یزید بن عیسیٰ بن زغبہ کے خاندان میں آ گئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ مہدی بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہے اور یہ ایسا نسب ہے جس کی سرداری اپنے قبیلے کے سوا کسی کو نہیں مانتی۔ یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔ بعض اوقات دوسرے لوگوں نے انہیں سلول کی طرف منسوب کر دیا ہے جو کہ بنو مرہ بن صعصعہ ہیں اور جو عامر بن صعصعہ کا بھائی ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سلول اور بنی یزید بھائی بھائی ہیں اور ان سب کو اولاد فاطمہ کہا جاتا ہے۔ بہر حال بنو سعد کے تین بطن ہیں: بنو ماضی بن رزق بن سعد، بنو منصور بن سعد اور بنو زغلی بن رزق بن سعد اور بنی زغلی کو مسافروں اور ڈیرہ داروں پر خاص طور پر سرداری حاصل ہے۔ ہمارے علم کے مطابق وہ ریان بن زغلی کے لئے ہے پھر اس کے بعد اس کے بھائی دیفل کے لئے ہے، ان کے بعد ان دونوں کے بھائی ابوبکر کے لئے ہے پھر اس کے بیٹے ساسی بن ابی بکر کے لئے ہے اور پھر اس کے بیٹے معتوق بن ابی بکر کے لئے ہے، اس کے بعد موسیٰ کے لئے جو ان کے چچا ابوالفضل بن زغلی کا بیٹا ہے پھر اس کے بھائی احمد بن ابوالفضل کے لئے ہے۔ وہ اس زمانے میں ان کا سردار ہے لیکن وہ اکانوے (91) میں وفات پا گیا ہے تو اس کی قوم میں اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ پھر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے حلیفوں میں بنو عامر بن زغبہ بھی ہیں جو میدانوں میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور ان کی لڑائیوں میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ مستنصر بن ابی حفص کے زمانے میں ریاح اور زغبہ کے درمیان موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کے بیٹے شبل کے عہد میں بڑی طویل لڑائی ہوئی۔ بنو یزید نے بھی پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس میں بڑا حصہ لیا۔ بنو عامر اس لڑائی میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور مدد کرنے کی صورت میں انہیں کھیتی کا خراج ملتا تھا۔ جسے قرارہ کہتے ہیں۔ اس کھیتی کے ہزار تھیلے ہوتے ہیں اور ان کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ ابوبکر بن زغلی کو ریاح نے وطن حمزہ کے دہوس پر لڑائی کے زمانے میں غالب کیا تھا لہٰذا اس نے بنی عامر سے مدد مانگی تو اولاد شافع، صالح بن بالغ کی سربراہی میں اور بنو یعقوب، داؤد بن عطاف کی سرکردگی میں اور حمید، یعقوب بن معروف کی سربراہی میں اس کے پاس آئے۔ تب وہ اپنے وطن واپس چلا گیا اور اپنے وطن پر ان کے لئے کھیتی کے ہزار تھیلے مقرر کر گیا۔ بعد ازاں بنو عامر مسلسل اسی حالت میں رہے لہٰذا جب یغمراسن بن زیان، تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آیا اور زناتہ تلول اور سبزہ زاروں میں داخل ہوئے تو معقل نے ان کے وطن میں بہت خرابی پیدا کی۔ بعد ازاں یغمراسن بنی عامر کے ساتھ صحرائے بنی یزید میں ان جگہوں پر آیا اور انہیں ان کے پڑوس میں معقل کے متعلق تدبیر کرتے ہوئے صحرائے تلمسان اتار دیا لہٰذا وہ وہاں رہنے لگے اور بنی یزید کے بطون میں سے حمیان نے ان کی پیروی کی کیونکہ وہ وادیوں اور چراگاہوں کے متلاشی تھے یعنی ایک جگہ رکنے والے نہیں تھے۔ لہٰذا وہ عہد میں بنی عامر میں شمار ہونے لگے۔ اس کے بعد بنو یزید نے سبزہ زاروں اور اس کی سرسبزی پر قبضہ کر لیا اور ان کے اکثر لوگوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ چراگاہوں کے متلاشیوں کا کہنا ہے کہ ان میں

سے عکرمہ کے کچھ فریق اور عیسیٰ کے بعض بطون اولاد زغلی کے ساتھ ان کے جنگلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پھر تھوڑے سے آدمیوں کے سوا، جنگل میں سفر کرنا چھوڑ دیا اور ان کے مددگاروں کے ریاح یا زغبہ کے سفر کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس عہد تک اسی حالت میں ہیں۔ بنی زید بن عیسیٰ کے بطون میں سے بنو خشین بنو موسیٰ، بنو معانی اور بنو لاحق زغبہ ہیں۔ انہیں اور بنی معانی کو بنی سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مربع جنہیں مرابعہ کہتے ہیں، سے قبل سرداری حاصل تھی۔ یہ اس عہد میں سب کے سب بنو حمزہ ہیں اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس عہد میں تونس کے مضافات میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور وہ زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

ابوالفضل بن موسیٰ بن زغلی بن رزق بن سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ۔



باب:۶

حصین بن زغبہ کے حالات کی روداد

حصین بن زغبہ کی اولاد کے علاقے بنی یزید کے پڑوس میں ان سے مغرب میں تھے یہ ایک قبیلہ تھا جو وہاں پر اتر گیا تھا، تیطری کے الجماعی کا سبزہ زاران کے لئے تھا اس وقت مدینہ کے نواح، ثعالبہ کے ٹھکانے تھے جو بطون بعوث میں سے تھے، وہ ان سے رشوت اور صدقات لیتے تھے۔ لیکن جب مدینہ کے علاقے سے بنی توجین کا اقتدار جاتا رہا تو بنوعبدالواد ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا سودا کیا، انہوں نے ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے پھر انہوں نے قتل کے ذریعے ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں سے توڑ کر رکھ دیا۔ وہ انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے۔ اس وقت تمام زناتہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے جب کہ یہ ان کی حکومت کے لئے سب سے بڑھ کر اطاعت گزار تھے۔ جب سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے زمانے میں بنوعبدالواد کو دوبارہ اپنی حکومت ملی تو عربوں کے غلبہ اور زناتہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو بھی دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے آ لیا۔ اس وقت حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں اترے جو اشیر کا پہاڑ ہے اور اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے۔ ابوزیان جو سلطان ابوحمو کا عم زاد تھا جب اس سے قبل بادشاہ بنا تو بنی مرین کے پھندے کو کاٹتا ہوا تونس تک چلا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کی حکومت کا مطالبہ کرتے ہوئے اور اپنے اس عم زاد سے لڑائی کرتے ہوئے باہر نکلا یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔ وہ پھر قبائل حصین میں سے اعوج میں اترا۔ جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں، ظلم وستم کے طریق سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے بہتر تیر انداز پایا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اپنے بھائیوں اور رؤسائے زغبہ بنی سوید اور بنی عامر سے خط وکتابت کی اور انہوں نے بھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابوحمو کی فوجیں اور بنی عبدالواد ان کی طرف گئے تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے، اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ جب سلطان ابوحمو اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس سے اس کی حکومت حاصل کی۔ زغبہ نے بھی اس سے جو چاہا تھا حکومت کے آخری دنوں تک حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں۔ اب ابوزیان ریاح کی طرف واپس آیا اور اپنے عم زاد کے ساتھ دوستی کر کے ان کے ہاں مہمان اترا۔ یوں حصین کے لئے عزت ومنزلت کا نشان باقی رہ گیا۔ مدینہ کے نواح اور بلاد منہاجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا، حکومت نے وہ حصین کو بطور جاگیر دیدیں۔ ان کے دو عظیم بطن ہیں: جندل اور خراش۔ جندل سے اولاد سعد خفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کمام بن علی بن جندل ہیں۔ ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار خشعہ بن جندل کے لئے ہے۔ یہ یاد رہے کہ جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی۔ آج کل ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہلہل بن شکر بن عامر بن محمد بن خشعہ ہے۔ خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد الکامل ابن خراش کی اولاد ہے، اس زمانے میں ان کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل ہے خرج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خرج میں سرداری حاصل ہے جب کہ طریف معبد بن خراش کی اولاد، معابدہ کے نام سے معروف ہے۔ اس دور میں ان کی سرداری عریف کی اولاد میں ہے۔ یاد رہے کہ بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مظفر بن محمد الکامل بنی سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اترا تھا ویسے اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن مہلہل بن شکر بن

عامر بن محمد بن خشعہ علی بن سبدم بن خلیفہ بن سعد بن

منصر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن رجاب بن عیسیٰ بن

ابی بکر بن مسعود بن سباع بن موسیٰ بن کمام علی بن حنل بن حصین بن زغبہ

بن مظفر بن محمد الکامل بن

خراش

بن معبد

ابن یزید بن مسعود بن معرف بن عریف بن طریف

یاد بن عبداللہ بن کثیر

بنی مالک بن زغبہ کا بیان

بنو مالک بن زغبہ تین بطون ہیں، جبکہ سوید بن عامر بن مالک اور عطاف کے دو بطن ہیں جو عطاف بن ردی بن حارث کے بیٹے کی اولاد ہیں۔ مزید برآں دیالم، دیلم بن حسن بن ابراہیم بن ردی مابل سوید کی اولاد میں سے ہیں۔ حکومت سے قبل بنی یادین اجڈ تھے اور انہیں بنی عبدالواد میں اختصاص حاصل تھا اس عہد میں انہیں، سراۃ اور بطحاء اور ہوارہ کا خراج حاصل ہوتا تھا۔ جب بنو یادین مغرب اوسط کے ٹیلوں اور شہروں پر غالب آ گئے تو جین ایک حصہ کو تلول قفلی اور مغرب میں قلعہ سعیدہ کے درمیان سے مشرق میں مدینہ تک سرداری حاصل تھی۔ ان میں قلعہ بن سلامہ اور منداس اور انشریس اور وریہ اور ان کے درمیان کا علاقہ حاصل تھا لہذا تل اور جنگل میں ان کا پڑوس بنی مالک کے ساتھ مل گیا۔ جب بنو عبدالواد،

تلمسان پر غالب آئے اور اس کے میدانوں اور نواح میں اترے تو یہ سویدی دیگر زغبہ کی نسبت ان کے خاص ساتھی اور دوست تھے۔ سوید کے بطون، فلیمہ، شبابہ، مجاہر اور جوشہ بیان کئے جاتے ہیں جو سب کے سب بنی سوید میں سے ہیں جبکہ حساسہ، شبابہ کا بطن ہے جو حسان بن شبابہ اور غفیر اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنوسلیمہ بن مجاہر اور بورحمہ اور بوکامل اور حمدان بنومقرز ین مجاہر تک جاتا ہے۔ ان کے بعض نسابوں کا خیال ہے کہ مقرر ان کا آبا نہیں ہے اور اسے سب سے پہلے بوکامل نے چھوڑا ہے۔ انہیں اپنے عہد میں اور لغمیر اسن اور اس سے قبل اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی۔ دراصل یہ تین آدمی تھے: مہدی، عطیہ اور طراد پہلے ان پر سرداری کے لئے مہدی مخصوص ہوا پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی پھر اس کا بھائی عمر بن مہدی مخصوص ہوا۔ اس دوران لغمیر اسن نے یوسف بن مہدی کو بلاد بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عنتر بن طراد بن عیسیٰ نے مراری البطحاء میں جاگیر دی، وہ رعایا سے اپنا خراج لیتے تھے اور کوئی بھی اس بات کا برا نہیں مناتا تھا۔ بعض اوقات وہ سفر میں باہر چلا جاتا تب عمر بن مہدی کو تلمسان اور اس کے مشرق کے مضافات میں اپنا جانشین بنا دیا جاتا تھا۔ اس دوران میں ان کے گشتی دستوں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشہ، فلیبہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع وغیرہ کے قلیل التعداد بطون سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا وہاں پر معقل ان پر غالب آ گئے، انہوں نے پھر ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا، وہ انہیں یہ خراج دیتے اور وہ جوان اونٹوں کو لے لیتے معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمے دار ابن الریشر بن نہار بن عثمان بن عبیداللہ تھا لیکن بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کئے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کی تھی، یوں معقل کے لئے یہ دستور باقی رہ گیا یہاں تک کہ زغبہ کے آدمیوں نے اسے توڑا، معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور ان کے اونٹوں کو روک لیا۔ مجھے یوسف بن علی اور اس کے بعد خانم نے اپنی قوم کے معقلی شیوخ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج کا سبب یہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے، اس کے ختم کر دینے کا واقعہ یہ ہوا کہ معقل کہتے تھے کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے لہٰذا جب عبیداللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبین کو جمع کیا جو اس کی قوم جوشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نے انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی لہٰذا انہوں نے اختلاف اور عبیداللہ کے ساتھ حالات کو معلوم کر کے انہیں مشرق کی طرف دھکیل دیا۔ وہ ان کے اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گئے اور لڑائی طویل ہو گئی جس میں ان کے جوانوں میں بنوجوشہ اور ابن مرتح قتل ہو گئے، اس وقت بنوعبداللہ نے اپنی قوم کی طرف بنی معقل کے قصیدہ سے یہ اشعار لکھے:

''اگر تم نے دشمن کے مقابل میں ہماری مدد نہیں کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کرے۔ ہم نے ابن جوشہ اور مرتح کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سب سے اوپر ہے۔''

یوں وہ اکٹھے ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے تو زغبہ کے قبائل بھاگ گئے۔ بعدازاں بنوعبیداللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی اکٹھے ہوئے، اس عہد میں انہوں نے زغبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا۔ اس کے بعد ان کے اور لغمیر اسن کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں عمر بن مہدی اور ابن حلوا، مارے گئے۔ بعدازاں صلح اور مصاہرت پر بلاد عبدالواد کے تلول اور سبزہ زاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی توجین کے علاقوں کے سامنے ہے لہٰذا وہ بنی عبدالواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے۔ لیکن جو سفر کے قابل نہیں تھے، وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے۔ جب کہ شبابہ، مجاہر، غفیر، شافع، بورحمہ اور بوکامل کے تمام بطون چل پڑے اور جیسن ابن عمارہ اور اس کا بھائی سوید ضواحی اور ہران میں اترے۔ بعدازاں ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور وہ ٹیکس والی رعایا میں شامل ہو گئے۔ عثمان بن عمر نے پھر سوید کے باغیوں کے معاملے کو سنبھالا لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے میمون نے اس کے کام کو سنبھال لیا جلد ہی اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور پھر سوید اور بنی عامر بن زغبہ کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی جاری رہی اور ان پر زبانی حکومت کا پامال کرنا مشکل ہو گیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے کو گیا۔ جب وہاں اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جو ان کا سردار تھا، وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا لہٰذا وہ اس کی مجلس میں آیا اور اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ لیکن پھر اس نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر تلول کی اطراف اور السرسو کے ملک میں جو بلاد توجین کے سامنے ہے، لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بنی یزید کا ایک طائفہ بھی ان کے پاس گیا۔ جب وہ سفر کرنے سے درماندہ ہو گئے تو اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کریکرہ میں اتارا اور ان پر ٹیکس لگایا۔ یوسف بن یعقوب کے

وفات ہونے تک یہی صورت حال رہی اور آل یغمراسن کا اقتدار اس وقت سے قائم رہا ہے۔

ابوتاشفین کا حال

جب ابوتاشفین بن موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ان ساتھیوں کو چن لیا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے لیکن پھر اسے بعض ملوکانہ اختلافات نے پریشان کر دیا۔ اس پر اس کا غلام ہلال حاوی تھا۔ جو عریف کے رتبے کی وجہ سے برافروختہ تھا لہٰذا عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں۔ وہ سنہ 720 میں سلطان ابوسعید کے ہاں اترا۔ اس دوران ابوتاشفین نے اپنے چچا سعید بن عثمان کو گرفتار کر لیا اور وہ تلمسان کی فتح سے قبل اس کے قید خانے میں مر گیا۔ پھر اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں ... ے، بنی مرین کے بادشاہ نے عریف بن یحییٰ کی عزت افزائی کی اور اسے اپنا مقرب بنالیا۔ اس نے اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی خلوتوں کا رازدار اور مشیر بنالیا۔ وہ ہمیشہ انہیں تلمسان میں آل زیان کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ اس دوران سلطان کے ہاں عریف کے رتبے نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا اور وہ پھر اس کے بھائی ابوعلی کے پاس تافیلات میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ میمون فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن مغرب کی قوموں کو ساتھ لئے تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا وہ پھر بزور قوت ان پر چڑھ گیا اور ان کا ملک تباہ کر دیا۔ پھر سلطان نے شدد نہ کے پاس ابوتاشفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا بول بالا ہو گیا۔ اس نے پھر زناتہ کو متحد کیا اور انہیں تخت لواتہ کے پیچھے چلنے کو کہا۔ یہ دیکھ کر بنی عبدالواد کے مددگار بنو عامر جو زغبہ میں سے تھے جنگل کی طرف بھاگ گئے جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔ بعد ازاں سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معقلی عربوں پر فائق کر دیا جبکہ اس نے میمون بن سعید کو، سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا۔ تاہم وہ تا سالہ میں سلطان کی آمد کے موقع پر سنہ 732 میں تلمسان کی فتح سے قبل فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا اور وہ بھی تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے ونزمار بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا، اس نے اس کی حکومت میں صحرائی لوگ جہاں جہاں رہتے تھے، وہاں تک ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لئے۔ وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے۔ بعد ازاں ان کے رؤسا اور اس کے عم زاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتدار کی اور وہ بنی عامر سے جا ملا۔ صرارشتہ کی آواز پر وہ پھر اس کے بیٹے ابوعبدالرحمٰن کو سلطان کے پاس لائے لہٰذا اس نے اور ونزمار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں شکست دی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ عریف نے سلطان ابوالحسن، افریقہ میں اس کے دور کے موحدین کے بادشاہوں، اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے مابین سفر کیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن مر گیا۔

ابوعنان کا احوال

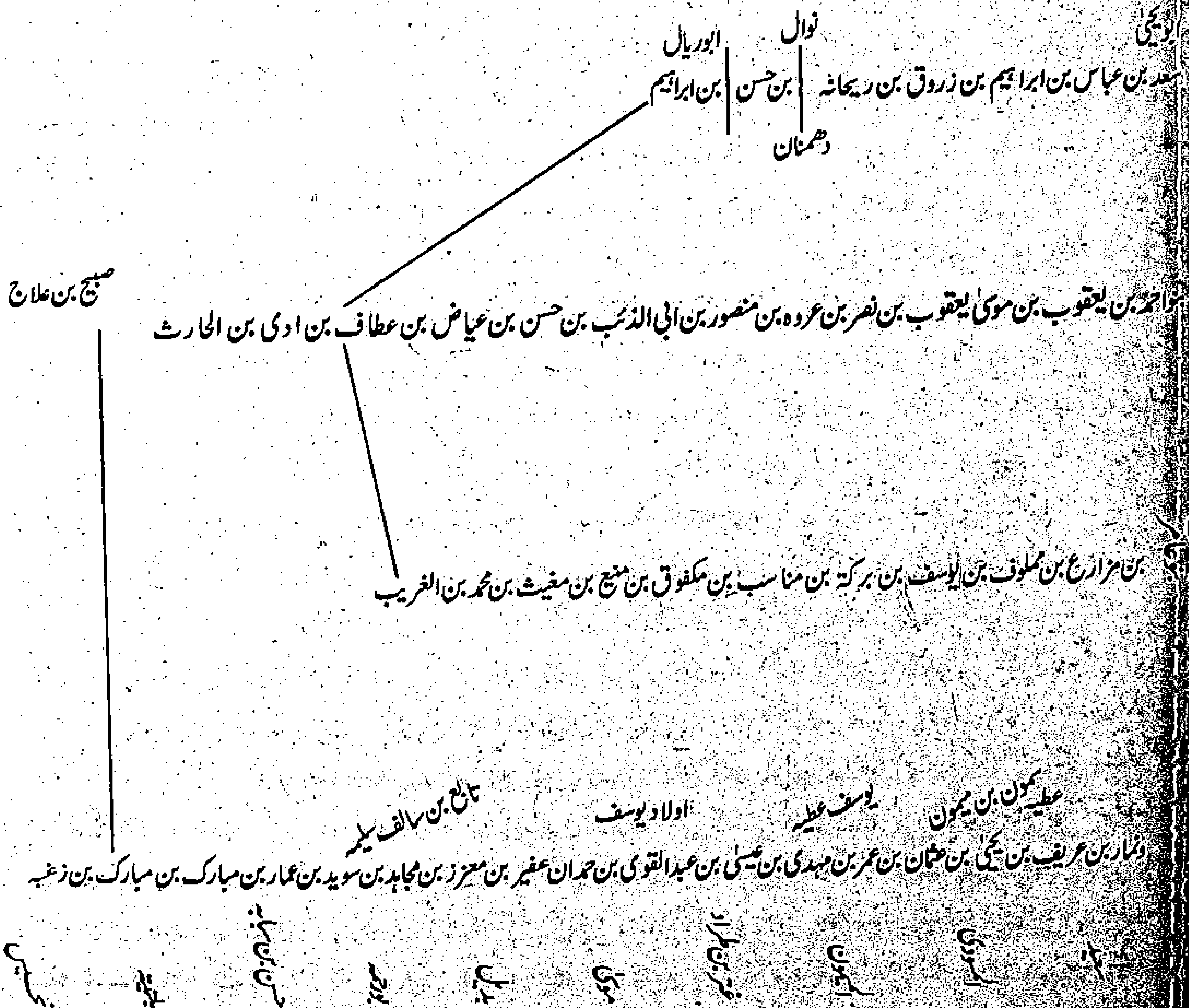
جب سلطان ابوعنان تلمسان پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم جلد ذکر کریں گے تو اس نے اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی لہٰذا اس نے ونزمار بن عریف نے زغبہ کے دیگر رؤسا سے اسے بلند کر دیا۔ اس نے اسے السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور توجین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے۔ جب ابوعریف بن یحییٰ فوت ہو گیا، تو اس نے اسے جنگل سے بلایا پھر اسے اس کے باپ کی جگہ پر ارکینہ میں اپنی نشست گاہ کے قریب بٹھایا، وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی باشندوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا۔ سلطان ابوعنان کے بعد پھر حکومت ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن ابی یغمراسن کے ذریعے بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاص میں سے تھے۔ ایسا کرنے میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑا حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہیں تھا لہٰذا انہوں نے تلمسان اور اس کے معاملات پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے پھر سوید پر میمون بن سعید بن عثمان اور تاب اور ونزمار بن عریف کو سرداری دی اور ابن نے عبادت گزاری سے اور سرداری عروج کو دیکھا۔ اس نے پھر وادی ملویہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے، ایک قلعہ بنایا اور اس

زمانے میں وہاں قیام پذیر رہا۔ بنی مرین کے بادشاہ اس کا لحاظ کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا تھا لہٰذا وہ اسے شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور اس کے علاوہ دیگر نواح کے ملوک اور رؤسا کے ساتھ خاص احوال میں شامل کرتے تھے اسی وجہ سے عربوں کے شیوخ، علاقوں کے امراء اور مضافات کے والی اس کے پاس آتے تھے۔ اس دوران اس کے دونوں بھائی ابو بکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور میمون پر حملہ کر دیا، انہوں نے پھر اپنے آدمیوں اور نوکروں کے ذریعہ اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ مخصوص کر لیا۔ پھر جب بنو حصین بن زیان نے سلطان ابوحمو کے عم زاد کو بادشاہ مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو انہوں نے اسے سنہ 767 میں لڑائی کے لئے کہا۔ اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا اور انہیں جوش آیا تو انہوں نے مغرب الاوسط میں ان کے علاقے تلول کو روند ڈالا لہٰذا وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور اس کے راستوں میں گھس گئے۔ انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے، یوں زغبہ نے طوعاً و کرہاً سلطان کے دیگر علاقوں پر اسے تقویت دینے کے لئے قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ زناتہ سے بہت سے علاقے خالی کر دئے پھر وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ پر شکست کھائی۔ بعد ازاں بنو یزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور انہوں نے خراج دینا روک لیا۔ وہ پھر بنو حسین مدینہ کے اطراف کی جاگیروں، عطاف ملیانہ کے مضافات پر اور دیالم زینہ پر اور سوید، جبل اور نشرولس کے سواء تمام علاقوں پر قابض ہو گئے کیونکہ اس کا راستہ بہت دشوار تھا۔ اس میں توجین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری، اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی جو جشم کے بنی تغرین میں سے تھے جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد بنی عامر تاسالہ اور میلافہ سے صیر در کیذرۃ الجبل تک غالب آ گئے جو دہران پر جھانکتا ہے پھر سلطان نے شہروں پر کنٹرول کر لیا اور ان میں سے ابوبکر بن عریف کو کلمیتو اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دے دیا۔ بعد میں اور لوگوں نے دیگر مضافات کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور وہ سب پر قابض ہو گئے۔ اس طرح جلد ہی ان کا شہروں پر قابض ہونا ممکن ہو گیا۔ سچ ہے کہ ہر آغاز کا ایک انجام ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ اس زمانے میں اسی حالت میں ہیں۔ سوید کے بطون میں ایک بطن نواح بطحاء میں ہے جو ہبرہ کے نام سے مشہور ہیں، تاہم لوگ انہیں مجاہد بن سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد سے ہیں، اس لحاظ سے وہ قضاعہ میں سے ہیں۔ جب کہ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجسیب سے ہیں، واللہ اعلم۔ سوید کی چراگاہوں کی متلاشی جماعتوں میں ایک جماعت صُبیح کے نام سے مشہور ہے، یہ اور وہ صُبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب ہیں جنہیں بڑی قوت اور تعداد حاصل ہے یوں وہ تنگ حالی میں سفر کرتے ہیں اور اپنی جگہ پر قیام کرتے ہیں۔

حرث بن مالک

حرث بن مالک عطاف اور دیالم ہیں عطاف کا ٹھکانہ ملیانہ کے سامنے ہے جب کہ ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذائب بن حسن بن عیاض بن عطاف بن زیان بن یعقوب اور اس کے عم زاد علی بن احمد اور ان کے بیٹوں کو حاصل ہے۔ ان کے ساتھ براز کا ایک طائفہ بھی ہے جو اشجع کا ایک بطن ہے۔ کچھ عرصہ پہلے سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شاب جاگیر میں دی ہے، یوں وہ ان کے اور سوید اور نسرلیس کے علاقے کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ان کے پاس بلاد وزینہ بھی ہیں جو قبلۃ الجبل میں ہیں اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل ہے جو مزروع بن صالح بن ویلم میں سے ہیں پہلے سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی لیکن بعد میں سلطان ابوعنان نے اسے گرفتار کر لیا، عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا، یوں وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ ان کے بہت سے بطن ہیں جن میں بنو زیادہ بن ابراہیم بن ردی اور الدہابقہ اولاد ہلال بن حسن اور بنونوال بن حسن شامل ہیں، یہ سب ویلم بن حسن کے بھائی ہیں۔ جبکہ ابن عکرمہ، مزادع بن صالح کی اولاد سے ہے اور یہ عکارمہ کے نام سے معروف ہیں۔ دراصل عطاف اور دیالم، سوید سے کم تعداد میں ہیں اور بنی عامر کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں ان کے ہمراہ ہوتے ہیں کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے۔ سوید کو دراصل ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فخر حاصل ہے۔ دیالم کے ڈیرے جنگل میں ان سے بہت دور ہیں اور تلول کی طرف ان کے علاقوں کے سامنے ہیں۔ حرث کے بطون میں

ہے ایک بطن تو غریب کے نام سے معروف ہے، ان غریب بن حارث سے ملتا ہے جو ڈیرے دار قبیلے ہیں اور ٹھکانوں کے مالک ہیں۔ سلطان انہیں تنگی میں طلب کرتا اور ان سے خراج لیتا ہے۔ وہ کئی گایوں بکریوں کے مالک ہیں اور ان کی سرداری مزروع بن خلیفہ بن خلوف بن یوسف بن بکرہ بن منہاب بن مکتوب بن منیع بن مغیث بن محمد الغریب بن حارث میں ہے جو ان کا جد ہے۔ سرداری میں غریب کی مدد یوسف کی اولاد کرتی ہے اور یہ سب کے سب بنی منیع کی اولاد ہیں جبکہ دیگر غریب اجڈ ہیں اور اولاد کامل ان کی سردار ہے۔ اللہ ہی خلق وامر کا مالک ہے۔



باب: ۷

بنو عامر بن زغبہ کے حالات

بنو عامر بن زغبہ کے علاقے مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے نزدیک زغبہ کے علاقوں کے آخر میں تھے۔اس سے قبل ان کے علاقے مشرق کے نزدیک آخر میں تھے۔ یہ سب بنی یزید کے ساتھ تھے۔اور وہ حمزہ اور دھوس اور بنی حسن کے علاقوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلے میں دوسروں پر متغلب تھے۔ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر کمپنی کا ٹیکس لگا ہوا تھا جو اس عہد میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور و معروف تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان پر لگا ہوا تھا جب انہیں اس وطن میں غلبہ حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر بن زغلی اپنی لڑائی میں ریاح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دھوس پر غالب کر دیا۔لہٰذا اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی، تو داد خواہ بنی یعقوب داؤد بن عطاف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح ابن بالغ کے پاس آئے، اور انہوں نے ریاح کو عزکان میں متغلب کر دیا۔انہوں نے پھر ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان پر قائم رہا۔جب یغمراسن نے انہیں تلمسان کی حفاظت کے لئے ان علاقوں میں منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان روک بن جائیں، یہ لوگ پھر وہاں ٹھہر گئے۔ یہ موسم سرما میں اس کے جنگلوں میں پھرتے اور گرمیوں اور بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے۔ان کے تین بطون تھے: بنو یعقوب بن عامر، بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر، جنہیں بنو شکار اور بنو مطرف بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک کے دوسرے دو بطنوں سے چھوٹے اور بڑے قبیلے ہیں اور بنی حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں لہٰذا ان میں سے بنو حمید ہیں اور عبید میں سے الحجز ہے جبکہ وہ بنو حجاز بن عبید ہیں۔ جس کے بیٹے حجرش اور تجیس ہیں جو حجاز کے دو بیٹے ہیں اور جوش حامد اور ریاب ہیں۔ محمد سے دلالدہ ہیں جو بنو دلاد بن بن محمد ہیں اور ریاب سے بنو ریاب ہیں، وہ اس عہد میں مشہور و معروف ہیں۔اس کے علاوہ ان سے عقلہ ہیں یعنی بنو عقیل بن عبید اور محاوزہ، بنو محرز بن حمزہ بن عبید ہیں۔ بنی یعقوب کو یغمراسن اور اس کے بیٹے داؤد بن ہلال بن عطاف بن رکیش بن عیاد بن میلیلے بن یعقوب کے عہد سے سرداری حاصل ہے۔اسی طرح بنو حمید بھی ان کے شیخ ہیں مگر وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کے ردیف ہے۔علاوہ ازیں حمید کی سرداری اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل ہے جنہیں الحجز کہتے ہیں۔یغمراسن کے عہد میں یہ سرداری معرف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ داؤد کا ردیف تھا۔اس دوران عثمان اور داؤد بن عطاف کے درمیان ناراضی پیدا ہوگئی اور عثمان داؤد سے اس لئے غصے ہوا کہ اس نے امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحاق کو جو آل ابی حفص میں سے تھا تلمسان سے بھاگتے وقت اور خلیفہ تونس کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے۔عثمان بن یغمراسن ابن کی بیعت میں شامل تھا۔لہٰذا اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا، تو داؤد نے اس بارے میں عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ وہ زواودہ کے عطیمہ بن سلیمان سے جا ملا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، وہ بجایہ اور قسنطیہ پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں داؤد بن ہلال نے ان کے کارنامے کا خیال رکھتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے جاگیر میں ٹھکانہ دیا۔ جسے کدارہ کہتے ہیں۔اس کے بعد داؤد نے وہاں پر اپنے پہلے میدان میں قیام کیا یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب تلمسان میں آیا اور اس نے لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔یوں داؤد اصلاح احوال کی خاطر اس کے پاس گیا تو حاکم بجایہ نے اسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوا۔جب وہ اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے اس کے پیچھے زناتہ میں سے ایک سوار دستہ بھیجا جس نے سد میں بنی یبقی کے ہاں اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔اب اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرے کی تنگی کو دور کیا۔قبل ازیں بنی مرین کا وسیلہ تھا۔جس کی وجہ سے بنو عثمان بن یغمراسن نے ان

رعایت کی لہٰذا انہوں نے انہیں ان کی قوم سمیت ان کے علاقوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی اس غیبت میں معرف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی۔ اس وقت ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے نالاں تھا۔ جبکہ بنو معرف کج روی اور مخالفت سے سلامت ہونے کی وجہ سے حکومت کے اقبال سے مخصوص تھے۔ اسی دوران سعید بن داؤد اس غیرت کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا، وہ ان کے بادشاہ سلطان ابو ثابت کے پاس اس امید پر گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی، اور اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ لہٰذا اس بات کے باوجود قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے تاہم ہمیشہ ہی ان کے درمیان چغلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا یہاں تک کہ ابراہیم بنی یعقوب بن معرف نے سعید بن داؤد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس قتل کا بدلہ ماضی بن روان نے ابن یعقوب بن معرف کی اولاد سے اس کے میدانوں میں لیا۔ جب اولاد ریاب نے اس کا مقابلہ کیا، یوں بنی عامر میں افتراق پیدا ہو گیا اور وہ دو قبیلے بن گئے، یعنی بنو یعقوب اور بنو حمید۔ یہ ابو حمو موسیٰ بن عثمان کے دور کی بات ہے جو آل زیان میں سے تھا۔ بعد ازاں سعید کے بعد بنی یعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی پھر کچھ عرصے کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو بنو حمید کا شیخ تھا، فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم پر اس کا جانشین بنا جو بڑا دلیر اور عقلمند تھا اور اس کی بہت شہرت پائی جاتی ہے۔ وہ عریف بن یحییٰ سے قبل مغرب میں آیا، سلطان ابو سعید کا مہمان بنا اور اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا۔ عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اسے اس کے ہاں بھجوا دیا۔ اس کے علاوہ اسے بہت سا مال دیا لیکن عثمان ہمیشہ کبھی صلح کے ذریعے اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے دھوکے سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔

اس امر میں وہ قباحت ملتی ہے۔ جسے عرب ناپسند کرتے ہیں۔ لہٰذا فریقین نے آخر تک قطع تعلق کر لیا اور بنو یعقوب بنی حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے۔ اس کے بعد سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جا ملے، عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر زیادتی کی اور وہ مغرب میں چلے گئے۔ پھر ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ سلطان ابو الحسن کی فوجوں میں آئے۔ اور ان کا سردار، عثمان ہلاک ہو گیا جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلے میں قتل کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا عم زاد حجر بن عالم بن ہلال حکمران بنا جو اس کی زندگی میں اس کا معاون اور مددگار تھا۔ پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی۔ جب سلطان ابو الحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا۔ بعد ازاں سلطان نے از سر نو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ حمید کے دیگر بطون اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا تو وہ صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے، اس نے ان پر ان کے عم زاد عریف بن سعید کے بیٹوں میں سے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم اس کے پاس گیا۔ تو اس نے اس کو سردار مقرر کر دیا۔ اور انہیں خادم بنا دیا۔ بعد ازاں بنو عامر بن ابراہیم، زواودہ کے ساتھ جا ملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترے۔ پھر وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدرد کے ساتھ لڑائی کی آگ بھڑکا دی جو ابو عبدالرحمان بن سلطان ابو الحسن جیسا لباس پہنا کرتا تھا اس کے بعد حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ رکھنے والوں نے اس کی مدد کی۔ پھر میمون بن غنم بن سوید کی اولاد عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور نرمار بھی انہیں میں سے تھا۔ لہٰذا ان دونوں نے مل کر اس داعی کی بیعت کر لی تو سلطان، نرمار کی طرف لڑائی کے لئے بڑھا۔ اور وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا پھر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد جنگلوں میں مقیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کا فرار لمبا ہو گیا اور وہ بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے وہ ریتلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولانگاہوں کے بھی آگے ایک دیوار ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے بھائی ابو بکر کو کمزور کر دیا۔ وہ پھر سلطان کے ساتھ افریقہ گیا اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا تو یہ سب لواتہ بنی لغیر اس کی جانب لوٹ آئے اس نے پھر اپنے قبائل کو ابو سعید عثمان بن عبدالرحمان بن یحییٰ بن لغیر اسن کا خادم بنا دیا۔ جو جنگ قیروان کے بعد سنہ 750 میں تلمسان میں صاحب حکومت تھا۔ اسے اور اس کی قوم کو وہاں پر بڑا مقام حاصل تھا۔ بعد ازاں سوید اور بنو یعقوب مغرب میں چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابو عنان کے ہر اول میں آ گئے لیکن جب بنو عبدالواد ہلاک ہو گئے تو ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور صغیر حسب عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں قیام کر کے انتظار کرنے لگا اور اس دوران بنی معرف بن سعید میں سے اس کی اکثر قوم اس کے ساتھ آ ملی، اور وہ انہیں ہر

جانب سے لے آیا۔ اس کے بعد معقل میں اولاد حسین نے سنہ 755 میں اور اس کے بعد بھی سلطان ابوعنان کی مخالفت کی، تو سجلماسہ میں انہوں نے لڑائی کی یوں اس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان پر بنی مرین کی فوجیں ایک میدان میں ٹوٹ پڑیں۔ جب وہ نکور میں غلہ حاصل کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ ان کے عام اموال کو لے گئے، اور خونریزی کر کے آدمیوں کو قتل کر دیا، قید کیا۔ پھر وہ ہمیشہ ہی صحرا میں بھاگتے رہے جب کہ سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے، سلطان کے ہاں بھی انہیں عزت حاصل تھی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف جو سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن کا بھائی تھا، تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا۔ جب سے ابوعلی نے ان کی حکومت پر غلبہ پایا تھا وہ تونس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ لہٰذا مقیر، زواودہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور پھر یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابوعنان کے خلاف تھا، مہمان اترا۔ اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابوحمو کی پناہ میں دے دیا۔ تاکہ وہ اسے تلمسان کے علاقے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا۔ اس کے بعد مقیر صولہ بن یعقوب بن علی، زبان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا، شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے، اسے لے گئے۔ جنگل سے ریاح دعار بن عیسیٰ بن رباب اپنی قوم کے ساتھ جو سعید کی اولاد سے ہے، وہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے یوں ریاح دعار بن عیسیٰ اور شبل بن ملوک واپس آ گئے۔ اور سید ھے آگے چلے گئے۔ ان کے ساتھ سوید کی موج کی دوڑ بھیڑ ہوئی تب بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابوبکر قید ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کیا اور اسے رہا کر دیا، ابھی یہ خبر فاس نہیں پہنچی تھی کہ لوگ سلطان ابوعنان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔ بعد ازاں ابوحمو مغرب کو، تلمسان پر چڑھا لایا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور وہاں پر اس کی حکومت منظم ہو گئی۔ جب دو سال بعد مقیر فوت ہو گیا، وہ قبیلے کی ایک لڑائی کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سفر کر رہا تھا کہ بلا ارادہ اسے نیزے کا پھل آ لگا جو اس کے آر پار ہو گیا، وہ اسی وقت مر گیا۔ اس کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو ملی جبکہ اس کے بھائی مقیر کا بیٹا عبداللہ اس کی مدد کرتا تھا۔ تمام زغبہ نے سلطان ابوحمو اور بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری رہتی تھی۔ اس نے پھر ان سوید، بنی یعقوب، دیالم، اور عطاف کے سب لوگوں سے کام لیا، یہاں تک کہ ابوحمو کے چچا ابوزیان بن سلطان ابوسعید کا فتنہ اٹھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ جب اس فتنہ کی ہنڈیا نے زغبہ سے جوش مارا تو وہ ابوحمو کے خلاف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الہام کی بناء پر کہ وہ اپنے معاملے میں مدانیت سے کام لیتا ہے، گرفتار کر لیا۔ یوں اس کا بھائی ابوبکر اور اس کی قوم 770ء میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلی گئی اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بنو عامر اور ابوحمو صحرا میں چلے گئے اور وہ طویل عرصے تک صحرا میں پھرتے رہے۔ پھر ابوحمو کے پاس خالد کے متعلق اس کے چچوں اور اقارب میں سے عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکایت کی کہ عبداللہ، سلطان کا راز دار اور جاسوس ہے۔ جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہو گئی، اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو کر سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا۔ پھر بنی مرین کی فوجیں آئیں اور سلطان ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں پر ٹوٹ پڑیں۔ جب عبدالعزیز سنہ 770 میں فوت ہو گیا تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے۔ وہ بنی یعقوب کے سردار ساسی بنی سلیم بن داؤد کے ساتھ جا ملے جس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے بیٹوں کو قتل کیا تھا، یوں ان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئے۔ پھر وہ حملے کی امید سے خالد کے ساتھ رہنے لگا لیکن پھر وہ بنی مرین کی دادخواہی سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری تھی۔ لہٰذا یہ سنہ 777 میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے اور لڑائی کی آگ فروختہ کر دی۔ بعد ازاں سلطان ابوحمو کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشفین کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلیں اور سوید اور دیالم اور عطاف بھی اس کے ساتھ گئے۔ وہ قلعہ کے سامنے وادی عینا میں ان پر ٹوٹ پڑے۔ عبداللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دوسرے قرابت داروں کو قتل کیا۔ پھر ان کے شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف چلے گئے اور دیالم اور عطاف کے ساتھ مل گئے، یہ سب اکٹھے ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو ثعالبیہ کا سردار اور متیجہ کا حکمران تھا۔ وہ ابوحمو سے اس کے غصے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کیا، اور امیر ابوزیان کی طرف ریاح کے علاقے میں ایک جگہ آدمی بھیجا۔ لہٰذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی پھر سالم نے اسے

جزائر پر قبضہ کروادیا۔ انہی دنوں میں خالد فوت ہو گیا تو ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور مسعود بن مقیر، بنی عامر کا حکمران بن گیا۔ اس کے بعد ابو حمو، سوید اور بنی عامر کے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو خادم بنایا وہ ابو زیان ریاح کے علاقے میں اپنی جگہ پر گیا اور جنگل میں مسعود بن عامر اور اس کی قوم کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر ساسی بن سلیم یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جاملا جو زواودہ میں سے ہے پھر سب سلطان کی خدمت میں واپس آ گئے۔ انہوں نے اس کے پاس وفد بھجوایا تو اس نے انہیں امان دیدی اور یہ اس کے پاس گئے۔ اس نے مسعود اور ساسی کے متعلق خوش آمدید کا اظہار کیا لیکن اس نے ان کے متعلق دل میں برا ارادہ رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کے ہم زادہ کو ان کی مصیبت میں داخل کر دیا لہٰذا انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا تو اس نے ان سے چال چلی اور اپنے بیٹے تاشفین کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اکٹھے ہو کر مسعود اور اس کے دس بھائیوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے تھے، گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ابو تاشفین اور سب عرب بنی یعقوب کے قبائل کی طرف چلے گئے، اور یہ لوگ سردار تھے۔ اس دوران سوید نے وادی بینا میں ان کے لئے گھات لگائی لہٰذا ابو عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اور وہ ان کا سب مال لے آئے جب کہ ان کے شکست خوردہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے، تو ابو تاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا، یوں ان کے باقی ماندہ لوگ بھی باقی نہ رہے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی شکست خوردہ جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ وہ نضر بن عروہ کے ہاں مہمان اترا اس کے بعد بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کے لئے مخصوص ہو گئی جو سلطان کا بہت مقرب تھا۔ بعد ازاں مغرب کے حکمران نے سلطان ابو العباس احمد بن ولی ابو سالم کو نزمار بن عریف کے وسیلے سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا حالانکہ نزمار ابو حمو اور اس کے بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا کرنے والا تھا، یوں ابو حمو نے اس سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا لیکن وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے ابراہیم بن یعقوب کی اولاد کے بہت سے آدمی ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ تو بنی یعقوب کی شکست خوردہ چھوٹی سی جماعت بھی اپنے علاقوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس جمع ہو گئی، سب کے سب عروہ کے ساتھ اتر پڑے۔ بعد ازاں اس کے بھائیوں نے اس زمانے کے افریقہ کے حکمران سلطان ابو العباس کے پاس اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے وفد بھیجا۔ لہٰذا اس نے ان کے ساتھ مناسب حسن سلوک کیا اور وفد کو عطیات دیئے۔ اس نے خوش کن وعدوں کے ساتھ اسے واپس کر دیا اور ابو حمو اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے اپنے جاسوسوں کو اسے دھوکے سے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران، سلطان ابو العباس کی طرف علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا عم زاد تھا، بھیجا اور بنی عامر میں سے ابو حمو کے مخالفین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت بھیجی۔ جس کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی گیا۔ لہٰذا وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا، ان سے وعدہ کیا اور ان سے اچھی طرح پیش آیا۔ یہ لوگ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ بعد ازاں علی بن عمر دوبارہ ابو حمو کی خدمت میں گیا اور اس نے اسے بنی عامر سے مقدم کیا جو سلیمان بن ابراہیم کی اس اولاد سے تھے جو صحرا میں رہتے تھے، وہ بنی یعقوب کے ساتھ ابو بکر بن عریف کے قبائل میں اترے اور اس دور تک وہ اسی طرح رہ رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

خالد
سلیمان
عریف بن زیان
علی بن عثمان بن دانود بن عبداللہ
عمر بن زیان بن مسعود بن شداد
بن محمد احمد
نجیش
علاق بن المحادزة بن حمزہ
راحقیلہ
اردقہ
ذوی عیسے
مطرد

مقیر
عامر
ابراہیم
یعقوب
معرف
سعید
ریاب
حامد
حجرش
حجاز
عبید
حمید
عامر

عنان بن سعید
[illegible]
بن میمون بن عریف
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

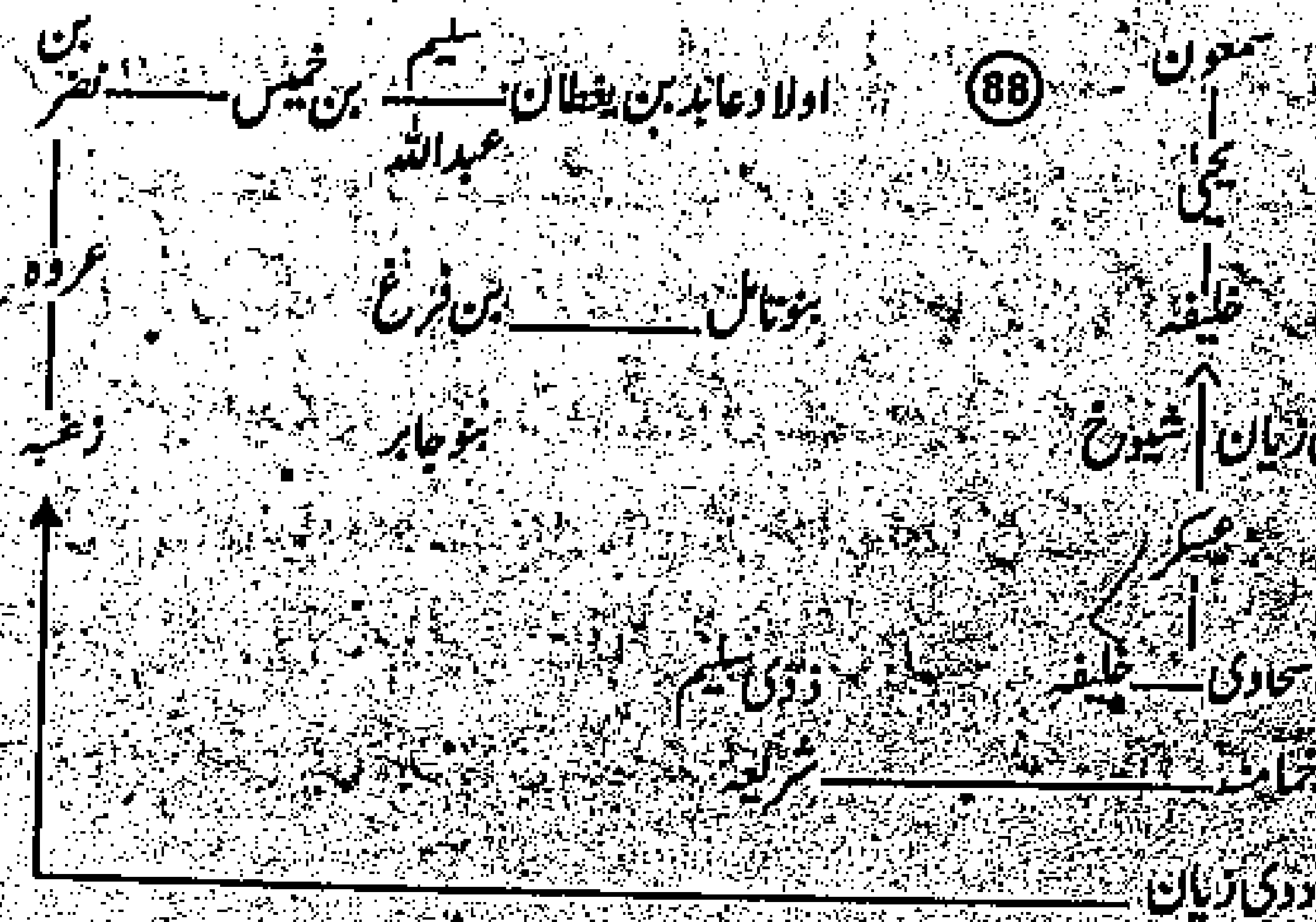
[illegible]

ساسی
سلیم
داؤد
ہلال
عطاف
رداد
کریش
عیاد
منیع
یعقوب
شفارہ بن شافع

باب:۸

عروہ بن زغبہ کے حالات اور واقعات کی روداد

عروہ بن زغبہ کے دو بطن ہیں: نضر بن عروہ اور خمیس بن عروہ جب کہ خمیس کے تین بطون ہیں یعنی عبید اللہ، فرغ اور یقظان۔ فرغ کے بطون میں سے بنو قائل ہیں جو یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں۔ جو معمور میں سے ہے۔ یہ لوگ جبل راشد میں رہتے ہیں اور بنو یقظان اور عبید اللہ، سوید کے حلیف ہیں جو ان کے سفر کرنے کے ساتھ سفر کرتے اور ان کے رفاقت پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اقامت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد عابد میں ہے جو راشد کے بطن سے ہے۔ نضر بن عروہ، جنگل میں چلے گئے ہیں اور اس کی ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ وہ دہالم اور عطاف اور حصین کی حکمرانی میں تلول اطراف کی جانب اور ان کے اوطان کی سرحدوں کی طرف بھی چلے جاتے ہیں اور ان کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطون کی رکاوٹ کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز ہیں۔ انہوں نے جبل متنند کے کناروں پر جو ریاح کے وطن کے قریب ہیں، قبضہ کیا ہوا ہے۔ جہاں پر عمرہ اور زناتہ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ ہے لہٰذا نضر نے ان پر ٹیکس لگا دیا ہے اور ان کو رعیت اور خادم بنا لیا ہے۔ اکثر اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں، بربریوں کے گھروں میں بھی آ جاتے ہیں۔ ان کے بطون، اولاد خلیفہ، خمائنہ، شریعہ، سحادی، زوی زیان، اور اولاد سلیمان بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کی سرداری خلیفہ بن نضر بن عروہ کی اولاد میں سے ہے۔ اس زمانے میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ اور اس کے معاون سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل ہے۔ اکثر صحرائی لوگ، جبل متنند میں اقامت پذیر نہیں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد دناجعہ میں ہے اور یہ نضر کی ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف ہیں تاہم کبھی حرب اور حصین کے بھی حلیف بن جاتے ہیں جو ان کا پڑوسی ہے۔ یہ کبھی کبھی بنی عامر کے حلیف بن جاتے ہیں جب وہ سوید کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، ان کی خوش بیانی عامر کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ کیونکہ ابی قحافہ کو اپنا زعیم مانتے ہیں۔ میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کے باپ کا نام نہیں بلکہ ایک وادی کا نام ہے جہاں قدیم زمانے میں ان کا معاہدہ ہوا تھا۔ بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے ہیں۔ مگر ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے اور یہ بنی عامر کے بہت قریبی حلیف ہیں اور اسلف بہت تیزی سے آتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ بعض دفعہ ہمسائیگی کی وجہ سے ریاح کی بھی مدد کرتے ہیں مگر ایسا کم ہوتا ہے۔ یہ ریاح جیسے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جن میں زغبہ کے بعض بطون کی خونریزی ہو جاتی ہے تاہم ہمارے پاس ان کے واقعات نہیں پہنچے۔ واللہ الخلق والامر وھو رب العالمین۔



باب:۹

ذوی حسان، ذوی عبید اللہ اور ذوی منصور کے تین قبائل کا احوال

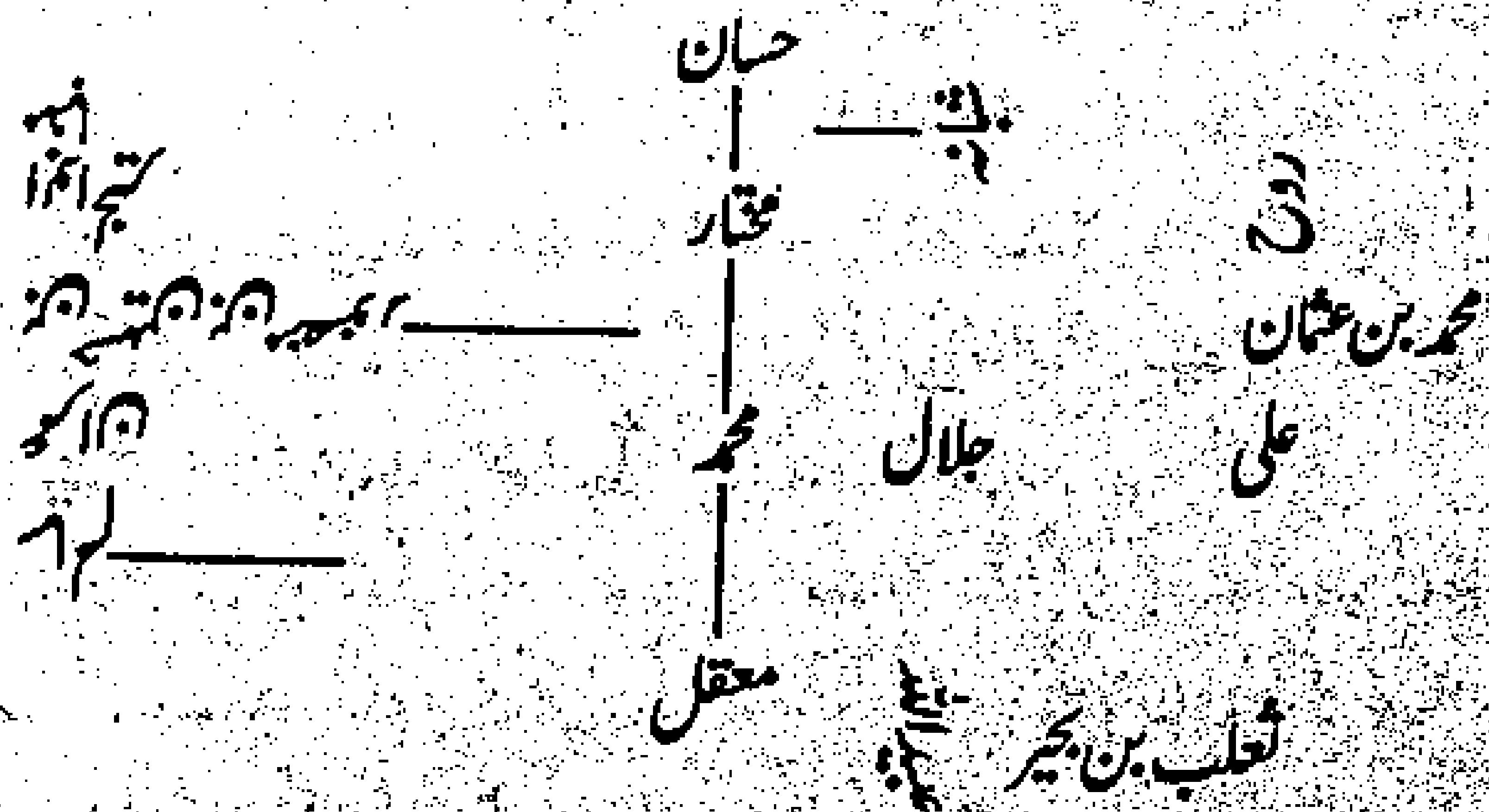
اس دور میں یہ قبیلہ عرب کے قبائل میں اپنی تعداد اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے علاقوں کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ یہ لوگ زغبہ کے بنی عامر کے علاقوں کے پڑوس میں رہتے ہیں جو تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں۔ یہ دراصل تین بطن ہیں۔ یعنی ذوی عبید اللہ، ذوی منصور اور ذوی حسان۔ ان میں سے ذوی عبید اللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اور ان کے علاقے تل میں تلمسان اور تادریت کے درمیان اور قبلہ کے سامنے ہیں جبکہ ذوی منصور کے ٹھکانے تادریت سے بلاد درعہ تک ہیں۔ لہٰذا یہ ملویہ سے سجلماسہ تک اور درعہ اور اس کے مقابل میں تل کے علاقے پر تازی، عساسہ، مکناسہ، فاس اور بلاد تادلہ اور مقدر پر قابض ہیں۔ ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اور ان کے شیوخ بلاد قول میں اترتے ہیں جو سوس کا دار الخلافہ ہے یا اکثر سوس اور اس کے مضافات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور سب کے سب ریت میں ملثمین کے علاقوں یعنی کدالہ، مسوفہ، اور ملتونہ تک چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ ہلالیوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد میں مغرب میں داخل ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ ان کی تعداد دو سو بھی نہیں تھی۔ اسی لئے بنو سلیم نے انہیں روک کر انہیں عاجز کر دیا۔ اور عہد قدیم سے یہ ہلالیوں کے ساتھ ہو گئے۔ یہ پھر ان کے علاقوں کے آخر میں ملویہ، رمال اور تاخیلات کے قریب اتر گئے۔ پھر قریبی جنگلوں میں زناتہ کی ہمسائیگی اختیار کی لہٰذا ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ یہ مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اور اس کی ریت کو آباد کیا اور اس کے ویرانوں میں غلبہ حاصل کیا۔ یہ دراصل وہاں پر زناتہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی بہت تھوڑی جمعیت رہ گئی جو بنی کعب بن سلیم میں شامل ہو گئی، انہوں نے انہیں داخل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ بادشاہ کی خدمت کرنے اور عربوں کو اکٹھا کرنے میں ان کے وزیر بن گئے۔ جب زناتہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور شہروں میں مقیم ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں کھڑے ہو گئے اور ویرانوں میں اکیلے رہ گئے۔ یہ پھر ان کے ہمسر ہو کر بڑھے اور صحرا کے ان محلات پر قبضہ کر لیا، جنہیں زناتہ نے جنگل میں بنایا تھا۔ جیسے مغرب میں سوس کے محلات اور مشرق میں توات اور جودہ اور تامنطیت اور دار کلان اور تاسبیت اور بنکورارین کے محلات ہیں۔ ان میں ہر ایک کا ایسا منفرد علاقہ ہے جو متعدد محلات پر مشتمل ہے جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں۔ ان کے اکثر باشندے دراصل زناتہ کے آدمی ہیں اور ان کے درمیان ان کی سرداری کے سلسلے میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یوں معقل کے عرب ان اوطان کو اپنی جولانگاہوں میں عبور کر گئے، ان پر ٹیکس لگائے اور ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں بادشاہ شمار ہوتے ہیں۔ یہ گزشتہ دنوں میں ملوک زناتہ کو صدقات دیتے تھے اور انہیں خونریزی اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے یا اس کا نام سفر کا اونٹ رکھتے تھے۔ اور انہیں اس کی تعیین کا اختیار حاصل تھا۔ یہ عرب، اطراف مغرب سے اور اس کی چراگاہوں میں اترنے والوں سے محفوظ نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ ہی سلجماسہ کے راہروؤں اور دیگر بلاد سودان کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اور ان کے بعد زناتہ کے ایام میں دین کو اعتزاز اور سرحدوں کی بندش اور حامیوں کی کثرت تھی۔ اس کے مقابلے میں انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھیں۔ جس سے وہ پنجے کے ہاتھ کو پکڑنے میں مدد دیتے تھے۔ ان میں اثبج کے مسلم، سعید بن ریاح اور عمود قبیلے بھی تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کی تعداد قلیل ہے۔ تاہم وہ دیگر انساب کے قبائل کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ ان میں فزارہ اور اشجع کے بڑے بڑے قبیلے ہیں اور ان میں کرفہ کا شظہ، اور عیاض کا مہایہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سلیم وغیرہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔

جمہور کے نزدیک ان کے انساب پوشیدہ اور مجہول ہیں جبکہ ہلال کے ابتدائی عرب انہیں بطون ہلال میں شمار کرتے ہیں، مگر یہ درست نہیں اور

ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب تک جاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ ہاشمی اور طالبی صحرائی اور چراگاہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ یمنی عربوں میں سے ہیں کیونکہ ان میں دو بطن ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قضاعہ بن مالک بن حمیر سے ہے اور وہ معقل بن کعب بن علیم بن خباب بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن دبرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الحاف بن قضاعہ ہے۔ دوسرا بنی الحرث بن کعب بن عمر بن علہ بن جلد بن مذحج بن اود بن یشجب بن عریب بن زہر بن کہلان سے ہے اور یہ معقل ہے۔ اس کا نام ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن کعب بن الحرث بتایا گیا ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اس دوسرے بطن سے ہیں جو مذحج سے ہے اور جس کا نام ربیعہ تھا بعض مورخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کے بطون سے شمار کیا ہے، کیونکہ بنی الحرف بن کعب کے ٹھکانے بحرین کے قریب ہیں۔ جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس بات کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعید نے مذحج کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہتے ہیں اور اس نے ان کے بطون میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا ہے پھر کہتا ہے کہ ان میں سے دبر یہ فرقہ افریقہ میں آتا جاتا ہے۔ اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے یہ معقل کے لوگ ہیں جو افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہیں۔

ان کے بڑے نسابوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے حد معقل کے دو بیٹے تھے یعنی سحیر اور محمد۔ پھر سحیر کے ہاں عبیداللہ اور ثعلب پیدا ہوئے اور عبیداللہ سے ذوی عبیداللہ پیدا ہوا اور یہ ان کا بڑا بطن ہے۔ جب کہ ثعلب سے وہ ثعالبہ پیدا ہوئے جو الجزائر کے نواح میں بسیط متیجہ میں رہتے ہیں۔ محمد کے بیٹے مختار، منصور، جلال، سالم اور عثمان ہیں اور مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ پیدا ہوئے پھر حسان سے ذوی حسان ہوا۔ اور اس کے مذکورہ بطن سے اہل سوس ہیں۔ جبکہ شبانہ سے شبانات ہیں جو وہاں ان کے پڑوسی ہیں۔ جلال اور سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں جو ان کے ساتھ چراگاہیں تلاش کرتے ہیں منصور بن محمد کے بیٹے حسین اور ابوالحسن اور عمران اور شب ہیں، ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے۔ اور یہ مذکورہ بطون ثلاثہ میں سے ایک ہے۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم بغیبه واحکم۔



ذوی عبیداللہ کا حال

یہ بنی عبدالواد کے اقتدار سے جو کہ زناتہ میں سے تھا، بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے علاقے تلمسان کے درمیان سے وجدہ سے سمندر تک ہیں۔ اس کے علاوہ منصب وادی علویہ کے سنگم اور وادی صا من القبلہ کے شروع ہونے کی جگہ تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر توات

اور تمنطیت کے محلات تک ہوتا ہے اکثر اوقات یہ ذات الشمال سے تاسایت اور توا کراری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو کہ سب کے سب جنگل سے سوڈان تک بہترین علاقے ہیں۔ ان کے اور بنی عامر کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور اقتدار اور حکومت سے پہلے بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اسی طرح ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں لہٰذا یہ بنی مرین کے حلیف نہیں تھے۔ المنات جو ذوی منصورہ میں سے ہیں، وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے۔ لغیمر اسن ان پر اکثر حملے کر کے انہیں نقصان پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پڑوس کے باعث ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی یوں انہوں نے صدقہ اور خیرات دی اور لڑائیوں میں سلطان کے ساتھ چھاؤنی ڈال لی، وہ مسلسل اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کمزوری نے آ لیا۔ لہٰذا انہوں نے تکلول کو وطن بنا لیا اور وجدہ ندرومہ، بنی برناس، مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں حالانکہ اس سے قبل انہیں ان جگہوں کا خراج ملتا تھا۔ یوں ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا۔ اس کے علاوہ انہیں ساحلی شہر نہیں پر تلمسان تک گزرنے کا بڑا حصہ بھی مل گیا۔ یوں کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہیں کر سکتا تھا۔ یہ دو بطن تھے: المعراج اور الخراج۔

الخراج، فراج بن مطرف بن عبیداللہ کی اولاد سے تھا اور ان کی سرداری عبدالملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد میں، عیسیٰ بن عبدالملک، یعقوب بن عبدالملک اور یغمور بن عبدالملک کی اولاد کو حاصل تھی۔ سلطان ابوالحسن کے عہد میں یعقوب بن یغمور سردار تھا، جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبیداللہ نے اس کے لئے ان لوگوں سے کام لیا۔ یحییٰ بن العزبی برناس کے جوانوں میں ہی سے تھا جو اس پہاڑ میں رہتے تھے جو وجدہ پر جھانکتا ہے۔ اسے حکومتوں کی خدمت میں بہت اولیت حاصل تھی لہٰذا اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ پیدا کیا اور اسے اس صحرا کے محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحرا میں داخل ہو گیا، اس نے پھر ان محلات پر قبضہ کر لیا۔ عبیداللہ ان کی املاک کے چھن جانے اور ان سے بدمعاملگی پر متاسف ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا، اس کے علاوہ سلطان کی فوج کو بھی لوٹ لیا۔ جو اس کے ساتھ تھی اور اطاعت کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں یعقوب بن یغمور بھاگ گیا اور وہ اس کے بقیہ ایام میں صحرا ہی میں مفرور رہا اور اس کے بعد واپس آ گیا۔ پھر بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی۔ انہوں نے اس کی حکومت میں رکاوٹ پیدا کر دی اور وہ اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ اس کا جانشین بنا جو یعقوب کی مخالفت کے ایام میں الخراج کا سردار تھا۔ اس کے بعد اس کے اہل بیت سے منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور اس کا بیٹا بنا۔ جب ابوحمرا آیا تو اسے اس کی خدمت اور میل ملاقات میں اولیت حاصل تھی، تو اس نے اسے ان پر سردار بنا دیا۔ آج کل ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان تقسیم ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ بسا اوقات اس نے اس سے جھگڑا بھی کیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں مثلاً ان میں الجمادنہ ہیں جو جمعوان بن خراج سے ہیں۔ الغسل، غاسل بن خراج سے ہیں۔ اور المطارفہ، مطرف بن خراج سے ہیں۔ جبکہ المہایہ، عثمان بن خراج سے ہیں۔ انہی میں ان کی سرداری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ الناجعہ بھی ہیں جنہیں النفایہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کبھی المہایہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور کبھی مہایا بن مطرف کی منسوب ہوتے ہیں۔

المعراج، المعراج بن مہدی بن محمد بن عبیداللہ کی اولاد سے ہے، ان کے علاقے الخراج سے مغرب کی جانب ہیں۔ یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اور تادریت اور اس کا صحرا ان کے لئے ہے۔ اکثر یہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی جاگیریں اور ان کے علاقے ان کے قبضے میں ہیں۔ عبدالواد کی طرف ان کا رجوع بہت کم اور کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ان کی سرداری، یعقوب بن صہبا بن صراج کی اولاد میں، مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فکرون بن محمد بن عبدالرحمان بن یعقوب کی اولاد کے پاس ہے۔ یعقوب حریز بن یحییٰ الصغیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہے، یہ سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں ان کا سردار تھا جب اس کا جانشین فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا ان کا سردار بنا۔ مناد کی اولاد میں سے ابویحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا جو ابویحییٰ الصغیر سے پہلے سردار تھا۔ اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اسے صغیر کہا گیا ہے۔ ان میں سے ابن حمید، محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے جو اس دور میں ان کے سردار کا معاون ہے جو کہ ابوصغیر یحییٰ کی اولاد میں سے ہے۔ وہ قاصیہ، اہل الرمال اور ملثمین کے لئے جنگلوں اور لڑائیوں میں بہت گھومنے والا تھا۔ واللہ مالک الملوک لا رب غیرہ ولا معبود سواہ، وہو نعم

المولیٰ ونعم النصیر۔

ابو یحییٰ الصغیر
موسےٰ
یوسف
حریز
یعقوب
اصبا
خراج
مہدی
عمر

علی بن حموس معمر

بن محمد ↔ بنو ثیت

ابو محمد بن محمد بن عیسےٰ بن مناد بن عمران بن رزق اللہ

ابو یحییٰ

عبدالرحمان بن محمد بن عبدالرحمٰن بن فکردن بن لعبہ

عبدالملک بن عیسےٰ
یحییٰ
الحلجہ بن یعقوب بن یغمور

رحو
منصور
یعقوب
عبدالملک
فراج
علی
ابی الریش
نہار
عثمان
خراج
مطرف

رحال
معا بن مطرف
الغسل بن اعریف

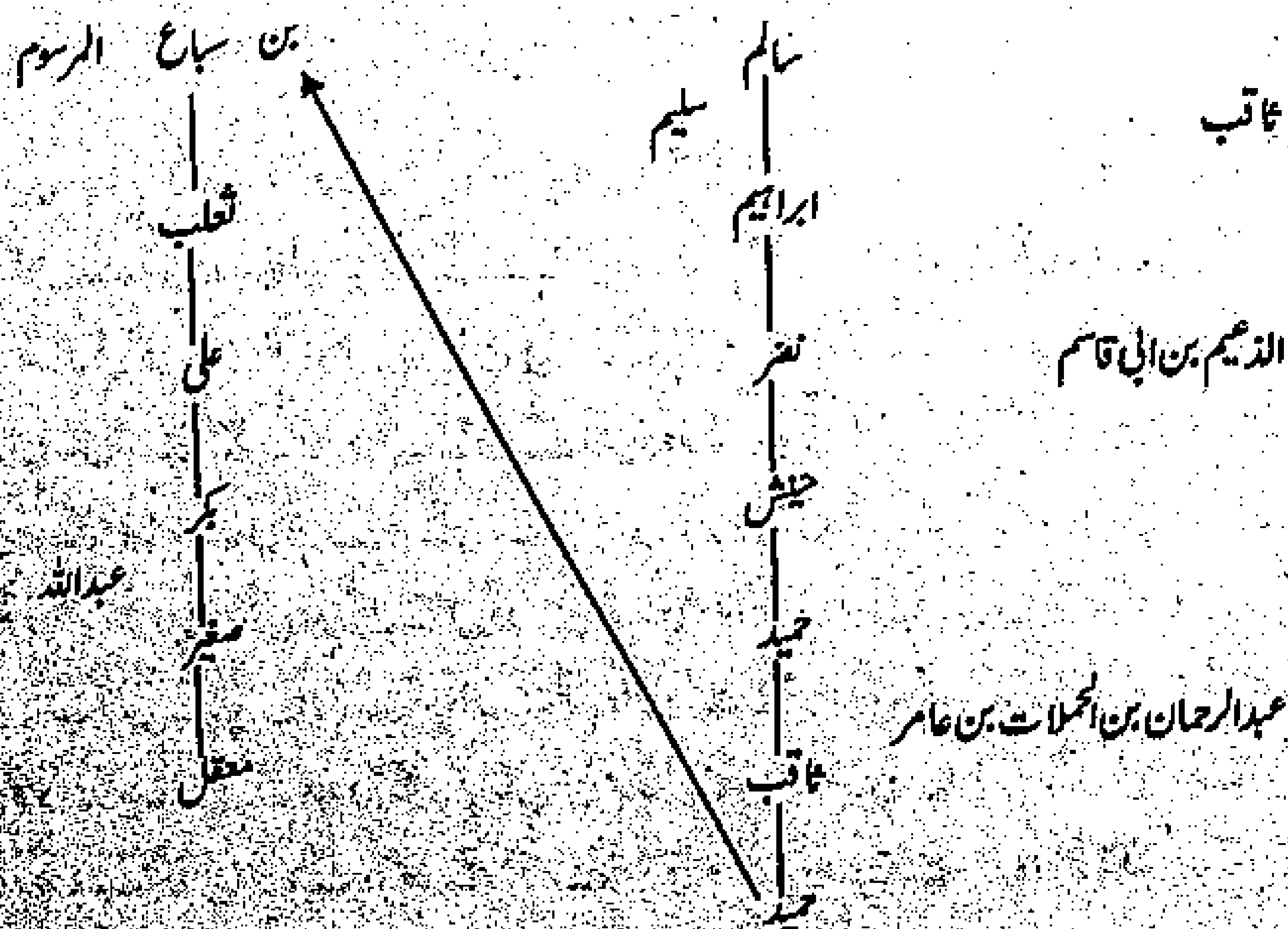
غاسل
جعران

بن عبیداللہ

ثعلبہ کا احوال

ثعالبہ، ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد سے ہیں، جو عبیداللہ بن صغیر کا بھائی ہے۔ اور وہ اس زمانے میں متیجہ میں جو الجزائر کے میدانوں میں سے ہے، حکمران ہے۔ اس سے قبل وہ بدفال لیا کرتے تھے۔ اس عہد میں حصین کے علاقے ہیں۔ ان میں وہ قدیم زمانوں سے اترے تھے اور وہیں انہوں نے اقامت اختیار کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آمد وہاں پر اس وقت ہوئی جب ذوی عبیداللہ بنی عامر کے علاقوں میں شامل تھا۔ بنی عامر سوید کے علاقوں میں رہتے تھے۔ اور ان کے ٹھکانے اس دور میں شرقی تلول سے متصل سے تھے۔ لہٰذا وہ کزول کی جانب سے داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ مدینہ کے مضافات کی طرف بڑھتے گئے پھر جبل تیطری میں اتر گئے۔ یہ اشیر کا وہ پہاڑ ہے۔ جس میں ایک بڑا شہر آباد تھا۔ جب بنو برجین، تلول پہنچے تو وانشریس پر قابض ہو گئے۔ اس دوران محمد بن عبدالقوی مدینہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اور جب اس کے پاس ان کے سردار گئے تو وہ ان سے راضی ہو گیا اور انہیں گرفتار کر لیا بقیہ ثعالبہ سے جنگ کی اس نے انہیں قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ تیطری میں ان پر غالب آیا اور انہیں وہاں سے متیجہ کی طرف نکال دیا۔ اس نے حصین کے قبائل کو تیطری میں اتارا اور وہ رعایا کے طور پر اس کے ساتھ تھے جو اسے خراج اور ٹیکس دیتے تھے۔ وہ اکثر انہیں پکڑ کر اپنے ساتھ فوج میں لے جاتا تھا

اور یہ ثعالبہ پھر متیجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے جو منہاجہ میں سے تھا۔ اور انہوں نے ان کی ملکیت کے تحت وطن بنا لئے۔ انہیں ان پر اقتدار حاصل تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ بنو مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے انہوں نے ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا۔ ان ثعالبہ نے پھر اس میدان کو مخصوص کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے۔ ان کی سرداری، سباع بن ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد میں تھی۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جب یہ سباع موحدین کے پاس جاتا تھا تو وہ اس کے عمامہ کی مد پر عزت افزائی کے لئے ایک دینار رکھتے تھے جو در اصل کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا۔ میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ اس کے ساتھ امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے ایسا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اولاد سباع کی سرداری پہلے بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی اور پھر جنبش کی اولاد میں آ گئی پھر سلطان ابوالحسن، بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا اور انہیں مغرب کی طرف لے گیا۔ بعد ازاں ان کی حکومت ابوالحملات بن عائذ بن ثابت کو حاصل ہو گئی جو جنبش کا عم زاد تھا۔ وہ آٹھویں صدی کے وسط میں سلطان ابوالحسن کے الجزائر میں (جو تونس کا ایک علاقہ ہے۔) اترنے کے وقت طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ لہٰذا اس نے ابراہیم بن نصر کو ان پر حکمران بنا دیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی، یہاں تک کہ وہ مغربیوں پر سے سلطان ابوعنان کا قبضہ ہٹنے کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ان کی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبھالی اور یہ لوگ بکش کو ٹیکس ادا کرتے تھے اور ان کے بعد الجزائر کے بادشاہوں کو ٹیکس دیتے تھے یہاں تک کہ سنہ 760 میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حصین کے خروج کے زمانے میں عربوں کی ہوا اکھڑ گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس دور میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حنیس بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا۔ لہٰذا اس نے اس لڑائی میں خوب گھوڑے دوڑائے۔ جب اس سے ابوحمو نے معاہدہ کیا تو اس نے کئی بار اسے توڑا۔ پھر بنو مرین تلمسان پر غالب آ گئے، تو وہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے ایلچی اور وفد، مغرب میں ان کے پاس گئے پھر سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ لہٰذا سالم اس سے ڈرا، اب اس نے ابوزیان کو طلب کیا اور اسے الجزائر پر حاکم مقرر کر دیا۔ جب ابوحمو 779ء میں اس کے مقابلے میں گیا، تو اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی جماعت کو واپس لے آیا۔ وہ پھر ابوزیان سے الگ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سب کے حالات میں بیان کریں گے۔ ابوحمو پھر اس کے مقابلہ میں گیا اور جبال متیجہ میں تھوڑا عرصہ اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے عہد کا پابند کیا۔ لیکن پھر اس نے اس سے عہد شکنی کی اور وہ اسے گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر تلمسان لے گیا اس نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کا اثر مٹ گیا۔ پھر نہ ہی وہ اسے ریاست ملی جس کے ثعالبہ اہل نہیں تھے پھر اس نے اس کے بھائیوں، قبیلے اور خاندان کا قتل کرنے، قید کرنے اور لوٹنے کے لئے پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ واللہ یخلق مایشاء۔



ذوی منصوریہ کا بیان

منصور بن محمد کی اولاد، معقل کا بڑا اور اکثریتی حصہ ہیں۔ ان کے علاقے مغرب اقصیٰ کی سرحدیں ہیں، جو اس کے سامنے سے ملویہ اور درعہ کے درمیان ہیں۔ ان کے چار بطون ہیں یعنی اولاد حسین اور اولاد ابو الحسین، یہ دونوں سگے بھائی ہیں، اور یہ العمار یہ عمران کی اولاد ہیں جبکہ المنبات، منبا کی اولاد ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں۔ ان دونوں بطنوں کے سب آدمیوں کو احلاف کہتے ہیں۔ ابو الحسن کی اولاد، سفر سے عاجز ہیں۔ اور ان محلات میں فروکش ہیں جو انہوں نے جنگل میں تامیلات اور تیکوارین کے درمیان بنائے ہیں۔ حسین کی اولاد، ذوی منصور کی اکثریت ہیں اور ان پر غلبہ حاصل ہے۔ بنی مرین کے زمانے میں ان کی سرداری، خالد بن جرمون بن حرار بن عرفہ بن فارس بن علی بن عبدالواحد بن یحییٰ اور ان کے بھائی زکریا، پھر اس کے عم زاد احمد بن رحو بن غانم پھر اس کے بھائی یعیش اور پھر اس کے عم زاد یوسف بن علی بن غانم کو حاصل تھی۔ یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا کہ وہ مراکش سے آ کر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا۔ جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا، تو اس نے معقل کے ان عربوں کو اطراف مغرب پر درعہ اور ملویہ کے درمیان سے تادریت تک حلیف بنایا، ان دنوں درعہ میں عبدالوہاب بن صاعد گورنر تھا جو حکومت کے بڑے والیوں میں سے تھا اس کے بعد عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب مارا گیا۔ پھر یوسف بن یعقوب بھی مر گیا۔ بعدازاں بنومرین مغرب کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے ان سے بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو گئے۔ وہ نہایت فرمانبرداری سے صدقہ دیتے تھے یہاں تک کہ ان کی حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور عرب متغلب ہو گئے۔ لہٰذا صدقہ کو روکنے لگے۔ بہت تھوڑے سے آدمی صدقہ دیتے تھے جن سے سلطان زبردستی صدقہ لے لیتا تھا۔ جب اس نے سنہ 750 میں تلمسان پر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اسے پناہ دیدی اور سلطان کی اطاعت چھوڑنے پر اتفاق کر لیا۔ صحرا میں وہ پھر اس کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔ صغیر نے اس اختلاف میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ ابوعنان فوت ہو گیا۔ تلمسان میں سلطان ابوحمو کے ایک واقعہ کا ہم ذکر جلد ہی کرنے والے ہیں۔ بنی مرین تلمسن ان کی طرف لڑائی کے لئے گئے تو ابوحمو اور صغیر وہاں سے بھاگ گئے اور ان کے پاس مہمان ٹھہرے۔ انہوں نے تلمسان کے نواح میں بنی مرین کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے اور بنی مرین کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی۔ لہٰذا وہ ابی حمو اور اس کی حکومت کی طرف لوٹ آئے اور اس نے اپنے مضافات میں انہیں جاگیریں دیں۔ اس کے بعد یہ سلطان ابوسالم کی وفات کے بعد سنہ 763 میں اولاد ابوعلی کی لڑائی میں مغرب کے اضطراب اور سجلماسہ میں ان کے آنے کے وقت اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے۔ اس لڑائی میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے۔ بعدازاں احمر بن رحو کی ابوحمو کے ساتھ لڑائی ہوئی اور وہ ابوتاشفین کے پوتے ابو زیان کو لے آیا۔ وہ اس جنگ میں مارا گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر یں گے گے پھر اس کے بعد انہوں نے حکومت پر زیادتی کی اور درعہ کے اکثر ٹیکس اسی زمانے سے لگے ہوئے ہیں۔ اس نے بلاد سلہ اور المعرا میں ان عمارتوں میں سے جہاں سے ان کا مغرب میں داخلہ ہوا تھا، انہیں گرمیاں اور سردیاں گزارنے کے لئے جاگیریں دیدیں اور علاقے دیئے۔ یہ واضح رہے سجلماسہ ان کے حلیف بھائیوں کا وطن ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اور ان کے وطن میں شامل نہیں ہے۔

درعہ کی روداد

یہ بلاد بلاد قبلہ میں سے ہے، یہ لوگ جو اس وادی اعظم میں جو بوھہ کا جبل درن سے اترتی ہے، آباد ہیں۔ اسی سے وادی ام ربیع نکلتی ہے اور ٹیلوں اور میدانوں کی طرف چلی جاتی ہے، اور وادی درعہ، مغرب کی طرف قبلہ کی طرف ڈھل جاتی ہے یہاں تک کہ بلاد سوس میں ریت پر جا لگتی ہے۔ جس میں درعہ کے محلات ہیں ایک اور بڑی وادی مشرق میں قبلہ کی طرف جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تیکورارین سے ورے ریت پر جا پڑتی ہے۔ ان پر سامنے اور اس کی مغرب کی جہت میں توات کے محلات ہیں پھر اس کے بعد تمنطیت ہے اور پھر اس کے بعد درکلان ہے۔ اس کے پاس سے وہ ریت پر جا پڑتی ہے۔ رکان کے شمال میں تسابیت کے محلات ہیں، اور ان کے شمال میں مشرق کی طرف تیکورارین کے محلات ہیں، یہ سب

عرب الرمل اور جبال درن کے پیچھے ہیں۔ یہ عظیم پہاڑ اسفی سے تازی تک مغرب اقصیٰ پر ایک دیوار کی طرح کھڑے ہیں اور اس کے سامنے منہا کا، جبل نکیسہ ہے۔ اس کے آخر میں ہسکورہ کے پہلو میں جبل ابن حمیدی ہے پھر وہاں سے دوسرے پہاڑ مڑ جاتے ہیں، جو ایک دوسرے کے سامنے ہیں یہاں تک کہ بحر روم کے سامنے بادس تک جا پہنچتے ہیں۔ مغرب اس کا جزیرہ بن جاتا ہے۔ جسے قبلہ اور مشرف کی جانب سے پہاڑ اور مغرب اور جنوب کی طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان بربریوں کی اتنی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ان پہاڑوں کے درمیان تنگ گھیرے ہوئے چند راستے ہیں اور ان آنے والے قبائل کے مقابل میں کاظہ ہے وادی درعہ کا شلم سجلماسہ اور بلاد سوس کے درمیان صحرا اور ریت تک چلا جاتا ہے اور نون دادان کے درمیان سمندر میں جا گرتا ہے۔ اس میں کئی محلات بنے ہوئے ہیں جن کے کھجوروں کے درختوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان کا دارالخلافہ تادنست شہر ہے۔ جو بہت بڑا ہے۔ تاجر لوگ نیل کا رنگ حاصل کرنے کے لئے اور اس کے نکلنے کے انتظار میں وہاں آتے ہیں۔ اس علاقے پر اور اس کے بالمقابل جبلہ کے میدان پر جو قبائل بربر صناگ وغیرہ کی جگہ ہے، اولاد حسین کو تسلط حاصل ہے۔ انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں کیونکہ انہیں سلطان کی جاگیروں سے جاگیریں حاصل ہیں ان کے پڑوس میں، مغرب کی جانب الشبانات رہتے ہیں جو اولاد حسان میں سے ہیں، انہوں نے اس وجہ سے درعہ پر کچھ ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔

احلاف کا بیان

احلاف، ذوی منصور میں سے ہیں جو العماریہ اور المنبات ہیں۔ ان کے اوطان مشرف کی جانب اولاد حسین کے پڑوس میں ہیں۔ جنگل میں ان کے علاقوں میں تاخیلات اور اس کا صحرا اور التل میں ملویہ اور وطاد اور تازی کے محلات اور طویہ اور عساسہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے ان سب پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں جن میں شاہی جاگیریں بھی ہیں۔ ان کے اور اولاد حسین کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ جس کے دوران انہیں عصبیت اکٹھا کر لیتی ہے۔ العماریہ کی سرداری مظفر بن ثابت بن مخلف بن عمران کی اولاد میں ہے۔ سلطان ابو عنان کے زمانے میں ان کا سردار طلحہ بن مظفر اور اس کا بیٹا زبیر تھا جبکہ اس دور میں محمد بن زبیر اور اس کے بھائی موسیٰ کو حاصل ہے۔ عمارہ بن فلان بن مخلف کی اولاد سرداری میں ان کی معاون ہے۔ جن میں سے محمد العائد ہے۔ اس عہد میں ان میں سے سلیمان بن ناجی، جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے، اور صحرا کے محلات اور قافلوں سے مڈبھیڑ کر کے بہت لڑائیاں کرتا ہے۔ المنبات کی سرداری اس زمانے میں محمد بن عبد بن حسین بن یوسف بن فرج بن منبا کو حاصل ہے تاہم سلطان ابو عنان کے دور میں اس سے پہلے وہ اس کے بھائی کو حاصل تھی۔ سرداری میں اس کی معاونت ان کا عم زاد عبداللہ بن الحاج عامر بن ابی البرکات بن منبا کرتا ہے۔ اگر المنبات اور العمار جب اکٹھے ہو جائیں تو اس زمانے میں اولاد حسین سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں المنبات کو کثرت حاصل تھی اور بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا اختلاف تھا سجلماسہ کی فتح اور موحدین کے ہاتھوں سے چھین کر ان پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں یغمراسن بن زیان ان کا ہر اول تھا لیکن پھر اس پر بنو مرین غالب آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سرداروں میں سے ان کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر بنی عبدالواد کے ساتھ لڑائی کی پھر وہ اس کے بعد المنبات پر ان کی صحرائی جولانگاہوں میں ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔ اس وجہ سے ان کی تعداد میں کافی کمی واقع ہو گئی ہے۔ واللہ مالک الامور لارب سواہ۔

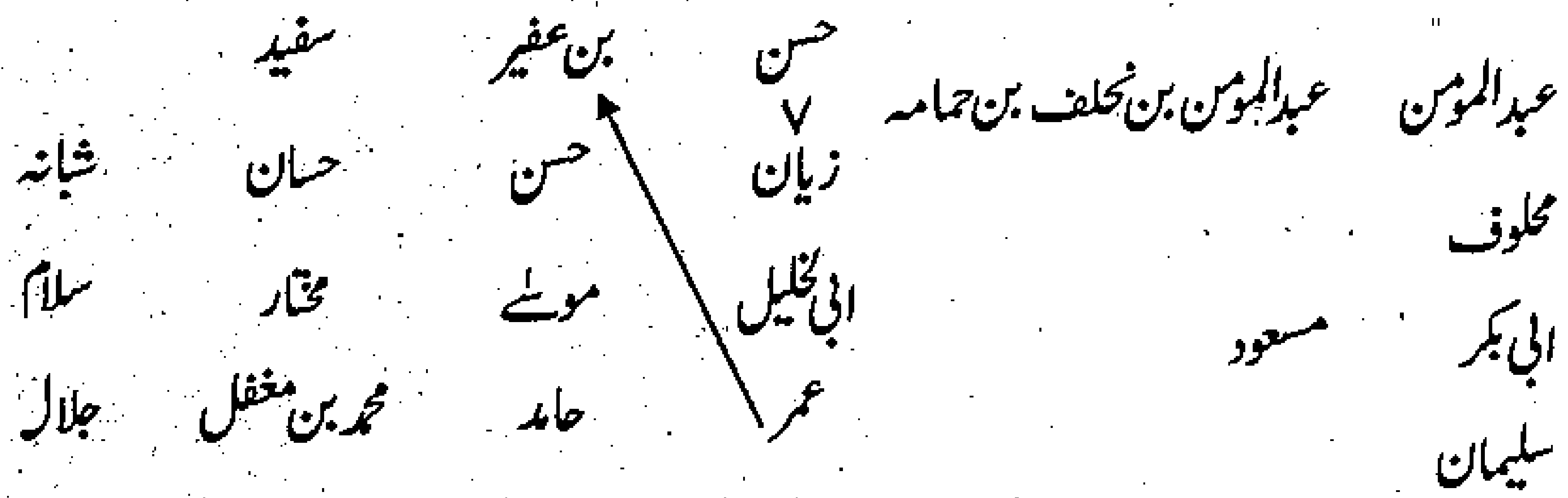
زبیر — یوسف — بن یوسف بن فرج بن منبا
طلحہ — علی — زکریا
مظفر — خالد — عبدالواد بن یحییٰ
جرمون
سلیمان بن ناجی بن عثمان — ثابت — عبداللہ
احمد بن رواج — خزار
مخلف — عیش
فرج
عمران
فارس — بن علی
حسن — بن فارس
محمد
عبد

بنی مختار کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مختار بن محمد ذوی حسان، الشبانات اور الرقیطات ہیں۔ اسی طرح ان میں سے الجیاہنہ اور اولاد ابور یہ ہیں۔ ان کے علاقے ان کے بھائیوں ذوی منصور اور عبید اللہ کے ساتھ ملویہ کے نواح میں، سمندر میں المصیہ تک ہیں یہاں تک کہ صاحب السوس علی بن بدر الزکندری نے موحدین کے بعد ان سے مدد طلب کی۔ عربوں کی فتح میں اس کے عم زاد نے اس کی خوبی بیان کی ہے۔ بعد ازاں سوس کے میدان اور پہاڑوں میں اس کے اور کزولہ کے خانہ بدوشوں کے درمیان ایک طویل لڑائی ہوئی جس میں اس نے بنی مختار سے مدد مانگی تو انہوں نے اس کی مدد کی اور اپنے اونٹوں کے ہمراہ اس کی طرف چل پڑے۔ وہ سواروں کی مزاحمت نہ ہونے کی وجہ سے سوس کے علاقوں تک چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا۔ یوں ان کے جنگل میں ان کی جولا نگاہیں بن گئیں اور وہ کزولہ پر غالب آ گئے اور انہیں اپنے سواروں میں شامل کر لیا، سوس اور نول کے ٹھکانوں میں جو محل تھے، ان پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور سوس کے تارودانت کی طرح ان پر ٹیکس لگا دیئے، یہ مقام وادی سوس کا کنارہ ہے جہاں پہاڑ سے نیچے اترا جاتا ہے۔ اس کے سنگم اور وادی کے سنگم کے درمیان تعلق پایا جاتا ہے۔ جہاں پر مشہور قلعہ مرحلہ یا قبلہ بھی موجود ہے۔ یہاں سے بنی نعمان کی اولاد کے زوایا تک قبلے کی سمت ایک دن کی مسافت ہے اور وہ وادی غول کو تنگ کرتا جاتا ہے جہاں سے وہ جبل نکیہ کو غربی جانب ہٹا دیتا ہے۔ اس کے اور ایفری کے درمیان ایک دن کا سفر ہے اور عرب اس پر غالب نہیں آ سکتے کیونکہ وہ صرف اس کے نواح میں میدانوں پر غالب آتے ہیں۔ موحدین کے عہد میں یہ علاقے اس کی عملداری میں شامل تھے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو یہ مقامات حکومت کی ماتحتی اور سلطان کی حکمرانی سے باہر نکل گئے، سوائے ان مقامات کے جہاں بنی بدر کی حکمرانی تھی۔ ہم قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں۔ علی بن بدر اس کے محلات کا مالک تھا اور اس کی فوج ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد اس کا بھائی علی بن حسن حکمران بنا۔ عبدالرحمن کے متغلب ہونے کے بعد ان کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں اور سنہ 705 میں اور اس کے بعد انہوں نے اسے پے در پے شکستیں دیں۔ اس نے کیران کے سردار کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کے بعد سنہ 708 میں تاروسانت میں انہیں قتل کر دیا۔ سوس کے معقل کے ساتھ بنی مرین نے بھی کئی لڑائیاں کیں۔ اور یعقوب بن عبدالحق ایک معرکے میں جس میں الشبانات بھی تھے، بنی مرین کے ساتھ بنی حسان پر غالب آ گیا۔ اس نے ان میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب نے ان کا محاصرہ کر لیا، تو وہ لڑائی سے رک گئے۔ اور اس نے ان پر اٹھارہ ہزار تاوان ڈالا۔ یوسف بن یعقوب نے دوسری دفعہ سنہ 786 میں ان پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی۔ اس دوران بنو عبدالواد میں سے بنو کمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لہٰذا فوجیں ان کی طرف آئیں اور متواتر لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

جب مغرب میں زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور سلطان ابوسعید کا بیٹا ابوعلی سجلماسہ پر قابض ہو گیا تو اس نے صلح کے ذریعے اپنے باپ کی حکومت کا کچھ حصہ لیا۔ اب اہل سوس کے یہ عرب جو الشبانات اور بنی حسان سے تھے، اس سے ملنے لگے اور انہوں نے اسے ان محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی لہٰذا اس نے اپنے وطن درعہ کی سرحدوں سے لڑائی شروع کی اور زبردستی بستیوں میں داخل ہو گیا۔ علی بن حسن اور اس کی ماں پھر جبال نکیسہ کی طرف منہاجہ کے پاس بھاگ گئے لیکن وہ واپس آ گیا اور سلطان ابوالحسن پھر تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اب عربوں نے اسے بھی سوس کے محلات میں رغبت دلائی تو اس نے اپنی فوجیں اور اپنا سالار حسون بن ابراہیم بن عیسیٰ جو بنی پرنیان میں سے تھا، ان کے ساتھ بھیجا جس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر بلاد سوس سے جنگ کا ٹیکس لیا اور ٹیکس میں ان کا انتظام کیا، یوں اس کا حال مدت تک درست رہا پھر سلطان ابوالحسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس بھی اپنی حالت پر پہلی آ گیا اور آج وہ حکومت کا تخت ایک کھلا شہر ہے۔ عرب اس کے ٹیکس کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اس کی رعایا مصامدہ اور صنہاجہ قبائل سے ہے۔ ان میں سے ٹیکس والے قبائل اور گشت کرنے والے دستے انہیں فوج کے لئے خادم کے طور پر تقسیم کرتے ہیں جیسے کزولہ، بنی حسان، زکرز اور جس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو ملطہ میں سے الشبانات کے ساتھ ہیں۔ اس زمانے میں ان کا یہی حال ہے۔ ذوی حسان کی سرداری، ابوالخلیل بن عمر بن عفیر بن حسن بن موسیٰ بن حامد بن سعید بن حسان بن مختار کی اولاد میں، مخلوف بن ابی

بکر بن سلیمان بن الحسن بن زیان بن الخلیل اور اس کے بھائیوں کو حاصل ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ الشبانات کی سرداری ان میں سے کس کے پاس ہے۔ وہ آخری ایام تک بنی حسان سے مسلسل برسر پیکار رہتے ہیں اور الرقیطات اکثر حالات میں الشبانات کے دوست ہوتے ہیں۔ بلاد مصامدہ اور جبال درن کے قریب ہیں اور ذوی حسان جنگل میں بہت دور رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ یخلق مایشاء لا الہ الا ہو۔



باب:۱۰

بنو منصور اور بنو سلیم کے حالات اور ان کی حکومتوں کا بیان

ہم سب سے پہلے بنی کعب کے ذکر اور ان کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔ بنو سلیم کا وطن مضر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے۔ ان کے علاقے نجد میں ہیں اور وہ بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفتہ بن قیس ہیں۔ ان میں بہت سے قبائل ہیں اور جاہلیت میں ان کی سرداری، بنی شرید بن ریاح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن خفاف بنی امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم کو حاصل تھی۔ عمر بن الشرید، مضر کا بڑا آدمی تھا اور اس کے بیٹے صخر اور معاویہ تھے جبکہ صخر، خنساء کا باپ تھا۔ اس کا خاوند، عباس بن مرداس صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

سلیم کے بطون میں سے عطیہ، رعل اور ذکوان الدین بھی ہیں۔ جن کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بددعا کی تھی جب انہوں نے آپؐ کے اصحاب کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا لہٰذا ان کا ذکر ماند پڑ گیا۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنو سلیم کو بغاوت ذمنے میں بڑی شہوری ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفے نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان میں شادی نہیں کرے۔ یہ مدینہ پر غارت گری کرتے تھے اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اور ان پر حملہ کرتی تھیں یہ اکثر جنگل میں بھاگ جاتے تھے۔ جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا تو یہ بنی عقیل بن کعب کے ساتھ ابوطاہر اور اس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے جو قرامطہ کی طرف سے بحرین کے امراء تھے۔ جب قرامطہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، تو شیعوں کی دعوت پر بنو سلیم، بحرین پر غالب آ گئے، اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے۔ اس کے بعد بنو اصغر بن تغلب بن بویہ کے ایام میں دعوت عباسی کے ذریعے بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنو سلیم کو وہاں سے باہر نکال دیا، یوں یہ صعید مصر میں چلے گئے اور المستنصر نے اپنے وزیر اروزی کے تحت انہیں معز بن بادیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں۔ یوں یہ بلائیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور جہات طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، یہ افریقہ چلے گئے۔ اس زمانے میں افریقہ اور اس کے گرد و نواح میں ان کے چار بطون تھے یعنی زغب، ذیاب، حبیب اور عوف۔

زغب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغب بن نصر بن خفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم ہے۔ لیکن ابو محمد التیجانی جو رحامہ میں تونسیوں کے مشائخ میں سے ہے، کہتا ہے کہ وہ زغب بن ناصر بن خفاف بن جریر بن ملاک بن خفاف ہے۔ اس کے خیال میں ابوذ باب اور زغب الاصغر و باشندے ہیں اب جو افریقہ میں بنی سلیم کے مقابل میں سے ہیں۔ دوسری طرف ابوالحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغب بن مالک بن بہتہ بن سلیم ہے جو حرمین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ذباب بن مالک بن بہتہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے۔ ابن سعید اور التیجانی نے انہیں ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے۔ تاہم ابن سعید نے ایک جد ساقط کر دیا ہے۔

حبیب جو ہے وہ ابن بہتہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے ارض برقہ سے لے کر جو افریقہ کے نزدیک ہے، اسکندریہ کی جیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں۔ یہ وہاں اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد مقیم ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے غرب کے حکمران بنو حمید بنے جو اجرابیہ اور اس کی جہات میں رہتے تھے۔ ان میں وہ گئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شامخ کی طرف واپس آ جاتے۔ ان کی خاصی تعداد وہاں تھی۔ انہیں ہیت میں عزت حاصل تھی۔ کیونکہ برقہ کی سرسبزی ایک چراگاہ بن گئی تھی۔ ان کے مشرق میں عقبہ کبیرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے۔ سرداری بنی

غزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے مشہور تھے۔ حبیب کے تمام قبائل وسیع علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے شہروں کو تباہ اور برباد کر دیا۔ اس میں ان کے اشیاخ کے سوا کوئی اور مملکت اور حکومت باقی نہ رہی۔ ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ رواحہ اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں۔ ان کے زمانے میں، اعراب، شیوخ میں سے برقہ میں ذا ابوذؤیب نے بہت شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ العزۃ میں سے تھا اور کچھ اسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں جبکہ کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ غلبہ حبیب ہی کو حاصل تھا لہٰذا ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی؟

عوف جو ہے وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے وادی قابس سے ارض بونہ تک ہیں۔ ان کے مرداس کے ساتھ دو عظیم حرم ہیں۔ علاق کے دو بطن ہیں یعنی بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعوب حمزہ بن عمرو غیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے کہ یحییٰ اور علاق دو بھائی ہیں۔ بنی یحییٰ کے تین بطون ہیں: حمیر اور دلاج، اور حمیر کے دو بطن بھی ہیں یعنی کروم اور ترحم، اور ترحم سے الکعوب میں بنو کعب بن احمد بن ترحم، اور حصن کے دو ہیں یعنی بنو ملی اور حکیم۔ ہم ان سب کے حالات بطن وار بیان کریں گے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہلالیوں کے پیچھے جاتے ہوئے یہ برقہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد جب قاضی ابوبکر بن العربی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بچ کر ساحل تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے بنو کعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے شیخ نے اس کی بہت عزت کی۔ اس وقت طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات میں ابن غانیہ اور قراقش الغرق کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بنو سلیم ان لوگوں میں شامل تھے جو ان کے پاس حوبان العرب اور اوتاب القبائل سے جمع ہو گئے تھے لہٰذا یہ گروہ در گروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں قراقش نے کعوب کے اسی (80) آدمی قتل کر دیئے اور وہ برقہ کی طرف بھاگ گئے۔ انہوں نے پھر بطون سلیم میں سے ریاح سے اور جمیر کے دیکل سے مدد طلب کی لہٰذا انہوں نے ان کی مدد کی یہاں تک کہ علیانہ اس لڑائی کو قراقش اور اس کے بعد ابن غانیہ کے ہلاک ہونے کی جگہ لے آیا۔ اس وقت حفصی حکومت کو افریقہ میں بڑا رسوخ حاصل تھا۔ جب قراقش ہلاک ہو گیا اور ابن غانیہ کی لڑائی ابو محمد بن ابو حفص کے ساتھ شروع ہو گئی تو بنی سلیم افریقہ کے حکمران ابو محمد کی طرف لوٹ آئے۔ ابن غانیہ ریاح کے زواودہ میں تھا۔ اس کے دوران ان کا سردار مسعود البلط، مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے امیر ابو زکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ یہ سب کی طرف لوٹ آئے۔ اور داسفوف زواودہ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ابن غانیہ کی جڑ کٹ گئی، تو اس نے ریاح کو افریقہ سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ یہ وہاں فساد برپا کرتے تھے لہٰذا وہ مرداس اور علاق کو لایا۔ یہ دونوں بنو عوف بن سلیم کے بطون سے ہیں۔ جو سواحل اور قابس کے نواح میں رہتے ہیں۔ اس لئے اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور مرداس کی سرداری ان دنوں اولاد جامع میں تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر بن جامع کو مل گئی جبکہ علاق کی سرداری کعوب میں ان کے سرداری ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی۔ ان کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت علاق کی سرداری، المعز اور اس کے فرزندوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی۔ جس کے پاس اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، وہ ان کے خیال میں بنو کعب کا جد ہے لہٰذا سلطان نے ان سے مدد طلب کی۔ اس نے انہیں قیروان کے میدان میں اتارا، انہیں انعام و اکرام سے نوازا تو انہوں نے ریاح کے زواودہ سے منکب میں مڈبھیڑ کی حالانکہ اس سے قبل انہیں تمام افریقہ پر تسلط حاصل تھا۔ اس کے علاوہ انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جاگیروں کے قلعات حاصل تھے لہٰذا مرداس ایک سال اس کے پاس آیا لیکن برے ارادے نے انہیں بدل کر رکھ دیا، انہوں نے زواودہ کو اپنے تلول میں آسودہ حال دیکھا تو وہ بہت لالچی ہو گئے اور اس آسودگی کو خود حاصل کرنے کی ٹھان لی، وہ پھر ان سے لڑائی کر کے ان پر غالب آ گئے اور زرق بن سلطان کو قتل کر دیا۔ لڑائی مسلسل جاری رہی لہٰذا جب امیر ابو زکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں تحریض کی وجہ سے قبولیت پائی، یوں یہ زواودہ کی لڑائی کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور ان کے لئے تیاری کی، اب ان کے اور ریاح کے درمیان بار بار لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ سے ان کے علاقوں کی طرف نکال دیا جو اس عہد میں تلول قسطنطنیہ اور بجایہ سے الزاب اور اس کے مضافات تک ہیں۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور سب نے وہاں اپنا وطن بنا لیا جہاں ان کی قوم نے انہیں جگہ دی، اس کے بعد بنو عوف

افریقہ کے دیگر علاقوں پر قابض ہو گئے۔ سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام ثبت کر لئے۔ لیکن اپنے ملک میں سے کوئی چیز بطور جاگیر نہیں دی۔ اس نے ان میں سے دوستی کے لئے، اولاد جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ مخلص تھے۔ یوں افریقہ کے نواح میں زواودہ اور ریاح پر اس کے غلبے اور انہیں وہاں سے الزاب اور بجایہ اور قسنطینہ کے مضافات کی طرف نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہو گی۔ انہوں نے پھر طویل عرصہ حکومت کی جب حکومت اور النفیر ہ کے بارے میں ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آ گئی تو سلطان نے ابن علاق کے ساتھ ان کا فساد کروا دیا اور فتنہ پیدا ہو گیا حکومت میں اولاد جامع کا جو مقام تھا لہٰذا اس سے مرداس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصے ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا۔ وہ پھر اپنی چراگاہوں کی متلاشی مرداسی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ بلاد ریاح میں مغرب کے نواح میں زاغز اور اس کے قریبی علاقوں میں مقیم ہو گیا۔ حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابو عبداللہ بن ابوالحسن نے اسے اس کے فعل پر سرزنش کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مریہ میں لمبے بیابانوں کو طے کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے پار کیا۔ وہ غفی اور سواحر کے درمیان بقیہ پانی کو بھول گئے ہیں، کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں؟

عنان نے اس کے جواب میں کہا:

''میرے دو دوستو، تم سلعے اور حاجر کے درمیان ہوج عنابج میں تیز رفتار اور لاغر اونٹنیوں پر آ و، اس پر وہ پھر مراکش میں خلیفہ سعید بن ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اسے افریقہ اور آل ابی حفص کے خلاف بھڑکانے لگا لیکن راستے ہی میں مر گیا اور ''سلا'' مقام پر دفن ہوا۔ النفر ۃ کے درمیان مرداس کا یہی حال رہا یہاں تک کہ امیر ابوزکریا فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا کعوب سلطان سے اپنی قوم کے متعلق لینے کی وجہ سے غالب آ گئے، اس کے زمانے میں ان کا سردار عبداللہ بن شیحہ تھا لہٰذا اس نے مرداس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی۔ اولاد جامع اس کی چغلی پہنچانے والا تھا، اس دوران دیگر علاقے بھی اس کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور انہوں نے مرداسیوں سے لڑائی کی اور ان کے وطن میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں افریقہ سے نکال دیا اور وہ جنگل کی طرف چلے گئے، آجکل بھی وہ صحرا نشین ہی ہیں۔ وہ الرمل کی طرف اور تلول کی اطراف سے سلیم یا ریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کرتے ہیں۔ تاہم مرابع کعوب کے ایام میں اور تلول میں ٹھہرنے کے دوران میں قسنطینہ کے نواح میں ان کا خصوصی تسلط ہوتا ہے جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف جاتے ہیں تو مرداس کے قبیلے دور دراز کے علاقے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کر کے ان سے مل جل جاتے ہیں۔ انہوں نے نواز، نفطہ اور بلاد قصطیلہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اب سرداری میں، مرداس، حصین، ریاح اور ذلاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہو گئی۔ اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہو گئی۔ وہ پھر دیگر بنی سلیم بن منصور سے معزز ہو گئے اور ان کی سرداری، یعقوب بن کعب کی اولاد میں قائم ہو گئی۔ جو کہ بنو طاہر اور بنو علی ہیں۔ شیحہ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے عبداللہ کو اولیت حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو، پھر عبدالرحمٰن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔ بنو علی، سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے۔ ان میں سے بنو کثیر بن یزید بن علی بھی تھے۔ جبکہ کعب ان کے درمیان الحاج کے نام سے معروف تھا۔ کیونکہ اس نے حج کا فرض ادا کیا۔ سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھی شیخ الموحدین ابوسعید العود الرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اسے جاہ و ثروت دی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے اسے چار بستیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں۔ جو صفاقس، افریقہ اور الجرید کی جانب تھیں۔ اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے چار یعنی اجر، ماضی، علی اور محمد ایک ماں سے تھے اور تین برید، برکات اور عبدالغنی دوسری ماں سے تھے، یوں احمد نے اولاد شیحہ سے کعوب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابو اسحاق سے رابطہ کر لیا لیکن اس نے انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کر دیا۔ لہٰذا وہ داعی کے ظہور کے وقت اس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر احمد فوت ہو گیا اور سرداری اس کی اولاد میں قائم رہی۔ اس کے لڑکوں کی ایک جماعت تھی۔ بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابو اللیل اور ابوالفضل تھے جبکہ حکیمہ سے قائد، عبید، منذیل، عبدالکریم السری، کلیب، جہد الملک اور عبدالعزیز تھے۔ جب احمد فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی حکومت ابوالفضل نے سنبھالی۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابو اللیل بن احمد نے، یوں احمد کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آ

گئی اورانہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے تالف کیا۔اس زمانے تک ان کے درمیان وہ چودہراہٹ کرتے رہے۔جب دعی بن ابی عمارہ کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحییٰ مخلوع مایوس ہو گیا اور اس نے سلطان ابو اسحاق پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ پھر ابو حفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے۔ ابو اللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کے قیام میں بہت اثر ورسوخ حاصل تھا۔ لہٰذا اس نے اس سے حسن سلوک کیا۔ جب اللہ نے اسے دعی کے مقابلہ میں حکومت دی، تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مستحکم کر دیا، یوں ابو اللیل نے اچھی طرح ان کی حکومت کو تیار کیا، پھر منکب میں اولاد شیخہ سے مڈبھیڑ کی اور ان کا آخری آدمی عبدالرحمٰن بن شیخہ کو بجایہ میں جاملا۔ اس کے بعد جب امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحٰق نے اس کے چچا سلطان ابو حفص کی سلطنت میں اسے جاگیر دی تو وہ کمک طلب کرتے ہوئے اور تونس کی حکومت کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا، اس سے اس کا مقصد اپنی سرداری کو بڑھانا تھا، مگر وہ اپنے ارادے کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہو گیا اور بجایہ میں دفن ہوا۔ اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد شیخہ کی سرداری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد کعوب میں ابو اللیل سرداری کے لئے مختص ہو گیا جب اس کے اور سلطان ابو حفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہوگئی تو اس نے اپنی جگہ کعوب پر، محمد بن عبدالرحمٰن بن شیخہ کو مقدم کیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے احمد نے اس کی سرداری سنبھالی اور اس کی سرداری مسلسل قائم رہی۔ جب سلطان ابو عصید نے اسے ہٹا دیا تو وہ اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد بھائی عمر بن ابو اللیل حکمران بنا۔ اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے لڑائی کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہو گیا جیسا ہم بیان کریں گے۔ جب عمر ہلاک ہو گیا، تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابو اللیل نے سنبھالی۔ حمزہ اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا۔ جو کہ ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا۔ لہٰذا مہلہل کے لڑکوں نے اپنے عم زاد قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ محمد، مسکیا، مرغم، طلب اور عون تھے جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے، ان کے نام اب مجھے یاد نہیں رہے۔ لہٰذا انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم پر کسی کو خصوصیت حاصل نہیں، انہوں نے ابو اللیل کے بیٹے محمد سے کشاکش رکھی۔ اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے۔

ہراج کا بیان

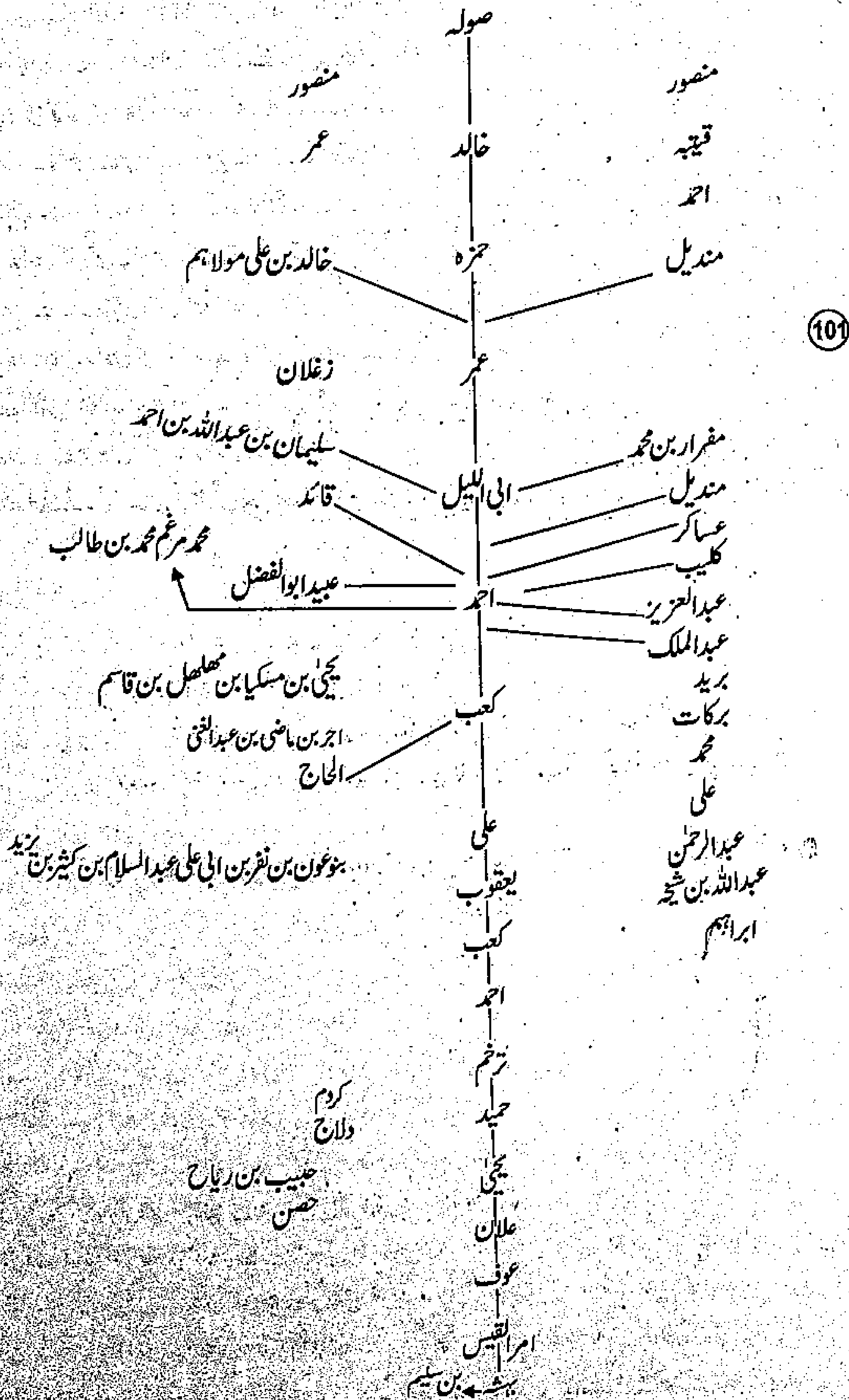
جب ہراج بن عبید بن احمد کا ظہور ہوا اور اس کا کینہ اور سرکشی بڑھ گئی تو اس کا بہت برا اثر پڑا اور عوام کے سینوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہو گیا۔ لہٰذا وہ سنہ 705 میں تونس چلا گیا اور جمعے کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہو گیا۔ لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر برا منایا۔ اسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں لہٰذا میں انہیں جامع مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آسکتا؟ لوگوں کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر کے اسے مسجد میں قتل کر دیا اور اپنے فعل سے حکومت کو راضی کر دیا۔ اس کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عم زاد شبل بن منديل بن احمد کو بھی قتل کر دیا اور کعوب کی سرداری محمد بن ابی لیلیٰ کے مرید اور ہراج بن عبید مولا ہم اور حمزہ، عمر کے بیٹوں نے سنبھالی جبکہ صحرا کی سرداری اور بنو سلیم افریقہ میں اپنے عم زادوں مہلہل بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہوگئی یعنی بنو کول ان کے علاوہ تھے۔ سنہ 707 میں احمد بن ابو اللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہو گئے۔ تو عثمان بن ابو دبوس نے اسے اس کی جگہ وطن ذباب سے بلایا یوں وہ ان کے پاس آیا تو ان اسے تونس پر چڑھا لایا۔ اس نے کدیۃ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا۔ وزیر ابو عبداللہ بن برزیکن ان کے مقابلہ میں نکلا لہٰذا اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابو اللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سنہ 708 میں مولا ہم ابن عمر گیا، تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ اس کا بھائی حمزہ، امیر ابوالبقاء خالد بن امیر زکریا کے پاس جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا سلطان ابو عصید کی وفات کے وقت گیا۔ اس کے ساتھ ابو علی بن کثیر، یعقوب بن فرس اور بنی سلیم کے ممتاز شیخ بھی تھے۔ انہوں نے ابوالبقاء کو الحضرۃ کی حکومت کے بارے میں رغبت دلائی تو وہ اس کی صحبت میں آگئے۔ اس نے اس کے بھائی مولا ہم کو تونس میں سلطان کے داخلے کے وقت سنہ

710 میں رہا کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد حمزہ، سلطان، ابو یحییٰ زکریا ابن اللحیانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات کیے۔ لہٰذا اس نے اسے دیگر عزیزوں پر فوقیت دیدی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا۔ الحضرۃ اور دیگر بلاد افریقہ پر سلطان کے قبضے کے بعد وہ سنہ 737 میں بجایہ کا حاکم بن گیا لہٰذا سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا۔ اب حمزہ نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ اس کے قرابت داروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ بعد ازاں اس کے بھائی نے سلطان کی خیر خواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اس کی مدد کی۔ جب اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زبیب زغدان کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد مغرار بن محمد بن ابو اللیل نے سلطان کے پاس اپنے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد اور احمد بن عبدالواحد اور ابو عبیدہ اور ابو ہلال بن محمود بن فاد اور ناجی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن مسکین اور ابو زید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چغلی کھائی تو ان سب کو اس وقت سنہ 722 میں قتل کر دیا گیا اور ان کے اعضاء، حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ اس سے اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ ابو تاشفین سے لغمیر اسن کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا۔ اس وقت اس کے ساتھ محمد بن سلطان لحیانی بھی تھا جو ابو ضربہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب اس نے اسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا۔ ابو تاشفین نے انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف لڑائی کے لئے گئے لہٰذا سلطان ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں برغیش نے شکست دی۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس بہت حفصی کے اعیاص سے تربیت یافتہ آدمی لاتار ہا جبکہ ابو تاشفین حاکم تلمسان زناتہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا۔ یوں ان کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابو الحسن اور اس کی قوم جو بنی مرین میں سے تھے، تلمسان اور غرب اوسط پر سنہ 737 میں متغلب ہو گئے۔ انہوں نے بنی عبدالواد اور دیگر زناتہ قصی حمزہ کا لڑائی کے آغاز سے تعاقب کیا۔ لڑائی میں ناکام ہو کر سلطان ابو یحییٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے۔ اس نے اسے خاص مقام دیا لہٰذا اس نے اس کی بہت خیر خواہی کی اور اس کے سالار محمد بن عبدالحکیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی۔ اس کے بعد صحرائی اعراب اس پر غالب آ گئے اور یوں حکومت کی حالت مضبوط ہو گئی۔ بعد ازاں حمزہ سنہ 740 میں ابو عون نصر بن ابی علی عبدالسلام کے ہاتھوں جو کثیر بن زید کی اولاد سے تھا، مارا گیا اس کا ذکر قبل ازیں بن علی میں بیان ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے۔ ایک لڑائی میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشقیقہ فیتیہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی۔ لیکن ابو اللیل جلد ہی دیگر بھائیوں اور القرابہ پر غالب آ گیا۔ اور وہ خود بنی کعب اور دیگر بنی یحییٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا۔ اس پر اس کے ہمسر بنو مہلہل اس سے حسد کرتے تھے اور اس سے حکومت لینا چاہتے تھے۔ معن بن مطاعن فزاری جو اس کے باپ کا وزیر تھا، حکومت میں اس کا مددگار تھا۔ انہوں نے پھر اپنے باپ حمزہ کے فوت ہونے کے بعد سلطان کے خلاف بغاوت کی اور اتہام لگایا کہ ابو عون کو انہوں نے قتل کیا ہے یعنی یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا۔ اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کر لیا اور پھر اختلاف کر کے ملک سے کوچ کر گئے۔ اس وقت طالب بن مہلہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے، یہ ان کے تعاقب میں چل پڑا اور قیروان میں ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے سردار، اس کے بیٹے امیر ابو العباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے میں اسے شامل کرتے تھے۔ ان میں ان کا وزیر معن بن مطاعن بھی تھا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا، باقی لوگ بھاگ گئے اور انہوں نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ضمانت بھی دی۔

جب سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی، یہ اس سے پھر منحرف ہو گئے اور اس کے بھائی ابو العباس کی مدد کی جو الجرید کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ یہ اپنے سواروں کے ساتھ، اس کے ساتھ تونس کی طرف لڑائی کرنے گئے لہٰذا ابو العباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابو الہول بن حمزہ کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح انہیں بھی مدد دی۔ اب خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں اور سرداروں پر مشتمل ایک وفد لے کر حاکم مغرب سلطان ابو الحسن کے پاس گیا، جب وہ ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے راستوں میں فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے انہیں روک دیا۔ اور ان سے وہ شہر بھی ان سے چھین لئے جو ان کے ہاتھوں میں بطور جاگیر تھے اس نے ان کو بلاد مغرب اقصیٰ کے معقلیوں اور زغبیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا لہٰذا انہیں اس کا یہ دباؤ گراں گزرا اور وہ بگڑ بیٹھے۔ اسے بھی ان کے متعلق بدظنی ہو گئی تب مفسدین اپنے جنگلوں سے

اطراف پر حملے کرنے لگے لہٰذا اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی۔ بعدازاں تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ ان کے متعلق اس کے پاس یہ شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنو ابوحفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاص کو داخل کیا ہے جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے۔ اور ہم اسے اس کے موقع پر بتائیں گے۔ لہٰذا اس نے انہیں گرفتار کرلیا۔ جب ان کی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی تو انہوں نے قسطیلہ اور برید میں لڑائی شروع کر دی۔ وہ برنابی میں آل عبدالمومن کے بقیہ لوگوں پر جو ابوالعباس ادریس کی اولاد تھے، غالب آ گئے جس کا لقب ابوادریس تھا اور مراکش میں یہ ان کا آخری خلیفہ تھا۔ اس وقت مغرب پر اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے خلیفہ مقرر کر کے اس کی بیعت کرلی اور اس پر متفق ہو گئے لیکن ان کے ساتھ ان کے چچا مہلہل کے بیٹوں نے لڑائی شروع کر دی اور وہ مدت کا جویاں تھا۔ اس کا بیٹا محمد ان میں اس کا جانشین بنا۔ لہٰذا اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زناتہ کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس سے اتفاق کیا جب سلطان ابوالحسن تونس سے سنہ 749 کے آغاز میں ان کے مقابلہ میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اترا۔ انہوں نے پھر اس سے لڑائی کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ انہوں نے اس کے اور ان کے کپڑوں سے اپنے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کر دی۔ یوں اس کی حکومت کی دھار کند کر دی اور زناتہ کی حالت گر گئی۔ دیگر قومیں ان پر غالب آ گئیں۔ پھر ابواللیل بن حمزہ فوت ہو گیا، عمر اپنے بھائیوں کے مقابلہ سے عاجز آ گیا۔ اور اس کا بھائی خالد سرداری کے لئے مختص ہو گیا اس کے بعد ان دونوں کا بھائی منصور مخصوص ہو گیا اور سلطان ابواسحٰق بن سلطان ابویحییٰ پر حاکم تونس غالب آ گیا۔ ساتھ ہی عربوں کے ہاتھ الضاحیہ تک پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آ گئے انہوں نے پھر انہیں شہروں کے خراج اور صحرا اور سبزہ زاروں کی جاگیروں اور تلول اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیاص کے درمیان انگیخت کرنے لگے۔ انہیں پھر الحضرۃ میں چڑھائی کے لئے لایا گیا کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے۔ سلطان اکثر انہیں ان کے ہمسروں اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کے مقابلہ میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے درمیان لڑائی کروا دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے، خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا۔ اس نے یعنی سلطان امیر المومنین ابوالعباس احمد ایدہ، اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے الحضرۃ کے لوگوں کو بھیجا، وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا، چل پڑے۔ صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے، یہ سنہ 771 کا واقعہ ہے جب کہ سلطان ابواسحٰق فوت ہوا جو الحضرۃ کا حاکم اور خلافت و جماعت کے عصا کا مالک تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی۔ وہ افریقہ کی طرف گیا، تو تونس میں زبردستی داخل ہو گیا اور الحضرۃ پر دو سال بعد غالب آ گیا۔ اس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کرلیا۔ اور ان کے ہاتھوں کے مفاسد سے روک دیا یوں منصور کو حکومت سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد امیر ابویحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جد اکبر ابن یحییٰ کو جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا، امیر مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم حکومت کے حالات میں سب باتوں کو بیان کریں گے۔ وہ پھر سنہ 173ء میں اسے تونس پر چڑھا لایا مگر تونس فتح نہ ہو سکا اور انہیں کچھ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جب منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیر خواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا تو اس دوران اس کا قبیلہ اس کے برے کنٹرول سے اور حسد کی وجہ سے اس سے تنگ پڑ چکا تھا لہٰذا اس کے بھائی ابواللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اور اسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ وہ اسی روز سنہ 75 میں فوت ہو گیا، یوں اس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی حکومت اس کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اور اس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی تھی۔ اس نے پھر سلطان کی خدمت اور خیر خواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ مسلسل تین بار اس کا یہ حال ہوا تب سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو ان کے ہمسروں اولاد مہلہل پر فتح دلائی اور ان کی سرداری، محمد بن طالب کے لئے تھی، یوں صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آ گئی۔ اور اس نے انہیں منع عطا کا اختیار دے دیا۔ جبکہ عربوں پر ان کے رتبوں کو بلند کر دیا۔ ابن عمر ابواللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ آ ملی۔ دیگر دونوں میں اولاد حمزہ اختلاف میں لگی رہی۔ سنہ 80 میں آخر سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تا کہ بہلا پھسلا کر ان کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اور انہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ لہٰذا وہ لوگ ان رؤسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے پر لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے دو مان اور صحرا

کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر متغلب آ گیا، اس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان رؤسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔ ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے، یوں یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہو گیا۔ اس نے اولاد حمزہ اور ان کے حلیفوں کو بھی حکیم المفر سے باہر نکال دیا اور وہ مغرب کی سمت سے اپنے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے۔ وہ فساد کے بعد معزز ہو گئے اور بندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ ان عربوں کو اقتدار اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ان کی طبیعت میں بڑی نخوت اور تکبر تھا کیونکہ وہ عہد اول سے واقف نہیں تھے، اور نہ ہی وہ صدقات دے کر عہد اول سے مقابلہ کر سکتے تھے البتہ بنی امیہ کی حکومت میں عرب عصبیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے۔ اس کی گواہی مرتدین اور ان کے ساتھیوں کے واقعات سے ملتی ہے۔ جو وہ اپنے امثال کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ حالانکہ اس عہد میں صدقہ، سختی اور عزت کے ساتھ حق کا بھی خواہاں تھا۔ یعنی اس کے دینے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی۔ بنو عباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہو گئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی، تو اس کا مقصد انہیں بلاد نجد، تہامہ اور ان کے سرے سے بیاباں میں بھجوانا تھا۔ عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس لڑائی کی طرف مائل کرے جو ان کے اور بنو عباس کے درمیان جاری تھی لہٰذا جب وہ اس کے بعد برقہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے۔ جب بنو ابوحفص نے انہیں انتخاب کیا، تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ زناتہ کے ابوالحسن اور اس کی قوم سے قیروان میں ان کی لڑائی ہوئی، تو وہ دوسرے عربوں کے لئے، مغرب کی حکومتوں کے مقابلے میں، عزت کے راستہ پر چلے، یوں معقل اور زغبہ نے زناتہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تاکہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں۔ واللہ مالک۔


صولہ
منصور
منصور
عمر
خالد
قتیبہ
احمد
خالد بن علی مولاہم
حمزہ
مندیل
101
عمر
زغلان
سلیمان بن عبداللہ بن احمد
مفرار بن محمد
ابی اللیل
مندیل
قائد
عساکر
محمد مرغم محمد بن طالب
کلیب
عبید ابوالفضل
احمد
عبدالعزیز
عبدالملک
یحییٰ بن مسکیا بن مھلھل بن قاسم
برید
کعب
برکات
اجر بن ماضی بن عبدالغنی
الحاج
محمد
علی
علی
بنو عون بن نفر بن ابی علی عبدالسلام بن کثیر بن یزید
عبدالرحمٰن
عبداللہ بن شیحہ
یعقوب
ابراہیم
کعب
احمد
ترخم
کردم
دلاج
حمید
حبیب بن ریاح
یحییٰ
حصن
علان
عوف
امرالقیس
بشر بن سلیم

باب:۱۱

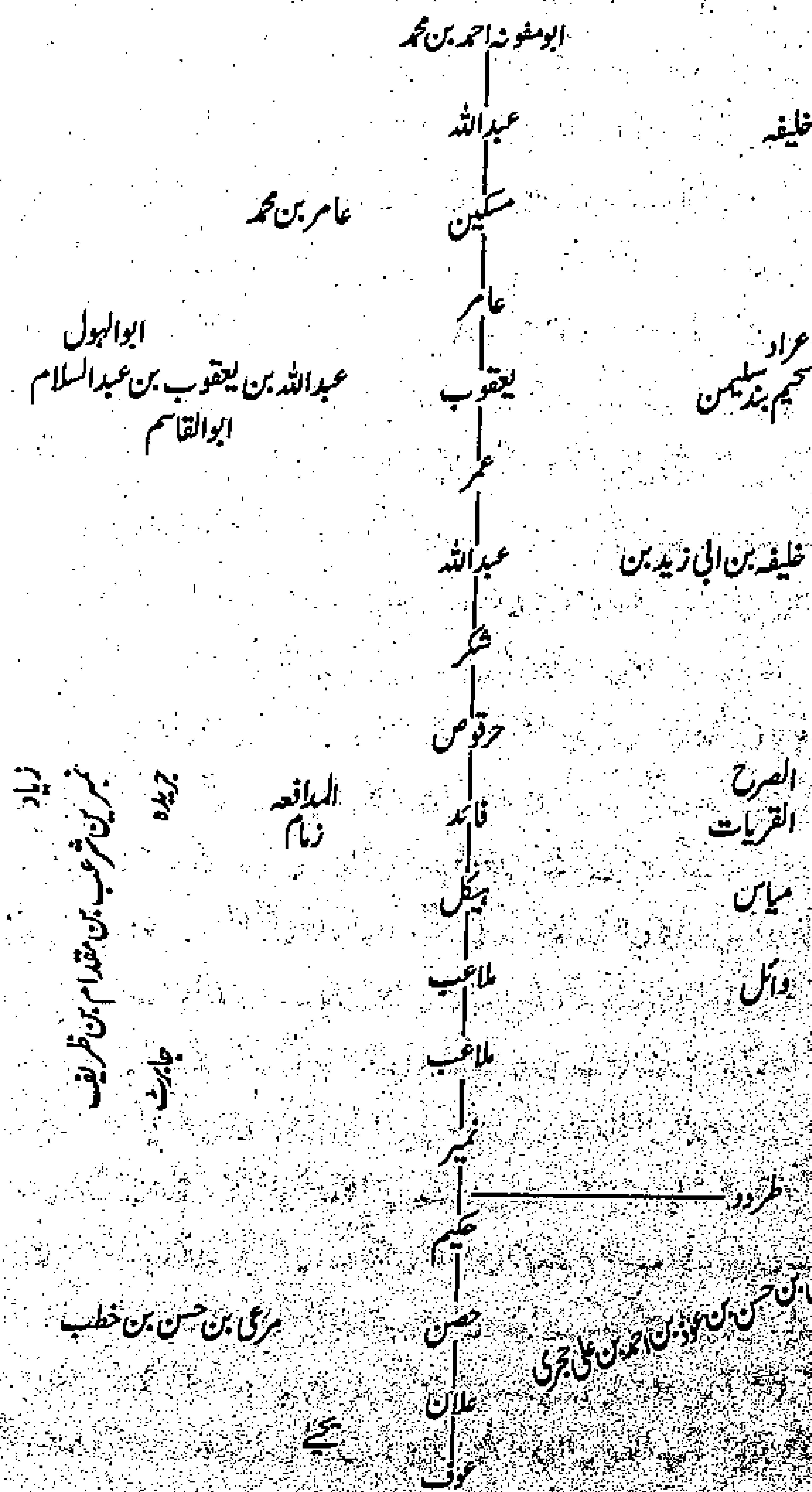
کعوب کے قاسم بن مرا ابن احمد کا بیان اور اس کے واقعات کی روداد

یہ شخص، کعوب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اور اس کا پورا نام قاسم بن مرا ابن احمد تھا۔ یہ ان میں عابد اور زاہد تھا۔ یہ پہلے اپنے دور کے مشہور شیخ العلماء ابو یوسف الدھانی سے قیروان میں ملا ان سے علم حاصل کیا اور ان کی صحبت اختیار کی پھر وہ اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریقے کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوا چلا گیا۔ جب اس نے عربوں کی اس حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں، تو اس نے انہیں بری باتوں سے روکنے اور سنت کے قائم کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے پہلے اپنے خاندان کو جو اولاد احمد میں سے تھا۔ اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں لڑائی کریں۔ یوں اولاد ابواللیل نے جو اس کے رازدار تھے، اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے، مبادا وہ اس کی عداوت پر آمادہ ہو جائیں اور یوں اس کا کام خراب ہو جائے انہوں نے اسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ پہلے سلیم کے دیگر لوگوں سے کرے کیونکہ وہ ان لوگوں کے مقابلے میں خاص طور پر اس کے محافظ ہوں گے۔ جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ اس طرح صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے جو اس کے طریقے پر چلتے، اس کی پیروی کرتے اور اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کا نام جنادہ تھا۔ اس نے پہلے قیروان اور آس پاس کے بلاد ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا آغاز کیا۔ اسے جب کسی قزاق کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے تو وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کرتا۔ اس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے اموال اور خون کو مباح قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا۔ اس وجہ سے آل حصن میں اس کا بول بالا ہو گیا اور افریقہ میں تونس، قیروان اور بلاد الجرید کے سارے درمیانی راستے ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کی قوم نے اس کی عداوت پر پکا کر لیا۔ بنو مہلہل قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت، حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا لہٰذا وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے۔ ایک روز انہوں نے اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا اور اس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے۔ وہ پھر اس سے الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے، اسی دوران اسے پیچھے سے محمد بن مہلہل نے جو ابو عذبتین کے لقب سے مشہور تھا، نیزہ مار دیا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا۔ اولاد ابواللیل نے غصہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اس دن سے بنو کعب کے قبائل میں افتراق پیدا ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متحد تھے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اس کے طریقے پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 706 میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا۔ بنو ابواللیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابواللیل کے بیٹے حمزہ اور مولاہم ظاہر ہوئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی۔ ایک روز اولاد مہلہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سرمائی مقام پر حمزہ اور مولاہم کے بارے اجتماع کیا اور ان کے بچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس دن ان میں سے طالب بن مہلہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کے ساتھ موجود نہیں تھا اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی میں اضافہ ہو گیا۔ اور بنی سلیم کے قبائل تقسیم ہو گئے۔ اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں وہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرنے لگے۔ وہ اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں۔ اس زمانے میں بنو مہلہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہلہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا و ہو خیر الوارثین۔

بنی حصن کا بیان

بنو حصن، بطون علاق میں سے ہیں اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی دراصل دو بطن ہیں یعنی بنو علی اور حکیم۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم، حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنو ظریف بن حکیم بھی ہیں جو عائز شلہ عبہ نعیر جبر بن مقدام بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں جبکہ ان میں سے بنو وائل بن حکیم اور بنو طردد بن حکیم بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طردد، سلیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منبس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے۔ چند مورخین کہتے ہیں کہ ان میں سے زید العجاج بن فاضل بھی ہے جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے۔ تاہم طردد کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلان بن عدوان میں ہیں۔ اور انہی میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے طردد الدلاج کے حلیف تھے پھر بعد میں انہوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور وہ آل ملاعب کے حلیف بن گئے۔ حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال، مقعد اور الجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا نسب کس سے ملتا ہے۔ ان میں سے بنو نمیر بن حکیم بھی ہیں۔ نمیر کے دو بطن ہیں: ملاعب اور احمد۔ احمد میں سے بنو محمد اور بطین ہیں اور ملاعب میں سے بنو یکل بن ملاعب ہیں۔ وہ اولاد زمام اور القزیات اور اولاد میاس اور اولاد فائد ہیں جبکہ اولاد فائد میں سے الصرح، المدافعت اور اولاد یعقوب بن عبداللہ بن کثیر بن حرقوص بن فائد ہیں۔ حکیم اور اس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے۔ حکیم کے علاقے اس عہد میں سوسہ اور اجم کے درمیان ہیں۔ ان میں سے النابعہ کبھی بنی کعب کے اور کبھی اولاد ابواللیل کے اور کبھی ان کے ہمسروں یعنی اولاد مہلہل کے دوست بنتے ہیں۔ ان کی سرداری بنو یعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب میں ہے، جو ان کا سردار ہے۔ جب اللحیانی کے حالات بگڑ گئے اور وہ افریقہ کی مغربی سرحد، بجایہ اور قسنطینیہ میں سلطان ابو یحییٰ کے پاس گیا تو وہ اس کی حملہ آور فوج کے ساتھ آیا۔ جب اس نے شاہ تونس کو اپنے زیر اثر کر لیا تو اس نے اسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی، اس کی نظر میں اسے سربلند کر دیا۔ اس پر بنو کعب کو اس بات سے غصہ آیا اور تو اعشاش قبیلے کے حمزہ نے محمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف بھڑکایا تو اس نے اسے شوریٰ کی جگہ پر قتل کر دیا۔ بعد ازاں فہم کو سرداری ملی اور اس کے بعد اس کے عم زاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی۔ اس کے عم زادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی تھی یا اس کے ساتھ جنگ کرتی تھی۔ ان میں تحیم بن سلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگ طریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ اس لڑائی میں اس کا بہت شہرہ ہوا۔ ان میں یعقوب بن عبدالسلام کے بیٹے ابوالمعول اور ابوالقاسم بھی شامل تھے۔ ابوالمعول اس وقت سے جب بنو سلیم نے اسے قیروان میں حلف دیا تھا، سلطان ابوالحسن کا حلیف تھا۔ اس نے اسے قیروان پر حملہ کرنے میں اولاد مہلہل کے ساتھ شامل کیا تھا۔ لہٰذا وہ ان سب کے ساتھ سوسہ چلا گیا۔ ان میں بنو یزید بن عمر بن یعقوب اور اس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا۔ سلطان ابو یحییٰ کے سارے عہد میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اور نہایت خیر خواہ رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا جانشین بنا، وہ ان اشیاخ میں سے ایک تھا جنہیں سلطان ابوالحسن نے جنگ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔ لیکن اس نے اسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کر دیا۔ اس کے بعد اسے سلطان کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا۔ جب جنگ قیروان کے بعد عرب مضافات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اسے یہ جگہ بطور جاگیر دے دی اور وہ مسلسل اس کی ملکیت میں رہی جب خلیفہ کی وفات ہو گئی تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے عم زاد عامر بن محمد بن مسکین نے سنبھالی، اس کے بعد پھر محمد بن شیبنہ بن خالد نے جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا، اسے قتل کر دیا۔ جبکہ اسے یعقوب بن عبدالسلام نے قتل کر دیا۔ سنہ 755 میں پھر جہاد جربہ میں دھوکے سے محمد نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کی حکومت منتشر ہو گئی۔ اس عہد میں ان کی سرداری احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین الملقب بہ ابو معنوبہ کے درمیان جو خلیفہ مذکور کا بھتیجا تھا۔ اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب کے درمیان جو ابوالہول مذکور کا بھتیجا تھا، قائم ہے۔ جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اس نے سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہو گیا اور صولہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولاد ابواللیل میں سے تھا۔ انہوں نے اختلاف اور لڑائی کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے۔ وہ اس زمانے میں الضواحی اور سبزہ زاروں سے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنگل کی طرف چلے گئے ہیں۔ بعد ازاں عبداللہ بن محمد جو الرلوی کا لقب اختیار

کئے ہوئے ہے، وہ سلطان کی طرف آ گیا، اس نے اولاد مہلہل کے ساتھ اپنی حکومت اور مدد پر پختہ معاہدہ کر لیا۔ لہٰذا اس کی قوم میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہو گئی۔ وہ اس دور تک اسی حال پر قائم ہے پھر ابومحونہ سلطان کی خدمت میں واپس گیا، یوں حکیم کی ریاست ان دونوں کے درمیان تقسیم ہو گئی، اور وہ اس دور تک اسی حالت میں ہیں۔ یاد رہے حکیم کے بھائیوں بنوعلی کے لئے اولاد صورہ کے بطون ہیں اور ان دونوں کو عوف بن محمد بن علی حصن اور اولاد نمی اور بدرانہ اور اولاد ام احمد اور الحضر ۃ اور معتقد اور الجمیعات اور الحمز اور النسابیۃ آل حسین اور حجری اکٹھے کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجری سلیم سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ وہ بطون کندہ میں سے ہیں لیکن سلیم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ بنوعلی کی سرداری اولاد صورہ میں ہے، اس عہد میں ان کا سردار ابواللیل بن احمد بن سالم بن عقبہ بن شبل بن صورۃ بن مرعی بن حسن بن عوف ہے ان کے ہم نسلوں میں سے المراعیہ ان کی مدد کرتے ہیں جو مرعی بن حسن بن عوف کی اولاد ہیں اور جن کے علاقے قابس کے نواح میں اجم اور المبارکہ کے درمیان واقع ہیں۔ ان کی چراگاہوں کے متلاشی کعوب کے حلیف ہیں یا اولاد ابواللیل کے یا کبھی کبھی اولاد مہلہل کے اور اکثر اوقات وہ اولاد مہلہل کے مددگار ہوتے ہیں۔ واللّٰہ مقدر الامور لارب سواہ۔



ذباب بن سلیم کے حالات

ہم ان کے نسب کے اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں۔ ربیعہ زعب الاصغر کا بھائی ہے۔ اس زمانے میں اس لفظ کو ''ز'' کے ضمہ کے ساتھ اور اجل ابی اور الرشاطی نے ''ز'' کے کسرہ کے ساتھ لکھا ہے۔ ابو محمد التجانی نے بھی اپنے سفر نامہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ ان کے علاقے قابس اور طرابلس کے درمیان برقہ تک ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ جن میں سے اولاد احمد بن ذباب بھی ہے جن کے علاقے قابس اور طرابلس کے مغرب میں برقہ عیون اجال تک ہیں جو حصن کے پڑوسی ہیں جبکہ اعیون نے رجال میں بلاد زغب ہیں جو بطون ذباب میں سے ہیں۔ بنو یزیدان مواطن میں اولاد احمد کے شریک ہیں مگر یہ ان کا باپ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے بلکہ یہ ان کے مددگار کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف منسوب ہو گئے ہیں، جیسا کہ التیجانی نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ چار بطون ہیں یعنی العتیب یعنی بنوصہب بن جابر بن فائد بن رافع بن ذباب اور ان کے حمادی بھائی، یعنی بنوحمدان بن جابر اور الخرجہ، یہ آل سفیان کا بطن ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان بنے ان کے مواطن مسلالہ سے نکال دیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کر لیا، اور پھر ان کے ساتھ ہی فروکش ہو گئے۔ جبکہ صابعہ ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں۔ التجانی نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ یہ ذباب کے کس بطن سے ہیں۔ ان میں سے النوائل بھی ہیں یعنی بنوعائل بن عامر بن جابر اور ان کے بھائی اولاد دسنان بن عامر اور ان کے بھائی اولاد وشاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے۔ یہ دو عظیم بطن ہیں۔ یعنی الحامید یعنی بنو محمود بن طوب بن بقیہ بن وشاح اور ان کے علاقے قابس اور نفوسہ کے درمیان سے الضواحی اور جبال تک ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری بنی رجاب بن محمود میں ہے جو اولاد مساع بن یعقوب بن رحاب کے لئے ہے۔ دوسرا بطن الجواری ہے یعنی بنو حمید بن جاریہ بن وشاح اور ان کے علاقے طرابلس اور اس کے مضافات تاجوراء، ہزاجہ، اور رزنزور اور اس کے ساتھ ملتے جلتے علاقوں تک ہیں۔ اس دور میں ان کی سرداری بنی مرغم بن صابر بن عسکر بن علی بن مرغم میں ہے جبکہ اولاد وشاح میں سے دو اور چھوٹے بطن ہیں۔ جو الجواری اور المحامدہ کے ساتھ شامل ہیں، یہ دونوں الجواریہ ہیں۔ یعنی بنو جراب بن وشاح اور العمورہ بنوعمر بن وشاح ہیں۔ التجانی کا العمور کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال بن عامر میں بھی العمور کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ذباب کے عمور انہی میں سے ہیں۔ انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے علاقے کو اکٹھا کر لیا ہے اور یہ سلیم میں سے نہیں ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ ہی ان کی حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

وشاح کی اولاد میں سے بنوحریر بن تمیم بن عمر بن وشاح بھی ہیں۔ جن میں فائد بن حریر عرب کے مشہور شہسواروں میں ایک تھا۔ اس کے اشعار اس دور تک ان میں داستان کی طرح متداول ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ الحامید میں سے تھا یعنی فائد بن حریز بن حربی بن محمود بن طوب اور یہ بنوذباب قراقش الغزی اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے۔ ان دونوں کا بہت اثر تھا۔ اور ایک قراقش نے الجواری کے سردار کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد یہ ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابوزکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت کی خدمت میں چلے گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے الداعی بن ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا۔ اس کا ان پر مشتبہ ہونا اس لئے بھی تھا۔ کہ وہ مخلوع کے بجائے ان کا امیر نہ بن جائے۔ بعد ازاں یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اور ان کے ہاں مہمان اترا۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا گزر ان کے پاس سے ہوا تو اس نے اسے تمام حالات بتائے۔ انہوں نے پھر تلبیس کرنے پر اتفاق کیا اور اس بات کو عربوں کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کیا، تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس میں مرغم بن صابر نے بڑا کردار ادا کیا، اور اس کی قوم نے اس کی پیروی کی۔ بعد ازاں ابومردان عبدالملک بن مکی رئیس قابس نے انہیں حکومت میں داخل کیا۔ اس کی حکومت کا مکمل ہونا کرسئی خلافت کا اس کے خون سے لتھڑنا، یہ اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان ابوحفص ان پر اعتماد کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا۔ یہ اس کے مخالف ہو گئے۔ اس نے پھر ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے اپنے سالار ابوعبداللہ الغزاری کو بھیجا۔ تب انہوں نے اس کے بھتیجے امیر ابوزکریا سے مدد مانگی جو ان دنوں افریقہ میں بجایہ اور مغربی سرحد کا حاکم تھا۔ وہ ان میں سے عبدالملک بن رحاب بن محمود اس کے پاس گیا، تو وہ سنہ 687 میں اس کی مدد کو اٹھا۔ ان لوگوں نے پھر اہل قابس سے لڑائی کی، انہیں شکست دی اور ان میں خونریزی کی۔ بعد ازاں فزاری ان پر غالب آ گیا اور انہیں افریقی وطن سے روک دیا۔ اس

کے بعد امیر ابوزکریا، القرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ مرغم بن صابر بن عسکر جو الجواری کا سردار تھا اور جسے اہل صقلیہ نے سنہ 82 میں سواحل طرابلس سے گرفتار کرلیا، اسے اس نے اہل برشلونہ کے پاس فروخت کردیا۔ لہٰذا ان کے بادشاہ نے اسے خرید لیا اور وہ ان کے پاس قیدی بن کر رہا یہاں تک کہ عثمان بن ادریس جس کا لقب ابودبوس تھا اور جو بنی عبدالمومن کا چیدہ خلیفہ تھا، وہ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ یوں شاہ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کروایا اور ان دونوں کو واپس بھیج دیا۔ یہ ساحل طرابلس پر اترا۔ بعدازاں مرغم نے ابن دبوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کردیا۔ انہوں نے سنہ 88 میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں نے ابن کے محاصرے کے لئے فوج کو چھوڑ دیا۔ اور وطن کے خراج کے لئے کوچ کر گئے۔ اور اس سے فراغت حاصل کرلی۔ یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی۔ دوسری طرف ابودبوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں کعوب نے اسے بلایا، وہ اسے سلطان ابوعصید حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے اور اس کا محاصرہ کرلیا، مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا۔ وہ ایک مدت تک وہاں ٹھہرا رہا پھر مصر چلا گیا۔ یہاں تک کہ فوت ہوگیا۔ جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ الجواری اور المحامید اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت کا سایہ سکڑنے لگا۔ اور ان کے نواح میں اس کی ریاست مختص ہوگئی۔ انہوں نے پھر پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی رعایا کو غلام بنالیا حتیٰ کہ شہر والوں نے اپنے شہروں کی خصوصی حکومت قائم کرلی۔ دوسری طرف بنومکی، قابس میں اور بنوثابت، طرابلس میں حکمران بن گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ وشاح کی حکومت، دونوں شہروں کے تقسیم ہونے سے منقسم ہوگی۔ لہٰذا الجواری نے طرابلس اور اس کے نواحی علاقوں اور زنزور، غریان اور مغر کو سنبھال لیا۔ جبکہ المحامید، قابس بلادنفوسہ اور حرب کے حکمران بن گئے۔ ذباب کے اور بطون بھی ہیں جو جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے علاقے مشرق کی جانب ان وشاحیوں سے بہت دور ہیں۔ جن میں سے آل سلیمان بن حبیب بن رافع بن ذباب بھی ہے۔ جس کے علاقے مغرا اور غریان کے سامنے ہیں۔ ان کی سرداری لغر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کے زمانے میں ہائل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے۔ یہ اس کے اور دوسرے بطن کے درمیان سالم بن دھب تک چلی جاتی ہے۔ ان کے مواطن مسراتہ سے لھد اور مسلاتہ تک ہیں اور آل سالم کے قبائل احامد، عمائم، علادنہ اور اولاد مرزدق ہیں جبکہ ان کی سرداری مرزوق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جس کا نام ابن معلّٰی بن عراق بن قلیتہ بن قحاص بن سالم ہے۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ سرداری غلبون بن مرزدق کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی، اس زمانے میں وہ حمید بن سنان بن عثمان بن غلبون کو حاصل ہے۔ علاونہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مشانبہ کے عربوں کے پڑوس میں اس وقت رہتی ہے جو ہوارہ کے مقیموں میں سے ہے۔ جب ذباب نے اپنے مواطن میں قبلہ کی جیت سے ناصرہ سے کشاکش کی۔ وہ ناصرہ بن حفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم کے بطون میں سے ہیں اگرچہ زغب ابوذباب، ملک بن خفاف سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ التجانی کا خیال ہے۔ لہٰذا یہ ناصرہ کے بھائی ہیں۔ تاہم یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں اپنے کے نام سے موسوم ہو۔ خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے۔ یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ ذباب وغیرہ کے سوا، ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوش بطون میں بہت ہوتا ہے۔ بہرحال واللہ اعلم۔ ان کے مواطن بلاد فزان اور ودان میں ہیں۔ یہ ذباب کے حالات ہیں اور مشرق میں الغرہ کے ہمسائے وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان چراگاہوں کے متلاشیوں نے لوٹ مار اور غارت گری کرکے معاش کے بہترین ذرائع تباہ کردیئے ہیں اور آبادی خراب ہوگئی ہے۔ اس زمانے میں اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کا گزارا نمک پر ہے۔ جب انہیں معاشی تنگی ہو جاتی ہے۔ تو وہ اونٹوں، گدھوں اور اپنی عورتوں کے ذریعے زمین پھاڑتے ہیں اور قبلہ کی سمت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اجلہ اور سنتریہ کے میدان میں، اس کے پیچھے ریگستان اور بیابان سے سوڈان کے علاقے تک ان کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ برقہ میں ان عربوں کا سردار ابوذئب ہے جو بنی جعفر میں سے ہے۔ مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے، ان کی جماعتوں کے لئے بہترین خوراک لانے کی وجہ سے ان کے کاموں کے بہت مداح ہیں۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔

ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن عربوں کی اولاد میں سے ہیں۔ تاہم مجھے ذباب کے ثقہ آدمیوں نے خریص بن شیخ ابی ذباب

کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ برقہ کے کعوب کے بقایا ہیں۔لیکن ہلالیوں کے نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ہلال بن عامر کے بھائی ربیعہ بن عامر کی اولاد ہیں، یہ بات بنی سلیم کے ذکر کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے۔بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ اور کعوب، الغرہ سے ہیں اور الغرہ ھیث سے ہے جبکہ الغرہ کی سرداری اولاد احمد کے لئے ہے۔ان کا سردار ابوذیب ہے اور المسانیہ ہوارہ میں سے ان کے پڑوسی ہیں۔مجھے سلام بن ترکیہ شیخ اولاد مقدم نے یہ بھی بتایا ہے جو عقبہ میں ان کا پڑوسی ہے کہ وہ مسراتہ کے بطون سے ہیں۔جو ہوارہ کے بقیہ ہیں۔میں نے محقق نسابین کو اسی رائے پر پایا ہے۔اس کے بعد میں مصر میں آنے والے بہت سے اہل برقہ سے ملا۔جو عربوں کے چوتھے طبقے کا آخری طبقہ ہے اس کے اختتام سے ابتدائے آفرینش سے عربوں اور ان کی نسلوں کے متعلق دوسری کتاب ختم ہو گئی ہے، اب ہم تیسری کتاب میں بربریوں کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔والله ولی العون۔

صابر
عسکر
علی
مرغم
صابر
عسکر
حمید
جاریہ
وشاح
عامر
جابر
فاتک
راقع
ذباب
ربیعہ
ذعب
جرد
مالک
خفاف
امری القیس
بہثہ
سلیم

باب: ۱۲

بربری قوم اور مغرب کی دیگر اقوام کا بیان اور شروع سے لے کر اب تک ان کی مفصل روداد

بربری مغرب کے قدیم باشندے ہیں۔ جنہوں نے پہاڑوں، میدانوں، ٹیلوں، سبزہ زاروں اور اس کے شہروں اور مضافات کو اپنی آبادی سے بھر دیا ہے۔ یہ پتھروں، مٹی، پتوں، درختوں، بالوں اور اون سے گھر بناتے ہیں۔ ان کے صاحب اقتدار لوگ، چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور دوران سفر سبزہ زاروں سے گزر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے۔ ان کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے۔ ان کے گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں سے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے لئے اونٹ بھی بکریوں کی طرح آمدنی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان میں سے غریب لوگوں کی معاش کاشتکاری اور چرنے والے جانور ہیں۔ اس کے علاوہ سبزہ زاروں کے معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش، اونٹوں کے بچے دینے، نیزوں کے سایوں اور راستوں میں ڈاکے ڈالنے میں ہے۔ ان کا عام لباس اور سامان اون کا بنا ہوتا ہے۔ یہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اور ان پر سرمگیں کوٹ ڈالتے ہیں۔ عموماً ان کے سر ننگے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں منڈوا دیتے ہیں۔ ان کی زبان عجمی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اور اسی وجہ سے وہ اس نام سے مخصوص ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صیفی نے مغرب اور افریقہ سے لڑائی کی اس وقت وہ تبابعہ کے بادشاہوں میں سے تھا اس نے شاہ جرجیش کو قتل کیا اور نئے شہر تعمیر کئے۔ ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جب اس نے اس عجمی قوم کو دیکھا، ان کی عجمی زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو ان سے حیرت سے کہنے لگا کہ تمہاری بربرت کس قدر زیادہ ہے، یوں ان کا نام بربر پڑ گیا۔ دراصل عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازوں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہیں سکیں۔ کہتے ہیں جب شیر سمجھ نہ آنے والی آوازوں کے ساتھ دھاڑے تو کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب اور قبائل اور ان کے بطون کے متعلق علماء انساب اس بات پر متفق ہیں کہ انہیں دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں، برنس اور مادغیس مادغیس کا لقب ابتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلے کو البتر کہا جاتا ہے جبکہ برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور یہ دونوں معابر کے بیٹے ہیں، تاہم نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے ہیں ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب الحمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے لیکن سالم بن سلیم مطماطی اور صابی بن مسرور الکومی اور کہلان بن ابی لو، جو بربریوں کے نساب ہیں، بیان کرتے ہیں کہ برانس بتر، مازیغ بن کنعان کی نسل سے ہیں جبکہ "البتـــر" بر بن قیس بن عیلان کے بیٹے ہیں۔ بعض اوقات یہ روایت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے۔ مگر ابن حزم کی روایت درست اور زیادہ قابل اعتماد ہے۔

برنس کے قبیلوں کا بیان

ماہرین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں جن کے نام یہ ہیں: زواجہ، مصمودہ، اوربتہ، عجیسہ، کامہ، منہاجہ اور زریغہ۔ تاہم سابق بن سلیم اور اس کے اصحاب نے لمطہ، ہسکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ جب کہ ابومحمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں

کہ صنہاج اور لمط ایک عورت کے بیٹے تھے۔ جسے بصکی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریغ نے اس عورت سے شادی کی ہو۔ اور اس نے اس کے لئے ہوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ھوار کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ابن حزم بتاتا ہے کہ ادریغ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے مثنیٰ بن سکاک کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے، علاوہ ازیں کلبی کہتا ہے کہ کتامہ اور منہاجہ، بربری قبائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں اور ان دونوں کو افریقش بن صیفی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا۔ یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کا مذاہب کا خلاصہ ہے۔

ازولجیہ میں سے مسطاطہ ہے جب کہ معمودہ میں سے غمارہ ہے جو غمار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں۔ ادریغہ میں سے ھوارہ، ملک، مغد اور قلدن ہے۔ ھوار بن ادریغ سے بلبلہ ہے۔ اور بنو کہلان بھی ہیں۔ جبکہ ملک بن ادریغ سے صطط، ورفل، اسیل اور مسراقہ ہیں، ان سب کو لہانہ بنو لہان، بنو لہان بن ملک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور مغد بن ادریغ سے ماداس، زمور، کبا اور مصرای ہے۔ اور قلدن بن ادریغ سے ممصاتہ، رسیلف، بیانہ اور فل ملیلہ ہے۔

	ملیلہ	
یوکلان	بن	
صنہاجہ	ھذال	رموز۔ کبا
لمطہ	بن	ماداس بن مضر
بن قلدن	ادریغ	مصرای
عجیسہ	بن	مہناجہ
مسکورہ	برنس	منطانیہ بن ورداجہ
زوادہ بن کتامہ	بن	وردبتہ۔ لمطہ
غمارہ بن مسطاف بن بلیل بن مصمود	بربر	

المتبر کے قبیلوں کے حالات

یہ مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں۔ جنہیں چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں: اداسہ، نفوسہ، ضریہ اور بنو لوا الاکبر۔ یہ سب کے سب بنو زحیک بن مادغیس ہیں۔ اداسہ، اداس بن زحیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ھوارہ میں ہیں۔ اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادریغ کے بعد اس سے شادی کی تھی جو اس کے چچا برنس والد ھوارہ کا بیٹا تھا جبکہ اداس، ھوارہ کا بھائی تھا۔ اس کے سب بیٹوں کا نسب ھوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں سفارہ، انذارہ، ہنزولہ، ضریہ فعدانغہ، اوطیطہ، اور ترفحتہ، یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن بادغیس کے بیٹے ہیں، اور آج کل یہ ھوارہ میں ہیں۔

لوا الاکبر سے دو عظیم بطن ہیں یعنی نفزادہ یعنی نفزاد بن لوا الاکبر کے بیٹے اور لواتہ لوا الاصغر کے بیٹے۔ لواتہ سے سرداتہ ہیں۔ جو نیطط بن لوا الاصغر کے بیٹے ہیں۔ سرداتہ کا نسب مغرادہ میں داخل ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغرادہ نے ام سرداتہ سے شادی کی تو سرداتہ بنی مغرادہ کے ماں جائے بھائی بن گئے، یوں اس کا نسب ان سے مل جل گیا۔

نفزادہ سے بھی بہت سے بطون ہیں جو یہ ہیں: دلھاصہ، غساسہ، زھلہ، سوماتہ، درسیف، مرنیزہ، زانیمہ، ورکول، مرسیتہ، وردغروس اور وردن۔ یہ سب کے سب تسطوفت کے بیٹے ہیں جو نفزاد سے تھا۔ ابن سابق اور اس کے اصحاب نے مجز مکلاتہ کا بھی اضافہ کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلاتہ بربر میں سے نہیں ہے، بلکہ حمیر میں سے ہے جو چھوٹی عمر میں تطوفت کے پاس آ گیا تھا۔ تو اس نے اسے متبنیٰ بنا لیا اور دراصل مکلا تن رعان بن کلاع بن سعد بن حمیر ہے۔

دلھاصہ جو نفزادہ میں سے ہے اس کے دلھاص کے دونوں بیٹوں بیز غاس اور دحیہ سے بہت سے بطون ہیں۔ بزغاش سے بطون اور رمجوسہ ہیں اور وہ رحال، طو، بورغیش، وانجز، کرطیط، اور ماانجول سیـــنـتـــت و مجوح بن بیز غاش بن دلھاص بن تطوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بنو، بیز غاش، لواتہ سے ہیں اور سب کے سب جبال اوراس میں رہتے ہیں۔

دحیہ سے درترین، تریر، درتبوفت، مکرا لقوس ہیں۔ جو دحیہ بن دلھاص بن لطوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔

ضربہ جو ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور انہیں دو عظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں یعنی بنو تمصیت بن ضری، اور بنو یحییٰ بن ضری۔ سابق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بطون تمصیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضربہ سے مختص ہیں۔

بطون تمصیت سے مطماطہ اور صطفورہ ہیں اور وہ لحومیہ، لمایہ مطفرہ، مریتہ، مغیلہ مغردرہ کشانہ، دوتہ اور مدیونہ ہیں۔ یہ سب کے سب، فاتن بن مضیت بن ضری کے بیٹے ہیں۔ بطون یحییٰ سے تمام زناتہ سمکان اور ورصطف ہیں جبکہ ورصطف سے مکناسہ، اوکنہ اور ورتناج ہیں جو ورصطف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکناسہ سے ورشیفہ اور وربر ہیں۔ مغلیت سے قصارہ، موالات حراب اور رفلابس ہیں۔ ملز سے لولالین، لرتر، لعیلتن، جریر اور فرغان ہیں۔

درتناج سے، مکنفہ، مطاسہ، کرسطہ، سرحبہ، ھناطہ ہیں جبکہ فولال ورتناج بن ورصطف کے بیٹے ہیں۔

سمکان سے، زواغہ، اور زوادہ ہیں جو سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم زوادہ کو اس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی درست بات ہے کیونکہ وطن بھی اسی کی گواہی دیتا ہے لہٰذا غالب بات یہی ہے کہ زوادہ، سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم، زوادہ کو بطون کتامہ میں شمار کرتا ہے اور زوادہ کو سمکان میں شمار کرتا ہے جو کہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زواغہ سے بنو ماجر، بنو واطیل اور سمکین ہیں۔ ان کا مکمل بیان ان کے تذکرے کے موقع پر آئے گا انشاء اللہ۔ یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے، اس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں موقع آنے پر ضرور بیان ہوگی۔ گزشتہ امم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے لیکن اس بارے میں نسابوں کے اندر بہت اختلاف پایا جاتا ہے لہٰذا انہوں نے اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نقشان کی اولاد میں سے ہیں اور اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کے موقع پر بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ بربر یمنی ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اوزاع، یمن میں سے ہے۔ مسعودی انہیں غسان وغیرہ سے قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ سیل تند و تیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابرھہ ذوالھار نے انہیں مغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لخم اور جذام میں سے ہیں، جن کی فرودگاہیں فلسطین میں تھیں اور وہاں سے انہیں ایک ایرانی بادشاہ نے نکال دیا تھا۔ جب یہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا لہٰذا یہ دریائے نیل کو عبور کر کے متفرق شہروں میں منتشر ہو گئے۔ ابو عمر بن عبدالبر کہتا ہے کہ بربر کے کئی قبائل نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ جو زمانہ قبل میں بادشاہ تھا۔

اس نے ایک دن اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کو مغرب کو آباد کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پھر اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور وہ ان کا سردار بنا۔ اس نے ان میں سے لمت ابولتونہ، مسفو ابومسوفہ، مرطا ابوھسکورہ، اصاک ابو منہاجہ، لمط ابو لمطہ اور ایلان ابو ہیلانہ کو بھیجا لہٰذا ان میں سے بعض جبل دون میں، بعض سوس میں اور بعض درعہ میں اتر پڑے۔ جبکہ لمط، کزول کے ہاں اترا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی جبکہ جانا یعنی ابو زناتہ وادی شلف میں اترا۔ بنو رنجیبن اور مغراوہ مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے، اور مقرونک، طنجہ کے قریب اترا۔ لیکن ابو عمر بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب کے سب قوم جالوت میں سے

ہیں۔علی بن عبدالعزیز جرجانی اپنی کتاب الانساب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں، اس قول کے سوا اور کوئی قول صحت کے درجے تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ اس کا تعلق کس سے تھا۔قتیبہ ابن کا نزدیک وہ دنور بن ہربیل بن حدیلان بن جالود بن ردیلان بن حطی بن زیاد بن زحیک بن مادغیس الابتر ہے۔اسی طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہریال بن جالود بن دنیال بن قحطان بن فارس ہے۔ابن قتیبہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے۔اور سفک سب بربر کا باپ ہے۔نسابین کہتے ہیں کہ بربر دراصل بہت سے قبائل ہیں جو یہ ہیں: زناتہ، ضریہ، مغیلہ، زیجوحہ، نفزہ، کتامہ، لواتہ، غمارہ، مصمودہ، صدینہ، یزدران، روجیین، منہاجہ، بجکسہ اور دار کلان وغیرہ۔دوسرے مورخین نے جن میں طبری وغیرہ بھی شامل ہے یہ بیان کیا ہے کہ بربر دراصل کنعان اور عمالیق کے اوباش لوگ ہیں لہٰذا جب جالوت قتل ہو گیا، تو یہ شہروں میں متفرق ہو گئے۔جب افریقش نے مغرب سے لڑائی کی تو وہ انہیں سواحل شام سے لے گیا، انہیں افریقہ میں آباد کر دیا اور ان کا نام بربر رکھا۔بعض ماہرین کہتے ہیں کہ بربر حام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازیغ بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قاران بن عمر بن عملاق بن ولاد بن ارم بن سام سے ہیں لہٰذا اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں۔جب کہ مالک بن مرجل کہتا ہے کہ بربر، حمیر، مضر او قبط اور عمالقہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جب شام میں ایک دوسرے سے ملے تو شور کیا، اس پر افریقش نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا۔مسعودی، طبری اور اسمٰعیلی کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقش نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا۔اور ان کا نام بربر رکھا، اس وقت وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

''جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے بھیجا، تو اس نے بڑا شور وغل کیا۔''

ابن کلبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کو شام سے کس نے نکالا؟ بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی اللہ کے ذریعہ انہیں نکالا۔آپ کو حکم دیا گیا کہ اے داؤد، بربر کو شام سے نکال دو کیونکہ یہ زمین کا جذام ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا۔بعض کہتے ہیں کہ ایک تبابعی بادشاہ نے انہیں نکالا تاہم البکری کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا۔مسعودی اور البکری کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبطیوں نے انہیں جلا وطن کر دیا۔یہ افرنج اور افارقہ کی لڑائی کے وقت برقہ، افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے۔انہوں نے پھر انہیں صقلیہ، سردانیہ، میورقہ، اور اندلس میں گزار دیا۔پھر اس بات پر رضامند ہو گئے کہ شہر افرنجہ میں رہیں گے وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں میں رہے، اس دوران اسکندر نے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا، اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے اور سورج، چاند اور بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کے ملوک اور روسا بھی تھے اس کے بعد ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور الصولی۔البکری کہتا ہے کہ جب شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو حام مغرب کی طرف چلے گئے اور ان کی وہاں نسل چلی۔نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیاہ رنگ کا ہو گیا، تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چار سو سال کا ہو کر آخر مر گیا۔

اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلاجیم بھی تھا لہٰذا مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی۔وہ کہتا ہے کہ جب بربر، مارب کتامہ اور منہاجہ سے نکلے تو مغرب کے دو یمنی قبیلے بھی ان کے ساتھ آ ملے۔وہ کہتا ہے کہ ہوارہ، لمطہ اور لواتہ حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں۔ہانی بن بکور الفریسی، سابق بن سلیمان مطماطی، کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیرہ جو بربر کے ماہرین انساب ہیں، کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔اور وہ یہ ہیں:

البرانس اور البتر، جو بربر بن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں۔البرانس بربر بحو بن ابرج بن جواح بن دیل بن شراط بن تاج بن دویم بن داح بن ماریغ بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں۔یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسابین اعتماد کرتے ہیں۔طبری کہتا ہے کہ جب بربر بن قیس، بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرتا نکلا تو اس نے اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔بربر کے دوسرے نسابون کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا، اس بارے میں اس کی بہن شاعر کہتی ہے۔

''ہر رونے والا اپنے بھائی پر ایسے روئے جیسے میں بربر بن قیس پر رو رہی ہوں۔ اس نے اپنے گھر والوں کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا، اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ لاغر ہو گئے ہیں۔''

شماض کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کئے گئے ہیں:

''اور بربر نے ہمارے ملک سے دور گھر بنایا ہے جہاں کا اس نے ارادہ کیا، وہ وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجمی ہکلے پن نے بہت بوجھ ڈالا، حالانکہ بربر حجاز میں عجمی نہیں تھے اور میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے۔''

علمائے بربر نے عبیدہ بن قیس عقیلی کے یہ اشعار بھی لکھے:

''اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے، ٹھہر جا! خدا تعالیٰ اچھے راستوں کی طرف تیری راہنمائی کرے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں۔ یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا عظیم ہے۔ قیس بن عیلان دنیا میں ہمارا اور ان کا باپ ہے، وہ لڑائی میں جنگ باز کی پیاس کو بجھا دیتا ہے لہٰذا ہم اور وہ کمینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں جب تک لوگ باقی ہیں بربر ان کا ساتھی ہے۔ اور ہمارے لئے وہ ایک مضبوط سہارا ہے۔ وہ دشمنوں کے لئے سرخ نیزے اور تلواریں تیار کرتا ہے جو جنگ کے روز کھوپڑیاں توڑ دیتا ہے۔ بربر بن قیس مفری قبیلہ ہے۔ فرع میں بھی اس کا حسب نسب ہے۔ قیس ہر ملک میں دین کا قوام ہے۔ نسب کے حفظ کے وقت معد کا بہترین آدمی ہے تاہم قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جاتی ہے جب کہ قیس کے پاس تیز دھار تلوار ہے۔''

اسی طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے ہیں وہ بھی پڑھے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

''اے وہ شخص جو ہم سے ہماری اصل کے متعلق پوچھتا ہے، قیس عیلان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں، ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں اور جس نے بزرگی کو پہچانا اور بزرگی میں داخل ہوا اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی۔ جب اس کے چقماق نے آگ دی تو وہ ہر بڑی مصیبت میں ہمیں کافی ہو گیا۔ دراصل قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے۔ ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدا کبر ہے اور بیڑیوں کو کھولنے والا ہے۔ قیس عیلان حق کی کان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ میری قوم بربر کے لئے یہی بات کافی ہے۔ کہ اس نے نیزوں کی انیوں سے زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہم تلواروں کو اِس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں جو حق سے رک جاتا ہے۔ میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو جو جواہرات سے بنائی گئی ہے۔''

البکری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بربریوں کے نسابوں کے نزدیک مضر کے دو لڑکے تھے یعنی الیاس اور عیلان جن کی ماں رباب بنت جبدہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی لہٰذا عیلان بن مضر کے ہاں قیس اور دھمان پیدا ہوئے۔ دھمان کی اولاد بہت قلیل ہے اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنو امامہ کہا جاتا ہے۔ ان کی ایک بیٹی بھی تھی۔ جس کا نام البھا بنت دھمان تھا۔ قیس بن عیلان کے چار بیٹے تھے یعنی عمر اور سعد ان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زنار تھا۔ اور برادر شماص کی والدہ تمرتھی۔ یعنی بنت مجدل بن عمار بن مصمود تھی ان دنوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے اور مساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے۔ وہ ان ہی کو چراگاہوں میں شریک کرتے تھے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے۔ اس دوران بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی البھاء بنت دھمان سے شادی کی تو اس کے بارے میں بھائیوں نے اس سے حسد کیا، اس کی ماں تمر بلیغ عقلمند عورتوں میں سے تھی۔ لہٰذا جب اسے اس کے متعلق ان سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموؤں کو اطلاع دی پھر وہ ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کر گئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پذیر تھے۔ لہٰذا البھاد نے بربر بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا۔ علوان تو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ لیکن مارغیس زندہ رہا، اس کا لقب ابتر تھا اور وہ بربریوں میں سے البتر کا باپ ہے اور تمام زناتہ اسی کی اولاد میں سے ہیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ مارغیس الابتر نے باحال بنت واطاس بن محمد بن مجدل بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مارغیس کو

ابو عمر بن عبدالبر کتاب التمہید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب کے متعلق بہت اختلاف کیا ہے۔ ان کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ قبط بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ مصر میں اترا تو اس کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا

لہٰذا وہ مصر کے نواح کے آخر میں ٹھہر گئے اور یہ برقہ سے، بحر اخضر تک ہے۔ بحر اندلس کے ساتھ صحرا کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جا ملتے ہیں ان میں سے لوانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راہیں انہیں قیروان اور اس کے وراء تاہرت سے طرف سجلماسہ سے سوس اقصیٰ تک لے آئیں اور وہ منہاجہ، کتامہ، رکالہ، رکلاوہ فطوا کہ اور مرطاۃ کے قبائل تھے۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا تو ان کے درمیان جنگیں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی پھر سام مغرب کی طرف چلا گیا، مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے۔ پھر سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سوس اقصیٰ میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے چلے گئے اس کے بیٹوں کا ہر طائفہ ایک جگہ پر پہنچا پھر وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ اس جگہ پر اقامت پذیر ہو گئے اور اس میں ترقی کی۔ ایک طائفہ ان کے پاس پہنچ کر ان کے ساتھ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا۔

حام کی عمر الکبری کے بیان کے مطابق 443 سال تھی۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر 531 سال تھی۔ لیکن سہیلی کہتا ہے کہ یعرب بن قحطان ہے نیز کہتا ہے کہ اسی نے سام کو، قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرمیٰ کے بعد، مغرب کی طرف جلاوطن کیا تھا۔ یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے۔

اس بات کو آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب، مرجوح اور حق وصواب سے دور ہیں۔ اور یہ قول کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تھا اور بربر جالوت کے معاصر ہیں۔ اس کے اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان جونفشان کے بھائی ہیں، وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے بلکہ دس آباء پائے جاتے ہیں جن کا ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے۔ ان کے درمیان نسل کا اس طرح پھیلنا اور بڑھنا بھی دور کی بات ہے۔ یہ قول کہ وہ جالوت یا عمالیق کی اولاد ہیں اور دیار شام سے آ کر یہاں منتقل ہوتے ہیں دراصل ایک ساقط قول ہے بلکہ ایک بیہودہ بات ہے کیونکہ اس جیسی قوم جوامم وعوالم پر مشتمل ہو اور جس نے زمین کی اطراف کو بھر دیا ہو کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی۔ درحقیقت بربری اپنے علاقوں میں معروف ہیں اور ان کے اقالیم، اسلام سے طویل صدیوں پہلے اپنے اشعار سے مخصوص ہیں لہٰذا کونسی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے میں، ان بیہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے۔ یوں تو عرب وعجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا۔ افریقش جس کے متعلق مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے، انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور وہ پھر اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا تو اس نے کہا تمہارا شور کس قدر زیادہ ہے لہٰذا وہ انہیں یہاں لانے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے اور ذوالمعار کے درمیان کوئی ایسی قوم نہیں جو اس طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں جو نعمان کی اولاد میں سے ہے یا مضر میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے دراصل ایک بالکل جھوٹی بات ہے اسے علماء اور نسابین کے امام ابو محمد ابن حزم نے بھی باطل قرار دیا ہے اور کتاب الجمہرۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے ادعا کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔ نسابوں نے قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھا ہی نہیں اور حمیر کے لئے بلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں، یہ سب مؤرخین یمن کے صاف جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے، یہ بھی حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس عیلان، معد کی اولاد میں سے ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معد بخت نصر کا معاصر تھا۔ جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا تو یرمیاہ نبی اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اسے شام لے گئے۔ بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے تعمیر کرنے کے 450 سال بعد تباہ و برباد کیا تھا۔ معد بھی حضرت داؤد کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتا ہے لہٰذا اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے جو کہ داؤد کا معاصر تھا۔ یہ حقیقت سے حد درجہ دور بات ہے اور میرے خیال میں یہ ابن قتیبہ کی غفلت اور وہم ہے۔ حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر بھروسہ نہیں کرتا یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کا نام ماریغ ہے جبکہ طوران کے بھائی ارکیش اور فلسطین ہیں ان کے بھائی بنو کسلیم بن مصرایم بن حام ہیں۔ اور ان کا بادشاہ جالوت مشہور علامت رکھتا ہے۔ ان فلسطینیوں اور بنو اسرائیل کے درمیان شام میں قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور بنو کنعان اور وارکیش، فلسطین کے پیروکار تھے۔ لہٰذا

میرے وہم میں اس کے سواء اور کوئی بات نہ آئے اور یہی بات درست اور صحیح ہے جس سے سرمو انحراف نہیں کیا جا سکتا۔

عرب نسابین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ بربر کے جن قبائل کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں سوائے منہاجہ اور کتامہ کے سب بربر میں سے ہیں۔ عرب نسابوں کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ وہ یمنیوں میں سے ہیں۔ اور یہ جس وقت افریقش نے افریقہ سے لڑائی کی تو ان کو یہاں اتار دیا۔ بربر کے نساب اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتہ کی طرح عربوں میں سے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جبکہ ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سکاسک کے کندہ میں سے ہے۔ زناتہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں لہٰذا انہوں نے انہیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا۔ بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ تبابعہ کے باقی ذکون میں سے ہیں۔ عمارہ، زوادہ اور مکلانہ کے متعلق ان کے تمام نسابوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب غیر ثقہ باتیں ہیں، حق بات وہ ہے جس کی گواہی مواطن اور گونگے پن نے دی ہے کہ وہ عربوں سے الگ ہیں البتہ عربوں کے نساب منہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر تک پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ان کے قبائل کی تفصیل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور انہی کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں جنہیں حکومت ملی یا انہیں شہرت حاصل تھی یا عالم میں ان کی نسل پھیلی اور اسے اس عہد میں اور اس سے قبل البرانس اور البتر میں شمار کیا گیا پھر ہم قبیلہ داران کے حالات کو بیان کریں گے جیسا کہ ہم تک ان کے حالات پہنچے ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے۔ واللہ المستعان۔

باب:۱۳

مغرب اور افریقہ میں رہائش پذیر بربریوں کے حالات و واقعات

پہلے اس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل اور وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو جبکہ مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو۔ کیونکہ عرف ان اسماء کو معین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیئت، اس کے اقالیم کی تقسیم، اور اس کی آبادی اور خرابی اور اس کے پہاڑوں، سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے بطلیموس اور جاذر اور صاحب صقلیہ جس کی طرف اس عہد کی مشہور کتاب منسوب ہے جو زمین اور ممالک کی ہیئت کے متعلق ہے۔

مغرب ایک جانب ہے جو جوانب کے درمیان ممیز ہے لہٰذا مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے جو پانی کا عنصر ہے۔ اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاطے کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کو زیادہ سبز رنگ ہونے کی وجہ سے بحر اخضر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں کیونکہ سطح زمین سورج سے منعکس ہونے والی شعاعوں کی روشنی اس میں کم ہو جاتی ہے کیونکہ یہ زمین سے بہت دور ہے لہٰذا یہ ظلمت والا ہو جاتا ہے۔ روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے لہٰذا بادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر تہ بہ تہ اور گہرے ہوتے ہیں۔ عجمی اسے بحر اوقیانوس کا نام دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو ہم عنصر سے لیتے ہیں۔ اسی طرح اسے بحر البلایہ بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں کشتیاں ہوا کے راستوں اور ان کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حد نظر سے دور نہیں جا سکتیں۔ وہ سمندر کے محدود راستوں میں لوگوں کے بکثرت تجارب کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔ لہٰذا ہوا اپنی جگہوں سے چلتی ہے اور اس کے چلنے کی جگہ کی حد اس کی سمت میں ہوتی ہے۔ یوں ہر ہوا کی حد ان کے نزدیک معروف ہے۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا فلاں جگہ سے ہوگا اور اپنے مقصود اور جہت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائیگا، یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے لہٰذا جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو راہ بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لئے اس کا سوار ہر وقت دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے بہر حال مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس پر بہت سے شہر ہیں جیسے طنجہ، سلا ارمور، انفی اور اسفی۔ اسی طرح اس پر مسجد ماسہ اور تا کا شہر اور بلاد سوس کے شہر، صت اور نول ہیں، یہ سب بربر کے مساکن اور ان کے نواحی علاقے ہیں۔ جہاز ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ شمال کی طرف سے اس کی حد، بحر روم ہے۔ جس سے، بحر محیط متفرع ہوتا ہے جو بلاد مغرب کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے جسے خلیج زقاق کہتے ہیں اور جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اس پر ایک پل بنا ہوا ہے۔ جس پر اس سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہے پھر یہ بحر روم مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ سواحل شام اور اس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور العلایا اور طرسوس اور المصیصہ اور طرابلس اور صور یا اور اسکندریہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحر شام بھی کہتے ہیں۔ جب وہ خلیج سے نکلتا ہے، تو چوڑائی میں بڑھتا جاتا ہے اس کی زیادہ وسعت اگرچہ شمال کی جہت میں ہوتی ہے اور اس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے جس میں میورقہ، میرقہ، یابسہ، صقلیہ، اقریطش، سردانیہ اور قبرس کے جزائر ملتے ہیں۔ جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سمت سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے۔ کبھی جنوب میں دور تک چلا جاتا ہے کبھی شمال کی طرف لوٹ آتا ہے، یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حائل ہو جاتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرض بلد، اس کے قطب شمالی کی اس بلندی کو

کہتے ہیں۔ جو اس کے افق پر ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ اس بعد کا نام ہے جو اس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ معدل النہار کے درمیان ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمین گول شکل کی ہے۔ اور آسمان بھی اس کے اوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اور ان دیکھی والی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ فلک دو قطبوں والا ہے۔ جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے، تو دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے۔ زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں آباد ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کے مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلے میں قطب شمالی آبادی والوں کے اوپر ہے اور گول چیز کی سطح پر چلنے والا، جب ایک جیت میں دور چلا جاتا ہے، تو گول چیز کی سطح اس کے سامنے آجاتی ہے جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہیں ہوتی تو افق پر قطب کے بعد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے لیکن جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو بعد کم ہو جاتا ہے لہٰذا سبتہ اور طنجہ کے شہر جو اس سمندر اور خلیج کی آبنائے پر واقع ہیں، ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے پھر سمندر، جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے لہٰذا وہ جنوب میں بڑھتا ہے، تو وہران کا عرض بنتا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے کیونکہ فاس کا عرض (لج) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے اور سبتہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چوڑی ہے۔ یہ قطر بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کی طرح ہے پھر وہران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور پھر یہ تونس اور الجزائر کا عرض بن جاتا ہے جو خلیج زقاق سے نکلنے کے وقت اس کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ شمال میں بڑھتا ہے، تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے جو غرناطہ، مریہ اور مالقہ کی سمت کی مثل ہوتا ہے۔ پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے، تو طرابلس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو سبتہ اور طنجہ کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ بعد ازاں جنوب کی طرف بڑھتا ہے، تو فاس اور توزر کی مثل برقہ کا عرض بن جاتا ہے لہٰذا وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ مراکش اور اغمات کی مثل نہیں ہوتا۔ پھر وہ شمال میں قطاقیہ کی طرف سواحل شام میں سمت کے منتہٰی کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کا اختلاف ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں شمالی کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں۔ سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات سو میل تک بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوہ کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ دراصل مغرب اقصیٰ اور جنوب اوسط سواحل شہر خلیج کے قریب ہیں اور سب کے سب طنجہ، سبتہ، بادس، عساسہ، ضنین، وہران، الجزائر، بجایہ، بونہ، تونس، سوسہ، مھدیہ، صفاقس، قابس، طرابلس سواحل برقہ اور اسکندریہ کی طرح اس کے اوپر واقع ہیں۔ یہ اس بحر روم کا ذکر ہے جو شمال کی طرف سے مغرب کی حد ہے۔ قبلہ اور جنوب کی جیت سے اس کی حدود بھر بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان دکھائی دیتے ہیں اور عرق کے عرب خانہ بدوش صحرائی لوگوں کی واقفیت کا ذریعہ ہیں۔ یہ عرق جنوب کی جیت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے۔ اور مشرق کی جیت میں ایک ہی سمت کی طرف چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اسے دریائے نیل آملتا ہے جو جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے، وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے اس کا عرض تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہے۔ بعد ازاں مغرب اوسط کی جیت میں اسے پتھریلی زمین آملتی ہے جسے عرب الحمادہ کہتے ہیں اور جو دو تر سے بلاد ریغ اور آس کے درے جنوب کی جیت میں چلی جاتی ہے بعض بلاد جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں کے پرے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں جیسے مغرب اقصیٰ کے سامنے بلاد بودہ اور تمنطیت اور مغرب اوسط میں تسابیت اور تیکورارین اور طرابلس کے سامنے غدامس، فزان اور ودان ہیں جن میں سے ہر اقلیم آباد ممالک پر مشتمل ہے۔ جو بستیوں، کھجوروں اور نہروں والے جزیرے ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعداد سو تک پہنچتی ہے لہٰذا لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے۔ جو بعض برسوں میں منہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں جبکہ شمالی کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی اعراب کے میدان ہیں۔ ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جیت سے مغرب کی حد بیان کریں گے۔ اس عرق کے علاوہ، مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہیں جو ان تلول کی سرحدیں ہیں جو بحر محیط کے پاس سے برنیق تک چلے جاتے ہیں، یہ بلاد برقہ میں سے ہے، وہاں پھر یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں اور مغرب سے ان کی ابتدا حیان درن سے ہوتی ہے۔ ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں، میدان اور جنگل ہیں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں۔ تلول کے نزدیک بلاد الجرید میں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور ارض سوس میں مراکش کے سامنے ترودانت اور توپان کی بستیاں ہیں دیگر کھجوروں، نہروں

اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر پائے جاتے ہیں۔ فاس کی جانب سجلماسہ اور اس کی بستیاں اور درعہ کی مشہور بستی پائی جاتی ہے۔ جبکہ تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں۔ تاہرت کی جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں جن سب کے زیادہ قریب جبل راشد ہے۔ جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں اس کے بعد بجایہ کی جانب دارکلی کا شہر ہے، یہ سنجر کا واحد آباد شہر ہے۔ جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں۔ اس کی سمت میں تلول کی بلاد ریغ کے تین سو سے زائد شہر ہیں۔ جو اس وادی کے کناروں پر منظم طریقے کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے ان سب شہروں میں کھجوریں نہریں، بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جو نفطہ، گوزر اور قفصہ ہیں۔ یہ یاد رہے کہ بلاد نفزہ کو بلاد قسطیلیہ کہتے ہیں جو بہت زیادہ آباد اور متمدن ہیں اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں پھر سوسہ کی جانب قابس ہے جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور یہ ابن غانیہ کا دار الخلافہ بھی رہا ہے جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے، یہ بھی نہروں، کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد طرابلس کی جانب خزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں، ارض افریقہ میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا جب حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان سے لڑائی کی۔ اس کے بعد برقہ کی جانب داحات ہیں جن کا ذکر مسعودی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ جنوب کی جیت میں ان کے ماوراء جنگلات اور صحرا ہیں جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ، یہاں تک کہ یہ اس عرق تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے پرے ملثمین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ بلاد سوڈان تک میں گھنے جنگلات ہیں۔ ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان تلول کی دیوار میں متلون مزاج میدان پائے جاتے ہیں جن کا مزاج ہوا، پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کبھی کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے۔ ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اوراس ان کے وسط میں حائل ہے اس کے علاوہ بلاد خفنہ ہیں جہاں الزاب اور التل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور مسیلہ ہیں۔ ان میں السر بھی ہے۔ تلمسان کی جانب جہاں تاھرت ہے اس میں جبل دیر ہے اور یہ فاس کی جانب ان میدانوں میں حائل ہے۔ یہ قبلہ اور جنوب کی جانب سے مغرب کی حد ہے۔ یہ یاد رہے کہ مشرق کی جہت اصطلاحات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے، اہل جغرافیہ کے عرف میں وہ اہل قلزم کا سمندر ہے جو بحر یمن سے نکلتا ہے اور پھر شمال کی سمت اور یاغراب کی طرف جاتا ہے۔ یہ مغرب کی طرف چلتا چلتا قلزم اور سویز پر جا ختم ہوتا ہے اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دو دن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ سویز اور قلزم اور اس کے بعد مصر سے مشرق کی جانب تین روز کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ان کے نزدیک مغرب کا آخر ہے۔ اس میں برقہ اور مصر کے اکثر علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مغرب ان کے نزدیک دراصل ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سے سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔ زمانے کے اس علاقے کے باشندوں کے عرف کے مطابق اس میں مصر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء۔ مغرب کی جیت تک مخصوص ہے، یہی بات قدیم زمانے میں دیار بربر اور ان کے مواطن کے متعلق تھی۔ مغرب اس سے مشرق کی طرف سے وادی ملویہ سے بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کی جانب سے جبال درن تک ہے۔ جو زیادہ تر اہل درن اور ببر غوطہ اور غمارہ کے المصامدہ کے دیار ہیں۔ غمارہ کا آخر طوبیہ میں ہوتا ہے جو غماسہ کے پاس ہے۔ ان کے ساتھ منہاجہ، مضغرہ اور اوَر بہ وغیرہ کے لوگ بستے ہیں۔ جسے غربی جانب سے بحر کبیر اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جیسے بلند پہاڑ اور مشرق کی جانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کی ضرورت کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں۔ جبال مغرب کے اکثر باشندے المصامدہ میں سے ہیں لیکن چند کہتے ہیں کہ منہاجہ میں سے ہیں۔ اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغا، تامسنا، تادلہ اور دکالہ کے میدان، تو انہیں بربریوں کے ان لوگوں نے آباد کیا ہے جو جشم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں۔ جبکہ مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ وہ حصہ دراصل ایک جزیرہ یا ملک کی طرح بن گیا ہے۔ جسے پہاڑ اور سمندر گھیرے ہوئے ہیں، اس کا دار الخلافہ فاس ہے۔ اس میں سے وہ عظیم دریا گزرتا ہے جو وادی ام ربیع کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اسے عبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے وہ دریا ازبور کے نزدیک بحر کبیر میں جا گرتا ہے اور اس کا منبع جبال درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ دریا درعہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو

نیل کے پودوں سے اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اس علاقے میں کھجوروں والے محل بھی ہیں جو دامن کوہ میں بنائے گئے ہیں پھر یہ دریا بلاسوس کی طرف جا کر صحرا میں داخل ہو جاتا ہے۔

جبکہ دریائے ملویہ مغرب اقصیٰ کے آخر میں ہے، یہ بھی ایک عظیم دریا ہے جس کا منبع زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے۔ یہ غاسہ کے پاس سے بحر روم میں جا گرتا ہے۔ اس کے کنارے دیار مکناسہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں۔ اس زمانے میں اس جگہ پر زناتہ کی دیگر قومیں دریا کے بالائی حصے میں بنائے گئے محلات میں رہتی ہیں۔ ان کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربر قومیں رہتی ہیں جن میں سے سب سے مشہور طالسہ ہیں جو مکناسہ کے بھائی ہیں۔ اسی دریا کے دہانے سے ایک اور دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر عرق کو اس کی سمت سے مطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ تمیطت تک جاتا ہے۔ اس عہد میں اسے کبیر کہتے تھے اور اس پر محلات بھی تھے، دریا پھر جنگل میں جا گرتا ہے اور اس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے صحرا میں گھس جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بودہ کے مشرق میں جو عرق کے ماوراء ہے، نسا پسبت کے صحرائی محل واقع ہیں۔ نسا پسبت کے مشرق میں جنوب تک نیکورارین کے محلات ہیں۔ جو ایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں۔ لہٰذا وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس میں زناتہ کی اقوام آباد ہیں۔ مغرب اوسط، زیادہ تر دیار زناتہ کا مقام ہے جو پہلے مغراوہ اور بنی قرون کا مقام تھا۔ ان کے ساتھ مدیونہ، مغیلہ، کومیہ، مطفرہ، اور مطماطہ رہتے تھے۔ پھر ان کے بعد وہ بنی وماتو اور بنی یلومی کا مقام بنا۔ اس کے بعد بنی عبدالواد اور توجین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اور اس زمانے میں اس کا دارالخلافہ تلمسان تھا۔ مشرق کی جانب سے اس کے پڑوسی یعنی بلاد منہاجہ میں سے الجزائر، متیجہ، اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے۔ اس زمانے کے تمام قبائل زغبی عربوں سے معلوب تھے۔ بنی دالیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا۔ جس کا منبع بلاد صحرا میں بلد راشد میں تھا وہ اس زمانے میں الثل میں داخل ہو جاتا ہے جو بلاد حصین میں سے ہے، وہ پھر مغرب کی طرف چلا جاتا۔ اور اس میں مغرب کی دوسری وادیاں مینان وغیرہ جمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کلمیشن کے درمیان بحر روم میں جا گرتا ہے اس کے دہانے سے ایک اور دریا پھوٹتا جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر الزاب سے گزرتا ہوا توزر اور نفزاوہ کے درمیان شبجہ میں جا گرتا ہے۔ اس دریا کا نام وادی شدی تھا۔

علاوہ ازیں بلاد بجایہ قور قسطینہ، یہ زوادہ، کتامہ، مجیسہ اور ہوارہ کے مقام تھے لیکن آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں جبکہ تمام افریقہ، طرابلس تک مفتوح میدان تھے، جو نفزادہ، بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے مقام تھے ان کا دارالخلافہ قیروان تھا۔ یہ اس زمانے میں سلیم کے عربوں کے میدان ہیں۔ بنی یفرن اور ھوارہ کے ماتحت ہیں جو ان کے ساتھ ہی بدوی بنے لیکن پھر عجمیوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے۔ اور وہ عربوں کی زبانیں بولنے لگے۔ اس کے علاوہ تمام حالات میں ان کے اشعار کو اپنانے لگے۔ اس عہد میں ان کا دارالخلافہ تونس تھا اور اس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ دریا تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر بزرت مقام پر، بحر روم میں جا گرتا ہے۔ لیکن اب برقہ کے شہر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد لواتہ اور ہوارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ عربوں کی جولانگاہ بن گیا ہے۔ بعدہ، زدیلہ اور برقہ کی طرح تجارتی شہر اور خوبصورت محلات تھے۔ لیکن اب وہ دوبارہ یوں ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں جیسے کبھی یہ آباد ہی نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

باب:۱۴

بربریوں کی انسانی خصوصیات اور شریفانہ خصائل کا ذکر جن کے ذریعے انہوں نے ملک حاصل کئے اور حکومتیں بنائیں

ہم نے بربر قوم کے حالات، تعداد، کثرت قبائل اور اقوام اور اس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہراول دستوں سے لڑائی کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے ساتھی اور معاون بن گئے۔ اسلام سے قبل اور بعد جبل اوراس میں لوہی کاہنوں کی قوم کو عزت وحکومت حاصل تھی یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے۔ بعدازاں مکناسہ نے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی پھر انہوں نے ان کو رد کر دیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف اکٹھا کر دیا۔ انہوں نے پھر عقبہ بن نافع کے آگے فرار اختیار کیا اور یوں ہشام کے ہراول دستے ارض مغرب میں ان پر متغلب ہو گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد کا اعلان کیا اور ہر دفعہ مسلمانوں سے لڑائی کی۔ موسیٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے صحراؤں میں جو شہر اور سجلماسہ میں جو قلعے اور توات اور نجورارین اور فیج اور مصاب اور دارکل اور بلادریغہ اور الزاب اور نفزادہ اور الحمہ اور غدامس میں جو محلات بنائے، ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے لڑائیاں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں آل حماد کی حکومت کے ساتھ قلعہ میں اور لمتونہ کے ساتھ قلمسان اور تاہرت میں جو موالات اور انحراف تھا۔ آخر یہ بنو بادین، موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلاد مغرب میں ان پر غالب آ گئے اور پھر بنی مرین نے عبدالمومن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے، یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی ہے۔ اور ان سے ہر قوم خوف کھاتی رہی ہے کیونکہ یہ سخت جنگجو اور بہت زیادہ تعداد والی ہے۔ یہ اقوام عالم میں سے عربوں، رومیوں، ایرانیوں اور یونانیوں کی مددگار رہی ہے لیکن جب اسے فنا نے آ لیا تو حکومت اور سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی، اس نے انہیں معدوم کر دیا یوں ان کی جمعیت کم ہو گئی اور قبائل فنا ہو گئے۔ پھر حکومتوں کے خادم اور ٹیکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو برا خیال کیا۔ وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے فتح کے وقت اوربہ کا امیر کسیلہ تھا۔ زناتہ بھی ایسے ہی تھے یہاں تک کہ ان کے امیر وزمار بن مولات کو گرفتار کر کے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس لایا گیا۔ اس کے بعد ہوارہ اور صنہاجہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب و مشرق میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ اس کے بعد بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں لڑائیاں کیں۔

بربروں کے انسانی فضائل

یہ فضائل انسانی سے آراستہ تھے اور خصائل حمیدہ سے رغبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق ودیعت کئے تھے، وہ اقوام کے درمیان شرف اور رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح وثنا کے حصول کا ذریعہ تھے مثلاً جیسے پڑوسی کی عزت کرنا، مہمان کی حفاظت کرنا، عہد کا

پابندی کرنا، ذمہ داری کا احساس رکھنا، اچھے کاموں پر ڈٹ جانا، مصائب میں ثابت قدم رہنا، عیوب سے چشم پوشی کرنا، انتقام سے بچنا، مسکین پر رحم کرنا، بڑوں سے نیکی کرنا۔ علماء کی توقیر کرنا، لوگوں کو بوجھ اٹھانا، غریب پروری کرنا، مہمان نوازی کرنا، مصائب پر مدد کرنا، بلند ہمت ہونا، ظلم سے انکار کرنا، ظالم حکومتوں اور مصیبتوں سے نبرد آزما ہونا اور دین کی نصرت میں جانوں کا قربان کر دینا۔ ان باتوں میں ان لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے۔ اگر وہ کہیں لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور ہمارے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے ان کے رہنماء ان کے باعث سب پر فائق تھے اور وہ قبض و بسط کی حالت میں مخلوق ہیں، لہٰذا ان کے احکام نافذ ہوئے طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر فلکین بن زیری صنہاجی ہے جو افریقہ میں عبیدیوں کا عامل تھا۔ محمد خزری اور اس کا بیٹا الخیر اور عروبہ بن یوسف کتامی ہیں جو عبداللہ شیعی کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا۔ شاہ لمتونہ یوسف بن تاشفین اور شیخ الموحدین اور صاحب الامام المہدی عبدالمومن بن علی بھی تھے۔ طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی جو ان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے تھے وہ یہ ہیں: یعقوب بن عبدالحق سلطان بن بنی مرین اور یغمراسن بن زیان سلطان بنی عبدالواد اور محمد بن عبدالقوی اور وزمار جو بنی توجین کا بڑا آدمی تھا۔ ان کے علاوہ ثابت بن مندیل امیر مغراوہ اصل شلف اور وزمار بن ابراہیم جو بنی راشد کا رہنماء تھا۔ یہ سب اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے یہ سب ان کی خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے، حکومت سے قبل اور بعد میں ان کے واقعات بڑے مشہور ہو چکے تھے اور بربریوں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت اور شہرت میں تواتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

احکام شریعت کے قائم کرنے، ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کتاب قرآن پاک کے معلم تیار کئے، فرائض کے متعلق فتوے پوچھے، اپنے صحراؤں میں ربئہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن پڑھایا، انہوں نے فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا، یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان، صحت اعتقاد اور دیانت کی پختگی کی واضح دلیل ہیں۔ یہ ان کی عزت کا دار اور ان کی حکومت اور سلطنت کی طرف لے جانے والی ہیں اس کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین، عبدالمومن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے تھے۔ انہیں علم و جہاد کے متعلق انتظام کرنے، مدارس تعمیر کرنے، زاویئے تیار کرنے، پڑاؤ بنانے، سرحدوں کو بند کرنے، خدا کی راہ میں مال و جان کے قربان کرنے، علماء سے ملاقات کرنے، اپنی مجالس میں انہیں بلند مقام دینے، شریعت کی پیروی میں ان سے بات چیت کرنے، احکام اور لڑائیوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے، انہیں مجالس احکام کے سامنے پڑھنے، مظلوموں کی شکایات سننے، رعایا سے انصاف کرنے، ظالموں کو مارنے، اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے، اپنے شدید اختلافات میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے، صبح اور شام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے، مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے، فوجوں کو تیار رکھنے اور بے شمار اموال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ یہ سب امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے۔ ان میں خوارق کا وقوع اور کاملین کا ظہور اس لئے تھا کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہبی علوم کے مالک بھی موجود تھے۔ تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب و غریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے، وہ بھی موجود تھے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس نے انہیں ہر قسم کے کمالات اور خوبیوں سے نوازا اور ان میں کمال کو جو خواص انسانی کو جمع کر دیا۔ جب یہ باتیں ان کے واقعات میں نقل ہوتی ہیں تو اکثر عجائبات کا وہم پیدا کر دیتی ہیں۔ ان کے مشاہیر حاملین علم میں سے سعید بن واسول بھی تھا جو بنی مدراء کا جد تھا اور جو سجلماسہ کے بادشاہ تھے۔ اس نے تابعین کو پایا اور عکرمہ مولیٰ عباس سے علم حاصل کیا۔ اسے ابن عریب نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابو یزید مخلد بن کیداد الیفرنی صاحب الحمار بھی تھا جس نے سنہ 302 میں شیعوں کے خلاف خروج کیا اور خارجیوں کا مذہب اختیار کیا۔ اس نے توزر میں تعلیم پائی اور اس کے مشائخ سے فتویٰ کا علم حاصل کیا پھر خوارج میں سے اضافیہ کے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ پھر عمار الاعمیٰ الصفری النکارسی سے ملا، اس سے ان کے مذاہب کو سمجھا اور سعادت کے باعث ان سے نکل گیا۔ اس کے

باوجود اسے اس قوم میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ جس سے بے اعتنائی نہیں کی جا سکتی اور ان میں فندر بن سعید بھی تھا جو قرطبہ میں قاضی الجماعۃ تھا اور دلہاصہ اور پھر سوماتہ کے سفر کرنے والوں میں تھا۔ اس کی پیدائش سنہ 310 میں ہوئی جبکہ وفات سنہ 383 میں ہوئی، یہ البتر میں سے تھا جو مادغنس کی اولاد میں سے تھا یہ عبدالرحمٰن ناصر کے زمانے میں فوت ہو گیا اور ان میں ابو محمد ابی زید علم الملة بھی تھا جو خزرہ میں سے تھا۔ اسی طرح ان میں علمائے نسب اور تاریخ اور دیگر علوم وفنون کے ماہر بھی تھے۔ زمانے کے مشاہیر میں سے موسیٰ بن صالح عمری بھی تھا۔ جو سب میں سے مشہور معروف تھا، ہم نے شعوب زمانہ میں سے غمرہ کے بیان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے دین کے متعلق صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا مگر وہ اس قوم کے ان محاسن سے آراستہ تھا۔ جو خواص انسانی کے پائے جانے پر شاہد ہیں جیسے ولائت و کہانت اور علم وسحر اور یہ بھی مخلوق کے کارناموں کی ایک نوع ہے۔ اس قوم کے لوگوں کا بیان ہے کہ یعلی بن محمد الیفرنی کی بہن کے ہاں بغیر باپ کے ایک بچہ ہوا جس کا نام انہوں نے کلمام رکھا اس کی شجاعت کے خارق عادت واقعات اکثر بیان کئے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے وہبی طور پر ملے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص کیا تھا، اور ان میں اس کے خاندان کے کسی آدمی کو شریک نہیں کیا تھا۔ بعض وقت ان کے خواص اس واقعہ کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے۔ قدرت نے اس قسم کے واقعات میں جو دائرہ وسیع کیا ہے، وہ اس سے بیگانہ رہتے۔ وہ نقل کرتے ہیں کہ اس عورت نے کسی درندے کے ساتھ فعل کرنے کے بعد عین حامیہ میں غسل کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسے حمل ہو گیا تھا اور وہ وہاں لوگوں کے ساتھ آیا کرتی تھی۔ لوگ اس بچے کو بہادری کی وجہ سے شیر کا بچہ کہا کرتے تھے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں، اگر ناقلین اخبار اس طرف توجہ کرتے تو کئی دفتر بھر جاتے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ انہوں نے حکومتوں اور ریاستوں کی بنیاد رکھی جن کا اب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

زمانہ قبل اسلام میں بربریوں کی حالت اور پھر بنو اغلب کا بیان

جیسا کہ تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل اور شعوب بے شمار ہیں۔ ان کے ارتداد اور لڑائیوں کے واقعات میں ابن ابی الرقیق سے نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سعوم کو فتح کیا تو ولید بن عبدالملک کی طرف لکھا کہ اس نے تمہارے لئے ایک لاکھ آدمی کو قیدی بنایا ہے۔ اس پر ولید بن عبدالملک نے اسے لکھا میرے خیال میں یہ تیرا جھوٹ ہے، اگر تو اس بات میں سچا ہے، تو امت کا محشر ہے۔ وہ ہمیشہ ہی بلاد مغرب طرابلس تک بلکہ اسکندریہ تک اس قوم سے آباد رہے ہیں جو بحر روم اور بلاد سوڈان کے درمیان ان زمانوں سے رہ رہی ہے اور جن کا آغاز اور اس سے ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم یہ معلوم ہے کہ ان کا دین مجوسی تھا۔ مشرق ومغرب کے تمام عجمیوں کا یہی حال ہوتا ہے البتہ بعض وقت وہ غالب آنے والی اقوام کا دین اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ عظیم حکومتوں کی اقوام ان پر غالب آ جاتی تھیں۔ کئی دفعہ یمن کے بادشاہوں نے اپنے مقامات سے ان سے لڑائی کی جیسا کہ ان کے مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے غلبے سے عاجز آ گئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ حمیر نے یمانی قبائل کے ساتھ مغرب پر ایک سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور صقلیہ کے شہر تعمیر کئے اور مؤرخین نے افریقش صیفی جو تبابعہ میں سے تھا اس کا مغرب کے ساتھ لڑائی کرنے پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ہم روم کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ انہوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے جن کے آثار اس دور تک باقی ہیں مثلاً جیسے سبطلہ، جلولاء، مرناق، اطاقہ، اور زناتہ وغیرہ جنہیں عرب مسلمانوں نے پہلی فتح کے موقع پر غالب آ کر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ انہوں نے پھر اس وقت جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی تھی، اس کا دین اختیار کر لیا حالانکہ وہ مذہباً عیسائی تھے۔ انہوں نے پھر ان سے مصالحت کی اور خوشی سے انہیں ٹیکس ادا کیا۔ بربریوں کو الضواحی حمایتی شہروں کے پیچھے بڑی طاقت، قوت، تیاری، بادشاہ، رؤسا، امراء اور سردار حاصل تھے۔ جن کا قصد نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نہ ہی رومی اور افرنجی ان کے میدانوں میں انہیں زک پہنچا سکتے تھے اور یہ بڑی دکھ دہ بات تھی۔ لیکن اسلام نے ان کی مملکت میں ان پر حملہ کیا اور روم پر غالب آ گئے۔ وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل کو ٹیکس دیا کرتے تھے جیسے مقوقس جو اسکندریہ برقہ اور مصر کے حکمران تھے اسے ٹیکس دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ طرابلس، لبدہ اور صبرہ کا حکمران اور صقلیہ کا حکمران اور اندلس کا حکمران جو القوط میں سے تھا، وہ بھی اسے ٹیکس دیتے تھے۔ جب رومی ان سب اقوام پر غالب آئے تو انہوں نے عیسائی دین کو اختیار کر لیا۔ فرنجہ وہ لوگ ہیں جو افریقہ کے حکمران بنے۔ رومیوں کو اس حکمرانی میں سے کچھ بھی

حاصل نہیں تھا بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھا۔ فتوحات کی کتب میں رومیوں کا جو ذکر فتح افریقہ کے متعلق سنا جاتا ہے، یہ باب تغلیب میں سے ہے کیونکہ عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہیں تھے۔ وہ شام میں دراصل رومیوں کے سوا اور کسی سے نہیں لڑے لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ وہی عرانی قوموں پر غالب ہیں، بعدازاں عربوں سے واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا۔ درحقیقت فتح کے وقت قتل ہونے والا گریگور افرنجی تھا۔ وہ رومی نہیں تھا۔ اسی طرح وہ لوگ جو افریقہ میں تھے، بربریوں پر غالب تھے اور ان کے شہروں اور قلعوں میں رکے ہوئے تھے وہ افرنجی تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ان بربریوں نے یہودیت اختیار کر لی، اسے انہوں نے بنی اسرائیل سے اس وقت اختیار کی جب شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا مثلاً جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جرأت عرب کا مقتول تھا یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا۔ فندلاوقہ، مدیونہ، بہلولہ، اور غیاثہ بھی تھے اور بنو بازار بھی جو مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھے یہاں تک کہ ادریس الاکبر انساجم نے جو بنی حسن بن حسن سے تھا، مغرب میں تمام باقیماندہ ادیان وملل کو ختم کر دیا لہٰذا اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر قبائل افرنجی بادشاہ کے ماتحت تھے اور عیسائی تھے۔ وہ رومیوں کے ساتھ متفق تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں سنہ 29ھ میں افریقہ پر حملہ کیا۔ اس وقت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی سے تھا، ان پر غالب آ گیا لہٰذا جریر نے جو ان دنوں افریقہ میں فرنجی بادشاہ تھا، ان تمام فرنجیوں اور رومیوں کو جمع کیا جو شہروں میں رہتے تھے۔ اس نے نواح سے بربریوں اور ان کے بادشاہوں کو اکٹھا کیا۔ وہ طرابلس اور طنجہ کے درمیان کے علاقے کا بادشاہ تھا اور اس کا دارالسلطنت سبیطلہ تھا لہٰذا وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے آئے۔ مسلمان ان دنوں بیس ہزار تھے اس کے باوجود عربوں نے انہیں شکست دی اور سبیطلہ فتح کر کے اسے تباہ وبرباد کر دیا اور ان کے بادشاہ گریگور کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال اور بیٹیوں کو غنیمت میں دیا جن میں سے گریگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر کو ملی۔ کیونکہ مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ملے گی لہٰذا وہ فتح کی خبر لے کر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ میں پہنچے۔ یہ سارا واقعہ مذکور ومشہور ہے۔ وہ فتح کی خبر لے کر پھر افریقہ کے قلعوں کی طرف گئے۔ اور مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے اور الضواحی کے بربریوں کے درمیان معرکہ آرائی، قتل اور قیدی بنانے کے واقعات ہوئے یہاں تک کہ ان ہی دنوں ان کی قید میں ان کا بادشاہ وزمار بن صقلاب بھی آیا جو بنی حزر کا جد ہے، وہ ان دنوں مغراوہ اور دیگر زناتہ کا والی تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے حضرت عثمان بن عفانؓ کے حضور پیش کیا، تو وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ آپ نے پھر اس پر احسان کیا، اسے آزاد کر دیا، اور اسے اس کی قوم کا امیر بنا دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا، تو اس وقت مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا تب فرنجیوں نے صلح کی پناہ لی انہوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قنطار کی پیش کش کی تا کہ وہ عربوں کو ان کے علاقے سے لے کر کوچ کر جائے لہٰذا اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان مشرق کی طرف لوٹ آئے اور پھر اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔ اس کے بعد جب حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ پر اتفاق ہو گیا تو انہوں نے معاویہ بن حدیج کی سربراہی میں سنہ 45ھ میں مصر سے افریقہ کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی، تب شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انہیں روکنے کے لئے فوج بھیجی مگر کوئی بات نہ بنی۔ عربوں نے سارے اجسم میں انہیں شکست دی دی اور جبولا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ معاویہ بن حدیج مصر کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد معاویہ بن ابی سفیانؓ نے افریقہ پر عقبہ بن نافع کو حکمران بنایا لہٰذا اس نے قیروان کی حد بندی کر دی اور فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا۔ پھر وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ یزید بن معاویہ حکمران بن گیا۔ اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولیٰ کو گورنر مقرر کیا۔ ان دنوں بربر کی سرداری اروبہ بن کسیلہ بن لزم کو حاصل تھی جو البرانس کا سردار تھا، اس کا معاون سکر دید بن رومی بن ماروت تھا جو اروبہ میں سے تھا اور عیسائی تھا۔ یہ دونوں فتح کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے تھے لیکن پھر ابوالمہاجر کی حکمرانی کے وقت مرتد ہو گئے اور ان دونوں کے پاس البرانس اکٹھے ہو گئے تھے۔ جب ابوالمہاجر لڑائی کے لئے ان کی طرف گیا اور عیون تلمسان پر اترا۔ اس نے انہیں شکست دی اور کسیلہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ کسیلہ نے پھر اسلام قبول کر لیا، تو اس نے اسے چھوڑ دیا ابوالمہاجر کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے اصحاب پر غصے کی وجہ اسے ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر اس نے ماغانہ اور ملیس کی طرح افرنجہ کے قلعوں کو فتح کیا۔ اب بربر کے بادشاہوں نے الزاب اور تاہرت میں اس کا مقابلہ کیا لہٰذا اس نے انہیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور

مغرب اقصیٰ میں داخل ہو گیا۔ وہاں عمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی جن کا ان دنوں امیر بلیان تھا۔ وہ پھر ولی اور جبال درن کی طرف آ گیا اور المصامدہ کو قتل کیا، اس کے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ زناتہ کی فوجیں پھر ان کے مقابلہ میں گئیں جو مغراوہ کے اسلام لانے کے وقت سے خالص اسلامی فوجیں بنیں۔ لہٰذا انہوں نے عقبہ سے المصامدہ کو ہٹا دیا اور خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر کے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ لثامی منہاجہ سے لڑنے کے لئے بلاد سوس کے درے مسوفہ سے لڑا، ان کا انتظام کیا، اور واپس آ گیا۔ اس دوران میں کسیلہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی قید میں تھا لہٰذا جب وہ سوس سے واپس آیا تو اس نے قیروان کی طرف فوجوں کو بھیجا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ باقی رہ گیا۔ جب اس نے کسیلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انہوں نے گواہ بھیجے، انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ یوں کسیلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بن گیا اور قیروان میں اترا۔ اس نے جو صاحب اولاد بوجھ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے، انہیں امان دیدی۔ تب بربریوں پر اس کی بادشاہی گراں گزری اور عبدالملک کی حکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سنہ 67ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا۔ کسیلہ نے اس کے لئے لڑائی باقیماندہ بربریوں کو جمع کیا اور قیروان کے مضافات میں فوج کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہوا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا جس میں بربر شکست کھا گئے اور کسیلہ قتل ہو گیا، اس کے ساتھ بے شمار لوگ بھی قتل ہوئے اب عربوں نے محفہ اور ملویہ تک ان کا تعاقب کیا اور اس لڑائی میں بربریوں نے فخر کیا، ان کے سوار اور جوان فنا ہو گئے، ان کی شوکت ختم ہو گئی اور فرنجہ کی حکومت کمزور پڑ گئی، اس کے بعد بربر زہیر اور عربوں سے سخت ڈر گئے اور انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد زہیر نے انہیں دھمکی دی اور مشرق کی طرف لوٹ آیا لیکن وہ برقہ میں شہید ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب افریقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہو گیا۔ کیونکہ ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی۔ ان دنوں سب سے عظیم الشان مقام کی حامل کاہنہ دھیا بنت ماتیہ بن شیفان تھی جو جبل اوراس کی ملکہ تھی اس کی قوم جراوہ تھی جو البتر کے بادشاہ اور رہنماء تھے لہٰذا عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کی طرف اپنے عامل مصر کو بھیجا کہ وہ جہاد افریقہ کو جائے اور اسے مدد بھی بھیجی۔ یوں وہ سنہ 97ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور ثروان میں داخل ہو گیا۔ اس نے قرطاجنہ سے جنگ کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس میں جو افریقی باقی رہ گئے تھے، وہ پھر صقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر بربریوں کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے کاہنہ اور اس کی قوم جراوہ کے متعلق بتایا لہٰذا وہ اس کی طرف گیا اور وادی مسکیانہ میں اترا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں آئی پھر شدید لڑائی ہوئی اور مسلمان شکست کھا گئے۔ یوں بہت سی مخلوق ماری گئی اور خالد بن یزید قیسی بھی قید ہو گیا۔ کاہنہ اور بربر مسلسل، حسان اور عربوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں قابس کی عملداری سے نکال دیا۔ بعد ازاں حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اسے قیام کرنے کے متعلق عبدالملک کا خط ملا۔ لہٰذا اس نے اقامت اختیار کر لی، وہاں اپنا محل بنایا اور اس زمانے سے واقفیت حاصل کی۔ اس کے بعد کاہنہ اپنی جگہ واپس آ گئی اور اپنے اسیر خالد سے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پیے وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال حکمران رہی پھر عبدالملک نے حسان کو مدد بھیجی، تو وہ سنہ 74ھ میں افریقہ واپس آیا۔ اس دوران اس کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ کر دیا اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں یہ ایک ہی پناہ تھی۔ یہ بات بربریوں کو شاق گزری، تو انہوں نے حسان سے امان طلب کی، اس نے انہیں امان دیدی اور یوں اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پالی۔ اب وہ اس کے مقابلہ میں گیا تو وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی لہٰذا اب بربریوں نے شکست کھائی۔ اور کاہنہ جبل اوراس کے ایک پوشیدہ مقام پر قتل ہوئی جو اس عہد میں مشہور تھا۔ اب بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کی اور یہ بھی کہا کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہوں گے۔ لہٰذا انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور وہ اسلام لے آئے۔ اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جراوہ اور جبل اوراس کا سردار بنا دیا، تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی اطاعت اختیار کی ہے۔ اور اس کے پاس جا کر اس کی بیعت کی ہے۔ کاہنہ نے اس کے متعلق شیاطین کے اشاروں سے لوگوں کو یہ بات بتا دی۔

اس کے بعد حسان، قیروان کی طرف واپس آ گیا، رجسٹر لکھے اور بربریوں سے خراج پر صلح کی، اس نے افریقی عجمیوں، بربر اور ابرانس میں سے عیسائیت پر قائم رہنے والوں پر خراج عائد کیا۔ اس دوران افریقہ اور مغرب کے متعلق بربریوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خالی ہو گئے

ن کے بعد موسیٰ بن نصیر، افریقہ کا حکمران بن کر قیروان کی طرف آیا تو اس نے اس کے اختلاف کو دیکھا، وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لاتا۔ اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور یوں مغرب پر غالب آ گیا۔ اب بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ 27 ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ سکھائیں۔ آخر کار سنہ 101 ھ میں بقیہ بربریوں نے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المعاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

ابو محمد بن ابی زید نے بیان کیا ہے کہ بربریوں نے بارہ دفعہ طرابلس سے طنجہ تک ارتداد اختیار کیا تھا لہٰذا ان کا اسلام اس وقت تک مضبوط نہیں ہوا جب تک طارق اور موسیٰ بن نصیر، مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف نہیں گئے۔ ان کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی گئے اور ان نے انہیں جہاد کا حکم دیا۔ اور وہ فتح تک وہاں رہے لہٰذا اس وقت مغرب میں اسلام مضبوط ہوا اور بربریوں نے ان کے احکام کی اطاعت کی۔ ان میں پھر اسلام کی باتیں راسخ ہو گئیں اور وہ ارتداد کو بھول گئے۔ لیکن پھر انہوں نے خارجیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے ان نقل کرنے والے عربوں سے سیکھا جنہوں نے اس کے متعلق عراق میں سنا تھا۔ یوں ان کے کئی فرقے بن گئے اور اباضیہ اور صفریہ کے کئی سلسلے بن گئے جیسا کہ ہم نے خوارج کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں یہ بدعت پھیل گئی اور عرب کے منافق سرداروں نے اسے مضبوط کیا اور بربریوں میں پیدا ہو گیا۔ جو حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اب وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے مخلوط لوگ اپنے قائد کی طرف دعوت دینے لگے اس کے بعد وہ ان پر اپنے مذاہب کفر کی تلاوت کرنے لگے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے لگے یہاں تک کہ ان میں ان کے بوئے ہوئے بیج کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ اس کے بعد بربریوں نے عربوں کی حکومت پر حملہ کرنے کی کوشش کی، اور یزید بن ابی مسلم کو سنہ 102 ھ میں قتل کر دیا کیونکہ انہیں اس پر اس کے بعض افعال کی وجہ سے اعتراض تھا۔ بعد ازاں 122 ھ میں بربریوں نے ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں خروج کیا کیونکہ اس کی فوجوں نے بلاد سوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں بہت خونریزی کی تھی، لوگوں کو قیدی بنایا تھا اور مال غنیمت حاصل کیا تھا۔ وہ مسوفہ تک چلا گیا تھا، وہاں قتل عام کیا اور قیدی بنایا تھا، یوں بربریوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا۔ جب یہ بربریوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت لوٹ رہا ہے انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرۃ المطغری نے طنجہ عمرو بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر عبدالاعلیٰ بن جریج افریقی کی بیعت کر لی جو رومی الاصل تھا، عربوں کا غلام تھا۔ اور صفری خوارج کا رہنما تھا وہ مدت تک ان امور کا ذمہ دار رہا۔ اس دوران میسرہ نے اپنے خارجی صفری مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی لیکن پھر اس کا کردار خراب ہو گیا تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ آیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد خالد بن حمید زناتی کو اپنا امیر بنایا، ابن عبدالحکیم کہتا ہے کہ وہ ہتورہ میں سے تھا جو زناتہ کا ایک بطن ہے لہٰذا وہ ان کے امور کا ذمہ دار بنا اور عربوں کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا اب عبداللہ بن حجاب نے اس کے آگے فوجیں بھیجیں جن کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا، لہٰذا وادی شلف میں لڑائی ہوئی اور عرب شکست کھا گئے۔ خالد بن ابی حبیب اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے، اس لڑائی کو جنگ اشراف کہتے ہیں۔ یوں شہر میں بغاوت پھیل گئی اور لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔ ہشام بن عبدالملک کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشری کو وہاں کا 123 ھ میں حاکم بنایا۔ اس نے اسے بارہ ہزار شامیوں کے ساتھ بھیجا اور مصر، برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو اس کی مدد کے لئے لکھا لہٰذا وہ افریقہ اور مغرب کی طرف گیا یہاں تک کہ وادی طنجہ میں پہنچ گیا جو سبسر کی وادی ہے اب خالد بن حمید زناتی لاتعداد اپنے بربری ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے کلثوم بن عیاض کی اول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے مڈبھیڑ کی، اب ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور کلثوم قتل ہو گیا، اس پر فوج غصے سے بھڑک اٹھی۔ شامی بلج بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے جبکہ مصری اور افریقی قیروان کی طرف چلے گئے۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے حنظلہ بن صفوان کلبی کو بھیجا جو 424 ھ میں قیروان آیا۔ ان دنوں ہوارہ حکومت کے باغی تھے جن میں سے عکاشہ بن ایوب اور عبدالواحد بن یزید ان کی قوم کے رہنما تھے۔ لہٰذا ہوارہ اور ان کے بربری پیروکاروں نے حملہ کر دیا۔ حنظلہ بن المعز نے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور شدید لڑائی کے بعد قیروان پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر عبدالواحد ہواری کو قتل کر دیا اور عکاشہ کو قیدی بنا لیا۔ اس لڑائی کے مقتولوں کا شمار کیا گیا، تو وہ ایک لاکھ اسی (80) ہزار تھے۔ حنظلہ نے یہ بات ہشام کو لکھی تو لیث بن سعد نے اسے سن کر کہا کہ میں نے غزوہ بدر کے بعد لڑائی میں شامل ہونا پسند نہیں

کیا مگر مجھے غزوہ قرن اور احسام بہت محبوب ہے۔ اس کے بعد مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنی امیہ کے فتنے، مروان کے ساتھ شیعہ اور خوا
کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہوگئی۔ نوبت بایں جارسید کہ حکومت بنی امیہ کے پاس نکل کر بنی عباس کے پاس پہنچ گئی۔ پھر فخر عبدا
بن حبیب نے اندلس سے آ کر افریقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور حنظلہ نے 126 ھ میں اس پر غلبہ حاصل کیا، یوں نصف افریقہ اپنے ادیان کی طرف واپس
گیا اور بربریوں کی بیماری بڑھ گئی۔ بعد ازاں خارجیوں اور اس کے سرداروں کا معاملہ پیچیدہ ہوگیا تو انہوں نے اطراف سے بغاوت کردی اور
داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کردیا۔ اس میں منہاجہ نے بڑا کردار ادا کیا اور اس کا امیر ثابت بن وریدون اور اس کی قوم باجہ پر غالب
گئے۔ ان کے امراء میں سے عبداللہ بن سکرو ید نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کے ساتھ حملہ کردیا اور طرابلس پر عبدالجبار اور حرث ہواری نے حملہ
دیا، یہ دونوں اباضیہ کی رائے رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے طرابلس کے عامل بکر بن عیسی قیسی کو، جب وہ ان کو صلح کی دعوت دینے آیا تھا، قتل کردیا۔ ایک
مدت تک یہی کیفیت رہی، اس کے بعد اسماعیل بن زیاد نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا۔ اور ان میں خوب خونریزی کی اس نے 135
میں تلمسان پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اس نے مغرب پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل کیا اس کے بعد 140 ھ ورجوم
باقیماندہ قبائل نفزادہ کا فتنہ اٹھا، یہ بات اس وقت ہوئی جب عبدالرحمٰن بن حبیب، ابوجعفر کی اطاعت سے منحرف ہوگیا تو اسے اس کے دو بھائی
الیاس اور عبدالوارث نے قتل کردیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حبیب حکمران بنا اور اس نے اپنے باپ کے بدلہ کا مطالبہ کیا لہٰذا الیاس قتل ہوگیا
عبدالوارث ورجومہ کے ساتھ جاملا اور ان کے امیر عاصم بن جمیل نے اسے پناہ دیدی۔ اس کے بعد دلہاصہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس
پیروی کی اور وہ نفزادہ کی بات پر متفق ہو کر ابوجعفر منصور کی دعوت دینے لگے۔ وہ جلد ہی قیروان پر حملہ کر کے اس میں زبردستی داخل ہوگئے۔
دوران حبیب بن قابس بھاگ گیا تو عاصم نے نفزادہ اور ان کے قبائل میں اس کا تعاقب کیا۔ انہوں نے عبدالملک بن ابوالجعد اور نفزادہ کو
قیروان میں موجود تھیں، قیروان پر حاکم مقرر کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کردیا اور ورجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہوگئے۔ انہوں نے وہاں
پر رہنے والے تمام قریش کو قتل کردیا اور اپنے چوپاؤں کو جامع مسجد میں باندھ دیا۔ یوں اہل قیروان پر سخت مصیبت پڑی۔ ورجومہ اور نفزادہ کے
فعل کو طرابلس کے اباضی بربریوں نے جو ہوارہ اور زناتہ میں سے تھے بہت برا سمجھا۔ لہٰذا وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ان کے خلاف
بغاوت کردی۔ زناتہ اور ھوارہ کے باقیماندہ بربری بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے، اس نے انہیں ساتھ لے کر قیروان پر چڑھائی کی اور عبدالملک
بن ابی الجعد اور باقیماندہ ورجومہ اور نفزادہ کو قتل کردیا۔ وہ 141 ھ میں قیروانؓ پر قابض ہوگیا اور عبدالرحمٰن بن سین قیروان کا حاکم بنا۔ جو رستم
بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا اور وہ عرب موالی میں سے تھا وہ اس بدعت کے سرداروں میں سے تھا، بعد ازاں ابوالخطاب
طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہوگیا اب بربری خوارج نئے جہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کرلیا۔ 140 ھ میں مکناسہ
سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا جبکہ سجلماسہ شہر کو بنیاد بنایا اور وہاں مقیم ہوگئے۔ جب ابوجعفر
منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلے پر گیا اور سرت مقام پر اس سے لڑائی کی، لہٰذا انہوں نے
اشعث کو شکست دی اور بلاد ریغا میں بربریوں کو قتل کیا۔ عبدالرحمٰن بن رستم قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا جو مغرب الاوسط میں واقع ہے
لمایہ، لوانہ، رجالہ اور نفزادہ کے اباضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے پاس اکٹھے ہوگئے لہٰذا وہ وہاں اتر پڑا اور 144 ھ میں اس کے شہر کی حد بندی
لی۔ اب ابن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول کرلیا تو بربری اس سے ڈر گئے۔ زناتہ میں سے بنویفرن اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح
منتقل ہوگئے اور بنی یفرن کے ابوقرہ کو اپنا راہنماء بنالیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغیلہ میں سے تھا اور یہ بات واضح ہے۔ 148 ھ میں اس کی بیعت
خلافت کی گئی۔ اس کے بعد اغلب بن سود تمیمی عامل طنجہ لڑائی کرنے کے لئے اس کی طرف گیا جب اس کے قریب ہوا تو ابوقرہ بھاگ گیا اور اغلب
الزاب میں اتر گیا۔ اس نے پھر تلمسان اور طنجہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور فوج اس کے پاس واپس آگئی تو وہ بھی واپس آ گیا۔ اس کے بعد
بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں خروج کیا جو قبیصہ بن ابی صفرہ یعنی اولاد مہلب میں سے تھا۔ اس وقت ہوارہ کا غلبہ سنہ 51 ھ سے جاری
رہا تھا۔ یہ پھر طرابلس میں اکٹھے ہوئے اور ابوحاتم یعقوب بن حبیب بن مرین بن پسطوفت کو اپنا راہنماء بنایا جو امرائے مغیلہ میں سے تھا اور ابوحاتم
کہلواتا تھا اس کے بعد بارہ فوجوں کے ساتھ عمر کی فوجوں سے طبنہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے ابوقرہ چالیس (40) ہزار صفریہ، عبدالرحمٰن بن

اباضیہ، اسی طرح مسور بن ھانی دس ہزار جوانوں، جریر بن مسعود اپنے مدیونی ساتھیوں اور عبدالملک بن سکر دیدصنہاجی دو ہزار جوانوں کے ساتھ جن میں صفری بھی شامل تھے۔ آئے اور عمر بن حفص کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر مخالفت کی ایک چال چلی، اور اپنے بیٹے کو چار ہزار روپئے جو الگ ہو کر طنبہ سے چلے گئے۔ اس نے پھر ابن رستم کی طرف ایک فوج بھیجی جس نے اسے شکست دی اور وہ شکست خوردہ ہو کر تاہرت میں داخل ہو گیا۔ عمر بن حفص نے ابو حاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی اس کے مقابلے پر آ گئے۔ تو وہ انہیں قیروان کی طرف لے گیا اور اسے فوجوں اور جوانوں سے بھر دیا۔ اس نے پھر ابو حاتم اور بربریوں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور یہ قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ تب انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ترپن لاکھ تھے جن میں سے پینتیس (35) ہزار سوار تھے، وہ سب کے سب اباضی تھے، یوں محاصرہ لمبا ہو گیا۔ جب 154ھ میں عمر بن حفص قتل ہو گیا تو اہل قیروان نے ابو حاتم کے ساتھ اس کی من مانی شرائط پر صلح کر لی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

154ھ میں یزید بن قبیصہ بن مہلب افریقہ کا حاکم بن کر آیا تو ابو حاتم عمر بن عثمان فہری کے مخالف ہو جانے کے بعد اس کے مقابلے پر گیا، اور ان کے معاملے میں افتراق پیدا ہو گیا لہٰذا یزید بن حاتم نے طرابلس میں اس سے لڑائی کی، ابو حاتم قتل ہو گیا اور بربریوں کو شکست ہوئی۔ اور عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن جو ابو حاتم کے اصحاب میں سے تھا کتامہ چلا گیا اور مخارق بن غفار طائی کو بھیجا تو اس نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اس نے پھر اس پر غالب آ کر اسے اور اس کے بربری ساتھیوں کو قتل کر دیا اور وہ جدھر منہ آیا ادھر بھاگ گئے۔ فوج کے ساتھ طنبہ میں عمر بن حفص کے قتل سے قضا تک ان کی 375 لڑائیاں ہوئیں اور پھر یزید افریقہ آ گیا۔ اس نے اس کے فساد کو دور کیا اور قیروان کو درست کیا اور اس کے بعد ملک پر سکون رہا۔ آخر 157ھ میں ورجومہ نے خروج کیا اور ابوذر جونہ کو اپنا راہنماء بنا لیا۔ لہٰذا یزید ان کی طرف بن محراۃ مھلبی کے ساتھ حملہ کر گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی۔ اس کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی جو ورفجومہ پر حملہ کرنے والی فوج میں الزاب، طبنہ اور کتامہ کی فوجوں کا سالار تھا، اس نے نہ صرف اسے اجازت دی، بلکہ علا بن سعید بن مروان مہلبی سے اس کی مدد کی تو اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں بری طرح قتل کر دیا۔ اس کے بعد 161ھ میں نفزادہ نے اس کے بیٹے داؤد کی سلطنت میں اس کے مرجانے کے بعد خروج کیا اور صالح بن نصیر نفزی کو اپنا راہنماء بنا کر اباضیہ کے نظریہ کی دعوت دینے لگے۔ لہٰذا اس نے ان کے مقابلہ میں اپنے عم زاد سلیمان بن الصحہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا، تو اس نے انہیں شکست دی اور بربریوں کو بری طرح قتل کیا وہ پھر صالح بن نصیر کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ تمام اباضی بربر بھاگ کر سکن اور شعبار یہ میں جمع ہو گئے ہیں لہٰذا سلیمان نے انہیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ یوں افریقہ کے بربری خارجیوں کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ان کی بدعت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ 171ھ میں حاکم تاھرت عبدالرحمٰن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ دوستی کرنے میں دلچسپی لی، تو اس نے اس سے صلح کر لی، یوں بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے اور دین کی ول سے اطاعت کرنے لگے، اب اسلام نے اپنے قدم جما لئے اور حکومت نے بربریوں پر ٹیکس لگا دیا۔ اس کے بعد ابراہیم بن اغلب تمیمی کو نے ہارون الرشید سے قبل 185ھ میں افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لہٰذا اس نے اس حکومت کو مضبوط کیا، اور لوگوں سے حسن سلوک کیا، بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیا، اب سب لوگ راضی ہو گئے اور یوں بغیر کسی تنازعہ اور بگاڑ کرنے والے کے آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہوئے اور انہیں افریقہ اور مغرب میں وہ حکومت حاصل تھی جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ سے عرب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

کتامہ کا بیان

کتامہ نے رافضی دعوت کے ساتھ ہی بنی اغلب کے خلاف بغاوت کی اور ان میں عبداللہ محتسب شیعہ، عبیداللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا۔ یہ افریقہ میں عربوں کی حکومت کا آخری دور تھا، اس دن سے کتامہ نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ ان کے بعد مغرب کے بربریوں نے حکومت قائم کر لی اور مغرب اور افریقہ سے عربوں کی ہوا اکھڑ گئی یعنی ان کی حکومت جاتی رہی اور اس حکومت کے بعد اس زمانے تک ان کی حکومت کوئی نہیں ہوئی۔ یوں

بربریوں اوران کے قبائل کی حکومت بن گئی جس کوان کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم حاصل کرتی رہی۔ کبھی یہ اندلس کے اموی خلفاء کی طرف اور کبھی بنوعباس اور بنوحسن کے ہاشمیوں کی طرف دعوت دیتے پھرانہوں نے آخرکار مستقلاً اپنی طرف دعوت دینی شروع کردی۔ ہم اس کا مفصل ذکر زناتہ اور بربریوں کی حکومت کے بیان میں کریں گے جن کے حالات ہم بیان کرنے والے ہیں۔

باب: ۱۵

تبری بربریوں اوران کے قبیلوں کا بیان اوران کے واقعات کی روداد

بربریوں کا جد ماذغیس الابتر تھااوراس کا بیٹا زحیک تھا،اسی سے ان کے بطون نکلے ہیں۔بربریوں کے نسابین اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں یعنی نفوس،اداس،ضرا اور لوا اداس اور ہوارہ میں چلا گیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ھوارہ نے اپنے باپ زحیک کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس چھوڑا تو وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور پھر اس کے بچوں کے ساتھ مل جل گیا،یوں بطون اداس ھوارہ میں شامل ہو گئے۔جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔اب ہم ضرا اور لوا کے بطون کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے نفوس کا ایک ہی بطن ہے جس کی طرف سب نفوسہ منسوب ہوتے ہیں۔یہ دراصل بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ہے۔جس میں بنی زمور،بنی مکسور اور ماطوسہ کی طرح بہت سے قبائل ہیں ان کی اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے نواح میں ہے اور وہاں پر ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے مشہور ہے یہ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت کے فاصلے پر ہیں۔آج بھی ان کے بقیہ لوگ وہیں رہتے ہیں۔فتح سے قبل صبرہ شہر بھی ان کے مواطن میں شامل تھا اور ان کی طرف منسوب ہوتا تھا،یہ پہلی اسلامی فتح کا پہلا پھل ہے۔ان کے غالب آ جانے پر بعد مغرب برباد ہو گیا اور کھنڈرات اور پوشیدہ نشانات کے سوا کچھ باقی نہ رہا ان کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جو عباسی حکومت کے شروع میں 132ھ میں قابس پر غالب آیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق ٹکڑیاں،مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں۔لوا کے بیٹوں میں سے لواتہ اور نفزاوہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔واللہ وارث الارض و من علیہا۔

باب:۱۶

نفزادہ کے قبائل اوران کے بطون کے حالات

یہ نفزادہ، نطوفت بن نفزاد بن لوا الاکبر بن زحیک کے بیٹے ہیں۔ غساسہ، فرنسہ، زحیلہ، سومانہ، زاتیمہ، ولہاصہ، مجرہ اور درسیف کی طرح ان کے بھی بہت سے بطون ہیں۔ ان کے بطون میں ایک مسکلاتہ ہے، کہتے ہیں کہ مسکلاتہ یمنی عربوں میں سے ہے۔ جو صغرسنی میں جب توطفت کے پاس آیا تو اس نے اسے متبنیٰ بنالیا۔ یعنی یہ بربریوں میں سے نہیں ہے۔ بنی وریاغل اور کزنانہ اور بنی یعلتن اور بنی دیمان اور رطوق اور بنی بزناسن کی طرح مکلاتہ کے بھی بہت سے بطون ہیں۔ بربری نسابوں جیسے سابق مطماطی وغیرہ کے نزدیک غساسہ کو بھی انہی میں سے بیان کیا جاتا ہے۔ ولہاصہ کے بطون میں سے ورتدین بن داحیہ بن ولہاصہ اور ورفجومہ بن فیرغاس بن ولہاص ہیں جب کہ ورفجومہ کے بطون سے زکولہ، رجالہ، لذکاک بن درفجوم اور دوسرے بہت سے بطون ہیں درفجومہ، نفزادہ کے بطون سے سب سے خوبصورت، زبردست جنگجو اور صاحب قوت ہے جب عبدالرحمٰن بن حبیب نے ابوجعفر منصور کی اطاعت سے انحراف کردیا تو دونوں سے بدلے کا مطالبہ کیا تب عبدالوارث، ورفجومہ کے پاس آ گیا۔ اور اس میں ان کے امیر عاصم بن جمیل کے ہاں مہمان اترا۔ یہ کاہن تھا۔ تو اس نے اسے پناہ دی اور یہ ابوجعفر منصور کی دعوت دینے لگا یوں یہ نفزادہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

ان کے جوانوں میں سے عبدالملک بن ابی الجعد اور یزید بن سکوم بھی مشہور تھے جو اباضی خارجی تھے۔ انہوں نے 140ھ میں قیروان پر حملہ کیا۔ جب حبیب بن عبدالرحمٰن وہاں سے بھاگ گیا تو عبدالملک بن ابی الجعد اس میں داخل ہو گیا اور حبیب کو قتل کردیا۔ یوں نفزادہ قیروان پر غالب آ گئے، انہوں نے وہاں رہنے والے قریشیوں اور باقیماندہ عربوں کو قتل کردیا، مسجد میں اپنے چوپاؤں کو باندھا اور ان کی بدعتیں حد سے بڑھ گئیں۔ اس پر طرابلس کے بربری اباضیوں نے برا منایا، اس سلسلے میں ہوارہ اور زناتہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ لہٰذا وہ اور عرب کے جوان خطاب بن سمح کے پاس جمع ہوئے اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد 141ھ میں قیروان پر غالب آ گئے اور انہوں نے عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کردیا، انہوں نے راس کی قوم نفزادہ اور درفجومہ میں خوب خونریزی کی پھر جب ابوالخطاب نے عبدالرحمٰن بن رستم کو قیروان پر عامل مقرر کیا تو اس کے بعد یہ طرابلس واپس آ گئے۔ مغرب لڑائی کی آگ سے بھڑک اٹھا اور ورفجومہ کا فتنہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ محمد بن اشعث 146ھ میں منصور کی طرف سے مقرر ہو کر آیا، اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور اس فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب عمر بن حفص نے 151ھ میں طبنہ شہر کی حد بندی کی، تو اس نے درفجومہ کو یہاں آباد کیا کیونکہ یہ اس کے پیروکار تھے۔ جب ابن رستم اور بنو یفرن نے اس کا محاصرہ کیا، تو یہ بہت خوشحال ہو چکے تھے۔ عمر کی وفات کے بعد جب یزید بن حاتم 157ھ میں افریقہ آیا تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ اور ابوزرجونہ کو اپنا راہنماء بنایا۔ اس نے یزید اپنے بیٹے اور قوم کے ساتھ ان کی طرف فوج بھیجی، تو انہوں نے ان میں خوب خونریزی کی پھر نفزادہ نے اس کے باپ داؤد کے خلاف خروج کیا اور اباضی دین کی طرف دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر صالح بن نصیر کو اپنا راہنماء بنایا۔ فوجیں پے در پے ان کی طرف واپس آئیں اور انہیں بُری طرح قتل کیا۔ اس موقع پر افریقہ میں خوارج کا رعب اور بربریوں کا خوف جاتا رہا اور اس کے بعد بنو ورفجوم میں تفرقہ پیدا ہو گیا، یوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ متفرق قبائل میں بٹ گئے۔ رجالہ ان میں ایک وسیع بطن تھا۔ عبیدیوں کے آغاز میں اور بنو امیہ کے اندلس میں ایک جوان الرحالی ہے جو قرطبہ کا ایک کاتب ہے، اس زمانے میں مرماجہ میں ان کے کچھ فرقے باقی ہیں۔ وہاں پر مرماجہ کے میدان میں ایک بستی ان کی طرف منسوب ہے۔ درفجومہ میں سے باقیماندہ ولہاصہ وغیرہ اس عہد میں متفرق گروہ بن چکے ہیں۔ یہ لوگ ساحل تلمسان کا سب سے مشہور ترین قبیلہ ہیں جو قومیہ میں شامل ہیں۔ نسب خلط کے لحاظ سے ان میں شمار ہوتے ہیں۔ آٹھویں صدی کے وسط میں ان میں سے

عبدالمکلف نے مستقل ریاست قائم کرلی۔ بنی عبدالواد کے تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آنے کے بعد وہ سلطان کے نام سے وہاں کا بادشاہ بن بیٹھا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس زمانے میں ان کے سلطان پر عثمان بن عبدالرحمٰن پر غالب آ گیا، اس نے اسے تلمسان میں زمین دوز قید خانے میں بند کردیا اور پھر اسے قتل کردیا۔

دلہاصہ کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک اور قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا ہے جو گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے۔ وہ لباس، زبان اور دیگر شعار میں عربوں کی نقل کرتا ہے۔ جیسا کہ ھوارہ کا حال ہے۔ ان کا شمار ٹیکس دینے والے قبیلوں میں ہوتا ہے۔ ان کی سرداری آج کل بنی عریف میں ہے۔ اس زمانے میں وہ حازم بن شداد بن حزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں ہے لیکن پہلے عسکر بن بطنان میں تھی۔ یہ دلہاصہ کے وہ حالات ہیں جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔

نفزادہ کے بطون

نفزادہ کے بطون میں سے زاتیمہ بھی ہیں۔ جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل برسک میں رہتے ہیں۔ ان میں سے غساسہ بھی ہیں جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل بوطہ میں رہتے ہیں جہاں سمندر کے کنارے ایک بستی ہے وہ مغرب کے جنگی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور وہ ان کے نام سے مشہور ہے زحیلہ کے بقیہ لوگ اس زمانے میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں۔ ہمارے بزرگوں کے زمانے میں ان میں سے ابو یعقوب بادسی بہت بڑا ولی تھا جبکہ ان کے دوسرے لوگ مغرب میں رہتے ہیں مرنیسہ کا کوئی وطن معلوم نہیں، ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بٹی ہوئی ہے اس کے علاوہ سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں رہتے ہیں۔ جن میں سے فندر بن سعید ناصر کے عہد میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ واللہ اعلم۔

نفزادہ کے بقیہ بطون کا اس زمانے میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ بلاد قسطینہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہیں۔ جہاں پر افرنج کے معاہد رہتے ہیں۔ جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر انہیں اپنا وطن بنالیا ہے۔ ان کی اولاد اس زمانے میں بھی وہاں رہتی ہے اور بنی سلیم اور زغبہ کے بہت جلاوطن بھی وہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں وہ وہاں جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں ان بستیوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے توزر کے علاقے کے عامل سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصبیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی مخصوص حکومت قائم کرلی، اس پر توزر کا پیش روانہیں اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگا لہٰذا ان میں کچھ اس کی بات مان لیتے اور کچھ انکار کردیتے یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوگئی۔ اس کے بعد وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہوگئے واللہ ولی الامور لارب غیرہ۔

باب: ۱۷

تبری بربریوں میں سے لواتہ قوم کے حالات کا بیان

یہ تبری بربریوں کے بطون میں سے ایک بڑا وسیع اور عظیم بطن ہے، یہ لواء الاصغر بن لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ الاصغر، نفزاد ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لواء دراصل ان کے باپ کا نام ہے۔ بربری جب جمع سے عموم مراد لیتے ہیں تو ''الف'' اور ''تا'' زیادہ کر دیتے ہیں اور وہ لوات بن جاتا ہے۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اسے مفرد پر حمل کیا، اس کے ساتھ جمع کی ''ھا'' ملا دی اور ابن نے بیان کیا ہے، کیونکہ بربری نسابوں کا خیال ہے کہ سدراتہ، لواتہ اور مزاتہ، قبطیوں میں سے ہیں مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ ابن حزم کو اس میں علمائے بربر کی کتب کا علم نہیں ہوا۔ لواتہ کے بہت سے بطون ہیں مثلاً جیسے سدراتہ بن نیطط بن لواء، اور عزورہ بن ماصلت بن لواء۔ سابق اور اس اصحاب نے عزورہ کے سوا بنی ماصلت کے اور قبائل بھی شمار کیے ہیں جو بنی زائد بن لواء کی مانند اکررہ، جرمانہ اور نقاعہ ہیں۔ ان کے اکثر بطون مزاتہ ہیں اور بربر نساب مزانہ میں بہت سے بطون کو شمار کرتے ہیں، جیسے ملایان، مرتہ، لحیجہ، دمکہ، حمرہ اور مدذنہ۔ یہ لوگ برقہ کے مضافات میں اپنے مواطن میں سفر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابو یزید کے فتنے میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ جبل اور اس میں ان کی بہت بڑی قوم رہتی ہے جس نے بنی کملان کے ساتھ ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی اس زمانے میں ہوارہ اور کتامہ کے ساتھ جبل اور اس میں رہے ہیں۔ حکومت جبل اور اس میں رہنے والے ٹیکس دہندگان قبائل سے ٹیکس وصول کرنے کے سلسلے میں ان سے طلب کرتی رہی ہے لہٰذا وہ اچھی طرح اس کا کام کرتے رہے ہیں اور جن دستوں کی ان پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی، وہ انہیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے لیکن جب حکومت کا سایہ سمٹا تو ان میں سے بنو سعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آ گئے جو زداودہ میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بھی ان سے کام لئے جو حکومت ان سے لیتی تھی لہٰذا انہوں نے انہیں ٹیکس جمع کرنے کے لئے خادم اور ختم کرنے والی فوج بنا لیا۔ پھر ان کی رعایا کا حصہ بن گئے۔ ان کا ایک حصہ باقی رہ گیا۔ جن کو جاگیریں نہیں ملیں اور وہ بنو زنجان اور بنو بادلیس ہیں، لہٰذا منصور بن مزنی نے انہیں اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جب مزنی حکومت سے الگ ہوا اور وہ الزاب میں الگ ہو گئے تو وہ انہیں بعض برسوں میں جلیبہ میں دور کرنے لگے۔ اس وجہ سے عرب گروہ کو فوج کی صورت میں ان کے پاس جمع کرنے لگے اور وہ اس زمانے تک اپنے پہاڑ میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ وہ عرب دشمنوں کے خوف سے ان کو چھوڑ کر میدان میں نہیں جاتے اور ان میں سے بنی بادلیس نے بلد نقاوس پر خراج لگایا ہوا ہے جو پہاڑ کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے کنارے پر انہیں غلبہ حاصل ہے لہٰذا جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف آتے ہیں، تو لواتہ بھی اپنے قلعوں میں لوٹ آتے ہیں جو عربوں پر گران ہیں۔ لواتہ میں سے ایک عظیم قوم تاھرت کے مضافات سے قبلہ کی جانب رہتی ہے اور وہ جبل کے درمیان وادی ینااس میں پھرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قرالا کا ایک امیر انہیں اپنے ہمراہ ایک غزوہ میں لے گیا اور انہیں وہاں پڑا تار دیا۔ ان کا سردار اور رغ بن علی بن ہشام، عبداللہ شیعی کا سالار تھا۔ جب بن فضل صاحب ترہوت نے منصور کے خلاف خروج کیا تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا۔ انہوں نے اس کے خلاف مدد کی اور اس کے مذہب کے سلسلے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ منصور نے اس کو مغلوب کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 136 میں حمید اندلس گیا اور منصور نے ان پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ اٹھے۔ یہ ان سے بھاگ کر وادی ینااس میں اترا، پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

ابن الرفیق نے بیان کیا ہے کہ منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلوں کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے ہیں۔ وہ دور سے دیکھنے والے کو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ نیز اس نے پتھر میں ایک تحریر دیکھی جس کی تشریح ابو سفیان السرد غوس نے یہ کی کہ اس شہر کے باشندوں نے حکومت سے غداری کی تو اس نے مجھے ان کی طرف بھیجا، جب مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یہ عمارت

لی تا کہ میں اسے یاد رکھ سکوں۔ ابن الرفیق نے یہی بات بیان کی ہے۔ بنو وجدیجی زناتہ کے قبائل سے تھے اور ان کے منداس کے مواطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے۔ جبکہ عجمی ان کے درمیان وادی میناس اور تاہرت میں رہتے تھے لہٰذا ان کے درمیان ایک عورت کے باعث فتنہ پیدا ہو گیا جس کا بنو وجدیجی نے لواتہ میں نکاح کر دیا لہٰذا انہوں نے جنگل کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا۔ ان کا سردار ان دنوں غسان تھا، اب انہوں نے ایک دوسرے کو اکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو انہوں نے انہیں علی بن محمد الغربی کے ذریعہ مدد دی۔ مزید برآں دوسری جانب سے مطماطہ ان کی مدد کو چل پڑے اور ان کا امیر عزانہ تھا۔ یہ سب لڑائی کے لئے لواطہ کی طرف گئے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں علاق ہلاک ہو گیا اور غربی جانب سے السبر سو نے انہیں ہٹا دیا۔ وہ انہیں پھر اس پہاڑ کی طرف لے گئے جو تاہرت کے سامنے ہے جسے اس عہد میں دارک کہتے ہیں۔ اس کے قبیلے اس کے ٹیلوں اور متیجہ پر جھانکنے والے پہاڑوں میں پھیل گئے۔ وہ اس زمانے میں ٹیکس دہندہ قبائل میں شمار ہوتے ہیں۔ جبل دارک، یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں ہے جو ورغہ کے عطاف کا سردار ہے۔ اسی طرح لواتہ کے بطون اس پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور جو قابس اور صفاقس کے سامنے ہے۔ ان میں سے بنو مکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے رؤسا ہیں اور ان کے علاوہ ان میں سے لواحات مصر بھی ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کنارے میں رہتے ہیں جو اس کے اور مصر کے مابین ہے۔ جب وہ ان محلات کے قریب آیا تو وہ وہاں پر ان کا سردار بدر بن سالم تھا، اس نے ترکوں کے خلاف خروج کر دیا تو انہوں نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی بیچ کھیت رہے۔ وہ پھر برقہ کی جانب بھاگ گیا۔ اور اب وہ وہاں پر عربوں کی پناہ میں ہے۔ زناتہ کے یہ قبیلے تادلہ کے نواح میں مراکش کے قریب رہتے ہیں جو مغرب اقصیٰ میں ہے، انہیں وہاں پر بڑی کثرت حاصل ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے مضافات میں رہتے ہیں جو عرب جشم میں سے تھا پھر وہ ان سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے۔ ان میں سے کچھ قبائل مصر اور صعید شادیہ کی بستیوں اور ملاحین میں رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہے، یہ تاکرارت کے میدان میں اترتے ہیں جو اس کے مضافات میں سے ہے۔ وہ اسے اپنی کھیتی اور اپنے جانوروں کی چراگاہ بنانے کے لئے آباد کرتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری راجح بن صواب کی اولاد میں ہے اور سلطان کی جانب سے ان پر ایک مقررہ ٹیکس عائد ہے۔ لواتہ کے ان لوگوں کے لئے ایک فوج بھی مقرر ہے اور ان کے اور بھی بہت سے قبیلے ہیں جو بطون ہی میں شامل ہیں اور قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

بنی فاتن کے حالات کی روداد

یہ بتری بربریوں کا ایک بطن ہیں اور ان کے بطون یہ ہیں: مصغرۃ، لمایہ، صدینہ، کرمیہ، مدیونہ، مغیلہ، مطماطہ، ملزوزہ مکناسہ اور دونہ یہ سب کے سب فاتن بن مصیب بن حریس بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ایک ایک بطن کے آخر تک حالات بیان کریں گے۔

مصغرہ کا بیان

یہ ان قبائل میں سب سے زیادہ ہیں اور خاص طور پر بیوی بچوں والے ہیں۔ ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہے۔ انہوں نے ارتداد کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کارنامے کئے۔ جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ فتح اندلس کے لئے چلے گئے۔ ان کے ساتھ اور قومیں بھی گئیں جو وہاں پر ٹھہر گئیں۔ جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصغرہ نے صفریہ کا مذہب اختیار کر لیا۔ اس وقت ان کا سردار میسرہ تھا اور حقیر کے نام سے معروف تھا۔ جب عبیداللہ بن حجاب ہشام بن عبدالملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے حکم دیا کہ وہ مصر سے اس کی طرف آ جائے تو وہ سنہ 114 میں وہاں آیا۔ اس نے پھر عمر بن عبداللہ مرادی کو طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر اور اس کے بیٹے اسماعیل کو سوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا۔ یوں ان والیوں کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ ان کی سیرت جب بربریوں میں اثر

انداز ہوئی تو وہ ان کے حالات سے برا منانے لگے۔ وہ ان سے بربری وظائف اور شہد رنگ چادروں اور مغرب کی نئی چیزوں کا مطالبہ کرتے تھے لہٰذا وہ انہیں اکٹھا رکھنے میں جلدی کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد کے رنگ کی والی کھال بنانے کے لئے بکریوں کا ایک گلہ ذبح کر دیا جاتا لہٰذا ان سے صرف ایک ہی چادر بنتی لہٰذا انہوں نے بربریوں کے اموال میں بڑی تباہی مچائی جس سے میسرۃ الحسن جو مصغرۃ الحسن کا لیڈر تھا غضبناک ہو گیا۔ اس نے بربریوں کو طنجہ کے گورنر عمر بن عبداللہ کے قتل پر اکسایا، تو انہوں نے اسے سنہ 125 میں قتل کر دیا۔ اس کی جگہ میسرہ نے عبدالاعلیٰ کو جو افریقی نوکروں میں سے رومی الاصل تھا، حکمران بنایا اور وہ عرب کے موالی میں سے تھا۔ یہ ہی خارجیت کی جڑ تھا اور صفریہ کے نظریات رکھتا تھا۔ لہٰذا میسرہ نے اسے طنجہ پر حاکم مقرر کیا اور سوس چلا آیا۔ اس کے بعد اس کے عامل اسماعیل بن عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور مغرب لڑائی کی آگ سے بھڑک اٹھا۔ اب خلفائے مشرق پر اس کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کے بعد وہ انہیں اپنی اطاعت میں نہیں لا سکا۔ اس دوران حجابی کے ساتھیوں نے خالد بن ابی حبیب کے ہراول کے دستے میں فوجوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی، ہراول کو شکست دیدی اور خالد کو قتل کر دیا۔ جب بربریوں نے یہ خبر اندلس میں سنی تو انہوں نے اپنے عامل عقبہ بن الحاج سلولی پر حملہ کر دیا اور اسے معزول کر دیا پھر عبدالملک بن قطن فہری کو حاکم بنایا۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کلثوم بن عیاض مری کو بارہ ہزار شامی فوج کے ساتھ بھیجا، اسے افریقہ کا والی بنایا اور عبیداللہ بن حجابی سے اسے حکومت لے دی۔ کلثوم سنہ 123 میں بربریوں سے لڑائی کے لئے گیا یہاں تک کہ اس کا ہراول دستہ طنجہ کے مضافات میں اسبو مقام پر پہنچا تو بربریوں نے میسرہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی۔ انہوں نے ان کے درمیان درجے کے رؤسا کی تلاش کی اور خارجیت کی مدد میں لگ گئے لہٰذا انہوں نے اس کے ہراول کے دستے کو شکست دیدی پھر جلد ہی اسے بھی شکست دیدی اور اسے قتل کر دیا۔ ان کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس کی یہی تدبیر تھی۔ انہوں نے چھوٹی پرانی مشکوں کو پتھروں سے بھر کر گھوڑوں کی دموں کے ساتھ باندھ دیا جن سے وہ فدیہ دیتے۔ جب پرانی مشکوں میں پتھروں کی حرکت سے آواز پیدا ہوتی تو عربوں کے جنگی میدان میں انہیں ایک ایک کر کے گرا دیا جاتا جس سے ان کے گھوڑے بدک جاتے اور ان کا میدان خراب ہو جاتا۔ اس کے بعد مریان پر گروہ در گروہ ٹوٹ پڑے اور وہ منتشر ہو گئے۔ یہ مزیدار باتیں شامی دستوں کے ساتھ ہی سبتہ چلی گئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مصری اور افریقی قیروان کی طرف واپس آ گئے اور ہر طرف خوارج ظاہر ہو گئے۔ یوں مغرب خلفاء کی اطاعت سے دست کش ہو گیا یہاں تک کہ میسرہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد مصغرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جو محمد بن خزر اور مغراوہ کا جانشین تھا۔ اس کے بعد مغرب میں ادریس کا ظہور ہوا لہٰذا وہ بربریوں کو یہاں لایا اور اس میں داریہ نے بڑا کردار ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان دنوں مصغرہ کا سردار بہلول بن عبدالواحد تھا لہٰذا مالک نے ابراہیم بن اغلب عامل قیروان کی سازش سے ادریس کی اطاعت سے انحراف کر کے ہارون الرشید کی اطاعت اختیار کر لی۔ اب ادریس نے اس سے صلح کی اور اسے صلح کی خبر دی پھر اس کے بعد مصغرہ کی ہوا اکھڑ گئی، ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور حکومتوں نے ان پر اپنے دامن پھیلا دیئے۔ وہ اس عہد میں مغرب کے تلول اور اس کے صحرا میں بربریوں کو ٹیکس دینے والے عمال میں شامل ہیں۔

ان میں سے فاس اور تلمسان کے درمیان بھی قومیں آباد ہیں جو کومیہ سے رابطہ رکھتی ہیں، وہ ان کے حلیفوں میں داخل ہیں اور دعوت موحدیہ کے وقت سے ان میں شامل ہیں۔ ان کی سرداری خلیفہ کی اولاد کے لئے ہے جو موحدین کے عہد میں ان کا سردار تھا۔ اس نے ان کے وطن میں ان کے لئے ساحل سمندر پر ایک قلعہ بنایا جس کا نام تاونت تھا۔ جب عبدالمومن کی حکومت جاتی رہی اور بنو مرین مغرب پر متغلب ہو گئے تو بغرون بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی، اور پھر ندرومہ پر غالب آ گیا۔ جب یغمراسن بن زیان اس کے مقابلہ میں گیا اس نے ندرومہ کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں یعقوب بن عبدالحق ان کے مقابلے میں گیا اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور اسے فوجوں سے بھر دیا۔ اس نے بغرون کو عامل مقرر کیا اور محمد بن ہارون مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ اس قلعے میں پانچ سال پناہ لے کر وہ اپنے آپ کو دعوت دینے لگا۔ پھر یغمراسن نے اس سے رشتہ داری کی اور سنہ 672 میں اسے صلح کی راہ پر لے آیا۔ اس زمانے تک عقبہ میں ان کی سرداری قائم ہے۔ مصغرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں بھی رہتی ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح ان کے بہت سے قبیلے سجلماسہ کے مضافات میں رہتے ہیں اور وہاں کے اکثر باشندے انہی میں سے ہیں۔ اسی طرح مصغرہ کے قبیلوں میں سے

صحرائے مغرب میں رہتے ہیں جو اس کے محلوں میں آباد ہیں۔ انہوں نے عربوں کے طریقے کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ سجلماسہ کی جانب توات سے تمنطیت تک جو اس کی آخری عملداری ہے، دوسرے بربریوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تلمسان کی جانب میں اس سے چھ دن کی مسافت پر رہتے ہیں، وہاں پر قریب قریب محل بنے ہوئے ہیں اور وہ سب مل کر ایک بڑا شہر بن جاتے ہیں۔ جو دیہاتی آبادی سے بھرپور ہے۔ وہ صحرا کا ایک بڑا شہر شمار ہوتا ہے اور جنگل میں دور آباد ہونے کی وجہ سے حکومت کے سایے سے باہر ہے۔ آج کل اس کی سرداری بنی سید میں ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے۔ اس کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آتی ہیں، جن میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ یہ بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو زغبہ سے تھے اور ان کے اوطان جنگل میں ہیں۔ انہوں نے پہلے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ وہ شہرت پا کر انہی کی طرف منسوب ہو گئے۔ ان محلوں سے مشرق کی جانب اور پانچ دن کی مسافت پر ایک پُرنم جگہ ہے جو جنگل میں گھس جاتی ہے وہ قلیعہ والی کے نام سے معروف ہے جسے مصغرہ کے قبیلوں نے آباد کیا ہوا ہے۔ جب کسی سال صحرا والوں کو دوپہر جھلسا دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے ٹیلوں میں ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی جانب سے اندر گھسا ہوا ہے۔ ان ہی مصغرہ کے کچھ قبیلے مغرب اوسط اور افریقہ کے مضافات میں رہتے ہیں وللہ الخلق جمیعاً۔

لمایہ کا بیان

یہ بھی کئی بطن ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس کا بھائی مصغرہ ہے جن کے بہت سے بطون ہیں اور ان میں سے کچھ کو سابق اور اس کے اصحاب نے شمار کیا ہے۔ جیسے زکرما، مزیزہ، ملیزہ اور بنو مدیمن یہ سب لمایہ میں سے ہیں اور افریقہ اور مغرب میں سفر کرنے والے ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں سوسہ میں رہتی بستی ہے جو صحرا کے قریب ہے۔ جب خارجی دین بربریوں میں پھیل گیا تو انہوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنا لیا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے۔ انہوں نے اسے اپنا دین بنا لیا اور ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے، اسے اپنا دین بنا لیا۔ یہ ارض السرسو میں ان سے منداس اور زواغہ کے مغرب میں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ مطماطہ اور ملناسہ اور زناتہ سب کے سب جوف اور شرق میں رہتے تھے اور یہ سب بھی خارجی تھے۔ ان میں سے کچھ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن رستم فاتح مسلمانوں میں سے تھا اور وہ اس رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا سالار تھا۔ وہ فتح کرنے والے ہراول دستوں کے ساتھ افریقہ آیا تھا اور وہیں موجود تھا۔ اس نے پھر اباضی خارجیوں کا دین اختیار کر لیا تھا۔ وہ متنہ کا تربیت یافتہ اور ان کا حلیف تھا۔ جب اباضیہ نے قیروان میں ورفجومہ کے کاموں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جتھہ بندی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ اباضیہ کے امام ابن الخطاب عبدالاعلیٰ بن سمح معافری کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی مردن نے حومہ میں عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا۔ انہوں نے ورفجومہ اور باقیماندہ مغرادہ میں سنہ 141 میں سخت خونریزی کی۔ بعدازاں قیروان پر عبدالرحمٰن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس کے اباضی ساتھی جو زناتہ اور ہوارہ وغیرہ میں سے تھے، واپس آ گئے۔ جب منصور بن ابی جعفر کو ورفجومہ کے فتنے، افریقہ اور مغرب میں بربری خارجیوں کی مار کٹائی اور قیروان میں کرسئ امارت پر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو اس نے محمد بن شعث خزاعی کو بڑی فوج دے کر افریقہ کی طرف بھیجا اور اسے وہاں پر خوارج کے ساتھ لڑنے کا کام سپرد کیا۔ لہٰذا وہ سنہ 144 میں افریقہ آیا۔ طرابلس کے قریب ابوالخطاب اسے اپنی فوج کے ساتھ ملا۔ لہٰذا ابن اشعث نے اس پر اور اس کی قوم پر حملہ کر دیا اور ابوالخطاب قتل ہو گیا۔ جب عبدالرحمٰن بن رستم کو دارالامارۃ قیروان میں یہ خبر ملی تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مغرب اوسط کے ان بربری اباضیوں کی طرف چلا گیا جن کا ذکر ہم کر چکے اور لمایہ کے ہاں اترا کیونکہ ان کے اور ان کے درمیان قدیم سے حلف کا معاہدہ تھا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر اس کی بیعت خلافت کر لی، وہ پھر منصور کے شہر کو چھوڑ گئے جہاں ان کی کرسئ امارت تھی۔ اس کے بعد انہوں نے جبل کزول السیاج کے دامن میں منداس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادئ میناس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ قبلہ اور بطحاء سے گزرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔ یوں عبدالرحمٰن بن رستم نے اس کی بنیاد رکھی اور سنہ 144 میں اس کی حد بندی کی۔ اس حد بندی میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ عبدالرحمٰن فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا

بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا رہنماء تھا، یہ سنہ 76 میں ہوارہ کے ساتھ طرابلس کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب حکمران تھا لہٰذا اس نے بربری اباضی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا۔ لہٰذا عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صاجیہ ان کے لئے ہوگا۔ وہ پھر مقوسہ کی طرف واپس چلا گیا اور عبداللہ قیروان چلا گیا۔ اس کے بعد عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ، صفریہ اور واصلیہ کا رہنماء تھا۔ وہ پھر مقوسہ، صفریہ اور واصلیہ کی طرف لوٹ آیا اور وہ اسے سلام خلافت کہتے تھے۔ اس وقت واصلیہ میں سے اس کے پیروکاروں کی تعداد تیس ہزار تھی جو سفر کرنے والے اور خیموں میں رہنے والے تھے۔ یوں تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہی۔ ان کے مغراوی اور بنی یغرن پڑوسیوں نے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو انہیں ادارسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور سنہ 173 کے قریب وہاں پر موجود زناتہ کو گرفتار کرلیا۔ وہ بقیہ ایام میں ان کے لئے رکاوٹ بنے رہے یہاں تک کہ عبداللہ شیعی کا سنہ 176 میں افریقہ اور مغرب پر غلبہ ہو گیا لہٰذا وہ تاہرت میں بھی ان پر غالب آ گیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کرلیا۔ یوں عبداللہ کی دعوت مغربین کے اطراف میں پھیل گئی اور اس حکومت کے ظہور سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد عروبہ بن یوسف کتامی نے جس نے شیعوں کے لئے مغرب کو فتح کیا تھا، ابوحمید دراس بن صولان، الہیصی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا معاہدہ کیا۔ لہٰذا وہ سنہ 98 میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ، ازواجہ، لوایہ، مکناسہ اور مطماطہ کے اباضیہ سے مشورے کرنے لگا۔ اس نے انہیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں پر دین خارجیہ کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ انہیں ان کے عقائد کو مستحکم کر دیا۔ بعدازاں اسمٰعیل منصور بن صلاص بن حبوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا پھر سمندر کے درسے امویوں کی دعوت دینے لگا۔ اس کے بعد وہ خیر بن محمد بن حزر کے پاس چلا گیا۔ جو زناتہ میں امویوں کا داعی تھا۔ بعدازاں منصور نے تاہرت پر میسور الحضی کو عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا لہٰذا احمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کی، لڑائی میں میسور کو شکست ہوئی اور انہوں نے تاہرت میں داخل ہو کر احمد الرحالی اور میسور کو گرفتار کرلیا۔ تاہم کچھ وقت کے بعد انہیں رہا کر دیا۔ اس کے بعد تاہرت، ہمیشہ ہی ان کے باقیماندہ ایام میں شیعہ اور منہاجہ کی عملداری میں رہا اور زناتہ نے کئی بار اس پر غلبہ حاصل کیا۔ بعدازاں بنی امیہ کی فوج نے مغراوی امیر مغرب زیری بن عطیہ کے ماتحت ان سے لڑائیاں کیں یہاں تک کہ ان حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب کی حکومت لمتونہ کے پاس چلی گئی۔ اس کے بعد موحدین کی حکومت آ گئی اور انہوں نے ایران پر قبضہ کرلیا۔ اس دوران قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان کے لئے خروج کیا اور ہمیشہ ہی موحدین کی سرحدوں پر وہ حملے کرتے رہے یا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدان پر غارت گری کرتے رہے۔ وہ بار بار زبردستی اس میں داخل ہوتے تھے یہاں تک کہ جب ساتویں صدی کے بیس سال پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے، فضا خالی ہو گئی۔ اور اس کے بارے میں نشانات مٹ گئے۔ والارض للہ۔

قبائل لمایہ کے حالات

یوں وہ اپنے اس شہر کے تباہ ہونے سے، جس کی انہوں نے حد بندی کی تھی اور اس کے آقا بنے تھے خود تباہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ یہی سنت جاری ہے۔ ان کے کچھ فرقے اگرچہ قبیلوں میں تقسیم ہو کر باقی رہ گئے جن میں سے ایک جربہ ہے، جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ بھی موسوم ہے۔ وہ اس زمانے تک وہاں آباد ہیں۔ اہل صقلیہ کے عیسائیوں نے وہاں پر رہنے والے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کرلیا تھا۔ وہ لمایہ اور کتامہ کے قبائل تھے جو جربہ رسدو یکس کی طرح ہیں۔ انہوں نے ان پر جزیہ عائد کیا تھا اور ساحل سمندر پر القشتیل کے نام سے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا۔ حفصی حکومت کی طرف سے ان کے خلاف ایک لمبے زمانے تک مقابلہ بازی رہی یہاں تک کہ سلطان ابوبکر کی حکومت میں مخلوف بن الکماد کے ہاتھوں آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں وہ جزیرہ فتح ہو گیا۔ اس زمانے تک وہاں دعوت اسلامی مضبوطی سے قائم ہے لیکن وہاں کے بربری قبیلے ہمیشہ ہی خارجی دین کے پیروکار رہے ہیں اور ان کے مذاہب کی تالیفات کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے اصول عقائد اور فروع مذاہب کی روایت کرتے ہیں اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں ہی لگے رہتے ہیں۔ واللہ خلقکم وما تعملون۔

مطماطہ کا بیان

یہ فارس تمطیت کی اولاد میں سے مصغرہ اور لمایہ کے بھائی ہیں جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ بہت سے قبیلے ہیں۔ سابق مطماطی اور اس کے نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطماطہ کا نام مصکاب ہے اور مطماطہ اس کے ہمسر ہیں ان کے قبیلے لواء میں سے جو مطماطہ میں سے ہے۔ اس کا اور بیٹا بھی تھا جس کا نام وشیط تھا، اس کی اولاد کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ لوا کے چار بیٹے تھے یعنی ورماس، میلاغر، وریکول اور یلیص۔ یلیص کی اولاد نہیں تھی اور باقی تین کی اولاد تھی۔ انہی سے مطماطہ کے تمام قبیلے نکلے ہیں جبکہ ورماس سے معمود، یونس اور نفرین ہیں۔ وریکول کی اولاد، سیدہ اور قیدر ہیں۔ سیدہ اور قیدر کی کوئی اولاد نہیں جبکہ کلدام کی اولاد عصفراص سلیمایاں، سافخان، وریقی وصدی اور قطایان عمر ہیں۔ یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ عصفراص کے لئے زہاص اور نہراص ہیں اور عصفراص سے وربل اور حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنوتلیکشان کہا جاتا ہے یہ بھی اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ زہاص سے بلست اور بصلا تین ہیں جبکہ بلست سے ورسقلاسن، سکر، مجمہ، مکریل، دکوال، ورتان یان یولی، سمساسن، مسامر، ملوسن، بجمہ، نافع، عبداللہ اور عردانین ہیں۔

یاب بن لوان مطماطہ کے بیٹے دمیا اور تانیہ ہیں جبکہ تانیہ سے ماحرسکن، دریغ، عجلان، مقام اور قرہ ہیں۔ دحیا کے ورتجی اور محدیل ہیں اور ورتجی سے مزین، دلور، سکیم اور عجیس ہیں اور محدیل سے ماکور، اشکول کفلان، مذکور، مظارہ اور ابورہ ہیں۔ یہ سابق اور اس کے ساتھی نسابوں کے مطابق مطماطہ کے قبیلے ہیں اور مفرق مواطن ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تقسیم فاس اور صفر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں۔ جوان کے نام سے مشہور ہے۔ جبکہ ان میں سے کچھ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں رہتے ہیں جو انہی کے نام سے منسوب ہے۔ اور اسی میں اسے حمہ مطماطہ کہتے ہیں، اس کا ذکر حفصی حکومت اور افریقی ممالک میں آئے گا۔ ان کے بقیہ لوگ قبائل میں متفرق ہیں۔ ان کی تاہرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس تلول منداس میں رہتی ہے لیکن اب وہ یہاں پر منہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم رکھتے ہیں۔

ادریس منصور کے ساتھ حماد بن بلکین کی لڑائی میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ ان دنوں ان کا سردار عزانہ تھا، اس نے پڑوسی قبائل کے ساتھ جولواتہ میں سے تھے کئی لڑائیاں کی ہیں۔ جب عزانہ فوت ہو گیا، تو مطماطہ میں اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی لیکن اس پر حکومت کی تھی کہ منہاجہ اس کی حکومت پر غالب آ گئے لہٰذا وہ سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامرہ کے ہاں اترا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے ان طبقے میں شامل کیا جو اس کے پیرو کاروں میں شامل تھے اس کے بعد وہ اس کی حکومت پر چھا گیا اور اس کے ہاں قدر و منزلت رکھتا تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمٰن ناصر منصور کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت چلانے لگے۔ یہ محمد بن ہشام بن عبدالجبار کے خروج کے وقت اپنے بربری امراء اور نقیبوں سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامرہ کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کی بدتدبیری کو دیکھا تو وہ محمد بن ہشام مہدی کے ساتھ مل گئے۔ وہ پھر اندلس میں فتنے کے بیدا ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ یہ وہاں پر فوت ہو گیا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس سال میں فوت ہوا۔ اسی طرح ان کے ساتھ آنے والے لوگوں میں سے پہلا پہلا جو ابی لوای الصیلاص سے تھا، وہ اندلس جا کر ناصر کے پاس اترا اور وہ بربری انساب کا عالم تھا۔ ان کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دؤیاسر ہے جو ہمارے علم کے مطابق بربریوں کا بڑا انساب ہے۔ آخری زمانے میں عبیداللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس معروف آدمی ہے۔ ان کا ذکر طویل ہے۔ یہ باتیں ہم نے مطماطہ کے حالات سے بیان کی ہیں۔

ملیلہ کے وطن

ایک بربری مورخ کا خیال ہے اور میں اس سلسلے میں اس کی کتاب سے بھی مطلع ہوا ہوں کہ اس نے منداس بن مغرب بن اورلیغ بن لہر بن

المساد کا نام لیا ہے اور وہ ہوارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ اس اداس بن زحیک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہوارہ کا ربیب ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا مگر یہ بات اس پر مختلط ہو چکی ہے۔ منداس کے بیٹے بھی تھے یعنی شرارہ، کلثوم، اور ہتکم۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس زمانے میں ان کا سردار ارہاص بن عصفراص تھا لہٰذا منداس کو وطن سے نکال دیا گیا اور وہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس کے بیٹوں نے پھر منداس کے موطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں رہے۔ انتہیٰ کلامہ۔

اس زمانے میں یہ قوم اس سے جبل اونیش میں ملی۔ جب بنوتوجین جو زناتہ میں سے تھے، منداس پر متغلب ہوئے تو اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

مغیلہ کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطماطہ اور لمایہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی ملزورہ بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں جبکہ دونہ اور کشانہ کا بھی یہی حال ہے جو وطن میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے دو بڑے قبیلے ہیں۔ جن میں سے ایک مغرب اوسط میں شلف کے سمندر میں گرنے کی جگہ کے قریب رہتا ہے اور اس زمانے میں کوئی شہر اس سے پہلے نہیں آتا۔ انہی کے ساحل سے عبدالرحمٰن الداخل اندلس جاتے ہوئے گزرا تھا اور منکب میں فروکش ہوا تھا۔ ان میں سے ابوقرہ مغیلی بھی ہوا ہے جس نے صفریہ خوارج کا دین اختیار کر لیا تھا اور پھر چالیس سال حکومت کی ہے۔ بنوعباس کی حکومت کے آغاز میں اس کے اور امرائے عرب کے درمیان قیروان میں لڑائیاں ہوئی ہیں اور اس نے طبنہ سے بھی لڑائی کی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوقرہ بنی مطماطہ سے تھا اور میرے نزدیک یہ درست بات ہے، اسی لئے میں نے اس کے حالات کو بنی یفرن کے حالات تک موخر کر دیا ہے جو زناتہ میں سے تھے۔

اسی طرح ان میں سے ایک ابوحسان بھی تھا جس نے اسلام کے آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا تھا۔ ابوحاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو مازوز میں سے تھا، اس نے بھی سنہ 150 میں ابوقرہ کے ساتھ حملہ کیا اور قیروان پر غالب آ گیا تھا جیسا کہ ان کے علماء میں سے خالد بن خراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح ان کے رؤسا میں سے موسیٰ بن خلید، ملیح بن علوان اور حسان بن زردال بھی تھا جو عبدالرحمٰن کے داخل ہوا تھا۔ اسی طرح ان میں دلول بن حماد بھی تھا جو یعلی بن محمد الیفرنی کی حکومت میں ان کا امیر تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلہ پر سب سے پہلے ایکری کی حد بندی کی تھی لیکن اس عہد میں وہ بستی تباہ ہو چکی ہے اور صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں۔ اس وطن میں اب مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی، ان کی دوسری اکثریت مغرب اقصیٰ میں رہتی ہے۔ جب وہ لوگ اور یہ اور صدینہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت کے لئے کھڑے ہو گئے تو بربریوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے یہاں تک کے ادارسہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔ ان کے بقیہ لوگ اپنے مواطن میں فاس، صفرون اور مکناسہ کے درمیان رہتے ہیں واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

مدیونہ کے حالات

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ فاس کی اولاد میں سے مغیلہ اور مطماطہ کے بھائیوں میں سے ہیں۔ ان کی اکثریت کا وطن اس زمانے میں تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد کے درمیان سے اس پہاڑ تک ہے جو ان کے نام سے ہی معروف ہے۔ یہ اس کے نواح اور جہات میں گھومتے پھرتے ہیں۔ بنو یلوی اور بنو یفرن ان سے پہلے مشرق کی جانب سے ان کے پڑوسی تھے جبکہ مکناسہ مغرب کی جانب سے پڑوسی تھے۔ ساحل کی جانب سے کومیہ اور ولہاصہ پڑوسی تھے۔

ان کے قابل ذکر جوانوں میں سے جریر بن مسعود بھی ہے جو ان کا سردار تھا۔ وہ ابوحاتم اور قرہ کے ساتھ ان کی لڑائی میں شامل تھا۔ بعد ازاں فتح کے ہراول کے دستوں کے ساتھ ان میں سے بہت سے آدمی اندلس چلے گئے اور انہیں وہاں پر طاقت حاصل ہو گئی۔ ان میں سے ہلال بن ابزا

نے مصاسع مکناسی کی بغاوت میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف بغاوت کی لیکن پھر اطاعت اختیار کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر اس کی قوم میں سے ثابتہ بن عامر کو اس کا جانشین بنایا۔ جب بنو توجین اور بنو راشد جو زناتہ میں تھے مغرب اوسط کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس وقت مدیونہ کی تعداد بہت کم اور شوکت ختم ہو چکی تھی لہٰذا زناتہ نے اپنے مواطن کے مضافات میں انہیں داخل کیا اور یہ ان کے مالک بن گئے۔ مدیونہ پھر اپنے ملک کے قلعوں میں چلے گئے جو جبل عاسالہ اور جدوجدہ میں ان کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے نواح اور صغروی کے درمیان ایک قبیلہ، مغیلہ کا بڑی ہے۔ واللہ یرث الارض ومن علیھا۔

کومیہ کی روداد

قدیم زمانے سے یہ صطغورہ کے نام سے یہ مشہور ہیں جو مطایہ اور مصغرہ کا ایک قبیلہ ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے تین بطون ہیں جن سے ان کے متفرق قبائل نکلے ہیں اور وہ مذرومہ، مغارہ اور بنو یلول ہیں۔ مذرومہ سے مغوطہ، حرسہ، برزہ، مصمانہ اور مراتہ ہیں جبکہ بنی یلول سے مسیقہ، ریتوہ، ہنشہ، ہیوارہ اور دالغہ ہیں۔ مغارہ سے ملتیلہ اور بنو جاسہ ہیں اور ان میں سے مشہور نساب ہانی بن مصدور بن مریس بن یعود بھی ہے۔ یہ ان کی کتب میں معروف ہے۔ مغرب اوسط میں اکدمیہ کے مواطن، ارسکول اور تلمسان کی جانب سے سمندر کے کنارے ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور شوکت حاصل ہے۔ جب انہوں نے مہدی کے خلاف المصامدہ کی مدد کی تو یہ موحدین کے سب سے عظیم قبیلوں میں سے تھا۔ بعض اوقات عبدالمومن کے قبیلے نے اس کی مصاحبت اور جانشینی کی ہے اور وہ بنی عابد میں سے ہے وہ عبدالمومن بن علی بن مخلوف بن یعلیٰ بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الاسر بن موسیٰ بن عبداللہ بن در لیغ بن صطغور ہیں۔ موحدین کی حکومت کے مورخین نے اسی طرح صطغور کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ صطغور بن یقور بن مطماطہ بن ہودج بن قیس میلان بن مصر ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ابو عبدالواحد المخلوع بن یوسف بن عبدالمومن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مصنوع ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں میں سے ہیں ہے اور جیسا کہ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ سب عربی نام ہیں۔ بربری قوم ان کے درمیان بہت مشہور تھی۔ صطفور کو مطماطہ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے کیونکہ تمام بربری نسابوں کے نزدیک یہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ عبدالمومن واقعی انہی میں سے ہے۔ واللہ اعلم بماسوی ذالک۔

یہ عبدالمومن ان کے اشراف میں سے ہے جن کا وطن تاکرارت میں ہے اور وہ اس پہاڑ میں ہے جو مشرق کی جانب سے ہنین پر جھانکتا ہے۔ جب عبدالمومن ان میں کامیاب ہو گیا تو وہ حصول علم کے لئے چل پڑا اور تلمسان میں اترا۔ اس نے وہاں کے بزرگوں جیسے ابن صاحب الصلوٰۃ اور عبدالسلام البرنسی سے علم حاصل کیا۔ وہ اپنے دور میں فقہ اور کلام کا شیخ تھا۔ اس کے بعد طالبعلم پڑھائی کے پیاسے ہوتے تھے اور ان میں فقیہ محمد بن تومرت المہدی بھی تھا، جب وہ بجایہ پہنچا تو اس وقت وہ فقیہ السوسیٰ کے نام سے مشہور تھا اور اس کی نسبت سوس کی طرف تھی۔ ابھی اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا۔ اس نے پھر مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے بدی کو مٹانے، علم کو پھیلانے، فتویٰ دینے اور فقہ اور کلام پڑھانے میں اپنے آپ کو لگا دیا۔ اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ قدم حاصل ہے۔ اسی نے اشعری طریقے کو مغرب میں مشہور کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے تلمسان میں طالبان علم کو اتنا شوق دیدیا کہ وہ اس سے اس طریقے کو اخذ کریں اور گفتگو کریں۔ کئی لوگوں نے اسے لانے کے لئے سفر کرنے میں سبقت کی کہ انہیں اس کے علوم کے حصول میں تقدم حاصل ہو لہٰذا عبدالمومن بن علی ان علوم کے حصول کے لئے تیار ہو گیا۔ جو صغرسنی کی وجہ سے سفر کا بہت مشتاق تھا۔ اس کے بعد وہ اس کی ملاقات کے لئے بجایہ گیا اور اسے تلمسان میں آنے کی دعوت دی مگر وہ اسے اکتاہٹ کے ساتھ لایا، یوں اس کے اور عزیز کے درمیان سخت نفرت پیدا ہو گئی اور بنو یاکل اسے پناہ دینے اور اسے اذیت دینے اور اس تک پہنچنے سے روکنے کی وجہ سے ان سے تعصب رکھتے تھے اب عبدالمومن نے اسے ہر طرح سے ترغیب دی اور تلمسان کے طالب علموں کا خط پہنچایا تو عبدالمومن سفر و حضر میں اس سے علم حاصل کرنے لگا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے خوب علم حاصل کیا اور امام نے اسے خداداد قوم کی وجہ سے مزید خصوصیات اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ وہ امام کا مخلص اور اس کے اصحاب کا خزانہ بن گیا۔ جب اس کے بارے میں مزید شواہد واضح ہوئے تو وہ اس کی خلافت کی امید کرنے لگا۔ جب وہ مغرب جاتے ہوئے راستے میں ثعالبہ کے ٹھکانے

کے پاس سے گزرے جن کا ذکر ہم نے پہلے نواح مدینہ میں کیا ہے تو وہ ایک خوبصورت گدھا اس کے پاس لائے جو سواری کے لئے بطور عطیہ کے تھا۔ وہ عبدالمومن کو اس پر سواری میں ترجیح دیتا تھا اور وہ خود اپنے اصحاب سے کہتا اسے اس گدھے پر سوار کراؤ، وہ تمہیں نشان مند گھوڑوں پر سوار کرائے گا۔ جب مرغہ نے سنہ 515 میں اس کی بیعت کی اور المصامدہ بھی اس کی دعوت پر متفق ہو گئے تو اس نے لمتونہ سے لڑائی کی اور مراکش سے مقابلہ کیا۔ مقابلے کے ایام میں ایک روز سخت لڑائی کے دوران ایک ہزار موحدین مارے گئے تو امام سے کہا گیا کہ موحدین ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے انہیں کہا۔ عبدالمومن نے کیا کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب لڑائی کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا جب تک عبدالمومن زندہ ہے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ جب امام سنہ 22 میں قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنی خلافت عبدالمومن کو دینے کی وصیت کی۔ اور وہ مصامدہ کے درمیان عصبیت سے غمگین ہوا لہٰذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اس کی حکومت کے معاہدے کو موخر کیا یہاں تک شیخ ابو حفص امیر ہنتانہ اور مصامدہ کے سردار نے اس سے مصاہرت کی صراحت کی۔ انہوں نے اس کے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا لہٰذا اس نے حکومت سنبھالی اور موحدین کی سرداری اور مسلمانوں کی خلافت کو اپنے ساتھ مختص کیا۔ وہ پھر سنہ 37 میں مغرب کی فتح کے لئے گیا تو غمارہ نے اس کی اطاعت کی وہ پھر وہاں سے ریف کی طرف چلا گیا، اس کے بعد بطویہ بطا مطالہ پھر بنی یرناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور ان کے پڑوسیوں ولہامہ کے پاس گیا لہٰذا اس کی قوم کی وجہ سے اس کا بازو مضبوط ہو گیا اور وہ اس کی حکومت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے موحدین کے درمیان اس کی حکومت اور خلافت مضبوط کرنے کے لئے اس کی بڑی مدد کی اور جب وہ مغرب کی طرف لوٹا، اس کے شہروں کو فتح کیا اور مراکش پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی قوم کو مراکش آنے اور وہاں پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان کی بڑی اکثریت کو مغرب سے محبت تھی۔ انہوں نے اس سخت خلافت کو اٹھانے، امر دعوت کے قائم کرنے اور اپنی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لئے مراکش کو وطن بنالیا۔ اس کے بعد عبدالمومن اور اس کے بیٹوں نے بقیہ حکومت سے مدد مانگی اور وہ اپنی جگہ پر ایک کتاب کا آغاز تھے۔ اب قوم اس کے ساتھ آ ملی اور وہ فتوحات اور فوج میں پیش پیش تھے بعد ازاں فوج کے تیار کرنے اور حکومتوں کے تقسیم کرنے میں علاقوں نے انہیں کھالیا اور ان کا خاتمہ ہو گیا۔ ان ابتدائی وطنوں میں ان میں سے بنو عابد باقی رہ گئے اور وہ سرداری والے قبیلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا دور بدل گیا اور اس نے انہیں مہلت دی ہے لہٰذا انہوں نے تاوان برداشت کئے، تکالیف اٹھائیں اور ذلت و رسوائی اور عذاب میں اپنے پڑوسیوں ولہاصہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ واللہ مبدل الامر و المالک الملک سبحانہ۔

۱۸

زواوہ اور زواغہ اقوام کے حالات کا بیان

بتری بربریوں کے بطون میں سمکان بن یحییٰ بن ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں۔ اور بربریوں میں ان کے زیادہ رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہے۔

زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زواوہ دراصل قبائل کتامہ میں سے ہیں۔ یہ بات ابن حزم نے بیان کی ہے تاہم نساب انہیں سمکان کی اولاد میں سے شمار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ میرے نزدیک ابن حزم کا بیان صحیح ہے۔ جس کی شہادت وطن کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے بھی ملتی ہے۔ بربری نسابوں نے ان کے بہت سے بطون کو شمار کیا ہے اور وہ بنو مجسطہ اور بنو ملکیش ہیں ان میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس زمانے میں ان کے مشہور قبیلوں میں سے بنو بحر، بنو مایکلات، بنو متران، بنو مانی، بنو بوعردان، بنو یوسف، بنو عیسیٰ، بنو بوشعیب، بنو صدقہ، بنو غبرین اور بنو کشطولہ ہیں۔ زواوہ کے علاقے بجایہ کے نواح میں کتامہ اور منہاجہ کے مواطن کے درمیان ہیں۔ انہوں نے ایسے بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جن سے نظریں خوف محسوس کرتی ہیں اور رہروان کے اندھیروں میں راستہ کھو جاتا ہے۔ جیسے بنی غبرین جبل زیری میں رہتے ہیں اس زمانے میں وہاں زان کے درخت کی علامتیں لگائی گئی ہیں جن کے ذریعے آدمی کو راستے کا پتہ چل جاتا ہے یا جیسے بنی فرلوسن اور بنی سراکا پہاڑ بجایہ اور تدلس کے درمیان ہے۔ وہ ان کا سب سے مضبوط اور طاقتور قلعہ ہے اس کی وجہ سے انہیں حکومتوں پر غلبہ حاصل ہے اور انہیں خراج کے دینے میں اختیار حاصل ہے۔ منہاجہ کی حکومت سے صلح و لڑائی کے مواقع پر ان کے بہت سے قابل ذکر کارنامے ہیں اس لیے کہ یہ کتامہ کے دوست تھے۔ ان کا پہلا آدمی ان کی حکومت کے آغاز میں جب غالب آ گیا تو بادس بن منصور ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس دوران ان کے شیخ امری ابن اجانا نے اپنے باپ عامر پر اتہام لگایا اس کے بعد بنو حماد نے بجایہ کی حد بندی کی اور ان کا مقابلہ کیا لہٰذا وہ آخری حکومت تک ان کے مطیع رہے۔ اس زمانے تک ان کی فرمانبرداری اسی طرح چلی آتی ہے۔

بنی یراین کا بیان

ان میں سے بنی یراین کی سرداری بنی عبدالصمد میں تھی۔ مغرب اوسط کے سلطان ابوالحسن نے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت کی تھی اور اس کا اکرام کیا تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے، جن کی وجہ سے اس کی شان بڑھ گئی اور وہ ان کی حکومت پر قابض ہو گئے۔ جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے کو، جو ابو عبدالرحمٰن کنیت کرتا تھا، اپنی چھاؤنی سے بھاگتے وقت سنہ 37 یا سنہ 38 میں اس کے گلے سے پکڑ لیا تو اس کے پیچھے سوار لگا دیئے اور پھر اسے واپس لے آئے۔ اس نے اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت بنی یراین کے پاس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اس کے اپنے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی تو تاشمی اس کے اظہار کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے پھر اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اموال اس کی قوم میں بھیجے تو وہ دونوں سلطنتے انہیں پھر ان مکر اور جھوٹ کے متعلق پتہ چلا تو اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ بلاد عرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ پھر اپنی قوم اور اس کے بعض بیٹوں کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن سے ملنے آئے تو سلطان نے اس کی غایت درجہ تکریم کی خوب انعام و اکرام دیا اور وفد اپنے وطن واپس چلا گیا، یوں سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔

زواغہ کی روداد

ہمارے پاس زواغہ کے حالات وواقعات نہیں پہنچے کہ ہم ان کے متعلق لکھیں۔ان کے تین بطون ہیں یعنی دمر بن زواغ صرواطیل بن زجیک بن زواغ اور بنو ماخر، جوز واغہ اور دمر سمکان میں تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ قبیلوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ان میں سے کچھ طرابلس کے نواح میں اس کے جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں، وہاں پر ان کا ایک پہاڑ بھی ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے۔اسی طرح قسطنطینہ کی جہات میں زواغہ کا ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور اسی طرح جبال شلف میں بھی صرا وطیل پائے جاتے ہیں۔جبکہ دوسرے نواح فاس میں پائے جاتے ہیں۔واللہ الخلق والامر۔

بنی ورصطف اور مکناسہ کے دوسرے بطون کا بیان اور ان کی حکومتوں کی روداد

ورصطف بن یحیٰی، جانا بن یحیٰی اور سمکان بن یحیٰی کا بھائی ہے جس کے تین بطون ہیں جو مکناسہ ورتناجہ اور اوکتہ ہیں۔اسے مکنہ بھی کہا جاتا ہے جبکہ بنو ورتناجہ چار بطون ہیں۔سدرجہ، مکسہ، مطاسہ اور کرسطہ سابق۔اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں صناطہ اور فولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔اسی طرح انہوں نے بطون مکنہ میں بنی ورطفن اور بنی فولانین اور بنی یزین اور بنی یرین اور بنی بوعال کو بھی شمار کیا ہے۔اسی طرح ان کے نزدیک مکناسہ کے بہت سے بطون ہیں جن میں سے وصولات، بوحاب، بنو ورفلاس، بنو وردنوس، قیجارہ، بنعہ اور ورقطنہ اور ورصطف کے سب بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں۔ان کے وطن وادی ملویہ پر ولان سے سجلماسہ کی بلندی سے اس کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک ہیں۔جبکہ تازا اور تسول کی نواح کے درمیان بھی ہیں۔ان سب کی سرداری بنی ابایرون میں ہے اور اس کا نام مجدول بن ناقریس بن فرادیس بن ونیف بن مکناس ہے۔صلح کے وقت ان میں سے کچھ قومیں کنارے کی طرف چلی گئی تھیں اور انہیں اندلس میں کثرت اور سرداری حاصل تھی۔ان میں سے شعیا بن عبدالواحد نے سنہ 51 میں عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف خروج کیا اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی طرف منسوب کر کے اپنی طرف دعوت دینے لگا۔عبیداللہ بن محمد شیعہ لقب کے ساتھ اور مصالہ بن حبوس نے منازل سے عبیداللہ شیعی سے رابطہ کیا جو اس کے عظیم ترین جرنیلوں اور دوستوں میں تھا۔اس نے اسے مغرب کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے لئے مغرب، فاس اور سجلماسہ کو فتح کیا۔جب وہ فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے بھائی بر صلتین بن حبوس کو تاہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا قائم مقام بنایا پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے حمید کو قائم مقام بنایا۔لیکن وہ شیعہ مت سے منحرف ہو گیا اور عبدالرحمٰن ناصر کی دعوت دینے لگا۔اس نے اپنے احراز میں سے بنی حرزہ کے ساتھ اس کی مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر دو اندلس کی طرف چلا گیا۔وہ ناصر اور اس کے بیٹے حکم کے زمانے میں ریاستوں کا والی بنا اور بعض دفعہ تلمسان کا بھی والی بنا پھر فوت ہو گیا۔اس نے اپنے بیٹے یصل بن حمید کو اپنا قائم مقام بنایا۔اس دوران اس کے بھائی یباطن بن بر صلتین اور اس کے عم زاد علی نے اموی حکومت کے زیر سایہ ان کے مال سے بہت فائدہ اٹھایا۔یہاں تک کہ مظفر بن ابی عامر مغرب کی طرف گیا اور یصل بن حمید کو سجلماسہ کا حاکم بنایا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔اس کے بعد وادی کے کنارے کی مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہو گئی اور اس کے تقسیم ہونے سے مکناسہ کے پانی بہنے کی جگہیں بھی تقسیم ہو گئیں، یوں مکناسہ کی سرداری سجلماسہ اور اس کے گردونواح کے مواطن میں بنی واسول بن مصلان بن ابی نزول میں رہ گئی جبکہ تازاہ، تو سول، ملویہ اور ملیلہ کے علاقوں میں مکناسہ کی سرداری، بن ابی العافیہ بن ابی نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے لئے رہ گئی۔اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، اس کی وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہونے لگے۔

بنی واسول کا بیان اور سجلماسہ اور نواحی علاقوں کے مکناسی شاہوں کی روداد

سجلماسہ کے مواطن کے رہنے والے مکناسہ میں سے تھے جو اپنے آغاز اسلام سے ہی صفر خوارج کا دین رکھتے تھے انہوں نے مغرب کے آئمہ اور رؤسا سے اس وقت سیکھا تھا جب وہ مغرب میں آئے تھے اور اسی کے پابند ہو کر رہ گئے اس کے بعد مغرب کے اطراف میسرہ کے فتنے

حرکت اٹھے۔ لہٰذا جب اس مذہب پر تقریباً چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے خلفاء کی اطاعت چھوڑ دی اور ان پر عیسیٰ بن یزید اسود کو حاکم بنایا جو عرب موالی اور خوارج کے رؤسا میں سے تھا۔ انہوں نے پھر سنہ 140ھ سے سجلماسہ شہر کی حد بندی کر لی اور باقیماندہ مکناسہ بھی جو اس طرف رہتے تھے، ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ لیکن وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے کاموں پر بہت نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک دن انہوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 155 میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑے سردار ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول پر متفق ہو گئے۔ جس کا باپ اہل علم لوگوں کی تلاش کرتا تھا۔ وہ پھر مدینہ کی طرف چلا گیا اور تابعین سے ملا، وہاں ان نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے علم سیکھا جس کا ذکر عریب بن حمید نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس نے مویشی رکھے ہوئے تھے۔ اسی نے عیسیٰ بن یزید کے لئے بیعت اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کے دس سالوں بعد سنہ 167 میں فوت ہو گیا۔ وہ اباضی صفری تھا اور اس نے منصور اور بنی عباس کے مہدی کے لئے اپنی عملداری میں خطبے دیئے تھے۔ جب وہ مر گیا تو انہوں نے ان پر اس کے بیٹے الیاس کو حاکم بنا دیا۔ جسے وزیر کہا جاتا ہے۔ لیکن پھر وہ سنہ 194 میں اس کے خلاف ہو گئے اور اسے معزول کر دیا۔ انہوں نے اس کی جگہ اس کے بھائی الیسع بن ابی القاسم اور کسہ بن منصور کو حاکم بنایا اور وہ ان پر اور سجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل 34 سال حاکم رہا۔ وہ بھی صفری تھا اور اس کے عہد میں سجلماسہ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اسی نے سجلماسہ کی تعمیر اور مضبوطی کو مکمل کیا، کارخانوں اور محلوں کے نقشے بنائے اور دوسری صدی کے آخر میں اس میں منتقل ہو گیا پھر اس نے بلاد صفر کو قبضہ میں کر لیا اور درعہ کی کانوں سے خمس لیا۔ اس نے عبدالرحمٰن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اردی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی۔ جب وہ سنہ 208 میں فوت ہو گیا، تو اس کے بعد اس کا بیٹا مدرار حکمران بنا جس کا لقب المنتصر تھا۔ اس کی حکومت لمبی ہو گئی اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام میمون تھا، ان میں سے ایک اردی بنت عبدالرحمٰن بن رستم سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا۔ دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا جس نے اپنے باپ خاص بیٹا ہونے پر تنازعہ کیا، یوں تین سال تک ان دونوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ اور ان دونوں کے باپ مدرار کو صاغیہ کی امارت حاصل تھی لہٰذا ابن نے اس کا مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا۔ ابھی اس نے اپنے باپ کو معزول کر کے اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کیا ہی تھا کہ وہ اپنی قوم اور شہر میں بدکردار ہو گیا، یوں لوگوں نے اسے معزول کر دیا تو وہ درعہ کی طرف آ گیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ مدرار کو اس کی حکومت دیدی لیکن پھر اس کے دل میں آیا کہ وہ دوبارہ صاعیہ کی امارت اپنے اس بیٹے کو دیدے جس کا نام میمون ہے۔ اور رستمیہ عورت کے بطن سے ہے تو لوگوں نے اسے بھی معزول کر دیا اور فاحشہ عورت کے بیٹے میمون کو حکومت دیدی جو امیر کے نام سے معروف تھا۔ اس کے بعد مدرار سنہ 53 میں پینتالیس سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا میمون کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 63 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی تھا وہ سنہ 70 میں فوت ہو گیا لہٰذا اس نے الیسع بن المنتصر کو حاکم بنایا۔ اس نے اس کام کو سنبھالا۔ عبیداللہ شیعی اس کا بیٹا اور ابوالقاسم اس کے دور میں سجلماسہ میں آئے اور المعتضد نے اسے ان دونوں کے بارے میں دھمکی دی کیونکہ وہ اس کی اطاعت میں تھا لہٰذا اس نے ان دونوں کے متعلق شک کیا اور انہیں قید کر لیا۔ یہاں تک کہ شیعی بنی اغلب پر غالب آ گیا اور رقادہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ اس مقابلے میں گیا تا کہ عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو اس کے قید خانے سے نکالے۔ الیسع اپنی مکناسہ قوم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابوعبداللہ شیعی نے اسے شکست دی اور سجلماسہ میں داخل ہو گیا، اس نے اسے قتل کر کے عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو قید خانے سے نکال لیا اور ان دونوں کے لئے بیعت لی۔ عبیداللہ مہدی نے پھر سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو بنایا جو کتامہ کے جوانوں میں سے تھا اور خود افریقہ واپس چلا گیا۔ بعد از ان سجلماسہ کے امراء اپنے والی ابراہیم کے مخالف ہو گئے اور اسے اور اس کے تمام کتامی ساتھیوں کو سنہ 98 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے فتح بن میمون امیر ابن مدرار کی بیعت کر لی۔ جس کا لقب واسول اور میمون ہے اور یہ اس فاحشہ عورت کا بیٹا نہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، یہ اباضی تھا اور اس کی وفات تیسری صدی کے آخر میں ہوئی لہٰذا اس کا بھائی احمد حکمران بنا اور اس کی حکومت ٹھیک ٹھاک رہی یہاں تک کہ مصالہ بن حبوس اپنے کتامہ اور مکناسہ کی فوج کے ساتھ مغرب کی طرف جا کر سنہ 309 میں اس پر چڑھائی کی اور مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے دوست عبیداللہ مہدی کی دعوت پر انہیں پکڑ لیا۔ اور سجلماسہ کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کر لیا اور اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن

سادر بن مدرار کو وہاں کا حاکم بنایا۔ ابھی اس نے حکومت سنبھالی نہیں تھی کہ سنہ 21 میں مہدی کی حکومت سے تھوڑا عرصہ قبل وہ فوت ہو گیا۔ بعد اس کا بیٹا ابو المنتصر محمد بن المعتز حاکم بنا۔ لیکن وہ بھی دس دن حاکم رہا پھر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المنتصر سمکو دو ماہ تک حاکم رہا۔ اس سنی کی وجہ سے اس کی دادی تدبیر امر کرتی تھی پھر اس پر اس کے عم زاد محمد بن فتح بن میمون الامیر نے حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا۔ اس دور عبداللہ نے ابن ابی العافیہ اور تاہرت کے فتنے کی وجہ سے اس پر تباہی ڈال دی پھر وہ اسے ان دونوں کے بعد ابی یزید کے پاس لے دوران محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے باعث اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی، اہل سنت کے مذہب کو اپنایا، خارجیت کو چھوڑ باللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام کا سکہ بنایا جس کا نام اس نے الدراہم الشاکر یہ رکھا، ابن حزم نے یہ بات اسی طرح ہی بیان کی ہے اور کہا بڑا عادل تھا یہاں تک کہ جب بنو عبید نے اس کے لئے تیاری کی اور یوں فتنہ بھڑک اٹھا۔ جوہر الکاتب، پھر المعز لدین اللہ کے عہد میں منہاجیہ اور ان کے دوستوں کی فوج کے ساتھ سنہ 47 میں مغرب پر چڑھائی کے لئے گیا اور سجلماسہ پر غالب آ گیا۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا فتح تاسکرات کے قلعے کی طرف بھاگ آیا جو سجلماسہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں رہنے لگا۔ وہ پھر لباس بدل کر سجلماسہ آیا تو مصر اندر یہ کے ایک آدمی نے اسے پہچان لیا، یوں جوہر نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لایا جیسا بیان کریں گے۔ وہ پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا لہٰذا جب مغرب شیعہ کے خلاف ہو گیا، امیہ کی بدعت چلی اور زناتہ نے حکم المنتصر کی اختیار کر لی تو اس نے سجلماسہ پر حملہ کر دیا اور شاکر کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا۔ یوں المنتصر باللہ نے فخر کیا پھر اس پر اس کے بھائی ابو محمد نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن بیٹھا۔ المعتز باللہ کو یہ خبر پہنچی لیکن وہ ایک مدت تک اس بات پر قائم رہا۔ اس وقت حیثیت کمزور ہو گئی جبکہ زناتہ کی پوزیشن مغرب میں مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ حرزون بن فلفول نے جو ملوک مغراوہ میں سے تھا، سجلماسہ پر میں چڑھائی کی۔ محمد نے اس کے مقابلہ میں المعتز کو نکالا لیکن حرزون نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر کے اس کے شہر اور ذخیرے پر قابض اس نے فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی طرف بھیجا اور یہ منصور بن ابی عامر کی حجابت کے ابتدا کی بات ہے لہٰذا اس نے اسے ان کا منسوب کیا، ایک گنبد میں اس کی لحد کو کھودا اور حرزون کو سجلماسہ کی سرداری دی یوں اس نے ہشام کی دعوت کو سجلماسہ کے کونے کونے میں اور یہ پہلی دعوت ہے جو ان کے لئے مغرب اقصیٰ کے شہروں میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد سب بنی مدرار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے ختم ان سے مغراوہ اور بنی یفرن نے حکومت حاصل کی جیسا کہ اس کی حکومت میں ان کا ذکر آئے گا۔

تسول کے بنو ابو العافیہ قبیلوں کا بیان جن کا تعلق مکناسہ سے تھا

مکناسہ، ملویہ، کرسیف، ملیلہ اور تازا اور تسول کے نواح کے رہنے والے تھے۔ یہ سب اپنی سرداری میں بنی ابی باسل بن ابی الضحاک نزول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ انہی لوگوں نے کرسیف اور رباط تازا کے شہر کو تعمیر کیا تھا اور یہ فتح کے آغاز سے لے کر ہمیشہ اسی حالت رہے۔ تیسری صدی میں ان کی سرداری مصالہ بن حبوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی۔ ان کے دور میں ان کی قوت اور غلبہ اور یہ انہوں نے تازا کی اطراف سے اکای تک کے بربری قبیلوں پر غلبہ پا لیا ان کے اور ادارسہ کے درمیان جو اس عہد میں مغرب کے بادشاہ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ یہ ان کے علاقوں کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان کی حکومت کمزور ہو چکی تھی۔ جب عبیداللہ نے مغرب پر دست اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو یہ اس کے عظیم ساتھیوں اور پیروکاروں میں شامل تھے جبکہ مصالہ بن حبوس اس کے بڑے جرنیلوں میں سے نے اسے تاہرت اور مغرب اوسط کا حاکم بنایا تھا۔ جب مصالہ نے سنہ 305 میں مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور فاس اور سجلماسہ پر غلبہ پا لیا تو کے کاموں سے فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن ادریس اپنی فاس کی امارت چھوڑ کر عبیداللہ کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے اسے فاس کی امارت قائم رکھا۔ اس وقت اس نے اپنے عم زاد موسیٰ بن ابو العافیہ امیر مکناسہ کو تازا تسول اور کرسیف کی عملداری کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ اور شہروں کی امارت بھی دیدی۔ بعد ازاں مصالہ قیروان کی طرف آیا اور موسیٰ بن ابو العافیہ نے مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لیکن جب حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد دی تو وہ اس کے خلاف ہو گیا۔ لہٰذا جب سنہ 309 میں دوبارہ غرق المغرب آیا تو ابن ابی العافیہ

بن ادریس کو تازا اور اسے گرفتار کرلیا۔ اس کا سب مال لے لیا اور اسے اپنی عملداری سے باہر نکال دیا وہ پھر بصرہ اور ریف میں عم زادوں کے پاس چلا گیا اور مصالہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم بنایا پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ اور فوت ہو گیا یوں مغرب میں ابن العافیہ کی حکومت بہت بڑھ گئی پھر سنہ 213 میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر حملہ کیا جو بڑا دلیر اور شجاع آدمی تھا، اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں چھپا دیا۔ اور فاس میں اس وقت داخل ہو گیا۔ جب وہاں کے باشندے غافل پڑے تھے۔ اس نے ریحان کو قتل کر دیا تو لوگوں نے اس کی بیعت پر اتفاق کرلیا۔ پھر وہ ابن العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا لہٰذا فحص اذاماد، میں تازا اور فاس کے درمیان حفصی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس زمانے میں وادی مطاحن کے نام سے معروف ہے۔ ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی اور منہال بن موسیٰ بن ابی العافیہ، مکناسہ سے لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔ نتیجہ ان کے حق میں رہا اور حسن کی فوج کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ شکست کھا کر فاس واپس آ گیا، تو اس کے عدوۃ القرومین کے عامل حامد بن حمدان ہمدانی نے اس سے خیانت کی۔ اس نے اپنی قوت فہم سے اسے قابو کرلیا۔ اس نے پھر ابن ابی العافیہ کو آنے پر آمادہ کیا اور اسے شہر پر قبضہ دلایا۔ اس نے اندلس پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم بنایا اور حامد کو اس کے ساتھی حسن سے طلب کیا، تو حامد گھر والوں کو بلائے بغیر علیحدہ ہی خفیہ طور پر بھاگ گیا اب حسن فصیل سے نیچے اترا، تو گر کر اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ اندلس میں تین راتیں روپوش رہ کر مر گیا۔ جبکہ حامد ابو العافیہ کی سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ یوں ابن العافیہ سارے فاس اور مغرب پر قابض ہو گیا اور اس نے ادارسہ کو وہاں سے جلاوطن کر کے بصرے کے نزدیک انہیں اپنے قلعہ حجر النسر میں جانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے وہاں پر ان کا کئی بار محاصرہ کیا پھر فوجیں نکلیں تو اس نے اپنے جرنیل ابو الفتح کو ان میں اپنا قائمقام بنا۔ لہٰذا اس نے ان کا محاصرہ کرلیا سنہ 19 میں اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ پر خلیفہ بنانے کے بعد وہ تیزی کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اسے عدوۃ القرومین میں اتارا۔ اس نے پھر عدوۃ الاندلس پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا لیکن محمد بن ثعلبہ نے اسے معزول کر دیا۔ اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس پر صاحب الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان غالبؒ آ گیا۔ جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد سے تھا اور جو ادریس الاکبر کا بھائی تھا۔ یوں موسیٰ بن ابو العافیہ الحسن تلمسان پر غالب آ گیا۔ اور اسے ملیلہ کی طرف نکال دیا جو جزائر ملویہ میں سے ہے وہ خود فاس کی طرف لوٹ آیا اور جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پھیلی تو اس نے مقاربت اور وعدے کے ساتھ اس سے گفتگو کی، اس نے اسے فوراً قبول کرلیا اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ دی۔ اس نے ناصر کے لئے منبروں پر خطبے دیئے لہٰذا عبداللہ مہدی نے اپنے جرنیل مصالہ کے بھتیجے حمید بن یصلت مکناسی کو اس کی طرف بھیجا جو تاہرت کا جرنیل تھا اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سنہ 21 میں اس کے حرم پر چڑھائی کی۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے فحص سون میں مڈبھیڑ کی، وہ کئی روز تک نبرد آزمائی کرتے رہے پھر حمید نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی۔ ابن ابی العافیہ تسول چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا۔ جبکہ اس کا جرنیل ابو الفتح ادارسہ کے قلعے سے بھاگ گیا۔ انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد حمید فاس کی طرف تیزی کے ساتھ آیا تو وہاں سے اعزل بن موسیٰ اپنے بیٹے کے پاس بھاگ گیا، وہ حامد بن حمدان کو جو اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا، فاس کا عامل مقرر کر گیا۔ حمید یوں افریقہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اہل مغرب، عبیداللہ کی وفات کے بعد شیعوں کے خلاف ہو گئے۔ احمد بن بکر بن عبدالرحمٰن بن سہل جذامی نے حامد بن حمدان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن ابی العافیہ کی طرف بھجوا دیا۔ اس نے اسے ناصر کے پاس قرطبہ بھجوا دیا گیا۔ وہ مغرب پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں ابو القاسم شیعی کے جرنیل میسور خصی نے سنہ 23 میں مغرب پر چڑھائی کی اور ابن ابی العافیہ اس کے مقابلے سے واپس لوٹ آیا۔ اور قلعہ الکاکی میں پناہ لے لی۔ اب میسور نے تیزی کے ساتھ فاس کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کے عامل احمد بن بکر کو گرفتار کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اہل فاس نے ان سے خیانت کرنے میں جلدی کی تو انہوں نے اپنی حفاظت کی اور حسن بن قاسم لواتی کو اپنا راہنما بنایا۔ میسور نے ایک مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کی طرف راغب ہوئے، انہوں نے اپنے آپ پر اطاعت اور خراج کی شرائط عائد کیں، میسور نے رضامند ہو کر یہ شرائط قبول کرلیں۔ اس نے حسن بن قاسم کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا اور وہ ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے گیا۔ ان دونوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ میسور اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کرلیا۔ اس نے اسے مہدیہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس نے پھر موسیٰ بن

ابی العافیہ کو مغرب کی عملداری سے ملویہ، وطاط اوران کے ماوراء بلاد صحراء میں جلاوطن کر دیا اور وہ قیروان کی طرف لوٹ آیا۔ جب وہ بار شکول کے پاس سے گزرا، اس کا حاکم ادریس بن ابراہیم جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد میں سے تھا اور ادریس الاکبر کا بھائی تھا، وہ اس کے پاس محبت کا اظہار کرتے ہوئے تحفے لے کر آیا۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا، اس کی ساری دولت چھین لی اور اس کی جگہ ان میں سے ابوالعیش بن عیسیٰ کو حاکم بنا دیا۔ اس نے عدوۃ الاندلس کو آباد کیا جس جگہ پر قلعے تھے۔ اب موسیٰ بن ابی العافیہ نے قلعہ ماط کو مضبوط کیا اور ناصر سے گفتگو کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی۔ اس نے پھر تلمسان پر چڑھائی کی لہٰذا ابوالعیش وہاں سے فرار ہو گیا اور بار شکول میں پناہ لے لی۔ وہ سنہ 25 میں اس پر غالب آ گیا تو ابوالعیش تکور چلا گیا اور اس قلعہ میں پناہ لے لی جو اس نے اپنے لئے تعمیر کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابن ابی العافیہ نے تکور شہر پر چڑھائی کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہ اس پر غالب آ گیا۔ اس نے صاحب عبدالبدیع بن صالح کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے مدین کو فوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے ابوالعباس کا قلعے میں محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے قلعے میں اس سے صلح کر لی۔ یوں مغرب اقصیٰ میں ابن ابی العافیہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کی عملداری، محمد بن خزر شاہ مغراوہ اور مغرب اوسط کے حکمران کی عملداری کے ساتھ مل گئی۔ انہوں نے پھر اپنی عملداری میں دعوت اموی کو پھیلایا اور اس نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا۔ ناصر نے اسے اس کے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنا دیا اور اس کی خیر بن محمد کے ساتھ دوستی ہو گئی جیسا کہ ان کے آباء کے درمیان تھی۔ لیکن پھر ان دونوں کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی اور دونوں لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن سعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کے اختلافات کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا تو اس کی مرضی کے مطابق یہ کام احسن طریقے سے تکمیل کو پہنچ گیا۔ سنہ 35 میں اس کا بھائی بوری منصور کی فوج سے الگ ہو کر احمد بن بکر جذامی عامل فاس کے ساتھ بھاگ کر اسے آملا۔ جبکہ احمد بن بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی۔ اس نے ان کے عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے لئے کام سے فارغ ہو گیا۔ پھر بوری اپنے بھائی مدین کے پاس چلا گیا اور اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے اور اپنے دوسرے بیٹے معتز کے ساتھ تقسیم کیا لہٰذا وہ چولہے کے تین پائے تھے اس کے بعد شوری سنہ 45 میں ناصر کی طرف گیا تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ اس کے بعد فاس اور اس کے نواح پر مغراوہ غالب آ گئے اور مغرب میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ انہوں نے مکناسہ کو اس کے اطراف اور مضافات سے نکال دیا اور وہ اپنے مواطن میں چلے گئے جبکہ اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے زمانے میں وہاں سے آگے بڑھ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سنہ 86 میں ان کے باغی زیری بن عطیہ نے سر اٹھایا تھا لہٰذا واضح، مغرب پر قابض ہو گیا اور ان کو ان کے علاقوں میں واپس لے آیا۔ اس کے بعد مغرب اوسط پر ملکین بن زیری غالب آ گیا اور اس پر مغراوہ کے ملوکہ بن خزر نے غلبہ پا لیا یوں مکناسہ کی طاقت مسلسل برقرار رہی اور وہ ہمیشہ ہی بنی مزیدی کی اطاعت اور ان کی مدد میں لگے رہتے۔ اس دوران اسماعیل بن توری حماد کی ان لڑائیوں میں جو اس نے بادیس کے ساتھ کیں، سنہ 405 میں شلف میں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا، پھر یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا۔ لہٰذا قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کی اور معتصرہ مغراوی کی وفات کے بعد اہل فاس اور زناتہ کے دادخواہ نے مدد مانگی تو وادی صفر میں مرابطین کی فوجوں سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں یوسف بن تاشفین نے اپنی جگہ سے اس پر چڑھائی کی اور قلعہ فازاز کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے قاسم بن محمد اور مکناسہ اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں وہ پھر زبردستی فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر مکناسہ کے علاقوں پر چڑھائی کی اور قلعے میں داخل ہو کر قاسم کو قتل کر دیا۔ مغرب کی ایک تاریخ میں ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات سنہ 405 میں ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابوعبدالرحمن کو حاکم بنایا تھا۔ جب وہ سنہ 30 میں فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم بنایا اور وہ بھی سنہ 46 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا تھا۔ جب سنہ 63 میں لمتونہ نے اس پر حملہ کیا تو سول ہلاک ہو گیا اور مغراوہ کی حکومت کے خاتمے ہی کے ساتھ مغرب سے مکناسہ کی حکومت جاتی رہی والامر للہ وحدہ۔ ان مواطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں رہتے ہیں اگرچہ حکومتوں نے ان سے سخت برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے ان کے صحن میں قوموں کے ڈیرے لگوائے ہیں مگر وہ بڑے خوددار اور بڑے متحمل مزاج ہیں، انہیں حکومت کی مدد کرنے اور

فوجوں کے جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان میں حمالیہ اور مکناسہ بھی ہیں مگر اس زمانے میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں۔ ان یشاء یذھبکم ویأت بخلق جدید وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

بنی ورطیف کے بارے میں یہ آخری گفتگو ہے اب ہم بقیہ زناتہ بربریوں کے حالات کی طرف جاتے ہیں۔ واللّٰہ ولی العون وبہ المستعان۔

باب:۱۹

ہوارہ اور البرانس کے حالات کا بیان جو بربری قبائل سے تعلق رکھتے ہیں

عرب اور بربری نسابوں کے مابین اتفاق ہے کہ ہوارہ البرانس کے بطون سے ہیں۔ البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں سے ہیں۔ وہ کبھی کہتے ہیں کہ عاملہ سے ہیں جو قضاعہ کا ایک بطن ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ مسور بن سکاسک بن وابل بن حمیر کی اولاد سے ہیں۔ لیکن جب وہ درست بات کی جستجو کریں گے تو اسے اس طرح پائیں گے مسور بن سکاسک بن اشریس بن کندہ وہ اس کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں ہوارہ بن ادریغ بن جنون بن المثنیٰ بن مسور۔ ان کے نزدیک ہوارہ، منہاجہ، لمطہ، کرولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو تنہل کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ اور مسور ان سب کا جد ہے جو البتر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادغیس الابتر کے ہاں اترا۔ وہ چار بھائی تھے یعنی لوا، ضرا، اداس اور نفوس۔ انہوں نے پھر اپنی بہن بصکی العرجار بنت زحیک کو اس سے بیاہ دیا، تو اس سے مثنیٰ وسط ہوا جو ہوارہ کا باپ ہے۔ مسور بن عافیل کے بعد ابن زعزاع نے اس سے شادی کی جو منہاجہ، لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بھائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ یہ مثنیٰ کے ماں جائے بھائی ہیں اور سب اسی کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ مثنیٰ بن مسور کے ہاں حبوز پیدا ہوا پھر حبوز بن مثنیٰ کے ہاں ریغ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ادریغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے قبائل پہچانے جاتے ہیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہے کہ جب مسور، ملکوں میں گھوما اور مغرب میں داخل ہوا تو اس نے کہا لـقد تهـورنا یعنی کہ ہم ہلاک ہو گئے۔ بعض بربری نسابوں نے یہی بات بیان کی ہے لیکن میرے نزدیک واللہ اعلم، یہ واقعہ بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے اور بناوٹ کے آثار اس پر غالب ہیں۔ یہ ہی بات تقویت دیتی ہے اور سابق اور اس کے اصحاب جیسے محقق نساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوارہ میں داخل ہیں، اس وجہ سے کہ ہوار نے زحیک کو ام اداس کے پاس چھوڑا اور اداس اس کی گود میں پروان چڑھا۔ پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوار کا جد ہے کیونکہ مثنیٰ اس کا جد اعلیٰ ہے اور وہ ابن بصکی ہے جو زحیک کی بیٹی ہے اور وہ زحیک کی پانچویں پشت میں ہے لہٰذا وہ اسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ سکتا ہے؟ یہ بعید از عقل بات ہے اور دوسری بات ان کے نسابوں کے نزدیک پہلی بات سے درست ہے۔

ہوارہ کے بطون

ہوارہ کے بطون بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ان میں اکثریت بنو نبہ کی ہے۔ ادریغ بھی بہت مشہور ہے، اس کی شہرت اور کبرسنی کے باعث سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ ادریغ کے چار بیٹے ہیں، ہوار یہ سب سے بڑا ہے اور مغر، قلدن اور مندر۔ ان میں سے ہر ایک کے بہت سے بطون ہیں اور سب ہوار کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مغر کے بطون میں سے ماوس، زمور، کیاد اور مسوای ہیں، ان چاروں بطون کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے جبکہ سابق مطماطی اور اس کے اصحاب نے ورجین اور منداسہ اور کرکودہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ قلدن کے بطون سے خماصہ، ورصلیف، بیانہ اور وبل ہیں۔ ان چاروں کا ذکر ابن حزم اور سابق نے کیا ہے۔ بطون مار سے ملیلہ، سطط، ورفل، اسیل اور مسراتہ ہیں، ان کا ذکر بھی ابن حزم نے کیا ہے۔ ان سب نے انہیں بنولھال بن ملک کہا ہے اور سابق بھی یہی کہتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وریتفن نہانہ میں سے ہے۔ بطون ہوارہ میں بنو کہلان بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملیلہ بھی ان کے بطون میں سے ہے۔ بربری نسابوں کے نزدیک ان کے بطون میں عریان، ورغہ، زکارہ، مسلاتہ اور مجریس بھی ہیں۔ تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وریتفن بھی انہی میں سے ہے۔ اسی زمانے میں مجریس وریتفن کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ سابق اور اس کے اصحاب کے نزدیک بنو کہلان اور ورجین مغر کا ایک بطن ہیں۔ جبکہ بنی کہلان کے بطن سے بنی کی، ورتاکسط ہتورہ اور ہوار ہیں۔

اور اس بن زحیک بن بادغیس کے بطون وہ امراء ہیں جو ہوارہ میں داخل اور وہ کافی ہیں۔ جن میں ہراعتہ، ترہوتہ، شتانتہ، اندادۃ، ہیزونہ، اوطیعہ اور صبرہ ہیں، ان سب کو ابن حزم اور سابق اور اس کے اصحاب نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔

ہوارہ کے حالات

ہوارہ کی اکثریت اور ان کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسبی اور صمغری بھائیوں کے مواطن فتح کے آغاز ہی سے طرابلس کے نواح اور اس کے آس پاس برقہ میں تھے۔ جیسا کہ مسعودی اور البکری نے بیان کیا ہے کہ یہ الگ مسافر اور مقیم تھے، ان میں سے کچھ صحرا کو طے کر کے جنگل کے علاقے میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے گزر گئے جو ملمین کے قبیلوں میں سے ہے۔ سوڈان کے علاقے کوکو کے پاس افریقہ کے سامنے ہے اور وہ اپنے نسب ہسکارہ سے معروف ہیں۔ واقعہ ارتداد اور اس کی لڑائیوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ بعدازاں خارجیت کے قیام میں بھی انہوں نے کارنامے دکھائے، خصوصاً اباضی خارجیوں نے۔ ان میں سے عبدالواحد بن یزید نے عکاشہ فزاری کے ساتھ حنظلہ کے خلاف خروج کیا اور ان کے اور حنظلہ کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں پھر اس نے ان دونوں کو ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں سنہ 124 میں شکست دے کر قتل کر دیا۔ جب سنہ 126 میں یحییٰ بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف خروج کیا تو اس کے پاس اس کی قوم کے بہت سے لوگ اور دیگر لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ طرابلس کے قائد نے عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے کنارے ان کے ایک ساحل پر چڑھائی کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے شکست کھائی اور عام ہوارہ قتل ہوئے۔ ان میں عبدالرحمٰن بن حبیب کے ساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن مسلم بھی تھا بعدازاں ان میں سے کچھ شہرت یافتہ جوان طارق بن زیاد کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں ٹھہر گئے، ان کے باقیماندہ لوگوں میں بنو عامر بن وہب تھے جو لتونہ کے زمانے میں اس کی اولاد کا امیر تھا۔ وہ بنی ذوالنون بھی تھے جوان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گئے اور پھر ان کے ساتھ طلیطلہ آئے تھے۔ جبکہ بنو زرین اصحاب السلسلہ تھے۔

اس کے بعد سنہ 196 میں ہوارہ نے ابراہیم بن اغلب پر حملہ کر دیا، انہوں نے طرابلس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسے برباد کر دیا۔ اس میں عیاض اور وہب نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور قتل کیا۔ بعدازاں عبدالوہاب بن رستم نے تاہرت میں ان کے دارالامارۃ سے لے کر طرابلس تک ہوارہ کے لئے وسیع میدان بنائے اور اس نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ یوں وہ عبدالوہاب کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ نفوسہ کے قبیلے بھی تھے۔ انہوں نے پھر طرابلس میں ابوالعباس بن اغلب کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم قیروان میں فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وصیت کی لہٰذا اس نے انہیں صحرا دینے کی شرط پر ان سے صلح کر لی اور عبدالوہاب نفوسہ کی طرف واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر فوجوں کے ساتھ صقلیہ میں لڑائی کی اور اس کی فتح کو ان میں سے زواوہ نے دیکھا جو عام حلیف رکھتے تھے انہوں نے پھر ابی یزید النکاری کے ساتھ مل کر لڑائیوں میں کارنامے دکھائے اور وہ پھر اپنے مواطن جبل اور اس اور مرجاجنہ سے اس کے پاس آ گئے۔ لوگ اس کی دعوت دینے لگے، وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کارنامے دکھائے۔ اس لڑائی میں سب سے نمایاں بنو کہلان تھے۔ جب ابو یزید فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے تو اسماعیل منصور نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور خوب خونریزی کی۔ یوں بنی کہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر حکومتوں نے ان پر اپنے پاؤں پسار دیئے اور وہ ہر جانب سے ٹیکس گزار قبیلوں میں شامل ہو گئے۔ اس زمانے میں ان میں سے مصر میں کچھ متفرق قبائل آباد ہیں جنہوں نے اکرہ بحبارہ اور سیادبنہ کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ جبکہ دوسرے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور الشانیہ کے نام سے معروف ہیں۔ وہ الحرۃ کے ساتھ جو سلیم کے بطون لہث سے ہے، افریقہ کی ارض تلول سے جو تیسہ سے مرجاصہ اور باجہ تک ہے، سفر کرتے ہیں۔ وہ زبان اور لباس، خیموں میں رہنے بسنے اور گھوڑوں کی سواری کرنے، اونٹ جمع کرنے، لڑائیاں لڑنے اور اپنے ٹیلوں میں گرمی اور سردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کے چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ بربریوں کی عجمی زبان فراموش کر چکے ہیں اور اس کے بدلے میں عرب کی فصیح زبان کو اپنا چکے ہیں لہٰذا کوئی شخص ان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔

ان میں سب سے پہلے جو تبسہ کے قریب رہتا ہے، وہ قبیلہ ورپفن ہے۔ اس زمانے میں ان کی سرداری یغرن بن حناش کی اولاد میں سے،

رحمان بن فلان کی اولاد کو حاصل ہے۔ وہ ان سے قبل ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنیفن میں سے ہے ان کے مواطن مزماجہ اور تبسہ اور ان کے اردگرد کے میدان ہیں۔ مشرقی جانب میں ان کے درمیان ایک اور قبیلہ آباد ہے جو قیصرون کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری بنی مرمن کے گھرانے میں ہے جو زعازع اور حرکات کی اولاد کے درمیان ہے ان کے مواطن قفص آبہ اور ارنس کے نواح میں ہیں۔ ان کے ساتھ مشرق کی جانب ایک اور قبیلہ ہے جو نصورہ کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری الرمامنہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے در بہامہ قبیلہ کے مواطن تبسہ سے صامتہ تک اور وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے علاقے اور میدانوں تک ہیں۔ ساحل میں ان کے پڑوس میں باجہ کے نواح تک ہوارہ کا ایک اور قبیلہ رہتا ہے جو بنی سلیم کے نام سے مشہور ہے، ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک بطن ہے جو ہذیل سے ہے اور جو مدرکہ بن الیاس سے ہے، یہ لوگ اپنے حجازی وطن سے ہلالی عربوں کے ساتھ ان کے مغرب میں داخل ہونے کے وقت سے تھے۔ انہوں نے پھر افریقہ کے اس جانب کو اپنا وطن بنالیا۔ اور ہوارہ سے مل جل گئے وہ انہی میں شمار ہونے لگے۔ اسی طرح ان کے ساتھ ریاح کا ایک اور بطن بھی تھا جو ہلال سے تھا، وہ عتبہ بن مالک بن ریاح کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ تاوان اور سفر وغیرہ میں انہی کے ساتھ شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ مرداس بنی سلیم کا بھی ایک بطن تھا، جو بنی حبیب کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حبیب بن مالک تھا۔ وہ دیگر ہوارہ اور مضافات افریقہ کی طرح اس زمانے میں ٹیکس گزار ہیں، گائے بکریاں رکھتے ہیں اور گھڑ سواری کرتے ہیں۔ افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں عائد کی ہوئی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں نے مقررہ قانون کے تحت خراج کے رجسٹر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہیں۔ ان پر بھی بادشاہ کی لڑائیوں میں معین فوج بھیجنی ضروری ہے جو بادشاہ کی چھاؤنی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہوتی ہے۔ ان کے رؤساء کی رائے قطعی ہوتی ہے۔ انہیں حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہوتا ہے اور یہ ہوارہ کے ساتھ ان کے پہلے مواطن میں جو طرابلس کے نواح میں ہیں، سفر کر کے اور مقیم رہ کر رابطہ پیدا کرتے ہیں اور عربوں نے ان کو تقسیم کر دیا ہے۔ جب سے وہ حکومت کے سایے سے باہر آئے ہیں، یہ ان پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے ٹیکس کے لئے ان کو غلاموں کی طرح قابو کر لیا ہے۔ وہ ان سے چراگاہیں تلاش کرنے، لڑائی کرنے میں ہونہ اور رقلہ کی طرح بہت کام لیتے ہیں۔ مجریس زرزر میں رہتے ہیں جو طرابلس کی ایک بستی ہے۔ جبکہ ہوارہ میں سے ایک قبیلہ طرابلس کی آخری عملداری میں سرت اور برقہ کے قریب رہتا ہے، انہیں مسراتہ کہتے ہیں جنہیں کثرت اور عزت حاصل ہے اسی لئے عربوں کے ٹیکس ان پر بہت کم ہیں۔ اور وہ انہیں عزت سے دیتے ہیں۔ وہ تجارت کے سلسلے میں مصر، سکندریہ اور افریقہ کے بلاد الجرید اور سوڈان میں بہت زیادہ آتے جاتے ہیں۔

اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قابس اور طرابلس کے سامنے پہاڑ ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور مغرب سے مشرق کی طرف جاتے ہیں۔ غربی جانب میں سب سے پہلے دمر سکینہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی قومیں آباد ہیں جبکہ مغربی جانب سے اس کا پھیلاؤ فاس اور صفاقس تک ہے۔ مشرقی جانب نفوسہ کی دوسری اقوام رہتی ہیں جس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے، مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے۔ جہاں نفوسہ، مغراوہ اور سدراتہ کی بہت بڑی قوم آباد ہے۔ وہ اس کی جانب تین دن کی مسافت پر ہے۔ اس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے، جس پر مشرقی جانب سے اس کے ساتھ جبل مسلاتہ مل جاتا ہے۔ اسے ہوارہ کے قبیلے، مسراتہ اور برقہ کے علاقے تک آباد کئے ہوئے ہیں۔ یہ جبال طرابلس کا آخری پہاڑ ہے جبکہ پہاڑ ہوارہ، نفوسہ اور لواتہ کے مواطن میں سے ہیں، ان میں سے بنی خطاب ملوک زدیلہ کا جو برقہ کا ایک شہر ہے بڑا مقام ہے جبکہ زدیلہ ان کا دارالسلطنت ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے مشہور ہیں۔ اسے زدیلہ بن خطاب کہا جاتا تھا۔ جب یہ شہر برباد ہو گیا تو یہ وہاں سے منتقل ہو کر خزان میں آ گئے جو بلاد صحرا میں سے ہے اور انہوں نے اسے اپنا وطن بنالیا، وہاں پر انہیں بادشاہی اور حکومت حاصل تھی، یہاں تک کہ قراموش الغزی الناصری آ گیا جو صلاح الدین کے بھائی تقی الدین کا غلام تھا جیسا کہ ہم غوری بن مسوفہ کے تذکرہ اور حالات کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے۔ اس نے اولاد داد جلہ کو فتح کیا اور اس کے بعد خزان کو بھی فتح کیا۔ اس نے اس کے عامل محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنفل بن خطاب کو گرفتار کر لیا۔ جو ان کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے اس کو ابتلا میں ڈالا۔ اس نے اس سے اموال کا مطالبہ کیا اور اسے اس قدر عذاب دیا کہ وہ ہلاک ہو گیا، یوں ہوارہ کے بنی خطاب کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

ہوارہ کے مغرب میں قبیلے

مغرب میں ہوارہ کے بہت سے قبیلے ہیں جو ان مواطن میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہیں۔ شادیہ کے سفر کرنے والے اپنی چراگاہوں کی تلاش میں اس کے نواح میں گھومتے پھرتے ہیں۔ آج کل وہ ہر جانب میں خراج کے غلام بن گئے ہیں اور فتوحات کے ایام میں کثرت کے باعث جو انہیں حاصل تھی، وہ جاتی رہی ہے۔ اب وہ قلت کے باعث وادیوں میں منتشر ہیں اور مغرب اوسط میں سب سے مشہور اس پہاڑ پر رہنے والے ہیں جو بطحاء پر جھانکتا ہے اور جو ہوارہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسراتہ اور اس کے دیگر بطون بھی ہیں جن کے رؤساء بنی اسحاق میں سے مشہور ہیں۔ یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلومین کے پاس تھا لہٰذا جب وہ ختم ہو گئے تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ ان کی سرداری، بنی عبدالعزیز میں تھی۔ پھر ان کے عم زادوں میں سے ایک آدمی اسحٰق کے نام سے نمایاں ہوا۔ اور ملوک قلعہ نے اسے عامل بنا دیا، یوں سرداری بنی اسحٰق کی اولاد میں رہی۔ ان کے بڑے سردار محمد بن اسحٰق نے اس قلعے کی حفاظت کی جو ان کی طرف منسوب ہے۔ اس کی سرداری پھر ان میں سے ان کے بھائی جیول نے وراثت میں حاصل کی اور پھر یہ اس کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی۔ جب مغرب اوسط پر بنی عبدالواد کی حکومت تھی تو انہوں نے سلطان سے رابطہ پیدا کیا پھر وہ ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگے بعد ازاں ابوتاشفین نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو بنی ورجین پر غالب آنے کے بعد ان پر قائد مقرر کیا اور ان پر ٹیکس لگائے، اس نے ان کا اچھی طرح انتظام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان کے معزز لوگوں کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد بنی مرین کے مغرب اوسط پر غالب آنے کے بعد بنی عبدالواد کے لئے سلطان ابوالحسن نے عبدالرحمٰن بن یعقوب کو ان لوگوں کے قبیلہ پر عامل مقرر کیا پھر اس کے بعد بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف کو عامل مقرر کیا۔ بعد ازاں قبیلے کا حال زبون ہو گیا اور وہ پہاڑ پر رہنے والا بنا کیونکہ بنی عبدالواد کی حکومت نمودار ہو چکی تھی یہ پھر اندھیروں میں کھو گئے۔ بنی اسحاق کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانے تک ان کی یہی پوزیشن ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

مجیسہ، ازواجہ اور مسطاسہ کا بیان

ازواجہ، وزداجہ کے نام سے بھی معروف ہیں اور یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں۔ بربریوں کے نساب انہیں زناتہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازواجہ زناتہ میں سے ہے یا وزداجہ ہوارہ میں سے ہے لیکن یہ دو الگ الگ بطن ہیں اور انہیں بڑی کثرت حاصل ہے۔ مغرب اوسط میں ان کے مواطن وہران کی جانب ہیں۔ انہیں فتن وحروب میں بڑی عزت اور مقام حاصل ہے جبکہ مسطاسہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ان کے بطون کے شمار میں آتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مسطاس کے بھائی ہیں جو وزداج کا بھائی تھا۔ واللہ اعلم۔ ان کے جوانوں میں سے قابل ذکر جوان شجرہ بن عبدالکریم مسطاسی اور ابودلیم بن خطاب تھے اور ابودلیم ساحل تلمسان سے اندلس گیا تھا۔ وہاں پر اس کے بیٹوں کا قرطبہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ بطون ازواجہ میں سے بنو مشقق تھے جو کہ مہران کے پڑوسی تھے۔ اور مرس میں دہران میں اموی حکومت کے آدمیوں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدون کے ساتھ اترا۔ لہٰذا انہوں نے بنی مسکن کو داخل کیا اور سات سال دہران پر قابض رہے۔ وہ اس میں دعوت اموی کے لئے مقیم رہے لہٰذا جب شیعہ دعوت ظاہر ہوئی اور عبیداللہ مہدی نے تاہرت پر قبضہ کر لیا، تو ابن نے دواس بن مولاۃ کو جو کتامہ میں سے لقیط کا آدمی تھا، اس پر حاکم بنایا اور بربری بھی ان کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر بنی مسکن بھی اس میں شامل کر دیا۔ اور انہوں نے ان کی بات مان لی۔ بعد ازاں محمد بن ابی عون بھاگ گیا اور دواس، صولات، السحب اور معزاق چلا گیا، انہوں نے پھر لڑائی کی آگ بھڑکا دی اور دواس کی بنیاد کی حد بندی کی۔ اس نے محمد بن ابی عون کو دوبارہ اس کی حکومت دی، تو وہ پہلے سے بھی بہت اچھی حکومت بن گئی۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عبداللہ کے زمانے میں تاہرت پر میسرہ ابن ابی محمہ کو حاکم بنایا جس پر بربریوں نے اس کے خلاف خروج کیا۔ انہوں نے ابن ابی العافیہ کے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے وقت مروانی دعوت پر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہیں محمد بن عون حاکم دہران اور ابوالقاسم میسور نے پکڑا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے دوبارہ مروانیہ کا اطاعت گزار بنا دیا۔ اس کے بعد ابی یزید کا واقعہ ہوا اور دیگر بربریوں نے

عبیدیوں کے خلاف بغاوت کر دی، یوں زناتہ کی حیثیت مضبوط ہو گئی اور وہ مروانیوں کی دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد نفزی کو مغرب کی حکومت دی، یوں اس نے اسے محمد بن ابی عون اور قبائل ازواجہ کو اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے مخاطب کیا کیونکہ دونوں قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے دشمنی پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر ازواجہ کی طرف چڑھائی کر کے جبل کیدرہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر سنہ 343 میں ان کی جماعت کو منتشر کر دیا اور دہران پر چڑھائی کی۔ اس نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے اس میں آگ بھڑکا دی اور ازواجہ سے لڑائی کی۔ اور ان کی سرداری اندلس کے ساتھ جا ملی تب یہ لوگ وہیں رہنے لگے۔ ان میں حزرون بن محمد، منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے مظفر کے کبار اصحاب میں سے تھا، وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور یوں ازواجہ ذلت و رسوائی کی حالت میں باقی رہ گئے اور ٹیکس دینے والے قبیلوں میں شامل ہو گئے۔

عجیسہ کے حالات

یہ البرانس کے بطون میں سے عجیسہ کی اولاد میں سے ہیں جو برنس میں سے ہے۔ اس اسم کا مدلول بطن ہے۔ بربری بطن کو اپنی زبان میں عدس کہتے ہیں۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اس کی ''دال'' کو جیم مخففہ سے بدل دیا۔ انہیں بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے، جبکہ یہ اپنے بطون میں منہاجہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے بقایا اس زمانے میں تونس کے نواح اور ان پہاڑوں میں رہتے ہیں جو مسیلہ پر جھانکتے ہیں۔ ان میں سے کچھ جبل قلعہ میں رہتے ہیں اور ان کا فتنہ ابی یزید میں بڑا حصہ تھا۔ جب منصور نے انہیں شکست دی تو وہ ان کی طرف آیا اور ان کے قلعوں میں سے کتامہ کے ایک قلعے میں پناہ لے لی یہاں تک کہ اس پر حملہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے جگہ کی تلاش میں جلدی کی تو ان کے درمیان اس کی حد بندی کی اور وہاں اترا۔ اس نے اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کی حد بندی کو وسیع کیا۔ وہ آل حماد کا دار الخلافہ تھا، جب عجیسہ کے مقابلے ہوئے اور ان کی شوکت جاتی رہی تو اس شہر نے مدت تک عجیسہ کی امیدوں کو پورا نہیں کیا۔ انہوں نے کئی بار قلعہ کا قصد کیا اور ان کے بادشاہوں پر عیاص کو چڑھا لائے لہٰذا تلوار نے ان کا کچومر نکال دیا اور پھر وہ ہلاک ہو گئے۔ ان کے بعد قلعہ بھی تباہ ہو گیا اور اس پہاڑ کے وارث عیاص بن گئے جو ہلالی عربوں میں سے تھے۔ مغرب کے قبیلوں میں بہت سے عجیسہ پھیلے ہوئے ہیں۔

اروبہ کا بیان جو البرانس کا بطون ہے

تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت اور غلبہ حاصل تھا، وہ سب فتح اروبہ کے زمانے میں تھے۔ ہوارہ اور منہاجہ، برانس میں سے تھے جبکہ نفوسہ اور زناتہ اور مطفرہ اور نفزادہ البتر میں سے تھے۔ فتح کے زمانے میں اروبہ کو تقدم حاصل تھا کیونکہ یہ بڑی تعداد والے اور بڑی قوت و طاقت والے تھے۔ یہ ادرب بن برنس کی اولاد میں سے تھے۔ یہ کئی بطون ہیں جن میں سے بجایہ، نفاسہ، نجد، زکوجہ، مزجانہ، رغیوتہ اور دیلقوسہ ہیں۔ فتح کے موقع پر ان کا امیر ستردیر بن رومی بن بارزت بن بزریات تھا جس نے ان پر 73 سال سرداری کی اور فتح اسلامی کو پایا۔ وہ سنہ 71 میں فوت ہو گیا، اس کے بعد کسیلہ بن لزم اوربی ان کا سردار بنا، وہ سب برانس کا امیر تھا جب سنہ 55 میں ابن مہاجر تلمسان آیا اس وقت کسیلہ بن لزم مغرب اقصیٰ میں اپنی اوربی فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا لہٰذا ابوالمہاجر کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے اسلام پیش کیا، اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس نے اسے بچا لیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اور اس کے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ دوسری حکومت میں یزید کے زمانے میں سنہ 62 میں عقبہ آیا، تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا۔ جب ابوالمہاجر اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بڑھا تو اس نے اس بات کو قبول نہ کیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی۔ اس کے ہراول دستے میں زہیر بن قیس بلوی تھا لہٰذا اس نے اسے ذلیل و عاجز کر دیا اس کے بعد بربریوں کے بادشاہوں اور ان لوگوں نے جو مزنجہ میں سے الزاب اور تاہرت میں اس کے شامل ہو گئے تھے، اس سے لڑائی کی لہٰذا اس نے ان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا۔ بعد ازاں غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت کی، اس سے حسن سلوک کیا، اسے تحفے دیئے اور بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ابولیلہ، مسوس اور ان کے اردگرد کے ملثمین نے ان کی مدد کی لہٰذا اس نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی بنائے۔ وہ پھر ساحل سمندر تک پہنچ گیا اور کامیاب و کامران واپس آیا۔ وہ اپنی لڑائیوں میں کسیلہ کی توہین اور استخفاف کرتا تھا اور وہ اس کی قید میں تھا۔ ایک دن اس نے

اسے حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے لہٰذا اس نے اسے اپنے غلاموں کو دیدیا۔ عقبہ نے چاہا کہ وہ خود یہ کام کرے، اس نے اسے ڈانٹا تو کسیلہ غضب ناک ہو کر بکری کی طرف گیا۔ جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑھی پر مل لیتا، اس پر عرب کہتے اے بربری! یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ ایک مزدور ہے۔ اس پر ان کا ایک شیخ انہیں کہتا کہ بربری تم کو دھمکیاں دیتا ہے۔ جب اس بات کی اطلاع ابوالمہاجر کو ملی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا، وہ کہنے لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جابروں سے دوستی چاہتے تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں جابر اور عزت دار ہے، وہ شرک سے قریب العہد ہے اور فسادی ہے۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ اس سے عہد لے اور اسے اس کے حملے سے اسے خوفزدہ کیا مگر عقبہ نے اس کے قول کو کوئی اہمیت نہ دی لہٰذا جب وہ لڑائی سے واپس لوٹا اور طبنہ پہنچا تو اس نے اس اعتماد پر کہ اس نے ملکوں کو زیر کر لیا ہے اور بربریوں کو ذلیل کر دیا ہے، فوجوں کو قیروان کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر گیا۔ اور تہودہ کی طرف چلا گیا کہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتارے۔ لہٰذا جب فرنجہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے اس کے بارے میں لالچ کیا اور کسیلہ بن لزم سے مراسلت کی، اس نے اسے بتایا کہ یہ اس کے متعلق ایک موقع ہے تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اپنے عمزادوں اور ان کے پیروکار بربریوں سے مراسلت کی۔ وہ پھر عقبہ اور اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے تہودہ میں جالیا، یوں قوم پیدل چل پڑی اور انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے۔ عقبہ اور اس کے اصحابؓ نے جنگ کی مگر ان میں سے کوئی بھی نہیں بچا، وہ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے جو ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے۔ ان میں ابوالمہاجر بھی تھا اور اس کے اصحاب اس کی قید میں تھے لہٰذا اس روز اس کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس زمانے سے الزاب میں عقبہ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے صحابہ کی قبریں موجود ہیں۔ عقبہ کی قبر کو اونچا کیا گیا ہے پھر اس پر چونا لگا دیا گیا ہے۔ اس پر ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے وہ مزارات اور برکت کے مقامات میں شمار ہوتی ہے بلکہ وہ زمین کے قبرستانوں سے اشرف زیارت گاہ ہے کیونکہ اس میں شہید صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد دفن ہے جن کے مٹی بھر دیئے ہوئے جو کے ثواب کو بھی کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت صحابہ میں سے محمد بن اوس انصاری، یزید بن خلف العبسی اور ایک جماعت ان کے ساتھ قید ہو گئی جنہیں ابن مصادر حاکم قفصہ نے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور زہیر بن قیس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے ساتھ صاحب اولاد اور صاحب مال لوگ بھی شامل ہو گئے لہٰذا اس نے اسے امان دی اور قیروان میں داخل کیا۔ وہ افریقہ اور پھر وہاں پر رہنے والے باقیماندہ عربوں کا پانچ سال تک امیر بن گیا اور اس کے ساتھ ہی یزید بن معاویہ کی موت اور ضحاک بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مرج راہط میں لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد آل زبیر کی لڑائیاں بھی ہوئیں جس سے خلافت کی حیثیت کمزور ہو گئی اور مغرب میں لڑائی بھڑک اٹھی۔ جلد ہی زناتہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے اس بار کو اٹھایا، مشرق سے فتنے کے آثار کو دور کیا۔ زہیر قیس سلطان عقبہ کی وفات کے وقت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا لہٰذا اس نے اسے مدد بھیجی اور اسے جابرہ کی لڑائی اور عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کا منتظم بنایا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں ہزاروں عربوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ کسیلہ نے البرانس اور دیگر بربریوں کو جمع کیا اور فوج لے کر قیروان کے نواح میں اس سے لڑائی کی۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی پھر بربری شکست کھا گئے اور کسیلہ اور اس کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے۔ عربوں نے ان کا مرماجنہ اور پھر ملویہ تک تعاقب کیا۔ بربریوں نے ذلیل ہو کر قلعوں کی پناہ لی اور اوربہ کو ان کے درمیان شرکت حاصل ہو گئی۔ اب اس کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے دیار میں ٹھہر گئی پھر اس کے بعد ان کا کوئی تذکرہ باقی نہ رہا۔ انہوں نے مغرب میں دلیلی پر قبضہ کر لیا جو جبل زرہون کی جانب فاس اور مکناسہ کے درمیان واقع ہے، وہ پھر اسی حالت میں قائم رہے۔ اس دوران قیروانی فوجوں نے کئی بار مغرب پر اقتدار جمایا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں اس کے خلاف خروج کیا اور وہ مدینہ میں سنہ 45 میں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے عمزاد حسین بن علی بن حسن المثلث ابن حسن المثنی ابن حسن السبط نے ہادی کے زمانے میں بغاوت کی لیکن وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر فخ مقام پر سنہ 169 میں قتل ہو گیا، اور اس کے ساتھ بہت سے اہل بیت بھی مارے گئے۔ ادریس بن عبداللہ، مغرب کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 172 میں اوربہ کے ہاں اترا۔ اس وقت دلیلی میں ان کا امیر اسحٰق بن محمد بن عبدالحمید تھا۔ جس نے اسے پناہ دی اور بربریوں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا۔ جلد ہی زوغہ، لواتہ، سراتہ، غماۃ، نفزۃ، مکناسہ، غمارۃ اور کافہ کے مغربی بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے اس کے احکام کی فرمانبرداری کی اور مغرب میں اسے مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی۔ یوں اس کی اولاد اس حکومت کے ختم

ہونے تک اس کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم نے فاطمی حکومت میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتامہ کے حالات کی روداد اور ان کی حکومت کا بیان

بربری نسابوں کے نزدیک کتام بن برنس کی اولاد میں سے یہ قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگجو، طاقتور اور حکومت پر زیادہ اثر انداز ہے۔ اسے کتم بھی کہا جاتا ہے۔ عرب نسابوں کا بیان ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلبی اور طبری نے بھی بیان کی ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صیفی ہے جو ملوک تابعہ میں سے تھا، اسی نے افریقہ کو فتح کیا تھا اور اسی کے نام پر افریقہ رکھا گیا ہے۔ جب اس کا بادشاہ گریگور قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اس نے بربریوں کو یہ نام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے بربریوں میں منہاجہ اور کتامہ قائم رہے اور وہ آج تک بھی انہی میں ہیں۔ وہ مغرب اور اس کے نواح میں پھیل گئے ہیں مگر ان کی اکثریت پہلے مذہب سے فتنہ ارتداد کے اٹھنے، ان فتنوں کے فرو ہو جانے کے بعد قسطنطیہ کے اریاف میں بجایہ کی سرحدوں تک، قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اور اس تک ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ ان مواطن میں قابل ذکر شہر موجود ہیں جن میں سب سے بڑا انکجان، سطیف، باغایہ اور فاس کی طرح ہے۔ جبکہ ونیکست، میلہ، قسطنیہ، سکیرہ، قل اور جیجل، جیل اور اس سے سمندر کے کنارے تک ~~بجایہ اور بونہ~~ کے درمیان اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ غرسن اور یسودہ بن کتم بن یوسف جو یسودہ میں سے ہے اور بس السبد اور دنہاجہ اور متوسہ اور زسین سب بنو یسودہ بن کتم ہیں۔ اس زمانے میں مغرب میں کتامہ کے محل دنہاجہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ غرسن میں سے مصالہ، قلان، ماوطن اور معاذ، غرسن بن کتم کے بیٹے ہیں جبکہ لہیفہ، جمیلہ اور مسالتہ، بناوہ بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ ملوسہ ایان میں سے ہے اور لطانیہ، اجانہ، غسمان اور اداباست، میطاسن بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ جبکہ ملوسہ، ایان غرسن بن غرسن سے ہے۔ ملوسہ سے بر زیدوی ہیں جو اس زمانے میں اس پہاڑ پر رہتے ہیں، جو قسطنیہ پر جھانکنے والا ہے۔ برابزہ کے بعد کتامہ میں بنو یستیتن، ہشتیوہ، مصالحہ اور بنی قسطنہ ہیں۔ ابن حزم نے زواودہ کو تمام بطون سمیت ان میں سے شمار کیا ہے اور یہ پہلے بیان کے مقابلے میں درست ہے۔

مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے کئی اپنے وطنوں سے باہر نکل گئے ہیں اور آج تک وہیں رہتے ہیں۔ وہ ملت کے ظہور اور مغرب کے حکومت اغالبہ کے قبضے میں آ جانے تک ہمیشہ سے وہیں ہیں۔ جیسا کہ ابن الرقیق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ان کی اکثریت کی وجہ سے انہیں تکلیف اور اذیت نہیں دیتی تھی مگر جب یہ شیعہ دعوت کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں کچھ تکلیف پہنچی جس کا ذکر ہم نے بنی عباس کی حکومت کے بعد فاطمی حکومت کے ذکر میں کیا ہے۔ اس کی تفصیل آپ کو وہاں پر ملے گی۔ جب انہیں مغرب کی حکومت حاصل ہو گئی تو انہوں نے مشرق پر حملہ کیا اور اسکندریہ، مصر اور شام پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی جو مصر کا سب سے بڑا شہر ہے۔ بعد ازاں المعز جوان کا چوتھا خلیفہ تھا وہ وہاں پر جا کر فروکش ہو گیا اور اس کے ساتھ کتامہ بھی اپنے قبیلوں کے ساتھ وہاں گئے۔ وہاں پر ان کی حکومت مضبوط ہو گئی لیکن وہ جلد ہی اس کی خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے۔ ان کے پہلے وطنوں میں جو جبل اور اس اور اس کی جوانب میں تھے، ان کے قبیلوں کے بقیہ آدمی اپنے اسماء القاب پر باقی رہ گئے۔ دوسرے بغیر لقب کے تھے اور یہ سب کے سب ٹیکس گزارتے تھے، سوائے ان کے جو پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوئے تھے جیسے بنی زدیدی جبکہ اہل جبال جیمل اور زواودہ اپنے اپنے پہاڑوں کی پناہ لئے ہوئے تھے۔

میدانوں میں سے سب سے مشہور میدان والے سدویکش تھے، ان کی سرداری اولاد سواد میں تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس نام سے موسوم قبائل کتامہ میں کس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاہم مؤرخین کے اتفاق سے یہ ان ہی میں سے ہیں۔ اب ہم کتامہ کی حکومت کے بعد ان کے حالات کا ذکر کرنے والے ہیں۔ جو ہمیں پیچھے سے معلوم ہوئے ہیں۔

کتامہ کے باقی باشندوں کا بیان

یہ قبیلہ اس زمانے میں اور اس سے قبل بھی سدویکش کے نام سے ہی مشہور ہے۔ ان کے دیار کتامہ کے مواطن میں قسطنیہ اور بجایہ کے درمیان میدانوں میں ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں جیسے سیلین، طرسون، طرغیان، مولیت، بنی فتنہ، بنی لمایہ، کایارہ، بنی زغلان، النورہ، بنی مزدان، وارسکن

سکوال اور بنی عیار۔ ان میں لماتہ، مسکلاتہ اور ریفہ بھی ہیں۔ ان سب پر ایک بطن کو سرداری حاصل ہے جسے اولاد سواد کہتے ہیں جو بڑے صاحب قوت، صاحب تعداد اور تیاری والے ہیں۔ یہ سب بطون اور ان کے عیال ٹیکس گزار ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے، خیموں میں رہتے اور اونٹوں اور گایوں پر سفر کرتے ہیں۔ انہیں اس وطن میں حکومتوں کی استقامت حاصل ہے اور یہ اس زمانے میں عرب قبائل کا حال ہے۔ یہ کتامہ کے نسب سے منسوب ہوتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ چار سو سال سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے، حکومتوں سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی ہے لہٰذا وہ ان کی طرف منسوب ہونے سے بچتے ہیں۔ بسا اوقات یہ مضر کے سلیم کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں، وہ صرف بطون کتامہ سے ہیں۔ منہاجہ کے مؤرخین نے ان کا اس نسب ہی سے ذکر کیا ہے اور اس کی گواہی اس وطن سے ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں وطن بنایا ہے۔ ان کے نسابین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اولاد سواق کا وطن ان میں بنی بوخصرہ کے قلعوں میں تھا جو قسطنطیہ کے نواح میں ہے وہ پھر وہاں سے نکل کر دیگر جہات میں پھیلے ہیں۔ اولاد سواق ایک بطن ہے اور وہ علاوہ بن سواق کی اولاد ہیں جو یوسف بن حمو بن سواق کی اولاد میں سے ہے۔ جبکہ اولاد علاوہ کو، قبائل سدویکش پر سرداری حاصل ہے۔ ہم نے اپنے مشائخ سے اسی طرح سنا ہے۔ یہ سرداری موحدین کی حکومت تک قائم رہی اور ان میں علی بن علاوہ سردار تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ بن علی اور اس کے بعد اس کا بھائی یحییٰ بن علی اور اس کے بعد ان دونوں کا بھائی یعنی مندیل بن علی اور عرالت زین جو طلحہ کا بھتیجا تھا، سردار بنا۔ جب اس صدی کے دسویں سال قسطنیہ میں سلطان ابو یحییٰ کی بیعت ہوئی تو تازیرنے اس کی اطاعت سے دوری اختیار کی اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کرلی۔ اس کے عوض میں ابن [illegible] مندیل آ گئے آ گیا پھر اس نے اولاد یوسف کے بدلے میں ان میں سے سب کو لے لیا لہٰذا وہ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور سلطان بجایہ پر غالب آ گیا۔ اس کے بعد ابن خلوف قتل ہو گیا اور اولاد یوسف غالب آ گئی، انہوں نے پھر اولاد علاوہ سے مڈبھیڑ کی اور انہیں وطن سے نکال باہر کیا لہٰذا وہ عیاض کی طرف آ گئے جو ہلال کے قبائل میں سے ہے اور ان کے پڑوس میں ان کے پہاڑ میں رہنے لگے جسے انہوں نے وطن بنایا ہوا تھا۔ وہ پہاڑ مسیلہ پر جھانکتا ہے۔ سدویکش کی سرداری مسلسل اولاد یوسف میں رہی اور وہ اس عہد میں چار قبائل ہیں یعنی بنو محمد بن یوسف، بنو المہدی، بنو ابراہیم بن یوسف اور العزیزیون۔ یہ بنو مندیل، ظافر اور جری ہیں اور سیر الملوک اور عباس اور عیسیٰ اور الستہ، یوسف کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سگے بھائی ہیں اور ان کی ماں تاعزیزت ہے لہٰذا اولاد محمد اور العزیزیون اس کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بجایہ کے نواح میں رہتے ہیں۔ جبکہ مہدی اور ابراہیم کی اولاد قسطنیہ کے نواح میں رہتی ہے۔ ہمیشہ ہی سرداری اس عہد تک ان چاروں قبائل میں رہی ہے، کبھی ان کے بعض میں اکٹھی ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق ہو جاتی ہے۔ دوسری حکومت مولانا سلطان ابو یحییٰ کی ہے جن کی سرداری عبدالکریم بن مندیل بن عیسیٰ بن العذر بن کے پاس ہے۔ ان چاروں قبائل کے بطن پھر سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آزاد ہو گئے اور اولاد علاوہ اس دوران میں جبل عیاض میں رہی۔ جب بنو مرین افریقہ پر غالب آئے تو سلطان ابو عنان اولاد یوسف سے ناراض ہو گیا، اس نے ان پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی، پھر سدویکش سے سرداری لے کر مہنی کو دے دی جو تازیر بن طلحہ سے تھا اور اولاد علاوہ میں سے ہے لیکن اس کا یہ کام مکمل نہ ہوا اور اولاد یوسف نے اسے قبول کرلیا۔ پھر اولاد علاوہ جبل عیاض میں اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور ان ادوار میں ان کا سردار عدوان بن عبدالعزیز بن رزوق بن علی بن علاوہ تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری کسی ایک کے لئے متفقہ طور نہیں ہوئی اور سدویکش کے بطون میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں اولاد سواق کی مدد کرتا ہے۔ اور اصل بنو سلکلین ہیں اور ان کے مواطن ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں جسے اپنی قوم پر سرداری حاصل ہے۔ اس بطن کو ان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابو حفص وفاداری میں مشہور ہوا، وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہا، اس دوران بنو مرین نے قابس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اس سے السری الوقیعہ کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا سلطان ابوالحسن نے مخالفت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کی سرداری پھر اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی اور اسے سرداری اور بجایہ کے سلطان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ وہ پھر اسی (80) سال کا ہو کر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

موشابت کے حالات

بطون کتامہ اور ان کے قبائل میں القل پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہنے والے اور لوگ بھی ہیں جو اس کے اور قسطنیہ کے درمیان، اولاد ثابت

بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو کہ بنی تلیلان میں سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ابو بکر وہ جد ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ کے رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا تھا، اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہیں تھا لہٰذا جب منہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابو بکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا کیونکہ سنہ 711 میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مفاد میں تھی لہٰذا جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا، تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔

اس دوران حسن بن ثابت فرحیرہ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اسے پیغام بھیجا اور جبل کے علاقے میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے یہاں تک کہ اس نے افریقہ میں بنو مرین کی حکومت کو پا لیا۔ اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابو عنان کے پاس گیا۔ جب مولانا سلطان ابو العباس نے افریقہ میں نئے طور پر اپنی حکومت قائم کی تو ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے نشان کو مٹا دیا۔ اس نے انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کیا کہ جبل اس کے ماتحت تھا۔ اس کا ٹیکس سوالیوں اور قسطینہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا۔ کتامہ کے باقیماندہ دیگر قبائل تدلس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں یعنی وہ ٹیکس گزار قبائل میں شمار ہوتے ہیں ان میں سے بنی سنن کا ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پرانا سن میں رہتا ہے جبکہ ایک اور قبیلہ الھبط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا ہے۔ دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر منہاجہ کے ساتھ آئے تھے۔ ان دور میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفریہ مذاہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ ان کے ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور اس کی برائی سے فرار اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو دوسرے قبائل کی طرف منسوب کرتے تھے۔ والعزة للہ وحدہ۔

زواوہ کے حالات کا بیان

یہ بربریوں کے بطون میں سے سب سے بڑا بطن ہے۔ ان کے مواطن کتامہ کے مواطن سے متصل ہیں، اکثر لوگ ان کے نسب سے واقف نہیں تاہم بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریس سے ہیں اور وہ زواغہ کے بھائی ہیں۔ ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب انہیں بطون کتامہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہی بات زیادہ درست ہے۔ مواطن اس پر سب سے واضح دلیل ہیں وگرنہ زواغہ کے مواطن مغرب اقصیٰ طرابلس میں ہیں جو کتامہ کے مواطن میں سے ہے۔ وہ ان کو کتامہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، زوازہ کے نام میں تصحیف ہوئی ہے یعنی واؤ کے بعد ''زا'' لائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ زواغہ کے بھائی ہیں، اسے پڑھنے والے نے ''زا'' کو ''واؤ'' کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے اور زواوہ کو زواغہ کے بھائی شمار کیا ہے پھر یہ تصحیف سمکان کے نسب میں مسلسل چلی آئی ''واللہ اعلم''۔ ان کا ذکر زواغہ اور ان کے بطون کے شمار کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

منہاجہ کے حالات کی روداد

یہ قبیلہ بربری قبائل میں سے بڑے لوگوں والا قبیلہ ہے۔ اس دور میں اہل غرب کی اکثریت انہی لوگوں کی ہے اس کے بعد بھی کوئی پہاڑی اور میدانی علاقہ ان کے بطون سے خالی نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی بربریوں کا تیسرا حصہ ہیں۔ انہیں ارتداد کرنے اور امراء کے خلاف خروج کرنے میں ایک شان حاصل ہے جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے ذکر کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ بھی ہم اس کا کچھ ذکر کریں گے۔ ان کے نسب کا بیان یوں ہے کہ وہ منہاج کی اولاد میں سے ہیں جس کا نام صناک ہے۔ عربوں نے اس کو معرب کیا تو الف اور نون کے درمیان ''ھا'' زائد کر کے اس کو منہاج بنا دیا۔ بربری نسابوں کے نزدیک یہ البرانس کے بطون میں سے ہے جو برنس بن بر کی اولاد میں سے ہے۔ دوسری طرف ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ وہ کتامہ سب کے سب حمیر میں ہیں جیسا کہ کتامہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ منہاج بن بر بن ہوکان بن منصور ابن المثنذ بن افریقش بن قیس سے ہیں۔ جبکہ بعض نسابوں کا خیال ہے

وہ منہاج بن المثنیٰ بن المنصور بن مصباح ابن یحصاب بن مالک بن عامر بن حمیر الاصغر ہے جو سباء میں سے ہے۔ ابن النحوی نے ان کے شاہی مؤرخین سے یہی نقل کیا ہے حالانکہ یہ ایسا نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ بربریوں کے محقق نساب کہتے ہیں کہ وہ منہاج بن عامیل بن زعزاع بن قیمتا بن سندور بن مولان بن مصلین بن یبرین بن مکسیلہ بن دقیوس بن علحال بن شرو بن مصرایم بن حام سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے خیال میں جزدل المسط اور ھسکورہ، منہاج کے بھائی ہیں اور ان چاروں کی ماں بصکی ہے جس کی وجہ سے یہ مشہور ہیں اس کا نام بنت بن زحیک بن مادغیس ہے۔ جسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے لہٰذا قبائل میں سے یہ چاروں مسائل ماں جائے بھائی ہیں۔ منہاجہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے بلکانہ، سرطتہ، امتوتہ، مسوقہ، کدالہ، مندلسہ، بنووارث اور بنویتین۔

انجفہ کا بیان

انجفہ کے بطون سے مشہور بنو مزوات، بنوتنکیب، فشتالہ اور ملواقہ ہیں۔ بعض بربری نسابوں نے اپنی کتب میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے لیکن بربری مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے ستر بطون ہیں۔ ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ صحراء میں ان کے شہر چھ ماہ کی مسافت پر ہیں۔ منہاجی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ ہے اور انہی میں پہلا بادشاہ ہوا تھا۔ ان کے مواطن مغرب اوسط اور افریقہ کے درمیان واقع ہیں اور یہ بری لوگ ہیں تاہم مسوقہ، امتوتہ، کدالہ اور سرطہ کے مواطن صحرا میں ہیں وہ دیہاتی لوگ ہیں۔ انجفہ کے بطون الگ ہیں اور وہ اکثر منہاجہ کے بطون میں منہاجہ کو حضرت علی بن ابی طالبؓ سے دوستی ہے جیسے مغراوہ کو حضرت عثمان بن عفانؓ سے دوستی ہے مگر ہمیں اس دوستی کے سبب اور اصلیت کا علم نہیں۔ اسلامی حکومت کے وفاق میں ان کے مشاہیر میں ورمون تھا جس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر سفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا علاوہ ازیں یہ لوگ بھی مشہور ہیں: عبداللہ بن سکرد برلک اور عباد بن صادق جو حماد بن بلکین کے جرنیلوں میں سے تھا، سلیمان بن مطعمان بن جوبادیس بن ملکین اور بنی حمدون کا امام تھا اور وہ حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علم تھا۔ ان میں میمون بن جبل بھی تھا جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام طارق فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا تھا۔ منہاجہ میں دو طبقوں میں حکومت تھی، پہلا طبقہ ملکانہ کا تھا جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے۔ دوسرا طبقہ ملثمین کے مسوقہ اور لمتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جنہیں کہ مرابطین کہتے تھے، ان سب کا ذکر آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

منہاجہ کے پہلے طبقے کی حکومت

اس طبقے کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے، ان کے مواطن مسیلہ سے حمرہ تک اور جزائر ملیویہ اور ملیانہ تک تھے جو زغبہ کے بنی یزید، حصین اور العطاف کے مواطن میں سے ہیں۔ اور یہ اس دور میں ثعالبہ کے مواطن ہیں۔ ان کے ساتھ منہاجہ کے بہت سے بطون تھے اور وہاں پر بنو تلکان، انوضہ، بنو مزغنہ، بنو جعد، ملکانہ، بطویہ، بنو یغرن، بنو خلیل کی اولاد رہتی تھی۔ ملکانہ کی بعض اولاد، بجایہ کے مضافات اور نواح میں تھی۔ ان سب میں سے اکثریت مناد بن منتوش بن منہاج الاصغر کو حاصل تھی جو صناق بن واسفاق بن جرین ابن یزید بن واسلی بن سمیل بن جعفر بن الیاس بن عثمان بن سکاد بن ملکان ابن کرت ابن منہاج الاکبر ہے۔ ابن النحوی نے اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور خیال کیا ہے کہ مناد بن منتوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں اطراف کا بادشاہ تھا۔ اس کے علاوہ وہ ابن عباس کی دعوت کا قائم کرنے والا اور اغالبہ کی حکومت کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اس کی حکومت کو قائم کیا جو بربریوں کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اس کے اور زناتی مغراوہ کے درمیان جو مغرب اوسط کی طرف سے اس کے پڑوس میں رہتے تھے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، طویل لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ جب افریقہ میں شیعہ کی حکومت منظم ہوئی تو یہ ان کے پاس جا کر حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کرنے لگا۔ یہ پھر ان کے عظیم ترین مددگاروں میں سے بن گیا۔ اور ان کے ذریعے اس نے اپنے مغراوی دشمنوں پر تسلط پایا۔ یہ ان کے خلاف ان کے ساتھی تھے اس وجہ سے ان کے زناتی اہل حکومت میں مغراوہ اور دیگر زناتہ شیعوں سے منحرف ہو گئے اور اندلس کے مروانی بادشاہوں سے الگ ہو گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انہوں نے مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں پھر اپنی دعوت کو قائم کیا۔ جب ابو یزید کا فتنہ اٹھا اور قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم

ہوئی تو اس وقت زیری بن مناد، ابویزید کے اصحاب اور ان کی اولاد خوارج کے مقابلہ میں لے جا رہا تھا جبکہ شریف عبیدیوں کی مدد کے لئے قیروان میں اپنی فوج اکٹھی کئے بیٹھا تھا جیسا کہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا۔ اس نے پھر واشین شہر میں جو دامن کوہ میں ہے، قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے اس عہد میں یسطرا کہتے ہیں اور جہاں پر حصن کے مواطن ہیں۔ بعدازاں منصور کے حکم سے بھی وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا ہے اور مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہوگئی اور آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ وہاں دور دور سے تاجر اور علماء آ گئے ہیں۔ جب اسماعیل منصور نے ابویزید سے قلعہ کتامہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ وہاں آیا، اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے بہت قتل یا زخمی کیا۔ یوں اسے فتح حاصل ہوگئی پھر منصور نے اس سے دوستی کی یہاں تک کہ وہ مغرب سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے قیمتی تحفے دیئے، اسے اپنی قوم پر سردار بنایا اور اسے اشیر شہر میں محل، منازل اور حمام بنانے کی اجازت دی۔ اس نے اسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت دی پھر اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت سنبھالی۔ اس کے دور میں الجزائر شہر ساحل سمندر بنی مزغد کی طرف منسوب ہے، شہر ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اور شہر ملدونہ بھی اس کے کنٹرول میں تھے اور وہ منہاجہ بطن ہیں اس دور میں یہ شہر مغرب اوسط کے بڑے بڑے شہروں میں سے تھے۔ زیری ہمیشہ ہی عبیدیوں کی دعوت کا ذمہ دار بنا رہا اور مغراوہ مقابلہ کرتا رہا۔ ان میں مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں جب جوہر الکاتب معدالمعزلدین اللہ کے زمانے میں مغرب اقصیٰ پر حملہ کرنے گیا، تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ زیری بن مناد کے ساتھ رہے لہٰذا وہ اس کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور اس نے اسے مدد دی۔ جب لیلی بن محمد نغزی غالب گیا، زناتہ نے اس پر اس کی طرف مائل ہونے کا اتہام لگایا۔ جب جوہر فاس آیا تو وہاں کا حاکم احمد بن بکر جذامی تھا، اس نے پھر اس کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا اور زیری کو اس کے محاصرے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ بہرحال فاس اس کے ہاتھ پر فتح ہوگیا۔ ایک رات وہ جاگتا رہا اور پھر اس کی فصیل پر چڑھ گیا، یوں اسے فتح حاصل ہوگئی۔ جب زیری اور مغراوہ کے درمیان مسلسل لڑائی ہوئی اور ان کے ساتھ حاکم مستنصر سے مل گئے تو انہوں نے مغرب اوسط میں مروانی دعوت کو قائم کیا۔ محمد بن خیر بن محمد بن خزر نے اس کے لئے تیاری کی تو معد نے اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کے اہل وطن اکٹھے ہوگئے تو محمد بن خیر اور زناتہ نے بھی اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اکٹھا کیا انہوں نے ہراول میں ان کی طرف اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا، اس نے ان کی تیاری مکمل کرنے سے قبل ہی ان کے ساتھ مقابلہ کیا لہٰذا ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور زناتہ اور مغراوہ کا میدان خراب ہوگیا۔ جب محمد بن خیر کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا اور اسے پتہ چل گیا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال کر خودکشی کر لی، یوں زناتہ کی فوج منتشر ہوگئی اور انہیں بقیہ دن میں مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے باوجود انہوں نے لڑائی کی۔ اور اس کی ہڈیاں زمانوں تک ان کے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ان میں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہوگئے۔ زیری نے ان کے سروں کو پھر قیروان میں المعز کے پاس بھیجا تو اسے بہت خوشی ہوئی، اس نے قیروان کے لئے مستنصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ انہوں نے اس کی حکومت کمزور کر دی تھی۔ زیری اور منہاجہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی پر بھی اس کا غلبہ ہوگیا۔ اس وجہ سے خلافت کے ہاں اس کا مقام بلند ہوگیا۔ اس دوران اس نے معد نے جعفر بن علی کو جب وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا، مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا تو اسے شکایتوں کی بنا پر گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ بعدازاں معد نے المعز کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا تو جعفر کو اپنے متعلق خوف پیدا ہوگیا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغراوہ کے ساتھ ملا۔ انہوں نے اس کی پوری حفاظت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنی حکومت کی باگ ڈور دیدی۔ وہ ان میں حاکم مستنصر کی دعوت دیتا رہا۔ بعدازاں انہوں نے سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ زیری نے ان کے مضبوط ہونے سے قبل ان سے گفتگو کی لہٰذا وہ انہیں لڑائی کے لئے ساتھ لے گیا۔ انہوں نے شدید لڑائی کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کبابہ کو شکست ہوئی۔ اس کے اور اس کی حامی فوج کے مر جانے سے یہ شکست اہمیت اختیار کر گئی لہٰذا انہوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اپنے امراء کے ایک وفد کے ساتھ حاکم مستنصر کے پاس قرطبہ بھیجا۔ یہ امراء اس کے اطاعت گزار، اس کی بیعت کی تاکید کرنے والے اور اپنی قوم کو اس کی مدد پر اکٹھا کرنے والے تھے۔ ان کے وفد کا رہنما یحییٰ تھا جو جعفر کا بھائی تھا۔ ابوالبہار زیری اپنی حکومت کے چھبیسویں (26) سال سنہ 360 میں فوت ہوگیا، جب اس کی اطلاع اشیر میں اس کے بیٹے بلکین کو پہنچی تو وہ زناتہ پر حملہ

در ہو گیا۔ ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ لہٰذا زناتہ کو شکست ہوئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا۔ اس نے پھر سلطان محمد سے ملاقات کیا، اس نے اسے اس کے باپ کی عملداری اشیر، تیرت اور دیگر مضافات مغرب پر حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسیلہ، الزاب اور مغرب کی باقیماندہ عملداری بھی شامل کر دی جس پر وہ ناراض ہو گیا اور اس کی حکومت مضبوط اور وسیع ہو گئی۔ اہل خصوص نے جو اس کے احزاب ہوارہ اور نفزہ سے تھے، بربریوں میں خوب خونریزی کی تو وہ زناتہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گیا اور ان کے خون بہائے پھر واپس آیا۔ اب سلطان نے اسے افریقہ کی حکومت پیش کی لہٰذا وہ سنہ 361 میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی جس پر کتامہ نے اس سے حسد کیا پھر سلطان قاہرہ کی طرف گیا اور اسے اپنا جانشین بنایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ افریقہ میں آل زیری کی پہلی حکومت تھی واللہ اعلم۔

آل زیری بن مناد کی حکومت کی روداد

جب المعز نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور عملداریوں پر سوچ بچار کی۔ اس مسئلے پر بھی غور کیا کہ وہ افریقہ اور مغرب کی حکمرانی کس شخص کو دے تا کہ اسے آسودگی اور مضبوطی حاصل ہو اور یوں اسے تشیع کی سچائی پر اعتماد ہوا اور حکومت کے سمجھنے میں بھی راسخ قدم حاصل ہوا۔ آخر اس نے بلکین بن زیری بن مناد کو حکمران بنا دیا۔ جب اس نے حکومت کی نخوت اور مدد کے لئے زناتہ کے ہاتھوں سے حکومت اور ان کے اموال چھین لئے تھے۔

بلکین بن زیری حکمران بنتا ہے

اس نے پھر بلکین بن زیری کے پیچھے آدمی بھیجا اور وہ مغرب میں زناتہ کی لڑائیوں میں مصروف تھا، یوں اس نے اسے اصہلیتہ کے سوا افریقہ کی حکومت دیدی۔ اصہلیتہ کی حکومت بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی جبکہ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن یخلف کتامی کے پاس تھی۔ اس نے بلکین کی بجائے اس کا نام یوسف رکھا، اسی کی کنیت ابوالفتوح رکھی، اسے سیف الدولہ کا لقب دیا اور اسے خلعت فاخرہ انعام میں دی۔ اس نے اسے جہازوں پر اپنے مقربین میں سوار کروایا، فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا، اعمال میں اسے دسترس دی اور اسے یہ تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے تلوار نہ اٹھائے، نہ صحرائی لوگوں سے ٹیکس اٹھائے اور اس کے اہل بیت میں سے کسی کو پیٹھ نہ دے۔ اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس بیماری کو ختم کرنے، امویوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے، مغرب سے زبردست لڑائی کا آغاز کرے گا، یوں وہ سنہ 62 میں قاہرہ گیا۔ جب بلکین صفاقس کی نواح سے واپس آ گیا۔ اب قیروان میں نصر اس کے ساتھ اترا، اس کی حکومت قوت سے حاصل کی اور اس نے حرب سے لڑائی کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کی اور اپنا خط پیچھے چھوڑ کر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے سجلماسہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسی دوران اسے اہل تاہرت کی بغاوت اور اس کے عامل کے اخراج کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی طرف چلا گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اسی وقت اسے پتہ چلا کہ زناتہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں، تو وہ ان کی طرف گیا اس پر وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے تلمسان میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ وہ انہیں پھر لے گیا۔ اس دوران اسے معد کا خط ملا جس میں اسے مغرب میں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا لہٰذا وہ واپس آ گیا۔ جب سنہ 67 کا سال آیا تو بلکین نے خلیفہ نزار بن المعز سے خواہش کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی عملداری میں شامل کر دے لہٰذا وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور ان مقامات کی حکومت بھی اسے دیدی۔ یوں عبداللہ بن یخلف کتامی وہاں سے کوچ کر گیا اس سے پہلے ہی اس نے بلکین کو حکمران بنا دیا۔ بلکین پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے لہٰذا اس نے فاس، سجلماسہ اور سرزمین الہبط پر قبضہ کر لیا۔ اور اس نے بنو امیہ کے کارندوں کو نکال باہر کیا۔ اس نے پھر سجلماسہ میں زناتہ کی فوجوں سے لڑائی کی۔ اس نے پھر مغراوہ کے امیر ابن خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے بادشاہوں کو اپنے آگے بنی یعلی بن محمد الیفرنی اور بنو عطیہ بن عبداللہ بن خزر اور بنی فلفول بن خزر اور یحییٰ بن علی بن حمدون حاکم بصرہ کی طرح بنا دیا۔ وہ سب کے سب اپنے باسیوں کے ساتھ جزیرہ خضراء کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر اپنے نزدیکی ملوک زناتہ اور

ان رؤساء کو جو خلفائے بنوامیہ کے پاس اندلس میں قرطبہ جاتے تھے، حکم دیا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کریں۔ اس دوران سمندر انہیں جعفر بن علی بن حمدون حاکم مسیلہ کے محل میں سے گیا اور اسے بلکین سے لڑائی کرنے پر مامور کیا، اسے سواونٹ بوجھ مال سے مدد دی لہٰذا ملوک زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے۔ بعدازاں سبتہ کے باہر رن پڑا اور جزیرے سے منصور کی فوجوں کی مدد جلد ان کے پاس پہنچنے کے قریب تھا کہ وہ اپنے زناتی دوستوں کی مدد کے لئے جبل الطارق کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں کہ بلکین بیطاو پر پہنچ گیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اس نے اپنی فوج سے راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سبتہ کے باہر ان کی فوجوں کو دیکھا تو دہل گیا، اسے ان کے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے سبتہ کو سنسر مہ سے آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے اس نے کہا یہ ایک اژدہا ہے جس نے ہماری طرف اپنا منہ کھول دیا ہے۔ اس نے پھر واپس جاتے ہوئے اپنے عقب پر حملہ کیا۔ اس کا مقام اس کے پیچھے بہت دور تھا لہٰذا وہ بصرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسے تباہ کر دیا جو کہ تلک بن اندلس کا دارالسلطنت تھا اور جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی۔ پھر اس کے لئے برغواطی جہاد کا رستہ کھل گیا، تو وہ ان کی طرف چلا گیا اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ان کے بادشاہ عیسیٰ بن ابی الانصار کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس نے قیدیوں کو قیروان کی طرف بھیجا اور مغرب کے نواح سے بنوامیہ کی دعوت کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد زناتہ، صحرا کی طرف بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ سنہ 73 میں اس طویل غارت گری سے واپس آتے ہوئے سجلماسہ اور تلمسان کے درمیان وارکش میں فوت ہو گیا۔

منصور بن بلکین کا تخت

جب بلکین مر گیا تو اس کے غلام ابوزغبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اشیر کا والی اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا لہٰذا اس نے اس کے بعد منہاجیہ کی حکومت سنبھال لی اور صراہ میں اترا۔ اسے عزیز نزار بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سپرد کی۔ وہ اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوالبہار کو تاہرت اور اس کے بھائی یطوفت کو اشیر کا حکمران بنایا اور سنہ 74 میں اسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے زناتہ کے قبضے سے واپس لے۔ اسے پھر یہ خبر ملی کہ انہوں نے سجلماسہ اور فاس پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا زیری بن عطیہ مغراوی نے جس کا لقب قرطاس تھا اور وہ فاس کا امیر تھا اس سے لڑائی کی لہٰذا اس نے اسے شکست دی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد منصور نے اسے مغرب اور زناتہ کی لڑائی سے دور کر دیا۔ ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن لیلی نے اس کا استقبال کیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے پھر بلکین رقادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا عامل تھا، قیروان میں قتل کر دیا کیونکہ اس کے متعلق شکایات تھیں۔ اس کے بعد وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ یوسف ابن محمد حاکم بنا۔ اس نے متواتر اسے لکھا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گئے۔ اس نے پھر اپنے کارندوں کو اس کی طرف بھیجا اور اپنے بھائی حماد کو اشیر کا حاکم بنایا۔ اس دوران زناتہ کے ساتھ لڑائی لمبی ہو گئی اور ان میں سے سعید بن خزرون اس کے پاس آ گیا۔ وہ ہمیشہ ہی اس کا اطاعت گزار رہا یہاں تک کہ سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا فلفول بن سعید پھر حکمران بنا۔ جب ابوالبہار بن زیری نے سنہ 79 میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے سامنے سے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ اس دوران اہل تاہرت نے منصور کی مدد کی تو وہ ابوالبہار کے تعاقب میں گیا یہاں تک کہ اس کی فوج کم رہ گئی لہٰذا اسے واپسی کا مشورہ دیا گیا، تو وہ واپس آ گیا۔ بعدازاں ابوالبہار نے ابوعامر حاکم اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا اور اس بارے میں اپنے بیٹے کو گروی رکھا۔ اس نے پھر فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زناتی کو لکھا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے لہٰذا زیری نے اس کی مدد کی اور مدت تک وہ متفق الرائے رہے۔ بعدازاں بدر بن لیلی نے ان دونوں سے لڑائی کی لہٰذا ان دونوں نے اسے شکست دی اور وہ فاس اور اس کے ارد گرد کے مالک بن گئے۔ سنہ 82 میں پھر ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ ابوالبہار اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 82 میں منصور کے پاس قیروان میں گیا، تو اس نے اس کی عزت افزائی کی، انعام و اکرام دیا اور اسے تاہرت کی حکمرانی دی۔ پھر سنہ 85 میں منصور کی وفات ہو گئی۔

بادیس بن منصور کی تخت نشینی

جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے منصور نے سنبھالی اور اس نے اپنے چچا یطوفت کو تاہرت کی حکمرانی دی۔ اس نے اپنی فوج کو اپنے دو چچوں یطوفت اور حماد کے ساتھ زناتہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا وہ زناتہ سے شکست کھا کر ان کے آگے بھاگتے ہوئے اشیر آ گئے۔ سنہ 89 میں وہ خود زیری بن عطیہ کے مقابلے میں مغرب کی طرف واپسی پر گیا۔ لہٰذا بادیس نے اپنے بھائی یطوفت کو تاہرت اور اشیر کا حکمران بنایا۔ جب اس کے چچوں بلکس، زادی، حلال اور معتز اور عزم نے اس کی مخالفت میں یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا تو ان میں سے کچھ بھاگ گئے۔ ابوالبہاران کے کاموں سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا اور سلطان بادیس، فلفول بن سعید کے ساتھ لڑنے میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بنی خزرن کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس نے پھر اپنے چچا حماد کو بنی زیری کے ساتھ لڑائی کرنے کو بھیجا تو بنی زیری نے فلفول کے ساتھ دوستی کر لی وہ پھر حماد کی طرف واپس آئے، تو اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ماکس کو الحمتہ الکلاب میں گرفتار کر لیا جبکہ حسن اور بادیس کی اولاد قتل کر دیا جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے۔ وہ انہیں جبل سنوہ میں لے گیا۔ لہٰذا حماد نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے لڑے گا۔ بعدازاں وہ سنہ 91 میں عامر کے پاس چلے گئے اور زیری بن عطیہ مغراوی ماکس کی وفات کے نو دن بعد مر گیا۔ اس کے بعد بادیس اپنے چچا حماد کے پاس فلفول کی لڑائیوں میں مدد طلب کرنے کے لئے واپس آیا، تو مغرب اس کی واپسی سے مضطرب ہو گیا۔ زناتہ نے پھر فساد برپا کیا، راہ گیروں کو نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اشیر کا محاصرہ کر لیا لہٰذا بادیس نے اپنے چچا حماد کو ان کے مقابلہ میں بھیجا اور خود بھی سنہ 95 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ حماد نے پھر مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی حد بندی کی پھر بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجس اور قسطنیہ کی عملداری میں جائے اور نفاعیہ کے حالات معلوم کرے لیکن اس نے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی۔ اس نے پھر اس کی طرف اس کے بھائی بادیس کو بھیجا لہٰذا وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور بادیس نے ان پر چڑھائی کی۔ وہ پھر اس کی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور کچھ فوج بھی اس کی طرف بھیجی تو بنو توجین اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی فوج میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن اغمان بن المعتز نے ان سے حسن سلوک کیا اور حماد نے داخلین کو قبول کر لیا۔ بعدازاں بادیس نہر واصل پر پہنچا اور حماد قلعہ کی طرف واپس آ گیا تو بادیس نے اس کا تعاقب کیا اور وہاں پر اس کا مقابلہ کیا وہ سنہ 406 میں اپنی چھاؤنی میں گیا تو اچانک فوت ہو گیا حالانکہ وہ مصریہ میں اپنے اصحاب کے درمیان سویا ہوا تھا یوں وہ پھر واپس چل پڑے اور انہوں نے بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا لیا۔

المعز بن بادیس کا حکمران بننا

جب بادیس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کی گئی، فوج نے پہنچ کر اس کی بیعت عامہ کی پھر حماد، مسیلہ اور اشیر میں داخل ہو گیا۔ اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے باغانہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب المعز کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ باغانہ کو گیا اور ان سے لڑائی کی۔ یوں حماد نے شکست کھائی اور اس کی فوج نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ المعز نے اس کا بڑا استقبال کیا، پیادہ پا چل کر اسے سلام کہا۔ اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مفروش کیا گیا پھر اسے عظیم القدر انعامات دیئے۔ یوں افریقہ اور قیروان میں المعز کی حکومت مسلسل قائم رہی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی اور خوشحال حکومت تھی۔ ابن الرقیق نے ولائم، ہدایا اور عطیات وغیرہ کے ایسے حالات درج کئے ہیں جو ان کے بیان کئے گئے واقعات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صندل کی ڈبیہ، باغانہ کے گورنر نے سو اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی۔ ان کے بعض بڑے خاندان عود ہندی کو سونے کے کیلوں کے بدلہ میں لیتے تھے یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال اور اسی (80) تخت دیئے اور یہ بھی درج ہے کہ صفاقس کی جانب بعض ساحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار قفیر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے اور زناتہ کے درمیان لڑائیاں برپا ہوتی تھیں اور ان سب میں اسے غلبہ ہوتا تھا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ المعز رافضہ کے مذہب سے منحرف اور سنی مذہب کا

پیروکار تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی۔ ایک روز وہ پھر اپنے گھوڑے کبابہ پر سوار ہو کر گیا کہ جو بھی رافضہ میں سے ملے گا، وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس نے پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام پر مدد مانگی۔ عوام نے اس کی آواز کو سنا تو اسی وقت انہوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کر دیئے گئے جس کی وجہ سے قاہرہ کے خلفائے شیعہ غضبناک ہو گئے۔ ان کے وزیر ابوالقاسم جرجانی نے اسے انتباہ کرتے ہوئے مخاطب کیا لیکن وہ اس کے خلفاء پر تعریض کرتے ہوئے اس سے گفتگو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ یوں سنہ 440 میں مستنصر کے عہد میں جوان کے خلفا میں سے تھا، ان کے لئے دعا کرنا ختم ہو گیا اور اس نے اس کے جھنڈوں کو جلا دیا، اس کا نام اپنے کپڑوں کے نقش و نگار اور سکوں سے مٹا دیا۔ اس نے قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا، اس کے لئے دعا کی تو اس کے پاس قائم کا پیغام آیا۔ اس کے داعی ابوالفضل بن عبدالواحد تمیمی کے ساتھ اس کا دستاویز خط بھی آیا لہٰذا مستنصر نے اسے پھینک دیا۔ یہ مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہلالیوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور رِیاح زغبہ اور اشیح تھے۔ یہ کام اس کے وزیر ابو محمد الحسن بن علی الباروزی کی مشارکت سے ہوا۔ جیسا کہ ہم نے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے شہروں میں آ کر راستوں اور بستیوں کو خراب کر دیا تو المعز نے ان کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا، پھر انہوں نے انہیں شکست دی لہٰذا وہ ان کے مقابلہ میں جلدی سے گیا اور جبل حیدران میں ان سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے بھی شکست دی اور اس نے قیروان میں پناہ لی۔ انہوں نے پھر اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے ایذاء دینے لگے۔ اس دوران شہر میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو ان کا مجبور کرنا طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہو گیا۔ المعز پھر سنہ 49 میں اپنے محافظ مونس بن یحییٰ الصری امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مہدیہ چلا گیا۔ وہ پھر وہیں فروکش ہو گیا اور اس کا بیٹا تمیم بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کے ہاں مہمان اترا۔ عربوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ تو المعز نے مہدیہ میں قیام کیا اور مزید ہلاکت شہروں میں پھیل گئی۔ حمو بن ملیل برغواطی صفاقس شہر پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 51 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں سوسہ نے مخالفت کی اور وہاں باشندے اپنے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ جبکہ تونس آخر کار ناصر بن علناس بن حماد، حاکم قلعہ کی حکومت میں شامل ہو گیا۔ اس نے ان پر عبدالحق بن خراسان کو والی مقرر کر دیا لہٰذا وہ اپنے آپ کو ولایت سے خاص کرنے لگا۔ وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے قبضے میں رہی۔ موسیٰ بن یحییٰ پھر قابس پر غالب آ گیا اور اس کا عامل المعز بن محمد منہاجی اس کی ولایت کی طرف آ گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بھی آ گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ تیسرے یہ کہ آل یدرلیس بادشاہی اور خروج میں تقسیم ہو گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں المعز کی وفات کے بعد جو سنہ 54 میں ہوئی بیان کریں گے۔

تمیم بن المعز کا بیان

جب المعز فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی یوں عرب افریقہ میں اس پر غالب آ گئے۔ اب اس کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ان کے درمیان مخالفت پیدا کروا دیتا اور ایک کو دوسرے پر مسلط کروا دیتا تھا۔ اس دوران برغواطی حاکم صفاقس نے اس پر چڑھائی کی تو تمیم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اب عرب منتقم ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے، یوں حمو اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی۔ یہ سنہ 5 کا واقعہ ہے وہ پھر وہاں سے سوسہ چلا گیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ تمیم کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا جہاں المعز کی طرف سے قائد بن میمون منہاجی حاکم مقرر تھا لہٰذا اس نے تین دن قیام کیا پھر حماد نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اب تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا اور وہ ناصر کے ساتھ جا ملا تو قیروان نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر چھ دن کے بعد حمو بن ملیل برغواطی کی طرف صفاقس واپس آیا اور اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا۔ اسے اس نے اس پر اور اس کے قلعے پر سنہ 70 میں حاکم بنا دیا۔ اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں جنہیں ان عربوں نے بڑھایا تھا جو کہ ناصر کو اس کے قلعے میں بلاتے تھے۔ وہ بلاد افریقہ میں اس کی فوجوں کو تباہ کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ بھی کر لیتا تھا۔ وہ پھر اس کے بعد اس کے گھر چلے جاتے یہاں تک کہ سنہ 70 میں دونوں نے صلح کر لی۔ اب تمیم نے اسے

اپنی بیٹی دے کر اس سے رشتہ داری کی۔ سنہ 74 میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا جہاں پر ماضی بن منہاجی اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا لہٰذا اس نے اس کا محاصرہ کر لیا، اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ بعدازاں عربوں نے سنہ 76 میں مہدیہ میں اس کے ساتھ مقابلہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں شکست دی اور وہ قیروان جا کر اس میں داخل ہو گئے۔ بعدازاں اس نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے دور میں اس کا مالک نصری تھا جسے اس نے سنہ 80 میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا تھا۔ وہ وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اترے اور اس پر اور رزیلہ پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد تمیم نے مہدیہ اور رزیلہ کے لٹ جانے کے بعد انہیں ایک لاکھ دینار دے کر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 89 میں قابس پر غالب آ گیا اور اسے اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کر لی تھی۔ اس کے بعد اس نے سنہ 93 میں صفاقس پر قبضہ کر لیا اور حمو بن ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا۔ اسے لکی بن کامل الدہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں مر گیا۔ بعدازاں ریاح نے زغبہ اور افریقہ پر سنہ 67 کے قریب غلبہ پا لیا اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد بطون ریاح میں سے اخضر نے باجہ شہر پر غلبہ پا لیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تمیم سنہ 501 میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی تخت نشینی

جب تمیم بن المعز فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور اس کی حکومت کا آغاز اکیہ کی فتح سے ہوا۔ اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل صفاقس بھی اس کے بیٹے ابوالفتوح کے باغی ہو گئے تھے۔ اس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا اور دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی، یوں اسے پیغامات اور ہدایا پہنچنے لگے۔ اس نے پھر نصاریٰ اور بحری بیڑوں سے لڑائی کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان کے حصول میں حد درجہ کوشش کی۔ اس نے فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا یہاں تک کہ عیسائیوں نے اسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ، جنوہ اور سردانیہ سے جزی کا لقب دیا۔ اس سلسلے میں اس کے کارنامے بہت روشن ہیں۔ وہ سنہ 509 میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

جب یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا علی حکمران بنا۔ اس دوران ابوبکر ابی جابر فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ آیا۔ اس وقت منہاجی عسکری امراء میں سے محاض بن لقط الاجم سب سے بڑا تھا لہٰذا وہ سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ وہ پھر تونس کے محاصرے کے لئے گیا یہاں تک کہ احمد بن خرایان نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے جبل اور سلات کو فتح کر لیا۔ وہ اپنی قوم کے پچھلے امراء کے مقابلے میں طاقتور تھا لہٰذا اس نے میمون بن زیاد صخری معادی کے ساتھ امرائے عرب کی ایک فوج اس کی طرف بھیجی، انہوں نے اسے بھی فتح کر لیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ دستور کے مطابق مصر کے خلیفہ کا ایلچی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا پھر سنہ 511 میں وہ فاس میں رافع بن مکن کے محاصرے کے لئے گیا۔ اس کے لئے قبائل بادغ نے جو بنی علی سے ہیں اور ریاح کا ایک بطن ہیں، اس نے اپنے نام لکھائے جیسا کہ ہم اسے رافع کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد رجار حاکم صقلیہ کے درمیان محلات رجار میں لڑائی چھڑ گئی۔ رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا۔ علی بن یحییٰ نے بھی اپنے بحری بیڑے سے کام لیا۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا لیکن وہ سنہ 515 میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حسن بن علی کی حکمرانی

جب علی بن یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا نوخیز بچہ حسن بن علی حکمران بنا۔ اس کے غلام صندل نے اس کی اصل حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پھر صندل فوت ہو گیا، تو اس کے غلام موفق نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس وقت اس کے باپ نے رجار کے ساتھ خوف کے وقت خط و کتابت کی تھی جس میں اسے مرابطین ملوک مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی۔ اتفاق سے احمد بن میمون جو مرابطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا، اس نے صقلیہ سے لڑائی کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے باشندوں

کو سنہ 16 میں قیدی بنایا اور قتل کیا لہٰذا رجار کو شبہ نہیں ہوا کہ یہ سب کیا دھرا حسن کا ہے۔ یوں اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آ گئے جس کے سالار عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور جرجی بن محاییل انطا کی تھے۔ یہ جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا، اس نے عربی زبان سیکھی حساب میں ماہر ہوا اور شام میں انطا کیہ میں شائستگی حاصل کی۔ لہٰذا تمیم نے اسے منتخب کر لیا اور وہ اس پر چھا گیا۔ یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔

جب تمیم فوت ہو گیا، تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا اور پھر اس کے ساتھ جا ملا۔ یوں وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہوا تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑے کا سالار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب وہ مہدیہ کے حصار سے عاجز آ گیا، تو اس نے اسے محاصرے کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ تین سو کشتیوں میں گیا اور وہاں پر عیسائیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے۔ حسن نے بھی ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی تیاری کر لی تھی لہٰذا اس نے جزیرہ قوصرہ کو فتح کر لیا اور مہدیہ کی طرف چلے۔ وہ ساحل پر اترے، وہاں خیمے لگائے اور قصر دہانین اور جزیرہ الملس پر قبضہ کر لیا۔ ان میں بار بار لڑائی ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پا لیا۔ وہ پھر ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آ گئے۔ محمد بن میمون جو مرابطین کا سالار تھا، اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا، اور اس نے صقلیہ کے نواح میں فساد مچا دیا۔ رجار نے لڑائی کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لے جانے کا قصد کیا لیکن پھر حاکم بجایہ یحییٰ ابن عزیز کا بحری بیڑا مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا۔ اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں لہٰذا حسن نے رجار کے بحری بیڑے کی بھی مدد مانگی۔ اس نے اسے مدد دی اب مطرف اپنے علاقے کی طرف چلا گیا اور حسن مہدیہ پر قبضہ کے لئے ٹھہرا رہا۔ رجار نے پھر اس کے خلاف خروج کر دیا اور پھر اس کے ساتھ لڑنے لگا۔ وہ مسلسل اس کی طرف غازیوں کو بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن فناسل سنہ 543 میں مہدیہ پر غالب آ گیا۔ وہ اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا۔ اب اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی کیونکہ وہ اس کی مدد کو آئے تھے۔ حسن کی فوج پھر دادخواہی کے لئے محرز بن زیاد فادعی کے پاس گئی جو علی بن خراسان حاکم تونس کا ساتھی تھا مگر اسے کوئی دادخواہ نہ ملا لہٰذا اسے مہدیہ سے نکال دیا گیا اور وہ وہاں سے چلتا بنا۔ لوگوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے بھی شہر میں آ کر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ کر لیا۔

جرجی نے محل کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ وہ تھا اور حسن نے اس سے ہلکی چیزوں کے سوا کوئی چیز نہ اٹھائی تھی وہ شاہی ذخائر کو بھی چھوڑ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے لوگوں کو امان دی، انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کی جگہوں پر واپس کیا۔ اس نے پھر بحری بیڑے کو صفاقس کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح اس نے سوسہ اور طرابلس پر بھی قبضہ کر لیا۔ حاکم صقلیہ رجار نے تمام ساحلی علاقوں پر قبضہ اور وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگا دیا اور ان پر حکمران مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ عبدالمومن شیخ یعنی الموحدین کے امام مہدی کے خلیفہ نے انہیں کفر کے قبضے سے چھڑایا۔ مہدیہ پر عیسائیوں کے قبضہ کے بعد حسن بن یحییٰ ریاحی عربوں اور ان کے سردار محرز بن زیاد فادعی حاکم قلعہ سے جا ملا لیکن وہاں اسے کوئی ساتھی نہیں ملا تو اس نے حافظ عبدالمجید کے پاس مصر آنا چاہا تو جرجی نے اسے تیار کیا جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بونہ چلا آیا۔ وہاں پر حارث بن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہتے تھے پھر وہ قسطنطینہ چلا گیا جہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو حاکم بجایہ یحییٰ کا بھائی تھا۔ لہٰذا اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی اسے الجزائر پہنچا دے۔ وہ پھر ابن العزیز کا مہمان بنا تو اس نے اس کی بہت اچھی مہمان نوازی کی اور اس کے پڑوس میں رہا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ کرنے کے بعد سنہ 47 میں الجزائر کو فتح کیا وہ پھر عبدالمومن کے پاس چلا گیا جو اسے نہایت عزت کے ساتھ ملا اور وہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اسے اپنی پہلی لڑائی میں افریقہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر سنہ 57 میں دوسری لڑائی میں بھی لے گیا۔ لہٰذا اس نے مہدیہ سے لڑائی کی اور کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے پھر اسے سنہ 55 میں فتح کر لیا اور حسن کو یہاں پر آباد کیا۔ اس نے اسے وحیش کی جاگیر دی اور وہ وہاں پر آٹھ سال مقیم رہا۔ بعد ازاں یوسف بن عبدالمومن نے اسے بلا لیا تو وہ اپنے اہل کے ساتھ مراکش چلا گیا لیکن بابا رلو کے راستے میں تامسنا کے مقام پر وہ سنہ 36 میں فوت ہو گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین ورب الخلائق اجمعین۔

باب ۲۰

منہاجہ کے واقعات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

قیروان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور المعز نے بھی اسلام قبول کر لیا تو وہ مہدیہ کی طرف گیا، یوں افریقہ میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ عربوں نے پھر علاقوں اور عملداریوں کو تقسیم کر لیا۔ لیکن بہت سے علاقوں مثلاً اہل سوسہ، صفاقس اور قابس نے ملوک آل بادیس کی ماتحتی سے انکار کر دیا اور اہل افریقہ کے عوام ملوک قلعہ بنی حماد کی طرف چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ یوں تونس المعز کی حکومت سے منقطع ہو گیا۔ اس کے سردار ناصر بن علناس کے پاس گئے تو اس نے ان پر عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل تونس میں سے تھا مگر زیادہ درست بات یہ ہے کہ وہ قبائل منہاجہ میں سے تھا لہٰذا اس نے ان کی حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کیا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے ان کے ساتھ نواح کے عربوں سے ان کی ضرر رسانی کو روکنے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی۔ بعد ازاں تمیم مہدیہ سے سنہ 55 میں اپنی فوج کے ساتھ مغرب گیا اور اس کے ساتھ یبقی بن علی امیر زغبہ بھی تھا۔ یوں اس نے چار ماہ تک تونس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ابن خراسان نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت بھی اختیار کر لی۔ اس پر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بڑھ کر اپنے منصب اور ابو بکر سے قرابت کے لحاظ سے اس کی حکومت کو سنبھالا لہٰذا وہ اپنی جان کے خوف کے بارے وہاں ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں احمد، سرداروں کی سیرت سے بغاوت کر کے تحلق کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبایا۔ وہ بنی خراسان کے مشاہیر روساء میں سے تھا۔ لہٰذا اس نے چھٹی صدی کے آغاز میں تونس کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اسے کنٹرول کیا۔ اس نے اس کی فصیلیں بنائیں اور راستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا۔ یوں اس کی حالت درست ہو گئی۔ اس نے بنی خراساب کے محل بنائے اور وہ علماء کا ہم نشین اور ان کا محبوب دوست تھا۔ علی بن یحیٰی بن عزیز بن تمیم نے سنہ 510 میں اس سے مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی، اس نے اپنی غرض کی تکمیل کے لئے اسے ہٹایا لہٰذا وہ اس سے ہٹ گیا۔ بعد ازاں خاتم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس سے مقابلہ کیا تو وہ سنہ 14 میں اس کی اطاعت میں واپس آ گیا اور وہ مسلسل تونس کا والی رہا، یہاں تک کہ سنہ 22 میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحیٰی بن عزیز کا سالار تھا، بجایہ سے فوجوں کے ساتھ افریقہ گیا۔ اس نے اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آ کر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا۔ وہ اسے پھر اہل و عیال سمیت بجایہ لے آیا۔ اس نے عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحیٰی بن عزیز کا چچا تھا، تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابو الفتوح مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور اس کی جگہ پھر اس کا بیٹا محمد حکمران بنا تو اس کا کردار خراب ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا چچا معد بن منصور حکمران بنا یہاں تک کہ سنہ 43 میں مہدیہ اور اس کے سواحل پر جو بسوسہ اور صفاقس اور طرابلس کے درمیان میں ہیں عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا اور وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے۔ انہوں نے حسن بن علی کو نکال دیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لہٰذا اہل تونس تیاری اور احتیاط میں لگ گئے۔ اس بارے میں انہوں نے اپنے والی پر اعتماد کیا اور ان کے باغی منتشر ہو گئے۔ بعض دفعہ انہوں نے اس پر حملہ بھی کیا۔ اور عبیدہ کو اس کے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا۔ انہوں نے اس کے خواص کے متعلق اس سے زیادتی کی لہٰذا اس کا بھائی یحیٰی، بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ عزیز بن دامال کو جو منہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا، اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا۔ وہ مسلسل اس پر حملے کرتے رہے۔ معلقہ میں ان کے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بنی علی بھی تھا جو بطون ریاح میں سے تھا۔ اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے اور اہل تونس کے درمیان مسلسل لڑائی رہتی تھی اور دونوں کے درمیان رن پڑتا تھا۔ محرز اہل تونس کے خلاف حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی۔ یوں ان کے درمیان بلد میں لڑائی چھڑ گئی اور اہل باب سویقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان رن پڑا جو کہ اپنے

امور میں قاضی عبدالمنعم بن امام ابوالحسن کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جب عبدالمومن بجایہ اور قسنطینہ پر غالب آیا، وہ عرب تھے لہٰذا وہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا، اس کی شکایات افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا، تو اس نے سنہ 52 میں تونس سے لڑائی کی اور وہ محفوظ ہو گئے۔ وہ پھر محرز بن زیاد اور اس کی عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور ان کی فوج اکٹھی ہو گئی۔ وہ پھر موحدین کے مقابلے میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں تونس سے بھگا دیا اور اس دوران میں ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا جس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا۔ اس دوران عبدالمومن نے تونس پر چڑھائی اور وہ اس کا امیر تھا لہٰذا وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعدازاں علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل وعیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور سنہ 54 میں راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد محرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ عربوں نے پھر موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے۔ جب عبدالمومن کو اپنی لڑائی سے مغرب کی طرف واپسی پر اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں آ لیا لہٰذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں قتل کیا، قیدی بنایا اور ان کے امیر محرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسے قتل کر کے قیروان میں اس کے اعضاء کو صلیب دیا گیا۔ واللہ یحکم مایشاء لا معقب لحکمتہ وھو علیٰ کل شئی قدیر۔

بنی الرند یعنی قفصہ کے حکمرانوں کے حالات کی روداد

جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پا لیا اور صنہاجی حکومت کا نظام کمزور پڑ گیا تو المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت قفصہ میں صنہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا جس کا اصل حرمہ تھا اور وہ بنی صدغیان سے تھا جبکہ ابن خیل، بنی مرین میں سے جو مغراوہ میں سے ہیں اور ان کا مسکن جو یسیں نغراوہ میں تھا لہٰذا اس نے قفصہ کا کنٹرول کیا اور اس سے فساد کے ضرر کو دور کیا۔ اس نے پھر عربوں سے خراج پر صلح کی لہٰذا راستے درست ہو گئے اور حالات ٹھیک ہو گئے۔ اس نے پھر اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی اور سنہ 45 میں حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا۔ رفتہ رفتہ توز، قفصہ، سوس، الحامہ، نفزاوہ اور قسنطینہ کے بقیہ علاقوں نے بھی اس کی بیعت کر لی لہٰذا اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی اور شعراء اور قصیدہ گو اس کے پاس آنے لگے۔ وہ خود اہل دین کی تعظیم کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 65 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المعتز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی۔ لوگوں نے اس کی بھی اطاعت اختیار کر لی۔ یوں اس نے امور کا کنٹرول کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا۔ وہ جلد نمودہ، جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قصطیلیہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اور نابینا ہونے کی وجہ سے اس کی سیرت اچھی رہی۔ اس کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا تمیم فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے یحییٰ بن تمیم کے لئے وصیت کی اور اس نے حکومت سنبھالی۔ اس کی حکومت میں بھی وہ مسلسل اچھے حالات رہے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور انہیں حکومت کرنے سے روک دیا انہیں بجایہ لے گیا۔ وہاں پر المعتز سنہ 57 میں 114 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالمومن نے پھر قفصہ پر نعمان بن عبدالحق المنتانی کو حاکم بنایا لیکن پھر اس نے سلان بمیمون اجانا الکلبی کے ذریعہ اسے معزول کر دیا اور پھر اسے عمران بن موسیٰ منہاجی کے ذریعے معزول کر دیا۔ لہٰذا انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعتز کو تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے جو کہ ایک درزی کا کام کرتا تھا۔ لہٰذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر علی بن عبدالعزیز کو امیر بنایا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور رعیت کی نگرانی کی۔ اس دوران یوسف بن عبدالمومن نے سنہ 63 میں اسے اس کے بھائی سید ابوزکریا سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسے اس کے اہل وعیال سمیت مراکش بھیج دیا۔ اور اسے سلا شہر میں اشغال کا افسر مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی الرند کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ہلالیوں کے بنی جامع کی روداد اور تمیم کی حکومت کا بیان

جب عرب افریقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے المعز کو الصواحی پر غالب کر دیا تو قیروان میں ان کا مقابلہ کیا۔ اس وقت قابس میں المعز بن

دراور لمویہ منہاجی والی تھے۔ جبکہ اس کا بھائی، ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے سالار تھے لہٰذا اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اس پر وہ ناراض ہو کر مونس بن یحییٰ کے ساتھ جا ملے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں پر کنٹرول کیا۔ ان میں سے پھر ابراہیم کے مرنے تک اس کے ساتھ رہا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی حکمران بنا جو بہت بدکردار تھا لہٰذا اہل قابس نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ تمیم بن المعز کے عہد میں ہوا۔ انہوں نے پھر سلطان کے بھائی عمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی اطاعت قبول کر لے۔ لہٰذا امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان میں سے تھا اور جو بنی علی میں سے ریاح کا ایک بطن ہے، اس کی حکمرانی سنبھال لی۔ جب مثنیٰ بن تمیم اپنے باپ سے الگ ہو کر اس کے ساتھ جا ملا تو اس نے اسے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اسے سر نہ کر سکا لیکن وہ اس کی مختلف قسم کی بری باتوں سے آگاہ ہو گیا۔ اور مہدیہ کو چھوڑ گیا قابس کی قبولیت اور اپنی قوم میں دھمان کی امارت میں وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو رافع نے سنبھالا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت کے کارناموں میں سے ایک بحر عروسین کی حد بندی کرنا بھی ہے۔ اس کا نام اس زمانے تک اس کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے۔ جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کے بحری بیڑے کا سالار بنا اور پھر ذوی قبائل عرب اور بحری بیڑوں کا سالار بنا تو سنہ 411 میں اس نے قابس پر چڑھائی کی۔ اس دوران ابن ابی الصلت نے کہا کہ قبائل عرب میں سے پانچ میں سے تین حکومتیں کرنے والے سعید، مجد اور لحہ ہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہیں۔ لہٰذا اس نے قصر قیروان میں انہیں امان دی جبکہ رافع قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے اہل نے اس کا انکار کیا پھر دھمان کے شیوخ نے اس کی بات نہیں مانی اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر لیا جبکہ قیروان کو رافع کے لئے معین کیا۔ انہوں نے اسے قوت دی تو علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع کے مقابلے میں بھیجا اور وہ ان سے لڑنے کو نکلا لیکن وہ رافع کے پیروکاروں کے ساتھ لڑائی کو جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں پھر میمون بن زیاد صخری نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کے درمیان اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لہٰذا اس نے صلح کر لی۔ یوں ان کے درمیان لڑائی ختم ہو گئی اور رشید بن کامل نے قابس کو سنبھال لیا۔ ابن جبیل کہتا ہے کہ اسی نے قصر عروسین کا نقشہ بنایا اور رشیدی سکہ چلایا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید حاکم بنا۔ جس پر اس کے غلام یوسف کا بہت اثر تھا۔ جب محمد اپنے بعض سرداروں کے ساتھ باہر گیا تو اپنے بیٹے کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔ یوں یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی اطاعت میں چلا گیا۔ اس دوران اہل قابس نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے ان سے دور کر دیا، وہ اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اسے ملا۔ اس نے اسے سب حالات بتائے تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی ایام تک محاصرہ کئے رکھا۔ بنی جامع میں سے آخری بادشاہ اس کا بھائی مدافع بن رشید بن کامل تھا۔ جب عبدالمومن، مہدیہ، صفاقس اور طرابلس پر غالب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج کے ساتھ قابس کی طرف بھیجا، یوں مدافع بن رشید قابس سے بھاگ گیا اور اسے موحدین کے سپرد کر گیا۔ وہ پھر طرابلس کے عربوں سے جا ملا تو انہوں نے اسے دو سال پناہ دی پھر یہ قابس میں عبدالمومن کے ساتھ آ ملا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور یوں بنی جامع سے موانست کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

رافع بن مکن کا طرابلس پر حملہ اور بنی بادلیس کی حکومت کا بیان

اس دوران طرابلس پر صقلیہ کا حاکم رجار (خدا کی اس پر لعنت) اپنے سالار جرجی بن مخاییل انطاکی کے ذریعے سنہ 540 میں غالب آ گیا۔ اس نے مسلمانوں کو وہاں باقی رہنے دیا لیکن ان پر اپنا حاکم مقرر کیا۔ وہ نصاریٰ کی حکومت میں کچھ عرصہ رہے پھر ابو یحییٰ بن مطروح جو شہر کے رؤساء میں سے تھا، شہر کے سرداروں اور رؤساء کے ساتھ گیا، اور انہیں نصاریٰ پر حملہ کرنے میں شامل کر دیا لہٰذا وہ بھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے انہیں آگ سے جلا دیا جب عبدالمومن مہدیہ پہنچا اور اسے سنہ 55 میں فتح کیا تو ابو یحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے دوسرے سرکردہ لوگ اس کے پاس گئے، اس نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور اس نے ابن مطروح مذکور کو امیر بنایا۔ اس نے پھر انہیں ان کے شہر کو واپس کر دیا۔ لہٰذا وہ بڑھاپے تک ان کا امیر رہا لیکن پھر یوسف بن عبدالمومن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کرنے کا تقاضا کیا۔ یوں سید ابو زیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمومن عامل تونس نے اسے حج کو بھجوا دیا لہٰذا اس نے سنہ 86 میں سمندر میں سفر کیا اور سکندریہ میں ٹھہر گیا۔ اس وقت صفاقس کے والی بنی بادلیس

کے ایام میں منہاجہ میں سے تھے یہاں تک کہ المعز بن بادیس نے اس پر اپنے پروردہ، منصور برغواطی کو حاکم بنایا جو کہ بڑا دلیر شہسوار تھا۔ یوں اسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے ایام میں خروج کرنے اور المعز کے مہدیہ کی طرف بغاوت کی سوجھی تو اس کے عم زاد حمو بن ملیل برغواطی نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے دھوکے سے حمام میں قتل کر دیا۔ اس خبر پر اس کے عرب حلیف غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حمو کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا مال خرچ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد حمو بن ملیل صفاقس کا مخصوص حکمران بن گیا۔ جب المعز فوت ہو گیا، تو اسے مہدیہ پر قبضہ کرنے کی سوجھی لہٰذا اس نے اپنی عرب فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو حمو اور اس کے اصحاب سنہ 55 میں شکست کھا گئے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاقس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے چلا گیا۔ تمیم بن المعز نے سنہ 93 اس پر چڑھائی کی اور اس پر غالب آ گیا۔ جب حمو کمن بن کامل امیر قابس کے پاس گیا تو اس نے اسے پناہ دی، یوں صفاقس تمیم کی ملکیت میں آ گیا۔ پھر اس کا بیٹا اس کا والی بنا جب نصاریٰ مہدیہ پر غالب آئے اور رجار کے سالار جرجی بن میخائیل نے سنہ 43 میں اس پر قبضہ کیا تو پھر انہوں نے صفاقس پر قبضہ کیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا۔ انہوں نے عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مقام کی وجہ سے ان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے باپ ابوالحسن کو قیدی بنا کر صقلیہ لے آئے۔ افریقہ کے سواحل میں سے جس جس جگہ پر رجار نے قبضہ کیا وہاں پر اس کا یہی طریقہ تھا کہ وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور ان میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل و انصاف کرتا تھا یوں عمر بن ابوالحسن اپنے اہل شہر کا عامل بنا رہا۔ لیکن اس کا باپ ان کے پاس تھا۔ بعد از ان صفاقس میں رہنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی اور انہیں تکلیف پہنچائی۔ جب ابوالحسن کو صقلیہ میں اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرے لہٰذا عمر نے ان کے ساتھ سنہ 51 میں ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس پر نصاریٰ نے اس کے باپ ابوالحسن کو قتل کر دیا۔ اسی وجہ سے باقی ماندہ سواحل نے بھی ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب عبدالمومن نے رجار کے ہاتھوں سے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے پاس گیا اور اسے اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ اس نے اسے پھر صفاقس کا امیر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن والی بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن غانیہ متغلب ہو گیا تو اس نے اسے حج کرنے کی رغبت دلائی لہٰذا اس نے اسے بھجوا دیا اور وہ واپس نہیں آیا۔

منہاجہ پر عربوں کا اثر اور موحدین کا بیان

جب ابو رجا لخمی نے عربوں کی جنگ کو بھڑکایا تو وہ المعز کو قیروان سے مہدیہ کی طرف لے گیا اور ان پر غالب آ گیا پھر اس کے ساتھ بدکاروں کی ایک جماعت آ ملی اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرسینہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس وقت بزرت کی جہت میں دو فریق رہتے تھے۔ جن میں سے ایک لخمی تھا اور وہ الورد کی قوم تھی۔ وہ پراگندہ طور پر باقی رہے۔ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا، تو انہوں نے الورد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے معاملے کو سنبھالے لہٰذا وہ ان کے شہر میں پہنچا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اسے قلعہ بزرت میں داخل کر دیا اور اسے اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے پھر عربوں سے ان کی نگہداشت کی اور انہیں ان کے نواح سے دور کر دیا۔ بنو مقدم، اثبج میں سے تھے اور دھمان، ریاح کے ایک بطن سے تھا۔ یہ لوگ ان کے نواح پر غالب تھے۔ لہٰذا اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کے ضرر کو ان سے دور کیا۔ یوں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں اور عمارات کو مضبوط کیا۔ یوں سدون کی آبادی زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کی حکومت اس کے بیٹے طراد نے سنبھالی جو بڑا بہادر تھا اور عرب اس سے خوف کھاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن طراد حاکم بنا لیکن اس کے بھائی مقرن نے ایک ماہ حکمرانی کرنے کے بعد اسے مستاہرہ میں قتل کر دیا۔ پھر بزرت کی حکومت سنبھال لی اور اپنا نام امیر رکھا، عربوں سے اپنے دارالخلافہ کو بچایا اور جوانوں سے حسن سلوک کیا۔ یوں اس کی حکومت بہت بڑی ہو گئی اور شعراء نے اس کا قصد کیا۔ انہوں نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں انعامات دیئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے دس سال حکومت کی اور وہ بھی اپنے باپ دادا کے طریقوں پر چلا۔ اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ ان کے طریقوں کے مطابق چار سال چلا پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی عیسیٰ حکمران بنا۔ اور وہ بھی آباء کے نقش

قدام پر چلا۔ جب اس نے عبداللہ بن عبدالمومن سے تونس میں مقابلہ کیا، تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں اس کے پاس سے گزرا۔ اس نے اس کی مہمان نوازی میں بڑی جدوجہد کی اور پھر اس کی اطاعت میں لگ گیا۔ اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے شہر کا نگران بنا دے تو اس نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا اور ان پر ابوالحسن الہرغی کو حاکم بنا دیا۔ جب عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کی اور اسے جاگیر دی۔ وہ یوں اس کے ماتحت لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اس وقت ورغہ کے قلعہ میں بدوکس بن علی منہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا حاکم تھا، اس نے اسے مضبوط کیا تھا۔ اس کے معاملہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عزیز ان لڑائیوں کے دوران میں جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئیں، اس پر بدل گیا جن میں اس نے اپنی طرف جرأت کو اور سلطان کی طرف عجز کو منسوب کیا اس پر اسے اپنے متعلق اس سے خوف پیدا ہو گیا اور وہ بجایہ چلا گیا۔ وہاں کے شیخ محمود بن نزال الرلفی نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے پناہ دی۔ اس پر محمود کے پاس اہل ورغہ نے جو اس کی مددداری میں تھے، اس کی شکایت کی اور یہ قبائل بربر میں سے زناشمیہ کے دو مختلف قبیلے تھے۔ وہ دونوں اولا دحق اور اولا دمدنی تھے لہٰذا اس نے عدد بن ابی علی کو تحقیق احوال کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے پاس رہا پھر اس نے بعض بدکاروں کو طلب کیا جو قلعہ کی نواح میں رہتے تھے۔ اس نے انہیں بھی قلعے میں ان کے ساتھ اتارا اور انہیں چن لیا۔ اس نے اولا دمدنی کی مدد کی اور ان کو اولا دلاحق پر غالب کیا اور انہیں قلعہ سے نکال دیا۔ خود وہاں پر ترجیح دینے لگا۔ اب ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو شہسوار جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان کے ذریعے میں خونریزی کی، نبز رت میں بنی الورد سے اور بن علال سے طبریہ میں لڑائی کی اور محمد بن سباع امیر بنی سعید کو قتل کر دیا۔ یوں قلعہ لوگوں سے پُر کیا تو اس نے اس کے لئے شہر پناہ بنائی۔ اب عزیز نے بجایہ سے اپنی فوج کو اس کی طرف بھجوایا لہٰذا اس نے فوج کے سالار سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا جس کا نام غیلاس تھا۔ ایک مدت کے بعد یہ فوت ہو گیا تو اس کی حکومت کو اس کے بیٹے منیع نے سنبھالا۔ اس کے بعد بنو سباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا مقابلہ کیا اور محاصرہ کو لمبا کیا۔ یوں اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ میں اس پر حملہ کر دیا، لڑائی میں وہ اور اس کے اہل وعیال قتل اور قید ہو گئے۔

اسی طرح طبریہ میں مدافع بن علال قیسی ان کا ایک سردار تھا لہٰذا جب عربوں کے داخلے کے وقت افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا تو وہ طبریہ میں محفوظ ہو گیا۔ اس نے اپنے قلعے کو مضبوط اور اپنے بیٹوں اور عم زادوں اور اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر مخصوص حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ بحرین بن وادی حروہ میں الریاحین کے مقابل ابن بیزون لخمی نے اس پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان طویل عرصہ تک لڑائی رہی۔ بعد ازاں قہرون بن مخنوس نے منزل دمون میں ایک قلعہ بنایا اور اسے مضبوط کیا۔ اس نے مختلف قبائل سے فوج اکٹھی کی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اہل تونس نے اسے نکال دیا تھا لیکن عوام نے اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ انہوں نے پھر اس کی بدکرداری کی وجہ سے اسے اپنی ولایت سے ہٹا دیا۔ لہٰذا وہ ملک سے نکل گیا اور دمون میں اترا اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا۔ اس نے پھر بار بار تونس پر غارت گری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا۔ جس پر انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کی اطلاع طبریہ کے حاکم ابن علال کو پہنچی تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملایا اور اسے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ انہوں نے پھر فساد برپا پیدا کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد ان دونوں کے بیٹوں نے ان کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ پہنچا اور اس نے افریقہ میں فساد کا خاتمہ کر دیا۔

اسی طرح منزل رقطون میں جوزغوان کے صوبہ میں ہے، حماد بن خلیفہ لخمی کا حال ابن علال ابن غنوش اور ابن بیزون کی طرح تھا۔ اس کے بیٹوں نے بھی اسی طرح اس کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغضباریہ میں تھا اور اس کے ساتھ متفرق قبائل کی ایک فوج آ گئی لہٰذا یہ واقعہ اس وقت ہوا جب عوام نے اسے اپنا والی بنایا اور اہل تونس نے اسے نکال دیا۔ انہوں نے اس کی بدکرداری کی وجہ سے اسے ولایت سے ہٹا دیا۔ وہ ملک سے نکل گیا اور دمون میں اترا۔ اس نے الحنایا کے ساتھ اپنے لئے ایک قلعہ بنایا اور تونس پر غارت گری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا لہٰذا انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ان کی مدد کی۔ جب ابن علال کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنے ملک کے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ فساد کرنے میں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد دونوں کے بیٹے ان کے جانشین بنے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن افریقہ پہنچا اور اس نے فساد کا خاتمہ ہمیشہ کے

لئے کرلیا۔

اسی طرح شیخ الارلیس ابن قلبہ نے جو عرب تھا، اس سے مدد مانگی لہٰذا اس نے ان پر چڑھائی کی۔ اور انہیں اربس سے نکال کر ان پر مالی ٹیکس عائد کیا جو وہ اسے اس کے مرنے تک ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بنا اور وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا یہاں تک کہ وہ سنہ 554 میں عبدالمومن کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ واللہ مالک الملک لا رب غیرہ سبحانہ۔

بنو حماد کا بیان اور ان کی حکومت کے حالات

یہ حکومت آل زیری کی حکومت کی ایک شاخ ہے۔ منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو اشیر اور مسیلہ کا حاکم مقرر کیا تھا، وہ اپنے بھائی یطوفت اور چچا ابوالبہار کے ساتھ اس حکومت کو باری باری لیتا تھا۔ اس نے پھر سنہ 87 میں بادیس کے زمانے میں اپنے بھائی منصور سے الگ حکومت قائم کر لی اور اسے سنہ 95 میں مغرب اوسط میں زناتہ کے ساتھ جو مغراوہ اور بنی یفرن میں سے تھے، لڑنے کے لئے بھیج دیا۔ اس نے اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ وہ اسے اشیر، مغرب اوسط اور ہر وہ شہر جسے وہ فتح کرے گا، اس کی ولایت میں دے گا اور یہ بھی کہ وہ اس سے مقدم نہیں ہو گا، لہٰذا اس لڑائی میں اس کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور اسے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے پھر سنہ 98 میں جبل کتامہ میں قلعہ شہر کا نقشہ بنایا جو کہ جبل عجیسہ ہے، اس دور میں وہاں پر ہلالی عربوں میں عیاض کے قبائل رہتے ہیں۔ وہ پھر اہل مسیلہ اور اہل حمزہ کو بھی یہاں لے آیا، ان دونوں شہروں کو تباہ کر دیا اور مغرب سے جرادہ کو بھی لا کر یہاں آباد کیا۔ یوں اس کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ چوتھی صدی کے سر پر اسے اس نے شہر بنا دیا اور اس کی بنیادوں اور فصیلوں کو مضبوط کیا۔ اس میں بکثرت مساجد اور سرائیں بنوائیں لہٰذا وہ آبادی اور تمدن میں خوب بڑھ گیا۔ طالبان علوم اور ماہرین فنون نے حرفہ اور صنعت کے بازاروں کو چلانے کے لئے سرحدوں، قاصیہ اور دور دور کے شہروں سے اس طرف کوچ کیا۔ یہ بادیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد، الزاب اور مغرب اوسط کا امیر اور زناتہ کی لڑائیوں کا منتظم رہا۔ اشیر اور قلعہ میں اس کی آمد ملوک زناتہ اور ان کی صحرائی قوم کو، جو تلمسان اور تاہرت کے مضافات میں رہتی تھی، ناراض کرنے کے لئے تھی۔ بعد ازاں بنو زیری نے بادیس کے خلاف اپنی بغاوت کے وقت سنہ 390 میں اس سے لڑائی کی اور وہ زاوی، ماسکن اور ان دونوں کے بھائی تھے لہٰذا ماسکن اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور اس نے زاوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا وہ پھر سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے۔ بعد ازاں بادیس کے خواص اور عجمیوں اور رشتے داروں نے حماد کے اس مقام اور مرتبہ پر حسد کیا، جو اسے بادیس کے ہاں حاصل تھا۔ اس دوران دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجست اور قسطنطینہ کی عملداری اپنے بیٹے المعز کے سپرد کر دے جس پر حماد نے انکار کیا۔ اس نے بادیس کی دعوت کی مخالفت کی، رافضہ کو قتل کیا، سنت کا اظہار کیا، شیخین سے رضامندی ظاہر کی اور عبیدیوں کی اطاعت کو مکمل طور پر چھوڑ دیا۔ وہ پھر آل عباس کی دعوت دینے لگا، یہ واقعہ سنہ 405 کا ہے، اس نے پھر باجہ پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور نقضہ کے خلاف سازش کی لہٰذا انہوں نے ان کا مقابلہ کیا، اب بادیس نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس نے پھر قیروان سے اپنی فوجوں کو منظم کیا اور حماد کے اکثر اصحاب جیسے بنی ابی دالیل اور زناتہ میں سے اصحاب معزہ اور بنی حسن جو منہاجہ کے بڑے آدمی ہیں اور زناتہ سے بنی یطوفت اور بنی عمر اس سے الگ ہو گئے۔ یوں حماد بھاگ گیا اور بادیس نے اشیر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں حماد شلف میں بنی دالیل سے جا ملا۔ بادیس اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین اتر کر السرسو کا محاصرہ کر لیا جو زناتہ کے بلاد میں سے ہے۔ اسی دوران عطیہ بن وتعلتن اپنی قوم کے ساتھ جو بنی توجین میں سے ہے، اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے باپ کو قتل کیا ہوا تھا اس کے پیچھے پیچھے اس کا عم زاد بدر بن لقمان بھی آیا جو المعتز میں سے تھا لہٰذا بادیس نے ان دونوں سے رابطہ کیا اور حماد کے خلاف ان دونوں سے مدد طلب کی۔ بادیس پھر وادی شلف میں اس کی طرف گیا، اس سے لڑائی کی اور اس کے پڑاؤ کے عام آدمی اس کے پاس آ گئے یوں اس نے شکست کھائی اور وہ جلدی سے قلعہ کی طرف چل دیا۔ بادیس اس کے پیچھے تھا یہاں تک کہ اس نے اتر کر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا اور حماد قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اب بادیس نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اچانک دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اصحاب کے درمیان سونے کی حالت میں اس محاصرے میں اپنے پڑاؤ میں سنہ 406 کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں منہاجہ

اس کے آٹھ سالہ بچے المعز کی بیعت کر لی اور انہوں نے اشیر سے لڑائی کی اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے بھیجا لیکن وہ انہیں روک سکے اور حماد نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل بیعت کر لی۔ اس نے قلعہ کی جانب حماد پر چڑھائی کی تو حماد ڈر گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے درمیان صلح کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا لہٰذا وہ 408 میں جلیل القدر تحائف کے ساتھ قیروان گیا۔ اس نے پھر المعز سے صلح کا مطالبہ کیا وہ اس نے اسے پورا کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور سنہ 419 میں حماد فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے قائد نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لیکن وہ بڑا گرم مزاج تھا۔ لہٰذا اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب پر اور ریغلان کو حمزہ پر حاکم منتخب کیا۔ حمزہ ایک شہر کا نام ہے جس کا حمزہ بن ادریس نے احاطہ کیا تھا۔ جب سنہ 30 میں حمامہ بن زیری بن عطیہ شاہ فاس نے جو مغراوہ میں سے تھا، اس پر چڑھائی کی تو قائد بھی اس کے مقابلہ میں نکلا اور زناتہ میں اموال تقسیم کئے۔ اس وقت حمامہ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر فاس واپس آ گیا۔ بعد ازاں سنہ 34 میں المعز نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور طویل مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا لیکن قائد نے اس سے صلح کر لی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اسے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جب قائد سے المعز ناراض ہوا تو وہ عبیدیوں کی اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے اسے شرف الدولہ کا لقب دیا لیکن وہ سنہ 46 میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا محسن حکمران بنا جو کہ بڑا سرکش تھا۔ اس کے چچا یوسف نے اس کے خلاف بغاوت کی تو وہ مغرب چلا گیا اور حماد کی باقیماندہ اولاد کو قتل کر دیا۔ محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو بھیجا جو محمد بن حماد کا عم زاد تھا، اس نے ان میں سے خلیفہ بن بکیر اور عطیہ الشریف کو اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ راستے میں بلکین کو قتل کر دیں لہٰذا انہوں نے یہ بات بلکین کو بتا دی، اب سب نے محسن کے قتل کا معاہدہ کر لیا۔ اور وہ ان سے چوکنا ہو کر قلعے کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا تو بلکین نے اسے اس کی ولایت کے نویں مہینے میں قتل کر دیا۔ پھر سنہ 37 میں اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ بڑا شجاع، سردار، دانا اور خونریز تھا۔ اسی دوران محسن کا وزیر جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی، قتل ہو گیا۔ اس دور حکومت میں جعفر بن ابی رماز مقدم، بکرہ میں قتل ہو گیا کیونکہ اسے اس کی عہد شکنی کا پتہ چل گیا تھا لہٰذا اس کے بعد اس نے اہل بکرہ سے معاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ بعد ازاں اس کا بھائی مقاتل بن محمد فوت ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نامیرت بنت علناس بن حماد نے اتہام لگایا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس بات نے اس کے بھائی ناصر کو غضبناک کر دیا اور اس نے اس پر شب خون مارنے کی ٹھان لی۔ بلکین بکثرت مغرب کی طرف لڑائیوں کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خبر ملی کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصامدہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے لہٰذا وہ سنہ 54 میں ان پر حملہ کرنے گیا، تو مرابطین صحرا کی طرف بھاگ گئے اور بلکین دیار مغرب میں گھس گیا۔ وہ پھر فاس میں اترا اور وہاں کے اکابر و اشراف کو اطاعت کی شرط پر اٹھا لایا اور واپسی پر قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس دوران اس کے عم زاد ناصر نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کی صنہاجی قوم نے بھی اس کی مدد کی کیونکہ انہیں دور دور جا کر لڑائیاں کرنے اور دشمن کے علاقے میں جانے کی وجہ سے مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی، لہٰذا اس نے اسے سنہ 54 میں تسالہ میں اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد خود حکومت سنبھال لی۔ اس نے ابوبکر بن ابی الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی امارت اپنے بھائی کو دے کر اسے بلیا میں اتارا۔ اس نے حمزہ کی امارت اپنے بھائی ورمان کو دی اور مقارس کی امارت اپنے بھائی خزر کو دی۔ المعز نے اس کی فصیل کو گرا دیا تھا لہٰذا ناصر نے اس کو درست کروا دیا۔ اس نے قسطنطینہ کی امارت اپنے بھائی بلباز کو، الجزائر اور سوق الاخاج کی امارت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اشیر کی امارت اپنے بیٹے یوسف کو دی۔ اسی دوران بلبل بن غواطی نے صفاقس سے اسے اپنی اطاعت کے متعلق لکھا اور اس کی طرف تحفے بھیجے۔ اہل قسطنطینہ بھی یحییٰ بن واطاس کی سرکردگی میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا۔ اس نے انہیں بہت انعام و اکرام دیا اور انہیں کو ان کی جگہوں کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے ان کی امارت یوسف بن خلوف صنہاجی کو دی اور اسی طرح اہل تونس اور اہل قیروان بھی اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ جب سے بلکین قتل ہو گیا تھا اہل بکرہ نے جعفر بن ابی رماز کی سرکردگی میں آل حماد کی اطاعت کو چھوڑ دیا تھا، انہوں نے دراصل اپنے شہر کی حکومت اپنے لئے مخصوص کر لی تھی اور بنو جعفر ان کے سردار تھے لہٰذا ناصر نے ان کی طرف خلف بن حیدرہ کو بھیجا جو اس کا وزیر تھا، وہ اس سے پہلے بلکین کا وزیر تھا لہٰذا اس نے ان سے مقابلہ کیا اور اسے بزور طاقت فتح کر لیا۔ وہ پھر بنی جعفر کو رؤسا کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ کی طرف لے آیا اور ناصر نے انہیں قتل کیا یعنی

صلیب دیا۔ اس نے پھر منہاجہ کے لوگوں کی شکایات پر خلف بن حیدرہ کو بھی قتل کر دیا۔ جب اسے بلکین کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اسے بھائی معمر کو امارت دینی چاہی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے بھی اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ احمد بن جعفر ابن اخلع کو امیر بنایا پھر ناصر مغرب کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو علی بن زکان نے ان کے بادشاہ تافربوست دار پر حملہ کر دیا اور وہ بلکین کے قتل کے موقع پر اپنے عجیسہ بھائیوں کی طرف بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے پھرزات کو وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا لہٰذا ناصر، مسیلہ سے واپس آیا اور انہیں جلد سزا دی۔ وہ شرمندہ ہوئے اور وہ ان پر بزور غالب آ گیا۔ اس نے علی بن زکان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر ہلالی عربوں کے درمیان لڑائیاں برپا ہوئیں۔ اثبج کے آدمی ریاح کے خلاف اس کے پاس دادخواہی کرتے ہوئے گئے تو وہ اپنی صنہاجی اور زناتی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کو گیا، یہاں تک اربس اترا۔ وہ اس کے باعث ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ زناتہ نے ابن المعز بن زیری بن علیہ کی دسیسہ کاری اور تمیم ابن المعز کی انگیخت پر اسے اور اس کی قوم کو شکست دی لہٰذا ناصر نے شکست کھائی اور انہوں نے اس کے سارے ہتھیار لوٹ لئے۔ لڑائی میں اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب قتل ہو گئے۔ وہ پھر اپنے پیروکاروں کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف بھاگ آیا۔ اور شکست خوردہ قوم کے ساتھ قلعہ چلا گیا۔ اس کی فوج ابھی کا بس بھی نہیں پہنچی تھی کہ اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو اصلاح احوال کے لئے بھیجا لہٰذا ان کے اور اس کے درمیان صلح ہو گئی۔ ناصر نے بھی اس کی تکمیل کر دی پھر اس کے پاس تمیم کا ایلچی پہنچا اور اس کے پاس وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی کہ وہ تمیم کی طرف مائل ہے لہٰذا اس نے اسے اوندھا کر کے قتل کر دیا۔ اس دوران مستنصر بن خزرون زناتی، مغاربہ اور ترکوں کی لڑائی کے ایام میں مصر گیا اور طرابلس پہنچا۔ اس نے وہاں دیکھا کہ بنی عدی کو اثبج اور زغبہ نے افریقہ سے نکال دیا ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس نے انہیں بلاد مغرب میں رغبت دلائی اور انہیں ساتھ لے گیا۔ یہاں تک کہ مسیلہ اترا۔ یہ لوگ پھر اشیر میں داخل ہو گئے۔ ناصر اس کے مقابلے میں نکلا تو وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا لیکن پھر واپس آ گیا اور خرابی اور فساد کرنے کی جانب واپس آ گیا۔ جب ناصر نے اس سے صلح کے متعلق مراسلت کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ اور اسے الزاب اور ریغہ کے نواح میں جاگیر دی۔ اس نے عروس بن ہندی رئیس بکرہ کو اس کے دور کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حکومت کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اس سے فریب کرے لہٰذا جب مستنصر بکرہ گیا تو عروس بن ہندی اور احمد اس کی مہمان نوازی کو اس کے پاس آئے، اس نے مستنصر کی محویت اور کھانے کی حاجت پوری کرنے کے وقت اپنے نوکروں کو اشارہ کیا، انہوں نے اسے اپنے نیزہ مارنے میں جلدی کی۔ یہ دیکھ کر اس کے پیروکار بھاگ گئے اور انہوں نے اس کا سر کاٹ کر اسے ناصر کے پاس بھیج دیا جسے اس نے بجایہ میں نصب کر دیا۔ اس نے پھر اس کے اعضاء کو قلعہ میں صلیب دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔ یوں زناتہ کے بہت سے رؤسا قتل ہو گئے لہٰذا مغراوہ میں سے ابوالفتوح بن حنوش امیر بنی یستجلس جس کے بلاد مہدیہ اور مریہ میں منہاجہ کے بطون سے قبیلے آباد تھے، اور شہر کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا گیا تھا قتل ہوا۔ اسی طرح ان میں سے معتصر بن حماد بھی قتل ہو گیا جو شلف کی طرف رہتا تھا لہٰذا اس نے عامل ملیانہ پر چڑھائی کی اور مغراوہ میں سے بنی درسیفان کے شیوخ بھی قتل ہو گئے۔ اب سلطان نے ان سے خط و کتابت کی کیونکہ وہ عربوں کے معاملے میں مصروفیت کی وجہ سے ان سے غافل تھا لہٰذا انہوں نے معتصر پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اسے مستنصر کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔ اس دوران اہل الزاب نے اسے اطلاع بھیجی کہ عمر اور مغراوہ نے اپنے ملک کے برخلاف اثبج کی مدد کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے منتصر بن خزرون کے شہر وعلان میں اتر کر اسے تباہ و برباد کر دیا اور اپنی فوج اور دستوں کو دارکلا شہر کی طرف بھیجا۔ وہ پھر غنائم اور قیدی لے کر واپس لوٹا۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ زناتہ میں سے بنی توجین نے عربوں میں سے بنی عدی کو فساد کرنے اور ڈاکے ڈالنے میں مدد کی ہے، اس وقت ان کا امیر مناد بن عبداللہ تھا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے منصور کو ان کی طرف فوج دے کر بھیجا جس نے بنی توجین کے امیر، اس کے بھائی زیری اور ان کے چچا اغلب اور حمامہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر انہیں بلا کر ڈانٹا اور انہیں قابو کر لیا۔ وہ ان پر اولاد قاسم سے جو بنی عبدالواد کے رؤسا میں پناہ لینے کے معاملے میں غالب آ گیا اور ان سب کو مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اس نے پھر سنہ 60 میں جبل بجایہ کو فتح کیا۔ وہاں پر بربریوں کے کچھ قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم تھے مگر ان کی زبان میں کاف، کو کاف نہیں بولتے بلکہ یہ جیم اور کاف کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔ اس عہد میں منہاجہ کے کچھ قبیلے متفرق ہو کر آئے تھے لہٰذا جب اس نے اس جبل کو فتح کیا تو اس میں ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام ناصریہ رکھا۔ لوگ اسے بجایہ کہتے ہیں، وہاں پر اس نے قصر اللؤلؤ

یا جو دنیا کے عجیب وغریب محلوں میں سے ایک تھا۔ وہ وہاں پر لوگوں کو لایا اور وہاں کے باشندوں کا ٹیکس ساقط کر دیا۔ سنہ 61 میں وہ خود بھی وہاں قتل ہو گیا۔ ناصر کے ایام میں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسے بنی بادیس کی حکومت پر برتری حاصل ہو گئی جو مہدیہ میں ان کے بھائی تھے۔ جب زمانے نے انہیں ہلالی عربوں کے فتنے سے دوچار کیا تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر بکثرت حملے ہونے لگے۔ بعدازاں ارباب حکومت نے لوگ ان سے جھگڑا کرنے لگے یوں ناصر کے ایام میں آل حماد کو عزت مل گئی اور ان کی حکومت کی شان بڑھ گئی۔ بعدازاں اس نے خوبصورت اور عجیب وغریب عمارات بنوائیں، اور بڑے بڑے شہروں کو مضبوط کیا اور مغرب کی طرف لڑائی کے لئے گیا۔ وہ ان کے علاقے میں دور تک چلا گیا پھر سنہ 81 میں بجایہ واپس آیا۔ وہ وہاں پر فوج کے ساتھ ٹھہر گیا۔ اس وقت غرب کی دشوار منازل میں، اس کے نواح میں فساد کرنے اور ان کے پاس اسے لوگوں کے اچکنے کی وجہ سے انہیں قلعہ میں تکلیف نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے اونٹوں کے لئے بجایہ جانے کے لئے راستوں کی سہولت تھی لہٰذا اس نے بجایہ کو ایک قلعہ اور اپنی حکومت کا دارالخلافہ بنا دیا اور اس کے محلات کی تجدید کی۔ اس نے اس کی جامع مسجد کو مضبوط کیا یہ مشہور عورتوں کا بہت شوقین تھا، اسی نے بنی حماد کی حکومت کو مہذب بنایا۔ وہ عمارات کے نقشے بنانے کے پیچھے پڑ گیا کئی کارخانے اور محلات بنائے۔ اس نے باغات میں پانی جاری کئے اور قلعے میں شاہی محل، مینار، قید خانہ اور شام کا محل بنایا۔ اسی نے بجایہ میں قصر اللولوۃ اور قصر امیمون بنایا۔ بلبار ناصر کے زمانے سے قسطنطینہ کا والی تھا، جب اس نے منصور کی حکومت کے آغاز سے ولایت کو اپنے لئے مختص کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کی طرف ابویکنی بن محصن بن عابد کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اسے قسطنطینہ اور بونہ کی امارت دی لہٰذا اس نے بلباز کو گرفتار کر کے قلعے کی طرف بھجوا دیا۔ وہ بونہ کا سنہ 87 میں والی بنا پھر اس نے اپنے بھائی ابن موتہ کو تمیم بن المعز کی طرف مہدیہ بھیجا اور اسے بونہ کی ولایت کی دعوت دی۔ بعدازاں اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو بھیجا اور وہ ریغلان کے ساتھ بونہ میں اترا۔ انہوں نے پھر مغرب اقصیٰ میں مرابطین سے خط و کتابت کی، عربوں کو اپنی حکومت پر جمع کر لیا اور منصور کو آزاد کر دیا۔ لہٰذا اس نے اسے قلعے میں قید کر دیا پھر قسطنطینہ میں اس کی فوجوں نے جنگ کی۔ اس کے بعد ابن ابی یکنی کے حالات کمزور ہو گئے تو وہ جبل اور اس کے قلعہ کی طرف گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا۔ اس دوران صلصیل بن احمر قسطنطینہ میں اثبج کے جوانوں کے ساتھ اترا اور صلصیل منصور کو قسطنطینہ میں اپنے تخت پر مال خرچ کرنے کے لئے لایا لہٰذا اس نے مال خرچ کیا اور یوں منصور بیت پر قابض ہو گیا جبکہ ابویکنی اور اس میں اپنے قلعے میں قیام پذیر رہا اور بار بار قسطنطینہ پر غارتگری کرتا رہا۔ اب فوجوں نے اس کی طرف جا کر اس کے قلعے میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ زناتہ میں سے بنو ربانو ایک مضبوط قوم تھے اور زناتہ کی سرداری بھی انہی کے پاس تھی۔ اس کے دور میں ان کا سردار ماخوخ تھا۔ ان کے اور آل حماد کے درمیان رشتہ داری تھی کہ ان کی ایک بیٹی ناصر کی بیوی تھی اور دوسری منصور کے پاس تھی۔ جب اس کے اور ان دونوں کی قوم کے درمیان نئے سرے سے فتنہ اٹھا تو منصور نے بنفس نفیس منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلے میں فوج جمع کی پھر زناتہ کے ساتھ اس سے جنگ کی لہٰذا منصور شکست کھا کر بجایہ کی طرف گیا۔ اس دوران ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی، قتل ہو گئی، لہٰذا ماخوخ اور اس کے درمیان نفرت مستحکم ہو گئی اور وہ پھر لمتونہ میں سے تلمسان کے امراء کی طرف گیا۔ اس نے انہیں بلاد منہاجہ کے خلاف برانگیختہ کیا لہٰذا اس کی وجہ سے منصور کو تلمسان جانا پڑا۔ یہ یوں ہوا کہ جب مغرب پر یوسف بن تاشفین نے قبضہ کیا اور اس کی حکومت وہاں مضبوط ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا۔ اس دوران لیلیٰ کی اولاد سنہ 74 میں اس پر غالب آ گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ لہٰذا منصور نے اس پر چڑھائی کی اور اس کی سرحدوں اور ماخوخ کے قلعوں کو تباہ کر دیا۔ اس نے اس کا ملک کر دیا اس نے پھر اس کی طرف یوسف بن تاشفین کو بھیجا، اس سے صلح کی اور بلاد منہاجہ سے مرابطین کو اپنے ملک میں پناہ دینے لگا۔ اب اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مرابطین اس کے متعلق سن کر اس ملک کو چھوڑنے لگے اور مراکش چلے گئے۔ وہ پھر مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے اجنبات کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس نے بعدازاں قراب کو بھی اسی طرح فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو معاف کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ بعدازاں اس کے اور ماخوخ کے درمیان لڑائی ہوئی اور اس کا بھائی قتل ہو گیا۔ ابن ماخوخ تلمسان چلا گیا اور ابن رمانی نے اس کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کی، انہوں نے الجزائر میں آ کر دور دراز سے ان سے لڑائی کی اور حاکم تلمسان محمد بن سعمر کو حاکم لہٰذا تیزی کے ساتھ اسیر کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اب منصور اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ تمام منہاجہ اور عربوں میں اسے اثبج،

زغبہ اور ربیعہ کے قبائل بھی تھے اب زناتہ میں سے عقل نے بہت سی قوموں کا ارادہ کیا اور وہ سنہ 76 میں بیس ہزار فوج کے ساتھ تلمسان سے لڑائی کرنے گیا۔ اس نے اسطقسہ سے لڑائی کی اپنے آگے فوج بھیجی اور خود ان کے پیچھے آیا۔ اس دوران تاشفین، تلمسان کو چھوڑ کر لتالہ کی طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی اور وہ جبل صخرہ کی طرف آ گیا۔ پھر منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد پیدا کر دیا لہٰذا وہ اس کی طرف چلی گئیں اور اس نے ان کے پہنچنے کی تعظیم کی، وہ اسی دن کی صبح ان سے چلا گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد زناتہ میں خونریزی کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کی نواح میں بھگا دیا۔ وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا، اس کے نواح میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے قبیلوں پر غلبہ پا لیا لہٰذا وہ ان کے مضبوط پہاڑوں مثلاً بنی عمران اور بنی تازروت اور منصوریہ اور صہریج اور ناظور اور حجر المعرق میں چلے گئے۔ اس کے اسلاف وہاں سے بہت لوگوں کو ہٹا دیتے تھے۔ اور پھر وہ ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو جاتے تھے۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی جب مرابطین نے اندلس پر قبضہ کیا تو معز الدولہ بن صمارح، مریہ سے ان سے آگے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور منصور کا مہمان بنا۔ اس نے اسے داس میں جاگیر دی۔ اور اسے وہاں آباد کیا۔ وہ سنہ 98 میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس کا حاکم بنا جو بڑا جنگجو اور بڑا مدبر تھا لہٰذا اس نے اپنے باپ کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنی ولایت کے آغاز ہی میں برطرف کر دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ چلا گیا۔ اس نے بجایہ کے عامل سہام کو بھی برطرف کر دیا اور ایک سال مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عزیز حاکم بنا جس نے اسے جزائر سے معزول کر دیا تھا اور پھر حتمل کی طرف جلاوطن کر دیا تھا لہٰذا قائد علی بن حمدون اس سے الگ ہو گیا اور اس نے اسے انعام و اکرام دیئے۔ لوگوں نے پھر اس کی بیعت کی اور اس نے زناتہ سے صلح کر لی اس نے ماخوخ سے رشتہ داری کر کے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی اور اس کی حکومت لمبا عرصہ رہی اس کا زمانہ امن و آشتی کا زمانہ تھا، اور علماء اس کی مجلس میں مناظرے کرتے تھے۔ بعد ازاں اس کے بحری بیڑوں نے جربہ سے لڑائی کی اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اس سے صلح کر کے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ غارتگر تھے۔ لہٰذا انہیں قلعہ کے باہر جو کچھ ملا، وہ اسے لے گئے۔ ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ پھر الحامیہ نے ان سے لڑائی کی تو یہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملک سے نکال دیا۔ پھر جب عرب چلے گئے تو عزیز کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک منظم فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہٰذا وہ قلعہ میں آیا اور حالات کو پرسکون بنایا اس نے عربوں کو امان دی، انہیں راضی کیا اور ان کی ناراضی کو دور کیا۔ عزیز کے عہد میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گیا، اس طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے سنہ 12 میں بجایہ پہنچا۔ اس نے وہاں پھر بری باتوں کا قلع قمع کیا اور عزیز کے پاس اس کی شکایت کی گئی اس نے اس کے متعلق سازش کی تو وہ منہاجہ کے بنی وریاکل کی طرف چلا گیا جو وادی بجایہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسے پناہ دی لیکن وہ ان کے ہاں ملول ہو کر مہمان بنا اور وہاں رہ کر علم پڑھانے لگا جب عزیز نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور اس کی حفاظت میں لڑائی کی۔ یہاں تک کہ وہ ان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور عزیز سنہ 415 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور کمزوری کی حالت میں اس کا زمانہ لمبا ہو گیا کیونکہ وہ عورتوں کا مغلوب تھا۔ وہ حکومت کے جاتے رہنے کے وقت بھی قبائل منہاجہ میں شکار کھیلنے کا شوقین تھا اور اس نے ایک دینار جاری کیا تھا۔ اس کی قوم میں کسی آدمی نے عبیدی خلفاء کے ادب کی وجہ سے اسے جاری نہیں کیا۔ اس نے پھر ابن جہاد کو بھیجا اور اس کا سکہ دینار تھا جس کی تین سطریں تھیں اور ہر پہلو میں ایک دائرہ تھا۔ ایک پہلو کا دائرہ یہ آیت تھی واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون جب کہ سطور یہ تھیں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یعتصم بحبل اللہ یحیی بن العزیز باللہ الامیر المنصور۔ دوسرے پہلو کا دائرہ یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ دینار ناصریہ میں سنہ 543 میں بنایا گیا تھا۔ اس کی سطور میں امام ابو عبداللہ المقتفی لامر اللہ امیر المومنین العباسی بھی لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 43 میں اس کی تلاش کے لئے قلعے میں پہنچا اور جو کچھ وہاں تھا اسے اٹھا کر لے گیا۔ بعد ازاں بنو وزار ابن مروان نے اس کے خلاف خروج کیا تو اس نے اس کی طرف مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا، ابن مروان کو گرفتار کر کے اسے اس کے پاس بھیجا اس نے اسے الجزائر میں قید کر دیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسے قتل کر دیا تھا۔ مطرف نے پھر اپنے بیٹے کو

پہنچا تو اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے سامنے مہدیہ میں لڑائی کی تو وہ اس سے سر نہ ہو سکا لہٰذا وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ پر نصاریٰ نے غلبہ پا لیا۔ حسن نے پھر مہدیہ کے حاکم کا قصد کیا تو اس نے اسے الجزائر پہنچا دیا۔ اور وہاں پر اس کے بھائی قائد کے ساتھ اسے اتار دیا یہاں تک کہ موحدین نے بجایہ پر حملہ کیا۔ بعد ازاں قائد الجزائر کو چھوڑ کر بھاگ گیا تو انہوں نے حسن کو اپنا امیر بنایا۔ اس نے عبدالمومن کو والی مقرر کیا تو اس نے انہیں امان دی۔ یحییٰ بن عزیز نے بعد ازاں اپنے بھائی سبع کو موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے شکست کھائی اور موحدین نے بجایہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یحییٰ سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ چلا گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا لیکن پھر وہ بونہ لوٹ آیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا۔ اس نے اس پر اس کے برے سلوک اور اسے ملک سے نکالنے کا عیب لگایا تو وہ قسنطینہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے ہاں مہمان ہوا یوں اس نے اس کے لئے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس اثناء میں موحدین قلعے میں زبردستی داخل ہو گئے اور اثبج میں سے حوش بن عزیز اور ابن الدحامس اس کے ساتھ تھے، یوں قلعے کو برباد کر دیا گیا پھر یحییٰ نے سنہ 47 میں عبدالمومن کی بیعت کر لی اور قسنطینہ کو چھوڑ دیا اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی جو اس نے پوری کر دی اور اسے مراکش لا کر وہاں آباد کر دیا۔ وہ پھر سنہ 58 میں سلا منتقل ہو گیا اور قصر بنی عشیرہ میں رہنے لگا وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ جب بونہ کا حاکم حارث صقلیہ کی طرف بھاگ گیا اور اس کے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی حکومت کے متعلق اس کی مدد کی۔ وہ پھر بونہ واپس آ کر اسیر قابض ہو گیا پھر اس پر موحدین نے غلبہ پا لیا اور باندھ کر قتل کر دیا۔ یوں بنی حماد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ماکسن کے قبیلوں میں سے وادی بجایہ میں سوائے اوزاغ کے اور کوئی قبیلہ باقی نہ رہا۔ یہ انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس دور میں خراج میں شمار ہوتے ہیں۔ انہیں بلا کے نواح میں سلطنت کے جملہ آدمیوں میں اس کے جرنیلوں کے ساتھ جاگیریں حاصل ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

باب:۲۱

بنو حیوس کے حالات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

ان کا تعلق غرناطہ اندلس سے ہے۔ جب سنہ 85 میں بادلیس بن منصور بن بلکلین بن زیری بن مناد بن ہاد نے افریقہ میں حکومت قائم کی تو حماد کو اشیر میں اور یطوفت کو تاہرات میں اتارا۔ بعدازاں حاکم فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کی دعوت پر قرطبہ سے منہاجہ کی عملداری تک زناتہ کی فوج کے ساتھ گیا۔ اور تاہرت میں اترا۔ اس کے بعد بادلیس نے اپنی فوجیں محمد بن ابی العون کی جستجو کے لئے بھیجیں لہٰذا تاہرت میں ان کا مقابلہ ہو گیا جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی، یوں بادلیس بنفس نفیس ان سے لڑائی کرنے گیا۔ لیکن خلفون بن سعید بن خزرون حاکم طبنبہ اس کا مخالف ہو گیا پھر زیری بن عطیہ اس کے آگے بھاگ گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا، یوں بادلیس بھی واپس آ گیا۔ اس نے اپنے بچوں اولادزیری کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے ساتھ چھوڑ دیا اور وہ زاوی، حلال، عرم اور معتنین تھے۔ انہوں نے پھر سنہ 87 میں بادلیس کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے حماد کو رمہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ اطلاع ابوالبہار بن زیری کو ملی تو چونکہ یہ لوگ بادلیس کے ساتھ تھے لہٰذا اسے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ ان کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر مخالفت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت بادلیس، فلفول بن یانس کی لڑائی میں مشغول تھا لہٰذا ان کے فساد اور خرابی کا میدان وسیع ہو گیا اور ان کے ہاتھ فلفول تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا اور ابوالبہار ان سے بادلیس کی طرف واپس آیا، تو اس نے اسے قبول کیا۔ انہوں نے پھر اس کے ساتھ صلح کی۔ پھر وہ سنہ 91 میں حماد کی طرف واپس چلے گئے۔ اس نے ان سے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور ماکسن اور اس کا بیٹا قتل ہو گئے۔ بعدازاں زاوی ساحل ملیانہ میں جبل شنوق میں چلا گیا اور پھر سمندر پار کر کے اندلس میں اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور خواص کے پاس چلا گیا۔ وہ منصور بن ابی عامر کے ہاں مہمان اترا جو صاحب حکومت و خلافت تھا۔ اس نے ان کی بہت اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور انہیں اپنے لئے منتخب کر لیا۔ اس نے خلافت پر تسلط قائم کرنے کے لئے انہیں حکومت کے خواص اور دوستوں میں شامل کر لیا اور انہیں زناتہ کے طبقات اور دوسرے بربریوں میں شامل کر دیا۔ جنہوں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جو سلطانی، اموی فوجوں اور عرب قبیلوں سے فتح حاصل کی تھی، یوں اب اندلس میں منہاجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بوسیدہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے منصور بن ابی عامر، اس کے بیٹوں مظفر اور ناصر کی حکومت کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ جب ان کی امارت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی تو اندلس میں بربریوں اور وہاں کے باشندوں کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ اب زاوی نے ان لڑائیوں میں خوشامد سے کام لیا۔ قرطبہ میں اس نے اس کی منہاجی قوم اور سب زناتہ اور بربریوں نے لڑائی کی اور اپنے خلیفہ المستعین سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن ناصر کے پاؤں جمائے جس کی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر قرطبہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس کے عام باشندوں کی بیخ کنی کی۔ انہوں نے اس کے خاص پردہ داروں، صاحب عزت لوگوں پر الزامات لگائے لہٰذا لوگوں نے اس بارے میں واقعات بیان کئے۔ قرطبہ لوٹنے کے بعد زاوی اپنے باپ زیری بن مناد کے پاس پہنچ گیا جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا خالق تصور کیا جاتا ہے، یوں وہ اسے وہاں سے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آیا۔ تاکہ اسے اس کی قبر میں دفن کرے۔ اس کے بعد ملوک میں سے بنی حمود کو بڑی شوکت حاصل ہوئی، بربریوں کی حکومت خراب ہو گئی اور اندلس میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی جوانب فتنے سے لبریز ہو گئیں اور بربری رؤساء اور ارباب حکومت نے نواح و امصار میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ اب منہاجہ البیرۃ کی جانب سمٹ گئے اور اس کے مضافات پر ان کا قبضہ تھا۔ زاوی ان دنوں بربریوں کا دست بازو بنا ہوا تھا لہٰذا اس نے غرناطہ میں اتر کر اسے اپنا دارالسلطنت اور اپنی قوم کی پناہ گاہ بنا لیا۔ اس کے دل میں پھر ایام جنگ میں، اندلس میں بربریوں کے برے انتقام کی بات آئی، اور وہ اپنے فعل کے انجام سے ڈر گیا۔ حکومت نے بھی ان کی

بات کو نہیں مانا تو اس نے کوچ کا ارادہ کرلیا۔ اس نے سنہ 410 میں بیس سال کی غیر حاضری کے بعد قیروان میں اپنی قوم کے بادشاہ کی پناہ لی۔ اس نے المعز بن بادلیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا، افریقہ سے بھی بڑی وسیع مالدار اور زیادہ تعداد والی حکومت دی لہٰذا المعز نے بھی اس سے خوب حسن سلوک کیا اور اسے اپنی حکومت کا سب سے بڑا رتبہ دیا۔ اس نے اسے چچوں اور قرابتداروں سے بھی مقدم کیا نیز اسے اپنے محل میں اتارا اور اپنی بیویوں کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکالا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی ایک ہزار بیوی کو ملا جن میں سے کوئی بھی اس کے لئے حلال نہیں تھی۔ اس نے ابراہیم کو اس کی قبر میں دفن کردیا اور اپنے بیٹے کو اپنی عملداری میں اپنا جانشین بنایا۔ اس دوران اہل غرناطہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور انہوں نے حیوس کی جانب سے اس کے عم زاد ماکسن بن زیری کو اس کی عملداری کے ایک قلعے میں اس کی جگہ بھیجا لہٰذا وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور غرناطہ میں اترا، تو وہ اس کے مخالف ہو گئے۔ وہ پھر اس کی بیعت کر کے وہاں کا بادشاہ بن گیا جو اندلس میں جماعتوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 29 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بادلیس بن حیوس حکمران بنا جس کا لقب مظفر تھا۔ وہ ہمیشہ ہی آل حمود امرائے مالقہ کے، قرطبہ سے تخلف کے بعد ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ بعد ازاں حاکم مریہ عامری نے سنہ 29 میں اس پر چڑھائی کی تو بادلیس نے غرناطہ کے باہر اس سے لڑائی کی، اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کا دور حکومت لمبا ہو گیا۔ اب سب جماعتوں کے بادشاہوں نے اس کی مدد کو اپنے ہاتھ بڑھائے اور جن لوگوں نے اس سے مدد طلب کی ان میں محمد بن عبداللہ البرزالی بھی تھا جس نے اس سے اس وقت مدد مانگی جب اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے باپ کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کرلیا تھا۔ یوں بادلیس نے خود بھی اور اس کی قوم نے بھی اس کی مدد کی۔ سنہ 31 میں اس کے دادخواہ کی طرف ابن بقیہ کے ساتھ ادریس بن حمود کا جرنیل گیا جو مالقہ کا حکمران تھا۔ یہ لوگ راستے ہی سے واپس آ گئے۔ اس دوران اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے دادخواہ کے ساتھ ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے ان کا تعاقب کیا اور بادلیس کو اس کی قوم میں آملا۔ اب وہ آپس میں لڑ پڑے، اسماعیل کی فوج بھاگ گئی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ گئی، تب منہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن حمود کے پاس لایا گیا۔ اس وقت قادر بن ذوالنون حاکم طلیلہ بھی ابن عباد اور اس کے مددگاروں کی زیادتیوں کو دور کرنا چاہتا تھا۔ بادلیس پر وہ شخص حکمران ہے جس نے غرناطہ کو شہر بنایا، اس کی حد بندی کی، اس کے محلات اور قلعوں اور عمارات اور کارخانوں کو بلند اور مضبوط کیا جن کے آثار اس زمانے تک باقی ہیں۔ سنہ 49 میں بنو حمود کے خاتمہ کے بعد وہ مالقہ پر غالب آ گیا۔ اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کرلیا۔ وہ پھر سنہ 67 میں فوت ہو گیا اور مغرب میں مرابطین کی حکومت نمایاں ہوگئی اور یوسف بن تاشفین کی سلطنت مضبوط ہوگئی۔ اب اس کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادلیس حکمران بنا اور مظفر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی امارت دیدی۔ مالقہ کی امارت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک ٹھیک رہی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا تذکرہ کریں گے۔ وہ پھر غرناطہ میں سنہ 83 میں اترا۔ اس نے عبداللہ بن بلکین کو گرفتار کرلیا اور اس کے اموال و ذخائر کا صفایا کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم کو بھی مالقہ سے لاکر ملا دیا، اور وہ ان دونوں کے ساتھ اندلس آ گیا۔ اس نے پھر عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں اتارا اور انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کی حکمرانی میں ہی فوت ہو گئے۔ بنو ماکسن جو اس عہد میں طنجہ کے خاندانوں میں سے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں لہٰذا ابکانہ کی حکومت منہاجہ افریقہ اور اندلس سب علاقوں میں کمزور ہوگئی۔

باب: ۲۲

ملثمین کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

یہ منہاجہ کا دوسرا طبقہ ہے، انہیں مغرب میں حکومت حاصل تھی۔ یہ لوگ جنوب میں ریگستانوں کے پیچھے واقع جنگلات میں رہتے ہیں اور اسلام سے قبل کے زمانوں سے یہاں رہ رہے ہیں لہٰذا ان کے آغاز کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ وہ پھر سبزہ زاروں سے صحرا میں چلے گئے اور وہاں اپنی مراکز پالیا۔ انہوں نے ٹیلوں کی سخت زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے بدلے میں انہوں نے جانوروں کا دودھ اور گوشت حاصل کر لیا۔ کیونکہ وہ آبادی سے دور رہنا چاہتے تھے اور علیحدگی سے مانوس تھے۔ وہ کسی کے غلبہ سے وحشت محسوس کرتے تھے لہٰذا وہ حبشہ کے سبزہ زار کے پڑوس میں اترے اور پھر بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک بن گئے۔ انہوں نے لثام (ٹھاٹھہ) کو قوموں کے درمیان اپنا امتیازی شعار بنایا وہ پھر ان علاقوں میں چلے گئے اور بکثرت ہو گئے۔ کذالہ سے ان کے متعدد قبیلے بن گئے لہٰذا لتونہ، مسوفہ، وتریکہ، ناوکا، زغاوہ اور پھر منہاجہ کے بھائی لمطہ، یہ سب مغرب میں بحر محیط کے درمیان سے طرابلس اور برقہ کی طرف غدامس تک آباد ہیں۔

لتونہ کے اور بھی بہت بطون ہیں۔ جیسے بنو ورتطق، بنو زمال، بنو صولان اور بنو ناسجہ۔ صحرا میں ان کا وطن کا کرم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سب مغرب کے بربریوں کی طرح مجوسی دین کے حامل ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہی ان میدانوں میں رہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فتح اندلس کے بعد یہ اسلام لائے۔ ان میں لتونہ کو سرداری حاصل تھی۔ انہیں عبدالرحمٰن بن معاویہ الداخل کے زمانے سے بڑی قوت اور حکومت حاصل ہوئی جسے وراثت میں ان کے بادشاہوں نے حاصل کیا، جن میں تلاکاکین، ورتکا اور اکن بن ورتطق جو ابوبکر بن عمر کا دادا اور ان کی حکومت کے آغاز میں لتونہ کا امیر شامل ہیں۔ ان کی عمریں اسی (80) سال تک طویل ہوئی ہیں۔ انہوں نے کئی صحرائی علاقوں پر قبضہ کیا، وہاں پر رہنے والی سوڈانی اقوام سے جہاد کیا اور انہیں لانے پر آمادہ کیا یوں ان میں سے بہت سے لوگوں نے دین کو اختیار کر لیا۔ دوسروں نے جزیہ دے کر ان سے بچاؤ اختیار کیا اور انہوں نے ان سے جزیہ کو قبول کر لیا۔ تلاکاکین کے بعد ان پر تیولوتان بادشاہ بنا۔

ابن ابی زرع کا بیان ہے کہ "لتونہ میں سب سے پہلے تیولوتان نے صحرا پر قبضہ کر کے صحرائی علاقوں کی واقفیت سے حاصل کی۔ اس نے سوڈانیوں سے ٹیکسوں کا تقاضا کیا اور وہ ایک لاکھ شرفاء میں سواری کیا کرتا تھا، اس کی وفات سنہ 222 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے تمیم نے سنہ 306 تک ان کی حکومت سنبھالی۔ بعد میں منہاجہ نے اسے قتل کر دیا، یوں ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی۔"

دوسرے لوگوں کا بیان ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور تیز اور ابن دانش بن بیزا ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمٰن ناصر اور اس کے بیٹے حکم المنتصر کے زمانے میں چوتھی صدی میں تمام صحرا پر قبضہ کیا تھا۔ وہ عبیداللہ اور اس کے بیٹے ابوالقاسم جو خلفائے شیعہ میں سے تھے، کے زمانے میں ایک لاکھ شرفاء میں سوار ہوتا تھا۔ اس کی عملداری دو ماہ کی مناسبت تک تھی۔ بیس سوڈانی بادشاہوں نے اس کی اطاعت کی تھی جو اسے جزیہ دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بادشاہ بنے لیکن پھر اس کے بعد ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور ان کی سلطنت اور ریاست گروہ در گروہ بن گئی۔ ابن زرع بیان کرتا ہے کہ تمیم بن یلیتان کے ایک سو بیس سال بعد ان کی حکومت تباہ ہو گئی یہاں تک کہ عبیداللہ بن تیفاوت جو ناشرت لتونی کے نام سے مشہور ہے، ان میں کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے محبت کی۔ وہ بڑا دیندار اور نیک آدمی تھا۔ اس نے حج بھی کیا لیکن وہ بھی ایک لڑائی میں اپنی سرداری کے تیسرے سال فوت ہو گیا۔ ان کی حکومت پھر اس کے داماد یحییٰ بن ابراہیم کندالی اور اس کے بعد یحییٰ بن تلاکاکین نے سنبھالی۔ سب سے پہلے اس طبقہ کی مغرب اور اندلس میں بڑی حکومت تھی، اس کے بعد افریقہ میں، ہم ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

مرابطین کی حکومت کے واقعات اور اس کے انجام کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ملثمین اپنے صحراؤں میں رہتے تھے اور مجوسی دین کے پیروکار تھے یہاں تک کہ تیسری صدی میں وہ اسلام لائے اور انہوں نے اپنے پڑوسی سوڈانیوں سے دین کے معاملے میں جہاد کیا، انہیں اپنا مطیع بنالیا اور حکومت ان کے لئے مجتمع ہوگئی۔ لیکن یہ لوگ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہر بطن کی سرداری ایک مخصوص گھرانے میں تھی۔ لمتونہ کی سرداری بنی ورتانطق بن منصور بن مصالحہ بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن تلمیت میں تھی جو لمتونی تھا جب سرداری یحییٰ بن ابراہیم کندالی کو ملی تو اس کی بنی ورتانطق میں رشتہ داری تھی لہٰذا انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی جب یحییٰ بن ابراہیم اپنی چھٹی گزارنے کے لئے اپنی قوم کے رؤساء میں سنہ 440 میں باہر گیا تو واپسی پر یہ لوگ قیروان میں مالکی مذہب کے شیخ ابو عمران فاسی سے ملے۔ انہوں نے اس کے دور میں جو فائدہ اس سے حاصل کیا، جو انہیں زبانی فتوے دیئے اور جو کچھ امیر یحییٰ کی سرداری کے بارے میں کہا انہوں نے اسے غنیمت جانا۔ ان کے ساتھ اس کا ایک شاگرد رہتا تھا جس سے وہ اپنے قضایا اور مصائب میں رجوع کیا کرتے تھے لہٰذا اس نے ان کی رغبت بھی دیکھتے ہوئے اپنے شاگرد کو ایصال خیر کی امید پر ان کے ساتھ کر دیا۔ انہوں نے پھر اپنے علاقے کو سخت چیز خیال کیا تھا۔ ابو عمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد وکاک ابن رلوا اللمطی کو سجلماسہ میں لکھا اور اسے وصیت کی کہ وہ ان کے لئے ایسا آدمی تلاش کرے جس کے دین پر انہیں اعتماد ہو اور وہ اپنی معاش کے سلسلے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی بھوک کے مطابق ڈھال لے۔ اس نے ان کے پاس عبداللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو بھیجا۔ وہ انہیں قرآن کی تعلیم دینے لگا۔ اور ان کے لئے دین کو قائم کرنے لگا پھر یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا، یوں ان کی حکومت تباہ ہوگئی۔ انہوں نے پھر عبداللہ بن یاسین کو نکال دیا، اس کے علم کو مشکل خیال کیا اور اس سے تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اس میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ یوں اس نے بھی ان سے اعراض اختیار کیا۔ اب لمتونہ کے رؤسا میں سے یحییٰ بن عمر بن تلاکاکین نے اس کے ساتھ زہد و عبادت کو اختیار کر لیا۔ جب ابو بکر نے اسے پکڑ لیا، تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے جسے دریائے نیل گھیرے ہوئے ہے اور جو گرمیوں میں پایاب اور سردیوں میں گہرا ہوتا ہے۔ وہ واپسی پر الگ الگ کئی جزیرے بن جاتا ہے لہٰذا وہ بہت درختوں والی دلدلی جگہ الگ عبادت کرنے کے لئے داخل ہو گئے۔ جب ان کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہو گیا تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے انہیں کہا کہ ایک ہزار آدمی قلت کے باعث غالب نہیں آ سکتا اور ہمیں یہیں قیام کر کے دعا کرنی چاہئے اور سب لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے لہٰذا انہوں نے انہیں نکالا اور وہ نکل گئے لیکن قبائل لمتونہ کنالہ اور مھومہ میں سے جس نے بھی ان کی بات نہ مانی، انہوں نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور سیدھے راستے پر قائم ہو گئے۔ اس نے پھر انہیں مسلمانوں کے اموال سے صدقات لینے کی اجازت دی اور اس نے ان کا نام مرابطین رکھا۔ اس نے اس کی امارت عربوں میں امیر یحییٰ بن عمر کو دی، یوں وہ ریگستانوں کو طے کر کے بلاد درعہ اور سجلماسہ میں آ گئے انہوں نے اپنے صدقات انہیں دیئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔ اس دوران وکاک اللمطی نے انہیں اس ظلم و جور سے متعلق لکھا۔ جو مسلمانوں کو بنی وانودین سے پہنچا تھا اور جو سجلماسہ کے مغراوی امراء میں سے تھے۔ اس نے پھر انہیں ان کے حالات کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی لہٰذا وہ سنہ 445 میں بہت بڑی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہو کر صحرا سے نکلے اور درعہ کی طرف گئے جہاں پر ایک چراگاہ تھی۔ وہ ان کو اس چراگاہ اور اپنے ملک سے ہٹانے کے لئے مقابلے میں آئے۔ یوں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اور ابن وانودین کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کی فوج کا اس کے اموال سمیت پیچھا کیا اور اس نے انہیں ان کے چوپاؤں اور چراگاہ کے اونٹوں کو قابو کر لیا جو درعہ میں تھے وہ پھر سجلماسہ میں گئے اور وہاں پر رہنے والے سب مغراوہ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر ان کے اموال کی اصلاح کی، برائیوں کو دور کیا اور ٹیکسوں کو معاف کر دیا، صدقات دیئے اور انہی میں سے ایک آدمی کو ان کا عامل مقرر کیا۔ وہ پھر اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ جب یحییٰ ابن عمر سنہ 47 میں فوت ہو گیا اور اس جگہ اس کا بھائی ابوبکر آ گیا تو اس نے مرابطین کو مغرب کے فتح کرنے کی طرف متوجہ کیا لہٰذا اس نے سنہ 48 میں بلاد سوس کے ساتھ لڑائی کی اور سنہ 48 میں ماسہ اور تارودانت کو فتح کر لیا۔ ان کا امیر لقوط بن یوسف بن علی مغراوی تاولا کی طرف بھاگ گیا اور بنو یفرن کی پناہ لی جبکہ لقوط بن یوسف مغراوی حاکم عمات ان کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفزاویہ نے شادی کر لی، یہ عورت حسن و جمال اور سرداری میں شہرہ آفاق تھی یہ عورت

لقوط سے قبل یوسف بن علی بن عبدالرحمن بن وطاس کے پاس تھی جو دریکہ کا شیخ تھا۔ یہ بلاد مصامدہ میں مغاران کی حکومت میں ہیلانہ کی بیوی تھی یوں بنو یفرن دریکہ پر غالب آ گئے اور غمات پر قبضہ کر لیا یوں لقوط نے اس زینب سے شادی کر لی۔ اس کے بعد ابو بکر بن عمر نے اس سے شادی کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس نے سنہ 50 میں مرابطین کو برغوطہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلایا۔ اس کے بعد پھر سلیمان بن حرو امر ابطین کا امام بنا تا کہ وہ اپنے دینی قضایا میں اس کی طرف رجوع کریں۔ ابو بکر بن عمر اپنی قوم کی امارت کے دوران مسلسل ان کے ساتھ جہاد کرتا رہا۔ اس نے ان کی جڑیں اکھیڑ دیں اور یوں مغرب سے ان کی دعوت کا اثر مٹ گیا۔ جہاد کے سلسلے میں ابو بکر نے لواتہ شہر سے لڑائی کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے سنہ 52 میں وہاں کے تمام زناتہ کو قتل کر دیا۔ ابھی اس نے مغرب کی فتح کی تکمیل نہیں کی تھی کہ اسے صحرا میں لمتونہ اور مسوفہ کے اختلافات کی اطلاع ملی جہاں ان کے شرفاء اور رشتہ داروں کی بڑی تعداد رہتی تھی۔ لہٰذا وہ ان کے اختلاف اور تعلقات کے انقطاع سے ڈر گیا اور سفر کا حکم دیا۔ سنہ 53 میں بلکین بن محمد بن حماد حاکم قلعہ نے مغرب پر چڑھائی کی تو ابو بکر صحرا کی طرف چلا گیا، اس نے مغرب پر اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو عامل مقرر کیا اور اس کے لئے اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کے درمیان فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اب سوڈانیوں سے جہاد کرنے کا دروازہ کھول دیا اور وہ ان کے ملک کی نوے منازل پر غالب آ گیا۔ یوسف بن تاشفین نے مغرب کی اطراف میں قیام کیا پھر حاکم قلعہ بلکین، فاس آیا اور اطاعت پر اس کو ر عمال بنایا۔ وہ پھر واپس لوٹ آیا۔ لہٰذا اس وقت یوسف بن تاشفین اپنی مرابطین کی فوج کے ساتھ چلا، اس نے مغرب کے علاقوں کو اپنا مطیع بنا لیا۔ ابو بکر پھر مغرب کی طرف واپس آ گیا، تو اس نے دیکھا کہ یوسف بن تاشفین نے اس سے پہل کر لی ہے۔ زینب نے اسے بتایا کہ وہ اپنے اموال میں اختصاص چاہتا ہے اور وہ اسے صحرا کا مال و متاع دیدے لہٰذا امیر ابو بکر نے یہ بات سمجھ لی اور لڑائی سے الگ ہو گیا اس نے امارت اس کے سپرد کر دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا وہ سنہ 480 میں واپس آتے ہی فوت ہو گیا۔ اب یوسف نے سنہ 54 میں مراکش شہر کی حد بندی کی اور وہاں پر خیموں میں اترا۔ اس نے مسجد کے اردگرد فصیل بنائی اور اموال اور اسلحہ کے ذخیرہ کے لئے ایک کنواں بنایا۔ اس کے بعد سنہ 526 میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کی مضبوطی کو مکمل کیا۔ پھر یوسف نے مراکش میں اپنی فوج کے اترنے اور مصامدی قبیلوں سے ان کے مواطن جبل درن میں لڑنے کے لئے تیار کیا۔ مغرب کے قبائل میں ان سے زیادہ سخت اور زیادہ تعداد والا اور کوئی قبیلہ نہیں تھا۔ اس نے پھر مغرب میں مغراوہ، بنی یفرن اور قبائل زناتہ سے مطالبہ کرنے کی طرف اپنے عزم کو پھیرا اور گھوڑوں کو ان کے ہاتھوں سے کھینچ لیا۔ رعایا پر جو انہوں نے ظلم کئے تھے، اس نے انہیں دور کیا۔ اور وہ ان سے بہت نالاں تھے (مورخین نے فاس شہر اور اس کی حکومت کے حالات کے سلسلے میں ایسے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔) اس نے سب سے پہلے قلعہ فازاز میں لڑائی کی جہاں پر بنی یخفش کا مہدی بن توالی تھا۔ صاحب نظم الجواہر کا بیان ہے کہ یہ زناتہ کا ایک بطن ہیں اور ابو توالی اس قلعہ کا حاکم تھا۔ یوسف بن تاشفین نے اس سے لڑائی کی پھر مہدی بن یوسف کرنالی حاکم مکناسہ نے اس سے فوج مانگی کیونکہ وہ حاکم فاس معنصر مغراوی کا دشمن تھا لہٰذا اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی۔ معنصر مغراوی بھی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور یوسف پھر فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے ان تمام قلعوں کو فتح کیا جو اس کا احاطہ کئے ہوئے تھے پھر چند دن وہاں قیام کیا اور اس کے عامل بکار بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ تیزی کے ساتھ مغراوہ کی طرف گیا اور اسے فتح کیا۔ وانودین مغراوی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھا، اس نے اسے قتل کر دیا اور فاس واپس آ گیا۔ اس نے سنہ 55 میں اسے صلح کے ذریعے فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے لڑائی کی۔ اس نے ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا، ان سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ وہ پھر طنجہ کے قریب جا پہنچا جہاں پر سکوت برغواطی حاجب حاکم سبتہ اور حمودیہ کے موالی میں سے بقیہ امراء اور ان کی دعوت دینے والے موجود تھے۔ وہ پھر قلعہ فازاز سے لڑائی کرنے کے لئے واپس آیا اور معنصر نے اس کے فاس جاتے ہی مخالفت کی لہٰذا وہ اس پر قابض ہو گیا اور اس کے عامل کو قتل کر دیا۔ یوسف بن تاشفین نے اب حاکم مکناسہ مہدی بن یوسف سے درخواست کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے لہٰذا معنصر نے اسے اس کے راستے میں تلاشی دینے کو کہا اور اس سے لڑائی کی۔ اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو اس کے دوست اور حصہ دار حاجب سکوت برغواطی کے پاس بھیج دیا۔ جب اہل مکناسہ نے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی تو اس نے فاس کے

محاصرے کے لئے لمتونہ کی فوجیں بھیجیں جنہوں نے فاس کا ناطقہ بند کر دیا۔ ضرورت کی چیزیں بند کر دیں۔ ان نے لڑائی کرنے پر اصرار کیا لہٰذا انہیں تکلیف ہوئی۔ آخر معتصر اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے میدان میں آیا مگر گردش روزگار اس کے خلاف تھی لہٰذا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد زناتہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی اولاد سے تھا، یہ تازا اور تسول کے بادشاہ تھے لہٰذا انہوں نے مرابطین کی فوجوں پر چڑھائی کی۔ وادی سیمیر میں رن پڑا۔ زناتہ کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت سے مرابطین قتل ہو گئے جب یوسف بن تاشفین کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بلاد فازاز میں مہدی کے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ لہٰذا وہ سنہ 56 میں کوچ کر گیا اور مرابطین کی فوج بھی اس کے پاس آ گئی۔ وہ پھر بلاد مغرب میں چلنے پھرنے لگا لہٰذا اس نے بنی مراسن پھر قبولا اور پھر بلاد درغہ کو سنہ 58 میں فتح کیا پھر سنہ 60 میں غمارہ کو فتح کیا۔ اس نے سنہ 62 میں فاس کے ساتھ لڑائی کی اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے بزور فتح کر لیا۔ اس نے اس کے جنگلات میں تین ہزار مغراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے لئے فرداً فرداً قبریں بنانا مشکل ہو گیا۔ لہٰذا ان کے لئے گڑھے کھودے گئے اور انہیں باجماعت قبر میں ڈال دیا گیا۔ جو ان میں سے قتل ہونے سے بچ گیا، وہ بھاگ کر بلاد تلمسان میں چلا گیا۔ اس نے پھر ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دیدیا جو قرو مین اور اندلسین کے درمیان حد فاصل تھیں۔ اس نے پھر ان کو ایک شہر بنا دیا اور اس کے گرد فصیل بنا دی۔ اس نے وہاں کے لوگوں کو بکثرت مسجدیں بنانے پر آمادہ کیا اور ان کی تعمیر کے نقشے بنائے۔ بعد ازاں وہ سنہ 63 میں وادی ملویہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے شہروں اور وطاط کے قلعوں کو اس کے نواح سے فتح کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں دمنہ شہر کی طرف گیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا پھر غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ پھر سنہ 67 میں جبال غیاشہ اور بنی مکود کی طرف گیا جو تازا کی سرحدوں کے وسط میں ہیں اور انہیں فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مغرب کی عملداریاں اس کے بیٹوں اور اس کی قوم کے امراء میں تقسیم ہو گئیں پھر معتمد بن عباد نے اسے جہاد کی دعوت دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کی قوم کی وجہ سے اس سے معذرت کی کیونکہ وہ سبتہ کی حمودی حکومت کے مددگار تھے۔ جب ابن عباد نے دوبارہ اس کی طرف ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی طرف اپنے جرنیل صالح بن عمران کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ سکوت حاجب نے طنجہ کے باہر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی لیکن شکست کھائی اور حاجب سکوت قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے ضیاء الدولہ کو پکڑ لیا۔ یوں صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو فتح کے متعلق لکھا پھر امیر یوسف بن تاشفین نے سنہ 72 میں اپنے جرنیل مزدلی بن تلکان بن محمد بن ورکورت عشری کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے ملوک مغراوہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں وہاں امیر عباس بن بختی رہتا تھا جو یعلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد بن خزر کی اولاد میں سے تھا لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور پھر بلاد زناتہ میں چلے گئے۔ انہوں نے یعلیٰ بن امیر عباسی پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنی لڑائی سے واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین اس کے تین سال الریف کی طرف گیا اور کرسف، ملیلہ اور الریف کے باقی ماندہ شہروں بر قاس کو فتح کیا۔ اس نے پھر تلمسان شہر کو فتح کیا اور وہاں پر رہنے والے مغراوہ کو قتل کر دیا حتیٰ کہ امیر تلمسان عباس بختی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد تینغر المستوفی کو پھر اس نے وہاں پر مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اتارا اور وہ مملکت کی سرحد بن گیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں اترا اور وہاں اپنے اترنے کی جگہ پر تاکرارت شہر کی حد بندی کی۔ بربری زبان میں یہ حملے کا نام ہے۔ اس نے پھر تنس وہران اور جبل دانشریس کو الجزائر تک فتح کیا اور مراکش سے واپسی پر سنہ 75 میں مغرب واپس آ گیا اور محمد بن تینغر اپنی وفات تک تلمسان کا والی رہا، اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین حکمران بنا۔ اس دوران طاغیہ نے سمندر کے پیچھے سے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور وہاں کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا لہٰذا اس نے طلیلہ کا محاصرہ کر لیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن ذاتون قیام پذیر تھا۔ وہ ان سے اس قدر تنگ ہوئے کہ اس نے سنہ 78 میں ان سے بچنے کے لئے اس شرط پر اس سے صلح کر لی کہ وہ اسے بلنیہ کا مالک بنا دے لہٰذا اس نے اس کے ساتھ نصرانیوں کی ایک فوج بھیجی اور اس نے بلنیہ میں داخل ہو کر اس کے حاکم ابوبکر بن عزیز کے مرنے کے وقت طلیطلہ کے محاصرے کے موقع پر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طاغیہ بلاد اندلس میں چلا گیا، یہاں تک کہ حریف کے فرضۃ المجاز میں ٹھہرا، اس کی حکومت نے اہل اندلس کو درماندہ کر دیا۔ اس نے پھر ان سے جزیہ کا تقاضا کیا تو انہوں نے اسے جزیہ ادا کیا۔ اس نے پھر سرقسطہ سے جنگ کی، وہاں پر ابن ہود کو تنگی میں ڈالا اور اس کا قیام وہاں لمبا ہو گیا۔ یوں اس پر قبضہ کرنے کے متعلق اس کی امید بڑھ گئی لہٰذا محمد بن عباد نے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو مخاطب کیا کہ وہ اندلس میں اسلام کی مدد کرنے

اور طاغیہ سے جہاد کرنے کا اپنا وعدہ پورا کرے۔ اہل اندلس کے سب مشہور علماء اور خواص نے بھی اس سے خط و کتابت کی لہٰذا وہ جہاد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے پھر مرابطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سبتہ فرضتہ المجاز کی طرف بھیجا۔ لہٰذا اس نے وہاں لڑائی کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں سے اسے گھیر لیا۔ وہ ربیع الاخر سنہ 76 میں بزور قوت اس میں داخل ہو گئے، اس نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ اور قید کر کے مغرب کی طرف لے آیا۔ پھر اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ اس نے پھر اپنے باپ کو فتح کا خط لکھا پھر ابن عباد نے اپنی جماعت اور مرابطین کے ساتھ سمندر کو پار کیا اور جہاد کے لئے نکلتے ہوئے فاس میں اس سے لڑائی کی۔ اس کے بیٹے الراضی نے اس کے لئے جزیرہ خضراء کو چھوڑ دیا تا کہ وہ اس کے جہاد کے سلسلے میں چھاؤنی بن سکے لہٰذا اس نے مرابطین کی فوجوں اور قبائل مغرب کے ساتھ سمندر کو پار کیا۔ وہ سنہ 489 میں جزیرہ میں جا اترا۔ معتمد بن عباد اور ابن افطس حاکم بطلیوس نے اس سے لڑائی کی۔ جلالقہ کے بادشاہ ابن ادفونس نے اس سے لڑائی کرنے کے لئے نصرانی اقوام کو اکٹھا کیا اور بطلیوس کے نواح میں زلاقہ مقام پر مرابطین سے لڑائی کی۔ پھر مسلمانوں کو سنہ 81 میں اس پر مشہور فتح حاصل ہوئی وہ پھر مراکش لوٹ آیا۔ وہ اشبیلیہ میں محمد مجون بن سمیونن بن محمد بن درکورت کی نگرانی کے لئے ایک فوج پیچھے چھوڑ آیا جس کا باپ الحاج کے نام سے مشہور تھا۔ محمد اس کے خواص میں اور مشرق اندلس میں طاغیہ کو زچ کرنے والے عظیم جرنیلوں میں سے تھا۔ اس بارے میں امرائے طوائف کچھ کام نہ آئے لہٰذا ابن الحاج نے جو یوسف بن تاشفین کا جرنیل تھا، مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے نصرانیوں کو نہایت بری شکست دی اور مرسیہ کے حاکم ابن رشیق کو الگ کر دیا اور وہ دانیہ تک پہنچا۔ اب علی بن مجاہد اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ناصر بن علناس کے ہاں اترا لہٰذا اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ بلنیسہ کا قاضی ابن جحاف، محمد بن الحاج کو قادر بن ذوالنون کے خلاف برانگیختہ کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور بلنیسہ پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران ابن ذوالنون سنہ 85 میں قتل ہو گیا۔ جبکہ طاغیہ کے یہ خبر پہنچی تو اس نے بلنیسہ سے لڑائی کی اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ سنہ 85 میں اس پر قبضہ کر لیا لیکن پھر مرابطین کی فوجوں نے اسے چھڑا لیا۔ اب یوسف بن تاشفین نے امیر مزدلی کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ یوسف بن تاشفین سنہ 86 میں دوبارہ بلنیسہ گیا تو وہاں کے امرائے طوائف نے محسوس کیا کہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی ملاقات کو گراں محسوس کیا کیونکہ ان پر تاوان اور ٹیکس لگائے گئے تھے۔ پھر وہ ان کے متعلق غمگین ہوا اور ٹیکسوں کو اٹھا کر انصاف کرنے کا عہد کیا لہٰذا جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے سوا سب اس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس نے اس کی ملاقات میں جلدی کی تھی اور اسے جہت لوگوں کے متعلق اکسایا تھا۔ اب اس نے ابن رشیق کو گرفتار کر لیا۔ یوں ابن عباد نے اس عداوت پر قدرت حاصل کر لی جو ان دونوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر مرسیہ کی طرف فوج بھیجی تو ابن حمارح وہاں سے بھاگ گیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے ہاں اترا۔ طوائف کے بادشاہوں نے اس کی فوج کو مدد نہ دینے پر اتفاق کیا تو اس کی نظر بگڑ گئی۔ بعد ازاں مغرب اندلس کے فقہاء اور اہل شوریٰ نے اسے انہیں معزول کرنے اور ان سے حکومت چھین لینے کا فتویٰ دیا۔ اہل مشرق میں سے اس کی طرف یہ فتوے لے کر جانے والے غزالی اور طرطوشی جیسے علماء تھے لہٰذا وہ غرناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عبید اللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں یوسف بن تاشفین کی عداوت میں طاغیہ کے ساتھ شامل تھے۔ اس نے ان دونوں کو مغرب کی طرف بھیج دیا لہٰذا اس موقع پر ابن عباد اس سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کی ملاقات سے منقبض ہوا۔ اب ان دونوں کے درمیان شکایات پھیل گئیں تو یوسف بن تاشفین سبتہ کی طرف گیا اور وہاں پر ٹھہر گیا۔ اس نے پھر امیر سیر بن ابی بکر بن محمد ورکوت کو اندلس کی امارت دے کر بھیج دیا لہٰذا وہ وہاں سے چلا گیا۔ جب ابن عباد اس کے استقبال کو نہیں آیا تو اس بات نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر اس سے امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو ان کے درمیان فساد پیدا ہو گیا، وہ اس کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اولاد مامون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے برطرف کر دیا، ان سب علاقوں پر قابض ہو گیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ جا کر معتمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس نے طاغیہ سے مدد طلب کی تو اس نے اس محاصرے سے اسے چھڑانے کا ارادہ کیا مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ لمتونہ کے دفاع نے اس کی قوت کو کمزور کر دیا تھا۔ اب مرابطین سنہ 84 میں اشبیلیہ میں زبردستی داخل ہو گئے، اس نے معتمد کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر مراکش لے آیا۔ وہ سنہ 70 میں اغمات میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کی قید میں رہا۔ وہ پھر بطلیوس کی طرف گیا تو اس کے حاکم عمر بن الطس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے سنہ 89 میں عید الاضحیٰ کے روز اسے اور اس

کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اسے صحیح طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ کہ وہ اسے بطلیوس کا بادشاہ بنا دیں گے۔ سنہ 90 میں یوسف بن تاشفین پھر تیسری بار گیا۔ اور طاغیہ نے اس پر چڑھائی کی لہٰذا اس نے محمد بن الحاج کی نگرانی کے لئے مرابطین کی فوجیں بھیجیں۔ نصاریٰ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد امیر یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین سنہ 93 میں گیا تو محمد بن الحاج سیر بن ابی بکر اس کے ساتھ مل گیا اور یوں طوائف کے ملوک کے ہاتھوں سے اندلس کے عام علاقے کو حاصل کر لیا۔ اس دوران المستعین بن ہود کے ہاتھ میں نصاریٰ کا ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے سرقطہ کے سوا اور کوئی علاقہ باقی نہ رہا۔ پھر حاکم بلنسیہ امیر مزدی نے برشلونہ شہر سے لڑائی کی اور اس میں خوب خونریزی کی اور وہاں تک پہنچا جہاں پر اس سے قبل کوئی نہیں پہنچا تھا۔ وہ پھر واپس آ گیا۔ اس طرح یوسف بن تاشفین کی حکومت میں بلاد اندلس کا انتظام ہو گیا اور طوائف کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا کہ گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھی اس طرح یوسف بن تاشفین اندلس کے دونوں کناروں پر قابض ہو گیا اور مرابطین کو پے در پے بار بار شکستیں ہونے لگیں۔ اس نے پھر امیر المسلمین کا نام پایا اور مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کو مخاطب کیا۔ اس نے اس کی طرف عبداللہ بن محمد العرب المعامی الاشبیلی اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو بھیجا تو انہوں نے نہایت نرمی سے اچھے رنگ میں بات کو اس تک پہنچا دیا انہوں نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مغرب اور اندلس کی امارت دیدے تو اس نے اسے امارت دیدی۔ یہ بات خلیفہ کے ایک خط میں ہے جسے لوگ اب ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ اس کے بعد امام غزالی اور قاضی ابوبکر طرطوشی نے اسے عدل وانصاف کرنے اور بھلائی سے سلوک کرنے کی ترغیب دی اور ملوک طوائف کے حکم الٰہی کے مطابق فتوے دیئے۔ بعد ازاں یوسف بن تاشفین سنہ 99 میں چوتھی بار اندلس آیا۔ اس سے قبل بنی حماد کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ منصور بن ناصر نے سنہ 97 میں تلمسان پر اس فتنے کی وجہ سے چڑھائی کی جو اس کے اور تاشفین بن تیغمر کے درمیان پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے اکثر بلاد کو فتح کر لیا تھا۔ یوں اب یوسف بن تاشفین نے اس سے صلح کی اور سنہ 97 میں تاشفین کو تلمسان سے ہٹا کر اسے راضی کیا۔ اس نے ان دونوں کی طرف بلنسیہ سے مزدلی کو بھیجا اور اس کے بدلے میں ابو محمد بن فاطمہ کو بلنسیہ کی امارت دی۔ پھر بلاد نصرانیہ میں اس نے بہت لڑائیاں کیں اور پانچویں صدی کے سر پر یوسف فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے علی بن یوسف نے سنبھالا، وہ بھی بہترین بادشاہ تھا اور اس کا دور امن وامان کا دور تھا۔ اس کی حکومت، کفر پر غالب تھی۔ جب وہ اندلس گیا تو اس نے دشمن کے علاقوں میں خوب خونریزی کی، انہیں قتل کیا۔ اور قیدی بنایا۔ اس نے اندلس پر امیر تمیم کو حاکم بنایا۔ جب طاغیہ نے امیر تمیم کے لئے اکٹھ کیا تو تمیم نے اسے شکست دی پھر علی بن یوسف سنہ 3 میں اندلس گیا اور طلیطلہ سے لڑائی کی۔ اس نے بلاد نصاریٰ میں خون ریزی کی اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد ابن رذمیر نے سرقسطہ کا ارادہ کیا پھر ابن ہود اس کے مقابلے میں نکلا پس مسلمانوں نے شکست کھائی اور ابن ہود شہید ہو گیا۔ تو ابن رذمیر نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس کے بعد سنہ 9 میں برقہ کا واقعہ پیش آیا، اہل جنوہ نے اس پر قبضہ کیا اور اسے خالی کروا دیا۔ اس کی دوبارہ آبادی پھر مرابطین کے جرنیل مزتانا قرطست کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ طوائف کے ذکر میں اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ یوں علی بن یوسف کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شان بڑھ گئی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے تاشفین کو سنہ 26 میں غرب اندلس کی امارت دیدی اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ میں اتارا۔ اس کے ساتھ اس نے زبیر بن عمر کو بھی بھیجا اور اس کی قوم کو جمع کیا۔ اس نے پھر ابوبکر بن ابراہیم مسوتی کو شرق اندلس کی امارت دی اور اسے بلنسیہ میں اتارا۔ وہ ابن خفاجہ کا ممدوح اور ابوبکر بن ماجہ کا جو حکیم ابن الصائغ کے نام سے مشہور ہے مخدوم تھا۔ اس نے پھر ابن غانیہ مسوتی کو شرقی جزائر دانیہ اور میورقہ کی امارت دی۔ اس کا دور اچھا خاصا رہا۔ اس کی حکومت کے چودھویں سال مہدی کا ظہور ہوا جو موحدین کی دعوت کا منتظم تھا۔ وہ صاحب علم وفتویٰ اور تدریس تھا اور نیز نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا تھا۔ اس سے اسے فاسقوں اور ظالموں کی طرف سے بجایہ، تلمسان اور کناسہ میں تکالیف پہنچیں۔ جب امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے اسے بلایا اور اس کی مجلس میں اپنے مد مقابل فقہاء پر غالب آ گیا۔ وہ پھر اپنی قوم ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصامدہ میں سے تھی۔ علی بن یوسف نے اس کے بعد اس کی تلاش کی اور ہرغہ سے اس کے حاضر کرنے کے مطالبہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا لہٰذا اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس پر غالب آ گئی۔ ابن ہنتاتہ اور تینمل نے اسے پناہ دینے اور اس سے وعدہ وفائی کی قسم کھائی جیسا کہ ان کی حکومت کے بعد اس کا ذکر ہوگا۔ مہدی سنہ 24 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمومن بن علی الکومی نے جو مہدی کے اصحاب میں سے بڑا تھا اور اس نے اس کے متعلق وصیت بھی کی تھی، اس کے

کام کو سنبھالا اور مصامدہ کا اتفاق ہو گیا۔ انہوں نے پھر مراکش سے لڑائی کی، یوں اندلس میں لمتونہ کی ہوا اکھڑ گئی، موحدین کی حکومت غالب آ گئی اور مغرب کے بربریوں میں ان کی بات پھیل گئی۔ جب علی بن یوسف سنہ 37 میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں کی اس کی بیعت واطاعت کی جیسے کہ انہوں نے موحدین کی حکومت کی مضبوطی کے وقت کیا تھا۔ اس طرح اس کی شوکت بڑھ گئی اور وہ اس کی تلاش میں اصرار کرنے لگے۔ بعدازاں عبدالمومن نے جبال مغرب میں عظیم لڑائی لڑی اور تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ میدانوں میں گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان میں اترا۔ عبدالمومن اور موحدین نے کہف الضحاک میں اس کا مقابلہ کیا، جو جبل تیطری کی دو چٹانوں کے درمیان واقع ہے۔ وہاں اسے یحییٰ بن عبدالعزیز حاکم بجایہ نے اپنے جرنیل طاہر بن کباب کے ساتھ منہاجہ کی مدد بھیجی لہٰذا انہوں نے بڑے جوش کے ساتھ موحدین کی مدافعت کی اور ان پر غالب آ گئے۔ اس لڑائی میں طاہر ہلاک ہو گیا پھر منہاجیوں نے لڑائی کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت سے جو بحری بیڑے کا سالار تھا، دہران کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن موحدین نے اس کا تعاقب جاری رکھا اور ملک کی ناکہ بندی کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سنہ 41 میں فوت ہو گیا، یوں مغرب اوسط پر موحدین غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر لمتونہ سے لڑائی کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم کی بیعت ہوئی تو لوگوں نے اسے کمزور اور عاجز پایا لہٰذا وہ دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے چچا اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین کی بیعت کی گئی، اس طرح موحدین مغرب پہنچے اور تمام بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا لہٰذا وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو موحدین نے انہیں قتل کر دیا۔ بعدازاں عبدالمومن اور موحدین سنہ 51 میں اندلس گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے امرائے لمتونہ اور ان کے دیگر لوگوں سے لڑائی کی اور وہ ہر طرف بھاگ گئے۔ انہیں جزائر شرقیہ، میورقہ، منورقہ اور یابسہ میں شکست ہوئی یہاں تک کہ اس کے بعد انہوں نے افریقہ کی جانب نئے سرے سے حکومت بنائی۔ واللّٰہ غالب علی امرہ۔

باب: ۲۳

مرابطین کے باقی ماندہ لوگوں کے حالات

بعدازاں موحدین کے ان پر حملوں کی روداد

یہ یادر ہے کہ مرابطین کی حکومت کا آغاز کدالہ سے ہوا جو ملثمین کے قبیلوں میں سے ہے یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا۔ ان کا پھر اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہو گیا اور وہ انہیں چھوڑ کر لمتونہ کی طرف آ گیا۔ اس نے اس سے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے زہد و عبادت کو اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے یحییٰ بن عمر اور ابوبکر بن عمر کے داعی کو جو بنی ورتانطو لمتونہ کے سردار گھرانے میں سے تھا، جواب دے دیا۔ لیکن ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر ملثمین کے قبائل نے بھی کوشش کی۔ مسوفہ میں بہت سے آدمی مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے انہیں اسی وجہ سے اس حکومت میں ریاست اور غلبہ حاصل تھا۔ یحییٰ مسوفی ان کے مشہور جوانوں اور بہادروں میں شامل تھا۔ اسے اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی مشہور تقدم حاصل تھا۔ اتفاق سے اس نے ایک لڑائی میں لمتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا لہٰذا دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ بعدازاں یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ اور دیت دی اور علی کو کئی سال غائب رہنے کے بعد اس کی فرار گاہ سے واپس بلا لیا۔ اس نے پھر اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کر دیا کیونکہ غانیہ کے باپ نے اسے یہی وصیت کی تھی لہٰذا غانیہ نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں اس سے محمد اور یحییٰ کو جنم دیا۔ علی بن یوسف نے ان امور میں ان دونوں کے حق کا پاس کیا اور یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دی، اس نے اسے قرطبہ میں اتارا اور محمد کو سنہ 520 میں جزائر شرقیہ میورقہ، منورقہ اور یابسہ کی امارت دی۔ اس کے بعد جب مرابطین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تب اندلسی وفد عبدالمومن کے پاس گیا۔ اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد مصمودی کو بھیجا جو موحدین کے جوانوں میں تھا اور اسے لمتونہ کی لڑائی کا امیر بنایا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے یوں اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا یحییٰ بن علی بن غانیہ کی اطاعت کا تقاضا کیا پھر اسے قرطبہ چھوڑ کر جمال اور قلعہ جانے کو کہا لہٰذا وہ قرطبہ سے غرناطہ چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو لمتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ آخر وہ سنہ 43 میں وہیں فوت ہو گیا اور مقبرہ باذلیس میں دفن ہوا لیکن محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا۔ ان کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہوا تو اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے حکومت کو سنبھالا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسحاق بیٹے محمد کے اندر والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے باپ کے ہاں اسے قدر و منزلت حاصل ہے لہٰذا اس نے دونوں کو بہ یک وقت قتل کر دیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ سنہ 580 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جو یہ تھے: محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، غانی، سیر، منصور اور جبارہ۔ اس کے بعد محمد نے حکومت سنبھالی۔ جب یوسف بن عبدالمومن بن علی ابن لربرتیر کی طرف ان کی اطاعت کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے گیا، تو اس کی پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی، انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعدازاں اس کے بھائی علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبھال لی اور ابن الربرتیر کو اس کے بھیجنے والے کی طرف واپس کرنے میں دیر کرنے لگے۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارکش کے جہاد میں شہید ہو گیا ہے تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے درمیان حائل ہو گئے۔ اسی دوران اس کے بیٹے یعقوب نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے ابن الربرتیر کو قید کر لیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں بیس ٹکڑیوں میں بٹ کر سمندر میں سوار ہو

گئے، اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ، عبداللہ اور غانی بھی سوار ہو گئے۔ اس نے پھر میورقہ پر اپنے چچا ابن الربرتیر کو حاکم مقرر کیا اور بجایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ رات کو اہل بجایہ کی غفلت میں ان کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجایہ کا حاکم ابوالربیع بن عبداللہ بن عبدالمومن تھا جبکہ بابیلول اس کے باہر کے راستے میں تھا۔ لہٰذا اہل شہر نے اسے نہ روکا اور انہوں نے صفر سنہ 81 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے سید ابوموسیٰ بن عبدالمومن کو وہیں قید کر دیا۔ جو افریقہ سے واپسی پر مغرب جانے کا قصد کئے ہوئے تھا۔ انہوں نے پھر دارالامراء اور موحدین کے پاس جو کچھ تھا، اسے اکٹھا کر لیا۔ اس نے پھر مراکش کے قاصد کو قلعہ کا منتظم بنایا جو بجایہ کی خبریں حاصل کرتا تھا لہٰذا وہ واپس آ گیا اور سید ابوالربیع کی مدد کی۔ بعدازاں علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دی، ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کو قیدی بنا لیا۔ وہ پھر انہیں تلمسان لے گیا لہٰذا یہ دونوں سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبدالمومن کے ہاں اترے اور وہ تلمسان کے مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کو درست کروانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید یرومان السکرہ کے ہاں ٹھہرے۔ علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ پھر جزیرہ کی طرف کوچ کر گیا، اسے فتح کر لیا اور وہاں پر یحییٰ ابن ابوطلحہ کو حاکم بنایا۔ اس نے مازونہ کو فتح کیا، پھر ملیانہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو حکمران بنایا پھر قلعہ کی طرف گیا اور تین دن اس کا محاصرہ کیا۔ آخر وہ اس میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ وہ مغرب میں اس کا ایک مشہور خطہ تھا پھر اس نے قسنطینہ کا قصد کیا مگر اسے سر نہیں کر سکا۔ اب عربوں کے وفود اس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے ان سے مدد مانگی اور وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ جب منصور کو یہ اطلاع ملی تو وہ لڑائی سے واپسی پر ستیہ میں تھا، اس نے سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن کی تلاش کے لئے خشکی میں فوجیں بھیجیں اور مغرب اوسط کی امارت دی۔ اس نے پھر بحری بیڑوں کو سمندر کی طرف بھیجا جن کا سالار احمد صقلی تھا۔ اس نے ابومحمد بن ابراہیم بن جامع کو اس کی امارت دی اور ہر جہت سے فوجوں نے مارچ کیا۔ اہل جزائر نے پھر یحییٰ بن ابوطلحہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے سید ابویزید کو قابو کر لیا لہٰذا اس نے انہیں شلف میں قتل کیا لیکن یحییٰ کو اپنے چچا طلحہ کی مدد کرنے کی وجہ سے معاف کر دیا۔ پھر بعدازاں بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا۔ جب فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے دشمن کے آگے آ ملی اور اسے لڑائی کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے۔ وہ سید ابویزید کے پاس لے آئے، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور اب بحری بیڑہ بجایہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کر دیا تو وہ اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا کیونکہ اس کا قسنطینہ کے محاصرے کے بعد عزت کا مقام بن گیا تھا۔ اس نے قسنطینہ کا ناطقہ بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں سید ابوزید اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر اترا، سید ابوموسیٰ کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ قسنطینہ کو اس پر قبضہ کرنے کے بعد چھوڑ گیا اور ریگستان میں بہت دوڑا۔ موحدین اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفارس پہنچ گئے لیکن پھر وہ بجایہ چلے گئے۔ وہاں اس نے سید ابوزید سے مدد مانگی تو علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بورق اور قصطیلہ سے لڑائی کی مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس کی طرف چلا گیا جہاں پر قراقش العزی المظفری موجود تھا۔ اس کے جو حالات ابو محمد التیجانی نے اپنے سفرنامے میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو مغرب میں بھیجا تا کہ اس کے لئے جتنے شہروں کو فتح کرنا ممکن ہو انہیں فتح کرے تا کہ وہ نورالدین محمود زنگی حاکم شام کے مطالبے سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے۔ نورالدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی تھا۔ انہوں نے فتح کرنے میں جلدی کی لہٰذا وہ اس کے جنگجو دستوں سے ڈر گئے۔ اس کے بعد تقی الدین راستے ہی سے قراقش ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آ گیا۔ جب کہ ابراہیم بن فراتسکین دار المعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قراقش، ششتر یہ چلا گیا اور اس نے اسے سنہ 86 میں فتح کر لیا، اس نے پھر اس میں صلاح الدین اور اپنے استاد تقی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں کو زویلہ کی فتح کے متعلق لکھا۔ اس دوران ذی خطاب ہواری اس پر غالب آ گیا اور اس نے فزار پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنعل بن خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کا دارالخلافہ زویلہ تھا جو زویلہ ابن خطاب کے نام سے معروف تھا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی دولت پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ وہ مسلسل شہروں کو فتح کرتا ہوا طرابلس پہنچا پھر ذباب بن سلیم کے عرب اس کے

اکٹھے ہو گئے۔ اس نے ان کے ساتھ جبل نفوسہ پر حملہ کیا پھر اس پر قبضہ کر لیا اور عربوں کے اموال کو چھڑا لیا۔ اس دوران ریاح میں سے زواودہ کے شیخ مسعود بن زمام نے مغرب سے فرار کے وقت اس سے رابطہ پیدا کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے ان کے عطیے مقرر کیے اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا والی بن گیا۔ قراقش ارمن میں سے تھا اور اسے معظمی اور ناصری بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے لیے دیتا تھا۔ وہ اپنی دوپہروں میں امیر المومنین کا ولی لکھتا تھا اور دوپہر کی علامت اپنے خط سے لکھتا تھا۔ وہ خط کے آخر میں وثقت باللہ وحدہ لکھا کرتا تھا۔ ابراہیم بن قراقش اس کا ساتھی تھا لہٰذا وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام منازل پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ذی المرید اور اس کو اذیت دی تو انہوں نے بنی عبدالمومن سے انحراف کی وجہ سے اس شہر پر اسے قبضہ کرنے کا موقع دیدیا۔ اس نے اس میں داخل ہو کر عباسی اور ان کے لئے خطبہ دیا یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح قفصہ کے وقت قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

ابن غانیہ کا بیان

جب ابن غانیہ طرابلس پہنچا اور قراقش سے ملا تو ان دونوں نے موحدین کے خلاف مدد کرنے پر اتفاق کیا۔ بعد ازاں ابن غانیہ عربوں میں سے تمام بنی سلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے غلاۃ مسوقہ کی طرف مائل ہو گیا، انہوں نے بھی اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد ہلال میں سے جشم، ریاح اور اثبج وغیرہ جو موحدین کی اطاعت سے منحرف تھے، وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ دیا اور وہ بقیہ دنوں میں ان کی اطاعت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ابن غانیہ کو لمتونہ اور منونہ میں سے اس کی قوم کی ایک جماعت آملی اور یوں اس کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس طرح علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کا غلبہ ہو گیا، اس نے پھر از سر نو ملک کے قوانین کے آلات تیار کیے، الجرید کے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور ان میں دعوت عباسی کو قائم کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمومن کو بن اللاندلس سے خلیفہ ناصر بن المستضی کے پاس بغداد بھیجا تا کہ اس کی قوم نے جو مرابطین میں سے تھی، پہلے اس سے جو بیعت واطاعت کی تھی، اس کی تجدید کرے۔ اس نے اس سے مدد واعانت بھی طلب کی تو اس نے پہلے کی طرح اسے قوم کی امارت دیدی اور خلیفہ کے دفتر سے مصر اور شام کی طرف چٹھی لکھی کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہو گا۔ لہٰذا وہ مصر آیا تو صلاح نے اسے قراقش کی طرف چٹھی لکھ کر دی اور عباسی کے قیام پر وہ دونوں متفق ہو گئے۔ ابن غانیہ نے اب واشر کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قراقش نے اسے سعید بن ابوالحسن کے ہاتھ سے فتح کر لیا۔ اس نے اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے۔ وہ پھر وہاں سے قفصہ پہنچا۔ انہوں نے جب ابن غانیہ کی بیعت چھوڑ دی تو قراقش نے اس کی مدد کی اور اسے زبردستی فتح کر لیا۔ وہ پھر توزر کی طرف گیا تو قراقش اس کی مدد میں تھا، اس نے اسے بھی اسی طرح فتح کر لیا۔ جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرید میں قراقش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ سنہ 88 میں اس بیماری کے قلع قمع کے لئے اور ان مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا، انہیں بچانے کے لئے مراکش سے اٹھا اور تونس پہنچا۔ اس نے اسے ان کے غلبہ سے راحت دی اور اول دستے میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابو حفص عمر بن عبدالمومن کو بھیجا۔ اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے اعلیٰ لوگوں میں سے تھا۔ اب ابن غانیہ نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے لڑائی کی اور موحدین شکست کھا گئے۔ یوں ابن ابی زیدان کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور علی بن دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہو گیا جبکہ دشمن کی املاک ان کے کپڑوں اور سامان سے بھر گئیں۔ وہ لوگ پھر جلدی سے تونس پہنچے۔ منصور ان کی طرف گیا اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہو گیا۔ ابن غانیہ اور قراقش حومۃ الوقر کی طرف بھاگ گئے تو وہ جلدی سے اہل قابس کے پاس گیا۔ قابس ابن غانیہ کو چھوڑ کر خالصتہً قراقش کا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے سب اصحاب نے بھی فرمانبرداری کی۔ لہٰذا وہ مراکش آئے۔ منصور نے پھر توزر کا قصد کیا تو اس میں ابن غانیہ کے جو اصحاب موجود تھے انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہاں کے لوگوں نے بھی ان کی اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر قفصہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ وہاں پر جو فوج تھی وہ قتل ہو گئی اور ابراہیم بن قراتکین بھی قتل ہو گیا۔ اس نے دوسرے ساتھیوں پر احسان کر کے انہیں رہا کر دیا اور اہل شہر کو امان دی۔ اس نے ان کی املاک کو مساقاۃ کے حکم میں ان کے پاس رہنے دیا۔ اس نے پھر عربوں سے لڑائی کی، انہیں لوٹا اور اکٹھا کر لیا یہاں تک

کہ وہ اس کی اطاعت پر مستقیم ہو گئے۔ اس دوران ذوالمراس جوان میں بڑا فتنہ پرور اور مخالف تھا، جشم، ریاح اور عاصم سے قبل مغرب کی طرف بھاگ گیا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سنہ 84 میں پھر منصور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ اور قراقش بھی بلاد الجرید پر چڑھائی کرنے کی حالت کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ علی سنہ 84 میں نفزادہ کے ساتھ ایک لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔ اسے ایک نامعلوم آدمی کا تیر آ لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ جبکہ اس کے اعضاء کو میورقہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی یحییٰ بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی علی کے طریقے کے مطابق قراقش کی مدد اور دوستی کے لئے گیا۔ پھر سنہ 86 میں قراقش نے موحدین کی اطاعت اختیار کر لی تو یہ ان کی طرف تونس میں ہجرت کر گیا۔ سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اسے قبول کر لیا لہٰذا وہ اس کے ساتھ کئی روز تک مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آ گیا۔ اس نے فریب کاری سے اس میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ اس دوران ذباب اور کعوب کے اشیاخ پر جو بنی سلیم سے تھے، حملہ کر کے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروسین میں قتل کر دیا، جن میں محمود بن طرق ابوالمحامید اور حمید بن جاریہ ابوالجواری بھی شامل تھے۔ اس نے پھر طرابلس پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور بلاد الجرید کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے اور یحییٰ بن غانیہ کے درمیان فساد پیدا ہو گیا۔ یحییٰ اس کی طرف گیا تو قراقش نے جلدی کی اور جبال چلا گیا۔ وہ ان میں گھس گیا پھر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور ودان میں اترا۔ وہ ہمیشہ وہیں پر رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ نے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا۔ بعد ازاں ذباب کے بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے عوض میں قتل کر دیا۔ پھر مستنصر کی حکومت تک حضرۃ میں رہا پھر ودان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ کرنے لگا۔ اس کام کے دوران بادشاہ نے سنہ 556 میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجا۔ اب ہم پھر ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب ابن غانیہ الجرید پر غالب آ گیا۔ تو یاقوت دستبردار ہو گیا لہٰذا قراقش نے اسے نکال باہر کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا۔ التیجانی نے اپنے سفرنامے میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ یاقوت پھر طرابلس چلا گیا اور وہاں پر ابن غانیہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ طویل ہو گیا۔ یاقوت نے مدافعت میں بہت زور لگایا، اس دوران یحییٰ نے میورقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دو دستوں سے مدد دی لہٰذا وہ طرابلس پر غالب آ گیا۔ اس نے یاقوت کو میورقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ موحدین نے اسے گرفتار کر لیا۔

میورقہ کی روداد

میورقہ کے حالات یہ ہیں کہ جب علی بن غانیہ بجایہ فتح کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن الربرتیر کو اپنے اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا۔ جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ سے فضا صاف ہوئی تو اہل جزیرہ سے ایک گروہ الربرتیر کے پاس گیا تب وہ محمد کی دعوت میں پر جوش ہو گئے اور القصبہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر معاہدہ کر لیا لہٰذا وہ اپنے قید خانے سے رہا ہوا، حکومت اس کی ہو گئی اور وہ پھر موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں علی بن الربرتیر کے ساتھ یعقوب، منصور کے پاس گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا تو وہ افریقہ سے سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ گیا اور انہوں نے اسے بحری بیڑے سے مدد دی۔ وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا تھا لہٰذا اس نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس نے پھر اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس کی طرف یاقوت کو بھیجا لہٰذا اس نے اسے بزور قوت قید کر دیا یہاں تک کہ سنہ 99 میں موحدین اس پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا جبکہ یاقوت مراکش چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشفین نے اپنے عم زاد غانی کو اس کا حاکم بنایا۔ اس نے پھر قابس کا قصد کیا تو وہاں پر موحدین کے عامل ابن عمر تافراکین کو پایا۔ جسے حاکم تونس شیخ ابوسعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ بعد ازاں وہاں کے باشندوں نے ان سے استدعا کی کیونکہ قراقس کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے لہٰذا اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا ناطقہ بند کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ ابن یافراس کا راستہ چھوڑ دے۔ اس پر اس نے اس بات پر ان سے صلح کر لی اور انہوں نے اسے شہر پر قبضہ

کروادیا۔ یوں اس نے سنہ 91 میں قابس پر قبضہ کرلیا اور انہیں ساٹھ ہزار دینار تاوان ڈالا۔ اس نے پھر سنہ 97 میں مہدیہ کا قصد کیا اور اس پر قبضے کے بعد وہاں پر باغی محمد بن عبدالکریم الکرابی کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبدالکریم کا بیان

یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہو گیا۔ یہ کوفی الاصل تھا اور بہت بہادر تھا لہٰذا اس نے اپنے لئے پیادوں اور سواروں کو جمع کیا اور نواح کے مفسد اعراب پر غارت گری کرنے لگا۔ یوں اس نے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی لیکن اس کے بعد یہ اس کام سے رک گیا اور لوگ اسے دعائیں دینے لگے۔ اس دوران ابوسعید بن ابی حفص منصور کی حکومت کے آغاز میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی یونس کو حاکم بنایا جب محمد بن عبدالکریم نے غنائم میں سے دو حصے طلب کئے تو اس نے انکار کیا تو اس نے اسے اذیت دی اور قید کی سزا دی، لہٰذا انہوں نے خفیہ طور پر عبدالکریم کے خلاف خروج کا منصوبہ بنایا اور اس میں اس کے خواص بھی شامل تھے۔ اس نے خالص سونے کے پانچ سو دینار فدیہ دے کر اسے چھڑایا اور مہدیہ عبدالکریم کے بیٹے کو حاکم بنا دیا۔ جس نے پھر اپنی دعوت دینی شروع کر دی اور یہ دعوت متوکل علی اللہ تک پہنچی۔ بعد ازاں سید ابوزید بن ابی حفص عمر بن عبدالمومن والی بن کر افریقہ پہنچا اور اس نے ابن عبدالکریم سے سنہ 96 میں تونس میں لڑائی کی۔ حلق الوادی میں اس کی فوج مضطرب ہو گئی اور اس کے مقابلے میں موحدین کی فوجیں آ گئیں لہٰذا انہوں نے ان کو شکست دی۔ اس نے پھر ان کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا۔ آخر انہوں نے اُس سے محاصرہ چھوڑنے کی استدعا کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہاں سے آ کر فاس جا کر یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کر لیا اور اس سے ایک مدت تک مقابلہ کیا پھر قفصہ کی طرف چلا گیا۔ جب ابن غانیہ اس کے تعاقب میں نکلا تو ابن عبدالکریم اس کے آگے شکست کھا گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ ابن غانیہ نے پھر سنہ 97 میں ریاست میں اس کا محاصرہ کر لیا اور سید ابوزید نے اسے فوج کے دو دستوں کے ساتھ مدد دی یہاں تک کہ اس نے ابن عبدالکریم سے دریافت کیا کہ وہ اس کی حکومت کو تسلیم کرے۔ وہ پھر اس کے مقابلے میں نکلا تو ابن غانیہ نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ طرابلس، قابس، صفاقس اور الجرید بھی اس کے قبضہ میں آ گئے۔ یہ پھر افریقہ کی غربی جانب حملہ کرنے گیا، باجہ سے مقابلہ کیا اور اس پر منجنیق نصب کر کے اور اسے بزور طاقت فتح کر کے برباد کر دیا۔ اس نے اس کے عامل عمر بن غالب کو قتل کر دیا۔ وہاں کے بھگوڑے اربع اور شقنباریہ چلے گئے اور باجہ کو چھتوں سے خالی چھوڑ گئے۔ ایک مدت کے بعد یہاں کے باشندے سید ابوزید کی امان پر واپس آئے۔ لہٰذا ابن غانیہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ سید ابوالحسن نے بھی جو سید ابوزید کا بھائی ہے، اس پر چڑھائی کی اور قسطنطینہ میں اس سے لڑائی کی۔ یوں موحدین کو شکست ہو گئی اور وہ ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر بسکرہ پر حملہ کیا، اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس نے اس کے نگران ابوالحسن بن ابو لیلی کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بلنیسہ اور قیروان پر قبضہ کر لیا۔ اہل بونہ نے اس کی بیعت کر لی اور وہ مہدیہ کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی پھر اس نے تونس کے محاصرے کا ارادہ کر لیا اور سنہ 99 میں اس کی طرف محاصرے کے لئے گیا۔ مہدیہ پر علی بن غانی کو عامل مقرر کیا جو کافی بن عبداللہ محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اترا۔ جبکہ اس کا بھائی حلق الوادی میں اترا۔ انہوں نے پھر اپنی فوج سے اسے تنگی میں ڈال دیا، اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات و منجانیق کو نصب کر دیا۔ وہ چھٹی صدی کے آخر میں چار ماہ کے حصار کے بعد اس میں داخل ہو گئے اور سید ابوزید اور اس کے ساتھی موحدین کو پکڑ لیا۔ اس نے اہل تونس سے ایک لاکھ دینار بطور تاوان لیا۔ اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اس نے ان میں سے اپنے کاتب ابن عصفور اور ابوبکر بن عبدالعزیز ابن اسکالک کو ذمے دار بنایا۔ لہٰذا انہوں نے تقاضا کر کے لوگوں کو مجبور کر دیا یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے موت کی پناہ تلاش کی اور انہوں نے قتلِ عام بھی کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک بخیل تھا، اس نے اپنے آپ کو کنویں میں گرا کر خودکشی کی یوں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان سے دوبارہ تقاضا کیا کہ اگر تاوان ادا نہ کیا گیا، تو انہیں جلاوطن کر دیا جائے گا۔ وہ پھر نفوسہ کی طرف چلا گیا۔ سید ابوزید اس کی چھاؤنی کا اسیر تھا اس نے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور انہیں دو دو کروڑ دینار تاوان کر ڈالا۔ اس نے رعیت کو بھی بہت تنگ کیا اور اس کی سرکشی حد سے

بڑھ گئی۔ اہل افریقہ کو اس سے اور اس سے قبل ابن عبدالکریم سے جو تکالیف دینی تھیں، اس نے اس سلسلے ناصر کے ساتھ مراکش میں رابطہ کیا لہٰذا اس وجہ سے یہ غضبناک ہو گیا اور سنہ 600 میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔ جب یحییٰ بن غانیہ کو بھی اطلاع ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیروان اور پھر قفصہ چلا گیا۔ اب عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اسے مدد اور دفاع کے لئے رہن دیئے۔ اس نے پھر مغرادہ کے سب قلعوں سے مقابلہ کیا، انہیں جھکا دیا اور مطماطہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ بعدازاں ناصر، تونس، قفصہ اور پھر قابس آیا تو ابن غانیہ جبل دمر میں اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا، یوں وہ اسے چھوڑ کر مہدیہ میں آ گیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے محاصرے کے لئے آلہ نصب کیا اور شیخ ابو محمد عبدالواحد بن ابی حفص کو سنہ 602 میں چار ہزار موحدین کے ساتھ ابن غانیہ سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے قابس کے نواح میں جبل تاجورا میں اس سے لڑائی کی اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے اس کے بھائی جبارہ بن اسحٰق کو قتل کر دیا، سید ابوزید کو اس کی قید سے رہا کروایا پھر مہدیہ کو فتح کیا۔ علی بن غانی اس کی دعوت میں مہدیہ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے قبول کر لیا اس کو بلند رتبہ دیا اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ہاتھ تحائف دیئے۔ وہاں پر دو جواہرات سے بنے ہوئے کپڑے تھے، وہ بھی اسے دیئے۔ لہٰذا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ ناصر نے پھر مہدیہ پر محمد بن یغمور کو حاکم بنایا جو مجاہدین میں سے تھا اور خود تونس واپس آ گیا۔ پھر اس نے غور کیا کہ وہ کس کو افریقہ کی حکومت دے تاکہ وہ اس کے شگافوں کو بند کرے، اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کی مدافعت کرے۔ آخر اس نے شیخ ابی زید بن ابی حفص کو منتخب کیا اور سنہ 603 میں اسے افریقہ کی امارت دیدی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور پھر ناصر مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

اس دوران ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کی ٹھان لی اور ذوبان العرب میں سے زواودہ وغیرہ کو جمع کر لیا۔ ان ہی دنوں زواودہ نے محمد بن مسعود بن سلطف کو بنی عوف بن سلیم کی خبروں کے ساتھ موحدین کی طرف بھیجا۔ بلیسہ کے نواح میں شبور کے مقام پر دونوں کی لڑائی ہوئی جن میں ابن غانیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر عربوں اور ملثمین کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف غارت کیا اور سجلماسہ جا پہنچا۔ وہاں اس کے پیروکاروں کے ہاتھ لوٹ کے مال سے بھر گئے اور انہوں نے فساد اور خرابی سے زمین کو پھاڑ دیا۔ وہ پھر مغرب اوسط تک پہنچ گیا۔ زناتہ کے مفسدوں نے اس سے ساز باز کی اور اسے بتایا گیا کہ تلمسان کا حاکم سید ابوعمران موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن ہے لہٰذا تاہرت میں ان کی لڑائی ہوئی تو ابن غانیہ نے اسے شکست دے کر اسے قتل کر دیا جبکہ اس کے پیشرو کو قید کر دیا۔ وہ پھر افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ حاکم افریقہ شیخ ابو محمد نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کا راستہ روکا اور ان کے ہاتھوں سے غنائم چھین لیں۔ ابن غانیہ پھر جبال طرابلس کی طرف گیا جبکہ اس کا بھائی سیر بن اسحاق، مراکش کی طرف ہجرت کر گیا۔ لہٰذا ناصر نے اسے قبول کر لیا اور اس کی عزت کی۔ اس کے بعد عرب قبائل میں سے ریاح، عوف، ہیبث اور ان کے ساتھی بربری قبائل ابن غانیہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے افریقہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا شیخ ابو محمد سنہ 6 میں ان پر حملہ کرنے گیا۔ ان کے ساتھ جبل نفوسہ میں لڑائی کی۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور اس نے ان کے اونٹوں، گھوڑوں اور اسلحہ کو غنیمت میں حاصل کر لیا۔ جنگ میں محمد بن غانی اور جوارین اور یغفرن قتل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا عم زاد بھی قتل ہو گیا جو ابن ابی شیخ بن عساکر بن سلطان کے کاتبوں میں سے تھا۔ اسی دن ہلالی عربوں میں سے امیر قرۃ سساد بن نخیل بھی قتل ہو گیا۔

ابن نخیل کی کہانی

ابن نخیل بیان کرتا ہے کہ اس روز موحدین نے ملثمین سے جو مال غنیمت حاصل کیا وہ اٹھارہ ہزار اونٹ تھے۔ اس واقعہ نے اس کی شدت و قوت کو کمزور کر دیا اور قبائل نفوسہ ابن عصفور کو ذلیل کرنے کے لئے جوش میں آ گئے لہٰذا اس نے ان کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ ابن غانیہ اسے تاوان لینے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ ابو محمد پھر افریقہ کی نواح میں گیا۔ اس نے ان کے کپڑوں کو واپس کیا اور ان کے شیوخ کو وہاں کے باشندوں سے پوشیدہ کیا۔ اس نے پھر ان کے فساد کو ختم کرنے کے لئے انہیں تونس میں آباد کیا۔ یوں افریقہ کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ ابو محمد سنہ 18 میں فوت ہو گیا۔ ابو محمد نے سید ابوالعلاء ادریس بن یوسف بن عبدالمومن کو حاکم بنایا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ ابو محمد کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی حاکم بن گیا تھا لہٰذا اس کی وفات کے بعد سوز بن عبابہ اور نجم متفرق ہو گئے لیکن اس کی رعیت نے اس پر عیب لگایا اور سید

ابوالعلا ابن پر حملہ کرنے گیا۔ وہ قابس میں اترا اور قصر العروسین میں ٹھہرا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے سید ابوزید کو موحدین کی فوج کے ساتھ درج اور غدامس کی طرف بھیجا جبکہ ایک دوسری فوج کو ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے روان بھیجا۔ یوں اس نے عربوں کو لرزہ براندام کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ سید ابوالعلاء نے پھر ان کا قصد کیا، تو ابن غانیہ الزاب کی طرف بھاگ گیا۔ تب سید ابوزید نے اس کا تعاقب کیا پھر بسکرہ سے لڑائی کی اور ابن غانیہ بچ گیا۔ ابن غانیہ نے پھر مختلف قسم کے عربوں اور بربریوں کو جمع کیا تو سید ابوزید نے موحدین اور قبائل ہوارہ میں اس کا تعاقب کیا۔ سنہ 21 میں تونس کے باہر ان کی لڑائی ہوئی جس میں ابن غانیہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور بہت سے ملثمین مارے گئے۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے۔ اس لڑائی کے بعد ابوزید کو تونس میں اس کے باپ کی وفات کی خبر ملی لہٰذا وہ واپس آ گیا۔ بعدازاں بنو ابوحفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابی محمد بن اثال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور ان میں سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھال لی۔ اس نے اپنے بھائی ابومحمد عبد سے بھی حکومت لے لی، یہ امیر ابوزکریا وہ ہے جو حفصی خلفاء کا جد ہے۔ ابھی افریقہ میں ان کی حکومت پرسکون نہیں ہوئی تھی مگر انہوں نے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اسے افریقہ کے علاقوں میں بھگا دیا۔ آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکلیف دینے سے اٹھا لیا۔ وہ پھر ہمیشہ ہی عربوں کے ساتھ جنگلوں میں بھاگا بھاگا پھرتا رہا اور اس دوران مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور عقبہ کبریٰ میں جا پہنچا جو دیار مصر کی سرحدوں کے ساتھ ہے۔ وہ پھر علی بن مذکور خاکم سریقہ پر اس پر غالب آ گیا جو برقہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور ماہو لجہ اور ملیانہ کے مغرادہ پر ٹوٹ پڑا۔ ان کا امیر مندیل بن عبدالرحمٰن لڑائی کے دوران قتل ہو گیا، تو اس کے اعضاء کو الجزائر کی فصیل پر صلیب دیا گیا۔ وہ فوج سے خدمت لیتا تھا۔ جب وہ خدمت سے اکتا جاتی تو اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ 50 سال امارت کر کے سنہ 31 یا سنہ 33 میں فوت ہو گیا۔ جب وہ دفن ہوا تو اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں اریلس نے اسے قتل کیا تھا اور اسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے صحرائے بادلیس اور مدید میں لے جایا گیا تھا جو بلاد الزاب میں ہے۔ اس کے مرنے سے ملثمین کی حکومت لمتونہ، مسوقہ اور تمام بلاد افریقہ اور مغرب اور اندلس سے ختم ہو گئی۔ اس کی حکومت کے خاتمے سے منہاجہ کی حکومت بھی جاتی رہی۔ اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابوزکریا کے پاس اس کی دوزکی وجہ سے بھجوا دیا۔ امیر ابوزکریا نے ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک محل بنایا جو اس زمانے میں بھی قصر بنات کے نام سے مشہور ہے۔ وہ سب اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصایا کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک عم زاد نے ان میں سے ایک کو پیغام نکاح دیا تو امیر زکریا نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے کہا کہ یہ تیرا عم زاد ہے اور تیرا زیادہ حقدار ہے۔ اس نے جواب دیا اگر کوئی ہمارا عم زاد ہوتا تو اجنبی لوگ ہماری کفالت نہیں کرتے لہٰذا وہ سب کی سب بغیر شادی کے ہی رہیں حالانکہ انہوں نے عمر سے کافی حصہ پایا تھا۔

میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان میں سے ایک لڑکی کو سنہ 710 میں دیکھا تھا جو نوے سال سے اوپر کی تھی۔ وہ بتاتے تھے کہ میں اسے ملا تھا۔ وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

یہ ملثمین اور ان کے قبیلے اس زمانے میں اپنے میدانوں میں ہیں جو سوڈان کے پڑوس میں ہیں۔ ان کے اس صحرا کے درمیان رکاوٹیں ہیں بلاد بربریں سے مقدس اور افریقہ کی سرحد ہے۔ اس زمانے میں وہ مغرب میں بحر محیط کے ساحل سے مشرق میں ساحل نیل تک متصل ہیں۔ ان میں سے جو بھی عدتین کا بادشاہ بن کر کھڑا ہوا، وہ ہلاک ہو گیا اور وہ مسوقہ اور لمتونہ کے قافلے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جنہیں حکومت کھا گئی، اسراف و انطار نگل گئے اور غلامی نے انہیں فنا کر دیا۔ موحدین کے امراء نے ان سے لڑائیاں کیں اور ان میں جو ریگستان میں باقی رہا وہ اختلاف و معاملات کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر رہا۔ اب وہ ملوک سوڈان کے مطیع ہیں، انہیں خراج دیتے ہیں۔ اور ان کی فوجوں میں جاتے ہیں۔

ان کی بنیادیں بلاد سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں، یوں ان میں سے کدالہ، مغرب اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان بن معقل کے سامنے ہے۔ لمتونہ اور تریکہ ذوی منصور اور ذوی عبداللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں اور مسوفہ، زعبہ کے سامنے ہے، جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور لمطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں جو کہ الزاب، بجایہ اور قسنطینہ کے عرب ہیں اور تارکا سلیم کے مقابلے میں ہیں جو کہ افریقہ کے عرب ہیں۔ ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کی معاش، بوجھ اٹھانے اور سواری

کے کام آتے ہیں۔ گھوڑے ان کے پاس کافی کم ہوتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ہوتے۔ وہ سبک رفتار اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور اکثر ان کا نام نجیب رکھتے ہیں۔ وہ انہیں پر سوار ہو کر لڑتے ہیں۔ ان کی چال تیز ہوتی ہے بلکہ دوڑ کے قریب ہوتی ہے۔ بعض اوقات عربوں میں سے اہل قیض ان سے لڑائی کرتے ہیں خصوصاً بنو سعید جو ریاح کے جنگل میں رہتے ہیں۔ لہٰذا زیادہ یہی عرب ان کے علاقوں میں لڑائی کرتے ہیں۔ اور جوان کے ساتھ ہو کر لوٹ لیتے ہیں۔ وہ انہیں مغایر کی وادیوں میں تیر مارتے ہیں۔ جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں، تو یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ان شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی وہ انہیں پانیوں پر روک لیتے ہیں تب وہ ان سے بچ نہیں سکتے۔ ان کے درمیان سخت لڑائی ہوتی ہے لہٰذا عرب ان کے حملوں سے کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کی بات ہو گی تو ہم ان کے اس زمانے کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ و تعز من تشاء۔

باب: ۲۴

سوڈان کے بادشاہوں کے حالات اوران کی حکومتوں کی روداد

یہ سوڈانی قومیں دوسرے براعظم کی رہنے والی ہیں۔ جو پہلے براعظم کے پیچھے آخر تک رہتی ہیں بلکہ معمورہ کے آخر تک مغرب اور مشرق کے درمیان متصل ہیں۔ یہ مغرب اور افریقہ میں بلاد بربر کے پڑوس میں، وسط میں بلاد یمن وحجاز میں اور بصرہ اوراس کے پیچھے مشرق میں بلاد ہند میں رہتی ہیں۔ ان کی کئی اقسام اور کئی قبائل ہیں جو کہ زنگ، حبشہ اور نوبہ ہیں۔ ان میں سے اہل مغرب کا ذکر ہم ان کا نسب بیان کرنے کے بعد کرنے والے ہیں۔

بنوحام بن نوح جوحبش میں رہتے ہیں، وہ حبش بن کوش بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ نوبہ نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ زنگ زنجی بن کوش کی اولاد سے ہیں۔ باقی ماندہ سوڈانی قوط بن حام ہے ابن سعید نے ان کے سترہ قبائل وامم کوشمار کیا ہے۔ ان میں سے زنگی مشرق میں بحر ہند کے کنارے رہتے ہیں جن کا اہم شہر فنقیہ ہے اور وہ مجوسی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا غلام، معتمد کی خلافت میں زنگی لے پالک کے ساتھ اپنے سادات پر غالب آگیا تھا۔ سعید کہتا ہے کہ ان کے پاس بربری بھی رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر امراء القیس نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔ اس زمانے میں ان میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ ان کے مغرب اور اردگرد دمادم رہتے ہیں جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے ہیں۔ وہ اب بلاد حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں اور سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں۔ وہ سمندر کے مغربی کنارے پر یمن کے پڑوس میں رہتے ہیں جن میں سے یمن کا بادشاہ نجاشی تھا اور اس کا دارالسلطنت کفرہ تھا۔ وہ عیسائی تھے لیکن ان میں سے ایک نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ ہجرت مدینہ سے قبل صحابہ اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے اور اس نے انہیں پناہ دی تھی اوران کی حفاظت کی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کا نام نجاشی تھا لیکن ان کی زبان میں انکاش تھا۔ عربوں نے اس کو جیم سے معرب کر کے اس کے ساتھ یائے نسبتی کو لگا دیا، یہ نام ان میں سے ہر بادشاہ کی علامت نہیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہے حالانکہ انہیں اس بات کا علم نہیں۔ اگر یہ ایسا ہوتا تو وہ آج تک اس کے نام سے پکارا کرتے کیونکہ ان کی بادشاہت ان میں سے منتقل نہیں ہوئی، اس زمانے میں ان کے بادشاہ کا نام خطی ہے۔

اس کے مغرب میں ایک شہر ہے جہاں ان کا بڑا بادشاہ رہتا ہے، اس کی بہت بڑی حکومت ہے، اس کے شمال میں ایک اور بادشاہ رہتا ہے جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن واصمع ہے۔ اس کا دادا واصمع، وامران کے بادشاہ کا مطیع تھا جس سے خطی کو غیرت آئی تو اس نے اس سے لڑائی کی اور اس کے ملک پر قابض ہو گیا۔ لڑائی پھر جاری رہی۔ جب خطی کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنو واصمع نے اپنا ملک خطی اور اس کے بیٹوں سے واپس لے لیا اور وفات پر قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ جب حق الدین فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بھائی، سعد الدین بادشاہ بنا۔ یہ لوگ مسلمان تھے، کبھی یہ خطی کی اطاعت کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ ان کے ساتھ بجاوہ رہتے تھے جو نصاریٰ اور مسلمان تھے اور سوس کے جزیرہ بسواکن میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ نوبہ رہتے تھے جو زنگیوں اور حبشیوں کے بھائی تھے۔ نیل کے مغرب میں ان کا اپنا شہر دنقلہ تھا۔ ان کی اکثریت دیار مصریہ کی پڑوسی تھی۔ ان میں سے رفیق بھی تھا اور ان کے ساتھ زغاوہ رہتے تھے جو مسلمان تھے۔ ان کے کچھ بربر تھے۔ ان کے ساتھ کانم تھے جن کی بہت مخلوق تھی اور اسلام ان پر غالب تھا۔ ان کا شہر جیمی تھا اور انہیں بلاد صحرا میں فزان تک غلبہ حاصل تھا اور ان کی حکومت کے ساتھ ان کی شروع ہی سے صلح تھی۔ ان کے مغرب میں ان کے ساتھ کوکور رہتے تھے۔ ان کے بعد نفالہ، تکرور، لمی تمیم، جای،

کوری اور افکزار تھے۔ وہ بحر محیط سے مغرب میں غانیہ تک متصل ہیں (ابن سعید کا کلام یہاں پر ختم ہو جاتا ہے)

جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو تاجر بلاد مغرب میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے وہاں ان میں ملوک غانیہ سے کسی کو بڑا نہیں پایا اور وہ غربی جانب سے بحر محیط کے پڑوسی تھے۔ اور سب سے بڑی قوم تھے۔ ان کی بہت بڑی بادشاہی تھی۔ جبکہ ان کا دارالسلطنت غانیہ تھا۔ دونوں شہر نیل کے دو کناروں پر دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہیں۔ ان میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب رجارہ کے مولف اور المسالک والممالک کے مولف نے بھی کیا ہے۔ مشرق کی جانب سے ان کے پڑوس میں ایک اور قوم رہتی ہے۔ ناقلین کے خیال کے مطابق وہ صوصو کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو اسی کوکو کے نام سے مشہور ہے۔ اسے ثاغو بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم تکرور کے نام سے مشہور ہے۔

مجھے شیخ عثمان نے جو غانیہ کا فقیہ اور علم و دین میں بڑی شہرت رکھتا ہے، بتایا ہے کہ وہ سنہ 99 میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مصر آیا۔ تب میں اسے وہاں ملا۔ اس نے کہا کہ وہ تکرور زغائی اور مالی انکا دیہ نام رکھتے ہیں۔ بہر حال اس کے بعد پھر اہل غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملثمین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی جو نہال کی جانب سے بربریوں کے قریب ہے ان کے پڑوسی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے پھر سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کے شہروں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے ان سے جزیہ اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور اہل صوصوان پر غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں میں سے ان کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے انہیں غلام بنا لیا۔

اس کے بعد اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں پر حملہ کر دیا اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی، وہ صوصو پر غالب آ گئے اور ان کے ہاں جو قدیم ملک تھا ان سے چھین لیا۔ انہوں نے اہل غانیہ کا ملک بھی ارن تک لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ ان میں سے پہلے مسلمان بادشاہ کا نام برمندان تھا، اس بادشاہ نے بھی حج کیا تھا۔ اس کے بعد آنے والے بادشاہوں نے حج کرنے میں اس کے طریقوں کی پیروی کی۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ جس نے صوصو پر قبضہ کیا، ان کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں سے حکومت کو چھینا، اس کا نام ماری جاطہ تھا۔ ماری ان کے ہاں اس امیر کو کہتے ہیں جو سلطان کی نسل سے ہو جبکہ جاطہ شیر کو کہتے ہیں۔ پوتے کا نام ان کے ہاں تلز ہے مگر اس بادشاہ کا نسب ہم تک نہیں پہنچا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بادشاہ نے ان پر پچیس سال بادشاہی کی جب یہ فوت ہوا، تو ان کے موالی میں سے ایک غلام حکومت حاصل کر کے حکمران بن گیا جس کا نام ساکورہ تھا۔ شیخ عثمان بیان کرتا ہے کہ اہل غانیہ نے اسے اپنی زبان میں سبکرہ لکھا ہے۔ اس نے ناصر کے زمانے میں حج کیا لیکن واپسی پر تاجوار میں قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت بہت وسیع تھی اور اس نے پڑوسی قوموں پر غلبہ پا کر بلاد ''کوکو'' کو فتح کیا اور اسے اہل مالی کی حکومت میں شامل کر لیا ان کی سلطنت بحر محیط سے مغرب میں غانہ تک اور مشرق میں تکرور تک تھی یوں ان کی بادشاہت مضبوط ہو گئی اور سب قومیں ان سے ڈرنے لگیں۔ اس کے بعد افریقہ اور بلاد مغرب سے تاجران کے شہروں کی طرف آنے لگے۔ الحاج یونس اور یمال تکروری کہتے ہیں کہ جس شخص نے ''کوکو'' کو فتح کیا اس کا نام ساغمنجہ تھا جو منسا موسیٰ کے جرنیلوں میں تھا۔ اس کے بعد ساکورہ اور ہدانو ابن السلطان ماری جاطہ حاکم بنا اس کے بعد اس کا فرزند محمد بن قو حکمران بنا۔ ان کی حکومت پھر سلطان ماری جاطہ کے بیٹوں سے اس کے بھائی ابو بکر کے بیٹوں میں منتقل ہو گئی بعد ازاں منسا موسیٰ بن ابو بکر ان کا حکمران بنا جو بڑا صالح آدمی اور عظیم بادشاہ تھا۔ اس کے عدل و انصاف کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس نے سنہ 724 میں حج کیا حج کے اجتماع میں اسے اندلس کا شاعر ابو اسحٰق ابراہیم ساحلی ملا جو الطویجن کے نام سے معروف ہے وہ پھر اس کے ساتھ اس کے ملک میں گیا اور اسے بڑا تحفظ اور اختصاص حاصل تھا جو آج تک اسے حاصل ہے۔ انہوں نے پھر مغرب میں اپنے ملک کی سرحدوں میں سے اثر کو اپنا وطن بنایا۔ واپسی پر ہمارا حاکم معمر ابو عبداللہ بن خدیجہ کوئی بھی اسے ملا جو عبدالمومن کی اولاد میں سے ہے اور جو الزاب میں فاطمی منتظر تھا۔ وہ ان پر عربوں کے جتھوں کو چڑھا لایا۔ لہٰذا وارکلا نے اس سے چال لی اور اسے گرفتار کر لیا لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد اسے رہا کر دیا۔ سلطان منسا موسیٰ کے پاس ان کے خلاف کمک مانگتا ہوا چلا گیا۔ اس دوران اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ حج کو جا رہا ہے لہٰذا وہ اس کے انتظار میں غدامس شہر میں اپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے اور اپنی حکومت کے لئے مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا کیونکہ منسا موسیٰ کی حکومت ریگستان

مضبوط تھی جبکہ اوارکلا شہر اور اس کی حکومت کی مدد گار تھی۔ یوں اس کی وہاں بہت پذیرائی ہوئی۔ اس نے اس سے مدد کرنے اور اس کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا پھر دوسرے شہر تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

نوا کبہ بیان کرتا ہے کہ میں اور ابو اسحاق اس کے وزراء اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اچھی اچھی باتوں سے خوش ہو رہے تھے۔ وہ منزل میں شاندار کھانے اور مٹھائیاں ہدیے کے طور پر دے رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ ہزار خادم خاص دیباج اور یمانی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے برچھے کو اٹھائے ہوئے تھے۔ الحاج یونس جو اس قوم کا مصر میں ترجمان تھا، بیان کرتا ہے کہ یہ بادشاہ منساموسیٰ اپنے ملک سے سونے کے سو اونٹ لے کر آیا تھا۔ ہر اونٹ تین قنطار کا تھا۔ راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ خادموں اور جوانوں پر اپنے اوطان میں سواری کرتے تھے۔ اور دراز کے سفر جیسے حج وغیرہ ان ہی سواریوں پر کرتے تھے۔

ابو خدیجہ بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اس کے ملک کے دار الخلافے میں واپس آئے تو اس نے اپنے بادشاہ کی نشست کے لئے اس کے محلے میں ایک مضبوط بنیاد والا اور بڑا عجیب گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا ابواسحٰق طوبحق نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر تحفہ میں دیا جس میں اس نے اپنی تمام مہارت کو صرف کر دیا تھا۔ وہ بڑا کاریگر تھا، اس نے اس پر کلس لگائے، اس پر خوب رنگ ڈالے یوں ایک مضبوط عمارت بن گئی۔ بادشاہ کو وہ ایک نادر تعمیر معلوم ہوئی لہٰذا اس نے اسے قیمتی تحائف کے علاوہ جو اسے ملتے رہتے تھے، بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا اس سلطان موسیٰ اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان، بنی مرین کے بادشاہ ابوالحسن کے زمانے سے تعلقات اور دوستی تھی۔ دونوں حکومتوں کے بڑے بڑے لوگ اس دوستی کے دوران آتے جاتے رہتے تھے۔ حاکم مغرب، نے اپنے وطن کی اس متاع کو اچھا سمجھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا تذکرہ کریں گے۔ یہ تعلقات ان کے بعد ان کی اولادوں کے درمیان بھی رہے۔ منساموسیٰ کی حکومت پچیس سال رہی اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد مالی کی حکومت اس کے بیٹے منسا مغا نے سنبھالی۔ مغا ان کے نزدیک محمد ہوتا ہے اور یہ چار سال حکومت کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت کو منسا سلیمان بن ابوبکر نے سنبھالا جو موسیٰ کا بھائی تھا، اس کا دور حکومت چوبیس سال تک رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا منسا بن سلیمان حکمران بنا، وہ اپنی حکومت کے نویں سال فوت ہو گیا، یہ ان کا سب سے برا حاکم تھا۔ جس نے انہیں تکلیف اور عذاب دیئے، حرم میں خرابی پیدا کی۔ مغرب کے بادشاہ نے اپنے زمانے میں سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن کو سنہ 62 میں ایک چیز تحفہ دیا جس میں ارض مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جسے کہ زرافہ کہتے ہیں۔ لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس جانور کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

قاضی ثقہ ابوعبداللہ محمد بن وانسول سجلماسی نے جوان کے ملک ''کوکو'' میں آباد ہو گیا تھا اور انہوں نے جسے سنہ 776 میں قاضی بنا دیا تھا، ان بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا۔ جسے میں نے لکھا ہے۔ اسی نے مجھ سے سلطان جاطہ کا بھی ذکر کیا کہ اس نے ان کی حکومت کو خراب کر دیا، ان کے ذخائر کو تلف کر دیا اور قریب تھا کہ ان کی حکمرانی کی شان ختم ہو جاتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسراف وتبذیر کا یہ حال تھا کہ اس نے سونے کا وہ پتھر بھی بیچ دیا جوان کے باپ کے ذخیرے میں تھا۔ جب اس کو کان سے صاف کئے بغیر لایا گیا تھا تو اس کا وزن بیس قنطار تھا لہٰذا اس فضول خرچ بادشاہ نے جس کا نام جاطہ تھا، اسے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو مصر سے اس کے ملک میں آتے تھے۔ تاجروں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا، یوں اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو اسراف میں بے دریغ طور پر خرچ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اسے پھر نیند کی بیماری لاحق ہو گئی، یہ بیماری اس علاقے کے لوگوں کو اور روساء کو خصوصاً بہت لاحق ہوتی ہے۔ یوں اسے ہمیشہ نیند کی بے ہوشی رہتی اور وہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا۔ وہ اپنے اوقات میں سے بہت کم جاگتا۔ یہ بیماری، بیمار کو آخر نقصان دیتی ہے اور مسلسل بیمار رہنے سے فوت ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بیماری اس کی اخلاط میں دو سال تک رہی اور پھر وہ سنہ 75 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے کو حکمران بنایا، اس نے عدل وانصاف سے کام لیا، رعایا کے حالات کا جائزہ لیا اور کلیتہً اپنے باپ کے طریقے سے الگ ہو گیا۔ اس وقت وہ ہدایت کی امید گاہ ہے اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جاطہ غالب ہے۔ ان کے ہاں ماری کے معنے وزیر کے ہیں جبکہ

جاطہ کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت اس نے سلطان کو تصرفات سے روک دیا ہے اور فوج کی تیاری پر سوچ بچار کیا ہے۔ ان کے ملک کے مشرقی علاقوں پر اس نے قبضہ کرلیا ہے اور ''کوکو'' کی سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے۔ تکرت اور اس کے ماوراء ملثمین کے علاقوں میں اس نے لڑنے کے لئے بڑی فوج بھیجی ہے۔ جس نے وہاں حکومت کے آغاز ہی میں لڑائی کی اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر فوج وہاں سے چلی گئی۔ اب انہوں نے تکرت اور بدنہ کا محاصرہ کرلیا ہے جو وارکلا شہر سے غربی جانب ستر دن کے فاصلے پر ہے۔ اس میں ملثمین کا ایک آدمی سلطان کے نام سے مشہور ہے اور وہ سوڈانیوں کے الحاج کے طریقے پر چل رہے ہیں۔ اس کے اور امیر الزاب اور وارکلا کے درمیان مصالحت و مراسلت جاری ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مالی کی حکومت کا دارالخلافہ ایک وسیع اور زرعی اور آباد علاقہ ہے جس کی منڈیاں بھی بڑی آباد ہیں۔ اس وقت وہ مغرب، افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کا اسٹیشن ہے، ہر علاقے سے وہاں پر سامان لایا اور لے جایا جاتا ہے۔ منسا موسیٰ کی وفات سنہ 89 میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھائی منسا مغا حکمران بنا پھر وہ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد صند کی حکمران بنا، صند کی وزیر نے ام موسیٰ سے شادی کرلی۔ چند بعد ماری جاطہ اس کے گھر سے اس پر حملہ ہوا پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا۔ اس دوران ان کے پاس محمود نامی ایک شخص آیا جو منسا قو بن منسا ولی بن ماری جاطہ اکبر کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ لہٰذا اس نے سنہ 92 میں حکومت پر قبضہ کرلیا اور اس کا لقب منسا مغا تھا۔

لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بیان

ان قبیلوں کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ منہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں بصکی العرجاء بنت زحیک بن مادغیس ہے جبکہ منہاجہ، عامیل بن زعزاع کی اولاد سے ہیں۔ ہوارہ، ادریغ کی اولاد سے ہیں اور اس کا بیٹا ابن برنس ہے۔ دوسروں کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی۔ ابن حزم کہتا ہے کہ منہاجہ اور لمطہ کے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ بہرحال یہ تینوں قومیں سوس اور اس کے قریب کے بلاد صحرا اور جبال درن میں رہتی ہیں جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔

لمطہ کی اکثریت منہاجہ کے دو تہائی کی پڑوسی ہے، ان کے بہت سے قبیلے ہیں۔ ان میں اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ سوس میں مسلناز کن اور لخسن میں رہتے ہیں جو معقل کے ذوی حسان کے شمار میں آجاتے ہیں جبکہ بقیہ لمطہ، صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا ایک بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے ان میں سے وکاک بن زیرک فقیہ بھی ہے جو ابو عمران فاسی کا ساتھی ہے۔ وہ سجلماسہ میں ازاد تھا۔ اس کے شاگردوں میں سے عبداللہ بن یاسین بھی ہے جو لمتونیہ کا حکمران تھا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

کزولہ

کزولہ کے بہت سے بطون ہیں اور ان کا بڑا حصہ سوس میں رہتا ہے۔ یہ لمطہ کے پڑوسی ہیں لیکن ان سے لڑتے بھی ہیں۔ اب ان میں سے ارض سوس میں سفر کرنے والے رہتے ہیں۔ سوس میں آنے والے سے قبل ان کی معقل کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ لہٰذا جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پر غالب آ گئے۔ وہ اب ان کے خادم، حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکورہ

اس عہد میں مصامدہ میں شمار ہوتے ہیں۔ موحدین کی دعوت کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بہت سی قومیں اور وسیع بطن ہیں۔ ان کے مواطن ان کے پہاڑوں میں مشرقی جانب سے دان سے تادلہ تک اور قبلہ سے درعہ تک واقع ہیں۔ فتح مراکش سے قبل ان کے کچھ لوگ مہدی کی دعوت میں شامل تھے مگر مکمل طور پر یہ دعوت میں بعد میں شامل ہوئے اسی لئے بہت سے لوگ انہیں موحدین میں شمار نہیں کرتے۔ اگر شمار کریں تو آغاز کار میں انہیں امام کی مخالفت کرنے، اس کے اور اس کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ لڑائیاں کرنے کی وجہ سے انہیں سابقین میں شمار نہیں کرتے۔

ان کی مخالفت وعداوت کی دعوت دیتے ہیں، اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنتانہ، تینملل، ہرنہ اور ہرزجہ پر لعنت کرے لہٰذا فتح مراکش کے بعد یہ دعوت پر قائم ہوئے۔ ہسکورہ کے کئی بطون ہیں جن میں سے مصطادہ، عجرامہ، زمرادہ، انتیف، بنونفال اور بنورسکونت اور دیگر بطون بھی ہیں جن کے نام مجھے مستحضر نہیں۔ موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قاریط المغنسب کے پاس تھی جس کا ذکر مامون اور رشید کے حالات میں ہے، یہ بنی عبدالمومن میں سے مراکش میں موحدین کے خلاف تھا۔ اس کے بعد مسعود بن کلداہمن سردار تھا جو ذبوس کے نام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا۔ میں اسے بنی مسعود کا جد خیال کرتا ہوں جن کے امراء اس زمانے میں فطواکہ میں سے ہیں جو اس گھرانے میں سرداری کے اتصال کی وجہ سے بنی خطاب کے نام سے مشہور ہیں۔ جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، تو انہوں نے مدت تک بنی مرین کی نافرمانی کی۔ استقامت اور لڑائی میں بھی ان کا سلوک بھی ان سے مختلف ہوگیا۔ وہ جشم کے عربوں کی اطاعت سے دستکش ہونے والوں اور ان کے باغیوں کی پناہ گاہ تھے لیکن پھر وہ درست ہوگئے، ٹیکسوں کی ادائیگی کرنے لگے اور بلانے پر شاہی فوجوں میں جانے لگے جیسے کہ دوسرے مصامدہ کا حال تھا۔

انتیف

ان کی سرداری اولاد ہنوا میں تھی۔ ان میں سے یوسف بن کنون نے اپنے لئے تاقیوت کا قلعہ بنایا اور پھر اس میں محفوظ ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے علی اور مخلوف بھی ہمیشہ اسے مضبوط کرتے رہے۔ یوسف کی فوتیدگی کے بعد اس کی سرداری اس کے بیٹے مخلوف نے سنبھالی لیکن وہ سنہ 702 میں اعلانیہ اطاعت سے نکل گیا۔ تاہم پھر دوبارہ اطاعت اختیار کرلی۔ اسی نے سنہ 707 میں ثابت کے دورِ حکومت میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن عباد کو گرفتار کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے لہٰذا مخلوف نے اسے گرفتار کرلیا، اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب اطاعت کرنے سے ہوا۔ اس کے بعد، اس کا بیٹا ہلال بن مخلوف نیا سردار بنا اور اس زمانے تک سرداری ان میں متصل چلی آتی ہے۔

بنونفال

ان کی سرداری، اولاد ذرمیت کو حاصل تھی۔ سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے مین ان کا بڑا سردار علی بن محمد تھا اور اس کی اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت تھی۔ سلطان ابوالحسن نے اپنی حکومت کے شروع میں اس کے محاصرے کے بعد اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا لیکن اسے اپنے باتحت امراء میں شامل کردیا۔ یہاں تک کہ وہ تونس میں طاعون جارف کے واقعے کے بعد فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنی قوم کی سرداری سنبھالی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہوگیا۔ اس زمانے میں ان کی سرداری ان کے اہل بیت اور ان کے چچوں کے گھر میں ہے۔

فطواکہ

ان میں بڑے وسیع بطن، بڑی سرداری والے، بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ بنوخطاب اس دوران موحدین کی حکومت کو چھوڑ کر بنی عبدالحق کی طرف مائل ہوگئے اور انہیں اپنی مہار دیدی تھی۔ انہوں نے اپنے اوپر سرداری کرنے کے لئے اپنے شیوخ کو مختص کیا ہے۔ سلطان یوسف بن یعقوب کے زمانے میں ان کا سردار محمد بن مسعود اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر تھا۔ جب عمر اپنے محل میں سنہ 704 کو فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کے چچا موسیٰ بن مسعود نے سنبھالی۔ جب بنی مرین کی حکومت مضبوط ہوگئی اور مصامدہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے زمانے کے بعد بنومرین اپنے امراء کو ان کا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے مقرر کرنے لگے کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے ان میں ہنتانہ میں اولاد یونس سے بڑا سردار کوئی نہیں تھا اور بنی خطاب ہسکورہ میں تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں مراکش کی عملداریوں کو محمد بن عمر، اس کے بعد موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد کو دیدیا جو ہنتانہ کے شیوخ تھے۔ وہ ہمیشہ وہاں کا والی رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی مصیبت سے تھوڑا عرصہ قبل قیروان میں مرگیا۔ ان کا بیٹا پھر سلطان ابوالحسن کی طرف جاتے ہوئے تلمسان چلا گیا لیکن جب ابوعنان نے اسے اپنی طرف دعوت دی تو وہ اپنی

جگہ پر واپس آ گیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا۔ ابوعنان نے پھر اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپ دیا لیکن یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہیں آیا۔ یہاں تک کہ وہ مراکش میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جاملا۔ یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی۔ جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا، تو ابوعنان نے اسے قید کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر سنہ 53 میں تلمسان پر حملے کے دوران اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ امیر عبدالرحمٰن بن ابی بقلس سنہ 76 میں مراکش پر غالب آ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے مقدم کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے عم زاد کے گھر میں ایک سال تک قید کر دیا۔ اس وقت ابن مسعود بن الخطاب بھی اس کے حامیوں میں سے تھا وہ اور اس کا باپ محمد بن عمر کی اولاد سے اپنی جان کے خوف سے بنی مرین کی طرف آ گئے تھے تاکہ انہیں حکومت کی تربیت دیں لہٰذا جب اس نے اس کے گھر میں قیدی ہوتے ہوئے اس پر قدرت پائی تو اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس پر سلطان نے ناراض ہو کر اسے تھوڑے عرصے کے لئے قید کر دیا، پھر رہا کر دیا اور وہ اس عہد میں ہسکورہ کا آزاد حکمران ہے۔ واللّٰہ قادر علیٰ من یشاء۔

منہاجہ کے تیسرے طبقے کا بیان

اس طبقے میں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ لیکن یہ اس زمانے میں مغرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ جبال درن کی شرقی جانب، تازی اور تادلہ کے درمیان اور معدن بنی فازان میں اس گھاٹی پر رہتے ہیں جو آ کر سلومن تک پہنچاتی ہے اور جو بلاد نخل میں سے ہے۔ اس گھاٹی کا گزر مغرب میں بلاد مصامدہ اور ان کے علاقے میں جبال درن کے پاس سے ہوتا ہے۔ پھر اعتم اور السن میں بھی ان پہاڑوں کی چوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ اس گھاٹی سے پھر ان کے مواطن قبلے کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آ کر سلومن پر ختم ہوتے ہیں۔ اس کا موڑ پھر آ کر سلومن سے درعہ کی طرف سوس اقصیٰ کے نواح اور اس کے شہروں تارودانت اور ایفری ان قوتان تک جاتا ہے۔ یہ سب منہاکہ کے نام سے مشہور ہیں جو منہاجہ سے بدلا ہوا ہے۔ منہاجہ کو غربی قبائل کے درمیان اہل جبال پر قوت و طاقت حاصل ہے جو تادلہ پر جھانکتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری عمران منہاکی کی اولاد میں ہے۔ انہیں حکومت کا اعزاز اور المعری کی اطاعت سے بچاؤ حاصل ہے۔ ان کے ساتھ خبانتہ کے قبیلے متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں اور جو کہ الخط میں رہتے ہیں۔ ان کے بلاد کے مضافات تیغانیمین میں ہیں جو قبیلہ مکناسہ میں سے ہے، وادی ام ربیع تک جو تامسنا سے شمالی جانب، جبل درن کے دونوں طرف ہے۔ وہ وہاں بارش کے مقامات تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کی سرداری ہیدی کی اولاد میں ہے جو ان کے مشاہیر ہیں۔ اس کے علاوہ عدوہ ام ربیع سے مراکش تک ان کے ساتھ دکالہ کے قبیلے متصل ہیں۔ مغرب کی جہت میں بحر محیط کے ساحل پر آزمور کی طرف ایک قبیلہ ان سے اتصال رکھتا ہے جبکہ دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے، وہ وطن، مذہب، ٹیکس اور پیشے کے لحاظ سے مصامدہ کی ذیل میں آتا ہے اس زمانے میں ان کی سرداری عزیز بن یبروک کی حکومت میں ہے جو زناتہ کی حکومت کے آغاز سے ان کا رئیس ہے، اس کا ذکر آئندہ ہوگا۔ بطویہ، بخاصہ اور بنی وارتین جبال تازا سے جبل لدای تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہے۔ یہ بنی یک کے نام سے مشہور ہے، یہ ان کا ایک قبیلہ ہے جو وعدہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے۔ بطویہ کے تین بطون ہیں، ایک بطویہ جو تازا پر رہتا ہے اور بنی وریاغل، ولد المزمہ اور اولاد علی تافرسیت میں رہتی ہے۔ اولاد علی کا بنی عبدالحق کے ساتھ دوستانہ معاہدہ ہے جو بنی مرین کے ملوک ہیں۔ ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی۔ لہٰذا اس نے انہیں کو وزیر بنایا۔ اور ان میں سے طلحہ بن علی اور اس کا بھائی عمر بن علی بھی تھا جس کا ذکر ان کی حکومت میں آئے گا۔ وہ بحر روم کے ساحل سے جبال درن اور جبال ریف کے درمیان، مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں کہ جماد کے مساکن ہیں، ان کا ذکر منہاجہ کے دیگر قبائل میں آئے گا جو پہاڑوں، وادیوں اور میدانوں میں فشتالہ، سطہ، بنوور یاکل، بنوحمید، بنو مزہ جلدہ، بنو عمران، بنو ورکول، ورتزز، ملوانتہ اور نہی دامر کی طرح پتھروں اور مٹی کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ ان سب کے مواطن، ورغہ اور امرکو میں ہیں اور یہ کاشت کاری اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے منہاجہ البز کے نام سے مشہور ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل کی ذیل میں ہیں۔ اس زمانے میں ان کی اکثر زبان عربی ہے اور یہ جبال غمارہ کے پڑوسی ہیں۔ جبال غمارہ کی ایک طرف ان کے ساتھ جبل سریف مل جاتا ہے جو منہاجہ میں سے بنی زروال کا موطن

ہے بنی مغالہ معاش کے لئے کوئی پیشہ نہیں کرتے اور منہاجتہ العز کہلاتے ہیں کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے جبکہ آزمور کے منہاجہ کو جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، منہاجتہ الذل کہتے ہیں کیونکہ وہ ذلیل اور تاوان دینے والے ہیں۔ بعض بربریوں کا خیال ہے کہ بنی ودید بھی منہاجہ میں سے ہیں۔ بنویز فاسن اور باطویہ، واصل بن یاسین، اجناسن کے ماموں ہیں، مغرب کی زبان میں اس کے معنی ہیں زمین پر بیٹھنے والا۔

مصامدہ کے واقعات کا بیان

مصامدہ دراصل مصمود بن یونس بربر کی اولاد میں سے ہیں اور وہ بربری قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے ہیں۔ ان کے بطون میں سے برغواطہ، غمارہ اور اہل جبل درن ہیں۔ طویل برسوں سے ان کے مواطن مغرب اقصیٰ میں ہیں۔ اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل اور اس کے شروع میں ان میں برغواطہ کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد جبال درن کے مصامدہ کو اس زمانے تک تقدم حاصل ہو گیا۔ برغواطہ کو اپنے زمانے میں حکومت حاصل تھی اور ان میں سے اہل درن کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی۔ کچھ دوسری حکومتیں بھی تھیں جن کا ہم ذکر کریں گے لہٰذا ہم ان قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور جس طرح ہمیں معلوم ہوا ہے ان کی حکومتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

برغواطہ اور ان کی حکومت کی روداد

یہ ان میں سے پہلی قوم ہے۔ جسے آغاز اسلام میں تقدم اور کثرت حاصل تھی لیکن یہ بڑے اور پراگندہ گروہ تھے۔ ان کے مواطن خصوصاً مصامدہ کے درمیان تامسنا کے میدانوں اور بحر محیط کے سبزہ زار میں سلا سے ازمور، انفی اور اسفی تک تھے۔ ہجرت کی دوسری صدی کے شروع میں ان کا بڑا سردار طریف ابو صبیح تھا۔ میسرۃ الحفیر کے جرنیلوں میں سے طریف المضفری بھی تھا جو دعوت صفری کا منتظم تھا۔ اس کے ساتھ معزوز بن طالوت بھی تھا پھر میسرہ اور صغریہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن طریف تامسنا میں ان کی حکومت کا منتظم باقی رہ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے قوانین بنائے لیکن پھر وہ فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے صالح کو حکمران بنایا جو کہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ وہ اہل علم اور اصحاب خیر میں سے تھا لیکن پھر وہ آیات الٰہیہ سے ایک طرف ہو گیا اور دعوائے نبوت کر دیا۔ اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا جس پر وہ اس کے بعد چلتے رہے۔ وہ دین مورخین کی کتب میں مشہور و معروف ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوا ہے وہ اس میں سے انہیں کو سورتیں پڑھ کر سناتا تھا۔ اور ان سورتوں میں سورۃ الدیک، سورۃ الحمر، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اور بہت سے انبیاء کی سورتیں تھیں۔ سورۃ ہاروت و ماروت اور ابلیس اور سورہ غرائب الدنیا بھی تھی۔ ان کے خیال میں اس سورہ میں عظیم علم تھا جس میں حلال اور حرام اور شرع اور قصر کو بیان کیا گیا تھا۔ وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتے تھے اور اس کا نام صالح المومنین رکھتے تھے۔ جیسا کہ بکری نے زمور بن صالح بن ہاشم بن وارد سے بیان کیا ہے جو اپنے بادشاہ ابوعیسیٰ بن ابی الانصاری کی طرف سے سنہ 352 میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا۔ اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بسطاسی بیان کرتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ صالح کا ظہور ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہجرت کی دوسری صدی کے ستائیسویں سال میں ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ظہور ہجرت کے آغاز میں ہوا تھا جب اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کی نقل اتارتے ہوئے اور آپؐ سے عناد رکھتے ہوئے یہ ادعاء کیا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے۔ اس نے پھر یہ خیال کیا کہ وہ مہدی آخر الزمان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس کا نام عربوں میں صالح، السریان میں مالک، عجمی میں عالم، عبرانی میں روبیا اور بربری میں وربا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ وہ 47 سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں ساتویں کی حکومت میں واپس آ جائے گا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی اور اسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے۔ جو بنی امیہ میں سے تھا اور جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو وہ اس کے دین کا اظہار کرے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی زندگی سے اظہار اسلام کرتا رہا کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمہ کفر سے بھی وصیت کی تھی۔ لیکن وہ پاکباز، پاکدامن اور زاہد تھا۔ وہ پھر اپنی

حکومت کے پچاسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کے کام کو اس کے بیٹے یونس نے سنبھالا لہٰذا اس نے ان کے دین کو واضح کیا اور ان کے کفر کی طرف دعوت دی۔ جو اس کے دین میں داخل نہیں ہوتا تھا وہ اسے قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے تامسنا اور اس کے گرد کے شہروں کو جلا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے 380 شہروں کو جلا دیا۔ اور وہاں کے باشندوں سے مخالفت کرنے کی وجہ سے تلوار سے لڑائی کی۔ اس نے تاملوکاف مقام پر لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک بلند پتھر ہے جو راستے کے درمیان میں اگا ہوا ہے لہٰذا اس نے کل سات ہزار سات سو ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

دسون کہتا ہے کہ یونس پھر مشرق کی طرف گیا اور اس نے حج کیا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔ وہ پھر اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور حکومت اس کے بیٹوں سے منتقل ہو گئی۔ ان کی حکومت پھر ابوغفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر اپنے آباء کے دین پر چلا اور اس کی شوکت و عظمت بڑھ گئی۔ اس نے بربریوں کے ساتھ قابل ذکر اور مشہور لڑائیاں لڑیں جن کی طرف سعید بن ہشام مصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

''اے محبوبہ! جدائی سے قبل ہمیں یہ پختہ اور یقینی اطلاع دے کہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور سو گئی ہے اور اسے پینے کو شیریں پانی نہ ملے۔ یہ کہتے ہیں کہ ابوغفیر نبی ہے، اللہ تعالیٰ کاذبوں کی ماں کو ذلیل کرے۔ کیا تو نے کبھی کسی بخیل کے گھر کے متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے۔ وہ عورتیں رو رہی تھیں۔ کئی عورتوں نے جنین گرا دیئے تھے اور اہل تامسنا کو اس وقت پتہ چلے گا۔ جب قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے، وہاں یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربریوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے لہٰذا یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں۔''

ابوغفیر نے چوالیس بیویاں کیں اور اس کے اس جیسے ایک یا زیادہ بیٹے ہوئے۔ وہ تیسری صدی کے آخر میں اپنی حکومت کے انتیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ حکمران بنا اور وہ اس کے نقش قدم پر چلا۔ وہ بہت دعوت دینے والا تھا۔ اس کے دور کے بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کر کے اس سے مصالحت کرتے تھے تاکہ وہ دور رہے۔ وہ کمبل اور شلوار اور سلا ہوا کپڑا پہنتا تھا۔ مسافروں کے سوا، اس کے علاقے میں کوئی پگڑی نہیں باندھتا تھا، وہ پڑوسی کا محافظ اور پھر عہد کو پورا کرنے والا تھا۔ آخر وہ چوتھی صدی کے اکتالیسویں سال میں اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور سلاخت میں دفن ہوا۔ وہیں پر اس کی قبر ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور عیسیٰ بائیس سال کی عمر میں حکمران بنا، اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت و کہانت کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہو گئے۔

رمون بیان کرتا ہے کہ اس کی فوج تقریباً تین ہزار برغواطہ پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ دس ہزار فوج جراوہ، زداغہ، برانس، مجاصہ، مضغرہ، مرد مطماطہ، بنو وارتکیت، بنو یفری، آحدہ رکامہ، ایزلن، رصافہ اور رنمفرادہ پر مشتمل تھی۔ ان کے بادشاہوں نے جب سے بھی وہ تھے کبھی خدا کو سجدہ نہیں کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ملوک عدوتین نے برغواطہ سے جنگ و جہاد کرنے میں اس کے بعد ادارسہ، امویہ اور شیعہ نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جب جعفر بن علی اندلس سے مغرب کی طرف گیا تو منصور بن ابی عامر نے سنہ 367 میں اسے اپنا کام سپرد کیا۔ وہ پھر بصرہ میں اترا۔ لیکن بعدازاں اس کے اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ہند کے سردار اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس نے حکم دیا کہ وہ اس کام کو بجا لائے جو اسے جعفر نے کہا ہے۔ بعدازاں معتدہ نے اپنے صالح عمل سے اس کی توجہ برغواطہ کے جہاد کی طرف پھیر دی۔ اس نے اہل مغرب اور اندلس کی فوجوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے اپنے ملک کے میدان میں اس سے لڑائی کی اور اسے شکست ہوئی۔ لیکن وہ خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ بچ نکلا اور بصرہ میں اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا پھر اس کے بعد منصور کے بلانے پر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری میں چھوڑ گیا بعدازاں منہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت لڑائی کی۔ جب اس کے بعد بلکین بن زیری نے سنہ 68 میں مغرب سے لڑائی کی تو زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور سبتہ کے ایک باغ میں کود گئے پھر وہ اس کی لکڑیوں میں محفوظ ہو گئے لہٰذا وہ ان سے برغواطہ کے جہاد کی طرف لوٹ آیا اور ان پر چڑھائی کر دی تو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار اپنی قوم کے ساتھ اسے آن ملا اور انہیں شکست ہوئی، یوں منصور قتل ہو

گیا۔ بلکین نے پھران میں قتل عام کر کے خوب خونریزی کی اوران قیدیوں کو قیروان بھیج دیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ منصور کے بعد ان کی حکومت کس نے سنبھالی پھران کے ساتھ منصور بن ابی عامر کی فوج نے اس وقت لڑائی کی جب عبدالملک بن منصور نے اپنے غلام واضح کو ان برغواطہ کی پہلی فوجوں اور امرائے نواح اور سرداروں کی امارت دی لہٰذا ان میں قتل کرنے اور قیدی بنانے کا بڑا اثر ہوا۔ ان کے ساتھ پھر بنو یفرن نے اس وقت لڑائی کی جب ابو یعلیٰ محمد یفرنی نے اس کے بعد سلا کی جانب جو بلاد مغرب میں ہے مستقل حکومت قائم کرلی اور انہوں نے لڑائیوں کے بعد ان کو زیری بن عطیہ مغراوی سے الگ کرلیا۔ پانچویں صدی کے آغاز میں یعلیٰ کی اولاد تمیم بن زیری بن یعلیٰ کی طرف منسوب ہوتی تھی اور وہ سلا شہر میں ٹھہرا ہوا تھا اور برغواطہ کا پڑوسی تھا۔ ان کے جہاد میں اس کا بڑا اثر تھا۔ یہ سنہ 420 کی بات ہے۔ لہٰذا یہ تامسنا میں ان پر غالب آ گیا اور انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بعد اس کا حاکم بن گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے یہاں تک کہ لمتونہ کی حکومت بگڑ گئی اور اپنے صحرائی وطن سے بلاد مغرب کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے پھر سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصامدہ کو فتح کرلیا۔ انہوں نے تامسنا اور اس کے اردگرد ریف غربی میں برغواطہ کے ساتھ جہاد کیا لہٰذا ابوبکر بن عمر نے جو مرابطین کی قوم میں لمتونہ کا امیر تھا ان پر چڑھائی کردی۔ پھر اس کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں صاحب الدعوۃ عبداللہ بن یاسین کیروی سنہ 450 میں شہید ہو گیا۔ ابوبکر اور اس کی قوم اس کے بعد بھی مسلسل جہاد کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے ان کی جڑ اکھیڑ دی اور زمین سے ان کے آثار مٹا دیئے۔ ان کی حکومت کے خاتمے کے وقت ان کا حکمران ابو حفص عبداللہ تھا جو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی غفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف کی اولاد میں سے تھا۔ وہ ان کی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا اور انہی پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوں اس کی جڑ کٹ گئی۔ بعض لوگوں نے برغواطہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ بعض انہیں زناتہ کے قبائل میں شمار کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے برباط میں پرورش پائی اور مشرق کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے عبداللہ مغربی سے پڑھا اور سحر میں مشغول ہو گیا۔ اس نے کئی فنون کو جمع کیا اور مغرب میں آیا اور تامسنا میں اترا۔ وہاں پر اس نے بربریوں کے جاہل قبیلوں کو پایا لہٰذا اس نے ان کے سامنے زہد کا اظہار کیا، انہیں اپنی زبان سے مسحور کردیا اور انہیں جھوٹ موٹ باتیں بتائیں۔ انہوں نے اس کی اتباع کی۔ لہٰذا اس نے دعویٰ نبوت کردیا۔ برباط میں پرورش پانے کی وجہ سے اسے برباطی بھی کہتے ہیں۔ برباط حصن شریش کی ایک وادی ہے جو بلاد اندلس میں ہے۔ عربوں نے اس نام کو معرب کر کے برغواط بنالیا۔ یہ سب باتیں کتاب الجوہر کے مصنف نے بیان کی ہیں۔ البر کے بساتین کا بھی کچھ ذکر کیا ہے مگر یہ ایک صاف غلطی ہے، یہ لوگ زناتہ میں سے نہیں۔ اس کی گواہی ان کے موطن اور ان کے اپنے مصامدی بھائیوں کے پڑوس میں رہنے سے ملتی ہے۔

صالح بن طریف ان میں معروف آدمی ہے اور وہ ان کے غیروں میں سے نہیں ہے۔ قبیلوں اور نواح پر غلبہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نسب اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔ اس آدمی کا نسب برغواطہ ہے اور مصامدہ کے قبیلوں میں ان کا قبیلہ ایک مشہور قبیلہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

غمارہ کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

مصامدہ کے بطون میں سے یہ قبیلہ غمار بن مصمود کی اولاد میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ غمار بن اصیاد کی اولاد میں سے ہے جو مصیمولان میں سے ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں۔ انہوں نے پھر اپنا نام غمارہ رکھ لیا ہے اور یہ ایک نام مذہب ہے۔ ان کے قبیلے شمار سے زیادہ ہیں۔ ان کے مشہور بطون بنو حمیرہ، مثیوہ، بنو نال، اعضاوہ، بنو وزروال اور مکسہ ہیں۔ وہ بغیر کسی مسافت کے اپنے آخری ٹھکانوں میں جو بحر روم کے ساحل پر عساسہ کے قریب مغرب میں ریف کے میدانوں میں ہیں آتے جاتے ہیں لہٰذا انہوں نے بحر بادس، بلکلس تطاویر، سبتہ اور قصر سے طنجہ تک جس کا پانچ روز یا اس سے زیادہ کا سفر ہے کے ان مقامات میں بلند پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جو دیوار کی طرح چوڑائی میں ایک دوسرے سے پانچ مراحل تک ملے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے بعد قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی ورغہ سے آگے گزر جاتے ہیں جو مغرب کے میدانوں میں سے ہے اور جہاں سے ساتھی واپس آ جاتے ہیں۔ ان کے کناروں میں پرندے اور الو اترتے ہیں

اوران کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے جانوروں کی چراگاہیں، کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں۔ تجھے معلوم ہو گا کہ وہ مصامدہ میں سے ہیں۔ ان کے بعض قبیلے مصمودہ کے نام سے مشہور ہیں اور سبتہ اور طنجہ کے درمیان سکونت پذیر ہیں۔ ان ہی کی طرف وہ اعجاز منسوب ہوتا ہے جس سے بحری خلیج گزر کر طریف کے علاقے کی طرف جاتی ہے اسی طرح ان کے مواطن کا برغواطہ کے مواطن سے جو مصامدہ کے قبیلوں میں سے ہے۔ بحر غربی کے سبزہ زاروں سے اتصال میں اس کی مدد کرتا ہے اور وہ بحر محیط ہے کیونکہ وہاں پر ان میں سے بنوحسان ساحل پر آباد ہیں جو آزغزادہ اور اصیلا کے قریب قریب ہے۔ وہاں پر انفی انہیں برغواطہ اور دوکالہ کے مواطن سے قبائل ورن اور اس کے ماوراء قبلہ تک ملا دیتا ہے۔ لہٰذا مصامدہ تھوڑے سے قبیلوں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ دوسرے لوگ میدانوں میں رہتے ہیں اور فتح کے وقت ہی غمارہ ہمیشہ سے ان مواطن میں رہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کا حال معلوم نہیں ہو سکا اور فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے سب سے بڑی لڑائی موسیٰ بن نصیر کی تھی جس نے انہیں اسلام پر آمادہ کیا اور ان کے بیٹوں کو قیدی بنایا۔ اس نے ان کی ایک فوج کو خلوف کے ساتھ طنجہ میں اتارا اور اس زمانے میں ان کا امیر بلیان تھا۔ جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا۔ اس نے جنگ اندلس میں اس کی مدد کی تھی اور اس کا پڑاؤ سبتہ میں تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ یہ تانکور پر قبضہ کرنے سے پہلے کی طرح بات ہے۔ اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں، ان میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاءاللہ۔

باب: ۲۵

سبتہ کے حکمرانوں کا بیان اور ان کی حکومتوں کی روداد

سبتہ قبل از اسلام کے قدیم شہروں میں سے ہے۔ جب موسیٰ بن نصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا، موسیٰ نے پھر اس کے بیٹوں کو یرغمال بنالیا اور طارق بن زیاد کو جزیہ کے لئے طنجہ میں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر فوج بھیجی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتح پھر اس کے ہمسروں کو ہوئی۔ جب بلیان فوت ہو گیا تو عرب صلح کے ذریعہ سبتہ شہر پر قابض ہو گئے اور اسے آباد کیا۔ بعد ازاں میسرۃ الحقیر کی خارجی دعوت کا فتنہ اٹھا، اس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں اور دوسرے لوگوں کو لوکر لیا۔ لہٰذا اس نے طنجہ کی امارت سے سبتہ پر حملہ کیا اور عربوں کو وہاں سے نکال کر قید کر لیا اور اسے برباد کر دیا۔ یوں وہ خالی ہو گیا پھر ان کے جوانوں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماحکس وہاں اترا، اسی وجہ سے انہیں محکسہ کہتے ہیں لہٰذا اس نے اسے تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف واپس آ گئے۔ وہ پھر مسلمان ہو گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے عصام نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ ایک مدت تک حکمران رہا۔ اس کا بھائی رضی پھر حکمران بنا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ بنی ادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے۔ اس دوران جب ناصر کو بلندی حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی۔ اس نے پھر بلاد ہبط و غمارہ کے مالکوں بنی ادریس سے اسے اس وقت چھین لیا۔ جب کتامہ اور زناتہ نے انہیں ان کے ملک فاس سے نکال دیا تھا۔ یوں وہ ناصر کی دعوت کا منتظم بن گیا۔ بعد ازاں ان کے بیٹے اپنی اپنی عملداریوں میں ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہو گئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے بنو عاصم سے حاصل کرے لہٰذا اس نے اپنی فوجوں اور بحری بیڑوں کو اپنے جرنیل نجاح بن غفیر کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا۔ اس نے اسے سنہ 319 میں فتح کر لیا۔ اس کے بعد الرضی بن عصام نے اسے اس کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یوں بنی عصام کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سبتہ ناصر کے قبضہ میں آ گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد بنو حماد نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں نے ایک اور حکومت بنا دی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب فتح کے دور میں مسلمانوں نے بلاد مغرب اور اس کی عملداریوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا۔ خلفاء نے پھر انہیں بربریوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فوجی مدد دی اور وہ عرب قبیلوں کے لوگ تھے۔ صالح بن منصور حمیدی، پہلی فوج میں یمنی عربوں میں سے تھا اور عبد صالح کے نام سے مشہور تھا۔ لہٰذا اس نے نکور کو اپنے لئے چن لیا۔ ولید بن عبدالملک نے سنہ 91 میں اسے وہاں جاگیر دی تھی۔ یہ قول صاحب مقیاس کا ہے نکور کا علاقہ، مشرق سے زواغہ اور جراوہ بن ابی الحفیظ تک ختم ہوتا ہے جو پانچ روز کی مسافت پر ہے۔ مطماطہ اور اہل کدالہ اس کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ بسہ اور غساسہ جو جبل مزک اور بلدی کے رہنے والے ہیں، وہ بھی اس کے پڑوسی ہیں۔ جو بنی ورتندی اور مید اور زناتہ کے بھی پڑوسی ہیں۔ اور جو مغرب سے مردان تک ختم ہوتا ہے۔ جو غمارہ بنی حمید سے منطاسہ اور منہاجہ تک چلا جاتا ہے۔ ان کے پیچھے اور بہ حزب فرحون اور بنی ولمید اور زناتہ اور بنی یونیان اور بنی واسن ہیں جو الکم کی جماعت ہیں اور بحر جو پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب صالح کو وہاں جاگیر ملی تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور اس کی نسل وہاں بکثرت ہو گئی۔ بعد ازاں غمارہ اور منہاجہ کے قبیلے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اور اس نے تکساتان پر قبضہ کر لیا جلد ہی ان میں اسلام پھیل گیا۔ لیکن پھر انہیں قوانین اور فرائض گراں معلوم ہونے لگے اور وہ مرتد ہو گئے۔ انہوں نے پھر صالح کو نکال دیا اور نفزہ کے ایک آدمی کو جو الرندی کے نام سے مشہور تھا، اپنا حکمران بنا لیا۔ انہوں نے پھر توبہ کی، اسلام میں واپس آ گئے اور صالح کی طرف رجوع کیا۔ لہٰذا وہ ان میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 132 ھ میں تلمسان میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے معتصم بن صالح نے سنبھالی جو بڑا شریف النفس اور عبادت گزار تھا، وہ انہیں خود نماز پڑھاتا تھا اور خطبہ دیتا تھا۔ لیکن پھر تھوڑے دنوں کے بعد

وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس حکمران بنا۔ اس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی۔ ابھی اس نے اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ وہ سنہ 143 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا۔ جس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ وہ شہر تکسامان میں آیا کرتا تھا۔ اس نے جز اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حد بندی کی اور وہاں اترا اسے اس زمانے میں المدہ کہتے ہیں۔ جو دریاؤں کے درمیان ہے، ان میں سے ایک نکور ہے جس کا منبع کزناریہ ہے۔ اس کا منبع وادی ٔورغہ کے مخرج سے ایک ہی ہے اور دوسرا غیس ہے جس کا منبع بنی وریاغیل کے علاقے میں ہے۔ دونوں دریا آکال میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر الگ ہو کر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نکور عروۂ اندلس کے بزلیانہ میں سے ہے۔ لیکن نکور کے مجوسیوں نے اس دوران اپنے بحری بیڑوں میں سنہ 144 میں لڑائی کی، وہ اس پر غالب آ گئے اور اسے دوسری بار لوٹا۔ وہ پھر سعید البرانس کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد غمارہ نے سعید کے خلاف خروج کر دیا، اور اسے معزول کر دیا۔ اور اپنے میں سے مسکن کو اپنا حکمران بنایا۔ وہ پھر اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر غالب کیا اور ان کی جماعت منتشر کر دی۔ ان کا سردار قتل ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی یہاں تک کہ وہ سنہ 188 میں 27 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے صالح بن سعید نے سنبھالی تو اس نے سلف کے مذہب کو اختیار کیا، اس پر استقامت اختیار کی اور اس کی اقتدا کی۔ اس کی بربریوں کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ وہ سنہ 250 میں اپنی حکومت کے بتیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے اس کا بیٹا سعید بن صالح کھڑا ہوا اور وہ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا لہٰذا اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچا الرضی اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بہت سی لڑائیوں کے بعد ان دونوں پر غالب آ گیا۔ اس نے اپنے چچا الرضی پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے رحم کیا لیکن دیگر چچوں اور قرابت داروں کو جن پر اس نے غلبہ پایا قتل کر دیا۔ ان میں سے سعادۃ اللہ بن ہارون نے دونوں کے لئے لوگوں کو بلایا اور بنی یصلیتین کے ساتھ جا ملا جو جبل ابوالحسن کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پھر انہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا اور انہوں نے اس کی فوج پر شبخون مارا۔ یوں وہ اس پر غالب آ گئے اور ہتھیار لے لئے۔ ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور سعادۃ اللہ تلمسان بھاگ گیا۔ اس نے اس کے بھائی میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پھر سعادۃ اللہ صلح کی خواہش لے کر چلا تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ اس کے بعد سعید نے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے ساتھ جو غمارہ میں سے تھی، بلاد بطویہ سے لڑائی کی اور تیمسوادرقلوع جو اس کا خاندان تھا اور بنی ویدی سے بھی لڑائی کی۔ اس نے اپنے بھائی احمد بن ادریس بن محمد بن سلیمان سے رشتہ داری کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ یوں ان کے نواح میں سعید کے لئے حکومت ہموار ہو گئی یہاں تک کہ عبداللہ مہدی نے اسے اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے لکھا۔

''اگر تم ہمیشہ سیدھے رہے تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا لیکن اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میں تمہارے قتل کو عدل خیال کروں گا۔ میں پھر تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار کو بلند کروں گا۔ میں اسے عفو کے لئے داخل کروں گا اور اسے پھر قتل سے بھر دوں گا۔''

اب اس کے شاعر احمس طلیطلی نے اسے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے لکھا:

''بیت اللہ کی قسم، تو نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ تو اچھی طرح عدل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں فیصلہ کن قول سکھایا ہے۔ تو ایک جاہل اور منافق ہے جو جاہلوں کے لئے ایک بڑی مثال ہے۔ ہماری ہمتیں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تیری ہمت کو پست بنایا ہے۔''

اس کے بعد عبداللہ نے مصالہ بن حیوس حاکم تاہرت کو لکھا اور اسے اس کی طرف لڑنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے سنہ 304 میں اپنی حکومت کے چونویں سال میں اس سے لڑائی کی پس سعید اور اس کی قوم کئی روز تک ان پر غالب رہی۔ اس کے بعد مصالہ نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے ان کے سروں کو رتادہ کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر گھمایا پھرایا گیا۔ ان کے باقی لوگ سمندر پر سوار ہو کر مالقہ چلے گئے لہٰذا ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور انہیں عطیات دیئے۔ انہوں نے ان کی بہت تکریم کی۔ مصالہ نے نکور میں چھ ماہ قیام کیا اور پھر تاہرت کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے دلول کتامی کو اس کا حکمران بنایا۔ لہٰذا فوج اس کے ارد گرد سے متفرق ہو گئی۔ جب مالقہ میں بنی سعید اور ان کی قوم کو

اطلاع ملی اور وہ ادریس، معتصم اور صالح تھے۔ تو وہ کشتیوں میں سوار ہو کر نکور کی طرف آئے۔ سب سے پہلے ان میں سے صالح وہاں پہنچ گیا اور بربروں نے مرسی تکساسامان میں اکٹھے ہو کر سنہ 305 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے صغرسنی کی وجہ سے اسے قیم کا لقب دیا۔ انہوں نے پھر دلول پر چڑھائی کر کے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل کر لی اور انہیں قتل کر دیا۔ اب صالح نے ناصر کو فتح کی چٹھی لکھی اور اس کے مضافات میں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ بعد ازاں ناصر نے اس کی طرف ہدایا، تحائف اور ہتھیار بھیجے اور اس کے بھائیوں اور اس کی باقی ماندہ قوم نے اس کے پاس آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر گامزن رہا یہاں تک کہ سنہ 315 میں فوت ہو گیا۔ اب اس نے اس کا محاصرہ کر لیا، اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ اس نے سنہ 317 میں اسے برباد کر دیا پھر اس کی طرف واپس آیا۔ اب ان کی حکومت کو، ابو نور اسمٰعیل بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور نے سنبھالا۔ صالح بن منصور نے جو شہر بنایا تھا، اس نے اسے دوبارہ آباد کیا۔ اور وہاں پر تین دن ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد میسور ابی القاسم بن عبداللہ نے اپنے غلام صندل کو جب اس نے فاس میں پڑاؤ کیا۔ اس کے لئے روانہ کیا۔ لہٰذا اس نے صندل کے ساتھ فوج بھیجی تو اس نے جرادہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن پھر نکور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن عبدالملک نے قلعہ آری میں اس سے پناہ حاصل کی۔ پھر صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے ایلچی بھیجے اور اس نے انہیں قتل کر دیا لہٰذا وہ اس سے اس کی طرف گیا۔ وہ آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا، اسے قتل کر دیا۔ اور قلعے کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر کتامہ کے ایک آدمی مرمازو کو اس پر اپنا جانشین بنایا اور صندل، فاس پہنچ گیا لہٰذا اہل نکور نے اسے اٹھایا اور موسیٰ بن معتصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی جو وہ تمسمن میں ابوالحسن کے پاس تھا اور وہ ابن رومی کے نام سے مشہور تھا۔ صاحب مقباس کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بن رومی بن عبدالسمیع بن رومی بن ادریس بن صالح بن ادریس بن صالح بن منصور ہے۔ اس نے پھر مرمازو اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا، ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ اور پھر اعیاص میں سے اس پر عبدالسمیع بن جرثم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا۔ اس نے اسے معزول کر کے سنہ 329 میں اسے باہر نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اندلس گیا۔ اس کا بھائی ہارون بن رومی، اس کے بہت سے چچا اور اس کے اہل بیت بھی ساتھ تھے۔ لہٰذا ان میں سے کچھ تو اس کے ساتھ مریہ میں اترے اور کچھ مالقہ میں اترے لیکن پھر اہل نکور نے عبدالسمیع کے خلاف خروج کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مالقہ میں سے جریج بن احمد بن زیادۃ اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا۔ اور وہ جلدی سے ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے سنہ 336 میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے۔ وہ اپنے سلف کے مذہب کا مقتدی اور حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق کام کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 360 کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازواجہ غالب آ گئے جنہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ ان کے امیر لیلیٰ بن ابی الفتوح ازواجی نے پھر سنہ 406 میں ان پر حملہ کیا اور وہاں کا والی سنہ 410 میں قتل ہو گیا لہٰذا اس نے نکور میں ان پر غلبہ پا لیا اور اسے برباد کر دیا۔ تین سو چودہ سال بعد صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازواجہ میں سنہ 460 تک حکومت باقی رہی۔ واللہ مالک الامور لا الٰہ الا ھو۔

حامیم متنبی کا بیان

غمارہ کے لوگ جاہلیت میں صاحب اصل ہیں بلکہ صحرا میں رہنے کی وجہ سے انہیں شرائع سے بعد، جہالت اور بھلائی کے مقام سے دوری حاصل ہے۔ ایک دفعہ ان میں مجکسہ میں سے حامیم بن من اللہ بن جریر بن عمر بن رحفو ابن آزوال بن مجکسہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی کنیت ابو محمد اور اس کا باپ ابو خلف تھا۔ اس نے سنہ 313 میں جبل حامیم میں جو اس کی وجہ سے معروف ہے، تطوان کے قریب دعویٰ نبوت کیا۔ تو ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ اس نے پھر ان کے لئے قوانین، عبادات کے طریقے اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن بھی بنایا جسے وہ اپنی زبان سے انہیں پڑھ کر سناتا تھا۔ اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی ہے یا من یخلی البصر ینظر فی الدنیا خلنی من الذنب یا من اخرج موسیٰ من البحر امنتی بحامیم و بابیہ ابی خلف من اللہ و امن راسی و عقلی و ما یکنہ صدری و ما احاطہ بہ دمی و لحمی۔

جلد ہی حامیم کی چچی جو ابو خلف من اللہ کی بہن تھی، اس پر ایمان لے آئی وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی۔ حامیم کا لقب مفتری تھا اور اس کی دیو، ساحرہ اور کاہنہ تھی۔ وہ اس سے لڑائیوں اور قحطوں میں مدد طلب کرتے تھے۔ اس دوران وہ مصمودہ کی لڑائیوں میں احواز طنجہ میں سنہ 315 قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عیسیٰ کو غمارہ میں بڑا مقام حاصل ہوا۔ ایک بار وہ اور اس کا قبیلہ بنو زحفو جو وادی لاداو اور وادی واشر میں کے پاس رہتے تھے، ناصر کے پاس گئے تھے۔

اسی طرح ان میں سے اس کے بعد عاصم بن جمیل البز دعوی نے دعوائے نبوت کیا اور اس کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ وہ اس عہد میں سے کام لیتے رہے۔ مجھے اہل مغرب کے مشائخ نے بتایا ہے کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی تھیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ روحانیت کا علم حاصل تھا، وہ جس ستارے سے چاہتے علم حاصل کرتے اور جب اس پر قابض ہو جاتے تو اس روحانیت سے اسے گھیر لیتے کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے۔ واللہ اعلم۔

ادارسہ کی حکومت کی روداد

عمر بن ادریس نے اپنی دادی کنیزہ ام ادریس کے مشورے سے مغرب کے مضافات کو محمد بن ادریس اور اس کے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ اس نے پھر ان میں سے تکیاس، ترغہ، بلاد منہاجہ اور غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جبکہ قاسم نے طنجہ، سبتہ اور بصرہ اور اس کے قرب کے بلاد غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ لیکن جب عمر کے ساتھ اس کے بھائی محمد کا بگاڑ ہو گیا تو عمر نے ان شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اور اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد پھر بنو محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری پر واپس آ کر پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے الدانیہ کے قلعہ حجر النسر اور سبتہ کو اپنے لئے بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے سرحد کے مخصوص کر لیا۔ یوں فاس اور مغرب کے نواح کی امارت محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی پھر ان سے عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب فرمائی۔ ان کا آخری امیر یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا جس نے مصالہ بن جبوس کے ہاتھ پر عبید اللہ شیعی کی بیعت کی تھی۔ اس نے اسے پھر فاس کا بنا دیا لیکن پھر اسے سنہ 309 میں ہٹا دیا۔ اس دوران سنہ 313 میں بنی قاسم میں سے حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے جس نے پچھنے لگا کے مقام پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے خلاف بغاوت کی۔ وہ بڑا دلیر اور بہادر تھا۔ اہل فاس نے اس دوران ریحان حملہ کر دیا اور حسن کو قابو کر لیا، تو موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر دیا۔ جلد وہ خود بھی فوت ہو گیا تو ابن ابی العافیہ نے فاس اور مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اور ادارسہ کو جلاوطن کر دیا۔ یوں انہیں ان کے قلعہ النسر میں کاٹ کر رکھ دیا اور جبال غمارہ اور بلاد ریف کی طرف مائل غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ تمسک میں بڑا مقام حاصل تھا۔ انہوں نے پھر اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا۔ ان میں سے سب سے بڑی حکومت بنی محمد اور بنی عمر کو تیکساں نکور اور بلاد ریف میں حاصل تھی۔ اس کے بعد عبد الرحمٰن ناصر اندلس حکومت پر قبضہ کرنے اور شیعوں کو ہٹانے کے لئے آگے بڑھا تو سنہ 309 میں بنو محمد اس کے لئے سبتہ سے دستبردار ہو گئے۔ اس نے پھر اسے حکمہ کے رئیس رضی بن عصام کے ہاتھ سے حاصل کر لیا، وہ اس میں ادارسہ کی دعوت دیا کرتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے وہاں سے نکال دیا، اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ابو القاسم میسور مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے فاس گیا تو اس نے ان کی اطاعت چھوڑ دی اور وہ مروانیہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران بنو محمد الشبیل میسور کی مدد سے اس سے انتقام لینے کے لئے گئے اس سلسلے میں بنو عمر نے جو نکور کے حاکم ہیں، ان کی مدد کی جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا تو وہ سنہ 325 میں مغرب سے میسور کی واپسی کے ساتھ، صحرا سے واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر بنی محمد اور بنی عمر کے ساتھ لڑائی کی اور اس کے بعد فوت ہو گیا۔ ناصر نے بعد ازاں اپنے وزیر قاسم بن طملس کو سنہ 333 میں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی مغراوہ کے ملوک محمد بن خزر اور اس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی امداد کریں جو ابن ابی العیش کی سربراہی میں آ رہی ہے لہٰذا ابو العیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن شالہ کے نام سے معروف ہے، اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے اسے امان دے دی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد بن ابی العیش

ت کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی آمد پر تقریب کی اور اس سے پختہ عہد کیا۔ یوں بنی محمد کے باقیماندہ ادارسہ نے بھی ان کے لئے کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے مطالبات کرنے لگے تو اس نے سب بنی محمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا۔ ان میں سے پھر محمد بن عیسیٰ بن احمد بن اور حسن بن قاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے۔ جب سے حسن بن محمد نے جوحجام کے لقب سے ملقب تھا، ابن ابی العافیہ کے خلاف خروج کیا اس وقت سے بنوادریس اپنی سرداری کے سلسلے میں بنی محمد کی طرف رجوع کرتے تھے لہٰذا انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن کو اپنا امیر بنایا۔ جس کا لقب کنون تھا۔ اس نے فاس کے سوا دیگر بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ سنہ 337 قلعہ حجرالنسر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت ابوالعیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالی جو لڑائیوں اور تاریخ کا عالم، ایک شجاع آدمی اور الفاضل کے نام سے معروف تھا۔ وہ مروانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا لہٰذا اس نے ناصر کے لئے دعا کی، اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر بنوائے دیئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی۔ اب سب اہل مغرب نے سجلماسہ تک اس کی بیعت کی۔ جب اہل فاس نے اس کی بیعت کی تو اس نے بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر بن شالہ اپنے باپ کی جانب سے سنہ 338 میں ناصر کے وفد میں گیا۔ لہٰذا اسے الحضرۃ میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا۔ لیکن اس دوران محمد کی غیر حاضری میں عیسیٰ نے جو ابوالعیش احمد بن قاسم کنون کا عم زاد تھا، تیکسان میں اس کی عملداری پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر ابن کے مال کو قبضہ میں کر لیا۔ جب محمد الحضرۃ سے واپس آیا تو غمارہ کے بربریوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کی اور اس سے بڑا برا سلوک انہوں نے اسے زخمی کر کے اس کا خون بہایا اور بلاد غمارہ میں اس کے اصحاب کو قتل کیا۔ ناصر نے پھر اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور یہ بن تھا جس نے سنہ 338 میں احمد بن لیلیٰ کو جو جرنیلوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا، فوج کے ساتھ بنی محمد کی طرف بھیجا۔ وہ پھر ان کے پاس آ گیا تو وہ باغی ہو گئے لہٰذا اس نے ان کی طرف حمید بن یصل مکناسی کو سنہ 339 میں فوج دے کر بھیجا۔ وہ بھی وادی لاو میں اس کے پاس آ گئے لہٰذا اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ ناصر نے پھر ابوالعیش امیر بنی محمد کے ہاتھ سے طنجہ کو ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور یوں وہ اصیلا میں ناصر کی بیعت پر قائم رہا۔ اس کے بعد ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر مغراوہ کے امرائے زناتہ، بنی یغرن اور مکناسہ میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ادریسیوں کی حکومت کمزور ہو گئی۔ ان کے امیر ابوالعیش نے اس سے پھر جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دیدی۔ اس نے اس کے لئے سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیا۔ جو کہ تیس روز کی مسافت ہے۔ یوں ابوالعیش وہاں گیا اور اس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو اپنا نائب بنایا۔ ناصر نے اسے غلہ دیا اور ہر روز اس کے لئے ایک ہزار دینار کا اجراء کیا۔ وہ سنہ 343 میں کے میدانوں میں شہید ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جو ہر بھی گرفتار ہو گیا۔ جب وہ مغرب سے واپس آیا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 350 میں وہ فوت ہو گیا۔ لہٰذا اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو پھیلانے کا کر دیا۔ اس کے لئے اس نے اپنے دوستوں کے عزائم کو بھی جو ملوک زناتہ میں سے تھے، تیز کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت زیری کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سنہ 362 میں بلکین بن زیری نے اس کے ساتھ مل کر، مغرب میں پہلی لڑائی کی اور زناتہ نے زیری کی۔ وہ دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور حسن بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا۔ اس نے پھر مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی بلکین واپس آیا، تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلمس کے ساتھ اندلس کی طرف گیا۔ وہ اپنی بہت سی فوج اور دوستوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اور ان کی دستہ سبتہ میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر حکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے غلام، غالب کو، جو بہادری میں دور دور تک معروف تھا اس کی اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ادارسہ کو ان کے مقام سے اتار دے۔ وہ انہیں لے کر اس روانہ کیا۔ اور اس نے کہا: اے غالب! ایسے آدمی کی طرح جاؤ جسے زندہ منصور ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا، واپس آنے کی اجازت نہیں حسن بن کنون کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر کو چھوڑ گیا۔ وہ سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجرالنسر میں اپنے ذخائر داموال اور قابل ذکر چیزوں کو اٹھا کر لے گیا۔ غالب نے پھر بعض اموریوں کے ساتھ اس سے لڑائی کی، اور کئی روز تک ان کے درمیان مسلسل لڑائی جاری

رہی۔ پھر غالب نے غمارہ کے بربری سرداروں اور اس کی ساتھی فوجوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ وہ بھاگ گئے اور اسے اور جبل نسر کے قلعے کو چھوڑ گئے۔ غالب نے پھر اس سے لڑائی کی۔ حکم نے اسے حکومت کے عربوں اور سرحدوں کے جوانوں کے ذریعے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن بن ابراہیم التجیبی کے ساتھ سنہ 363 میں اس کے اہل بیت اور خادموں کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ غالب کے ساتھ قلعے میں اکٹھے ہو گئے اور یوں حسن کے خلاف محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر غالب سے امان طلب کی تو اس نے اسے امان دیدی اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اس نے بلاد ریف کے باقی ماندہ ادارسہ پر احسان کیا، انہیں بھگا کر تتر بتر کر دیا اور تمام ادارسہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا۔ اس نے پھر فاس جا کر اس پر قبضہ کر کے محمد بن علی بن قشوش کو عدوۃ القرویین میں جبکہ عبدالکریم بن ثعلبہ جذامی کو عدوۂ اندلس میں عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد غالب حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارسہ کے ساتھ قرطبہ واپس آ گیا۔ اس نے پھر مغرب کے حالات کو درست کیا اور شیعہ کی بیخ کنی کی، یہ سنہ 364 کا واقعہ ہے۔ حکم نے ان کا شاندار استقبال کیا، قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پر رونق دن تھا۔ اس نے پھر حسن بن کنون کو معاف کر دیا۔ اور اس سے وعدہ وفا کی۔ اس نے اسے اور اس کے جوانوں کو عطیات انعامات اور خلعتیں دیں، ان کے وظائف لگائے اور ان کے راشن مقرر کیے۔ اس نے مغاربہ کے سات سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے لیکن تین سال بعد حسن نے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے متعلق سوال کر کے اس پر اتہام لگایا۔ وہ ٹکڑا اس کے دور حکومت میں سواحل مغرب سے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے اس کا ایک گاؤ تکیہ بنایا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تا کہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے عم زادوں کی اس شکایت کو نہیں کیا جو وہ خلیفہ کے پاس حسن کی بداخلاقی اور لیچڑپن کے متعلق کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا کچھ تھا، اسے لے لیا۔ یوں مغرب حکم کے سامنے درست ہو گیا۔ اور اس کے امراء نے بلکین کی مدافعت کے سلسلے میں اس کی مدد کی۔ وزیر منصور نے پھر جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلا لیا۔ حسن بن کنون نے پھر تمام ادارسہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں۔ لہٰذا انہوں نے سنہ 365 میں مریہ سے سمندر کو پار کیا اور مصر میں عزیز کے پڑوس میں جا اترے، جو پورے ساز وسامان سے آراستہ تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی، ان سے نصرت کا وعدہ کیا۔ اس نے حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا لہٰذا اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی۔ اس دوران منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی لہٰذا یہ اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اندلس کی طرف بھیج دیا۔ لیکن وہ راستے ہی میں قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں تمام مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلاد غمارہ سبتہ اور طنجہ میں بنی حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب:۲۶

طنجہ اور سبتہ کی حکومتوں کا بیان اور پھر غمازہ کی مختصر روداد

جب حکم نے ادارسہ کو عدوہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا۔ مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار مٹا دیئے تو غمارہ، مروانیہ کی اطاعت پر قائم ہو گئے۔ انہوں نے پھر اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنا لیا اور حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا۔ اس دوران منصور بن ابی عامرہ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، وہ پھر مادسہ قبائل میں بکھر گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارے سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کی نوع بادیہ نشینی بھی بدل گئی۔ دو آدمی یعنی علی اور قاسم پھر مشہور ہوئے جو حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے۔ اور جن کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا۔ جب عامری حکومت کے خاتمے کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے اسے المستعین کا لقب دیا، تو اس نے حمودہ ان دونوں بیٹوں کو مخصوص کر لیا۔ انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی یہاں تک کہ جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغاربہ کو حکومتیں دیں، تو اس نے علی بن حمود کو بھی طنجہ کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا، یوں یہ وہاں فروکش ہو گیا، اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا۔ اس نے پھر بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے پھر قرطبہ کی حکومت سنبھال لی اور طنجہ کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی۔ لیکن یحییٰ اپنے باپ کی فوتیدگی کے بعد اپنے چچا قاسم سے جھگڑا کر کے اندلس چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ادریس نے طنجہ اور اس کے دیگر مضافات بلکہ عدوہ پر جو غمارہ کے مواطن میں سے ہے، اپنی خودمختار حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا۔ لہٰذا اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا، اس نے پھر اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبتہ اور طنجہ میں حاکم مقرر کیا اور اپنے نجا خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی میں رہے۔ جب ادریس فوت ہو گیا تو ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی مخصوص حکومت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے پھر حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا لہٰذا اس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت میں اپنی حکومت منظم کر لی وہ پھر سبتہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے حسن کو غمارہ کے مواطن میں امارت دے دی۔ جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف اپنی حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا، اس نے صقالبی موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین بنایا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو یکتا رہا، یہاں تک کہ بنی حمودہ کے موالی میں سے حاجب حکومت برغواطی نے خودمختار قائم کر لی، یہ شیخ حدادہ غلاموں میں سے تھا جسے اس نے اپنی جہالت کے ایام میں برغواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا۔ پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا۔ لہٰذا اس نے اپنی طبعی شرافت کو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر طنجہ میں ان کی کرسی اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ مرابطین کی آمد تک ان کی حکمرانی قائم رہی۔ سنہ 371ء میں ابن تاشفین غالب آ گیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغراوہ کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ وہ مغرب کے آخری میدان سے بلاد دمنہ کی طرف چلا گیا جو بلاد غمارہ کے قریب ہے۔ یوسف بن تاشفین نے پھر سنہ 371ء میں ان سے لڑائی کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ لہٰذا اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن پھر اس کے بیٹے الفائل الرئ نے اسے اس بات سے روک دیا۔ لہٰذا جب یوسف بن تاشفین اہل دمنہ سے فارغ ہوا تو وہ ان پر لوٹ پڑا۔ اس نے غمازہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ اور سارے مغرب نے اس کی لڑائی کے سامنے اطاعت اختیار کر لی، تو اس نے اپنی توجہ سکوت کی طرف کر لی۔ اس نے صالح بن عمران کی قیادت میں جولتونہ کے جوانوں میں سے تھا، فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا لہٰذا رعایا نے ان کے آنے سے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ حاجب سکوت کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، تو اس نے قسم کھائی کہ اس کی رعیت کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں کی آواز نہ سنے۔ وہ پھر طنجہ شہر

میں چلا گیا جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کی جانب سے اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حکمران تھا، وہ ان کے مقابلے کے لئے باہر نکلا۔ طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو سکوت کی فوجیں تتر بتر ہوگئیں اور مرابطین کی چکی آواز دینے لگی۔ اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاریں پر نکل گئی اور وہ با آسانی طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ضیاء الدولہ پھر سبتہ چلا گیا۔ جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا تو ابن عاد نے اپنے فریاد رس کو امیر المومنین یوسف بن تاشفین کی طرف بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں۔ اس دوران تمام اہل اندلس نے بھی اسے جہاد پر آمادگی کے خطوط لکھے لہٰذا اس نے سنہ 376ء میں اپنے بیٹے المعز کو مرابطین کی تفرح میں سبتہ قرضہ الجاز کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر ان سے خشکی میں لڑائی کی۔ ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اسے سمندر کی طرف سے گھیر لیا اور وہ سبتہ میں زبردستی داخل ہو گئے۔ انہوں نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا اور اسے پھر المعزہ کے پاس پہنچایا گیا۔ لہٰذا اس نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور اسے مقررہ وقت پر قتل کر دیا۔ پھر اس نے اس کے ذخائر پر اطلاع پائی اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی۔ اس نے اپنے باپ کو فتح کی چٹھی لکھی اور یوں بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت مٹ گئی اور وہ باقی ماندہ ایام میں لمتونہ کی اطاعت گزاری کرنے لگے۔

جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی حیثیت مضبوط ہو گئی، تو اس کا خلیفہ عبدالمومن اپنی بڑی بڑی لڑائیوں میں ان کے ملک میں جانے لگا۔ لہٰذا اس نے سنہ 337ء اور اس کے مابعد مغرب کو فتح کر لیا کیونکہ اس سے قبل مراکش پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور انہوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور سبتہ سے لڑائی کی۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ فتح میں رکاوٹ بننے میں ان کے قائد عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اس عہد میں اپنے دین، ابوت، علم اور منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور رہنماء تھا۔ مراکش کی فتح کے بعد سبتہ بھی سنہ 341ء میں فتح ہو گیا۔ جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی تو قاصیہ میں بہت خروج ہو گیا۔ یعنی ان میں ابن محمد کتانی نے سنہ 335ھ میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس کا باپ پھر لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھلگ رہنے لگا، وہ کیمیا گر تھا اور اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری کو سیکھا تھا اور اس کا لقب ابوالطور حسن تھا لہٰذا وہ مسبہ کی طرف چلا گیا۔ اور بنی سعید کے ہاں اترا اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا۔ مختلف قسم کے لوگوں نے اس کی اتباع کی۔ پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور قوانین بنائے۔ اس نے کئی قسم کے شعبدے دکھائے اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت ہو گئی۔ لیکن پھر اس کی خباثت کا علم ہو گیا، تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ ایک بربری نے پھر اسے دھوکے سے قتل کر دیا۔ یوں اس طرح مغرب کے شہریوں پر اور میدانوں پر بنو مرین کا غلبہ ہو گیا۔ سنہ 368ء میں وہ پھر مراکش کے تخت حکومت پر قابض ہو گئے۔ لیکن قبائل عمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے۔ ان کے اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی۔ ان کی بات پھر شوریٰ تک پہنچی جسے فقیہ ابوالقاسم العزفی نے جو ان کے مشائخ میں سے تھا، ترجیح دی۔ جیسا کہ ہم عنقریب تمام حالات کو بیان کریں گے۔ اس کے بعد قبائل غمارہ اور ان کے رؤساء کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ بنی مرین میں سے ایک گروہ مغرب میں طاغیہ السلطان کے پاس چلا گیا، یہ لوگ اپنی رضامندی سے وہاں گئے تھے۔ جبکہ دوسروں کو ان کے سرداروں نے طوعاً و کرہاً اطاعت میں شامل کیا۔ یوں بنو مرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر ان پر عادل مقرر کیا۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے سبتہ چلے گئے اور سنہ 227ء میں العزفیین کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس کا تذکرہ ہم ان کی حکومت کے بیان میں کریں گے۔ اس وقت انہیں بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں وہ حکومت میں خود مختار ہونے کے وقت سے اس کے اطاعت گزار اور ٹیکس گزار نہیں۔ جب وہ بہادری دکھاتے ہیں، حکومت کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے ہیں، تو وہ الحضرۃ سے ان کی طرف فوج بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ اطاعت پر قائم ہو جاتے ہیں۔ انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے۔ حکومت کے باغیوں میں سے جو شخص ان کے پاس جاتا ہے، وہ اسے پناہ دیتے ہیں۔ اس پہاڑ کا حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے۔ انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں۔ جبکہ سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کیے ہیں۔ اس نے انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کے لئے جاگیریں دی ہیں۔

باب: ۲۷

مغرب اقصیٰ کے اہل جبال درن کا بیان اور ان کے واقعات کی روداد

جبال درن قاضیۃ المغرب میں دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں کیونکہ ان کی جڑیں پاتال میں ہیں اور شاخیں آسمان میں۔ ان کے ... فضا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر تکونی دیوار کی طرح ہیں۔ وہ اسفیٰ کے قریب سے بحر محیط کے ساحل سے ... ہوتے ہیں اور مشرق میں بے حد وحساب چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنیق کے سامنے ہوتی ہے جو برقہ کے علاقے میں ہے اور ... مراکش کے قریب ہے۔ یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح اقل تک چلے جاتے ہیں۔ اس میں سوار، سامنا اور سواحل مراکش سے ... جانب ہو کر بلاد سوس ملک چلا جاتا ہے جبکہ درعہ، قبلہ سے آٹھ روز یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہے جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین عام ... اور درختوں والی ہے۔ اس کے درمیان درختوں کے سائے ہیں اور اس میں بہت کھیتیاں اور دودھ ملتا ہے۔

حیوانات اور شکار کی چراگاہیں بھی بہت وسیع ہیں، درختوں کے اگنے کے علاقے بہت اچھے ہیں اور ٹیکس بھی بہت زیادہ جمع ہوتا ہے۔ اسے ... مصامدہ کی ان قوموں نے آباد کیا ہے۔ جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے وہاں پر اپنے قلعے، محلات اور کئی عمارات بنائی ... وہ دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں لہٰذا آفاق کے تاجر اور نواح وامصار کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں۔ وہ آغاز سے اسلام لے کر اس ... کے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنالیا ہے۔ جن میں متعدد شعوب وقبیلوں کی وجہ سے متعدد ... اور عملداریاں پائی جاتی ہیں۔ ان کی الگ الگ اقوام کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے دیار کی انتہا بنی فازان کی معروف ... پر ہوتی ہیں جہاں سے صیاد کے مواطن کا آغاز ہوتا ہے۔ ان مواطن میں، مصامدہ کے بہت سے قبیلے آباد ہیں جن میں مصرعہ، ہستانیہ، تمیل، ... یہ، کنفیسہ، درپکلہ، معتز وغیرہ، دکالہ، صاعد، امادین، واز کیت، بنو ماکر، ایلنہ جسے ہیلانہ بھی کہا جاتا ہے، شامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ... کہ ایلان بن برنے مصامدہ سے رشتہ داری کی اور وہ ان کے حلیف تھے۔ جبکہ بطون امادین میں سے مصفادہ، اور ماغوس ہیں۔ مصفادہ میں سے ... اور ابوطاان ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غمارہ، رہون اور ایل، امادین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحہ کے بطون میں سے ذکر ... الطوان ہیں جو ارض سوس میں ذوی حسان کے ساتھی ہیں۔ جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر غالب ہیں۔ بطون کنفیسہ میں سے ... قبیلہ بھی ہے۔ جو ان پہاڑوں کے مضبوط ترین قلعے میں آباد ہیں۔ ان کا پہاڑ قبلہ کی جانب سے سوس کے میدانوں اور مغرب کی جانب سے ... جھانکتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر بڑا اعزاز حاصل ہے۔ آغاز اسلام کے ... ان ہی مصامدہ کو ان پہاڑوں میں بڑی قوت وطاقت حاصل تھی۔ یہ لوگ دین کے اطاعت گزار اور اپنے برغواطی بھائیوں کے خزانہ مذہب کے ... تھے۔ ان کے مشاہیر میں سے کثیر ابن وسلاس بن شملال بن امادہ ہے جو یحییٰ بن یحییٰ ہے اور جو کہ موطا کا امام مالک سے راوی ہے۔ یہ اندلس ... ان ہوا اور پھر طارق کے ساتھ فتح میں شامل ہوا۔ ان کے دوسرے مشاہیر اندلس میں ٹھہر گئے۔ ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ... اسلام سے قبل ان میں کئی ملوک اور افراد ہوئے تھے۔ ان کی لمتونہ ملوک مغرب کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ مہدی پر ان ... ہو گیا۔ اور وہ اس کی دعوت کو قائم کرنے لگے۔ انہیں عظیم حکومت حاصل تھی جو انہیں عدد تین کے لمتونہ سے افر افریقہ میں منہاجہ سے ملی تھی ... یہ بات معروف ہے اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۲۸

مہدی کے ابتدائی حالات کا بیان اور موحدین کی حکومت کی روداد

ہمیشہ ہی سے جبال درن میں مصامدہ کو عظیم حیثیت، ان کی جماعت کو کثرت اور ان کی لڑائی کو قوت حاصل ہے۔ عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر کے ساتھ لڑائیوں میں بھی انہیں بڑا مقام حاصل رہا یہاں تک کہ وہ اسلام پر قائم ہو گئے جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے، پھر لمتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے انہیں اپنے درن کے مواطن کے پڑوس میں اتارا۔ تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں، اور آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں۔ اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تومرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اصل میں معرغہ میں سے تھا جو مصامدہ کے بطون میں سے ہے اور جنہیں ہم نے شمار کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نام عبداللہ اور تومرت رکھا۔ صغر سنی میں اسے امغارہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ محمد بن عبداللہ بن دجلیہ ابن بامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشتف نے بیان کیا ہے اور ابن القطان نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مغرب کے بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد بن تومرت بن نیطاؤس بن ساولا بن سفسون بن الکلد لیس بن خالد ہے۔ کئی مورخین کا خیال ہے کہ اس کا نسب دراصل اہل بیت سے تعلق رکھتا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ہود بن خالد بن تمام بن عدنان بن سفیان بن صفوان بن جابر بن عطا بن ریاح بن محمد سے جو سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہے اور جو ادریس اکبر کا بھائی ہے اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصامدہ اور اہل سوس سے بیان کیا ہے۔ اسی سلیمان کے متعلق ابن نخیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ بہر حال وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تلمسان میں اترا، یوں اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سوس کا ہر طالبی اس کی اولاد میں سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ ادریس کے ان قرابت داروں میں سے جو اسے مغرب میں آ ملے تھے۔ جبکہ رباح جو اس نسب کا ستون ہے وہ ابن یسار بن عباس بن محمد بن حسن ہے۔ دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت صرغہ میں واقع ہوتی ہے جو مصامدہ کے قبیلوں میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں۔ یہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے لہٰذا ان کا قبیلہ خلط ملط ہو گیا اور وہ انہی سے منسوب ہو گیا اور ان ہی میں شمار ہونے لگا۔ اس کے اہل بیت بڑے زاہد و عابد اور درویش تھے۔ یہ محمد پڑھتا اور علم سے محبت رکھتا ہوا جوان ہوا، اسے اسافو کہتے تھے جس کے معنی روشنی کے ہیں کیونکہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلیں جلایا کرتا تھا۔ اس نے پانچویں صدی کے سرے پر علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے گزر کر قرطبہ میں داخل ہوا۔ جو اس وقت علم کا گھر تھا۔ وہ پھر اسکندریہ چلا گیا، حج کیا اور عراق میں داخل ہوا۔ اس نے وہاں جملہ علماء اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور وہ خود بیان کیا کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی کیونکہ کاہن قیافہ شناس مغرب میں ایک حکومت کے ظہور کا وقت مقرر کر رہے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ابوحامد غزالی سے بھی ملاقات کی تھی۔ ان سے اپنے دل کی باتوں کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے اسے اسلام کی حکومت کے اختلال کے خلاف اکسایا، امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برانگیختہ کیا۔ بعد ازاں انہیں اس کے ان قبائل پر بدگمانی ہو گئی۔ جن کی وجہ سے اسے اعتزاز و تحفظ حاصل تھا۔ یوں اس نے ان قبیلوں میں اپنی خواہش کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الٰہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی۔ یہ امام اس خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور دین کا جلتا ہوا شعلہ بن کر واپس لوٹا۔ مشرق میں اس نے اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی، اور ان سے علم حاصل کیا۔ عقائد سلفیہ میں کامیابی حاصل کرنے اور ان عقلی دلائل سے جو اہل بدعت کے سینے میں گھس جاتے ہیں

عقائد کے دفاع میں ان کے طریقے کو اس نے مستحسن خیال کیا اور متشابہ آیات و احادیث کی تاویل میں بھی ان کی رائے کو اختیار کیا۔ حالانکہ اہل مغرب تاویل میں ان کی اتباع کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اس کے علاوہ سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے اور متشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے لہٰذا اس نے اہل مغرب کو اس بارے میں سمجھایا۔ اور انہیں تاویل کے قول اور عقائد میں اشعری مذاہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کی امامت اور ان کی تقلید کے وجوب کا اعلان کیا۔ اس نے ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدة فی التوحید جیسی کتاب تالیف کی اور وہ امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا۔ اس نے پھر اس سلسلے میں اپنی کتاب الامامیہ تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول اعز مایطلب سے کیا، یہ ابتدائیہ ہی اس کتاب کا لقب بن گیا۔ وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے اترا۔ علماء مغرب نے اس سے انحراف اختیار کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس پر نکیر کی اور وہ مقدور بھر امر و نہی کرنے اور تدریس علم و امر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اسے اس کے باعث تکالیف پہنچیں جنہیں اس نے اپنے اعمال صالحہ میں سے خیال کیا۔ جب وہ بجایہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حماد، منہاجہ کے امراء میں سے حاکم تھا اور وہ عیب دار لوگوں میں سے تھا لہٰذا اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے منع کیا۔ آخر ایک روز وہ انہیں بڑے کاموں کو راستوں میں روکنے کے در پے ہو گیا۔ جس کے باعث گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز پیدا ہوئی جسے سلطان اور خواص نے ناپسند کیا۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق مشورہ کیا، تو وہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ملالہ چلا گیا جہاں ان دنوں قبائل منہاجہ میں سے بنو وریاغل تھے جنہیں کہ اعتزاز اور قوت و شوکت حاصل تھی۔ انہوں نے اسے پناہ دی تو بجایہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے سپرد کر دیں۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے۔ مہدی ان کے درمیان ٹھہر کر مدت تک انہیں علم پڑھاتا رہا، جب یہ فارغ ہوتا تو راستے کے وسط میں دیار ملالہ کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ جاتا۔ وہ چٹان اس زمانے میں بہت مشہور تھی اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمومن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کرتا ہوا اسے ملا، وہ اس کے علم سے حیران رہ گیا اور اپنے عزم سے باز آ گیا۔ وہ پھر اس کا خاص ساتھی ہو گیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اب مہدی مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ اور یہ بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ وہ پھر دانشریس چلا گیا اور اس کے جملہ اصحاب میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت اختیار کیا۔ وہ پھر تلمسان گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے لہٰذا قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے ڈانٹا۔ اس نے علاقے والوں کی مخالفت کی وجہ سے اسے توبیخ کی تو اس نے خیال کیا کہ اس کا اس بات سے دست کش ہو جانا ہی عدل و انصاف کی بات ہے۔ لیکن اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے طریقے پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بھی لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا۔ لہٰذا شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زدوکوب کر کے تکلیف دی۔ وہ پھر مراکش چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کو نماز جمعہ میں جامع مسجد میں ملا، اسے نصیحت کی اور اسے سخت سست کہا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کی بہن کو ملا۔ جو اپنی قوم ملثمین کے طریقے کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اسے ڈانٹا۔ وہ اس کی ڈانٹ کے صدمے سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی تو اس نے فقہاء کے ساتھ اس کی شہرت کے متعلق گفتگو کی جو کہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں اشعری مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ دوسری طرف مہدی سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کرتا تھا اور اس کے خیال میں جمہور نے تجسیم کی تلقین کی تھی لہٰذا وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا۔ وہ اس رائے کی طرف مائل ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے امیر کو اس کے خلاف بھڑکایا، تو اس نے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا۔ مناظرے میں ان پر غالب آ گیا، اپنی جگہ سے باہر چلا گیا۔ اور انہیں لڑتا چھوڑ گیا لہٰذا وہ اس دن اغمات چلا گیا۔ اور وہاں بھی اپنی عادت کے مطابق بری باتوں سے روکنے لگا۔ وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے برا شگون لیا۔ لہٰذا وہ اور اس کے شاگرد جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے، وہاں سے نکل گئے۔ اس نے پھر اپنے اصحاب میں سے اسماعیل بن ایلیک کو بلایا۔ جو کہ اس کی قوم کے بہادروں میں سے ہے۔ سب سے پہلے وہ مسفیوہ اور پھر ہستانہ گیا۔ وہاں ان کے اشیاخ میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد وانودین بن علی اسے ملا جو ابو حفص کہلاتا تھا۔ ابن فعستانہ اس کے گھر کو بنی خاصکات میں جانتا تھا اور انہیں نسابہ کہتے ہیں کہ فاصکات، وانودین کا جد ہے اور حفیستانہ کو ان کی زبان میں حفسی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عمر، حفسی کے نام سے معروف تھا اور ان

کے نسب کی تحقیق کا بیان ان کی حکومت کے بیان میں آئے گا۔ بہر حال مہدی انہیں چھوڑ کر ایکسپلین کی طرف کوچ کر گیا۔ جو بلاد معرغہ میں سے ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان اترا۔ سنہ 515 ء کا واقعہ ہے کہ اس نے عبادت کے لئے رابطہ پیدا کیا۔ تو طلبہ اور قبیلے والے اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے۔ وہ انہیں بربری زبان میں المرشدۃ فی التوحید کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے راستے میں اس کی بڑی شہرت ہو گئی۔ اب فقیہ العلمیہ نے امیر علی بن یوسف کی مجلس کے ذریعے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اور وہ مالک بن وہیب تھا جس نے اسے اکسایا تھا۔ یہ وہ قیافہ شناس تھا جو ستاروں کے ذریعے اندازہ لگاتا تھا۔ کاہن یہ باتیں کرتے تھے کہ مغرب کی ایک قوم سے ایک بادشاہ ہونے والا ہے۔ جس میں دو علوی ستاروں اور ایک سیارے کے قران سے مچھلی کی شکل تبدیل ہو جائے گی۔ اور یہ ان کے احکامات کا تقاضا ہوگا۔ امیر بھی اس بات کی توقع رکھتا تھا لہٰذا اس نے کہا کہ اس آدمی سے حکومت کو بچاؤ کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسجع کلام میں صاحب قرآن اور مربع درہم والا ہے، جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں، اس کی اصل عبادت یہ ہے:

''اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈال لی ہے تاکہ تجھے ڈھول سنائی نہ دے۔''

میں اسے مربع درہم والا خیال کرتا ہوں لہٰذا علی بن یوسف نے اسے طلب کیا لیکن جب نہ پایا تو اس نے سواروں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ اس دوران شوس کے عامل ابو محمد لمتونی نے اسے جلد قتل کرنے کے لئے بعض آدمی بھیج کر مداخلت کی اور ان کے بھائیوں نے انہیں چوکنا کر دیا۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے قلعے میں چلے گئے۔ جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی، انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مصامدہ کو اس کے ہاتھ پر بیعت توحید، اس کے تحفظ کے لئے سنہ 515ء میں مجسمین سے لڑائی کرنے کی دعوت دی۔ لہٰذا عشرہ وغیرہ میں سے ان کے جوان اس کے پاس آئے، ان میں حفستانہ کے ابو حفص عمر بن یحییٰ اور ابو یحییٰ بن یکبت اور یونس بن دانو دین اور ابن یغمور بھی تھے جبکہ تینملل سے ابو حفص عمر بن علی حسنا کی اور محمد بن سلیمان اور عمرو بن تافراتکین اور عبداللہ بن ملویات تھے۔ یوں ہرغہ کا اہب قبیلہ سب کا سب ہی اس کے حکم تلے آ گیا۔ پھر ان کے ساتھ کیدمویہ اور کنفیسہ بھی شامل ہو گئے جب اس کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے اسے مہدی کا لقب دیا، اس سے قبل ان کا لقب امام تھا۔ وہ اپنے اصحاب کو طلبہ جبکہ اہل دعوت کو، موحدین کہتا تھا۔ جب اس کے پچاس اصحاب ہوئے تو اس نے ان کا نام ایت انجمین رکھا۔ اس دوران سوس کے عامل ابو بکر بن محمد لمتونی نے ہرغہ میں ان کے مکان پر چڑھائی کی، تو انہوں نے اپنے حفستانہ بھائیوں سے کمک مانگی لہٰذا وہ ان کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور لمتونی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں پھر فتح کی آواز آئی اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے متعلق غور و فکر کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہو گئے، لمتونی فوجیں یکے بعد دیگرے کئی بار ان کے مقابلہ میں آئیں مگر انہوں نے انہیں منتشر کر دیا۔ مہدی پھر اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تمیلل میں منتقل ہو گیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ اس نے ان کے درمیان اور وادی نفیس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی۔ مصامدہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تکلف کیا اس نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔ لہٰذا اس نے اولاد حضر رجہ کے ساتھ لڑائی کی اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا، آخر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے ہسکورہ کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے ساتھ ابو دونہ لمتونی بھی تھا لہٰذا یہ ان پر غالب آ گیا اور وہ واپس لوٹ آیا۔ جب بنو واسکیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ اس نے پھر بلد تجرامہ سے لڑائی کی اور اس نے اسے فتح کر لیا۔ اس نے اپنے احباب میں سے شیخ ابو محمد عطیہ کو چھوڑا تھا۔ لہٰذا اس نے اس سے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس نے ان سے لڑائی کی، ان کو لوٹا اور تینملل کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے وہاں پر اقامت اختیار کر لی، یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا، تو اس نے موحدوں کو منافق سے جدا کیا اور وہ لمتونہ کو حشم کہتے تھے۔ لہٰذا اس نے ان سے لڑنے کا عزم کیا اور معاہدہ میں سے تمام اہل دعوت کو جمع کر کے ان پر چڑھائی کر دی۔ انہوں نے مرکیک میں ان سے لڑائی کی اور موحدین نے اسے شکست دی۔ اور اغمات تک ان کا تعاقب کیا۔ وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن تاعاشت کے ساتھ لمتونہ کی فوجوں نے ان کے ساتھ لڑائی کی۔ موحدین نے انہیں بھی شکست دی اور ابراہیم واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر مراکش تک ان کا تعاقب کیا اور چار سو سواروں کے سوا چالیس ہزار کے قریب پیادہ فوج نے بحیرہ پر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد علی بن یوسف نے فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے پڑاؤ سے چالیس روز بعد وہ باب اہلان سے ان سے لڑنے کے لئے نکلا۔ اس نے انہیں شکست دی، ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے۔ یوں بشیر نے

اپنے اصحاب میں سے کچھ کو کھو دیا پھر ہیلانہ میں خوب قتل عام ہوا۔ اور اس روز عبدالمومن کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس کے چار ماہ بعد مہدی فوت ہو گیا۔ وہ عدیل سے عدول کرنے، تجسم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے لتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو موحدین کہتا تھا اور وہ بڑا پاکباز تھا۔ وہ عورتوں کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اور پیوندلگی عبا پہنتا تھا۔ اسے زہد و عبادت میں ایک مقام حاصل تھا۔ اس نے امامیہ شیعہ سے اتفاق کر کے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہیں کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب:۴۹

عبدالمومن کی حکومت کا بیان جو مہدی کا خلیفہ تھا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب سنہ 22 میں مہدی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے ساتھی عبدالمومن بن علی کومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے۔ ہم قبل ازیں اس کے اور اس کے نسب کے متعلق اس کی قوم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نے تمیلل میں اس کے گھر کے پاس اسے اس کی مسجد میں اسے دفن کر دیا۔ تب اس کے اصحاب پھوٹ پڑنے سے ڈر گئے۔ انہیں توقع تھی کہ مصامدہ عبدالمومن بن علی کی حکومت سے ناراض ہوں گے کیونکہ وہ ان کے قبیلے میں سے نہیں تھا لہٰذا انہوں نے حکومت کے معاملے کو موخر کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں دعوت کی شادمانی رچ بس جائے۔ انہوں نے پھر اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق جھوٹے بیان دیتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ نماز میں اس کی سنت کو قائم کرتے رہے۔ وہ اس کے اصحاب کو اس کے گھر لاتا رہا گویا اس نے انہیں اپنی عبادت کے لئے مختص کیا ہے۔ لہٰذا وہ اس کی قبر کے اردگرد بیٹھ جاتے اور اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے۔ وہ پھر اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے باہر نکلتے اور عبدالمومن انہیں تلقین کرتا حتیٰ کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہو گئی اور سب لوگوں کے دلوں میں دعوت جاگزیں ہو گئی، تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا۔ عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے، انہوں نے عبدالمومن کو مقدم کرنے میں مدد دی۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ کردار شیخ ابو حفص نے ادا کیا۔ جب ہنتانہ اور باقی ماندہ مصامدہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دے دی اور اس نے اپنے ساتھی کے متعلق بھی بتا دیا۔ یحییٰ بن یغمور نے روایت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ افضل ساتھی کے متعلق برکت دے لہٰذا سب لوگ راضی ہو گئے۔ انہوں نے پھر سنہ 24ء میں تمیلل شہر میں اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا، یوں اس نے موحدین کی حکومت سنبھال لی اور پھر دور دور تک لڑائیاں کیں۔ اس نے پہلے تادلہ پر حملہ کیا، وہاں قیام کیا اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر درعہ سے لڑائی کی اور سنہ 26ء میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے تاسعون سے لڑائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے اس کے والی ابوبکر بن مازر، اس کے ساتھ اس کی قوم غمارہ کے جو آدمی بنی ذرار اور بنی مرزع سے تھے، انہیں قتل کر دیا پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف آنے لگے۔ اس دوران مغرب کے دیگر علاقوں میں بربریوں نے لمتونہ کے خلاف بغاوت کر دی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشفین کو سنہ 63ء میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا۔ اس نے پھر کزولہ کے قبائل کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے اور انہیں اس کے ہراول میں رکھا، یوں موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے لڑائی کی اور اسے شکست دی۔ اس کے بعد تاشفین بغیر لڑے واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد کزولہ، موحدین کی حکومت میں شامل ہو گئے تب عبدالمومن نے بلاد مغرب سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے سنہ 34ء سے لے کر سنہ 41ء تک اپنی طویل لڑائی لڑی۔ اس نے تمیلل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں کے غلبہ کا خاتمہ ہو گیا، تو وہ تیمملل سے اس کی طرف گیا۔ تاشفین پھر اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کو نکلا۔ لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمومن کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہ پہاڑوں میں جہاں کھانے کے لئے بافراغت پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں ہوتی تھیں، چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا، یوں مغرب میں لڑائی اور گرانی کی آگ بھڑک اٹھی۔ مغرب سے رعایا متفرق ہو گئی اور طاغیہ نے عدوہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا۔ اس دوران میں عدوتین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر لمتونہ سنہ 537ء میں فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے تاشفین نے ان کی حکومت سنبھال لی۔ وہ اپنی انہی لڑائیوں میں مصروف تھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے بعد بنی لمتونہ اور مسوفہ کے فتنے سے افسردہ ہو گیا لہٰذا مسوفہ کے امراء جیسے بدران بن محمد اور پھر یحییٰ بن تاکفتن اور یحییٰ بن اسحاق جو انکارہ نام سے معروف تھا اور تلمسان کا والی تھا، دہشت زدہ ہو کر عبدالمومن کے ساتھ جا ملے

اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں لمتونہ نے اور ان کے اور باقیماندہ مسوفہ کے عہد کو توڑ دیا اور عبدالمومن اپنے حال پر قائم رہا۔ لہٰذا اس نے سبتہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا جو اپنے دین ابوت اور منصب کی وجہ سے ایک مشہور آدمی تھا اور ان دنوں سبتہ کا رئیس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہو گئی اور وہ سبتہ سے جلا وطن ہو کر تادلہ میں فوت ہو گیا جہاں وہ صحرا میں قضا کا کام کرتا تھا۔ عبدالمومن اپنی لڑائیوں میں دیر تک مصروف رہا پھر وہ جبال غیاثہ اور بطویہ تک پہنچ گیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہ پھر مدیہ آیا اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے پھر زناتہ کو روند ڈالا اور قبائل مدیونہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر یوسف بن دانودین اور ابن مونمو کی نگرانی کے لئے ان کی طرف موحدین کی فوج بھیجی لہٰذا محمد بن یحییٰ بن فانو عامل تلمسان اپنی لمتونی اور زناتی فوجوں کے ساتھ مقابلے میں نکلا تو موحدین نے اسے شکست دی اور ابن فانو قتل ہو گیا۔ اس کے بعد زناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور اپنے ملک کی طرف واپس آ گئی۔ ابن تاشفین نے تلمسان پر ابوبکر بن مزدلی کو حاکم مقرر کیا تھا جب ابوبکر بن ماخوخ اور یوسف بن بدر جو بنی مانوہ امراء تھے، ریف میں عبدالمومن کے مکان پر پہنچے تو اس نے ابن یغمور اور ابن وانودین کو موحدین کی فوج میں ان کے ساتھ بھیجا لہٰذا انہوں نے بلاد عبدالواد اور بنی ماجدی میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنا لیا۔ لمتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار ربرتیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ لہٰذا یہ لوگ منداماس میں اترے اور زناتہ بھی یلومی اور بنی عبدالواد میں ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ان کا سردار حمامہ بن مطہر تھا نیز بنی نیکیاس اور بنی درسفان اور بنی توجین بھی اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر مانو پر حملہ کر کے ان کی غنائم کو چھڑا لیا جبکہ ابوبکر بن ماخوخ اپنی قوم کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ یوں موحدین اور ابن دانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہو گئے۔ تاشفین بن ماخوخ لمتونہ اور زناتہ کے روبرو عبدالمومن کے ساتھ جا ملا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ تلمسان اور پھر سیرات کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے لمتونہ اور زناتہ کی فرودگاہ کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور جبل بنی درنیک کی دو چٹانوں کے درمیان فروکش ہو گیا۔ تاشفین اس دوران باصطفصف میں اترا پھر حاکم بجایہ یحییٰ بن عبدالعزیز کی طرف سے اگلے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں صنہاجہ کی مدد پہنچ گئی۔ انہوں نے منہاجہ کی عصبیت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد دی اور اس کے پہنچنے کے روز اس نے موحدین کی فوج کو دیکھا تو لوگوں کو لمتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا ان کا امیر انہیں موحدین سے لڑنے کا عادی بنا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں تمہارے حاکم عبدالمومن سے بچاؤں اور پھر میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا لہٰذا تاشفین اس کی بات سے غضبناک ہو گیا اور اسے لڑائی کی اجازت دیدی۔ اب اس نے قوم پر حملہ کر دیا۔ اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی۔ یہ اس کا اور اس کی فوج کا آخری دور تھا۔ تاشفین نے اس سے قبل اپنے جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ رومی جرنیل روبرتیر کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نے بنی سندم اور زناتہ پر ان کے میدانوں میں غارت گری کی۔ اور پھر وہ سارا غنائم لے کر واپس آیا۔ جب عبدالمومن کی فوج سے موحدین نے ان کا راستہ روکا، تو اس نے انہیں قتل کر دیا لیکن روبرتیر بھی قتل ہو گیا۔ اس نے پھر بلاد بنی نوما کی طرف ایک اور دستہ بھیجا جس سے تاشفین بنی ماخوخ اور اس کے ساتھی موحدین نے لڑائی کی اور واپسی پر بجایہ کی فوج کی راہ میں حائل ہو گئے۔ انہوں نے اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ لڑائیاں پے در پے پیش آ گئیں۔ لہٰذا اس نے دھران کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا۔ اس نے اپنے ولی عہد بیٹے کو لمتونہ کی ایک جماعت کے ساتھ مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے کاتب احمد بن عطیہ کو بھی بھیجا۔ وہ پھر خود سنہ 39ء میں دہران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مریہ سے دس ایرانی بحری بیڑے اس کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیئے۔ اس دوران عبدالمومن بھی تلمسان سے چل پڑا، اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور زناتہ میں سے بنی ماٹو کو بھیجا۔ لہٰذا انہوں نے بلاد بنی یلومی، بنی عبدالواد، بنی ورسیفین اور بنی توجین میں آ کر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں عبدالمومن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا۔ جس میں سید الناس بن امیر الناس شیخ بنی یلومی بھی تھا۔ لہٰذا وہ انہیں اچھی طرح ملا اور انہیں دہران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا۔ یوں انہوں نے لمتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ تاشفین نے پھر ایک ٹیلے پر پناہ لی تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اور اس کے اردگرد آگ جلا دی یہاں تک کہ ان کو رات نے آ لیا۔ اس دوران تاشفین قلعہ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے ایک کنارے پر گر کر 27 رمضان سنہ 539 کو فوت ہو گیا۔ اس

نے اس کے سرکوتنی مل کی طرف بھیج دیا اور پھر فوج کا دستہ دہران کی طرف چلا گیا۔ لہٰذا وہ اہل دہران کے ساتھ محصور ہو گئے یہاں تک کہ پیاس نے انہیں مصیبت میں ڈال دیا۔ ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبدالمومن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب لمتونہ کی شکست کے ساتھ تاشفین کے قتل کی خبر تلمسان پہنچی۔ اس وقت ان میں ابوبکر ذلھف اور سیر بن الحاج اور علی بن میلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے۔ لہٰذا جو لمتونی وہاں موجود تھے، وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے۔ عبدالمومن نے پھر تاکرارت میں جس شخص کو پایا قتل کر دیا حالانکہ قبل انہوں نے اپنے ساٹھ سردار دن کو بھیجا تھا۔ اس دوران یصلیتن نے جو بنی عبدالواده کے سرداروں میں سے تھا، ان سے لڑائی کی اور ان سب کو قتل کر دیا جب عبدالمومن تلمسان پہنچا۔ اس نے اہل تاکرارت کو لوٹا کیونکہ ان کی اکثریت نوکروں چاکروں کی تھی جبکہ اہل تلمسان کو معاف کر دیا۔ فتح کے سات ماہ بعد سلیمان بن محمد بن دانودین کو ان کا حاکم مقرر کر کے وہ وہاں سے چلا گیا۔ بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ وہ تلمسان کا مسلسل محاصرہ کئے رہا اور وہیں مدد اسے پہنچتی رہی۔ وہیں پر اسے سجلماسہ کی بیعت کی اطلاع ملی پر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم کیا۔ اس نے ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرے پر چھوڑا اور اس نے سنہ 41 میں فاس کا قصد کیا جہاں پر تاشفین کے تلمسانی دستے کا یحییٰ صحراوی قلعہ بند تھا۔ عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور مکناسہ کے محاصرے کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا۔ یوں وہ موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے رہنماء ابو حفص، ابراہیم اور مہدی کے وہ اصحاب تھے جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے یوں انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابن الجیان نے انہیں داخل کر دیا۔ یوں وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے رات کو موحدین کو داخل کر دیا۔ صحراوی طنجہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا۔ جب عبدالمومن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ مکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، تو وہ فاس کی طرف واپس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب راستے میں اسے امیر بنی مرین مخضب بن عسر ملا تو انہوں نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھائی لہٰذا عبدالمومن نے یوسف دانودین عامل تلمسان کی طرف لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے۔ اس نے پھر بنی عبدالواد کے شیخ عبدالحق بن منقاد کے ساتھیوں کو بھیجا۔ انہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا اور مخضب نے ان کے امیر کو قتل کر دیا۔ جب عبدالمومن نے فاس سے مراکش کی طرف کوچ کیا تو اسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر ملی، اس نے ہنستانہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا۔ وہ پھر سلا کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہ وہاں ابن عشرہ کے گھر میں اترا پھر مراکش کی طرف گیا۔ اور شیخ ابو حفص کو برغواطہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور واپس آ گیا۔ وہ اسے اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے۔ اس دوران عطہ کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی لہٰذا موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں بھی خوب قتل عام کیا وہ ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے۔ ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا، جب انہیں اس کے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت ہی میں اس کی بیعت کر لی جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا۔ اور بھوک نے انہیں تکلیف میں ڈالا تو وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے لیکن شکست کھائی۔ موحدین نے ان کا تعاقب کر کے انہیں خوب قتل کیا اور سنہ 41 کے شوال کے آخر میں وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ عام مسلمین قتل ہو گئے جبکہ اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ قصبے کی طرف بھاگ گیا۔ انہوں نے پھر موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب اسحاق کو عبدالمومن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔ اس کام میں ابو حفص بن داکاک نے بڑا کردار ادا کیا اور یوں ملثمین کا نشان مٹ گیا۔ اب تمام علاقے پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے باغی نے جو محمد بن عبداللہ بن ہود کے نام سے معروف تھا، ان کے خلاف خروج کر دیا۔ اس نے الہادی کا لقب اختیار کیا اور ماسہ کی چوکی میں ظہور کیا۔ اب ہر جانب سے دھتکارے ہوئے لوگ اس کے پاس آنے لگے اور اہل آفاق کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے جلد ہی اہل سجلماسہ، درعہ، قبائل دکالہ، رکراکہ اور قبائل تامنا اور ہوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا۔ اس کی ضلالت دیکھتے ہی دیکھتے تمام عربوں میں پھیل گئی لہٰذا عبدالمومن نے موحدین کی ایک فوج، یحییٰ انکمار لمتونی کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جو تاشفین بن علی کی رعایا میں سے اس کی طرف آ گیا تھا۔ اس نے پھر ماسہ میں اس باغی کے ساتھ لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر عبدالمومن کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیاخ کو بھیجا، خوب تیاری کی، اور ماسہ کی فوج کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ باغی بھی ساٹھ ہزار جوانوں اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے میں

آیا لیکن موحدین نے انہیں شکست دی۔ ذوالحج سنہ 41ء میں ان کا داعی باوجود اتباع کی کثرت کے لڑائی میں مارا گیا۔ شیخ ابوحفص نے ابوحفص بن عطیہ کی تحریر میں جو کہ ایک مشہور انشاء پرداز ہے، عبدالمومن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی۔ اس کا باپ ابواحمد علی بن یوسف اور اس کے بیٹے تاشفین کا کاتب تھا یوں وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا، تو عبدالمومن نے اسے معاف کر دیا۔ جب وہ فاس آیا تو ابوحفص نے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا لہٰذا اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کر لیا۔ اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہیں کیا اور قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا۔ لہٰذا سلطان کے عفو نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا۔ وہ پھر شیخ ابوحفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے اسے تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا۔ اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ عبدالمومن نے اس کی تحریر پر اطلاع پا کر اس کی تحسین کی لہٰذا اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ اس کے ہاں بلند ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وزیر بنا لیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس نے پھر فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا۔ یوں اس نے سلطان کے ہاں وہ رتبہ حاصل کیا۔ جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ آخر کار اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے۔ بہرحال اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی اور 53ء میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔ جب شیخ ابوحفص ماسہ کی لڑائی سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے لڑائی کرنے کے لئے چلا گیا۔ اس نے سب سے پہلے اہل نفیس اور ہیلانہ پر حملہ کر دیا، ان میں خوب قتلام کیا، قیدی بنائے یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ یہ پھر واپس لوٹ آیا لیکن پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے پھر سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر ثالثہ، برغواطہ کی طرف گیا، تو انہوں نے ایک بار اس سے لڑائی کی پھر اسے شکست دیدی۔ یوں مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبتہ نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے یوسف بن مخلوف تینمللی کو باہر نکال کر اسے اور اس کے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ بعدازاں قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی غانیہ المسوفی کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے ملاقات کر کے اس سے سبتہ کے والی کا مطالبہ کیا۔ اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر صحراوی کو بھیجا جو عبدالمومن کے ساتھ لڑائی کے وقت سے فاس میں موجود تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پھر طنجہ چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔ وہ قرطبہ میں ابن غانیہ سے جاملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ابن غانیہ نے پھر اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اور اس نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ یوں اس کا ہاتھ ان قبیلوں تک پہنچ گیا۔ جنہوں نے برغواطہ اور دکالہ میں سے موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی۔ یہ سبتہ میں ان سے جاملا، 43ء میں عبدالمومن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا، اس نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیخ کنی کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اس نے یحییٰ صحراوی اور لمتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا۔ اور اپنی بغاوت کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا۔ المرعبہ نے یحییٰ صحراوی کے سلسلے میں اس سے رابطہ کیا، تو اس نے اسے معاف کر دیا۔ یوں مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی طرح اہل سلا نے کہا اور اس نے ان سے بھی درگزر کر دیا اور پھر ان کی فصیل گرانے کا حکم دے دیا۔ واللہ اعلم۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن پھر اپنے محل سے اندلس کی طرف گیا۔ اس کے واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کے بارے میں ملثمین سے رابطہ کیا۔ ان کے بحری بیڑے کا سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا۔ جس نے جلد ہی لمتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا۔ وہ عبدالمومن کو فاس کے محاصرے میں اس کی جگہ پر جا کر ملا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا۔ اس نے فاس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اندلس میں سنہ 540ء میں ان کے لئے دیا گیا۔ اس کے بعد حاکم مرتلہ اندلس میں دعوت کے قائم کرنے والے احمد بن قیسی نے ابوبکر بن حبیس کو عبدالمومن کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس نے تلمسان میں اس سے ملاقات کی اور اسے صاحب کا خط بھی اسے دیا، جس میں مہدی کی تعریف لکھی تھی۔ اس پر اس نے برا منایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ سدرائی بن وزیر جو بطلیوس، باجہ،

اور غرب الاندلس کا حاکم تھا، اسے احمد بن قیسی پر بڑا غلبہ حاصل تھا اور اس نے اسے مرتلہ پر غالب کیا۔ اس کے بعد احمد بن قیسی، علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد وہ سمندر عبور کر کے عبدالمومن کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں اترا۔ یوسف بن مخلوف نے اسے پر صاحب عظمت خیال کیا تو اس نے عبدالمومن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ساتھ ساتھ ملثمین کے خلاف برانگیختہ کیا اور اس نے اس کے ساتھ برار بن محمد المسوفی کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوج بھیج دی۔ جو عبدالمومن کو تاشفین کے جملہ ساتھیوں میں سے دیکھا تھا اس نے اسے وہاں پر رہنے والوں لمتونہ کے ساتھ لڑنے اور بغاوت کا افسر مقرر کر دیا۔ اس نے اسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی۔ اس کے بعد عمر بن صالح منہاجی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج بھی دی۔ جب یہ اندلس پہنچے تو عمر بن عزرون کے پاس اترے جو شریس کے باغیوں میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بلہ کا قصد کیا۔ جہاں پر یوسف بن احمد بطروجی باغی تھا۔ لہٰذا اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ انہوں نے پھر مرتلہ کا قصد کیا، یہ احمد بن قیسی کا اطاعت گزار تھا۔ انہوں نے بعد ازاں شلب کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے وہاں سے ابن قیسی کو پکڑ لیا۔ انہوں نے پھر باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا، تو حاکم باجہ سدرائی بن وزیر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر موحدین کے لشکر میں مرتلہ کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا، تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا۔ اب اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے پھر بر و بحر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اسے شعبان سنہ 541ء میں فتح کر لیا۔ ملثمین وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اسے ان میں سے جو آدمی بھی راستے میں ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اس نے بلا ارادہ اس دخل اندازی میں گھبراہٹ میں عبداللہ بن قاضی ابوبکر بن العربی کو بھی قتل کرنا چاہا۔ اس پر انہوں نے عبدالمومن بن علی کو فتح کی چٹھی لکھی، ان کے وفود مراکش میں اس کے پاس آئے جن کی قیادت قاضی ابوبکر کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور وہ سب وفد سنہ 542ء میں انعامات اور جاگیروں کے ساتھ واپس آ گیا۔ قاضی ابوبکر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور فاس کے قبرستان میں دفن ہوا۔ عبدالعزیز اور مہدی کا بھائی عیسیٰ اس وقت اشبیلیہ میں فوج کے سردار تھے۔ لہٰذا ان کا شہر پر بہت اثر پڑا۔ ان دونوں نے اہل شہر پر دست درازی شروع کر دی اور جان و مال کو مباح قرار دیا۔ انہوں نے پھر بطروجی حاکم بلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لہٰذا وہ اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جو موحدین موجود تھے، انہیں نکال دیا۔ اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا۔ اس نے پھر طلیطلہ اور حصن القصر کی طرف فوج بھیجی اور ان ملثمین سے مل گیا جو دعوت میں شامل تھے۔ اس کے بعد ابن قیسی، شلف میں علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن الحجام بطلیوس شہر میں واپس پلٹ آئے۔ جبکہ ابوالغمر بن عزرون، بشریش اور رندہ اور ان کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا۔ اس دوران ابن غانیہ جزیرہ خضرا پر غالب آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اہل ستیہ نے خروج کر دیا۔ یوں اشبیلیہ میں موحدین تنگ حال ہو گئے۔ اب عیسیٰ اور مہدی کا بھائی عبدالعزیز اور ان دونوں کا عم زاد یعلتین اپنے مددگاروں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر جبال بستر میں چلے گئے۔ اس کے بعد ابوالغمر بن عزرون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کے محاصرے پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں جو لمتونی موجود تھے، ان کو قتل کر دیا اور مہدی کا بھائی مراکش چلا گیا۔ عبدالمومن نے پھر یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا۔ جبکہ بران بن محمد کو خراج کے لئے باقی رکھا۔ اب یوسف فوج لے کر نکلا اور اس نے بطروجی کی عملداری بلبلہ اور طلیطلہ پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف ابن قیسی نے شلب میں یہی کام کیا۔ پھر جبرہ پر غارت گری کی۔ حاکم رشتمر یہ عیسے بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل کر لڑائی کی۔ حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحجام نے پھر اس دوران اسے اپنے تحائف بھیجے لہٰذا وہ قبول ہو گئے اور ان کا خیال رکھا گیا اب یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس اثنا میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اور اس کے علاقوں پر زیادتی کی۔ یہاں تک کہ وہ ناسہ اور رندہ سے دستبردار ہو گیا۔ طاغیہ پھر اشبونہ، طرشوشہ، لاردہ، افراغہ اور شنتمر یہ وغیرہ کے اندلسی قلعوں پر غالب آ گیا اور اس نے پھر ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں آگے بڑھنے دے یا اس کے لئے قرطبہ خالی کر دے۔ اس کے بعد ابن غانیہ نے بران بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور اسنجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ بران نے اسے یہ ضمانت دی کہ اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے گا تو وہ خلیفہ کی مدد کرے گا۔ لیکن باقماطہ نے انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد طاغیہ جہان سے چلا گیا۔ اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر لمتونی مرابطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا۔ ابن غانیہ نے

چاہا کہ اسے اس جیسے حال میں بھی موحدین کے ساتھ اکسائے لیکن اس کی وفات شعبان سنہ 43ء میں غرناطہ میں ہوگئی اور اس کی قبر اس زمانے تک مشہور ہے۔ طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت موحدین نے ابوالغمر بن غرزون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور اسے لبلہ سے یوسف بطروجی کی مدد بھی پہنچ گئی۔ عبدالمومن کو بھی اطلاع پہنچی تو اس نے یحییٰ بن یغمور کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ جب وہ اس میں داخل ہو گیا تو طاغیہ اس کے داخل ہونے کے وقت وہاں سے نکل گیا۔ حملہ آوروں نے یحییٰ بن یغمور کی طرف جانے میں جلدی کی تا کہ عبدالمومن سے امان طلب کریں۔ انہوں نے پھر مراکش میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے درگزر کیا۔ وہ پھر سنہ 45 میں شہر سلا پر حملہ کرنے گیا۔ اس نے وہاں اپنے امرائے اندلس کو بلایا لہٰذا وہ اس کے پاس آئے۔ آخر ان سب نے اس کی بیعت کر لی اور باغیوں کے سرکردہ رہنماؤں جیسے سدرانی بن وزیر حاکم باجہ اور باثورہ اور بطروجی حاکم لبلہ اور ابن غرزون حاکم شریش اور رندہ اور ابن حجام حاکم بطلیوس اور عامل بن محصیب حاکم طلبیرہ نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کر لی۔ لیکن ابن قیسی اور اہل شلب نے اس اکٹھ سے علیحدگی اختیار کی۔ اور یہی بات بعد میں اس کے قتل کا سبب بنی۔ عبدالمومن پھر مراکش واپس آ گیا۔ اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے۔ اس نے باغیوں کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

افریقہ فتح ہونے کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف، عربوں کی چیرہ دستیوں اور خرابی و فساد نے افریقہ کو اس کے خلاف بھڑکا دیا ہے اور اب انہوں نے قیروان کا محاصرہ کیا ہے۔ موسیٰ بن یحییٰ ریاحی مرداسی نے باجہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے شیخ ابوحفص اور ابو ابراہیم وغیرہ مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد افریقہ سے لڑائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے موافقت کی اور وہ سنہ 46 کے آخر میں اپنی بات کو پوشیدہ رکھ کر مراکش سے چلا۔ یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا۔ اس نے وہاں اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے پوشیدہ طور پر مراکش کی طرف چلا گیا۔ وہ پہلے جلدی سے باجہ گیا اور غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہو گیا۔ جب حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ جب ام العلو میں منہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا، تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا۔ اسی دوران یحییٰ ابن عزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہو کر آ گیا۔ جنہیں اس نے اسی کام کے لئے تیار کیا تھا وہ اس کے ذخائر و اموال کو اٹھا کر قسطنطینہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمومن کے امان دینے پر وہاں سے آ گیا۔ وہ پھر مراکش میں فوجی وظیفہ اور دولت کے تحت رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے اپنے بیٹے عبداللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو قلعہ کی طرف بھیجا جہاں جوشن بن عبدالعزیز منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا۔ لہٰذا وہ قلعہ میں گھس گیا اور ان میں سے جو آدمی وہاں موجود تھے، انہیں قتل کر دیا، ان کے گھروں کو جلا دیا اور جوشن بھی قتل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں قتل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم اور ذخائر سے بھر گئے۔ جب افریقہ میں رہنے والوں اثبجی، زغبی، ریاحی اور مسری عربوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے باجہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا، اپنے استاد یحییٰ بن عبدالعزیز کے لئے مشورہ کیا، پھر سلیف کی طرف کوچ کر گئے۔ عبدالمومن نے پھر اپنے ساتھی موحدین کے ساتھ ان پر چڑھائی کی۔ اس وقت عبدالمومن مغرب کی طرف واپس آ گیا تھا۔ اور متجہ میں فروکش تھا۔ لہٰذا جب اسے اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مدد بھیجی۔ دونوں لشکروں کی سلیف میں لڑائی ہوئی۔ جس میں عربوں کی فوج منتشر ہو گئی اور قتل ہو گئی۔ ان کی عورتیں قیدی بنائی گئیں، ان کے احوال لوٹ لئے گئے، ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ عبدالمومن بعد ازاں سنہ 47 میں مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ جب افریقی عربوں کے سردار بخوشی اس کے پاس وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے پھر فاس پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلیمان کو اس کا وزیر بنایا جبکہ تلمسان پر اپنے دوسرے بیٹے سید ابوحفص کو حاکم مقرر کیا اور ابومحمد بن واندوین کو اس کا وزیر بنایا۔ بجایہ پر سید ابومحمد عبداللہ کو حاکم مقرر کیا۔ اور خلف بن حسین کو اس کا وزیر بنایا۔ اس نے پھر اپنے ایک بیٹے ابوعبداللہ کو ولی عہدی سے مخصوص کیا، جس سے مہدی کے

بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کی نیتیں بدل گئیں اور وہ دونوں اپنی خیانت کو دل میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے۔ انہوں نے بعض گروہوں کو اپنے کام میں شامل کرلیا۔ جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر کے اسے قصبے میں اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ لیکن جب ان دونوں کے پیچھے پیچھے وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی پہنچ گیا۔ اور اس کے پیچھے عبدالمومن بھی پہنچ گیا تو انہوں نے اس خروج کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ مہدی کے بھائی اور جن لوگوں کو انہوں نے اس بغاوت میں شامل کیا تھا، وہ قتل ہو گئے۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن کو سنہ 49 میں مراکش میں اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یغمور حاکم اشبیلیہ نے اہل لبلہ کو ذہنی کی خیانت کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اس نے اس بارے میں ان کی معذرت کو قبول کرلیا۔ اور یحییٰ بن یغمور پر ناراض ہو کر اسے اشبیلیہ کی حاکمیت سے معزول کر کے ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص علی تمیللی کو وہاں حاکم مقرر کر دیا۔ اس نے قرطبہ میں ابوزید بن بکیث کو مقرر کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن یعمان کو بھیجا، جو ابن یغمور کو گرفتار کر کے الحضرۃ لے آیا۔ اس نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا یہاں تک کہ اس نے اسے اپنے بیٹے سید ابوحفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور یوں اندلس کی حالت درست ہوگئی۔ جب میمون بن بدر لمتونی موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا، تو انہوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس نے پھر سید ابوسعید حاکم سبتہ کو عبدالمومن کے بیٹے کے عہد کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور ملثمین مراکش چلے گئے۔ اس دوران سید ابوسعید نے مریہ شہر سے لڑائی کی۔ یہاں تک اس نے وہاں کے تمام نصاریٰ کو امان دیدی۔ اس وقت ابن مود ہشی نے جو شرق اندلس کا باغی تھا، انہیں مدد دی اور طاغیہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد وزیر ابوحفص بن عطیہ اس کام کے لئے وہاں آیا اور سب کے سب اس کی مدافعت سے عاجز آ گئے۔ آخر سنہ 51 میں اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمومن کے پاس گئے اور اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حکمران بنادے تو اس نے اپنے بیٹے سید ابو یعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس کی حکومت کا آغاز علی الوہبی کے مقابلے کے ساتھ ہوا جو طلبیرہ کا باغی تھا، اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی تھا یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ عمل بن وزیر اور ابن قیسی پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 52 میں تاشفین لمتونی کو تلہ سے برطرف کر دیا۔ جبکہ ملثمین کو وہاں قابو میں رکھنے کے لئے ابن قیسی بھی تھا، یوں فتح کی تکمیل ہوگئی اور سید ابو یعقوب اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا جبکہ ابوحفص بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن وہیں اس پر مصیبت آئی اور وہ قتل ہوا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے عبدالسلام کومی کو اپنا وزیر بنایا اس نے اس سے رشتے داری کی، اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

افریقہ کے بقایا علاقوں کی فتح

جب عبدالمومن کو سنہ 53 میں یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اشبیلیہ کے باہر اس کے بیٹے سید ابو یعقوب پر حملہ کیا ہے۔ اور موحدین کے شیوخ اور ابن عزرون اور ابن الحجام جیسے آدمی قید ہو گئے ہیں، وہ جہاد کے لئے اٹھا اور سلا میں اترا۔ اس دوران اسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی اسے مہدیہ میں مسطاری کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ جب فوج سلا میں پہنچی، تو اس نے شیخ ابوحفص کو مغرب اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان حاکم مقرر کیا پھر وہ چلتا چلاتا مہدیہ جا پہنچا جہاں پر اہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے۔ اس نے اسے سنہ 55 میں صلح سے فتح کرلیا اور دشمن کے ہاتھوں سے تمام ساحلی شہروں مثلاً صفاقس اور طرابلس کو بچالیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا۔ لہٰذا اس نے اسے بنی کامل کے ہاتھوں سے جو اس پر غالب آ گئے تھے، اسے چھڑالیا۔ یہ دھمان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے۔ اس نے پھر بڑی کامیابی سے قفصہ کو بنی الورد اور درغہ کو بنی بروکسن اور طبریہ کو ابن علال اور جبل زغوان کو بنی حماد بن خلیفہ اور سقباریہ کو بنی عباد اور مدینۃ الاربع کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑالیا۔ یوں جب فتح مکمل ہوگئی تو اس نے اپنی عنان مغرب کی طرف موڑ دی۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے، تو وہ موحدین کی طرف سے ایک فوج لے کر ان کی طرف پلٹا۔ لہٰذا وہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں ان کا بڑا سردار عزر بن زیاد الفارغی جو بنی علی میں سے تھا، قتل ہو گیا۔ بنی علی، ریاح

...ایک شخص ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابن مردنیش باغی کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ شرف اندلس کا باغی محمد بن مردنیش مرسیہ سے نکل کر جہاں میں اترا ہے۔ وہاں کے والی محمد بن ...کولی نے اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اس نے پھر اس کے بعد قرطبہ سے لڑائی کی اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ پھر قرمونہ سے خیانت کی اور اس ...قبضہ کر لیا۔ وہ پھر قرطبہ کی طرف واپس آیا تو ابن بکیث اس سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا۔ لہٰذا اس نے اسے شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس نے پھر ...بن میں اپنے اعمال کو افریقہ کی فتح کے متعلق لکھا، ان سے مسلسل تعلق رکھا، اور جبل فتح کی طرف چلا گیا۔ اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے، ...اس کے پاس اکٹھے ہو گئے، وہ پھر واپس آ گیا۔ حاکم اشبیلیہ سید ابو یعقوب اور حاکم غرناطہ ابو سعید اس دوران خلیفہ کی ملاقات کے لئے مراکش ...گئے۔ ابن ہمشک نے اب غرناطہ کا قصد کیا۔ اور وہاں کے بعض رہنے والوں کے تعاون سے رات کو حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا۔ یوں ...دین اس کے بڑے شہر میں محصور ہو گئے۔ جب عبدالمومن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور سلا پہنچ گیا۔ سید ابو سعید بھی آیا۔ اس نے ...سمندر کو پار کیا اور اشبیلیہ کے عامل عبداللہ بن ابو حفص اسے ملا۔ پھر ان سب نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ لیکن ابن ہمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں ...شکست دیدی۔ تو سید ابو سعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا۔ عبدالمومن نے سید ابو یعقوب کے ذریعے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی اور انہوں ...غرناطہ پر بھرپور حملہ کیا۔ اس دوران ابن مردنیش نصاری کی فوج کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا۔ موحدین نے غرناطہ میں لڑائی ...کر کے انہیں شکست دی اور ابن مردنیش مشرف میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ جبکہ ابن ہمشک جیان چلا گیا۔ موحدین نے اس سے وہاں لڑائی ...اور پھر دونوں سید قرطبہ آئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ سید ابو یعقوب کو سنہ 58 میں ولیعہدی کے لئے اور اس بھائی محمد سے ...بیعت لینے کے لئے مراکش بلایا گیا۔ لہٰذا وہ مراکش گیا۔ جب اس کا بھائی خلیفہ عبدالمومن جہاد کے لئے اٹھا تو وہ اس کی رکاب میں جہاد کے لئے ...لیکن اس سال کے جمادی الآخرہ میں موت نے اسے آ لیا، اور وہ تینملل میں مہدی کے پہلو میں دفن ہوا۔ واللہ اعلم۔

یوسف بن عبدالمومن خلیفہ بنتا ہے

جب عبدالمومن فوت ہو گیا، تو سید ابو حفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خاص طور پر شیخ ابو حفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب ...کے لئے لوگوں سے بیعت لی۔ اور وہ اس کی وزارت کے رتبے میں سب سے فائق ہو گیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف واپس آ گئے۔ ابو حفص اپنے بھائی ...یوسف کا بھی وزیر تھا۔ جس نے اسے عبدالسلام کومی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے سنہ 55 میں افریقہ سے واپس بلایا۔ ابو ...بن جامع اس کے سامنے عبدالمومن کی وفات تک وزارت کے معاملات میں متصرف تھا لہٰذا ابو حفص نے اپنے بھائی یعقوب کے لئے بیعت لی ...عبدالمومن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابوالحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا۔ اس وقت حاکم بجایہ سید ابو محمد الحضرۃ کی طرف جاتے ہوئے ابھی ...راستے ہی میں تھا۔ پھر ابو یعقوب نے سنہ 60 میں سید ابو سعید کو غرناطہ سے بلایا لہٰذا وہ آیا۔ اور سید ابو حفص نے سبتہ میں اس سے ملاقات ...اس کے بعد خلیفہ ابو یعقوب کو اطلاع ملی کہ زغبہ، ریاح اور اثبج کے عرب قبائل کو اکٹھا کر کے الحاج بن مردنیش نے قرطبہ پر غالبہ پا لیا ہے، ...اس نے ابو سعید کے ساتھ اپنے بھائی ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ اندلس کی طرف بھیجا۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا اور ابن مردنیش کے ...مقابلے کا قصد کیا۔ اس نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا۔ موحدین کی فوج نے فحص دسیہ میں ان سے لڑائی کی، ابن مردنیش ...اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ سبتہ سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا۔ موحدین نے وہاں بھی اس سے لڑائی کی اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر ...سید ابو حفص اور اس کا بھائی ابو سعید پھر سنہ 61 میں مراکش کی طرف لوٹ آئے اور یوں ابن مردنیش کے فتنے کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اب خلیفہ ...نے قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابو زکریا اور اشبیلیہ پر شیخ ابو عبداللہ بن ابراہیم کو حاکم مقرر کیا لیکن اس سے حکومت لے کر اپنے بھائی سید ابو ابراہیم کو ...بن ... شیخ ابو عبداللہ کو اس کی وزارت پر مقرر کیا۔ اس نے پھر قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابو اسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابو سعید کو حاکم مقرر کیا۔ جب

موحدین نے مکتوبات میں علامات کے مقام پر خلیفہ کی تحریر دیکھی تو انہوں نے امام مہدی کی تحریر کو اختیار کر لیا اور ان کی حکومت کے آخر تک ان کی علامت رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غمارہ کی بغاوت

جب سنہ 62 میں جبال غمارہ میں فتنہ برپا ہوا، جس میں سبع بن منقعا دنے بڑا کردار ادا کیا، امیر یعقوب نے جبال غمارہ کی طرف مارچ کیا۔ اس فتنے میں ان کے پڑوسی صنہاجہ نے ان سے کشاکش کی۔ لہٰذا امیر ابو یعقوب نے موحدین کی فوجوں کو شیخ ابو حفص کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد غمارہ اور صنہاجہ کا فتنہ بڑھ گیا، تو وہ نفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلا، ان پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی بیخ کنی کر دی۔ لڑائی میں سبع بن منقعا قتل ہو گیا اور ان کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابوالحسن کو سبتہ کے باقی ماندہ علاقوں پر حاکم مقرر کیا۔ سنہ 63 میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المومنین کے لقب پر اجتماع کیا۔ اس نے پھر افریقی عربوں کو لڑائی کی دعوت اور ترغیب دی اور اس کے متعلق انہیں ایک قصیدہ اور خط لکھا جو لوگوں کے درمیان بہت مشہور و معروف ہے جب خلیفہ ابو یعقوب کے لئے عدوہ کی حکومت منظم ہو گی تو اس نے اپنی نظر کو اندلس اور جہاد کی طرف پھیرا اور اسے دشمن کی خیانت کا بھی علم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ترحالہ، پابدہ، شبرمہ کے قلعہ اور پھر جلمانیہ کے قلعہ میں جو بطلیوس میں ہے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ لہٰذا اس نے شیخ ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ وہ سنہ 64 میں بطلیوس کو اس محاصرے سے بچانے کے لئے نکلا اور جب اشبیلیہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ موحدین اور بطلیوس نے اس ابن الزمک کو شکست دیدی ہے جس نے ابن ادمونش کی اعانت سے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور اب ابن الزمک ان کے قبضے میں اسیر ہے۔ اور فرجوا تذہ الحلیقی اپنے قلعے میں ہے لہٰذا شیخ ابو حفص نے پھر قرطبہ جانے کا قصد کیا اور ابراہیم بن ہمشک نے جیان سے انہیں اپنی اطاعت کرنے، ابن مردنیش سے علیحدگی اختیار کر لینے اور تنہا ہو جانے کی اطلاع بھیجی کیونکہ ان کے درمیان بغض اور فتنہ پیدا ہو چکا تھا۔ یوں ابن مردنیش نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر اصرار کیا اور بار بار اس سے لڑائی کی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اپنی اطاعت کے متعلق اطلاع بھیج دے دی۔ شیخ ابو حفص اس وقت موحدین کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ لہٰذا وہ سنہ 65 میں مراکش سے لوٹا اور اس کے ساتھیوں میں اس کا بھائی سید ابو سعید بھی اشبیلیہ پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابو سعید کو بطلیوس کی طرف بھیجا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی۔ واپس لوٹ آیا، یہ سب پھر مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ہمشک بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے پھر ابن مردنیش کا محاصرہ کر لیا۔ اہل لوزفہ نے موحدین کی دعوت پر حملہ کر دیا۔ یوں سید ابو حفص نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر بسطہ شہر کو بھی فتح کر لیا۔ اس دوران اس کے عم زاد محمد بن مردنیش نے جو مریہ کا حاکم تھا، اطاعت کر لی۔ جس سے اس کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ جب مراکش میں خلیفہ کو اطلاع پہنچی، تو اس کے پاس افریقہ سے ابو زکریا حاکم بجایہ اور سید ابو عمران حاکم تلمسان کی صحبت میں عربوں کی جماعتیں آنے لگیں اور اس کے پاس ان کے آنے کا دن جمعہ کا دن تھا لہٰذا اس نے ان کو اور ان کی باقی ماندہ فوجوں کو ملا اور اندلس کی طرف گیا۔ اس نے مراکش پر اپنے بھائی سید ابو عمران کو اپنا جانشین بنایا۔ اور وہ سنہ 67 میں قرطبہ میں اترا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ چلا گیا جہاں اسے سید ابو حفص اپنی لڑائی سے واپس آتے ہوئے ملا۔ جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہو گیا تو اسے شک پڑ گیا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی ابوالحجاج نے سبقت کی اور وہ اس سال کے رجب میں فوت ہو گیا بعد ازاں ان کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہو گیا۔ سید ابو حفص نے پھر مرسیہ کی طرف جلدی کی، اور اس میں داخل ہو گیا۔ ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔ خلیفہ پھر لڑتا ہوا دشمن کی طرف چلا گیا۔ اور رندہ میں کئی دن لڑائی کرتا رہا پھر وہاں سے مرسیہ چلا گیا اور سنہ 68 میں اشبیلیہ واپس لوٹ آیا۔ اس نے ہلال بن مردنیش کو اپنے ساتھ رکھا، اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اپنے چچا یوسف کو بلنسیہ کا حاکم بنایا جبکہ اپنے سالے سید ابو سعید کو غرناطہ کا حاکم مقرر کیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ قومس اخذب کے ساتھ دشمن مسلمانوں کے علاقے کی طرف نکلا ہے لہٰذا وہ ان سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاح کی جانب میں ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے ان میں خوب خونریزی کی۔ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور حصن بلنسیہ کی تعمیر کا حکم دیا تا کہ اس کی جنایات کو محفوظ کر دے۔ یہ قلعہ ابو حجاج کی لڑائی کے وقت جو کریت ابن خلدون کے ساتھ ہوئی تھی، قندرین محمد اور اس کے بھائی عبداللہ کے زمانے سے بے آباد تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کے امراء میں سے تھے۔ ابن اولونش نے پھر خروج کر کے بلاد مسلمین پر غارت گری کی

لہٰذا خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابو حفص کو اس کی طرف بھیجا۔ اس نے اس کے گھر کے صحن میں اس سے لڑائی کی اور قفصہ کو تلوار سے فتح کر لیا۔ اس نے ہر جیت میں اس کی فوج کو شکست دی پھر خلیفہ سنہ 71 میں اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی حسن کو اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حاکم مقرر کیا۔ ان ہی دنوں مراکش میں طاعون پھوٹی تو سادات میں سے ابو عمران ابو زکریا اور ابو سعید فوت ہو گئے۔ جب شیخ ابو حفص قرطبہ سے آیا تو وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور سلا میں دفن ہوا۔ خلیفہ نے پھر اپنے دونوں بھائیوں ابو علی اور ابو الحسن کو بلایا اور ابو علی کو سجلماسہ کی امارت دی جبکہ ابو الحسن قرطبہ کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابو حفص کے بیٹے ابو علی کو غرناطہ اور ابو محمد عبداللہ کو مالقہ کی امارت دی۔ سنہ 73 میں اس نے بنی جامع کی اولاد پر حملہ کیا اور انہیں ماروہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سنہ 73 میں اس نے قائم بن محمد بن مردنیش کو اپنے بحری بیڑے کا افسر مقرر کیا اور اسے لڑائی کے لئے اشبونہ بھیجا لہٰذا اس نے غنیمت حاصل کی اور واپس آیا۔ اسی سال میں اس کے بھائی سید وزیر ابو حفص کی جہاد میں وفات ہو گئی اور اس نے دشمن کے قتل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا تھا۔ اس کے بیٹے پھر اندلس سے آئے تو خلیفہ کو طاغیہ کی بشارت کی خبر ملی اور اس نے جہاد کا عزم کر لیا۔ وہ پھر افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفصہ کے خروج کا بیان

علی بن المعز جو طویل کے نام سے معروف تھا، بنی الرند کی اولاد میں سے تھا جو کہ قفصہ کے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 75 میں بغاوت کر دی۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی، تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے پاس صرف یعلی بن المنتصر باقی رہ گیا۔ جسے عبدالمومن نے قفوصہ سے برطرف کر دیا تھا۔ لیکن وہ مسلسل اپنے باغی رشتے دار سے رابطہ کئے رہا اور عربوں کو جو وہاں پر موجود تھا، مخاطب کرتا رہا۔ آخر کار اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے پاس اس چغلی کے گواہ اس کی تقاریر تھیں۔ لہٰذا جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا، اسے اس سے چھین لیا اور پھر قفصہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے پاس وہاں ریاحی عربوں کے سردار اطاعت کے لئے آئے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور وہ مسلسل قفصہ کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ علی بن المعز دستبردار ہو گیا۔ وہ پھر تونس واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر عربوں کی فوج کو بھیجا اور افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابو علی کو اور بجایہ پر سید ابو موسیٰ کو حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

جہاد کرنے کی روداد

جب وہ سنہ 77 میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی ابو اسحاق اشبیلیہ سے، سید ابو عبدالرحمٰن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس پر واپسی کی تہمت لگاتے ہوئے اس کے پاس گئے۔ لہٰذا اس نے ان سے حسن سلوک کیا تو وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف بر وانودین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے۔ لہٰذا اس نے بابورہ شہر سے لڑائی کی، اس کے اردگرد کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کیا۔ وہ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا۔ سمندر میں پھر اہل شبونہ کے بحری بیڑے سے ان کی لڑائی ہوئی، انہوں نے ان کو شکست دی اور غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ ان کی جاگیروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اذونش ابن شانجہ نے قرطبہ سے لڑائی کی ہے اور مالقہ، رندہ اور غرناطہ کے نواح میں غارت گری کی ہے۔ وہ پھر استجہ میں اترا، شعیلہ کے قلعے پر لشکر کشی کی، وہاں پر نصاریٰ کو آباد کر دیا اور واپس لوٹ گیا، سید ابو اسحاق باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا اور قلعے سے چالیس روز تک لڑائی کی۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اذونش نے طلیطلہ سے اس کی مدد کے لئے خروج کر دیا ہے، تو وہ واپس لوٹ آیا۔ اب محمد بن یوسف بن وانودین موحدین کی فوج کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلا اور طلبیرہ سے لڑائی کی۔ وہاں کے باشندے اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور غنائم کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ خلیفہ ابو یعقوب نے پھر دوبارہ جہاد کرنے کا عزم کیا، اندلس پر اپنے امینوں کو حاکم مقرر کیا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹے سید ابو زید الحضر صانی اور سید ابو عبداللہ کو بالترتیب غرناطہ اور مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور سنہ 79 میں تیزی کے

ساتھ سلا پر حملہ کرنے گیا۔ وہیں اسے ابو محمد بن ابی اسحاق بن جامع افریقہ سے عربوں کی فوج کے ساتھ آ کر ملا اور پھر یہ فاس کی طرف گیا اور اپنی ہراول فوج میں ہنساتہ تمیلل اور عرب فوج کو بھیجا۔ وہ پھر صفر سنہ 80 میں سبتہ سے سمندر کو پار کر کے جبل فتح میں اترا اور اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اسے اندلس کی فوج ملی۔ اس نے پھر محمد بن وانودین سے ناراض ہو کر اسے حصن غافق کی طرف جلا وطن کر دیا اور لڑائی کرتا ہوا شمترین کی طرف چلا گیا کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کے محاصرے کو چھوڑ دیا، جب اس کے محاصرے چھوڑنے کے روز لوگ جانے لگے تو نصاریٰ قلعے سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے خلیفہ کو بغیر کسی تیاری کے دیکھا لہٰذا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو اس کے پاس موجود تھے، جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے۔ اس روز خلیفہ ہلاک ہو گیا۔ لڑائی کے دوران کہتے ہیں کہ اسے تیر لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک بیماری نے آ لیا جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ جب خلیفہ ابو ایوب قلعہ شنتمرین میں فوت ہو گیا، تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت ہوئی۔ وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کی تکمیل کی۔ اس کے بعد شیخ ابو محمد عبدالواحد بر ابی حفص کو وزیر بنایا۔ لوگ پھر اس کے بھائی سید یحیٰ کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلے۔ لہٰذا اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا، کفارہ کے شہروں میں خوب خونریزی کی پھر سمندر پار کر کے الحضرۃ چلا گیا۔ اس دوران قصر معمودہ میں اسے سید ابو زکریا بن سید ابو حفص زغبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے ملا اور مراکش چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بری باتوں کو دور کیا، عدل و انصاف پھیلایا اور احکام کی نشر و اشاعت کی۔ یہ شان ابن غانیہ کی حکومت میں پہلی نئی بات تھی۔

شان ابن غانیہ کی روداد

جب دشمن نے جزیرہ میورقہ پر غلبہ پا لیا تو اس کا والی ہلاک ہو گیا۔ اس وقت یوسف بن تاشفین مبشر مجاہد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب میورقہ کے باشندے بغیر سردار کے باقی رہ گئے تو مبشر نے اس کی طرف دادخواہ کو بھیجا حالانکہ دشمن ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا لہٰذا جب دشمن نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور اسے لوٹا، جلایا، اور تباہ و برباد کر دیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا حاکم بنا کر بھیجا۔ انور بن ابوبکر جولتونہ کے جوانوں میں سے تھا، اس کے ساتھ اپنی فوج میں سے پانچ سو سواروں کو بھیجا۔ لہٰذا اس کی غفبنا کی نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ اس نے انہیں سمندر سے دور ایک اور شہر تعمیر کرنے کی رغبت دلائی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر ان کے رہنما کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور اسے علی بن یوسف کے پاس لے گئے۔ اس نے انہیں اس سے نجات دی اور محمد بن علی بن یحیٰ مسوقی کو ان کا حاکم بنایا۔ جو ابن غانیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا بھائی یحیٰ غرب اندلس کا حکمران تھا اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اس کے بھائی کو قرطبہ کا عامل مقرر کیا۔ لہٰذا علی بن یوسف نے اسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے بھائی محمد کو میورقہ کی حکومت دیدے وہ پھر قرطبہ سے میورقہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے عبداللہ، اسحاق، علی، زبیر، ابراہیم اور طلحہ بھی تھے۔ جبکہ عبداللہ اور اسحاق اپنے چچا یحیٰ کی تربیت و کفالت میں تھے، اس نے ان دونوں کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تو جب محمد بن علی ابن غانیہ میورقہ پہنچا تو علی اور انور نے اسے پکڑ لیا اور اسے زنجیروں میں قید کر کے مراکش بھیج دیا۔ وہ دس سال تک اسی حالت میں رہا۔ جب یحیٰ بن غانیہ فوت ہو گیا تو عبداللہ نے اپنے بھائی محمد کے بیٹے کو غرناطہ اور اس کے بھائی اسحاق بن محمد کو قرمونہ پر حاکم مقرر کیا۔ جب علی فوت ہو گیا تو لمتونہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے۔ لہٰذا محمد نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں بحری بیڑے میں سوار ہو کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ یوں لمتونہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی تو اس کے بھائی اسحاق نے اس سے بغض کیا اور ایک لمتونی جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ یوں انہوں نے اسے اور اس کے باپ محمد کو مار کر دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس نے ان پر تہمت لگائی۔ امیر البحر لب بن میمون نے انہیں ان کے گھروں میں اکیڈنے کے لئے مداخلت کی اور سنہ 546 میں انہیں قتل کر دیا، یوں وہ میورقہ کا امیر باقی رہ گیا۔ اب وہ سب سے پہلے بلنسیا اور الفراسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگ اس کی بری عادات سے تنگ آ گئے۔ لب بن میمون اس کے پاس سے پھر موحدین کی طرف بھاگ گیا لیکن آخر میں لڑائی کی طرف لوٹ آیا۔ وہ خلیفہ ابو ایوب کی طرف قیدیوں اور ایلچیوں کو بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے فوت ہونے سے قبل وہ سنہ 80 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے یعنی محمد، علی، یحیٰ، عبداللہ، یسیر، تاشفین، طلحہ، عمر، یوسف اور حسن، لہٰذا اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم مقرر کیا اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اس کی اطاعت کے لئے

بھیجا۔ اس نے علی بن الرد بر تیر کو اس کی آزمائش کے لیے بھیجا جس نے اس کی وعدہ خلافی کو محسوس کرلیا، یوں انہوں نے اسے تبدیل کر کے گرفتار کر لیا اور ان میں سے علی کو ان کا امیر بنا دیا۔ لیکن جب انہیں خلیفہ کی وفات اور اس کے بیٹے منصور کی حکومت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ابن الرد بر تیر کو گرفتار کرلیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے تو اس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورحہ کا حاکم مقرر کیا، وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں رات کو غفلت کے وقت بجایہ آیا۔ جہاں سید ابوزبیلے بن عبداللہ بن عبدالمومن حکمران تھا۔ لہٰذا انہوں نے سنہ 81 اس پر قبضہ کرلیا۔ جبکہ سید ابوربیع اور سید ابوموسیٰ عمران بن عبدالمومن حاکم افریقہ کو گرفتار کرلیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور خود الجزائر کی طرف جا کر اسے فتح کرلیا۔ یحییٰ نے پھر اس پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے کو حاکم مقرر کیا۔ اور بعدازاں وہ ملیانہ کی طرف گیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو مقرر حاکم کیا۔ پھر قلعے کی طرف گیا پھر قسطنطینہ کی طرف گیا اس سے اس نے لڑائی کی۔ منصور کو جنگ سے واپسی پر سبتہ میں خبر ملی تو اس نے اپنے چچا ابوحفص کے بیٹے ابوزید کو بھیجا اور ابن غانیہ سے لڑنے پر اسے افسر مقرر کیا۔ اور محمد بن ابواسحاق بن جامع کو بحری بیڑوں کا افسر مقرر کیا۔ جب سید ابوزید تلمسان پہنچا تو اس کا بھائی سید ابوالحسن ان دنوں وہاں والی تھا اس نے اس کی مضبوطی میں بڑی ژرف نگاہی سے کام لیا۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعیت کو معافی دینے کا اعلان کر دیا۔ لہٰذا اہل ملیانہ نے ابن عائشہ پر حملہ کر کے اسے نکال دیا۔ بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف سبقت کر کے اس پر قبضہ کر کے اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کرلیا۔ جب بدر بن عائشہ کو ام العلو سے لایا گیا تو ان سب کو شلف میں قتل کر دیا گیا۔ اب احمد العقلی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بجایہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس دوران یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی کو قسطنطینہ کا محاصرے میں اس کی جگہ پر جاملا۔ لہٰذا اس نے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور سید ابوزید ہکلات لایا۔ اس کے بعد سید ابوموسیٰ اس کی قید سے نکل گیا، وہ اسے وہاں ملا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ پھر قسطنطینہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف نکل گیا۔ موحدین نے فاس میں اس کے ہیڈ کوارٹر تک اس کا پیچھا کیا اور پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے، یوں سید ابوزید بجایہ میں ٹھہر گیا۔ بعدازاں علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس نے توزر سے جنگ کی مگر اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس چلا گیا۔ اس دوران غزنی صنہاجی ابن غانیہ کی فوج سے نکل کر بعض عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے شہر پر غلبہ پالیا۔ سید ابوزید نے پھر ان کی طرف اپنے بیٹے ابوحفص عمر کو بھیجا اور اس کے ساتھ غانم بن مردنیش بھی تھا۔ لہٰذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور ان نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کرلیا۔ اس دوران غزنی قتل ہو گیا اور اس کا سر بجایہ لا کر نصب کر دیا گیا۔ جلد ہی اس کا بھائی عبداللہ بھی اسے جاملا۔ موحدون نے پھر بجایہ سے سلا تک لڑائی کی۔ کیونکہ ان پر اتہام تھا کہ وہ ابن غانیہ کے سلسلے میں شامل ہیں۔ خلیفہ نے پھر سید ابوزید کو بجایہ سے بلایا اور اس کی جگہ اس کے بھائی سید ابوعبداللہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ اس اثناء میں اسے یہ اطلاع مل گئی کہ ابن الرد یر تیر نے میورحہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبدالمومن نے اسے بنی غانیہ کو اپنی حکومت کی طرف بلانے کے لیے میورحہ بھیجا تھا کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسے اس طرح خطاب کیا تھا۔ لہٰذا جب ابن الردبیر تیر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے بھائی محمد کے سامنے اس کی حالت کو تبدیل کر دیا۔ اور اکٹھے ہو کر اسے گرفتار کرلیا۔ دوسری طرف علی بن الرد بر تیر اپنے معاملے میں الجھا ہوا تھا اور ان کے عجمی غلاموں نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لیے مداخلت کی کہ وہ ان کے اہل وعیال سمیت ان کے علاقے تک ان کا راستہ چھوڑ دے۔ آخر ان نے ان کی مراد کو پورا کر دیا اور وہ قصبہ چلا گیا۔ اس نے پھر محمد بن ابی اسحاق کو اس کی قید کی جگہ سے چھڑایا اور سب کے سب الحضرۃ چلے گئے۔ جب علی بن غانیہ کو طرابلس میں اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغلیہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے سوار ہو کر میورحہ گیا۔ وہ پھر اس کی کسی بستی میں اترا اور حیلہ بازی سے کام لے کر اس پر قابض ہو گیا۔

یوں اس نے افریقہ میں فتنے کی آگ جلا دی۔ علی بن غانیہ پھر بلاد الجرید میں آیا اور اس نے وہاں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ جب اس کے قبضہ کی خبر قفصہ پہنچی تو منصور سنہ 82 میں مراکش سے اس کے پاس گیا، فاس پہنچ گیا، اور وہاں آرام کیا۔ وہ پھر رباط تازہ کی طرف چلا گیا۔ اور تازہ کی طرف توانس گیا۔ ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملثمین تھے انہیں اس نے جمع کیا اور اس کے ساتھ حاکم طرابلس قراقش الغزی بھی آیا۔ لہٰذا منصور نے ان کی طرف سید ابو یوسف بن سید ابوحفص کی نگرانی کے لیے اپنی فوج بھیج دی۔ اس نے ان کے ساتھ غمرہ میں لڑائی کی اور موحدین کی فوج منتشر ہو گئی لیکن علی بن الرد بر تیر اور ابوعلی بن ابی عمور کے قتل ہونے سے لڑائی ختم ہو گئی اور وزیر عمر بن ابوزید گم ہو گیا۔ ان کا ایک دستہ قفصہ

پہنچ گیا۔ جس نے وہاں خوب خونریزی کی، باقیوں نے تونس کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔ منصور اس حال میں اس خبر کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان میں اترا۔ وہ پھر جلدی سے الحامہ کی طرف گیا۔ لہٰذا افریقیین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے۔ ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر لڑائی سے بھاگا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست قراقش بھی تھا، یوں اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اب منصور نے قابس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہاں ابن غانیہ اور دو یہ کی بیویاں موجود تھیں، وہ انہیں سمندر کے ذریعے تونس کی طرف سے گیا۔ پھر اس نے تونس کی طرف رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، اس نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ پھر قفصہ کی طرف آیا اور کئی روز تک ان سے لڑائی کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس نے پھر اہل شہر کو امان دیدی اور قراقش کے اصحاب کو جلاوطن کر دیا۔ باقیماندہ ملثمین اور ان کے ساتھ جو فوج تھی، وہ سب قتل ہو گئے۔ اس نے پھر اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ مہدیہ کے پاس سے گزرا اور تاہرت کے راستے پر چلا گیا۔ بنی توجین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا۔ کسی بات نے اسے غضبناک کر دیا تھا لہٰذا اس نے اسے تلمسان سے ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف چلا گیا۔ اسے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سید ابوحفص والئی مرسیہ کو جس کا لقب رشید تھا، اور اس کے چچا سید ابوربیع والئی تادلہ کو غمرہ کی لڑائی کی اطلاع ملی تو انہوں نے خلافت پر حملہ کرنے کی نیت کر لی ہے جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر سید ابوالحسن بن سید ابوحفص کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ یحیٰی بن غانیہ نے جب قسنطینہ کا قصد کیا تو سید ابوالحسن نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی، اسے شکست دی اور قسنطینہ میں داخل ہو گیا۔ ابن غانیہ پھر نسیا کرہ چلا گیا اور وہاں کی کھجوروں کو کاٹ دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے پھر قسنطینہ کا محاصرہ کیا لیکن اسے سر نہ کر سکا۔ اس نے پھر بجایہ کی طرف آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے افریقہ میں بہت خرابی اور فساد پیدا کیا۔ اور اس کے واقعات کو انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

جہاد کے واقعات کا بیان

جب ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے بہت سے قلعوں پر متغلب ہو گیا ہے تو اس بات نے اسے قلق و اضطراب میں ڈال دیا۔ اس نے پھر شیخ ابو محمد بن ابی حفص کو خط لکھ کر اس سے لڑائی کے متعلق مشورہ طلب کیا لیکن اس نے اسے مشورہ نہیں دیا لہٰذا یہ اس کے خلاف ہو گیا۔ وہ سنہ 9 میں مراکش سے نکل کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر کر لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اشبیلیہ سے واپس آ کر پھر اس نے بلاد ابن اذفونش کا قصد کیا اور راستے میں قلعہ شلبطرہ اور رانج کو فتح کر لیا جبکہ قلعہ ریاح میں طاغیہ سے لڑائی کی جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا۔ یہ اس کا گلا گھونٹنے لگے۔ لہٰذا اس نے اس سے دست برداری پر مصالحت کی اور اس نے ناصر کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔ وہ پھر عقاب مقام پر جانے کی تیاری کرنے لگا اور طاغیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی۔ طاغیہ برشلونہ بھی اس کی مدد کے لئے اس کے پاس آ گیا لہٰذا مسلمانوں کی پسپائی ہوئی اور وہ صفر سنہ 609 کے آخر میں یوم بلا اور تمحیص میں منتشر ہو گئے۔ پھر یہ مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا۔ ابن اذفونش نے اپنے عم زاد البحوج سے جولون کا حاکم تھا، مناظرہ کیا کہ وہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرے۔ اس دوران اس نے ایسا ہی کیا پھر (ا) مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کاروائی کے بعد اندلس واپس آ گئے۔ لیکن سید ابوزکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں مسلمان وہاں سربلند کیا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ واللہ اعلم۔

ابن الفرس کا خروج

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن الفرس اندلس میں علماء کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور المھر کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز وہ منصور کی مجلس میں آیا۔ اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا۔ اس کے بعد وہ مجلس سے باہر نکل کر مدت تک روپوش رہا۔ اور المنصور کی وفات کے بعد بلاد کزولہ میں ظاہر ہوا۔ وہ پھر امامت کا مدعی بن بیٹھا اور قحطانی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کیے جاتے ہیں۔

''عبدالمومن بن علی کے فرزندوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثے کے وقوع کے لئے تیاری کرلیں۔ قحطان کا سردار اور عالم آچکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا اور حکومتوں پر متغلب ہونے والا ہے۔ لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں۔ وہ امر ونہی کے ساتھ انہیں چلانے والا ہے۔ وہ علم وعمل کا سمندر ہے اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف آنے میں جلدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی ہے اور اللہ تعالیٰ کجروؤں کو نا کام کرنے والا ہے۔''

مستنصر بن ناصر کا حکمران بننا

جب محمد بن ناصر بن منصور فوت ہو گیا تو سنہ 11 میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جس کی عمر سولہ سال تھی۔ اس نے مستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کم سنی کی وجہ سے ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے۔ المستنصر کی صغرسنی کی وجہ سے ہی افریقہ سے ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی بیعت میں تاخیر ہو گئی پھر وزیر ابن جامع نے حیلہ بازی سے کام لیا اور اس نے عبدالعزیز بن ابو زید کے اشتعال کے لئے یہ کام کیا لہٰذا اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے غافل رہا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے منصور کے بھائی سید ابو ابراہیم کو فاس کا حاکم مقرر کیا جس نے الطاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ ابوالرتضیٰ تھا جبکہ اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابو اسحاق احول کو حاکم مقرر کیا۔ الفنش نے اس دوران ان قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ جنہیں موحدین نے چھین لیا تھا۔ اس نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا ایلچی فجار کی طرف بھاگ گیا۔ لہٰذا ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر کی، تو اس نے اس سے صلح کرلی۔ اس نے پھر ابن زید بن یوجان کی وفات کے بعد ابن جامع کو وزارت سے ہٹادیا، اور ابو یحییٰ الحضر وجی کو وزیر بنایا۔

بعدازاں ابوعلی بن اشرف کو اشغال کا حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر ابن جامع سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ وزیر بنالیا۔ اس نے پھر ابو زید بن یوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن منصور کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اسے مرسیہ کی طرف بھیج دیا جسے وہاں قید کرلیا گیا۔ یوں منصور کا زمانہ صلح وآشتی سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ سنہ 13 میں فاس کی جہات میں بنومرین غالب آ گئے۔ اب سید ابو ابراہیم والی فاس موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلے میں گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی اور قید کرلیا۔ لیکن انہوں نے پھر اسے پہچان کر آزاد کردیا۔ جب حاکم افریقہ ابو محمد بن ابی حفص کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو اس نے منصور بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا جو اشبیلیہ کا والی تھا لہٰذا اس نے اسے معزول کردیا۔ اور افریقہ پر سعا یہ بن ثنی کو حاکم مقرر کیا۔ جو سلطان کا خاص آدمی تھا اور جیسا کہ بنوحفص کے حالات میں بیان کیا جاچکا ہے۔ وہ پھر افریقہ کی طرف گیا۔ اس دوران فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک آدمی نکلا جو عاضد کی طرف منسوب ہوتا تھا اور مہدی نام رکھتا تھا۔ لہٰذا منصور کے بھائی سید ابو ابراہیم نے فاس کی طرف اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ان کے مال کو خرچ کیا۔ لہٰذا وہ اس کے خلاف ہو گئے اور اسے کھینچ کر اس کے پاس لے آئے، یوں وہ قتل ہو گیا۔ سنہ 19 میں مستنصر نے اپنے چچا ابو محمد کو جو عادل کے نام سے معروف تھا، مرسیہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور اسے غرناطہ سے معزول کردیا۔ اس کے بعد مستنصر سنہ 20ء میں فوت ہو گیا اور معاملات نے پیچیدگی اختیار کرلی۔ بعدازاں وہ بات ہوئی جسے لوگ بیان کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

مخلوع کا والی بننا

جب سنہ 20ء میں المستنصر الخنثی میں فوت ہو گیا۔ تو ابن جامع اور موحدین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصور کے بھائی سید ابو محمد عبدالواحد کی بیعت کرلی۔ یوں اس نے حکومت سنبھالی یعنی مال سے ابن اشرفی کے مطالبہ کرنے کا حکم دیا۔ اس دوران اس کے بھائی نے ابوالعلاء کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لہٰذا اسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی۔ بعدازاں اس کے بیٹے ابو زید مشمر نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر افریقہ کے حالات میں کریں گے۔ مخلوع نے پھر

ابن یوجان کے رہا کرنے سے اپنے حکم کا نفاذ کیا۔ لہٰذا اس نے اسے رہا کر دیا۔ ابن جامع نے پھر اسے اس بات سے روکا اور اس کے بھائی ابواسحاق کو بحری بیڑے میں اسے میورخہ کی طرف جلاوطن کرنے کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ المستنصر نے اسے اپنی وفات سے قبل بھیجا تھا۔ مرسیہ کا والی ابومحمد عبداللہ بن منصور تھا۔ اس دوران ابن یوجان نے اسے حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے منصور سے سنا ہے کہ اس نے ناصر کے بعد اس کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے کیونکہ لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اندلس کے تمام والی منصور کے بیٹے تھے۔ لہٰذا اس نے اس کی بات کو غور سے سنا۔ وہ دراصل اپنے چچا کی بیعت میں متردد تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی دعوت دینی شروع کی اور اپنا نام عادل رکھا۔ اس کے بھائیوں ابوالعلی حاکم قرطبہ ابوالحسن حاکم غرناطہ اور ابوموسیٰ حاکم مالقہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی۔ اس دوران ابومحمد بن ابی حفص بن عبدالمومن جو البیاسی کے نام سے معروف تھا اور جیان کا حاکم تھا، جب اسے مخلوع نے اپنے چچا ابوربیع بن ابی حفص کے بدلے میں معزول کر دیا تو اس نے باغی ہو کر عادل کی بیعت کر لی جبکہ حاکم قرطبہ ابوعلی کے ساتھ جو عادل کا بھائی تھا، اشبیلیہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں منصور کا بھائی عبدالعزیز اور مخلوع مقیم تھے۔ یوں وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ لیکن البیاسی کے بھائی سید ابوزید بن ابوعبداللہ نے عادل کی بیعت نہیں کی، اور مخلوع کی اطاعت سے وابستہ ہو گیا۔ بعدازاں عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ گیا۔ اور زید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ جب مراکش میں یہ اطلاع پہنچی تو موحدین نے مخلوع کے بارے میں اختلاف کیا اور ابن جامع کے معزول کرنے اور اسے ہسکورہ کی طرف جلاوطن کرنے میں جلدی کرنے لگے۔ اس دوران ہنساتہ کی حکومت ابوزکریا یحییٰ بن ابویحییٰ سید ابن ابی حفص نے اور تینملل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی۔ اس نے پھر بحری بیڑے پر ابواسحاق بن جامع کو مامور کیا۔ اور اسے جبل الطارق سے گزرنے سے روکنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ کرے۔ ابھی اس کا کام مکمل نہیں ہوا تھا کہ وہ ربیع سنہ 21 میں ایک خفیہ مکان میں قتل ہو گیا اور یوں موحدین نے عادل کی بیعت کر لی۔ واللہ اعلم۔

عادل بن منصور کی روداد

جب عادل کو موحدین کی بیعت اور زکریا بن شعید کا خط مخلوع کے قصے کے متعلق پہنچا، تو اس نے البیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ کیا۔ پھر اس نے اس کی بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور ظافر کا لقب اختیار کر لیا۔ یوں وہ اپنے کام میں لگ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلی کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا مگر وہ اسے زیر نہ کر سکا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابوسعید بن شیخ ابوحفص کو بھیجا مگر وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکا اور اندلس کے حالات عادل کے خلاف ہو گئے۔ بعدازاں اشبیلیہ اور مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہو گئی حالانکہ وہ خود وہاں مقیم تھا۔ اس دوران موحدین کی فوجوں نے طلیطلہ میں شکست کھائی اور اس کے خواص نے اسے ابن یوجان کے خلاف برانگیختہ کیا۔ لہٰذا وہ سبتہ کی طرف چلا گیا۔ اس طرح اندلس میں البیاسی کی بات بڑھ گئی اور نصاریٰ اس کے کام پر متغلب ہو گئے۔ اب عادل عدوہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی ابوالعلی کو اندلس کا حاکم مقرر کر گیا۔ جب وہ حجاز کے علاقے میں مقیم تھا، تو عبور بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آ کر اسے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے، تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

"جب منصور کو اس حال کا پتہ چلے گا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتے ہوئے آئے گا"

اس نے اس شعر کو پسند کیا اور اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا پھر اپنے عم زاد سید ابوزید کو آنے کے متعلق لکھا اور سلا پہنچ کر وہاں ٹھہر گیا۔ اس نے پھر شیوخ جشم کے متعلق اطلاع بھیجی کیونکہ ابن یوجان کو امیر خلط ہلال بن حمران ابن مقدم کے متعلق بڑا فکر تھا۔ اب ابن جرمون جو سفیان کا امیر تھا پہنچنے میں دیر کرنے لگا۔ اور خلط اور سفیان آ گئے۔ اس دوران عادل جلدی سے جا کر مراکش میں داخل ہو گیا اور اس نے ابوزید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بعد ابن یوجان پر بدل گیا اور اس کے باطن میں خرابی پیدا ہو گئی، وہ پھر ابن شعید کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس وقت یوسف بن علی ہنساتہ اور تینملل کا سردار تھا۔ بعدازاں ہسکورہ اور خلط بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے مراکش کے نواح میں فساد برپا کر دیا۔ ابن یوجان ان کے مقابلے میں نکلا مگر اس سے کچھ نہیں بنا اور انہوں نے بلاد دکالہ کو برباد کر دیا۔ اب عادل نے ان کی طرف ابراہیم بن اسماعیل بن الشیخ

ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے شیخ ابو محمد کی اولاد سے افریقہ میں جھگڑا کیا تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ لیکن اس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد ابن السید اور یوسف بن علی فوج اکٹھی کرنے اور ہسکورہ کی مدافعت کرنے کے سلسلے میں اپنے قبائل کی طرف چلے گئے۔ ان دونوں نے پھر عادل کو علیحدہ کرنے اور یحییٰ بن ناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے مراکش جا کر محل میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور اسے لوٹ لیا۔ اس کے بعد عادل سنہ 41 میں عید الفطر کے ایام میں اپنا گلا گھٹنے سے قتل ہو گیا۔

باب: ۳۰

مامون بن منصور کا حکمران بننا اور یحییٰ بن ناصر کے خروج کا بیان

جب مامون کو علم ہوا کہ موحدین اور عربوں نے اس کے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اشبیلیہ میں اس کی حکومت زبوں حال ہو گئی ہے تو پھر اس کی بیعت ہوئی اور اندلس والوں کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا۔ بعد ازاں بلنیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم سید ابوزید نے بھی بیعت کر لی۔ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کر کے اسے محل میں قتل کر دیا تھا پھر اس کے بھائی ناصر بن یوجان کے بیٹے یحییٰ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی۔ اس نے پھر حکومت کو بگاڑنے کے لئے کاروائیاں کیں اور انہیں ہسکورہ میں داخل کر دیا، اس وقت عرب مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے پھر اس نے موحدین کی فوجوں کو شکست دی۔ اس دوران سعید کو ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سمجھ آئی تو اس نے اسے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یحییٰ بن ناصر اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا لہٰذا موحدین نے عادل کو معزول کر دیا اور اپنی بیعت مامون کو بھیج دی۔ اس میں حسن ابوعبداللہ العریفی اور سید ابوحفص بن ابی حفص نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے سنہ 26 میں مراکش آ کر انہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد فاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان، حاکم سبتہ ابوموسیٰ بن منصور اور اس کے بھانجے حاکم بجایہ ابن الاطالی نے مامون کی بیعت کر لی۔ تاہم حاکم افریقہ بیعت کرنے سے باز رہا۔ اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بات کا سبب امیر کا خود کو ترجیح دینا تھا۔ یوں یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر افریقہ میں سجلماسہ کے سوا اور کوئی قائم نہ رہا۔ اس کے بعد البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ سے جنگ کی، بعد ازاں وہ فاطہ اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہو گیا۔ اس کے بعد مامون نے اشبیلیہ کے نواح میں انہیں شکست دی، پھر محمد بن یوسف بن ہود نے حملہ کر کے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے مشرقی اندلس کے بہت سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ مامون نے پھر اس پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر فتح نہیں حاصل کر سکا لہٰذا اشبیلیہ واپس آ گیا۔ پھر سنہ 96 میں اہل مغرب کی استدعا پر وہ مراکش کی طرف گیا اور انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس دوران ہلال بن حمید نے اسے پیغام بھیجا کہ خلط کا امیر اسے بلاتا ہے اور طاغیہ نے نصاریٰ کی ایک فوج سے مدد طلب کی۔ اس دوران اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کر لے گا۔ اس کے مطابق وہ اس سے معاملہ کرے گا لہٰذا وہ پھر عدوہ کی طرف چلا گیا۔ جب اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی۔ اس نے اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کر دیا اور پھر یحییٰ جبل ہسانہ چلا گیا۔ بعد ازاں مامون الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور گن گن کر انہیں باتیں بتائیں پھر ان کے ایک سو سرداروں کو گرفتار کر کے انہیں مروا دیا اور شہروں میں اپنا خط بھجوا دیا کہ سکہ اور خطبہ سے مہدی کا نام مٹا دیا جائے، اذان میں بربری زبان میں اس کی عیب گری کی جائے اور زیادہ تر طلوع فجر کی اذان میں ایسا کیا جائے۔ اس قسم کے اور بھی کئی طریقے بھی مہدی کے ساتھ روا رکھے گئے اس نے اپنے ساتھ آنے والے نصاریوں کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق انہیں گرجا بنانے کی اجازت دے دی تو وہ وہاں پر اپنے ناقوس بجانے لگے۔ اس کے بعد اندلس پر ابن ہود قابض ہو گیا تو اس نے باقی ماندہ موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے بھی انہیں ہر جگہ قتل کر دیا۔ ہنگامے میں سید ابو ربیع بھی قتل ہو گیا جو منصور کے بھائی کا بیٹا تھا حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر وہاں چھوڑا تھا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا بن ابی محمد بن الشیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن بیٹھا اور سنہ 27 میں اس کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا اس نے اپنے عم زاد سید ابوعمران بن محمد الخرصان کو ابوعبداللہ لحیانی کے ساتھ جو امیر ابوزکریا کا بھائی تھا، بجایہ کا حکمران بنایا۔ جب یحییٰ بن ناصر نے اس پر چڑھائی کی تو شکست کھائی اور پھر دوبارہ شکست

...مانی۔ اس نے پھر اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو الحضر ۃ کے بازاروں میں نصب کر دیا۔ بعدازاں یحییٰ بن ناصر بلاد درعہ اور ...ماسہ میں چلا گیا لیکن پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور سبتہ میں اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ اس نے المؤید کا نام ...یار کیا۔ اب مامون مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلاسہ کے قبیلوں نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے اور اس کے نواح ...ں فساد و خرابی کی ہے لہٰذا وہ اس کی طرف چل پڑا اور اس کے عادل کو ہٹا دیا۔ وہ پھر سبتہ کی طرف گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس ...ران جب اس کے بھائی ابوموسیٰ نے ابن ہود کے لئے حاکم اندلس سے مدد مانگی تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑوں سے مدد دی۔ بعدازاں یحییٰ ...ناصر نے ماموں کے برخلاف الحضر ۃ کا قصد کیا اور سفیانی عربوں اور ان کے سردار، جرمون بن عیسیٰ کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ ان کے ...ابہ ھنتاتہ کا شیخ ابوسعید بن دانودین بھی تھا۔ انہوں نے پھر وہاں فساد پیدا کر دیا لہٰذا مامون سبتہ کو چھوڑ کر الحضر ۃ کی طرف گیا لیکن وہ راستے ہی ...سنہ 30 کے آغاز میں وادی اُم الربیع میں فوت ہو گیا۔ اس کے مرتے ہی اس کا بھائی سید ابوموسیٰ ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اور اسے ...ر قبضہ کروا کر فتح دلا دی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

...ید بن مامون حکمران بنتا ہے

...ماموں کی وفات کے بعد اس کے فرزند عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب دیا گیا لیکن انہوں نے اس کے باپ کی وفات کو ...ائے رکھا اور وہ تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گئے۔ اس دوران یحییٰ بن ناصر ابوسعید بن دانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد انہیں راستے میں ملا لہٰذا ...ں نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ رشید نے پھر مراکش پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ رکاوٹ کی ...ن پھر وہ اس کے پاس آئے اور اس کی بیعت پر قائم ہو گئے۔ اس دوران اس کے پاس اس کا چچا ابومحمد سعد بھی آ گیا۔ جسے حکومت میں ایک مقام ...یا گیا یعنی تمام تدابیر اور حل وعقد کے کام اس کے سپرد تھے۔ اس کے بعد الحضر ۃ میں رشید کے قیام کے بعد ہساکرہ کا سردار عمر بن وقار مامون ...کے بچوں اور بھائیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا جو اس کے ہاں موجود تھے۔ وہ اشبیلیہ سے اس کے ساتھ اس وقت آئے تھے جب وہاں کے ...سرداروں نے ان کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر سبتہ میں اپنے چچا ابوموسیٰ کے پاس ٹھہر گئے۔ جب ابن ہود سبتہ پر قابض ہو گیا، تو وہ وہاں سے ...ر ۃ میں آ گئے اور ہسکورہ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت ابن وقاربط، ماموں سے بہت محتاط تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس ...آئے گا لہٰذا اس نے ان بچوں کی صحبت اختیار کر لی۔ جب رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے سید ابی محمد سعد اور اس کے ...مسعود بن حمدان کے ساتھ جو خلط کا سردار تھا، اس کی ملاقات کو معلق کر دیا۔ جب سید ابومحمد فوت ہو گیا تو ابن وقاربط، اس کی قوم اور پناہ گاہ میں ...لیا۔ یوں اس نے اختلاف کی نقاب کشائی کی وہ پھر یحییٰ بن ناصر کی دعوت میں شامل ہو گیا اور موحدین کے قبیلے اس کے لئے جمع ہو گئے۔ ...31 میں رشید ان کے مقابلہ میں گیا تو اس نے الحضر ۃ پر اپنے داماد ابوعلی ادریس کو اپنا جانشین بنایا اس نے پھر پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کی فوج ...سرزجہ میں اس کی جگہ پر حملہ کر دیا، اور ان کے پڑاؤ پر غالب آ گیا۔ بعدازاں یحییٰ بلاد سجلماسہ میں چلا گیا جبکہ رشید الحضر ۃ میں واپس آ گیا۔ ...ازاں یحییٰ بن ناصر کے ساتھ جو موحدین تھے، ان میں سے بہت سوں نے رشید سے امان طلب کر لی جو اس نے انہیں دے دی۔ پھر وہ الحضر ۃ ...لے گئے۔ ان کا سردار ابوعثمان سعید بن زکریا الکدمیوی اور بقیہ لوگ بھی اس کے ساتھ یہ شرط طے کرنے کے بعد کہ وہ دوبارہ مہدی کے ان قوانین کو ...ری کر دے گا۔ جو مامون نے زائل کر دیئے تھے، اس کے پیچھے آ گئے۔ لہٰذا وہ قوانین دوبارہ نافذ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں میں ابوبکر ...زری تمیلی، تمیلل کے شیخ یوسف بن علی بن یوسف کی طرف سے اور محمد بن بوزیکن ہنتاتی، ابوعلی بن عزوز کی طرف سے ایلچی بن کر آئے اور ...بھیجنے والوں کی طرف قبولیت حاصل کر کے لوٹے۔ اس کے بعد یہ دونوں الحضر ۃ آئے اور ان کے ساتھ یحییٰ کا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا۔ ان ...کے بھتیجے ابومحمد بن زکریا بھی آ گیا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے دعوت مہدی کے قوانین کے اعادہ کو فراموش کرا دیا۔ اس پر مسعود بن حمدان خلطی کو عمر بن ...ط نے ان ساتھیوں کے خلاف بھڑکا دیا جو دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ بادیہ میں غلام تھا۔ جلد ہی اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ کہتے ہیں کہ ...ن نے اتباع اور جماعتوں کو چھوڑ کر خلط کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ لہٰذا وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگا۔ اس کے بعد رشید

نے اسے بلانے کے لئے یہ کاروائی کی کہ اپنی فوج کو باجہ کی طرف اپنے وزیر ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیج دیا یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے فضا خالی ہوگئی اور اس کے تمام شکوک وشبہات زائل ہوگئے۔ پھر وہ اس کے پاس آیا اور اس نے الحضرۃ جانے میں جلدی کی۔ اس کے ہمراہ عمر بن وقاریط کا چچا معاویہ بھی آیا لہٰذا اس نے اُسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا۔ اس نے پھر مسعود بن حمدان کو اختلافی مجلس میں گفتگو کے لئے بلایا، پھر اسے اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اسی وقت حملہ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ جب رشید نے ان کے متعلق اپنی دلی خواہش پوری کر لی تو اس نے اپنے وزیر اور فوج کو باجہ سے بلایا اور وہ آ گئے۔ جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، تو انہوں نے یحییٰ بن ہلال بن حمدان کو اپنا راہنما بنایا۔ اور کئی جہات پر چڑھ دوڑے اور یحییٰ کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر اسے اس کی جگہ قاصیۃ الصحر اسے بلا لیا۔ بعد ازاں عمر بن وقاریط نے اس بارے میں ان میں مداخلت کی اور وہ الحضرۃ کے محاصرے کے لئے چل پڑے۔ وہ پھر فوج ان کے ساتھ لڑائی کرنے کو نکلے اور ان کے ساتھ عبدالصمد بن بلولان بھی تھا۔ پھر ابن وقاریط کو اس کی فوج میں داخل کر دیا گیا لیکن وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا گھیراؤ ہو گیا۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا اور الحضرۃ کی صورت حال بگڑ گئی۔ رفتہ رفتہ علاقے سے خوراک ناپید ہوگئی۔ اب رشید نے موحدین کے پہاڑوں کی طرف چلے جانے کا فیصلہ کر لیا لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے سجلماسہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اُسے یحییٰ بن ناصر اور اس کی قوم نے جو ہسکورہ میں سے تھی اور خلط نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہاں ان کا حکم چلنے لگا اور خلافت کے حالات بدل گئے۔ یوں سلطان پر سید ابو ابراہیم بن ابی حفص جو ابو حافہ کے لقب سے ملقب تھا، غالب آ گیا۔ بعد ازاں سنہ 33 میں رشید سجلماسہ سے مراکش جانے کے ارادے سے نکلا۔ جب اس نے جرمون بن عیسیٰ اور اس کی قوم سے جو سفیان میں سے تھی، بات چیت کی تو وہ وادی ربع کو پار کر گئے۔ بعد ازاں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور فریقین کی لڑائی ہوئی جس میں یحییٰ کی فوج شکست کھا گئی، اور ان میں بہت قتل عام ہوا۔ اب رشید فتح مند ہو کر الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن وقاریط نے خلط کو بتایا کہ وہ حاکم اندلس ابن ہود کی مدد کریں۔ اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو جائیں لہٰذا انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی، اور عمر بن وقاریط کے ساتھ اپنا وفد طلب کرنے کے لئے خلط کے پاس بھیجا۔ یوں وہ وہاں پر ٹھہر گیا۔ جب رشید مراکش سے نکلا تو خلط اس کے آگے آگے بھاگ گیا اور فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اپنے وزیر ابو محمد کو غمارہ اور فازاز کی طرف اموال کے جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ جب خلط نے یحییٰ بن ناصر کی بیعت توڑ دی تو وہ معقلی عربوں کے پاس چلا گیا، انہوں نے اسے پناہ دی اور اس کی مدد کا وعدہ دیا۔ انہوں نے مطالبات کرنے میں اس پر ظلم کیا اور تازی کی جہت میں اسے فریب کاری سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد فاس میں رشید کے پاس اس کے سر کو لایا گیا، تو اس نے اسے مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابو علی بن عبدالعزیز کو اشارہ کیا کہ وہ ان عربوں کو قتل کر دے جو اس کی قید میں ہیں۔ ان میں عاصم کا شیخ حسن بن زید اور ان کے شیخ ابو جابر کی طرف سے قابل اتباع قائد بھی تھا لہٰذا اس نے انہیں قتل کر دیا۔ رشید سنہ 34 میں الحضرۃ واپس آ گیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ حاکم درعہ ابو محمد بن دانودین نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ جب رشید سجلماسہ سے چلا تو اس نے یوسف بن علی تمیللی کو وہاں پر اپنا نائب مقرر کیا، تو منہاجہ کے ایک باغی نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے اپنے پھندے میں لا کر قتل کر دیا۔ جب اس کا بیٹا ارقم بدلے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو اس نے جو ارادہ کیا تھا، اسے پورا کر لیا۔ اس نے پھر اس خوف سے رشید اسے معزول نہ کر دے، خروج کر دیا اور سنہ 32 میں رشید بڑی سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو گیا۔ ابو محمد بن دانودین پھر ہمیشہ ہی اسے بچانے کے لئے تدبیریں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قابو پا لیا اور ارقم کو معاف کر دیا۔ جب ابن وقاریط سنہ 34 میں ابن ہود کی طرف گیا، تو ابن ہود کے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور سلا جانے کا ارادہ کیا جہاں پر رشید کا داماد سید ابو علی حکمران تھا۔ اس نے پھر اس پر متغلب ہونے کی تدبیر کی اور سنہ 35 میں اشبیلیہ کے باشندے نے رشید کی بیعت کر لی اور ابن ہود کی بیعت توڑ دی۔ اس میں عمر بن الجد نے بڑا کردار ادا کیا۔ ہنو جاج پھر سبتہ کی طرف چلے گئے۔ جب ان کا وفد الحضرۃ پہنچا تو وہ اپنے راستے میں سبتہ کے پاس گزرے۔ وہاں کے باشندوں نے رشید کی بیعت کرنے میں ان کی اقتداء کی اور اپنے امیر الیانشی کو معزول کر دیا جو ابن ہود کا باغی تھا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ آئے۔ رشید نے ان میں سے ابو علی بن خلاص ان کا حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے انہیں ابن وقاریط پر اختیار دے دیا اور اسے اپنے ایلچیوں کے ایک وفد میں رشید کی طرف بھیجا۔ اس طرح بازمور گرفتار ہو گیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمانے کے بعد قتل کر کے ہسکورہ کے قلعے میں صلیب دے دیا گیا۔ اب اشبیلیہ اور سبتہ کے وفد واپس آ گئے۔ رشید نے پھر خلط کے رؤساء کو بلا کر انہیں پکڑ لیا۔

زاران ابن نے اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے ان کے خیموں، ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر ان کے سرداروں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور کے ساتھ ابن وقار بطہ بھی قتل ہو گیا۔ ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اس دوران سنہ 36ء میں محمد بن یوسف بن نصر بن احمر جو اندلس میں ابن ہود کا باغی ان کی بیعت پہنچی اور سنہ 37 میں مغرب میں طاقت بڑھ گئی۔ بعد ازاں بنو مرین منتشر ہو گئے اور اس نے ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے اسے ت دی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی۔ یوں وہ دو سال تک ان سے لڑائی کرتا رہا اور پھر الحضرۃ کی ف لوٹ آیا۔ یوں مغرب میں بنی مرین کے مظالم بڑھ گئے۔ انہوں نے پھر مکناسہ پر دباؤ ڈالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے بنی حمامہ کو عسکر کو پیچھے ہٹا دیا۔ سنہ 37 میں رشید نے اپنے کاتب ابن المومیانی کو ایک سردار کے ساتھ ملے ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا، وہ عمر بن عبدالعزیز بو منصور کا بھائی تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس نے اسے ایک خط لکھا تھا لیکن ایلچی نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا۔ اس کے بعد 40 میں محل کی ایک نہر میں رشید ڈوب کر فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اسے پانی سے نکالا گیا تو اسے اس وقت بخار ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی ت ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سعید بن مامون کا بیان

جب رشید فوت ہو گیا تو ابو محمد بن دانودین کے ذریعے سے اس کے بھائی ابوالحسن سعید کی بیعت لی گئی۔ اس نے المقتدر باللہ کا لقب اختیار کیا اسحاق بن سید ابوابراہیم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا وزیر بنایا۔ اس نے موحدین کے جملہ سرداروں کو گرفتار کر کے ان کے اموال کا صفایا کر دیا۔ اور کے عرب رؤساء کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ان سب کو اپنی حکومت پر غالب کر دیا۔ سفیان کا سردار، کانون بن جرمون محکسہ کا نمبر سردار تھا۔ ان بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابوعلی بن الخلاصی البلسی نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے بھی کیا، سب نے حاکم امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں سجلماسہ میں عبداللہ بن زکریا الحضر و جی حاکم افریقہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا۔ لہٰذا اس وجہ سے افریقہ امیر ابوزکریا نے تلمسان پر جلدی سے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اس نے تعمیر اسن کو ان کا امیر مقرر کیا۔ اس دوران سعید، مراکش سے سنہ 42 میں بلاد مغرب کو ہموار کرنے کے لئے نکلا۔ سعید بن زکریا الکدمیوی پر پھر بدل گیا اور تاسفت میں اس کے پڑاؤ سے جا پکڑا۔ اس کے دوران اس کا بھائی ابوزید بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ابوسعید العود الرطب بھی تھا۔ پھر وہ سہ چلے گئے لہٰذا مراکش میں ان کے اموال کا صفایا ہو گیا اور وہ سجلماسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس نے پھر اس کے والی عبداللہ جی کو اسباب امتناع میں پکڑ لیا۔ لہٰذا ابوزید بن زکریا الکدمیوی نے اس سے خیانت کی اور اہل سجلماسہ کو اس کے خلاف خروج کرنے میں ار کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے رشید سے اس کے لئے مدد طلب کی۔ لہٰذا وہ پہنچا تو اس نے الحضر و جی کو قتل کر دیا اور ابوسعید العود الرطب پھر کی طرف بھاگ گیا۔ سعید پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور سعید بن زکریا قتل ہو گیا۔ وہ العفر قدہ میں اترا جو فاس کے وسطی علاقوں میں سے اس نے بنی مرین کے ساتھ صلح کر لی۔ اس نے پھر مراکش کی طرف واپس آ کر، ابو محمد بن دانودین کو گرفتار کر لیا، اور اسے بازمور نے قید کیا۔ لے اس کے ساتھ یحییٰ بن مزاحم اور یحییٰ بن عطوش کو ابن ماکسن کی نگرانی کے لئے قید کر دیا، تو اس نے قید خانے سے بھاگنے کے لئے ایک تدبیر وزرات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اسے سوار کروا کر اس کے ساتھ سفیانی عربوں کے کچھ لوگ بھیجے جو اسے اس ا تنسانہ کے پاس پہنچا دیں۔ سعید نے بعد ازاں اس سے مراسلت کی، اسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا۔ اس نے پھر اسے اپنی عملداری کے قلعوں لے تافیوت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کرنے میں مدد دی۔ اس دوران کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلاف کر دیا۔ اور بنو جابر اور خلط ان کی مخالفت میں اس کے پاس آ گئے۔ اس نے پھر مراکش پر ابواسحاق بن سید ابی ابراہیم اسحاق کو جو منصور کا بھائی وزیر بنایا اور اپنے بھائی ابوزید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابوحفص عمر کو سلا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ پھر مراکش سے چلا گیا۔ اس ان ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اس کے لئے بنی راشد اور بنی درار سفیان کی فوجیں جمع کیں یہاں تک کہ جب دونوں فریق لڑائی کے لئے ایک لے کے سامنے ہوئے تو کانون بن جرمون کے قانون موحدین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ازمور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سعید

نے اس کا تعاقب کیا لیکن پھر واپس آ گیا اور کانون بھاگ گیا۔ سعید نے اسے روکا، اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی قوم سفیان نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا۔ کانون پھر بنی مرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ بعد ازاں سنہ 43 میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف بھڑک اٹھے اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے سرداروں کو اس کی سطوت سے ڈرایا تو انہوں نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن ابی حفص کو حکومت دے دی اور اپنی بیعتیں بھی اسے بھیج دیں۔ یہ سب کچھ امیر بن مرین ابویحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا۔ انہوں نے پھر ابویحییٰ بن عبدالحق کو مال دینے کی شرط کی جو انہوں نے بچاؤ کی صورت میں اسے دیا۔ انہوں نے اپنے معاملے کے متعلق گفتگو کی اور اپنے صلحا کو ان کی بیعت کے لئے بھیجا تو سعید ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس سال اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی۔ جبکہ ابن خلاص نے اپنے بحری بیڑے میں ان کے ساتھ اپنا ہدیہ بھیجا جو بدقسمتی سے بندرگاہ سے چلتے ہی غرق ہو گیا۔ 27 رمضان سنہ 46 میں طاغیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔ تلمسان پر غالب آنے کے وقت سعید کو جب پتہ چلا کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابوزکریا کی بیعت کر لی ہے، تو اس نے نعیم اسن کو اس کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ اس نے پھر اہل مکناسہ اور اہل سجلماسہ کے بیعت کر لینے سے تلمسان اور پھر افریقہ تک اپنی نظر دوڑائی اور ذوالحجہ سنہ 45 میں مراکش کی طرف چلا گیا، تو اسے کانون بن جرمون ملا۔ اس نے اس کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اب سفیان قبیلہ اکٹھا ہو کر دیگر قبائل جشم کے ساتھ سعید کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ جب سعید تازی میں اترا تو اسے بنی مرین کے امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا جنہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ بھیجی۔ اس کے بعد سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس کی وفات تامزروکت میں بنی عبدالواد کے ہاتھوں صفر سنہ 46 میں ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت سے ہوا تھا لہٰذا انہوں نے محلہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن کانون کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد فوج مغرب کی طرف چل پڑی اور عبداللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ اس دوران تازی کی جہات میں بنو مرین نے انہیں روکا اور عبداللہ بن سعید کو قتل کر دیا۔ وہ پھر ایک رستے مراکش میں چلا گیا اور اس نے المرتضیٰ کی بیعت کر لی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

المرتضیٰ کی حکومت کا بیان

سعید کے فوت ہونے کے بعد فوج کا ایک دستہ مراکش چلا گیا۔ بعد ازاں موحدین نے سید ابی حفص عمر بن سید ابی ابراہیم اسحاق اور منصور کے بھائی کی بیعت پر اجتماع کر لیا، اور انہوں نے پھر اسے سلا سے طلب کیا۔ اس دوران اسے ان کا وفد راستے میں تامنا میں ملا اور اس کے ساتھ عرب کے شیوخ بھی تھے لہٰذا انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا۔ اس نے پھر یعقوب بن کانون کو بنی جابر اور اپنے چچا، یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر والی مقرر کیا حالانکہ اس کی قوم بھی اس سے قبل اسے اپنا رہنما بنا چکی تھی۔ اس نے پھر الحضرۃ میں آ کر ابو محمد بن یونس کو وزیر بنایا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران اس کا بھائی ابو اسحاق رستے میں سے سجلماسہ کے راستے کو اختیار کئے ہوئے پہنچ گیا، تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس پر بھروسہ و اعتماد کیا۔ بعد ازاں ابویحییٰ بن عبدالحق اور بنو مرین نے ابوس کے بھائی سید ابی علی کے ہاتھ سے تازی کے قلعے کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ سعید فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر اسے وہاں سے نکال دیا اور وہ مراکش چلا گیا۔ اور جیسا کہ ان حالات میں بیان کیا جاتا ہے، انہوں نے اس کے بعد سنہ 47 میں فاس شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال سبتہ پر ابوالقاسم العزفی نے حملہ کر دیا اور سبتہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی قرابت سے نکال دیا۔ اور جیسا کہ حفصی حکومت اور بنی العزفی کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، اس نے دعوت کو المرتضیٰ کی جانب پھیر دیا۔ اس کے بعد سنہ 47 میں مرتضیٰ کے پاس موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی علی بنی مرین کے قبیلوں سے وفد بن کر آئے اور انہوں نے اسے عبدالحق کے ساتھ لڑائی کرنے پر اکسایا۔ لہٰذا یہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب یہ امان املولی تک پہنچا، تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کے فیصلے کی بات مشہور کر دی۔ لہٰذا یہ کوچ کرنے لگے، ان کے دلوں پر گھبراہٹ غالب آ گئی وہ منتشر ہو گئے۔ یوں بغیر لڑائی کے شکست ہو گئی۔ المرتضیٰ نے الحضرۃ پہنچ کر کسی بات کی وجہ سے جو اسے معلوم ہوئی تھی، ابو محمد بن یونس کو معزول کر دیا اور اسے

خواص کے ساتھ راویوں میں ٹھہرایا۔ اس کے راویوں میں سے علی بن بدر سنہ 51 میں سوس کی طرف بھاگ گیا۔ اور اعلانیہ طور پر عناد کا اظہار کرنے لگا۔ جب سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی، تو وہ واپس آ گئی اور اس پر کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔ آخر سنہ 52 میں اس کی حکومت کا معاملہ مضبوط ہو گیا، اس نے اِبشانات کے لہراب اور بنی حسان کو اکٹھا کر کے تارودانت سے لڑائی کی اور جو آدمی بھی وہاں موجود تھے، ان کا محاصرہ کر لیا۔ بعد ازاں مرتضیٰ نے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں سے چلا گیا لیکن پھر ان کی واپسی کے بعد اسی حال پر واپس آ گیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ کو ابن یونس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی تحریر سے اطلاع مل گئی۔ جو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بھیجی تھی لہٰذا اسے اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد اسی سال میں اسے قتل کر دیا گیا اس سال خلط کے مشائخ نے الحضر ۃ سے استدعا کی اور جو لوگ ان میں سے اس کے قتل میں شامل تھے، انہیں قتل کر دیا۔ اسی سال ابوالحسن بن لیلو موحدین کی ایک بڑی فوج کے ساتھ تامسنا کی طرف آیا تا کہ عربوں کے ان کو واضح کرے۔ اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون بھی تھا۔ یہ دیکھ کر المرتضیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی باجر کے شیخ یعقوب بن محمد بن قسطون کو گرفتار کرے، تو اس نے اسے اور اس کے وزیر مسلم کو گرفتار کر کے انہیں پابجولاں الحضر ۃ کی طرف بھجوا دیا۔ اس کے بعد سنہ 53 میں المرتضیٰ فاس کے نواح کو بنی مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش سے نکلا کیونکہ انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا ہوا تھا لہٰذا وہ بنی بہلول کے پاس پہنچا۔ بعد ازاں بنو مرین اور ان کے امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس مقام پر موحدین کو شکست ہوئی۔ المرتضیٰ شکست کھا کر مراکش واپس آیا اور اپنے باقی ماندہ دنوں میں بنی مرین پر نظر رکھتا رہا۔ بعد ازاں العزنی سبتہ میں اور ابن الامیر طنجہ میں خود کو ترجیح دے کر حاکم بن بیٹھے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں سنہ 55 میں المرتضیٰ نے موحدین کی ایک فوج ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیجی جسے علی بن بدر نے شکست دے کر شکست دیدی اور سوس میں خود حاکم بن بیٹھا۔ اس سال ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے والی عبدالحق بن اکلو کو اس کے ایک غلام محمد القطرانی کے ذریعے سیلا کے نواح میں گرفتار کر لیا۔ القطرانی نے ابو یحییٰ کے ساتھ یہ شرط کی تھی کہ وہ اسے سجلماسہ کا والی بنائے گا۔ اس نے اپنی شرط پوری کر دی اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا۔ جب یحییٰ بن عبدالحق فوت ہو گیا، تو محمد القطرانی نے ان کو باہر نکال دیا۔ اور خود سجلماسہ کا حاکم بن بیٹھا۔ وہ پھر دوبارہ المرتضیٰ کی دعوت کا پرچار کرنے لگا۔ اس نے معذرت کی اور اس سے بھی اپنی مخصوص حکومت کی شرط لگائی تو اس نے احکام شریعت کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا۔ اس نے پھر الحضر ۃ سے ابو عمر بن حجاج اور بعض سادات کو اس قضیہ پر غور کرنے کے لئے اور نصاریٰ کے لئے ایک جرنیل کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ یوں اب ابن حجاج نے القطرانی کے قتل کے لئے تدبیر کی اور نصاریوں کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری لی۔ بعد ازاں سید نے مرتضیٰ کی دعوت سے سجلماسہ کی حکومت اپنے لئے خاص کر لی اور اس اثناء میں بنی مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس دوران یعقوب بن عبدالحق تامسنا کے میدانوں میں اترا لہٰذا مرتضیٰ نے ان کی طرف موحدین کی فوجوں کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد وہ وادی ام ربیع کی طرف بھاگ گئے۔ جب موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے۔ اس کے بعد بنو جابر نے ان سے خیانت کی، موحدین نے دو آدمیوں کے حکم سے شکست کھائی اور خلط کا سردار عیسیٰ بن علی بنی مرین کے ساتھ جا ملا۔ بعد ازاں وہ اپنے وطنوں کو واپس کوچ کر گئے۔ مرتضیٰ نے یعقوب بن جرمون کو قبائل سفیان سے مقدم کیا، اس کے بھائی کانون کا بیٹا یعنی محمد اپنی قوم کی سرداری میں اس کا مقابلہ کرتا تھا اور اس سے تنگی محسوس کرتا تھا۔ اسی لئے اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے بعد ازاں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بعد ازاں مرتضیٰ نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے یوسف بن وازرک اور یعقوب بن علوان کو وزیر بنا دیا اور خود لذات میں منہمک ہو کر رہزنی کرنے لگا۔ اس دوران وہ اطاعت توڑ کر بنی مرین سے جا ملا۔ لہٰذا اس نے اس کی جگہ عبداللہ بن جرمون کو حاکم مقرر کیا۔ مرتضیٰ نے پھر ابو زمام کو حاکم بنایا لیکن پھر اس کے عجز کو دیکھ کر اس کے بھائی مسعود کو حکومت دیدی۔ اس دوران امرائے خلط میں سے عواج بن ہلال بنی مرین کو چھوڑ کر مرتضیٰ کی اطاعت میں آ گیا۔ لہٰذا اس نے اس کے اصحاب کو بھی مراکش میں اس کے پاس اتارا اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن جرمون آ کر عواج کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے اسے علی بن ابی علی کے پاس بھجوا دیا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے ساتھ ساتھ عبدالرحمٰن بن یعقوب اور اس کے وزیر کو بھی گرفتار کر لیا، یوں وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ بعد ازاں سفیان کی حکومت مسعود بن کانون نے اور بنی جابر کی سرداری اسماعیل بن یعقوب بن قسطون نے اپنے لئے خاص کر لی۔ اس کے بعد سنہ 60 میں واقعہ ام

الرجلین سے یحییٰ بن دانودین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی الزلماط کی نگرانی کے لئے سوس کی طرف گئی تو علی بن بدر نے اس سے لڑائی کی، یوں اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ نے علی بن بدر کی لڑائی کی ذمہ داری وزیر ابی زید بن زکنت کو سونپی اور اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس میں نصرانی رہنما دخلب بھی شامل تھا۔ یوں فریقین کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی مگر موحدین کو اس میں باوجود اپنی کثرت صبر حسن ابتلاء کے غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ لہٰذا ان سے دخلب کی سستی اور وزیر کی اطاعت سے اس کی بغاوت نے سب کچھ چھین لیا۔ جب اس نے یہ بات مرتضیٰ کو لکھی تو اس نے اسے طلب کیا اور پھر ابوزید بن یحییٰ اسکد میوی کو اسے راستے میں روکنے اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اس دوران سنہ 62 میں یعقوب بن عبدالحق بنی مرین کی فوج کے ساتھ آیا اور انہوں نے مراکش سے لڑائی کی۔ یوں مراکش کے باہر موحدین اور ان کے درمیان مسلسل کئی روز تک لڑائی ہوئی جس میں عبداللہ العجون بن یعقوب ہلاک ہو گیا، تو مرتضیٰ نے اس کے باپ کی طرف تعزیت کی چٹھی بھیجی اور اس سے ملاطفت کی۔ اس نے اس کے لئے خراج مقرر کیا جسے وہ ہر سال اسے بھجواتا لہٰذا وہ راضی ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا۔ واللہ اعلم۔

باب: ۳۱

مراکش پر ابی دبوس کا غلبہ، مرتضٰی کا مرنا اور اس کی حکومت کا بیان

جب العجون کی وفات کے بعد بنو مرین مراکش سے چلے گئے تو الحضرت سے اس کی لڑائیوں کے سالار ابوالعلی الملقب بابی دبوس ابن السید ابی عبداللہ محمد بن السید ابی حفص بن عبدالمومن نے ایک چغلی کی وجہ سے جس نے مرتضٰی کے ہاں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ لہٰذا اس کے چچا سید ابی عمران بن عبداللہ بن خلیفہ کے بیٹے نے اس کی مصاحبت کی لہٰذا یہ دونوں ہسکورہ کے عظیم سردار مسعود بن کلداسن کے پاس چلے گئے۔ اس نے پناہ دیدی پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کا دادخواہ بن کر اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ کمیشن اور ذخیرے میں تقسیم کی شرط کر لی نے پھر اسے مالی امداد دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ ہزار عشری دینار تھے۔ اس نے پھر ابن علی خلطی کی مدد کرنے اور ہتھیار دینے کا اشارہ کیا تو علی ابی علی خلطی کی طرف لوٹ آیا لہٰذا اس نے اسے اپنی قوم سے مدد دی پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور اپنے ساتھی مسعود بن کلداسن کے ہاں اترا قبائل ہسکورہ اور ہزرجہ نے اس کی اطاعت کی۔ انہوں نے پھر اس کی طرف منہاجہ کے عظیم سردار عزوز بن بیورک کو ازمور کی جانب بھیجا۔ جو کہ یعقوب بن عبدالحق کے حملے تک مرتضٰی کی اطاعت سے منحرف تھا۔ بعدازاں اس کے پاس سرداروں، موحدین، فوج اور نصاریٰ کی ایک جماعت آ گئی۔ اس دوران مرتضٰی کو سفیان کے سردار مسعود بن کانون اور بنی جابر کے سردار اسماعیل بن قسطون کے متعلق شبہ پڑ گیا۔ لہٰذا اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اب ان دونوں کی قوم کے بہت سے آدمی ابی دبوس کے پاس گئے۔ اور اسماعیل اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی نے بغاوت کر دی اور ان کے ساتھ جاملا اور علوش بن کانون بھی اپنے بھائی کے متعلق اسی قسم کے سلوک سے ڈر گیا۔ یوں اس نے ان کا پیچھا کیا پھر ابوالعلی نے مراکش پر چڑھائی کی۔ جب وہ اغمات پہنچا تو وہاں اس نے وزیر ابویزید بن بکیت اس کی حفاظتی فوجوں میں دیکھا لہٰذا اس نے اس سے لڑائی کی اور ابن بکیت کو شکست ہوئی۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ ابودبوس پھر مراکش کی طرف چلا گیا۔ پھر علوش بن کانون نے باب اسریعت پر غارت گری کی۔ حالانکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ اس نے اپنا نیزہ اس کے کواڑوں میں گاڑ دیا۔ بعدازاں سنہ 65 کا سال آ گیا۔ مرتضٰی ابودبوس کے کاموں سے غافل ہو کر مراکش میں بیٹھا تھا اور دوسری طرف فصلیں محافظوں اور پہریداروں سے خالی ہو چکی تھیں۔
جب ابودبوس نے باب اغمات کا قصد کیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر شہر میں غفلت کی حالت میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر قصبہ کا قصد کیا اور باب ... سے اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضٰی بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ وزیر ابوزید بن لیلو کو لی۔ اور ابوموسیٰ بن عزوز الخعشانی بھی تھے۔ لہٰذا یہ ... کے پاس چلے گئے، انہیں اکٹھا کیا اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ کدمیوہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اور اپنے راستے میں علی بن زکران الولنکاسی کے پاس سے گزرا جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ رہا تھا یعنی ابھی تک اس کے پاس پہنچا نہیں تھا۔ لہٰذا مرتضٰی اس کے ہاں اتر ا اور اس کے ساتھ کدمیوہ گیا۔ جہاں اس کا وزیر ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالکریم رہتا تھا۔ جب اس نے اس کے ہاں جانے کا ارادہ کیا، تو ابن عبداللہ نے اسے روکا اور وہ شغشاوہ کی طرف چلا گیا، جہاں اس نے کئی اونٹ دیکھے۔ آخر علی بن زکدان نے وہ اونٹ اسے دے دیئے اور ابن ... کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو اور ابن عطوش کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو لے کر اس کے ساتھ مل جائیں، یوں وہ دونوں الحضرۃ کی طرف ... اس کے بعد ابودبوس نے علی بن زکدان کو خطاب کیا اور اپنے پاس آنے کے لئے رغبت دلائی تو مرتضٰی اس بات سے شک میں پڑ گیا۔ ... ازمور چلا گیا۔ لیکن اس کے والی ابن عطوش نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی طرح اس کے داماد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جب یہ خبر ابودبوس تک پہنچی تو اس نے اپنے وزیر سید ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرے کہ ذخیرے کی جگہوں کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کے ... ذخیرہ نہیں ہے۔ اور اس پر حلف بھی اٹھایا۔ اور پھر رحم کی درخواست کی۔ اب ابودبوس نے اس پر مہربانی کی اور یہ اہل کی طرف مائل ہو گیا۔

اس نے اپنے وزیر ابوموسیٰ اور مسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئیں جب اسے انہی سرداروں کے بتانے سے معلوم ہوا کہ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا، تو اس نے سید ابوموسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔ لہٰذا اس نے اسے قتل کر دیا اور اب ابودبوس نے حکومت قائم کر لی۔ اس نے واثق باللہ اور معتمد علی اللہ کے لقب اختیار کر لئے۔ اس نے پھر سید ابوموسیٰ اور اس کے بھائی سید ابوزید کو اپنا وزیر بنایا خوب بخشش کی۔ اس نے پھر ریاستوں کے متعلق سوچ بچار کی اور رعیت سے ٹیکس اٹھا دیئے۔ اس دوران اس کے اور مسعود بن کلداسن کے درمیان وحشت پیدا ہو گئی۔ لہٰذا وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا۔ بعدازاں عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کر اس کے پاس آیا اور اسے پتہ یعقوب بن عبدالحق تامسنا میں اترا ہے۔ لہٰذا اس نے حمید بن مخلوف ہسکوری کو ہدیہ دے کر اس کے پاس بھیجا تو اس نے ہدیہ کو قبول کر لیا۔ بعدازاں ان کے درمیان پختہ معاہدہ ہو گیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور حمید واثق کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مسعود بن کلداسن اطاعت میں عبدالعزیز بن عطوش کے پہنچنے پر اتفاق کیا۔ لہٰذا ابودبوس بلاد حاحہ پر ابوموسیٰ بن عزوز کو امیر مقرر کرنے کے بعد مراکش کی طرف آیا۔ اسے راستے میں عبدالعزیز بن السعید کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور ابن مکیت اور ابن کلداسن نے اسے ملک داخل کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی بیماری پر صبر کیا۔ اور حملے میں ان کی حالت کو بدل دیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

ہسکورہ کا بیان

قبائل معاہدہ میں سے یہ سب سے زیادہ اکثریت والے ہیں۔ ان کے بہت سے بطون یہ ہیں۔ جن میں سب سے بڑا بطن ہسکورہ ہے اس کے سوا جو بطون نفیسہ کی طرح ہیں، انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنی مشکلات کے حل کرتے ہوئے ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کے جوان اپنے پہلی قوموں کے طریقے پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ہسکورہ کو موحدین کے درمیان اپنی کثرت اور غلبے کے باعث ایک مقام اور عزت حاصل تھی اس کے علاوہ وہ صاحب قوت بھی تھے لیکن وہ ان کی آسائش اور مرفہ الحال میں شامل نہیں ہوئے۔ جس پہاڑ کو انہوں نے اپنا وطن بنایا ہے اس کے ذریعے انہوں نے پرشور آفاق اونچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی ہے۔ یوں اس نے اپنے ہاتھ سے افلاک کو چھو لیا ہے۔ اور ستاروں کو مانگ میں سجا دیا ہے، اپنی چادر میں بادلوں کو لپیٹ دیا ہے۔ اس نے تند و تیز اور سیاہ ہواؤں کو پناہ دی ہے اور آسمانی خبروں کی طرف اپنے کان لگائے ہیں۔ اس نے بحر اخضر پر اپنی شاخوں سے سایہ کر دیا ہے اور بلاد سوس میں صحرا تک اس کی پشت کے پیچھے ہو گیا ہے۔ اس نے درن باقیماندہ پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرا دیا ہے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین تمام مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا۔ یوں وہ ان کے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے انہیں اپنا ہاتھ دے دیا۔ بعدازاں ہسکورہ کے لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے۔ لہٰذا نہ وہ ان میں خدمت میں داخل ہوئے اور نہ انہیں اپنی اور نہ ہی ان کی دعوت کا جھنڈا بلند کیا، یہ سب تو صرف ان کی حکومت کی مخالفت اور ان کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھا۔ جب فوجیں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوتیں تو وہ انہیں غیر واجب اطاعت پر زور ڈالتا، ٹیکس زبردستی لیتا اور اس کے باوجود ان کا سردار اپنے لئے ٹیکس لیتا اور اپنی حفاظت کے لئے انہیں تنگی میں ڈالتا۔ بسا اوقات وہ انہیں جبل کے بعض قبیلوں اور سوس کے میدانوں میں اپنے قریب رہنے والے لوگوں کے پاس بھیجتا، اس طرح وہ ان کو ہسکورہ اور نفیسہ کے ایک آدمی کے لئے ارض سوس میں رہنے والے عربوں اور سفیان جو حارث کا بطن ہیں اور معقل جو الشبانات کا بطن ہیں ان میں سے بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیتا۔ عبدالمومن بن یوسف کے خاتمے کے بعد ہمارے بیان کے عبدالواحدان کا سردار تھا۔ انہوں نے پھر عجمی زبان کو درست کر دیا اور اسے تخصیص اور بہادری میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ اس کی وفات سنہ 680 میں ہوئی اور وہ بڑا صاحب علم تھا۔ ایک جماعت اس کی کتب کو یاد کرنے والی تھی۔ وہ فروع فقہ کا حافظ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کا دلدادہ، علم کیمیا، سیمیا، سحر اور شعبدہ بازی کے نتائج کا اور قدیم شرائع اور ساری نازل شدہ کتب سے واقفیت رکھتا تھا۔ وہ یہود کے علماء حتیٰ کہ ان کے رہنماؤں کے ساتھ مجالست کرتا تھا۔ لہٰذا اس پر دین سے بے رغبتی کا اتہام لگایا گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکمران بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ اسے بھی خصوصاً سحر اور کیمیا کے حصول کا بہت شوق تھا۔ جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر کے معاملے سے فارغ ہوا۔ اور مغرب کے فتنے کو فرو کر دیا تو اس کے اطراف

پر قبضہ کرلیا۔ پھراس کے بعد قلعے میں فوجوں کے ساتھ اتر پڑا۔ بعدازاں اس کے میدانوں کو بغیراس کے کہ پیچھے سے اعراب سوس ان کی مدد کریں، اس کی فوجوں نے روند ڈالا۔ کیونکہ اسے ان کے علاقے پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ یہ ان کی اطاعت کا اقتضاء تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے عمال کو فوجوں کے ساتھ ان کے درمیان اتار دیا۔ یوں عبداللہ نے معروف اطاعت کے ذریعے اس سے خلاصی حاصل کی، اس میں اپنے بیٹے کو رہن لکھا اور سلطان کے ساتھ تحائف اور مہمانی کی شرط کی جو اس نے قبول کرلی۔ اس نے پھر اسے اپنی رضامندی دے دی اور جب قیروان میں سلطان کو مصیبت نے آ لیا، اور مغرب لڑائی سے مضطرب ہو گیا، اور مراکشی بلاد کی فضا مشائخ سے خالی ہو گئی تو مصامدی سرداروں نے مراکش جانے اور اسے برباد کرنے پر اتفاق کیا، کیونکہ وہ دارالامارت اور فوجوں کے اجتماع کا مقام تھا۔ عبداللہ سیکسیوئی نے بھی اس فیصلے کے نفاذ کا ارادہ کیا۔ اس نے پھر تخریب مساجد کا کام اپنے ذمے لیا کیونکہ وہ مساجد سے دور رہنا چاہتے تھے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ فاس میں حکومت کے قیام اور سلطان ابوعنان پر بنو مرین کے اتفاق سے ان کا جوش کمزور پڑ گیا۔ اور ان میں افتراق پیدا ہو گیا لہٰذا اب ان میں سے ہر ایک اپنے بھٹ سے داخل تھا۔ جب ابوعنان اپنے باپ کے معاملے سے فارغ ہوا تو مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور بنوعبدالواد اس پر چھا گئے۔ اس دوران اس کے بھائی ابوالفضل بن مطرح کو اندلس میں اطاعت سے دیس نکالا ملا جو اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لہٰذا سفیر نے اسے سواحل سوس کی طرف سوار کرا دیا تو وہ وہاں اتر کر عبداللہ سیکسوی سے ملا اور اس نے اسے پناہ دی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ اب ابوعنان نے بھی اپنے عزائم کو پورا کرنا چاہا، اس نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دادرار کو ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا منتظم بنایا اور سنہ 54 میں مغرب کی فوجوں کو نکال کر اس کے صحن میں بٹھا دیا۔ اس نے پھر دامن کوہ میں اس کے حصار کے لئے ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام قاہرہ رکھا۔ لیکن پھر اس کا گلا گھٹنے لگا۔ اور اس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکراؤ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے پھر یہ شرط لگائی کہ وہ ابوالفضل مصری کے عہد کو ترک کر دے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے تو اس نے اس کی بات قبول کرلی، حسب عادت اس سے صلح کرلی۔ اور اس سے الگ ہو گیا۔ بعدازاں سلطان ابوسالم کے زمانے میں عبداللہ سیکسوی کے خلاف اس کے بیٹے محمد نے بغاوت کی۔ جو ان کی زبان میں ایزم کے نام سے معروف تھا جس کے معنی شیر کے ہوئے ہیں لہٰذا وہ اس پر غالب آ گیا، اور عبداللہ، عامر بن محمد الحفشانی کے ساتھ جا ملا، جو اپنے دور میں مصامدہ کا بڑا سردار اور ان پر سلطان کا عامل تھا۔ اس کے بعد اس نے اس سے فوج مانگی، عامر نے اس سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ دو سال مہلت دی یہاں تک کہ وہ سلطان کے پاس گیا اور اس بارے میں اس سے مدد طلب کی۔ اس نے پھر اس کے دشمن کے مقابل پر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کرلیا لہٰذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کے لوگوں سے کہا کہ وہ اس کی مدد کریں۔ عبداللہ پھر چل کر قاہرہ آیا۔ اور اپنے باپ اور اس کے مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا۔ جب اس کے بعض رازداروں نے اسے اندر داخل کیا اور اسے بعض خفیہ مقامات کی اطلاع دی تو وہ پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ لیکن پھر انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا تو عبداللہ نے اپنی قوم کو آواز دی۔ اب محمد ان کے آگے بھاگ اٹھا لیکن جبل کے نواح میں تلاسیف مقام پر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ یوں عبداللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی اور اس کے پاؤں جم گئے۔ یہاں تک کہ اس کے عم زاد یحییٰ بن سلیمان نے، جب اسے پتہ چلا کہ وزیر عمر بن عبداللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے مراکش کی حکومت کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے، اس کے بارے میں سوچا اس بات سے یحییٰ اپنے باپ پر غضبناک ہو گیا جو عبداللہ کا چچا تھا اور جسے اس نے اپنی امارت کے ابتدائی ایام میں قتل کر دیا تھا۔ یوں وہ سنہ 75 تک سیکسوہ پر قابض رہا لہٰذا ابوبکر بن عمر بن خرد نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی عبداللہ کے بدلہ میں قتل کر دیا۔ اور پھر سیکسوہ کی حکومت کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ کچھ سالوں کے بعد اس کے عم زاد نے جو اس کے اہل بیت میں سے تھا، ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ مجھے اس کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چل چکا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس کا خروج مغرب سے دوسرے کوچ کے بعد سنہ 76 میں ہوا تھا۔ مجھے اس کی حکومت کے ثقہ آدمیوں نے بتایا ہے کہ اس نے ابوبکر بن عمر پر کامیابی حاصل کر کے اسے مار دیا تھا۔ اس زمانے یعنی سنہ 79 تک وہ جبل کا مخصوص حاکم بنا رہا۔ پھر مجھے سنہ 88ء میں اطلاع ملی کہ یہ عبدالرحمٰن ابوزید بن مخلوف بن عمر آجلید کے نام سے معروف ہے جسے یحییٰ بن عبداللہ بن عمر نے قتل کیا تھا، اس نے جبل کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ اور وہ اب تک اس کا مالک ہے۔ وہ دراصل ایزم بن عبداللہ کا بھائی ہے۔

مصامدہ کے بقیہ قبیلوں کی روداد

ان سات مثلاً ہیلانہ، حاجہ اور دکالہ وغیرہ کے علاوہ کچھ قبیلوں نے جبل کی چوٹیوں یا اس کے میدانوں کو اپنا وطن بنالیا ہے۔ ان اقوام کا شمار ہوسکتا اور ان میں سے دکالہ اندرونی جانب سے جبل کے میدان میں ہے۔ جو غربی جانب سے مراکش کے سمندر قریب ہے اور جہاں پر رباط ہے اور جو ان کے بطون ہیں۔ وہ بنی ماکر کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے مصامدہ یا منہاجہ کی طرف منسوب ہونے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ غربی جانب کے اس میدان میں جو ساحل سمندر اور جبل درن کے درمیان ہے، ایک اور میدان ہے جو سوس تک پہنچتا ہے اور جہاں حاجہ کے لوگ ان کے پڑوسی ہیں، وہ اسے آباد کئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت ایک درخت کی وجہ سے جو ارجان کے نام سے مشہور سرخ پوستینوں والی ہے۔ یہ لوگ ان درختوں میں پناہ لیتے ہیں۔ اور ان کے پھلوں سے اپنے سالن کے لئے تیل نچوڑتے ہیں۔ وہ پھل نہایت رنگ، خوشبو اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ اسے گورنر صاحبان دارالامارت میں اپنے تحائف میں بھیجتے ہیں اور سب اس میں خوش ہوتے ہیں۔ ان دوسرے ٹھکانے ارض سوس کے قریب ہیں۔ جبل درن سے ہٹ کر قبلہ کی طرف تاونست کا شہر ہے جہاں پر ان پوستینوں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ ان کے اوسار وہاں اترتے ہیں۔ ان کی سرداری ایک بطن میں بھی ہے جو مغرادہ کے نام سے مشہور ہے۔ سلطان ابوحنان کے دور میں ان کا سردار ابراہیم بن حسین بن حماد بن حسین اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراہیم بن حسین اور اس کے بعد ان کا عم زاد خالد بن عیسیٰ بن حماد تھا۔ ان کی ریاست سلطان عبدالرحمٰن بن بطوسن کے مراکش پر متغلب ہونے کے زمانے تک ان پر قائم رہی۔ لہٰذا اسے بنی مرین کے شیخ علی بن عمر الورتاجنی نے جو بنی دیغلان میں سے تھا، قتل کر دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کی ریاست کسے ملی، ہمارے علم کے مطابق وہ اور دکالہ سب کے سب بہت ٹیکس لینے والے تھے۔ واللہ الخلق والامر وہو خیر الوارثین۔

بعد ازاں ہلال بن بدر نے اس میں فیصلہ کیا اور یحییٰ بن وانودین کو کزولہ، ملطہ، نفیسہ، اور رضا کہ وغیرہ سے قبائل سوس کو لڑائی کے لئے اکٹھا کرنے کے لئے آگے کہا۔ پھر وہ قبائل کو اکٹھے کرتا اور منازل سے گزرتا ہوا تادورنت پہنچا۔ وہاں اس نے اسے سوریٰ چند بیرونی گھرانوں کو تاراج کیا اور وہ حمیدین کے ہاں محمد علی بن بدر کا داماد اور قریبی تھا۔ وہ پھر وادی سوس میں قلعہ تیسخت میں اترا جو اصبہانہ کا قلعہ تھا۔ لہٰذا ابن بدر نے ان کو اس پر غالب کر دیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد ابودبوس نے اس سے لڑائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس میں اس کی فوجوں کو شکست دی۔ بعد ازاں محمد بن علی بن ذکوان نے ستر ہزار دینار پر ابودبوس کو نکالنے کے لئے مداخلت کی جو وہ اسے ادا کیا کرے گا لہٰذا اس نے اس کرنے میں جلدی کی اور وہ جان بچا کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب اس سے مال کا مطالبہ کیا گیا تو وہ ابن ذکوان کے پاس قیدی بن کر رہا اور ابن بدر میں اس پر قابو نہ پا سکا، لیکن اس نے پھر اطاعت اختیار کرلی اور اس کے ایلچی اس کی اطاعت کی اطلاع لے کر پہنچے۔ لہٰذا واثق الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا اور سنہ 65 میں اس میں داخل ہو گیا۔ جب اسے یعقوب بن عبدالحق کے خروج کی خبر ملی تو اس نے مرتبہ کو ابوالحسن بن قطرال کے ساتھ تلمسان کی طرف بھیجا۔ اس کا ایلچی ابن ابی عثمان پھر مراکش سے ابن ابی مدیون الونکاسی رہنما کے ساتھ ان کے پاس آیا اور سلماسہ کی سرحد پر آیا جہاں پر یحییٰ بن یعمراسن مقیم تھا لہٰذا اس نے بعض متعلقین کو اپنے باپ کے پاس بھیجا تو انہوں نے اسے ملیانہ کی جہت پر پایا۔ ابن قطرال پھر سلماسہ میں ٹھہر کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا۔ وہ مراکش کے مضافات میں اترا تو اہل نواح نے اس کی اطاعت کی۔ اب ابودبوس موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا تو یعقوب اسے وادی میں گھسیٹ لایا، اس نے پھر اس سے لڑائی کی لہٰذا اس کا میدان درہم برہم ہو گیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ وہ شکست کھا کر مراکش جانا چاہتا تھا لیکن لوگ اس کے تعاقب میں تھے لہٰذا اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ اب یعقوب بن عبدالحق جلدی کر کے محرم سنہ 68 کے آغاز میں مراکش میں داخل ہو گیا۔ اس دوران موحدین کے بقیہ مشائخ بنی دبوس کے ایک آدمی عبدالحق کی بیعت کر کے اپنے قلعوں میں بھاگ گئے۔ انہوں نے پانچ دن کی مدت تک اس کا نام معتصم رکھا لیکن پھر وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور یوں بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

باب: ۳۲

مراکش میں جبال درن کی حکومت اور اس کے واقعات کا بیان

جب مہدی نے جبال درن میں اپنی قوم کو جو مصامدہ میں سے تھی، اپنی حکومت کی دعوت دی تو اس زمانے میں ان کی دعوت کا اصل اس تجسیم کی نفی کرتا تھا جس پر اہل مغرب کو اعتماد تھا لہٰذا اس نے شریعت کے متشابہات کی تاویل کو ترک کر دیا اور انجام کار تکفیری مذہب پر چلتے ہوئے اس نے اس بات کے انکار کرنے والے کی صریحاً تکفیر کی، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی دعوت کا نام دعوت توحید اور اپنے اتباع کا نام ملثمین پر چوٹ کرتے ہوئے موحدین رکھا۔ بلاشبہ ان کے مذاہب جسمیت کے اعتقاد کے حامل تھے اور اس فتح سے قبل یقیناً اہل سابقہ سے مختص تھا۔ دراصل فتح مراکش سے قبل اہل سابقہ آٹھ قبائل تھے جن میں سے سات مصامدہ میں سے تھے۔ ھرغریہ امام مہدی کے قبیلہ کے لوگ تھے جبکہ ہنستانہ اور تیمملل وہ لوگ تھے جنہوں نے ہرغہ کے ساتھ جنگ اور حفاظت پر بیعت کی تھی۔ کنفیسہ، ہزرجہ، کدمیوہ اور دریکہ اور موحدین کا آٹھواں قبیلہ کومیہ تھا، جو عبدالمومن کا قبیلہ تھا۔ فتح سے قبل اس کے بڑے بڑے ساتھی اس کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے لیکن ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمومن کے ہاں برتری حاصل تھی لہٰذا یہ قبائل اس برتری اور اس نام سے مخصوص ہو گئے۔ انہوں نے پھر حکومت کو سنبھالا اور اس کے تخت کو اٹھایا۔ وہ دیگر علاقوں میں صاحب امر کی نسبت قویم کے ساتھ اس کے مذاہب و ممالک سے متفق ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنے مقامات میں باقی رہے۔ حکومت کے بعد زناتہ سے قبل ان پر غلبہ کے دامن دراز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں ناذانوں کے ساتھ باقی رہنے دیا اور انہیں رعایا لیکن گزاروں میں شامل کر دیا۔ اس طرح کبھی زناتہ اور کبھی دوسرے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے۔

وفی ذالک عبرۃ و ذکری لاولی الالباب والملک لله یورثه من یشاء

ارغہ کی روداد

یہ امام مہدی سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مٹ مٹا گئے ہیں۔ یہ ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہو گئے تھے کیونکہ ان کی حکومت کے غیر دل یعنی مصامدہ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

تیمملل کا بیان

اسی طرح تیمملل بھی مہدی کی دعوت میں تعصب دکھلانے، اس پر اکٹھا ہونے اور اس کی حکومت کے قائم کرنے میں ان کے بھائی ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر ان کے درمیان اپنا گھر اور مسجد بنائی۔ وہ انہیں ان کے ابتلا کی عظمت کے مطابق غنیمت دیتا۔ پھر انہیں حکومت کی عملداریوں میں دور دور بھیج دیا گیا۔ لہٰذا ان کے آدمی ختم ہو گئے اور مصامدہ نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ امام کی قبر اس دور میں بھی ان کے درمیان موجود ہے۔ جس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔ صبح و شام اس پر قرآن پاک کے سپارے پڑھے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ زائرین کے آگے اجازت میں آسانی پیدا کرنے اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے پردہ لٹکایا جاتا ہے۔ حکومت کے جشن میں معروف رسوم کے مطابق زناتہ کے سامنے صدقات پیش کیے جاتے ہیں۔ وہ تمام مصامدہ کے ساتھ اس بات پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں کہ انہیں عنقریب دوبارہ حکومت ملے گی۔ اہل مشرق و مغرب پر ان کی حکومت غالب آ جائے گی اور زمین پر چھا جائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا، وہ اس بارے میں شک و شبہ نہیں کرتے۔

ہنتاتہ کی روداد

ہنتاتہ حکومت میں دونوں قبیلوں کے پیچھے ہے۔ ان کے بعد جو بھی آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں کیونکہ انہیں کثرت اور قوت حاصل تھی۔ ان کے سردار، ابوحفص عمر بن یحیٰی کا مقام امام مہدی کے صحابہ کا ہے اور انہیں مصامدہ پر اعزاز حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے کہ انہیں افریقہ میں حکومت حاصل تھی لہٰذا ان میں سے دونوں حکومتوں نے مخلوق پر غلبہ پانے کے لئے اتفاق کر لیا۔ اب وہ اپنے معروف وطن جبال درن میں باقی رہ گئے ہیں۔ یہ پہاڑ مراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے جو خود مختاری اور کسی کی اطاعت کے بین بین اشیاء ہے۔ انہیں اپنی قوم میں اپنی پناہ گاہوں کی سختی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جب بنومرین نے مصامدہ پر غلبہ پالیا تو انہوں نے ان سے دعوت کے وسائل کو روک دیا۔ دراصل ان کے رؤساء اولاد یونس کو ان کے ساتھ اجتماع کرنا ہوتا تھا کیونکہ بنی عبدالمومن کی حکومت کے آخر میں یہ مبغوض تھے لہٰذا انہوں نے ان کو اچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کر لیا۔ سلطان یوسف بن یعقوب بن عبدالحق کے زمانے میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا اچھا دوست تھا لیکن وہ سنہ 70 میں ابن الملیانی کاتب کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا جس میں اس نے کچھ خلاف عقل باتیں لکھ دی تھیں اس نے پھر اسے سلطان کے پاس اس کے بیٹے جو مراکش کا امیر تھا، کے ذریعے بھجوا دیا تو اس کی قید میں مصامدہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کر دیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا لہٰذا سلطان اپنی سواریوں کے ساتھ اس گروہ کی خاطر کھڑا ہوا۔ وہ پھر ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں جو اس سے کوتاہی ہوئی، اس پر نادم ہوا، جیسا کہ سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ جب سلطان ابو سعید حاکم بنا تو مصامدہ کی حکومت کا جو اثر و رسوخ موجود تھا، وہ بھی جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس طرح بنومرین اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ ان پر حکومت کرنے لگے۔ موسیٰ بن علی بن محمد کی حکومت کے آغاز کے بعد اس نے اسے مصامدہ اور ان کے ٹیکس پر سے حاکم بنایا اور اسے مراکش میں اتارا، یوں وہ کئی سال تک حکومت سے سیراب ہوتا رہا اور اس کے قدم حکومت میں مضبوط ہو گئے۔ اس نے پھر اسے اپنے اہل بیت کو وراثت میں دیا اور اس کی وجہ سے حکومت میں ان کا ایک مقام بن گیا جس کا انتظام انہوں نے حکومت میں کیا تھا۔ یوں وہ وزارت کے لئے بھی نمائندے بنے۔ جب موسیٰ فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمد کو حاکم مقرر کر دیا اور اسے بھی اس کے طریقے کے مطابق چلایا یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس کے بیٹوں کو اپنی کئی قسم کی خدمتوں میں لگا دیا اور ان میں سے عامر کو اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔ جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف کوچ کیا تو مصامدہ کے مصاحب، امراء اور سب سرداروں میں عامر بھی شامل تھا۔ جب سنہ 749 میں قیروان کی مصیبت درپیش ہوئی تو اس نے موحدین کے دستور کے مطابق اسے تونس میں پولیس کا افسر مقرر کر دیا، اس نے پھر اس کی پریشانی کو دور کر دیا۔ جب وہ تونس سے چلا تو اس کی بہت سی حرمیں اور دولت و مال عامر کو دیکھنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہو گئیں یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑا تیز ہوا کے باعث غرق ہو گیا تو اس کشتی کو جس میں وہ سوار تھے، اسے سمندر کی موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن سمندری مصیبت سے بچ کر سنہ 50 میں الجزیرہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر بنی عبدالواد پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے اسے شکست دی۔ وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سجلماسہ میں اترا۔ ابوعنان نے اس کا قصد کیا تو وہ وہاں سے مراکش چلا گیا اور مصامدہ اور جشم کے عرب اس کی دعوت دینے لگے۔ اس نے دوبارہ فوج اکٹھی کر لی پھر اس کے بیٹے نے جبات ام ربیع میں اغمات میں اس سے لڑائی کی اور اسے پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ وہ پھر جبل ہنتاتہ کی طرف بھاگ گیا۔ عامر کی غیبت کے زمانے سے عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا جو کہ اس کے خواص میں سے تھا لہٰذا عبدالعزیز نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس کی قوم پھر اسے بچانے کے لئے زبردستی حاکم بن گئی اور موت زیادہ مشہور کر نیچا ہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا تذکرہ کریں گے لہٰذا انہوں نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا۔ اس کے بعد وہ ابوعنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے لہٰذا اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجہ میں انہیں اپنا قرب بخشا۔ ان سے عبدالعزیز کو اپنی امارت پر قائم رکھا اور عامر کو جو ان کا بڑا سردار تھا، اسے مریہ سے اس کی جگہ سے طلب کیا۔ اس طرح وہ سلطان کی لونڈیوں اور حرموں کا جو اس کی امانت تھیں، نگران بن گیا اور سلطانہ بھی اسے عزت و تکریم سے ملی۔ اس نے پھر اسے اپنی خاص توجہ کا مورد بنایا اور اس کا ساتھ

عبدالعزیز اس کے لئے حکومت کو چھوڑ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے اپنا نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے سنہ 54 میں عامر کو باقیماندہ مصامدہ پر حاکم مقرر کیا اور اسے ان سے ٹیکس لینے پر افسر مقرر کیا۔ اس نے یہ کام نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور سلطان کو مراکشی عملداریوں کے غم سے فارغ کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور ٹیکس جمع کرنے پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید اور وزیر حسین بن عمر مودودی کو مقدم کیا۔ وہ اس پر اس تربیت کی وجہ سے جو اسے رتبے کے لئے دی گئی تھی، حسد کرتا تھا، دراصل دونوں کے درمیان اس وجہ سے دشمنی چلی آتی تھی لہٰذا وہ اس کے حملے کے خوف سے مراکش سے نکل کر جبل ہنتانہ میں اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے باپ نے اپنی وفات سے قبل جوانی ہی میں اسے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کر دیا تھا لہٰذا وہ اسے جبل میں لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابی سالم کے پاؤں حکومت میں جم گئے۔ وہ پھر سنہ 60 میں مغرب کا خودمختار حکمران بن گیا۔ بعدازاں عامر بن محمد اپنے ایلچیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے بھتیجے محمد المعتمد کو بھیجا تو سلطان نے اس کی سفارت کو قبول کیا اور اس کی وفاؤں کا شکریہ ادا کیا۔ وہ پھر عرصہ تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا لہٰذا اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر وہ اس کے ساتھ تلمسان کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کی وفات سے قبل تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ اس نے پھر اس کی امارت کی جگہ اسے بھجوا دیا۔ جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا تو اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن عمر نے مغرب کو اپنے لئے مخصوص کر لیا، اس کے اور عامر کے مابین دوستانہ تعلقات تھے۔ اب اس نے اس کے ساتھ اس سوراخ کو بند کرنے کے لئے پختہ عہد کیا، وہ پھر بلاد مراکش کی حفاظت کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہیں کرے۔ وہ دراصل اس کام کا ذمہ دار تھا۔ اس نے پھر اسے مراکش کے مضافات سے وادیٔ ام ربیع تک کا حاکم مقرر کر دیا اور اس طرف کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ بعدازاں سلطان ابوسعید ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے بیٹوں میں سے اعیاص اور عبدالمومن بن سلطان ابوعلی اس کے پاس گئے لہٰذا اس نے عبدالمومن کو قید کر لیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لیکن اس نے بعد میں ابوالفضل کو اس کی امارت پر قدرت دے دی۔ اب اس کے اور عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے۔ بعدازاں بنی مرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ فاس سے اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس نے اپنی قوم کی پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا۔ جب عبدالمومن اپنے قید خانے سے بنی قرین کے بلانے پر وہاں پہنچا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے امیدوار تھے کیونکہ اس نے وزراء کو ان کے بادشاہوں سے روک کر انہیں مایوس کیا تھا لہٰذا جب انہوں نے اس پر عامر کی ترجیح کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا۔ اس کے بعد اس کے اور عمر کے درمیان مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہو گئی اور وہ واپس آ گیا۔ یوں عامر مراکش اور اس کے مضافات پر خودمختار حاکم بن بیٹھا۔ جب عمر بن عبداللہ، عبدالعزیز بن سلطان ابی الحسن کے ہاتھوں مر گیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ عامر بن محمد پر اچانک حملہ کر دے جیسے اس کے چچا نے عمر بن عبداللہ پر کیا تھا۔ لہٰذا اس نے یہ نذر مانی اور وہ اپنے اونٹوں کو لے کر جبل میں اس کے گھر چلا گیا۔ یوں ابوالفضل نے اپنے عم زاد عبدالمومن پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مراکش میں قید تھا۔ اس وجہ سے اس کے اور عامر بن محمد کے درمیان جھگڑا مستحکم ہو گیا۔ اس نے پھر سلطان عبدالعزیز کی طرف پیغام بھیجا لہٰذا وہ سنہ 69 میں فاس سے اٹھا جبکہ ابوالفضل بھاگ کر تاولہ پہنچ گیا لیکن اس کے چچا سلطان عبدالعزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے پھر سفارت میں عامر کو طلب کیا لہٰذا وہ اپنی جان کے متعلق اس سے ڈرا اور اس نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا، اپنے عزائم کو مجتمع کیا اور پھر اس نے مراکش اور اس کے مضافات پر علی بن اجانا کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا۔ اس کے بعد اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عامر اور اس کی قوم کے ساتھ لڑائی کرے لہٰذا اس نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے ایک طائفہ اور سلطان کے مددگار لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اس نے سلطان کے عزائم کو حرکت دی۔

اس نے پھر سنہ 71 میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا، یوں اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے جبل میں گھستے ہی اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے لے کر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا جب پھر اس نے عید الفطر کی نماز ادا کر لی تو اسے بلا کر ڈانٹا پھر اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے قتل ہونے کی جگہ پر لے جایا گیا جہاں کوڑے مار مار کر اس کا خون نکال دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اب سلطان نے اپنی قوم پر اپنے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے فارس کو حاکم مقرر کیا جو اپنے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا

تھا۔اس نے اس دوران اس کے بیٹے ابو یحییٰ کو اطاعت میں سبقت اختیار کرنے کی وجہ سے جبل میں ان پر حملہ کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل معاف کر دیا۔یہ بات اس کے باپ نے اسے اس پر رحم کرنے کے لئے بتائی تھی لہٰذا وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔بعد ازاں سلطان نے اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔اس کے بعد پھر فارس بن عبدالعزیز فوت ہو گیا اور سنہ 74 میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور مراکش کے مضافات سلطان عبدالرحمٰن بن علی الملقب بن سلطان ابی علی کی حکومت میں آ گئے۔جب یحییٰ بن عامر بھی ان کے پاس آ گیا تو اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔اس نے پھر اس پر الزام لگایا کہ جب سے اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا ہے وہ احوال کو اٹھا کر لے گیا ہے اور ساتھ ساتھ وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے لے گیا،اس پر ابن عامر چوکنا ہو گیا اور مصامدہ کے بعض قبائل سے جا ملا جن کے سردار نوس کی اطراف میں رہتے تھے۔وہ ان کے ہاں مہمان بنا اور ان کے ہاں سنہ 785 میں اس کی وفات ہو گئی۔وارث الارض ومن علیہا۔

کدمیوہ کا بیان

کدمیوہ دراصل حکومت کے معاملے میں ہنتانہ اور تینملل کے پیرو کار ہیں۔ان کا پہاڑ جبل ہنتانہ کے کنارے پر واقع ہے۔موحدین کے عہد میں ان کے رؤساء بنو سعد اللہ تھے لیکن جب بنو مرین مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے،اس پر یحییٰ بن سعد اللہ نے انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پر اس کی مخالفت کی۔بعد ازاں فوجیں ان کی طرف آ گئیں یہاں تک کہ سنہ 694 میں سعد اللہ فوت ہو گیا۔تاہم یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پر اکٹھی ہو چکی تھیں لہٰذا انہوں نے اس کے قلعوں کو گرا دیا اور اس کی قوم کو مطیع بنا لیا۔اس کے بعد سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی،چن لیا تھا اور اسے ان کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔اس نے پھر امرائے مصامدہ کو گرفتار کر لیا اور اسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کر لیا۔یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی عداوت کی وجہ سے انہیں مارنے کی کارروائی کی جس نے اس خط کو مشتبہ کر دیا جو سلطان کے قلم سے اس کے باپ امیر مراکش کو لکھا گیا۔لہٰذا عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔اس کے ساتھ ساتھ بنو عیسیٰ،علی،منصور اور اس کا بھتیجا عبدالعزیز بن محمد بھی قتل ہو گئے۔بعد ازاں سلطان اس بات سے غضبناک ہو گیا اور ابن الملیانی اس کے پڑاؤ سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور اس میں داخل ہو گیا۔بعد ازاں کدمیوہ کی حکومت عبدالحق نے سنبھالی۔جب مراکش اور باقی ماندہ مصامدہ پر عامر کی حکومت طاقتور ہو گئی تو اس نے عبدالحق کے عہد کو توڑ دیا اور مخالفت شروع کر دی۔سکسیوی جو حکومت کے آغاز سے فتنے کا بانی تھا،اس نے اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی ترک کر دیا لہٰذا وہ سنہ 757 میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے قلعے میں زبردستی داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔یوں کدمیوہ پر غالب آ گیا اور پھر بنو سعد اللہ فاس چلے گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے یہاں تک کہ جب سلطان ابو سالم اپنے بھائی ابو عنان کے بعد سمندر میں داخل ہو کر اپنی حکومت کی طرف گیا تو غمارہ کے ہاں اترا۔اس دوران یوسف بن سعد اللہ اس کے پاس آیا اور اس سے اپنی سابقیت کے عہد کو پختہ کروایا۔لہٰذا جب وہ نئے شہر پر قابض ہوا اور اس کی حکومت مستقل ہو گئی تو اس نے اس کے تقرب کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر کر دیا۔وہ سلطان ابی سالم کے دور تک اپنی حکومت پر قائم رہا۔مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خواص اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔وہ مراکش کے نواح پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا۔اس کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا تو وہ مراکش کی طرف گیا جہاں اس نے یوسف بن سعد اللہ کو قتل کر دیا اور ابن ابی العلی سے عہد شکنی کی۔اس نے پھر اسے قتل کر دیا اور اسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملا دیا۔یوں تھوڑے سے عرصے کے لئے کدمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر بنو سعد اللہ کی طرف واپس آ گئی۔

وریکہ کا بیان

یہ ہنتانہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے درمیان قدیم سے متواتر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔یوں بدلے کے بغیر خون بہہ رہے ہیں اور لڑائی ان کے درمیان برابر ہی رہتی ہے۔ان میں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے ہیں یہاں تک کہ ہنتانہ اپنی حکومت کے زور سے ان پر غالب آ گئے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ وہو علیٰ کل شئی قدیر۔

باب: ۴۳

بنی بدرہ کا بیان جو موحدین سے اور امرائے سوس سے ہیں

ابو محمد بن یونس ہنتاتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا جسے مرتضٰی نے وزیر بنایا تھا لیکن پھر اس پر ناراض ہو کر اسے سنہ 650 میں معزول کر دیا اور مصلحت کے تحت اسے گھر میں نظر بند کر دیا۔ بعد ازاں اس کی قوم اور اس کے خواص اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ علی بن بدر کے رشتے داروں میں سے تھا جو بنی باداسن میں سے تھا لہٰذا یہ سوس کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 51 میں اعلانیہ مخالفت کرنے لگا۔ وہ پھر دامن کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اترا جہاں وادی سوس درن اور شیدہ اور اس کے قلعے کو دور کرتی ہے اس نے پھر اس کے قلعے کو منہاجیہ کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسے مضبوط کیا۔ بعد ازاں اس میں اپنے عم زاد بوحمدین کو اتارا۔ اس نے پھر سوس کے میدان اور جاجا بنی حسان جو متصلی اعراب میں سے ہیں، پر ودیہ کے نواح میں بلاد ریف تک ان کے مواطن پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا وہ اس کی طرف کوچ کر آئے۔ اس نے ان کے ذریعے سوس کے نواح میں فساد اور خرابی پیدا کی۔ تب اس کے بہت سے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ لہٰذا اس نے ان سے پورا ٹیکس لیا اور پھر تارودانت میں موحدین کے عامل پر چڑھائی کر دی اور اس پر راستوں کو تنگ کر دیا۔ یوں اس کے حالات بگڑ گئے تب وزیر ابو محمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا اہتمام لگایا۔ اس دوران علی بن بدر کی طرف اس نے جو خط لکھا تھا، اس پر اطلاع پائی تو مرتضٰی نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا اور سنہ 52 میں اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر ابو محمد بن اصال کو موحدین کی فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف لڑائی کے لئے بھیجا اور اسے اس فوج کا سالار مقرر کیا لہٰذا وہ تارودانت میں اترا اور علی بن بدر تیونودین میں قلعہ بند ہو گیا۔ بعد ازاں ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو ابن بدر نے اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ وہ پھر شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن بدر اپنی مخالفت پر قائم رہا۔ اس دوران مرتضٰی نے پھر بن علی اور لماط کو موحدین کی فوج کے ساتھ سنہ 60 میں اس سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابن از لماط قتل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضٰی نے سوس پر اپنے وزیر زید بن مکتب کو حاکم مقرر کیا لہٰذا اس نے اس پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوتی رہی لیکن پھر وہ بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس لوٹ آیا۔ یوں بلاد سوس میں ابن بدر کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر الشبانات اور ذوی حسان کے اعراب سے کام لیا اور اس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کی۔ ان کی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی تھیں اور اکثر لڑائیوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی جب سنہ 65 میں ابودبوس مراکش پر غالب آیا اور اپنے ملک کی درستگی سے فارغ ہو گیا تو اس نے سوس جانے کا فیصلہ کر لیا اور مراکش سے کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے آگے یحیٰی بن وانودین کو قبیلوں اور پہاڑی لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر تامسکروط سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اترا اور بنی باداسن کا مہمان بنا۔ وہاں سے ابن بدر کا قبیلہ تیونودین سے دو فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اس نے پھر تارودانت میں تیز خت کا قصد کیا اور ابن بدر کی بربادی اور فساد کے آثار کو دیکھا۔ جب وہ تیز خت کے قلعے میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور اس کے محاصرے کے لئے قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ بوحمدین علی بن بدر کا عم زاد تھا لہٰذا اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا، وہاں آیا۔ یہ ابودبوس کے ساتھیوں میں سے تھا لہٰذا اس نے اسے اطاعت میں داخل کر لیا۔ سلطان نے اس شرط پر اس کی اطاعت قبول کر لی کہ وہ اپنے قلعے سے دستبردار ہو جائے۔ لیکن پھر اس نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا۔ انہوں نے قلعے کی پناہ لی اور بعد ازاں حمدین علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اب ابودبوس علی بن بدر کے محاصرے کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے اس پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ جب اس پر محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے بات چیت کرنے اور دوبارہ اطاعت

اختیار کرنے میں رغبت کا اظہار کیا لہٰذا اس نے یہ بات قبول کر لی۔ سلطان نے پھر اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ جب سنہ 68 میں بنو مرین نے مراکش پر غلبہ پالیا تو علی بن یدر نے خود کو ترجیح دے لی اور سوس پر قبضہ کر لیا۔ یوں وہ تارودنت، بستیوں اور اس کے باقیماندہ شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اعراب کے لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے پسپائی ہوئی۔ سنہ 68 میں وہ قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت پھر اس کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن حسن نے کچھ مدت کے لئے سنبھالی لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تب ان کی حکومت علی بن حسن بن بدر نے سنبھالی۔ جب ابو علی بن سلطان ابی سعید سجلماسہ کے بادشاہ کی طرف اس کے باپ کے ساتھ معاہدے کی درستگی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے تو وہ سجلماسہ میں اترا اور وہاں پر اس کی حکومت کو مضبوط کیا۔ اس نے پھر تمام عربوں سے کام لیا، اس پر انہوں نے اسے سوس کی حکومت کی رغبت دلائی اور ابن یدر کے اموال کا لالچ دیا۔ اس نے پھر سجلماسہ سے اس سے لڑائی کی۔ بعد ازاں ابن یدر اس کے آگے جبال نکیسہ کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان ابو علی نے انصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی ماندہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخائر اور اموال کا صفایا کر کے سجلماسہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر غلبہ پالیا اور یوں بنی یدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن علی بن حسن پھر اس کے ساتھ مل کر اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان نے پھر ارض سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ البریتانی کو اتارا جو اس کے وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے ان عملداریوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون فوت ہو گیا، یوں فوج وہاں سے تتر بتر ہو گئی اور حسان اور الشبانات کے عرب اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر اس کے قبیلوں پر ٹیکس لگائے۔ جب ابو عنان اپنے باپ کے بعد مغرب کا خود حاکم بن بیٹھا تو اس نے اپنی فوجوں کو سنہ 56 میں اپنے وزیر فارس بن ودراء کی نگرانی کے لئے نوس میں لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی۔ اس نے اس کے شہروں میں مشائخ مقرر کئے اور پھر اپنے وزارت کے مکان کی طرف لوٹ آیا لہٰذا مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے۔ یوں اس زمانے میں سوس کی عملداری بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی اور یہ ایک بڑا وطن ہے جو الجریدی جلاد کی چوڑائی کی طرح ہے۔ اس کی فضا دراصل بحر محیط سے نیل مصر کی ترائی تک قبلہ میں استوار کے پیچھے سے اسکندریہ تک متصل ہے۔ یہ وطن جبال درن کے سامنے ہے۔ جو قبیلوں، بستیوں، کھیتوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں کے والا ہے اور جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ پہاڑ کے اندر سے کلادہ اور سکسیوہ کے درمیان گرتا ہے۔ اور اس کے میدان کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد مغرب کی طرف سے گزرتا ہوا بحر محیط میں جا گرتا ہے۔ اس وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے، بڑے بڑے قبائل ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں۔ وہاں کے باشندے اس میں گنے اگاتے ہیں۔ جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارودنت کا شہر واقع ہے۔ اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی اش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دنوں کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس جگہ پر ماسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقراء کے لئے وقف ہیں اور جہاں پر اولیاء کا آنا جانا ہے اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہیں سے ہوگا۔ وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کی طرف اولاد بونعمان کا زاویہ دو دن کی مسافت کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد کئی مراحل پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سردیوں میں معقل کی جولانگاہوں کی انتہاء ہے۔ وادی سوس کے سرے پر جبل زکنون ہے جو جبل کلادی کے مقابل ہے۔ جبال درن کے سامنے جبال نکیسہ ہیں جو جبال درعہ تک چلے جاتے ہیں جبکہ مشرق میں ان میں سے آخری پہاڑ ابن حمیدی کے نام سے مشہور ہے۔ جبال نکیسہ سے وادی نول اترتی ہے اور پھر مغرب کی طرف گزر کر سمندر میں چلی جاتی ہے۔ اس وادی پر تاکادست شہر ہے جو جماعتوں اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے۔ وہاں پر ایک مشہور بازار ہے جس کا ایک دن میں آفاق کے تاجر قصد کر کے آتے ہیں اور آج تک معروف ہے۔ ایک شہر جبا نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے، اس کے اور تاکوصت کے درمیان دو دنوں کا فاصلہ ہے۔ ارض سوس لمطہ کے نزول کے لئے میدان ہے اور لمطہ ان میں سے وہ ہیں جو درن اور کزولہ کے پاس رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں۔ جب معقل نے اس کے میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو انہوں نے آپس میں انہیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا لہٰذا الشبانات جبال درن کے سے قریب ہیں جبکہ قبائل لمطہ ان کے حلیف ہیں۔ کزولہ ذوی حسان کے حلیف ہیں اور اس زمانے تک ان کی یہی صورت حال ہے۔

ملوک افریقہ یعنی بنی حفص کا بیان

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے ارد گرد مصامدہ کے قبیلے مثلاً ہنتاتہ، تینملل، ہرغہ، کنفیسہ، سکسیوہ، کدمیوہ، ہزرجہ، وریکہ، ہزرہ، رکراکہ، حاحہ اور بلاوہ وغیرہ کی طرح بہت زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اسلام سے قبل اور بعد ان کے بہت ملوک اور رؤساء ہوئے ہیں۔ ہنتاتہ ان کے بڑے قبیلوں میں سے ہے اور ان سے تعداد اور قوت میں بہت زیادہ ہے۔ وہی مہدی کی دعوت کے قیام، اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمومن کی حکومت کے قیام کے لئے سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصامدہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ امام مہدی کے زمانے میں ان کا بڑا سردار شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ تھا۔ البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام ان کی زبان میں فارمکات تھا جن اس زمانے میں ہنتاتہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے جد امجد کا نام ہے جو کہ وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا اور جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی جبکہ یوسف بن دانودین، ابو یحییٰ بن بکیت اور ابن یعمور وغیرہ اس کے بعد آئے۔ وہ مہدی کے خاص صحابہ میں سے تھا اور اس کی دعوت کی طرف جانے والے پہلے دس آدمیوں میں شامل تھا۔ وہ ان میں عبدالمومن کے پیچھے تھا، جبکہ عبدالمومن کو مہدی کا جانشین ہونے کے سوا اس پر اور کوئی برتری نہ تھی۔ مصامدہ میں وہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ موحدین میں شیخ کے نام سے موسوم تھا جیسے مہدی امام کے نام سے موسوم تھا۔ ابن نخیل وغیرہ موحدین کے مورخوں نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: عبدالمومن بن یحییٰ بن محمد بن دانودین بن علی بن احمد بن والال بن ادریس بن خالد بن الیسع بن الیاس بن عمر بن دافتق بن محمد ابن نجیبہ بن کعب بن محمد بن سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قرشی نسب مصامدہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی عصبیت اس پر حاوی ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے انساب میں ہوتا ہے اور جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ جب امام فوت ہو گیا تو اس نے عبدالمومن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی۔ وہ دراصل مصامدہ کی عصبیت سے دور تھا البتہ اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا لہٰذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا۔ عبدالمومن نے پھر مصامدہ کی اطاعت کی آزمائش کی اور تین سال تک اس کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا۔ اس دوران ابو حفص نے اسے کہا ہم تجھے اسی طرح مقدم کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منعقد ہونے والی ہے۔ لہٰذا اس نے اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے مقدم کرنے میں امام کے عہد کو پورا کر دکھایا۔ اس نے مصامدہ کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا۔ عبدالمومن اور اس کے بیٹے کے باقی ماندہ ایام میں تمام امور مہمہ میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پھر دعوت کے مصائب میں اسے کفایت کی اور اس نے انہیں اس کے غم سے بے نیاز کر دیا۔ اس وقت عبدالمومن اسے مواقف میں مقدم کرتا تھا لہٰذا وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا۔ اس کے بعد فتح مراکش سے قبل سنہ 37 میں عبدالمومن نے اسے مغرب اوسط پر حملے کے وقت اپنے ہراول دستے میں بھیجا۔ اس وقت تمام زناتہ، جیسے بنی دمانو، بنی عبدالواد، بنی رسیعان اور بنی توجین وغیرہ موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے متحد اس میں جمع تھے۔ اس نے سخت خونریزی کرنے کے بعد عبدالمومن کے مراکش میں پہلے داخلے کے وقت انہیں دعوت پر آمادہ کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف بغاوت کی اور کئی لوگوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے۔ یوں اس کی ضلالت نواح مراکش میں پھیل گئی اور اس کی حیثیت خراب ہو گئی۔ اس نے پھر شیخ ابو حفص کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور اس کی گمراہی کے آثار کو مٹا دیا۔ جب عبدالمومن نے افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے پیشگی ابو حفص سے کوئی مشورہ نہیں لیا۔ جب وہ وہاں سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولایت کو برا خیال کیا لہٰذا اس نے پھر ابو حفص کو مجلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر آمادہ کیا۔ لیکن پھر الحضرمی کے قتل کی طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا، اس نے اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کے بیٹے محمد کو ولیعہد کی تکمیل ہو گئی۔ جب عبدالمومن نے سنہ 54 مہدیہ فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے مغرب پر شیخ ابو حفص کو اپنا جانشین بنایا۔ وہ عبدالمومن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں، سفر میں افریقہ کی طرف ساتھ لے گیا۔ یوں امام کے اصحاب میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہیں رہا۔ عمر اس کے دوستوں میں

سے تھا جب کہ یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے۔ اس نے اسے کہا کہ مصادرہ میں سے جسے تو ناپسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مردنیش کو چھوڑ دے جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور تو اس کے متعلق گردش روزگار کا انتظار کر یوں اس نے افریقہ کو عربوں سے خالی کر دیا اور انہیں بلاد مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس نے ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مردنیش سے لڑائی کرنے کے لئے محفوظ رکھا۔ یوسف بن عبدالمومن حکمران بنا تو شیخ ابوحفص نے اس کی بیعت سے تخلف کیا، اس پر موحدین اس کے تخلف کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ اس نے جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا، اس کی غرض واضح ہوگئی اور پھر وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا۔ اس نے پھر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اس وقت یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی بشارتیں تھیں۔ لہٰذا اس نے سنہ 63 میں امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا۔ جب یوسف بن عبدالمومن والی بنا تو جبال غمارہ اور منہاجہ میں فتنہ برپا ہو گیا جس میں سنہ 62 سبع بن نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کو ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی ذمہ داری سونپی لیکن پھر خود لڑائی کے لئے نکلا اور ان میں خوب خونریزی کی۔ یوں مکمل فتح حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب اسے سنہ 64 میں طاغیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلیوس شہر کے ساتھ خیانت کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور قرطبہ میں اترا۔ اس نے پھر اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کریں لہٰذا اس نے بطلیوس کو اس محاصرے سے چھڑایا اور جہاد میں وہاں شہر کے کارنامے دکھائے۔ جب وہ سنہ 71 میں قرطبہ سے الحضرۃ کی طرف واپس آیا تھا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمومن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری امارت حاصل کرتے رہے لہٰذا منصور نے اپنی حکومت کے شروع میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سعدیہ میں عبدالکریم منتزی کے ساتھ ہوا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے۔ اس نے پھر ابو یحییٰ بن ابو محمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا جو کہ سنہ 91 میں معرکے کے روز اس کے ہراول میں تھا لہٰذا اس نے مسلمانوں سے مصیبت کو دور کیا، اسے اس لڑائی میں بڑی نصرت و ثبات حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اس لڑائی میں شہید ہو گیا جبکہ اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور رہی۔ وہ اس زمانے میں تونس میں مقیم ہیں جب سنہ 61 میں ناصر ابن غانیہ کے تونس پر متغلب ہونے کی خبر ملتے ہی افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے گیا تو اس نے تونس کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا۔ اس نے پھر سعدیہ سے لڑائی کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ ابن غانیہ نے پھر ان کو اکٹھا کیا اور قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابو محمد عبدالواحد بن شیخ ابی حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہٰذا اس نے سنہ 66 میں قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر ابن غانیہ پر بڑا سخت حملہ کیا جس میں ابن غانیہ کا بھائی جبارہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر ان میں خوب قتل عام کیا، خوب قیدی بنائے اور ان سے سید ابوزید بن یوسف بن عبدالمومن والی کو جو تونس میں تھا، دور کر دیا۔ ابن غانیہ نے اسے قید کر لیا اور وہ ناصر کے پاس جہاں وہ معدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، واپس آ گیا۔ یوں وہ معدیہ کی فتح کا سبب بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابو محمد کی درستی پر آمادہ کیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب ابن غانیہ اور اس کے پیروکاروں نے افریقہ پر بڑا حملہ کیا تو وہ اس کے شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر تونس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے امیر ابوزید کو قید کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 601 میں ناصر مغرب سے اٹھا تو اس نے تونس کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا اور انہیں اس کے مضافات سے بھگا دیا۔ اس نے پھر مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں خیمے لگا دیئے۔ اس دوران غانیہ نے اپنے بیٹوں اور ذخائر کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوج قابس پر چڑھا لایا لہٰذا ناصر نے شیخ ابو محمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر اس پر چڑھائی کی لہٰذا اس نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ اور پھر سید ابوزید کو ان کی قید سے چھڑایا۔ یوں وہ واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا جہاں وہ مہدیہ کے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب اہل شہر نے اس کی شکست کے روز غنائم اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور نادم ہوئے۔ انہوں نے پھر امان طلب کی اور یوں مہدیہ کی فتح مکمل ہو گئی۔ اب ناصر تونس کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر سنہ 603 کے نصف تک

ایک سال قیام کیا۔ اس دوران میں اس نے اپنے بھائی سید ابواسحاق کو اس کے تعاقب اور ان کے فساد کے مقامات کو مٹانے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ بعدازاں اس نے بنی دمر، مطماطہ اور نفوس میں خوب خونریزی کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ پھر سویقہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابن غانیہ برقہ کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہو گیا۔ اس کے بعد سید تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ تب ناصر نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا اور افریقہ پر رضامندی کا سایہ لوٹ آیا۔ اس نے ان پر حفاظت کے پردے ڈال دیئے اور اسے معلوم ہوا کہ ابن غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ بھی کہ مراکش فریاد رس سے بہت دور ہے۔ لہٰذا ایک ایسے آدمی کا ہونا بہت ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو پر کرے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔ لہٰذا اس نے ابومحمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی زیادتی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کو ان کی حکومت میں بڑی شان حاصل تھی کیونکہ بنی عبدالمومن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتفاق اور اس کی مدد سے تکمیل کو پہنچا تھا۔ ان کے باپ منصور نے شیخ ابومحمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی حتیٰ کہ جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تھا تو اسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کرتا۔ جب یہ خبر ابومحمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی، اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا۔ اس نے پھر اس کے پہنچنے پر اس کا اکرام کیا اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ تین سال تک افریقہ کی مہمات کو پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ بھی کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ بھی کہ عزل اور ان کے مقابلے میں اس کی عیب گیری نہیں کی جائے گی۔ آخر کار اس نے اس کی شرط کو قبول کرلیا اور لوگوں میں اس کی ولایت کا اعلان کر دیا گیا۔

اسی دوران موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کر دیا گیا اور ناصر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ بعدازاں بن غانیہ طرابلس کے نواح کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سلیم اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے پیروکاروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا۔ ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی زداودہ قوم کے ساتھ موجود تھا انہوں نے پھر دوبارہ فساد اور خرابی شروع کر دی تو سنہ 604 میں ابومحمد موحدین کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور بنوعوف جو سلیم میں سے ہیں، اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ مرداس اور علاق ہیں۔ لہٰذا بشیر نے ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ دن بھر لڑائی کرتے رہے اور پھر مدد آ گئی۔ دن کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج تتر بتر ہو گئی تو موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اموال کو چھین لیا۔ اب ابن غانیہ زخمی ہو کر اقصا مبرہ کی طرف بھاگ گیا اور ابومحمد فتح اور غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور ولایت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو اس نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات نہیں کی اور حکومت رہنے کے بارے میں مہمات مغرب کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ اس بارے میں نئے سرے سے غور کرے گا۔ اس نے پھر اس کی طرف مال، گھوڑے اور اہل عطا بخشش کے لئے بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی، ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس، تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑے بھی تھے۔ اس کے دوران اس نے سبتہ اور بجایہ سے بھی اسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا۔ ان خطوط کی تاریخ سنہ 605 ہے۔ لہٰذا ابومحمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور یحییٰ میورقی کے درمیان پے در پے لڑائیاں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جنگ تاہرت کا بیان

جب یحییٰ بن غانیہ معرکہ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے مضافات میں بلاد زناتہ میں چلا جائے۔ اس نے پھر تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاد زناتہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ قصد کیا۔ شیخ ابومحمد نے اس دوران اس کے مقام سے اسے متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا نہیں کرے کیونکہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے ہے لیکن اس نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا۔ لہٰذا اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ اور ایک تلمہ کے قریب ہو گئے اور سید ابوعمران قتل ہو گیا۔ یوں تاہرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری دور تھا۔ اب ان کے ہاتھ غنائم اور مال سے بھرپور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے لہٰذا شیخ ابومحمد نے اسے ایک مقام پر روکا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے قیدیوں اور ان کے اموال سے چھڑا لیا اور ان کی باقی ماندہ غنائم کو بھی لے گیا۔ اس لڑائی میں بہت سے ملثمین مارے گئے اور ان کا ایک دستہ طرابلس کی

جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد ابو محمد کے تاھرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ راستے میں اسے ملثمین کا ایک دستہ اور اس کے عرب دوست اسے ملے اور الجلی، ریاحی زداودہ کی لڑائیوں میں اس کے ساتھ تھا۔ ان کا سردار محمد بن مسعود تھا انہوں نے مشورہ سے دوبارہ لڑائی کرنے کا عزم کر لیا اور صبر و ثبات کا عہد و پیمان کیا۔ وہ پھر ہر طرف اعراب دوستوں کی تلاش میں نکل گئے اور ان کے پاس بہت سی قومیں جمع ہو گئیں۔ جن میں ریاح، زغبہ، شرید، عوف، ذباب اور نعات شامل تھے۔ لہٰذا انہوں نے جمع ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی حیثیت کر لی لہٰذا ابو محمد ان کے پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا، وہ پھر سنہ 606 میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کی طرف چلا۔ جبل نفوسہ کے پاس ان کی لڑائی ہوئی۔ جب لڑائی تیز ہو گئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو برباد کر دیا۔ بعد ازاں بنی عوف بن سلیم کے بعض گروہ اس کے پاس آ گئے اور ابن غانیہ کا میدان لڑائی خراب ہو گیا۔ موحدین نے پھر اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ رات اندھیروں میں داخل ہو گیا۔ ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور عرب عورتیں لائی گئیں۔ انہوں نے پھر حملے اور بھاگنے کے وقت انہیں ان کے سامنے الگ الگ بٹھا تھا لہٰذا وہ موحدین کے لئے غنیمت بن گئیں اور پردہ نشین عورتیں قیدی بن گئیں۔ اس معرکے میں ملثمین، زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جن میں زداودہ کا شیخ الیہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان، اس کا عم زاد حرکان بن شیخ بن عساکر بن سلطان، شیخ بنی قرہ، جراز بن ویغرن مغراوہ کا سردار اور محمد بن العاری بن غانیہ اور ان جیسے کئی دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد ابن غانیہ پر شکستہ، شکست خوردہ اور تمام امیدوں سے ناامید ہو کر واپس لوٹ آیا جبکہ ابو محمد اور موحدین غالب ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یوں اس نے عام فساد کا قلع قمع کر دیا، اس کے ٹیکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معرکے دراز ہو گئے۔ اس کے جھنڈے کو پھر توڑ گیا اور ناصر فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یوسف المستنصر حاکم بنا تو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں ان کے غالب آنے میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی، اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور قیام ملک پر اعتماد کیا۔ یوں اس نے اسے اس کے علاقوں پر باقی رکھا اور اخراجات کے لئے اس کی طرف اموال بھجوائے۔ وہ پھر ہمیشہ وہیں پر عامل رہا یہاں تک کہ سنہ 618 میں فوت ہو گیا۔

شیخ ابو محمد کا مرنا اور عبدالرحمان بن شیخ ابو محمد کا حکمران بننا

شیخ ابو محمد فاتح کی وفات سنہ 618 میں ہوئی، اس کے بعد شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں بٹ گئی، ان میں سے ایک فریق عبدالرحمٰن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے عم زاد ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا۔ لہٰذا وہ کچھ عرصے کے لئے متردد رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابو زید عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے۔ انہوں نے اسے عہد و پیمان دیئے اور اسے اس کے باپ کی جگہ امارت پر بٹھایا یوں بغاوت فرو ہو گئی۔ اس نے پھر حکومت کے قیام کے لئے اپنے عزائم کو تیار کر لیا، عطاء و بخشش کی، شعراء کو انعامات دیئے اور ابو عبداللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنایا۔ اس نے المستنصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور نواح کو ہموار کرنے اور جوانب کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ اسے المستنصر کا خط ملا جس میں ولایت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا۔ اس کے بعد ابوالقاسم العزفی کی مداخلت سے جیون الزنداجی کا خروج رک گیا اور سرداروں نے العزفی کی ولایت پر اتفاق کر لیا، یوں انہوں نے دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا۔ یہ سنہ 47 کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں اس دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی پیروی کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الهمندانی نے وہاں اپنے آپ کو ترجیح دے دی۔ یاد رہے اس سے قبل وہاں ابو علی بن اخلاص والی تھا۔ لہٰذا جب العزفی اور جیون الزنداجی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے عہد و پیمان کیا۔ اس نے بنو عباس کے لئے خطبہ دیا اور اپنے آپ کو دعا میں اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنو مرین نے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے۔ بعد ازاں اس کے بیٹے تونس کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالقسم عبدالرحمٰن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ سابطہ کا خاوند تھا۔ وہ اور اس کی قوم جلا وطنی کے دنوں میں طنجہ چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔ بعد ازاں بنو الامین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ

جانب کوچ کر گئے۔ اس نے پھر قاضی ابوالقاسم کی سیرت اور احکام و وثائق کے متعلق اس کے فضل و معرفت کو معلوم کیا اور سلطان کے دور میں
...ہ میں اسے قضاء کے کاموں میں لگا دیا۔ اسے برکت سے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ جب امیر ابی ذکریا کی وفات کی خبر متعلیہ
...تو وہاں مسلمان بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزیرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے نواحی علاقوں کے متعلق اشتراک کا
...کر لیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ جب انہیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریوں نے ان میں فساد برپا کرنے
...جلدی کی لہٰذا انہوں نے قلعے اور وحشتناک جگہوں میں پناہ لی۔ انہوں نے ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا لیکن پھر طاغیہ نے پہاڑ
...جانب سے صقلیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی لہٰذا اس نے انہیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا۔ وہ
...جزیرہ مالطہ کی طرف چلا گیا۔ اور انہیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے بعد طاغیہ، صقلیہ اور اس کے جزائر پر قابض ہو گیا اور اس نے
...ان اپنے کلمہ کفر سے کلمہ اسلام کو مٹا دیا۔

ابوعبداللہ المستنصر کا دور حکومت

جب سلطان ابوزکریا بونہ کے باہر سنہ 47 میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابوعبداللہ کے ہاتھ پر ...ت کی، اس کے چچا محمد اللحیانی نے خواص اور باقیماندہ فوجیوں بھی اس کی بیعت لی۔ اس نے پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور 3۔ رجب کو الحضرۃ ...داخل ہوا۔ اس کی آمد کے روز اس نے پھر نئے سرے بیعت لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کچھ وقت کے بعد اس نے پھر تجدید کی اور اپنی ...ت کی جگہ الحمدللہ اور الشکر للہ کے الفاظ اختیار کئے۔ اس نے پھر اپنی حکومت کا بوجھ اٹھا لیا اور اپنے باپ کے خاص آدمی خصی کافور کو گرفتار کر لیا جو ...کے گھر کی آمدنی اور مصارف کا ذمہ دار تھا۔ بعد ازاں اس نے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور جہات کی طرف کارکنان سے بیعت لینے کے ...کیا۔ یوں ہر جانب نے ایک دوسرے کی پیروی کی۔ اس نے پھر ابوعبداللہ بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا اور قضاء پر ابوزید توزری کو مقرر کیا جو اس ...چچا محمد اللحیانی کے بچوں کا اتالیق تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابوزکریا کے دو بھائی تھے، ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا، وہ لمبی داڑھی کی وجہ سے اللحیانی کے نام سے بھی مشہور تھا جبکہ ...رے کا نام ابوابراہیم تھا۔ ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ابو ...اللہ المستنصر نے حکومت سنبھال لی اور اس نے پھر محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا۔ لیکن اس نے اس کی صغر سنی کی وجہ ...اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ وہ بیس سال کی عمر کا تھا، دراصل اسے سلطان کی رکاوٹ بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ اس کے پاس موٹے ...بھی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پلے بڑھے آدمی تھے لہٰذا اس کے باپ نے ان میں کچھ آدمیوں کو چنا اور ایک فوج مرتب کی جنہوں ...موحدین پر غلبہ پا لیا۔ انہوں نے حکومت میں ان کے مراکز میں ان سے مڈبھیڑ کی لہٰذا ابن یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور ...مت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی، اس پر افسوس کیا مگر اسے ان سے اپنی امید پوری ہوتی نظر نہیں آئی لہٰذا وہ محمد اللحیانی کی طرف لوٹا تو ...نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس کے بعد ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا۔ جب سلطان کو اپنے چچا محمد ...یانی کی طرف سے یہ اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اسے اس کے بیٹے کے شر سے متنبہ کیا اور ساتھ ساتھ قاضی ابوتوزری نے بھی اسے خیر خواہی کرتے ...ے اطلاع دی۔ ابن ابی یہدی نے پھر جمادی سنہ 48 کی صبح کو سلطان کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیر ابی زید بن جامع کو ...گرفتار کر لیا۔ جب وہ باہر آیا تو موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا انہوں نے ابن محمد اللحیانی کی اس کے گھر پر بیعت کی۔ سلطان نے ...اپنے دوستوں کو سوار کرایا اور جرنیل ظافر کو ان کے ساتھ لڑائی پر افسر مقرر کیا لہٰذا وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عیدگاہ میں ...ان سے جا ملا۔ اب اس نے ان کی فوج کو شکست دی۔ لڑائی میں ابن ابی یہدی اور ابن داز کندن قتل ہو گئے۔ بعد ازاں ظافر موسیٰ سلطان، ...سلطان کے چچا لحیانی کے گھر کی طرف گیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا، قتل کر دیا۔ وہ پھر ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف ...کیا اور راستے میں اس کے بھائی ابوابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ اس نے پھر موحدین کے گھر لوٹ لئے اور انہیں تباہ و برباد کر

دیا یوں فتنہ اور بغاوت سرد پڑ گئی۔ اب سلطان نے فوج اور دوستوں پر مہربانی کی اور انہیں روزینے دیئے، ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن ابوالحسین کو جو حکومت کے آغاز میں اسے چھوڑ گیا تھا، دوبارہ بلا لیا جبکہ ابن یہدی اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی طوالت سے تنگ ہو گیا لہٰذا وہ اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور حالات درست ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان کے پاس اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انہوں نے ان فتووں کو جو وہ بلا جرم اس کے چچا کے قتل کے لئے لایا تھا، ختم کر دیا لہٰذا وہ اس سے چوکنا ہو گیا اور حملے سے ڈر گیا۔ وہ پھر زواوہ کے ساتھ جا ملا اس شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا۔ لہٰذا اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا اور وہ بھاگ کر عربوں کے پڑوس میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہو گئی جس کا ہم ذکر ابھی کریں گے گے۔ انشاء اللہ۔

سرکاری کاموں کا ذکر

سلطان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلات کے نقشے بنائے، اسی نے سب سے پہلے نزات کی طرف سنہ 50 میں شکار کے لئے ایک شکار گاہ بنائی لہٰذا اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا حلقہ حد بندی سے باہر تھا جس میں وحشی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہیں چر سکتا تھا۔ جب وہ شکار کے لئے سوار ہوتا تھا تو وہ اس باڑ کو قورا تک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ پھاند جاتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے وہ اصحاب بھی نکلتے تھے جن کے پاس کتے، باز، شکرے، سلوقی کتے اور چیتے ہوتے تھے لہٰذا وہ انہیں وحشی جانوروں پر چھوڑتے تھے۔ انہوں نے اس کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی تھی وہ بقیہ دن اس شکار سے اپنی ضروریات پوری کرتا تھا۔ یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا اس نے پھر اپنے محلات اور طالبیہ کے سرے کے باغات میں دو دیواروں سے رابطہ پیدا کر دیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھیں اور دس ہاتھ اونچی تھیں۔ ان باغات کی طرف جاتے ہوئے اس کی بیویاں لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھیں۔ وہ دراصل ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور اب حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ رہنے والا کارنامہ تھا۔ اس نے پھر گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصمودی زبان میں قبہ اساراک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بلند عمارت وہ ایوان ہے جو بہت بلند اور وسیع اطراف والی ہے۔ اس کے دونوں اطراف میں تین دروازے ہیں اور ہر دروازے کے دو کواڑ نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ ہر کواڑ کو ایک طاقتور جماعت بند کرتی اور کھولتی ہے۔ اس کا بڑا دروازہ مغرب کی طرف ان سیڑھیوں تک پہنچتا ہے جو اس پر چڑھنے کے لئے نصب کی گئی ہیں ان کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے۔ دونوں جانب کے دونوں دروازے دو راستوں کی طرف پہنچاتے ہیں جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہیں۔ وہ پھر قورا کے میدان کی طرف مڑ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور وفود سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے۔ یوں یہ بادشاہ کی بڑائی اور حکومت کی جلالت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے سامنے کے صحن سے باہر بھی ایک شہرہ آفاق محل بنایا ہے جو ابوفھر کے نام سے مشہور ہے اور جو کہ چھتے ہوئے اور بغیر چھتے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے۔ ان میں انجیر، زیتون، انار، کھجور اور انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں۔ ہر درخت کی قسم ایک ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے یہاں تک کہ اس میں سایہ کیلئے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان لیموں، نارنگیوں، بیر ولوں، خوشبودار پودوں، چنبیلی، خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں۔ ان باغات کے درمیان میں اس نے ایک وسیع باغ بنایا ہے جس میں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے روک بنائی ہے۔ اس میں ایک قدیم نہر سے پانی لایا جاتا ہے جو زغوان اور قرطابیہ کے چشموں کے وسط میں واقع ہے اور زیر زمین چلتی ہے۔ اس پر بھی بڑی بڑی عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ وہ ایک نہایت گہرے کنویں سے جو مضبوط بنیاد والا اور چوکور صحن والا ہے، پھوٹتی ہے۔ جب اس میں زیادہ پانی ہو جاتا ہے تو اس زائد پانی کو دوسری نہر میں ڈال دیتی ہے جو قریب فاصلے پر واقع ہے پھر وہ ایک حوض میں جا گرتی ہے۔ جب وہ حوض بھر جاتا ہے اور لہریں لینے لگتا ہے تو کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہے۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الحجاج بن سید مردنیش بلنسیہ میں خود مختار بن بیٹھا تو بلنسیہ پر سید ابوزید ابوحفص غالب آ گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی تھی اور ابن عود نے بغاوت کی۔ اس کے بعد ارجونہ میں ابن احمر نے خروج کیا اور اندلس لڑائی سے مضطرب ہو گیا۔ ارغون کے بادشاہ نے پھر بلنسیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کے محاصرے کے لئے دشمنوں کے پاس سنہ 33 میں سات اترنے کی جگہیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شقر اور شاطبہ اور ایک ایک جیان

اورادہ، مرسیہ اور لیلہ میں تھیں۔ اہل جنوہ اس کے پیچھے سبتہ میں تھے۔ بعدازاں طاغیہ نے فشتالہ پر قبضہ کر لیا جو قرطبہ کا شہر ہے۔ پھر طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ بلنسیہ کے محاصرے کے لئے اس نے انیسہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتارا اور ابن لوٹ آیا۔ اس کے بعد زیان بن مرونیش سے اس کی باقیماندہ فوج سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اہل شاطبہ اور شغر لڑائی کے لئے نکلے۔ اس نے ان پر چڑھائی کی لہٰذا مسلمان تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے اکثر مارے گئے۔ لڑائی میں ابوالربیع بن سالم بھی جو اندلس میں شیخ المحدثین تھا، شہید کیا اور وہ ایک عظیم دن تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا دیباچہ تھا۔ بعدازاں دشمن کے دستوں نے اس پر بار بار حملے کے لئے پھر رمضان سنہ 35 میں طاغیہ ارغون نے اس پر چڑھائی کی، اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے خوب تکلیف پہنچائی۔ ان دنوں عبدالمومن مراکش میں تھا لہٰذا اس کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت غالب آ گئی۔ اس دوران ابن مرونیش اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابوزکریا سے حملہ کرنے کی توقع کی پھر انہوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اسے اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس محفل میں اس نے ابن الابار نے قصیدہ پڑھا۔ جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد طلب کی ہے۔ وہ قصیدہ یہ ہے۔

"تو اپنے سواروں کے ساتھ جو خدا کے سوار ہیں، اندلس پہنچ اور ہمیں ضرورت کے مطابق مدد دے۔ تجھ سے ہمیشہ ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور ان کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچ اب ان کی مصیبت لمبی ہو گئی ہے۔ یہ وہ جزیرہ ہے جس کے باشندے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نصیب بھی برباد ہو گئے ہیں۔ ہر صبح ان کا ماتم دشمنوں کے نزدیک خوشی کا باعث بنتا ہے جبکہ ہر شام مصیبت کا مقابلہ کرنا، خوف کی قوم میں بدل دیتا ہے۔ بلنسیہ اور قرطبہ میں وہ کچھ ہو رہا ہے جسے سن کر جان نکلی جاتی ہے۔ اب شہروں میں شرک آ گیا ہے اور اسلام کوچ کر گیا ہے۔ ہائے وہ مساجد، جو دشمنوں کے لئے گرجے بن گئی ہیں اور اب وہاں سے نداد کے لئے گھنٹے بجائے جاتے ہیں۔ ہائے افسوس! قرآن کو پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں، وہ شہر آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت تھے، نگاہیں ان کے سرسبز درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں اب ان کی حالت کا ایک عجیب منظر ہو گیا ہے جو قافلے کو روک لیتا ہے اور بیٹھنے والے کو سوار کر دیتا ہے۔ وہ عیش کدھر گیا جس سے ہم داستانیں سنتے تھے، وہ ٹہنیاں کہاں گئیں ہیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے۔ اس کی خوبیوں کو ایک سرکش نے مٹا دیا ہے۔ جس نے اس کی توڑ پھوڑ میں سے کام نہیں لیا۔ اس کے لئے فضاء خالی ہو گئی ہے۔ جس چیز کو اس کی ٹانگیں نہیں اچک سکیں اسے اس نے ہاتھ لمبا کر کے لے لیا ہے۔ اے امیر! جو کچھ دشمنوں نے مٹا دیا ہے اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کی دعوت سے گمشدہ چیزوں کو زندہ کر دیا تھا۔ ان ایام میں، میں نصرت حق کے لئے سبقت کرنے والا تھا اور ساتھ ساتھ میں نور ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔ اے منصور بادشاہ، اپنے شہروں کو ان سے پاک کر کیونکہ وہ نجس ہیں اور نجس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ کاٹنے والی فوج کے ساتھ ان کی زمین کو روند ڈال یہاں تک کہ ان کے ہر سر کو کچل دے۔ تو شرق اندلس کے لوگوں کی مدد کر جن کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں اور وہ ہر دم برستی رہتی ہیں۔ تجھے مبارک ہو، ان کی قوم کو مودراز پشت گھوڑوں اور خطی نیزوں سے بھر دے، بعدازاں فتح کا ایک وقت مقرر کر دے۔ شاید دشمنوں کا وقت قریب آ گیا ہے، یا آنے والا ہے۔"

لہٰذا امیر ابوزکریا نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے، اسلحے اور مال سے بھر کر ابویحییٰ بن یحییٰ بن ابن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا۔ ان تمام چیزوں کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ جب بحری بیڑا ان کی مدد کو پہنچا تو وہ محاصرے کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے لہٰذا وہ دانیہ کی بندرگاہ پر اترا اور وہاں سے انہیں مدد پہنچائی۔ وہ پھر فاس کو لوٹ آیا۔ ابن مرونیش کی طرف سے کوئی آدمی اس کے پاس نہ آیا جو ان سے چیزوں کو لیتا، یوں بلنسیہ کے باشندوں کا محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی۔ اس دوران بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے لہٰذا شہر سپرد کرنے کے متعلق خواہش ہوئی تو اس کی ایک جانب صفر سنہ 36 میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی۔ اس کے بعد ابن مرونیش وہاں سے نکل کر جزیرہ شقر کی طرف چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے امیر ابوزکریا کی بیعت لی۔ وہ پھر اہل مرسیہ کے پاس گیا جہاں پر سال کے آغاز میں عزیز بن عبدالملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی لہٰذا اس نے اس سال کے رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان کی بیعت ابوزکریا کو بھیج دی۔ یوں بلاد شرقیہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ سنہ 37 میں ابن مرونیش کا وفد تونس سے اس کی طرف لوٹ آیا یہاں تک

کہ ابن ہود کا مرسیہ پر غلبہ ہو گیا۔ وہ پھر وہاں سے نکل کر سنہ 38 میں لنت الحصون کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ طاغیہ برشلونہ نے سنہ 22 میں اس کے ہاتھ سے مرسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا۔

الجوہری کی روداد

اس آدمی کا پورا نام محمد بن محمد الجوہری تھا۔ یہ سبتہ اور غمارہ جو مغرب کے مضافات میں سے تھے، کے حکمران اکماز یرھنتاتی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہ بہت اچھا منتظم اور ریاست کا خواہش مند تھا۔ جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے والیوں سے وابستہ ہوا تو اس نے ان امور پر غور کیا جو اسے سلطان کے قریب کرنے والی اور اس کے مقام کو بلند کرنے والی ہوں۔ اس نے اس دوران افریقہ میں جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیام کے خرچ کو غیر منضبط پایا جس کا رجسٹر میں بھی کوئی اندراج وشمار نہیں تھا۔ جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور عمال کا کھاجا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف گیا اور ان کے خراج کو سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے عمال کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اب سلطان ابوزکریا اس کی طرف مائل ہو گیا، اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اسے اپنا خاص آدمی بنا لیا۔ اس نے پھر ابوربیع کنفیسی جو ابن القریر کے نام سے مشہور تھا کی موت پر اتفاق کیا۔ یہ شخص الحضر ۃ میں بڑا کاروبار کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی جگہ اس کو عامل مقرر کر دیا۔ اس خطے میں موحدین کے مشائخ کا کوئی بڑا آدمی ہی والی بنتا تھا لہٰذا سلطان نے اسے اس کی کارگزاری اور کفایت کی وجہ سے وہاں عامل مقرر کر دیا جس سے اس کی خواہش پوری ہو گئی۔ لیکن اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ شمار کیا لہٰذا اس نے شمشیر زنوں کا لباس تیار کیا اور پھر سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا۔ بعد ازاں بیابانی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے آلہ تیار کیا۔ اس اثناء میں اسے ابوعلی بن نعمان اور ابوعبیداللہ بن الحسین کے سرافگندہ ہونے پر افسوس ہوا لہٰذا ان دونوں نے اس سے دشمنی کی، سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اس کی نافرمانی کے شر سے متنبہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان نے بعض مخالفوں اور نافرمانوں کی تقدیم کے سلسلے میں اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے اسے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں، اگر تو ان کے ذریعہ ان جیسے لوگوں میں جس کو تیر مارنا چاہتا ہے مار دے۔ سلطان نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اور اسے اس شکایت کا مصداق پایا جو اس کے متعلق کی گئی تھی۔ جب اس نے عبدالحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار میں مقدم کیا تو جوہری نے اسے بتایا کہ ایسا اس نے اس کی شکایت کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے پھر اسے وصیت کی کہ وہ اس کے معاملے کے سلسلے میں آگاہی حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرے لہٰذا عبدالحق نے یہ بات امیر زکریا کو بتا دی۔ اب وہ پریشان ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر برا منایا۔ لیکن ہمیشہ ہی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فرد جرم عائد کر دی گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 89 میں گرفتار کر لیا اور اسے آزمائش کے لئے اس کے دشمنوں ابن لمان اور الندرومی کے سپرد کر دیا۔ اس نے بہرحال اس عذاب پر صبر دکھایا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو راستے کے وسط میں پھینک دیا گیا۔ اہل شماتت نے اس کے ساتھ طرح طرح کی بیہودگی کی۔ جب سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھالی اور اس نے بنی عبدالمومن سے حاصل کی تھی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ تب سے مراکش میں الحضر ۃ کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا اور تخت دعوت پر غالب تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زناتہ کی مدد سے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے مل جائے گا لہٰذا وہ امرائے زناتہ کو اس طرف رغبت دلاتا اور ان سے بنی مرین، بنی عبدالواد اور توجین اور مغراوہ کے احیاء کے لئے مراسلت کرتا تھا۔ اس دوران یغمراسن نے جب سے آل عبدالمومن کی اطاعت اختیار کر لی تھی وہ عملی طور پر ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا۔ وہ پھر ان کے پاس آ گیا اور ان کے دوست کے ساتھ صلح اور ان کے دشمن کے ساتھ لڑائی کرتا تھا۔ ان میں سے رشید ان سے بہت حسن سلوک کرتا اور خلوص رکھتا تھا۔ اس نے اس سے پھر مزید دوستی چاہی۔ مغرب اور حکومت پر اس جیسے چڑھائی کرنے والے بنی مرین کی طرف مائل ہونے اور اس کی خوشی کے ارادے سے اس نے اسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔ لہٰذا سلطان ابوزکریا نے یغمراسن کے ساتھ رشید کے اس رابطے پر برا منایا اور انہیں اپنے قریب ہی ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔ اسی دوران میں بنی توجین کا امیر عبدالقوی اور بنی منديل بن عبدالرحمن امرائے مغراوہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمراسن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے آیا۔ لہٰذا انہوں نے ان کے معاملے کو آسان کر دیا اور اسے تلمسان

اختیار حاکم بننے کے سلسلے میں خوش کن باتیں بتائیں اس نے زناتہ کو متفق کیا اور پھر مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لئے سواریاں تیار کیں۔ یوں اس نے موحدین اور باقیماندہ دوستوں اور فوجوں کو تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا۔ بنی مسلم اور ریاح کے جو اعراب اس کی اطاعت میں تھے، وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکل پڑے۔ لہٰذا انہوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا۔ یوں وہ سنہ 39 میں ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ اٹھا۔ اس نے پھر عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے وطنوں سے آنے والے لوگوں، بنی زیان اور زغبہ کے قبیلوں اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا۔ اس نے ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلے کے لئے جگہ مقرر کی۔ جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کے میدانوں کے منتہیٰ پر صحرائے زامز میں اترا تو عرب سلطان کی رکاب میں چلتے ہوئے سستی کرنے لگے اور عذر کرنے لگے لہٰذا امیر ابوزکریا نے انہیں لڑائی کے لئے کھڑا کرنے اور ان کے عزم کو بیدار کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا۔ بعدازاں وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے لڑائی کی۔ جب یغمراسن اور اس کی فوجیں تیر اندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ تتر بتر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے۔ وہ فصیلوں کو بچانے سے عاجز آ گئے لہٰذا بلندی سے خوب لڑائی ہوئی۔ جب یغمراسن نے دیکھا کہ شہر میں اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ اس پر موحدین کی فوجوں نے اسے روکا تو اس نے بھی ان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس نے ان کے بعض بہادروں کو پچھاڑ دیا تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا اور وہ صحرا کی طرف چلا گیا۔ بعدازاں ہر جانب سے فوجیں شہر کی طرف لپک گئیں پھر انہوں نے اس میں گھس کر عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے اور اموال کے لوٹنے سے فساد پیدا کر دیا۔ جب اس نے دیکھا تو اس نے کراہت اور صدمے کو دور کر دیا، یوں لڑائی کی آگ سرد ہو گئی۔ اب موحدین اور امیر نے ان لوگوں کے متعلق سوچ بچار کی جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ اسے بنی عبدالمومن کی دعوت اور اس کی مدافعت کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے۔ ان کے اشراف نے اس بات کو برا سمجھا اور امرائے زناتہ نے اسے یغمراسن کے مقابلے میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ شکار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کر سکتا ہے، نہ اچانک حملہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے شکار سے روک سکتا ہے۔ اس کے بعد یغمراسن نے پڑاؤ کے اردگرد غارت گروں کو بھیجا جنہوں نے لوگوں کو اچک لیا۔ پھر انہوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا لہٰذا اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے بدلہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتفاق کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ بھی کہ وہ اس اکیلے کو محمدی دعوت دے دے، سلطان نے یہ بات قبول کر لی۔ بعدازاں اس کی ماں سوط النساء شرط قبول کے لئے اس کے پاس آئی تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے بڑا انعام بھی دیا۔ اس نے اس کے آنے جانے کی تحسین کی۔ اس نے پھر یغمراسن کے لئے افریقہ کے بعض علاقوں کی شرط لگائی اور اس کے خراج کے لئے اپنے عمال کے ہاتھوں کو کھول دیا۔ بعدازاں وہ اپنی آمد کے سترہ روز بعد الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا۔ راستے میں موحدین نے اس کے دل میں یغمراسن کی تختی کا وسوسہ ڈالا اور اسے بتایا کہ وہ زناتہ اور امرائے مغرب میں سے اس کے حاسدوں کو کھڑا کر سکتا ہے تاکہ وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے۔ انہوں نے پھر اسے سلطان کا لباس زیب تن کروا دیا تو اس نے اس کی بات مان لی۔ اس کے بعد عبدالقوی بن عطیہ توجینی اور عباس بن مندیل مغراوی اور منصور ملکیشی کو اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں آلہ بنانے اور یغمراسن کے طریقے پر بادشاہی بنانے کی اجازت دے دی لہٰذا انہوں نے اس کی اور موحدین کے رہنماؤں کی موجودگی میں انہیں تیار کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازے پر ان مراسم کو قائم کیا اور وہ اپنے ملک کی وسعت اور خواہش کی تکمیل، اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی اطاعت اور اس میں بنی عبدالمومن کی دعوت کے سلسلے میں ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ تونس کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ میں داخل ہوا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اب شعراء نے فتح کے شعر پڑھے، اس نے انہیں انعامات دیے اور لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

حفصی دعوت میں اہل اندلس کی شمولیت

اس وقت ابوالولید کی اولاد میں سے ابومروان احمد الباجی اشبیلیہ میں موجود تھا۔ جبکہ حافظ ابوبکر جو نہایت مشہور آدمی ہے، اس کی اولاد میں

سے ابوعمر بن الجد موجود تھا۔ یہ اپنے اجداد سے بزرگی اور بڑائی کے وارث تھے اور خلفاء نے انہیں ان کے طریقوں پر چلایا۔ یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے لوگوں کے متبوع ومطاع تھے۔ بعدازاں ابوالقاسم امیر زکریا کے جملہ مددگاروں میں شامل ہوگیا۔ اس نے اس بات کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے اسے حملے اور بغاوت کرنے کی ترغیب دی۔ اس پر اس بات کا رعب چھا گیا کہ لوگوں کا گروہ اس کی تشہیر کرے گا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو پہلے چاندی سے بنائے جاتے تھے، اس طرح اس نے مشرق کے سکے کی مشابہت اختیار کی تا کہ بازاروں میں لوگوں کو معاملات اور ضروریات پورا کرنے میں آسانی ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ چاندی کے سکے لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور خرچنے میں فریب کاری شروع کر دی۔ اس نے اپنے نئے سکے کا نام حندوس رکھا لیکن پھر لوگوں نے اسے خیانت سے خراب کر دیا جبکہ صاحب مرتبہ لوگوں نے اسے کم وزن بیان کیا۔ یوں اس میں خرابی پھیل گئی لہٰذا سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی۔ اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے اور انہیں قتل کیا۔ جو اس سکے کو لیتا وہ شبہے میں پڑ جاتا۔ لوگوں نے پھر اس کے بارے میں فکر کی اور سلطان کو اسے ختم کرنے کا کہا۔ اس سلسلے میں بہت باتیں ہونے لگیں اور فتنہ پیدا ہو گیا۔ نئے انداز سے عوام کو یہ بات بھی برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ بھڑکاتا ہے اس کا نام قاسم بن ابی زید ہے۔ لہٰذا سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا اور اس کے عم زاد ابوالقاسم کی حالت نے اسے غمگین کر دیا اس دوران اسے اطلاع ملی تو اس کا نفس جو اسے بغاوت کی ترغیب دیتا تھا، اس کے متعلق اس پر رعب چھا گیا۔ پھر سنہ 61 میں الحضرۃ سے بھاگ کر ریاح سے جا ملا اور ان کے امیر شبل بن موسیٰ بن محمد انیس زواودہ کے ہاں اترا۔ یوں اس نے ان کی حکومت کی تابعداری کی۔ جب اسے اطلاع ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا۔ اس کے بعد اس کے قبیلہ سے عربوں کی حکومت مضطرب ہو گئی۔ جب ابوالقاسم نے ان کے اضطراب کو محسوس کیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے سپرد کر دیں گے لہٰذا وہ جلد ہی وہاں سے تلمسان چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا۔ اس نے پھر وہاں بھی برے کام کرنے شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی عیب گیری شروع کر دی۔ وہ پھر وہاں سے مغرب کی طرف چلا گیا اور مدت تک تیمملل میں قیام پذیر رہا اور پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ وہ وہیں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ امیر ابواسحاق، ابن احمر کی پناہ سے کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

مسیلہ کی طرف روانگی

جب سلطان کو اس کے عم زاد قاسم بن ابی زید کے متعلق اطلاع ملی کہ ریاح کی بیعت کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر چڑھائی کی ہے تو وہ سنہ 64 میں موحدین کی افواج کے ساتھ وطن کو درست کرنے، اس سے فساد کے آثار کو مٹانے اور عربوں کو طاغیہ سے چھڑانے کے لئے نکلا۔ وہ جہات سے ہوتا ہوا بلاد ریاح میں پہنچا، ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطراف کو درست کیا۔ اس دوران شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم بیابان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان پھر ریاح کے آخری وطن مسیلہ میں اتر پڑا اور وہاں اس سے بنی توجین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی۔ اس نے اس کی ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی لہٰذا اس نے اس کے ساتھ بڑا امثال کا سا حسن سلوک کیا، اسے سامان اور انعامات سے مدد دی اور اسے کوتل گھوڑے اور سونے سے بھری ہوئی کشتیاں دیں۔ اس کے علاوہ کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے اور ان کے ساتھ مال، سواریاں، گھوڑے اور ہتھیار دیئے۔ اس نے الزاب کی عملداری میں اسے اوماش کا شہر ہیڈ کوارٹر کے طور پر اسے جاگیر میں دیا اور وہ پھر اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا۔ سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریاح کے متعلق کینہ تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی تدبیر کا رخ اس طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ وہ دوسری بار الحضرۃ میں اترا جو اس کے مولیٰ ہلال کی وفات کی جگہ ہے اور جو کہ قائد کے نام سے مشہور تھا۔ اسے حکومت میں سلطان کی طرح قدیمی مرتبہ حاصل تھا۔ وہ بہادر، سخی، خوش اخلاق اور اہل علم اور حاجتمندوں کی طرف توجہ دینے والا تھا۔ اس کے بہت سے اچھے کارنامے منقول ہیں جن سے اس کی بہت شہرت ہوئی لہٰذا سلطان کو اس کی وفات کا بہت غم ہوا۔

اس دوران شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم نے طاغیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت کام کئے اس گھرانے میں سے جو آدمی ان کے

ساتھ ملا انہوں نے اسے بادشاہ بننے کی رائے دی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے پہلے امیر ابواسحاق کی اور پھر اس کے عم زاد یعنی ابوالقاسم بن ابی زید کی پیروی کی۔ سلطان سنہ 64 میں ان سے مقابلے کے لئے گیا اور ان کے اوطان پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر صحرا میں چلے گئے اور یہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے پھر ابی ھلال عباد عامل بجایہ کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے کہ وہ اس کے پاس آتے جاتے رہیں۔ بعدازاں سلطان نے کعوب بن سلیم، ذیاب اور بنی ھلال کے فریقوں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور 60 میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ تونس سے نکلا۔ اس سے پھر بنو عساکر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہیں، ملاقات کی لہٰذا اس نے محمد بن عساکر کو اس کی قوم اور دیگر ریاح پر امیر بنا دیا۔ اس کے بعد بنو مسعود بن سلطان صحرا کی طرف بھاگ گئے تو سلطان نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ نقاوس میں اترا۔ انہوں نے پھر الزاب کی گھاٹیوں میں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس کے بعد ان کے ایلچی ابی ھلال کے پاس میدان میں داخل ہونے کے لئے اسے مراجعت سے مانوس کرنے کے لئے آنے جانے لگے لہٰذا اس نے اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے انہیں سلطان کے پاس آنے کو کہا۔ انہوں نے اس کے اشارے کو قبول کر لیا۔ بعدازاں ان کا امیر شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی گئے تو اس نے انہیں اور درید کے وزیر کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے شیوخ میں شامل تھا، اس نے ان کا سامان لوٹ لیا اور انہیں قتل کر دیا، پھر ان کے جسموں کو نقاوس کی جہات کے بازاروں پر نصب کر دیا جہاں پر انہوں نے ابوالقاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی۔ اس نے ان کے سروں کو بسکرہ کی طرف بھجوا دیا جہاں ان کو نصب کر دیا۔ وہ پھر لڑتا ہوا ان کے قبائل کی طرف چلا گیا اور اس نے انہیں الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار دیا اور وہاں پر ان کے ساتھ رہا لہٰذا وہ بھاگ گئے اور جاتے جاتے سواریوں اور گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ گئے۔ یوں وسدریکش کے ہاتھ ان سے بھر گئے۔ وہ کجاووں پر بیٹھ کر بچوں اور مال کے ساتھ بھاگ گئے۔ فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں یہاں تک کہ وہ الزاب کے سامنے وادی عشدی سے آگے گزر گئے۔ یہ ہی وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے سے جبل راشد سے نکل کر پھر الزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور سبخہ نفزادہ میں جا گرتی ہے جو کہ بلاد جرید میں سے ہے لہٰذا جب ان کا دستہ وادی سے گزر گیا تو وہ اس بے آب و گیاہ جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جسے الحمادہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اور سلطان اپنی لڑائی سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا۔ بعدازاں شعراء نے مبارکباد کے اشعار پڑھے۔ زواودہ کی جماعت پھر ملوک زناتہ کے ساتھ جا ملی اور بنو یحییٰ بن درید، یغمراسن بن زیان کے ہاں اور بنو محمد بن مسعود، یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترے۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں بہت عطیات دیئے اور ان کے ہاتھوں کو انعامات، اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا۔ وہ پھر اپنے وطنوں کو لوٹ آئے اور انہوں نے دارکلہ اور زریغہ کے محلات پر قبضہ کر لیا یوں انہیں سلطان کی حکومت سے الگ کر لیا پھر وہ الزاب کی طرف مڑ گئے۔ بعدازاں اس کے عامل نے ان کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقرہ کا ٹھکانہ تھا۔ لہٰذا اس نے الزاب کی حدود پر ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور بطاوہ تک اس کا تعاقب کیا، اس نے پھر اس کے نزدیک اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر الزاب، جبل اور ریغ اور بلاد وصنہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حکومتوں نے انہیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہو گئے۔

سلطان کی نصرانیوں سے لڑائی

یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے تاہم عوام اسے افرانسہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانس کہتے ہیں۔ ان کا نسب یافث بن لوح کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یہ لوگ بحر روم کے دونوں کناروں میں سے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جو جزیرہ اندلس اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ لوگ مشرق کی جانب سے رومیوں اور مغرب کی جانب سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں۔ انہوں نے رومیوں کے ساتھ ہی عیسائیت کو اختیار کر لیا تھا۔ شاہ روم کی واپسی کے بعد ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ پھر یہ رومیوں کے ساتھ سمندر پار کر کے افریقہ چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سبیطلہ، جلولا، قرطاجنہ، مرناق اور باغایہ میں اتر پڑے اور وہاں پر جو بربری رہتے تھے، ان پر غالب آ گئے یہاں تک کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد اسلام آیا تو اعراب نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے باقی ماندہ شہروں، مشرقی کنارے کے سمندری جزائر مثلاً اقریطش، مالطہ، صقلیہ اور میورقہ کو چھین کر فتح حاصل کر لی۔ انہوں نے پھر خلیج طنجہ کو پار کیا اور القوط، جلالقہ اور البشکنس پر غلبہ پا

لیا۔ یوں وہ جزیرہ اندلس پر قابض ہو گئے اور اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجہ کے میدانوں کی طرف آ گئے۔ انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور ان میں فساد برپا کر دیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ ہی اون والے اندلس میں بنی امیہ کے آغاز میں اس طرف آتے رہے۔ افریقہ کے والی اغالبہ میں سے تھے جب کہ ان سے پہلے بھی مسلمانوں کی فوجیں اور ان کے بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزیروں میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر اپنے کنارے کے میدانوں سے ان سے لڑائی کی۔ ان کے دلوں میں ہمیشہ ہی کینہ قائم رہا کیونکہ وہ اپنے چھنے ہوئے علاقوں کی واپسی کا طمع کرتے ہے۔ جب رومی حکومت قسطنطینہ اور رومہ پہنچی اور خرنجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے مشرق میں اسے خلافت کا نام دیا۔ اس کے بعد وہ شام کے قلعوں اور سرحدوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے اور ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے ان میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ پر غالب آ گئے جس میں مسجد کے بجائے ایک بہت بڑا گرجا بنایا اور کئی بار مصر اور قاہرہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر اور شام صلاح الدین ابو ایوب کردی کو چھٹی صدی کے وسط میں مسلمانوں کے لئے بچانے والا باغ اور اہل کفر پر عذاب بنا کر بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ جہاد میں بڑی بہادری دکھائی، اور جو کچھ انہوں نے قبضہ میں کیا تھا، اسے واپس لے لیا۔ مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا۔ وہ پھر اپنے جہاد کی کارروائیوں میں فوت ہو گیا، تو پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصر اور شام ملک صالح کے عہد میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے دور میں مصر سے لڑائی کی پس انہوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگائے اور اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے پھر رفتہ رفتہ مصر کی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران میں ملک صالح فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بنا۔ جب مسلمانوں کو نیل کے بہاؤ کے دور میں لڑائی سے فرصت ملی تو انہوں نے الغیاض کو فتح کیا اور پانی کی فراوانی کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے پڑاؤ کا گھیراؤ کر لیا اور ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے سلطان کو لڑائی سے بیڑیاں ڈال کر سلطان کی طرف بھیج دیا اور اس نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلائے گا۔ لہٰذا انہوں نے صلح کی شرط پر اس سے وعدہ وفائی کی۔ لیکن اس نے تھوڑی مدت میں ہی عہد شکنی کی اور اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کے ضامن ہونے کے سلسلے میں اس نے ازراہ ظلم تونس پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے اللیانی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اسے ہٹا دیا تو انہوں نے بغیر کسی سبب کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا۔ لہٰذا انہوں نے غضبناک ہو کر اپنے طاغیہ کے پاس شکایت کی تو وہ بھی ان کے لئے برافروختہ ہو گیا، انہوں نے اسے تونس سے لڑائی کرنے کی طرف رغبت دلائی کیونکہ اس میں بھوک اور جانوروں کی وبا پری ہوئی تھی لہٰذا اس نے پھر افرنج کے طاغیہ انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سلولیس بن یولیس تھا اور جس نے افرنجی زبان میں ریڈ فرانس کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے معنی شاہ فرانس کے ہیں لہٰذا اس نے اس کو ملوک نصاریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں تونس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے نکالے۔ اس نے اس دوران خلیفہ المسیح کی طرف بھی آدمی بھیجا، اس نے بھی ملوک نصاریٰ کو اس کی مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور گرجوں کے اموال بھی اسے مدد کے لئے اس کے ہاتھوں دیئے۔ یوں باقی ماندہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی لڑائی کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی۔ مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے لڑائی کے متعلق جواب دیا، وہ شاہ انکشار، شاہ اسکوسنا، شاہ نزول اور شاہ برشلوز تھے۔ جس کا نام زیدراکون بھی تھا۔ اس کے علاوہ افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا۔ ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے۔ اب مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا اور سلطان نے اپنی باقی ماندہ عملداریوں میں خوب تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ساتھ سرحدوں میں فصیلوں کو درست کرنے اور خوراک جمع کرنے کا حکم دے دیا۔ اب نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے احتراز کرنے لگے۔ سلطان نے اپنے ایلچیوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ وہ اپنی شروط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار (80,000) دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے لہٰذا اس نے ان کے ہاتھوں سے مال لے لیا اور انہیں بتایا کہ لڑائی ان کے علاقے میں ہو گی۔ جب انہوں نے اپنا مال طلب کیا تو وہ بہانے کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں ہے، یوں ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے ایلچی کے پہنچنے کا سا ہو گیا لہٰذا اسے انفرنسیس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کو کہا، اس نے بیٹھنے سے انکار کیا اور اسے سلطان مصر کے شاہی شاعر ابن مطروح کے یہ اشعار سنائے۔

''جب تو فرنسیس کے پاس پہنچ جائے تو اسے خیر خواہ وزیر کی سچی باتیں کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تجھے عیسیٰ کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا اجر عطا کرے۔ تو مصر میں اس کی حکومت طلب کرتے ہوئے آیا ہے لیکن تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول کے ساتھ بزدل طاقتور ہو جاتا ہے لہٰذا موت تجھے اوہم کی طرف لے آئی اور تیری آنکھوں کے سامنے جگہ بھی تنگ ہو گئی۔ بعدازاں تیرے تمام اصحاب کو تیری بدتدبیری نے قبر میں ڈال دیا اور ستر ہزار میں سے ہر آدمی مقتول ہے یا مجروح ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی باتوں کا الہام کرے، شاید مسیح کو تم سے راحت محسوس ہو۔ اگر تمہارا پوپ اس بات سے راضی ہے تو کئی دفعہ خیر خواہ بھی دھوکہ بازی کرتا ہے لہٰذا انہوں نے اسے کاہن بنا لیا اور وہ تمہاری جماعت اور تمہارے سست آدمی سے زیادہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر انہوں نے بدلہ لینے یا کسی برے کام کے لئے دوبارہ آنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ابن لقمان کا گھر اپنی جگہ پر قائم ہے، بیڑیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور آختہ کیا ہوا بہت خوبصورت ہوتا ہے۔''

اس کا مطلب ہے کہ ابن لقمان کے گھر میں اسکندریہ میں اس کے قید کرنے کی جگہ ہے اور اہل مصر کے عرف میں طواشی آختہ کو کہتے ہیں لہٰذا جب وہ یہ اشعار کو پڑھ چکا تو اس بات نے طاغیہ کو سرکشی اور تکبر میں بڑھا دیا، اس نے تونس کی لڑائی میں عہد شکنی سے معذرت کی اور باقی ماندہ طاقتوں سے ایلچیوں کو اسی روز واپس بلا لیا۔ اس کے بعد سلطان کے ایلچی ان کی حالت سے انتباہ کرتے ہوئے پہنچ گئے اور طاغیہ نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا۔ وہ ذوالقعدہ سنہ 68 کے آخر میں اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر تونس کی طرف گیا لہٰذا یہ لوگ سردانیہ یا صقلیہ میں جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان سے تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کیا اور وہاں چل پڑے۔ سلطان نے پھر لوگوں میں دشمن کے متعلق چوکس رہنے، تیاری کرنے اور قریب ترین شہر میں لڑائی کے لئے جانے کا اعلان کر دیا۔ اس نے پھر الشوانی کو حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا، وہ کئی دن تک حالات کو معلوم کرتا رہا پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر پے در پے بحری بیڑے آنے لگے۔ سلطان نے اس دوران اندلس کے اہل شوریٰ سے اور موحدین سے ان کے جانے، ساحل پر اترنے یا ان سے انہیں روکنے کے متعلق گفتگو کی۔ بعض لوگوں نے انہیں اس وقت تک رکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہو جائیں تاکہ وہ اس جگہ سے جانے پر مجبور ہو جائیں جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ جب وہ الحضرۃ کی بندرگاہ سے جو محافظوں اور فوجوں والی ہے، جائیں گے تو وہ ایک سرحد پر حملہ کریں گے اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ لیں گے لیکن اس پر ان کا غلبہ پانا مشکل ہو گا۔ سلطان نے اس بات سے اتفاق کیا اور انہیں اس طرف جانے کے لئے چھوڑ دیا۔ یوں وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اتر پڑے۔ اس سے قبل روس کے سواحل اندلسی فوج اور رضا کاروں کی چوکیوں سے بھر چکے تھے، ان میں تقریباً چار ہزار سوار تھے جو رئیس الدولہ محمد بن الحسین کی نگرانی کے لئے اترے ہوئے تھے۔ جب عیسائی فوجی ساحل پر اترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے، یہ بات مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے جبکہ وہ سات بادشاہ تھے جن میں افرنسیس اور حاکم صقلیہ جرون کے بھائی اور جزر اور علجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساحلی تھا، جس کا نام الریبہ تھا اور البرا بکیر کا حاکم شامل تھے، عام مورخین خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے الگ الگ تونس پر حملہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ حملہ کرنے والا ایک ہی شخص تھا جس کا نام طاغیہ فرنجہ تھا۔ دراصل اس کے ساتھ اس کے بھائی اور جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے بادشاہ شمار ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے قرطاجنہ کے قدیم شہر میں اپنی فوجیں اتار دیں اور وہ دیواروں کی طرح تھے۔ اس کے بعد شہر کے اندر کے پڑاؤ میں فوج برافروختہ ہو گئی اور انہوں نے فصیلوں کی خرابی کو لکڑی کے تختوں سے درست کیا۔ انہوں نے پھر ان کی برجیوں کو مرتب کیا اور فصیل پر ایک بڑی گہری خندق بنائی یوں وہ خاصی حد تک محفوظ ہو گئے۔ سلطان اب اس کی تخریب میں اپنی دانائی کے ضائع کرنے پر پشیمان ہوا۔ بہر حال فرنجہ کا بادشاہ اور اس کی قوم چھ ماہ تک تونس میں نبرد آزما رہے اور ان کے پاس برابر صقلیہ اور عدوہ کے بحری بیڑوں سے جوانوں، اسلحہ اور خوراک کی مدد پہنچتی رہی۔ اس نے بعض مسلمانوں کو بحیرہ کے ایک راستے میں داخل کر دیا تو عربوں نے ان کا پیچھا کیا۔ لہٰذا انہوں نے اچانک دشمن کو آ لیا اور فتح حاصل کی اور غنیمت لی۔ انہوں نے ان کی جگہ کو بھی معلوم کر لیا لہٰذا انہیں بحیرہ کی نگرانی کا مکلف کیا گیا۔ اس کے بعد الشوانی نے بحیرہ میں تیرانداز بھیجے اور انہوں نے ان کی طرف جانے والے راستے کو روک دیا۔ سلطان نے پھر اپنے ممالک میں فوج کو اکٹھے کرنے والے بھیجے اور فوجیں ہر جانب سے امداد ملی۔ حاکم بجایہ ابو ہلال بھی پہنچ گیا اور عربوں، سدویکش، ذلھاصہ اور ھوارہ کی فوجیں بھی آ گئیں یہاں تک کہ زناتہ کے ملوک مغرب نے بھی اسے مدد دی۔ اس کے علاوہ محمد بن عبدالقوی نے بھی اپنے بیٹے زیان کی نگرانی کے لئے بنی توجین کی فوج اس کی

طرف بھیجی۔ اس کے بعد سلطان نے باقی ماندہ تنخواہ دار اور رضا کار فوج پر سات موحدین کو سالار مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں: اسماعیل بن ابی کلاس عیسیٰ بن داؤد، یحییٰ بن ابی بکر، یحییٰ بن صالح، ابو ہلال عیاد، حاکم بجایہ اور محمد بن عبو۔ ان سب کے کمانڈر یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر تھے۔ یوں مسلمانوں کی اتنی تعداد جمع ہو گئی تھے جسے شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ صلحاء اور فقہاء اور درویش بھی خود جہاد کے لئے نکلے۔ بعدازاں سلطان خود اپنے خواص اور دلی دوستوں کے ساتھ ایوان میں بیٹھ گیا اور وہ خواص اور دلی دوست یہ تھے: شیخ ابو سعید جو العود کے نام سے مشہور تھا، ابن ابی الحسین اور قاضی ابوالقاسم بن البراء اور اخو العیش۔ اس کے بعد محرم سنہ 9 میں منصف مقام پر ان کی لڑائی ہوئی لہٰذا اس روز یحییٰ بن صالح اور جردن نے حملہ کیا اور فریقین میں سے بہت سی مخلوق مر گئی۔ انہوں نے پھر عشاء کے بعد پڑاؤ پر حملہ کیا اور مسلمان اس کے نزدیک ہلاک ہو گئے لیکن پانچ سو (500) نصاریٰ کے قتل کے بعد وہ اس پر غالب آ گئے اور اس کے خیمے جس طرح لگے تھے، لگے رہے۔ اس نے پھر پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا لہٰذا اسے لوگوں نے دست بدست کھودا حتیٰ کہ شیخ ابو سعید نے خود بھی کھدائی کی لیکن پھر مسلمان تونس میں مصیبت میں پڑ گئے اور بدگمانی کرنے لگے۔ سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا لیکن اس دوران پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور فرنجہ کا بادشاہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک جنگ میں اچانک تیر آ لگا تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اسے وبائی مرض ہو گیا تھا بعض کہتے ہیں کہ سلطان نے ابن جرام دلامی کے ساتھ جن کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھی تھی، اسے ہلاک کیا تھا مگر یہ بات بعید از عقل ہے۔ بہر حال جب وہ فوت ہو گیا تو نصاریٰ نے اس کے بیٹے دمیاط پر اتفاق کر لیا۔ اس کا یہ نام اس وجہ ہے کہ وہ یہیں پر پیدا ہوا تھا لہٰذا انہوں نے اس کی بیعت کی اور جانے کا ارادہ کر لیا۔ اب ان کا دار و مدار علجہ پر تھا لہٰذا اس نے المستنصر سے خط و کتابت کی کہ جو کچھ وہ اپنے آنے پر اخراجات کر چکے ہیں، وہ انہیں دے دیئے جائیں۔ اس وقت کیونکہ عربوں نے اپنے سرمائی مقامات کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا تھا لہٰذا سلطان نے ان کی مدد کی اور اس نے ربیع الاول سنہ 69 میں مصالحت کرنے کے لئے فقہاء کے مشائخ کو بھجوایا۔ بعدازاں قاضی ابن زیتون نے پندرہ سالوں کے لئے مصالحت کے انعقاد کی ذمہ داری لی اور ابوالحسن علی بن عمر و اور احمد بن العماز اور زیان بن محمد بن عبدالقوی امیر بنی تو جین حاضر ہوئے۔ حاکم صقلیہ جردن اپنے جزیرے پر صلح کے لئے مخصوص ہوا۔ یوں نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ چلے گئے۔ راستے میں انہیں سخت آندھی نے آ لیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے جو مال دشمن کو دیا تھا اس کا تاوان رعایا پر ڈال دیا جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے دے دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ مال دس اونٹوں کے بوجھ جتنا تھا۔ نصاریٰ قرطاجنہ میں تین منجنیقیں بھی چھوڑ گئے تھے۔ بعدازاں سلطان نے حاکم مغرب اور نواح کے ملوک سے صورت حال کے متعلق اور مسلمانوں سے اپنے دفاع اور اپنی صلح کے متعلق بات چیت کی۔ اس نے پھر قرطاجنہ کو اس کی بنیادوں سے مٹا دینے کا حکم دیا اور فرنجہ اپنی دعوت کی طرف لوٹ آئے، یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا پھر وہ مسلسل کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی حکومت عملداریوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد حاکم صقلیہ اور حاکم نایل، جنوہ، اور سردانیہ اپنے آپ کو دوسروں سے ترجیح دینے لگے اور اس دور میں ان کا قدیم ترین دارالخلافہ حد درجہ کمزور ہو گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

دراصل یہ آدمی بنی سعید میں سے تھا جو غرناطہ کے قریبی قلعے کے رؤساء تھے۔ ان میں سے بہت سے آدمی موحدین کے زمانے میں عدوتین کے عامل تھے۔ اس کا دادا ابوالحسن سعید قیروان میں بہت بڑا تاجر تھا اور اس کا یہ پوتا جس کا نام محمد ہے اس نے اس کی کفالت میں نشو و نما پائی۔ جب یہ معزول ہو کر مغرب کی طرف لوٹا تو سنہ 604 میں بونہ میں فوت ہو گیا اور اس کا پوتا محمد، تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس دور میں شیخ ابو محمد بن ابی حفص افریقہ کا حاکم تھا لہٰذا یہ اس کے بیٹے ابی زید کی خدمت میں لگ گیا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تو محمد اس کی خواہشات پر غالب آ گیا۔ بعدازاں سید ابو علی مراکش سے آیا اور افریقہ کا حاکم محمد بن ابی الحسین اس کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ مراکش میں مسکورہ کے محاصرے میں فوت ہو گیا تھا۔ بعدازاں ابن ابی الحسین تونس کی طرف واپس آ گیا۔ جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے تھوڑی دیر اسے اپنے طریقے پر چلنے دیا پھر وہ اللحیانی کے واقعے کے بعد اس سے بگڑ گیا، یوں باطنیہ فرقے میں سے اس کے دشمنوں کی چغلی کا اثر بڑھ گیا۔ انہوں نے ابوالقاسم بن عز دمہ ابی زید ابن الشیخ ابی محمد کے ساتھ اس کی مداخلت کو نشر کیا تو سلطان نے اسے ہٹا کر اس کے گھر میں تو ماہ تک قید کر دیا لیکن پھر اسے رہا کر دیا اور دوبارہ اسے اس کی جگہ مقرر کر لیا۔ اس نے پھر اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا۔ سلطان کے احکام پر

ان کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ سنہ 91 میں اس کی وفات ہو گئی۔ ان کے بعد اس نے اس کے عم زاد سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضرۃ کے کاموں کا مکلف کیا اور اس نے بہت سا مال جمع کر لیا اور الحضرۃ سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ رئیس ابو عبداللہ مختلف علوم کا جامع اور شعر و لغت اور نظم و نثر کا بڑا ماہر تھے۔ اس کی ایک تالیف ترتیب الحکم ہے جو صحاح جوہری اور اس کے اختصار کی ترتیب کے مطابق ہے۔ وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے، خوددار، بہادر اور خدمت میں بڑا محتاط تھا اور اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن میں سے التیجانی وغیرہ نے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں جو اس نے امیر ابوزکریا کی طرف سے عثمان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہے ہیں کیونکہ اس نے مخالف ہو کر ابن غانیہ کی اتباع کر لی تھی۔ وہ اشعار ''ز'' کی ردیف میں ہیں۔ جبکہ ان سے قبل دوسرے اشعار ''ذ'' کی ردیف میں ہیں۔ اس کا ایک بیٹا سعید کا نام تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں مراتب سلطانیہ میں فوت ہو گیا لیکن پھر وہ اپنی انتہا سے پہلے ہی شادمان ہو گیا اور اس کی تیسری موت شیخ ابو سعید عثمان بن محمد ہنتاتی کی جو العود الرطب کے نام سے مشہور تھا موت تھی۔ مغرب میں اس کے اہل بیت بنی ابی زید کے نام سے معروف تھے، ان میں ایک عبدالعزیز بھی تھا جو صاحب الاشغال کے نام سے معروف تھا۔ وہ سعید کے زمانے میں تیسری بدسلوکی سے مغرب سے بھاگ گیا اور سنہ 41 میں سجلماسہ چلا گیا۔ وہاں عبداللہ الحضرۃ وجی نے بہت اچھل کود کی اور امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی لہٰذا عبداللہ نے اسے موحدین کے مشائخ کے درجے اور اپنے اہل مجلس میں شامل کر لیا۔ اس نے پھر بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ مقام حاصل کیا کہ کوئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس کی رائے اور تدبیر پر غالب آ گیا یہاں تک کہ سنہ 73 میں فوت ہو گیا اور عوام و خواص میں اس کا ذکر خیر باقی رہ گیا۔

جزائر والوں کے خروج کا بیان

جب اہل جزائر نے زناتہ اور اہالیان مغرب اوسط کی حکومت کے سائے کو چھوٹا ہوتے دیکھا تو انہیں اپنی حکومت کے قیام کی سوجھی، لہٰذا انہوں نے اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ اس کے بعد سنہ 69 میں سلطان نے ان کی طرف فوج بھیجی اور ان کے صاحب ثغر ابو ہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو جو اس کا ساتھی تھا، اشارہ کیا لہٰذا وہ سنہ 71 میں موحدین کی فوجیں لے کر آ گیا۔ اس نے ایک سال تک ان سے لڑائی کی مگر وہ فتح حاصل نہیں کر سکا وہ پھر وہاں سے ہٹ کر بجایہ واپس آ گیا اور سنہ 73 میں بنی وراء کے پڑاؤ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سنہ 74 میں سلطان نے خود ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا قصد کیا لہٰذا خشکی میں ان کی طرف فوج بھیجی اور سمندر میں بحری بیڑے بھی بھیجے۔ اس نے تونس کی فوج پر ابوالحسن بن یاسین کو سالار مقرر کیا اور عامل بجایہ کو اشارہ کیا کہ وہ ایک اور فوج بھیجے لہٰذا اس نے ابوالعباس بن ابی العلام کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اب ان بری اور بحری فوجوں نے جزائر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور اس کا محاصرہ سخت کر دیا، یوں انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ان میں خوب قتل عام کیا۔ گھروں کو لوٹا اور عمدہ اموال ضائع ہوئے۔ اس نے پھر شہر کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابہ زنجیر تونس لایا گیا۔ بعد ازاں انہیں قصبہ میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ سلطان کی وفات کے بعد واثق نے انہیں رہا کر دیا۔

الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور عملداریوں کا جائزہ لیا لیکن دوران سفر میں اسے مرض نے آ لیا اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں۔ وہ سنہ 55 کو عیدالاضحیٰ کے روز لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ نکلا۔ اس عالم میں اس کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے لیکن وہ لوگوں کی خاطر بڑے صبر کا اظہار کرتے ہوئے منبر پر بیٹھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اور اسی شب کو فوت ہو گیا۔ آل حفص کے ملوک میں یہ سلطان بہت عظیم آدمی تھا، اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی حتیٰ کہ دور دراز سے القاصیہ کی سرحدوں نے بھی اس کے دامن کو تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے عجیب کلام کہنے والے شاعر، بلیغ کاتب، سمجھدار عالم، پرہیزگار شاہ اور پرجوش بہادر اس کے بیٹے کی حکومت کی پناہ لیتے ہوئے مشرق و مغرب میں خلافت کے نشانات کو مٹانے اور ایوان حکومت کے سوا بادشاہ کی آواز دبانے کے لئے جمع ہو گئے۔ طاغیہ نے مشرقی اور مغربی اندلس میں سلطنت کی بنیادوں کو ختم کر دیا تھا لہٰذا قرطبہ پر سنہ 33 میں اور بلنسیہ پر سنہ 36 میں اور اشبیلیہ پر سنہ 46 میں قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سنہ 56 میں مشرق میں عربوں اور اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں بنو مرین نے بنی عبدالمومن کی حکومت چھین لی اور وہ سنہ 68 میں موحدین کے دارالخلافہ

مراکش میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس کے اور اس کے باپ کے عہد میں ہوا۔ ان کی حکومت بڑی مضبوط، مرفہ الحال، جتھے دار اور بکثرت افواج والی تھی۔ اس کی لڑائیوں، فتوحات اور جلال و عظمت کے بہت سے واقعات ہیں۔ اس کے زمانے میں تونس کے تمدن نے بڑی ترقی کی اور اس کے باشندے بہت خوش حال ہو گئے۔ یوں لوگ سواریوں، ملبوسات، عمارات، خانگی اشیاء اور برتنوں میں اچھی اور عمدہ چیزوں کا پیچھا کرنے لگے یوں انہوں نے ان چیزوں کو بہت اچھے طریقے پر تیار کیا یہاں تک کہ انتہا کو پہنچ گئے لیکن پھر ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ واللہ مالک الامور۔

واثق یحییٰ کی بیعت کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان المستنصر سنہ 75 میں فوت ہو گیا تو موحدین اور دوسرے افراد نے اس کے باپ کی وفات کی شب جمع ہو کر اس کے بیٹے کی بیعت کر لی جس نے بعد میں الواثق کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنی حکومت کا آغاز مظالم کے دور کرنے قیدیوں کو رہا کرنے، فوج اور اہل دیوان کو عطیات دینے، مساجد کی اصلاح کرنے اور لوگوں سے کئی ٹیکسوں کو دور کرنے سے کیا۔ لہٰذا شعراء نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں قیمتی انعامات دیئے۔ اس نے عیسیٰ بن داؤد کو اپنی قید سے رہا کر کے پھر اسے پہلا مقام دیدیا۔ لوگوں سے بیعت لینے اور اس کی حکومت کے قیام کا متولی سعید بن یوسف بن ابی الحسین تھا کیونکہ اسے حکومت میں بڑا مقام اور شہرت میں بڑا رسوخ حاصل تھا لہٰذا اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ہٹا دیا۔ اس نے پھر ایک اور کو مقرر کیا، آدمی کا نام یحییٰ بن عبدالملک غافقی تھا، کنیت ابوالحسن تھی اور وہ اندلس کا باشندہ تھا۔ وہ مرسیہ کے مضافات میں رہتا تھا، یہ دشمن کے غلبے کے زمانے میں شرق اندلس سے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ آیا۔ وہ بہت اچھی کتابت کرتا تھا اور اس کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتا تھا لہٰذا وہ مضافات میں گھومتا رہا پھر ابوالحسن کی خدمت میں چلا گیا، اس نے اسے کاتب بنا لیا لیکن پھر وہ اسے ولایت دیوان میں لے گیا تو اس کی شان بڑھ گئی۔ اس دوران میں اس کا واثق بن سلطان کے پاس آنا جانا ہو گیا۔ جب واثق کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اس کا مرتبہ بڑھا دیا اور شوریٰ کے لئے خاص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی علامت کی کتابت عطا کی۔ سعید بن الحسین اس کی تقدیم پر متاسف تھا اور اس سے حسد کرتا تھا لہٰذا اس نے سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اسے اس کے مال میں رغبت دلائی۔ اس کے بعد اس نے ابوسعید بن ابی الحسین کو چھ ماہ کے لئے گرفتار کر لیا اور قصبے میں قید کر دیا۔ اس نے پھر معلم یاسین اور ابن صیاد وغیرہ کی طرف پیادہ فوج بھیجی جبکہ موحدین میں سے ابوزید بن ابی الاعلام کو ابن ابی الحسین سے مال لینے اور اس کی آزمائش کرنے پر مقرر کیا۔ وہ مسلسل اس سے مال لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے ناداری کا ادعاء کر دیا۔ جب اس سے حلف طلب کیا گیا تو اس نے حلف اٹھایا لیکن اسے مارا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کچھ لوگوں کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے اسے کہا کہ اس کے متعلق کچھ بتاؤ انہوں نے وہ مال ادا کر دیا۔ اس نے پھر اپنے ایک غلام کو اپنے گھر کے ایک مدفون ذخیرے کے متعلق بتایا جس نے اس سے تقریباً چھ ہزار دینار نکالے۔ اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کو قبول نہیں کیا اور اسے خوفناک عذاب دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال ذوالحجہ میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایسی جگہ دفن کیا گیا کہ اس کے مدفن کو کوئی نہیں جانتا۔ یوں ابوالحسن الخیر حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا والی بنا کر بھیجا۔ مشائخ اور خواص نے اس کی سرکشی اور اس کے کبر و نخوت سے جو تکلیف اٹھائی، اس نے اس پر افسوس کیا یہاں تک کہ اس کا وبال پلٹ کر حکومت پر آ پڑا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

باب: ۳۴

اندلس میں سلطان ابواسحاق کے داخلے کی روداد اور دیگر واقعات

سلطان المستنصر نے سنہ 60 میں ابوھلال عیاد بن سعید ھنتاتی کو بجایہ کا والی مقرر کیا اور اسے اس کے بھائی امیر حفص سے حکومت دلائی۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس پر بنی وراء کی ہلاکت تک جو سنہ 73 میں ہوئی، حکمران رہا۔ اس کے بعد اس نے اس کے بیٹے محمد کو وہاں کا مقرر کیا جسے اس کی حکومت میں بڑی قوت حاصل تھی۔ اس کے بعد المستنصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا الواثق حکمران بن گیا۔ اس نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کا وفد اس کی طرف بھجوایا۔ بعدازاں ابوالحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادریس کو بجایہ کی حکومت کا کاروبار سونپا تو اس نے کار سلطنت کو سنبھالا اور احوال کو فنا کر دیا۔ وہ مشائخ میں پھر اپنا حکم چلانے لگا تو محمد بن ابی ھلال نے اس کی زیادتی کو بنایا لہٰذا ادریس نے اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کیا۔ اس سے محمد بن ابی ھلال اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض دلی دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا۔ اس نے پھر سرداروں سے بھی اس کے متعلق گفتگو کی لہٰذا انہوں نے یکم ذوالقعدہ سنہ 77 کو سلطان کے دروازے میں اسے جو نشست حاصل تھی، اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختلف لوگوں میں پھینک دیا لہٰذا انہوں نے اسے بھیج دیا۔ یہ سلطان ابی اسحاق کے تلمسان میں قیام کرنے کے ساتھ ہوا۔ جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اپنا حق لینے کا ارادہ کر لیا لہٰذا وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور الخیر ابن بن زیان کے ہاں اترا۔ وہ اس کی آمد پر کھڑا ہو گیا اور اس کی فیاضی کے متعلق اللہ آرائی کی۔ اس دوران اہل بجایہ اور ابن ابی ھلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا اور الحضرۃ پر سلطان کے حملوں سے خوفزدہ ہو گئے۔ بعدازاں اس نے سلطان ابواسحاق سے بات چیت کی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق بلایا لہٰذا اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں آیا۔ یوں موحدین اور اہل بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کی اور پھر محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھال لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن موجود تھا لہٰذا وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ بات ظہور پذیر ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔

جب واثق اور اس کے وزیر ابن الحبر کو بجایہ میں سلطان ابواسحاق کے داخلے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کو اس کے پیچھے پیچھے لڑائی کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابوحفص کو ان کا سالار مقرر کیا جبکہ ابوزید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا لہٰذا وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں لینے لگی۔ واثق پھر قسطنطینہ کی طرف بڑھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے امیر ابواسحاق کو قسطنطینہ جانے سے روکا۔ اس دوران امیر ابوحفص کے حالات کے متعلق ابن الجید کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا لہٰذا واثق نے ابوحفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو لکھا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو ترغیب دیتا تھا لہٰذا ان دونوں نے بات چیت کے بعد امیر ابواسحاق کے بلانے پر اتفاق کر لیا اور اسے یہ اطلاع بھی بھجوا دی۔ واثق کو بھی تونس میں یہ خبر اس وقت پہنچ گئی۔ جب وہ محافظوں اور دلی دوستوں سے الگ تھلگ ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسے حکومت کے چلے جانے کے متعلق یقین ہو گیا، اس نے پھر سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول سنہ 73 کو حکومت چھوڑ دی۔ وہ قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دار الاقوری کی طرف چلا آیا اور یوں اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان ابواسحاق کا الحضرۃ پر قبضہ

جب سلطان ابواسحاق کو بجایہ سے اپنے امیر ابوحفص اور ابن جامع کا خط ملا تو اس نے صبح صبح ان کے پاس پہنچنے میں جلدی کی پھر اسے اپنے

بھتیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تونس میں حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے لہٰذا وہ سب سردار اور الحضرۃ کے باقی ماندہ باشندے اپنے مراتب کے مطابق اس کی ملاقات کو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کا شیخ تھا، نصف ذوالحجہ 78 کے آخر میں الحضرۃ میں داخل ہوئے۔ اس نے اپنی دربانی پر ابوالقاسم بن شیخ، کاتب ابی الحسن کو اور کار سلطنت کے انجام دینے کے لئے ابن ابی بکر بن حسن بن خلدون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابوزکریا کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے ساتھ ایک عہد کیا تھا۔ بعدازاں حسن مشرق کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ جبکہ اس کا بیٹا ابوبکر الحضرۃ میں باقی رہ گیا لہٰذا امیر ابواسحاق نے اس کے کار سلطنت میں داخل ہوتے ہی عامل مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کار سلطنت کے منتظم صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لہٰذا اس نے فضل بن علی بن مری کو الزاب کا حاکم مقرر کیا حالانکہ اس کے والی بھی صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے اس عہد کا پاس کیا جو اس نے اس کے ساتھ اندلس جانے کے سلسلے میں کیا تھا لہٰذا اس نے اسے الزاب پر اور اس کے بھائی عبدالواحد کو قصطیلہ پر والی مقرر کر دیا۔ اس نے پھر ابوالخیر کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ بعدازاں اس نے اسے امتحان و آزمائش کے لئے موسیٰ بن یاسین کے پاس بھیج دیا اس نے پھر تعویذات کی جگہ مختلف اشکال کی جادو کی لکیریں دیکھیں جن کے ذریعے ان کے خیال میں اس کا مخدوم جادو کرتا تھا لہٰذا اس نے ان کے ساتھ بات چیت کی۔ اس کی حالت آزمائش کی تھی اور اس کی سطوت کے ایام میں سعید ابی الحسن کی شان قسم دینے اور ہلاک ہونے کی تھی یہاں تک کہ وہ اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں فوت ہو گیا۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ جب سلطان ابواسحاق اپنے حکومت پر قائم ہو گیا اور اس کی خلافت کا کڑا مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن ابی ہلال کو بھی گرفتار کر لیا اور اسے سنہ 73 میں مصیبت لانے کی وجہ سے قتل کر دیا کیونکہ اسے اس سے حکومت میں خرابی لانے کی امید تھی اور اسے اس کی فتنہ انگیز کوششوں کا بھی علم ہو چکا تھا۔

جب واثق حکومت سے الگ ہو گیا اور دارالاقوری کی طرف چلا آیا تو وہ وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ اس کے تین چھوٹے بیٹے الفضل، طاہر اور طیب بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد اس کے متعلق سلطان ابواسحاق کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ خروج کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس کام میں فوج کے بعض عیسائی رؤسا کو بھی شامل کیا ہے لہٰذا اس کے مقام تربیت نے اسے پریشان کر دیا۔ اس نے پھر قصبے میں اس کے محل کی جگہ پر اسے اس کے بھائی المستنصر کے زنانہ میں قید کر دیا لیکن اس نے پھر ماہ صفر سنہ 79 میں سب کو قتل کروا دیا اور یوں اس کی حکومت منسوخ ہو گئی۔ اس نے پھر عنان امارت اپنے بیٹے کو دے دی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابواسحاق کے بڑے بیٹے کی بجایہ پر حکمرانی

سلطان ابواسحاق کے پانچ بیٹے تھے یعنی ابوفارس عبدالعزیز، ابومحمد عبدالواحد، ابوزکریا یحییٰ، خالد اور عمر۔ ان میں ابوفارس عبدالعزیز سب سے بڑا تھا۔ سلطان المستنصر نے انہیں اپنے دور حکومت میں ان کے باپ کے ریاح کی طرف بھاگ جانے کے وقت سے محل کے ایک کمرے میں محبوس کر کے ان کا راشن مقرر کیا ہوا تھا لہٰذا انہوں نے اس کی زیر کفالت اور اس کے وافر رزق کے تحت پرورش پائی یہاں تک کہ ان کا باپ ابواسحاق حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اس کے کناروں تک گئے اور پھلے پھولے اور عزت حاصل کی۔ انہوں نے پھر سبقت کرنے والے جوانوں کو چنا اور سلطان نے انہیں ہر طرح سے آزادی دے دی۔ ان میں سب سے لائق فائق ان کا بڑا بھائی ابوفارس تھا کیونکہ اسے ولی عہدی کے لئے تربیت دی گئی تھی، وہ سلطان کے چنیدہ لوگوں میں سے تھا۔ احمد بن ابی بکر بن سید الناس اور اس کے بھائی ابوالحسین نے ایک نیکی کی وجہ سے اس پر اپنی محبت و عنایت کی چادر ڈال دی تھی، وہ یہ کہ ان کا باپ ابوبکر بن سید الناس اشبیلیہ کے معززین میں سے تھا اور حافظ حدیث تھا۔ وہ داؤد اور ان کے اصحاب کے مذہب پر ظاہری فقہ کا راویہ تھا، یہ فقہ اہل اشبیلیہ اور خصوصاً اندلس کے لوگوں کے درمیان اس وقت مروج تھا لہٰذا جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا، اس کی سرحدوں کو ہڑپ کر گیا اور اس کے میدانوں کو چھین کر لے گیا اور اس کے دیار و امصار کی طرف گیا تو اس نے وہاں کے سرداروں اور اشراف کو مغربین اور افریقہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ان میں سے زیادہ تر کا قصد حفصی حکومت کی مضبوطی کے لئے جانے کا تھا لہٰذا جب حافظ ابوبکر نے اندلس کے حالات کے اختلال، اس کے بد انجام اور اس کے باشندوں کے جانے کو دیکھا تو اس نے

تونس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس جانے کی نیت کر لی۔ یوں وہ سمندر پار کر کے تونس میں جا اترا تو سلطان اسے بڑی عزت کے ساتھ ملا اور اسے اس مدرسے میں جو حمام الھواء کے پاس ہے اور جسے اس کی ماں ام الخلائف نے بنایا تھا، تدریس علم پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں احمد اور ابوالحسن نے اپنے باپ کے اختصاص کی وجہ سے حکومت کے ماحول اور کفالت میں پرورش پائی۔ یوں وہ طلب علم سے طلب دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ اور سلطان کے مراتب کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے رفتہ رفتہ سلطان ابواسحاق کے بیٹوں کے ساتھ محل کے ان کمروں سے رابطہ پیدا کر لیا جن میں ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے جانے کے بعد رہائش دی تھی لہٰذا وہ ان سے مل جل گئے اور ان کی خدمت کرنے لگے۔ جب سلطان حکومت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے ابو فارس کو ولی عہدی کی تربیت دی اور اسے وزارت کے طریقوں پر چلایا۔ اس نے پھر احمد بن سید الناس کو چنا، اس کی تعریف کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اسے خلعت دیئے۔ اس نے اسے اپنے حاجب کے لقب سے مختص کیا۔ اس کا بھائی ابوالحسین اس سلسلے میں اس سے زبردستی کے رنگ میں مقابلہ کرتا تھا جس کی وجہ سے خواص ان دونوں سے حسد کرنے لگے لہٰذا انہوں نے سلطان ابواسحاق کو دوبارہ بھڑکا دیا اور اس کے مقام سے اسے یہ کہہ کر خوفزدہ کر دیا کہ احمد بن سید الناس نے اسے حکومت پر حملہ کرنے میں شامل کیا ہے۔ اس چغلی میں عبدالوہاب بن قائد الکلاعی نے جو اعلیٰ درجہ کے کاتبوں میں سے تھا، بڑا کردار ادا کیا۔ وہ ان لوگوں کے لئے لکھتا تھا لہٰذا سلطان نے سنہ 69 ربیع کے آخر میں محل کے دروازے کی طرف بلا کر سید الناس پر حملہ کر دیا اور اسے تلواروں نے کاٹ دیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایک گڑھے میں چھپا دیا گیا۔ جب امیر ابو فارس کو بھی یہ اطلاع مل گئی تو وہ نہایت غمگین ہو کر اپنے باپ کے پاس سوار ہو کر آیا، اس کے باپ نے اسے تسلی دی اور بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ ابن سید الناس حکومت کے ساتھ فریب کرنے لگا تھا لہٰذا اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی سیاہی کو مٹایا اور یوں ابوالحسین اس ہلاکت سے بچ گیا۔ اس کے بعد کئی روز روپوش رہنے کے بعد امیر ابو فارس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا گیا۔ اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔ بعد ازاں سلطان نے اس کے بیٹے کو مانوس کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس کے سینے سے کینے کو دور کر دیا۔ اس نے پھر اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حاکم مقرر کر دیا اور آخر کار اسے وہاں کا مستقل امیر بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی اس کے ساتھ دربانی کے لئے جدی محمد کو بھیجا جو ابوبکر بن حسن بن خلدون کا بیٹا تھا لہٰذا وہ سنہ 69 میں بجایہ کی طرف گیا اور اس کی حکومت کو سنبھالا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ اس کی حکومت کے آخر تک وہاں کا والی رہا۔

اس آدمی کا نام ابوبکر بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے، اس کی نسبت کومیہ میں ہے جو موحدین کے گھرانوں میں سے ہے۔ یہ ابن کامدائی والی قسطنطینہ کا خادم اور دوست تھا۔ بعد ازاں سلطان ابواسحاق نے اسے قسطنطینہ کا نگہبان مقرر کیا اور اس کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ جب المستنصر فوت ہو گیا تو حالات بگڑ گئے۔ اس کے بعد واثق نے اسے حاکم مقرر کیا پھر سلطان ابواسحاق نے کیا۔ ابن وزیر بڑا طامع تھا، اسے لوگوں کے احوال کو اکٹھا کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا جب اسے پتہ چلا کہ قسطنطینہ اس فتح کا قلعہ اور پناہ گاہ ہے تو اسے اس میں پناہ لینے اور حکومت پر حملہ کرنے کی سوجھی۔ جب اہل حکومت پر اس کا برا اثر پڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ سلطان ابواسحاق کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے لئے تیار ہو گئے لہٰذا جب اس نے طاغیہ کی طرف سے لڑائی کے آثار دیکھے تو ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ طاغیہ نے اس معاملے کے متعلق جو اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا، نکیر و معذرت کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسے مبارکباد دی۔ جب امیر ابو فارس سنہ 79 میں اپنے مقام امارت بجایہ کے رخ جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کی ملاقات سے مختلف کیا۔ اس نے پھر صلحاء کی ایک جماعت کو معذرت کرنے اور مہربانی طلب کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق ایسا ہی کر دیا۔ جب امیر ابو فارس بجایہ کی جانب چلا گیا تو ملک ارغون کے کاتب نے عیسائیوں کی ایک فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جو کہ اس کی سرحد میں ان کے ساتھ ہوتا تھا اور انہیں لڑائی کے لئے ادھر ادھر لے جاتا تھا تا کہ لوگ اسے اس کا داعی خیال کریں لہٰذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کے پاس اپنا بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا تو اس نے اس کی کھلم کھلا علیحدگی اختیار کر لی۔ وہ پھر قسطنطینہ کی سرحد پر اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں امیر ابو فارس نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اعراب اور قبیلوں کے سواروں کو اکٹھا کر لیا۔ وہ پھر میلہ میں جا اترا۔ اہل قسطنطینہ کی رعیت میں سے ایک گروہ اس کے پاس گیا جسے ابن وزیر نے بھیجا تھا لیکن اس نے ان سے اعراض کیا۔ اس نے پھر سنہ 81 ربیع کے آغاز میں قسطنطینہ کا قصد کیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے محاصرے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا، منجنیقیں نصب کر دیں اور

تیر اندازوں کی جگہیں بھی مقرر کر دیں۔ اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قسنطینہ سے لڑائی کی اور ایک جانب سے معقل فصیل پر چڑھ گیا۔ اس چڑھائی کے منتظم ٹکراؤ کے وقت محمد بن ابی بن خلدون اور ابان بن وزیر تھے۔ وہ اور اس کا بھائی اور ان دونوں کے پیروکار آخر کار گھیرے میں آ کر قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا۔ اس کے بعد امیر شہر کے گلی کوچوں میں تسلی دیتا ہوا چلا اور فصیلوں اور پلوں کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کا حکم دیا۔ وہ پھر محل میں چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس الحضرۃ میں فتح کی خوشخبری بھیجی۔ اس کے بعد نصاریٰ کا بحری بیڑ قل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدہ کے مطابق آیا لیکن ان کی مساعی ناکام ہو گئیں اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ وہ اس میں ربیع کے آخر میں داخل ہو گیا۔

جہاد کے لئے ابن سلطان کی روانگی

سلطان اپنی حکومت کے مراتب کے سلسلے میں اپنے بیٹوں کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی حکومت کے منصوبوں میں شغف اور تربیت دلانے کے لئے منتظم مقرر کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے رجب سنہ 81 میں اپنے بیٹے امیر زکریا کو موحدین کی ایک فوج پر سالار مقرر کیا اور پھر اسے قفصہ کی جہات کی نگرانی، اس کے خراج کو اکٹھا کرنے کے لئے قفصہ کی طرف روانہ کیا لہٰذا وہ ان کی طرف گیا اور اپنے کام کو پورا کر کے رمضان میں تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اپنے دوسرے بیٹے محمد عبدالواحد کو اپنی ایک اور فوج کا سالار مقرر کیا اور اسے ہوارہ کے وطن کی طرف ان کے تاوان جمع کرنے اور ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے ساتھ اس نے عبدالوہاب بن قائد الکلاعی کو اس کے اور لوگوں کے درمیان ثالث بنا کر بھیجا لہٰذا وہ قیروان پہنچا۔ وہیں اسے طرابلس کے نواح، ذباب میں دعی کے ظہور اور اس کے احوال کی اطلاع ملی لہٰذا اس نے سلطان کو اطلاع بھجوائی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ اس دوران دعی کا معاملہ چوپٹ ہو گیا اور وہ تونس کی طرف واپس لوٹ گیا۔

جب سلطان نے اپنی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا تو تلمسان میں یغمراسن بن زیان کے ہاں اترا۔ اس نے اس کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور سوار کروایا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو وہ اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلے میں اور حکومت کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا۔ اس نے پھر اپنی ایک بیٹی کا جو خیام خلافت میں بیٹھی تھی، اس کے بیٹے عثمان کے ساتھ رشتہ کر دیا۔ جب سلطان الحضرۃ پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کے حالات پر قابو پا لیا تو یغمراسن نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اس عقد کی تکمیل کے لئے بھیجا۔ یوں سلطان نے ان کی نیکی پر اعتماد کیا اور ان کے مطالبہ میں ان کی مدد کی۔ وہ پھر الحضرۃ میں کئی روز قیام پذیر رہے۔ انہوں نے پھر دعی کے فتنے میں بڑے کارنامے دکھائے اور سنہ 81 میں اپنی عورت کے ساتھ واپس آ گئے۔ عثمان بیوی کے پہنچنے کے وقت اس کے پاس گیا اور وہ آخر تک ان کے محلات کی نفیس چیز اور ان کی حکومت کے اور ان کے اور ان کی قوم کے لئے شہرت کا باعث رہی۔

ابو عمارہ دعی کے فتنے کا بیان

احمد بن مرزوق ابو عمارہ بجایہ کے ان معززین میں سے تھا جو مسیلہ سے وہاں آئے تھے، اس نے پھر بجایہ میں پرورش پائی۔ وہ جہالت سے درزی کا پیشہ کرتا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا کیونکہ اس کے زعم میں عارفین اسے اس بات کی خبر دیتے تھے۔ وہ پھر اپنا شہر چھوڑ کر صحرائے سجلماسہ میں چلا گیا اور معقلی عربوں سے مل جل گیا۔ یوں وہ اہل بیت کی طرف منسوب ہونے لگا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ جہلاء کے نزدیک فاطمی منتظر ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ کانوں کو اپنی فنکاری سے سونے میں تبدیل کر دے گا لہٰذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کئی روز اس کے مقام کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ مجھے عماریہ کے شیوخ میں سے (جو عماریہ معقل کا ایک بطن ہے) طلحہ بن مظفر نے بتایا کہ اس نے اسے اس کے ظہور کے ایام میں معقل میں دیکھا کہ وہ اس دعویٰ میں التباس کر رہا تھا یہاں تک کہ عجز نے اسے رسوا کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کے سونا بنانے کے ادعاء میں اسے عاجز پایا تو آخر کار اس سے بے رغبتی اختیار کر لی۔ وہ پھر زمین میں پھرتا ہوا جہات طرابلس میں پہنچ گیا اور ذباب کے ہاں

ان میں سے ایک نوجوان نصیر نے جو واثق بن المستنصر کا غلام تھا اور بری لقب کرتا تھا، اس کی مصاحبت اختیار کر لی۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اسے اس میں اپنے آقا کے بیٹے فضل کی شبیہ نظر آئی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنے لگا اس پر ابن ابی عمارہ نے اسے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے پھر اسے سب واقعہ سنایا۔ اس نے کہا تو نے مجھے اس دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے لہٰذا میں ان لوگوں سے جوان سے لڑیں گے، تجھے ترجیح دوں گا۔ اس کے بعد نصیر امرائے عرب کے پاس خوشی کے ساتھ اپنے آقا کے بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ مزاران بادس ابن ابی عمارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں۔ ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کو دور کرنے کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور پھر اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس کی حکومت امیر ذباب حرغم بن جابر بن عسکر نے سنبھالی اور عربوں کو اس کی خاطر جمع ہونے کو کہا۔ انہوں نے پھر طرابلس سے لڑائی کی۔ ان دنوں وہاں محمد بن عیسیٰ ہنتاتی حکمران تھا جو حق الفضہ کے نام سے معروف تھا لہٰذا وہ طرابلس کو سرنہ کر سکے۔ وہ پھر سمندر کی طرف زیز در اور اس کی جہات کی طرف جہاں ہوارہ رہتے تھے چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر ان نواح میں چلا گیا اور لمایہ اور زواودہ کا ٹیکس لیا۔ اس نے بطون ہوارہ میں سے نفوسہ، غریان، نفزة پر ٹیکس ڈالے اور انہیں وصول کیا۔ اس نے پھر قابس پر چڑھائی کی۔ آخر رجب سنہ 81 میں عبدالملک بن کی نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے حق کو پورا کرنے کے لئے برضاء و رغبت اس سے عہد و پیمان کر لیا۔ اس نے پھر اس کی خلافت کا اعلان کر دیا اور اپنی قوم کو پورا اور بنی کعب کو اس کا خادم بنا لیا۔ اس وقت ان کی سرداری ان کے شیخ، عبدالرحمٰن کے بیٹوں میں تھی لہٰذا انہوں نے اس کے داعی کو قبول کیا اور اس کی خدمت میں لگ گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی پارٹی کے لوگ اور محافظ اور نفزاوہ کی بستیوں کے لوگ اس کی بیعت کو آنے لگے۔ اس نے پھر بلاد توزر اور قصطیلہ پر چڑھائی کی تو انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ وہ پھر قفصہ کی طرف واپس آیا تو وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کر لی یوں اس کی طاقت بڑھ گئی اور شہرت پھیل گئی۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق نے تونس سے اس کی جانب فوج بھیجی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

جب طرابلس کے نواح میں دعی کا معاملہ عظیم ہو گیا اور اہل انصار میں سے بہت سے لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان نے اپنی فوج کو تیار کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا لہٰذا وہ تونس سے نکلا، اس نے قیروان سے لڑائی کی اور ان سے ٹیکس اور تاوان حاصل کئے۔ وہ پھر دعی کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چل پڑا اور نموده تک پہنچ گیا۔ اسے وہیں خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا فوج میں زلزلہ آ گیا اور وہ اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے۔ پھر یہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور رمضان کے آخری دن اس میں داخل ہو گیا۔ اب دعی بھی قفصہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا اور قیروان میں فروکش میں ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے بعد صفاقس اور سوسہ کے باشندوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور اس کی بیعت کر لی۔ تونس میں بہت افواہیں پھیلنے لگیں لہٰذا سلطان پریشان ہو گیا۔ اس نے پھر شوال کے وسط میں شہر کے باہر اپنا پڑاؤ کر لیا اور لوگوں پر لڑائی فرض کر دی، یوں ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان شہر میں اپنے پڑاؤ میں آ بیٹا۔ اس دوران دعی نے بھی قیروان سے اس پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کیا۔ اب اس کے پاس فوج اور موحدین کے لشکر آ گئے۔ طائفہ بنی المستنصر نے جوان کا طویل خلیفہ تھا، جب اس نے واثق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کی عملداریوں میں لڑائی کی تو ان کی شفقت حکومت کو لمبا کر دیا۔ اس کے بعد حکومت کا بڑا آدمی موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا۔ اور ایسے ہی یہ بیں دعی کے ساتھ جا ملا لہٰذا وہ اقتدار سے اتر گیا اور اس کی حکومت کا کڑا ٹوٹ گیا وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

ابن ابوعمارہ کا تونس میں داخلہ

جب آخر شوال سنہ 81 میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہو گئی تو وہ اپنے خواص اور ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تونس کے پاس سے گزرا۔ وہ پھر ان کے پاس ٹھہر گیا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر کلب البرد میں چلا گیا۔ وہ خوراک کی قلت، تیز بارش اور برفباری کے سبب بڑی تکلیف برداشت کر رہا تھا۔ وہ اپنے راستے میں آنے والے قبائل کو رشوت دیتا تا کہ وہ اس سے صلح رکھیں۔ وہ پھر قسطینہ کے پاس سے

گزرا تو اس کے عامل عبداللہ بن توفیان الھرغی نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا لیکن بعض بستیوں نے اسے پھر خوراک دی اور وہ بجایہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کا پھر وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ جب دعی بن ابی عمارہ الحضرۃ میں آیا تو اس نے موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابوالقاسم احمد بن الشیخ کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی۔ بعد ازاں صاحب اشغال ابی بکر بن الحسین بن خلدون کو گرفتار کر لیا اور اس سے سب کچھ لے لیا۔ بطور آزمائش اصرار کے ساتھ اس نے اس سے مال کا مطالبہ کیا پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ بجایہ کا خطہ اس نے عبدالملک بن کی قابس کو دے دیا اور حکومت کی مقدار پوری کر لی۔ اس نے پھر زمین کے ٹکڑے حکومت کے آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اپنی پوری توجہ کی لڑائی کی طرف لگا دی۔

جب سلطان ابو اسحاق اپنے ملک سے فرار ہو کر اور اپنی حکومت کی کرسی سے بے پرواہ ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا ابو فارس اس کے پاس آیا اور اسے اس کے محل میں داخل ہونے سے روک دیا لہٰذا وہ پھر روض الرفیع میں اترا۔ اس نے پھر اسے حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کو کہا تو وہ اس کے لئے حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس نے پھر موحدین کے سرداروں اور بجایہ کے مشائخ کو اس پر گواہ بنایا اسے کوکب میں جا اتارا اور آخر ذوالقعد میں لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی۔ انہوں نے اس کی بیعت کر لی جب محمد علی اللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ریاحی اور سدویکشی دوستوں میں اعلان کروا دیا۔ وہ پھر بجایہ سے دعی پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلا اور اپنے بھائی امیر ابو زکریا کو جانشین بنایا۔ امیر ابو حفص اور اس کے دو بھائی بھی اس کے ساتھ نکلے اور جو کچھ ہوا اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

دعی کے ساتھ امیر ابو فارس کی جنگ اور بعد کے حالات:

جب دعی کو امیر ابو فارس کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنے باپ پر برتری حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ وہ لڑائی کے لئے تیار ہے تو اس نے حفصی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس نے ان کے قتل کے ارادے کے بعد انہیں قید کر دیا۔ وہ پھر موحدین کی فوج کے ساتھ صفر میں تونس سے نکلا اور مرماجنہ جا پہنچا۔ دونوں فوجوں نے تین ربیع الاول کو ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں اکثر حصہ لڑائی ہوتی رہی۔ اس دوران امیر ابو فارس کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے مدد چھوڑ دی، یوں وہ معرکے میں قتل ہو گیا اور اس کا پڑاؤ لٹ گیا جبکہ اس کے بھائی باندھ کر قتل کیے گئے۔ عبدالواحد، عمر، خالد اور ابو محمد عبدالواحد کو دعی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کے سروں کو تونس بھجوا دیا جہاں انہیں نیزوں پر چڑھا کر پھرایا گیا اور اس کے بعد شہر کی فصیلوں میں نصب کر دیا گیا۔ اس کا چچا امیر ابو حفص جنگ سے بھاگ گیا، اس کے حالات کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ جب لڑائی کی خبر بجایہ پہنچی تو وہاں کے باشندے مضطرب ہو گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ سلطان ابو اسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابو زکریا پھر تلمسان کی طرف فرار ہو گئے۔ بعد ازاں اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جو ان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا۔ اقتدار کے دوران نکلا تو اسے جبل بنی غبوین میں زداودہ نے آ لیا۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور امیر ابو زکریا تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان ابو اسحاق ہی بجایہ میں قید ہو کر باقی رہ گیا۔ جونہی یہ خبر تونس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو بھیجا جس نے اسے ربیع الاول سنہ 682ھ کے آخر میں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت ختم ہو گئی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو حفص اپنے بھتیجے کی لڑائی میں دعی کے ساتھ مرماجنہ میں حاضر تھا۔ اس نے پیدل چل کر لڑائی سے جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلا گیا جو لڑائی کی جگہ سے قریب ہوارہ کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے جانے اور پانے تک وہاں ان کے تین پروردہ آدمیوں نے بھی پناہ لی جو یہ ہیں ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفازازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون مولف کا جد قریب ہے۔ بسا اوقات جب وہ تھک جاتا تو وہ اسے اپنی پشتوں پر اٹھا لیتے۔ جب وہ بچ کر قلعہ سنان میں آ گیا تو لوگوں میں چرچے شروع ہو گئیں اور اس کے بچ کر قلعہ کی طرف آ جانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ دعی نے عربوں کو کمزور کر دیا تھا لہٰذا اس نے انہیں بری طرح دبایا۔ آمد کے روز لوگوں نے اس کے پاس ان کے فساد کی شکایت کی تو اس نے ان میں سے تین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور صلیب دے دی۔ اس نے موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو ان کی بیماریوں کے قلع قمع کے لئے بھیجا اور اسے ان میں خونریزی کرنے کا اشارہ کیا لہٰذا ان کا جو آدمی اسے ملا، اس نے قتل کر دیا۔ اس نے پھر بنی علاق کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور اسی (80) کے قریب آدمیوں کو جیل میں دے دیا لہٰذا ان کے

...کا اثر پڑا اور انہوں نے اعیاص کو بار بار طلب کیا۔ انہوں نے قلعہ سنان میں امیر ابوحفص کے مقام کے متعلق ایک دوسرے کو خبر سنائی لہٰذا وہ ...کی طرف چلے گئے اور ربیع سنہ 83 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے لئے آلات اور خیمے اکٹھے کر لئے اور ان کے امیر ابوسیل بن ...نے اس کی حکومت سنبھال لی۔ جب دعی کو یہ اطلاع ملی تو اسے اپنے ارباب حکومت کے متعلق بدظنی پیدا ہوگئی اور اس نے اپنی حکومت کے ...رون یعنی ابوعمران بن یاسین، ابوالحسن بن یاسین، ابن وانودین اور حسن بن عبدالرحمٰن سردار زناتہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی آزمائش کی۔ اس نے ...کے احوال لے لئے اور آخر میں انہیں قتل کر دیا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نرمی پیدا ہوگئی اور دعی کی حکومت مضطرب ہوگئی ...تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابوحفص کا حکمران بننا

جب سلطان ابوحفص کا غلبہ حاصل ہوگیا اور عربوں نے اس کی بیعت کر لی تو الحضرۃ کے باشندوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے ...میں اور لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے۔ دعی نے اہل حکومت پر حملہ کر دیا تو انہوں نے اس سے بغض رکھا۔ وہ پھر تونس سے اس کے ساتھ ...کرنے کے ارادے سے نکلا۔ اس دوران فوجیوں نے اس کے متعلق بری افواہیں اڑا دیں لہٰذا وہ شکست کھا کر واپس لوٹ آیا۔ یوں ملک نے ...ابوحفص کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے پھر تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور سموم کے قریب اترا۔ دعی نے شہر سے باہر اس کے مقابل ...ڈال لیا۔ کئی روز تک لڑائی نے ان کے درمیان طول پکڑے رکھا۔ لوگ ہر روز دعی کے مکر و فریب کو دیکھتے یہاں تک کہ انہوں نے اس سے ...بیزاری کر کے اسے چھوڑ دیا لہٰذا وہ پھر اپنے پڑاؤ کو چھوڑ کر روپوش ہوگیا۔ سلطان ربیع الآخر سنہ 83 کو شہر میں داخل ہوا اور اس کے تخت حکومت ...پر ...ہوگیا۔ اس نے پھر اس کے دور و نزدیک کو خرابی سے پاک کیا۔ دعی تونس میں روپوش ہوگیا اور وہاں سے باشندوں کے جمگھٹے میں گم ہوگیا۔ ...دوسرے ...دن طرف اس کی تلاش شروع ہوگئی تو پتہ چلا کہ وہ سلطان کی آمد کی راتوں میں رعیت کے ایک آدمی ابوقاسم القرمادی کے گھروں میں ہے۔ ...اطلاع پر اسی وقت ان گھروں کو منہدم کر دیا گیا۔ جب وہاں سلطان کے پاس گیا تو اس نے سرداروں کو بلایا، اسے توبیخ کی اور اس سے برا ...کیا۔ آخر کار اس نے ان کے نسب کی طرف منسوب ہونے کا اعتراف کر لیا لہٰذا اس نے اس کی آزمائش اور قتل کا حکم دے دیا۔ اس نے اس ...بے رحمانہ سلوک کیا، اس کے جسم کو پھرایا اور سر کو نصب کر دیا۔ عبداللہ بن یغمور اس کے قتل میں شامل تھا اور اس کے حالات بڑے عبرتناک ہیں۔ ...کے بعد سلطان نے خود حکومت سنبھال لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ طرابلس ...یہاں سے اہل قاصیہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے بھی اس کو اپنی بیعتیں بھیج دیں۔ اس نے پھر شیخ ابوعبداللہ ...کو ...لوگوں میں اپنی فوجوں اور ضاحیہ پر امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ اپنی حکومت کے کئے گئے عہد پورے کئے۔ اس سے پہلے خلفاء اس بات ...کی ...کرتے تھے اور اپنے خلاف کوئی دروازہ نہیں کھولتے تھے۔ یوں وہ اپنے مال اور الحضرۃ میں لطف اندوز ہو کر قیام پذیر رہا یہاں تک کہ وہ ...ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے انشاء اللہ۔

...اہم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس سلطان کے دور حکومت میں دشمن نے سمندری جزیروں پر حملہ کر دیا۔ ان کے بحری بیڑے ...سنہ 88 میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ ان دنوں جزائر کی ریاست محمد بن مہو شیخ الوھبیہ اور شیخ النکازہ کے پاس تھی، یہ دونوں خوارج کے ...دین ...تھے۔ اس وقت صقلیہ کے حکمران المراکیا نے، عدریک بن البریدا کون جو برشلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا، کا نائب بن کران پر ...حملہ کیا۔ کہتے ہیں کہ غربان اور شوائی کے اس وقت ستر بحری بیڑے تھے اور اس نے انہیں کئی بار تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ان پر قبضہ کر لیا اور ان ...کا مال لوٹ لیا۔ وہ وہاں سے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔ کہتے ہیں کہ جبوب میں گرم پتھر مارنے کے بعد ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ یہ ...مسلمانوں کے لئے نہایت افسوسناک تھا۔ انہوں نے پھر اس کے ساحل پر ایک قلعہ بنایا اور اسے محافظوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا۔ انہوں نے ...ان پر آٹھ ہزار دینار ٹیکس مقرر کیا اور صدی کے سرے تک المراکیا کو اس پر قائم رکھا۔ یوں الجزیرہ نصاریٰ کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ ...74 کے آخر میں یہ لوگ مالقہ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ ہم اس کا حال بیان کریں گے۔ آخر کار سنہ 85 میں دشمن نے جزیرہ میورقہ کو فتح

کرلیا۔اس کے بعد طاغیہ برشلونہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہوکر اس کی طرف گیا۔ جب یہ لوگ میورقہ کے قریب سے گزرے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ایک سمندر ہیں۔انہوں نے پھرابی عمر بن حکیم وردیس سے پانی پینے کے لئے اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔ جب یہ لوگ ساحل پر آ گئے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو لڑائی کا الارم دے دیا۔لہٰذا وہ تین دن لڑتے رہے۔مسلمانوں نے ان کے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا اور زخم لگائے۔لیکن جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی اور طاغیہ نے پوری قوت کے ساتھ حملہ کردیا، یوں مسلمان شکست کھا گئے اور انہوں نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔وہ جوانوں سمیت ان میں محصور ہو گئے۔انہوں نے ابن حکم کو اپنے اہل اور خواص کا ذمہ دار بنایا اور سبتہ کی طرف چلے گئے جب بقیہ لوگوں نے دشمن کے فیصلے کو قبول کرلیا۔وہ پھر میورقہ کی طرف گیا اور وہاں کے ذخائر اور سامان پر قبضہ کرلیا۔

اس کے بعد انہوں نے سنہ 86 میں خزور کی بندرگاہ میں خیانت کی اور اس کی فصیلوں کو توڑ کر اس کے اندر گھس گئے اور جو کچھ اس کے اندر موجود تھا اٹھا لے گئے۔وہ وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے اور گھروں کو جلا دیا۔وہ پھر تونس کی بندرگاہ سے گزرے اور اپنے شہر کی طرف واپس لوٹ آئے۔اسی سال یا اس کے بعد سنہ 89 میں دشمن کے بحری بیڑے نے المھدیہ سے لڑائی کی جس میں لڑائی کے لئے سوار ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے تین بار اس پر چڑھائی کی۔اس کے بعد مسلمانوں نے تمام المھدیہ کو فتح کرلیا پھر اہل عجم کی مدد آ گئی اور یوں دشمن شکست کھا گیا یہاں تک کہ انہوں نے بحری بیڑے کے ساتھ ان پر حملہ کردیا لیکن پھر وہ ناکام ہوکر واپس لوٹ گئے۔

ب: ۳۵

الجزائر قسنطینہ پر امیر ابوبکر کے قبضے کا بیان اور دیگر واقعات

امیر ابوبکر زکریا بن سلطان کو اپنی بہادری، قابلیت اور اہل علم سے مخالطت کی وجہ سے حکومت کی لیاقت حاصل تھی۔ یہ امور اس کے حسن حال کی گواہی دیتے تھے۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے دارالاقوری کے سامنے جہاں وہ تونس میں سکونت پذیر تھا، ایک علمی مدرسے کا نقشہ بنایا۔ جب وہ یہ بن اپنے باپ کی وفات کے بعد بچ کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمراسن کے پاس اترا۔ اس دوران ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس جو اس کے باپ اور بھائی کا پروردہ تھا، جنہ کی لڑائی سے بچ جانے کے بعد سلطان ابی حفص کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ جب عربوں نے ابی بیعت کر لی اور حکومت کے آثار نمایاں ہو گئے تو ابوالحسن نے دیکھا کہ سلطان الفازازی کو ان پر ترجیح دیتا ہے لہٰذا وہ اس سے الگ ہو گیا، وہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اسے اپنی حکومت کو حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے پھر بجایہ کے تاجروں سے مال قرض لیا، اس کی حکومت کی سطوت کے لئے خرچ کیا اور آدمیوں کو اکٹھا کیا۔ اس نے ساتھیوں سے حسن سلوک کیا۔ جب اس کے ارادوں کی خبر پھیل گئی تو ان بن یغمراسن نے اسے روکا کیونکہ اس نے سلطان ابوحفص کی اس شرط پر اطاعت اختیار کی ہوئی تھی کہ وہ اس سے وہی سلوک روا رکھے گا جو اس پہلے الحضرۃ کے خلفاء کے ساتھ انہوں نے روا رکھا تھا لہٰذا امیر ابوزکریا نے جب اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور تلمسان سے شکار کا ارادہ کر کے داؤد ہلال بن عطاف امیر بنی یعقوب اور زغبہ کے بنی عامر کے ساتھ جا کر مل گیا۔ اس کے بعد عثمان بن یغمراسن نے داؤد کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس پاس لوٹا دے تو اس نے اس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ اپنی قوم سمیت بلاد زغبہ کے آخر میں چلا یہ لوگ پھر عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں اترے جو زواودہ کے رؤساء میں سے تھا لہٰذا اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ سب پھر ینہ کے نواح میں چلے گئے۔ بعد ازاں عرب اور سوریکش بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس نے پھر سنہ 83 میں البلاء سے لڑائی کی۔ ان جس کا عامل ابونوخیان تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ بجایہ کا حکمران ابوالحسن بن طفیل تھا جس کی عامل کے ساتھ رشتہ داری تھی لہٰذا نے امیر ابوزکریا کو البلاء کے معاملات میں شامل کر لیا۔ اس نے اس کے لئے اور اس کے رشتے دار کے لئے شرط لگا دی لہٰذا سلطان نے ان کی پورا کر دیا۔ انہوں نے پھر اسے البلاء پر قبضہ دلا دیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف چلا گیا جہاں کے باشندوں میں ایسا اب پیدا ہو چکا تھا جس نے انہیں اختلاف وانشقاق تک پہنچا دیا تھا لہٰذا انہوں نے امیر ابوزکریا کو برانگیختہ کیا تو وہ جلدی سے ان کی طرف گیا 84 میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ قسنطینہ پر حکومت سے پہلے اسے بجایہ پر حکومت حاصل تھی۔ ہم نے جو کچھ اپنے شیوخ سے سنا ہے یہی بات سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔ بعد ازاں اہل جزائر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گیا۔ اس منتخب الاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنے چچا کے ادب کی وجہ سے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، امیر المومنین کے نام کو چھوڑ دیا۔ ازاں جماعت کے اہل حل وعقد نے موحدین کی مدد کی۔ اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو حاجب مقرر کیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ نے پھر غربی جانب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنایا اور حکومت تقسیم ہو گئی یہاں تک کہ خالصۃً اس کی اولاد بادشاہوں کے لئے ہو گئی۔ انہوں نے پھر پر قبضہ کر لیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ جب امیر ابوزکریا نے غربی جانب پر قبضہ کر لیا اور الحضرۃ کے علاقوں کو حاصل کر لیا تو اس ن پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے سنہ 85 میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن رحاب بن محمود جو ذیاب مشائخ میں سے تھا، اس کے پاس گیا اور الفازازی نے اسے احواز تونس سے روکا لہٰذا اس نے قابس سے لڑائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس ساتھ لڑائی کرنا اس کا کارنامہ تھا لہٰذا ایک روز اس کے جانبازوں پر شکست طاری ہو گئی تو اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ انہوں

نے اس کی شہر پناہ کو گرا دیا جبکہ گھروں اور کھجوروں کو جلا دیا۔ وہ پھر مسرات کی طرف چلا گیا۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ معروف واقعہ بھی ہے کہ جب امیر ابوزکریا بادل نخواستہ اپنی حکومت کے حصول کے لئے تلمسان سے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطاف اسے واپس لانے سے باز رہا۔ اس پر اس کے بغض و عداوت سے اس کا دل لبریز ہو گیا اس نے پھر از سر نو حاکم تونس کی بیعت کی اور وہاں اپنے پروردہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا۔ اس دوران میں علی بن توجین اور مغراد کا مغرب اوسط میں ظہور ہو گیا جبکہ الحضرۃ کے لوگ امیر ابوزکریا کے مقام سے تنگدل ہو گئے کیونکہ وہ ان سے مطالبات کرتا اور ان کے دور دراز کے آدمیوں کو ذلیل کرتا تھا لہٰذا انہوں نے عثمان بن یغمراسن کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے لڑائی کرنے میں شامل کیا تا کہ وہ اسے اس کی اولاد کو لوٹا دیں۔ اس نے پھر سنہ 86 میں بجایہ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اسے باقی ماندہ مضافات کے ساتھ سر نہیں کر سکا، صرف چند ٹیلوں کو فتح کر سکا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا سنہ 86 میں بجایہ کی طرف لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ایک روز تقولیس کی کارروائی سے سداوہ اور کثومہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا مارا گیا۔ اس نے پھر قسم کھائی کہ وہ خود شیخ کثومہ سے اس کا بدلہ لے گا۔ اس وقت توزر کا عامل محمد بن ابی بکر تیلمسلل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا لہٰذا اس نے شیخ کثومہ کی ذمے داری لی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کے لئے مال خرچ کیا۔ اس نے پھر الحضرۃ سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یوں اہل نفطہ اور تقیوس ان کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر اہل توزر کی جمعیت میں نکلا اور ان کے شہر میں ان کے ساتھ لڑائی کی ضمانت دینے اور مال خرچ کرنے سے پناہ طلب کی لیکن اس نے قبول نہیں کیا لہٰذا اہل نفرادہ نے انہیں مدد دی اور اس پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج شکست کھا گئی اور انہوں نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنا کر توزر لے آئے۔ یہ واقعہ سنہ 86 کا ہے۔ اس کے بعد ان کی دوبارہ لڑائی ہوئی تو انہوں نے اس پر فتح حاصل کی۔ اس نے پھر تاوان دینے پر ان سے صلح کی اور یہ شرط لگائی کہ اس کے سوا ان پر اور کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا اور یہ نفرادہ کے رؤساء ان میں سے ہوں گے لہٰذا اس نے ان کی شرط کو پورا کیا اور یہ اہل الجرید کے اختصاص کا آغاز تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔ ابو دبوس، مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا جسے سنہ 658 میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یوں اس کے بیٹے پراگندہ ہو گئے اور زمین میں پھرنے لگے۔ ان میں سے عثمان شرق اندلس میں چلا گیا اور طاغیہ برشلونہ کے ہاں جا اترا۔ اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ وہاں پر اس نے اپنے چچا سید ابی زید المنتصر کی اولاد کو پایا جو دشمن کی رعیت میں سے ان کے ٹھکانوں میں ابی دبوس کا بھائی تھا۔ اس وقت وہاں پر سید ابی زید کو اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں آنے کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا لہٰذا انہوں نے اپنے قریبی رشتے دار کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی اطاعت کے سلسلے میں تقاریر کیں۔ اس نے پھر مرغم بن صابر بن عسکر کو جو بنی ذیاب میں سے الجوازی کا شیخ تھا، اسے اس کی قید سے چھڑانے پر اتفاق کر لیا جسے اہل صقلیہ میں سے الغزی نے طرابلس کے نواح میں سنہ 82 میں قیدی بنایا تھا۔ انہوں نے پھر اہل برشلونہ میں سے ایک آدمی کے ہاں اسے فروخت کر دیا لیکن اسے طاغیہ نے خرید لیا اور وہ اس کے پاس قیدی بن کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان بن ابی دبوس اس کے پاس گیا۔ رفتہ رفتہ وہ موحدی دعوت کے حق کے طلب کرنے کی وجہ سے شہرت پا گیا۔ اس نے پھر اطراف کے لوگوں میں کامیابی کی امید پیدا کی کیونکہ وہ محافظوں سے دور رہتے تھے لہٰذا وہ سمندر کو عبور کر کے پھر طرابلس چلا گیا۔ طاغیہ کے ہاں یہ بھی اس کی خوش بختی کی علامت ہے کہ اس نے مرغم بن صابر کو اس کی خاطر رہا کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اس کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے اور اس کے ساتھ جو مالی شرط طے کی جس کے مطابق اس نے بحری بیڑوں کو فوجیوں اور رسد سے بھر دیا لہٰذا وہ سنہ 88 میں طرابلس اترے۔ مرغم نے پھر اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں ابن ابی دبوس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلاط سے لڑائی کی لہٰذا انہوں نے تین دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس کا برا اثر ان پر پڑا، بعد ازاں نصاریٰ اپنے بحری کے ساتھ چلے گئے اور البلاط کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ابن ابی دبوس اور مرغم طرابلس کے محاصرے کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے۔ انہوں نے ان سے وہ تاوان لئے جو انہوں نے اپنی شرائط میں نصاریٰ کو بھی نہیں دیئے تھے وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں واپس آ گئے تاہم ابن ابی دبوس عربوں کے ساتھ گھومتا رہا اور اس کے بعد ابن مکی نے اسے بلا لیا تا کہ وہ اپنے اختصاص میں سنت ہو جائے لیکن ابھی اس کی بات پوری

تی کہ وہ ایک برچھا لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

بجایہ کے حاجب ابوالحسن بن سید الناس کی وفات

ہم اس سے قبل اس شخص کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا تھا، اس نے پھر اس کی خوب خدمت کی لہٰذا جب امیر ابوزکریا غربی سرحد پر قابض ہو گیا اور اس نے اسے الحضرۃ کے نواح سے الگ کر لیا تو بجایہ میں اترا اور وہاں سے تونس کی مدد کی۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کو اپنا حاجب مقرر کیا اور اس کے دروازوں کے پیچھے جو کچھ تھا، اس نے اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس ریاست کو ابوالحسن کے طریقوں پر چلایا جو اس سے قبل اس المستنصر کی حکومت میں حاجب تھا اور جس کے طریقوں پر یہ لوگ چلتے اور اس کے مقاصد کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس کی ریاست حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے زیادہ بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا اس زمانے میں موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکی تھی جو اس سے مزاحمت کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریقے سے چلایا اور اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی۔ زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ سنہ 90 میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اس کی جگہ اپنے کاتب ابوالقاسم بن ابی حی کو مقرر کیا۔ میں اس کی اولیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی جانتا ہوں کہ وہ اندلس کے مسافروں میں سے تھا جو حکومت کے پاس آیا اور پھر اس کے مضافات میں تصرف کرنے لگا۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کے ساتھ رابطہ کیا تو اس نے اس کے لکھوایا پھر اسے ترقی دے دی، اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اسے آزادی دے دی۔ اس نے پھر سید الناس کے ہاتھ سے زمام حکومت لے لی۔ اس کی خدمت گزاری اسے مظفر کے ہاتھ میں لے گئی یہاں تک کہ کئی سردار اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خواص نے اسے امید دلائی۔ یوں سلطان کو اس کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے مخدوم کے امور کی سرانجام دہی کی قوت رکھتا ہے اسے دوسروں کی کارگزاری سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس دوران ابن سید الناس فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اس کے کام پر مقرر کر دیا۔ یوں وہ اس کے باقی ماندہ ایام حکومت اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی حکومت کے آغاز میں اس کام پر مقرر رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے انشاءاللہ۔

الزاب کی بغاوت کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی بن مزنی کو حاکم مقرر کیا تھا جو بسکرہ کے مشائخ میں سے تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کو سنبھال لیا۔ جب سلطان فوت ہو گیا تو الزاب کی بستیوں میں بسنے والے عربوں کے چند گروہوں نے اس کی ایک دشمن قوم کی مدد سے اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنی چاہی تو بنی زیان کے مشائخ نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور پھر بلا شرکت غیرے اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی۔ انہوں نے پھر الحضرۃ کے حاکم امیر ابوحفص کی بیعت کر لی اور دستور کے مطابق اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس دوران انہوں نے دانیہ میں منصور بن فضل بن مزنی کے ساتھ لڑائی کی۔ یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرۃ چلا گیا تھا جو ہلال بن عامر کے قبیلوں میں سے ہے۔ یہ وہ عرب ہیں جو جبل اور اس کی حکومت کے ذمے دار ہیں۔ یہ پھر ان گروہوں کے ہمسروں کے ہاں اترا تو انہوں نے اسے سواری دی اور ساتھ ساتھ مال جمع کر دیا۔ یہ پھر سنہ 72 میں بجایہ چلا گیا اور سلطان کے دروازے پر اترا۔ اس نے پھر اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب ابن ابی حی کو مختلف قسم کے تحائف دیئے اس نے اسے یہ ضمانت بھی دی کہ وہ الزاب میں دعوت کو سلطان کے حق میں پھیر دے گا اور وہاں کا خراج بھی نہیں دے گا۔ لہٰذا اس نے اسے اس بات سے مائل کر لیا۔ اس نے اسے الزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے اپنی فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا جب وہاں کے مشائخ بنو دمار نے تونس کی حکومت سے اپنی دوری اور اپنے دشمن فضل بن منصور کو دیکھا تو انہوں نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کی طرف اپنا وفد اور بیعتیں بھیج دیں اور اس نے عادیہ ابن مزنی کو ان سے ہٹا دیا لہٰذا انہوں نے اس سے قبولیت کی جو توقع کی تھی، اس نے ان کے سامنے اسے واپس کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کے احکام اس کے سالار فوج کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اس نے پھر ابن مزنی کو بجایہ کی طرف جاتے دیکھا

جب وفد بسکرہ پہنچا تو وہ قائد اور منصور بن مزنی کی طرف نکل آئے اور اسے شہر میں داخل کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور حالات یہاں تک تبدیل ہو گئے کہ منصور بن مزنی کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم اس کے حالات میں کریں گے۔ اس کے بعد الزاب ہمیشہ ہی امیر ابو زکریا اور اس کے بیٹوں کی دعوت کے تحت رہا یہاں تک کہ وہ الحضرۃ پر قابض ہو گیا۔ اب آپ بعد میں اس کے بیٹوں کے حالات کا مطالعہ کریں گے انشاء اللہ۔

حکومت کے امراء کی روداد

عبداللہ الفازازی موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور ساتھ ہی سلطان ابو حفص کا خاص دوست تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا پھر اسے لڑائیاں کرنے اور نواح کے ہموار کرنے کے لئے بھیجا تھا، لہٰذا اس نے ان معاملات میں قابل رشک مقام حاصل کیا۔ اس نے جہات پر قبضہ کر لیا، باغیوں کو رام کیا، انہیں نکال باہر کیا اور خراج بھی جمع کیا اس سلسلے میں اس نے قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ بلاد الجرید اور ان کے مشائخ کے ساتھ بھی اس کے احوال اور کاروائیاں ہوتی رہی ہیں۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہلول کی آزمائش کی اور اسے ان پر حکومت کرنے کے ارادے سے روکا۔ وہ اپنے آخری سفر میں تونس سے دو دن کے فاصلہ پر سنہ 93 میں وفات پا گیا۔ اسی سال حاجب ابوالقاسم بن الشیخ کی بھی وفات ہوئی۔ اس کی اولیت کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سنہ 26 میں اپنے شہر دانیہ سے بجایہ آیا اور اس نے اس کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کر لیا لہٰذا اس نے اسے کاتب بنا لیا اور یہ پھر اس پر حاوی ہو گیا۔ جب ابن یاسین کو الحضرۃ بلایا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا لہٰذا سلطان نے پھر جستجو کی کہ وہ کتابت کے لئے کسے اپنا نمائندہ بنائے۔ اس وقت ابن یاسین نے اپنے کاتب ابوالقاسم بن الشیخ کی بہت تعریف کی، جب سلطان نے اس کا امتحان لیا تو یہ اسے پسند نہیں آیا لیکن پھر اس نے اس کے بارے میں رائے پر نظر ثانی کی، اس کی تحسین کی اور اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس نے پھر ابن ابی الحسن کو اسے آداب اور خدمت کے طور طریقے سکھانے کا حکم دیا اور یوں اس نے اپنے مخدوم کا بار ہلکا کر دیا یہاں تک کہ ابوالحسن فوت ہو گیا۔ اس وقت سلطان کے گھر کے اخراجات اس کی نگرانی پر موقوف تھے اور اس بارے میں اس کا قلم کام کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی وفات کے بعد ابن الشیخ کو سلطان المنصرہ کے آخری ایام تک اس کام کے لئے مخصوص کر لیا۔ جب سلطان واثق حاکم بنا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ابن ابی الحسن اس کے سامنے آیا تو ابن نے اسے اس کے کام پر باقی رکھا بلکہ اسے اپنے لئے مختص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں سلطان ابو اسحاق کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس کے کام پر قائم رکھا اور اسے ابی بکر بن خلدون صاحب اشغال کے ساتھ ٹکرا دیا۔ اس کی حکومت میں ریاست کبریٰ اس کے بیٹوں ابی فارس اور اس کے بعد ابو زکریا عبدالمومن کے پاس تھی بعد ازاں دعی کا قضیہ سامنے آیا، اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے بھی ابوالقاسم بن الشیخ کو چن لیا اور اسے کتاب العلامتہ فی فواتح السجلات دے کر شغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا۔ جب سلطان ابو حفص کو دوبارہ اپنی حکومت مل گئی اور دعی مارا گیا تو ابن الشیخ کو اپنے اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دعی نے دیا تھا، خوف پیدا ہوا، اس نے پھر بھلائی اور عبادت کی علامت کے طور پر صلحاء کی پناہ لی۔ انہوں نے اس کی سفارش کی تو اسے سلطان نے قبول کر لیا۔ اس نے پھر از خود ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے لہٰذا اس نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور ساتھ ہی کتاب العلامتہ فی فواتح السجلات کی تنقید کا کام دے دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابو حفص کو اپنی حکومت مل گئی، باغی قتل ہو گیا اور علامت، حکومت کے کسی اور آدمی کی طرف چلی گئی تو وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، اس عہدے پر مسلسل کام کرتا رہا اور اس کے بعد بھی حجابت کا نام ان تینوں خطوط پر قائم رہا۔ اس نے پھر تدبیر و حرب کا حکم دیا اور اس کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال بدل کر الٹ پلٹ گئے جیسا کہ آپ کو آئندہ بیان ہونے والے حالات سے پتہ چلے گا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنا حاجب ابوعبداللہ الحجی کو مقرر کیا جو اخیار کے طبقے میں سے تھا اور وہ حکومت کے آخر تک اس عہدے پر قائم رہا۔

سلطان ابو حفص کی موت

سلطان ابو حفص اپنے زمانے میں ہمیشہ ہی غالب اور آسودہ حال میں رہا یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو گئی۔ سنہ 94 ذوالحجہ کے آغاز میں

اسے دردا ٹھا جو جلد ہی شدت اختیار کر گیا۔ دراصل مسلمانوں کے معاملات نے اسے بے قرار کر دیا تھا، بعد ازاں اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ایام التشریق کے دوسرے دن خلافت کی وصیت کی۔ اس وقت موحدین نے اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس کے مراتب سے تخلف کے باعث اسے اچھا نہیں سمجھا پھر یہ بھی بات تھی کہ وہ بالغ نہ تھا لہٰذا انہوں نے اس بارے میں باتیں کی جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ناراض ہوا اور انہیں چھوڑ کر ولی ابی محمد المرجانی کے ساتھ شوریٰ کی طرف آیا۔ اس کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی تھی اور ظن بھی نیک تھا۔ قصہ یہ ہے کہ جب واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹوں کو ان کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تو اس کی ایک بیٹی اس ولی کو حمل میں لئے ہوئے رباط کی طرف بھاگ گئی اور اسے اس کے گھر میں جنا۔ یوں اس کا نام شیخ محمد رکھا گیا اور اس کا عقیقہ کیا۔ اس نے فقراء کو گندم کے آٹے اور گھی کا کھانا پکا کر کھلایا اور یوں ہمیشہ کے لئے اس کا لقب ابوعصیدہ پڑ گیا۔ وہ پھر روپوشی کے بعد ان کے محلات میں چلا گیا، اس نے اپنی قوم کے خلفاء زیر سایہ پرورش پائی، جوان ہوا اور ولی ابی محمد کے ساتھ اس کا عہد باقی رہا۔ وہ دونوں اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ جب سلطان ابوحفص نے اس کے ساتھ عہد کے متعلق گفتگو کی اور اس کے بیٹے پر موحدین کی ناپسندیدگی کا ذکر کیا تو شیخ نے اسے بتایا کہ وہ عہد کو محمد بن واثق کی طرف پھیر دے، اس پر اس نے اس کے اشارہ کو قبول کیا اور اسے ولی عہدی کی تربیت دی۔ اس نے پھر موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اپنے اس عہد کو نافذ کیا اور آخر ذوالحجہ سنہ 94 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابوعصیدہ کا حکمران بننا

جب سلطان ابوحفص فوت ہو گیا تو موحدین کے سردار، ساتھی، فوج اور دیگر سب لوگ قصبے میں جمع ہوئے اور انہوں نے پھر اس کے ولی عہد سلطان ابوعبداللہ محمد کی 24۔ ذوالحجہ سنہ 94 کو بیعت کر لی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کا لقب ابوعصیدہ بن سلطان واثق تھا لہٰذا اس کی بیعت سے لوگوں کا شرح صدر ہو گیا، سب لوگوں نے اسے پسند کیا اس نے پھر المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز عبداللہ بن سلطان ابی حفص کے قتل سے کیا کیونکہ وہ بھی ولی عہدی کی خواہش رکھتا تھا اس نے پھر محمد بن برزیکش کو اپنا وزیر بنایا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ محمد الشخشی کو حجابت، تدابیر اور فوج کے امور کی سرانجام دہی پر قائم رکھا۔ اس وقت موحدین کی ریاست ابویحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی کے پاس تھی لہٰذا اس نے جو کام اس کے سپرد کیا اس نے اسے ذمہ داری سے سرانجام دیا۔ لیکن اس سلسلے میں عبدالحق بن سلیمان نے جو اس سے پہلے موحدین کا رئیس تھا، اسے کافی تنگ کیا یہاں تک کہ وہ الگ ہو گیا اور پھر فوت ہو گیا۔ یوں وہ بلا شرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا جبکہ الشخشی اس کی حجابت کا بااختیار منتظم بن گیا۔ اس کام میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ اس کا معاون تھا۔ ابن دباغ کے حالات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ جب اس کا باپ ابراہیم سنہ 46 میں اشبیلیہ کے مسافروں میں شامل ہو کر تونس آیا تو یہ تونس میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس نے پھر حساب دانوں مثلاً ابوالحسن اور ابوالحکم سے رجسٹر تیار کرنے اور حساب کرنے کی تربیت لی۔ بعد ازاں ابوالحسن کی بیٹی کے متعلق ان دونوں سے رشتے داری کر لی۔ ان دونوں نے اس کا نکاح کر دیا اور اسے دیوان اعمال کی سیکریٹری شپ کے لئے تربیت دی۔ جب ابوعبداللہ الغازازی بااختیار رئیس بن گیا تو اسے اپنا کاتب بنا لیا لیکن وہ بڑا کمزور عقل اور خلیفہ کا نافرمان تھا۔ اس کا کاتب محمد بن دباغ اسے خلیفہ کی اغراض کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اچانک حاجب بن الشیخ نے اس کے متعلق سازش کی، یوں اسے خلیفہ کے پاس اس سلسلے میں بات کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔ جب سلطان ابوعصیدہ حکمران بنا تو اس نے اس کی سابقہ فرمانبرداری کا لحاظ رکھا حالانکہ اس کا حاجب الشخشی بکری کی طرح تحریر سے بے بہرہ تھا لہٰذا سلطان نے ابن دباغ کو کاتب بنا لیا پھر اسے سنہ 95 میں اپنی علامت کی کتابت پر ترقی دے دی۔ وہ اس کام میں بڑا ماہر تھا لہٰذا وہ حجابت میں الشخشی کا معاون بن گیا۔ اس سلطنت کے کاروبار اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ سنہ 99 میں الشخشی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کام پر بااختیار ہو گیا۔ اس وقت تدبیر و حرب کا کام موحدین کے مشائخ کے پاس تھا۔

عبدالحق بن سلیمان کی روداد

ابومحمد عبدالحق بن سلیمان سلطان ابوحفص کے زمانے میں موحدین کا رئیس تھا۔ اس کی اصل وہ تینملل ہیں جو حکومت کے آغاز سے تیونس میں

رہتے ہیں۔ اسے اور اس کے اسلاف کو ان پر حکومت حاصل تھی۔ اس سلطان کے زمانے میں اسے الحضرۃ میں تمام موحدین کی سرداری حاصل ہوگئی جو اس کے دوست اور معاون بھی تھے۔ یہ اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کا بہت حریص تھا اور اس سلسلے میں موحدین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتا رہتا تھا لہٰذا سلطان ابوعصیدہ نے اسے مال سمیت قیدی بنالیا۔ جب اس کی حکومت طاقت ور ہوگئی تو عبداللہ اپنے قید خانے میں قتل ہوگیا۔ اس نے ابو محمد محمد بن سلیمان کو گرفتار کرلیا اور صفر سنہ 95 میں اسے قید کردیا یہاں تک کہ وہ اپنے قید خانے میں صدی کے سرے پر قتل ہوگیا۔ جب اس پر یہ مصیبت پڑی تو اس کے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ بھاگ گئے۔ عبداللہ امیر ابوزکریا کے ساتھ جاملا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہوگیا یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھ تونس میں داخل ہوگیا۔ جب کہ محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصیٰ چلا گیا اور بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کے ہاں تلمسان کا محاصرہ کرنے والی فوج کے پڑاؤ میں اترا۔ اس نے اس کی بہت عزت کی اور وہ ایک مدت تک اس کے پاس رہا۔ وہ پھر اپنے وطن کو واپس آگیا اور پہلے طور طریقے چھوڑ کر زہد و عبادت کا طریقہ اختیار کرلیا۔ یعنی اونی لباس پہن لیا اور صلحاء کی صحبت اختیار کرلی۔ اس لئے پھر فریضہ حج ادا کیا اور لمبی عمر پائی۔ یوں تمام لوگوں کو اس سے حسن ظن ہوگیا اور اس پر اور اس کی دعاؤں پر یقین پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے ملنے جلنے والوں کی تعداد بکثرت ہوگئی۔ ساتھ ساتھ خلفاء نے اسے ایک اور عظمت دی یعنی اسے کئی بار ملوک زناتہ کے پاس بھیجا۔ جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے لڑائی کی تو وہ جبل فتح کے ایک جہاد میں بھی شامل ہوا اور وہ ہمیشہ اسی طریقے پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے نصف میں طاعون جارف سے ہلاک ہوگیا۔

بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابوعصیدہ کی حکومت طاقتور ہوگئی تو اسے غربی جانب سے لڑائی کرنے اور اس کی سرحدوں کو امیر ابوزکریا سے واپس لینے کی سوجھی۔ اس وقت امیر ابوزکریا کا یہ حال تھا کہ اہل جزائر نے اپنے موحد عامل کی وفات کے بعد اس کے خلاف خروج کردیا تھا۔ اس کے بعد ان کے مشائخ میں سے محمد بن علان وہاں کود پڑا اور یوں عثمان بن یغمراسن اور اس کے پیچھے بنی عبدالواد کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ انہوں نے پھر توجین، مغراوہ اور بلکین پر غلبہ پالیا اور اس کی سعی و کوشش الحضرۃ کے حکمران کے لئے تھی کیونکہ وہ ان کی دعوت سے متمسک تھا بلکہ وہ ان کی بیعت میں اپنے باپ کے مذہب کا پابند تھا لہٰذا سلطان ابوعصیدہ کے عزائم اس بات کے لئے مضبوط ہوگئے اور وہ سنہ 95 میں الحضرۃ سے چلا۔ جب وہ اپنی عملداری کی سرحدوں سے گزر کر قسطنطینہ کے مضافات میں جا پہنچا تو وہاں کی رعایا اور قبائل اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ وہ پھر میلہ تک پہنچ گیا اور وہیں سے وہ رمضان میں الحضرۃ کی طرف واپس آگیا۔ جب اس نے بجایہ کی عملداری کو اپنی لڑائی سے تنگ کردیا تو امیر ابوزکریا نے غربی جانب کو تسکین دینے کی خاطر اپنی نظر دوڑائی تاکہ وہ اس سے فارغ ہوکر سلطان صاحب الحضرۃ کی مدافعت کرسکے یوں اس کا ہاتھ عثمان بن یغمراسن تک پہنچ گیا، اس نے پھر اس کے ساتھ محبت و تعلق کے باعث قدیم رشتے مضبوط کرلئے۔ اس دوران سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کردیا اور فتح کے لئے اپنا پورا زور لگادیا اس دوران عثمان بن یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے کمک طلب کی تو اس نے اسے موحدین کی ایک فوج کے ساتھ مدد دی جس کے ساتھ بنی مرین کی ایک فوج نے لڑائی کی انہوں نے اسے شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی۔ اس کے بعد ان کی فوج بجایہ کی طرف واپس آگئی۔ بعدازاں یوسف بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی طرف بھیجا اور ان پر اپنے بھائی ابویحییٰ کو سالار مقرر کیا۔ اس سے قبل عثمان بن سباع، حاکم بجایہ سے الگ ہوکر اس کے پاس آگیا۔ اسے اس کی سلطنت میں رغبت دلانے لگا لہٰذا اس نے اسے خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اس فوج کو بھیجا لہٰذا وہ بجایا جا پہنچے اور اس پر دباؤ ڈالا۔ وہ پھر اس سے گزر کر تاکرارت اور بلاد سدویکش میں چلے گئے اور ان علاقوں میں تباہی و بربادی، اور فساد پھیلا کر ان پر قبضہ کرلیا۔ بعدازاں تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں لوٹ آئے۔ جب حاکم الحضرۃ سلطان ابوعصیدہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمراسن کو امداد دی ہے تو اس نے ان کے دشمن یوسف بن یعقوب کو اطلاع دے دی اور اسے بجایہ اور اس کے علاقوں پر حملہ کرنے پر اکسایا۔ اس سلسلے میں اس نے رئیس الموحدین ابوعبداللہ بن الکجار کو اپنا سفیر بنایا۔ اس نے پھر دوسری بار سنہ 73 میں عظیم تحائف کے ساتھ اسے سفیر بنا کر بھیجا۔ وہ سنہری زین

تلوار اور مہمیز لے کر گیا جو یاقوت اور جواہر کے قیمتی زیورات کی طرز پر بنی ہوئی تھیں۔ اس دوسری بار میں وزیر الدولہ ابو عبداللہ بن پرزکین بھی اس کا ساتھی تھا۔ وہ پھر یعقوب بن یوسف سے بہت تحائف لے کر لوٹا جن میں تین سو خچریں بھی تھیں۔ یوں تحائف و ملاقات اور سفارات و مخاطبات کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ یوسف بن یعقوب سلطان کو تعریفاً یہ حالات لکھتا اور رئیس الموحدین، ابو یحییٰ اللحیانی کو لکھتا۔ اس کے بعد بنی مرین کی فوجیں بجایہ کی نواح میں آنے جانے لگیں یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کعوب کے فتنے کا بیان

جب سے کعوب نے امیر ابو حفص کی حکومت کا ساتھ دیا تھا ان کی دولت اور ثروت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آسودگی نے انہیں متکبر بنا دیا لہٰذا انہوں نے بہت فساد اور خرابی پیدا کر دی۔ جب ان کی رہزنی، باغیوں کی توڑ پھوڑ اور کھیتیوں کی لوٹ مار طویل عرصے تک جاری رہی تو عوام ان سے کینہ رکھنے لگے اور ان کے برے حالات کے منتظر رہنے لگے۔ بعد ازاں ان کا رئیس ھداج بن عبید سنہ 705 میں البلد آیا تو جاسوس اس کے پاس آ گئے اور عوام نے بھی اس کے متعلق برے ارادے قائم کر لئے۔ جب وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مسجد میں جوتوں سمیت چلا گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ مجھ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی، میں تو سلطان کی مجلس میں بھی جوتوں سمیت چلا جاتا ہوں۔ بہر حال لوگوں نے نماز کے بعد اسے للکارا، اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا۔ اس کے بعد سلطان کے خلاف ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ اس کے بعد اس دور کے شیخ الکعوب احمد بن ابی اللیل نے عثمان بن ابی دبوس کو اس کے مقام سے جو نواح طرابلس میں تھا، بلایا اور اسے امیر مقرر کر دیا۔ بعد ازاں اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کر دی لہٰذا وہ دونوں ہمیشہ اس حالت میں رہے۔ جب وزیر ابو عبداللہ بن پرزکین فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر فوج کے ساتھ علاقوں کی درستگی اور عربوں کے شور و غل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نکلا لہٰذا احمد بن ابی اللیل اس کے پاس آیا۔ اس وقت ھوارہ کے جوانوں میں سے سلیمان بھی دوبارہ اطاعت اختیار کر کے اس کے ساتھ تھا۔ بعد ازاں ابن ابی دبوس اپنے مقام کی طرف چلا گیا اور اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا، یوں وہ ہمیشہ قید ہی میں رہے یہاں تک کہ احمد سنہ 708 میں اپنے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ اس دوران کعوب کی امارت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی جبکہ اس کے ساتھ حمزہ اور اس کے بھائی عمر کا بیٹا مولاھم اس کے معاون تھے۔ بعد ازاں وزیر سنہ 707 میں اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور مولاھم ابن عمر وفد بن کر گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ یوں اسے بھی اپنے چچا احمد کے ہمراہ قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی حمزہ نے اعلانیہ طور پر مخالفت شروع کر دی اور اس کی قوم نے بھی مخالفت کرنے میں اس کا پیچھا کیا تو ان کا فساد بڑھ گیا۔ انہوں نے پھر رعایا کو تکلیف پہنچائی۔ رفتہ رفتہ عوام کی طرف سے عام شکایات ہونے لگیں لہٰذا انہوں نے پھر بازاروں میں شور و شغب برپا کر دیا۔ ایک دن پھر وہ ایک دروازے پر بغاوت کے ارادے سے آئے تو دروازے کو ان پر بند کر دیا گیا۔ انہوں نے پھر پتھراؤ کر دیا۔ انہیں یقین تھا کہ ان پر جو مصیبت آئی ہے وہ حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے لہٰذا وہ اس کے قتل سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ جب حاجب نے ان کے معاملے کو اٹھایا اور سب کو قتل کرنا چاہا تو سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا اور اسے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی بیعت مضبوط ہو جائے۔ اس کے بعد وہ اس شخص کے سزا دینے کے درپے ہو گیا جس نے ان میں بڑا کردار ادا کیا تھا، یہ واقعہ رمضان سنہ 708 کا ہے۔ اس دوران عرب مسلسل اپنی بدمستیوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلطان وفات پا گیا جس کا تذکرہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

جزائر والوں کا خروج

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ المستنصر کے ایام میں الجزائر نے خروج کر دیا تھا۔ اس کے بعد موحدین کی فوجیں بزور قوت ان کے پاس آ گئیں اور ان کے مشائخ کو انہوں نے تونس میں قید کر دیا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد انہوں نے تونس کو آزاد کر دیا۔ اس دوران جب امیر ابو زکریا الاوسط بجایہ کی مغربی سرحدوں اور قسطنطنہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو موحدین کے دور میں الجزائر کا حکمران ابن الحکم تھا لہٰذا اس نے جزائر

کے مشائخ کے اتفاق سے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ وہ پھر اس کے پاس گیا اور اس نے ابن الکجار کو اس کی ولایت لکھ دی وہاں ہمیشہ ہی ان کا حکمران رہا یہاں تک کہ بنو مرین نے بجایہ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک ابن الکجار عمر رسیدہ اور بوڑھا ہو چکا تھا اور اس دوران اس کی وفات ہو گئی۔ ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر ونواہی پر عمل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ امارت کا منبع تھا جس کی وجہ سے اسے باقی ایام میں اہل جزائر پر سرداری حاصل تھی۔ کہتے ہیں کہ اسے اس کے ساتھ رشتے داری کا تعلق بھی تھا۔ بہرحال جب ابن الکجار وہاں پہنچا تو اسے اپنی مخصوص حکومت کے قیام اور الجزائر میں کود پڑنے کی سوجھی۔ اس نے پھر بطوانہ سے امیر کی وفات کی شب اہل قوت کے سلسلے میں پیغام بھیجا۔ جس کے بعد انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح وہ اپنی مخصوص حکومت کا داعی بن گیا۔ اس وقت امیر ابوزکریا بنی مرین سے لڑائی کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعدازاں بجایہ آخر تک موحدین کا باغی رہا تاآنکہ بنوعبدالواد نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انشاء اللہ۔

امیر ابوالبقا کی بیعت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوزکریا نے مغربی سرحدوں پر قبضہ کر لیا تھا پھر انہیں الحضرۃ کی عملداریوں سے علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے دعوت حفصی کو دو حکومتوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ حقیقت میں انتادرجہ محتاط، بیدار مغز اور پختہ رائے آدمی تھا کہ کوئی دوسرا ان امور میں اس کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ اپنے وطن کی بہت دیکھ بھال کرنے والا، خود اپنے علاقوں کا دورہ کرنے والا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی طریقے پر کاربند رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی کے سرے پر وفات پا گیا۔ اس نے اس دوران اپنے بیٹے ابوالبقاء خالد کو سنہ 98 میں ولی عہد بنایا تھا اور اسے قسنطینہ کی امارت دی تھی۔ اس نے اسے وہیں رکھا ہوا تھا لہٰذا جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو حاجب ابوالقاسم بن ابی حی نے موحدین کے مشائخ اور فوجی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور پھر ان سے امیر ابوالبقاء کے لئے بیعت لی۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ وہاں آیا اور اس کی بیعت عام ہوئی۔ ابن ابی حی اس کی حمایت پر قائم رہا۔ اس نے پھر یحییٰ بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا اور اس کے علاوہ منہاجہ پر ابوعبدالرحمٰن بن یعقوب بن خلوف کو ان کا امیر بنایا جو المزدار کہلاتا تھا۔ اس نے موحدین کی سرداری ابوزکریا یحییٰ بن زکریا کو دی جو حفصی گھرانے سے تھا۔ یہ صورت حال اسی طرح قائم رہی یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

قاضی الغبرینی کا قتل ہونا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم تونس سے علیحدگی کو ختم کرنے کے لئے اس سے تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس سلسلے میں سفارت کے لئے ابوزکریا یحییٰ بن زکریا حفصی کو مقرر کیا تاکہ ان دونوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہو جائیں۔ اس نے پھر اس کے ساتھ قاضی ابوالعباس الغبرینی کو بھی جو بجایہ کا عظیم سردار اور ان کا مشیر تھا، بھجوایا۔ جب وہ پیغام رسانی کے بعد بجایہ کی طرف واپس آیا تو اس نے سلطان کے جاسوسوں کو الغبرینی کے راز میں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے الحضرۃ کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے میں شامل کیا تھا اور اس میں ظافر الکبیر نے بڑا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی باتوں کو بیان کیا۔ اس نے جو کچھ سلطان ابواسحاق کے ساتھ کیا تھا اس کا بھی ذکر کیا کہ اس نے بنی غبرین کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا لہٰذا سلطان اس سے وحشت محسوس کرنے لگا۔ اس نے پھر سنہ 704 میں اسے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے پھر اسے اس کے قتل پر اکسایا تو سنہ 703 میں منصور ترکی نے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔

باب: ۳۶

حاجب بن ابی حی کا سلطان ابوالبقاء کے ہاتھوں معزول ہونے کا بیان

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو اس وقت بنی مرین کی فوجیں حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ کے نواح گشت کرتی پھرتی تھیں لہٰذا انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ابن ابی حی اپنی حجابت میں حکومت میں با اختیار تھا لہٰذا ان کے احوال دیکھ کر اس کا دل تنگ پڑ گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکر مند کر دیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ الحضر ۃ کے حکمران کے ساتھ دوستی کرنے سے یا اپنے عزائم سے رک جائیں گے لہٰذا اس نے سلطان پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام خود ہی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سنہ 705 میں بجایہ سے اور اپنے سلطان کی جانب سے ایلچی بن کر الحضر ۃ آیا جس سے حکومت خوش ہوگئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ مناسب سلوک کیا تھا، وہ کیا۔ اس کے بعد شیخ الموحدین مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اس کی حد درجہ تکریم اور عزت افزائی کرتے ہوئے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے ایلچی بن کر اپنے دل کی بات کو پورا کیا۔ اس دوران جب سلطان کے جاسوسوں نے دیکھا کہ اس کے چلے جانے کے بعد اب سلطان کی طرف جانے کا راستہ صاف ہے تو وہ اسے مشورے دینے اور ابن ابی حی کی چغلیاں کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اس دوران یعقوب بن عمر اس سے ڈرتا ڈرتا اس کام کے لئے تیار ہو گیا جب کہ عبداللہ رخامی نے جو ابن ابی حی کا کاتب تھا، اس سے موافقت کی۔ مزید یہ اس کا ...ت بھی تھا اس وقت ابن طفیل اس کا قرابتدار ہونے کے باعث لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا اور اس کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ گئی تھی۔ اس دوران اس نے اسے عبداللہ رخامی سے ناراض کروا دیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور راز دار تھا لہٰذا اس نے پھر یعقوب کے ساتھ مل کر اس کی چغلی کرنے کی ذمہ داری لی۔ اس ضمن میں یعقوب نے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابن ابی حی نے الحضر ۃ کے حکمران کو ...ی قوت فراہم کر کے قسطنطینہ کی سرحدوں میں داخل کیا ہے کیونکہ قسطنطینہ میں ابن ابی حی کا داماد عامل ہے اور اسی نے اسے وہاں عامل مقرر کیا ہے۔ ...ات نے سلطان پریشان ہو گیا اور وہ پھر اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے بدل گیا۔ اب دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے ...لے سے ڈرنے لگا۔ اس کے باوجود ابن ابی حی اپنے فرائض کی سرانجام دہی اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ وہ پھر ...سے حج کو جانے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبیلوں کے پاس چلا گیا۔ وہ ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر ...س چلا گیا۔ جہاں پر وہ سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور ابو بکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں امیر ابوالبقاء کے تونس آنے پر وہ ...کے پاس گیا اور اس ٹکراؤ کی لہر سے بچ گیا۔ وہ پھر مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ...لقہ مالک کر تلمسان پہنچ گیا۔ اس نے پھر ابو حمو کو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

عبدالرحمٰن بن عمر کی روداد

اس کا پورا نام یعقوب بن ابی بکر بن محمد بن عمر السلمی ہے جب کہ کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ اس کے دادا محمد کے متعلق اس کے اہل بیت نے مجھے ...یا کہ وہ شاطبہ میں قاضی تھا۔ وہ پھر دشمن کے زمانے میں مسافروں کے ساتھ تونس چلا گیا اور سلطان ابو عصیدہ کے زمانے میں ربع الجو میں اترا۔ ...ان اس کے بیٹے ابو بکر بن محمد قسطنطینہ چلے گئے اور امیر ابو زکریا الاوسط کے زمانے میں ابن اوقتان کے ہاں اترے جو وہاں کا عامل اور موحدین کے بزرگ مشائخ میں سے تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت و تکریم کی اور بعد میں ابو بکر کو کچہری کا کام سپرد کیا پھر اسے اپنے لئے منتخب کر لیا۔ وہ اپنے ...کے سلسلے میں الحضر ۃ آیا کرتا تھا لہٰذا اس نے امیر ابی زکریا کے غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الخصی سے تعلقات پیدا کر لئے۔ ...ب اس نے سلطان کے اونٹوں کے لئے امیر خالد اور اس کی ماں سے خادم طلب کیا تو یہ ان کے ہاں بڑا صاحب مرتبہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے

بیٹے یعقوب نے محل کی بیٹیوں اور خادماؤں میں سے ایک سے شادی کر لی لہٰذا اس نے شاہی محل میں پرورش پائی وہ پھر دارالسلطان کے قہر الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہو گیا۔ الحاج فضل عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا۔ جب سلطان اسے اپنی حکومت کے آخر میں اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو بھی اس کے ساتھ لے لیا۔ جب الحاج فضل وہیں فوت ہو گیا تو سلطان اس کے بیٹے محمد کو ابن عمر سے مخاطب کرنے کی طرف عدول کیا اور پھر اسے کام کی تکمیل کرنے اور آنے کا حکم دیا۔ یوں وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آ سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہیں سمجھا۔ اس وقت ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار تھا، لہٰذا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا جس نے اسے سلطا کے ہاں ترقی اور مرتبہ دلایا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر اشغال کے نواح اس کے سپرد کر دیئے۔ جب اس نے ا ابی حی اور عبداللہ رخامی کو تنگ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو گئے لہٰذا انہوں نے پھر سلطان کو اسے برطرف کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے ا برطرف کر کے اسے اندلس بھجوا دیا۔ یوں وہ وہاں پر قیام پذیر رہا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد سلطان ابوالبقاء سے رحم کی اپیل کی اس کے معاونوں میں شامل ہو گیا۔ اس دوران جب وہ ابن الرنداحی کے بیٹوں علی اور حسین کے پاس آیا تو ان کے ساتھ سمندر پر سوار ہو کر ابن حی کی غیر حاضری میں بجایہ چلا گیا لہٰذا سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب بنا لیا اور اشغال پر عبداللہ رخامی کو سردار مقرر کیا۔ وہ اپنے مخدوم کے ساتھ عرصہ دراز تک رہنے کی وجہ سے امور حجابت کے سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا لہٰذا وہ ابن عمر کا معاون بن گیا اور اس کے مقام سے رقابت کرنے لگا۔ اس نے پھر سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا لہٰذا اس نے اسے ہٹا کر میورقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا۔ اس دوران عبداللہ بن ابی مرین سے بگڑ کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے قدم کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ لیکن یوسف بن یعقوب اپنی امید پوری کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا۔ رخامی نے پھر تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی جبکہ یعقوب بن عمر نے اپنے کام کا بار خود اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی۔ اس دوران سلطان نے جوڑ توڑ کے کام بھی اس کے سپرد کر دیئے لہٰذا اس کی نگاہ میں مراتب گھوم گئے اور اس اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلایا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے محسن المرجان کو مروا دیا لیکن اس کام سے اس نے سلطان کے سینے کو اس کے بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے محتاط کر دیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے سمندر میں پھینک دیا، سمندر میں اسے ایک مچھلی نگل گئی۔ سلطان کی توجہ ابن عمر کے لئے خالی ہو گئی اور وہ حل و عقد کے لئے منفرد ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر قبضہ کر لیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب ۳۷

ابن امیر کا خروج اور سلطان ابوعصیدہ کی بیعت کا بیان

اس دوران یوسف بن امیر الھمدانی کو طنجہ میں ابو یحییٰ بن مرین کے بیٹوں نے قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ بیان ہوگا سرداران المستنصر کے دور حکومت میں اس کے بیٹے تونس چلے گئے۔ سلطان نے سبتہ میں علی بن خلاص کے دور حکومت میں ان کے دعوت حفصی کے قیام کا وسیلہ ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ الغزنی نے سبتہ پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد اس نے ان کی عزت وتکریم کی اور وہ اس کی آسودگی کے زمانے میں الحضرۃ چلے گئے۔ لیکن ان کا سردار بڑا احمق اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بعض اوقات اسے حکومت کی جانب سے تباہی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس طرح ان کا رحم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس آسودگی میں پروان چڑھے۔ اس کے بعد سلطان فوت ہو گیا اور حالات دگرگوں ہو گئے پھر زمانے نے حوادث اور فتن ڈالیں اور علی ان میں سے غربی سرحد پر چلا گیا۔ اس طرح ابن ابی حی کے ساتھ اس کے نسبتی اور دامادی کے تعلقات پختہ ہو گئے۔ جب ابن ابی حی امیر ابو زکریا کی حجابت پر بااختیار ہو گیا تو اس نے علی بن امیر کی مشارکت اور اس کی عہدوں کی ترقی میں کوئی کمی نہیں کی یہاں تک کہ اس نے اسے قسطینہ کی سرحد کا خود مختار حکمران اور سلطان ابی بکر بن امیر ابی زکریا کا حاجب بنا دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا تو وہ اس کی حجابت پر مقرر ہو گیا۔ جب اس نے حجابت کے معاملے میں اپنی بے پروائی اور دانائی کا اظہار کیا تو سلطان ابن ابی حی نے ناراض ہو کر اسے حجابت سے ہٹا دیا، اس لئے ابوالحسن بن الامیر بگڑ گیا اور سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر الحضرۃ کے حکمران کی دعوت دینی شروع کر دی حتیٰ کہ اس کی بیعت کے لئے اس کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگی۔ لہٰذا رئیس الموحدین ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی نے اس سے تعلق پیدا کر لیا اور سنہ 704 میں اس نے اس کے سلطان کی بیعت کر لی۔ جب سلطان ابوالبقاء کو بجایہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ سنہ 704 کے آخر میں اس پر اپنی فوجوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آیا۔ وہ کئی روز تک اس سے نبرد آزما رہا مگر وہ اس پر قابو نہیں پا سکا لہٰذا پھر اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران امیر کے سرداروں میں سے ایک آدمی نے جو ابن نوزہ کے نام سے مشہور تھا، ابوالحسن بن عثمان کے ساتھ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، سازباز کی اور ان کا پڑاؤ باب الوادی میں تھا لہٰذا الزانی انہیں وہاں سے فصیل تک لے آئی۔ اس مڈبھیڑ کے وقت سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس کے ساتھی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے لہٰذا ابوالمعتمد اور بنو بادلیس اور شہر کے مشائخ اس کے پاس آئے اور وہ پھر بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں ابو محمد الرخامی نے جا کر اس سے اپنا حکم ماننے کا مطالبہ کیا وہ پھر اسے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ ابن الامیر کے گھر لایا تو اس نے وہاں اس پر حملہ کر دیا اور لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد وہ اس کے ایک کمرے میں چھپ گیا لہٰذا الرخامی نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے حکم ماننے کا مطالبہ کیا۔ اس نے پھر اسے پشت سے ترکی گھوڑے پر سوار کروا کر سلطان کے سامنے پیش کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو بازار میں نصب کر دیا۔ یوں وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان بن گیا۔ واللہ اعلم۔

ہم پہلے امیر ابو زکریا کے خلاف الجزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کے ترجیح حاصل کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں لہٰذا جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت پر قبضہ کیا تو اس کے حالات درست ہو گئے۔ بعد ازاں یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین تلمسان سے چلے گئے تو سلطان نے اس پر چڑھائی کرنے کے متعلق سوچ بچار کی اور سنہ 6 یا سنہ 7 میں ان کی طرف گیا اور متیجہ تک پہنچا۔ وہاں پر ملکین کا سردار منصور بن محمد اور ان کی قوم کا ایک گروہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ جب کہ امیر مغراوہ راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بنی عبدالواد کے سامنے

بھاگتے ہوئے اس کی پناہ لی لہٰذا اس نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اوران نواح میں رہنے والے تمام قبیلوں کو اکٹھا کیا اور الجزائر پر چڑھائی کر دی۔ وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا لہٰذا بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجزائر میں اس کی جنگ طویل ہوگئی یہاں تک کہ بنو عبدالواد اس پر غالب آ گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ راشد بن محمد بھی اس کی خدمت کا عہد کرتے لیکن عبدالرحمٰن بن خلوف نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ اس کا تذکرہ اپنے موقع پر ہوگا انشاء اللہ۔

تونس اور بجایہ کے مابین شرط

جب سلطان ابوالبقاء خالد نے قسطینہ فتح کیا اور ابن الامیر قتل ہو گیا تو اس کام سے فراغت پانے کے بعد الحضرۃ کے باشندوں کو ان کے جانے اور صاحب ثغر سے مصالحت کرنے پر ندامت ہوئی۔ اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب کی وفات کا واقعہ بھی شامل ہو گیا جس کے متعلق وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اسے مصروف رکھے گا۔ لہٰذا اب وہ صلح کی طرف مائل ہوئے انہوں نے پھر اس بارے میں اس کی طرف ایک وفد بھیجا لہٰذا انہوں نے سب امور کو درست کیا سلطان ابوالبقاء نے پھر ان پر یہ شرط عائد کی کہ ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا اس کے بعد حکومت اور بیعت اس کے دوسرے ساتھی کے لئے ہوگی، لہٰذا یہ شرط طے ہوگئی۔ اس کے بعد سردار اور موحدین کے مشائخ بجایہ میں اور پھر تونس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گواہی دی اور اس عہد کو پختہ کیا یہاں تک کہ سلطان ابوعصیدہ کی وفات کے موقعے پر الحضرۃ کے باشندوں نے اسے توڑ دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

شیخ الدولہ کی روداد

جب اس صلح کی بات مکمل ہوگئی تو پھر رئیس الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اپنے متعلق نظر ثانی کی اور اس نے ان لوگوں سے جنگ کا حاصل کرنے کے متعلق سوچا جنہوں نے اسے وطن بنا لیا تھا۔ وہ دراصل دیار مصر کے امراء کے مقربین کے وفد کی جو ہدیہ سے یوسف بن یعقوب کی طرف گیا تھا، واپسی کی امید رکھتا تھا لہٰذا اس نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی مصاحبت کی۔ اس نے پھر ان کے کام کو مؤخر کر دیا اور اپنے ارادے کو پختہ کر لیا۔ بعدازاں اس نے نصاریٰ کے ہاتھوں سے جزیرہ جربہ کو واپس لینے کے لئے آل جزیرہ جربہ پر حملے کو پوشیدہ رکھا لہٰذا وہ اس کے بعد اپنے احوال درست کرنے کے لئے الجرید کی طرف بھاگ گیا اور بظاہر سلطان کی رائے بھی حاصل کر لی۔ اس نے اسے اجازت دے دی بلکہ اس کے ساتھ اپنی فوجوں کو بھیجا لہٰذا وہ جمادی سنہ 706 میں تونس سے آل جربہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا اور چلتا چلا تا اس کے آس پاس پہنچ گیا۔ وہ پھر وہاں سے چل کر الجزیرہ پہنچ گیا۔ جب نصاریٰ نے سنہ 88 میں اس پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے اپنے محافظوں کے تحفظ کے لئے قشتیل میں ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا لہٰذا فوجیں وہاں اتر پڑیں۔ بعدازاں شیخ ابو یحییٰ نے اپنے عمال کو بجایہ بھیج دیا اور دو ماہ تک اس سے نبرد آزما رہا۔ جب رسد ختم ہوگئی اور رضامندی کے بغیر قلعہ فتح کرنا مشکل ہو گیا تو وہ قابس کی طرف لوٹ آیا پھر بلاد الجرید کی طرف گیا اور توزر پہنچا۔ اس نے پھر وہاں اتر کر محمد بن بہلول کو جو وہاں کے مشائخ میں سے تھا، اپنی خدمت میں لگایا اور وہاں کے خراج پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر قابس کی طرف لوٹ آیا جہاں عبدالملک بن عثمان مکی نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے پھر وہاں صراحت کے ساتھ اپنے حج کے متعلق بتایا اور فوجوں کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد موحدین کی سرداری اور حکومت کی باگ ڈور ابوایوب بن یزدوتن نے سنبھالی۔ بعدازاں وہ قابس سے اس کی خراب آب و ہوا کے باعث وہاں کے ایک پہاڑ میں چلا گیا اور تجارتی قافلے کی انتظار کرنے لگا۔ وہ بیمار تھا لہٰذا پھر طرابلس آ گیا اور وہاں پر ڈیڑھ سال تک قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 708 کے آخر میں غرب اقصیٰ کا تر کی وفد وہاں پہنچا، پھر ان کے ساتھ حج کو چلا گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد منصب خلافت پر قابض ہو گیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ وہ پھر فوجوں کی واپسی کے بعد سنہ 708 میں نصرانیہ سے قشتیل پہنچا، ان فوجوں میں مدرک بن عاطب حاکم صقلیہ بھی تھا لہٰذا اہل جزیرہ میں سے مکاریہ نے ابوعبداللہ بن الحسین کی نگرانی میں ان سے لڑائی کی۔ اس کے ساتھ اہل جربہ میں سے ان اور مغار بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی۔ منہاجی حکومت کے آغاز سے ہی دشمن کے ساتھ اس جزیرہ کا ایک مقام

اور بسا اوقات مکاریہ کے درمیان لڑائی ہو جاتی تو ایک گروہ نصاریٰ کے ساتھ دوستی کر لیتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ کے عہد میں اس کی ... ہوئی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابوعصیدہ کا دنیا چھوڑ دینا

جب سلطان ابوعصیدہ کی سلطنت وحکومت تیار ہوگئی تو اسے استسقاء کا مرض لاحق ہو گیا جو مزمن ہو گیا لہٰذا وہ ربیع الآخر سنہ 709 میں اپنے ... فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی بیٹا نہ تھا لیکن ان کے محل میں امیر ابوزکریا کی اولاد میں سے ایک نواسہ تھا جن کا دادا، ابوبکر کی اولاد میں سے تھا، اس کی وفات کا ذکر ہم نے اس کے سگے بھائی ابوحفص کے حالات میں مفصل کیا ہے جس نے سلطان المستنصر کے زمانے میں ملیانہ پر قبضہ کیا تھا ہمیشہ ہی اس کے بیٹے ان کے محلات اور سلطنت کے سایہ عاطفت میں رہے۔ جبکہ ان میں سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے سلطان ابو ... کی حکومت میں پرورش پائی۔ جب سلطان ابوعصیدہ نے وفات پائی تو اس نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا۔ پھر سلطان ابوالبقاء خالد نے حمزہ بن عمر کو ... کے بھائی کے قید خانے سے بغاوت کرنے کے وقت اس کے پاس بھیجا لہٰذا اس نے اسے الحضرۃ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اسے ... مت حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن برزکین نے سلطان ابوعصیدہ سے رابطہ پیدا کیا تو اس نے سلطان ابوالبقاء کو تونس سے ... یا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اب موحدین تونس میں اس کی چڑھائی کے متعلق پریشان ہو گئے اور ڈر گئے۔ انہوں نے پھر ابوبکر کی بیعت کر لی جو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ابوعبداللہ بن برزکین اپنی وزارت پر قائم رکھا لیکن محمد بن دباغ کو حجابت کے عہدہ ... بنا دیا اور اسے دھمکی دی کیونکہ وہ اس کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اور اس کا مخالف تھا یہاں تک کہ وہ سلطان ابوالبقاء کے غلبے کے وقت فوت ہو گیا ... کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ابوالبقاء کا الحضرۃ پر قبضہ

جب سلطان ابوالبقاء کو بجایہ اور اس کے نواح میں اپنے مقام پر سلطان ابوعصیدہ کی بیماری کی اطلاع ملی (تو چونکہ ان دونوں کے درمیان یہ ... ہو چکا تھا کہ جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا تو ساری حکومت دوسرے کے لئے ہو گی) لہٰذا اس کے دل میں پہلا خیال آیا کہ ... مرۃ کے باشندے اس شرط کی مخالفت کریں گے لیکن پھر اس نے الحضرۃ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران حمزہ بن عمر بھی ان سے الگ ہو کر اس ... پاس پہنچ گیا لہٰذا اس نے اسے رغبت دلائی تو وہ بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا۔ اس نے پھر الجزائر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ ... نے اس کے باپ کے خلاف خروج کیا تھا اور ابن علان وہاں خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا لیکن پھر وہ قصر جابر کی طرف چلا گیا۔ جب وہ وہاں ... سلطان ابوعصیدہ کی وفات اور اس کے بعد موحدین کے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر ابن الامیر ابی زکریا کی بیعت کرنے کی خبر بھی اس تک ... گئی جس نے اسے موحدین پر غصہ دلا دیا۔ وہ پھر تیزی کے ساتھ چلا۔ اس دوران اولاد ابواللیل کے تمام لوگ اس کے پاس اور اولاد مہلل میں ... ان جیسے لوگ حاکم تونس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ساتھ پھر شیخ الدولہ ابویعقوب بن یزروتن اور وزیر ابوزکن ابوعبداللہ بن تمکن بھی لڑائی ... لئے نکلے انہوں نے پھر اپنے سلطان کو اپنی جانوں کی قربانی دے کر بچایا۔ جب سلطان ابوالبقاء نے ان پر چڑھائی کی تو ان کے میدان جنگ ... مقابل مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور وزیر ابوزکن قتل ہو گیا۔ عرب قبیلے بیابان کی طرف بھاگ گئے اور فوج شہر ... داخل ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے۔ اس دوران امیر ابوبکر بن عبدالرحمٰن باہر نکلا اور شہر کے میدان میں تھوڑا عرصہ ٹھہرا۔ اس کے بعد فوج اس ... الگ ہو گئی اور وہ لوگ سلطان ابوالبقاء کے پاس سائل بن کر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر ابوبکر بھاگ گیا پھر اسے ایک جانب سے گرفتار کر کے سلطان ... کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے ساتھ مل کر الحضرۃ کے باشندوں کے مشائخ، موحدین، فقہاء اور دیگر سب ... اس نے ... کی اور اس کی بیعت بھی کی۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا نام شہید پڑ گیا۔ اسے اس کے عم زاد شیخ الموحدین ابو ... یحییٰ بن زکریا نے قتل کیا۔ اس کے بعد دوسرے روز وہ الحضرۃ میں آیا اور خلافت سنبھال کر اس نے ابوالمنصور کا لقب اختیار کر لیا۔ بعد ازاں

اس کے لقب میں المتوکل کا اضافہ کیا گیا اور اس نے ابو یعقوب، ابو زکریا یحییٰ بن ابی الاعلام کو اپنے عہدے پر قائم رکھا۔ ابو زکریا اس کے ہاں پہلے بھی رئیس تھا۔ اس نے پھر بن عمر و کو حجابت کے کاموں پر قائم رکھا جبکہ اشغال پر منصور بن فضل بن مزنی کو حاکم مقرر کیا اس کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مزنی یحییٰ بن خالد کی روداد

یہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابو اسحاق، سلطان ابو البقاء خالد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب حکومت کسی اختلاف کی وجہ سے اس سے بگڑ گئی تو وہ حملے کے خوف سے بھاگ کر منصور بن مزنی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت منصور ابن عمر سے وحشت محسوس کرتا تھا لہٰذا اس نے اسے اپنا کام سنبھالنے کو کہا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس نے عربوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا۔ بعد ازاں اس نے قسنطینہ پر انہیں حملہ کرنے کے لئے متفق کر لیا۔ ان دنوں وہاں ابن طفیل حکمران تھا۔ رفتہ رفتہ یحییٰ بن خالد کے پاس بھی کمینوں کے مخلوط گروہ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر اسے ابن مزنی کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے ان سے اپنی فتح کا وعدہ کیا۔ اس دوران ابن مزنی کو بھی اس کی بری نیت کی خبر مل گئی تو لہٰذا اس نے اس کی اطاعت سے دست کشی اختیار کر لی اور اسے چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی اور ابن مزنی نے دوبارہ ابو البقاء کی اطاعت اور دوستی اختیار کر لی۔ انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن خالد کمک مانگتا ہوا تلمسان گیا اور وہاں کے امیر ابو زیان محمد بن عثمان بن یغمراسن کے ہاں اترا لیکن وہ پھر اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا تو اس نے اسے مدد دی اور وہ قسنطینہ سے لڑائی کرنے کے لئے گیا مگر اسے سر نہیں کر سکا پھر ابن مزنی نے اسے بسکرہ میں لایا لہٰذا وہ اس کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے اس کے لئے بڑا وظیفہ اور باڈی گارڈ مقرر کئے۔ سلطان ابن اللحیانی بھی تونس سے اس کے پاس عطیات وانعامات بھیجتا تھا یہاں تک کہ اس نے تونس میں اسے مضافات کی کچھ بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جو سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے تھیں۔ وہ دراصل ہمیشہ ہی اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے حصہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ یحییٰ بن خالد اس کے پاس سنہ 721 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابو بکر کی بیعت کرنا

جب سلطان ابو البقاء نے الحضرۃ پر حملہ کیا تھا تو اس نے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا بالکل اسی طرح اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے۔ وہ المزوار لقب کرتا تھا۔ اس نے پھر اسے اپنے بھائی امیر ابو بکر کا جو قسنطینہ کا حاکم تھا، حاجب مقرر کر دیا، لہٰذا وہ وہاں چلا گیا، جبکہ سلطان ابو البقاء تونس میں ٹھہر گیا اور اس کی گرفت وہاں مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر سدونکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور ابن امانج کے جوانوں میں سے دعار بن حریز کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں ارباب حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور وہ پھر اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے۔ اس کے بعد حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عامل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی جبکہ امیر مغراوہ راشد بن محمد نے ایک جماعت بنالی۔ وہ ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آ گئے تھے لہٰذا انہوں نے اس کا مناسب حال جان کر اس کی تکریم کی اور وہ بھی ان کے دوستوں میں شامل ہو گیا۔ یوں اس پر اور اس کی قوم پر ان کی لڑائی کی چکی گھومتی رہی۔ اس کے بعد سلطان ابو البقاء نے امیر زناتہ کے پاس الحضرۃ جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا۔ جب اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جس سے امیر راشد بن محمد سخت طیش میں آ گیا۔ اس نے اسی وقت اپنے عزائم کو مرتب کر کے اپنے خیمے اکھاڑ لئے۔ حاجب کو بھی اس کے ارادے کا پتہ چل گیا، یوں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا حیلہ مکمل ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا، اس کے علاوہ وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ وہ عبدالرحمٰن بن مخلوف کا مہربان دوست تھا۔ اس نے پھر دونوں سے بات چیت کی کہ کون اسے وہاں بھجوائے گا لہٰذا حاجب نے اسے منصور بن مزنی کے متعلق اور منصور نے اسے حاجب کے

متعلق بتایا۔ وہ دونوں پھر کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمے بات لگاتے رہے یہاں تک کہ سب اس کی طرف چلے گئے۔ بعدازاں ابن عمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابوبکر کو قسطنطینہ کا حکمران بنادے لہٰذا اس نے اسے حکمران بنادیا۔ اس کے علاوہ اس نے عم زاد علی کو تونس میں حجابت میں اس کا نائب مقرر کردیا اور وہ الحضرۃ کو چھوڑ کر قسطنطینہ چلا گیا۔ یوں منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا اور اس کے اختلاف کا ذکر ایک مشہور بات ہے۔ بعدازاں ابن عمر نے سلطان ابوبکر کی حجابت کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف خروج کی سوجھی اور اس کے آثار ان پر واضح ہوگئے لہٰذا سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہوگیا۔ جلد ہی علی بن الغمز نے بھی اس کے شک کو بھانپ لیا اور وہ قسطنطینہ چلا گیا۔ بعدازاں سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی اور اپنے غلام ظافر کو جو بکر کے نام سے مشہور تھا، اس کا سالار مقرر کیا اور اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا لہٰذا وہ باجہ تک پہنچا اور وہاں اقامت اختیار کرلی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ اس دوران ابن عمر نے مجاہد کی طرف جلدی کی اور مولانا سلطان ابوبکر کو اس کی طرف بلایا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس نے پھر لوگوں سے اس کی بیعت لی اور سنہ 711 میں بیعت کی تکمیل ہوگئی۔ اس نے پھر المتوکل کا لقب اختیار کیا اور قسطنطینہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن مخلوف کی بغاوت کی اطلاع ملی جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مخلوف کا قتل

یہ یعقوب بن مخلوف جس کی کنیت عبدالرحمٰن تھی، بجایہ کے مضافات میں رہنے والی شاہی فوج میں منہاجہ کا بڑا سردار تھا۔ اسے حکومت، ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا۔ جب سنہ 703 میں بنی مرین کی فوجیں ابویحییٰ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان لڑائیوں میں بڑے کارنامے دکھائے۔ امیر ابوزکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے سفر کرنے کے دوران اپنا جانشین بنایا کرتے تھے۔ اس کا لقب المزدار بھی تھا۔ جب وہ فوت ہوگیا تو اس کا بیٹا عبدالرحمٰن اس کا جانشین ہوا۔ اس کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد نے سنہ 709 میں تونس پر چڑھائی کے وقت بجایہ میں اُسے اپنا جانشین بنایا اور اسے وہاں اتارا۔ وہ اپنی جنگجوئی اور حکومت میں اپنے برتر مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور بگڑا ہوا تھا لہٰذا جب سلطان ابوبکر نے اسے اپنے لئے اور اپنے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی تو ابوعبدالرحمٰن نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔ انہوں نے اسے کہا کہ وہ بجایہ اور اس کے نواح کے حکمران کی بھی بیعت لے تو اس نے انکار کردیا۔ اپنے صاحب کی دعوت سے متمسک رہا۔
اس دوران ابن عمر اپنے مقام کی وجہ سے لوگوں کا محسود بن گیا لہٰذا اس نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو اہل مریہ میں سے حاجب بن عمر کا پروردہ تھا، گرفتار کرلیا۔ واضح رہے اس نے جب وہ اس کے پاس سے گزرا تھا، اس کے ساتھ ایک نیکی کی تھی۔ جب علی بجایہ کا والی بنا تو اس نے اسے اس کی نیکی کا بدلہ دیا اور اسے بلند مرتبہ عطا کیا۔ اس نے اسے خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی کچہری کا منتظم مقرر کیا لہٰذا عبدالرحمٰن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کرلیا۔ اس نے پھر لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالبقاء خالد کی دعوت کا اعلان کردیا۔ اس وقت سلطان ابوبکر اپنے پڑاؤ سے جو قسطنطینہ کے باہر تھا، کوچ کر گیا اور جلدی کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا۔ وہ پھر اس کے قریب جا اترا۔ بعدازاں ابن مخلوف نے سلطان کے سامنے ابن عمر کی معزولی کی شرط پیش کی اور اس بارے میں دونوں کے درمیان ایلچیوں کی آمدورفت ہوتی رہی۔ اس کا وزیر ابوزکریا بن ابی الاعلام اس معاملے کی اصلاح کرنے والوں میں شامل تھا کیونکہ اسے علی بن مخلوف سے دامادی کا تعلق تھا۔ لیکن جس وقت وہ پلٹ کر اس کے پاس واپس آیا سلطان نے اس کی شرط کو قبول نہیں کیا اور اسے ان کے پاس واپس جانے سے روک دیا۔ جب اس نے اسے اپنے پاس قید کرلیا تو فوج نے سلطان کے ساتھ حملہ کردیا۔ اس وقت منہاجہ اور ان کے مغرادی ساتھیوں کے ساتھ جو بڑے طاقتور تھے لڑائی نہیں کرسکے اور سلطان اپنے پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ یوں پڑاؤ میں جو کچھ تھا، وہ لوٹ لیا گیا اور سلطان اپنے ایک فوجی دستے کے ساتھ قسطنطینہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد ابن مخلوف نے ان کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی لہٰذا وہ میلہ پہنچ گئے اور اس میں بزور داخل ہوگئے۔ وہ پھر قسطنطینہ پہنچے اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر بجایہ کی طرف لوٹ آئے۔ اب سلطان کی حکومت مضطرب ہو گئی اور اسے خیال ہوا کہ باجہ لئے ظافر اس پر حملہ کرے گا۔ اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ یحییٰ بن زکریا بن احمد اللحیانی مشرق سے واپس آ گیا ہے

لہٰذا جب وہ طرابلس پہنچا تو اس نے افریقہ کے اضطراب کو دیکھ کر اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ یوں اس کی بیعت ہوئی۔ اس کے بعد ہر جانب سے غرب اس کے پاس آنے لگے لہٰذا سلطان نے دیکھا کہ دانائی کی بات یہ ہے کہ وہ حاجب بن عبدالرحمٰن بن عمر کو اس کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس کی حکومت کی تعریف کرے جبکہ الحضرۃ کے باشندے اس کی طرف توجہ نہ دیں لہٰذا اس نے سلطان سے فرار کے بارے میں توریہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ابن مخلوف کے متعلق تدبیر کے حصول کے متعلق اکسایا۔ اس نے اسے بتایا کہ یہ ایک معمولی امر ہے۔ وہ پھر ابن عمر کے جانے کے وقت سلطان اس کے مقابلے میں گیا اور اسے اس کے خواص میں رگید کر رکھ دیا۔ اس نے پھر اپنی نجابت حسن بن ابراہیم بن ابی بکر بن ثابت رئیس اہل جبل کے سپرد کی جو قسطینہ اور کتامہ کے العقل کے قریب ہے اور جس کی قوم بنی نہلان کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے اس سے قبل بھی اسے منتخب کیا تھا۔ وہ پھر سنہ 712 میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا، وہاں اس نے قسطینہ پر حاجب کے بھائی عبداللہ بن ثابت کو اپنا جانشین بنایا جبکہ اس علاقے میں یہ بات مشہور کر دی کہ سلطان ابن عمر سے ناراض ہو گیا ہے۔ وہ پھر ابن اللحیانی کے پاس چلا گیا ہے اور الحضرۃ کے خلاف حملہ کے لئے اس سے کمک طلب کی ہے اس دوران یہ خبر ابن مخلوف کو بھی پہنچ گئی تو اسے یقین ہو گیا کہ تونس میں سلطان خالد کا حال خراب ہے لہٰذا اس نے سلطان ابوبکر کی حکومت کا لالچ کیا۔ اس دوران اسے عثمان بن سل بن عثمان بن سباع بن یحییٰ جو زواوده کے جوانوں میں سے ہے اور دلی یعقوب ملاذی کی مداخلت سے اپنے لئے اس سے نواح قسطینہ کے متعلق پختہ عہد لینے کا یقین ہو گیا۔ وہ پھر بجایہ سے تیزی سے چلا اور بلاد سدونکش میں برجیوہ مقام پر اس سے ملاقات کی۔ اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے پھر اسے نصف شب اپنے خیمے میں اپنے غلاموں کے ساتھ شراب نوشی کے لئے بلایا لہٰذا اس نے ان کے ساتھ شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کسی مخالفت کی وجہ سے اسے غضبناک کر دیا لہٰذا وہ غضبناک ہو گیا اور انہیں خوفزدہ کرنے لگا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے خنجر مار مار کر ہلاک کر دیا پھر اس کے جسم کو گھسیٹا اور اسے خیموں کے درمیان پھینک دیا۔ بعد ازاں انہوں نے اس کی باقی ماندہ قوم اور اس کے خواص کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال بھاگ کر مغرب چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان جلدی سے بجایہ کی طرف آیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کی حکومت کو عزت حاصل ہو گئی۔ وہ بجایہ میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ غفلت کی نیند میں پڑے تھے۔ یوں سلطان اپنے باپ کی باقی ماندہ سلطنت پر بھی قابض ہو گیا جو غربی جانب کے نام سے مشہور ہے۔ یوں اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اور وہ اپنے ساتھی ابن عمر کے انتظار میں اقامت پذیر ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات سامنے آئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابو یحییٰ کا الحضرۃ پر قبضہ

جب قسطینہ میں سلطان ابوبکر کی بیعت ہوئی تو اس کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد کے حالات خراب ہو گئے۔ اس نے پھر قسطینہ سے مقابلہ کے لئے فوجوں کو بھیجا۔ اس نے اپنے غلام ظافر کو جو کبیر کے نام سے معروف تھا، ان کا سالار مقرر کیا لہٰذا اس نے بجایہ میں پڑاؤ ڈال لیا۔ وہ پھر سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ جب ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللحیانی ابن ابی محمد عبدالواحد بن الشیخ ابی حفص مشرق سے واپس لوٹا تو اس نے حالات کی خرابی کو غور سے دیکھا۔ بعد ازاں طرابلس میں اس کی بیعت کی گئی۔ اس کے بعد حاجب ابوعبدالرحمٰن بن عمر سلطان ابوبکر کی طرف سے تحائف لے کر اس کے پاس گیا اور یہ کہا کہ وہ اس کی امداد کرے گا۔ اس نے پھر اپنے اس عہد کو بہت پختہ کیا۔ بعد ازاں اولاد ابواللیل سے کعوب کے جوان اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اس کی حکومت کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد المزدوری بھی تھا۔ یوں وہ الحضرۃ کی طرف تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے آئے۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے غلام ظافر سے جہاں وہ باجہ میں مقیم تھا، کمک طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا لہٰذا انہوں نے اس کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا راستہ روک لیا، اس پر حملہ کر دیا اور ظافر کو قید کر لیا۔ انہوں نے پھر 8۔ جمادی سنہ 711 کو تونس پر حملہ کر دیا اور اس کے صحن میں جا کھڑے ہوئے۔ اس وقت شہر میں بڑی گھبراہٹ تھی۔ شیخ الدولہ ابوزکریا حفصی کو وہاں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع جو بڑا خوددار، متبوع اور دلیر تھا، سلطان کے پاس گیا لہٰذا اس نے اسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر اس نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے سے بزدلی دکھائی اور بیماری کا عذر کیا۔ اس نے پھر حکومت سے علیحدگی کی گواہی دی اور بیعت چھوڑ دی۔ جب ابوعبداللہ المزدوری محل میں داخل ہوا

اس نے اسے قید کر لیا۔ بعدازاں بلا تاخیر اس کے پیچھے پیچھے سلطان ابویحییٰ آیا اور اس کی بیعت عامہ ہوئی یوں وہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب ابوزکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو اس کے عم زاد محمد بن یعقوب کی موجودگی میں الحضرۃ میں اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ اس وقت بنو یعقوب شاطبہ میں صاحب علم وقضاء گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بجایہ کے سامنے الحضرۃ کی طرف آ گئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن یعقوب ابن الامین حاکم طنجہ کے ساتھ گیا تھا اور پھر افریقہ میں قضاء کے امور پر فائز ہوا تھا۔ اس کے عہد سلطان المستنصر نے اسے الحضرۃ کی قضا کا کام سپرد کیا تھا اور وہ اسے چھوڑ کر شاہان مصر کے پاس چلا گیا۔ بنوعلی، عبدالواحد، یحییٰ اور محمد جیسے لوگ اس کے اقارب میں سے تھے اور انہیں سلطان ابوحفص کی حکومت میں اور اس کے بعد بھی بڑا غلبہ حاصل رہا ہے۔ ان میں سے عبدالواحد جریدہ کے خراج کا منتظم تھا جو سنہ 702 میں توزر میں مر گیا تھا۔ سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی نے پھر اس کے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو جبکہ وہ موحدین کا امین تھا، اپنا کاتب بنایا۔ اس نے اس کے ہاں بڑا مقام حاصل کیا۔ وہ اس کے ساتھ مسلسل رہا اور اس کے ساتھ حج کیا۔ جب اس نے خلافت سنبھالی تو اسے ترجیح دی اور اسے اپنا حاجب مقرر کیا۔ اس کے بعد جب وہ تونس میں مقیم ہوا اور اس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے حاجب ابو عبدالرحمٰن بن عمر کو اسے بھیجنے والے سلطان ابوبکر کے پاس دوبارہ بھیج دیا کیونکہ اس نے ابویحییٰ کے متعلق اس سے پختہ عہد کیا تھا جبکہ ابن عمر اس کا امین ہوا تھا لہٰذا وہ اس کے ہاں بڑے وظیفہ پر باعزت طور پر رہتا رہا یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔ انشاءاللہ۔

باب: ۳۸

بجایہ پر ابن عمر کی حکمرانی اور دیگر واقعات کا بیان

جب ابن عمر کو بجایہ کا حکمران مقرر کیا گیا تو وہ پہلے کی طرح لڑائی اور کفالت میں خود مختار بن بیٹھا، خصوصاً اس روز سے جب عبداللہ بن ہلال سے اس کا میل جول ہوا۔ بعدازاں ابن مخلوف نے اس کے ساتھ خط و کتابت کی اور وہ پھر تلمسان چلا گیا۔ تب ابن عمر نے اس کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے اپنے عزائم کو مہمیز دی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا لیکن وہ ایک روز بھی نہیں ہٹا۔ وہ پھر وطن کے خراج جمع کرنے کے لئے نکلا تو سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسطنطینہ میں اس کی خود مختاری سے اسے ڈرایا کیونکہ اس کی پناہ گاہ اس کے قریب ہی تھی۔ اس کے بعد سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسطنطینہ کی طرف گیا۔ جب وہ برجیوہ پہنچا تو اسے عبداللہ بن ثابت ملا لہٰذا اس نے اسے اور اس کے بھائی حسن بن حاجب کو ان کے احوال چھیننے کے بعد گرفتار کر لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حسن بن ثابت کے قسطنطینہ کی عملداری کی طرف چلے جانے کے بعد اس کے پیچھے اپنے بعض غلاموں کو بھیجا۔ اس دوران وہ پھر ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سدونکش کے جوانوں کے ساتھ بڑھا لہٰذا انہوں نے اسے وادی قطن میں قتل کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سلطان اس پر مصیبت نہیں لایا بلکہ ظافر الکبیر پر شکست کھانے اور عربوں کی قید میں آ جانے کے بعد، عربوں نے اس پر بہت احسان کیا اور پھر اسے رہا کر دیا۔ وہ پھر سلطان ابوبکر کے پاس چلا گیا لہٰذا اس نے اسے اس کے بھائی کی طرح اپنا مخلص دوست بنا لیا اور پھر ابن ثابت کی مصیبت کے وقت اسے قسطنطینہ کا حکمران بنا دیا جبکہ ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو ریاستوں سے الگ رہنے کے باعث کاتب بنا لیا۔ یوں اس نے ظافر کو قسطنطینہ کا والی بنا لیا۔ پھر سلطان اسے بجایہ لے آیا۔ جب ابن عمر اس کے مقام سے تنگدل ہونے لگا تو سلطان نے اسے بھڑکایا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے شکایت سے ناراض ہو کر اندلس روانہ کر دیا۔

بنی عبدالواد کی فوجوں سے مقابلہ

اس دوران سلطان ابو یحییٰ نے سنہ 710 میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے لئے سعید بن بشر بن مخلف کو ابوحمو موسیٰ بن عثمان بن یغمر اسن کی طرف بھیجا۔ مغرب اوسط کے زناتہ میں ان کے لئے فتح اور غلبہ مقدر تھا لہٰذا اس نے یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں سے ان کے شہر چھین کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح پر غلبہ پا لیا۔ اس نے بلاد مغراوہ توجین کے مضافات اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باغی ابن علان کو اس کے عہدے سے اتار دیا۔ بعدازاں ابن مخلوف کے ہاتھ سے اندلس کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا اس وجہ سے موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت کے حصول کا لالچ کیا۔ اسی دوران اسے ابن مخلوف کے مرنے کی خبر پہنچی تو سلطان نے اس کی طرف تعلقات قائم کرنے اور اس کی سرحد پر سلطان کے غلبے کی اطلاع بھیجی لیکن وہ اپنے مطالبے پر قائم رہا اور یہ ادعا بھی کیا کہ اس کی شرط کے مطابق بجایہ کی حکومت اس کے لئے ہے۔ اس دوران مشاجہ بھی اپنے حکمران کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ مل گئے لہٰذا انہوں نے بھی بجایہ کی حکومت میں رغبت کی۔ اس کے بعد عثمان بن سباع بن یحییٰ سلطان کو غصہ دلانے کے لئے آیا کیونکہ اسے ابن مخلوف اس کی عہد شکنی اور اپنے بارے میں اس کے زمانے کے متعلق ناراضگی تھی۔ بعدازاں ابی یحییٰ اس کے حجابت سے ہٹ جانے اور حج سے واپس آ کر اس کے پاس ٹھہرا۔ لہٰذا اب انہوں نے اس بات میں رغبت کی اور اسے بجایہ کی حکومت کے حصول کے لئے بھڑکایا۔ اس نے پھر اپنے چچا یوسف بن یغمر اسن کے بیٹے محمد اور اپنے دوسرے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مسامح کی نگرانی کے لئے بجایہ کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا

اس نے ان کے ساتھ ابوالقاسم بن ابی یحییٰ حاجب کو بھیجا۔ لہٰذا وہ شلف میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ سے ہی الگ ہو گئے۔ وہ پھر تیزی سے روانہ ہوئے لیکن ابن ابی یحییٰ اپنے راستے ہی میں جبل میں فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر البلاء سے لڑائی کی پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے وہاں پر خوب خونریزی کی پھر ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور سنہ 713 میں اسے لوٹ لیا۔ اس دوران محافظوں کو اس کی مدافعت میں مقتول اور مجروح ہو کر بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ انہوں نے پھر واپس آ کر باضعوں کے قلعے کو مضبوط کیا تھا، لہٰذا وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی فوج اور رسد لوٹ لی گئی۔ اس کے بعد ابوحمو نے بجایہ کے محاصرے کے لئے ایک دوسری فوج بھیجی جس کا سالار مسعود بن عمر بن عامر بن ابراہیم بن یغمر اسن کو مقرر کیا۔ انہوں نے پھر سنہ 715 میں اس سے لڑائی کی اور محمد بن یوسف بن یغمر اسن بھی بغاوت میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس وقت ابوحمو کی مخالفت میں بنو توجین بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا انہوں نے اس پر حملہ کیا، اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ یوں مسعود بن ابی عامر اور اس کی فوج فرار ہو گئی اور وہ بجایہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت و اجتماع پہنچ گیا۔ لہٰذا سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحائف اور آلات بھیجے، اس کے علاوہ اسے مدد دینے اور افریقہ سے یغمر اسن کو جو حصہ ملنا تھا، اس کے دینے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں ابن عبدالواد، بجایہ سے غافل ہو گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے وطن جانے کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن عمر کا خود مختار ہونا

ابن عمر ہمیشہ ہی سلطان کی حجابت میں خود مختار رہتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا حکم اس کے نفاذ پر موقوف ہے۔ وہ مسلسل اسے ان کے خواص کے متعلق اکساتا رہتا تھا، وہ انہیں قتل کرتا اور ان پر تاوان ڈالتا رہتا تھا۔ بسا اوقات سلطان اس کی خود مختاری سے برا بھی مان جاتا تھا۔ سنہ 713 میں اہل قسطنطینہ کے ایک آدمی نے اس کے ساتھ مداخلت کی کیونکہ اس نے قسطنطینہ کے محاصرے کے دوران گرفتار کر دیا تھا۔ وہ آدمی خود مختاری کے سلسلے میں اس جیسا ہی تھا۔ جب یہ منحوس خبر سلطان تک پہنچی تو اس نے اپنی دھار کو تیز کیا۔ اس کے بعد محمد بن ابی نے انہیں خلوت میں اس کے قرب کے باوجود حاجب کے ساتھ بغیر کسی مشورہ کے قتل کر دیا۔ ابن عمر پھر صبح صبح سلطان کے دروازے پر اپنی جگہ پر آیا تو اس نے اس کے جسم کو کپڑے میں لپٹا ہوا پڑا پایا۔ اسے بتایا گیا کہ سلطان نے اس پر حملہ کیا ہے۔ اس کے بعد اسے سلطان کی خود مختاری اور اس کی دھار کی تیزی کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا، یوں وہ اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ یہ خواص اور خلوتیان راز نے شکایت ہے لہٰذا اس نے اس سے دور ہونے اور سرحد میں اپنی خود مختاری کے متعلق سوچا۔ اس نے پھر انہیں ابن اللحیانی کے ہاتھ سے افریقہ چھیننے کے لئے اکسایا اور اس کے لئے انہیں خیمے، فوجیں، آلات، ہتھیار اور خادم بھی دیئے۔ بعد ازاں سلطان سنہ 715 میں قسطنطینہ چلا گیا پھر لڑائی کرتا ہوا بلاد ہوارہ میں آیا۔ وہ سنہ 716 میں قسطنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور یوں ابن عمر بجایہ میں اور زناتی دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے میں خود مختار بن گیا۔ بعد ازاں اس نے سلطان کی حجابت پر محمد بن قانون کو جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا، جانشین بنایا کیونکہ وہ اس کی خود مختاری کا امیدوار تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر آگے چل کر کریں گے انشاء اللہ۔

تونس کی طرف سلطان ابویحییٰ کا سفر

سلطان ابویحییٰ اللحیانی بوڑھا، شاطر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا لیکن وہ اپنے آپ کو خلافت کے قابل نہیں سمجھتا تھا اور امیر ابوزکریا کے بیٹوں کے ساتھ اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابوزکریا کی فوج میں اعیاص زناتہ اور شول کے سرداروں کے شامل ہونے پر جو توجین، مغراوہ، بنی عبدالواد اور بنی مرین میں سے تھے۔ اس کی حیثیت بہت مضبوط ہو گئی۔ وہ اپنے ایام کے ساتھ جوان کے ملوک میں سے ہوتا تھا، اپنی اپنی سرکشی کے خوف سے اس کے پاس پناہ لیتے تھے کیونکہ ان کے نسب، قبیلے کی سرداری اور شول کی ریاست میں ان کے ساتھ حصے داری کی تھی۔ اس کے علاوہ ان میں سے بعض لوگوں نے ان کے ٹھکانوں پر غلبہ پا لیا تھا لہٰذا انہوں نے بعد میں ان پر مغراوہ، بنی توجین اور ملکیش کو قبضہ دلا دیا جس پر

سلطان کی فوج برامان گئی۔ اس کی فوج پھر بہت بڑھ گئی حتیٰ کہ بادشاہ اس سے ڈرنے لگے۔ وہ بعدازاں سنہ 716 میں افریقہ کی طرف گیا۔ بلاد ہوارہ میں گھوما اور وہاں کا ٹیکس لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد سلطان ابن اللحیانی کو خیال آیا کہ وہ تونس میں اس پر حملہ کرے گا۔ اس وقت افریقہ اس کے خلاف مضطرب تھا جبکہ اس کا اعتماد محافظوں پر تھا، مدافعت کا کام اس کے عرب معاونوں کے سپرد تھا۔ اس نے پھر ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کو حکمران بنایا اور اس نے اسے عربوں کی ریاست سونپ دی یوں اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور اسے اموال دیئے جس کی وجہ سے عربوں کی مخالفت رفتہ رفتہ زیادہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کر لیا لہٰذا اس نے اموال اور ذخائر کو اکٹھا کر لیا اور ان کے برتنوں، قالینوں، گھٹیا سامان استعمال کے برتنوں حتیٰ کہ ان کتب کو بھی فروخت کر دیا جو امیر ابوزکریا نے جمع کی تھیں۔ اس طرح انہوں نے بیس قنطار سے زیادہ سونا اور یاقوت اور موتیوں کی بوریاں جمع کیے۔ وہ پھر تونس سے محافظوں کو الحضرۃ، باجہ اور حمامات میں مقرر کرنے کے بعد اپنی عملداری کی نگرانی کے لئے جانے کا توریہ کر کے تونس سے قابس کے رخ گیا اور اس نے الحضرۃ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ قابس پہنچ کر وہیں رہنے لگا اور مال کو اس کے علاقوں میں صرف کیا یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابوبکر کا حملہ

اس دوران سلطان سنہ 716 میں ہوارہ سے قسنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے تونس پر دوسری بار حملہ کرنے کے لئے بڑی کوشش کی۔ اس نے پھر فوج کو جمع کیا، عطیات تقسیم کیے اور کمزوریوں کو دور کیا۔ بعدازاں اس نے زناتہ، عربوں اور سدوئکش کے لشکروں کو طبقہ وار پیش کیا اور قسنطینہ پر حاجب محمد بن قانون کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے پھر اپنے سب سے بڑے حاجب بن عمر کی طرف بجایہ کی امارت سے پیغام بھجوایا کہ وہ عطیات اور اخراجات کے لئے مالی مدد کرے لہٰذا اس نے اس کی طرف منصور بن فضل موزنی کو جو الزاب کا عامل تھا، بھیجا۔ اس دوران جب ابن عمر نے دیکھا کہ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کے پاس مال کے خرچ کے لئے ایک جماعت ہے تو اس نے اس کے ساتھ ساتھ جبل اوراس، الحصنہ، سدوئکش، عیاص اور الضاحیہ کے علاقوں کو بھی شامل کر لیا۔ اس وقت خراج کی تمام عملداریاں اور ان کی آمد و خرچ کا حساب کی اس کی نظروں میں تھا لہٰذا ابن عمر نے اسے سلطان کے اخراجات کو قائم کرنے کے لئے بھیجا جس نے اسے اپنی حجابت کے کاموں پر جانشین مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سلطان جمادی سنہ 717 میں قسنطینہ سے مرحلے پر مرحلے طے کرتے ہوئے چلا۔ راستے میں اسے عربوں کے کئی وفود ملے۔ وہ پھر باجہ کے محافظوں سے مدد طلب کرتا ہوا تونس پہنچ گیا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابو یحییٰ اللحیانی تونس سے قابس کی طرف چلا آیا تھا۔ اس نے پھر وہاں پر ابوالحسن بن واتو دین کو جانشین مقرر کیا۔ بعدازاں اس نے اس کی طرف سلطان ابوبکر کے تونس پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ بھی کہ وہ مدافعت کا محتاج ہے۔ لہٰذا اللحیانی نے پہلے اموال کے متعلق ان سے معذرت کی اور پھر فوج اور مال میں ان کے ساتھ کو کھول دیا۔ اس کے بعد وہ سوار ہوئے اور انہوں نے رئیس الدیوان سے نسبی تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو جو ابوحزبہ کنیت کرتا تھا، نکالا اور اسے اس کی قید سے رہا کر دیا۔ جب انہیں سلطان ابوبکر کے باجہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ سب تونس سے نکلے۔ اس کے بعد ان کی مخالفت میں مولاھم ابن عمر بن ابی اللیل سلطان کی طرف گیا جو حکومت سے ناراضی رکھتا تھا اور اس پر گردش آنے کا منتظر تھا جیسا کہ اللحیانی نے اپنے بھائی حمزہ کو اس پر اثر انداز کیا ہوا تھا لہٰذا وہ سلطان کو باجہ کے قریب ملا، اس سے معاہدہ کیا اور اسے حملے کی ترغیب دی۔ وہ پھر تونس پہنچا اور شعبان سنہ 717 میں سلطان کے باغات میں سے سنافرہ کے باغ میں اترا۔ اس دوران سردار اس کے پاس آئے اور ابوخربہ اور اس کے اصحاب کے انتظار میں بیعت میں تردد کرنے لگے۔ ان کے واقعات میں سے ایک معروف واقعہ یہ بھی ہے کہ جب سلطان باجہ سے جلدی جلدی چلا تو حمزہ بن عمر نے اللحیانی کے ساتھیوں اور خواص سے تونس میں ملاقات کرنے میں جلدی کی، وہ تونس سے باہر آ چکے تھے لہٰذا اس نے انہیں ابوفربہ بن سلطان اللحیانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ قوم سے لڑائی کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی، وہ پھر سلطان سے لڑائی کرنے کے لئے گئے۔ اس دوران حمزہ نے اس کے بھائی مولاھم سے سازش کی کہ وہ پڑاؤ پر حملہ کر دے لہٰذا سلطان نے سنافرہ کے باغ میں جہاں مقیم تھا، وہاں سے ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل کی

گیا اور قسطنطینہ چلا گیا۔ اس کے بعد مولا ھم اس کے پاس سے وطنہ کی سرحدوں سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر منصور بن مرنی کو باجہ میں ابن عمر کے پاس بھیجا۔ اس دوران ابوفربہ بن اللحیانی اور موحدین نصف شعبان کو اسی سال تونس میں داخل ہو گئے اور الحضرۃ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی۔ اس نے پھر المستنصر کا لقب اختیار کیا۔ اہل تونس نے فصیلوں کا احاطہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے لہٰذا انہوں نے اس کی بات مان لی اور کام شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ عربوں نے اپنے اپنے مطالبات کے ساتھ اسے کمزور کر دیا اور وہ شروط میں اس پر زیادتی کرنے لگے یہاں تک کہ سلطان نے دوبارہ حملہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابوبکر کا الحضرۃ پر حملہ

جب سلطان تونس سے قسطنطینہ کی طرف آیا تو اس نے اپنے نامور جرنیل محمد بن سید الناس کو بجایہ کی طرف بھیجا، اس سے ابن عمر کو پریشانی ہو گئی اور وہ اس سے بگڑ گیا۔ جلد ہی سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا لیکن اس نے اس سے چشم پوشی کی اور اس سے مدد مانگی لہٰذا اس نے ہتھیار اور خیمے اکٹھے کیے۔ اس نے پھر اس کی طرف ارباب حکومت میں سے سات آدمی سات لشکروں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ تھے محمد بن سید الناس، محمد بن الحکم، ظفر السنان اور اس کا بھائی جو امیر ابوزکریا الاوسط کے غلاموں میں سے تھا، محمد المدیونی، محمد الحرسی اور محمد البطوی۔ اس کے ساتھ ساتھ زناتہ کے عظماء اور امراء میں سے عبدالحق بن عثمان کو بھی بھیجا جو بنی مرین کے اعیاص میں سے ایک تھا اور اندلس سے اس کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے علاوہ اس نے ابورشید بن محمد بن یوسف کو جو بنی عبدالواد کے اعیاص میں سے تھا، اس کی قوم کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ بھیجا۔ وہ پھر اپنے لشکروں کے ساتھ قسطنطینہ میں سلطان کے پاس پہنچے لہٰذا اس نے تونس پر دوبارہ حملے کا ارادہ کیا۔ اس نے پہلے ہی سے افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا لہٰذا صفر سنہ 718 میں نکلا اور اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن القانون کو مقرر کیا جبکہ ابوالحسن بن عمرو اس کا ردیف تھا۔ اندلس میں ھوارہ کا وفد اور ان کا بڑا سردار سلیمان بن جامع اسے ملا جنہوں نے اسے بتایا کہ ابوفربہ بن اللحیانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے لڑائی کے ارادے سے چلا ہے لہٰذا مولانا سلطان نے بڑی جلدی سے وہاں سے کوچ کیا۔ راستے میں اسے مولاھم بن عمر ملا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی۔ وہ پھر ابوفربہ اور اس کی فوج کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ قیروان کے قریب پہنچ گئے وہاں کا عامل اور مشائخ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اس کی اطاعت اختیار کی۔ سلطان پھر اپنے دشمن کے تعاقب سے ہٹ کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت وہاں پر ابوفربہ بن اللحیانی جو محمد بن الفلاق کے خواص میں سے تھا، اترا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے تیراندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجیں دن کی ایک گھڑی میں واپس آ گئیں۔ انہوں نے پھر اس پر حملہ کر دیا، اب ان کی عام پناہ گاہوں کو لوٹ لیا گیا اور ابن الفلاق قتل ہو گیا۔ سلطان پھر اسی سال ماہ ربیع الاول میں الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر عوام کے درمیان پیدا ہونے والے فسادات کو درست کیا اور میمون بن ابی زید کو وہاں کی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اسے البلاء پر نائب بنایا۔ وہ ایک بار پھر ابوفربہ بن اللحیانی اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑا لہٰذا اس نے جہات ھوارہ میں مصبوح مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ بن یرجو حصی گھرانے میں سے تھا اور ابوعبداللہ بن یاسین قتل ہو گئے جبکہ ضبہ میں سے کتاب ابی الفضل الجبائی مارا گیا۔ اس نے پھر شیخ الدولہ ابومحمد عبداللہ بن یغمور کو گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال کر سلطان کے پاس لایا گیا۔ اس نے اسے اور اس کی قوم کو معاف کر دیا اور پھر دوبارہ اس نے اسے اس کے کام پر لگا دیا۔ سلطان پھر اسی سال واپس تونس آ گیا۔ جب ابوعیسیٰ بن اللحیانی کو خبر ملی کہ سلطان سنہ 717 میں دوبارہ تونس پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے تو وہ ان موحدین اور عربوں کو جو اس کے بیٹے ابوفربہ کی بیعت میں شامل تھے، لے کر قابس سے نواح طرابلس کی طرف چلا گیا۔ جب سلطان کے قسطنطینہ کی طرف واپس آنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابوعبداللہ بن یعقوب کو اپنے حاجب کے قریب طرابلس میں ٹھہرایا، اس کے ساتھ حمزہ بن عمر بھی تھا جو ذئاب میں سے الجوازی کا بڑا سردار تھا لہٰذا اس نے ملوک اور قلعوں کو فتح کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور برقہ تک جا پہنچا۔ اس نے پھر ذئاب کے گروہ میں سے آل سالم اور آل سلیمان سے خادم مانگے۔ اس دوران طرابلس میں اپنے بادشاہ کے پاس واپس آ گیا اور ابو کی شکست دینے کے بعد فوج اسے ملی لہٰذا اس نے اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب اور وزیر ابوعبداللہ بن یاسین کو مال دے کر عربوں کو اکٹھا

کرنے کے لئے بھیجا۔انہوں نے اموال کو علان اور ذ ثاب میں تقسیم کر دیا۔اس کے بعد ابو فربہ نے قیروان پر چڑھائی کی جب اس کی خبر سلطان ابو بکر کو ملی تو وہ آخر شعبان سنہ 718 میں تونس سے باہر نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ قیروان سے بھاگ گئے۔وہ پھر برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے موت کی طلبگار بن کر اپنی سواریاں روک لیں یہاں تک کہ فج النعام کے مقام پر فوجیں ان پر چڑھ آئیں۔اس کے بعد ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور سواریاں بھاگ گئیں۔یوں وہ شکست کھا کر کوچ کر گئے اور قتل اور لوٹ نے بھی ان سے اپنا حصہ وصول کیا۔اس دوران ابو فربہ نے ایک دستے کے ساتھ مہدیہ میں پناہ لی جو کہ اس کے باپ کی دعوت پر قائم تھے لہٰذا وہ وہاں سے بچ گیا اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے جب اس کے باپ کو طرابلس میں اپنے مقام پر اس کے متعلق اطلاع ملی تو اس کی فوج بے چین ہو گئی۔اس نے پھر نصاریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے بحری بیڑے میں سوار کروا کر اسکندریہ لے جائیں لہٰذا اسے چھ بحری بیڑے ملے جنہوں نے اس کے خاندان اور اولاد کو اٹھا لایا۔یوں وہ سمندر پر سوار ہو کر اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب کے ساتھ اسکندریہ آ گیا۔اس نے پھر ابو عبداللہ بن ابی عمران کو جو اس کے رشتہ داروں میں سے تھا طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ کعوب نے اسے بلا لیا اور اسے امیر مقرر کیا۔انہوں نے پھر سلطان پر کئی بار چڑھائی کی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔اس دوران سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی سمندر پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور وہاں سلطان محمد بن قلاون کے ہاں اترا جو مصر و شام کے ترکی ملوک میں سے تھا وہ پھر اسے مصر لے آیا۔وہ اس کی آمد اور ملاقات سے بہت خوش ہوا،اسے عزت والا رتبہ دیا اور بہت وظیفے اور جاگیریں بھی دیں یہاں تک کہ وہ سنہ 728 میں فوت ہو گیا۔اس دوران سلطان ابو بکر فج النعام میں ابو فربہ اور اس کی قوم پر حملہ کے بعد تونس کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال شوال میں اس میں داخل ہو گیا۔یوں افریقہ اس کی اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور اس کے شہر اور ملک کی سرحدیں مہدیہ اور طرابلس کو اس کی دعوت دینے کے لئے منظم ہو گئیں۔جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا کچھ ذکر آئندہ آئے گا۔

حاجب محمد بن القانون کی روداد

جب حاجب بن عمر سنہ 715 میں بجایہ میں خود مختار بن گیا تو سلطان قسطنطینہ کی طرف چلا گیا۔اس کے بعد وہ اسے واپس نہیں لے سکا جب دوبارہ تونس سے سنہ 717 میں واپس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا۔اس نے پھر اس کے پیچھے پیچھے اپنے جرنیل ابو عبداللہ محمد بن حاجب ابیہ محمد بن سید الناس کو بھیجا کہ وہ بجایہ میں واپس آنے کی وجہ سے اسے اس کے محل مہیا کر دیئے۔لہٰذا ابن عمر نے اسے واپس کر دیا اور اس سے بگڑ بیٹھا۔بعد ازاں سلطان نے اس سے مدد مانگی تو اس نے جلدی سے مدد دے دی۔اس نے پھر رضامندی سے اسے جاگیر دی لیکن ساتھ ساتھ بجایہ اور قسطنطینہ کی امارت بھی عنایت کر دی جیسا کہ ہم یہ سب باتیں بیان کر آئے ہیں۔یوں ابن عمر ثغر اور اس کے نواح میں خطبے میں سلطان کے ذکر کرنے اور سکہ میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن بیٹھا تھا وہ پھر اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان نے تونس اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔اس نے پھر اس کے پاس اپنے عم زاد علی بن محمد بن عمر کو بھیجا تو عبدالرحمٰن حاجب نے اسے قسطنطینہ کا امیر مقرر کر دیا،یوں وہ اس کی طرف چلا گیا۔اس دوران میں وہ زناتہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹاتا رہا۔اس وقت ابو حمو حاکم تلمسان اس کے محمد بن یوسف پر متغلب ہوتے اور اس کے ہاتھ سے بلاد مغراوہ اور توجین کو واپس لینے کے بعد فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔اس نے پھر وادی میں جو وہاں سے دو دن کے فاصلہ پر ہے،ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں وہ فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے تیار کرتا تھا۔اس دوران ابو حمو فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابو تاشفین سنہ 718 میں حکمران بنا۔بعد ازاں جونہی سلطان نے تونس کی طرف چڑھائی کر کے اسے فتح کیا،بجایہ کے حصار کی حدت میں کمی ہو گئی۔اس کے بعد ابو تاشفین اپنی عملداریوں کی درستگی کے لئے تلمسان سے نکلا۔بعد ازاں محمد بن یوسف جبل وانشریس میں اپنے قلعے میں قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔وہ پھر وہاں سے تلمسان کی طرف واپس لوٹ آیا۔اس کے بعد ابن عمر بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے عم زاد علی کے متعلق اس کی عملداری کی قسطنطینہ میں اطلاع دی اور سلطان کا حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولی عہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی۔اس نے پھر بستر علالت پر کچھ دن گزارے پھر وہ شوال سنہ 719 میں فوت ہو گیا۔اس کے بعد علی بن عمر نے بجایہ کی حکومت سنبھال لی۔جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اسے ثغر کے حالات نے پریشان کر دیا۔بعد ازاں ابن سید الناس اپنے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف کے ساتھ

ان کے خزانہ کے لئے اور اس کے ذخیرہ کی تلاش میں اس کے پاس گیا۔ یوں اس نے سونا چاندی کے بہت سے ذخائر حاصل کئے اور علی بن عمر بھی ان کے ساتھ آیا، سلطان نے اسے اپنی رضامندی سے دیا۔ وہ پھر الحضرۃ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا ابن ابی عمران سے اختلاف ہو گیا۔ اس نے عمران کی دوبارہ اطاعت اختیار کی اور سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے برافروختہ کر دیا لہٰذا جب وہ تونس کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے غلام نجاح اور حملال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا۔ انہوں نے پھر بستاز کے باہر اسے دھوکے سے قتل کر دیا، اسے کاری زخم لگائے، یوں وہ اپنے زخموں کے باعث ہلاک ہو گیا۔

امیر ابوزکریا کی امارت

جب ابن عمر فوت ہو گیا تو سلطان کو بجایہ کے معاملات نے فکرمند کر دیا کیونکہ وہ محاصرے اور بنی عبدالواد کے مطالبہ کی حالت میں تھا لہٰذا اس نے سوچا کہ وہ محافظوں کو قریبی سرحدوں میں بھیج دے پھر وہاں مدافعت و محافظت اپنے بیٹوں کو اتارے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو قسنطینہ کا اور دوسرے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا۔ بعد ازاں اس نے اس کی حجابت ابوعبداللہ بن القانون کو دی جوان دونوں کی صغرسنی کی وجہ سے وہاں خودمختار تھا اور اس کے لئے فوج کو اکٹھا کیا۔ اس کے بعد اسے بجایہ میں دشمن کو روکنے اور اس کے محاصرے پر زور دینے کے لئے اس نے کا حکم دیا۔ لہٰذا وہ تونس سے سنہ 720 کے آغاز میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کر گئے۔ حجابت کا کام اب ابن القانون پر مہربانی کے باعث خالی رہ گیا۔ اس کے علاوہ امور میں تصرف کے لئے سلطان کے آدمیوں میں سے ابوعبداللہ بن عبدالعزیز کر دی جس نے المزوار کا لقب اختیار کر لیا تھا، باقی رہ گیا۔ اس وقت سلطان کے خواص میں سے وہ شخص سب سے مقدم تھا جو الدخلہ کے نام سے معروف تھا جبکہ اشغال پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا ابھی ہم ان کی اولیت کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد وہ سربلندی اور عزت کے لباس میں فخر سے چلتا بجایہ واپس آیا۔ اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن سیدالناس کا بجایہ آنا

اس دوران جب ابوعبداللہ بن یحییٰ بجایہ کی طرف واپس لوٹا تو سلطان کی توجہ اپنے خواص کے لئے بجایہ میں اپنی حکمرانی کے وقت خالی ہو گئی۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق چغلیاں کھائیں اور یوں انہوں نے اس کے لئے مصیبتیں کھڑی کیں۔ اس سلسلے میں المزوار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال ابوالقاسم بن عبدالعزیز کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے ہاں اس کی بہت چغلیاں ہوئیں آخرکار اسے اس کے متعلق بدظنی ہو گئی۔ اس نے پھر محمد بن سیدالناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا جس نے اس کے حصار اور اس کے امیر کی حجابت کا کام سنبھال لیا۔ اس دوران اس نے حجابت کے لئے مقدم کیا اور اس کے حالات کو ہم آگے بیان کریں گے۔ جب ابن القانون الحضرۃ جاتے ہوئے قسنطینہ سے گزرا تو اسے وہاں رکنے کی سوجھی، اس دوران وہاں کے مشائخ نے اس بارے میں مداخلت کی اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا لہٰذا اس نے انہیں سزا کے طور پر الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جب یہ اطلاع سلطان کو پہنچ گئی تو اس نے ابن قانون کو قید کر لیا اور پھر قسنطینہ کی حجابت بھی ابن سیدالناس کو دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے وہاں کے مشائخ نے معافی طلب کی اور اسے بتایا کہ امین اس کا قریبی اور بھتیجا بھی ہے۔ جب انہوں نے اس کے باپ کی مالداری کا ذکر کیا تو وہ اس بات سے رک گیا، اس نے اپنے فیصلے کو اپنے غلام ظافر الکبیر کی طرف پھیر دیا، یہ بات اس وقت ہوئی جب وہ مغرب سے ابن سیدالناس کے مشہور واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ امیر ابوزکریا کے غلاموں میں سے تھا۔ اسے اس وقت اس کے بیٹے سلطان ابوالبقاء کی حکومت میں بڑا غلبہ حاصل تھا لہٰذا جب سلطان ابوبکر کو پریشانی لاحق ہوئی اور اس نے فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی تو اس نے باجہ میں قیام کیا۔ اس کے بعد مزدوری اور عرب ابن اللحیانی کی ہراول فوج میں تونس کی طرف آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے اسے الگ کر کے گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد وہ مولانا سلطان ابویحییٰ سے مل گیا تو اس نے اسے دوبارہ حکومت میں وہی عہدہ داری دی جو اسے پہلے حاصل تھی۔ بعد ازاں سنہ 713 میں ابن ثابت کی وفات پر اسے قسنطینہ کا والی بنا دیا لیکن پھر ابن عمر اس سے تنگ ہو گیا

اور اس کے متعلق سلطان کو بھڑکایا تو اس نے اسے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اندلس بھیج دیا۔ یوں وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابو سعید کے ہاں اترا یہاں تک کہ اسے ابن عمر کی موت کی اطلاع ملی تو وہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا۔ ائن کے ساتھ سلطان بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اس دوران اس کے ساتھ ہی بجایہ سے حاجب بن قانون بھی پہنچ گیا لہٰذا سلطان نے ظافر کو قسطنطینہ میں اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ کا حاجب مقرر کیا، یوں یہ قسطنطینہ آیا اور اس کے کام کو سنبھالا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو بڑی بڑی خدمات پر مامور کیا اور وہاں پر الحضر ۃ کے جو خدام تھے، انہیں ان کے شہر کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس وقت امیر ابو عبداللہ کے ہاں ابوالعباس بن یاسین متصرف تھا جبکہ کاتب ابوزکریا ابن الدباغ خراج کے امور کا متصرف تھا، یہ دونوں دراصل امیر ابو عبداللہ کی رکاب میں الحضر ۃ سے آئے تھے لہٰذا ظافر نے وہاں پہنچتے ہی ان دونوں کو ہٹا دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

ابن ابی عمران کی روداد

واضح رہے کہ محمد بن ابی عمران، ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم، ابن الشیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا، یہ دراصل وہی شخص ہے جو ابو محمد عبداللہ ابن عمر الشیخ ابو محمد عبدالواحد کا نائب بن کر افریقہ کا والی بنا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے وہاں خط لکھا تھا لہٰذا یہ آٹھ ماہ تک وہاں پر حکمرانی کرتا رہا۔ پھر وہ سنہ 623 کے آخر میں آ گیا اور ابو عمران اس کے جملہ مددگاروں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعد ازاں اس کے بیٹوں نے ان کی حکومت کے زیرِ سایہ پرورش پائی، اس کے بیٹوں میں ایک بیٹا ابو بکر بھی تھا جو اس محمد کا والد تھا۔ اس کی بہت شہرت تھی اسی لئے سلطان ابو یحییٰ زکریا ابن اللحیانی اس کی قرابت داری کا لحاظ کرتا تھا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا اور تونس سے جاتے وقت اسے جانشین بنایا۔ اس کے بعد اسے کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے ہوئے طرابلس پر اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ابو فریا نے شکست کھانے اور اپنی فوج کے بھاگ جانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تھی۔ اس کے بعد سلطان ابو بکر نے وہاں پر اس سے مقابلہ کیا مگر وہ مہدیہ کو سر نہیں کر سکا اور ابو فربہ سے صلح کر کے وہاں سے چلا آیا۔ اس وقت حمزہ بن عمر سلطان کی مخالفت میں افریقہ کے علاقوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ اور سلطان کو اس کی مخالفت گراں گزری اور بہت سے بدو بھی اس کے پاس چلے آئے، یوں اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ اس کے بعد محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کی سرحد پر آیا اور پھر سلطان کے پاس ہوشیاری سے کمال تیاری کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے گیا۔ اب سلطان ابو بکر سنہ 621 کے رمضان میں تونس سے نکلا اور قسطنطینہ چلا گیا، اس کے ساتھ مولاھم ابن عمر بھی تھا۔ اس دوران خواص نے سلطان کے پاس چغلیاں کر کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قالون کو ناراض کر دیا تھا اور اس کا انحراف بھی اس پر واضح ہو گیا تھا۔ اس وقت معن بن مطاع خزاری جو حمزہ بن عمر کا وزیر اور مشیر تھا، ابن قالون کا بھی دوست تھا لہٰذا اس نے ابن ابی عمران کے لانے میں مداخلت کی۔ جب سلطان ان کی فوج کے آگے آگے نکلا تو ابن قالون تونس میں ہی رہ گیا۔ وہ پھر دوسرے دن شہر میں ایک منادی پر سوار ہو کر ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا۔ یوں ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے وقت دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضر ۃ پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں بقیہ سال وہیں پر مقیم رہا اور دوسرے سال کے آغاز میں بھی وہیں رہا۔ اس دوران سلطان قسطنطینہ چلا گیا۔ اس نے پھر اپنی فوج کو جمع کیا، کمزوریوں کو دور کیا اور تیاری مکمل کی وہ پھر صفر سنہ 622 کو وہاں سے چلا۔ ابن ابی عمران بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو نکلا۔ سلطان نے الرحلۃ میں ان سے پہلی اور دوسری مرتبہ لڑائی کی پھر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں شیخ الموحدین ابو عبداللہ بن ابی بکر فوت ہو گیا اور ان کے ہراول میں محمد بن ابی منصور بن عزنی وغیرہ تھے۔ اب فوج نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے۔ یوں سلطان کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کوئی اس کا ہمسر نہیں تھا پھر اس نے مولاھم بن عمر کو گرفتار کر لیا جس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

مولاھم بن عمر کا قتل

جب سلطان کو ابن ابی عمران اور اس کے پیروکاروں پر غلبہ اور فتح حاصل ہو گئی تو اس نے اس فتح میں ان سے مولاھم بن عمر کی منشاء کے خلاف

سلوک کیا۔ اس دوران اس کے اصحاب نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کی خرابی کا پتہ چلتا تھا۔ اس کے بعد سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ مولاھم نے اس پر حملہ کرنے والوں میں اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو بھی شامل کیا تھا۔ اس وقت جعدان بن عبداللہ بن احمد بن کعب اور سلیمان بن جامع ھوارہ کے شیوخ میں سے تھے۔ اس نے پھر ان کے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد کو جبکہ انہوں نے اسے اس بات میں شامل کرلیا تھا، ان سے روک لیا لہٰذا اس نے سلطان کو بہت نصیحتیں کیں لیکن جب انہوں نے سلطان پر حملہ کیا تو اس نے انہیں گرفتار کرکے تونس کی طرف بھیج دیا۔ یوں انہیں وہاں قید کردیا گیا، اس کے بعد وہ خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اس میں داخل ہوگیا۔ لوگوں نے از سر نو بیعت لی جبکہ عربوں نے اس کی اتباع میں چڑھائی کی یہاں تک کہ شہر کے باہر اترے۔ اس پر مولاھم اور اس کے اصحاب کی رہائی کی شرط کی لہٰذا سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، یوں انہیں ان کے قید خانوں میں قتل کردیا گیا پھر ان کے جسموں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ انہیں دیکھ کر اسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی قوم سے فریاد کی، انہوں نے اپنے ساتھی کے بدلہ لینے کا مشورہ کیا لہٰذا وہ جلدی سے الحضرۃ کی طرف گیا۔ اس دوران انہیں خیال ہوا کہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں ہیں لہٰذا سلطان ان کی آمد کے چالیس روز بعد تونس سے نکل کر قسطینہ چلا گیا۔ بعد ازاں ابن ابی عمران تونس میں آیا اور چھ ماہ تک یہاں قیام پذیر رہا۔ اس دوران میں سلطان نے اپنی فوج اکٹھی کرکے مکمل تیاری کرلی۔ وہ پھر قسطینہ سے چلا تو ابن ابی عمران نے اس پر چڑھائی کی۔ اب ابن عمر نے اسے شکست دی اور سلطان نے ان پر حملہ کردیا، اس نے خوب قتلِ عام کیا، انہیں نواح میں بکھیر دیا اور خود تونس واپس لوٹ آیا۔ وہ پھر صفر سنہ 633 میں اس میں داخل ہوگیا اور حمزہ سیدھا آگے چلا گیا جس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

جنگوں کے واقعات کی روداد

جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے یکے بعد دیگرے تونس سے شکست کھائی۔ جب حمزہ نے دیکھا کہ ابن ابی عمران اس کے کچھ کام نہیں آسکتا تو اس نے اسے طرابلس میں اس کے علاقے میں بھیج دیا اس نے پھر ابوفربہ کی طرف ابن سلطان اللحیانی کو بھیجا کیونکہ مہدیہ میں اسے عزت والا مقام حاصل تھا لہٰذا اس نے اسے زناتہ کے دادخواہوں اور بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کرلیا۔ اس کے بعد ابوفربہ نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ تلمسان کے حکمران ابوتاشفین کے پاس گیا۔ اس نے اسے بجایہ پر فتح پانے کے بارے میں رغبت دلائی اور یہ بھی بتایا کہ حاکم تونس فوج بھجوا کر بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا لہٰذا سلطان نے ان کے ساتھ کئی ہزار کی فوج بھجوادی۔ اس نے اس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا جو تیمرزدکت میں ثغر کا حاکم تھا، علاوہ ازیں بہت سے خواص اور عظیم آدمیوں کو بھی بھجوایا۔ پھر وہ تلمسان سے بسرعت تمام چلے۔ اس دوران سلطان کو بھی ان کے تلمسان سے چلنے کی خبر پہنچ گئی لہٰذا وہ تونس سے اپنی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا یہاں تک کہ بونہ اور قسطینہ کے درمیان رغیس کے مقام تک پہنچ گیا۔ وہ قلب میں نہایت پختہ فیصلے کے ساتھ ڈٹا رہا لہٰذا ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شعبان سنہ 633 میں شکست کھا گئے۔ یوں فوج کے ساتھ ان کے کپڑوں اور زناتہ کی قیدی عورتوں سے بھر گئے۔ لیکن جب سلطان ان کے پاس سے گزرا تو اس نے انہوں کو رہا کردیا۔ اس کے بعد ابوموسیٰ اور موسیٰ بن علی کردی اپنی فوج کے ساتھ تلمسان واپس آگئے۔ سلطان ان کی شکست کے چند روز بعد حضرۃ کی طرف واپس چلا گیا لیکن راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ عرب قیروان کے نواح میں جمع ہو رہے ہیں لہٰذا وہ الحضرۃ سے گزر کر الشقہ میں پہنچ گیا اور ان پر حملہ کردیا۔ وہ پھر شوال سنہ 624 میں تونس کی طرف لوٹ آیا۔ لہٰذا حمزہ اور اس کے ساتھیوں نے فوجوں کو علیحدگی کے وقت اس کا تعاقب کیا، اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید حفصی بھی تھا۔ اس دوران عامر ابوعلی بن کثیر ان کی خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تو باجہ میں رکنے کے دوران ان کے مقابلے کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ نکلا۔ اس وقت اس کا سالار عبداللہ عاقل تھا لہٰذا عربوں نے شاذلہ کے نواح میں اس پر حملہ کر دیا اور ان کے ہراول دستے سے لڑائی کی۔ اب میدان کارزار گرم ہوگیا۔ عبداللہ عاقل اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے کہ لڑائی نے شدت اختیار کرلی پھر عربوں کو شکست ہوگئی، یوں ان کی بیویاں لوٹ لی گئیں اور ان کی جمعیت پریشان ہوگئی پھر سلطان شہر کی طرف واپس آگیا اور حمزہ ابن مقیم ہوگیا۔

حمزہ کا الحضرۃ پر قبضہ

جب ابوفربہ بن اللحیانی اور حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی افواج شکست کھا گئیں تو ابوفربہ تلمسان چلا گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حمزہ نے بھی سلطان کے ساتھ کچھ لڑائیاں کیں لیکن پھر کعوب اس پر غالب آنے اور اس پر چڑھائی کرنے سے مایوس ہو گئے۔ بعد ازاں حمزہ بن عمر داد خواہی کے لئے ابن تاشفین کے پاس گیا اور اس کے ساتھ طالب بن مُہلہل بھی تھا جو اس کی قوم میں اس کا ہمسر تھا۔ اس کے علاوہ اولاد قوس میں سے بنی حکیم کا شیخ، محمد بن مسکین بھی اس کے ساتھ تھا، یہ سب کے سب دراصل سلیم میں سے تھے۔ ان کے ساتھ حاجب بن قالون بھی تھا لہٰذا انہوں نے اس کی فوج کو ان کے دادخواہ کی مدد پر آمادہ کیا۔ بعد ازاں سلطان نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی جس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو بنایا اور اسے دوبارہ ان کے ساتھ بھیجا۔ اس نے پھر تونس کی حکومت کے لئے ان میں اعیاص ابی حفص سے ابراہیم بن شہید کو امیر مقرر کیا۔ اس کا باپ جو شہید ہوا تھا وہ ابوبکر بن ابی الخطاب عبدالرحمٰن تھا جسے سلطان ابوعصیدہ کی وفات پر امیر مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت ان کا یہ باپ عربوں سے جا ملا تھا اور انہوں نے اسے امیر بنا لیا تھا۔ وہ جنگ رغیس کے بعد اسے تونس پر چڑھا لائے تھے لیکن جب فوجیں ان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ شکست کھا گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر تلمسان چلا گیا اور یہ وفد اس کے بعد آیا لہٰذا سلطان ابوتاشفین نے اسے ان کا امیر مقرر کر دیا جبکہ محمد بن یحییٰ بن قالون کو اپنا حاجب بنا لیا پھر موسیٰ بن علی کردی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں یوں انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی۔ سلطان ابوبکر ذوالقعدہ سنہ 624 میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور پھر قسطنطینہ تک جا پہنچا لیکن انہوں نے اسے تیاری مکمل کرنے سے قبل جلد ہی جا لیا لہٰذا وہ ان کے صحن میں جا اترا۔ اس کے بعد موسیٰ بن علی، بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر تونس کی طرف آئے۔ وہ پھر رجب سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو گیا اور اس پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں اس نے باجہ پر محمد بن داؤد کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امیر مقرر کیا۔ لیکن رمضان کی ایک شب کو سلطان کے بعض خاص آدمیوں نے جو البلاء میں چھپے بیٹھے تھے، اس پر حملہ کر دیا۔ ان میں یوسف بن عامر بن عثمان بھی شامل تھا جو عبدالحق بن عثمان کا بھتیجا تھا اور اعیاص بنی مرین میں سے تھا۔ اس کے علاوہ ان میں قائد بلاط بھی تھا جو الحضرۃ کے پیچھے سوار ہونے والے سرداروں میں تھا۔ علاوہ ازیں ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر سلطان کی دعوت کا نعرہ لگایا اور قصبہ میں گھومے لیکن اسے سر نہیں کر سکے۔ وہ پھر دار کشلی کے گھر گئے جو پیچھے سوار ہونے والے ترک سرداروں میں سے تھا اور ابن القالون کا خاص آدمی تھا لہٰذا انہوں نے قصبے کے ساتھ لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکے پھر صبح نے انہیں اپنا مقصد پورا کرنے پر جلد بازی پر آمادہ کیا تو وہ قتل کے درپے ہو گئے، یوں وہ ان کے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس دوران جب موسیٰ بن علی اور اس کی ساتھی افواج ابن الشہید سے قسطنطینہ کے محاصرے کے لئے پیچھے رہ گئیں تو وہ کئی روز تک وہاں مقیم رہا۔ بعد ازاں پندرہ راتیں مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور اپنے صاحب کے پاس تلمسان میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان قسطنطینہ سے نکلا، اس نے فوج اور تیاری کو مکمل کیا اور تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی۔ لہٰذا ابن الشہید اور ابن القالون وہاں سے بھاگ گئے۔ اس طرح سلطان نے شوال سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو کر اس کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سلطان کی فوجوں کو شکست ہوتی ہے

جب سے ابوتاشفین کے لئے فضا صاف ہوئی تھی اور قوم میں اس کی حکومت طاقت ور ہوئی تھی، وہ بجایہ میں فوجیں بھیجنے اور محاصرے کو لمبا کرنے پر اصرار کرتا تھا۔ اسی طرح سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے جوانوں اور اپنے عظیم وزراء اول کے ذریعہ اس کے تحفظ کے لئے دفاع کرتا تھا۔ اس وقت اول بڑا طاقتور اور اہل کفایت میں سے تھا لہٰذا اس نے انہیں اموال اسلحہ اور فوج کی مدد بھیجی اور انہیں لڑائیوں میں صبر و ثبات کی وصیت کی۔ اس وقت ان کے ہمسر اس کے پیچھے تھے۔ ابوتاشفین جب محسوس کرتا کہ سلطان ابوبکر بجایہ کی مدافعت کے لئے تیار ہے یا لڑائی کے لئے فوج تیار کرنے کا فیصلہ کر رہا ہے تو وہ اسے کسی ایسے کام میں مشغول کر دیتا جو اس کے فیصلے کو کمزور کر دیتا اور ساتھ ساتھ اس کی گرفت کی لگام تھام لیتا۔ اس

لئے ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک تھا کیونکہ وہ عربوں کو اطاعت سے روکتا تھا اور ساتھ ساتھ اعراب کو الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کے لئے اکٹھا کرتا تھا، وہ اعیاص کو ایسی باتوں کا لالچ دیتا تھا جو انہیں مخالفت سے حاصل نہیں ہو سکتی تھیں، اس تمام عرصے میں اس کی یہی عادت رہی۔ جب ابو زکریا یحییٰ نے سنہ 625 میں ابراہیم بن الشہید اور حمزہ بن عمر اور ان کے افریقی معاونوں کی طرف فوجیں بھیجیں تو اس نے ان کا سالار موسیٰ بن علی کو بنایا جس نے قسطنطینہ سے لڑائی کی پھر وہاں سے چلا آیا لیکن پھر سنہ 628 میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے نواح میں غارت گری کی۔ اس نے ان کے سب اموال کو لے لیا اور پھر وادی بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے بعد ازاں بجایہ سے ایک دن کے فاصلے پر بسکلات شہر کی حد بندی کی جو راستے کے درمیان میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک سڑک بنائی کیونکہ بجایہ سمندر کی جانب اس سے ٹیڑھی طرف تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس شہر کی حد بندی کی، اسے مضبوط بنایا اور اسے مسافتوں کی شکل میں فوج پر تقسیم کر دیا۔ یہ کام چالیس روز میں مکمل ہو گیا۔ انہوں نے پھر جبل اوراس اور جدہ میں اپنے سب سے زیادہ قدیم قلعے کے نام پر اس کا نام تیمزدکت رکھا جہاں پر یغمراسن نے سعید کے مقابلے میں پناہ لی تھی۔ اس نے ان سے لڑائی کی اور وہیں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے پھر اس شہر کو فوج اور رسد سے بھر دیا اور اسے فوج، سواروں اور قبیلوں سے لڑنے کے لئے آباد کیا جس سے سلطان کو بہت اضطراب پیدا ہوا، اس نے پھر اپنی فوج کے جرنیلوں اور اپنے موالی سے کہا کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف چلے جائیں اور اس کے ساتھ مل کر اس برباد شہر پر حملہ کریں اس تخریب کے سلسلے میں اپنے لئے موت قبول کریں لہٰذا قسطنطینہ سے ظافر الکبیر اور ھوارہ سے عبداللہ عاقل، اور بونہ سے ظافر السنان اٹھے اور سنہ 627 میں آئے۔ اس دوران موسیٰ بن علی کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ بھی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تمام فوجیں بجایہ سے ابن سید الناس کی قیادت میں نکلیں۔ اس نے پھر دشمن پر بسکلات میں چڑھائی کی مگر اسے اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور لڑائی میں ظافر الکبیل قتل ہو گیا، اور اس کی فوج بجایہ واپس آ گئی۔ اس دوران ابن سید الناس کو ان کے متعلق بدظنی ہو گئی جیسے موسیٰ بن علی بن زبون کو اپنے ساتھیوں کے متعلق ہو گئی تھی اور اس نے انہیں اس رات شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ صبح کو وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے۔ سلطان نے پھر قسطنطینہ پر ابراہیم بن عبدالعزیز کو کچھ روز کے لئے امیر مقرر کیا لیکن پھر اسے الحضرۃ لے آیا تا کہ محمد بن عبدالعزیز المزدار اس سے حجابت کے کاموں میں مدد لے کیونکہ وہ حجابت کے ضروری کاموں سے ناآشنا تھا۔ اس نے پھر قسطنطینہ میں امیر ابو عبداللہ کی حجابت پر اپنے غلام ظافر السنان کو مقرر کیا یہاں تک کہ ان کا حال تبدیل ہو گا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

باب ابن سید الناس کا حاکم بننا

یہ شخص یعنی محمد بن القالون، دراصل المزدار کے نام سے معروف ہے۔ ہمیں اس کی اولیت کے متعلق صرف اسی قدر علم ہے کہ وہ ان کردوں میں سے ایک ہے جن کے رؤسا ملوک مغرب کے پاس اس وقت وفد بن کر گئے تھے جب تاتاریوں نے انہیں ان کے وطن شہرزور سے سنہ 656 میں بغداد پر غالب آنے کے بعد جلاوطن کر دیا تھا۔ اس وقت ان میں سے کچھ تو تونس میں ٹھہر گئے اور کچھ مغرب کی جانب چلے آئے اور مراکش میں موحدین کے ہاں اترے، انہوں نے پھر انہیں اچھا پڑوسی بنایا۔ بعد ازاں ان میں سے کچھ لوگ بنی مرین کی طرف اور کچھ بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت الحضرۃ میں اقامت اختیار کرنے والوں میں سلف بن عبدالعزیز بھی تھا جس نے امیر ابو زکریا الاوسط کی حکومت میں پرورش پائی اور پھر اس کے بیٹوں کے ساتھ مل جل گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوبکر کے مددگاروں کے ساتھ بجایہ آیا۔ یہ اس کے خواص میں دجلہ کے نام سے معروف تھے، ان میں یہ مقدم تھا اور اسی وجہ سے المزدار کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بڑا بہادر، دلیر اور شریف آدمی تھا اور حکومت میں اسے بڑا رسوخ حاصل تھا۔ اسی نے حاجب بن قالون کے متعلق چغلی کرنے میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ اس مقام سے پریشان ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر سنہ 621 میں ابی عمران کے پاس گیا اور سلطان نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ یوں یہ کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب نہیں جانتا تھا اس کے باوجود یہ علامت اور دلیر انسان تھا، یہ ہمیشہ اسی حیثیت میں رہا یہاں تک کہ شعبان سنہ 627 میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان نے محمد بن خلدون کو جو

ہمارا جد اقرب ہے، حاجب مقرر کرنا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا اور اقالہ (بیع فسخ کرنا) میں رغبت ظاہر کی۔ اس نے پھر حاکم ثغر محمد بن ابی الحسن سید الناس کو سلطان کے سلف کے ساتھ اس کے سلف کو آگے کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کے مددگار بہت تھے اور وہ خود بھی بہت خوددار آدمی تھا مجھے یہ بات میرے باپ رحمہ اللہ اور ہمارے ساتھی محمد بن منصور بن مزنی نے بتائی ہے۔ اس نے مجھے مزید یہ بتایا کہ میں المز دار کی وفات کے دن تمہارے دادا کو باجہ میں سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت سلطان نے اسے اپنے برآمدے میں داخل کر لیا لیکن وہ کچھ دیر غائب رہا پھر باہر نکل آیا اس دوران نوکروں کے درمیان یہ خبر پھیل گئی کہ اسے زمین کے لئے بلایا گیا ہے لیکن اس نے اسے ناپسند کیا ہے ان دنوں سلطان نے حجابت پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اپنے مخلص دوست محمد بن حاجب ابیہ ابی الحسن بن سید الناس کو اپنے پاس بلایا۔ وہ سنہ 628 کے محرم کے آغاز میں آیا، اس نے پھر اسے اپنی حجابت سپرد کر دی لہٰذا اس نے اسے اچھی طرح سنبھالا۔ بعدازاں اس نے اسے از سرنو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی۔ جبکہ حجابت میں نیابت کے لئے اس کے پاس محمد بن فردون کو رکھا جس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم بن المرید بھی تھا۔ یوں مسلسل بجایہ کے یہی حالات رہے۔ اس دوران زناتہ کی فوجیں گھومتی رہیں اور ان کے قلعے اس کو تنگ کرتے رہے۔ بعدازاں ابن قالون ابن سید الناس کی آمد سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے مہمان زواودہ کے سردار علی بن احمد کی سفارش کے لئے آیا اور اس نے زمین کی طرف اس کے لوٹنے کی خواہش کی۔ اس کا ایک اور یہ واقعہ بھی ہے کہ جب وہ ابن ابی عمران کی خدمت میں تونس میں سلطان سے پیچھے رہ گیا تو اس نے اندلس کی طرف جہازوں کو جاتے دیکھا لہٰذا سلطان نے انہیں جلدی کرنے کو کہا، یہ پھر ابن ابی عمران کے ساتھ نکلا۔ اس نے اس کے ساتھ کئی بار الحضرۃ پر حملہ کیا، اور پھر تلمسان چلا گیا۔ وہ پھر ابن الشہید کے ساتھ آیا اور کئی کارنامے کئے۔ اسی دوران الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی اور وہ ریاحی زواودہ کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر ان کے رئیس علی بن احمد کے ہاں اترا تو اس نے اسے پناہ دے دی اور اسے طولقہ کا علاقہ دیا جو بلاد الزاب میں ہے۔ سلطان نے پھر اس کے متعلق تقریر کی اور اسے امان دے دی یہاں تک کہ اسے قریب کر لیا۔ وہ پھر اپنے بھائی مرکّی بن احمد کے ساتھ الحضرۃ آیا۔ اس وقت ابن قالون کے دل میں زمین کی خواہش تھی لیکن ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے مشغول کر دیا۔ اس کے بعد جب ابن قالون آیا تو سلطان اسے اپنے پاس لے گیا اور اس سے معذرت کی۔ اس نے پھر وعدہ کیا اور اسے قفصہ کی امارت دے دی لہٰذا یہ وہاں گیا اور سلطان کے معلوجی غلاموں شہیر اور فارح کے ساتھ رہا۔ اس دوران ابن سید الناس نے قفصہ کے مشائخ کو اس کے محافظوں کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تاکہ غلام اس پر قابو پالیں۔ لہٰذا جب یہ شہر کے میدان میں اترا تو اسے اس کی سرکوبی میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے وقت ایک مضطرب کرنے والی آواز پیدا ہوئی جسے لوگوں نے شہر کے باہر سنا۔ بعدازاں ابن قالون اپنے خیمے سے حملہ کرتا ہوا نکلا لہٰذا اس کے ساتھ جو غلام آئے تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اسے خنجر مار مار کر وہیں لٹا دیا۔

یاد رہے کہ سلطان نے اپنی حکومت کے شروع ہی سے بونہ پر اپنے غلام مسرور معلوجی کو حاکم مقرر کیا تھا لہٰذا اس نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی۔ اسے گرفت کرنے اور لڑائی لڑنے میں ایک مقام حاصل تھا، ساتھ ساتھ وہ ظالم اور جابر بھی تھا۔ بعدازاں یہ دلھاصہ کی طرف نکلا اور اس نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے اموال کے ساتھ اس کی مدافعت کو نکلے لہٰذا اس نے ان سے لڑائی کی۔ جب اس کی ہلاکت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے اس کے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے وہاں بھیج دیا۔ اس نے پھر اپنے معلوجی غلاموں میں سے ظافر السنان کو اس کی حجابت اور اس کی فوج کی قیادت پر مقرر کیا جس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔

ابوفارس کا قتل

جب سلطان ابوبکر تونس آیا تو اس حصے کے ساتھ اس کے تین بھائی محمد، عبدالعزیز اور عبدالرحمٰن بھی تھے، ان میں سے عبدالرحمٰن تو مر گیا باقی دو رہ گئے جنہیں آسودگی اور جاہ و حشمت میں سب کچھ حاصل تھا۔ اس وقت امیر ابوفارس کے دل میں رتبے اور حکومت حاصل کرنے کا بہت خیال تھا اس وقت عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق، بنی مرین کے سرداروں اور ان کی حکومت کے اعیاص میں سے تھا، یہ اندلس سے بڑے اشتیاق کے ساتھ الحضرۃ آیا تھا۔ یہ پھر بجایہ میں ابن عمر کے پاس اس کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل سنہ 618 میں اترا۔ جب یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے

نے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے خواص کو وظائف اور جاگیروں سے معقول حصہ عطا کیا۔ اس نے اسے کھلی زمین میں کھیتی باڑی کرنے اور مویشی پالنے کے لئے جگہ دی۔ وہ اپنی لڑائیوں میں اس سے مدد مانگتا تھا اور لڑائیوں میں آزاد آدمیوں کی طرح بن ٹھن کر نکلتا گویا یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کے اہلِ وطن نے دراصل اس کی بیعت کی تھی اور اس میں بڑا غرور و تکبر تھا۔ ایک روز یہ حاجب بن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت کر دی، اس پر وہ غضبناک ہو کر چلا گیا۔ جب وہ امیر ابو فارس کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ بعد ازاں یہ دونوں ربیع سنہ 627 میں ایک دن باہر نکل گئے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے، وہاں ان دونوں کو قبیلے کا امیر ملا اس نے انہیں مہمان بننے کی پیشکش کی۔ عبدالحق نے تو اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا چلا گیا یہاں تک کہ تلمسان پہنچ گیا لیکن ابو فارس نے اس کی یہ پیشکش قبول کر لی اور وہاں اتر گیا۔ جب لوگوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تو اس نے اسی وقت محمد بن الحکیم کو جو اس کی حکومت کے جرنیلوں میں سے تھا، نصاریٰ اور فوج کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا۔ فوج نے صبح صبح قبیلے پر حملہ کر دیا اور جس گھر میں وہ اترا تھا، اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے نیزوں سے فوراً قتل کر دیا۔ اس کے جسم کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔ اس دوران عبدالحق بن عثمان ابو تاشفین کے ہاں اترا اور اسے حفصی حکومت کے حصول اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں رغبت دلائی۔ اسی دوران اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور سلیم کے جوان اپنے دستور کے مطابق مدد طلب کرتے ہوئے گئے لہٰذا ابو تاشفین نے ان کے داد کی بات کو قبول کیا اور محمد بن عمران کو ان پر امیر مقرر کیا۔ اس کا ایک معروف واقعہ یہ ہے کہ سلطان اللحیانی نے اسے طرابلس کا عامل چھوڑا لہٰذا جب ابو فریہ کو شکست ہوئی اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی تو عربوں نے اسے بلایا اور اسے سنہ 621 میں الحضرۃ پر چڑھا لائے۔ یوں اس نے چھ ماہ تک اس پر قبضہ رکھا لیکن پھر سلطان کی واپسی پر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور طرابلس چلا گیا یہاں تک کہ سنہ 624 میں وہاں کے باشندوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد یہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہ اسے کئی بار سلطان پر حملے کے لئے لائے مگر ہر بار شکست کھاتے رہے۔ اس کے بعد وہ تلمسان چلا گیا اور ابو تاشفین کے پاس بڑی عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اسی دوران سنہ 629 میں وفد اس کے پاس پہنچا، اس نے پھر اسے افریقہ کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ کو جو اس کے قوم میں سے تھا، ان کا سالار مقرر کیا۔ یوں عبدالحق بن عثمان اپنے بیٹوں، غلاموں، خاندان کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ واپس آیا، وہ سب لڑائی کرنے والے بہادر تھے لہٰذا ان سب نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا۔ سلطان بھی ان سے لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ سنہ 629 میں ھوارہ کے علاقے میں ریاس کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ آخر سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ یوں اس کا محاصرہ ہو گیا اور تھوک خشک ہو جانے اور لڑائی میں زخم کھانے کے بعد اس کی فوج بھاگ گئی اور اس کے بہت سے خواص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور سلطان کے بیٹے احمد اور عمر گرفتار ہو گئے۔ انہیں پھر تونس لایا گیا۔ بعد ازاں ابو تاشفین اور سلطان کے درمیان خط و کتابت ہوئی جس کے بعد ابو تاشفین نے انہیں رہا کر دیا۔ اس خط و کتابت کا آغاز ابو تاشفین نے کیا تھا لہٰذا وہ صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا۔ تاہم اس کے بعد مکمل صلح نہیں ہوئی اور اس لڑائی کے بعد ابن ابی عمران تونس آ گیا اور صفر 630 میں اس میں داخل ہو گیا۔ اس دوران یحییٰ بن موسیٰ قائد بنی عبدالواد نے اس پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اسے اپنی حکومت کے کسی کام میں دخل کرنے سے روک دیا۔ بعد ازاں یحییٰ بن موسیٰ فوج کو جمع کرنے اور تیاری کرنے کے بعد قسنطینہ سے سلطان ابوبکر کے پاس آ گیا۔ یہ دیکھ کر ابن عمران وہاں سے بھاگ گیا۔ سلطان اس سال رجب کے مہینے میں تونس میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ واقعات رونما ہوئے جس کا ذکر ہم کریں گے۔

مغرب کے حکمران کا خط

جب سلطان ابوبکر نے ریاس کے واقعہ سے فراغت پائی تو وہ بونہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے سمندری سفر کے ذریعہ بجایہ گیا۔ اس دوران اس کا دل اس بات سے بہت تنگ ہو گیا تھا کہ بنی عبدالواد اس کے علاقوں کو حاصل کرنے پر اصرار کرتے تھے اور اس کی سرحد اور وطن کی

طرف فوجوں کو بھیجتے تھے لہٰذا اس نے مغرب کے بادشاہ سلطان ابی سعید کے پاس جانے کے لئے سوچ بچار کی تا کہ اسے اپنے اور اس کے اسلاف کے گزشتہ تعلقات کی یاد دہانی کرائے اور یہ بھی بتائے کہ بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا تا کہ وہ انہیں روکے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ ہی ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو بھیجا جو موحدین کے مشائخ میں سے بڑا خطیب اور اس کی شوریٰ کا مشیر تھا۔ انہوں نے بجایہ سے سمندر کا سفر کیا اور پھر عناسہ کی بندرگاہ پر اترے۔ حاکم مغرب ان کی آمد سے بہت خوش ہوا اور اس نے وفد کی عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس شرط پر ان کے اور اپنے دشمن سے لڑائی کرنے کو قبول کیا کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔ بعد ازاں سلطان ابو سعید اور سلطان ابو یحییٰ دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ تلمسان میں مقررہ جگہ پر پہنچے۔ اس کے بعد سلطان ابو سعید نے سنہ 621 میں سبتہ کے بحری بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداحی کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاس بہترین مال دے کر بھیجا تو وہ ابن ابی عمران کے سلسلے میں بات کرنے سے رک گیا۔ اس دوران جب ابن السلطان اور اس کے معاون اس کے پاس آئے تو اس نے اس سلسلے میں باتوں کو دہرایا اور تقریر کے دوران سلطان ابراہیم بن ابی حاتم العزنی کو اپنی نیابت کے لئے مقرر کیا اور اسے وفد کے ساتھ بھیجا۔ یوں وہ سلطان کو سنہ 630 کے آخر میں ملے اور اس نے اپنے دشمن کو نکال باہر کیا۔ اس طرح اس کے دل نے شفا پائی لہٰذا امیر کے دوست دشوار راستوں کو طے کر کے اس کے پاس آئے اور اس نے انہیں سنہ 631 میں اپنے بحری بیڑوں کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کے بھیجنے کے لئے موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عتو اور محمد بن سلیمان ناسک کو بھیجا جن کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہٰذا وہ بڑی عزت کے ساتھ وشیر کے ہاں اترے۔ ان کے جلوسوں، دعوتوں اور سامانوں کی شان و شوکت دونوں حکومتوں کے لئے باعث فخر تھی اور جن کا زمانے میں ہمیشہ تذکرہ ہوتا رہے گا۔

باب: ۳۹

بنو عبدالواد کی فوج کے فرار ہونے کا بیان

ہم جیسے کہ سنہ 631 کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو اس کے بعد سلطان ابوالحسن حکمران بنا۔ اس نے ابوتاشفین کو پیغام بھیجا کہ وہ عنان کو ابلاد موحدین میں فساد کرنے اور ان پر زیادتی کرنے کے باعث انہیں گرفتار کر لے تو اس نے ضد اور تکبر سے کام لیا اور بہت سخت جواب دیا لہٰذا وہ سنہ 632 میں ان کے دادخواہ کے طور پر اس پر حملہ آور ہوا اور شہروں کو تیزی سے طے کرتا ہوا تلمسان پہنچ گیا۔ اس دوران اس کی فوجیں بجایہ سے ہٹ کر ان کے سلطان کے پاس چلی گئیں۔ بعدازاں سلطان ابوالحسن تلمسان سے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور اس کا محاصرہ کر کے دشمن کو روکنے کے لئے آیا۔ اس نے پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک بڑی فوج بھیجی جس کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا۔ اس کے بحری بیڑوں نے اس فوج کو ساحل دھران سے سوار کروایا لہٰذا وہ وہاں آ گئے اور ان کا مناسب عزت اور وظائف سے استقبال کیا گیا۔ بعدازاں سلطان ابوالحسن نے ابوبکر کو اپنے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کرنے کے لئے اٹھایا جیسا کہ اس کے باپ اور اس کے بیٹے امیر ابوزکریا کے درمیان یہ شرط طے ہوئی تھی لہٰذا سلطان حملے کی تیاری اور رکاوٹوں کے دور کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سلطان ابوالحسن تاسالہ میں ایک ماہ تک اس انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ اس دوران اسے تاسالہ سے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سلطان ابوعلی حاکم سجلماسہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا ہے اور اس نے درعہ جا کر وہاں اس کے عامل کے ساتھ صلح کرنے اور سجلماسہ میں اس کی حیثیت کے پیش نظر اس سے دور رہنے کی شرط کے بعد قتل کر دیا ہے۔ جب اسے یہ اطلاع پہنچی تو وہ اسے دور کرنے کے لئے مغرب کی طرف واپس چلا گیا۔ دوسری طرف ابوبکر اس دوران میں تونس سے فوج اور تیاری کے ساتھ جا چکا تھا لہٰذا وہ بجایہ پہنچا۔ اس نے پھر اپنے ہراول دستوں کو بنی عبدالواد کی ان سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ انہوں نے اس کی فوج کو شکست دے دی۔ اس نے پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ تیمرزدکت پر حملہ کیا۔ وہاں جو فوج حملہ روکنے کے لئے تیار کی گئی تھی وہ بھاگ گئی۔ اس نے پھر وہاں ٹھہر کے اسے برباد کر دیا اور اس کے اموال اور اسلحہ کو لوٹ لیا۔ یوں اس نے اس کے آثار کو مٹا دیا اور وہاں سے پھر سیلہ چلا آیا جو گمراہی میں تیمرزدکت کی بہن تھی۔ وہ دراصل زواودہ میں سے اولاد سباع کا وطن تھی اور ان کے شیوخ سلیمان اور یحییٰ تھے جو علی بن سباع کے بیٹے تھے۔ جبکہ ان کا چچا عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا سعید، ابوتاشفین کی اطاعت سے متمسک تھے۔ اسی دوران اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوجیں بلاد موحدین کو روندنے اور ان میں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑیں۔ اس دوران ابوتاشفین نے انہیں بلاد مسیلہ، جبال مشنان، وانوغہ اور جبل عیاض جاگیر میں دیدیئے لہٰذا انہوں نے ان جاگیروں کو اس کے علاقوں میں بدل دیا۔ جب سلطان نے بجایہ سے ان کی فوجوں کو بھگایا اور ان کی سرحد کو گرا دیا تو بجایہ کے علاقوں کو واپس لے لیا، وہ اس تمام علاقے میں ازسرنو اپنی دعوت پھیلانا چاہتا تھا۔ اس دوران اس نے علی بن احمد کو جو اولاد محمد کا سردار تھا، اولاد سباع سے لڑنے کے لئے بہت اکسایا، یہ لوگ ان کے ہمسر اور ان سے دشمنی رکھنے والے تھے لہٰذا اس نے لڑائی کرتے ہوئے مسیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں تک کہ وہ پہنچ گیا اس نے پھر ان کی نعمتوں کو کاٹ دیا اور فصیلوں کو برباد کر دیا۔ اس دوران اسے اپنے مقام پر عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کی حالت کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اسے تونس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ سلطان ابی یحییٰ کی وفات کے بعد جب سنہ 629 میں مشرق سے آیا تو ذباب کے ہاں اترا۔ بعدازاں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا، لوگوں نے پھر ایک دوسرے سے باتیں سنیں۔ اس وقت افریقہ فوجوں اور سلطانوں سے دور تھا کیونکہ وہ سلطان کے ساتھ چلے گئے تھے لہٰذا حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی۔ وہ حضرۃ چلا گیا اور اس کے صحن میں جا اترا۔ اس دوران وہ عبدالواحد بن اللحیانی ابن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ البلاء کی طرف گیا اور وہاں جا کر

انہوں نے اقامت اختیار کر لی جونہی یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ الحضرۃ سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اپنے آگے آگے محمد بن البطوی کو جو اس کے خواص میں سے تھا، ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا جو انہوں نے اسی کام کے لئے منتخب کی تھی۔ یہ خبر سن کر ابن اللحیانی اور اس کی فوج اپنی آمد کے پندرہ روز بعد تونس سے بھاگ گئے اور البطوی تونس پہنچ گیا۔ سلطان بعد ازاں عید الفطر سنہ 632 کے ایام میں وہاں آ گیا۔

ابن سید الناس کے فتنے کی روداد

ہم قبل ازیں اس آدمی کی اولیت کے متعلق عرض کر چکے ہیں کہ اس کا باپ ابوالحسن بجایہ میں امیر ابوزکریا کا حاجب تھا۔ جب اس نے سنہ 690 میں وفات پائی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لہٰذا اس نے اس کے زیر سایہ پرورش پائی۔ یہ اپنے باپ کے بعد ابن ابی حی اور الرخامی کی طرح جو اس کے باپ کے پروردہ تھے، حکومت کا حاجب بنا۔ وہ اس کے حق کو پہنچاتے اور بڑائی میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے۔ اس دوران اسے ابن عمر کے زمانے کے سوا بچپن اور جوانی کی عمر میں کبھی بزرگی سے ہٹایا نہیں گیا۔ جب سلطان ابویحییٰ نے تونس حاصل کرنے کے لئے قسطنطینہ کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار فراہم کئے اور اس کے لئے حاجب، وزیر اور جرنیل مقرر کئے تو یہ ان لوگوں میں شامل تھا، جو محمد بن سید الناس نے اس کے ساتھ فوج پر جرنیل بنا کر بھیجے تھے۔ یہ سلطان کا سفر تھا اور اسے اس کے ہاں خصوصیت حاصل تھی۔ اس کے بعد اس نے ابن عمر کی وفات کے بعد جب اس نے ابن قالون کو بجایہ سے جدا کر دیا؛ اسے وہاں کا امیر مقرر کیا لہٰذا اس نے زناتہ کی افواج کے مقابلے میں بجایہ کی حفاظت کی اور بہت بڑے کارنامے دکھائے۔ اس وقت اس کے اور قائد زناتہ موسیٰ بن علی بن زیون کے درمیان اختلافات پائے جاتے تھے اور دونوں سلطان کے ہاں اپنے دوست کے مقام کو حاصل کرنا چاہتے تھے لہٰذا اس نے ان دونوں کی بات کو سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 627 میں اسے حجابت کا عہدہ سپرد کر دیا۔ اس نے پھر بجایہ میں محمد بن فرموں اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین بنایا تاکہ وہ دشمن کی مدافعت اور امیر ابوزکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سنبھال سکیں۔ اس کے بعد وہ سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنی سلطنت کے امور آزادانہ طور پر عطا کر دیئے۔ اس پر وہ بے قابو ہو گیا اور سلطان نے اسے ڈھیل دے دی۔ اس نے پھر کچھ ایسی لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ دشمن کا دوست بن رہا ہے۔ اور انہیں طاقتور کر کے اپنے آقا کو ہٹا رہا ہے۔ اس دوران بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا، سلطان نے اسے مہلت دیدی اور دوسرے کاموں میں معروف رہا۔ جب مطلع صاف ہو گیا اور ابوالحسن نے اپنی گھات سے ان پر جھانکا تو سلطان ابوبکر نے بجایہ پر حملہ کیا اور تیمز زوکت کو برباد کر دیا۔ اس وقت خواص نے حاجب محمد بن سید الناس کے متعلق اسے اکسایا تو اس کی آزادی نے اسے غصہ دلا دیا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا جب ربیع سنہ 633 میں اس نے سے اس کی واپسی ہوئی تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے مال وصول کرنے کے لئے اسے طرح طرح کے عذاب دیئے مگر وہ مال کا ایک قطرہ تک حاصل نہیں کر سکا۔ وہ پھر مسلسل اسے رضاعت اور اس کے اسلاف کے ساتھ اپنے باپ کے احسانات کے واسطے دیتا رہا یہاں تک کہ عذاب نے اسے ڈس لیا۔ اس کے بعد اس نے فحش باتیں شروع کر دیں، اس نے پھر سلطان سے مقابلہ کیا لہٰذا اٹھی سے اس کا سر کچل کر اسے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو گھسیٹا گیا اور الحضرۃ کے باہر جلا دیا گیا؛ یوں اس کے نشانات مٹا دیئے گئے گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا۔ جب سلطان نے ابن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی آزادی کے اثرات مٹائے تو اس نے اپنی حجابت، کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو سپرد کی۔ وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن مکی نے عبدالواحد بن اللحیانی کی بیعت کی لہٰذا وہ پھر تیمز زوکت جاتے ہوئے سلطان کو راستے میں جا ملا اور الحضرۃ میں داخل ہونے تک اس کے ساتھ رہا۔ اس نے علی بن سید الناس کو گرفتار کرنے کے بعد حجابت اس کے سپرد کر دی۔ لیکن وہ کمزور آدمی تھا جو لڑائی نہیں کر سکتا تھا لہٰذا سلطان نے لڑائی اور تدبیر امور کا کام محمد بن عبدالحکیم کو سپرد کر دیا جو ان دنوں اس کا عظیم رازدار تھا۔ اس نے پھر الحضرۃ کے پیچھے جو علاقہ تھا وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کر دیا۔ یاد رہے کہ اس کا نسب بنی العزفی سے ملتا ہے جو سبتہ کے رؤساء ہیں۔ اس کا دادا احمد جسے ابوالعباس کہتے ہیں اور وہ علم، دین اور رائے میں بہت مشہور ہے جبکہ ابن القاسم موحدین کے بعد سبتہ کا خود مختار سردار ہے۔ اس کی ابتدائی واقعہ مجھے محمد بن یحییٰ بن ابی طالب العزفی نے خود بتایا ہے جو سبتہ میں العزفیوں کا آخری سردار ہے۔ حسین نے بھی مجھے بتایا جو اس کے چچا عبدالرحمن

ابی طالب کا بیٹا ہے۔ اسی طرح دوسرے ثقہ آدمیوں نے مجھے ابراہیم کے متعلق بتایا جوان دونوں کے چچا ابو حاتم کا بیٹا ہے۔ وہ سب بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم الغرفی کا ایک بھائی ابراہیم نام کا تھا جو اپنی جان پر بہت ظلم کرتا تھا ایک بار اس نے سبتہ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا تو اس کے بھائی ابوالقاسم نے حلف اٹھایا کہ وہ اس سے قصاص لے گا لہٰذا وہ بھاگ کر دیار مشرق میں چلا گیا اور یہ ان کا آخری واقعہ ہے جو کہ محمد اس کے بیٹوں میں سے ہے۔ ان کے سرداروں کی روایت کے مطابق بقیہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم کے ہاں پھر محمد پیدا ہوا پھر محمد کے ہاں حمزہ اور حمزہ کے ہاں علی پیدا ہوا جس نے سلطان ابوبکر کی حکمرانی کے زمانے میں غربی سرحدوں میں قرأت اور طب کا علم حاصل کیا۔ جب ایک دن سلطان کو درد ہوا اور وہ دواؤں سے عاجز آ گیا تو اطباء کو اس کے لئے اکٹھا کیا گیا، ان میں یہ علی بھی موجود تھا لہٰذا اس نے مرض کا اندازہ لگا کر اس کی اچھی دوا دی، یوں اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام مل گیا اور اس نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا۔ بعدازاں اپنے خواص اور خلوتیان راز میں شامل کر لیا اور اسے حکومت میں وہ مقام حاصل ہوا کہ کوئی شخص بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے حکومت میں حکیم کے نام سے بلایا جاتا تھا، اس کے بعد اس کا فرزند بھی اسی نام سے مشہور ہوا۔ اس نے قسنطینہ کے ایک گھرانے میں رشتہ داری کی تو انہوں نے اس کی شادی کروا دی اور پھر اس کے خاندان والے سلطان کے حرم میں چلے گئے۔ بعدازاں اس کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا اور اس کے بیٹے نے امیر ابوبکر کے ساتھ دودھ پیا۔ اس نے حکومت کی گود اور دولت میں بہت اچھی تربیت پائی۔ جب وہ جوان ہو کر انتہا کو پہنچا تو رئیس الدولتہ یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری، یہ سلطان کے موالی اور مخلصین کے درمیان سب سے زیادہ سرداری کا مستحق تھا۔ جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تھا تو اسے ایک بڑی فوج کی قیادت دی تھی پھر ابن عمر کی وفات کے بعد جب ابن سید الناس باجہ سے بجایہ چلا گیا تو اس نے اسے باجہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ باجہ حکومت کا سب سے بڑا علاقہ تھا لہٰذا اس نے وہاں خوب طاقت حاصل کی۔ اس کے بعد جب سلطان نے ابن سید الناس کے فتنے میں اپنے خواص سے مشورہ کیا تو اسے اس کے سپرد کیا گیا اس نے اسے گرفتار کر کے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ ریاض راس الطابیہ کے ایک کمرے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا۔ بعدازاں ابن سید الناس نے سلطان اور صاحب مرتبہ لوگوں سے استدعا کی لہٰذا جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے برج میں موجود اس کے قید خانے میں کھینچ کر لے گئے جو اس جیسے لوگوں کو عذاب دینے کے لئے قصبے میں خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ بعدازاں ابن الحکیم نے اس کی آزمائش اور عذاب کی ذمہ داری لی، یہاں تک کہ یہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے لڑائی اور اس کے میدانوں کی تدبیر پر مقرر کیا اور ساتھ ساتھ الحضرۃ کے پرے کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے پھر اموال کے دینے اور اوامر کی تحریر کا کام ابن عبدالعزیز کے سپرد کیا لہٰذا وہ حکومت کا بار اٹھانے میں اس کے برابر تھا لیکن ابن عبدالحکیم نے جبکہ اسے جنگی تدابیر اور کتابت کی ریاست حاصل تھی، تلوار کو قلم پر ترجیح دی لہٰذا اس نے اپنی سرداری سے قوت اور آسودگی حاصل کی۔ اس کے اور حکومت کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابو العباس کا دور حکمرانی

جب غربی سرحدوں، الحضرۃ اور اس کے نواحی علاقوں کی تقسیم کی وجہ سے اہل جرید سے حکومت کا سایہ سمٹا تو ان کی حکومت مشائخ کے طریقے سے چلنے لگی، سوائے ان اوقات کے جب وہ خود مختاری کی آرزو کرنے لگے جیسا کہ موحدین سے قبل ان کی حالت تھی۔ اس کے بعد جب موحدین افریقہ آیا۔ اس وقت بنی الاندی، قفصہ اور قسنطینہ پر اور ابن طاؤس توزر پر اور ابن مطروح، طرابلس پر حکمران تھے۔ سلطان ابوبکر پھر اپنی اصل حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا۔ یوں ان کا حفصی دعوت کے ساتھ منفرد ہونا، آل یغمراسن بن زیان کے ساتھ لڑائی کرنے اور بنی مرین کو حمزہ بن عمر کے ساتھ اپنے اوطان پر حملہ کرانے کا باعث بن گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے انہیں روکنا اور اپنی کمین گاہوں سے جھانکنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وہ خود مختاری کے بعد اپنے گھونسلوں میں واپس آ گئے اور غربی سرحدوں سے ان کا محاصرہ نرم پڑ گیا، یوں حکومت کے کندھوں سے ان کا بوجھ ہٹ گیا اور حکومت کے خلاف باغیوں کا اضطراب ماند پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ بری افواہیں اڑانے والوں کی آوازیں ہلاکت کی جگہوں میں دب گئیں۔ اس کے بعد سلطان نے گمراہ کرنے والے بھیڑیوں اور بھونکنے والے کتوں کی جانب اپنی نظر پھیری جو ان کے رہنما اور بیابانوں کے اعراب تھے لہٰذا اس نے سنہ 635 میں قفصہ پر حملہ کیا جہاں یحییٰ بن محمد بن علی بن عبدالجلیل بن العابد الشریدی

آزاد حکمران بنا بیٹھا تھا۔ اس نے کئی روز تک قفصہ سے لڑائی کی اور فوجیں ان پر کئی طرح سے حملہ آور ہوتیں رہیں۔ اس نے پھر وہاں پر منجنیق نصب کر دیں تو انہوں نے تحفظ اختیار کر لیا لیکن اس نے ان کی تدبیروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی مدد روک دی۔ اس کے بعد انہوں نے امان طلب کر لی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ آخر کار ان کا آخری رئیس ابن عبدالجلیل اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الحضرۃ کی سمت بھجوا دیا۔ اس نے پھر اسے اور اس کی قوم بنی عابد کے جوانوں کو وہاں اتارا اور ان کے باقی ماندہ لوگ قابس کی طرف بھاگ گئے لہٰذا وہ ابن مکی کے پڑوس میں اترا اور اہل شہر اس کے حکم کے تحت واپس آ گئے۔ اب اس نے ان سے اچھی طرح درگزر کیا، انصاف کیا اور ضرور تمندوں کو جاگیریں دیں۔ ان کے ہاتھوں میں جو شاہی تحریرات تھیں، اس نے ان کی تجدید کی پھر اس نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابوالعباس کے زمانے میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور اسے ان کے درمیان اتارا۔ اس نے پھر اسے قسطنطینہ اور اس کے نواح کی امارت دی اور اس کی حجابت پر ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال رمضان میں اس میں داخل ہو گیا۔

سوسہ پر نئے حکمران آتے ہیں

جب سلطان نے اپنے حاجب ابن سید الناس کو ہٹایا تو اس کے فرزند امیر ابوزکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی۔ اس دوران آل یغمراسن کو ان کے دشمن نے جو تکلیف پہنچائی، اس نے اسے دردمند کر دیا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کے حالات کو ٹھیک کرنے اور اپنے علاقوں کی بنیادوں کو اچھے آدمیوں کے ذریعے مضبوط کروانے کے لئے نظر دوڑائی تو اس نے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں عزوز اور خالد کو امیر مقرر کیا، یہ دونوں حکومت میں حصے دار تھے۔ اس نے انہیں سوسہ میں اتارا اور ان کے ساتھ محمد بن طاہر کو بھی اتارا جو حکومت کا معاون اور اہل اندلس کے ان لوگوں میں شامل تھا جو مسافر بن کر یہاں آئے تھے۔ ان کے اسلاف کی مرسیہ میں ریاست تھی جو قبیلوں کے حالات میں ایک مشہور ریاست ہے۔ اس کا بھائی ابوالقاسم الحضرۃ میں صاحب الاشغال تھا لہٰذا وہ دونوں اسی حالت میں وہاں قیام پذیر رہے۔ اس دوران جب محمد بن طاہر فوت ہو گیا تو سلطان نے محمد بن فرحون کو بجایہ سے بلایا اور اسے کہا کہ وہ جسے چاہے اپنی حجابت پر مقرر کر دے۔ اس نے پھر ابن فرحون کو سنہ 635ھ میں ان دو صغر سن امیروں کے ساتھ اتارا۔ اس دوران امیر ابوزکریا نے اسے بلایا تو وہ اس کے پاس واپس چلا گیا، یہ دونوں امیر سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو ہٹا دیا پھر اس کے رشتے دار محمد بن الرکزاک کو مہدیہ جانے کو کہا جسے وہاں ابن الحکم نے اس وقت اتارا ہوا تھا جب اس نے مہدیہ کو اہل رجیس کے ایک آدمی سے جو اس پر متغلب تھا، چھین کر فتح کیا تھا۔ اس کا نام عبدالغفار تھا اور اس نے اسے لئے وہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اپنے اس رشتے دار کو وہاں اتارا تھا، اس نے اسے فوج اور رسد سے بھر دیا تھا مگر یہ چیزیں اسے کچھ کام نہیں آئیں۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الرکزاک بھی ہٹا دیا گیا۔ سلطان نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوالبقاء کو ان دونوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا جبکہ اس نے امیر ابوفارس کو سوسہ کی امارت دی لہٰذا وہ دونوں اپنی موت تک وہاں رہے۔ ان کی موت کے واقعہ کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاءاللہ۔

باب: ۴۰

قسنطینہ پر امیر ابی عبداللہ کی حکومت کی روداد

امیر ابوعبداللہ اپنے باپ کے بیٹوں میں اس کی عنایت اور پسندیدگی کے لئے سب سے مخلص تھا لہٰذا اس نے اس پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا مرکز بنایا کیونکہ وہ اس میں امیر بننے کی علامات دیکھتا تھا، لوگ بھی اسے اس کا حقدار جانتے تھے۔ اس دوران ہوا یہ کہ ابن عمر غربی سرحدوں بجایہ اور قسنطینہ پر خودمختار حاکم تھا اور زناتہ کے دشمنوں کو جوان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے، ان سے دور رکھتا تھا، جب ابن عمر سنہ 619 میں فوت ہوگیا تو سلطان نے اپنے علاقوں پر نظر ڈالی اور بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو امیر مقرر کیا، اس نے اس کی حجابت پر ابن القالون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا۔ اس نے پھر قسنطینہ پر امیر ابوعبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھی حاجب بنایا یہ سب سنہ 620 میں تونس سے چلے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں جا اترا۔ اس دوران ظافر الکبیر عرب سے آیا تو سلطان نے اسے قسنطینہ میں اپنے بیٹے کا حاجب مقرر کر دیا اور اسے وہاں اتارا یہاں تک کہ وہ سنہ 627 میں تیمر زوکت میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی حجابت کے لئے ابوالقاسم بن عبدالعزیز الکاتب تونس سے آیا لہٰذا اس نے چالیس روز قیام کیا لیکن پھر الحضرۃ کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس کی حجابت کے ساتھ قسنطینہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دے دی جس نے وہاں اپنے غلام کو ہلال کو نائب بنا کر بھیج دیا جو موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا۔ یوں وہ امیر ابوعبداللہ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ جب امیر ابوعبداللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سید الناس مصیبت میں گرفتار ہوگیا اور پھر خودمختاری کرنے لگا۔ بعدازاں سلطان نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے کاموں میں اس سے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا۔ اس نے پھر قسنطینہ میں اس کے ساتھ معلوجین میں سے نبیل کو اتارا جو رسم حجابت ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر 634 میں ظافر السنان کو تونس سے سامان کی تیاری اور لڑائی کی قیادت کے لئے بلایا۔ وہ اس کام کے لئے آیا، ڈیڑھ سال رہنے کے بعد پھر تونس چلا گیا اور پھر پہلے کی طرح نبیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا۔ اس نے بعدازاں یعیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے اس سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کر لئے۔ اس دوران امیر ابوعبداللہ کا یہی حال رہا اور اس کا ملوکانہ جلال اور غلبہ برقرار رہا کہ اسے موت نے آ لیا۔ وہ سنہ 637 کے آخر میں مر گیا، اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمٰن نے حکومت سنبھالی لہٰذا سلطان ابوبکر نے اسے اس کے باپ کے کام پر مقرر کر دیا تاکہ نبیل مولا ہم کی اس صغر سنی کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے۔ حکومت کے آخری دنوں تک اس کا یہی حال رہا اور اس کے بعد کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گے۔

حمزہ کی وفات اور دیگر واقعات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کے علاقوں پر قابض ہوگیا اور آل زیان کی جڑ کٹ گئی تو زناتہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور کئی عرب اس کے جھنڈے تلے آ گئے قبیلوں نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی اور دل اس کے رعب سے دھڑکنے لگے۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا۔ اس سے قبل دیدنہ نے بھی ابوتاشفین کے ساتھ اسے ان ممالک کے بارے میں بھڑکایا تھا لہٰذا اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہوکر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر توبیخ کی۔ اس نے پھر اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور ان کی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طریقہ استعمال کیا لہٰذا حمزہ سلطان کے حلم اور اپنے دوست کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اسے یقین دلایا کہ وہ اپنی بہادری سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کا مواد اکھاڑ پھینکے گا۔ آخر سلطان نے اس کی

بات کو قبول کرلیا اور اسے خیر خواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح سے مانتا رہا اور سلطان بھی اس سے راضی رہا۔ یوں اس نے افریقہ اور اس کے علاقوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کردیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ لیا۔ اس نے تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج کے اموال سے دست کش رہنے کے لئے جمع کردیا۔ اس نے اس سلسلے میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے جن سے حکومت ہموار ہوگئی جبکہ قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہوگئے اور اختلافات کا خاتمہ ہوگیا۔ اس نے پھر سنہ 635 میں مہدیہ پر قبضہ کرلیا اور ابن عبدالغفار المتنری نے جو اہل رجیس میں سے تھا، مہدیہ پر غلبہ پالیا۔ اس نے پھر سمعہ پر قبضہ کرکے اس کے والی محمد بن عبدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا، گرفتار کرلیا اور اسے مہدیہ کے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اسے اس کی مصیبت کے بعد رہا کردیا۔ اس کے بعد اس نے توزر سے لڑائی کی یہاں تک کہ ابن بہلول نے عصبیت کے طور پر اس کی اطاعت اختیار کرلی۔ اس نے پھر اس کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے لئے طلب کیا اور بعد ازاں اس نے کئی بار بسکرہ سے لڑائی کی۔ اس دوران یوسف بن منصور مزنی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابوبکر اور اس کے سلف کے درمیان ہوا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ وہ سلطان ابوالحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا لہٰذا ابن الحکیم اس کے خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہوگیا جلد ہی بلا دریغہ پر حملہ کرکے اس کے دارالخلافہ تغرت کو فتح کرلیا۔ اس نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کرلیا اور پھر جبل اور اس کی طرف چلا گیا۔ اس نے ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا۔ اس اثناء میں مخالفین کے خلاف ہر جانب سے حکومت نے پرزور تحریک چلائی اور پھر سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں۔ اسی دوران حمزہ بن عمر سنہ 642 میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے مرگیا، اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس کی حکومت کو سنبھالا۔ اس وقت اس کا بڑا بیٹا عمر تھا، اس دوران انہیں یہ بدگمانی ہوگئی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایماء سے ہوا ہے لہٰذا وہ اکٹھے ہوگئے اور مشورے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر اپنے ہمسروں اولاد مہلہل سے کمک طلب کی۔ لہٰذا انہوں نے ان کے ساتھ جتھہ بندی کی۔ بعد ازاں ابن الحکیم نے سلطان کی زنانہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان کے بہت سے سردار مارے گئے۔ پھر وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران وہاں اس کی تلاش کی گئی اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا لہٰذا وہ اس کے میدان میں اترا۔ انہوں نے پھر سات روز تک فوجوں سے لڑائی کی لیکن پھر ان میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ آخر کار طالب بن مہلہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کرلی اور پھر وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں اور ھوارہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے قیروان کے مضافات میں رقادہ کے مقام پر ان پر حملہ کردیا۔ وہ پھر رمضان کے آخر میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر بیابان کی طرف چلے گئے۔ وہ اس دوران اپنے راستے میں قفصہ میں امیر ابوالعباس کے پاس سے گزرے اور اسے ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے لگے۔ یہ بھی کہا کہ وہ اس سے الحضرۃ پر حملہ کروا دیں لہٰذا اس نے انہیں اس بارے میں مہلت دی یہاں تک کہ اس نے حمزہ کے وزیر المعز بن مطاع پر کامیابی حاصل کرلی جو بغاوت اور جھوٹ کا سرغنہ تھا۔ اس نے پھر اسے گرفتار کرکے قتل کردیا اور اس کے سر کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جہاں اسے نمایاں جگہ پر نصب کردیا گیا۔ اس سے اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہوگیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ گیا اور ایک تقریب میں جس میں بڑے بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے، اس کی بیعت کرلی۔ وہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا۔ اس کے بعد وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے۔ بعد ازاں بنو حمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کرلی اور وہ اس پر قائم رہے یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

ابو محمد بن تافراکین کی حکمرانی کا دور

اس آدمی کا پورا نام احمد بن اسماعیل بن عبدالعزیز الغافی تھا جبکہ کنیت ابوالقاسم تھی۔ اس کے اسلاف دراصل اندلسی تھے جو مراکش چلے آئے تھے۔ انہوں نے پھر وہاں پر موحدین کی خدمت کی اور اس کا باپ اسماعیل پھر تونس میں ٹھہر گیا۔ القاسم نے وہیں پرورش پائی، بڑا ہوا تو حاجب ابن الدباغ نے اسے اپنا کاتب بنالیا۔ جب سلطان ابوالبقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کردیا تو عبدالعزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی بعد ازاں تونس سے نکل کر قسنطینہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا لہٰذا اس نے اسے خادم بنالیا یہاں تک کہ اسے اندلس کی طرف جلاوطن

گیا۔ اس کے بعد ابن عمر نے اسے قسطینہ میں سنہ 613 میں اشغال کا حاکم مقرر کیا اور وہ یہ وہاں ٹھہرا رہا اور پھر ابن قالون کی خدمت سے متعلق ابن نے اسے اشغال تونس پر عامل مقرر کر دیا لیکن پھر اس نے ابن قالون کے متعلق المز دار بن عبدالعزیز کے ساتھ چغلی کھائی لہٰذا ابن سنہ 621 میں بھاگ گیا اور پھر المز دار بن عبدالعزیز نے حجابت سنبھالی۔ اس وقت ابوالقاسم بن عبدالعزیز اس کا معاون تھا کیونکہ یہ حجابت میں کمزور تھا۔ جب ابن عبدالعزیز المز دار فوت ہو گیا تو ابوالقاسم بن عبدالعزیز کی رسوم حجابت ادا کرتا رہا یہاں تک کہ بجایہ سے ابن آ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے پھر حجابت کا عہدہ سنبھال لیا۔ اس کے بعد وہ ابن عبدالعزیز کے مقام سے برافروختہ ہو گیا الحضرۃ سے نکال کر اسے الحامہ کے مضافات کا والی بنا دیا۔ بعد ازاں جب عبدالواحد اللحیانی نے قابس کی نواح میں ظہور کیا تو یہ وہاں سے آ سلطان نے تیمر زوکت کی طرف چڑھائی کی تو یہ اس کے ساتھ مل گیا اور سلطان کے خواص میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے ابن کو برطرف کر دیا اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اس نے پھر الحضرۃ میں حجابت کو سنبھال لیا۔ اس کے بعد وہ سنہ 644 کے آغاز میں ہو گیا۔ لہٰذا سلطان نے پھر شیخ الموحدین ابومحمد بن عبداللہ بن تافراکین کو اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ یہ بنوتافراکین موحدین کے ان گھرانوں میں سے جو تیخلال اور ایت الخمیس میں رہتے تھے۔ عبدالمومن نے پھر ان کے بڑے سردار عمر بن تافراکین کو قابس کا والی مقرر کیا، یہ پہلا شہر تھا جس پر ان نے سنہ 540 میں قبضہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے مراکش کو فتح کر لیا۔ عبدالمومن اپنی غیر حاضری کے ایام میں اسے مراکش پر امیر اور نماز کا نائب مقرر کیا کرتا تھا۔ اس دوران جب سنہ 551 میں امام مہدی کے بھائی اوامغر کے بیٹوں عبدالعزیز اور عیسیٰ نے مراکش پر حملہ کیا تو وہ پہلے حملے کے دوران وہاں پر موجود نہیں تھا۔ بعد ازاں جب عمر بن تافراکین کو نماز کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے اسے روک کر قتل کر دیا۔ جب صبح نے انہیں رسوا کر دیا تو عوام کی ایک جماعت نے انہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بن عمر موحدین کے جوانوں اور ان کے میں سے تھا۔ جب خلیفہ یوسف بن عبدالمومن نے قرطبہ میں اپنے بھائی سید ابواسحاق کو والی مقرر کیا تو اس کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن کو بھی موحدین کے ایک گروہ کے ساتھ مشورے کے لئے بھجوایا، ان میں یوسف بن وانودین بھی شامل تھا جبکہ عبداللہ ان سب میں فائق کے بعد اس کا بیٹا عمر آیا جسے اپنے مذہب میں اشغال اور اپنی جلالت کی وجہ سے عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ جب سید ابوسعید بن عمر المومن افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اسے قابس اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کیا یہاں تک کہ سنہ 592 میں یحییٰ نے اسے ہٹا دیا۔ اس حکومت اور مشائخ کے عظیم آدمیوں کا آخری آدمی عبدالعزیز بن تافراکین تھا جو مراکش میں موحدین کا اس وقت حلیف بنا جب انہوں نے کی بیعت توڑ دی تھی لہٰذا اس نے صبح کی اذان کے وقت مسجد جاتے ہوئے اسے راستے میں قتل کر دیا کیونکہ وہ جماعتوں کا معائنہ کیا کرتا تھا۔ کے بعد ماموں نے اس کے بھائی عبدالحق اور اس کے بیٹوں احمد، محمد اور عمر کے بارے میں اس کی رعایت کی لہٰذا جب موحدین نے لڑائی کی اور گھبراہٹ نے آ لیا تو عبدالحق حج کا ارادہ کر کے کوچ کر گیا اور سلطان المستنصر کے پاس چلا گیا۔ اس نے اسے الحضرۃ میں اپنے گھر میں اتارا کے بعد اسے آخر الحامہ میں بیماری کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا۔ الحامہ کے مشائخ کے درمیان اسے اختلافات کی توقع تھی لہٰذا اس نے خوب کام کیا اور مخالفین قتل ہو گئے، یوں بیماریوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ابوہلال کے قتل ہو جانے کے بعد سلطان ابواکاق نے اسے بجایہ کا حکمران مقرر کیا اور اس نے وہاں خوب قوت حاصل کی۔ جب وہ حکمران بنا تو ابن عمارہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے اسے عربوں کو مغلوب کرنے اور ان کی روکنے کے لئے موحدین کی فوج میں بھیجا تھا، یوں اس نے ان میں حسب منشاء قتل کیا اور وہ ہمیشہ ہی امارت اور بڑائی میں مشہور رہا یہاں تک فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے احمد، محمد اور عمر اس کے پیچھے پیچھے مغرب سے آ گئے اور الحضرۃ میں بہت اچھی جگہ وہ پھر جاہ و نعمت سے سرفراز ہوئے۔ احمد ان میں سے بڑا تھا لہٰذا سلطان ابوحفص نے اسے قفصہ اور پھر مہدیہ کا حکمران مقرر کیا لیکن بعد میں ولایت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا تاہم جب بھی سلطان ابوعصیدہ الحضرۃ سے باہر جاتا تو اسے اپنا نائب مقرر کرتا تک کہ وہ آٹھویں صدی کے شروع میں تیسرے سال فوت ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں یعنی ابومحمد عبداللہ اور ابوالعباس نے احمد حکومت کے پرورش پائی تھی۔ بعد ازاں ان میں سے عبداللہ نے ابویعقوب بن رزوتین کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر اس کے بعد اس کے بھائی احمد بن ابی محمد بن یغمور کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور ابوفریہ بن اللحیانی نے ابو

محمد عبداللہ کو چن لیا، اس نے پھر اس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ مصوح کی لڑائی ہوئی اور اس نے بہت سے موحدین کو گرفتار کر لیا جن میں یہ بھی شامل تھا۔ بعدازاں سلطان ابوبکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شیخ ابی محمد بن القاسم کے بعد اسے سنہ 742 میں موحدین کے شیخ بنا دیا۔ اس نے پھر اسے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا یعنی والی بجایہ کے ہمراہ مغرب کے شاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف دادخواہی کے لئے بھیجا لہٰذا وہ سلطان کی خدمت میں اترا اور اپنی سفارت پیش کی، بعدازاں انبار کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی دنوں میں بھی مغرب کے حکمران کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا۔ اس وقت حاجب ابن سید الناس اس کے مقام سے جلتا تھا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کی مدافعت کی۔ کہتے ہیں کہ اس کے دل میں اسے مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے اسے اس تک پہنچا دیا۔ اس دوران جب ابن عبدالعزیز حاجب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان لڑائی تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تنفیذ کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورے اور تدبیر میں سب سے فائق تھا، اسی لئے وہ اس کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ ان کے چولہوں کا تیسرا پایہ تھا۔ وہ جب حاجب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سازش کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس نے تونس کے میدان میں سنہ 742 میں ان کے ساتھ اس وقت مذاکرات کئے تھے جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم پہلے سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابی دبوس کے چند آدمیوں پر غلبہ پانے کے سلسلے میں ہیں جو الحضر ۃ میں قید کئے گئے تھے۔ اس کے بعد خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کے بنفس نفیس عربوں کی بغاوت نہ کرنے کے سلسلے میں شور ڈلوا دیا اور ابن عبدالعزیز نے یہ بات اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی۔ اس کے بعد وہ خود برأت کا اظہار کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا لہٰذا اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابن الحکیم کی وفات ہو گئی۔ جب وہ مر گیا تو شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین والی بنا، اس نے پھر ابن الحکیم کی مصیبت کے بارے میں اس سے گفتگو کی، وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ ان کے مابین محبت تھی اور اس وقت ابن الحکیم قاصیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں الحضر ۃ سے غائب تھا، اس نے پھر جبل اور اس سے لڑائی کی، وہ اس میں گھس گیا اور اس کا خراج حاصل کیا۔ بعدازاں وہ الزاب کے علاقے میں چلا گیا اور اس کے عامل یوسف بن منصور سے اس کا خراج لیا۔ وہ پھر ریغہ کی طرف بڑھا، تغرت سے لڑائی کی اور اس میں گھس گیا۔ اس طرح اس کی فوج کے ہاتھ ان کی کمائی اور گھوڑوں سے بھر گئے۔ جب اسے ابن عبدالعزیز کی وفات اور ابو محمد بن تافراکین کے حاجب بننے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں اس سے مکاری نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے اپنے کاتب ابوالقاسم دازاا روپری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ اس سے قبل ابن عبدالعزیز نے اس پر ترجیح دیتے ہوئے اس سے امتیاز نہیں کیا تھا لہٰذا جو کچھ ہوا، وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یوں اس نے بہت اندیشہ کیا اور اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے بسرعت تمام الحضر ۃ کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد سلطان نے ابو محمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا۔ بعدازاں خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا۔ وہ پھر نصف ربیع سنہ 744 کو الحضر ۃ آیا تو سلطان نے اس کے لئے بہت بڑا جلسہ کیا اور پھر اپنے تحائف جو چوپاؤں اور غلاموں وغیرہ پر مشتمل تھے، پیش کئے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو سلطان کے وزراء نے اس کی مشایعت کی اور وہ اپنے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے۔ انہوں نے پھر اس سے اموال حاصل کرنے کے لئے اسے بہت عذاب دیئے لہٰذا اس نے اموال کو اپنے ہاں سے نکالا جہاں اس نے انہیں چھپایا ہوا تھا۔ اس طرح شاہ کے خزانے میں اس سے چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جواہرات جمع ہوئے۔ یوں اس کے مال کا صفایا ہو گیا۔ جب اس کا مال ختم ہو گیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا، یوں وہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے بیٹوں کو ان کی ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہو گئے اور وہ ان کے اصاغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضر ۃ کی طرف واپس آ گیا۔

جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی حکمرانی

جب سے زناتہ کی حکومت بنی عبدالواد کے مطالبے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پریشانی سے دوچار ہوئی تھی، الجرید کا معاملہ شوریٰ کے

سپرد تھا اور ہر شہر کے مشائخ خود مختار ہو گئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی حکومت سنبھال لیتا تھا۔ اس وقت محمد بن بہلول توزر کے مشائخ میں سے تھا اور وہاں کا خود مختار حاکم بھی تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی تو سلطان نے حملے کے لئے اپنی دھار تیز کر دی۔ اس نے پھر قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابو العباس کو بلاد قسطیلہ کا والی مقرر کیا اور پھر اسے قفصیہ میں اتارا اس نے وہاں اپنی امارت استوار کرنے کے لئے قیام کیا۔ اس نے پھر شہروں میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ وہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں، کئی وفد بھیجے اس نے اپنے حاجب ابو القاسم بن عتو کو نفطہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے امراء بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے معروف تھے۔ وہ چار بھائی تھے جو حکومت کی غفلت کے باعث نفطہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے لہٰذا اس نے انہیں عذاب دیئے تو وہ ان قلعوں میں جا کر پناہ گزیں رہنے لگے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ انہیں روک دیں گے۔ اس دوران رعایا نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدر رہ گئے، انہوں نے پھر سلطان کا حاکم ماننے کے متعلق دریافت کیا تو انہیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دیا گیا۔ تاہم لڑائی سے پہلے ان کا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا کیونکہ وہ فوج کی طرف چلا آیا تھا لہٰذا اسے موت سے پناہ دے دی گئی تھی۔ اس کے بعد امیر ابو العباس نے نفطہ شہر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس کے باپ نے از سر نو اس کی بیعت لی۔ رفتہ رفتہ اس نے بلاد نفزادہ کو قابو کر لیا جب نفطہ اور نفزاد کی پوچھ گچھ ہوئی تو اس کا خیال توزر کے بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف وانشقاق کی جڑ تھا، اب محمد بن بہلول اس کے برے حال سے ڈر گیا وہ پھر اپنے دل کی بات کے سلسلے میں ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد الدولۃ محمد بن الحکیم کے پاس گیا لیکن وہ اس سے الگ ہو گیا یہاں تک کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال میں ہو گئی۔ اس کے بعد توزر کے حالات خراب ہو گئے اور اس کے بیٹے اور بھائی ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔ اس کا ایک بھائی ابو بکر الحضرۃ میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور اس کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا۔ اس نے پھر توزر جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ جب امیر ابو العباس حاکم قفصہ و بلاد مقطیلہ نے اس سے معہودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی خود مختاری کے ضمن میں اس سے جھگڑا کیا اور پھر توزر اس کی امارت کے سینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے باپ سلطان ابو بکر کو مخاطب کیا اور اسے اس کے خلاف اکسایا لہٰذا اس نے سنہ 745 میں اس سے لڑائی کی تو وہ بھاگ کر بسکرہ چلا گیا۔ جب اس امر کی اطلاع وہاں کے رئیس ابو بکر بن بہلول کو پہنچی تو وہ حیران رہ گیا اور اس کے معاون اسے چھوڑ گئے۔ اس نے پھر اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور اس سے ملاقات کی لہٰذا اس کے پاس سے اس کا اور اس کے باپ کا کاتب علی بن محمد المعمودی جو اس کی حکومت پر حاوی تھا، بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں بسکرہ کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں سلطان جلدی سے توزر کی طرف گیا تو ابو بکر بن بہلول نے اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا، یوں اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اسے پھر اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی، اس نے حکومت کی برائی کو محسوس کر لیا اور اسے موت کا اشتباہ کیا گیا لہٰذا وہ پھر الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا۔ جب سلطان نے توزر پر قبضہ کیا تو اسے اپنی عملداری میں شامل کیا، اس نے پھر اس پر اپنے بیٹے امیر ابو العباس کو امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا جس نے وہاں کے لوگوں پر اسے قدرت بخشی۔ یوں سلطان مظفر و منصور ہو کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ مسلسل حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ اس طرح امیر ابو العباس کی سلطنت بلاد جرید کے ساتھ مکمل ہو گئی۔ اس کے بعد ابو بکر بن بہلول نے کئی بار توزر پر حملہ کیا لیکن وہ ان سب حملوں میں موت سے بچ گیا یہاں تک کہ سنہ 747 میں سلطان کی ہلاکت سے تھوڑا عرصہ قبل بسکرہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو العباس نے اس کی جگہ امارت سنبھالی اور وہ ہمیشہ حالات کو سازگار بناتا رہا اور ساتھ ساتھ حملہ آوروں کو رام کرتا رہا۔ اس دوران قابس میں ابو مکی نے اس کی سرکشی کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب عبد الملک اپنے حاجب ابو الواحد اللحیانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا تو ابن اللحیانی مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ قابس میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران آل زیان کے تلمسان کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے سلسلے میں شک گزرا تو اس نے پھر اپنے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان ابو بکر کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس کی اچھے طور پر سفارش کی اور سلطان نے دوبارہ اس کی ریاست اسے لوٹا دی، یوں وہ اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور فتنے اور سرکشی کے طریقوں سے الگ ہو گیا۔ اس وقت احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا اور

اس کا دل ریاست اور شرف کا بہت دلدادہ تھا۔ وہ بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا۔ اس کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا، ان سب خصوصیات کی وجہ سے امیر ابوالعباس کے دل کا میلان اس کی طرف تھا لیکن وہ اس کے گذشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شبہے کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابوالعباس ہمیشہ ہی اس کی فریب دہی کے لئے چکر لگا تا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی ماں کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی اور حج کر کے واپس آ رہی تھی لہٰذا اس نے اس کے دلی شکوک کو دور کیا اور اس سے دوستی کا پختہ عہد کر کے اسے اپنے لئے چن لیا یوں اس کے بعد وہ ان کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسے جزیرہ جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں شامل کر دیا۔ بعد ازاں اس نے مخلوف بن الکماد کو برطرف کر دیا جس نے اسے سنہ 688 میں فتح کیا تھا، یوں احمد بن مکی وہاں آیا اور اس کا بھائی عبدالملک تابس کا خود مختار حاکم بن گیا۔ وہ دونوں مسلسل اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد اس نے ابوالعباس کی امارت میں جو جریدہ کے مضافات کا حاکم تھا اپنے عزائم کو نمایاں کیا۔ بعد ازاں وہ اسی حالت میں رہے، ان سب کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

علی ابوالعباس بن تافراکین کی موت

سلطان ابوبکر نے قائد بن الحکیم کے فتنے کے وقت اپنی حجابت پر شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین کو مقرر کیا تھا، اس نے پھر اپنے دروازے کے اندر کے تمام معاملات بھی اس کے سپرد کر دیئے تھے جبکہ وزارت پر اس کے بھائی ابوالعباس احمد کو مقرر کیا۔ اس وقت ابومحمد حجابت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا لہٰذا اس نے فوجوں کو لڑائی کی طرف بھیج دیا اور الضاحیہ کی امارت اپنے بھائی ابوالعباس کو دے دی۔ اس نے اس کام کو اچھی طرح سنبھال لیا۔ اس زمانے میں بنو سلیم، حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے لہٰذا انہوں نے اختلاف و عناد کا طریقہ اختیار کر لیا۔ یہ یاد رہے کہ حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سجم تو آل بن حکیم کی اولاد میں سے تھا اور ان کے اور اس کے درمیان اختلاف و عناد اور دھوکے بازی چلتی تھی۔ اس دوران سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کی حجابت پر الجریدہ کے مضافات میں ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ بزعم خویش شرف میں تافراکین کا ہمسر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام دیا تھا، وہ اس پر حسد کرتا تھا لہٰذا جب ابومحمد حاجب بنا تو اس کا دل حسد اور کینے سے بھر گیا۔ اس نے پھر مورخین کے خیال کے مطابق اس بستی میں سجم کو ابوالعباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا۔ اس دوران اس نے جو کچھ دیا تھا اس پر اس سے شرط کی۔ انہوں نے پھر اپنی بات کو پوشیدہ رکھا۔ بعد ازاں ابوالعباس بن تافراکین سنہ 7 کے شروع میں فوجوں کے ساتھ ان کا خراج لینے کے لئے گیا تو اس کے پاس سجم اور اس کی قوم آئی جس نے اسے خراج کے حصول میں تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ایک دن موقع پا کر اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوج اور اس کا گھوڑا کبا بہ بھاگ گئے لہٰذا وہ قتل ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو الحضرۃ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سجم نے کھلا مخالفت شروع کر دی اور الرمال کی طرف چلا گیا۔ وہ سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

بجایہ والوں کا خروج

جب حاجب بن عمر فوت ہو گیا تو سلطان ابوبکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا حکمران مقرر کر دیا، اس نے اسے اپنے حاجب بن قالون کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا، لیکن ساتھ ساتھ اس کے امور کو اس نگرانی میں رکھا پھر قالون تونس کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اس کے ساتھ ابن سیدالناس کو اتارا لہٰذا جب سیدالناس الحضرۃ کی حجابت پر مستقل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن فرمون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد جب اس نے ابن سیدالناس اور ابن فرمون کو گرفتار کر لیا تو امیر ابوزکریا اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا لہٰذا سلطان نے اسے بجایہ کی حکومت سپرد کر دی۔ بعد ازاں اس کے پاس اپنے باپ امیر ابوزکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو اس کی فوجوں کا سپہ سالار جبکہ کاتب ابواسحاق بن علاق کو ان کا حاجب بنا کر بھیجا۔ لہٰذا وہ دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے۔ اس نے پھر انہیں الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران اس نے اس کی حجابت کے لئے ابوالعباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ الثغل میں سے تھا۔ وہ دراصل العلاقات کے صوفیا کے مذہب کی طرف

منسوب ہوتا تھا اور عبدالحق بن سبعین کی کتابیں اکثر مطالعہ کرتا تھا۔ اس احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور اس کے بعد سلطان کی خدمت میں لگ گیا۔ اس نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ امیر ابوزکریا نے اسے عامل مقرر کر دیا۔ وہ پھر فوت ہو گیا سلطان ابوبکر نے پھر ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجابت کے لئے ناپسند کیا لہٰذا اس نے حجابت کے لئے الحضر ۃ سے موحدین کے سردار اور سفیر ابو محمد بن تافراکین کو سنہ 740 میں بھیجا جس نے آ کر اس کی حکومت کے حالات کو درست کیا، یوں اس کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا۔ اس نے پھر اس کے سفر کے لئے فوج تیار کی اور اسے اس کے علاقوں کی طرف بھجوایا۔ بعدازاں وہ خود وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا مسیلہ اور مقرہ کی سرحدوں تک جا پہنچا۔ لیکن ابھی سال پورا نہیں ہوا تھا کہ اہل بجایہ کے مشائخ نے اسے ناراض کر دیا کیونکہ وہ رعب داب کو پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان کا دروازہ ان پر سختی سے بند ہو گیا۔ اس طرح قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر اور تنگدلی کے ساتھ اس میں بڑا کردار ادا کیا جب اس نے اس بات سے معافی چاہی جو اسے دیدی گئی اور وہ پھر الحضر ۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ بعدازاں امیر ابوزکریا نے اپنے پہلے حاجب ابوعبداللہ محمد بن فرمون کو ابن سید الناس کے دور میں بلایا۔ بعدازاں سلطان نے اسے مغرب کے حکمران کی طرف اس بحری بیڑے میں ایلچی بنا کر بھیجا جسے اس نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اس وقت بھیجا تھا جب سلطان ابوالحسن طریف کی سمت جا رہا تھا۔ اس کا بھائی زید بن فرمون اس بحری بیڑے کا سپہ سالار تھا کیونکہ وہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا۔ اس کے بعد جب ابوعبداللہ بن فرحون اپنی سفارت سے واپس لوٹا اس نے اسے ابوزکریا کے پاس قیام کرنے کی اجازت دیدی بلکہ اسے اس کی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور بعدازاں اس علاقے میں ابن القشاش والی بنا جس نے اسے پھر معزول کر دیا اور ابوالقاسم بن علناس کو حکمران مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے میں سے تھا۔ اس نے پھر اس امیر کے گھر سے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی کونسل میں ترقی کرنے لگا، آخرکار اس نے اسے حجابت کا کام دیدیا لیکن پھر اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن محمد المنت الحضرمی کو اپنا حاجب مقرر کیا، اس کا چچا اور باپ اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے اور قاری تھے۔ اہل بجایہ نے اس کے چچا ابوالحسن سے علم قرأت سیکھا تھا وہ شاہی مسجد کا خطیب بھی تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی اور اسے کچہری میں کام پر لگا دیا۔ لیکن وہ ریاست کا بہت طلبگار تھا لہٰذا اس نے ابوزکریا کے غلام کی چہیتی لونڈی ام الحکم سے رابطہ استوار کیا اور وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی۔ اس نے پھر ابن المنت کو حجابت کے کام کے لئے لکھا لہٰذا اس نے اسے وہاں کام پر لگا لیا اس کے بعد اس نے سلطان کے سفر کی ضروریات اور مقامات کے احوال کو درست کیا حتیٰ کہ اس کے لئے فوجیں بھی تیار کیں اور اس کی عملداریوں میں دور تک گھوما۔ یہ امیر ربیع الاول سنہ 747 میں ایک مزمن مرض کی وجہ سے ایک سفر میں فوت ہو گیا۔ اس وقت یہ تاکرارت میں جو بجایہ کے مضافات میں سے ہے، اس کی حجابت پر مقرر تھا۔ جبکہ اس کا بیٹا امیر ابوعبداللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سید الناس کی گود میں تھا لہٰذا انہوں نے اسے امارت کے لئے آتے پایا لہٰذا وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران اس کے پہلے حاجب ابوالقاسم بن علناس نے الحضر ۃ جانے میں جلدی کی اور خلیفہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوحفص کو حکمران مقرر کر دیا جو الحضر ۃ میں اس کے ساتھ تھا لہٰذا وہ بجایہ پہنچا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گیا۔ پھر خواص میں سے کمینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا لہٰذا وہ ان کے حملے سے ڈر گیا، اب انہوں نے بھی مشورہ کیا پھر ایک گھبراہٹ والے دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی لہٰذا انہوں نے ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور پھر ابن مولاھم کی امارت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے، یوں اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ان کا تمام سامان لوٹنے کے بعد اسے بوسیدہ رسی کے ساتھ باہر نکال دیا۔ وہ پھر مولاھم ابوعبداللہ محمد بن امیر کے گھر گئے جبکہ وہ انہیں چھوڑ کر جانے اور خلیفہ سے تعلق پیدا کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ بعدازاں اس کے آنے والے چچا نے اس بارے میں اسے اجازت دی تو انہوں نے اس کے گھر میں اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد وہ دوسرے دن اسے قصبے کے محل میں لے آئے انہوں نے اسے اپنی حکومت کا مالک بنا دیا۔ یوں اس کی حکومت کو اس کے غلام فارح نے سنبھالا اور اس نے اسے حاجب کا لقب دیا۔ اس کے مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ لیکن امیر ابوحفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاول کے آخر میں الحضر ۃ چلا گیا۔ اس کے بعد مولانا سلطان کی وفات کے بعد اس کے جو حالات ہوئے اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی۔ اس نے پھر ان کی طرف ابوعبداللہ بن سلیمان کو جو کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا، انہیں تسکین دینے اور مانوس کرنے

کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں اپنے پوتے امیر ابوزکریا کی تقرری کے لئے ان کی رضامندی کو طلب کیا گیا تھا۔ پھر ان کے دل پر سکون ہو گئے اور وہ ابن مولاھم کی امارت سے مانوس ہو گئے۔ یوں معاملات اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

امیر ابوحفص کا حکمران بننا

اس وقت لوگ ہر طرح کے امن و امان، عدل و انصاف، آسودگی اور عزت کے سایے میں پڑے ہوئے تھے کہ بدھ کے دن سنہ 740 کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابوبکر کے مرنے کی خبر آ گئی، اس کے بعد لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے اور سنتے ہوئے چل پڑے۔ کئی لوگ ساری رات مدہوش آدمیوں کی طرح پھرتے رہے حالانکہ وہ مدہوش نہیں تھے۔ اس کے بعد امیر ابوحفص جلدی سے گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے دروازوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ابومحمد بن تافراکین حاجب کو اس کے گھر سے بلایا نیز موحدین کے مشائخ، غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا۔ اس کے بعد حاجب نے ان سے امیر ابوحفص کی بیعت لی پھر دوسرے دن اس نے حکومت کی طرف سے ایک عظیم تقریب منعقد کی جسے ابومحمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دی۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئی اور اس میں اس کی بیعت ہو گئی، یوں اس کی خلافت مضبوط ہو گئی۔ امیر خالد بن مولانا سلطان جب الحضرۃ میں مقیم تھا تب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا لیکن اسے مندیل بن کعوب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا اور اسے الحضرۃ واپس لا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے باپ محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ سلطان کے خواص نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کرنی شروع کر دیں، وہ مسلسل اسے اس کے خلاف بھڑکاتے رہے اور اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے، اس کے علاوہ اس کے باپ کے دور میں حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی، وہ اس کا تذکرہ بھی کرتے رہے۔ اس نے پھر اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور انہوں نے حاجب کو ان سے ڈرایا۔ بعدازاں اس نے ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا۔

امیر ابوالعباس کا قتل

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس جو الجرید کا والی تھا کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لہٰذا جب اسے اپنے باپ کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرۃ کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت طیش آیا۔ اس نے پھر عربوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا تو انہوں نے اس کی پکار کا جواب دیا، وہ سب اس کے بھائی کی اطاعت چھوڑ کر اس کی مدد کو آ گئے کیونکہ عرب ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھار تیز رکھتا اور انہیں مارتا رہتا تھا۔ اس نے پھر الحضرۃ پر چڑھائی کی۔ اس کے بھائی فارس نے جو سوسہ کا حکمران تھا، قیروان میں اس سے لڑائی کی تو اس نے اطاعت اختیار کر لی، یوں وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان ابوحفص عمر نے بعدازاں اپنی فوج کو اکٹھا کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور شعبان کو تونس سے کوچ کر گیا۔ اب اس کا حاجب ابومحمد بن تافراکین اس سے اپنی موت سے ڈر گیا اور اپنے بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس آ گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جب سلطان کو اس کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا، یوں اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوالبقاء کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا۔ لیکن آٹھویں دن امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر دیا لہٰذا شہر نے اس پر چڑھائی کر دی کیونکہ عوام کے دلوں میں اس کے متعلق کینہ تھا کیونکہ وہ ان کی عورتوں کو غنوا کر کے لے آیا تھا۔ وہ جوانی کے جنون میں اکثر رات کے وقت ان کے گھروں میں چلا جاتا تھا، وہ اکثر مجالس میں اپنی لذات کو پورا کرتا تھا لہٰذا اس نے پھر اپنے بھائی امیر ابوالعباس پر حملہ کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس کے سر کو نیزے پر چڑھا دیا۔ بعدازاں اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بن گیا۔ اس کے بعد شہر میں جو عام عرب سردار اور ان کے جوان تھے، وہ بھڑک اٹھے اس

آخری میں جن لوگوں کے لئے قتل ہونا مقدر تھا، وہ قتل ہو گئے۔ بعد ازاں بہت سے لوگوں کو کھینچ کر سلطان کے پاس لے جایا گیا تو اس نے انہیں رہا کر دیا۔ اس نے پھر ان میں سے ابوالھون بن حمزہ بن عمر کو قتل کر دیا اور اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزوز کو گرفتار کر لیا۔ اس نے مخالف اطراف ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا لہٰذا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد الحضرۃ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ فنیشی حاجب کا کاتب تھا اور پھر وہ الکبیر کا کاتب بنا۔ اس دوران سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے آغاز میں الحضرۃ پہنچا لہٰذا علی بن عمر نے ابن قالون حاجب کی ولایت پر افسوس کیا۔ بعد ازاں سلطان نے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسے ہٹا دیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا۔ وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابن ... کے ہاں اترا تو اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا۔ اس دوران امیر ابوحفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنا لیا تھا اور اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا۔ جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی طاقت دور ہو گئی تو اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا جبکہ لڑائی اور فوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو سنان کے نام سے معروف تھا۔ اس نے اسے اپنے مشورے اور راز کے لئے دراصل اسے پسند کیا تھا۔ اس نے پھر ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاۃ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے اسلاف بھی معروف آدمی تھے اور وہ پھر سلطان کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور اسی امیر ابوحفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے یہاں علم پڑھا، اسے سنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا۔ جب اس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا۔ اس کا حال اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ کیفیت ہوئی جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ پر حکمرانی

اس دوران سلطان ابوالحسن نے سب سے پہلے تلمسان پر قبضہ کیا تھا اگرچہ اس سے قبل بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوچا کرتا تھا۔ وہ سلطان ابوبکر کے ضمن میں گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا۔ وہ دراصل اس کے ارتقاء کے سلسلے میں پوشیدہ طور پر حسد کرتا تھا لہٰذا جب اس کی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے اسے افریقہ کی سلطنت کے متعلق لالچ دلایا اور اسے وہاں جانے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اس کے لئے نئی کشتیاں بنائیں تو اس بات سے اس کے عزائم بیدار ہو گئے۔ بعد ازاں ولی عہد اور اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور ... کی خبر بھی اس کے پاس پہنچ گئی لہٰذا اس بات نے اسے غصہ دلا دیا کیونکہ وہ اس کی ولی عہدی پر رضامند تھا کیونکہ ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اس کے رجسٹر میں موجود تھی، یہ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ امیر ابوالعباس، ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لے کر گیا تھا، وہ اس وقت معاہدے کے رجسٹر کو بھی ساتھ لیتا گیا اور سلطان ابوالحسن کے والد سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر اس سے اس عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور اس نے یہ بات اس کے رجسٹر میں اپنے خط میں لکھی لہٰذا اس نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا۔ جب اسے ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تاکہ جو بات اس نے پختہ کی تھی وہ اسے توڑ دے لہٰذا اس نے پھر افریقہ اور وہاں جو لوگ رہتے تھے، ان سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے ان میں عطیات تقسیم کئے، کمزوریوں کو دور کیا اور پھر صفر سنہ 748 میں ان کے ہمراہ سامان سمیت گھسیٹتا ہوا کوچ کر گیا۔ بعد ازاں حمزہ کے بیٹوں نے جو افریقہ میں بدوؤں کے امراء تھے اور کعوب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ لڑائی کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالھول کے بدلہ کے لئے اس سے مدد مانگے، اس نے ان کی بات مان لی۔ اسی دوران افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے۔ ... قابس کا امیر ابن مکی اور توزر کا امیر ابن یملول، قفصہ کا امیر ابن العابد، الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نفطہ کا امیر ابن الخلف یعنی ایک وفد کی صورت میں اس کے پاس آئے اور بوھران میں اسے ملے۔ انہوں نے پھر رغبت اور خوف سے اس کی بیعت کی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی ان کے سامنے پیش کی۔ یہ ہی آدمی ان سے پیچھے رہ گیا کیونکہ اس کا گھر دور تھا۔ ان کے بعد پھر الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی

بھی آیا جس کے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے۔ ان کا سردار یعقوب بن علی تھا لہٰذا بجایہ کے مضافات سے بنو حسن اسے ملے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی، اس نے انہیں نہایت قیمتی عطیات و انعامات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے شہر اور عملداری پر حکمران مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اہل جزائر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ مسعود بن برساوی کی جو طبقہ وزراء میں سے تھا، نگرانی کریں۔ بعد ازاں وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا لہٰذا جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے نہایت بہتر انداز میں اپنا تحفظ کیا پھر اس کی طرف جھکاؤ اختیار کر لیا۔ لہٰذا بجایہ کے حکمران ابوعبداللہ محمد بن الامیر نے باہر نکل کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اسے اس کے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے مذرومہ شہر میں اتارا۔ اس نے اسے ضروریات پورا کرنے کے لئے اس کے ٹیکس سے حصہ دیا بعد ازاں اس نے ٹیکس کی وصولی کے لئے اپنے عمال اور خلفاء کو بھیجا اور خود قسطنطینہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں پر امیر ابوعبداللہ کے بیٹے اس کی پیشوائی کو نکلے جن کے آگے آگے ان کا بڑا بھائی ابوزید بھی تھا، وہ ان کے پاس آیا اور انہیں مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے انہیں وجدہ شہر میں اتارا اور وہاں کا ٹیکس انہیں دیا۔ اس نے پھر اپنے عمال اور خلفاء کو قسطنطینہ میں اتارا اور اپنے قرابتداروں کو جہاں پر قید تھے، وہاں سے انہیں رہا کر دیا۔ ان رہا ہونے والوں میں ابوعبداللہ محمد، سلطان ابوبکر کا بھائی اور اس کے بیٹے، محمد بن امیر خالد، اس کے بھائی اور اس کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس نے انہیں پھر اپنے ساتھیوں میں شامل کر کے الحضرۃ سے مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران وہاں پر اس کے پاس بنوحمزہ بن عمر اور ان کی کعوب قوم کے مشائخ آئے اور انہوں نے اسے تونس سے اولاد مہلہل کے اونٹوں کے ساتھ مولی ابی حفص کی طرف بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ اس کے علاوہ اسے ان کے بیابان میں چلے جانے سے قبل انہیں روکنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ اس کی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اس کے علاقہ حموالعسری کی نگرانی کریں۔ اس کے بعد اس نے بنی عکسر کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج تونس کی طرف بھیجی جس کے ساتھ ابوالعباس مکی بھی تھا۔ جلد ہی فوجیں امیر ابوحفص کی تلاش میں چل پڑیں، آخر کار انہوں نے اسے قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے معمولی سا دفاع کیا پھر وہ اور امیر ابوحفص کا گھوڑا کبابہ جنگلی چوہوں کے سوراخ میں گھس گئے۔ یوں پیادہ پا چلتے ہوئے اس سے اور اس کے غلام ظافر سے تاریکیاں دور ہو گئیں۔ لیکن جلد ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ فوج کے سپہ سالار نے انہیں اپنے ہاتھ سے باندھ دیا۔ جب رات ہو گئی تو اسے خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور انہیں پیش کرنے سے قبل عرب انہیں اس کی قید سے چھڑا نہ لیں لہٰذا اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کے پاس بھیج دیا۔ یوں وہ باجہ میں اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد فوج کا ایک دستہ لڑائی سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبدالملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابوالقاسم بن عتو بھی شامل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ اس کے علاوہ صخر بن موسیٰ بھی تھا جو سدویکش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر اعیان حکومت بھی شامل تھے لہٰذا ابن مکی نے انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے پھر ابن عتو، صخر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ یوں اس کی فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الاخرۃ کے مہینے میں بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ الحضرۃ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد، آوازیں ماند پڑ گئیں اور لوگ پرسکون ہو گئے اور مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے۔ یوں اس کی ازیال کے سوا موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں پر مولا فضل بن مولانا ابی بکر کو اس کی دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اس کے باپ کی وفات پر اس کے پاس حاضر ہونے کی وجہ سے حکمران مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان قیروان کی طرف اور پھر سوسہ اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا، اس نے وہاں کے آثار کا طواف کیا اور شیعہ اور صنہاجہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا۔ اس دوران اس نے وہاں کی قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحابہ، تابعین اور اولیاء کی قبور ہیں۔ بعد ازاں تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شعبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

امیر ابوالعباس فضل کی بونہ پر حکمرانی

سلطان ابوالحسن نے سلطان ابوبکر کی موت سے قبل اس کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس سلسلے میں عریف بن یحییٰ کو جو رسم...

لیے بنی سوید کا سردار، اس کا مشیر اور خاص راز دار تھا، ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقہ فقہاء کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا، اس کے پاس بھیجا۔ اس وفد میں اس کی مجلس کا مفتی ابو عبداللہ السطی، اس کی حکومت کا کاتب ابوالفضل عبداللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم عنبر الخصی بھی شامل تھے لہٰذا سلطان نے اس کی مدد کی اور اپنی چہیتی لونڈی عزونہ متبنقہ کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس کی وفات سے قبل اس کے بھائی فضل کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت اس کے ساتھ ابو محمد عبدالواحد بن الجماز بھی تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ انہیں راستے میں سلطان کی وفات کی خبر مل گئی لہٰذا جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو اس نے انہیں اچھی طرح قبول کیا اور ان کے فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور ساتھ ساتھ اس کی حکومت کو اس کے لئے درست کر دیا۔ اس نے پھر اس بات کے ذکر سے پرہیز کیا لیکن اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا لہٰذا اس نے بونہ پر اس کے امیر مقرر ہونے میں اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں ہی اس کی عملداری تھا۔ اس کے بعد جب وہ وہاں سے تونس گیا تو اس نے اسے وہاں اتارا لیکن مولیٰ فضل اس کینے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اور اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء کے ملک کو اس کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر رہنے لگا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم آگے بیان کریں گے۔

ابن دبوس کا بیان

جب سلطان ابوالحسن کے لئے افریقہ کی حکومت ٹھیک ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں سے شہر بطور جاگیر دینے اور ان پر ٹیکس لگانے پر افسوس کا اظہار کیا لہٰذا غم و غصہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اور اس کے غلبے کے سامنے عجز اختیار کر لیا لیکن وہ ساتھ ساتھ گردش روزگار کا انتظار کرنے لگے۔ بعض اوقات کچھ بدو اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنہیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرتا۔ اس دوران اکثر انہوں نے تونس کے مضافات پر بھی غارت گری کی اور چراگاہوں سے کئی اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یوں اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اس کی قتل و غارتگری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور اس کی لڑائی کی توقع کرنے لگے۔ بعد ازاں انگور کے موسم میں ان کے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبداللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن بوزید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ اس کے بعد ان کے برے افعال کی وجہ سے ان کے خیالات سلطان کے بارے میں بگڑ گئے لہٰذا انہوں نے سلطان کے خلاف خروج کرنے میں عبدالواحد بن اللحیانی کو بھی شامل کر لیا۔ عبدالواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ سنہ 732 میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابو تاشفین کی طرف چلا گیا اور وہاں عزت و احترام کے ساتھ مقیم رہا۔ جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کا محاصرہ کیا اور اس کا یہ محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبدالواحد نے ابو تاشفین سے کہا کہ وہ بغاوت کے لئے اس سے الگ ہونا چاہتا ہے لہٰذا اس نے اسے الوداع کیا اور وہ پھر سلطان ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھیوں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ افریقہ میں جا اترا۔ اس کے بعد جب اس کے اور کعوب کے درمیان درشتگی پیدا ہو گئی تو انہوں نے بنی ابی حفص سے اغیاص کو طلب کیا۔ اس وقت وہ عبدالمومن سے بچنے کے لئے انہیں حکومت کے لئے تنگ کرتے تھے لہٰذا انہوں نے اسے داخل کر لیا اور یہ اس بات سے پریشان ہو گیا کیونکہ وہ سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع مل گئی اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر انہیں اس کے ساتھ بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور تہمت لگائی لہٰذا اس نے انہیں ڈانٹا اور قید کر دیا بعد ازاں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے الحضرۃ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کمزوریوں کو دور کیا۔ ان کے قبائل کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو ناامیدی نے ان کی امید کے اسباب قطع کر دیئے اور وہ جتھہ بندی کرتے ہوئے چل پڑے۔ وہ پھر اپنی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے۔ اس وقت مہلہل کے لڑکے ان کے سردار تھے جنہیں سلطان نے اپنی رضامندی اور قبولیت سے مخصوص کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے حد سے زیادہ مولیٰ ابی حفص کی خیر خواہی اور مدد کی تھی لہٰذا وہ پھر جنگل میں چلے گئے اور الرمال میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد قتیبہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے، ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں۔ انہوں نے پھر مہلہل کے لڑکوں کو محبت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور قسطیلہ میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر مٹی اور خون کو اکسانے لگے اور سلطان کی

لڑائی اور خوف کے دامن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اس دوران وہ موحدین کے اعیاص سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے۔ اس وقت احمد بن دبوس جو مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا، توزر میں موجود تھا ہم طرابلس کے علاقوں میں اس کے خروج اور سلطان ابوعصیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے اور عثمان قابس اور طرابلس کی جہات میں باقی رہ گیا یہاں تک کہ جزیرہ جربہ میں مر گیا۔ اس دوران اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضرۃ میں مقیم ہو گئے لیکن انہیں سلطان ابوبکر کے دور میں وہاں قید کر دیا گیا۔ اس نے پھر انہیں ابن الحکیم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسکندریہ میں اترے اور اپنی معاش کے لئے متفرق پیشے سیکھنے لگے۔ بعدازاں ان میں سے احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور توزر میں مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر سلائی کا کام سیکھ لیا۔ جب عربوں نے اعیاص کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والوں نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انہیں بتا دیا۔ اس طرح وہ اس کے پاس جا کر اسے لے آئے اور ہتھیار لے کر اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پھر اسے امیر بنا لیا اور موت پر اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد سلطان اپنی فوج کے ساتھ ایام حج میں تونس سے سنہ 8 میں ان کے پاس واپس آیا اور قیروان سے ورے قینہ میں ان کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا اس نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ اس کے آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے۔ وہ پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور 2- محرم سنہ 9 کو موت کے طلبگار بن کر لوٹ آئے۔ یوں اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ان میں اختلاف نے جنم لیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

شیخ ابو محمد کی روداد

اس زمانے میں شیخ ابو محمد بن تافراکین سلطان ابوبکر کی حجابت کے ایام میں اپنے کام میں آزاد تھا اور اس کے بقیہ کام بھی اسی کے سپرد تھے لیکن جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنایا تو وہ اسے اپنے پسندیدہ کام پر نہیں لا سکا کیونکہ وہ اپنے کام پر نگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کرے گا۔ حتیٰ کہ اکثر اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس نے اس کے متعلق اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس وقت اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی جبکہ عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملے کے متعلق باتیں کرتے تھے لہٰذا جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر ان کے متغلب ہونے کی خواہش پوری ہو گئی تو انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن تافراکین نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اس ہی سے اس کی اور اس کی قوم واضح ہوتی تھی۔ اس نے پھر عربوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور یہ بھی کہ وہ اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں لہٰذا اس نے اسے اجازت دی اور وہ ان کے پاس گیا۔ انہوں نے پھر اسے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کر دی اور پھر اسے قصبہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا۔ بعدازاں اس نے تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بہت سے بیٹوں اور اپنی قوم کے بہت سے سرداروں کو پیچھے چھوڑا۔ اس کے بعد اس نے سلطان کی فوج کران پر اپنا جانشین بنایا لہٰذا تونس کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے، انہوں نے قصبے میں پناہ لے لی۔ بعدازاں عوام نے انہیں گھیر لیا مگر وہ قصبے کو سر نہیں کر سکے۔ انہوں نے پھر کئی ہتھیار بنائے اور لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ اس دوران ان میں معلوجین کے بشیر کی سرمایہ داری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ بعدازاں امیر ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا تو اسے قیروان سے ورے ہی خبر مل گئی لہٰذا اس کی فوج منتشر ہو گئی جبکہ وہ خود تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یہ قصبے میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ابن تافراکین قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انہوں نے تونس کے قصبے پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا لہٰذا اس نے اس کی مہر توڑ دی۔ وہ پھر سلطان ابن ابی دبوس سے ملا، جو لوگ وہاں موجود تھے، ان کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور پھر وہاں منجنیقیں نصب کر دیں مگر وہ کچھ کام نہیں آئیں۔ وہ اس دوران توانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود ہی بجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی سمت چلا گیا ہے۔ اس کا ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر دھاوا بولنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کر لیا اور وہ اس کے محاصرے میں شدت اختیار کرتے گئے۔ اس

دوران سلطان اور کعوب میں سے مہلہل کے لڑکوں اور بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے سلسلے میں دخل اندازی کی تو اس نے ان سے اموال کی شرط لگائی جس کے باعث بعد میں عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس دوران قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا، اس نے پھر اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کر دیا اور ان سے کوئی بیان نہیں کیا۔ اس کے بعد مہلہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب اور خلیفہ بن ابی زید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب اس کے پاس آئے۔ بعد ازاں وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا۔ اس دوران تونس میں ابن تافراکین کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی لہٰذا وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر اور ایک کشتی پر سوار ہو کر ربیع سنہ 43 میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا۔ جب اس کے اصحاب نے صبح کو اسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے۔ اس کے بعد اہل قصبہ نے جو سلطان کے ساتھی تھے، باہر نکل کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے خواص کے گھروں کو تباہ کر دیا۔ بعد ازاں سلطان ربیع الآخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اترا اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے۔ اگر اس کے بیٹوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہیں کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا لیکن اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں کریں گے۔ بعد ازاں عربوں اور ابن ابی دبوس نے ان کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان سے لڑائی کی مگر وہ الحضرۃ کو فتح نہیں کر سکے لہٰذا وہ پھر مصالحت کی طرف آ گئے اور اس نے ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے ابن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر اسے اس پر قدرت دیدی اور وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہ خود پھر اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے تونس میں قیام کیا۔ جب احمد بن مکی اس کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن اللحیانی کو شرقی سرحدوں طرابلس، قابس، صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا لیکن وہ وہاں پہنچتے ہی طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امارت دے دی۔ یہ وہی شخص ہے جسے اس نے ابو محمد بن تافراکین کے اکسانے پر قلع کر دیا تھا لہٰذا جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو اس نے ابن عتو کو دوبارہ اس کا عہدہ دے دیا بلکہ اسے بلاد قسنطیلہ کا امیر بنا کر اسے وہاں بھجوا دیا۔ بعد ازاں وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا، اس کے اگلے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

فضل کا بجایہ پر قبضہ

مغرب میں سلطان ابوالحسن کی حکومت کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے اعمال کے محاسبے کے لئے اس کے پاس آتے تھے لہٰذا وہ قاصیۃ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے جب انہیں قسنطینہ کی لڑائی کی خبر ملی۔ اس دوران الزاب کا عامل ابن مزنی بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا، ان کے ساتھ اس کا عم زاد تاشفین بن سلطان ابی الحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے بعد سے قید تھا لیکن جب طاغیہ اور اس کے باپ کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک جماعت بھیجی جو اس کے ساتھ اس کے باپ کے پاس آئے۔ اس دوران مغرب سے اس کا بھائی عبداللہ بھی اس کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اہل مالی کا ایک سوڈانی وفد بھی سفارت کی غرض سے آیا لہٰذا یہ سب قسنطینہ میں اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد جب انہیں سلطان پر حملے کی خبر ملی تو پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ بعد ازاں عوام کے بیوقوفوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اسے چھیننے کا ارادہ کیا، اس پر سرداروں کو اہل شہر سے اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا۔ انہوں نے پھر ابوالعباس فضل کو اس کی عملداری بونہ سے بلایا۔ جب وہ قسنطینہ آیا تو عوام نے ان تمام وفود اور عمال پر حملہ کر دیا اور جو وہاں موجود تھے ان کے اموال لوٹ لئے حتیٰ کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے بیٹے سلطان اور ان کے وفود کے ساتھ ابن مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زواودہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں آ گئے۔ ابن مزنی نے پھر ان کی خوب مہمان نوازی کی اور عزت افزائی کی یہاں تک کہ وہ رجب سنہ 9 میں سلطان ابوالحسن کے پاس تونس چلے گئے۔ اس دوران مولیٰ فضل قسنطینہ کی طرف گیا اور اس نے اپنی قوم کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا، یوں لوگوں کو اس نے اپنے عدل و احسان سے شاد کام کر دیا اور ان میں

جا گیریں اور انعامات دیئے۔ لیکن جب اس نے صاغیہ کے اہل کو دیکھا کہ وہ دعوت حفصی کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا جب وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنہیں سلطان نے وہاں اتارا تھا اور انہیں لوٹ لیا۔ ان کی یہ مصیبت دیکھ کر حریفتہ الرفل کی سمت بھاگ گئے۔ بعد ازاں فضل نے بجایہ میں آ کر تخت پر قبضہ کر لیا اور پھر اسے قسنطینہ اور بونہ کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر دیا۔ یوں اس نے پہلے کی طرح دوبارہ حکومت کے القاب اور آداب کو اختیار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ابھی یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ مغرب سے بجایہ اور قسنطینہ کے امراء کے آنے کی خبر آ گئی۔ یہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب امیر ابو عنان کو اپنے باپ کے ساتھ لڑائی کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کی اپنے ملک کے نئے دار الخلافے کی طرف جانے کی خبر ملی تو اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ قیروان میں حصار کے گڑھے سے نکل رہا ہے لہٰذا اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف دعوت دینے لگا اور مغرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کریں گے۔ اس نے پھر امیر ابو عبداللہ محمد بن الامیر ابی زکریا کو جو بجایہ اور انباء کا حکمران تھا، اس کی عملداری کی طرف بھجوایا، اس نے اسے مالی مدد دی اور اس سے عہد لئے کہ وہ اس کے باپ کے مقابلے میں اس کا ساتھی ہوگا اور وہ پھر اس کے اور خلوص کے درمیان حائل ہو جائے گا جبکہ وہ وہاں سے گزرے گا لہٰذا ابو عبداللہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل اس کے چچا نے وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا اس نے بجایہ میں اس کے ساتھ لڑائی کی اور لمبے عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ بعد ازاں نبیل مولیٰ بن معلوجی مولیٰ امیر ابو عبداللہ لڑائی کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی۔ اس کے بعد وہ قسنطینہ کی طرف چلا گیا جہاں اس سے قبل فضل عامل تھا لہٰذا لوگوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا پھر نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر امیر بنی زید بن امیر عبداللہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران امیر ابو عنان اسے اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا لہٰذا اس نے فاس میں مقیم ہونے کے بعد ان سے اپنے باپ کے متعلق ان کے چچا کی طرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسنطینہ کی طرف بھیج دیا۔ یوں وہ نبیل مولاہم کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور پھر ابو زید اپنی امارت کی جگہ مقیم ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف ان کے کوچ کرنے سے قبل فروکش تھا۔ اس دوران امیر ابو عبداللہ نے ہمیشہ بجایہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے رمضان کی ایک شب بعض ان جیسے لوگوں کی مدد کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا، بجایہ پر شب خون مارا اور اس بارے میں فارح نے اس کی مدد کی لہٰذا اس نے انہیں اموال دیئے اور انہوں نے پھر اس سے شب خون مارنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازوں میں سے باب البراز اس کے لئے کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔ اچانک لوگوں کو یوں ڈھولوں کی آواز نے آ لیا اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا۔ وہ پھر اپنے محل سے نکل کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا جو بجایہ پر جھانکتا ہے اور بعد ازاں اس کی گھاٹیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔ جب اس پر حملہ کر کے اسے اس کے بھتیجے کے پاس بلا لیا گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اسے زندہ رہنے دیا لیکن اس نے اسے کشتی پر سوار کروا کر شوال سنہ 49 میں بونہ شہر کی طرف بھجوا دیا۔ اس دوران بعض اعیاص کو اس کی قرابت سے غم ہوا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا، ان میں محمد بن عبدالواحد تھا جو ابو بکر بن امیر ابو زکریا اکبر کی اولاد میں سے تھا، وہ اور اس کا بھائی عمر اس وقت الحضرۃ میں تھے اور عمر کی نظر قرابت پر تھی لہٰذا جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے۔ وہ پھر انہیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے وقت بونہ میں چھوڑ گیا۔ انہیں پھر حکومت پر قبضہ کرنے کی سوجھی مگر ابھی ان کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عوام و خواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی ہنگامے میں قتل ہو گئے۔ بعد ازاں فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے بادل چھٹ چکے تھے لہٰذا وہ اپنے محل میں داخل ہو گیا اور اس نے سفر کا عصا پھینک دیا۔ اس کے بعد امیر ابو عبداللہ بن امیر ابو زکریا بجایہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ خود مختار امیر بن گیا۔ اس طرح امیر ابو زید بن امیر ابو عبداللہ قسنطینہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ، امیر ابو العباس فضل بونہ میں اپنی حکمرانی کی جگہ اور سلطان ابو الحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے یہاں تک کہ ان کے وہ حالات ہوئے جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

تونس پر فضل کا حملہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابو دبوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابو الحسن سے الگ ہو گئے تھے، انہوں نے جو

کی باراس پر چڑھائی کر دی اور اس میں قتیبہ بن حمزہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس کا بھائی خالد مہلہل کی اولاد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا، زاں ان میں انتشار پیدا ہو گیا۔ پھر جب ان کا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیبہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقام امارت بونہ سے حق اور اپنے اجداد کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے لہٰذا اس نے انہیں جواب دیا اور سنہ 9 کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس گیا۔ انہوں نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس پر چڑھائی کر دی لیکن پھر سنہ 50 کے آغاز میں اس سے لڑائی کو ترک کر دیا اور موسم گرما کے آخر وہاں سے چلے آئے جب اس دوران ابوالقاسم بن عتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری تو زر سے بلایا لہٰذا وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ نے پھر تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا، اس سلسلے میں بنو مکی نے اس کی اتباع کی یوں افریقہ اپنی اطراف سے سلطان ابوالحسن کے قبضے سے گیا۔ وہ پھر سنہ 50 میں اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر انگور کے موسم میں مغرب کی طرف آیا۔ اس دوران مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا، اس وہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے باپ نے مغرب کی طرف سفر کرنے کے وقت عوام کے حملوں اور ان کی گھبراہٹ سے کے لئے حکمران مقرر کیا تھا۔ وہ اس وجہ سے بھی اس سے مطمئن تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا۔ جب حج کے ایام مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس پر لہرائے تو دعوت حفصی دینے کے لئے شیعوں کی نبض پھڑکنے لگی اور عوام نے محل کا محاصرہ کر لیا، انہوں نے اسے ے تو ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا۔ اس دوران ابواللیل اس کے پاس آیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر کے پاس لے گیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا جنہوں نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا اور اسے اس کے کی راہ بتائی۔ یوں فضل الحضرۃ میں داخل ہوا اور اپنے آباء کی خلافت کی نشست پر بیٹھا، بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے ان کی تجدید کی۔ اس کی مسلسل یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم آگے ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسحاق کی بیعت

جب ابوالعباس الحضرۃ میں داخل ہو کر اس کا حاکم بن گیا تو اس نے الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں احمد بن محمد کو اپنی جماعت کا امیر مقرر کر دیا جبکہ جنگ اور فوج کا سپہ سالار اپنے خاص دوست محمد بن الشواش کو مقرر کیا۔ اس وقت ابواللیل قتیبہ بن حمزہ اس کے امور میں اس پر حاوی تھا اور اس سے مطالبات کرنے میں بڑا جری تھا، لہٰذا اس کے خاص دوست نے اس بات سے برا منایا تو انہوں نے برا نے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی خالد کو اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے تجابت اور اپنی حکومت دی ہوئی تھی اور کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی ہوئی تھی، یہ پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعہ اس کے پاس آیا۔ اس کے بعد خالد نے ترک عہد کے بعد اس سے اپنے بھائی کے خلاف معاون بننے کی خواہش کی۔ ابواللیل بن حمزہ نے بھی اس دوران ان کے امور کے سے قبل ان سے بات چیت کی لہٰذا اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے اس کے سالار محمد بن الشواش کو معزول کرنے پر آمادہ کر لیا۔

اس نے پھر اسے بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر وہاں بھیج دیا، یوں ابواللیل بن حمزہ اور اس کے بھائی خالد کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑک قریب تھا کہ جماعت پریشان ہو جاتی اور اسی دوران میں کہ وہ لڑائی کی آگ کو ہوا دے رہے تھے اور فوجوں کو جمع کر رہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا عمر اور ابومحمد عبداللہ بن تافراکین حج کر کے واپس آ گئے۔ جب ابن تافراکین اسکندریہ میں اترا تو سلطان نے اس کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا، ملوک مصر نے اسے کہا کہ وہ اس سلسلے میں پنچایت مقرر کرے لہٰذا استقاروس نے جوان دونوں حکومت پر حاوی تھا، اسے اس کے پناہ دی۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے مصر سے نکلا اور عمر بن حمزہ بھی اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے نکلا۔ وہ دونوں سنہ 50 کے آخر حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہو گئے۔ ان دونوں نے پھر افریقہ کی طرف واپس جانے اور ان دونوں کے معاملے میں ان کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ وہ واپس لوٹ آئے۔ ان دونوں نے خالد اور قتیبہ کو صغیر میں پایا لہٰذا عمر بن دابیہ کے اشارے سے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور اس نے سلطان کے خلاف سازش کرنے پر اتفاق کیا۔ جب اس کے دوست قتیبہ نے اسے واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی حجابت اپنے باپ کے ساتھی اور ان کی حکومت کے معزز

بندے ابومحمد تافراکین کے سپرد کر دے اور اسے ابن عتو سے لے کر اسے دے دے لیکن اس نے انکار کر دیا پھر ان کے قبائل شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر بھڑکایا تا کہ وہ اس عہد کو پورا کریں۔ یوں وہ شہر کے میدان میں کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے گھیر لیا۔ انہوں نے پھر ان کے گھروں تک ان کی اقتداء کی اور ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے کہا لہٰذا وہ جمادی الاولیٰ سنہ 51 کو اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مولیٰ ابواسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابوبکر کے گھر گیا اور اس سے اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے اسے قلعہ میں لے آیا۔ اس نے پھر اسے تخت خلافت پر بٹھا دیا اور تب عوام وخاص نے اس کی بیعت کی۔ ان دنوں وہ ایک نوخیز جوان تھا اس کے باوجود اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور سب قبائل نے آ کر اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں اس شب اس کے بھائی فضل کو بھی اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ نصف رات کو اسے پانی میں ڈبو دیا گیا یہاں تک کہ وہ جان بحق ہو گیا جبکہ اس کا حاجب ابوالقاسم بن عتو شہر کی جھگیوں میں روپوش ہو گیا تاہم کئی راتوں کے بعد اسے اس کے متعلق اطلاع مل گئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا۔ وہ اپنی آزمائش ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جہات کے عمال کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو وہ انہوں نے بھیج دیں اور حاکم توزر ابن بہلول بھی اس کی اطاعت پر کمربستہ ہو گیا۔ اس نے پھر خراج اور تحائف بھیجے اور حاکم قفصہ اور حاکم نفلحہ نے بھی اس کی اتباع کی لیکن ابن مکی نے ان کی مخالفت کی لہٰذا ابن تافراکین اس پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت کی تھی اور اسے اس کی حکومت میں تصرف نہیں کرنے دیا تھا، یوں وہ اس پر حاوی ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مکی کی روداد

جب ابومحمد بن تافراکین نے تونس پر قبضہ کر لیا تو ابواسحاق کی بیعت خلافت لی اور اس پر حاوی ہو گیا۔ لیکن اس دوران امراء اس کے اثر رسوخ کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی بھی اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلطان ابوبکر کے زمانے سے بڑا حسد پایا جاتا تھا۔ اس نے پھر اپنی اولاد سے اس کے خلاف مدد طلب کی جو کعوب کے علاقے میں اولاد ابواللیل کے مدمقابل دار اور امارت میں ان سے رسہ کشی کرنے والے تھے۔ لہٰذا جب انہوں نے صاغیہ ابن تافراکین کو اولاد ابواللیل کی طرف اپنا ہمسر دیکھا تو انہوں نے اس کے متعلق اتفاق کر لیا اور قبائل علاان میں سے بنی حکم کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے الضواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسطنطینہ امیر ابوزید کے پاس پہنچے اور اسے افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے بھڑکایا لہٰذا اس نے اپنے غلام میمون بن منصور الجاہل اور اپنے والد کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دو فوجی دستے ان کے ساتھ بھیجے، یوں وہ قسطنطینہ سے کوچ کر گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ زواودہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس دوران ابومحمد تافراکین نے الحضرہ سے قاسم کے لئے ابواللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی۔ ان ہی دنوں ابواللیل قتیبہ بن حمزہ، یعقوب بن تحیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جو اولاد قوس میں سے تھا اور جو کہ بنی حکم کے شیوخ تھے۔ بعد ازاں ان کی فوج تونس واپس آ گئی اور اولاد مہلہل کے ہاتھ لمبے ہو گئے، یوں قسطنطینہ کی فوجیں علاقے میں پھیل گئیں۔ انہوں نے پھر معوارہ کے اوطان سے اموال کو جمع کیا اور ابدہ تک چلے گئے۔ بعد ازاں قسطنطینہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابواللیل پر قتیبہ کی جگہ اس کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا، اس نے پھر ان کی حکومت سنبھال لی۔ اس دوران ابوالعباس بن مکی قابس سے حاکم قسطنطینہ مولیٰ زید کے ساتھ خط اور کتابت کرتا رہا تا کہ اسے عربوں کو فوجی، مالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کیا جا سکے۔ جب سردیوں کا موسم ختم ہو گیا تو وہ اولاد مہلہل کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ وہ اس کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے اپنی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور سنہ 53 میں قسطنطینہ سے کوچ کر گیا۔ دوسری طرف ابومحمد بن تافراکین نے اپنے سلطان ابواسحاق کو ضروری فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے اور اس کی لڑائی کا منتظم ابوعبداللہ محمد بن نزار کو مقرر کیا جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ سلطان کے بیٹوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا اور قرآن پڑھاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ تونس سے چلا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ اس دوران سلطان ابواسحاق کے میدان

کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور ان کی فوج منتشر ہوگئی۔ پھر وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور ان لوگوں نے شام تک ان کا تعاقب کیا۔اس کے بعد سلطان اپنے دوست ابومحمد بن تافراکین کے پاس تونس چلا گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے۔انہوں نے پھر کئی روز تک تونس سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہیں کر سکے اور وہ پھر قیروان اور پھر قفصہ کی طرف چلے گئے۔اس دوران انہیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کا بادشاہ سلطان ابوعبداللہ، ابومحمد بن تافراکین کی مداخلت سے قسطنطینہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے اس سے کمک مانگی ہے اور جہات قسطنطینہ سے لڑائی کی ہے اور ساتھ ساتھ اس کی کھیتیوں کو لوٹ لیا ہے اور اس پر اور اس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے۔انہیں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہے اور امیر ابوزید نے اس کی سرحد اور اس کے دارالامارت قسطنطینہ پر دھاوا بولنے کا ارادہ کر لیا۔اس دوران ابوالعباس بن مکی اور اولاد مہلہل نے اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جو اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ مل کر لڑائی کرتے ہیں، جانشین مقرر کر دے تو اس نے اپنے بھائی عباس کو ان پر حکمران مقرر کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔اس نے اور اس کے حقیقی بھائی ابویحییٰ زکریا نے پھر ان ہی میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔اس موقع پر امیر ابوزید قفصہ سے تیزی کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور اسی سال کے ماہ جمادی میں وہاں اتر پڑا۔

ابوعنان کی روداد

یہ یاد رہے کہ امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابوعنان کے درمیان اس وقت سے بہت دوستی تھی جب وہ تلمسان کا امیر تھا اور جبکہ حفصی بماص ندرومہ اور وجدہ میں اترے ہوئے تھے۔ جوانی کے ان تعلقات کو حکومت اور سابقہ رشتے داری نے بہت مضبوط کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ امیر ابوعبداللہ بن مرین کی طرف فطری جھکاؤ رکھتا تھا جن کی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کے حصول کی طرف راہ پائی تھی اور جیسا کہ ہم قبل ازیں کہہ چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالحسن تونس سے جاتے ہوئے اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابوعنان سے کیے ہوئے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اہل سواحل کو حکم دیا کہ وہ سلطان ابوالحسن کو خوراک اور پانی نہیں دیں۔ جب سنہ 53 میں سلطان ابوعنان نے بنی عبدالواد پر حملہ کیا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا تو ان کی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی۔اس نے پھر امیر ابوعبداللہ کو اشارہ کیا کہ وہ اپنے علاقوں میں انہیں روکے اور گرفتار کرے چنانچہ اس نے اس کی اس بات کو مان لیا اور پھر بجایہ کے مضافات کی کمین گاہوں میں محمد بن سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمان، اس کے بھائی ابو ثابت زعیم بن عبدالرحمٰن اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان کی گرفتاری کے لئے جاسوس بھیجے۔ بعدازاں انہوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کر لیا اور انہیں سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا۔اس کے بعد جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ خوب ملا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی۔اس نے پھر اس کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خلاف سازش کی تو اس نے اسے اس بڑائی کے مقابل بجایہ کی حکومت کو چھوڑ کر مکناسہ المغرب کی حکومت دلانے پر بھڑکایا اور یہ بھی کہا کہ وہ یہ بات اپنے سوا کسی بے اعتماد آدمی پر ظاہر نہ کرے مگر اس نے اسے مایوسانہ جواب دیا۔اس نے پھر سلطان کی مجلس اور بنی مرین کے سرداروں کے سامنے اس میں رغبت کا اظہار کیا لہٰذا اس نے اس کی مدد کی اور اس کا انعام بھی بڑھا دیا۔اس کے بعد امیر ابوعنان نے اپنے غلام فارح کو بھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے پھر اس نے بجایہ پر عمر بن وزیر والطالسی کو امیر مقرر کر دیا۔اس دوران بنی واطاس اپنے خیال میں امیر لمتونہ علی بن یوسف کی طرف منسوب ہوئے ہیں لہٰذا ابوعنان نے اس کے نسب صنہاجی کی مضبوطی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا، اسے وہاں کی ولایت کے لئے مخصوص کر لیا۔وہ پھر سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے۔ جب وہ بجایہ میں مقیم ہوئے تو دعوت حفصی کے ساتھیوں اور وہاں کے صنہاجہ اور موالی نے آپس میں مشورہ کیا، ان کے جوانوں نے عمر بن علی اور بنی مرین کے مددگاروں کے قتل کے متعلق چپکے چپکے باتیں کہیں۔ بعدازاں صنہاجہ کا رہنما منصور بن ابراہیم بن الحاج اپنی قوم کے عماران کے ساتھ فارح کے مشورے سے اس بات کا درپے ہو گیا۔وہ پھر قصبے میں اس کے گھر گئے تو منصور نے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا جبکہ ایک دوسرے آدمی نے قاضی ابن برکان کو نیزہ مار دیا کیونکہ وہ بنی مرین کا مددگار تھا انہوں نے پھر عمر بن علی کا بھی کام تمام کر دیا اور قاضی اپنے گھر جا کر مر گیا۔اس کے بعد فارح کو گھبراہٹ نے آ لیا اور وہ سوار ہو کر اس کے پاس آ گیا۔ جب ایک آدمی نے حاکم

قسطنطینہ مولیٰ ابی زید کی دعوت کی آواز لگائی تو اس کے پاس یہ اطلاع لے کر گئے اور اسے آنے پر آمادہ کیا۔ وہ پھر کئی روز تک اس امر پر قائم رہے۔ بعدازاں اہل بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملے کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت عام کرنے کے متعلق مشورہ کیا لہٰذا انہوں نے فارح پر حملہ کر دیا اور سنہ 53 کے ایام تشریق میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کے سر کو تلمسان میں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس سلسلے میں ابن سید الناس کے غلام ہلال اور محمد بن حاجب ابی عبداللہ بن سید الناس اور مشائخ نے بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے پھر عامل مواس کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور جس کا نام یحییٰ بن عمر بن عبدالمومن تھا جو بنی ونکاس میں سے تھا لہٰذا وہ جلدی سے ان کے پاس آیا۔ بعدازاں سلطان ابوعنان نے اپنے حاجب ابوعبداللہ محمد بن ابی عمر کو ان کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا جو سنہ 54 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعدازاں وہ منہاجہ کی طرف چلے گئے جبکہ ان کے بڑے اور کام کے آدمی تونس چلے گئے۔ اس نے پھر مولیٰ بن سید الناس کے علاقوں پر چھاپہ مارا کیونکہ اسے اس کے متعلق بدگمانی ہو گئی تھی اس نے پھر قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ وہ فارح کا مددگار تھا۔ اس نے پھر شہر کے عوام کے رہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور پھر اپنی توجہ اصلاح وطن کی طرف پھیر دی۔ اس نے پھر عربوں کے معزز آدمیوں اور بجایہ اور قسطنطینہ کے نواح کے باشندوں کو بلایا۔ الزاب کا حاکم اور زواودہ کا بزرگ یوسف بن مری بھی ان کے پاس آئے اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وہ پھر ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس دوران ابوعنان نے بجایہ پر موسیٰ بن ابراہیم یرنیانی کو عامل مقرر کیا جو وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے دمال بھیج دیا۔ جب وہ سلطان کے پاس گئے تو اس نے ان کے ساتھ بڑی نشست کی، وہ انہیں عزت واحترام کے ساتھ ملا اور پھر بڑی جاگیریں اور عطیات دیئے۔ اس نے پھر ان کے لئے اقرارنامے جاری کئے اور ان سے اطاعت پر عہد ومواثیق لئے۔ بعدازاں اس نے ان کی چیزیں گروی رکھیں اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اس نے پھر ابن ابی عمر کو اپنا حاجب اور بجایہ اور اس کے نواح کا حکمران اور جنگ قسطنطینہ کا سالار مقرر کیا۔ وہ اسی سال رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سرویکش کی ولایت اور بنی یادرار کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسطنطینہ کو ستانے اور وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی، اترنے کا اشارہ کیا۔ یہ سارا کام بجایہ میں حاجب کی نگرانی کے لئے کیا جا رہا تھا۔ یاد رہے کہ ابوعمر تاشفین بن سلطان ابوالحسن بنی مرین کے واقعہ سے قسطنطینہ میں قید تھا۔ وہ دراصل اپنی قوم میں فاتر العقل اور جنونی مشہور تھا تاہم امرائے قسطنطینہ نے اس کی قید کے زمانے میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کے نسب کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ اس کے بعد جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یادرار پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے تو انہوں نے قسطنطینہ اور وہاں کی لڑائیوں اور حصار کو ذلیل کر دیا۔ اس کے بعد ابوزید نے اس جنونی ابوعمر کو بنی مرین کے جوانوں کو جو بجایہ اور بنی یادرار کی فوج میں شامل تھے، بلانے کے لئے مقرر کیا اور اسے ہتھیار مہیا کر کے دیئے۔ انہوں نے پھر اس سلسلے میں ایک دوسرے سے بات چیت کی۔ ان کا سردار پھر فریادرسی کے لئے ان کے پاس آیا اور اس دوران امیر ابوزید کا حاجب نبیل بونہ کے ان منہاجہ سرویکش اور زواودہ کے پاس گیا جو اس کی دعوت پر قائم تھے لہٰذا اس نے انہیں اکٹھا کیا اور ان سب نے بجایہ پر چڑھائی کر دی۔ اس دوران بجایہ میں حاجب کو بھی اطلاع مل گئی لہٰذا اس نے زواودہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی، وہ فوراً اس کے پاس آ گئے یہاں تک کہ تلول میں مقیم ہو گئے۔ بعدازاں ابودینار بن علی بن احمد نے اس کے پاس جا کر اسے قسطنطینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا لہٰذا وہ اپنی ایک ایک فوج کے پاس گیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ربیع سنہ 50ھ میں بجایہ سے روانہ ہوا۔ یوں ابوبکر اور اس کے ساتھیوں نے قسطنطینہ کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا جبکہ حاجب نے بنی مرین، زواودہ اور سدویکش کے ساتھ حملہ کیا۔ نبیل نے پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی مگر اس نے شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا صفایا ہو گیا۔ اس کے بعد ابن ابی عمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور سات روز تک وہاں مقیم رہا، وہ پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کروا دی کہ وہ اسے ابوعمر فاتر العقل پر قابو دلا دیں لہٰذا انہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس بھیجا تو اس نے اسے ایک کمرے میں اتارا اور اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد حاجب اپنے عملداری کے مضافات میں گیا اور میلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج حاصل کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے سنہ 56 کے آغاز میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں قسطنطینہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہیں کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

اس نے پھر اگلے سال سنہ 57 میں دوبارہ حملہ کیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں لیکن اسے سر نہیں کر سکا۔ بعد ازاں اس کی فوج میں سلطان کی موت کی افواہ پھیل گئی تو وہ منتشر ہو گئی۔ اس نے پھر اپنی منجنیقوں کو جلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس نے بنی یادرار کے دستوں کو یحییٰ بن ابراہیم پر نیابی عامل سدویکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کی فوج پر حملہ ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

طرابلس کی جنگ کا بیان

قدیم حکومتوں کے دور سے طرابلس ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کی طرف وہ بہت توجہ دیا کرتی تھیں کیونکہ یہ میدانی علاقہ میں ہے اور اس کے علاقے قبیلوں سے خالی پڑے ہیں۔ اہل صقلیہ کے نصاریٰ اکثر اس کی حکومت کے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد سے اسطول انطاکی نے جو اسطول رجاز کا حکمران تھا، اسے بنی حزروق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یاد رہے بنی حزروق مغراروہ میں سے تھے اور یہ ان کی اور منہاجہ کی آخری حکومت تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور یہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ ایک زمانے کے بعد ابن ثابت اس کا خود مختار حاکم بن گیا۔ اس کے بعد سنہ 750 میں اس کا بیٹا الحضرہ سے الگ ہو کر دعوت کے آداب کو قائم کر کے اس کا حکمران بن گیا۔ وہاں تاجر اکثر آیا کرتے تھے لہٰذا انہوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پائی اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور اس لڑائی کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی۔ اس کے بعد وہ سنہ 755 میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے۔ انہوں نے پھر ایک شب اس پر شب خون مارا اور اس کی فصیلوں پر چڑھ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں ان کے ایک آدمی نے لڑائی کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے لیکن وہ پھر بھی ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب انہوں نے انہیں فصیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا۔ لہٰذا ان کے پیش رو ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لے کر اپنی جان بچائی لیکن وہ جلد ہی زخم لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا۔ اس کے دونوں بھائی پھر اسکندریہ چلے گئے لیکن نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا۔ یوں انہیں وہاں پر جو مال و متاع، اونٹ اور قیدی ملے، وہ کشتیوں میں لاد کر لے آئے اور وہاں رہنے لگے۔ اس کے بعد والی قابس ابو العباس بن مکی نے ان سے فدیے کی بات کی تو انہوں نے اس کے ساتھ پچاس ہزار کے سونے خالص کی شرط لگائی۔ لہٰذا اس نے شاہ مغرب کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ رقم دے دے۔ انہوں نے پھر جلدی کی تو اس کے پاس جو کچھ تھا، اس نے جمع کر دیا جبکہ باقی قابس، جامہ اور بلاد جرید سے لیا۔ یوں اس نے سب مال اور مال کی رغبت کے انہیں جمع کر کے دے دیا۔ بعد ازاں نصاریٰ نے اسے طرابلس پر قبضہ دے دیا لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے کفر کے اہل کو دور کیا۔ اس دوران سلطان ابو عنان نے بھی اسے مال بھیج دیا کہ وہ اسے ان لوگوں کو دے دے جنہوں نے اس کو مال دیا ہے تاکہ وہ طرابلس کا فدیہ دینے میں منفرد رہے لیکن چند لوگوں کے سوا، سب نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر مال کو ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا حکمران رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلطان ابو العباس کی حکمرانی کا دور

امیر ابو زید نے اپنے والد امیر ابو عبداللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابو بکر کی حکومت سنبھالا، اس میں اس کے سب بھائی اس کے ساتھی تھے جن میں امیر المومنین سلطان ابو العباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوت حفصی کے دینے میں مشہور تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وراثت اس کے لئے ہے اور حکومت بھی ان کے لئے ہے۔ اپنے زمانے کے مشہور شیخ، والی ابی ہادی سے بیان کیا جاتا ہے جو کہ صاحب کشف آدمی تھا یہ سب بھائی اپنے اور اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے، ایک بار اس نے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ انشاء اللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی، اس نے پھر ان سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح حذاق اور نجومی بھی اطلاع دیتے تھے جبکہ ابو العباس میں انہیں اس بات کے آثار و علامات نظر آتے تھے۔ اس کے بعد جب سنہ 53 میں تونس میں اس کی اپنے بھائی ابو زید کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اس نے ان افواہوں کے باعث قسطینہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ سلطان ابو

عثمان سے دریافت کرے کہ اصل بات کیا ہے۔اس نے پھر اپنی عملداری کے آخر میں جو بجایہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے، حملہ کیا۔اس وقت اس بات کی طرف اسے اولاد مہلہل نے رغبت دلائی تھی جو عربوں میں سے اس کے مددگار اور ساتھی تھے۔جبکہ ابوالعباس بن مکی نے جو قابس کی عملداری کا والی تھا، اس کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی ایک کو ان پر عامل مقرر کر دے جو ان کے ساتھ رہ کر محاصرے کے ذریعے تونس کو دوبارہ واپس لے۔لہٰذا اس نے اس کے بھائی مولانا عباس کو بھیجا، یوں وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔اس کے ساتھیوں میں اس کا حقیقی بھائی ابو یحییٰ بھی شامل تھا لہٰذا وہ دونوں قابس میں مقیم ہو گئے۔اس وقت حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرے کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا۔لہٰذا امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا اور وہ وہاں سے سمندر میں گھس گئے، یوں ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعے کو چھوڑ گئی۔اس کے بعد سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا۔عرب اولاد مہلہل نے پھر تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اسے سر نہیں کر سکے۔وہ پھر الجرید کے نواح کی طرف واپس آ گیا اور پھر اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو سنہ 755 میں سلطان کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اچھا انعام بھی دیا انہوں نے اس کے ساتھ بہت اچھے وعدے کئے اور وہ پھر وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا۔قسنطینہ چھوڑتے وقت وہ پھر حاجب ابی عمر کے پاس سے گزرا۔اس دوران قاصیہ افریقہ میں اپنے عمال کے پاس چلا گیا اور دونوں اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے۔اس دوران ابو محمد بن تافراکین حاکم تونس اور اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی۔لہٰذا وہ اسے چھوڑ کر اس کے ہمسروں اور اولاد مہلہل کے پاس چلا گیا اور انہیں مدد کے لئے بلایا۔اس کے بعد سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ تونس پر چڑھائی کی اور سنہ 56 میں اس سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہیں کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید نے اسے بلایا تاکہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس سلسلے میں خط و کتابت کی تھی، یوں اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے انہیں جواب دیا۔بعدازاں اس کے پاس خالد اور اس کی قوم کے ساتھ آیا اور امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس سے لڑائی کرنے گیا۔اس نے پھر قسنطینہ پر اپنے بھائی ابوالعباس کو نائب مقرر کیا۔

اس کے بعد وہ اس میں داخل ہو گیا اور شاہی محلات میں جا اترا، وہ ایک مدت تک وہاں مقیم رہا پھر بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھر دیا لہٰذا اس نے آغاز کار میں اسے خود مختاری کی طرف دعوت دی۔اس نے حفاظت و مدافعت میں بہت زور لگایا کیونکہ انہیں امید تھی کہ بجایہ کی جانب سے فوجیں ان پر حملہ کریں گی، سنہ 56 میں اس کی وہاں بیعت ہو گی اور اس کی حکومت قائم ہو گی۔اس دوران اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی نے قسنطینہ پر حملہ کیا اور سنہ 57 میں اس کا محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کر دیں لیکن آخر کار وہ بھاگ گیا۔جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔یوں قسنطینہ کا حصار ٹوٹ گیا۔اس کے بعد جب اس کا بھائی امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا تو اس سے لڑائی کی تو وہ اسے سر نہیں کر سکا اور واپس لوٹ آیا۔یوں اس کا بھائی قسنطینہ کا خود مختار حاکم بن گیا لہٰذا وہ بونہ کی طرف آیا اور اس نے پھر ابو محمد تافراکین کو الحضرہ بھیجا اور ان کے لئے بونہ چھوڑ دیا۔یوں اس نے اسے جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا، وہ پھر تونس کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اسے بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے۔وہ پھر اپنے چچا کی کفالت میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

ابوعنان کا بیان

جب سلطان ابوالعباس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی اور بجایہ اور بنومرین کی فوجیں اس کے مقابلے کے لیے گئیں، اس نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو اس میں غلبے کے آثار نظر آئے لہٰذا اسد و بکش کے جوانوں نے، جو مہدی بن یوسف کی اولاد میں سے تھے اور موسیٰ بن ابراہیم اور اس کے مددگاروں کے ساتھ جو بنی یاورار میں سے تھے، شامل کر دیا۔انہوں نے پھر میمون بن علی بن احمد کو اس طرف دعوت دی جو کہ اپنے بھائی یعقوب سے جو بنی مرین کا ساتھی اور خیر خواہ تھا، منحرف تھا۔لہٰذا اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔بعدازاں سلطان نے اپنے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو اس کی ساتھی فوجوں میں بھیجا اور انہوں نے پھر دور دور تک غارت گری کی لہٰذا جب وہ ان کے قریب ہوئے تو وہ سوار ہو کر ان کے سامنے آ گئے۔اس کے بعد وہ آگے بڑھے پھر وہ رک گئے اور ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی۔یوں ان کا گھیراؤ ہو گیا پھر فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم

زخم لگا کر خوب خونریزی کی اور اس کے بیٹوں زیان، اور ابوالقاسم اور ان کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے، خوب لڑائی کی اور انہیں قتل کرتے رہے اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی بیخ کنی ہوگئی۔ اس دوران ان کا ایک دستہ بھاگ کر بجایا پہنچ گیا اور سلطان ابو عنان کے ساتھ جاملا۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبر گیری کے لئے اٹھا، عطیات کے دفتر کو کھولا اور وزراء کو متفرق علاقوں میں فوج بھرتی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر فوجوں کو تیار کیا، کمزوریوں کو دور کیا۔ اس دوران موسیٰ بن ابراہیم نے اس سے عبداللہ بن علی کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایا میں بیٹھا ہے تو وہ اس سے ناراض ہوا اور اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن میمون بن معمود کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ ایک ماہ تک افواج کی تیاری میں لگا رہا۔ اس دوران سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو دادخواہی کے لئے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس بھیجا لہٰذا ابو عنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اس نے پھر اس کے ہراول دستے میں اپنے وزیر فارس بن میمون بن ودرار کو بھیجا۔ وہ ربیع سنہ 758 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور تیزی سے قسطنطینہ کی طرف گیا۔ بعدازاں اس کے وزیر ابن ودرار نے اس کے قبل اس کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا جب وہ اس کے میدان میں اترا، انہوں نے پھر زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا تو وہ حیران رہ گئے اور وہاں سے بھاگ کر اس کے پاس کھسک گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر قصبے کی طرف جا کر وہاں تحفظ اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق عہد حاصل کر لیا۔ وہ پھر اس کے پاس گیا تو وہ اسے نہایت احترام کے ساتھ ملا، اس نے اپنے پڑوس میں اس کے لئے قیمتی خیمے لگائے لیکن پھر اس نے تھوڑے عرصے کے بعد اپنا عہد توڑ دیا اور اس نے اسے جہاز میں سوار کروا کر مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے پھر اسے پکڑا اس پر پہریدار مقرر کر دیئے۔ اس دوران میں اس نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے دست کش ہوگیا تھا اور وہاں بسکرہ کے عامل بھاگ گئے تھے جب وہ وہاں غالب آ گیا تو اس نے قسطنطینہ پر منصور بن مخلوف کو حکمران مقرر کیا جو بنی مرین سے قبل بنی بابان کا شیخ تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ابو محمد بن تافراکین کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کر لے اور تونس کی ولایت کو چھوڑ دے لیکن اس نے ان کو واپس کر دیا اور اس کے سلطان نے مولیٰ ابو اسحاق کو اولاد ابواللیل اور اس کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس نے اس کے مقابلے میں اپنی فوج کو تیار کر کے اور ضروری ہتھیار دے کر بھیجا تھا۔ بعدازاں وہ خود تونس میں قیام پذیر ہوگیا۔ پھر ابو عنان نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اولاد مہلہل اس کام پر اسے بھڑکانے کے لئے اس کے پاس گئی لہٰذا اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اس نے دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو ابکم کے نام سے مشہور تھا اور بنی احمر میں سے تھا جو کہ اندلس میں بادشاہوں کے قریبی تھے۔ اس کے بعد بحری بیڑے نے سبقت کی اور انہوں نے تونس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ڈیڑھ دن تک اس سے لڑائی کی اور غلبہ ان کے لئے مقدر بن گیا لہٰذا ابو محمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مہدیہ چلا گیا اور رمضان سنہ 758 میں بنی مرین کی فوجیں تونس پر قابض ہوگئیں۔ اس کے بعد ابن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہوگیا لہٰذا وہ شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا۔ بعدازاں اولاد ابو مہلہل نے اسے اولاد ابواللیل اور ان کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس سلسلے میں ان کے ساتھ چلا گیا اور اس دوران میں ابن احمر اور بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابو عنان کی ناراضی، عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اور ان کے یرغمال کے مطالبے اور خراج سے ان کے وطن کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اس کی اعلانیہ مخالفت شروع کر دی جب اس نے اس کی مدارات کی تو اس نے اس بات کو قبول نہیں کیا لہٰذا وہ جب الزل چلا گیا تب سلطان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے اسے درماندہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے صحرائی اور شہری محلات پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا، وہ پھر قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور وہاں سے افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس دوران مولیٰ ابو اسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور وہ اس کے قلعے تک پہنچ گئے۔ اس دوران بنی مرین کے آدمی پیادہ پا چل پڑے اور انہوں نے پھر اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو پہنچی تھی، آپس میں مشورے کئے۔

اس کے بعد وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے۔ لیکن جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی سے کام لیا لہٰذا وہ پھر اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ بعدازاں عربوں نے اس کا تعاقب کیا۔ ابو محمد بن تافراکین کو مہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اس

بات کی خبر ملی تو وہ تونس چلا گیا۔ جب اہل شہر نے بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بڑھ گئے اور ابو محمد بن تافراکین الحضرہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں حکومت کو دوبارہ قائم کیا۔ اس دوران سلطان ابواسحاق بھی امیر ابوزید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسنطینہ سے لڑائی کرنے کے بعد اس کے پاس چلا گیا لہٰذا اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا پھر ابوزید قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اس پر فتح نہیں پا سکا تو الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور پھر اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قبل داد خواہ بن کر تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا جب انہیں پتہ چلا کہ قسنطینہ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ اس کے پاس چلے گئے۔ اس دوران ان کے غلاموں اور پروردہ لوگوں کا ایک دستہ بھی ان کے ساتھ آ ملا اور وہ ان کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر اور سعادت کے اسباب پیدا کر دیئے۔ ہوا یہ کہ سلطان نے ابوعنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابوالعباس کو حکومت دے دی لہٰذا اس نے عدل وانصاف، امن وامان اور عافیت واحسان کے ساتھ رعایا کی دیکھ بھال کی اور ظلم و زیادتی کا قلع قمع کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں لوگ آسودہ حالی میں بڑھ گئے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاءاللہ۔

ابو یحییٰ زکریا کا خروج

اس دوران حاجب ابو محمد نے الحضرہ کی طرف واپس آتے ہی مہدیہ کو مضبوط کرنے کی طرف اپنی توجہ پھیر دی کیونکہ وہ اسے مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے پیش نظر حکومت کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کیا اور اس کے خزانوں کو رسد اور اسلحہ سے بھر دیا۔ اس وقت اس کا دوست احمد بن خلف وہاں پر خود مختار حاکم تھا۔ لہٰذا وہ سال یا سال کا کچھ حصہ وہاں حاکم رہا پھر ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا۔ بعدازاں احمد بن خلف نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابوالعباس احمد بن مکی حاکم جربہ اور قابس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرے کیونکہ وہ ابو محمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس دوران لوگوں نے حاکم مغرب سلطان ابوعنان کو بھی خبر پہنچا دی اور انہوں نے اپنی بیعت بھی اسے بھیج دیں، انہوں نے اسے اپنے داد خواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے لئے بھڑکایا ابو محمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ بعدازاں مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا پھر ابو محمد بن تافراکین نے محمد بن الحکحاک کو اس کا حکمران مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا رشتے دار تھا، اس نے اسے حادثہ طرابلس کے وقت چن لیا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے پھر اسے مہدیہ پر عامل مقرر کیا۔ اس دوران جب ابوعنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے جانبازوں اور جوانوں سے ایک بحری بیڑا بھر کر بھیجا اور غلاموں اور خواص کو مقرر کیا، یوں وہ الحضرہ کی حکومت میں واپس آ گیا۔ بعدازاں ابن الحکحاک نے وہاں قیام کیا اور نہایت اچھا کام کیا، اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد امیر زکریا نے قابس میں قیام کیا اور ابوالعباس بن مکی اسے لے آیا۔ انہوں نے پھر اسے زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں اترا، بعدازاں اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اسے وہاں کا حکمران مقرر کر دیا۔ جب اس کا بھائی ابواسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے اسے سدویکش کا عامل مقرر کر دیا۔

سلطان ابواسحاق کا بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابوعنان، قسنطینہ سے مغرب کی سمت آیا تو شام کے وقت وہاں گیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر داؤد کی نگرانی کے لئے فوجوں کو افریقہ بھیجا، یوں وہ قسنطینہ کی نواح میں گیا، اس کے ساتھ میمون علی بن احمد بھی تھا جسے اس کی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی شیخ اولاد سباع یعنی عثمان بن یوسف میں سے تھا اور ان کے ساتھ الزاب کا عامل یوسف بن مزنی بھی موجود تھا جسے سلطان نے اس طرف آنے کا اشارہ کیا تھا لہٰذا اس نے جہات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے علاقے کے آخر تک جا پہنچا۔ اس نے وہاں خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس کی واپسی کے بعد سنہ 59 میں سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور یوں مغرب کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ وہ پھر اس کے بھائی سلطان ابوسالم کی اطاعت پر کمربستہ ہو گیا۔ اس وقت اہل بجایہ اپنے عامل یحییٰ بن میمون سے جو سلطان ابوعنان کا خاص آدمی تھا، ناراض تھے کیونکہ وہ بد اخلاق اور سخت

آدمی تھا لہٰذا انہوں نے دوری کے باوجود ابومحمد بن تافراکین کو اس پر حملہ کرنے میں شامل کیا، بعدازاں سلطان ابواسحاق نے ان کے پاس ضرورت کے مطابق فوج بھیجی، وہ یعقوب بن علی فوج سے ملا اور اس کی مدد کی، اس دوران اس کا بھائی ابودینار بھی شامل ہو گیا۔ جب وہ بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کر دیا جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے ان کا حکمران تھا لہٰذا اس نے اسے اور اس کی قوم کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا، پھر وہ اور کشتیوں پر سوار ہو کر الحضرہ آ گئے تو ابومحمد بن تافراکین نے انہیں عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کر کے اپنے قید خانوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد ان پر احسان کر کے انہیں چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ بعدازاں سلطان ابواسحاق سنہ 61 میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خود مختاری حاصل کر لی۔ اس وقت اس کا حاجب اور کفیل ابومحمد الحضرہ سے اس کا انتظام کرتا تھا، اس نے پھر اپنے بیٹے کو بلایا اور اسے سلطان ابومحمد عبدالواحد بن محمد بن اکماقربی کا وزیر مقرر کر دیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ دراصل اس کی رسم حجابت کو ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر شہر کے ایک عام آدمی علی بن صالح کے مسئلے کو سنبھالا جو بجایہ کے مخلوط آدمیوں میں سے تھا اور جس سے خروج اور خباثت لپٹی ہوئی تھی تاہم اسے ان لوگوں کے باعث حکومت پر قوت و شوکت حاصل تھی ہم اس کا بیان آگے بیان کریں گے۔

الحضرہ کے حاکم کی روداد

یہ جزیرہ اس سمندر کے جزیروں میں سے ایک ہے جو قابس کے قریب ہے اور اس سے تھوڑا سا آگے مشرق میں ہے۔ مغرب سے مشرق تک اس کا طول ساٹھ میل ہے جبکہ مغرب کی جانب سے اس کا عرض بیس میل اور مشرق کی جانب سے پندرہ میل ہے۔ مغرب کی جانب سے اس کی دونوں بندرگاہوں کے مابین ساٹھ میل کا فاصلہ ہے جزیرے پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت پائے جاتے ہیں اور کپڑے کی بنائی اور اون کے کام کے لئے مشہور ہے۔

جزیرے کے لوگ اس سے اوڑھنے کے لئے منقش چادریں اور لباس کے لئے غیر منقش چادریں بناتے ہیں جو کہ وہاں سے دوسرے علاقوں میں بھی لے جائی جاتی ہیں لہٰذا لوگ انہیں لباس کے لئے پسند کر لیتے ہیں۔ وہاں کے اصلی باشندے بربر ہیں جو کتامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت تک ان میں سدویکش اور صدغیان کے لطون بھی پائے جاتے ہیں جبکہ ھوارہ اور بربر کے باقی ماندہ قبیلے بھی موجود ہیں۔ وہ قدیم سے خوارج کے مذہب پر ہیں اور اب بھی وہاں دو فرقے موجود ہیں جن میں سے ایک الوھبیہ ہے، یہ غربی جانب رہتے ہیں۔ ان کی سرداری بنی سمر میں ہے جبکہ دوسرا النکارۃ ہے جو مشرقی جانب رہتا ہے۔ جزبہ ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ ان دونوں پر بنی نجار کو ریاست اور غلبہ حاصل ہے جو کہ انصار ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت معاویہؓ نے سنہ 46 میں اسے طرابلس کا حکمران مقرر کیا لہٰذا وہ افریقہ آیا اور سنہ 47 میں اس نے جزبہ کو فتح کیا۔ فتح کے وقت حسین بن عبداللہ صنعانی بھی موجود تھا جو برقہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ یوں یہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کی ملکیت میں رہا یہاں تک کہ خارجی مذہب بربریوں کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اختیار کر لیا۔ جب سنہ 331 میں ابوزید کا مسئلہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے برقہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو اختیار کر لیا اور ان دنوں یہاں کا حکمران ابن کلوس تھا جسے قتل کر کے صلیب دیا گیا۔ بعدازاں منصور بن اسماعیل نے برقہ کو واپس لے لیا اور ابوزید کے اصحاب مارے گئے۔ جب مہاجی عربوں نے پر غلبہ پایا تو اہل جربہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحل سے لڑائی کرنے میں مصروف ہو گئے پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے سنہ 509 میں اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان کا خسارہ ختم کرنے کی ضمانت دی، یوں حالات درست ہو گئے۔

سنہ 529 میں پھر نصاریٰ نے اس وقت اس پر غلبہ پالیا جب انہوں نے سواحل افریقہ پر غلبہ پایا تھا۔ اس کے بعد اہل افریقہ ان کے خلاف حرکت میں آئے اور انہوں نے انہیں سنہ 548 میں نکال باہر کیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ اس پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا، انہوں نے پھر بیت المال علیم کو عامل مقرر کیا لیکن یہ علاقہ جلد مسلمانوں کو واپس مل گیا اور ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کے زمانے میں اس پر مسلمانوں کا غلبہ حاصل ہوا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔ بعدازاں جب افریقہ میں امرائے بنی حفص خود مختار بن گئے تو پھر کچھ عرصے کے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور مولیٰ ابی زکریا بن سلطان ابواسحاق غربی جانب خود مختار حاکم بن گیا۔ اس

دوران الحضرۃ کا حاکم اپنے کاموں میں مصروف رہا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لہٰذا سنہ 688 میں اس جزیرہ پر اہل صقلیہ نے غلبہ حاصل کر لیا، انہوں نے وہاں پر مربع شکل کا قشتیل نامی قلعہ بنایا جس کے ہر جانب ایک برج تھا۔ اس کے دونوں جانبوں کے درمیان ایک ایسا برج تھا جس کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصیلیں بھی تھیں۔ یوں اس جزیرہ نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور اس کے بعد ہمیشہ ہی الحضرۃ کی فوجیں یہاں آتی رہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس دوران سلطان ابوبکر کے زمانے میں سنہ 38 میں مخلوف بن کماد کے ہاتھ پر یہ فتح ہو گیا جو سلطان کے خواص میں سے تھا۔ بعد میں ابن مکی حاکم قابس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اسے دے دیا اور اسے اس پر والی مقرر کر دیا۔ بعد ازاں وہ سلطان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کی عملداری میں رہا تاہم ابومحمد بن تافراکین اور ابن مکی کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد حاجب ابومحمد بن تافراکین نے اپنے باپ ابوعبداللہ کے پاس آدمی بھیجا جو بجایہ میں سلطان کے خواص میں سے تھا، جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے اپنی فوج کے ساتھ جربہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا جہاں کے باشندے ابن مکی کے کردار کی وجہ سے اس سے پریشان تھے انہوں نے پھر ابومحمد بن تافراکین کے ساتھ سازش کی تو اس نے سنہ 63 میں اپنے بیٹے کو فوج کے ہمراہ بھیجا۔ اس وقت احمد بن مکی طرابلس میں موجود نہیں تھا، جب سے اس نے نصاریٰ کے ساتھیوں سے جربہ چھینا تھا تو اس نے اسے دارالامارت بنایا وہیں رہنے لگا لہٰذا ابوعبداللہ ابی محمد کی نگرانی کے لئے جب الحضرۃ سے فوج اٹھی اور بحری بیڑے میں بیٹھ کر جزیرہ میں آ گئی تو اس نے محاصرے سے قشتیل کا ناطقہ بند کر دیا اور وہ اس پر غالب آ گئی۔ اس نے پھر اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ بعد ازاں ابوعبداللہ بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کے آغاز سے ہی اس کا کاتب تھا اور اس کی اس کے باپ ابوعبدالعزیز حاجب سے قرابت داری بھی تھی، اس کا عامل مقرر کیا جو زمانہ کرتے کرتے تونس میں اشقال کا حکمران بن گیا۔ یہ ابومحمد حاجب کے زمانے سے وہاں خود مختار ہو گیا اور اس کے بیٹے نے بھی ابن حاجب کی خدمت سے رابطہ رکھا، یوں وہ اس کا کاتب بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے جربہ کا عامل بنا دیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر بن العیون مسلسل اس کا حاکم رہا، اس نے پھر حاجب کی وفات کے بعد سلطان کے مقابلہ میں خود مختاری اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 74 میں سلطان ابوالعباس اس پر غالب آ گیا۔

قسنطینہ پر ابوالعباس کا حملہ

جب سلطان ابوعنان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے اس کی حکومت سنبھالی اور اپنے بیٹے محمد سعید کو حکمران مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ اس وقت بجایہ کے امیر ابوعبداللہ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں اسے پکڑ کر اس خوف سے قید کر دیا کہ کہیں وہ اس کے علاقے پر حملہ نہ کر دے۔ اس وقت جب سے سلطان ابوعنان نے سلطان ابوالعباس کو سبتہ میں بھیجا تھا، وہ وہیں پر مقیم تھا اور اس نے اس پر سخت پہرہ لگایا ہوا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ لہٰذا جب اس نے منصور بن سلیمان پر جو اس کی حکومت کے امراء میں سے تھا، حملہ کیا اور نئے شہر کے ساتھ جو دارالسلطنت بھی تھا، مقابلہ کیا تو دیگر ممالک اور عملداریاں اس کی اطاعت میں شامل ہو گئیں۔ اس نے پھر سلطان ابوالعباس کے متعلق پیغام بھیجا اور اسے سبتہ سے بلایا تو وہ اس کی طرف چل پڑا اور طنجہ پہنچا۔ اس دوران سلطان ابوسالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور پھر مغرب کی عملداریوں میں سب سے پہلے اسی نے طنجہ اور سبتہ پر قبضہ کر لیا لہٰذا سلطان ابوالعباس نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبیلہ بنی مرین منصور بن یعمان المنتری کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا، یوں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور وہ فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر ابوعبداللہ کو حسن بن عمر کی قید سے چھڑایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے سلطان ابوالعباس کے قدیم اور جدید تعلقات کا لحاظ کیا، اسے اعلیٰ رتبہ دیا، اس کے وظیفے میں اضافہ کیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا، وہ سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان ابوسالم تلمسان اور مغرب اوسط پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی اہل بجایہ نے اپنے عامل یحییٰ بن میمون کے خلاف خروج کر دیا لہٰذا وہ غضب ناک ہو گیا۔ جب وہ مشرق کی طرف لوٹا تو اس نے مشرقی علاقوں سے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا اور اپنے دارالامارت قسنطینہ کو سلطان ابوالعباس کے لئے چھوڑ دیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ

ابن مخلوف کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے لئے معزول ہو جائے لہٰذا ابن نے اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے عم زاد امیر ابو عبداللہ کو اپنے حق کے مطالبہ کے لئے اور اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بجایا بھیجا کیونکہ اس کی فتح کے وقت بنی مرین سے تکلیف پہنچی تھی۔ وہ پھر جمادی سنہ 61 میں تلمسان سے کوچ کر گئے اور وہ اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ یوں اس کی واپسی سے اس کے حالات کے راستے بہترین ہو گئے اور یہ اس کی بادشاہت کا آغاز اور سعادت کا مظہر تھا۔

اس کے بعد امیر ابو عبداللہ حاکم بجایہ پہلے اپنے وطن گیا اور اس کے نواح اور جنگلات اور رزواودہ میں سے اولاد سباع اس کے پاس آ گئی، اس نے پھر اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا تو وہ وہاں سے کوچ کر کے بنی یاورار کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد محمد بن اور عزیز کو جو سدویکش میں سے اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے، اپنا خادم بنایا پھر وہ اسے چھوڑ کر بجایہ میں اس کے چچا کے پاس چلے لہٰذا وہ زواودہ کے ساتھ صحرا کی طرف چلا گیا، اس کے حالات کو ہم آئندہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

کی فتح کی روداد

جب سے امیر ابو یحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابوالعباس نے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ تونس میں ہی رہ رہا تونس میں ہی اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان ابو عنان نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد جب مولانا ابوالعباس مغرب سے واپس آیا تو نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا۔ اب حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ سمجھا کہ وہ اپنے بھائی سے شفقت کرے گا اور عہد و پیمان کرے گا لہٰذا اس نے اسے قصبہ میں قید کر دیا۔ اس دوران سلطان ابوالحسن نے صلح کے متعلق کافی جھگڑا کرنے کے بعد اس کے اسے پیغام بھیجا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور ان کے درمیان صلح ہو گئی۔ جب امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسطنطینہ پہنچا تو اس نے اسے فوج مقرر کر دیا اور پھر اسے اپنی عملداری کا حصہ بنا لیا۔ اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

یہ پر امیر عبداللہ کا حملہ

جب سلطان ابو عبداللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترا تو وہ اسے سر نہیں کر سکا پھر وہ عرب قبائل کی طرف چلا گیا اس دوران اس کے ساتھی وہاں آنے کے بعد یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ رہنے لگے اور یہ ان کے درمیان اور ان کے خیموں میں ٹھہر گیا۔ وہ پھر بجایہ کی جستجو اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرنے لگا۔ انہوں نے پھر اسے مسیلہ میں اتارا اور اسے وہاں کا خراج بھی دیا۔ اسی طور پانچ سال تک وہیں رہا اور ہر سال بجایہ سے کئی بار لڑائی کرتا۔ بعد ازاں پانچویں سال وہ ان کو چھوڑ کر علی بن احمد کی اولاد آ گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اترا لہٰذا اس نے اسے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابو اسحاق کو معلوم اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا لہٰذا اسے ایک فوجی نے قید کر لیا تو اس نے اسے اپنی غیر حاضری دیا۔ اس کے بعد اسے اہل بجایہ کے دل میں اس کے انحراف کرنے کے متعلق خیال آیا لہٰذا انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبداللہ سے مراسلت اس معاملے میں یعقوب بن علی نے بھی اس کی مدد کی جس سے سدویکش اور اہل ضاحیہ کے متعلق وعدہ لیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ بجایہ اس نے پھر کئی روز تک بجایہ سے لڑائی کی لیکن پھر عوام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس سے چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ سردار علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے۔ آخر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا۔ وہ پھر اسے چھوڑ کر امیر ابو عبداللہ کے بن بھیجے گئے جو شہر کے میدان میں تھا، جو پھر اپنے چچا ابو اسحاق کو لے کر اس کے پاس لے آیا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے تک اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ پھر وہاں چلا گیا اور ابو عبداللہ رمضان سنہ 65 میں اس کے دارالامارت بجایہ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر علی صالح اور اس کے مددگاروں کو جو فتنہ پرداز عوام کے سرغنے تھے، گرفتار کر لیا لہٰذا اس نے ان کے تمام اموال چھین لئے پھر ان کے قتل کا حکم دے اس کے بعد اس نے بجایا سے تدلس پر حملہ کیا جو دو ماہ تک جاری رہا، یوں عمر بن موسیٰ نے جو بنی عبدالواد کا عامل تھا، غلبہ پا لیا۔ ان سے قبل

اعتاص نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ یوں اس نے سنہ 50 کے آخر میں اس پر قبضہ کیا اور میرے متعلق اندلس سے پیغام بھیجا جبکہ میں مسافرت میں سلطان ابوعبداللہ بن ابی الحاج بن احمر کا مہمان تھا اور سلطان ابوسالم کی خط و کتابت کی ترسیل وتوقیع اور مظالم وغیرہ کے سلسلے میں غور وفکر کرتا تھا۔

اس کے بعد جب مجھے امیر ابوعبداللہ نے بلایا تو میں نے اس کی تعمیل میں جلدی کی لہٰذا میں نے جمادی سنہ 6 میں سمندر پار کیا اور وہاں پہنچا اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت کا کام سپرد کیا اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے خاتمے کا فرمان جاری کر دیا۔

ابومحمد بن تافراکین کی روداد

ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے بجایہ میں اپنی حکومت کے آخر میں اپنے خودمختار حاجب ابومحمد بن تافراکین کی حکومت پر بزور قبضہ کر لیا تھا کیونکہ اہل منہاجہ کے نجومی اسے یہ بات بتایا کرتے تھے لہٰذا اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اہل بجایہ اسے چھوڑ کر اس کے بیٹے کے پاس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے پھر اس پر غلبہ پالیا اور اسے الحضر ۃ کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود رمضان سنہ 65 وہاں پہنچ گیا۔ ابومحمد بن تافراکین نے پھر اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی خودمختاری کے لئے شمشیر براں پایا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اونٹنیاں، ذخائر اور اموال دیئے۔ وہ پھر اس کے لئے خراج سے بھی الگ ہو گیا۔ سلطان نے بعدازاں اس کی بیٹی سے رشتہ داری کی اور اسے بجایہ کا حاکم بنا دیا۔ سلطان نے پھر وہاں شادی کی۔ اس کے بعد سنہ 66 کے آغاز میں اس کی وفات ہو گئی۔ لہٰذا سلطان کو اس کی موت کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ وہ اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اس کے لحد میں اترنے تک وہیں رہا۔ اس کے بعد اس کی قبر اس مدرسہ میں تیار کی گئی جو اس نے شہر کے وسط میں علم دینے کے لئے بنایا تھا۔ وہ پھر اس کی قبر پر کھڑا ہو کر روتا رہا اور اس کے خواص مٹھیوں میں خاک لے کر اس کی قبر پر ڈالتے رہے۔ لہٰذا اس نے اس کے ساتھ وفاداری کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی خودمختار حکومت قائم کر لی۔ اس وقت حاجب ابوعبداللہ الحضر ہ میں موجود نہیں تھا۔ وہ پھر فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نکلا لہٰذا جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اسے اس سے بدگمانی ہوگئی اور اس نے خوف محسوس کیا۔ اس نے پھر فوج کو الحضر ۃ کی طرف بھیج دیا اور بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ اس کے علاقے کو چلا گیا یعنی افریقہ کے ان قلعوں کی طرف چلا گیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ خاص ان کے لئے ہیں۔ اس دوران اس کے کاتب محمد بن ابی العیون نے اسے اس کے ارادے سے باز رکھا لہٰذا حکیم نے اس کے سلوک کی تعریف کی اور وہ انہیں محل میں لے گیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے اس کی مرضی کے مطابق امان دے دی اور اس نے بھاگنے کے بعد اسے مصاحب بنا لیا۔ پھر تیزی سے الحضر ہ کی طرف گیا۔ سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کر دی۔ اس نے اسے معزز عہدے دیئے۔ حاجب بننے کی وجہ سے اسے سلطان کا ان کے ساتھ ملنا ناگوار محسوس ہوتا تھا لہٰذا وہ ہمیشہ ہی اپنے باپ کے زمانے سے خودمختاری سے مالوف ہونے کی وجہ سے اسے پھیلاتا رہا لہٰذا سلطان اور اس کے درمیان فضا اندھیر ہو گئی اور اس کے نرم بستر کے سلسلے میں چغلیاں ہونے لگیں۔ اب وہ بھیس بدل کر تونس سے نکلا اور قسنطینہ گیا، وہ وہاں سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اسے تونس کی حکومت کے حصول پر بھڑکانے لگا۔ اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ بجایہ کے معاملے سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائے گا کیونکہ اس کے اور اس کے ہمراز کے درمیان لڑائی جاری تھی جسے ہم ابھی ذکر کریں گے۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق ابن تافراکین کے فرار کے بعد خودمختار بن گیا، اس نے پھر اپنی حکومت کے اطراف پر نگرانی اور اپنی حجابت پر احمد بن ابراہیم مالقی کو مقرر کیا جو حاجب ابومحمد کا پروردہ تھا، وہ اس وقت طبقہ اعمال میں سے تھا۔ اس نے پھر فوج اور لڑائی پر اپنے غلام منصور سریحہ اور معلوجی کو مقرر کیا۔ اپنے اور ارباب حکومت اور اپنی حکومت کے پروردہ لوگوں کے درمیان حجاب اٹھا دیئے یہاں تک کہ اس نے خود خراج لیا، وہ پھر نوکروں کے نمبرداروں سے ملا اور اس نے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور اپنی وفات تک اپنے اور لوگوں کے درمیان سے کو لغو قرار دے دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

سلطان ابوالعباس کا بجایہ پر قبضہ

اس دوران جب امیر ابوعبداللہ نے بجایہ پر قبضہ کر کے وہاں اپنی خودمختار حکمرانی قائم کر لی تو وہ رعیت کے ساتھ بگڑ گیا، اس نے پھر سب کو تلوار کی دھار پر رکھ کر بری سیرت اختیار کر لی اور خواص کو آزاد چھوڑ دیا لہٰذا لوگوں کے دل اس سے بگڑ گئے اور ان میں نفرت مستحکم ہوگئی۔ پھر صاغیہ سلطان ابوالعباس کے پاس قسطنطینہ چلا گیا کیونکہ وہ اس کا مخالف تھا، اس نے پھر اپنی قوم حکومت کو مضبوط کر لیا۔ آباء کے زمانے سے دونوں علاقوں کی سرحدوں میں حسد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان لڑائیاں جاری تھیں۔ سلطان ابوالعباس سلطان ابوسالم کے معاملے میں جو اس کی مسافرت کا ٹھکانہ تھا، بہت اچھی سیرت کا حامل تھا لیکن بسا اوقات وہ اپنے عم زاد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا۔ لہٰذا وہ اس کی صحبت میں رہا۔ جب وہ بجایہ پر غالب آیا تو فتنہ میں بڑھ گیا، اس نے پھر آگاہ ہو کر اپنے عزائم کو تیار کر لیا۔ اس دوران یعقوب بن علی نے سلطان ابوالعباس کے خلاف درد دینے کے متعلق اس سے معاہدہ کیا مگر وہ اس کے کچھ کام نہیں آیا۔ یعقوب نے پھر اپنے سلطان سے بات کی جس نے قسطنطینہ کی سرحدوں سے لڑائی کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی جس میں مولانا ابوالعباس بھی شامل تھا۔

اس نے پھر بنفس نفیس دوبارہ فوجیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور یوں اولاد سباع بن یحییٰ کے عرب واپس آ گئے۔ اس نے پھر اولاد محمد کو اکٹھا کیا اور وہ ان کی اور زنانہ کی فوج لے کر آگے بڑھا۔ سطیف کی جانب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور پھر اہل بجایہ کے میدان میں کھلبلی مچ گئی، یوں وہ شکست کھا گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر ان کا تاکرارت تک تعاقب کیا۔ بعدازاں وہ اپنی عملداری اور وطن میں گھوما اور اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف گیا جس کے اور اہل شہر کے درمیان بڑی نفرت پیدا ہوگئی تھی لہٰذا انہوں نے سلطان ابوالعباس سے گزارش کر کے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تو اس نے ان سے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں اپنی فوجوں اور ان مددگاروں کے ساتھ جو زواوہ اولاد محمد سے تھے، حملہ کیا۔ اس وقت اولاد سباع جو پڑوس کی وجہ سے بجایہ کے ساتھی تھے، وہ بھی سابقہ تعلقات کی وجہ سے اپنے سلطان کے خراب حالات کو دیکھ کر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد امیر ابوعبداللہ نے اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ لیزوا میں پڑاؤ کیا اور اپنے عم زاد کی مدافعت کی امید پر وہاں قیام پذیر ہو گیا لہٰذا لیزوا میں سلطان نے اس کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور دور دور تک غارت گری کی، اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہوگئی، اس کا گھیراؤ ہو گیا اور پڑاؤ بھی الٹ گیا، وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا لیکن راستے ہی میں پکڑا گیا اور نیزہ لگنے سے فوراً ہلاک ہو گیا۔ بعدازاں سلطان ابوالعباس جلدی سے بجایہ گیا اور اس نے 19 شعبان سنہ 67 کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ اس وقت میں بھی شہر میں مقیم تھا لہٰذا میں سرداروں کے ساتھ نکلا تو وہ مجھے بہت اچھی طرح ملا اور میری عزت افزائی کی، اس نے پھر مجھے منتخب کر لینے کے متعلق بتایا۔ یوں سرحدوں میں اس کے دادا امیر ابوزکریا کی حکومت اس کے لئے منتظم ہو گئی۔ میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا لیکن پھر مجھے ناراضی پیدا ہوگئی تو میں نے اس سے جانے کی اجازت چاہی، اس نے فراخدلی کے ساتھ مجھے اجازت دے دی۔ میں پھر یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترا پھر وہاں سے بسکرہ آ گیا اور علی بن موسیٰ کے ہاں مہمان اترا یہاں تک کہ فضا صاف ہوگئی۔ میں نے پھر تیرہ سال بعد اس سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے بخوشی اجازت دی۔ میں پھر اس کے پاس گیا تو اس نے میری بہت مدارت کی اس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ انشاء اللہ۔

حمو اور بنی عبدالواد کا حملہ

اس کے بعد امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابوالعباس کے مابین (جب کہ اس کے اور بنی عبدالواد کے مابین اس کے تدلس کے مکان پر غالب آنے کی وجہ سے لڑائی جاری تھی)۔ جب لڑائی نے شدت اختیار کر لی تو اسے اس عداوت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

لہٰذا وہ بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کرنے کے لئے مائل ہوا، اس نے پھر ان کی خاطر تدلس کو چھوڑ دیا اور فوج کے اس سالار کو تدلس پر قبضہ دے دیا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو تلمسان میں ان کے بادشاہ ابوحمو کے پاس بھیجا، بعدازاں ابوحمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کیا لہٰذا اس نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس نے اسے بجایہ پر غالب کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا

گیا تو ابوحمو اپنی رشتے داری کی وجہ سے اس کی خاطر غضب ناک ہو گیا اور اس نے اس رات کو بجایہ پر چڑھائی کا ذریعہ بنا لیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے ہزاروں لوگوں اور فوجوں کے ساتھ تلمسان سے چل پڑا حتیٰ کہ عرب بھی واپس آ گئے یہاں تک کہ وہ حمزہ کے وطن تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابواللیل موسیٰ بن زغلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ اس کے آگے آگے بھاگ کھڑا ہوا اور انہوں نے زواودہ کے ان پہاڑوں میں پناہ لے لی جو وطن حمزہ پر جھانکتے ہیں۔ اس نے پھر اس کی اطاعت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف اپنے ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی مشکیں کس دیں جس میں ابومحمد صالح کا پوتا یحییٰ بھی شامل تھا جو سلطان ابوالعباس سے علیحدہ ہو کر ابوحمو کی سمت چلا گیا تھا، وہ اس وقت ابواللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا کیونکہ ان کے درمیان، محبت، پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے۔ وہ دراصل ابوحمو کے سفارتی وفد میں بھی آیا تھا لہٰذا اس نے ممبران وفد اور اسے گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو بجایہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ پھر ابوحمو اور اس کی فوجوں کے سامنے ڈٹ گیا لہٰذا وہ بجایہ آئے اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی۔ وہ کئی روز تک اس کے ساتھ لڑائی کرتا رہا اور اس نے پھر محاصرے کے ہتھیاروں کو جمع کر لیا۔ اسی وقت سلطان ابوالعباس شہر میں تھا جبکہ اس کی فوج اس کے غلام بشیر کے ساتھ تاکرارت میں تھی، ان کے ساتھ ابوزیان بن عثمان بن عبدالرحمان بھی تھا جو کہ ابوحمو کا چچا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ وہ مغرب سے نکلا جیسا کہ ہم اس کے حالات یہاں بیان کریں گے اور پھر الحضرۃ میں سلطان ابواسحاق کے پاس آیا۔ وہاں ابومحمد حاجب نے اس کی خوب عزت کی۔ جب امیر ابوعبداللہ تدلس پر غالب آ گیا تو اس نے اسے تونس سے بھیجا کہ اسے تدلس کا حکمران مقرر کر دے اور وہ اس کے اور حمو کے درمیان ساتھی بن جائے اور پھر وہ قسطنطینہ پر حملے کے لئے فارغ ہو جائے لہٰذا اس نے جواب میں تیزی دکھائی اور تونس سے نکلا۔ جب سلطان ابوالعباس قسطنطینہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا راستہ روک لیا، یوں وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر رہا۔ اس کے بعد جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا اور اسے ابوحمو کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اسے اپنی قید سے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کی خوب عزت کی، عطیات دیئے اور اسے بادشاہ مقرر کر دیا۔ اس نے اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے۔ بعدازاں اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ اسے اپنے عم زاد ابوحمو سے بنوعبدالواد کو روکے کیونکہ وہ اس کی حکومت سے تنگ آ گئے تھے۔ اس وقت مغرب اوسط کے زغبی عرب ابوحمو کی فوج میں تھے لہٰذا انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی اور فوج میں افواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا۔ انہوں نے پھر اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان لڑائی کا وقت مقرر کیا اور وہ 5 ذوالحجہ کو بھاگ گئے، یوں فوج منتشر ہو گئی اور شہر کے میدان کے تنگ راستوں میں جمع ہو گئی۔ اس طرح ان کی بھیڑ سے راستے بند ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی مر گئے۔ وہ اپنے پیچھے اس قدر مال ومتاع، اہل وعیال، ہتھیار اور گھوڑے چھوڑ گئے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ابوحمو نے اپنے اموال وعیال کو چھوڑ دیا۔ یوں ابوحمو کا دل بھیڑ میں پھنس جانے کے بعد خراب ہو گیا لیکن وہ خود بچ گیا۔ اس کے بعد اس کا وزیر عمران بن موسیٰ اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا لہٰذا اس کی نجات صرف اسی کی وجہ سے ہوئی۔ وہ پھر الجزائر میں اترا اور وہاں سے تلمسان چلا گیا۔ ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا اور یوں مغرب اوسط کا حال خراب ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اب سلطان ابوالعباس اس واقعہ کے بعد بجایہ سے نکلا اور تدلس کے ساتھ لڑائی کی اور اسے فتح کیا۔ یوں وہ بنی عبدالواد کے عمال بھی وہاں موجود تھے، ان پر غالب آ گیا اور تمام مغربی سرحدیں اس کی سلطنت میں شامل ہو گئیں جیسا کہ اس کے دادا امیر ابوزکریا اوسط کی حکومت میں اس وقت شامل تھیں جب انہوں نے دعوت حفصی کو بانٹا تھا۔ اس کے بعد کے حالات کو ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔

تونس پر حملہ

اس دوران ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین جب الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہوا تو وہ عرب اولاد مہلہل کے خیموں میں چلا گیا۔ بعدازاں وہ سنہ 67 کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابوالعباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے بعدازاں اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا، لڑائی کی وجہ سے اس نے ان سے معذرت کی پھر اس نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی مولا ابویحییٰ زکریا کو فوج سمیت ان کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ اس کے ساتھ الحضرۃ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ انہوں نے پھر کئی روز تک الحضرۃ سے لڑائی کی مگر اسے

ں کر سکے۔ اس کے بعد الحضرۃ کے حاکم اور ان کے درمیان صلح ہوگئی لہٰذا وہ وہاں سے چلے آئے اور مولا ابو یحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنے ...ے میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیا اور وہ پھر تونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

... جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب سلطان ابو اسحاق الحضرۃ میں آیا اور اس نے سلطان ابو العباس کے ساتھ صلح کرتے ہوئے کئی بار ...لف کیا، اس نے پھر ان کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ امیر ابی کعب کو چنا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد مانگتا تھا اور اس کے مشورے ...شوکت سے مدد لیتا تھا۔ لہٰذا وہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست رہا۔ اس نے پھر سنہ 69 میں اپنے بیٹے خالد کو فوج کا سالار مقرر کیا تا کہ وہ ...بن رافع کو مغراوی فوج کے طبقات میں رکھے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلے میں خود مختار بنا ہوا تھا۔ اس نے پھر اسے منصور بن حمزہ اور اس کی ...کے ساتھ بھیجا اور انہیں بونہ کے نواح پر قبضہ کرنے، اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس کے نواحی علاقوں کے خراج کو حاصل کرنے کا اشارہ کیا ...وہ اس کی طرف گئے۔ بعد ازاں امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم بونہ نے اپنی فوج کو اہل ضاحیہ کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مدافعت کی، وہ پھر اپنی ...وں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا۔ جب وہ الحضرۃ کی طرف واپس آئے تو سلطان سالار فوج یعنی محمد بن رافع سے ...اض ہو گیا لہٰذا وہ الحضرۃ سے نکل گیا۔ اس کے بعد معاویہ تونس کے نواح سے اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقام پر گیا۔ سلطان نے پھر اسے ...مند کرنے کے بعد بلا لیا۔ جب وہ آیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سنہ 70 میں ایک رات محفل کے بعد سلطان کی ...ت ہو گئی، اس رات کے آخر میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گیا۔ جب خادم نے اسے جگایا تو وہ نہیں اٹھا لہٰذا اس کا سرور جاتا رہا اور غم بڑھ ... اس کے بعد خواص پر حیرت طاری ہو گئی پھر انہوں نے اپنی عقل سے غور و فکر کیا اور حیرت کو دور کیا یعنی انہوں نے اس کے بیٹے امیر ابو البقاء ...کی بیعت کر کے اپنے مسئلے کو حل کر دیا۔ بعد ازاں اس کے غلام منصور سریحہ معلوجی اور اس کے حاجب احمد بن ابراہیم الیاقی نے لوگوں سے اس ...یعت لی۔ انہوں نے پھر سب سے پہلے قاضی محمد بن خلف اللہ فقیہ کو گرفتار کر لیا لہٰذا اس نے اس کے اپنے پاس آنے کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر اسے ...عامر بن عبد الرفیع کے مرنے کے بعد تونس میں قاضی مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اسے بلاد جرید کی طرف فوجوں کو لے کر جانے اور ان سے لڑنے پر ...کیا۔ اسے پھر ان سے تکلیف اٹھانی پڑی اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج سے اس کی مدد کی جسے کہ وہ سلطان کو دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی ...وں نے اپنے خراج پر اؤ میں افواہیں اڑا دیں۔ اس وقت ابن الیاقی سلطان کے ہاں اس کے عہدہ پانے سے ناراض تھا لہٰذا جب اس نے اس ...پر سختی کی تو اس کے متعلق چغلیوں میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے پھر اسے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں ڈال دیا۔ بعد میں اس ...ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کر قید سے بھاگنے کی سازش تیار کرے لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ مل کر سوچ بچار ...اس دوران اس نے ان کے حال سے مطلع ہو کر ان دونوں کو ان کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد الیاقی نے لوگوں کے ...ظلم و زیادتی کرنا، ان کے اموال لوٹنا اور معزز لوگوں کو ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ آخر انہوں نے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں اس ...ومت سے نجات دے، ایسا مولانا سلطان ابو العباس کے ہاتھوں ہوا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

...کی دعوت کا بیان

جب الحضرۃ کا والی سلطان ابو اسحاق سنہ 70 میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے غلام منصور سریحہ اور اس کے مددگار الیاقی نے حکومت کو ...لا اور اس کے نابالغ فرزند امیر خالد کو حکمران مقرر کیا مگر وہ اس کی حکومت کو اچھی طرح نہیں چلا سکے۔ انہوں نے اپنا وقت گزارنے کے لئے ...بن حمزہ کو چن لیا جو الضاحیہ پر غالب آنے والے بنو کعب کا امیر تھا، انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اسے اپنے ساتھ حکومت میں شامل ہونے ...دیا لیکن پھر اس سے منحرف ہو گئے تو وہ ان پر ناراض ہوا اور سلطان ابو العباس کے پاس چلا گیا جو غربی سرحدوں سے ان پر حملہ کرنے کے لئے ...تیار بیٹھا تھا لہٰذا اس نے اسے ان کی حکومت کے حاصل کرنے، اس کا تدارک کرنے اور ان کے بگاڑ کی اصلاح کرنے پر اسے آمادہ کیا۔ ...ت میں وہ اپنی شرافت نفس، جلالت، حکومت کی مضبوطی، عدل و انصاف اور حسن سیرت کی وجہ سے اس کا سب سے بڑا حقدار تھا۔ جب اس کی ...ت کے لوگوں نے اس کے سوا کسی اور کو وہاں خود مختار دیکھا تو اس نے اس کے داد خواہ کو جواب دیا اور حملے کے لئے اپنے ارادے کو تیار کیا۔ اہل

قسطنطینہ نے بھی اسی طرح ایک داد خواہ بھیجا تھا لہٰذا اس نے ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کی اندرون کی آزمائش کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان کی سمع واطاعت کو حاصل کیا، اس دوران توزر کا سردار یحییٰ بن یملول اور خلف بن خلف نفطہ کا سردار بھی وہاں گئے تو انہوں نے برضا ورغبت اطاعت کر لی اور یہ ان کے پاس سے واپس آ گئے۔ اس کے بعد سلطان کی دعوت سے متمسک ہو کر وہ اسے شہروں میں قائم کرنے لگے پھر سلطان بجایہ سے فوجوں کے ساتھ نکلا اور تیزی سے مسیلہ کی طرف گیا جہاں ابراہیم بن امیر ابی زکریا الاخیر رہتا تھا۔ بعد ازاں اسے زواودہ میں سے اولاد سلیمان بن علی نے تلمسان میں اپنی جائے غربت سے جواب دیا اور اسے اپنے بھائی امیر ابوعبداللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبے کے لئے نمائندہ مقرر کیا۔ یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابوحمو کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کی وجہ سے ہوا لہٰذا جب سلطان مسیلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کا عہد کو چھوڑ دیا، اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے۔ اس کے بعد سلطان بجایہ کی طرف واپس آ گیا پھر وہاں سے الحضرۃ آیا تو اسے افریقہ کے وفود اطاعت کرتے ہوئے ملے۔ بعد ازاں اس نے وہاں پہنچ کر اس کے میدان میں کئی روز تک خیمے لگائے رکھے اور صبح و شام اس سے لڑائی کرتا رہا۔ اس نے پھر اس کی سچائی سے پردہ اٹھایا اور اس کی فصیلوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی، بہت سے خواص اور ساتھی پیادہ تھے لہٰذا وہ ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے یہاں تک کہ راس الطابیہ کے باغات سے فصیلوں پر چڑھ گئے اس کے بعد جانبازوں نے فصیلوں کو چھوڑ دیا اور شہر کے اندر کی طرف دوڑے، یوں لوگوں پر حیرت طاری ہو گئی اور وہ ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ اس وقت ارباب حکومت اپنی سواری میں قصبے کے دروازوں میں سے باب العذر پر کھڑے تھے لہٰذا جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ ایڑیوں کے بل بھاگ اٹھے اور باب الجزیرہ کا رخ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے سامنے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب اہل شہر نے ان پر حملہ کر دیا۔ یوں تھوک خشک ہونے کے بعد انہوں نے شہر میں ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر فوج ان کے تعاقب میں گئی۔ اس نے احمد بن الیالقی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر سلطان کے پاس لایا گیا جبکہ اس نے امیر خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ لڑائی کے دوران منصور سریحہ، راس الحمرہ میں بھاگ گیا اور دوستوں کے تحفظ میں لڑائی کرنے سے ناکام رہا۔ اب سلطان محل میں داخل ہو کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور فسادیوں نے ارباب حکومت کے گھروں میں ہاتھ مارے۔ اس دوران لوگوں نے ان سے کینے کے باعث ان کے اموال لوٹ لئے کیونکہ وہ رعیت پر ظلم کرتے اور ان کے اموال غصب کیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ فساد کی آگ ان کے گھروں اور راستوں میں بھڑک اٹھی اور وہ بجھنے میں نہ آتی تھی۔ اس دوران بعض اہل عافیت کو بھی عام لوٹ مار کی رو سے تکلیف پہنچی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کی برکت اس کی حسن نیت اور اس کی حکومت کی سعادت سے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ اب لوگوں نے رحمدل اور انصاف پسند سلطان کے سایے میں پناہ لی اور اس کی شمع کے پروانوں کی طرح ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پاؤں کو چومنے لگے اور اس کے لئے زور دار دعائیں کرنے لگے۔ وہ اس کے کارناموں پر رشک کرنے لگے یہاں تک کہ رات چھا گئی اور سلطان اپنے محلات میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر خالد کو بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف بھیجا تو راہ میں سخت آندھی چلی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا، یوں وہ موجوں کی نذر ہو کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان خود مختار حاکم بن گیا، اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ابن تافراکین کے حق کا لحاظ کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کے پاس چلا آیا تھا، اسے اپنے بھائی کا مددگار مقرر کر دیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے، انشاء اللہ۔

منصور بن حمزہ کا خروج

منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا۔ سلطان ابو یحییٰ اس پر اپنی عنایات بھی کرتا تھا اور اسے اپنی قوم پر امتیاز حاصل تھا۔ جب بنو مرین نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا اور اسے وہاں سے دھتکار کر نکال دیا تو انہوں نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا تھا۔ الحضرۃ کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری، اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت کی غرض کے لئے زائد دیئے تھے لہٰذا انہوں نے اس کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے۔ جب سلطان ابوالعباس نے الحضرۃ پر قبضہ کیا اور وہ دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب واختصاص سے ان کی لگاموں کو روکا اور ان کے ہاتھوں سے وہ شہر اور علاقے

لئے جو پہلے سلطان کے لئے تھے۔ یوں انہیں وہ کچھ معلوم ہوا جو ان کے گمان میں بھی نہیں تھا، اب اس بات نے انہیں برافروختہ کر دیا اور اس نیت نے انہیں پریشان کر دیا۔ لہٰذا منصور بن حمزہ بگڑ گیا اور اطاعت سے دستکش ہو کر اس کی مخالفت میں لگ گیا۔ سلطان کے خلاف بغاوت لئے میں ابو معنونہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین نے اس کی موافقت کی جو کا شیخ تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے قبیلوں کے ساتھ زواودہ کے پاس ہ بن کرار امیر ابو یحییٰ بن سلطان ابوبکر کے پاس مہدیہ سے واپس آتے وقت اور وہاں سے اپنے بھائی مولا ابو اسحاق کے پاس جاتے وقت مانگنے گیا۔ اس نے پھر اسے امیر بنایا، لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ ان کے ساتھ کوچ کر گیا۔ وہ سب چلتے ہوئے تونس گئے۔ منصور بن پھر انہیں اپنے گھرانوں کے قبیلوں میں ملا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اپنے مشائخ کو یحییٰ بن علول کے پاس بھیجا جو مخالفت رائی کا بلند غبار تھا تاکہ وہ اسے اطاعت اور مدد پر آمادہ کریں۔ اس نے پھر ان کے ساتھ سچے جھوٹے وعدے کئے اور انہیں مہلت دی۔ جب نے اپنے ہاتھوں کو پوری طرح نفاق واختلاف میں ڈبو لیا تو وہ اپنے مال کے ساتھ انہیں اپنے حمایت کے وعدوں سے ٹالتا رہا، یوں منصور نے دل میں اس روز اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ وہ پھر الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کے لئے چلے گئے تو سلطان ابو العباس نے بھائی امیر ابو یحییٰ زکریا کو فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو بھیجا۔ منصور کو سلطان کی فوج اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اس کے لطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے حاجب ابو عبداللہ بن تافراکین نے انہیں شہر پر شب خون مارنے میں شامل کیا ہے تو اس نے اسے ر کر لیا اور اسے سمندری سفر کے ذریعے قسطنطینہ بھجوا دیا۔ یوں وہ اپنی وفات تک جو سنہ 78 میں ہوئی، وہاں قید رہا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے اموال عربوں کو دیئے تو منصور کی قوم نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس کا حال خراب ہو گیا۔ آخر رحم دل سلطان نے اس کا وظیفہ ر دیا تو اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو یرغمال رکھا۔ بعد ازاں سلطان زکریا کے بعد عہد کو توڑ دیا تو اس نے اسے اس کی زواودہ کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر اس نے سلطان کی امداد اور اطاعت سے وابستگی اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں فوت ہو ے محمد بن احیہ نے آپس کے ایک جھگڑے میں قتل کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا، وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی لوٹا اور گھر پہنچنے کے بعد دن کے آخری حصے میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بنو کعب کی حکومت صولہ بن احیہ خالد نے سنبھالی اور مولانا سلطان نے ان کا حکمران مقرر کیا۔ یہ صورت حال یونہی قائم رہی یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔

جب سے قیروان میں بنی مرین کا مرکز بنا، اس وقت سے عربوں نے عملداریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ سلطان ابو الحسن نے خلیفہ عبداللہ بن مسکین کو ان شہروں اور جاگیروں میں دے دیا تھا جو ان کے لئے نہیں تھیں لہٰذا یہ خلیفہ اس پر قابض ہو گیا اور وہاں اترا، وہ پھر خود اس کے خراج کو لینے لگا طان کے مقابلے میں خود مختار بن گیا۔ وہ اپنی وفات تک اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد اس کی قوم کی امارت عامر بن عمہ محمد بن مسکین نے ابو تافراکین کے دور میں سنبھالی۔ اس نے بھی اسے اسی طرح حکومت دی اور وہ اپنے قتل سے خوف زدہ رہا یہاں تک کہ بنو کعب نے اسے قتل کر س کے بعد امارت احمد نے سنبھالی جس کا لقب ابو معنونہ بن محمد تھا اور جو کہ خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بھائی تھا لہٰذا وہ سوسہ میں سلطان کے ل خود مختار بن گیا اور اس کے دار الامارت میں بیٹھ گیا۔ اکثر اوقات وہ الحضرۃ کے والی کے خلاف خروج بھی کر دیتا اور سوسہ سے اس پر چڑھائی ور اس کے نواح میں لوٹ مار کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک روز منصور سریحہ، مولیٰ سلطان ابو اسحاق اور اس کی فوج کے سالار پر حملہ کر دیا۔ اس پر اس نے اسے گرفتار کر کے سوسہ میں چند روز قید کر دیا لیکن اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا۔ یوں اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ان کا یہی وطیرہ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ قبیح اور بری حرکات کرتے تھے لہٰذا رعایا کے لوگ ہمیشہ ہی اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ ظلم وجور سے انہیں نجات دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل افریقہ کو اطلاع دی اور پھر مغرب کے تمام مضافات میں غلبے کی ہوا چل پڑی۔

ب اپنے عامل ابو معنونہ سے بگڑ گئے اور اس نے بھی ان کے بگڑنے کو محسوس کر لیا لہٰذا وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کی خاطر شہر سے گیا۔ بعد ازاں عوام نے اس کے عمال پر حملہ کر دیا اور ان پر غالب آ گئے۔ پھر سلطان کے عمال وہاں اترے۔ بعد ازاں مولیٰ ابی یحییٰ اسے ں کے نواح پر حملہ کرنے کے لئے لے گیا اور اس نے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس کی عملداریوں کا خراج کو حاصل کیا۔ یاد رہے کہ مہدیہ ن النحاک کو حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اس وقت حکمران مقرر کیا تھا جب اس نے اسے ابو العباس بن مکی اور امیر ابو یحییٰ زکریا المستری

بن مولانا سلطان ابوبکر کے ہاتھوں سے اسے واپس لیا تھا۔ حاجب کے بعد بھی ابن الحکیجا ک وہاں کا حکمران مقرر رہا۔ لہٰذا جب حکومت کی دراز کا نٹا اسے چبھا تو فوج کا غبار اس کی طرف بڑھا، اب وہ اس پر قابض رہنے سے ڈر گیا اور اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر طرابلس چلا گیا۔ وہ طرابلس ابوبکر بن ثابت کے ہاں قدیم رشتے داری اور تعلقات کی وجہ سے اترا۔ اس کے بعد مولانا سلطان نے مہدیہ کے سپرد کرنے میں جلدی اور وہاں اپنے عمال کو بھیجا، یوں وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور غلبے اور کامیابی کے اموال درست ہو گئے۔ اس کے بعد کے حالات ہم آ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

جربہ کی طرف سلطان کا جانا

جب سے ابوعبداللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرے کا حکمران بنایا تھا، اس نے اپنے پڑوسیوں یعنی قابس، اہل طرابلس اور الجریدہ کے دیگر علاقوں کے طریقوں کو قبول کر لیا تھا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل جائے۔ اس کے برے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس کا والد حاجب ابومحمد بن تافراکین کے دور میں الحضرۃ میں اشغال کا حکمران وہ اس کے بیٹے ابوعبداللہ کو جو جربہ کا حاکم تھا، کتابت سکھاتا تھا، اس نے پھر مولا ابواسحاق سے بھاگتے وقت اس کا مقصد کیا تاکہ جربہ میں تعلقات کی وجہ سے اترے تو اس نے روک دیا۔ اس نے پھر جزیرے کے شیوخ کو بھی سلطان کی بات نہ ماننے پر اپنی آزاد حکومت قائم کر شامل کر لیا۔ یوں وہ مولانا سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں محفوظ رہا۔ جب مولانا سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو خوف اور دہشت محسوس ہونے لگی۔ وہ پھر جرید کے رؤساء کے مقابلے میں مدد کرنے کے لئے گیا اور قدیم و جدید زمانے میں تخلف اختیار کے باوجود اس معاملے میں بہت دور تک چلا گیا۔ یوں اس نے سلطان کی بات ماننے، اطاعت کرنے اور خراج روکنے میں بہت بری مثال جس کی وجہ سے سلطان کو غصہ آ گیا۔ جب اس نے ساحلی شہروں اور ان کی سرحدوں کو فتح کی تو اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو فوج دے کر جربہ کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ حکومت کا مخلص مددگار محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا۔ جو کہ شیخ الموحدین ابوھلال کی اولاد میں سے تھا اور المستنصر کے زمانے میں بجایہ کا والی تھا۔ اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ بہر حال اس نے اسے اس کے محاصرہ کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی، یوں امیر ان کے ساتھ اس کے راستے میں اتر پڑا اور پھر بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر قلعہ قشتیل کا محاصرہ کر لیا۔ ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لے لی لیکن اس دوران جزیرے کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہیں تھی۔

جب سلطان کی فوجوں نے بر و بحر سے ان کا گھیراؤ کر لیا تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھر پر قابض ہو گئے۔ یوں انہوں جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس سلطان کی طرف چلے گئے۔ محمد بن ابی العیون الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور کچہری میں اترا۔ اسے پھر ملک میں پر سوار کروا کر شہر کے متفرق بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اسے امرائے جرید کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس سے انحراف کرنے پر توبیخ کی۔ وہ پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے ڈال دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔

امرائے ابناء کا خروج

جب سلطان نے اہالیان افریقہ کے بھڑکانے اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کر لیا تو اسے سرحدوں کے حالات نے پریشان کر دیا۔ وہ پھر ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے حالات کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی نظر سب پہلے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوعبداللہ پر پڑی تو اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا نے پھر خراج کے مال اور فوج کا رجسٹر کھول دیا۔ قسنطینہ اور اس کے نواح پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار اور لڑائی کی ...

اس کے ارادے کو ابھارنے والا آدمی تھا۔ اور اس شخص میں رائے کی پختگی اور خودداری پائی جاتی تھی۔ بسا اوقات اسے قسطنطینہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اسے خوشی عطا کی تھی۔ اس نے پھر اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان فوج میں اس کی نگرانی پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ وہ اسے اکثر لڑائیوں کے ہراول دستوں میں بھیجتا تھا۔ جب سلطان نے بجایہ پر قبضہ کیا تو اسے قسطنطینہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابو اسحاق کو اتارا یعنی اس نے اسے اس کا گارڈین مقرر کیا۔ بعد ازاں افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو کر گیا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا۔ اس نے پھر اسے قسطنطینہ میں مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس کر دیا اور وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا۔ سلطان نے اس کے بعد اپنے بیٹے ابو اسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں تلمسان کو فتح کرنے کی مبارکباد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اس نے اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابو اسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا لہٰذا ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت عزت واحترام سے ملا اور انہیں سنہ 73 میں اس حال میں واپس کیا کہ یہ اس کا بہت ذکر خیر کرتے تھے۔ جب امیر ابو اسحاق قسطنطینہ میں اپنے دارالامارت میں اترا تو سلطان نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ قائد بشیر اس کے باپ کا غلام تھا، اس کی صغرسنی کی وجہ سے وہ اس پر حاوی تھا۔ جب امیر ابو اسحاق کی حالت ٹھیک ہو گئی تو بشیر سنہ 78 میں فوت ہو گیا لہٰذا سلطان نے اسے از سر نو امارت سے سرفراز کیا۔ اس نے پھر نہایت احسن رنگ سے اپنے فرائض ادا کئے اور اس نے اپنے بارے میں اس کے خیالات کو سچ کر دکھایا۔

یوں وہ دونوں امیر بجایہ اور قسطنطینہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے نواح کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے۔ انہیں ہتھیار بنانے، شاہانہ آداب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی اجازت تھی۔ اس دوران امیر ابو زکریا جو ایک شریف بھائی تھا، بونہ پر مستقل حکمران مقرر تھا۔ لہٰذا جب وہ ح کے سال افریقہ کی طرف گئے تو ابو یحییٰ کو اپنی طویل وابستگی کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے لہٰذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ محمد کو سہانہ کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا۔ اس نے اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی وجہ سے اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال سنہ 783 تک قائم رہی۔

توزر اور قفصہ پر قبضہ -

سلطان ابو بکر کی حکومت سے قبل الجرید کی حکومت کے مسئلے شہروں کے رؤساء کے مشوروں سے طے پاتے تھے کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہٰذا جب سلطان ابو بکر دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر مسائل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری، یوں اس کی فوج نے انہیں روند دیا۔ وہ پھر شوریٰ کے بعد خود آیا اور اپنے بیٹے ابو العباس کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد جب افریقہ کے حالات کے دگرگوں ہوئے اور اعراب کے اس کے علاقوں پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو جب سلطان ابو الحسن کی شکست اور ان کے رؤساء کے جھگڑوں کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے تختوں پر بیٹھتے تھے اور راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے۔ وہ لڑائی کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردش زمانہ سے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ شام کے علاقوں کے حکمران بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القاب خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی۔ اس دوران جب سلطان ابو العباس افریقہ اور اس کے علاقوں کا خود مختار حکمران بن گیا تو وہ الحضرۃ کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا۔ یوں منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس سے خوف کھانے لگے۔ اس کے عزائم کو مضبوط کرتے اور اس کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلا کر دیتا اور وہ معاونت اور وعدے کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا کر دیتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آ جائیں مگر پھر وہ عناد اور نفاق میں راستے چلے گئے۔

لہٰذا اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے معاہدے کو برابری کی سطح پر توڑ دیا۔ وہ سنہ 77 میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین، قبائل زناتہ، اولاد مہلہل اور حکیم سلیمی عربوں اور ابو اللیل کے رشتے داروں پر مشتمل تھی، الحضرۃ اہل جرید کی مدافعت کے لئے چلا۔ انہوں

نے کئی روز سلطان سے موافقت کی پھر اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ یوں سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا۔ سلطان نے پھران پر بڑے ٹیکس لگائے تھے لہٰذا جب مقرب افریقی میدانوں پر غالب آ گیا تو وہ جاگیروں میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے۔ اس طرح یہ مقام اولاد حمزہ کی جاگیروں میں آ گیا۔ انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال ملتا تھا۔ وہ یہ مال گھوڑوں، زرہوں، چمڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے کچھ لوگوں سے وہ سلطان کے ساتھ لڑائی کرنے میں مدد مانگتے لہٰذا سلطان اس سال ان پر غالب آ گیا اور ان کے سب اموال کو لے گیا۔ اس نے ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضرۃ کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا۔ جس کے بعد سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی، ہمیشہ کے لئے ان کا بازو ٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے۔ بعدازاں سلطان الحضرۃ کی طرف آیا اور اس کے پیروکار منتشر ہو گئے۔ بعدازاں ان سے علیحدگی کر لی اور اولاد ابواللیل کا بناوٹی دوست بن گیا۔ انہوں نے پھر الحضرۃ پر حملہ کیا اور کئی روز تک اس کے میدان میں فروکش رہے۔ ان پر غارت گری کرتے ہوئے پھر وہاں سے چلے گئے یہ موسم سرما کے شروع میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اترا۔ اس نے ان اوطان سے خراج طلب کیا جو اُبی کے تحت تھے لیکن پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں سے اپنے مقام پر واپس آ گیا۔ اس نے پھر اولاد ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا، حاکم توزر نے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے۔ سلطان نے قفصہ پر چڑھائی کی اور تین روز تک اس سے لڑائی کی۔ وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجتمع ہو کر انہوں نے اس سے لڑائی کی، یوں رعیت اپنی جگہوں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی۔ انہوں نے پھر ان کے رہنماء احمد بن قائد اور اس کے بیٹے کو اس کی کبرسنی اور دخول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ لہٰذا وہ سلطان کے پاس گیا اور اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شروط مقرر کیں۔ وہ پھر شہر کی طرف واپس آ گیا تو اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے خروج کرنے کا ارادہ کر لیا لہٰذا اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا، ان سے آگے بڑھ گیا۔ بعدازاں سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو خواص اور ساتھیوں کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو میدان کے نواح میں محمد اسے ملا جس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا، یوں وہ قصبے میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے پھر محمد بن قائد کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا۔ وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابوبکر کو وہاں کا حکمران مقرر کیا اور پھر توزر چلا گیا۔ جب قفصہ کی فتح کی خبر ابن یملول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اپنے خاندان اور تھوڑے سے ذخائر کو لے کر الزاب چلا گیا۔ اہل توزر نے یہ اطلاع سلطان تک پہنچا دی تو اس نے راستے ہی میں اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس کے ذخیرے پر ابن یملول قابض ہو گیا۔ جب وہ اس کے محلات میں اترا تو اس نے وہاں استعمال کی اشیاء، متاع وسلاح اور سونے چاندی کے ایسے برتن پائے جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے تھے۔ بعض لوگ جواہرات، زیورات اور کپڑوں کی امانتیں بھی لائے جو ان کے پاس پڑی تھیں اور وہ ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے تھے۔ بعدازاں سلطان نے توزر پر اپنے بیٹے المنتصر کو حکمران مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتار کر اسے توزر کی امارت دی۔ اس نے پھر سلطان خلف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی لہٰذا اس نے اسے توزر میں اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا۔ وہ پھر خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجرید کے شہروں پر قبضے کے وقت اس کے عرب مخالفین تلول کی طرف چلے گئے۔

جب اس نے الحضرۃ جانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے راستے میں روکا جس پر اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو ڈبو دیا۔ وہ پھر زاب کی جہات کی طرف کامیابی کی امید میں بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول انہیں حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا۔ اس کے بعد ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا، دونوں دادخواہ بن کر ابوتاشفین کے پاس آئے۔ اس نے ان سے وعدہ کیا اور انہیں واپس کر دیا۔ یوں وہ اس کی ذربانگی دیکھ کر واپس چلے گئے۔ صولہ اپنے متعلق عہد و پیمان لینے کے بعد سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شروط عائد کیں۔ وہ پھر ان کے پاس واپس آ گیا مگر وہ اس کی شروط سے راضی نہ ہوئے تو سلطان، فوجوں اور عرب ساتھیوں کے ہمراہ الحضرۃ سے حملہ کرنے گیا تو وہ آگے بھاگ کھڑے ہوئے جس پر اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین بار ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے پھر ان کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اسے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے لہٰذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں عام معافی

دے دی وہ پھر سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

نفصہ والوں کا خروج

جب خلف بن خلف، المنتصر ابن سلطان کی حجابت پر بااختیار ہو گیا اور اس نے اسے ساتھ ہی نفطہ کا حکمران مقرر کر دیا تو اس نے پھر اپنے عامل کو اس پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود المنتصر کے ساتھ توزر میں فروکش ہو گیا۔ اس دوران اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا اور اس سے مراسلت کرتا ہے لہٰذا اس نے اس کے خلاف جاسوس مقرر کیے۔ اس دوران وہ اس کے ایک خط پر مطلع ہو گیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا اور جو کہ ابن یملول اور امیر زادہ وہ یعقوب علی کی طرف لکھا تھا جس میں ان دونوں کو لڑائی کی ترغیب دی گئی تھی۔ لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نفطہ کی طرف بھیج دیا جبکہ اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق بات چیت کی، لہٰذا اس نے اس کی مخالفت اور اس کی اطاعت کے واضح ہو جانے کے بعد اسے مہلت دے دی۔ نفطہ کی فتح سے قبل نفطہ کے خدانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا اور وہ پھر اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابوبکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورے اور اس کے حل وعقد پر حاوی ہو گیا۔ اس دوران اس کے دل میں خودمختار ہونے کا خیال آیا تو اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا، اسی وقت اتفاق سے امیر ابوبکر نفطہ سے اپنے بھائی المنتصر کی ملاقات کے لئے توزر گیا تو شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا۔ سلطان نے اسے پھر اپنے ساتھ اتارا اور اسے اپنی حجابت سپرد کی، اس کے بعد جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے سازش کی، شہر کی گلیوں میں گھوما، خروج کرنے اور اطاعت چھوڑنے کے نعرے لگائے۔ وہ پھر قصبے کی طرف بڑھا لہٰذا قائد عبداللہ نے قصبہ کو بند کر دیا، اس نے قصبے سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا۔ عبداللہ نے پھر قصبے میں ڈھول بجایا تو بستیوں کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے انہیں قصبے کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا لہٰذا وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور یوں اس نے ابن ابی یزید کو روک دیا۔ اب لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے اور وہ خود روپوش ہو گیا۔ قائد پھر قصبے سے نکلا اور اس نے بہت سے باغیوں کو پکڑ کر انہیں قید میں ڈال دیا۔ یوں وہ شہر پر غالب ہو گیا اور گھبراہٹ کا خاتمہ ہو گیا۔ جب مولیٰ ابوبکر تک اطلاع پہنچی تو وہ بسرعت تمام نفصہ کی طرف واپس لوٹا، اس کے آتے ہی باغی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس نے پھر منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کے اظہار کا اعلان کرے۔ اس کی آمد کے کچھ دنوں بعد دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہریداروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے امیر کے پاس لے گئے، اس نے انہیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دی۔ وہ دونوں بڑے مالدار تھے لیکن پھر بھی دوسروں کے لیے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کا دین و دنیا برباد ہو گئی۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے بعد حاکم توزر المنتصر کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گزرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہو گیا۔ اس نے پھر اسے قید خانے میں قتل کر دیا اور یوں بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا۔ اس طرح سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہوئی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

قابس پر قبضہ

یہ شہر مسلسل باہمی بنی مکی کی حفصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت اس دور میں بہت تھی اور عنقریب ان کے حالات، نسب اور اولیت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہوگا۔ ان کی ریاست کی اصل یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں سنہ 633 میں ان کا اتحاد امیر ابوزکریا کی خدمت سے ہو گیا لہٰذا یہ ان کے ساتھ مختص ہو گئے۔ جب اس نے ان سے ابومحمد عبداللہ کے خلاف خروج کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور پھر اس کے پیچھے چل پڑے۔ جب اسے افریقہ میں خودمختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انہیں اپنے ملک میں شوریٰ

کی سرداری کے لئے الگ کر دیا۔ اس کے بعد جب حکومت غربی سرحدوں کی علیحدگی اختیار کرنے اور نت نئے فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کا مقابلہ میں ناکام ہوگئی تو وہ خودمختاری کی طرف بڑھنے لگے پھر ہمیشہ ہی خودمختاری حاصل کرنے، سلطان کے خلاف خروج کرنے باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے۔ اس دوران میں حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی سے طویل زمانے سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرۃ کے مطالبے پر مصر تھا۔ بعدازاں مولانا سلطان ابوبکر افریقہ کی دوسرے علاقوں میں دعوت حفصی کا مستقل داعی بن گیا۔ وہ پھر حاکم تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے، بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگرے اعراب اور بنی حفص کے اعیاص کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہوگیا۔ ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا جبکہ اس کام میں اس کا مددگار اس کا بھائی احمد تھا۔ یہ دونوں حاکم تلمسان ابوتاشفین کے ساتھ سازش کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرۃ پر حملہ کرے۔ بسا اوقات سلطان الحضرۃ میں موجود تھا تو یہ الحضرۃ کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالواحدین کے ساتھ کیا تھا اور جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے پریشان ہوگیا جو دیگر ایام میں خروج کرتے رہتے تھے۔ اس نے پھر قفصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے۔ بعدازاں احمد بن مکی مقرب سے حجازی قافلے کے قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے پیان پر چلا گیا جہاں سلطان کے آدمی موجود تھے، انہوں نے انہیں اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی، یوں انہوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

اس کے بعد سلطان نے ان کے وسیلوں کو قبولیت بخشی اور مولانا سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے دور اور رشتے داری کی بناء پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا، اس نے اس کی سفارش کو قبول کر لیا اور ان کے انتقام سے درگزر کیا۔ بعدازاں سلطان ابوبکر فوت ہوگیا اور فتنے کا سمندر موجیں مارنے لگا، حکومت دوبارہ تقسیم کی حالت کی طرف لوٹ آئی، یوں الحضرۃ کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہوگئے اس کے بعد بنو مکی اور الجرید کے دیگر رؤساء حکومت کے معاملے میں خودمختار ہونے، اطاعت ترک کرنے اور خراج روکنے کی حالت کی طرف پلٹ آئے۔ اس دوران جب مولانا سلطان ابوالعباس دعوت حفصی اور اتفاق کے لئے مختص ہوگیا تو وہ بہت سی باغی ریاستوں پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد الجرید کے اس دور کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت آ پڑی تھی، اس کے متعلق بھی گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کے لئے راستہ تلاش کیا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی لڑائیوں کی مراسلت کے طویل ہوجانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھا جبکہ اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا، سنہ 65 میں فوت ہوگیا۔ یوں وہ قابس کا تنہا سردار بن گیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور پھر سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھہ بند کرنے، اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کو راغب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دینے پر اتفاق کیا۔ سب نے پھر اس بات کا جواب دیا اور انہوں نے اپنے ہرکارے کو حاکم تلمسان کے پاس بھیجا جس نے انہیں اپنی طرف سے امید دلائیں اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا۔ اس وقت سلطان ابوالعباس اپنی تیاری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان کی مدافعت میں لڑائی کیا کرتی تھی۔ اس نے پھر قفصہ، توزر اور نفطہ کو فتح کر لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے درماندہ ہو چکا ہے۔

اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ دیا۔ بعدازاں اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ اسے بھیج دیا۔ اس دوران اس کی انتظار میں الحضرۃ واپس لوٹ آیا لہٰذا ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہوگئی اور اہل ضواحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف خروج کر دیا جو دباب کا ایک بطن ہیں۔ وہ پھر سوار ہو کر اس کی طرف گئے، انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی۔ انہوں نے پھر حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ سمٹ گیا ابن مکی نے پھر بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا لہٰذا اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل

کر دیا۔ ایسا کرنے پر رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا برا حال ہو گیا۔ اس نے پھر بنی علی کے بعض عرب مفسدہ پردازوں سے اس فوج پر بھی جو اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھی شبخون مارنے کی سازش کی اور ان سے یہ شرط لگائی کہ تم جس قدر چاہو مال لے لینا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شبخون مارا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھائی۔ جب سلطان کو ان کی خبر ملی تو وہ برافروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ اس نے جب سنہ 81 میں الحضرۃ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک کہ عطیات لئے، فوجیں اس کے ساتھی قبائل کے پاس آئیں جو اولاد مہلہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے۔ وہ پھر قیروان کی طرف اور وہاں سے قابس چلا گیا۔ اس نے اپنی تیاری مکمل کر لی تھی۔ وہاں ذباب کے مشائخ جو بنی سلیم کے اعراب میں سے تھے، انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں تیزی دکھائی۔ ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ محامید اور اس کا عم زاد علی بن راشد دیگر لوگوں کے ساتھ اسے قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے لہٰذا وہ جلدی سے جلدی اس کی طرف گیا۔ اس نے پہلے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا، وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا۔ اس نے پھر اپنی سواریوں اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ اور اس کا بیٹا یحییٰ اور پوتا عبدالوہاب ذیاب کے قبیلے کے پاس اترے۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر ابن مکی کے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو وہاں کا حکمران مقرر کیا۔ اس وقت حاکم طرابلس ابوبکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طرفداری کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی اسے قابس کے دروازے ملے لہٰذا جب ابن نے شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا۔ اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی نے قابس سے نکلنے کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آ لیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اور پوتا طرابلس چلے گئے لہٰذا ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو وہ مرز دربستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذیاب کا بطن ہے، اترے۔ جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو طے کر لیا تو الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 82 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا، لے کر آیا۔ اس تحفے میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا تھا۔ اس کے بعد الحضرۃ میں استقرار کے بعد اولاد ابواللیل کے وفد اس کے پاس عفو اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی۔ بعد ازاں ان کا شیخ صولہ بن خالد گیا اور حکیم کے شیخ ابوصعونہ نے اسے قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے۔ کامیابی اور غلبہ مسلسل ان کے شامل حال رہا۔ سنہ 783 کے آغاز تک ان کا یہی حال تھا۔

ابواللیل کا خروج

جب سلطان قابس کی فتح کے بعد واپس آیا تو اس وقت ہم اولاد ابواللیل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر الحضرۃ میں اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا۔ اس نے پھر اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وفاداری کرنے کے ضمن میں ان سے قسمیں طلب کیں۔ بعد ازاں ابو یحییٰ زکریا ھوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے دبا لیا تھا۔ اولاد ابواللیل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے، وہ بھی اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا۔ وہ پھر اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سلطان کے ان کے تاکہ اس سے فوج لے کر بلاد الجرید سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں لہٰذا سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابو فارس کو بھیجا تو وہ اس کے ہمراہ ان کے قبائل میں گئے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے ابن مزنی ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط و کتابت کرتے تھے اور انہیں بغاوت اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے۔ جب انہوں نے ابو زیان کو بسکرہ میں قید کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو پھر اولاد ابواللیل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا اور وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل

حاکم تلمسان کے ساتھ اپنی بات کی مضبوطی اور افریقہ کے نواح پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوسی ہو چکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے امیر فارس کو قفصہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبائل میں چلے گئے۔

اس کے باوجود انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا، وہ پھر یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے۔ اس دوران ان کے پاس ابی حمو کا ایلچی پیغام لے کر آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا امیر ابو زیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا۔ انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھیرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی جس پر یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے بات چیت کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد کو، الفقر بن ابی عبداللہ محمد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان سے اچھی طرح درگزر کیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو انہیں امان دینے اور ان سے محبت پیدا کرنے کے لئے بھیجا اس نے پھر ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبے آپس میں باہم مل گئے۔

توزر کے حالات کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب یحییٰ بن یملول بسکرہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحییٰ کے نام سے ایک بچہ پیچھے چھوڑا۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے سنہ 82 میں اعراب اور ریاح مرداس کی فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے حملہ کیا۔ اس کے بعد جب سنہ 83 کا برس آیا تو سلطان اور کعوب کی اولاد مہلہل کے درمیان ناراضی پیدا ہو گئی اور وہ اپنے صحرائی سرمائی علاقوں کی طرف آ گئے لہٰذا ان کے امیر یحییٰ بن طالب نے اس بچے ابو یحییٰ کے متعلق بسکرہ سے آدمی بھیجا جو توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اترا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا۔ اس کے بعد شہر کے مضافات سے اس کے ساتھی اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے شہر پر چڑھائی کر کے اس کے باشندوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اس دوران وہاں پر المنتصر، یحییٰ ابن طالب کے گھر بھاگ کر آیا تھا اور اس سے پناہ لی تھی لہٰذا اس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا، جہاں کا عامل عبداللہ الترکی تھا۔ اس کے بعد ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا، عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور ساتھ ہی انہیں پورے ایک سال کا خراج زائد بھی ادا کیا۔ پھر اس نے فوج کو درست کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربس کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ اس دوران اعراب کو دوست بناتا رہا، اولاد مہلہل سے لڑائی کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولاد ابو اللیل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ سبتہ کے محل میں اترا، اس نے پھر انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی۔ وہ پھر توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اترا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ اور اس کے بیٹے امیر المنتصر کو فوج کا سالار بنایا۔ اس وقت اس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابو اللیل کے ساتھ موجود تھا لہٰذا یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا۔ جب اس کا بھائی اور اس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ خوب سختی کی، پھر اس کے دوران سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا۔ وہ ایک روز شام تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر انہوں نے بھی صبح سویرے لڑائی شروع کر دی جس میں ابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔ انہوں نے پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا، یوں سلطان نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو اس کے دارالامارت میں پہنچا دیا اور خود قفصہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ سنہ 84 کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

ابن یملول کا حملہ

اگلے سال پھر ابن یملول توزر پر حملہ کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا تو سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا جس پر وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا۔ بعد ازاں سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اس کا بیٹا المنتصر اسے ملا۔ اس دوران اہل توزر نے المنتصر کے حاجب ابوالقاسم شہرزوری کی شکایت کی لہٰذا اس نے ان کی شکایت کو سنا، خواص نے بھی اسے اس کی بد اخلاقی اور قبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کر لیا۔ اسے پھر بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو یہ سن کر المنتصر ناراض ہو گیا، اس نے قسم کھائی کہ وہ توزر کا حکمران نہیں بنے گا۔ وہ پھر سلطان

کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے امیر زکریا کو توزر کا حکمران بنا دیا جو اس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس میں نجابت کے آثار دیکھتا تھا۔ اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اور اس نے اس کی حکومت اچھی طرح سنبھالی اور اس کی خوب مدافعت کی۔ اس نے پھر عربوں کے ساتھ جانے والے قبیلوں اور ان کے امراء کے ساتھ موانست کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہو گئی۔

امیر عبداللہ کی موت

جب سلطان تونس کی فتح کے لئے روانہ ہوا تو جیسے بیان ہو چکا ہے اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے محمد کو حکمران بنایا، اس کا حاجب مقرر کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ شہر کے رہنماء، اہل شطارہ اور جوالیہ کے بحری بیڑے کے پہلے سالار اور ان کے تیراندازوں کے سردار محمد بن ابی مہدی کی طرف رجوع کرے۔ لہٰذا امیر ابو عبداللہ نے بجایہ میں نہایت شاندار طریقے پر حکومت قائم کی اور ابن مہدی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ وہ اس کے جلوں میں چلتا پھرتا اور اس کی مہمات میں اسے کفایت کرتا تھا۔ وہ سلطان کے احوال میں اس کی رضامندی کا خیال رکھتا اور امیر بھی اس کی اس بات کو سمجھتا تھا لہٰذا وہ اسے اس کا حق دیتا یہاں تک کہ سنہ 85 کے اوائل میں موت نے اسے آ لیا اور وہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ جب اس کے باپ کو تونس میں اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اپنے اس بیٹے کی جگہ اس کے بیٹے ابو العباس احمد کے لئے بجایہ کی ولایت کے عہد کو نافذ کرنے کے لئے جلدی کی اور اس کی حکومت کا کفیل ابن ابی مہدی کو بنایا جو اس پر حاوی تھا، یوں اس کے باعث اس کے معاملات درست ہو گئے۔

سلطان کا الزاب پر حملہ

میں نے اس کتاب کی تالیف کو ابن یملول کے ہاتھوں سے توزر کو واپس لینے تک پہنچا دیا تھا۔ ان دنوں میں تونس میں مقیم تھا پھر میں سنہ 84 کے درمیان فرض کی ادائیگی کے لئے سمندری سفر کے ذریعے بلاد مشرق کی طرف گیا اور اسکندریہ اور پھر مصر میں اترا۔ اس دوران ہمیں آنے والوں کی زبان سے مغرب کی خبریں ملنے لگیں۔ مجھے سب سے پہلے سنہ 85 میں بجایہ میں اس امیر ابن سلطان کی وفات کی خبر ملی۔ اس کے بعد سنہ 86 میں ہمیں خبر ملی کہ الزاب کی طرف سلطان نے حملہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بسکرہ اور الزاب کا حاکم احمد بن مزنی اپنے دور میں اطاعت کے سلسلے میں مضطرب تھا اور اکثر برسوں کا خراج، ان عربوں کی مدافعت پر اعتماد کرتے ہوئے روک لیتا تھا جو الزاب کے مضافات اور تلول کی حفاظت میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اس سلسلے میں اس کا زیادہ اعتماد یعقوب بن علی اور اس کی زواودہ قوم پر تھا، اس کے کچھ عجیب و غریب حالات اس کے حالات میں لکھے گئے ہیں۔ اس دوران ابن یملول نے اس کے شہر میں پناہ لی تھی اور اس کی فضا میں ایک گھر بنایا تھا۔ اس نے پھر اس کے مشورے اور مدد سے کئی بار توزر پر حملہ کیا جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے عزائم سے آگاہ کیا۔ پھر وہ سنہ 86 میں فوجوں کے جمع کرنے کے بعد الزاب جانے کے لئے تیار ہوا اور بنی سلیم کے عربوں سے دوستی کی لہٰذا وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے۔ وہ پھر تبسہ سے گزرا اور ان اور اس کی طرف بہودا شہر کی طرف چلا گیا جو الزاب کے نواح میں سے ہے۔ اس نے پھر زواودہ اور ان کے مددگار ریاحی قبیلوں کو بنی سلیم کی شکست سے بسکرہ اور الزاب کی مدافعت کے لئے اکٹھا کیا تاکہ وہ شبل زواودہ میں سے بنی سباع کے سوا ان کے اوطان اور چراگاہوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ وہ سلطان کے ساتھی بن گئے تھے۔ اس کے بعد ابن مزنی اپنے وطن کے مخالفوں اور اپنی قوم کے جوانوں کے ہمراہ نکلا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ بسکرہ کو بھر دیا۔ اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سلطان نے کئی روز تک ان سے لڑائی کی۔ اس دوران وہ یعقوب بن علی سے بھی مراسلت کرتا رہا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتا رہتا تھا کہ وہ ابن مزنی کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔ ساتھ ساتھ یعقوب کی قوم کو اس سے منحرف کر کے انہیں ابن مزنی کے ساتھ شامل کر کے اسے دھوکہ دیتا رہا اور اس کی اطاعت قبول کرنے کے سلسلے میں اسے رغبت دلاتا رہا۔ آخر کار اس نے ریاح کے ساتھ لڑائی ختم کر دی یہاں تک کہ اسے لڑائی کا دوبارہ موقع مل گیا تو سلطان نے اس کے مشورے کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد پھر ابن مزنی اور ریاح سے نگاہ پھیر لی اور اس کی اطاعت اور اس کا معین خراج قبول کر لیا۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا اور اس کے پاس سے گزر کر وہ پھر قسطنطینیہ آیا۔ اس نے وہاں آرام کیا پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور سنہ 80 کے نصف میں وہاں پہنچ گیا۔

سلطان کا قابس پر حملہ

سلطان نے سنہ 81 میں قابس فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا لہٰذا یہ پھر طرابلس کی طرف گیا۔ اس دوران ان کے بڑے سردار یعنی عبدالملک اور عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی احمد کا لڑکا تھا، فوت ہو گئے اور اس کا بیٹا یحییٰ حج کرنے چلا گیا۔ عبدالوہاب نے پھر توزر میں اقامت اختیار کر لی۔ بعد ازاں وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جبال قابس کی طرف لوٹ آیا۔ یوں اس کا یہ کام اس وجہ سے درست ہو گیا کہ اہل شہر کے ایک گروہ نے وہاں کے عامل یوسف بن الابار پر اس کی بدکرداری اور بری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا لہٰذا انہوں نے ابن مکی کے پیروکاروں کی ایک جماعت کو قابس کے نواح اور اس کی بستیوں میں داخل کیا اور ان سے وعدے کیے۔ وہ پھر اپنی معیاد مقررہ پر آئے اور عبدالوہاب بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو قتل کر دیا اور ابن الابار کو بھی سنہ 82 میں اس کے گھر پر قتل کر دیا، یوں عبدالوہاب نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنے اسلاف کی طرح وہ وہاں کا خودمختار والی بن گیا۔ اس کا بھائی یحییٰ جب مشرق سے آیا تو اس نے کئی بار اس شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر حملہ کیا مگر اسے کامیابی نہ ملی وہ پھر الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اور اس کے ہاں قیام کر کے اس سے شہر کی حکومت لینے کی کوشش کرنے لگا۔ بعد ازاں عبدالوہاب نے الحامہ کے حاکم کو پیغام بھیجا اور اسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دے دے لہٰذا اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کر لیا۔ وہ پھر سلطان کو اطاعت کے متعلق بھڑکانے لگا اور الضاحیہ کے اعراب میں جو ذئاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تا کہ وہ اس کی موافقت کریں، اس نے پھر اس خراج کو بھی روک لیا جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کو ادا کرتے تھے۔ اس دوران سلطان اپنی فکرمندی کی وجہ سے ان سے غافل تھا۔

بعد ازاں جب وہ افریقہ اور الزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے سنہ 89 میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد اس پر حملہ کیا اور عربوں میں اپنے دوست بنائے، انہیں عطیات دیئے اور قابس میں اترا۔ اس نے پھر اس کے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کیے اور اس کے نواح کو لوٹا۔ وہ پھر اس سے لڑائی کرتا ہوا اور اس کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ بہت سے لوگوں کو واضح طور پر واپس لے آیا۔ بعد ازاں اس کے میدان میں خواہش موجیں مارنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور بدبو کی وجہ سے اسے صحت کے لئے برا خیال کرنے لگے لہٰذا وہ گند جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا، خدا کی رحمت سے ختم ہو گیا۔ اکثر اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہو جاتے ہیں۔ بہرحال جب ان کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو ابن مکی کو اپنے محصور ہو جانے کا خیال آیا۔ اس نے پھر سلطان سے اس کی رضامندی اور امان طلب کی جس پر وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے امان دے دی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر یرغمال بنایا اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا۔ وہ تونس واپس لوٹ آیا اور یوں ابن مکی کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا بھائی یحییٰ اس پر غالب آ گیا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

توزر کے واقعات کی روداد

جن دنوں المنتصر توزر پر حکمران تھا، عرب اس کی سیرت کی تعریف کرتے اور اس کے ساتھ پیار کرتے اور اس کی پیروی کرتے تھے۔ بعد ازاں جب سلطان قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المنتصر کو بلاد جرید کا حکمران بنا دیا۔ جونہی وہ اس کی عملداری توزر میں آیا تو اس نے اس کی حکمرانی بنو مہلہل کو دے دی۔ انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو اونٹوں کے کجاووں میں سوار کر لیا اور ان کے منہ برہنہ کر کے ان کے ساتھ سلطان کو ملے تا کہ وہ دوبارہ المنتصر کو توزر بھیجے کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے، اس پر سلطان نے ان کی بات کو قبول کیا اور اسے توزر کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے زکریا کو نفطہ کی طرف منتقل کر دیا اور اس کے ساتھ نفزادہ کا علاقہ بھی شامل کر دیا لہٰذا وہ وہاں گیا اور اس نے وہاں جا کر خوب کام کیا، اس نے وہاں ایسی قوت حاصل کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کی ولایت سنہ 90 کے آغاز میں تھی۔

امیر ابراہیم کی زواودہ کے ساتھ لڑائی

زواودہ کو اس وقت قسطنطینہ میں حسب مراتب مقررہ عطیات ملتے تھے۔ بعدازاں سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں میں تلول الزاب کے کچھ شہر بھی آ گئے تھے، اس زمانے میں حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا اور خراج بھی کم ہو گیا۔ کیونکہ عرب مسیل میں اپنے شہروں میں اپنی ہی کاشت کرنے لگے اور اس کے خراج کا خیال نہ رکھتے، یوں ان کے خراج روکنے سے آمد کم ہو گئی اور ان کی اطاعت میں بھی خرابی پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ فساد اور لوٹ مار کرنے لگے۔ جب امیر ابراہیم اپنے باپ کی رکاب میں اپنی چڑھائی سے قابس کی طرف واپس لوٹا تو انہوں نے اس کے خراج میں کمی آ گئی تھی لہٰذا وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا۔ جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے عطیہ مانگا جس پر وہ ان پر سوار ہو گیا۔ واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا تو اس نے اسے کہا کہ عربوں کے مطالبات کے سلسلے میں انصاف سے کام لو۔ اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور ایک طرف چلا گیا، یوں اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے پھر عربوں میں اس کے ساتھ لڑائی کرنے کا اعلان کیا، جس سے اس کا مقصد اس کے دشمنوں کو جمع کرنا تھا لہٰذا اولاد سباع بن یحییٰ، ان کے ذوبانی اور ریاحی بدوؤں میں سے کئی آدمیوں نے اسے جواب دیا۔ اس کے بعد یعقوب باہر نکل کر نقاوس میں اترا اور وہاں قیام کیا۔ اس کی قوم پھر تلول قسطنطینہ میں لوٹ مار کرنے لگی اور کھیتوں کو اجاڑنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے عوام کے مال کا صفایا کر دیا۔ وہ پھر لنگڑے ہاتھوں اور بوجھل کمر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے لیکن پھر اسے بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 90 میں فوت ہو گیا۔ اس کی لاش کو بسکرہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ بعدازاں اس کی جگہ اس کی قوم میں اس کا بیٹا محمد کھڑا ہوا اور وہ مسلسل اسی پر قائم رہا۔ سنہ 91 کے نصف میں امیر ابراہیم نے اس کے زواودی دشمنوں سے دوستی کر لی۔ بعدازاں ابوستہ بن عمر نے جو یعقوب بن علی کا بھائی تھا، اولاد عائشہ ام عمر کے ہمراہ اس پر حملہ کیا تو اس کا بھائی صمیت اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے پھر امیر ابراہیم کے ساتھ لڑائی کی اور انہوں نے اسے شکست دی۔ لڑائی میں ابوستہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھا کیا اور اس نے انہیں ان کے گرمائی مقام میں آنے سے روک دیا۔ لہٰذا وہ پھر اپنے سرمائی مقامات میں چلے گئے اور اس کے بعد التلول کی طرف آنے سے ناامید ہو گئے۔ انہوں نے پھر گرمی کا موسم الزاب میں گزارا اور وہاں سے سرمائی مقامات میں آ گئے۔ اس وقت تک ان کے پاس سے خوراک ختم ہو گئی تھی لہٰذا انہوں نے الزاب کے مضافات میں کھیتیوں کو اجاڑ دیا۔ قریب تھا کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جس نے فتنے کے خلاف مدد کی تھی، اس کا معاملہ خراب ہو جاتا لہٰذا وہ پھر التلول کی طرف چلے گئے۔ امیر ابراہیم نے پھر اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھا کیا لیکن اسی دوران میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 92 میں فوت ہو گیا، یوں اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ بعدازاں محمد بن یعقوب بسرعت تمام قسطنطینہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے اور مخالفت سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فروکش ہو گیا۔ اس نے پھر شہر کے لوگوں میں امان اور امارت کا اعلان کر دیا۔

یوں رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے، انہوں نے پھر سلطان کے پاس تونس میں امان اور رضامندی طلب کرتے ہوئے آدمی بھیجا تو اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دے دی۔ اس نے پھر ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو قائم کیا اور اس کی کفالت اور اس کی حکومت کے مستقل قیام کے لئے الحضرہ سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے محمد کو بھیجا۔ یوں اس نے قسطنطینہ کی حکومت کو سنبھالا اور رفتہ رفتہ اس کے احوال درست ہو گئے۔

نصاریٰ سے لڑائی

فرنجی قوم بحر روم سے پرے شمال میں رہتی تھی اور رومی حکومت کے خاتمے کے بعد انہیں غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی لہٰذا انہوں نے اس کے جزائر سردانیہ، میورقہ اور صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا، انہوں نے پھر سواحل شام اور بیت المقدس کی طرف آ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس طرف کے سمندر میں دوبارہ ان کے غلبے کا دبدبہ چھا گیا حالانکہ پہلے اس میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا۔ عبیدیوں کی حکومت کے آخر تک بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا لہٰذا فرنج نے انہیں مغلوب کر لیا

اور دوبارہ انہیں غلبہ حاصل ہو گیا۔ مقرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے لیکن پھر فرنجہ کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی۔ جلد ہی اہل برشلونہ، جنوہ اور بنادقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی جماعتیں منتشر ہو گئیں اور کئی حکومتیں بن گئیں۔ اس کے بعد سواحل افریقہ کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے جبکہ اہل بجایہ نے تیس سال سے لڑائی کا آغاز کر دیا ہوا تھا لہٰذا سمندری غازیوں کا ایک طائفہ اکٹھا ہو جاتا جو بحری بیڑے کو انتخاب کرتے پھر اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے اور پھر اس پر سوار ہو کر غفلت کے وقت سواحل افرنجہ اور ان کے جزائر کی طرف چلے جاتے انہیں وہاں جو کچھ ملتا وہ اسے اچک لیتے اور پھر کافروں کے بحری بیڑوں سے لڑائی کرتے۔ اکثر انہیں غلبہ حاصل ہو جاتا تو وہ غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹتے یہاں تک کہ بجایہ کی مغربی سرحدوں کے سواحل ان کے قیدیوں سے بھر گئے۔ جب وہ اپنی حاجات کے لئے منتشر ہوتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کی آوازوں سے گونج اٹھتے۔ وہ پھر ان کا بہت گراں فدیہ مانگتے جس کی ادائیگی ان کے لئے مشکل ہوتی لہٰذا یہ بات فرنجی اقوام پر گراں گزری اور ان کے دل ذلت اور حسرت سے لبریز ہو گئے۔ پھر اس کے بدلے سے عاجز آ گئے۔ دوری کے باوجود انہوں نے سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی لیکن وہ اس کے سننے سے بہرہ ہو گیا انہوں نے پھر آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا۔ جلد ہی ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچ گئی لہٰذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو فارس کو مضافات سے فوج جمع کرنے کے لئے بھیجا نیز یہ بھی کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے۔ اس کے بعد جنوہ اور برشلونہ اور ان کے پرے کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ان کے پڑوس میں نصرانی اقوام تھیں۔ وہ پھر جنوہ سے چلے اور سنہ 92 کے وسط میں مہدیہ کی بندرگاہ پر اترے۔ بعدازاں وہ غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے خشکی کی جانب سے وہ راستہ سمندر میں یوں داخل ہوتا تھا جیسے زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے۔

یوں وہ وہاں لنگر انداز ہو گئے، انہوں نے پہلے تو راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کے لئے پناہ گاہ بن گئی۔ اس کے اوپر پھر انہوں نے برج بنائے اور انہیں بہادروں سے بھر دیا تا کہ وہ شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں۔ انہوں نے پھر لکڑی کا ایک برج قلعے کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی دیواروں پر جھانکتا تھا تا کہ ان کی مصیبت بڑھ جائے۔ اس کے بعد اہل شہر قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے بڑی دلجمعی اور ثواب کے حصول کی خاطر ان سے لڑائی کی پھر شہر کے مضافات سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی لیکن ان کے درمیان فرنجی حائل ہو گئے جب یہ خبر سلطان کو بھی مل گئی تو وہ فکر مند ہو گیا، اس نے پھر اس کی امداد کے لئے پے درپے فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس کا بھائی ابو زکریا یحییٰ اور باقی ماندہ بیٹے موجودہ فوج کے ساتھ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلے۔ اس دوران اعراب کے جنگجو وغیرہ بھی آ گئے اور اس کے میدان میں جمع ہو گئے جہاں ان کے اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی جاری تھی جس میں سلطان کے بیٹے بڑے نمایاں تھے۔ سچ ہے کہ اگر الٰہی حمایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا لیکن پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر بہت تیر اور پٹرول پڑا اور یوں سمندر کی طرف سے جھانکنے والا برج جل گیا لہٰذا وہ اس کے جلنے سے غمگین ہو گئے اور پھر دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے۔ اس کے بعد اہل مہدیہ ایک دوسرے کو نجات کی خوشخبری دیتے ہوئے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اور فوجوں کو اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا۔ بعدازاں امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کا حکم دیا اور ان کی خرابی کو درست کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادے کو پورا کیا اور انہیں اپنے اور ان کے دشمن پر کامیابی دی۔

قفصہ والوں کا خروج

سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے امیر ابو بکر کو اس کا حکمران بنایا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے عبداللہ الزبکی کو کھڑا کیا جو اس کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا، لہٰذا اس نے اس کی حکومت کو منظم کیا۔ وہ ایک سال تک وہاں رہا پھر وہاں کی حکومت سے الگ ہو کر سنہ 82 میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا، یوں سلطان نے قفصہ کی حکومت عبداللہ

...کو دے دی اور اسے اس اعتماد پر وہاں کا حکمران مقرر کیا کہ وہ اس کے امور کو سرانجام دے گا۔ وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، وہاں کا حکمران رہا۔ سلطان نے پھر اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو حکمران بنایا۔ اس کے اور بھائی بھی تھے جو بہت زبردست تھے لہٰذا اس پر ایسی مصیبت نہیں ...جیسے اس کی قوم پر آئی۔ سلطان نے پھر اسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا لہٰذا ان بھائیوں نے اپنے کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور انہوں نے اس ...کر کے اسے قید کر کے سرکشی کا اظہار کیا۔ بعد ازاں شہر کے بڑے آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الزبکی سے بیزاری کے اظہار پر آمادہ کیا کیونکہ ...ان کے متعلق شک تھا کہ وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت کر لیں گے لہٰذا اس نے ان پر حملہ کیا اور انہیں نکال باہر کیا پھر ان کا صفایا کر دیا، یوں وہ قوم کی طرح خود مختار رئیس بن بیٹھا۔ اس دوران میں سلطان انہیں مسلسل ڈراتا دھمکاتا اور معذرت کرتا رہا حالانکہ وہ اپنی سرکشی میں مست تھے۔ ...نے پھر اپنی فوجوں کو جمع کیا، اعراب سے دوستی کی، انہیں بہت عطیات دیئے اور قفصہ پر حملہ کر دیا۔ سنہ 95 کے نصف میں اس کے میدان میں ...انہوں نے بھی تیاری کر لی اور قلعہ بند ہو گئے لہٰذا اس نے ان کے ساتھ مسلسل لڑائی کی اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایا۔ اس نے اس کی رسد بند کر ...یوں ان کا گلا گھونٹ دیا۔ اس نے پھر ان کی کھجوروں کو کاٹ دیا یہاں تک کہ ان کے تنے گر گئے، یوں میدان کھلا ہو گیا اور ان کا گلا گھٹ گیا۔

اس کے بعد ان کا شیخ دنیدن سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے اس سے دھوکہ کیا اور اسے اس امید پر قید کر دیا کہ ...پر قبضہ نہ کرے۔ اس دوران بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا، ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا۔ لیکن پھر واپس آ ...اعراب کی اطراف میں اتر گیا۔ جب دنیدن قفصہ کا مستقل حاکم بن گیا تو وہ اس کے پاس آیا۔ اس نے اسے کئی روز تک اپنے ساتھ رکھا لیکن ...لئے اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے ...ت دے دی۔ انہوں نے پھر عربوں کی طرف آدمی بھیجے جو ان سے اپنے ان ذخائر کے سلسلے میں مہربانی کے طالب تھے جو ان کے پاس پڑے ...انہوں نے پھر انہیں اموال دیئے۔ لہٰذا صولہ بن خالد بن حمزہ امیر اولاد ابواللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی۔ وہ پھر اپنی فوج کے ...شہر کے باہر سے سلطان پر چڑھائی کرنے گیا۔ اس دوران اس کے عرب ساتھی جہات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے ...سے بہت دور چلے گئے لہٰذا اسے اس بات نے خوفزدہ کر دیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے، وہ پھر وہاں سے بھاگ گیا اور ...کی قوم نے اس کی اتباع کی۔ وہ پھر اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل واپس لوٹا ...اور وہ جلدی سے تونس کی طرف چلا گیا۔ وہ بھی مسلسل اس کے تعاقب میں تھے لیکن وہ تلواریں اور نیزے مارنے کے سوا اس سے ایک رسی بھی ...نہیں کر سکے یہاں تک کہ وہ الحضرۃ پہنچ گیا۔ اس کے بعد صولہ اپنے کئے پر پچھتایا اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق مراسلت کی لیکن وہ ...مانا اور سنہ 96 میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا۔ ابن یملول نے پھر صولہ کو بلایا اور اسے توزر کے محاصرے پر آمادہ کیا اور وہاں اس کے ...اپنی قوم کو بھی اتارا لہٰذا امیر المنتصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ ناامید ہو گئے، اس دوران ان کی آراء میں اختلاف ...ہو گیا اور یہ توزر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے۔ اس کے بعد صولہ گرمی گزارنے کے لئے تلال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی اطاعت ...متعلق رغبت دلائی۔ یہ یاد رہے کہ جب سلطان قفصہ سے بھاگا تھا دنیدن نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا لہٰذا جب وہ تونس پہنچا تو اہل ...نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا۔ اس کے بعض مددگاروں نے انہیں پھر جواب دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا لہٰذا عمر بن العابد نے ...نے اسے اس مکان میں پکڑ لیا جہاں وہ اترا تھا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں وہ قفصہ کا خود مختار سردار بن گیا۔ اس کے بعد اہل قفصہ سلطان کے ...نافرمانی کے برے انجام سے ڈر گئے لہٰذا انہوں نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی۔ اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط ...یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

...بن عمر بن سلطان کی حکومت

امیر ...بن سلطان قسطنطینہ کے حکمران ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا۔ یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا ...ان کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ جب شیخ طرابلس ابوبکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم فکر مند ہو گئی اور ان کا رئیس ابن

خلف سلطان کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو سنہ 92 میں طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ اس نے ایک سال تک اس کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کی رسد بند کر دی یہاں تک کہ وہ اکتا گئے، وہ خود بھی طویل قیام سے اکتا گیا لہٰذا انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ سنہ 95 میں اپنے باپ کے واپس آ گیا۔ وہ اسے قفصہ کے اردگرد چکر لگاتا ملا جب کہ ان لوگوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر راستے میں جربہ کے پاس سے گزرا تو اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے باپ کے عامل نے جو معلوجی موالی میں سے تھا، اسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اس بات پر اس نے برا منایا اور اپنے باپ کے پاس شکایت کی جس پر اس نے اسے سفاقس کا والی بنا دیا اور اس کے ساتھ جربہ کی ولایت کا اضافہ کیا۔ وہ پھر سمندر پار کر کے جزیرہ جربہ میں پہنچا اور وہاں کے تمام قبیلے اس کے ساتھ مل گئے۔ اس دوران منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنج زبان میں قشتبل کہتے تھے، قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی لہٰذا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے کو دے دے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے۔ یوں وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر امیر عمر شاہ قابس کی طرف گیا اور الحامہ کے باشندوں سے اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔ وہ پھر سنہ 96 میں اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ چل پڑے لہٰذا اس نے اس پر شبخون مارا اور پھر اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے رئیس یحییٰ بن عبدالملک مکی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا، اس طرح قابس سے بنی مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار والی بن گیا۔

ابو فارس عزوز کا دور حکمرانی

سلطان ابوالعباس کو نقرس کا پرانا درد تھا اور اسی لئے اسے اکثر سفروں میں خچروں پر سوار کرایا جاتا۔ آخری عمر میں یہ مرض شدت اختیار کر گیا اور سنہ 96 میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا جبکہ اس کا بیٹا محمد، بونہ کا حکمران تھا لہٰذا اس نے پہلے اپنی امارت کو چھوڑ دیا۔ اس وقت سلطان کے بہت سے لڑکے تھے جو اپنے باپ پر زیادتی کرتے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے لیکن وہ اپنے باپ کے بعد اس کے حملے سے ڈرتے تھے لہٰذا جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے زیادہ گھبرائے اور خوف کھانے لگے۔ یاد رہے کہ سلطان نے اپنے زمانے میں ان کے بڑے بھائی کو قسنطینہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے پہلے ان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد بقیہ سارے بھائی اپنے بڑے بھائی ابو فارس عزوز کے پاس جمع ہو گئے لہٰذا انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا، انہوں نے اسے ایک کمرے میں بند کر دیا اور اس پر پہرہ لگا دیا۔ جب سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے 4 شعبان سنہ 86 کو اپنے بڑے بھائی ابو فارس کی بیعت کر لی۔ اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام، اس کی بیعت کو جوق در جوق آئے اور یوں اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ اس نے پھر حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو مال اور ذخائر جمع ہیں، انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے، اس طرح اس نے اس کا سب کچھ لے لیا۔ قید خانے میں پھر اس پر سختی کی گئی اور وہ اپنی سلطنت کے سنبھالنے کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائیوں کو افریقہ میں اپنے علاقوں کے منابر کا حکمران بنایا۔ اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی جبکہ باقی بھائیوں کو شوریٰ اور مذاکرات کے مقام میں اتارا۔ جب اس کے بھائی المنتصر کو توزر میں یہ خبر ملی تو اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ پھر الحامہ جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ اسی طرح اس کا بھائی زکریا نفطہ میں تھا لہٰذا وہ جبال نفزاوہ میں چلا گیا۔ اس کا بھائی ابوبکر جب اپنے باپ کی وفات سے پہلے اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسنطینہ گیا اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس کے چچا زکریا کا بیٹا تھا، اس کی بہت عزت کی وہ پھر قسنطینہ چلا گیا۔ وہاں کے ذمے دار لوگوں نے اس سے سلطان کی چٹھی طلب کی، اس نے انہیں وہ خط دکھا دیا تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے۔ وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ وہ سلطان ابو فارس عبدالعزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابوالعباس بن سالم کی وفات کے بعد صفر کے مہینے میں ہوئی، مقرب اور متولی بنا، بہت مخلص دوست تھا۔ اس کے بعد وہ اس کے پاس اس کی شان کے مطابق ہدایا اور تحائف لے کر گیا لہٰذا جب وہ مسیلہ پہنچا تو اس کے بھیجنے والے نے اسے سلطان کی وفات کی خبر بھیجی۔ اس دوران امیر ابوبکر نے قسنطینہ سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا لہٰذا وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا۔ یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو ان کے ان برسوں کے

تعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

بسکرہ کے امراء کا بیان

اس دور میں بسکرہ الزاب کو روندنے کے سلسلے میں صدر دفتر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغرب میں اس کی حد قصر الدوسن سے لے کر مشرق میں ھولہ بارس کے محلوں تک ہے۔ اس کے اور الحضر کے درمیان جبل حاتم مقرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے۔ اس کے مشرق میں جبل راس ہے جو اس کے میدان میں قبلے سے اندر کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے، یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض لوگوں کی آگے بیان ہوں گے۔ الزاب دراصل ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے اور جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں۔ ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے۔ ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدوسن ہے اس کے بعد پھر زاب طلوقہ پھر زاب ملیان پھر بسکرہ پھر زاب لبودہ پھر زاب بادس ہے۔ بسکرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے۔ اغالبہ اور ان کے بعد قدیم زمانے میں ان کے مشائخ، بنی ال کے مملوک تھے جو یہاں کے باشندوں میں سے تھے کیونکہ وہی اس کے اصل باشندے تھے۔ انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے بنی مہدی ابی رسان کی بہت شہرت تھی۔ اکثر اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو سنہ 450 میں چھوڑ دیا شہر پر غالب آکر اس میں محفوظ ہو گئے۔ اس امر میں جعفر بن ابی امانہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ بعد ازاں ان کے ساتھ منہاجہ کی فوجوں نے خلف بن جدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پروردہ تھا، لڑائی کی، لہٰذا اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی طرف لے گیا۔ بعد میں بلکین نے ان کو قتل کر دیا اور یوں آنے والوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا۔ اس نے پھر وہاں کے اہل میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنایا۔ بعد ازاں ان سے عروس نے حکومت کے سکڑنے اور اس کی ہوا اکھڑ جانے کے بعد حکومت کی اطاعت میں خلوص دکھایا اور پھر اسی نے المنتصر بن خزرون زناتی ال کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر اس کی قوم مغراوہ کے ساتھ سلطان کے پاس آیا اور اس نے بنی عدی اور بنی ہلال کو بھڑکایا لہٰذا سلطان ان کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریقہ کے نواح میں جاگیریں دے دی۔ اس نے پھر عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ساز باز کی اور اس ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ یوں بنی سندی کی ریاست، افریقہ میں امرائے منہاجہ کے خاتمے کے ساتھ ختم اور پھر موحدین کی حکومت آ گئی۔ بعد ازاں بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہو گئی۔ بنو مزنی، اعراب کے دوستوں میں سے تھے۔ جو یں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہراول حلیف بن کر افریقہ پہنچے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے زعم میں ان کا نسب زیان سے ملتا فزارہ سے تعلق رکھتا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ وہ لطیف میں شامل ہیں پھر بنی جزی بن علوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن لطیف سے ہیں۔ کے والد کا نام مزنہ بن دفل بن محیا بن جزی تھا اور اس نے یہی تلقین کی تھی، اسی بات کی گواہی موطی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے روہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آکر رک گئے تھے۔ فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے، انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی ان نسب کو چھوڑ کر فزارہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے۔ لیکن وہ اس بات سے برا مناتے ہوئے عجیب و انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بہرحال بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوئی اس کا نام حساس ہے، وہ پھر بکثرت ہو انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی حکومت سے وافر حصہ لیا، وہ پھر شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور مکانات اور آسودگی سے متمتع انہوں نے اس کے اہل سے شیریں اور تلخ کا حصہ لیا۔ ان کے بڑے آدمی پھر مشائخ کے ارباب شوریٰ میں شامل ہو گئے۔ اس دوران بن نے ان کے اپنے ساتھ شامل ہونے سے برا منایا اور خدا تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا، اس کی وجہ سے ان پر حسد کیا اور انہیں اپنے آپ سے کردہ کیا لہٰذا ان کے درمیان کینے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی شروعات افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابو زکریا اور پھر اس کے بیٹے ال المنتصر کے دور میں تونس میں سلطنت کے چبوترے پر پہنچنے کے متعلق بات چیت سے ہوئی پھر انہوں نے لڑائی کی اور شہر کی گلیوں میں ایک نے پر حملہ کیا۔ حکومت کا ساعیہ، بنی زیان کے ساتھ انہیں شہر میں ملا تھا۔ اس کے بعد جب امیر ابو اسحاق نے اپنے بھائی محمد کے خلاف اس کی کے شروع میں بغاوت کی تھی اور زواودہ عربوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ ان دنوں صحرا کے امیر موسیٰ بن محمد بن مسعود نے اس کی بیعت کی، وہ پھر

اس کے ساتھ بسکرہ اور بلاد الزاب کی زیارت کو آیا اور وہاں اپنی جماعت کو بٹھا دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعدازاں فضل بن علی بن حسن بن علی بن مزنی اس کی دعوت لے کر کھڑا ہوا تو اہل شہر میں سے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے پھر بکثرت اس اتباع کی لیکن جلد ہی سلطان کی فوجوں نے انہیں آ لیا اور انہیں الزاب سے دور کر دیا۔

اس کے بعد وہ فضل بن علی کے ساتھ چمٹ گیا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو گیا، اس نے اندلس کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس مصاحبت کی اور اس کے دار غربت میں بھی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی المنتصر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت دے دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب اس کا کام ختم ہو گیا تو وہ تونس میں تخت خلافت پر بیٹھا، اس نے پھر فضل بن علی اور اس کے عبدالواحد کو ان کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے الزاب اور بلاد الجرید کا حکمران مقرر کیا۔ نیز نا موافق مقام میں ان کے پیار کرنے کا ذکر کیا اور حاکم بن کر الزاب آیا اور بسکرہ میں داخل ہوا۔ اس دوران بنوزیان اس کے حملے سے عاجز ہو کر حکومت کی مرضی کے تابع ہو گئے۔ انہوں نے اس کی شان کے متعلق کوئی بات نہیں کی اور اس نے اس حکومت سے حسب منشاء الٰہی حکومت حاصل کی۔ بعدازاں داعی بن ابی عمارہ اور اس کے اشتباہ کا معاملہ پیش آیا اور سلطان ابواسحاق اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا لیکن پھر سلطان ابوحفص نے اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لیا اور اپنی ضائع شدہ حکومت بھی واپس لے لی۔ وہ اس کی حفاظت پر اعتماد کرتا اور الزاب کے معاملے میں اس کی کفایت پر بھروسہ کرتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں اس کے دشمن بنوزیان ترقی کر گئے۔ انہوں نے پھر حر کے لڑکوں کے ساتھ جو تاج کے ایک بطن سے تھے اور باشاش بستی میں مقیم تھے، شہر کو ستانے کے لئے اس وقت سازش کی جب وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے پھر اہل شہر اپنے احوال میں شامل کر لیا اور نسب و رشتہ میں ان سے مل گئے۔ انہوں نے پھر انہیں فضل بن علی کے خلاف اکسایا تاکہ انہیں اس پر حملہ کرنے میں اولیت حاصل ہو۔ اور وہ اس کے ہاتھ سے حکومت نیز باشاش بستی سے ان کے گھروں کو برباد کر دیں تاکہ ان سے کچھ سکون حاصل کریں۔ مزید اس کے عہد دوستی سے مطمئن ہوں جو انہوں نے اس سے فریب کرتے ہوئے طے کیا تھا۔ اس کے بعد جب انہوں نے سنہ 83 میں اس کے سوار ہونے کے روز شہر سے باہر اس پر چڑھائی کی تو ان کی حکومت لے لی جو وہ انہیں نہیں دیتا تھا اس عہد دوستی کے دو سال گزرنے پر بنوزیان ان سے بگڑ گئے اور ان سے عہد توڑ دیا لہٰذا وہ شہر کو چھوڑ کر چلے گئے اور وہاں جو ان کے قریبی تھے، انہیں کھو دیا۔ وہ پھر بلاد ریغہ میں منتشر ہو گئے جبکہ بنوزیان، بسکرہ اور الزاب کی شوریٰ میں خود مختار ہو گئے انہوں نے پھر ان کے اور سلطان کے اور زواودہ کے خلاف خروج کر دیا۔ جلد ہی انہوں نے اس پر اور اس کے پہرے نشینی شہروں، نقاوس مقرہ، مسیلہ پر غلبہ پا لیا۔ اس وقت منصور بن فضل بن علی الحضرہ میں اپنے باپ کی موت کے وقت اپنے بعض کاموں میں مصروف تھا لہٰذا جب ان کا باپ فوت ہو گیا اور بنوزیان خود مختار ہو گئے تو انہوں نے الحضرہ میں سلطان کے پاس اس کی چغلیاں کیں جو کامیاب ہو گئیں یعنی اس نے اسے گرفتار کر لیا، یوں سلطان ابوحفص کے دور میں قید رہا۔ اس کے بعد جب مولیٰ ابوزکریا یحییٰ بن امیر ابواسحاق، بجایہ، شیطت اور بونہ پر غالب آیا تو ان علاقوں کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور آل ابی حفص کی حکومت تقسیم ہو گئی۔ اس دوران منصور بن فضل بن علی تونس سے اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور حاجب قائم رہا ابی الحسین سید الناس کی موت اور اس کی جگہ سلطان ابوزکریا کا حکمران بننے کے بعد بجایہ چلا گیا۔ اس کے بعد ابوالقاسم بن ابی نے سنہ 691 میں اس سے خط و کتابت کی تو وہ اس کی خدمت کرنے لگ گیا۔ اس نے کئی قسم کے تحفے دے کر اس سے حسن سلوک کیا۔ اس نے الزاب میں اس کی سلطنت کی دعوت لے جانے اور اموال کا اخراج اس کی طرف بھجوانے کی ذمے داری لی لہٰذا اس نے اسے الزاب کا والی بنا دیا اور فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ کے ساتھ لڑائی کی جب وہاں کے باشندے بنوزیان بجایہ میں سلطان کی بیعت کے لئے گئے تو اس نے انہیں ان کے عامل منصور کی طرف ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور پھر اسے ان کی بیعت قبول کرنے کے متعلق لکھا۔ یوں وہ سنہ 93 میں شہر میں داخل ہوا، اس نے پھر اپنے مددگاروں کے لئے ایک محل بنانے کے بارے میں ان سے چال چلی جس کے دوران فوج نے اس کی فصیل میں پناہ لی پھر اس نے ان کے عہد کو توڑ کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہر سے نکال دیا۔ یوں وہاں اس کی امارت کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور سلطان کا رعب بھی بڑھ گیا۔ اس طرح اس کی عملداری کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ اس نے پھر رفتہ رفتہ الزاب کی عملداری میں جبل اوراس، اور ریغہ کی بستیوں اور شہر اور الحضنہ کی بستیوں مقرہ، نقاوس اور مسیلہ کو بھی شامل کر لیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے ان سب بستیوں پر حکمران مقرر کر دیا اور اسے ان

خراج لینے اور ان کا گوشت نوچنے کے لئے عربوں سے لڑنے کے لئے بھیج دیا کیونکہ انہوں نے باقی ماندہ مضافات پر قبضہ کر لیا تھا۔ یعنی اس نے ان کے خراج کے متعلق ان سے حصے داری کی اور پھر حکومت کے اموال میں اضافہ کر دیا یعنی اسے خراج کو پہنچایا۔ اس نے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو انہوں نے اس سے پیار کیا اور اس کے بازو کو حسن سلوک کے انتہائی مراتب تک کھینچ کر لے گئے۔ یوں وہ مالدار ہو گیا تو اس نے اموال کو روک لیا اور پھر بسکرہ میں اس کی عزت اور حکومت مستحکم ہو گئی۔ مولیٰ ابوزکریا اوسط ساتویں صدی میں مر گیا، انہوں نے پھر اس کی جگہ اس کے فرزند امیر ابوالبقاء خالد کو حکمران بنایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کی حکومت کو پھر اس کے ساتھی ابوعبدالرحمان بن عمرو نے سنبھالا اور منصور بن فضل اس سے خاص ہو گیا۔ وہ پھر اس کے حاجب کے ہاتھ سے چمٹ گیا لہٰذا وہ اس سے مانوس ہو گیا اور سلطان کے علاقوں کے باقی مضافات کو اس کی نگرانی میں دے دیا۔ اس نے پھر التل کے بلاد پر جو سدویکش اور عیاض کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، اسے حکمران مقرر کر دیا۔ لہٰذا اس نے انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اس کے خراج کے حصول کے لئے مستقل نظام قائم ہو گیا۔

یوں اس علاقے کی بانجھ حاملہ ہو گئی اور اس کے چشمے پھوٹ پڑے۔ لیکن پھر اس کے اور حکومت کے درمیان منافرت پیدا ہو گئی اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے حاجب کو تلمسان سے قسطنطینہ پر چڑھا لایا اور اس نے اس کی بیعت کر لی اور پھر اس کی مدد کے لئے اس سے دوستی کر لی۔ اس نے پھر اس کے ذریعے قسطنطینہ سے لڑائی کی اس نے جب دشمن کے پوشیدہ علاقوں کی اطلاع پائی تو اس کا عقدہ حل ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ یحییٰ بن خالد نے وہاں اس کو گرفتار کر لیا یہاں تک کہ سنہ 20 میں اس کی وفات ہو گئی۔

اس کے اور اہل سنت کے عرب مرابطین کے درمیان جو سعادتؒ کے اتباع تھے، مشہور لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے رعیت پر نرمی کرنے اور اس کے نتیجے پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس پر وہ گامزن تھے، اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس بات کی خاطر بھی انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی لڑائیاں کیں پھر سعادت ایک لڑائی میں بہت آمدورفت والے رستے پر ہلاک ہو گیا جیسا کہ اس کے ذکر میں سنہ 705 میں بیان کیا جا چکا ہے۔ بعد ازاں منصور بن مزنی نے مرابطین کے لئے فوج جمع کی، اس نے اسے اپنے بیٹے علی بن منصور اور رزوادوہ کے علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا۔ اس وقت مرابطین کے سالار شیخ اولاد عساکر ابویحییٰ بن ادریس اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ حسن بن سالمہ تھے لہٰذا انہوں نے بن مزنی کی فوج کو شکست دے دی اور اس کے بیٹے علی کو قتل کر دیا جبکہ علی بن احمد کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے پھر اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آ گئے، انہوں نے پھر اس سے لڑائی کی اور اس کے کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا۔ یوں انہوں نے دوسری مرتبہ پھر بار اس سے لڑائی کی۔ باقی دنوں میں بھی اس کے اور مرابطین کے درمیان مسلسل لڑائیاں جاری رہیں۔ اس کے بعد حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسے بااعتماد مقام دیا تھا۔ جب سلطان ابوالبقاء نے تونس پر چڑھائی کی تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس کی دوستی کی یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کا سوچا تو اس نے اسے اس تدبیر میں شریک کیا یہاں تک کہ وہ تدبیر مکمل ہو گئی جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ بعد ازاں حاجب قسطنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے اس کی عملداری الزاب میں واپس بھیج دیا وہ اکثر بجایہ میں اس سے ملاقات کرنے اور اس کے کاموں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ اس دوران عرب نے راستے میں اس سے خیانت کی اور رزوادوہ کے امراء احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباح بن یحییٰ کو اس وقت گرفتار کر لیا جب اس نے عثمان بن سباع بن سیل بن موسیٰ بن محمد کے حکومت حاصل کی اور ان دونوں کی قوم نے پھر زواودہ کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

اس کے بعد ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جبکہ وہ اپنی عملداری سے واپس آ رہا تھا، قابو پا لیا انہوں نے اسے باندھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا لیکن اس نے سونے کے پانچ قنطار فدیہ دیا۔ انہوں نے پھر ان کی ریاست کے سرداروں کو اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا۔ اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر کرنے سے روک دیا لیکن وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابویحییٰ نے سنہ 17 میں پہلی بار چڑھائی کی اور اس کے ساتھی یعقوب بن عمر نے جب کہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا، اخراجات اور عطیات کے لئے مال کا مطالبہ کیا۔ پھر منصور بن فضل کو اس کی طرف بھجوایا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کو اپنی نجابت پر مقرر کر لے تا کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھال لے اور امور میں اسے کافی ہو۔ لیکن منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف خیال کیا جس پر اسے بدگمانی پیدا ہو گئی۔ یوں ابن عمر اس سے بگڑ گیا اور اس کے

پیار کا رنگ بھی بدل گیا۔ بعدازاں سلطان تونس کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے بعد واپس آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔
وہ قسنطینہ میں مقیم ہوا تو اسے حاکم سرحد یعقوب بن عمر سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو وہ اس کے پاس جانے سے رک گیا، ان کے درمیان پھر
آنے جانے لگے تو ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا۔ اس کے داعی نے پھر اسے جواب دے دیا تو سلطان کا جرنیل محمد بن
الحسن بن سید الناس کے پاس گیا۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اپنے شہر کی طرف مڑ گیا۔ جب جرنیل نے اس کے لئے ارادہ کیا تو اس کے
ساتھیوں عثمان بن ناصر شیخ اولاد حرب، اور یعقوب بن ادریس شیخ اولاد ذخفر اور ان کے ساتھیوں نے اسے پناہ دی لہٰذا وہ پھر بسکرہ چلا گیا۔ جب
عمر کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے ندامت سے دانت پیسے۔ بعدازاں منصور بن مزنی ان کے دشمن صاحب تلمسان ابو تاشفین کے ہمراہ گیا اور ان
دعوت میں شامل ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یوسف کو اس کے پاس اطاعت اور تحفوں کے ساتھ بھیجا۔ اس دوران میں سلطان نے تونس اور
بلاد افریقہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر سنہ 19 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا اور بجایہ کی فوج
اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ وہ سنہ 725 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد
سنبھالا۔ اس دوران سلطان نے اسے اس کے باپ کی عملداری الزاب پر حکمران مقرر کر دیا بلکہ صحرائی علاقے کی بستیاں ریفہ اور ذارکلی بھی اس کے
ساتھ شامل کر دیں۔ ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے بیٹے یحییٰ کا کفیل
بنایا۔ یوں اسے اس کے پاس بھیج دیا، اس طرح عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان سلطان کے ہاں مرتبے میں حسد کی بناء پر نئے سرے سے
وحشت پیدا ہو گئی کیونکہ یہ سب حاجب ابن عمر کے پروردہ اور خاص لوگ تھے۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے اور اس کے
سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بعدازاں عبدالواحد نے آل زیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے، اپنی اُطاعت کی رسی کا سرا پکڑایا
اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور پھر فوجوں کو اس کے خلاف بھڑکانے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی
رشتہ دے کر اس سے پناہ لی، اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی، وہ پھر اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس کے بھائی یوسف
کے خواص کے ساتھ جو بنی ساط اور بنی ابی کوایہ سے تھے، ساز باز کر کے اسے سنہ 29 میں قتل کر دیا۔ جب اس کے متعلق ان کی سازش پوری ہو گئی
اس نے اسے نماز عشاء کے وقت بعض امور مہمہ میں مشورہ کے لئے بلایا اور پھر اسے خنجر مار دیا جس کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ یوسف
منصور پھر الزاب کا خود مختار حکمران بن گیا بعدازاں حسب دستور اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس کی عملداری کے منابر
اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی شروع ہو گیا۔ سلطان نے پھر بجایہ کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام
کیئے۔ جس کے بعد الزاب کے عامل یوسف بن منصور اور اس کے درمیان پرانے کینوں کی آگ بھڑک اٹھی اور حاجب پھر سنہ 32 میں سلطان
مصیبت میں ہلاک ہو گیا اور اس نے محمد بن حکیم کو اپنا جرنیل مقرر کر دیا بلکہ فوجوں کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ ساتھ ساتھ
بستیاں اور نواح بھی اس کے حوالے کر دیئے، یوں اس نے اپنی حکومت میں اپنا حکم چلایا۔ جب سلطان اپنے دشمن کے خلاف فارغ ہوا تو
حکومت پر غالب آ گیا۔ حکومت کے کندھوں پر ان کا جو کام بھی تھا، اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے آل پر حملہ کر کے
کے ناخن ختم کر دیئے اور ان کے عزائم کی دھار کاٹ دی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

اس کے بعد قائد محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر عداوت کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے چھپے ہوئے غصے کو ابھارا
اس کے عزائم کو صحیح راستے پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملے میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر تین بار فوجوں کے ساتھ
مقابلہ کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دے کر اس کا دفاع کیا۔ اس کے بعد اس کے اور زواودہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں
کی وجہ یہ بات تھی کہ اسے خراج میں ترجیح حاصل تھی لہٰذا اس نے اس کے ساتھ لڑائی چھوڑ دی اور عربوں کو سنت کے مطابق دعا کرنے کے فریب
اس کے مقابلے کے لئے بلایا اور اس امر کے لئے اہل ریفہ کو اکٹھا کیا۔ اس نے پھر اس سے لڑائی کی۔ اس کا بیٹا یعقوب پھر اس سے منحرف
بسکرہ چلا گیا تو ابن مزنی نے اپنی بہن کا منصور بن فضل سے اس کا رشتہ کر دیا اور پھر اسے بسکرہ کا حکمران بنا دیا۔ لہٰذا اس نے اس کا ہاتھ
گیا۔ ابن مزنی نے پھر سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا، یہ بسکرہ میں اس کے پاس صبح و شام لڑائی کے لئے

یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہو گیا اور علی بن احمد بسکرہ سے چلا گیا۔ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال تک وہ ابن مزنی کے ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آ گئے جس کے بعد یہ بلاد الجرید سے لڑائی کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے اطاعت اور خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یملول کے بیٹے کو یرغمال کے طور طلب کیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا، سلم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ پھر الزاب سے بھاگ کر اس کی ایک بستی اوماش میں آیا۔ اب زواودہ کے عرب اور باقی ماندہ ریاح اس کے آگے بھاگ گئے تو یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحفے دے کر واپس کر دیا، یہ پھر وہاں سے بلا در یغہ کی طرف گیا یوں اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر کے لوٹ لیا جبکہ اس کی باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہ پھر تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن حکیم کو سنہ 34 میں برطرف کر دیا اور اس کے بیٹے ابو حفص عمر کو حکمران بنایا۔ اس کے بعد حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے اور اس کے خواص کی چغلیوں سے ڈر گیا لہٰذا وہ شاہ مغرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا، وہ ابو الحسن کے قبیلوں پر اکثر چھا نکلتا تھا لہٰذا اس نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق بتایا اور اسے وہاں کھینچ کر لے گیا۔ اس نے پھر سنہ 46 میں بڑی بڑی اقوام پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یوسف بن منصور امیر الزاب اپنی بنی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا استقبال کیا اور اس نے اسے اپنے خواص کے ساتھ مغرب کی طرف چلنے کو کہا۔ اس نے پھر اسے الزاب اور اس کے پرے ریغہ اور دار کلی کی بستیوں کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں بھیج دیا۔ وہ پھر تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مغرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے۔ یہ اس کام کے لئے مستعد ہو گیا۔ جب اس نے ان کے پہنچنے کے بارے میں سنا تو انہیں قسطنطینہ میں جا ملا۔ اچانک وہاں ان سب کو قیروان پر ان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ امیر صحراء یعقوب بن علی بن احمد نے پھر افریقہ کی غربی جانب اس رشتے داری کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان تھی، بعد ازاں ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور انہیں اپنے شہر میں اتارا، وہ پھر ایک مدت تک ان کی ضروریات پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے تونس گیا، یہ پھر یعقوب بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے۔ اس ابن منصور نے سلطان ابو الحسن کے ساتھ یہ احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس سے ملتا رہا۔ اس کے بعد افریقہ کے نواح کے رؤسا کے درمیان اس کے خلاف خروج کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور پھر یہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا۔ جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس مال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم اس کے واقعات کو بعد میں بیان کریں گے۔ اس دوران وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی بقا کے لئے دعائیں کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان سنہ 52 میں مغرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا، اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو عنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا۔ جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور محام کی حکومت کو شامل کیا تو بنو عبدالواد نے نئے سرے سے اپنی حکومت کے لئے قانون بنائے اور زناتہ کو متفق کیا۔ وہ پھر سنہ 53 میں بلاد شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت جلدی سے اختیار کر لی لہٰذا اس نے رضا اور رغبت سے بیعت کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا جس کے بعد وہ خود دوسری دفعہ اپنے حاجب کاتب ابو عبداللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت درست کرنے کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ سنہ 54 میں اس کے پاس قبائل کے امراء اور عمالات کے رؤساء آئے۔ ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحراء اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی شامل تھے۔ اس نے انہیں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے مابین اس کے والد اور اس کی قوم سے مخلص تھے اور اس نے انہیں قیمتی تحفے دیئے۔ اس نے پھر یوسف بن مزنی کو الزاب، بلاد ریغہ اور دار کلی کا حکمران مقرر کیا اور وہ شادان و فرحان واپس لوٹا۔ سلطان کی دوستی سے اسے بہت فائدہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا۔ جب سلطان نے سنہ 58 میں قسطنطینہ کے فتح کرنے کے لئے افریقہ پر حملہ کیا تو یوسف بن مزنی قسطنطینہ میں اسے ملا، اس نے اسے اپنے ساتھیوں اور طبقہ وزراء میں شامل کر لیا۔ لیکن ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت بھی محسوس کی کیونکہ سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو یرغمال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

اس کے بعد اس نے خروج کیا اور اس کے قبیلے بلاد الزاب اور اس کے پرے کے ریگستان میں بھاگ گئے۔ بعد ازاں سلطان اپنی فوجوں

کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلاد الزاب میں اترا۔ اس نے پھر الزاب اور التل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت کاٹ کر خشک کر کے اور عمارتوں کو گرا کر اور آثار مٹا کر برباد کر دیا۔ اس کے بعد یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ الرمل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو تنگ کر دیا لہٰذا وہ واپس لوٹ آیا اور بسکرہ کے باہر مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر فوجوں کو آرام پہنچانے، سفر کی محنت اور صحرا کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا، یوں یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اس کے علاوہ انہیں چارہ، گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ خوشحال ہو گئے۔ لوگوں نے مدتوں اس فیاضی کا چرچا کیا۔ اسے اس سال کا خراج سونے کے قنطار میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال کی طرف بھیج دیا جو اس کے بااعتماد آدمیوں میں سے تھا۔ سلطان نے پھر اسے اس کا بدلہ دیا اور اسے اپنا شاہی لباس عطا کیا۔ اس نے پھر اس کے عیال کو اپنی بیویوں کا لباس اور اپنے محل کے کپڑے دیئے۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داؤد سنہ 59 میں افریقہ پر حملے کے بعد واپس آیا تھا۔ اس نے اس کے ساتھ اصیل گھوڑے اور بہترین غلام تحفے کے طور پر بھجوائے۔ اس نے بہت عزت اور احترام کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان سنہ 59 کے خاتمہ پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے نے بھی اسے خوب انعام واکرام سے نوازا اور پھر اسے اس کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس کے متعلق مضافات اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستے میں خیال رکھیں۔ اس دوران سلطان کی وفات کے بعد خوارج جہات سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابو حمو سلطان بنی عبد الواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضے میں آ گیا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ رہائش پذیر تھا وہ پھر اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا لہٰذا صغیر بن عامر زغبی نے اسے اور اس کے یوسف کو حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد اس نے پھر اپنے ہاتھ سے اس سلسلے میں مال خرچ کیا جسے بنو مرین نے اپنے ذخیروں سے اسے بھیجا تھا۔ صغیر اس کے ساتھ اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس نے اسے اس کے مامن تک پہنچا دیا، یہ اس کے نجات پانے کا ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ہے۔ بعد ازاں موحدین نے بجایہ اور قسنطینہ کے اپنے علاقے، بنی مرین کے قبضے سے واپس لے لئے اور ان کے قبیلوں کے جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے انہیں وہاں سے بھگا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یوں یوسف بن منصور نے ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں وہ عاشورہ کے روز فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اور اس کے طریقے کے مطابق چلا۔ آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب کا حکمران ہے اور اپنے باپ کے طریقے کے مطابق چل رہا ہے البتہ اس کے باپ کا خلق طبعی تھا، جبکہ اس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہوشیار ہے۔ ان کے اور لڑکے بھی ہیں جن میں سب سے بڑا ابو یحییٰ ہے۔ علاوہ ازیں محمد بن یملول کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرنے کے قابل ہے، اس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوئی ہے۔ بعد ازاں یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا لہٰذا اس نے عربوں کو مال دیئے اور اپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کے لئے بڑھایا لیکن اس نے اسے قاصر پایا۔ وہ اس دوران اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرتا رہا پھر اس نے نور ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اور اسے اس کے رشد کی سند دکھائی۔ اس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی لہٰذا سلطان ابو العباس نے الموحدین ابو العباس بن ابی ہلال کو بھیجا جس نے اس کے لئے علانیہ دوستی کا اظہار کیا اس نے پھر اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحفوں اور اطاعت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کر لیا اور اسے دوبارہ مالا مال کر دیا۔

باب: ۴۱

بنی یملول، بنی خلف اور بنی ابی المنیع کے حالات کا بیان

علاقے کی وسعت، شہر کے متمدن ہونے اور اس علاقے کی بستیوں کی ام القریٰ میں ہونے کی وجہ سے ان رؤساء کا رہنماء ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا۔ ان کے خیال میں ان کا نسب تنوخ کے ان عربوں سے ملتا ہے جو شروع میں یہاں آئے تھے، اس کے بیٹے فتح کے آغاز سے اس علاقے میں رہ رہے تھے پھر وہ یہاں جڑ پکڑ گئے تھے۔ ان کی اولاد نسب اور رشتے داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے۔ وہ دارالخلافت سے آنے والے عمال کو ملتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ آل حماد کے زمانے میں قلعے میں اور آل عبدالمومن کے زمانے میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے دور میں تونس میں سب لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطاس، بنی فرقان، بنی مارہ اور بنی عوض تھے۔ عبداللہ شیعی کے دور میں، ان میں ابن فرقان کو برتری حاصل تھی جس نے ابو یزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابوالقاسم پر نگران بننا چاہتا ہے، اسے باہر نکال دیا۔ ال حماد کے دور میں یحییٰ بن واطاس کو برتری حاصل تھی جوال زیری کی حکومت کے وقت قیروان کے ملوک سے اہل قسطینہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا۔ اس کے بعد ان کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کی حکومت کے آغاز میں بنی مروان کو دوبارہ حکومت مل گئی۔ ان میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا، جب اس نے اپنی اور توزر کے باشندگان کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسے انعام دیا، یوں حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی لہٰذا انہوں نے وہاں سے سرداری اور خودمختاری کے آثار مٹا دیئے۔ احمد نے پھر اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے پرورش پائی، یوں وہ پھر شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا۔ اس دوران سلطان ابو حفص محمد فازازی کے دور میں شیخ الموحدین اور فوج کے سالار کے پاس اس کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس نے پھر اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے بطور آزمائش اس سے مانگا تھا، یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چقماق سے آگ نکالی اور پھر جس کے انگارے سے آگ لگائی یوں وہ الحضرہ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دارالخلافت میں ٹک جائے گا۔ اس نے پھر اسے ایک زمانے میں تک اسے اپنا وطن بنائے رکھا۔ وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے ہاتھ پاؤں چومتا یہاں تک کہ اسے سمندری کونسل کا عامل مقرر کر دیا گیا لہٰذا اس نے دارالحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے لئے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا اور پھر الحضرہ کے باقی عمال سے بھی مدد لی، یوں وہ خراج اور ٹیکس کی وصولی کا عامل بن گیا، مسلسل اس کا یہی حال رہا، یوں اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ کافی امیر بن گیا۔ اس نے پھر مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور تحفوں کے ساتھ چغل خوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکالا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنا دیا، بعدازاں اس کے مقام کے خلاف خروج ہوا اور پھر اس کا معاملہ حاجب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابو یحییٰ کے زمانے میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے احکام کر دیئے اس نے پھر اسے دوبارہ برطرف کر دیا اور پھر اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا یوں وہ آزمائش میں پڑ گیا۔ اس نے خطرہ بڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور برہنہ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس سے عمال کی خدمت کے وقت صبح وسویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ اس دوران غربی سرحدوں اور ان کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا پھر ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا، یوں رعایا بلاد الجرید میں چلی گئی اور ان کی حکومت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد ہو گیا۔

اس کے بعد جب احمد ابن شوریٰ کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے حباب کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا، یوں اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور وہ توزر کا خودمختار سردار بن گیا لیکن اس کے بعد وفات پا گیا۔ بعدازاں اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریقے پر چلا جو مرتبے کا بڑا حریص، خودمختاری

کا عاشق اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا۔اس نے اپنی بقیہ عمر کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔اس دوران اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبے نے نہیں روکا یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہوگئی اور حکومت مضبوط ہوگئی وہ پھر شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا۔اس کی وفات اس کی خود مختاری کے پانچویں سال ہوئی۔بعد ازاں اس کے بھائی محمد نے جو سرداری کے میدان میں اس کا ہمسر تھا،اس سے گیند لے لی لہٰذا وہ اسے انتہا تک لے گیا پھر حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔اس نے مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحرا کے امراء اور اولاد ابوالیلیل سے حسن سلوک کیا۔اس نے پھر ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جیسے اس کے باپ احمد نے ان کے نانا ابوالیلیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا۔یوں وہ حکومت میں دوبارہ اس کے معاون بن گئے،یوں اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا۔اس کی حکومت کا زمانہ بھی لمبا ہوگیا۔اس دوران جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا،اس نے پھر اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی۔وہ پھر اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہوگیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہوگیا تو اس کے چچا ابوزید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ کی قبر پر قتل کر دیا مگر وہ اس کا وارث نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے کیونکہ وہ خونریزی کرنے،عزتوں کو لوٹنے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف بھی منسوب کیا جاتا تھا۔یوں ان کا معاملہ خراب ہوگیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ طاری ہوگئی۔اس کا بھائی ابوبکر الحضرہ میں قید تھا لہٰذا اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے خط و کتابت کی پھر سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا اخراج ادا کرنے کا عہد لے کر اپنے قید خانے سے رہا کر دیا،یوں وہ اپنی جماعت کے عربوں کے پاس گیا اور پھر نفزاوہ اور ان کے قرب و جوار کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان پر حملہ کر دیا۔اس نے پھر الحضرۃ پر شبخون مارا اور اس میں گھس گیا۔سب لوگوں نے اس کے بھائی یملول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔اس نے پھر اسے اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے خون سے برأت کا اظہار کیا۔قید کے تیسرے روز وہ اس کے قید خانے میں فوت ہوگیا۔جب جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوئی تو قفصہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابدین خود مختار حکمران بن گیا۔ان کے خیال میں ان کا نسب بلی میں ہے نیز شرید کے ساتھ ان کا عہد ہے جو سلیم کے بطون میں سے ہے تاہم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفصہ میں سب سے پہلے ان کی آمد کب ہوئی یہاں تک کہ وہ اس کے لوگوں میں شامل ہوگئے۔وہاں پر امیر ابوزکریا اعلیٰ کے زمانے میں بنی ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراجی اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر جس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان اموال میں سے کچھ مال کھا جاتا ہے تو اس نے اسے ہٹا دیا اور اس سے ہزاروں کے مال کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔اس نے پھر اسے ادا کیا اور ان کی ریاست ان خاندانوں میں تقسیم رہی۔اس دوران جب شہر میں عصبیت پیدا ہوگئی تو جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوگئی جن میں بنوالعابد،دوسروں سے زیادہ عصبیت والے تھے۔ان کا سردار یحییٰ بن علی،پھر جرید میں خود مختار حکمران بن بیٹھا لہٰذا جب سلطان زناتہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔اس کے بعد سلطان نے اپنے ملک اور اپنی سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے قفصہ سے لڑائی کا آغاز کیا۔اس نے پھر سنہ 35 میں موحدین اور عرب معاونوں کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔اس دوران اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرے سے ان کا قافیہ تنگ ہوگیا۔وہ پھر اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے۔اس دوران بنی العابد کے بہت سے لوگ بھاگ کر قابس میں ابن مکی کی پناہ میں چلے گئے اور پھر اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی۔اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت احسن طریقے سے درگزر کیا۔اور ان کے ساتھ انصاف کیا۔اس نے پھر ضرورت مندوں کی امیدوں کو پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور ان پر حکمران مقرر کر کے واپس الحضرۃ آ گیا اور اسے بلاد جرید کا امیر مقرر کر دیا۔وہ پھر روضہ کے سردار یحییٰ بن علی کو الحضرۃ لے آیا اور اس کی وفات تک جو سنہ 44 میں ہوئی،وہ وہیں رہا۔امیر ابوالعباس پھر الجرید کا خود مختار حکمران بن گیا اور نفطہ پر قابض ہوگیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔بنی خلف جو مدافع ابوبکر،عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد بن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا،مدافع کے بنو خلف ہیں۔ان کا نسب دراصل غسان

سے جاملتا ہے جو ان ابتدائی عربوں میں سے ہیں جن کا دادا انفرادہ کی ایک بستی سے نفطہ میں آیا تھا اور پھر وہیں رہنے لگا تھا، وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانے میں خود مختار بن گئے تھے۔ جب سلطان ابوبکر نے جرید پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو قفصہ میں اتارا تو اس نے اسے دیگر شہروں کا بھی امیر مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروائی۔ لہٰذا یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرۃ سے فوج تیار کر کے دی، اس نے پھر قفصہ کے ساتھ لڑائی کی، اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے، یوں اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے بزور غالب آنے والے بنی رانع کو چھوڑ دیا لہٰذا اس نے انہیں قتل کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر انہیں صلیب دے دی۔ اس نے پھر ان کے چھوٹے علی کو تلوار سے بچا دیا کیونکہ اس نے اس کے متعلق ابوالقاسم بن عتو سے وعدہ کیا تھا کیونکہ وہ لڑائی سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا، اور یہ بات اسے موت سے بچانے کا باعث بن گئی۔ اس کے بعد امیر ابوالعباس نفطہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ بعدازاں ابوبکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابوبکر نے سنہ 45 میں تونس سے اس پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ بعدازاں ابوبکر بن یملول بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر حملہ کیا تو یوسف بن مزنی نے اس کا عہد توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے۔ وہ پھر سنہ 46 میں فوت ہو گیا جس کے بعد سلطان اور اس کا بیٹا ابوالعباس جو جرید کے مضافات کا حاکم تھا، سنہ 47 میں فوت ہو گئے۔

اس دوران احمد بن عمر بن العابد، قفصہ سے ابن مکی کی پناہ میں واپس آ گیا اور اپنے عم زاد یحییٰ بن علی کی جگہ اس کے شہر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن خلف نفطہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں جلد ہی خود مختار حکمران بن گیا یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول پھر اپنی جائے غربت بسکرہ سے جہاں بچپن کے دور میں اپنے چچا ابوبکر کے ساتھ گیا تھا، توزر کی سمت واپس آ گیا۔ اس کے بعد جب جرید امارت سے خالی ہو گیا تو یحییٰ اپنے گھر سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد مہلہل سے حسن سلوک کیا اور انہیں حصے دار بنانے اور ان کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے بعد اسے ان کے ساتھ چھوڑ کر دیا، یوں انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اور اس کے مددگاروں اور اس کے باپ کے دوستوں نے اسے حکمران مقرر کر دیا۔ اس طرح الجرید کی تمام حکومت پہلے کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالحسن افریقہ سے آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے دہران کے مقام پر ملے، وہ انہیں بڑے تپاک سے ملا اور پھر ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ بعدازاں الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس نے اس کی ریاست سنبھال لی، اسے خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرار نامے جاری کئے، یوں یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا، توزر کی طرف، علی بن خلف نفطہ کی طرف اور احمد بن العابد قفصہ کی طرف چلے آئے۔ ان میں سے ہر ایک پھر اپنے اپنے شہر کے عامل اور محافظ بن گئے۔ اس نے پھر جرید کے سارے علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا، عامل مقرر کیا اور ان سب رؤسا کو اپنے اپنے پڑوس کے ساتھ اچھائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ سنہ 49 میں قیروان میں سلطان پر مصیبت آن پڑی۔ بعدازاں جرید کا عامل مسعود بن ابراہیم کوچ کر کے اپنے عمال اور محافظ ساتھیوں کے ہمراہ مقرب میں چلا گیا۔ جب کرفہ کے عربوں کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے الزاب کے علاقے سے ورے سفر کے دوران اس پر چڑھائی کر دی اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ساتھ لڑائی کی۔ انہوں نے ان کے خیموں، ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ رؤسا پھر اپنے اپنے شہروں میں خود مختار ہو گئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے۔ وہ پھر اپنے منابر پر الحضرۃ کے حکمران کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی روش پر مسلسل قائم رہے۔ اس دوران یحییٰ بن محمد بن یملول اپنے ساتھ جانوروں کے سدھانے، ہتھیاروں کے بنانے، نماز کے لئے مسجد تیار کرنے، تختوں پر بیٹھنے اور داستان سرائی کے لئے مقابلہ کرنے لگا۔ ابن طرح بے حیائی اور لذات کے حصول کا میدان نہایت وسیع ہو گیا۔ وہ سیاست اور سلطنت کا اکھ گردش جام، چنبیلی کے بستر، لوگوں کی عیش کی اور ندیم یملول اور ہمنشینوں پر فدائی کرنے والوں میں سے ہے اس کے ساتھ اس نے اپنی رعایا پر بھی ظلم و ستم کا دروازہ کھول دیا، اس نے اپنے شہر کے مشاہیر کے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت کا زمانہ ان کاموں کو کرتے لمبا ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان افریقہ پر قابض ہو گیا جس کی حکومت کے حالات ہم بیان کریں گے۔ اس دوران اس کے اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خود مختار حکمران

بنتے ہی سنہ 64 میں حج کیا اور پھر نیکی، رضا اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا، وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لہٰذا اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی دانائی دکھائی۔ اس نے پھر لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے۔ اس کے بعد قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو شرف اور ملک کی سرداری میں ان کا ہمسر تھا، الحضرہ کے حکمران پر اس عہد کی وجہ سے غلبہ پالیا جو اسے قدیم سے حاصل تھا۔ اس نے اسے پھر الحضرۃ میں قضا کے کام پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی، یوں اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی خفیہ جگہوں کے متعلق بتایا اور ساتھ ساتھ اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر پیشوائی میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا۔ جب وہ شہر کے باہر اترا تو اس کا رئیس عبداللہ بہت زیادہ طاقتور، زیادہ فوج والا اور اپنے عزائم کو بہت تیزی کے ساتھ کرنے والا تھا۔ اس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے پھر اسے چھوڑ کر مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف بھڑکایا جبکہ قاضی کو بھی اس پر شبخون مارنے میں شامل کیا۔ وہ اپنی گھات لگائے بیٹھا تھا یہاں تک کہ بیعت ہوئی، اس دوران ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کے قتل کے متعلق اسے بتا دیا۔ اس نے پھر قاضی اور فوج کے متعلق ساز باز کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا۔ یوں اس نے ان کے ورّے پناہ لے لی اور اپنے شہر کی ریاست میں خود مختار حکمران ہو گیا اور پھر سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور ساتھ ساتھ اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا۔ اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ یہ یاد رہے کہ احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خود مختار بنا تھا، وہ گمنامی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا۔ وہ لباس، سواری اور عدل و انصاف میں اہل خیر کے مذہب کو اپنائے ہوئے تھا اور کمی کی طرف مائل تھا۔ جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور اکثر حالات میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا، وہ سرمایہ دار رؤسا سے مقابلہ کرنے لگا۔ اسی دوران میں جبکہ ان رؤسا نے سلطان کے مقابلے میں خود مختاری حاصل کر لی تھی، انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنا لئے، وہ رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگے اور انہوں نے ان پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔ اکثر اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرہ میں اپنے عزائم کے تیر کو موڑتے ہوئے انہیں خاص طور پر بتایا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں جس پر انہوں نے غمزدہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے۔ وہ پھر باہم اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مشورہ کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرۃ کی طرف جانے کی ترغیب دیا کرتے اور دور ہونے کے باوجود اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرۃ کے والی کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے سلسلے میں شک پڑ گیا، انہوں نے پھر سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعوب میں سے تھے۔ اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے لہٰذا ابواللیل کی اولاد ان کی مدافعت کے لئے تیار ہو گئی کیونکہ ان کے اور سلطان کے درمیان بڑی نفرت پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے ان پر چڑھائی کر دی اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا خراج انہیں ملتا تھا۔ یوں اس نے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر چڑھائی کی تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ سلطان نے پھر اپنی فوجوں اور عرب ساتھیوں کو جو اولاد مہلہل سے تھے، قفصہ کے مقابلے میں بٹھا دیا لہٰذا اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا۔ دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے۔ انہوں نے پھر اپنے رہنماء سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالقعدہ سنہ 80 میں گرفتار کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا یوں وہ ابن العابد کے دیار پر ہر چیز سمیت قابض ہو گیا۔ اس کے غلبے کو اس کی ولایت کی مدت کی طوالت کی وجہ سے لکھا نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے بہر حال اموال کو بہت اکٹھا کیا۔ سلطان نے بعد ازاں قفصہ پر اپنے بیٹے ابوبکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا۔ وہ پھر مرداس کے قبائل کے ہاں اترا اور ان میں مال کو تقسیم کیا، یوں وہ اس کے ساتھ الزاب کی طرف گئے اور وہ پھر بسکرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی۔ وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے پاس اترا اور اس توقع پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور یوں ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا لیکن وہ اسی سال میں ان کے پاس سے

کے بعد فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر سلطان کو پیغام بھیجا لہٰذا وہ اسے راستے میں ملا، وہ پھر شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اترا اور کے ذخیرے پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرے سے تھیں، انہوں نے وہ سلطان کو دے دیں۔ اس پھر اپنے بیٹے المنتصر کو توزر کا حکمران مقرر کیا اور پھر خلف بن خلف کو نفطہ سے بلایا کیونکہ وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی، یوں جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پھر سلطان کی اطاعت اختیار کرنے تیزی دکھائی اور وہ اطاعت کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا۔ آخر کار سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اس کے نے کی امید پر اسے دوسری جگہ دے دی، اس نے پھر اسے اپنے بیٹے المنتصر کی حجابت سے ہٹا دیا، اسے اس کے ساتھ توزر میں اتارا اور اسے دیا کہ وہ آ سے نفطہ شہر پر اپنا جانشین بنائے۔ یوں اس نے اسے نفطہ کا حاکم مقرر کر دیا اور الحضر ۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران جب ابن نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا ہے لہٰذا اس نے توزر سے ابن یملول سے خط و کتابت لیکن سلطان کے ساتھیوں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریاح کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں کہ ابن یملول کو کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی لہٰذا انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں تیزی دکھائی اور نفطہ پر اس کی طرف سے حکمران مقرر کر دیا انہوں نے سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفصہ کا واقعہ پیش آ گیا لہٰذا امیر المنتصر نے اس کے قتل میں تیزی کی۔ قفصہ کا واقعہ یہ ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ اور اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس گئے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبدالعزیز اور ابن عبداللہ بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ابی زید تھے۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ امیر ابوزکریا اعلیٰ کے دور میں ان کے سلف کو جرید کے خراج کو اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

یوں جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفصہ میں رہیں۔ اس وقت اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبداللہ کا مددگار تھا جو ترک لوگوں میں سے تھا اور علاوہ ازیں سلطان کی اطاعت میں شہر کے امور کا منتظم تھا پھر شیطان نے اس کے دل میں خود مختاری کی بات بٹھا دی اور اس کے لئے وقت مقرر کرنے لگا۔ اس دوران میں امیر ابوبکر توزر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کمینے لوگوں کو جمع کر لیا۔ وہ پھر انہیں قصبے کی طرف لے آیا اور عبداللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستیوں میں داد خواہ بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ دن کچھ حصے میں لڑائی کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی، یوں جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت نے آ لیا اور شریر اس کے ارد گرد سے رفو چکر شہر کے مکانوں میں روپوش ہو گئے۔ جلد ہی جن لوگوں کو انہوں نے خروج میں شامل کیا تھا، ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے۔ جب ابوبکر کو توزر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا لیکن اس کے دل کو سکون تھا۔ اس نے پھر جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے برأت کا اعلان کر دیا، جس کے بعد لوگوں نے بھی اس سے برأت کا اظہار کیا۔ اس دوران لداروں کو اطلاع ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے کپڑوں میں شہر کے دروازے سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لائے۔ اس نے پھر انہیں مثلہ کرنے کے بعد قتل کر دیا، یوں سلطان جرید میں خود مختار حاکم بن گیا اور وہاں سے بدی کے آثار مٹ گئے۔

اس وقت الحامہ کا شہر قسطیلہ کی عملداری میں شامل تھا اور حامہ قابس کے نام سے معروف تھا۔ حامہ عطماطہ کی نسبت اس کے باشندوں کی نسل کی جو بربری تھے، کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے اس شہر کی حد بندی کی تھی۔ اب تک اس میں توجر اور بنی ورتاجن کے تین قبیلے پائے جاتے ہیں جو کہ عصبیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں یعنی اولاد یوسف اور اولاد وحجاف۔ اولاد یوسف کی امارت اولاد ابو منیع میں ہے جبکہ اولاد وحجاف کی امارت اولاد وشاح میں ہے لیکن مجھے یہ پتہ نہیں کہ ان کے دو گروہ کیوں بنے ہیں۔ ابو منیع کے قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجاء بن یوسف کے تین فرزند تھے: بوشاک، ابو محمد اور ملالہ۔ اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک پھر اس کے بیٹے منیع پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بعد بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابو عنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اولاد وحجاف کی امارت ابتداء میں محمد بن احمد بن وشاح کے پاس تھی جبکہ اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن مکی حکمران

تھا۔ الحضر ۃ سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان کے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر دیئے۔ یہ یاد رہے کہ سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار ابومنیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا جبکہ سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا حکمران تھا۔ اسے ایک روز کے متعلق شک گزرا تو انہوں نے خروج کرنا چاہا لہٰذا سلطان کے پاس اس بارے میں خفیہ رپورٹ ہوئی تو اس نے خود آ کر لڑائی کی تو یہ بھاگ گئے۔ پھر یوسف کی اولاد میں سے سات آدمی پکڑے گئے۔ جنہیں قتل کر دیا گیا، اس کے بعد امیر واپس آ گیا اور موسیٰ بن حسن کو حکمران بنایا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بھائی ابوعنان حاکم بنا جس کی ولایت کا دور دیر تک قائم رہا، وہ بہت اچھا اور شریف آدمی تھا۔ اس کی وفات سنہ 42 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا دوسرا فرزند ابوزیان حکمران بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عم زاد مولا ھم بن محمد والی بنا۔ بعد ازاں وہ اہل جرید کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، وہ پھر فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے عم زادوں میں سے حسان بن ہجرس والی بنا۔ اس کے بعد اولاد دحاف میں سے محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر چڑھائی کر کے اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر سنہ 78 کی حکمرانی کی لہٰذا الحامہ میں اس پر حملہ کیا گیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاص کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں حسان بن ھجرس کو ان کا حکمران مقرر کیا گیا۔ یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا، یہ یوسف بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور المصدو قیہ اور غلے کے قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا تھا۔ اس نے پھر اسے سب طرف سے گھیر لیا۔ مجھے ان کے بعض نسابیوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے ہے اور حامل ان کا سردار تھا۔ جبکہ وشاح، تامل کے لڑکوں میں سے ہے اور ان کے دو گروہ ہیں یعنی بنوحسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولا ہم اور عمر ابوعلان، یہ سب کے سب بنوحسن میں سے ہیں جبکہ محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے، یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے۔ وہ نفراوہ اور قسطیلہ کے نواح میں اس دور میں توزر کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ ان کے اور توزر کے مابین قبیلے کی طرف خطرناک مگرمچھ پائے جاتے ہیں جو درجہ ظالم ہیں، ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ مسافروں کو راستہ معلوم ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ بھول جاتا ہے تو مگر مچھ اسے نگل جاتے ہیں۔ ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو کہ بربری نفراوہ کا بقایا ہے اور جو اپنے جمہور کے خاتمے کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے اس کے بعد وہ عرب، بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہد بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جنہوں نے امان اور جزیہ پر وہاں رہائش اختیار کی تھی۔ آج بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے۔ ان کے پاس پھر شرید کے اعراب اور بنی سلیم کے زعب آئے، یہ سب لڑائی سے معذور تھے لہٰذا انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفراوہ بکثرت ہو گئے۔ وہی اس زمانے میں وہاں کے عام باشندے ہیں۔ ان نفراوہ کے صدر دفتر میں کوئی سرداری نہیں کیونکہ یہ لوگ عموماً توزر کے نواح میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ان کی سرداری کا یہ حال ان کے ان متقدمین کا ہے جو حفصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے، ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ ان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے والیوں اور موالیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

بنی مکی کی روداد

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا۔ اس کے حکمران اغالبہ اور عبیدیوں کے دور میں قیروان سے آتے تھے جبکہ صنہاجہ کے زمانے سے منہاجہ حکمران ہوتے تھے۔ جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو منہاجہ الطوائف کی حکومت جو قابس میں تھی، تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد منہاجہ المعز بن محمد منہاجی سے یونس بن یحییٰ صنبری نے جو مرداس ریاح سے تھا، امارت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دے دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا پھر اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم حکمران بنا پھر اہل قابس نے اس سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے عمر بن المعز بن بادیس کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا، یہ سنہ 489 کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا جو کہ عربوں سے محبت کرتا تھا۔ قابس اور اس کے نواح اس وقت زغبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر ریاح نے غلبہ پا لیا۔ بعد ازاں بنی دھمان میں سے مکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارغ وہاں آباد ہو

دران معا بنی علی میں سے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے لہٰذا اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ موحدین نے افریقہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو مدافع بن رشید وہاں بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اسے اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ یوں بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور قابس اور اس کے علاقے موحدین کے لئے ہو گئے۔ افریقہ کے حکمران جو سرداروں میں سے ہوتے تھے، اس پر موحدین کو والی بناتے تھے یہاں تک کہ بنی غالیہ اور قراقش، طرابلس اور قابس اور اس کے نواحی علاقوں پر غالب آ گئے، ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کیا۔ بعدازاں موحدین نے یحییٰ بن غانیہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے عمال کو وہاں اتارا۔ جب شیخ ابی محمد عبدالواحد کی موت کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور عاقل نے افریقہ پر اپنے فرزند ابو محمد عبداللہ کو حکمران مقرر کیا تو اس کے ہمراہ قابس پر امیر ابوزکریا کے لئے اپنے بھائی کو مقرر کیا، یوں وہ وہاں کا حکمران بن گیا پھر اس نے خود مختار بن کر، اپنے بھائی کو ہٹا کر اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اس دور میں قابس کی رشتہ داری اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا، مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال بنو مکی کا نسب، لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے اللہ بن ابی الحسن بن محمد بن زیادۃ اللہ بن الحسین البلوی ہے۔ یہ بنو مکی امیر ابوزکریا کے اچھے دوست تھے، جب اس نے خود مختار بننے کا عزم کیا تو ابوالقاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی بن گیا، اس نے اس وجہ سے اور اس کی قوم کو مولیٰ ابی زکریا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا، اس نے پھر اس بات کی وجہ سے ان کے مراتب کو بلند کیا اور ان کا لحاظ رکھا۔ بعدازاں بنو سلیم نے شہر کی سرداری میں، کینہ رکھنے کے باعث اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا اور اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ پھر اپنے شہر کی شوریٰ میں آزاد ہو گئے۔ بعدازاں وہ مولیٰ ابوزکریا اول اور اس کے بیٹے مستنصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے پھر وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں، وہ یہ کہ واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور یہ کام داعی بن ابی عمارہ کے حکم سے ہوا جس نے کسی طرح اپنے غلام نصیر کی تدبیر سے فضل بن مخلوع کے ذریعہ لوگوں پر یہ بات مشتبہ کر دی؛ اس نے پھر تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اس کی تدبیر مکمل ہو گئی وہ یوں کہ جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا تو عرب اس کی بیعت کو چل پڑے، اس نے پھر سب سے پہلے قابس کے اس زمانے کے رئیس کو مخاطب کیا جو بنی مکی میں سے تھا اور جس کا نام عبدالملک بن عثمان بن مکی تھا۔ اس نے اس کی اطاعت کرنے میں تیزی دکھائی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت پر آمادہ کیا، اس بات کی وجہ سے اسے حکومت میں بڑا رسوخ حاصل ہو گیا۔ جب داعی بن ابی عمارہ نے سنہ 81 میں تخت خلافت پر ایک جسم دکھا دیا تو اس نے الحضرۃ میں خراج جمع کرنے کا کام اسے سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے۔ اس نے پھر اس کے مرتبہ میں اضافہ کر دیا اور محل سے اس کے پاس لونڈیاں ھدیۃً بھیجنے کے بعد اسے الحضرۃ میں حکمرانی کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خود مختار بنا دیا۔ جب داعی مر گیا اور خلافت کے قدم جم گئے جیسا کہ سنہ 83 کے حالات میں ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ بعدازاں عبدالحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا۔ یوں وہ پھر اس کی اطاعت میں کمزوری دکھانے لگا۔ اس نے پھر اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرنے کے لئے اپنے منابر پر بھیجا پھر سنہ 93 میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولی ابوزکریا اوسط کو بھیجی جس کا بیٹا احمد، جو ولی عہد تھا سنہ 97 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہو گیا، یوں پھر ان کا پوتا ان کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا۔ اس کے عمزاد یوسف بن حسن نے اس کی کفالت کی پھر اس نے خود مختار بن کر اپنی حکومت سنبھال لی یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں پیچھے چھوڑ گیا جو اہل اصبہان اور بنی مکی کے خاندانوں میں سے تھا۔ یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہو گیا لہٰذا سلطان نے اب لحیانی کو الحضرۃ کی طرف بھیجا انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا، اس نے پھر اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے دور میں انہیں ان کے شہر میں واپس بھیج دیا اس دوران میں مکی فوت ہو گیا، وہ اپنے پیچھے دو نوجوان بچے عبدالملک اور احمد چھوڑ گیا لہٰذا ابن نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو کر بڑے ہو گئے۔ ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی، ان کا اصل کام اپنے والد کی طرح صرف خلیفہ

کے لئے دعا کرتا تھا، کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا۔ اس کے بعد سلطان ملک کے دفاع، ان کی فوجوں کو غربی سرحدوں سے ہٹانے اور اپنے اقرباء کو الحضر ۃ سے جلاوطن کرنے میں مشغول رہا۔ جب سلطان ابو یحییٰ اللحیانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالواحد مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اترا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے لہٰذا انہوں نے اس عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا، انہوں نے پھر ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت کی دعوت دی۔ جب سلطان ابو یحییٰ سنہ 33 میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ وہ پھر الحضر ہ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا۔ جب سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا جس پر وہ قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے۔ اس وقت حکومت انہیں ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل فنا ہو گئی، یوں حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد عمر نے صفاقس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ سنہ 57 میں اس پر متغلب ہو گیا۔ جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو ابن تافراکین الحضر ہ پر غالب آ گیا تھا، اس کا سینہ ان دونوں کی عداوت سے بھرا ہوا تھا لہٰذا اس نے ان دونوں کو بر و بحر واپس کر دیا یہاں تک کہ سنہ 64 میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اس نے ان دونوں پر اپنے فرزند محمد کو امیر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کا پروردہ تھا، اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس دوران احمد بن مکی، حاجب بن تافراکین کی موت کے سائے ہی میں الحضر ۃ میں یوں فوت ہو گیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے ایک ہی وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کو اپنے غلام ظافر علج کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لیکن ظافر اس کی موت کے بعد جلد ہی فوت ہو گیا۔ یوں عبدالرحمان طرابلس میں خود مختار حکمران بن گیا۔ اس نے پھر بری سیرت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابوبکر بن محمد بن ثابت نے اپنے طاقتور بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم سنہ 72 کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ وہ پھر اس پر بربریوں اور عرب ہم وطنوں کو چڑھا لایا لہٰذا اہل شہر نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور ان پر چڑھائی کر دی ابوبکر نے اس پر حملہ کرنے میں تیزی دکھائی اور انہوں نے پھر اسے امرائے ذ تاب میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا، ان نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا جو اس کی فرودگاہ اور قابس میں اس کے چچا کی رعیت میں تھا اس کے بعد وہ وہیں سنہ 79 میں فوت ہو گیا جبکہ عبدالملک مسلسل سنہ 81 تک قابس پر حکمران رہا، اس کا بیٹا یحییٰ اس کی وزارت پر مخصوص رہا جبکہ اس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا معاون رہا۔ ان کے احوال پھر پلٹ گئے اور ان کے ہاتھ سے وہ عملداریاں بھی جاتی رہیں جو اس کے بھائی احمد کے زمانے میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ، جربہ اور صفاقس اور اس قسم کی دیگر عملداریاں۔ حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جو صرف اس کے بھائی کے لئے مخصوص تھا اور یمن صرف اس کے حیلے کے قرب کی وجہ سے قائم تھا۔ ان دونوں کی سیرت عدل کرنا تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنے اہل مصر کے مابین فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے۔ احمد کو تو ادب سے بھی شغف تھا اور بہت اچھے اشعار کہتا تھا۔ اسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا۔ وہ اہل مشرق کی طرف حروف کی اشکال اور اوضاع بناتا تھا۔ اس کے بھائی عبدالملک کو بھی مختلف علوم میں بہرہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے نقادوں میں شامل تھا۔ جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کیا اور اپنی قوم کو دعوت حفصی دینے میں مخصوص ہو گیا تو اہل جرید کو اس سے ڈر لگنے لگا، وہ پھر امتناع کے متعلق اس سے معاوضہ کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کر لیا، انہوں نے پھر افریقہ میں صاحب تلمسان کو ترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا۔ جب انہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ اپنی عداوت سے باز آ گیا۔ اس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف حملہ کر دیا اور نفطہ قفصہ اور توزر پر قبضہ کر لیا لہٰذا ابن مکی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی اطاعت کا پیغام بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ الحضر ہ کی طرف واپس آ گیا اور پھر المصدوقہ سے واپس آ گیا۔ بعد ازاں اہل شہر انہیں حیلے بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے چند کو پکڑ لیا اور دوسرے چلے گئے۔ اس دوران بنو احمد نے جو ذ تاب میں سے اس کے نواح میں رہتے تھے، اس کے خلاف خروج کر دیا لہٰذا انہوں نے اس سے لڑائی کی اور قابس میں امیر اکبر کو اطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے۔ اس نے پھر ان کی طرف فوج بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب پڑاؤ پر شبخون مارنے میں شامل ہو گئے، اس نے اس کام کے لئے ان پر بہت مال خرچ کیا لہٰذا انہوں

نے اس پر شبخون مارا اور وہ پھر چلا گیا۔ جب سلطان کو اس امر کی اطلاع پہنچی تو وہ الحضرۃ سے سنہ 81 میں نکلا اور قیروان میں اترا۔ یوں دونوں فریق ہو گئے۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو معذرت کے لئے بھیجا تو ابن مکی نے اطاعت کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کجادوں کو اور عرب قبائل میں جا اترا لہٰذا سلطان جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے محلات پر قابض ہو گیا۔ جلد ہی اہل بلد نے اس کی بیعت کر لی، اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو ان پر حکمران مقرر کیا اور خود تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ عبدالملک تھوڑے دنوں بعد عرب قبائل کے درمیان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمان اور اس کا بھتیجا احمد جو اپنے باپ کے بعد طرابلس کا والی تھا، وہ بھی فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یحییٰ اور اس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں اپنے شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی اطاعت سے گیا تھا لہٰذا وہ بلاد ذتاب میں سے زنزور میں اترے جو اس کے مضافات میں تھا۔ وہ پھر وہیں قیام پذیر ہو گئے اور شرقی نواح سلطان کی اطاعت پر رہے بعد ازاں اس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور عبدالوہاب قابل میں برانس کے قبائل میں رہتا رہا۔ جس حکمران کو سلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی جماعت نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں ساز باز کی۔ وہ پھر البلد کی طرف آیا اور اس پر شبخون مارا۔ انہوں نے پھر حکمران پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا۔ اس طرح عبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد مشرق سے آیا تو اس نے اس حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار اس پر حملہ کیا۔ آخر اس نے اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اسے قصر العدو میں قید کر دیا وہ کئی سال قید خانے میں مقیم رہا پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے والی ابن وشاح سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ اس نے پھر اس کی مدد کی اور وہ مسلسل قابس کے نواح پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی مکی کے بیٹے عبدالوہاب کو گرفتار کر لیا اور سنہ 790 میں اسے قتل کر دیا۔ وہ وہاں سنہ 796 تک وہاں خود مختار حکمران رہا۔ اس کے بعد عمر کو سلطان ابوالعباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے یہاں تک کہ اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اسے ٹیکس ادا کئے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے صفاقس اور اس کے نواح کا حکمران بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار والی ہو گیا۔ اس نے پھر الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ پھر اس کے ساتھ چل پڑے لہٰذا اس نے اس پر شبخون مارا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے یحییٰ بن عبدالملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور یوں قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

وللہ الامر من قبل ومن بعد وھو خیر الوارثین

حصہ دوازدہم

350ھ سے 800ھ کے درمیان

دنیائے عرب میں پائے جانے والے مختلف قبائل

اور ان کے حکمرانوں کے حالات

باب ۱:

بربری قبیلوں میں سے زناتہ قوم اور اس کی سرکردہ شاخوں کا بیان اور ان کی وقتاً فوقتاً قائم ہونے والی قدیم وجدید حکومتوں کے حالات

آج بھی زناتہ المغرب کی ایک معزز اور اثر ورسوخ رکھنے والی قوم ہے۔ یہ لوگ خیموں میں بود و باش رکھتے، گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرتے، زمین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور صحرائی سفر سے مانوس ہوتے ہیں اور بستیوں سے سواریاں لانے اور لے جانے سے روزی کماتے ہیں، خادم پیشہ لوگوں کی اطاعت کو عار سمجھتے ہیں۔ گویا ابھی تک ان عادات پر قائم ہیں جو ہمیشہ عربوں کا شعار رہی ہیں۔ بربری قبائل کے درمیان ان کا طرۂ امتیاز وہ عجمی زبان ہے جس کے ذریعے وہ بات چیت کرتے ہیں۔ ان کی زبان دیگر بربری زبانوں سے اور ان کے مواطن افریقہ و مغرب کے دیگر بربری مواطن سے ممتاز و معروف ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ غدامس اور سوسِ اقصیٰ کے درمیان بلادِ نخیل میں آباد ہیں حتیٰ کہ ان صحرائی بے گیاہ بستیوں میں رہنے والے بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

ان میں سے ایک قوم طرابلس کے پہاڑوں اور مغرب کے نواح میں رہتی ہے۔ اور ان کے باقی بھائی بند اس زمانے میں جبل اور آس پاس کے ہلالی عربوں کے ساتھ سکونت پذیر ہیں اور انہی کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی ہے چنانچہ وہ انہی کی نسبت سے معروف ہے یعنی اسے زناتہ کا وطن کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ہم قبیل لوگ مغرب اقصیٰ میں رہتے ہیں جو اس زمانے میں سرزمین میں صاحب حکومت ہیں اور قدیم زمانے میں یہاں ان کی کچھ اور حکومتیں بھی قائم تھیں گویا حکومت ہمیشہ انہی قبائل میں باری باری آتی رہی ہے یہاں تک کہ ہم ان میں سے ہر قبیلے کے حالات بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب ۲:

زناتہ کی نسبی تحقیق اور ان کے اختلاف، تعداد اور احوال کا بیان

بربری قبائل کے درمیان ان کے حسب نسب کے متعلق نسابوں کے درمیان اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ شانا کی اولاد میں سے ہیں۔ شانا کے سلسلے میں ابو محمد بن حزم نے کتاب ''الجمہرہ'' میں لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن رحیک بن مادغیس بن بربر ہے۔

اسی طرح وہ کتاب الجمہرہ میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس یوسف الورّاق نے ایوب بن ابی یز[illegible] جب وہ ناصر کے دورِ حکومت میں اپنے انقلابی باپ کی طرف سے قرطبہ آیا تھا، بیان کیا کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن مقبو بن قروال بن یملا بن

مادغیس بن رحیک بن همرحق بن کراد بن مازیغ بن ہراک بن ہرک بن برابن بربر بن کنعان بن حام ہے۔ ابن حزم کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس، بربر سے کوئی قریبی نسبت نہیں رکھتا اور اس سے پیشتر ہم اس کے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں جو کچھ منقول ہے، یہ اس سے صحیح تر ہے کیونکہ ابن حزم ثقہ ہے اور کوئی دوسرا اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

قوم زناتہ کے عظیم شخص ابن ابی زید سے جو کچھ منقول ہے اس کی بنا پر بربری قبائل کو فقط برنس کی نسل سے قرار دیا جا سکتا ہے۔ البتہ البتر ایسے لوگ ہیں جو مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور یہ بربریوں میں سے نہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ زناتہ قبائل انہی میں سے ہیں اور بربریوں کے بھائی بند ہیں کیونکہ یہ سب کنعان بن حام کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ ان کے نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

زناتہ کی نسبی تحقیق

ابو محمد بن قتیبہ سے اس قوم کے نسب کے بارے میں منقول ہے کہ زناتہ، جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ زناتہ کا نسب جانا بن یحییٰ بن ضریس بن جالوت سے ہے اور جالوت کا نسب ونور بن جربیل بن جدیلان بن جالد بن دیلان بن حصی بن یاد بن رحیک بن مادغیس الابز بن قیس بن عیلان سے ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان کا تعلق جالوت بن جالود بن برونال بن قحطان بن فارس سے ہے اور فارس مشہور آدمی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن برونال بن بالود بن دبال بن برنس بن سفک کی اولاد ہیں اور سفک تمام بربری قبائل کا باپ ہے۔

مقامی نسابوں کی رائے

خود زناتہ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ قوم زناتہ حمیر سے تعلق رکھتی ہے اور پھر ان میں سے کچھ لوگ تبابعہ میں سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ عمالقہ میں سے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جالوت، عمالقہ میں سے ان کا جدّ امجد ہے اور ان کے بارے میں سچ بات وہی ہے جو سب سے پہلے ابو محمد بن حزم نے بیان کی ہے، اور جو کچھ بعد میں بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔

پہلی روایت جسے ابو محمد بن قتیبہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے، خاصی بدلی ہوئی ہے یعنی اس میں کتر بیونت اور کمی بیشی کی جا چکی ہے۔ اس کے مطابق مادغیس کا نسب قیس بن عیلان تک بیان کیا گیا ہے۔ نیز کتاب البربر کے شروع میں ان کے انساب کا تذکرہ ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے، اور نسابوں کے ہاں قیس کے بیٹے مشہور و معروف ہیں۔

جالوت کا نسب، جسے قیس تک بیان کیا گیا ہے، ایک دور از قیاس بات ہے۔ اس کی شہادت اس امر سے بھی ملتی ہے کہ معد بن عدنان خامس قیس کے آباؤ اجداد میں سے ہے جو بخت نصر کا ہم عصر تھا۔ جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

بخت نصر کا بیان

جب بخت نصر، عربوں پر غالب آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف وحی کی کہ وہ معد کو رہائی دلائے اور اسے اپنے علاقے میں لے جائے۔ بخت نصر، حضرت داؤد علیہ السلام کے تقریباً چار سو پچاس سال بعد ہوا ہے۔ اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کرنے کے بعد اتنی ہی مدت میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پس معد، اتنی ہی مدت حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے اور اس کا بیٹا قیس خامس، حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مدت کے بعد ہوا ہے، اور جالوت جسے قیس کے بیٹوں میں سے بیان کیا گیا ہے، وہ اس سے بھی دگنے زمانے میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے حالانکہ نص قرآنی کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

بربری قبائل میں جالوت کی شمولیت

اب رہی بات جالوت کو بربری قبیلوں کے نسب میں شامل کرنے کی کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولاد میں سے ہے تو یہ غلط بات ہے۔ اسی طرح

جن لوگوں نے اسے عمالقہ کی طرف منسوب کیا ہے، وہ بھی غلطی پر ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ جالوت بنی فلسطین بن کسلوحیم بن مصرایم بن حام میں سے ہے جو حام بن نوح کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ قبط، بربر، حبشہ اور نوبہ کے ہم قبیل ہیں جیسا کہ ہم نے حام کے بیٹوں کے نسب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی فلسطین کی دشمنی

بنی فلسطین اور بنی اسرائیل میں بہت سی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ شام کے علاقے میں ان کے بہت سے بربری بھائی بند تھے اور کنعان کی دیگر اولاد بھی کثرت میں ان کے مشابہ تھی۔ اس زمانے میں فلسطینی اور کنعانی قوم اور ان کے قبائل ہلاک ہو گئے اور بربری قبائل کے سوا کوئی باقی نہ بچا البتہ فلسطین کا نام ان کے اس وطن سے مخصوص ہو گیا اور جالوت کے ذکر کے ساتھ بربری قبیلوں کا نام سننے والے نے خیال کر لیا کہ جالوت ان میں سے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مقامی نسابوں کے مطابق زناتہ اور حمیر کی قرابت داری

زناتہ کے نسابوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دو حافظوں یعنی ابو عمرو بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے، ان دونوں کا کہنا ہے کہ بلادِ بربر کی طرف حمیر کے آنے کا ذکر صرف موٴرخین یمن کی من گھڑت روایات میں پایا جاتا ہے۔ موٴرخینِ زناتہ کو بربری نسب سے ترفع حاصل کرنے کے جذبے نے ہی حمیر کی طرف منسوب ہونے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس زمانے میں خراج اکٹھا کرنے کے لیے ان کے خادم بلکہ غلام بنے ہوئے تھے، حالانکہ یہ ایک وہم ہے جب کہ بربری قبائل میں ایسے لوگ بھی تھے جو عصبیت میں زناتہ کے مدمقابل تھے یا ان سے بھی زیادہ سخت تھے جیسے کہ ہوارہ اور مکناسہ ہیں۔ پھر ان میں ایسے لوگ بھی تھے، جنہوں نے عربوں کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا جیسے کتامہ اور منہاجہ۔ نیز وہ بھی تھے جنہوں نے منہاجہ کے ہاتھوں سے ایک مدت تک حکومت چھین لی تھی جیسے کہ مصامدہ ہیں۔ یہ سب قبائل زناتہ سے بہت زیادہ طاقت ور اور زیادہ جمعیت والے تھے۔ جب یہ لوگ فنا ہو گئے تو انہیں مغلوب ہونا پڑا اور تاوان کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ اس دور میں بربریوں کا نام تاوان ادا کرنے والوں سے مخصوص ہو گیا۔ پس زناتہ نے مظلومیت سے فرار چاہتے ہوئے اس نام سے پیچھا چھڑانا مناسب سمجھا اور عربی نسب کے خالص ہونے کی وجہ سے، نیز اس خیال سے کہ اس میں متعدد انبیاء کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے، اس میں داخل ہونے اور خصوصاً مضر کے نسب میں شامل ہونے کو بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ بن نوحؑ بن شیثؑ بن آدمؑ یعنی پانچ برگزیدہ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن بربری جب حام کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی اسی ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں جو مخلوقات کا تیسرا باپ ہے، آج دنیا کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس دور میں آپ کے نسب سے بہت تھوڑے لوگ نکلے ہیں، حالانکہ صحرا میں الگ رہنے کی وجہ سے عربوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ پس زناتہ کو اپنا یہ نسب نامہ اچھا لگا اور ان کے نسابوں نے ان کے سامنے اسے خوبصورت کر کے پیش کیا حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ عمومی نسب کے لحاظ سے ان کا بربر ہونا ان کے عزت و غلبہ کے شعار کے منافی نہیں جب کہ بہت سے بربری قبائل اس کی مثل بلکہ اس سے بہت بڑے بھی ہیں۔ انسانوں کے کئی قبائل کئی اوصاف میں زیادہ اہم اور ممتاز ہیں حالانکہ سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ حضرت نوحؑ، ان کے بعد ہوئے ہیں، اسی طرح عرب اور ان کے قبائل بھی ممتاز اور برگزیدہ ہیں حالانکہ سب سام کی اولاد ہیں اور حضرت اسماعیلؑ اس کے بعد ہوئے ہیں۔

سامی اقوام میں انبیاء کی کثرت

اب رہی بات نسب میں متعدد انبیاء آنے کی، تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور جب حالات کے بدل جانے سے لوگوں میں یک رنگی نہ پائی جائے تو کسی قوم کے عمومی نسب میں اشتراک کرنے سے کچھ نقصان نہ ہوگا حالانکہ بربری قبائل کو جو ذلت حاصل ہوئی وہ کثرت تعداد اور ان حکمران اقوام کے ہلاک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی جو حکومت اور ترفع کی راہ میں جام مرگ نوش کر گئے جیسا کہ ہم نے اپنی

مؤلفہ پہلی کتاب میں بیان کیا ہے، وگرنہ انہیں کثرتِ آبادی، غلبہ، حکومت اور مال ومتاع سب کچھ حاصل تھا۔

عمالقہ اور زناتہ کا تعلق

زناتہ قوم کا شام کے عمالقہ سے ہونا ایک غیر اہم قول اور حقیقت سے دُور بات ہے کیونکہ شام میں رہنے والے عمالقہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عمالقہ وہ ہیں جو عیصو بن اسحٰق کی اولاد سے ہیں جنہیں نہ کثرت حاصل ہے اور نہ حکومت، اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مغرب کی طرف گیا تھا بلکہ وہ اپنی تعداد کی کمی اور اپنی قوم کی ہلاکت کی وجہ سے پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہیں۔ دوسرے عمالقہ بنی اسرائیل سے قبل، شام میں صاحبِ حکومت ودولت مند تھے اور اریحا ان کا دارالسلطنت تھا۔ بنی اسرائیل نے ان پر غلبہ پا کر شام اور حجاز میں ان سے حکومت چھین لی اور پھر وہ محکوم ان کی تلواروں کا کھاجا بن گئے۔ پس یہ قوم ان ہلاک شدہ عمالقہ میں سے کیسے ہو سکتی ہے، اگر یہ روایت بیان کی جائے تو اس سے شک پڑ سکتا ہے، لیکن جب اسے بیان ہی نہیں کیا گیا تو یہ شک کیسے پیدا ہو سکتا تھا جب کہ یہ حقیقت سے بھی بعید ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے۔

زناتہ قوم کے قبیلوں کا ذکر

زناتہ کے قبائل اور ذیلی گروہ بہت سے ہیں، ہم ان میں سے مشہور قبیلوں اور گروہوں کا ذکر کرتے ہیں۔ زناتہ کے نسّاب اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے تمام ذیلی قبیلے، جانا کے تین بیٹوں کی طرف سے نکلے ہیں اور وہ ورسیک، فرنی اور الدیرات ہیں۔ زناتہ کی انساب کی کتابوں میں ایسے بھی لکھا ہے۔

ورسیک کی اولاد

ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الجمہرہ میں ورسیک بن جانا کی اولاد کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نسابوں کے نزدیک وہ مسارت، رغائی اور واشروجن ہیں اور واشروجن سے واریعن بن واشروجن نکلا ہے۔ اور ابو محمد بن حزم ورسیک کے بیٹوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسارت، ناجرت اور واسین ہیں۔

فرنی کی اولاد

زناتہ کے نسابوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے نیر مرتن، مرنجیصہ، ورکلہ، نمالہ اور سبرترہ ہیں اور ابو محمد بن حزم نے سبرترہ کا ذکر نہیں کیا، باقی چاروں کا ذکر کیا ہے۔

الدیرات کی اولاد

اسی طرح زناتہ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ الدیرات بن جانا کا بیٹا جداد بن الدیرات ہے، لیکن ابن حزم نے اس کا ذکر نہیں کیا، اس نے الدیرات کے ذکر پر صرف اتنا کہا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدیرات بھی ہیں جو دمر بن ورسیک کے دو ذیلی گروہ ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ دمر، لقب ہے اور اس کا نام العانا ہے۔

بنو زاکیا

وہ مزید بیان کرتا ہے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو بغزاد، بنو یفرن اور بنو واسین ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین، مغراد کی ماں کی مملوکہ تھی۔ یہ بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا اور یزید کا ایک تہائی حصہ ہیں اور ان میں زناتہ کے نسابِ مغراد کے بھائی ریتیات بن یصلتن، یفرن اور واسین ہیں اور ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

دمر

ابن حزم بنوورنید بن واتتن بن واردیرن بن دمر کودمر کے نسب سے قرار دیتا ہے اوراس نے بنی دمر کے ساتھ قبائل کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو کہ ...ل، لغورۃ، زناتین، دمر، برزال، یصدر بن وضنعان اور بطوفت کے نسب کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ابو محمد بن حزم نے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اس ...یال ہے کہ یہ ابوبکر بن یکنی البرزالی الاباضی کی تحریر ہے۔

بربری نساب ابوبکر کا بیان

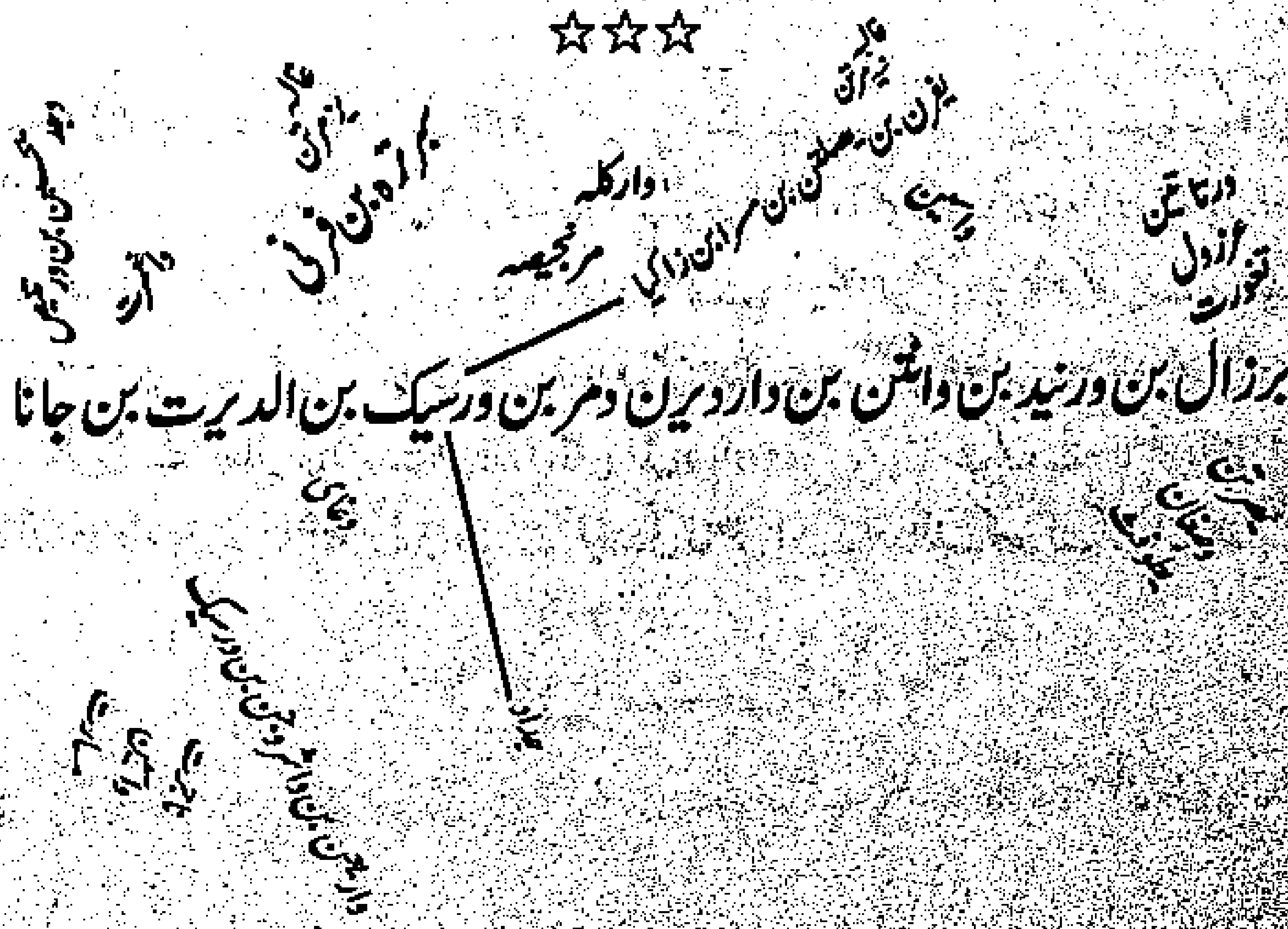
ابوبکر بن یکنی کے متعلق ابن حزم نے لکھا ہے کہ وہ ایک زاہد تھا جوان کے انساب کا عالم تھا اوراس نے بیان کیا ہے کہ بنوواسین اور بنو برزال ...ی تھے اور بنی یفرن اور مغراوہ سنی تھے اور سابے بن سلیمان مطماطی اور ہانی بن یصدور الکومی اور کہلان بن ابی لوا جیسے بربری نسابوں کے نزدیک ...ی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ بنی ورسیک بن الدیرات بن جانا تین ذیلی قبیلے ہیں جو بنوزا کیا، بنودمر اور آنشہ ہیں۔
ان میں سے بنوآنش اور وہ سب کے سب بنوواردیرن بن ورسیک ہیں اور زا کیا واردیرن سے تین شاخیں مغراوہ، بنویفرن اور بنویرنیان نکلی ہیں۔ ...ن سب کے سب بنواسیلتن بن مسر بن زاکیا بن آنش بن واردیرن ہیں۔ اور دمر واردیرن سے پھر تین شاخیں، بنوتغورت، بنوعزرول اور بنو ...ن پھوٹی ہیں۔ یہ سب کے سب وتید بن دمر کی اولاد ہیں۔ اس بات کا تذکرہ بربری نسابوں نے کیا ہے جو ابن حزم کے بیان کے خلاف ہے۔ ...کے دیگر نساب بھی جوان کے قبائل میں سے ہیں، یہی بات بیان کرتے ہیں لیکن وہ تخفش کی طرح ان کا نسب بیان نہیں کرتے حالانکہ وہ جبل ...کے باشندے ہیں جو مکناسہ، سجاسن، ربعان، تحلیلہ، قیسات، واغرت، تیفراض، وجدیجن، بنوبلولو اور بنودمانی اور بنوتوجین کے قریب واقع ہے۔

...ین کے بیٹے

بنوتوجین بلاشک وشبہ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہے ظاہری طور پر صحیح نسب کے لحاظ سے بنی واسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ ...جدیجن، واغرت اور بنوورتیغص کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ وہ برانس میں سے ہیں جو بربر کی ایک شاخ ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر ...ہیں۔ ابن عبدالحکم نے اپنی کتاب فتح مصر میں خالد بن حمید زناتی کا ذکر کیا ہے اوراس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ شورہ میں سے ہے جو زناتہ کا ذیلی قبیلہ ہے اور ہماری بھی اس کے متعلق یہی رائے ہے۔
یہ زناتہ کے قبائل اور انساب کے متعلق مختصر بیان ہے جو کسی کتاب میں موجود نہیں۔

والله الهادی الی مسالک التحقیق لا رب غیره

☆☆☆



باب: ۳۰

زناتہ قوم کی وجہ تسمیہ اور اس لفظ کی تحقیق

کئی لوگ اس لفظ کے مبنیٰ اور اشتقاق کے بارے میں اس طور پر تحقیق کرتے ہیں جو نہ ہی عربوں اور نہ ہی خود اہل قوم کے نزدیک مشہور ہے۔ کہتے ہیں یہ نام عربوں نے اس قوم کے لیے وضع کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے اس نام کو اپنے لیے وضع کیا ہے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ نام زانا بن جانا ہے۔ اور وہ نسب میں بھی کچھ اضافہ کرتے ہیں۔ جس کا ان کے نسابوں نے ذکر نہیں کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق لفظ ہے لیکن عربوں کی زبان میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل معلوم نہیں ہوتا جو اس کے مادے کے حروف سے وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ بعض جہلاء زنا کے لفظ سے اس کا اشتقاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی تائید ایک معمولی سی حکایت سے کرتے ہیں جسے حقیقت جھٹلاتی ہے۔ یہ سب اقوال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لیے اسماء وضع کیے ہیں اور ان کا استعمال صرف ان حروف کی حرفی ساخت سے ہوتا ہے جو عربی لغت میں حرفی تبدیلی سے قائم کیے گئے ہوں اور اکثر یہی ہوتا ہے۔

عربوں نے بھی بہت سے ان اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنے مسمّیٰ میں ان کی زبان سے تعلق نہیں رکھتے، پس ابراہیمؑ، یوسفؑ اور اسحاقؑ جیسے ناموں کو علم ہونے کی وجہ سے عبرانی زبان سے اخذ کرتے ہوئے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ نیز اجنبی الفاظ کو زبان زدعام ہونے کی وجہ سے لغوی یا صوتی اعتبار سے عربی تلفظ کے مطابق بدلا جاتا ہے۔ جیسے لجام، دیباج، زنجبیل، فیروز، یاسمین اور اجر پس یہ عربوں کے استعمال کی وجہ سے معرب یا دخیل ہو گئے گویا یہ ان کے اوضاع میں سے ہیں اور وہ انہیں معربہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں معمولی تبدیلی بھی کرتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں مشہور و معروف ہے کیونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہے۔

کبھی ایسے لفظ کا کوئی حرف ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اس کو قریب المخرج حرف سے بدل دیتے ہیں۔ بلاشبہ حروف کے مخارج کثیر اور منضبط ہیں اور ان میں سے عربوں نے صرف اٹھائیس حروف ابجد اختیار کیے ہیں اور ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زیادہ حروف آتے ہیں جن میں سے کچھ ان لوگوں نے بولا ہے اور کچھ کو نہیں بولا نیز ان میں سے کچھ کو چند عربوں نے بولا ہے جیسا کہ اہل زبان کی کتب میں مذکورہ ہے۔

لفظ زناتہ کی ماہیت

پس جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جان لیجئے کہ زناتہ کے لفظ کی اصل، جانا کے صیغے سے ہے جو اس قوم کے باپ کا نام ہے اور وہ جانا بن یحییٰ ہے جس کا ذکر ان کے نسب میں مذکور ہے۔ جب وہ تعمیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ تاء ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جانات اور جب تعمیم چاہتے ہیں تو تاء کے ساتھ نون زائد کر دیتے ہیں اور وہ جاناتن بن جاتا ہے۔ ان کا اس جیم کو بولنا عربوں کے نزدیک جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شین کے درمیان بولتے ہیں جو شین کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بعض چھوٹوں سے ان مخارج کو سننا آسان ہوتا ہے پس انہوں نے شین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ زانات بن گیا۔ پھر انہوں نے اس کے ساتھ ہائے نسبت لگا دی اور زبان زدعام ہونے کی وجہ سے تخفیف کی خاطر زاء کے بعد الف کو حذف کر دیا۔ واللہ اعلم!

☆☆☆

باب ۴

بربری قبائل میں زناتہ قوم کی اولیت اور اس کے طبقات

افریقہ اور مغرب میں اس قوم کی اولیت طویل صدیوں سے گویا بربری قبیلوں کی اولیت کے مترادف ہے جس کے آغاز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے قبائل بے شمار ہیں جیسے مغراوہ، بنی یفرن، جراوہ، بنی یرسان، وجدیجن، عمرہ، تحصر، ورتید اور بنی زنداک وغیرہ۔ پھر ان میں سے ایک قبیلے کے متعدد ذیلی قبیلے ہیں۔ اس قوم کے سکونتی علاقے اطراف طرابلس سے لے کر جبلِ اُوراس تک اور الزاب سے تلمسان تک اور پھر وادی ملویہ تک ہیں۔ ظہور اسلام سے قبل جراوہ کو ان میں کثرت اور حکومت حاصل تھی۔ پھر مغراوہ اور بنی یفرن کو حاصل ہوئی۔

فرنگیوں کی یلغار

جب یورپ کے لوگوں یعنی فرنگیوں نے زناتہ کے گرد و نواح میں اور بلادِ بربر پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے ان کو مقررہ ٹیکس ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی باہمی جنگوں میں اُن کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور دیگر امور میں بھی ان کی حمایت کرنے لگے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور مسلمانوں نے بتدریج افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ان دنوں فرنگیوں کا بادشاہ گریگوری تھا۔ پس زناتہ اور بربری ان نے مسلمانوں کے مقابلہ میں گریگوری کو مدد دی مگر یہ سب لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے، گریگوری قتل ہو گیا اور اس کے اموال مال غنیمت بن گئے۔ ان کی عورتیں بھی قیدی بن گئیں اور سبیطلہ فتح ہو گیا۔

جلولا کی فتح

پھر مسلمان افریقہ کی جنگ سے واپس آ گئے اور انہوں نے جلولا اور دیگر شہروں کو فتح کیا۔ تب وہ فرنگی جو ان کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے، اپنے وطن لوٹ گئے اور بربری قبیلے نے عربوں سے مقابلہ کرنے لگے لہٰذا وہ اکٹھے ہو کر پہاڑی قلعوں میں مورچہ بند ہو گئے۔ زناتہ، کاہنہ اور ان کی جراوہ کے ساتھ جبل اُوراس میں ان سے جا ملے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پس عربوں نے ان پر یلغار کر کے خوفناک خون ریزی کی اور میدانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کر لیا اور مصری حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تب عربوں نے ان امور کو سنبھال لیا جنہیں پہلے فرنگی سنبھالا کرتے تھے یہاں تک کہ مغرب میں عرب حاکم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے انہیں کتامہ اور بربری قبیلوں کے افریقہ سے نکال دیا حتیٰ کہ اس زناتی نے زناد الملک پر قدح کی جس کے باعث اس نے اس سے پوشیدگی اختیار کی اور پھر ان کے دو طبقوں میں نسلاً بعد نسلٍ باری باری حکومت چلتی رہی جیسا کہ ہم آپ کے سامنے آگے چل کر بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب ۵

اقوام کاہنہ اور زناتہ کے قبیلوں میں سے جراوہ قوم کے حالات اور مسلمانوں سے ان کا طرز عمل

افریقہ اور مغرب میں یہ بربری قوم بڑی قوت و کثرت اور جمعیت کی مالک تھی۔ یہ لوگ اپنے شہروں میں فرنگیوں کے اطاعت گزار تھے اور گرد و

نواح کے تمام حکمران بھی ان کے ساتھ تھے۔ بوقت ضرورت فرنگیوں کی مدد کرنا ان پر واجب تھا۔ جب مسلمان افریقہ کی فتح کے لیے اپنی فوجوں کے ساتھ سایہ فگن ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لیے گریگوری کو مدد دی، یہاں تک کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی حکومت منتشر ہوگئی۔ اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ان کو جمع کرنے والی کوئی جگہ نہ رہی، کیونکہ وہ تمام بربری اقوام سے ان کے مواطن ونواح میں جنگ کر رہے تھے اور جو لوگ فرنگیوں میں سے ان کے ساتھ آ ملے تھے ان سے بھی برسرپیکار تھے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی

جب مسلمان حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو انہوں نے افریقہ کے معاملے کو خیر باد کہہ دیا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عام الجامعہ کے بعد عقبہ بن نافع فہری کو اس کا والی بنایا تو اس نے اپنی ولایت ثانیہ میں مغرب میں خون ریزی کی اور سُوس تک پہنچ گیا اور واپسی پر اثراف میں قتل ہو گیا۔ چنانچہ بربری قبیلوں نے اوربہ کے عظیم سردار کسیلہ پر اتفاق کر لیا۔ بعد ازاں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں زہیر بن قیس بلوی نے اس پر چڑھائی کر کے اسے شکست دی اور قیروان پر قابض ہو گیا، اس نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکال باہر کیا۔

حسان بن نعمان بطور فاتح

پھر عبدالمالک نے حسان بن نعمان کو مسلمان فوجوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بربری قبائل کو شکست دوی اور کسیلہ کو قتل کر دیا۔ قیروان قرطاجنہ، افریقہ، افرنجہ اور سسلی اور اندلس واپس لے لیا اور رومیوں کی حکومت ان کے قبائل میں بکھر گئی۔ اس دور میں زناتہ، بربری قبائل کی تمام اقوام میں سے اور اپنے مختلف گروہوں کے لحاظ سے تعداد میں زیادہ تھے۔

جراوہ قوم کا علاقہ

ان میں سے جراوہ کا وطن، جبلِ اُوراس میں تھا۔ یہ لوگ کراد بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور اُن کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی اور ذہیا بنت ۔۔۔۔ بن نیعان بن بارد بن مصکری بن افرد بن وصیلا بن جراد اُن کی حکمران تھی، جس کے تین بیٹے تھے، جنہوں نے اپنی قوم کی حکومت اپنے بزرگوں سے وراثت میں حاصل کی اور اس کی گود میں پرورش پائی۔ پس وہ ان بیٹوں کی وجہ سے ان پر اور ان کی قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دینے لگی نیز اس وجہ سے بھی کہ اسے کہانت ومعرفت سے ان کے احوالِ غیبیہ اور عواقب امور کو جاننے کا دعویٰ تھا۔ پس اس نے ان کی حکومت حاصل کر لی۔

ہانی بن بکور ضریسی بیان کرتا ہے کہ ذہیا نے ان پر پینتیس (35) سال حکومت کی اور ایک سو ستائیس سال تک زندہ رہی اور جبلِ اُوراس کے نواح میں عقبہ بن نافع کا قتل بھی میدانِ جنگ میں اس کے ایما سے ہوا تھا کیونکہ اس نے بربرہ کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا اور مسلمانوں کو اس کی بات معلوم تھی۔

کسیلہ کا انجام

پس جب تمام بربری قبائل کا خاتمہ ہو گیا اور کسیلہ قتل ہو گیا تو انہوں نے جبلِ اُوراس میں اس کاہنہ کی پناہ کے لیے رجوع کیا اور بنویفرن افریقہ کے قبائل زناتہ اور البتراء کے باقی ماندہ لوگ بھی اس سے آ ملے، پس اس نے اپنے پہاڑ کے سامنے مسلمانوں سے میدانِ جنگ میں مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ انہیں افریقہ سے نکال دیا۔

حسان نے برقہ پہنچ کر فوجوں کو روک لیا یہاں تک کہ عبدالملک کی طرف سے کمک آگئی، پس اس نے 74ھ میں ان پر دوبارہ چڑھائی کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور بھرپور حملہ کر کے کاہنہ کو قتل کر دیا۔ وہ بزورِ قوت جبلِ اُوراس میں گھس گیا اور اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو

کیا گیا۔ کاہنہ کے دو بیٹے، حسان سے جا ملے تھے جو برضا و رغبت اسلام لائے اور ان دونوں کی اطاعت بھی شک و شبہ سے بالاتھی چنانچہ حسان نے انہیں ان کی قوم جراوہ پر، اور جو لوگ جبلِ اُوراس میں ان کے ساتھ آ ملے تھے، حاکم مقرر کر دیا۔

پھر اس کے بعد ان کی جمعیت منتشر ہوگئی اور ان کی حکومت جاتی رہی۔ جراوہ، بربری قبائل کے درمیان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک قوم، ملیلہ کے سواحل پر رہتی تھی، جس کے آثار ان کے پڑوسیوں کے درمیان موجود ہیں۔ جب چوتھی صدی کے شروع میں تلمسان میں موسیٰ بن ابوالعافیہ نے ابوالعیس کی حکومت پر غلبہ حاصل کیا تو وہ بھی انہی کی طرف گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ پس یہ ان کے ہاں مہمان بن کر اترا اور اس نے وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا، یہاں تک کہ وہ بعد میں تباہ و برباد ہو گیا۔ اس دور تک اس وطن کی ایک جماعت اس قوم کے ذیلی گروہوں اور ان کی طرف آنے والے قبائلِ غمارہ میں داخل ہے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا۔

☆☆☆

باب:۶

زناتہ کی اسلامی حکومت کا آغاز نیز بلادِ مغرب اور افریقہ میں ان کا اقتدارِ اعلیٰ

جب مسلمانوں کو افریقہ اور بلادِ مغرب میں مرتدین کے معاملات سے فراغت ملی اور بربری قبیلوں نے اسلامی حکومت کی اطاعت کر لی یعنی عرب ان پر قابض ہو گئے تو بنو امیہ دمشق میں کرسی اقتدار پر بیٹھ کر عربوں کی حکومت اور خلافت کے بلاشرکت غیرے مالک بن گئے یہاں تک کہ دیگر اقوام اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تو انہوں نے مشرق میں ہند چینی، اور شمال میں فرغانہ، اور جنوب میں حبشہ اور مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرنجہ اور جلالقہ تک فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ یوں اسلام نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے اور عربوں کی حکومت اقوامِ عالم پر چھا گئی۔

پھر بنو امیہ نے بنو ہاشم پر سیاسی برتری حاصل کر لی جو عبد مناف کے نسب میں ان کے حصہ دار اور وصیت کے مطابق حکومت کے استحقاق کے مدعی تھے۔ انہوں نے ایک بار پھر ان کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے خوب ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور انہیں قیدی بنا لیا یہاں تک کہ سینے غبار سے بھر گئے اور دشمنی مستحکم ہو گئی چنانچہ حضرت علیؓ سے لے کر ان کے بعد آنے والی ہاشمی خلفاء کے مسئلے میں اختلاف کے باعث، شیعانِ علیؓ کے متعدد فرقے بن گئے۔ کچھ لوگ خلافت کو آلِ عباسؓ کی طرف اور کچھ آلِ حسنؓ کی طرف لے گئے اور دیگر لوگ اسے آلِ حسینؓ کی طرف لے گئے۔

حکومتِ یمن

پس شیعہ آلِ عباس نے خراسان (ایران) میں حاضر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور وہاں یمنی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ عظیم حکومت خلافت کی جامع تھی، انہوں نے بغداد آ کر بنو امیہ کو قتل کرنے اور انہیں قیدی بنا لینے کو مباح قرار دے دیا چنانچہ ان کے باقی ماندہ لوگوں میں سے عبدالرحمٰن معاویہ بن ہشام جان بچا کر اندلس چلا گیا اور اس نے وہاں پر از سرِ نو امویوں کی دعوت دی پس ان کا جھنڈا پھر عرب پر نہیں لہرایا۔

عباسیوں سے آلِ ابوطالبؓ کی رقابت

اللہ تعالیٰ نے آلِ عباس کو جس خلافت و حکومت سے سرفراز کیا تھا، آلِ ابوطالب اس پر حسد کرنے لگے چنانچہ آلِ ابوطالب میں سے مہدی محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ نے ابوجعفر منصور کے خلاف بغاوت کی، جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ بنی عباس کی فوجوں نے متعدد معرکوں میں انہیں کا جڑ مولی کی طرف کاٹ دیا۔ مہدی کا بھائی ادریس بن عبداللہ ایک جنگ میں مغربِ اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا، پس بربریوں نے اس کی دعوت پر

لبیک کہا اور وہ اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت پر بھی حلیف بن گئے چنانچہ انہوں نے اسے حکومت دے دی اور وہ مغرب اقصیٰ اور اوسط پر غالب آ گئے پھر انہوں نے ادریس کی دعوت کو وہاں کے باشندوں میں، اور بعد ازاں اس کے بیٹوں کی دعوت کو زناتہ کے باشندوں میں پھیلایا جو بنی یفرن اور مغراوہ میں سے تھے۔ انہوں نے بنی عباس کے مقبوضات سے بھی کچھ علاقہ اسے لے کر دیا اور ان کی حکومت عبیدیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے تک قائم رہی۔ اس دوران میں طالبی ہمیشہ ہی مشرق میں خلافت کے مشتاق رہے اور اپنے داعیوں کو قاصیہ سے بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابو عبداللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بربری اور ان کے ساتھ منہاجہ کے جو آدمی تھے، انہوں نے مقابلہ کر کے اغالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ عرب مشرق میں اپنی حکومت کے مرکز کی طرف واپس آ گئے اور مغرب کے نواح میں ان کی کوئی حکومت باقی نہ رہی۔ اور جب عربوں میں مذہب راسخ ہو گیا تو انہوں نے بلاد مغرب کی حکومت اور مضر کو پامال کرنے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا اور ایمانی بشاشت ان کے دلوں میں رچ بس گئی۔ پس انہوں نے خدائے برحق کے وعدے پر یقین کر لیا کہ:

''زمین اللہ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔''

لہٰذا حکومت کے جانے سے مذہب نہیں جاتا اور نہ ہی حکومت کے نشانات مٹنے سے مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام مذاہب پر اپنے دین کے غالب کرنے کے بارے میں ضرور پورا کرے گا، پس اس وقت بربری قبائل نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنی عبد مناف میں سے عیاض کی دعوت کے قیام کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ وہ ان کی ترقی سے حسد کے باعث لوگوں کو روکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ افریقہ میں کتامہ جیسے اور مغرب میں مکنامہ جیسے قبیلوں کو بالآخر ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔

زناتہ قوم کی رقابت

اس بارے میں زناتہ قوم نے ان سے حسد کیا اور یہ جمعیت اور قوت کے لحاظ سے ان سب سے بڑھ کر تھے۔ پس انہوں نے اس کے لیے تیاری کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ حصہ دار بن گئے۔ بلاد مغرب اور افریقہ میں بنی یفرن کو صاحب الحمار اور پھر یعلی بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ذریعے عظیم حکومت حاصل تھی۔ پھر مغراوہ کو بنی خزر کی وساطت سے ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس کے بارے میں انہوں نے بنی یفرن اور منہاجہ سے تنازعہ کیا۔ پھر یہ اقوام مٹ گئیں اور ان کے بعد مغرب میں ان کی ایک اور قوم نے حکومت حاصل کر لی۔ اسی طرح مغرب اقصیٰ میں بنی مرین کو بھی حکومت حاصل تھی اور مغرب اوسط میں بنی عبدالواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس میں بنو توجین اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی ان کی شریک کار تھی جیسا کہ ہم اس کے متعلق آگے چل کر مفصل بیان کریں گے اور ان کے سیاسی حالات اور ذیلی قبیلوں کے بیان کے لیے وہی طریق اختیار کریں گے جو ہم نے بربری اقوام کے حالات میں اپنایا ہے۔

والله المعين سبحانه لا رب سواه ولا معبود الا اياه۔

☆☆☆

باب: ۷

زناتہ قوم کا طبقہ اولیٰ۔۔۔ افریقہ اور مغرب میں بنی یفرن اور دیگر قبیلوں کی حکومتوں کا احوال

بنو یفرن، زناتہ کے قبائل میں سے ہیں جن کی ان سے وسیع تر شاخیں اور ذیلی قبیلے ہیں۔ نسابوں کے نزدیک یہ لوگ بنو یفرن بن یصلتن بن

بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرات بن جانا ہیں۔ اور مغراوہ اور بنو یرنیان اور بنو واسین ان کے بھائی بند ہیں۔ بربری قبائل کی زبان میں تمام بنو بن اور یفرن، تارکول ہیں اور ان کے بعض نسابوں کا کہنا ہے کہ یفرن، ورتنیذ بن جانا کا بیٹا ہے اور مغراوہ اور غمرت اور وجدیجن اس کے ہم قبیل بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن ورسیک بن جانا ہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جانا کا صلبی بیٹا ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے ابن حزم کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

یفرن کی شاخیں

ان کے ذیلی قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور بنو وارکو اور مرنجیصہ ہیں۔ فتح کے زمانے میں بنو یفرن، زناتہ کے سب سے زیادہ طاقت ور حلیف تھے۔ نیز افریقہ، جبلِ اُوراس اور مغرب اوسط میں بھی ان کے بہت سے ذیلی قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو اس علاقے کے رہنے والے بربری قبیلوں پر اللہ کی فوجیں یعنی عرب مسلمان چھا گئے جنہوں نے ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ دین اسلام نے قدم جما لیے اور وہ لوگ برضا و رغبت اسلام لے آئے۔

خارجیوں کے مذہب کی ترویج

جب عربوں میں خوارج کے مذہب کی اشاعت ہوئی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا اور انہوں نے ان سے جنگیں کیں تو یہ مغرب کی طرف آ گئے اور وہاں پر بربری قبائل میں اپنے مذاہب کی اشاعت کرنے لگے۔ ان کے رؤساء نے مذہب کے اختلاف کے باوجود اسے اختیار کر لیا، کیونکہ خارجیوں کے رؤساء اپنے احکام میں اباضیہ اور صفریہ وغیرہ سے اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے متعلقہ باب میں اسے بیان کیا ہے۔ پس بربری قبیلوں میں یہ مذہب پھیل گیا اور یفرن نے بھی اسے اختیار کر لیا اور اس کی خاطر جنگیں کیں۔

ابو قرہ کا بیان

مغرب اوسط کے باشندوں میں سے سب سے پہلے ابو قرہ نے اپنے ہم خیال لوگوں کو اس مذہب کے لیے اکٹھا کیا، اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم بنو وار اور مرنجیصہ نے ان سے تعاون کیا، پھر خوارج کے مذہب کو چھوڑنے کے بعد ان لوگوں کو مغرب اقصیٰ میں یعلی بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ذریعے دو حکومتیں ملیں جسے ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

خ
الیفرن

مرنجیصہ بن یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا

بریر — یصدرو — غمرت — مغراو — ابو جیس بن ورنیعیص

خ
الیفرن

باب:۸

تلمسان میں ابوقرہ اور اس کے ساتھیوں کو ملنے والی حکومت کے حالات

مغرب اوسط میں بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے، تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے ہیں اور وہ اس زمانے تک اسی حوالے سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ جس زمانے میں بنوامیہ سے بنوعباس میں خلافت منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابوقرہ تھا اور ہمیں اس کے نسب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ علم نہیں کہ وہ اسی قوم میں سے تھا۔

میسرہ کی ہلاکت

جب مغرب اقصیٰ میں بربری قبائل کی حالت بگڑ گئی اور میسرہ اور اس کی قوم خوارج کی طرف سے دعوت دینے لگے تو ان قبائل نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ زناتہ میں سے خالد بن حمید کو اپنا سردار بنا لیا۔ چنانچہ جیسا کہ مشہور ہے، اس نے کلثوم بن عیاض سے جنگیں کیں اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوقرہ زناتہ کا رہنما بن گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو خارجیوں کی تحریک بربر، ریکومتہ القیروان، ہوارہ، طرابلس، زناتہ، سجلماسہ کے مکناسہ اور ابن رستم تاہرت قبائل میں بکثرت پھیل گئی۔

افریقہ میں ابن الاشعث کی آمد

ابوجعفر منصور کی طرف سے ابن الاشعث جب افریقہ آیا تو بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے چنانچہ اس نے تمام بغاوت کے اسباب کا خاتمہ کر کے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا۔ پھر بنو یفرن نے تلمسان کے نواح میں خروج کیا اور خارجیت کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے 148ھ میں اپنے رہنما ابوقرہ کی بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے اغلب بن سوادہ تمیمی کو ان کی طرف بھیجا تو وہ الزاب تک پہنچ گیا اور ابوقرہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا اور اغلب کے واپس آ جانے کے بعد پھر اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

بربری قبائل کی بغاوت

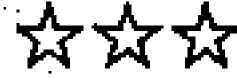
جب 150ھ میں برابرہ نے عمرو بن حفص بن ابی صفرہ، جس کا لقب ہزار مرد تھا، کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور طبنہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابوقرہ الیفرنی بھی اپنی قوم صفریہ کے چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ شریک تھا، جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ابوقرہ سے ساز باز کی کہ وہ اسے اس شرط پر چھوڑ دے کہ وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دے دے گا، پس وہ اپنی قوم کے ساتھ چلا گیا اور برابرہ بھی طبنہ سے منتشر ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ابوقرہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار تین سو جوانوں کے ساتھ ان میں شامل تھا جن میں پچاس ہزار گھڑ سوار تھے۔

عمرو بن حفص کا انجام

اس محاصرہ میں عمرو بن حفص مر گیا اور یزید بن حاتم افریقہ کا والی بن کر آیا چنانچہ اس نے بربریوں کی فوجوں کو اور ان کے اتحادیوں کو ...

کر دیا۔ جب خوارج کا سرخیل حاتم کندی قتل ہو گیا تو اس کے بعد ابوقرہ اور بنو یفرن تلمسان میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلے گئے۔ پھر اس نے بنی یفرن سے جنگ کی اور یزید بن ابو حاتم، مغرب کے نواح میں دور تک چلا گیا اور بنی یفرن کے باشندوں میں اس قدر قتل و غارت کی کہ وہ مطیع اور محکوم ہو گئے۔ اس کے بعد بنی یفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی اور افریقہ میں ابو یزید کو بنی وار کو اور مرنجیصہ میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۹

ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے تعلقات

یہ شخص بنی وار کو میں سے تھا جو مرنجیصہ کے بھائی بند ہیں اور یہ سب بنی یفرن کے ذیلی قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی کنیت ابو یزید اور نام مخلد بن کیداد تھا۔ اس کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہوا۔

''ابو محمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام مخلد بن کیداد بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن مخلد بن عثمان بن ورغت بن حویفر بن سمران بن یفرن بن جانا ہے جسے زناتہ کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بزرگوں نے بھی زائدہ بن یفرن اور جانا کے ناموں کے بارے میں بتایا ہے۔''

ابن الرقیق کا بیان

اسی طرح ابن الرقیق نے بھی اسے بنی واسین بن ورسیک بن جانا کی طرف منسوب کیا ہے جن کے نسب کے متعلق اس فصل کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کیداد کے حالات

اس کا باپ کیداد، بلاد سوڈان میں تجارت کے لیے آیا جایا کرتا تھا، وہیں پر کرکو شہر میں ابو یزید اس کے ہاں پیدا ہوا، اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سیکہ تھا۔ یہ اسے ساتھ لے کر بلاد قصطیلہ میں قیطون زناتہ میں واپس آیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتا پھراتا توزر میں فروکش ہو گیا جہاں اس نے قرآن پڑھا اور تربیت پائی۔ نکاریہ سے میل ملاپ بڑھا تو ان کے مذاہب کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے ان کے عقائد کا علم حاصل کر کے ان کا راہنما بن گیا پھر تیہرت میں ان کے مشائخ کے پاس گیا اور جن دنوں عبید اللہ مہدی سجلماسہ میں قید تھا، اس نے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اس دوران اس کا باپ کیداد اسے فقر و افلاس کی حالت میں ہی چھوڑ کر مر گیا۔

اہل قیطون اسے اپنے زائد اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن اور عقائد نکاریہ کی تعلیم دینے لگا۔ جب اس کے متعلق یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ اہل بیت کی تکفیر کرتا اور حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خوف زدہ ہو کر تقیوس چلا گیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتے پھراتے والیوں پر حملے کرنے لگا۔ پھر اس کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہوگئی کہ یہ سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو والیوں نے اسے قصطیلہ میں قتل کرنے کی منت مانی۔ چنانچہ یہ 310ھ میں حج کو چلا گیا مگر جب اس کو تلاش کرنے والوں نے زچ کر دیا تو یہ طرابلس کے نواح میں تقیوس میں

واپس آ گیا۔

ابو یزید کا تعاقب

جب عبداللہ وفات پا گیا اور قائم نے اہل قسطیلہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا تو یہ مشرق میں چلا گیا اور اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔ پھر 325ھ میں پوشیدہ طور پر توزر میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق ابن فرقان نے والی کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور زناتہ فوراً اپنے علاقے میں آ گئے اور ان کے ساتھ نکاریہ کا سرخیل ابو عمار نابینا بھی تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس کا نام عبدالحمید تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ابو یزید نے علم حاصل کیا تھا پس انہوں نے والی سے اسے رہا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے بہانہ کیا کہ وہ اس سے محصول لینا چاہتا ہے، پس وہ ابو یزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے، قید خانے پر حملہ کر کے محافظوں کو قتل کر دیا اور اسے قید خانہ سے نکال کر لے گئے۔ پس وہ بنی وارکلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا مگر جبل اُوراس میں اور بنی برزال کے علاقوں میں جو جبال میں مسیلہ کی جانب واقع ہیں، آتا جاتا رہا نیز مفراوہ میں سے بنی زنداک کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اُوراس میں جنگی تیاریاں

پس یہ بارہ سواروں کے ساتھ ابو عمار کی معیت میں اُوراس آیا اور یہ لوگ نوالات میں نکاریہ کے ہاں فروکش ہو گئے۔ اس کے اقرباء اور خوارج بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھی ابو عمار نے اس سے ان شرائط پر بیعت کی کہ وہ شیعوں سے جنگ کریں گے، غنائم کو لوٹیں گے اور انہیں قیدی بنائیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیروان میں کامیاب ہو گئے تو ان کی حکومت شوریٰ سے ہو گی۔ یہ واقعہ 331ھ کا ہے۔

باغیہ کے حاکم کی خفیہ نگرانی

یہ لوگ حاکم باغیہ کی پوشیدہ طور پر بعض راستوں پر نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر 332ھ میں وہاں کے بعض محلات کو بھی لوٹ لیا، اس طرح اس نے بربری قبائل کو بھی فتنہ میں ملوث کر دیا۔ اس کے بعد یہ انہیں ساتھ لے کر حاکم باغیہ کی طرف بڑھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی، چنانچہ وہ جبل کے علاقوں میں چلے گئے اور حاکم باغیہ نے ان پر چڑھائی کی لیکن شکست کھا کر اپنے علاقے میں واپس آیا تو ابو یزید نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابو القاسم نے باغیہ کے حکمران کانون کی مدد کی غرض سے قائم کو مجبور کر کے کتامہ کی طرف بھیجا۔ جب فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ابو یزید نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر شبخون مارا اور انہیں شکست دی لیکن وہ باغیہ کو سر نہ کر سکا۔

ابو یزید نے بنی واسین کے ان بربری قبائل کو خط لکھا جو قسطیلہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے تو انہوں نے 333ھ میں توزر کا محاصرہ کر لیا۔ تب وہ تبسہ کی طرف چلا گیا اور اس میں صلح کر کے داخل ہو گیا۔ پھر اسی طرح وہ بجایہ اور مرماجنہ میں بھی داخل ہو گیا، انہوں نے اسے ایک سفیدی مائل سلیٹی رنگ کا گدھا ہدیۃً دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس پر سوار ہوتا رہا یہاں تک کہ صاحب الحمار مشہور ہو گیا۔

ابو یزید کا اربض پر قبضہ

اربض میں اس کی اطلاع کتامہ کی فوجوں کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے اربض پر قبضہ کر کے اس کے امام الصلوۃ کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے تبسہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس نے اس پر قبضہ کر کے اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔ جب مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے شہروں اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوجوں کو بھیجا۔

بشریٰ الصقلی کی سفارت

اب اس نے اپنے غلام بشریٰ الصقلی کو باجہ کی طرف بھیجا اور لیمسو د کو فوجوں کا سالار مقرر کیا تو اس نے مہدیہ کی جانب پڑاؤ ڈال دیا۔ خلیل بن اسحٰق کو قیروان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ خود ابو یزید باجہ میں بشریٰ کی طرف گیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ ابو یزید اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنا اعصا پکڑا تو نکاریہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے پڑاؤ تک بشریٰ کا مقابلہ کیا تو وہ شکست کھا کر تونس کی طرف چلا گیا۔ ابو یزید باجہ میں داخل ہو گیا اور اسے تاخت و تاراج کیا۔ بشریٰ تونس کی طرف چلا گیا چنانچہ ہر طرف کے بربری مرتد ہو گئے پس اس نے تونس کو خیر باد کہہ دیا اور سوسہ چلا گیا۔ اور اہل تونس نے ابو یزید سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے وادی مجردہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا، وہاں اس کی فوجیں آ گئیں اور لوگ اس سے ڈر کر قیروان کی طرف بھاگ گئے، یوں جھوٹی افواہوں میں اضافہ ہو گیا۔

ابو یزید کی فوج کشی

اب ابو یزید نے اپنی فوجوں کو نواح افریقہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے وہاں پر غارت گری کی۔ بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا پھر وہ رفادہ کی طرف گیا تو وہاں کے کتامہ منتشر ہو کر مہدیہ چلے گئے چنانچہ ابو یزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رفادہ گیا پھر وہ قیروان کی طرف بڑھا تو وہاں پر خلیل بن اسحٰق قلعہ بند ہو گیا، اس نے اسے صلح کا چکمہ دے کر پکڑ لیا۔ جب اسے قتل کرنا چاہا تو ابو عمار نے اسے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ مشائخ نے اس سے ملاقات کی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس شرط پر انہیں امان دی کہ وہ شیعوں کے مددگاروں کو قتل کر دیں۔

قیروان کے ایلچی

اس نے اہل قیروان میں سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے اطاعت گزار حاکم ناصر اموی کے پاس بھیجا جو اس کی دعوت قائم کرنے والا اور اس کی مدد کا طالب تھا۔ ایلچیوں کا یہ وفد کامیابی کے ساتھ کچھ وعدے لے کر اس کے پاس واپس آیا، جب بھی اسی طرح کے حالات پیش آتے وہ انہی ان باتوں کو دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ 335ھ کے آخر میں اس نے اپنے بیٹے ایوب کو بھیجا اور ناصر کے باقی ماندہ عہد حکومت میں بھی اس کا اس کے ساتھ رابطہ رہا۔

میسور سے مقابلہ

اب میسور مہدیہ سے فوجوں کے ساتھ گیا اور ہوارہ کے بنو کلان بھاگ کر ابو یزید سے جا ملے۔ چنانچہ انہوں نے اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی تو وہ اس کے بالمقابل آ گیا۔ خوب جنگ ہوئی اور ابو یزید اور نکاریہ نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ میسور کو شکست ہوئی اور ابو کمال نے میسور کو قتل کر دیا۔ اس کے سر کو پہلے قیروان اور پھر مغرب کی طرف بھیج دیا نیز اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔

ابو یزید نے اپنی فوجوں کو شہر کی طرف بھیجا جو بزور قوت اس میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے بہت قتل عام اور مثلہ کیا۔ اس طرح افریقہ کے شہروں میں بہت قتل عام ہوا اور بستیاں اور گھر خالی ہو گئے چنانچہ جو تلوار سے بچ گئے انہیں بھوک نے تباہ کر دیا۔ میسور کے قتل کے بعد ابو یزید لوگوں کو حقیر سمجھنے لگا پس وہ ریشم پہننے لگا اور چالاکیاں کرنے لگا۔ اسکے ساتھیوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر برا منایا اور شہروں کے رؤسا نے بھی اسے خطوط لکھے۔ اس دوران میں قائم مہدیہ میں پیچ و تاب کھا رہا تھا اور کتامہ اور منہاجہ کو اپنے ساتھ محاصرہ کرنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ ابو یزید بھی چل کر وہاں فروکش ہو گیا اور اس کی فوجوں نے یلغار کی جس میں انہیں ہمیشہ غلبہ حاصل ہوا۔ اس نے زویلہ پر قبضہ کر لیا اور جب وہ مصلی میں ٹھہرا تو

قائم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا لیکن اس نے مہدیہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ چنانچہ قابس، طرابلس اور نفوسہ کے بربری قبیلے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور ہر بار شکست کھا کر بھی باز نہ آیا اور چوتھی بار بھی یہی ہوا۔ پھر مہدیہ کا محاصرہ سخت کر دیا گیا چنانچہ بھوک سے ان کا برا حال ہو گیا۔ کتامہ نے قسطنطینہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لیے پڑاؤ کر لیا۔ ابو یزید نے یکون المزاتی اور رفجومہ کو ان کی طرف بھیجا تو قسطنطینہ سے کتامہ کی چھاؤنی کا خاتمہ ہو گیا اور قائم ان کی مدد سے مایوس ہو گیا۔ ابو یزید کی فوجیں لوٹ مار کے لیے بکھر گئیں اور چھاؤنی خالی ہو گئی۔ اگرچہ ہوارہ اور بنی کملان کے سردار کے سوا کوئی آدمی وہاں باقی نہ رہا۔ قائم نے بربری قبائل سے بہت نامہ و پیام کیا مگر ابو یزید نے انہیں شک میں ڈال دیا۔ لہٰذا ان میں سے بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور باقی لوگ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے۔ تب اس کے دوستوں نے اسے مہدیہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے ان کی چھاؤنی کو خیر باد کہا اور 334ھ میں قیروان آ گئے۔ اہل قیروان نے اسے گرفتار کرنے کی سازش کی تو اس نے ان کے مقابلہ میں کوئی مستعدی نہ دکھائی۔

ابو یزید کو ابو عمار کی ملامت

ابو یزید نے بکثرت دنیاوی مال حاصل کر لیا تھا، اس پر ابو عمار نے اسے برا بھلا کہا۔ تب اس نے ان کاموں سے توبہ کی اور باز آ گیا۔ اب اس نے پھر زہد و تقشف اختیار کر کے اُون پہننا شروع کر دیا۔ مہدیہ سے اس کے چلے جانے کی خبر پھیلی تو نکاریہ نے تمام شہروں میں قتل عام شروع کر دیا۔ لہٰذا اس نے بھی اپنی فوجوں کو بھیجا، جنہوں نے نواحی علاقوں میں تباہی مچا دی، شہری باشندوں پر بھی حملے کیے اور ان کے بہت سے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایوب کا حملہ

ابو یزید نے اپنے بیٹے ایوب کو باجہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں پر بربری قبائل اور دیگر نواحی علاقوں سے مدد ملنے کے انتظار میں چھاؤنی ڈال دی۔ اچانک حاکم مسیلہ علی بن حمدون اندلسی، کتامہ اور زوارہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں آ پہنچا اور قسطنطینہ، اربص اور سفباریہ کے پاس سے بھی گزرا۔ چنانچہ اس نے ان میں سے کچھ فوجوں کو اپنے ساتھ لیا تو ایوب نے اس پر شب خون مارا جس سے اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اس کے گھوڑے نے اسے سخت زمین پر گرا دیا لہٰذا وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر ایوب اپنی فوج کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور تونس کا راہنما حسن بن علی شیعہ کے داعیوں میں سے تھا پس اس نے شکست کھائی پھر دوبارہ اسے حملے کا موقع ملا۔

حسن بن علی سے جنگ

حسن بن علی نے کتامہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قسطنطینہ میں چھاؤنی ڈال دی۔ چنانچہ ابو یزید نے بربری فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر ہر جانب سے بربری فوجیں ابو یزید کے پاس جمع ہو گئیں جس سے اس کی قوت مستحکم ہو گئی۔

قلعہ سوسہ کا محاصرہ

اب اس نے سوسہ کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں۔ شوال 334ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بن گیا۔ اس نے بنفس نفیس سوسہ کی طرف جانا چاہا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے روکا تو اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیجی دی، جب فوج سوسہ پہنچی تو انہوں نے ابو یزید سے جنگ کی جس میں ابو یزید کو شکست ہوئی اور وہ قیروان چلا گیا جہاں اس کی ناکہ بندی ہو گئی۔ چنانچہ ابو یزید کے ساتھی ابو عمار نے اسے دشمنوں کے گھیرے سے رہائی دلوائی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

قیروان پر قبضہ

اب منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو معافی اور امان دے دی۔ اس نے ابو یزید اور اس کے عیال سے حسن سلوک کیا لیکن ابو یزید کو تیسری بار کمک پہنچی تو اس نے حاکم قیروان کے خلاف جنگ کا ارادہ کر کے منصور کی فوج پر چڑھائی کی۔ اس پر شب خون مارا چنانچہ گھمسان کا رن پڑا اور اس کے دوستوں نے بڑی بے جگری سے جنگ کی مگر دن کے آخری حصے میں پراگندہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے کئی بار حملے کیے لیکن منصور کو بھی گردونواح سے مدد مل گئی حتیٰ کہ 15 محرم کو اسے فتح حاصل ہو گئی۔ ابو یزید شکست کھا کر پسپا ہوا اور بہت سے بربری مارے گئے۔ منصور نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔

ابن خزر کا اظہار اطاعت

پھر وہ تبسہ سے گزر کر باغایہ جا پہنچا جہاں اسے محمد بن خزر کا خط ملا جس میں اس نے اطاعت اور دوستی کے علاوہ مدد دینے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ دوسری طرف منصور نے اسے ابو یزید کی نگرانی کرنے اور اسے گرفتار کرنے کے متعلق لکھا نیز اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اس کام کے صلے میں مال غنیمت کا بیسواں حصہ دے گا۔

منصور کی پیش قدمی

پھر وہ طبنہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی نے اس سے تحائف و اموال کے ساتھ ملاقات کی۔ اسی اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید بسکرہ میں مقیم ہے جہاں سے اس نے خط لکھ کر محمد بن خزر سے مدد طلب کی مگر اسے اس کی خواہش کے مطابق جواب نہیں ملا۔

بسکرہ کی طرف کوچ

اب منصور بسکرہ کی طرف چلا گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا۔ ابو یزید جبل سالات میں بنی برزال کی طرف کوچ کر گیا، وہاں سے جبل کتامہ کی طرف چلا گیا جسے اس زمانے میں جبل عیاض کہتے ہیں۔ چنانچہ منصور بھی اس کے تعاقب میں دمرہ تک گیا جہاں ابو یزید نے اس پر شب خون مارا، مگر شکست کھائی اور ناکام ہو کر جبل سالات کی طرف آ گیا۔ وہ پھر رمال چلا گیا اور بنو کملان نے اسے چھوڑ دیا آخر کار منصور نے محمد بن خزر کے ایما پر امان دے دی۔

ابو یزید کا مسلسل تعاقب

ابو یزید کے تعاقب میں منصور بھی جبل سالات میں جا اترا پھر اس کے پیچھے رمال تک گیا اور واپس آ کر منہاجہ کے علاقے میں داخل ہو گیا، وہاں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید جبل کتامہ کی طرف بھاگ گیا ہے لہٰذا منصور بھی اس کی طرف پلٹا اور کتامہ، عجیہ، زدادہ، بنی زنداک، مزاتہ، مکناسہ اور دوسری فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا، پس انہوں نے ابو یزید اور نکاریہ کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی لیکن انہوں نے پہاڑ کی پناہ لے لی اور منصور مسیلہ کی طرف کوچ کر گیا۔

ابو یزید قلعہ جبل میں

اب ابو یزید قلعہ جبل میں محصور ہو گیا اور منصور نے اس کے سامنے ڈیرے ڈال دیے۔ قلعے کا محاصرہ کر کے اس نے کئی دفعہ قلعہ پر چڑھائی کی ابو یزید نے ایک محل میں پناہ لے لی جو قلعے کی چوٹی پر واقع تھا۔ مگر اس کا بھی گھیراؤ کر لیا گیا اور بالآخر وہ اس میں داخل ہو گیا۔

ابو یزید کا قتل

اس جنگ میں ابو عمار نابینا اور یکسوس المزاتی قتل ہو گئے اور ابو یزید بچ گیا مگر اس حالات میں کہ اسے اس کے تین اصحاب کے درمیان لوگوں

نے اٹھار کھا تھا اور اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا۔ چنانچہ اسی اثناء میں وہ سخت زمین کے ایک گڑھے میں گر پڑا جس سے مزید کمزور ہو گیا۔ اسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے علاج کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اسے بلا کر اسے لعن طعن کی اور اس پر حجت قائم کی لیکن اس نے بہانے سے پہلو تہی کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھیج دیا۔ اس سے اچھا سلوک کر کے اس پر احسان کیا۔

ابو یزید کا انجام

زخموں سے چور ابو یزید کو پنجرے میں واپس لے جایا گیا مگر وہ 335ھ میں ان مہلک زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی کھال کھینچی گئی اور اس میں توڑی بھر دی گئی تب اسے قیروان میں پھرایا گیا۔ اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے کے پاس چلی گئی جو معبد بن خزر کے پاس رہتا تھا۔ اس پر انہوں نے منصور کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر دیا اور منہاجہ کے امیر زیری بن مناد نے چھپ کر ان پر حملہ کر دیا، منصور مسلسل ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ مسیلہ جا اترا جہاں معبد کا اثر ختم ہو گیا۔ اس اثنا میں اسے اپنے آزاد کردہ تیہرت کے گورنر حمید بن یصل کی بغاوت کی خبر ملی جو ان کے دوستوں میں سے تھا اور یہ کہ وہ تنس سے سمندر کے راستے وادی کے کنارے تک آ گیا ہے پس وہ تیہرت کی طرف بھاگ گیا اور تیہرت اور تنس پر اس نے والی مقرر کر دیا۔

قبیلہ لواتہ پر یلغار

پھر اس نے لواتہ پر یلغار کا ارادہ کیا مگر وہ رمال کی طرف بھاگ گئے۔ لہٰذا وہ 335ھ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ فضل بن ابو یزید نے قسطیلہ کے گرد و نواح میں غارت گری کی ہے تو اسی سال وہ اس کی تلاش میں نکلا اور قفصہ پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے اس کے نواح میں پہنچا اور اس کے نزدیک ماداس کا جو قلعہ تھا، اسے فتح کر لیا۔

ابو یزید کے بیٹوں کا انجام

اس عرصے میں فضل رمال کی جانب بھاگ گیا اور اس نے منصور کو عاجز کر دیا۔ یہ 336ھ میں قیروان واپس آ گیا اور فضل جبل اوراس کی طرف چلا گیا۔ پھر وہاں سے اس نے باغایہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس کے ساتھیوں میں سے ماطیط بن یعلی نے اس سے غداری کی اور اس کا سر کاٹ کر منصور کے پاس لے آیا، اس طرح ابو یزید اور اس کے ایک بیٹے کا معاملہ ختم ہو گیا اور ان کی فوج بکھر گئی۔ اس کے بعد مغراوہ کے رئیسوں میں سے عبداللہ بن بکار نے ایوب بن ابو یزید کو قتل کر دیا۔ وہ بھی اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا تا کہ اس کا قرب حاصل کرے۔ اس کے بعد منصور نے بنی یفرن کے قبیلوں کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء اللہ تعالیٰ وحدہ

☆☆☆

باب: ۱۰

بنی یفرن کی مغربِ اوسط اور مغرب اقصیٰ میں پہلی حکومت

زناتہ کے بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے ہیں جو مختلف وطنوں میں رہتے ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ان میں سے بنی اوراس مرنجیصہ افریقہ میں اور کچھ تلمسان کے آس پاس رہتے تھے۔ تلمسان اور تاہرت کے درمیان بھی کچھ اقوام رہتی ہیں جن کی تعداد بہت سے اور لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان شہر کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کا ذکر کریں گے۔

طبہ کا محاصرہ

انہی قبیلوں میں سے عباسی دور حکومت کی ابتداء میں اس جانب ابوقرہ المترنی بھی تھا جس نے طبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب ابو یزید کا معاملہ ختم ہو گیا اور منصور نے افریقہ میں رہنے والے بنی یفرن کو قتل کر دیا تو ان لوگوں نے جو تلمسان کے نواح میں رہتے تھے، اپنے وفد بنائے۔ ابو یزید کے زمانے میں ان کا رہنما محمد بن صالح تھا۔

محمد بن صالح کا انجام

جب منصور نے محمد بن زر اور اس کی قوم مغراوہ کے معاملے کو سنبھالا تو اس کے اور بنی یفرن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں محمد بن صالح، بنی یفرن کے عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں مارا گیا جو بنی یفرن کے ہاں مقیم تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اس کا کام سنبھال لیا تو اس کی بہت شہرت ہو گئی اور اس نے یفکان شہر کی حد بندی کی۔

ناصر کی دعوت

عبدالرحمٰن الناصر نے جب وادی کے کنارے پر رہنے والے زناتہ کو امویوں کی اطاعت کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے دوستی کرنا چاہی تو یعلیٰ نے جلدی سے اس کی بات کو قبول کر لیا، خیر بن محمد خزر اور اس کی قوم مغراوہ نے بھی اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا۔ اس نے 29ھ میں وہران پر چڑھائی کر کے محمد بن عون سے اسے چھین لیا جسے کتامہ کے صولات اللمیطی نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یعلیٰ نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر اسے برباد کر دیا۔

خیر بن محمد کی یلغار

یعلیٰ نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی تو میسور الخصی لمایا سے اپنے پیروکاروں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا۔ پس اس نے اسے شکست دی اور تاہرت پر قبضہ کر کے میسور اور عبداللہ بن بکار کو گرفتار کر لیا۔ پھر خیر بن محمد نے اسے یعلیٰ بن محمد کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے انتقام لے مگر اس نے اپنے خون کا ہم پلہ ہونے کی وجہ سے اس بات کو پسند نہ کیا اور اسے یفرن کے ان لوگوں کی طرف بھیج دیا جن پر اس نے حملہ کیا تھا۔

یعلیٰ کی سرگرمیاں

مغرب کی طرف سلطان یعلیٰ کی عظمت بڑھ گئی تو اس نے تاہرت سے طنجہ تک ہر مسجد کے منبر پر عبدالرحمٰن الناصر کا خطبہ پڑھایا۔ چنانچہ اس نے الناصر سے درخواست کی کہ وہ اپنے گھرانے کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں پر والی مقرر کرے پس اس نے فاس پر محمد بن الخیر بن محمد بن عشیرہ کو مقرر کیا اور محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کیے رکھی اور اندلس میں جہاد اور پڑاؤ کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اس کی اجازت دے دی۔ اس کے عم زاد احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا جس نے 344ھ میں مادۃ القرویلین کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سلطان یعلیٰ بن محمد ہمیشہ ہی مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا یہاں تک کہ 347ھ میں معز الدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیروان سے مغرب تک جنگ کی۔

امیر زناتہ اور جوہر الصقلی

جب جوہر فوجوں کے ساتھ نکلا تو مغرب کے امیر زناتہ یعلیٰ بن محمد الیفرنی نے اس سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت کو قبول کرنے اور اپنی قوم بنی یفرن اور زناتہ کے عہد بیعت کو توڑ کر اس کے ساتھ مل جانے میں جلدی کی۔ چنانچہ جوہر نے بظاہر ان باتوں کو قبول کر لیا مگر دل میں اس کو

ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ اس مقصد کے لیے اس نے اپنے شہر سے نکلنے کا دن منتخب کیا اور خفیہ طور پر اپنے بعض بااعتماد پیروکاروں کو یہ بات بتادی جنہوں نے فوج کے عقب میں ایک پارٹی پر حملہ کر دیا۔ پس کتامہ، منہاجہ اور زناتہ کے سردار نہایت سرعت سے ان کی طرف گئے اور یعلی کو پکڑ لیا اور پھر اس کو ایک تنور میں پھینک دیا گیا بعد ازاں کتامہ اور منہاجہ کے جوانوں نے نیزوں سے اس کا کچومر نکال دیا۔ ان قبائل میں اس کا خون رائیگاں چلا گیا۔ جوہر نے یفکان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ چنانچہ زناتہ اس کے سامنے سے بھاگ گئے اور ان کے مطالبات کی حقیقت واضح ہوگئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب جوہر الصقلی تاہرت سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں اُسے یعلی ملا، اس نے شلف کے قریب اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، جس کے بعد بنی یفرن کی جماعت منتشر ہوگئی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں اکٹھے ہوئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

ان قبیلوں کے بہت سے لوگ اندلس چلے گئے ان کے حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ چنانچہ بنی یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن کچھ مدت کے بعد یہ حکومت دوبارہ فاس میں قائم ہوئی پھر بالآخر سلا میں مستقل طور پر قائم ہوگئی اور وہاں ان میں باری باری حاکم مقرر ہوتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ



باب:۱۱

بنی یفرن کی مغربِ اقصیٰ میں دوسری حکومت

جب جوہر الصقلی نے المعز کے سلطان یعلی بن محمد امیر بنی یفرن پر حملہ کیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے 347ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا جس سے بنی یفرن کی جمعیت منتشر ہوگئی اور اس کا بیٹا بدوی بن یعلی مغرب اقصیٰ کو چلا گیا جہاں سے اس نے جوہر کے حالات دریافت کیے تو وہ بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وہیں رہا۔ یہاں تک کہ جوہر مغرب سے واپس آ گیا۔ کہتے ہیں کہ جوہر نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کی قوم بنی یفرن نے متفقہ طور پر اسے اپنا سردار بنا لیا۔ جوہر نے مغرب سے واپسی پر سبزہ زار کی طرف پناہ لینے والے ادارسہ اور بلاد غمارہ پر ان میں سے بنی محمد کے شیخ حسن بن کنون کو حاکم مقرر کیا۔

المستنصر کی سرگرمیاں

الحکم المستنصر نے 305ھ میں اپنی حکومت کے آغاز میں ہی اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلس کو مغرب پامال کرنے اور ادارسہ کے باقی لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لیے فوجوں کے ساتھ بھیجا، چنانچہ وہ فوجوں کے ساتھ گیا اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس نے 365ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

امویوں کی دعوت

تب اس نے مغرب میں امویوں کی دعوت کے لیے راہ ہموار کی، اس کا آقا الحکم اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحد کی ناکہ بندی کے لیے واپس بھیج دیا۔ پھر مغرب پر یحییٰ بن محمد بن ہاشم التجیبی کو حاکم مقرر کیا جو سرحد کا حاکم اعلیٰ تھا اور جس کو اس نے اجازت دی کہ وہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ غالب کی مدد کرے۔ یہاں تک کہ الحکم کو فالج کی بیماری نے آ لیا۔ چنانچہ مغرب میں مروانیہ کی ہوا تھم گئی اور حکومت سرحدوں کی ناکہ بندی اور دشمن کے دفاع کے لیے اپنے جوانوں کی محتاج ہوگئی۔ لہٰذا اس نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کے کنارے سے طلب کیا اور حاجت

یحییٰ کو زاب اور مسیلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کو کہا جو شیعوں کے بلانے پر ان کی طرف آ رہا تھا۔ ان لوگوں کو حکومت سے ان علاقے میں جس فائدے اور راحت کی امید ہو سکتی تھی اس پر انہوں نے اتفاق کر لیا اور گھنے جنگلات میں جو بربری قبیلے رہتے تھے، ان سے مدد طلب کی کیونکہ انہوں نے بھی مصیبت کے دنوں میں اُسے سرگرداں رکھا تھا اور تکلیف بڑھانے میں کچھ کسر نہ چھوڑی تھی۔

بربری فوج قرطبہ میں

جب قرطبہ میں بربری فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔ انہوں نے ان دونوں کو وادی کے کنارے کے ملوک کو خلعتیں دینے کے لیے خلعتیں، بہت سا مال اور لباس فاخرہ دیئے۔ چنانچہ جعفر 365ھ میں مغرب کی طرف گیا اور وہاں کا ضبط قائم کیا۔ زناتہ کے ملوک میں سے بدوی بن یعلی امیر بنی یفرن اور اس کا عم زاد بخت بن عبداللہ بن بکار، محمد بن الخیر بن خزر اور اس کا عم زاد ابن سید الناس، عطیہ بن تبادھا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل، خزرون اور ابن سعید امیر مفراوہ، اسماعیل بن البوری امیر مکناسہ، محمد اور ابن لاداخی وغیرہ اکٹھے ہو گئے تو ان میں سے بدوی بن یعلی طاقت اور حُسنِ اطاعت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ الحکم نے اس کی جگہ ہشام المؤید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن ابی عامر حجابت کا کام تنہا کرنے لگا۔ اس نے وادی کے شہر سبتہ پر اپنا حاکم مقرر ہونے پر اکتفا کرتے ہوئے سلطان کی فوجوں اور دولت کے آدمیوں کے ساتھ مل کر اس کا انتظام کیا، اسے ارباب تیغ و قلم سے زینت دی اور اس کے ماوراء علاقے کا نظم و ضبط سنبھالنے کے لیے ملوک زناتہ پر اعتماد کیا چنانچہ انہیں انعامات اور خلعتوں سے نوازا اور ان کے وفود کا احترام کرنے لگا۔ لہٰذا جو شخص ان میں سے سلطان کے وظیفہ خواروں کی فہرست میں نام لکھانے میں رغبت کرتا، اس کی عزت کرنے لگا۔ لہٰذا وہ حکومت کی عملداری اور دعوت کے پھیلانے میں کوشش کرنے لگے۔ پھر اس نے وادی کے کنارے کے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان عداوت پیدا کر دی چنانچہ یحییٰ نے شہر کو اپنے لیے حاصل کیا اور اکثر آدمیوں کو بھی ساتھ لے گیا۔

امیر جعفر کا حال

پھر جعفر پر بھی وہی مصیبت آ پڑی جو اس نے جنگ کے دنوں میں برغواطہ پر ڈالی تھی۔ محمد بن ابی عامر نے اس کی استقامت اور چوکسی کو دیکھ کر حکومت کے آغاز میں اسے بلایا اور اندلس میں الحکم سے اسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کا حساب چکایا۔ پھر وہ اس کے بھائی کے لیے مغرب کی عملداری سے الگ ہو گیا اور سمندر پار کر کے ابن ابی عامر کی طرف گیا جہاں وہ ایک اچھی جگہ پر اتر گیا۔ چنانچہ زناتہ تابعداری کے ذریعے حکومت کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔

خزرون کا حملہ

پس خزرون بن فلفول نے 336ھ میں سجلماسہ پر حملہ کیا اور اس میں داخل ہو کر آلِ مدرار کی حکومت کا خاتمہ کر دیا چنانچہ منصور نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

امیر بلکین کا حملہ

اس فتح کے بعد افریقہ کے امیر بلکین بن زیری نے 369ھ میں شیعہ کے لیے مغرب پر اپنا مشہور حملہ کیا۔ محمد بن ابی عامر نے بنفس نفیس اس کے دفاع کے لیے قرطبہ سے جزیرہ کی طرف کوچ کیا جہاں اس نے بیت المال سے سو توڑے اٹھائے اور پھر لاتعداد فوج لے کر گیا۔ جعفر بن علی بن حمدون سبتہ کی طرف بڑھ گیا اور ملوک زناتہ بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ بلکین اس کو چھوڑ کر برغواطہ سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں 373ھ میں وفات پا گیا۔ جعفر اپنے مقام کی طرف یعنی ابن ابی عامر کے پاس لوٹ آیا مگر اس نے اس کے قیام سے

موافقت نہ کی۔ اس دوران میں حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار بن معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا کہ وہ مغرب کے بادشاہ کو اپنے مال اور فوج سے مدد دے۔ چنانچہ بلکین نے اس مقصد کے لیے اسے خاصا مال عطا کیا نیز بعد میں اس سے دگنا مال دینے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں پر مروانیہ کی اطاعت مستحکم ہو چکی ہے۔ کچھ مدت کے بعد بلکین فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے منصور نے ان کے کاموں سے بے رغبتی اختیار کی، چنانچہ اس نے حسن بن کنون کو اپنے پاس بلا لیا۔

محمد بن عبداللہ عسکلاجہ

ابو محمد بن ابی عامر نے اپنے عم زاد محمد بن عبداللہ کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا، 375ھ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ وہ خود اس کے پیچھے پیچھے جزیرہ کی طرف آیا تا کہ رالقصہ پر چڑھائی کرے۔ جب حسن بن کنون کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے امان طلب کی۔ عمرو اور عسکلاجہ اس کے ضامن ہوئے اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا۔ ابن ابی عامر ابھی اس سے آگے نہ بڑھا تھا کہ اس نے سوچا، اس کی بکثرت عہد شکنی کی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا اس نے اپنے ایک قابل اعتبار آدمی کو اس کا سر لانے کو بھیجا۔ اس طرح ادارسہ کی حکومت اور ان کے اثر کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے عمرو اور عسکلاجہ کو برافروختہ کر دیا۔ منصور کے پاس اس کے متعلق جن باتوں کی چغلی کی گئی تھی ان کے ردعمل سے بچنے کے لیے وہ فوج کی طرف چلا گیا۔ آخر کار منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور اسے اس کے مقتول ابن کنون کے پاس پہنچا دیا۔

حسن بن احمد کی وزارت

اس نے وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے اسے ہاتھوں سے خوب مال دیا اور 376ھ میں اپنی عملداری میں پہنچ گیا۔ اس نے مغرب کا نظم ونسق نہایت اچھی طرح چلایا جس سے بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے وادی کے کنارے پر یہ فاس کے مقام پر اترا تو وہاں کے سلطان نے اس کی مدد کی جس سے اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح مضافات کے ملوک بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ابی عامر کو اس کی ہٹ دھرمی کے انجام سے ڈرایا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے کے لیے اسے بلایا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا پس اس نے اس کی عزت میں اضافہ کر دیا اور اسے دوبارہ اس کے کام پر مقرر کر دیا۔

بدوی کا مقابلہ

ملوک زناتہ میں سے بدوی بن یعلی امویوں کے متعلق بڑا مضطرب اور ان کی اطاعت سے بہت خوفزدہ تھا۔ منصور بن ابی عامر نے اس کے ساتھی زیری بن عطیہ کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلہ میں مسلسل استقامت دکھاتا تھا۔ منصور زیری کی طرف بہت میلان رکھتا تھا اور اس کے خلوص، اس کی اطاعت اور نیک نیتی نیز اس کے پاس بے دھڑک چلے آنے کی وجہ سے اس پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ اس کو امید تھی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا لہٰذا اس نے 377ھ میں زیری کو الحضرۃ طلب کیا جس پر وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس سے ملاقات کی۔ منصور نے اس کا نہایت شاندار طریق پر استقبال کیا اور اسے بڑے انعامات سے نوازا پھر اس نے بدوی کو بھی یہی زحمت دی مگر وہ نہ آیا بلکہ اس نے اس کے ایلچی سے کہا کہ ابن ابی عامر سے کہنا کہ اس نے جنگلی گدھوں کو بھی نعل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ بعد ازاں اس نے خوب کھل کر فساد شروع کر دیا۔

اس کے مقابلے میں حسن بن عبدالودود حاکم مغرب اپنی اور اندلسی فوجوں کے علاوہ وادی کے بادشاہوں کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدد کے لیے گیا اور بدوی نے بھی ان کے مقابلے میں فوج اکٹھی کر کے 381ھ میں ان سے جنگ کی جس میں اسے غلبہ حاصل ہوا اور سلطان کی فوج کے ساتھ مغراوہ کی فوجیں بھی شکست کھا گئیں۔ چنانچہ انہوں نے خوب قتل عام کیا۔ وزیر حسن بن عبدالودود کو بھی کئی زخم آئے جن سے وہ کچھ دن بعد

ہلاک ہوگیا۔ ابن ابی عامر کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ غمگین ہوگیا اور اس نے زیری کو فاس کا نظم ونسق سنبھالنے اور حسن کے ساتھیوں کو مدد دینے کے لیے لکھا پھر اسے مغرب کا والی مقرر کر دیا۔ بدوی نے متعدد بار فاس میں اس کا مقابلہ کیا۔ اس کا مفصل تذکرہ ہم ان کی حکومت کے ذکر میں کریں گے۔

زیری کی بغاوت

ابوالبہار بن زیری بن مناد منہاجی نے اپنی قوم سے الگ ہو کر شیعوں کی اطاعت کو خیر باد کہا پھر اپنے بھائی منصور بن بلکین حاکم قیروان سے بغاوت کر کے سواحل تلمسان میں چلا آیا جہاں اس نے ابن ابی عامر کے ساتھ ماوراء کے علاقے سے گفتگو کی۔ اپنے بھتیجے اور اپنی قوم کے سرداروں کو جب اس کے پاس بھیجا تو اس نے فاس میں زیری کے ساتھ اسے اموال وعطیات دیے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ یوں دونوں کو بدوی کی مدافعت پر اکٹھا کرنے سے اس کی حالت ان دونوں کے درمیان خراب ہوگئی یہاں تک کہ ابوالبہار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا۔ اب زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی جس میں اس کو فتح حاصل ہوئی۔ ابوالبہار پہلے سبتہ چلا گیا، پھر اپنی قوم کی طرف واپس آیا۔ اس کے بعد زیری کو بڑی عظمت حاصل ہوگئی۔

بدوی اور زیری کی جنگ

زیری اور بدوی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں زیری نے اس کی چھاؤنی اور سب مال اسباب لوٹ لیا چنانچہ اس کی بیوی بھی قیدی بنالی گئی۔ اس کی قوم کے تقریباً تین ہزار سواروں کو زیری نے قتل کر دیا اور وہ 383ھ میں فرار ہو کر صحرا کی طرف چلا گیا اور پھر وہیں مر گیا پس اس کی قوم کی امارت اس کے بھائی زیری بن یعلیٰ کے بیٹے حبوس نے سنبھال لی۔

بعد ازاں اس کے عم زاد ابو یداس بن دوناس نے امارت کے لالچ میں اسے قتل کر دیا لیکن اس کی قوم نے اس کے سردار بننے میں اختلاف کیا چنانچہ وہ اپنی آرزو میں ناکام ہوگیا اور اپنی قوم کی ایک بڑی فوج کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔

حمامہ کی امارت

اس کے بعد بنی یفرن کی امارت حبوس مذکور کے بھائی حمامہ بن زیری بن یعلیٰ نے سنبھالی جس سے بنی یفرن کی حالت درست ہوگئی۔ بدوی کے حالات میں کئی دفعہ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ اس کے اور زیری بن عطیہ کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے فتح حاصل کر کے فاس کی حکومت حاصل کرتے تھے۔ جب زیری منصور کے پاس آیا تو بدوی نے فاس پر قبضہ کر کے مفراوہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب زیری واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ زیری نے جنگ کی اور مفراوہ اور بنی یفرن کے بہت سے لوگوں کو اس محاصرے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر زیری نے 383ھ میں بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو دارالخلافہ قرطبہ میں بھیجا۔

واللہ اعلم

اور جب بنی یفرن نے حمامہ پر اتفاق کر لیا تو وہ انہیں مغرب میں شالہ مقام پر لے گیا اور اس مقام پر نیز اس کے اردگرد کے علاقے تازلہ پر قبضہ کر لیا گویا اسے زیری سے چھین لیا اور بنی یفرن کا سردار ہمیشہ اسی عملداری میں رہا۔ زیری اور مفراوہ کے ساتھ اس کی مسلسل جنگ جاری رہی لیکن حاکم قیروان منصور کے ساتھ اس کو محبت تھی۔ چنانچہ 406ھ میں جب وہ قلعہ میں اپنے چچا حماد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اس نے منصور کو ہدیہ بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی زادی بن زیری کو بھیجا تو اس نے ڈھولوں اور جھنڈوں کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

ابوالکمال کی امارت

جب حمامہ فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنی یفرن کی امارت سنبھالی۔ چنانچہ اس نے خود کو

ان کی حکومت کے لیے مخصوص کر لیا۔ چونکہ وہ اپنے دین میں مخلص اور جہاد کا دلدادہ تھا لہٰذا وہ برغوالہ سے جہاد کے لیے واپس گیا جہاں ان سے مغراوہ سے صلح کر لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے اجتناب کیا لیکن جب 424ھ کا سال آیا تو ان دونوں قبیلوں یعنی بنی یفرن اور مغراوہ کے درمیان از سرنو عداوت پیدا ہو گئی اور قدیم کینے بھڑک اٹھے۔ ابوالکمال حاکم شالہ اور تاذلہ نے یفرن کی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور حمامہ المعز قبائل مغراوہ کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ان کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں جس سے مغراوہ پراگندہ ہو گئے اور حمامہ وجدہ کی طرف بھاگ گیا لہٰذا امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم فاس پر قابض ہو گئے۔ مغراوہ مغرب کی عملداری پر غالب آ گئے۔ تمیم نے فاس شہر کے یہودیوں کو ان کے جانوروں کو مارا اور ان کی مقدس اشیا کو مباح قرار دے دیا۔

پھر حمامہ نے وجدہ سے مغراوہ اور زناتہ کے بقیہ قبائل کو جمع کیا۔ اسی طرح مغرب اوسط کے تمام علاقے کی قیام گاہوں میں لوگوں کو جمع کرنے والے کارندے بھیجے۔ آخر وہ تنس کے زعما سے فریاد کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جو لوگ وہاں سے دور تھے، ان سے اس نے خط و کتابت کی۔ 429ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے بھاگ کر اپنے ملک کے دارالخلافہ شالہ میں چلا گیا اور اپنی وفات تک عمل داری میں ہی اقامت پذیر رہا۔ اس کی وفات 446ھ میں ہوئی۔

ولی عہد حماد

اس کے بعد اس کا بیٹا حماد والی بنا یہاں تک کہ وہ بھی 339ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور وہ بھی 458ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابی تمیم والی بنا جو لمتونہ کی جنگوں میں اس وقت ہلاک ہو گیا جب تمام مغرب پر ان کا غلبہ ہو گیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

ابو یداس بن دوناس نے حبوس بن زیری بن یعلیٰ بن محمد سے جنگ کی۔ جب بنو یفرن نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ ان کو کرنے میں ناکام ہو گیا تو 482ھ میں سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا جہاں اس کے بھائیوں ابوقرہ، ابوزید اور عطاف نے اس کی بڑی قدر کی۔ چونکہ ان سب کو منصور کے ہاں ترجیح اور عزت حاصل تھی، اس لیے اسے بھی جملہ رؤساء اور امراء میں شامل کر کے وظیفہ اور جاگیریں انعام دی گئیں۔ اس کے جوانوں کے علاوہ اس کی قوم کے ان لوگوں کے نام بھی مراعات یافتہ کے زمرے میں لکھوائے گئے جو اس کے ساتھ آئے پس اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی۔

خلافت کے لیے جنگ

جب اندلس کی خلافت میں ابتری پھیل گئی تو اس نے اندلس کی فوجوں کو لے کر بربری قبائل کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا اور میدان جنگ میں بڑے عجیب و غریب کارنامے دکھائے۔

قرطبہ پر قبضہ

جب 400ھ میں المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو مہدی سرحدوں پر چلا گیا۔ طاغیہ نے بھی فوجیں جمع کیں جن کے ساتھ اس نے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ المستعین جب اپنی بربری فوجوں کے ساتھ ساحل تک آیا تو اس نے بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ پھر وادی ابرہ میں دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ فریقین کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں بربری فوجوں کی سخت آزمائش ہوئی۔ اس اثنا میں ابو یداس کی شہرت خاصی پھیل گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد مہدی، طاغیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ ابو یداس بن دوناس کو میدان کارزار میں مہلک زخم آیا جس سے آخر کار وہ مر گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔

اس کے بیٹے خلوف اور اس کے پوتے تمیم بن خلوف اندلس میں زناتہ کے جوانوں میں سے تھے جن کو شجاعت اور امارت حاصل تھی۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی عطاف کا بیٹا تھا، وہ بھی ان جوانوں میں شامل تھا جن کو بنی حمود اور قاسم میں خصوصی مرتبہ حاصل تھا اور اس نے اپنے دور خلافت میں سے قرطبہ کا والی مقرر کیا تھا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ

یوسف بن حماد بن تمیم بن زیری بن یعلیٰ بن محمد بن صالح
محمد
حمامہ
تمیم بن خلوف بن یراس بن دوناس
یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن عطاف
محمد الخیر بن محمد جسے یعلیٰ نے فاس کا والی مقرر کیا۔
جسے یعلیٰ نے فاس کا والی مقرر کیا۔

باب: ۱۲

اندلس میں ابونور بن ابوقرہ کی حکومت

ابونور بن ابوقرہ بن ابویفرن ان بربری جوانوں میں سے تھا جن سے ان کی قوم نے ہنگامی حالت میں مدد مانگی تھی۔ چنانچہ اس نے ایام الطوائف میں رندہ پر غلبہ پالیا نیز وہاں سے 405ھ میں امویوں کے غلام عامر بن فتوح کو نکال کر اس پر قبضہ کرلیا اور خود وہاں کا بادشاہ بن گیا۔

ابن عباد

اشبیلیہ میں جب ابن عباد کی طاقت بڑھ گئی اور اس نے مضافات و سرحدات پر قبضہ کرلیا تو اس کے اور ابونور کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ حاکمیت اور انحراف میں اس کے احوال اس سے مختلف ہو گئے اور 443ھ میں بربری قبائل کے ساتھ رندہ اور اس کے مضافات بھی اس کے قبضے میں آگئے۔ اس کے بعد اس نے 450ھ میں اسے ایک ولیمے میں شرکت کی دعوت دی اور ایک خط کے ذریعے اس سے سازش کی یعنی اسے اپنے محل کی ایک لونڈی کی زبانی اس کے بیٹے کی حرام کاریوں سے خود کو پہنچنے والی تکلیف کی شکایت کرائی پس اس نے اس کے شہر میں جا کر اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ جب وہ اس کی سازش کو سمجھ گیا تو اسی غم سے گھل گھل کر مر گیا۔

ابونصر

پھر جب اس کا دوسرا بیٹا ابونصر 457ھ میں والی بنا تو اس کے ساتھ اس کے بعض سپاہیوں نے غداری کی۔ چنانچہ وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا اور

دیوار سے گر کر مر گیا۔ المعتمد نے اس کے قبضے سے رندہ کو چھڑا لیا لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ بات 445ھ میں حمام کے واقعہ میں ہوئی جس میں ابو زور ہلاک ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اس کے بیٹے ابونصر کو ملی تو جو ہوا سو ہوا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب: ۱۳

بنی یفرن کے ذیلی قبیلے مرنجیصہ کے حالات

بنی یفرن کا یہ قبیلہ افریقہ کے نواح میں رہتا تھا اور اسے بڑی کثرت وقوت حاصل تھی۔ جب ابو یزید نے شیعوں کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے عصبیت کی وجہ سے اس کی مدد کی کیونکہ یہ ان کے بنووار کو کے ماموؤں میں سے تھا۔ پھر اس کا معاملہ ٹھپ ہو گیا تو شیعوں کی حکومت اور ان کے منہاجی مددگاروں کے علاوہ ان کے افریقی حکمرانوں نے انہیں جبر و قہر سے پکڑ لیا اور ان کے مال و جان پر مصائب نازل کیے۔ یہاں تک کہ یہ نیست و نابود ہو گئے اور تاوان ادا کرنے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ ان کے کچھ بقیہ قبیلے قیروان اور تونس کے درمیان رہائش پذیر ہو گئے۔ یہ لوگ گایوں، بکریوں اور خیموں والے تھے۔ جو اس کے نواحی علاقوں میں سفر کرتے اور معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ لوگ اسی حالت میں تھے اور ان پر تاوان اور ٹیکس لاگو تھے۔ انہیں سلطان کے ساتھ جنگوں میں متعدد فرائض سرانجام دینے پڑتے تھے۔

زواددہ کا اخراج

جب بنی سلیم میں سے الکعوب نے افریقہ کے نواح پر قبضہ کیا تو انہوں نے ریاح کے زواددہ کو جو اس دور میں حکومت کے دشمن تھے، وہاں سے نکال دیا۔ سلطان نے ان لوگوں کے خلاف ان سے مدد مانگی جنہوں نے قابس سے باجہ تک افریقہ کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ پھر ان کی امارت، حکومت کے لیے سخت ہو گئی اور ان سے بار بار مدد طلب کرنا پڑی تو انہوں نے جو مضافات اور خراج طلب کیے، بادشاہ نے انہیں جاگیر کے طور پر دے دیے اور ان کی جاگیروں میں مرنجیصہ کا خراج بھی شامل تھا۔

قیروان پر حملہ

جب بنو مرین نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس فتنہ کو روکنے کے لیے جس میں عربوں نے بادشاہ اور اس کی حکومت پر غلبہ پا لیا تھا، مذکورہ کعوب کو مرنجیصہ کے قبیلوں میں بار برداری کے لیے گھوڑوں اور جنگوں میں غلبہ پانے کے لیے سواروں کی بڑی قوت حاصل تھی۔ لہٰذا ان کے لیے قرابت دار اور خادم بن گئے۔ ان لوگوں نے ان پر غلاموں کی طرح تسلط حاصل کر لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو فرو کر دیا اور مخصی بادشاہ مولانا سلطان ابو العباس کی وساطت سے مٹی ہوئی خلافت و حکومت کو قائم کر دیا جس سے فضا صاف ہو گئی اور افق روشن ہو گیا۔ اس نے محکوم عربوں کو اپنے مضافات سے دور کر دیا اور اپنی رعایا پر ان کے ظلم و جور کو روک دیا۔ چنانچہ مرنجیصہ کے ان لوگوں کو عربوں کی پناہ لینے اور ان کے ساتھ سفر کرنے کے باعث سزا دینے کے بعد اپنا مقرب بنا لیا۔ اس طرح انہوں نے دوبارہ اپنا حق حاصل کر لیا اور شمولیت میں اخلاص کا اظہار کیا لہٰذا جس تاوان اور خراج کے قوانین سے وہ مالوف تھے، اس کی طرف واپس آ گئے اور اس دور تک وہ اسی حالت پر قائم ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا

۱۴

قبائل زناتہ میں سے مغراوہ کی مغرب میں حکومتیں اور ان کے حالات

مغراوہ کے یہ قبائل زناتہ کے وسیع تر ذیلی قبیلوں میں سے تھے اور یہی لوگ ان میں سے جنگجو اور غلبہ والے تھے۔ ان کا نسب مغراوہ بن ...بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرات بن جانا تک جاتا ہے جو بنی یفرن اور بنی یریان کے بھائی بند ہیں۔ چنانچہ ان کے نسب میں جو ...اف پایا جاتا ہے، اسے بنی یفرن کے حالات میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

...راوہ کے ذیلی قبائل

ان کے ذیلی قبیلے بہت سے ہیں جیسے بنی یلنت، بنی زنداک، بنی رواد، رتزمیر، بنی ابی سعید، بنی ورسیعان اعواط اور بنی ریقہ وغیرہ اور مغرب ...ہیں ان کی فرودگاہیں شلف سے تلمسان تک، اور پھر جبل مدبولہ تک اور اس کے نواح میں ہیں، ان کی اپنے رشتہ داروں یعنی بنی یفرن کے ساتھ ...صلح کبھی لڑائی گویا صحرائی حالات میں اکثر مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ البتہ قبائل مغراوہ کی صحرا میں بہت بڑی آبادی پائی جاتی ہے جس نے اچھی ...ح اسلام قبول کیا تھا۔

...صولات کی ہجرت

اس قوم کے امیر صولات بن وزمار نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے پاس گیا تو آپ نے اس ...ہجرت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اس کی قوم اور وطن کا امیر بنا دیا۔ چنانچہ اس عزت افزائی سے خوش ہو کر قبائل مغر...ذکر تا ہوا اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور ہمیشہ اس کی یہی حالات رہی۔

لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ بربری قبائل نے اسلام قبول کرنے سے پہلے عربوں کے ساتھ جو جنگیں کی تھیں، ان میں سے ایک جنگ میں ...ں نے ان پر فتح پائی اور اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا لیکن اسے اپنی قوم میں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج ...آپ نے اس پر احسان کیا جس سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا لہٰذا آپ نے اس کی عملداری میں اسے امیر مقرر کر دیا۔ پس اس نے ...ت عثمانؓ اور آپ کے اہل بیت کی دوستی کی وجہ سے جو بنی امیہ میں سے تھے، صولات اور مغراوہ کے دیگر قبیلوں کو مخصوص کر دیا اور وہ دیگر قریش ...بلے میں ان کے خاص آدمی تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے اندلس میں دعوت مروانیہ کی مدد کی، جیسا کہ آپ کو ...ے چل کر ان کے حالات سے معلوم ہو جائے گا۔

...صولات کے جانشین

جب امیر صولات فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے حفص نے مغراوہ اور دیگر قبائل زناتہ کی امارت سنبھال لی۔ جب مغرب اقصیٰ میں ...ت کے سائے سمٹنے لگے اور میسرۃ اور المقبر اور مظفر کا فتنہ سایہ فگن ہونے لگا تو خزر اور اس کی قوم قیروان میں مضریوں کی حکومت پر غالب آ گئے ...ان کی حکومت قائم ہو گئی اور مغرب اوسط کے صحرائی زناتہ میں ان کے بادشاہ کی شان و عظمت میں اضافہ ہو گیا۔

...امیہ کا زوال

پھر مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن مغرب میں فتنہ برپا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ قوت و تکبر میں بڑھ گئے۔ اس اثناء میں خزر فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔

ادریس بن عبداللہ

ادریس الاکبر بن عبداللہ بن حسن بن الحسن 170ھ میں الہادی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور مغرب کے بربری قبائل اربہ، صدینہ اور مقیلہ سے تعلق رکھتے تھے، اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے لہٰذا اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بقیہ ایام میں مغرب بنو عباس کی اطاعت سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر نے اس کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اپنی قوم کی جانب سے اس کی بیعت کر لی۔

بنی یفرن کے اہل تلمسان پر غالب آ جانے کے بعد اس نے اسے تلمسان پر قبضہ کرنے میں مدد دی چنانچہ ادریس بن ادریس کے لیے مغرب کی راہ ہموار ہو گئی اور وہ اپنے باپ کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس کے علاوہ تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر بنو خزر اس کی دعوت کے اسی طرح ذمہ دار بن گئے جیسا کہ اس کے باپ کے لیے بنے تھے۔ اس کا بڑا بھائی سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن الحسن جو مشرق سے اس کے پاس آیا تھا ادریس الاکبر کے عہد میں تلمسان میں قیام پذیر ہوا لہٰذا اس نے تلمسان کی ریاست اسے اسی طرح دے دی جس طرح اس کے بیٹے ادریس نے سلیمان کے بعد اپنے عم زاد محمد کو دے دی تھی چنانچہ تلمسان کی ریاست اور اس کے نواحی شہر اس کی اولاد کے قبضے میں رہے پھر انہوں نے ریاست کو ساحلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کر لیا۔

حکومت کی تقسیم

پس تلمسان ادریس بن محمد بن سلیمان کی اولاد کے حصے میں آیا اور ارشکول، عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو ملا، تنس ابراہیم بن محمد بن محمد کو ملا اور تلمسان کے بقیہ مضافات بنی یفرن اور مغراوہ کو ملے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مغرب اوسط کے نواح میں حکومت ہمیشہ ہی محمد بن خزر کو حاصل رہی یہاں تک کہ شیعہ حکومت آ گئی اور ان کے لیے افریقہ کی حکومت ثابت ہو گئی۔

امیروں کا تقرر

عبداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف کتامی کو 298ھ میں فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے مغرب ادنیٰ پر قبضہ کر لیا اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مصالہ بن حبوس کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے ادارسہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان سے عبیداللہ کی اطاعت کا مطالبہ کیا چنانچہ فاس پر یحییٰ بن ادریس بن عمر کو امیر مقرر کیا گیا جو ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا لیکن اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

فاس کی امارت

اسی طرح اس نے مصالہ کو فاس کا امیر، اور موسیٰ بن ابوالعالیہ کو مکناسہ اور صاحب تارہ کا امیر مقرر کیا بعد ازاں مغرب کے نواح پر قابض ہو گیا اور آخر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

عمرو کی بغاوت

محمد بن خزر کی اولاد میں سے جو ادریس اکبر کا داعی تھا، عمرو بن خزر باغی ہو گیا اور اس نے زناتہ اور اہالیان مغرب واسط کو شیعہ کے خلاف اکسایا۔ عبیداللہ مہدی نے مغرب کے قائد مصالہ کو 309ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ محمد بن خزر نے مغراوہ اور زناتہ کی

کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا، اس نے مصالہ کی فوجوں کو شکست دی اور پھر اسے قتل کر دیا۔ عبید اللہ نے 310ھ میں اس کے بیٹے ابو القاسم کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور اسے محمد بن خزر اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لیے سالار مقرر کیا لیکن وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس نے ملویہ تک ان کا تعاقب کیا چنانچہ وہ سجلماسہ چلے گئے۔

مغرب پر حملہ

ابو القاسم نے مغرب پر حملہ کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی اطراف میں چکر لگایا چنانچہ اس نے ابن ابو العالیہ کو از سر نو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا پھر واپس آ گیا اور کسی سازش کا شکار نہ ہوا۔

وہران پر قبضہ

جب حاکم قرطبہ الناصر کو کسی وادی کے کنارے کی حکومت کا خیال آیا تو اس نے ادارسہ اور زناتہ کے ملوک کو مخاطب کیا اور 316ھ میں ان کی طرف اپنے مخلص محمد بن عبید اللہ ابو عیسیٰ کو بھیجا۔ محمد بن خزر نے فوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور الزاب سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال باہر کیا۔ نیز شلف اور تنس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔ اسی طرح وہران پر قبضہ کر کے اس پر اپنے بیٹے الخیر کو حاکم مقرر کیا۔ اس نے تاہرت کے سوا دیگر مضافاتِ مغرب میں اموی دعوت کو پھیلایا اور حاکم ارشکول ادریس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان اموی دعوت کے قیام میں سرگرم عمل ہو گیا۔ پھر الناصر نے 317ھ میں ادارسہ کے قبضے سے سبتہ کو چھڑا لیا۔ موسیٰ بن ابو العالیہ کو اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے پناہ دے دی چنانچہ محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مصالحت ہو گئی اور انہوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفول کی مخالفت

فلفول بن خزر نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کی لیکن عبد اللہ نے اسے مغراوہ کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ حمید بن یصل 321ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کرنے کے لیے عبد اللہ کی طرف گیا اور فاس تک پہنچ گیا مگر زناتہ اور مکناسہ کے سوا اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ اس طرح اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد 322ھ میں میسور الخصی نے جا کر فاس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہ کر سکا اور واپس آ گیا۔

حمید کی بغاوت

پھر 328ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خزر کے پاس چلا گیا۔ بعد ازاں الناصر کے پاس گیا تو اس نے اسے مغرب اوسط کا والی مقرر کر دیا۔ پھر شیعہ ابو یزید کی سرکوبی میں مصروف ہو گئے اور محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مغراوہ قوم کے کارنامے کی عظمت قائم ہو گئی۔ تب انہوں نے 333ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی، اس کے ساتھ الخیر بن محمد اور اس کے بھائی حمزہ اور اس کے چچا عبد اللہ بن خزر نے بھی یلغار کی اور یعلی بن محمد بھی اپنی قوم بنی یفرن سمیت ان کے ہمراہ تھا۔

تاہرت پر حملہ

انہوں نے بزور قوت تاہرت پر قبضہ کر کے عبد اللہ بن بکار کو قتل کر دیا۔ حمزہ بن محمد بن خزر جو تاہرت کی جنگوں میں قتل ہو گیا تھا، کے بعد انہوں نے تاہرت کے قائد میسور الخصی کو قید کر لیا۔ محمد بن خزر اور اس کی قوم نے اس سے پہلے بھی بسکرہ پر یلغار کر کیا اسے فتح کر لیا تھا اور زیدان الخصی کو قتل کر دیا تھا۔

ابو یزید کی تلاش

اسماعیل جب ابو یزید کے محاصرے سے باہر نکلا تو محمد بن خزر کے خوف کی وجہ سے اپنے پیروکاروں سمیت مغرب کی طرف چلا گیا کیونکہ اس سے پہلے وہ ان کی دعوت کی مخالفت کر کے ان کے پیروکاروں کو قتل کر چکا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کی طرف اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا چنانچہ اسماعیل نے اسے ابو یزید کو تلاش کرنے کی فرمائش کی اور اس کے انعام میں بیس اونٹ بھر کے مال دینے کا وعدہ کیا۔

مغربِ اوسط پر قبضہ

اس کا بھائی معبد بن خزر ابو یزید کی وفات تک اس کا دوست رہا۔ بعد ازاں اسماعیل نے 340ھ میں معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان میں نصب کر دیا۔ محمد بن خزر اور اس کا بیٹا الخیر ہمیشہ ہی مغربِ اوسط پر قابض لیکن یعلیٰ بن محمد کے نائب امیر رہے۔

دہران کی بربادی

فتوح بن الخیر تاہرت اور دہران کے مشائخ کے ساتھ 340ھ میں الناصر کے پاس گیا تو اس نے انہیں انعام واکرام دے کر ان کی عملداریوں میں واپس کر دیا۔ پھر مغراوہ اور منہاجہ کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ محمد بن الخیر اور اس کا بیٹا خزر ان کے ساتھ جنگوں میں مشغول ہو گئے۔ یعلیٰ بن محمد نے دہران پر قبضہ کر کے اسے برباد کر دیا۔ آخر کار الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواح پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں محمد بن خزر نے اپنے مدمقابل یعلیٰ بن محمد کی وجہ سے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی۔ 342ھ میں المعز کا باپ اسماعیل وفات پا گیا تو وہ اس کے پاس آیا جہاں اس کا احترام کیا گیا۔ لہٰذا اس نے بھی ان کی مکمل اطاعت کی یہاں تک کہ جوہر کے ساتھ اس کی جنگوں میں شامل ہو کر 347ھ کے لگ بھگ مغرب کی طرف گیا اور اس کے بعد 350ھ میں المعز کے پاس پہنچا جہاں قیروان میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

الناصر کی وفات

اسی سال الناصر المروانی بھی فوت ہو گیا جب کہ مغرب میں شیعوں کی دعوت پھیل چکی تھی اور امویوں کے مددگار سبتہ اور طنجہ کے مضافات میں سمٹ گئے تھے۔

آل خزر کی دوستی

اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر کھڑا ہوا اور اس نے از سر نو وادی کے کنارے کے ملوک سے مخاطبت کی۔ محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے اسے جواب دیا کیونکہ اس کے باپ الخیر اور دادا محمد کو الناصر کی حکومت میں ایک مقام حاصل تھا۔ نیز حضرت عثمانؓ نے ان کے جدِ امجد امیر صولات کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق بھی آل خزر بنی امیہ سے دوستی کا دم بھرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، چنانچہ اس نے شیعوں کے ساتھ خوب خونریزی کی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ معد نے اپنے ساتھی زیری بن مناد امیر منہاجہ کے ذریعے ان پر تہمت لگائی تو اس نے اسے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے لہٰذا وہ بھی 260ھ میں جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

الخیر کی حکومت

ان کی تیاری سے قبل بلکین بن زیری نے وسیسہ مقام پر محمد بن الخیر کی مددگار فوجوں سے مقابلہ کیا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بری

استقامت دکھائی اور ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی جس سے زناتہ شکست کھا گئے۔ جب محمد بن الخیر نے دیکھا کہ اس کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے فوج سے الگ ہو کر خودکشی کر لی مگر اس کی قوم پر شکست برقرار رہی۔ اس معرکہ میں اتباع کو چھوڑ کر سترہ امیر سامنے آئے لیکن ہر امیر اپنے فریق کی جانب چلا گیا۔ پھر محمد کے بعد مغراوہ میں اس کا بیٹا الخیر حاکم بنا۔

بلکین بن زیری نے معد کے ذریعے خلیفہ کو الزاب اور مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف بھڑکایا کہ وہ محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے۔ چنانچہ جعفر پریشان ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ افریقہ کی حکومت کے لیے معد کو بھیج دیا یہاں تک کہ اس نے قاہرہ جانے کا ارادہ کر لیا جس سے اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ وہ الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے پاس چلا گیا، انہوں نے منہاجہ پر یلغار کر دی جس میں انہیں فتح نصیب ہوئی، زیری بن مناد کو بہت بڑی جماعت نے زیر کیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ کر بنی خزر کے سرداروں کے وفد میں جعفر کے بھائی یحییٰ بن علی کے ساتھ قرطبہ بھیجا۔

زناتہ سے جنگ

اس کے بعد جعفر کو زناتہ کے بارے میں شک ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی یحییٰ کے پاس چلا گیا پھر وہ الحکم کے پاس گیا جس نے اسے بلکین بن زیری کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا۔ نیز اسے اموال و افواج سے مدد دی اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے۔ پس وہ 261ھ میں مغرب کی طرف گیا جہاں ان میں سے برابرہ کو ترغیب دی، اس طرح باغایہ، مسیلہ، الزاب اور بسکرہ کے مضافات خالی ہو گئے اور زناتہ اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ چنانچہ وہ تاہرت آیا اور اس نے مغرب اوسط سے زناتہ کے آثار مٹا دیے۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کو چلا گیا۔ بلکین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کا سجلماسہ تک تعاقب کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں پکڑ لیا۔ پھر الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا، اور ان کی فوج کو تتر بتر کر کے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ واپسی پر وہ مغرب اوسط سے گزرا اور وادی میں مقیم زناتہ اور ان کے ساتھی لماصین سے جنگ کی۔ پھر اس نے ہر اس شخص سے جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے یا گھوڑے کی خبر گیری کر سکتا ہے، امان اٹھا دی اور ان کے خون کی ارزانی، اس طرح اس نے مغرب اوسط کو زناتہ سے خالی کر دیا اور بلادِ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے تک گیا۔ یہاں تک کہ بنی یعلیٰ بن محمد تلمسان واپس آ گئے اور اس نے انہیں وہاں کا حاکم بنا دیا، پھر بنو خزر، سجلماسہ اور طرابلس میں اور بنی زیری بن علیہ فاس کی حکومت میں ہلاک ہو گئے، ان کا احوال آگے مذکورہ ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

☆☆☆

الخیر بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر، جو محمد بن خزر بن حفص بن صولات بن وزمار کی اولاد میں سے ہیں۔

باب: ۱۵

مغراوہ میں سے آل زیری بن علیہ کے حالات

زیری اپنے وقت میں آل خزر کا امیر اور ان کی بدوی حکومت کا وارث تھا، اسی نے فاس اور مغرب اقصیٰ میں حکومت کو استوار کر کے دور لمتونہ تک اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا تھا جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں۔ اس کا پورا نام زیری بن عطیہ بن عبدالرحمٰن بن خزر ہے، اس کا دادا عبداللہ، الناصر کے داعی محمد کا بھائی تھا جو قیروان میں فوت ہو گیا تھا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہ چار بھائی تھے، محمد اور معبد، جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا اور فلفول جو محمد کا مخالف اور شیعہ حکومت کا طرف دار بن گیا تھا، نیز یہ عبداللہ جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام تبادلت تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ، محمد بن خزر کا بیٹا ہے اور اس کا بھائی حمزہ بن محمد تھا جو تاہرت کی فتح کے وقت میسور کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جب الخیر بن محمد 261ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زناتہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے میں کوچ کر گئے اور تمام مغرب اوسط منہاجہ کے قبضے میں آ گیا تو مغراوہ آل خزر کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

آل خزر کا فرار

ان دنوں ان کے امراء محمد بن الخیر مذکورہ اور مقاتل بن عطیہ بن عبداللہ کے بیٹے مقاتل اور زہری اور خزرون بن فلفول تھے۔ پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بلکین بن زیری کو افریقہ کی حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے 269ھ میں مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا جس پر بنی خزر کے ملوک زناتہ اور بنی محمد بن صالح اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے یعنی سب کے سب سبتہ آ گئے۔

برغواطہ سے جہاد

محمد بن الخیر سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامر کے پاس فریاد لے کر گیا تو منصور اپنی فوجوں کے ساتھ بہ نفس نفیس ان کی مدد دینے کے لیے نکلا۔ اس نے جعفر بن علی کو بلکین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور پھر اس کو سمندر پار کروا دیا۔ نیز اسے سو اونٹ بھر کر مال دیا، پس ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سبتہ کے میدان میں ان کا مقابلہ ہوا۔ بلکین جبل تطاون سے ان کے پاس آیا، پس اس نے دیکھا کہ وہ ان کے مقابلے کی سکت نہیں رکھتا تو وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا جہاں اس نے اپنے آپ کو برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مشغول کر لیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے 272ھ میں فوت ہو گیا۔

جعفر بن علی الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا جہاں منصور نے امارت کا بوجھ اٹھانے میں اس سے قرعہ اندازی کی چنانچہ مغرب، امارت کو چھوڑ بیٹھا اور منصور نے سبتہ پر قبضہ کرنے پر اکتفا کیا پھر اس نے منہاجہ اور دیگر شیعہ کے حامیوں کا دفاع کرنا ملوک زناتہ کے سپرد کر دیا اور ان کے نیز بازوں کو آزمانے کے لیے تیار ہو گیا یہاں تک کہ مغرب میں ادارسہ میں سے حسن بن کنون کھڑا ہو گیا جسے عزیز نزار نے مغرب میں اپنی حکومت پھر سے واپس لینے کے لیے بھیجا تھا۔ بلکین نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اسے مدد دی اور علی ہلاک ہو گیا تو یہ بات بلکین کو گراں گزری۔ حسن نے اسے مغرب میں اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور بدوی بن یعلیٰ بن محمد الیفرنی، اس کا بھائی زیری اور اس کا عم زاد ابو بیداس، ان لوگوں کے ساتھ جو بنی یفرن میں سے ان کے مددگار تھے، اس کے ساتھ شامل ہو گئے، پس منصور نے اپنے عم زاد ابوالحکم عمرو بن عبداللہ بن ابی عامر کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا اموال و افواج دے کر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے سمندر پار کیا تو آل خزر کے ملوک محمد بن الخیر اور عطیہ کے دونوں بیٹے مقاتل اور زیری اور خزرون بن فلفول تمام مغراوہ کے ساتھ اس کے ساتھ آ ملے اور انہوں نے اس کام میں اسے مدد دی۔

ابن ابی عامر کا قتل

ابوالحکم بن ابی عامر ان کو حسن بن کنون کے پاس لے گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے امان طلب کی تو عمر بن ابی عامر نے اپنی حسب منشا شرائط کے مطابق اس سے عہد کر لیا، اس نے اپنی قیادت پر اس کو قبضہ دے دیا جس کے بعد اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اس نے ابوالحکم بن ابی عامر سے جو عہد شکنی کی تھی اور اس کے بعد اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

مروانیہ کی اطاعت

ملوک زناتہ میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری، منصور کی طرف شدید میلان رکھتے تھے اور مروانیہ کی اطاعت کے قیام کے ذمے دار تھے لیکن بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم بنو یفرن ان کی اطاعت سے منحرف تھے اور جب ابوالحکم بن ابی عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ نیز اس کو رجال و اموال کے انتخاب میں پورا اختیار دے دیا چنانچہ اس نے 276ھ میں اسے اپنی عمل داری میں بھیج دیا اور اسے زناتہ میں سے ملوک مفراوہ کے متعلق وصیت کی۔ پھر ان میں سے مقاتل اور زیری کو پیغام بھیجا کہ وہ حسن کے ساتھ مل جائیں اور اس کی اطاعت کریں البتہ مضطرب الاطاعت اور شدید فریب کار بدوی کے متعلق اسے اکسایا، پس وہ اپنی عملداری میں گیا اور فاس میں قیام پذیر ہو کر مغرب کے مضافات کا نظم و نسق سنبھالا چنانچہ ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

مقاتل کا انجام

مقاتل بن عطیہ 278ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی زیری بن عطیہ مفراوہ میں سے صحرائی سواروں کی حکومت کے ساتھ مل گیا چنانچہ ابن عبدالودود کے حاکم مغرب کے ساتھ اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی اور پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا۔ منصور نے 281ھ میں اسے اپنے اعزاز و اکرام کو زیادہ کرنے کی غرض سے طلب کیا او اسے بدوی بن یعلیٰ کے متعلق اکسایا کیونکہ وہ اس کی اطاعت کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ پس اس نے مغرب پر اپنے بیٹے المعز کو جانشین بنا کر اس کی بات کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیا، اسے مغرب کی سرحد پر تلمسان میں اتارا اور اس کے قروبین کی سرحد پر علی بن محمود بن ابی علی قشوش کو اور اندلسیوں کی سرحد پر عبدالرحمٰن بن عبدالکریم بن ثعلبہ کو حاکم مقرر کیا پھر اپنے آگے آگے ہدیہ کو بھیج دیا۔ ہدیہ اور وزارت جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے ساز و سامان اور فوجوں کے ساتھ اس کا استقبال کر کے اس کی ملاقات پر فخر کیا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر اس کا وظیفہ زیادہ کر دیا۔ نیز وزارت میں اس کے نام کی تعریف کی اور اسے وزارت میں جاگیر دی۔ اس کے اموال کے نام بھی رجسٹر میں لکھے چنانچہ اس نے اس کے ہدیے کی قیمت کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھ اس کے وفد کو نہایت اعلیٰ انعامات سے نوازا پھر اسے جلد اس کی عمل داری میں بھجوا دیا۔ لہٰذا وہ مغرب میں اپنی امارت کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن کچھ حاسدوں نے اس کے متعلق بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے اس کے خلاف اس کی چغلی کھائی کہ وہ آپ کے حسن سلوک اور احسان کا انکاری ہے اور جس وزارت کے لقب کے ساتھ اس کی تعظیم کی گئی تھی، وہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ایک نوکر سے جس نے اسے وزیر کہہ کر پکارا تھا، کہا ارے بے وقوف کس کا وزیر، خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں، اور ابن ابی عامر اور اس کے جھوٹ کے کیا کہنے، خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا لیکن اسے ایک دن ہم سے ضرور واسطہ پڑے گا۔ قسم بخدا میں نے اسے جو ہدیہ دیا تھا اس نے اس کی قیمت کرانے کے لیے گویا مجھے اس کی مزدوری دی ہے۔ پھر اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس سے مجھے بہکانے کی کوشش کی ہے اور عزت افزائی کے لیے ہے مگر دراصل وہ اسے اس وزارت کے عہدے کی قیمت سمجھتا ہے جس سے اس نے مجھے میرے رتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کا ردعمل

جب ابن ابی عامر کے پاس یہ شکایت کی گئی تو اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اور اضافہ کر دیا اور اس کے مدمقابل بدوی بن یعلیٰ

الیفرنی کو زناتہ کی حکومت میں بھیجا کہ وہ اسے آنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے ناروا جواب دیا اور کہا کہ منصور نے کبھی جنگلی گدھوں کو سلوتری کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ راستوں کو خراب کرنے لگ گیا اور قبیلوں پر چڑھائی اور عوام میں فساد برپا کرنے لگا پس منصور اپنے مغرب کے گورنر حسن بن عبدالودود کو اشارہ کیا کہ اس کے معاہدے کو توڑ دے اور اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ پس وہ 281ھ اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور اس سے جنگ کی مگر انہیں شکست ہوئی اور ان کی فوج ہلاک ہوگئی، اس نے وزیر بن عبدالودود کو ایسا کاری زخم لگایا سے وہ مرگیا۔ منصور کو یہ خبر ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور مغرب کے حالات نے اسے افسردہ کر دیا۔ لہٰذا اس نے اسی وقت زیری بن عطیہ کو مغرب امیر مقرر کر دیا اور اس کی طرف اپنا عہد لکھا اور اسے مغرب کو تسلط میں لانے اور سلطان کی فوجوں اور حسن بن عبدالودود کے اصحاب کی مدد کرنے کا حکم پس وہ اس کی ذمہ داریوں سے مطلع ہوا اور اس کے کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا۔

بنی یفرن کی برتری

اب بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن کو عظمت حاصل ہوگئی اور انہوں نے زیری بن عطیہ سے سختی کر کے اسے جنگ کی آگ میں جھونک دیا گر کی مقابلہ بازی میں پانسہ پلٹتا رہا چنانچہ فاس کی رعایا ان کے باری باری اس پر قبضہ کرنے اور پھر جوابی حملہ کرنے سے اکتا گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ زیری بن عطیہ اور مغراوہ کو ابوالبہار بن زیری بن مناد کی طرف سے مدد بھیجی کیونکہ اس نے اپنے بھتیجے منصور بن بلکین حاکم قیروان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور شیعوں کی دعوت ترک کر کے مروانیہ کی طرف آ گیا تھا۔ حاکم تاہرت خلوف بن ابی بکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس معاملے اس کی پیروی کی کیونکہ ان دونوں اور ابوالبہار کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا تھا، لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط کے ان تمام مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا جو الزاب، انشریس اور ہدان کے درمیان پائے جاتے تھے۔

ہشام الموید کا خطبہ

اب ان مضافات کے دیگر منابر پر بھی ہشام الموید کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ابوالبہار نے ماوراء البحر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کر کے اپنے بھتیجے ابوبکر بن حبوس بن زیری کو اس کے اہل بیت اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے طرح طرح کے ریشمی کپڑے اور غلاموں سے جن کی قیمت دس ہزار درہم تھی نیز قیمتی ظروف، زیورات اور پچیس ہزار دینار سے حسن کا استقبال اور اسے دعوت دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ اس نے مغرب کے ان مضافات کو جو ابلمہ کی جانب تھے، ان دو کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے فاس شہر کے کناروں کو بھی یکے بعد دیگرے آپس میں تقسیم کر لیا مگر بدوی نے اس کی بالکل پروا کی اور نہ ہی اسے فتنہ بپا کرنے اور بستیوں پر یلغار کرنے سے روکا چنانچہ اس نے جماعت کی وحدت پر پراگندہ کر دیا۔

خلوف کی بغاوت

آخر خلوف بن ابوبکر نے منصور کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے منصور بن بلکین کی حکومت سے گفتگو کی۔ چنانچہ ابوالبہار نے کرم باہمی رابطہ کی بناء پر اس کی مدد کرنی تھی، اس کے دوران وہ بیمار ہوگیا اور زیری بن عطیہ، خلوف بن ابوبکر کے خلاف جو جنگ کرنا چاہتا تھا، اس میں پیچھے رہ گیا۔ زیری نے رمضان 281ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے اور اس کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج پر قبضہ کر لیا۔ ان کے عام ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور عطیہ تنہا ہی صحرا کی طرف بھاگ گیا۔

فاس کا محاصرہ

پھر اس کے بعد وہ بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوا جس پر ان کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں جن میں بدوی کے

ساتھی منتشر ہو گئے چنانچہ اس نے ان میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ کر اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا جن میں اس کی بیوی اور بہن بھی شامل تھی۔ آخر اس کے باقی ماندہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہو گئے مگر وہ اکیلا ہی صحرا کو بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے عمزاد ابو یزید بن دوناس نے اسے قتل کر دیا۔ منصور کو یکے بعد دیگرے دونوں کامیابیوں کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی اس فتح مندی کو بڑی اہمیت دی۔

مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب زیری قاصد کے فرائض انجام دے کر واپس آیا تو بدوی اس وقت قتل ہوا تھا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ منصور نے اسے بلایا اور یہ اس کے پاس گیا تو بدوی نے اس کی مخالفت میں بڑھ کر فاس پر قبضہ کر لیا اور مغراوہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہاں پر اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا لیکن جب زیری اپنے قاصدانہ فرائض سر انجام دے کر واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا، زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی مگر محاصرہ لمبا ہو گیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مر گئے پھر زیری نے بزورِ قوت فاس میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو دار الخلافہ قرطبہ میں بھیج دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خبر کا راوی، زیری کے منصور کے پاس جانے اور اس کے بدوی کو قتل کرنے کو 28ھ کا واقعہ بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا تھا۔

ابوالبہار سے جنگ

پھر زیری اور ابوالبہار منہاجی کے تعلقات اتنے خراب ہو گئے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ پس زیری نے اس پر حملہ کیا اور ابوالبہار شکست کھا کر اپنے فرار کو چھپاتے ہوئے سبتہ چلا گیا، پس ان نے جلدی سے اپنے کاتب عیسیٰ بن سعید القطاع کو لکھا کہ وہ دستہ فوج لے کر اس سے مقابلہ کرے مگر وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلو تہی کرتے ہوئے جراوہ کے قلعہ کی طرف چلا گیا جہاں اس نے اپنے بھتیجے منصور حاکم قیروان کی جانب ایلچی بھیجے تاکہ اسے اس بات کی طرف توجہ دلائے کہ جنگ تو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پھر وہ اس کے پاس چلا گیا اور پھر اپنی عملداری میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ گویا امویوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر شیعوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا۔ پس منصور نے ابن عطیہ کو مغرب کے مضافات دے دیئے اور اس سے سرحدی علاقے کا نظم و نسق سنبھالنے کا مطالبہ کیا، اپنی دعوت کے دفاع میں ملوک مغرب میں سے اس پر اعتماد کیا اور اسے ابوالبہار سے جنگ کرنے کی تاکید کی۔ زیری نے قبائل زناتہ کی متعدد اقوام اور بربری فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور قیروان چلا گیا۔ چنانچہ زیری تلمسان اور ابوالبہار کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر کے سوس اقصیٰ اور تاہرت کے درمیانی علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ آخر اس کی حکومت و سلطنت وسیع ہو گئی اور اس کی قوت و شوکت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

زیری کی بحالی

اب اس نے منصور کو اپنی فتح کے متعلق لکھا اور اس کے ساتھ دو سو گھوڑے، پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ اور لمط کے چمڑے کی ایک ہزار ڈھالیں، الزاب کی کمانوں اور خوشبو کے ظروف اور زرافوں اور لمط کی طرح کے صحرائی جانور لدے ہوئے، اور اس کے علاوہ سو اونٹ لاد کر کھجوریں اور ریشم کے بہت سے کپڑے بھیجے تو اس نے مغرب کی امارت پر از سرِ نو اسے مقرر کر دیا نیز اس کے قبیلوں کو فاس کے گرد و نواح میں آباد کیا جس سے مغرب میں زیری کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ اس نے بنی یفرن کو فاس کے نواح سے نکال کر سلا کی طرف بھیج دیا۔

وجدہ کی حد بندی

284ھ میں اس نے وجدہ شہر کی حد بندی کی۔ اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں قیام پذیر کیا اور اس پر اپنے رشتہ داروں کو حاکم مقرر کیا پھر اپنا ذخیرہ یہاں منتقل کر کے ایک قلعہ تیار کیا۔ یہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد پر واقع تھا۔

منصور سے بگاڑ

پھر اس کے اور منصور کے درمیان اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اس کے متعلق شکایت کی گئی تھی کہ وہ منصور سے بڑھ کر ہشام سے محبت رکھتا

ہے۔منصور نے اسے اپنی حق تلفی سمجھا اور اس کی یہ بات نہ مانی۔اس نے اپنے کاتب ابن القطاع کو فوجوں کے ساتھ بھیجا مگر یہ اس کے مقابلے میں سخت نکلا۔قلعہ حجر النسر کے مالک نے اس کی مدد کی تو اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اس پر منصور نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا نام ناصح رکھا۔زیری نے علانیہ طور پر ابن ابی عامر سے عداوت کی وجہ سے اس کے خلاف لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا۔نیز موید کے ساتھی ہونے اور اس کی حق تلفی کرنے سے روکنے پر برملا طور پر ناراض ہونا شروع کر دیا۔پس اس نے ابن ابی عامر کے پاس اس سے سخت برتاؤ کیا اور اس کے نام وزارت کا وظیفہ روک لیا بلکہ اپنے رجسٹر سے اس کا نام مٹا دیا اور اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔پھر اپنے غلام واضح کو مغرب اور زیری بن عطیہ سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور اخراجات کے لیے، اسے اموال کے علاوہ ہتھیار اور لباس بھی دیئے۔الحضرۃ میں وادی کے کنارے کے جو ملوک موجود تھے، ان میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجا۔ان ملوک میں محمد بن الخیر، زیری بن خزر اور ان دونوں کا عم زاد بکساس بن سید الناس اور بنی یفرن میں سے ابو بخت بن عبداللہ بن مدین اور ازواجہ میں سے خزرون بن محمد شامل تھے۔نیز فوج کے سرداروں کے ساتھ اسے مضبوط کیا۔

واضح کا خروج

واضح 287ھ میں الحضرۃ سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ چلتے ہوئے سمندر کو پار کر کے طنجہ پہنچ گیا اور وادی ردات میں ڈیرے ڈال دیئے۔ادھر زیری بن عطیہ بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا اور اس کے سامنے خیمے گاڑ دیئے دونوں لشکر تین ماہ تک ٹھہرے رہے۔آخر واضح نے بنی برزال کے جوانوں پر منافقت کا الزام لگا کر انہیں الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور منصور کو ان کے خلاف اکسایا۔منصور نے انہیں ڈانٹا اور وہ چلے گئے تو اس نے ان سے درگزر کیا اور پھر انہیں کسی اور طرف بھیج دیا۔

جزیرہ میں پڑاؤ

پھر واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کر کے ان کا انتظام کیا اور اس کے اور زیری کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں۔واضح نے اصیلا کے نواح میں زیری کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور ابھی وہ غارت گری کر ہی رہے تھے کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ابن ابی عامر، واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کی امداد کرنے کے لیے الحضرۃ سے نکلا پس وہ فوج کی تیاری کے ساتھ چلا اور جزیرہ میں فرصۃ اعجاز کے پاس پڑاؤ کیا۔پھر اس نے مظفر کو اپنے بیٹے کی طرف سے اس کے مقام خلافت الزاہرۃ سے بھیجا اور وادی کے کنارے کی طرف چلا گیا۔اس موقع پر بڑے بڑے کارندے اور جرنیل اس کے ساتھ تھے۔

منصور کی مراجعت

آخر منصور قرطبہ کی طرف واپس آ گیا اور مغرب میں عبدالملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کر اور بربری ملوک میں سے زیری کے تمام اصحاب اس کی طرف واپس آ گئے چنانچہ اس نے ان پر اس قدر احسان کیے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

طنجہ پر یلغار

عبدالملک نے طنجہ پر چڑھائی کر دی جہاں وہ واضح کے ساتھ مل گیا اور فوج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے انتظامات کیے، چنانچہ جب اس کی تدبیر مکمل ہو گئی تو اس نے ایسی فوج کے ساتھ کوچ کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔زیری نے شوال 288ھ میں اس کے ساتھ طنجہ کے قریب وادی منی میں جنگ کی جہاں ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔اس کے نتیجے میں عبدالملک کے اصحاب فکر مند ہو گئے مگر وہ ثابت قدم رہا اور ابھی وہ جنگ کے میدان میں تھے کہ زیری کے ماتحتوں میں سے ایک لنتوزی نے فریب کاری کے ساتھ تین بار اس کے سینے میں نیزہ اور ایسے زخم لگائے جن سے

اس کی موت واقع نہ ہو۔ پھر وہ مظفر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور اسے یہ خوشخبری سنائی لیکن اس نے لتنوزی کی اطلاع کا یقین نہ کیا۔ پھر جب اس کے پاس مصدقہ خبر آئی تو اس نے دشمن پر یلغار کی۔ جب انہیں صحیح طور پر شکست ہوئی تو اس نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی فوج میں جو کچھ بھی تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالملک کی فتح

زیری اس جنگ میں زخمی ہو کر ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ فاس چلا گیا مگر وہاں کے لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی بلکہ اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا ساز و سامان سمیٹ لیا اور فوجوں کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اس کی تمام عملداری نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ عبدالملک نے اس فتح کی خبر جب اپنے باپ کو پہنچائی تو اس کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا۔ لہٰذا اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور دعا کرنے کا اعلان کیا پھر صدقات دیئے اور غلاموں کو آزاد کیا۔

منصور کے فیصلے

اب منصور نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ وہ اسے مغرب کا حکمران مقرر کرتا ہے لہٰذا اس نے اس کے نواح کی اصلاح کی اور اس کی سرحدوں کو بند کیا پھر اس کی جہات میں کارندوں کو مقرر کر کے محمد بن عبدالودود کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تادلا کی طرف بھیجا۔ حمید بن یعلیٰ مکناسی کو سجلماسہ کا عامل مقرر کیا۔ چنانچہ یہ سب لوگ اپنی اپنی جانب چلے گئے جہاں انہوں نے لوگوں سے اطاعت کا مطالبہ کیا اور پھر اس کے پاس خراج لائے۔ آخر منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاول 289ھ میں واپس بلا لیا اور واضح کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا پس اس نے وہاں کا انتظام کیا اور وہ اپنی تدبیر پر قائم رہا پھر اسے اسی سال رمضان میں معزول کر کے اس کے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبیداللہ کو مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن البوری کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور پھر اسے بھی معزول کر کے اخوص معن بن عبدالعزیز التجیبی کو مقرر کیا یہاں تک کہ منصور کی وفات ہو گئی۔

مظفر کی طلبی

اس نے مظفر بن المعز بن زیری کو اس کی عزلت گاہ مغرب اوسط سے طلب کیا تا کہ وہ مغرب میں اپنے باپ کی مدد کرے پس وہ فاس میں آ پہنچا۔ زیری کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی مصیبت اور عبدالملک سے شکست کھا کر خفیف ہو گیا تو صحرا میں اس کے پاس چلا گیا، جہاں اس نے مغراوہ کو شکست دی اور اسے یہ اطلاع بھی ملی کہ منہاجہ میں بادیس بن منصور کے بارے میں اس کے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے چچاؤں نے ماکس بن زیری کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ لہٰذا اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس وقت اپنی توجہ منہاجہ کے مضافات کی طرف پھیر دی اور مغرب اوسط میں داخل ہو گیا۔ اسے تاہرت میں جنگ کا سامنا کرنا پڑا اور یطوفہ بن بلکین نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ بادیس قیروان سے اس کی مدد کے لیے نکلا مگر جب وہ طلبہ سے گزرا تو فلفول بن خزرون اس کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ وہ اسے افریقہ لے گیا اور وہاں اسے جنگ میں مصروف کر دیا۔

منہاجہ کی شکست

ابوسعید بن خزرون جب افریقہ گیا تو منصور نے اسے طلبہ کا حاکم مقرر کیا۔ پس جب اس نے بغاوت کی تو بادیس اس کے پاس گیا اور حماد بن بلکین منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ زیری بن عطیہ سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ تاہرت کے قریب وادی منیا اس میں دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کے پڑاؤ پر حاوی ہو کر ان میں سے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ تاہرت کے علاوہ تلمسان، شلف اور تنس کو بھی فتح کر لیا۔ آخر اس نے ان تمام شہروں میں موید ہشام اور اس کے بعد اس کے حاجب منصور کی دعوت کو قائم کیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے ملک کے

دارالخلافہ اشیر تک منہاجہ کا تعاقب کیا اور وہاں قیام کر لیا۔

عبدالبہار کی عہد شکنی

زادی بن زیری نے اپنے اہل بیت کے اکابر کے ساتھ جو بادیس کے لیے جھگڑا کرتے تھے، اس سے امان طلب کی لہٰذا اس نے جو مانگا اس نے اسے دے دیا پھر اس نے منصور کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے یہ بات اسے لکھ بھیجی اور اپنے متعلق شرط لگائی کہ اگر اسے دوبارہ حکمرانی دے دی جائے تو وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائے گا۔ چنانچہ اس نے اس سے زادی اور اپنے بھائی علال کے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی۔ وہ دونوں 290ھ میں آئے۔ پھر ان دونوں کے بھائی ابوالبہار نے بھی اسی قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو بھیجا جو اس کی تقدیم کا ذکر کرنے لگے مگر منصور نے اسے ٹال دیا کیونکہ وہ اس سے پہلے عہد شکنی کر چکا تھا۔

اشیر کا محاصرہ

زیری بن عطیہ، اشیر کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر بیمار ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھے لیکن واپسی پر 291ھ میں فوت ہو گیا۔

آل خزر پر تسلط

اس کے بعد آل خزر اور تمام مغراوہ نے اس کے بیٹے المعز بن زیدی پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس نے تسلط حاصل کر لیا البتہ منہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا۔ پھر اس نے منصور کے لیے بخشش طلب کی۔ چنانچہ وہ دعوت عامریہ سے منسلک ہو گیا لہٰذا ان کے ہاں اس کی حالت بہتر ہو گئی۔

عبدالملک کا معاہدہ

اس دوران میں منصور کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ المعز نے اپنے بیٹے عبدالملک مظفر سے چاہا کہ وہ اسے دوبارہ اس شرط پر اس کی عملداری میں بھیج دے کہ وہ اس کے پاس مال لے کر آئے گا اور اس اثنا میں اس کا بیٹا معتصر قرطبہ میں یرغمال ہوگا۔ عبدالملک نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لیے معاہدہ لکھا اور اسے اپنے وزیر ابوعلی بن خدیم کو دے کر بھیجا جس کا متن یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ

مظفر سیف الدولہ جو امام خلیفہ ہشام المؤید باللہ امیر المومنین اطال اللہ بقاء، عبدالملک بن منصور بن ابی عامر کی حکومت کی جانب سے مامور ہے، فاس اور اہل مغرب کے تمام شہریوں کی طرف سلمھم اللہ

امابعد، اللہ تعالیٰ تمھاری حالت درست فرمائے اور تمھارے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے پس سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جو غیب کا جاننے والا، گناہوں کا بخشنے والا، دلوں کا پھرنے ولا، شدید گرفت کرنے والا، شروع کرنے والا، لوٹانے والا اور جو چاہے کرنے والا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا ہے بلکہ حکومت اور امر اسی کے لیے ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد سيدالمرسلين و على اله الطيبين و جميع الانبياء و المرسلين والسلام عليكم اجمعين۔

اللہ تعالیٰ نے المعز بن زیری کو عزت دی ہے اور اس کے ایلچی اور خطوط پے در پے ہماری طرف خوشی و مسرت اور اپنی خطاؤں سے استغفار کرتے ہوئے آئے ہیں جنھیں اس کی توبہ کی نیکیوں نے مٹا دیا ہے کیونکہ توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر اس میں تمھاری بھلائی ہو۔ اب اس نے

اطاعت کو شعار بنانے، اپنی راہ پر قائم رہنے، استقامت کا اعتقاد رکھنے اور اچھی مدد کرنے نیز کم خرچ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پس ہم نے تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسے حاکم مقرر کیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ وہ تم سے عدل و انصاف کرے، تم سے ظالمانہ اعمال کو دور کر دے، تمہارے راستوں کو آباد کرے اور حدود اللہ کے سوا، تمہارے محسن کی بات کو قبول کرے اور تمہارے خطا کار سے درگزر کرے۔

ہم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے۔ ہم نے اپنے وزیر ابو علی بن حزیم کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور وہ ہمارے ثقہ آدمیوں اور سرداروں میں سے ہے، تمہاری طرف بھیجا ہے کہ وہ اس کے کام کو سنبھالے اور اس بارے میں اس سے پختہ عہد لے۔ ہم نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ تم لوگوں کو اس میں شامل کرے کیونکہ ہم تمہارے معاملے میں فکر مند ہیں اور تمہارے احوال کو دیکھتے رہیں گے کہ وہ ادنیٰ کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ کرے اور تمہارے بارے میں کسی ادنیٰ چیز سے راضی نہ ہو۔ لہٰذا اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ چنانچہ قاضی ابو عبداللہ اپنے فیصلے نافذ کرے۔ اس کا منصب ہمارے نظام کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور اس کی حیثیت ہماری حکومت کے ساتھ پیوست ہے اللہ کے بارے میں اسے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت قابو نہ کرے۔ جس کو ہم نے والی مقرر کیا ہے تو ہمارا اس کے متعلق یہی ظن ہے اور جس کو ہم نے قاضی مقرر کیا ہے تو ہمیں اس کے متعلق یہی امید ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان لا الہ الا ہو۔ ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے۔"

المعز بن زیری کے پاس مظفر کا یہ خط پہنچا جس میں ضلع سجلماسہ کے سوا مغرب پر اس کی حکمرانی کا عہد تھا۔ منصور کے غلام واضح نے مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں واندین بن خزرون بن فلفول سے سجلماسہ کا عہد کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ چنانچہ وہ المعز کی اس ولایت میں شامل نہ تھا لہٰذا جب اسے مظفر کا عہد ملا تو اس نے اس کے انتشار کو قابو کیا اور اس کی قوت دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئی پھر اس نے مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیئے اور اس کے خراج کو جمع کیا۔ اس کی رعایا کی اطاعت ہمیشہ مرتب و منظم رہی۔

سجلماسہ پر یلغار

جب اندلس کی جماعت میں افتراق پیدا ہو جانے سے خلافت کے نشانات مٹ گئے اور طوائف الملو کی پھیل گئی تو المعز از سرنو سجلماسہ پر غلبہ پانے اور اسے بنی واندین بن خزرون کے ہاتھوں سے چھیننے لگا پس اس نے اس امر کا ارادہ کیا اور 407ھ میں اس کی طرف گیا لہٰذا وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آئے اور انہوں نے اسے شکست دی تو یہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اور اپنی حکومت کے بارے میں مضطرب ہی رہا یہاں تک کہ 407ھ میں وفات پا گیا۔

حمامہ کا اتفاق

اس کے بعد اس کا عم زاد حمامہ بن المعز بن عطیہ والی بنا مگر وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مورخین کا خیال ہے، بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق ہے جس نے یہ مغالطہ پیدا کیا۔ پس اس حمامہ نے ان کی عملداری پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ کئی علماء اور امراء نے اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی، کئی وفود اس کے پاس آنے لگے، اسی طرح کئی شعراء نے اس کی مدح میں قصیدے لکھے۔

فاس پر چڑھائی

424ھ میں ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلی الیفرنی نے بنی بدوی بن یعلی سے حکومت چھین لی۔ یہ لوگ سلا کے نواح پر غالب ہو گئے، پھر اس نے بنی یفرن کے قبائل اور زناتہ کے جو لوگ ان سے آملے تھے، ان کو ساتھ لے کر فاس پر چڑھائی کی۔ ادھر حمامہ نے مغراوہ اور ان کے بھائیوں سے مل کر اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ بالآخر حمامہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مغراوہ کے بہت سے لوگ مارے گئے اور تمیم کو فاس اور مغرب کے مضافات پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ جب وہ فاس میں داخل ہوا تو اس نے یہود کو لوٹ کر ان کی عورتوں

کو قید کرلیا جس سے ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس اثنا میں حمامہ فرار ہو کر وجدہ پہنچا۔ پھر وہاں سے مدیونہ اور ملویہ کے ٹیلوں پر رہنے والے مغراوہ کے پاس چلا گیا اور دوبارہ فاس پر چڑھائی کر کے 429ھ میں اس میں داخل ہو گیا۔ ادھر تمیم سلا میں اپنے دارالامارت میں آ گیا اور حمامہ نے مغرب کی حکومت میں قیام کیا۔ 430ھ میں القائد بن حماد صاحب القلعہ نے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو وہ بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نکلا۔ القائد نے زناتہ میں اپنے عطیات پھیلا دیئے اور انہیں ان کے حکمران حمامہ کے خلاف کر کے اپنے ساتھ ملا لیا لیکن وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کترا گیا۔ پھر جب اس نے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی تو القائد اسے چھوڑ کر واپس فاس میں چلا آیا۔ جہاں 431ھ میں فوت ہو گیا۔

حماد کی بغاوت

اس کے بعد اس کا بیٹا دوناس حکمران بنا جس کی کنیت ابوالعطاف تھی۔ اس نے فاس کے علاوہ اپنے باپ کی بقیہ عملداری پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کی حکومت کے آغاز ہی میں اس کے عمزاد حماد بن معنصر بن المعز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ بہت جنگیں کیں۔ اب حماد کی فوجیں بھی بکثرت ہو گئیں تاہم دوناس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اسے فاس شہر میں بند کر دیا۔ دوناس نے اپنے آگے خندق کھود لی جو حماد کی باڑ کے نام سے مشہور ہے، حماد نے قرویین کے کنارے سے وادی کو جانے والی سڑک روک دی۔ یہاں تک کہ وہ محاصرے کے دوران ہی 435ھ میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ دوناس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس کا دور حکومت لمبا ہونے سے ملک میں آبادی بھی زیادہ ہو گئی۔ پھر اس نے کارخانے بنانے اور بستیوں کی فصیلیں بنانے میں بڑی تندہی سے کام لیا۔ جابجا حمام اور سرائیں بھی بنائیں جس سے اس کی خوشحالی بڑھ گئی اور سامان کے ساتھ تاجر وہاں آنے لگے۔

الفتوح کی حکمرانی

451ھ میں دوناس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفتوح حکمران بنا۔ پھر وہ اندلس کے کنارے پر اترا اور اس کے چھوٹے بھائی عجیسہ نے حکومت کے سلسلے میں اس سے سرکشی کی۔ پھر وہ قرویلیین کے کنارے پر قلعہ بند ہو گیا اور ان دونوں کے افتراق سے ان کی حکومت منتشر ہو گئی۔ یوں ان دونوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ اس زمانے میں میدان کارزار باب النقبہ سے قرویین کے کنارے تک پھیلا ہوا تھا۔ الفتوح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔

عجیسہ کا انجام

عجیسہ نے باب الجیسہ کی حد بندی کی اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔ مگر عین کا حرف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو چکا ہے۔ وہ اسی حالت پر قائم رہے یہاں تک کہ فتوح نے 453ھ میں اپنے بھائی عجیسہ اور اس کے اہل خانہ سے غداری کی اور اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

صاحب القلعہ کا حملہ

اس کے بعد لمتونہ کے مرابطین نے مغرب پر اچانک حملہ کر دیا اور الفتوح اپنے انجام سے ڈر کر فاس سے بھاگ گیا۔ پھر صاحب القلعہ بلکین بن محمد بن حماد نے 454ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور فاس میں داخل ہو گیا چنانچہ ان کے اشراف واکابر کو اطاعت پر یرغمال بنا لیا اور اپنے قلعہ کو واپس آ گیا۔

لمتونہ سے جنگ

الفتوح کے بعد معنصر بن حماد مغرب کا حکمران بنا اور لمتونہ کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے 555ھ میں ان کے خلاف مشہور

ک کی اور ضریہ چلا گیا۔

معتصر کا انجام

یوسف بن تاشفین نے مرابطین کے ساتھ فاس پر قبضہ کرلیا پھر اس نے فاس پر اپنا قائم مقام حاکم مقرر کیا اور غمارہ کی طرف چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد معتصر نے اس کے خلاف فاس جا کر اس پر قبضہ کرلیا، وہاں کے حاکم اور اس کے ساتھی لمتونہ کو قتل کر دیا اور ان کو صلیب دے کر اور جلا کر عذاب دیا۔ پھر اس نے مکناسہ شہر کے حکمران مہدی بن یوسف الکنز نائی پر چڑھائی کی، وہ مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس نے سے شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کے سر کو حاکم سبتہ سکوت البرغواطی کے پاس بھیج دیا۔ یوسف بن تاشفین کو اطلاع ملی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لیے مرابطین کو فوجیں بھیجیں تو انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور رسد روک دی۔ یہاں تک کہ فاس کے باشندے اس محاصرے سے تنگ آ گئے اور ان کو بھوک نے آن لیا۔ معتصر نے میدان میں نکل کر مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور 460ھ کی اس جنگ میں کام آیا۔

یوسف بن تاشفین کا حملہ

اس کے بعد اہل فاس نے اس کے بیٹے تمیم بن معتصر کی بیعت کر لی مگر اس کا دور جنگ، محاصرے، بھوک اور گرانی کا دور تھا۔ پھر یوسف بن تاشفین نے بلاد غمارہ کو فتح کر کے ان کی طرف رجوع کیا اور جب 462ھ کا سال آیا تو اس نے فاس آ کر کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر تقریباً تین ہزار مغراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کر دیا اور ان میں تمیم بھی مارا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں فرداً فرداً دفنانا بھی مشکل ہو گیا پس ان کے لیے خندقیں بنائی گئیں اور انہیں جماعتوں کی صورت میں قبروں میں ڈالا گیا۔ ان میں سے جو قتل سے بچ گیا وہ تلمسان چلا گیا۔ یوسف بن تاشفین نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا جو دونوں آبادیوں کو جدا کرتی تھی۔ اس طرح ان دونوں کو ایک شہر بنا دیا اور ان کے ارد گرد ایک ہی فصیل بنادی۔ چنانچہ فاس سے مغراوہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء للہ سبحانہ و تعالیٰ

☆☆☆

تمیم بن معتصر بن حماد بن معتصر بن المعز بن زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر

باب:۱۶

مغراوہ کے ملوک سجلماسہ بنی خزرون کی حکومت

سبتہ پر قبضہ

خزرون بن فلفول مغراوہ کے امراء اور بنی خزر کے اعیان میں سے تھا۔ جب بلکین بن زیری نے مغرب اوسط میں ان پر غلبہ پایا تو یہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے عقبی علاقے میں آ گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، بنو خزر دعوت مروانیہ کے اطاعت گزار تھے۔ منصور بن ابی عامر جس نے بعد میں الموید کی حکومت قائم کی تھی، اپنے حجابت کے آغاز میں حکومت کے اراکین اور سرکردہ جرنیلوں کے علاوہ فوج کے دیگر طبقوں کے ذریعے کنارے کے حوالی میں سے سبتہ پر قبضہ کر چکا تھا۔ باقی علاقہ جو اس سے ماوراء تھا، اسے اس نے مغراوہ، بنی یفرن اور مکناسہ کے امرائے زناتہ کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس علاقے اور اس کی سرحدوں کے نظم و نسق پر اکتفا کیا بعد ازاں اس نے ان کی بخشش سے ان لوگوں کی دیکھ بھال کی اور ان پر احسانات کیے آخر وہ کئی قسم کی قربانیوں سے اس کے قریب ہو گئے۔

آل مدرار کا اخراج

ان دونوں خزرون بن فلفول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی، جہاں آل مدرار میں سے المعتز موجود تھا۔ چنانچہ اس کے بھائی المنتصر نے مغرب سے جوہر کے واپس آنے کے بعد مقابلہ کیا۔ اس نے ان کے امیر شاکر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی۔ پھر اس کے بعد ان کی اولاد میں سے المنتصر نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی ابو محمد نے 353ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی اور دوبارہ وہاں بنی مدرار کی حکومت قائم کر کے المعتز باللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ پس 367ھ میں خزرون بن فلفول نے مغراوہ کی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ المعتز اس کے مقابلہ میں نکلا تو خزرون نے اسے شکست دی اور سجلماسہ کے شہر پر قبضہ کر کے ہمیشہ کے لیے وہاں سے آل مدرار اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ پھر وہاں المؤید ہشام کی دعوت کو قائم کیا۔

المعتز کا انجام

یہ مروانیوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم کی تھی، یہاں اسے المعتز کا مال اور ہتھیار ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا چنانچہ اس نے ہشام کی طرف فتح کا خط لکھا اور المعتز کا سر اس کے پاس بھیجا جسے اس نے اپنے دار الخلافہ کے دروازے پر نصب کر دیا۔ محمد بن ابی عامر کے نصیب اور اس کے ساتھیوں پر اس فتح کے اثرات سے مطمئن ہو کر اس نے سجلماسہ پر خزرون اور اس کے بعد اس کے بیٹے واتودین کو امیر مقرر کیا۔

زناتہ کا فرار

پھر 369ھ میں زیری بن مناد نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور زناتہ وہاں سے فرار ہو کر سبتہ چلے گئے۔ چنانچہ اس نے مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا اور ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سبتہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر وہاں سے چلا گیا اور برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

بنو خزرون کا فرار

اب اسے اطلاع ملی کہ واتودین بن خزرون نے سجلماسہ کے نواح پر غارت گری کی ہے اور اس میں بزور قوت داخل ہو کر وہاں کے حاکم اور اموال اور ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس وہ 393ھ میں اس کا تدارک کرنے کے لیے نکلا لیکن راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ واتودین بن خزرون

سجلماسہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس اثنا میں زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور ہشام کے عہد میں فاس پر قابض ہو گیا۔ آخر کار اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی جس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو 388ھ میں فوجوں کے ساتھ کنارے کی طرف بھیجا۔ پس بنی خزر نے اس پر قبضہ کر لیا اور عبدالملک فاس میں قیام پذیر ہوا۔ اس نے سرحدوں کو بند کرنے اور محصول اکٹھا کرنے کے لیے مغرب کے گرد و نواح میں اپنے کارندے بھیجے پھر سجلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو حاکم مقرر کیا جو شیعہ مددگاروں میں سے ان کے پاس آ گیا تھا اور اس سے پہلے بنو خزرون وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا اس نے سجلماسہ پر قبضہ کر کے اس میں دعوت کو قائم کیا پھر جب عبدالملک کنارے کی طرف واپس آیا اور اس نے واضح کو اس کی عملداری فاس میں واپس بھیجا تو بہت سے بنی خزر نے اس سے امان طلب کی۔

دعوت مروانیہ کا قیام

ان لوگوں میں حاکم سجلماسہ وانودین بن خزرون اور اس کا عم زاد فلفول بن سعید بھی شامل تھے۔ چنانچہ اس نے انہیں امان دے دی پھر وانودین اور فلفول بن سعید نے مقررہ مال، متعدد گھوڑے اور ڈھالوں کی یہ ذمہ داری قبول کر کے کہ وہ ہر سال اسے ان کی ادائیگی کیا کریں گے، اپنی عملداری سجلماسہ میں واپس آ گیا۔ اس معاملے میں ان دونوں نے اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس واضح نے ان دونوں کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے بعد 390ھ کے آغاز میں وانودین سجلماسہ کی حکومت کا بلاشرکت غیرے حاکم بن بیٹھا اور وہاں اس نے دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

قرطبہ میں ابتری

396ھ میں مظفر بن ابی عامر کے عہد میں المعز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے وانودین کے مقام کی وجہ سے سجلماسہ کے معاملے کو مستثنیٰ کر دیا۔ جب قرطبہ میں خلافت کا نظام ابتر ہو گیا اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو جو کچھ انصار و ثغور کے امراء اور مضافات کے حکمرانوں کے قبضے میں تھا، اسے انہوں نے اپنے لیے مختص کر لیا۔ چنانچہ وانودین نے سجلماسہ کے مضافات کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور درعہ کی عملداری پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ 407ھ میں المعز بن زیری حاکم فاس مغراوہ کی فوجوں کے ساتھ ان مضافات کو وانودین کے ہاتھ سے چھیننے کے ارادے سے نکلا پس وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا اور انہوں نے اسے شکست دی جس سے المعز کی حکومت ڈانواں ڈول ہو گئی اور پھر وہ فوت ہو گیا۔ اب وانودین کی حکومت مضبوط ہو گئی، اس نے فاس کے مضافات میں سے صبرون اور ملویہ کے تمام محلات پر قبضہ کر لیا اور اپنے خاندان کے لوگوں کو ان پر والی مقرر کیا پھر وہ بھی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے مسعود بن وانودین نے اپنے باپ کی حکومت سنبھالی مگر اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

مغراوہ کا قتل عام

جب عبداللہ بن یاسین غالب آیا اور لمتونہ، مسوفہ اور بقیہ ملثمین کے مرابطین اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے 445ھ میں درعہ سے اپنی جنگ کا آغاز کیا اور مسعود بن وانودین کے ذخیرے میں جو اونٹ موجود تھے، انہیں لوٹ کر لے گئے۔ پھر جیسا کہ ہم نے لمتونہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ان کے قتل کے بعد انہوں نے دوبارہ سجلماسہ سے جنگ کی اور اگلے سال اس میں داخل ہو کر مغراوہ کی جماعت کے جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے مغرب کے مضافات، بلاد سوس اور جبال مصامدہ کا رخ کیا، 455ھ میں صفردی کو بھی فتح کر لیا اور وانودین کی اولاد اور مغراوہ کے باقی ماندہ لوگوں کو جو وہاں موجود تھے، قتل کر دیا۔ پھر 463ھ میں انہوں نے ملویہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بنی وانودین کی سلطنت اس طرح ختم ہو گئی گویا کبھی موجود ہی نہ تھی۔

محمد بن خزرون بن فلفول بن خزر ——— اسے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا

خزرون بن فلفول بن خزر ——— اس نے المعتز بن محمد بن سُدار کے ہاتھ سے سجلماسہ کو حاصل کیا اور ہشام المؤید نے اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا

فلفول بن سعید ——— خزرون بن فلفول بن خزر

باب: ۱۷

بنی خزرون سے ملوک طرابلس کے حالات

طرابلس میں بنوخزر اور مغراوہ ان کے بادشاہ تھے جو بلکین سے بچ کر مغرب اقصیٰ آ گئے تھے۔ پھر اس نے 469ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور انہیں سبتہ کے ساحل پر روک دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے فریادی کو منصور کے پاس بھیجا۔ تب وہ ان کے حالات کو دیکھنے کے لیے جزیرہ میں ان کے پاس آیا اور جعفر بن یحییٰ اور ملوک بربروز ناتہ میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے، ان سب کی مدد کی تو یہ بلکین پر بھاری ہو گئے۔ لہٰذا وہ واپس آ کر مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے لگا پھر وطن کو واپسی کے دوران 472ھ میں فوت ہو گیا۔ مغراوہ اور بنو یفرن کے قبائل کو جو مقام اس کے ہاں حاصل تھا، اس پر وہ واپس آ گئے۔

بنوخزر کا اعزاز

476ھ میں منصور نے وزیر حسن بن عبدالودود کو مغرب کا والی مقرر کر کے بھیجا اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز سے نوازا۔ ان دونوں خاندانوں میں سے جو لوگ ان کے ہم سر تھے، انہیں اس بات سے بڑی غیرت آ گئی۔

فلفول کی مراعات

اس کے بعد سعید بن خزر بن فلفول 477ھ میں امویوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر منہاجہ کی طرف چلا گیا۔ پھر ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا غایت درجہ احترام کرتے ہوئے اسے 481ھ میں طبنہ کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں وہ اس کی ملاقات کو گیا اور اس کے اعزاز میں ایک جشن کیا۔ پھر قیروان میں اس کا وقت پورا ہو گیا اور وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ تب اس کا بیٹا فلفول اپنے باپ کی عملداری سے قاصد بن کر آیا تو اس نے اسے اسی عملداری پر امیر مقرر کر کے اسے خلعت عطا کیا اور اپنی بیٹی اس

ی۔ پھر اسے تین اونٹ مال اور تیس تخت ملبوسات دیے، اسے بوجھل زینوں والی سواریاں اور دس سنہری جھنڈے پیش کیے حتیٰ کہ وہ اپنی ری کی طرف واپس آ گیا۔ 485ھ میں منصور بن بلکین کی وفات ہوگئی اور پھر اس کا بیٹا بادیس حکمران بنا تو اس نے بھی فلفول کو اس کی ری طبنہ پر امیر مقرر کر دیا۔

اجہ سے جنگ

بعد ازاں جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے اپنے بیٹے مظفر کو اس کی بھیجا جس نے مغرب کے مضافات میں اس پر غلبہ پا لیا چنانچہ زیری جنگل کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے مغربِ اوسط کو للکارا اور منہاجہ کی وں پر جنگ کر کے تیہرت کا محاصرہ کر لیا جہاں یطوفت بن بلکین موجود تھا۔ حماد بن بلکین نے اشیر سے تکاتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر لی کی۔ ادھر محمد بن ابی العرب قائد بادیس کو قیروان سے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ یطوفت کی مدد کے لیے بھیجا جو فلفول کی طرف بڑھا۔ وہ میں ان کے ساتھ تھا۔ زیری بن عطیہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور پھر ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یوں افریقہ کو جنگ ستان کر دیا اور اس کے نواح میں جو زناتہ قبائل رہتے تھے ان کے لیے منہاجہ اجنبی بن گئے۔

اور بربر کی شکست

بادیس بن منصور رقادہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور جب وہ طبنہ سے گزرا تو فلفول بن سعید بن خزرون اسے ملا اور اس نے ک میں اس سے مدد مانگی لیکن اسے شک پڑ گیا لہٰذا اس نے مدد لینے سے معذرت کر دی۔ پھر اس نے سلطان کے آنے تک تجدید عہد کا کیا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ البتہ اس کا اور اس کے مفرور ساتھیوں کا شک پختہ ہو گیا تو وہ طبنہ کو چھوڑ کر چل دیے۔ جب بادیس گیا تو فلفول نے واپس آ کر اس کی جہات میں فساد برپا کر دیا۔ بعد ازاں اس نے تیبجن میں بھی یہی کچھ کیا۔ پھر باغام کا محاصرہ کر لیا چنانچہ وان سے اشیر پہنچ گیا اور زیری بن عطیہ مغرب کے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ جب بادیس نے تاہرت اور اشیر پر اپنے چچا یطوفت بن بلکین کو مقرر کیا تو اس نے دوبارہ بادیس پر حملہ کر دیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچا، ماکس زاوی غرم اور معنفین نے بغاوت کر لے تو ابو البہار ڈر گیا اور انہیں ساتھ لے کر اس کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا اور فوجوں کو فلفول کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اسی کی طرف کوچ کر گیا جہاں وہ باغایہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے سالار کو قتل کر دیا۔ پھر اسے بادیس کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ بادیس نے مرماجنہ تک اس کا تعاقب کیا تو دونوں کے درمیان ہوئی۔ فلفول کے پاس زناتہ اور بربر کے قبائل جمع تھے، پس وہ جنگ میں ثابت قدم نہ رہے اور اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ چنانچہ وہ شکست کھا کر جناش کو چلا گیا اور قیطون میں پڑاؤ کیا۔ بادیس نے قیروان کی طرف فتح کا خط لکھا لیکن جھوٹی افواہوں نے ان کو متاثر کیا ہوا تھا لہٰذا وہاں کے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے راستے بنانے شروع کر دیے کیونکہ جب فلفول بن سعید نے ابو رعیل کو قتل کیا اور کی فوجوں کو شکست دی تو انہیں فلفول سے یہی توقع تھی۔ یہ 489ھ کے اواخر کا واقعہ ہے۔

محاصرہ

اب بادیس قیروان واپس آ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد فلفول بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی ہے اور انہوں نے اس سے کر لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اکٹھے ہو کر تبہ کا محاصرہ کر لیا۔ پس بادیس ان سے مقابلہ کرنے کے لیے قیروان سے نکلا تو وہ پراگندہ ہو گئے۔ پھر اس کے بیٹے حسن کے سوا، باقی سب اس کے دوسرے چچا زہری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے جب کہ ماکس اور حسن فلفول کے پاس ٹھہرے چنانچہ بادیس 491ھ میں اس کے بعد واپس آیا اور جب وہ بسکرہ پہنچ گیا تو فلفول، رمال کی طرف بھاگ گیا۔ اس فتنہ کے دوران زیری بن

عطیہ، اشیر کا محاصرہ کئے رہا پس وہ وہاں سے الگ ہو گیا اور ابوالبہار وہاں سے بادیس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی قیروان لوٹ آیا۔

طرابلس پر قبضہ

فلفول بن سعید قابس اور طرابلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، اس نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں طرابلس کا علاقہ مصر کی عملداری میں شامل تھا اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا والی عبداللہ بن یخلف کتامی تھا۔ جب معد فوت ہو گیا تو نزار العزیز کے بلکین نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا چنانچہ اس نے اس کی مدد کی اور اپنے خاص غلاموں میں سے عقولا بن بکار کو وہاں کا والی بنا دیا، جسے وہ بونہ کی عملداری سے تبدیل کر کے لایا تھا، لہٰذا وہ وہاں کا والی بنا رہا یہاں تک کہ اس نے حاکم مصر کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرۃ میں دلچسپی رکھتا ہے لہٰذا اس سے طرابلس کی عملداری لے لی جائے۔ برجوان صقلی حکومت میں خود مختار تھا اور یانس صقلی کو جو مقام ان کے ہاں حاصل تھا، اس سے وہ رنجیدہ و مغموم تھا چنانچہ اس نے اسے الحضرۃ سے ہٹا کر برقہ کی ولایت دے دی پھر جب حاکم طرابلس عقولہ کی دلچسپی میں متواتر اضافہ ہونے لگا تو برجوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا لہٰذا اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری میں آ جائے پس وہ 490ھ میں وہاں پہنچا۔

یانس کا قتل

بعد ازاں تمصولہ مصر چلا گیا اور بادیس کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے قائد جعفر بن حبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے، یانس نے اس پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔

طرابلس کا محاصرہ

پھر اس کا جرنیل فتوح بن علی طرابلس جا کر قلعہ بند ہو گیا تو جعفر بن حبیب نے اس سے جنگ کی اور مدت تک وہاں ٹھہرا رہا۔ ابھی وہ اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ اسے قابس کے والی یوسف بن عامر کا خط ملا جس میں اس نے بتایا کہ فلفول بن سعید قابس پہنچ گیا ہے اور وہ طرابلس آنا چاہتا ہے۔ پس جعفر شہر سے جبل کی جانب کوچ کر گیا اور فلفول بن سعید نے آ کر اس کی جگہ پڑاؤ کیا۔ چنانچہ جعفر اور اس کے ساتھیوں کا حال خراب ہو گیا تو وہ پختہ عزم کے ساتھ جنگ کے ارادے سے قابس چلے گئے جہاں فلفول نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ قابس واپس آ گئے۔

فلفول کی وفات

فلفول طرابلس شہر میں آیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور فتوح بن علی نے اس کی امارت اس کے لیے چھوڑ دی۔ چنانچہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس روز سے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ یہ 491ھ کا واقعہ ہے۔ پھر اس نے حاکم کو اپنی اطاعت کی اطلاع دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرابلس اور قابس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ طرابلس پہنچا اور فلفول اور فتوح بن علی بن غفسا اپنی زناتہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کا محاصرہ کرنے کے لیے گئے۔ مدت تک انہوں نے اس کا محاصرہ کیے رکھا اور پھر طرابلس کی طرف واپس آ گئے۔ یحییٰ بن علی مصر کی طرف لوٹ آیا اور فلفول نے طرابلس کی عملداری کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ بادیس کے ساتھ اس کی جنگ طویل ہو گئی تو وہ مصر کی مدد سے ناامید ہو گیا۔ اب اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبدالجبار کے پاس اپنی اطاعت کی اطلاع کے ساتھ فریادرسی اور مدد کے لیے اپنے ایلچی بھیجے۔ مگر فلفول ان کے واپس آنے سے پہلے ہی 400ھ میں فوت ہو گیا۔

بادیس کی کامیابی

بعد ازاں زناتہ اس کے بھائی ورّو ابن سعید کے پاس جمع ہو گئے لیکن جب بادیس نے طرابلس پر چڑھائی کی تو ورّو اور اس کے زناتہ ساتھی

بھاگ گئے۔ وہاں جو فوجی سپاہی موجود تھے بادیس ان کی طرف گیا تو وہ اسے راستے ہی میں مل گئے۔ چنانچہ وہ طرابلس کی طرف بڑھ کر داخل ہو گیا اور فلفول کے محل میں قیام پذیر ہوا۔ اب وردا بن سعید نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے امان کا لہٰذا اس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا؛ اپنی امان کے ساتھ ان کے وفد کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ پھر نفزاوہ پر اور نعیم بن کنون کو قبطلینہ پر اس شرط کے ساتھ حاکم مقرر کیا کہ وہ طرابلس کے مضافات سے اپنی قوم کو لے کر چلے جائیں پس وہ اپنے کی طرف واپس آ گئے اور بادیس قیروان کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے طرابلس پر محمد بن حسن کو حاکم مقرر کیا۔ جب کہ وردا نفزادہ میں اور نعیم بن آ گیا۔ بعدازاں 401ھ میں وردا نے بغاوت کی اور جبال ایدمر میں چلا گیا۔ پس انہوں نے آپس میں مخالفت کرنے کا معاہدہ کر لیا اور کنون نے نفزادہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

سے علیحدگی

خزرون بن سعید اپنے بھائی وردا کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا۔ یہ 402ھ میں قیروان میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش اور اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر اسے اس کے بھائی کی عملداری نفزادہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے بنی محلیہ کو قفصہ پر حکمران بنا دیا۔

طرابلس پر چڑھائی

وردا نے اپنے زناتی ساتھیوں کے ساتھ طرابلس پر چڑھائی کی اور وہاں کا والی محمد بن حسن اس کا مقابلہ کرنے کو نکلا چنانچہ دونوں آپس کے ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جن میں وردا کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر اس نے دوبارہ اس کا کے اس کے باشندوں کو تنگ کر دیا۔ بادیس نے خزرون اور اس کے بھائی نعیم بن کنون اور الجرید کے زناتہ امراء کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے طر جنگ کے لیے نکلیں لہٰذا وہ اس کے پاس آئے اور قابس اور طرابلس کے درمیان عبرہ کے مقام پر ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر انہوں کر لیا اور خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وردا کے ساتھ مل گئے۔ خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر الزام نے اپنے بھائی وردا کے متعلق فریب کاری سے کام لیا ہے۔ پھر اس نے نفزادہ کے ساتھ اس کا سامنا کیا تو وہ شک میں پڑ گیا اور مخالفت کی۔

کا قتل

سلطان نے فوج کے ساتھ فتوح بن احمد کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اپنی عملداری سے بھاگ گیا چنانچہ نعیم اور بقیہ زناتہ نے اس کا تعاقب کیا کے سب 404ھ میں وردا بن سعید کے ساتھ مل گئے اور مخالفت کرنے لگے، انہوں نے طرابلس شہر کے خلاف جنگ برپا کر دی۔ جب بڑھ گیا تو سلطان کے پاس جو زناتہ یرغمالی تھے، ان کو اس نے قتل کر دیا۔ اتفاقاً مقاتل بن سعید اپنے بھائی وردا سے اپنے بیٹوں اور ایک گروہ کے ساتھ الگ ہو کر آیا تو یہ سب بھی ان کے ساتھ قتل ہو گئے۔

وفات

سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال اس نے شلب میں اس پر غلبہ پا لیا تو قیروان کی طرف لوٹ آیا اس کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا مگر 405ھ میں وردا فوت ہو گیا اور اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن ہوئی چنانچہ ان میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔

کے ساتھ جنگ

کے والی حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لیے سازش کی تو اکثر زناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے۔ اب اس کے چچا

خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور قیطون میں اس پر غالب آ گیا۔ لہٰذا زناتہ پر اس کا پورا تسلط ہو گیا جن پر اس نے اپنے باپ کی حکومت قائم کی اتنے میں جس قلعہ میں وہ محصور تھا، وہاں سے سلطان بادیس کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی تو اس نے اس کی اطاعت کو قبول کیا۔ بادیس فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا المعز 406ھ میں حاکم بن گیا۔

پھر خلیفہ بن وردا نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا بھائی حماد بن وردا طرابلس اور قابس کے مضافات میں ان پر 413ھ تک غارت گری کرتا رہا۔

حاکم طرابلس کی بغاوت

پس حاکم طرابلس عبیداللہ بن حسن نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے طرابلس پر غلبہ دے دیا، اس کا سبب یہ تھا کہ المعز بن بادیس نے اپنی حکومت کے آغاز میں محمد بن حسن کو اس کی عملداری سے بلایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن حسن کو جانشین بنایا اور خود المعز کے پاس آ کر اپنی حکومت کا معاملہ اس کے سپرد کیا۔ اپنی اس بات پر وہ سات روز قائم رہا اور سلطان کے ہاں اس کی حیثیت مضبوط ہو گئی لیکن جب اس کے خلاف چغلیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ منحرف ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی کو اطلاع ملی تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے بھی بغاوت کر دی چنانچہ اس نے خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ کرنے کا موقع دیا پس انہوں نے منہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

الظاہر کی اطاعت

خلیفہ عبداللہ کے قصر میں آیا اور اس نے وہاں سے عبداللہ کو نکال کر اس کے سب اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر طرابلس پر خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم خزرون کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ 417ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں الظاہر بن الحکم کی اطاعت اختیار کرنے، راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور جماعتوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی نیز یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا۔ الظاہر نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ پھر اس نے اسی سال اپنے بھائی حماد کو تحائف دے کر المعز کے پاس بھیجا اس نے تحائف کو قبول کیا اور اسے ان کا اچھا بدلہ دیا۔ ابن الرقیق نے یہ واقعات ان کے حالات کے آخر میں بیان کیے ہیں۔

المعز کی یلغار

ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ المعز نے 430ھ میں جہات طرابلس میں زناتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور انہوں نے اسے شکست دی پھر انہوں نے عبداللہ بن حماد کو قتل کر دیا اور اس کی بہن ام العلو بنت بادیس کو قید کر لیا مگر کچھ عرصہ بعد اس پر احسان کر کے اسے اور اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔

بعد ازاں اس نے دوبارہ ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی، لیکن خوش قسمتی سے اسے ان پر پھر فتح حاصل ہوئی تو اس نے انہیں مغلوب کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور صلح کے ذریعے اس سے بچاؤ اختیار کیا لہٰذا اس طرح ان کا معاملہ درست ہو گیا۔

پھر جب خلیفہ بن وردا نے خزرون بن سعید کو زناتہ کی امارت پر غالب کیا تو وہ مصر چلا گیا، اس نے دارالخلافہ میں اقامت اختیار کر لی اور اس کے بیٹوں نے پرورش پائی۔ ان میں المنتصر بن خزرون اور اس کا بھائی سعید بھی شامل تھا اور جب مصر میں ترکوں اور مغاربہ کے درمیان ... ہوئی اور ترک ان پر غالب آ گئے تو انہوں نے وہاں سے انہیں جلاوطن کر دیا چنانچہ المنتصر اور سعید طرابلس چلے گئے اور اس کے نواح میں پذیر ہو گئے۔ پھر سعید نے طرابلس کی حکومت سنبھال لی اور اپنی وفات تک جو 429ھ میں ہوئی، وہاں کا والی رہا۔

التیجانی کا بیان

ابومحمد التیجانی طرابلس کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے سفر نامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب زغبہ نے سعید بن خزرون کو 429ھ میں قتل کر دیا تو خلیفہ بن خزرون، قیطون سے اس کی حکومت میں آیا، پس شوریٰ کے صدر نے اسے حکومت پر قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان دنوں فقہاء میں سے الحسن بن المنتصر بھی وہاں موجود تھا جو علم فرائض میں بڑی شہرت رکھتا تھا، اس نے بھی اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد خزرون نے 340ھ تک حکومت کی ذمہ داری سنبھالی، پس المنتصر بن خزرون ربیع الاول میں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوا تو خزرون بن خلیفہ وہاں سے چھپ چھپا کر طرابلس سے بھاگ گیا۔ پھر جب المنتصر بن خزرون نے طرابلس پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابن المنتصر پر حملہ کر کے اسے جلاوطن کر دیا چنانچہ وہاں ان کی امارت مسلسل قائم رہی۔ التیجانی کا بیان ختم ہوا۔

واقعہ کی تحقیق

یہ واقعہ کئی لحاظ سے مشتبہ ہے اس لیے کہ زغبہ ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی سے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے۔ پس 429ھ میں ان کا وجود طرابلس میں نہیں پایا جا سکتا سوائے اس کے کہ ان کے بعض قبائل اس سے پہلے افریقہ آ گئے ہوں اسی طرح بنو قرہ، برقہ میں تھے جنہیں حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر اس بات کو کسی نے اس کے حوالے سے بیان نہیں کیا۔ چنانچہ طرابلس ہمیشہ ہی زناتہ بنی خزرون کے ہاتھوں میں رہا اور جب ہلالی عرب پہنچے، انہوں نے المعز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور انہیں آپس میں تقسیم کر لیا تو قابس اور طرابلس زغبہ کے حصے میں اور بلد، بنی خزرون کے حصے میں آیا تھا۔ پھر بنو سلیم نے بیرون شہر پر قبضہ کر لیا۔ جب زغبہ نے ان پر غلبہ پایا تو انہیں ان مضافات سے کوچ کروا دیا اور بلد ہمیشہ ہی بنی خزرون کے پاس رہا۔

ناصر کی عہد شکنی

المنتصر بن خزرون نے قبائل ہلال میں سے بنی عدی کی مدد سے بنی حماد پر چڑھائی کر کے مسیلہ اور اشیر میں نزول کیا۔ پھر وہ الناصر کے مقابلے میں نکلا تو یہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ کر قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ چنانچہ وہ بھی اس کے مضافات میں رہنے والے حلیفوں کی طرف لوٹ آئے۔ پھر ناصر نے صلح کے بارے میں اس سے مراسلت کی اور الزاب اور ریغہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے۔ پھر بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اسے دھوکہ دے۔ جب المنتصر بسکرہ پہنچا تو عروس نے اس کا مہمان کی طرح استقبال کیا اور پھر 460ھ میں اسے فریب دے کر قتل کر دیا۔ بعد ازاں جو شخص بنی خزرون میں سے آخر میں طرابلس کا حکمران بنا مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

صنہاجہ کا زوال

صنہاجہ کی حکومت مسلسل 450ھ تک قائم رہی اور پھر اس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس سال طرابلس اور اس کے نواح میں قحط پڑا جس کی شدت سے لوگ ہلاک ہونے لگے چنانچہ اکثر وہاں سے بھاگ گئے جس سے حکومت کے دگرگوں حالات اور اس کے حامیوں کا زوال پذیر ہو جانا عیاں ہو گیا۔ پس جب صقلیہ کے طاغیہ نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا تو ان دونوں مقامات پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے طرابلس کو ایک بحری بیڑہ دے کر اس کے محاصرہ کے لیے بھیجا۔ اس اثنا میں اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر جرجی بن میخائیل نے ان پر غلبہ پا لیا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنی خزرون کو نکال دیا۔ البتہ بلد پر شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تمیمی کو حاکم مقرر کر دیا پس اس زمانے سے بھی بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باقی رہ گئے تھے یہاں تک کہ صنہاجی حکومت کے آخر میں عبدالمومن بن علی نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

والملک لله وحده يوتيه من يشاء من عباده سبحانه لا اله غيره۔

☆☆☆

فلفول ــــــ زروال

خزرون بن خلیفہ بن وردا بن سعید بن خزرون بن فلفول بن خزر

سعید بن خزرون ــــــ المنتصر

باب:۱۸

آل خزر کے ملوک تلمسان بنی یعلیٰ کے حالات

ہم نے محمد بن خزر اور اس کے بیٹوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ محمد بن الخیر نے معرکہ بلکین میں خودکشی کر لی تھی۔ اس کے بیٹوں میں سے الخیر اور یعلیٰ بھی تھے جنہوں نے اپنے باپ کے بدلے میں زیری کو قتل کیا۔ اس کے بعد بلکین نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ پھر ان میں سے محمد کو معد کے قاہرہ پہنچنے سے پہلے اور افریقہ پر بلکین کی حکومت کے قیام سے پہلے یعنی 360ھ میں سجلماسہ کے نواح میں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔

بلکین کی وفات

الخیر کے بعد زناتہ کی حکومت محمد اور اس کے چچا یعلیٰ بن محمد نے سنبھالی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ محمد بن الخیر اور اس کا چچا یعلیٰ بار بار منصور بن ابی عامر کے پاس جاتے تھے اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری نے مغراوہ کی ریاست میں ان کا غلبہ پالیا اور مقاتل مر گیا۔ پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ منصور نے زیری بن عطیہ کو اس کی شرافت کی وجہ سے مختص کر لیا اور اسے مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی بلکین کی وفات ہوگئی اور مغرب اوسط کے حاکم ابوالبہار بن زیری نے بادیس کے خلاف بغاوت کر دی۔ زیری اور بدوکی بن یعلیٰ کے ساتھ اس کا جو معاملہ تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

زیری بن عطیہ کا عروج

پھر زیری خود مختار ہوگیا اور مغرب میں اس نے سب پر غلبہ پالیا چنانچہ اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو اس کی طرف بھیجا جس نے زناتہ کو مغرب اوسط سے نکال دیا۔ پس زیری مغرب اوسط میں دور تک چلا گیا اور اس کے شہروں کو زیر کرتا ہوا مسیلہ اور اشیر تک پہنچ گیا۔ پھر سعید بن خزرون بھی زناتہ کی طرف آ گیا اور انہوں نے طلبہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد زناتہ نے افریقہ میں اس کے اور اس کے بیٹے فلفول کے خلاف اتفاق کر لیا اور جب زیری مسیلہ اور اشیر کی طرف روانہ ہوا تو فلفول نے بادیس کے خلاف بغاوت کر دی اور بادیس اور اس کا بیٹا منصور مغرب اوسط میں فلفول اور اس کی قوم کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہوگئے۔ انہوں نے حماد بن بلکین کو اس کی طرف بھیجا تو اس کے

اور زناتہ کے درمیان جنگوں کا پانسا پلٹتا رہا۔ اسی اثنا میں زیری بن عطیہ ہلاک ہو گیا۔

وجدہ کی نئی حد بندی

پھر اس کے بیٹے المعز نے 393ھ میں مغرب میں خود مختار حکومت قائم کر لی چنانچہ منہاجہ کو تلمسان اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر غلبہ حاصل ہو گیا، انہوں نے وجدہ شہر کی از سر نو حد بندی کی جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

بنی بادیس کے ساتھ جنگ

یعلیٰ بن محمد جب تلمسان آیا تو یہ شہر خالص اسی کے لیے تھا پھر اس کی حکومت اور اس کے بقیہ مضافات اس کی اولاد کے قبضہ میں رہے چنانچہ بلاد منہاجہ میں اپنے آپ کو آل بلکین پر ترجیح دینے کے بعد حماد فوت ہو گیا بعد میں اس کے بیٹے بنی بادیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اور اس عرصے میں تلمسان میں بنی یعلیٰ کی حکومت مضبوط ہو گئی البتہ آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں ان کے حالات خراب ہو گئے۔

بنی حماد کی جانب خروج

جب ہلالی عرب افریقہ میں آئے تو انہوں نے المعز اور اس کی قوم کو وہاں غالب کرنے کے بعد اس کے بقیہ مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ پھر انہوں نے بنی حماد کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں قلعہ میں روک دینے کے بعد گرد و نواح کے علاقے میں ان پر غالب آ گئے۔ لہٰذا انہوں نے ماضی کی قربت کی طرف رجوع کر کے اثبج اور زغبہ کو ان سے چھڑا لیا۔ چنانچہ انہوں نے مغرب اوسط کے زناتہ کے خلاف ان سے مدد مانگی، انہوں نے ان کو الزاب میں ٹھہرایا اور اپنے مضافات میں بہت سی جاگیریں انہیں دے دیں۔ پھر ان کے اور تلمسان کے امراء بنی یعلیٰ کے درمیان جنگیں ہوئیں اور زغبہ، مواطن کے لحاظ سے ان کے بہت قریب تھے اور ان کے عہد میں یعلیٰ کے بیٹوں میں سے یحییٰ تلمسان کا امیر تھا۔

وزیر ابو سعید کا انجام

ابو سعید بن خلیفہ یفرنی اس کا وزیر اور اس کی جنگوں کا سالار تھا۔ اور اثبج عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکثر یہی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا کرتا تھا۔ مغرب اوسط کے باشندوں میں سے مغراوہ، بنی یفرن، بنی یلومو، بنی عبد الواد، توجین اور بنی مرین جیسے زناتہ قبیلے ان فوجوں کے ساتھ شامل ہو جایا کرتے تھے، یہ وزیر ابو سعید 450ھ کی ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

عباس بن یحییٰ کی حکومت

پھر یحییٰ کی وفات اور تلمسان میں اس کے بیٹے عباس بن یحییٰ کے حکمران بن جانے کے بعد مرابطین نے مغرب اقصیٰ کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار فرولی کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان میں باقی ماندہ مغراوہ اور بنی زیری کی اس جماعت کے ساتھ جوان سے مل گئی تھی نیز ان کی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پس فرولی نے مغرب اوسط پر قبضہ کر کے معلیٰ بن العباس بن بختی پر فتح پائی جو ان کی اعانت کے لیے نکلا تھا پس اس نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا اور مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔

حکومت مغراوہ کا خاتمہ

پھر یوسف بن تاشفین نے بہ نفس نفیس مرابطین کی فوجوں کے ساتھ 473ھ میں تلمسان کو فتح کر لیا اور بنی یعلیٰ اور جو مغراوہ وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کے امیر عباس بن بختی کو بھی جو بنی یعلیٰ میں سے تھا، موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے وہران اور تنس کو فتح کیا اور کوہ جبل الشریس اور شلب پر قبضہ کر لیا پھر واپس آ کر اس نے مغرب اوسط سے مغراوہ کا نام و نشان مٹا دیا اور محمد بن تینعمر السوفی کو مرابطین

کی فوج کے ساتھ تلمسان میں ٹھہرایا۔ پھر اس نے اپنے پلٹنے کی جگہ پر تاکرارت شہر کی حد بندی کی، جو بربری زبان میں اترنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ جگہ آج کل قدیم تلمسان کے ساتھ مل کر ایک شہر بن گئی ہے۔ جس کا نام اگادیر ہے۔ تمام مغرب سے مفراوہ کی حکومت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا گویا کبھی ان کی حکومت یہاں موجود ہی نہ تھی۔

البقاء للہ وحدہ سبحانہ

معلی بن العباس بن بختی بن یعلیٰ بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر

☆☆☆

باب: ۱۹

مفراوہ کے امرائے اغمات

ان سب امراء کے ناموں کا صحیح علم نہیں ہو سکا، مگر یہ فاس میں بنی زیری کی آخری حکومت اغمات کے امراء تھے اور بنی یعلیٰ یفرنی، بسلا اور تادلہ میں مدہ اور برغواطہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ 450ھ میں لقوط بن یوسف ان کا آخری امیر تھا جس کی بیوی زینب بنت اسحٰق نفزادیہ دنیا کی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو حسن و جمال اور حکومت میں مشہور تھی۔

اغمات پر مرابطین کا غلبہ

جب 334ھ میں مرابطین نے اغمات پر غلبہ حاصل کر لیا تو لقوط 451ھ میں تادلہ کی طرف بھاگ گیا۔ امیر محمد کے قتل کے علاوہ بنی یفرن کے جو لوگ مارے گئے ان میں یہ بھی شامل تھا۔ پھر امیر المرابطین ابوبکر بن عمر، زینب بنت اسحٰق کے مقابلہ میں اس کا جانشین بنا اور جب یہ 453ھ میں صحرا کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو مغرب کا والی مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر دست بردار ہو گیا۔ چنانچہ اسے اس کی ریاست و حکومت حاصل ہو گئی اور صحرا سے ابوبکر کی واپسی کے موقع پر اس نے اسے خود مختاری کا عذر یہ دیا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہو گیا اور اس نے اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے لیے چھوڑ دی۔ ہم نے لقوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے علاوہ ہمیں ان کے متعلق کچھ اور معلوم نہیں ہوا۔

واللہ ولی العون سبحانہ

☆☆☆

باب: ۲۰

قبائل مفراوہ میں سے بنی سنجاس کے حالات

یہ ذیلی قبیلے، مفراوہ کی چار شاخوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مفراوہ کے علاوہ زناتہ کے ذیلی قبیلے ہیں۔ ثقہ لوگوں نے اس کی اطلاع ابراہیم بن عبداللہ التمزار اور غتی سے دی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے زمانہ میں زناتہ کا نساب تھا اور یہ چاروں گروہ ہمیشہ ہی مفراوہ کے وسیع تر قبیلوں میں شمار ہوتے رہتے ہیں۔

سنجاس کی آبادی

بنو سنجاس کی بستیاں، افریقہ اور مغربین کی تمام عملداریوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ مغرب اوسط کی جانب جبل راشد، جبل کریکرہ اور الزاب کی عملداری اور بلادِ شلب میں ہیں۔ اسی طرح ان کے قبیلوں میں سے بنو عیار، بلادِ شلب میں بھی ہیں اور مضافات قسطنطینہ میں بھی یہ بنو سنجاس تعداد اور وسعت کے لحاظ سے قبائل مفراوہ میں سب سے بڑے ہیں۔ زناتہ اور منہاجہ کی جنگوں میں انہوں نے افریقہ اور مغرب میں کارنامے دکھائے۔ اکثر لوگوں نے راستوں اور شہروں میں بڑی خرابی اور گڑبڑ بھی کی اور قصر کی جہات میں فساد پیدا کر دئے کئے بعد 514ھ میں انہوں نے قفصہ سے جنگ کی اور تلکاتہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا، قتل کر دیا۔ پھر قفصہ کے محافظوں نے ان کے مقابلہ میں نکل کر ان کا خوب قتل عام کیا جس سے ان کا فساد اور بڑھ گیا۔

الجرید میں قتل عام

پھر سلطان نے اپنے سالار محمد بن ابی العرب کو فوجوں کے ساتھ الجرید کے علاقے کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور راستوں کی اصلاح کی۔ 515ھ میں انہوں نے دوبارہ اسی طرح فساد برپا کیا تو الجرید کے سالار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ پھر ان کے سروں کو قیروان لے گیا پس ان کو بہت بڑی فتح ہوئی اور قتل و خونریزی کے ساتھ حکومت ہمیشہ انہی میں رہی یہاں تک کہ ان کی شوکت جاتی رہی اور ہلالی عرب آگئے۔ ان کے مضافات میں جو زناتہ اور منہاجہ رہتے تھے یہ لوگ ان پر غالب آگئے۔ چنانچہ ان کی جماعت قلعوں میں داخل ہو گئی۔ بلاد مغرب قفر میں جبل راشد جیسے علاقے کو چھوڑ کر، انہوں نے دوسرے علاقے کے لوگوں پر محصول عائد کر دیئے کیونکہ وہ حکومت کی منازل سے دور ہونے کی وجہ سے کوئی محصول ادا نہیں کرتے تھے۔ مگر ہلالیوں کے قبائل میں سے العمور نے ان پر غلبہ پا لیا اور وہ ان کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی حکومت ان پر قائم کر دی اور اس میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ الزاب میں بس گئے۔ اور وہ اس زمانے تک ان لوگوں کو محصول ادا کرتے ہیں جو ان کے مشائخ میں سے ان کی سرحدوں پر غالب آجاتے ہیں۔

ان میں سے جن لوگوں نے بلاد شباب اور قسطنطینہ کے نواح میں بود و باش اختیار کی، وہ اس زمانے تک حکومتوں کو محصول ادا کرتے ہیں۔ طبقہ اولیٰ کے زناتہ کے طریق پر ان سب کا دین خارجی سے تعلق ہے۔ ان میں سے کچھ آج کل الزاب میں رہتے ہیں اور وہ بھی اسی دین پر ہیں۔ ان بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ جبل بنی راشد میں المثیل کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اب انہوں نے اس کو پڑوس میں جبل غمرہ کو وطن بنا لیا ہے۔ ہلالیوں کے غلبہ کے وقت وہ ان کی حکومت میں شامل ہو گئے اور ان سے محصول لینے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ جو زغبہ کے عروہ قبیلوں میں سے ہیں، اس زمانے میں صحرا میں بس گئے ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں اپنا محکوم بنا لیا ہے۔

قبائل بنو ریفہ

یہ متعدد قبائل ہیں۔ جب زناتہ کی حکومت میں ابتری پیدا ہو گئی تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے قرب و جوار میں تھاوس کے علاقے تک آگئے اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے پھر ان میں سے جو لوگ جبل عیاض میں رہتے تھے وہ امرائے عیاض کو محصول ادا کرتے تھے۔ یہ امراء اسے بجایہ پر غالب آنے والی حکومت کے لیے وصول کرتے تھے۔ جو لوگ تھاوس کے علاقے میں آباد ہیں وہ اس زمانے میں بربوں کی بستیوں میں رہتے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور وارکلا کے محلات کے درمیان فروکش ہو گئے۔ انہوں نے مغرب سے مشرق کو جانے والی وادی کے دو کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی جو ایک بڑے شہر اور متوسط بستی اور قلعے پر مشتمل ہے۔ ان پر سرسبز درخت لہلہاتے ہیں اور ان کے موڑوں پر ترتیب کے ساتھ کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کے درمیان کئی صحرائی چشموں کا پانی بہتا ہے۔ ان کے محلات میں ریفہ کی بہت سی بستیاں ہیں جو اس زمانے تک انہی کے نام سے مشہور ہیں۔ زناتہ کے قبائل بنی سنجاس اور بنی یفرن

وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی جماعت حکومت کے متعلق جھگڑا کرنے کی وجہ سے متفرق ہوگئی ہے۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک آبادی اپنے محلات میں یا ایک محل میں خود مختار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

والی الزاب کی غارتگری

اور ابن غانیہ المستونی نے جب کبھی موحدین کے ساتھ اپنی جنگوں میں بلادِ افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی تو اس نے ان کی آبادیوں کو برباد کر دیا، ان کے پانی خشک کر دیئے۔ اس بات کا پتہ آبادی کے ان نشانات سے ملتا ہے جو گھروں کے کھنڈرات، عمارتوں کے شکستہ آثار اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں پائے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کام حفصی حکومت کے آغاز میں الزاب کے والی کے زمانے میں ہوا جو موحدین میں سے تھا۔ وہ اس علاقے اور مقرہ کے درمیان بسکرہ میں قیام پذیر تھا اور اس کی عملداری میں دار کلا کے محلات بھی شامل تھے۔

جیسا کہ ہم المستنصر کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس نے مشائخ زدادرہ کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کی تو اس کے بعد انہوں نے موحدین کے مشائخ میں سے الزاب کے عامل ابن لتو کو قتل کر دیا۔ پھر الزاب اور دار کلا کے مضافات پر غالب آ گئے تو بعد کی حکومتوں نے انہیں یہ مضافات جاگیر میں دے دیئے چنانچہ یہ علاقے ان کی جاگیروں میں شامل ہو گئے پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن مزنی کو امیر مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی۔ لہٰذا بسا اوقات قدیم امر کی وجہ سے ان محلات کے باشندے بھی سلطان کو محصول پیش کرتے تھے۔ اس وجہ سے الزاب کی پیادہ فوج اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ سلطان زدادرہ کے حکم سے وہاں آتا تھا پھر اسے جس بات کے متعلق شبہ ہوتا اس کے بارے میں انہیں قسم دیتا تھا۔ ان شہروں میں سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو دیہاتی ماحول کے مطابق آبادی سے بھرپور تھا اور بہت پانیوں اور کھجوروں والا شہر تھا۔ اس کی حکومت بنی یوسف بن عبداللہ کے پاس تھی۔ اس نے اپنی نوعمری ہی میں ابوبکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر دار کلا پر غلبہ پا لیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا۔

تقرت اور تماسین

اب تقرت کی حکومت اس کے بھائی مسعود بن عبیداللہ کو مل گئی پھر اس کے بیٹے حسن بن مسعود اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا شیخ ہے اور یہ بنو یوسف بن عبیداللہ، ریغہ میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سنجاس میں سے ہیں۔ ان شہروں کے باشندوں میں بہت سے خارجی فرقے پائے جاتے ہیں اور ان کی اکثریت الغرابیہ کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے النکاریہ بھی ہیں جو احکام کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے خارجی دین پر قائم ہیں۔

تقرت کے بعد تماسین کا شہر ہے جو آبادی کے لحاظ سے اس سے کم ہے اور اس کی حکومت بنی ابراہیم کے پاس ہے جو ریغہ میں سے ہیں۔ ان کے بقیہ شہر بھی اسی طرح کے ہیں اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کے دفاع کی جنگ میں خود مختار ہے۔

قبیلہ لقواط

یہ بھی مغراوہ کا ایک قبیلہ ہے یہ لوگ اس صحرا کے نواح میں رہتے ہیں جو الزاب اور جبل راشد کے درمیان واقع ہے۔ وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے جس میں ان کی اولاد میں سے ایک فریق بے آب و گیاہ جنگل میں دور تک چلے جانے کی وجہ سے تنگ گزران کے باوجود وہاں رہتا ہے۔ یہ لوگ عربوں میں قوت و شجاعت کی وجہ سے مشہور ہیں اور ان کے اور دوس کے درمیان جو الزاب کی عملداری کا دور ترین مقام ہے، دو دن کا سفر ہے۔ ان کے میانہ رو لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

قبیلہ بنو ورا

یہ بھی مغراوہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ زناتہ میں سے ہیں۔ یہ لوگ نواح مغرب میں متفرق اور پراگندہ ہیں۔

ان میں سے کچھ مراکش اور سوس کی طرف رہتے ہیں، کچھ بلادِ شلب میں اور کچھ قسطنطینہ کی جانب رہتے ہیں۔ اولین زناتہ کے خاتمہ کے زمانے سے یہ اپنے حال پر قائم ہیں اور اس زمانے میں محصول ادا کرنے والے اور حکومت کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں۔ مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں۔ جب آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کو ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے ان کے فساد بپا کرنے اور خرابی پیدا کرنے کا خوف ہوا تو وہ انہیں اپنی حمایت کے لیے فوج میں شامل کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا تو یہ اس جگہ رہنے لگ گئے۔ جب یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین کوچ کر گئے تو انہوں نے بلادِ شلب میں اقامت اختیار کر لی۔ اس زمانے تک ان کی اولاد وہیں مقیم ہے۔ سلطان کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور محصول ادا کرنے کے لحاظ سے تمام علاقوں کے حالات ایک جیسے ہی ہیں۔

واللہ الخلق والامر جمیعا سبحانہ لا الہ الا ھو الملک العظیم

☆☆☆

باب: ۲۱

مغراوہ کے قرابتی بنی یرنیان کے حالات

یہ لوگ زناتہ کے درمیان بہت پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کا وطن مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور کرسیف کے درمیان ملویہ میں ہے جہاں یہ اپنی سکونت کے لحاظ سے مکناسہ کے پڑوسی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وادی ملویہ کے دونوں کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی ہے جن کا نقشہ ایک جیسا ہی ہے اور یہ وہیں رہنے لگ پڑے ہیں۔ لہٰذا ان جہات میں ان کے بہت سے ذیلی قبیلے پائے جاتے ہیں۔

قبیلہ بنو وطاط

ان میں سے بنو وطاط اس زمانے میں ان پہاڑوں میں بود و باش رکھتے ہیں جو وادی ملویہ سے ملحق ہیں۔ یہ وادی تازی اور فاس کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ محلات انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

بنی یرنیان کو بڑی قوت و شوکت حاصل تھی۔ الحکم المستنصر اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے ان میں سے ان لوگوں کو فوج رکھنے کی اجازت دی جن کو انہوں نے چوتھی صدی میں زناتہ میں سے اجازت دی تھی۔ یہ لوگ اندلس کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج تھے اور جب مغرب اقصیٰ میں مکناسہ کو حکومت حاصل تھی تو ان کے اہل وطن اپنے علاقے میں ان کے ساتھ رہے اور جب ان پر لمتونہ اور موحدین نے قبضہ کر لیا تو ان میں سے کوچ کرنے والے لوگ جنگل میں چلے گئے، انہوں نے بنی مرین کے دوست قبیلوں کے ساتھ زناتہ کے مغرب کے ٹیلوں میں حد بندی کر کے ان کے قبیلوں کے ساتھ اقامت اختیار کر لی۔ پھر ان میں سے جو لوگ اپنے علاقوں سے بنی وطاط وغیرہ کی طرح سفر نہ کر سکے، ان پر محصول لگا دیئے گئے۔

بنو مرین کی پذیرائی

بنو مرین جب مغرب میں آئے تو انہوں نے اس کے مضافات کی تقسیم میں ان سے قرعہ اندازی کی اور ان کے پہلے وطن ملویہ کے ساتھ انہیں کرسیف کا ایک اچھا شہر جاگیر میں دے دیا جو سلا اور معمورہ کے مضافات میں واقع تھا۔ انہوں نے ان کو سلا کے نواح میں آباد کیا جب کہ یہ ان کی پہلی آبادیوں کے دفاع سے انحراف کر چکے تھے۔ لیکن پھر وہ رضامند ہو گئے۔ بنو عبدالحق کے ساتھ انہیں جو تقرب حاصل تھا اس کی بنو عبدالحق نے رعایت کی چنانچہ انہیں وزارت اور جنگ میں تقدیم کے لیے منتخب کر لیا گیا، انہیں عظیم الشان کاموں کی طرف بھیجا گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

سلطان ابو یعقوب اور اس کے بھائی ابو سعید کے زمانے میں ان کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ بھی تھا جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لیے چنا۔ پھر سلطان ابو سعید نے اسے اپنے بیٹے ابو علی کا وزیر مقرر کیا اور بعد میں اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے بھی ابراہیم کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات سپرد کیں۔ چنانچہ مسعود بن ابراہیم نے جب 730ھ میں افریقہ کو فتح کیا تو اس نے حسون کو الجرید کا عامل مقرر کر دیا اور پھر یہیں اس کی وفات ہو گئی۔ بعد میں ان دونوں کے بھائی موسیٰ کو اس نے طبقۂ وزارت سے میں منسلک کیا۔ پھر اسے اپنی مصیبت اور جبل ہشاتہ کو چلے جانے کے زمانے میں وزارت سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابو عنان نے اسے العظیمات میں والی مقرر کیا۔ نیز قسطنیطنہ کے نواح میں اسے سدویکش کے مضافات کی امارت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے محمد السبیع کو اپنی وزارت کے لیے تربیت دی یہاں تک کہ وہ خود فوت ہو گیا۔ اس کے بعد زمانہ ان کا مخالف ہو گیا۔ اور پھر عبدالحمید نے جو علی بن سلطان ابو علی کے نام سے مشہور ہے، اس وقت اپنی وزارت محمد بن السبیع کے سپرد کر دی جب کہ وہ 762ھ میں ان کے دارالخلافہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے مگر کامیابی ان کے مقدر میں نہ تھی پھر اس کے بعد السبیع دارالسلطنت میں اپنے مقام اور طبقہ وزارت کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ سجلماسہ مراکش اور تازی، تادہ اور غمارہ کے مضافات کے درمیان عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا۔ چنانچہ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے۔

واللہ وارث الارض ومن علیہا سبحانہ لا الہ غیرہ۔

☆☆☆

باب:۲۲

قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرت کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں شاخیں زناتہ کے قبائل میں سے ہیں جو ورتنیص بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے۔ البتہ بلاد زناتہ میں ان کی بستیاں الگ الگ تھیں۔

قبیلہ وجدیجن

وجدیجن کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی تھی، ان کی زیادہ تر آبادی منداس میں تھی جو مغرب کی جانب سے بنی یفرن اور قبیلہ کی جانب سے سرسو میں لواتہ، اور مشرق کی جانب میں مطماطہ اور وانشریس کے درمیان تھی۔

عنان کی امارت

یحییٰ بن محمد الیفرنی کے عہد میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا۔ سرسو میں رہنے والے لواتہ کے ساتھ ان لوگوں کی مسلسل جنگ جاری رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ جنگ وجدیجن کی ایک عورت کے باعث تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا۔ وہاں کے قبیلہ قیطون کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے غربت کا طعنہ دیا۔ اس نے یہ بات عنان کو لکھ بھیجی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کے ساتھ یعلی نے بنی یفرن کے ساتھ اور کلام بن حیاتی نے مغیلہ کے ساتھ اور غرابہ نے مطماطہ کے ساتھ مل کر چڑھائی کی اور ان کے اور لواتہ کے درمیان لمبا عرصہ جنگ جاری رہی۔ پھر لواتہ، بلاد سرسو پر غالب آ گئے اور انہیں عابد کی سخت زمین کے آخر تک لے گئے۔ ان جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجن کا ان کی جہات سرسو میں ملاکو کے مقام پر فوت ہو گیا۔ پھر زناتہ نے سرسو کی جانب جبل کریرہ میں پناہ لی جہاں پر مغراوہ کے کچھ قبائل رہتے تھے۔ اس زمانے میں ان کا شیخ علاھم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا پروردہ تھا جو ابن سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ بربری زبان میں تامصا کے معنی

ان کے ہیں۔ جب لواتہ نے اس کی پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکا بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑکایا جس پر انہوں نے انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا شروع کر دیا۔ لہٰذا یہ بھاگ کر جبل معو داور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو رہے۔ وجدیجن علاقہ منداس کے وارث ہوئے یہاں تک کہ بنو یلومین اور بنو دمانو میں سے ہر ایک نے ان پر اپنی اپنی جانب سے غلبہ پالیا۔ چنانچہ دوسرے لوگوں پر بنو عبدالواد اور بنو توجین کا غلبہ اس زمانے تک چلا آتا ہے۔

واللہ وارث الارض ومن علیہا

غمرت یا غمرت

اس زمانے میں ان کا نام غمرت ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ورتنیص بن جانا کے بیٹوں میں سے وجدیجن کے بھائی بند ہیں، یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے اور ان کے مسکن متفرق تھے۔ البتہ ان کی اکثریت بلاد منہاجہ کی جانب جبال میں المستقل سے الدونس تک آبادی تھی انہوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے کارنامے کیے تھے۔ جب اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان پر حملہ کر کے ان میں خوب قتل عام کیا اور اسی طرح اس کے بعد بلکین اور منہاجہ نے بھی کیا۔ پھر جب منہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے ابتری پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے پیروکار تھے۔ جب حماد کی ابن ابی علی کے ساتھ جنگ جاری تھی جو ان کے مشائخ میں سے تھا، تو یہ اس کے پاس جانے سے اجتناب کرتا رہا حالانکہ یہ بادلیس کے حوالے سے ان کا خاص آدمی تھا پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے لیے انہوں کی مدد کی پھر اس کو طلبہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا، یہاں تک کہ ہلالی عربوں نے آ کر مضافات میں ان پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے طلبہ اور بلاد منہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لے لی اور وہیں مقیم ہو گئے البتہ قبلون کو شہروں میں سکونت اختیار کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب زواوہ الزاب کے مضافات وغیرہ پر غالب ہو گئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا خراج انہیں جاگیر میں دے دیا چنانچہ وہ اس زمانے تک دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان کے ذیلی قبیلے میں سے ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں شامل تھا۔ یہ لوگ زناتہ کے کاہن موسیٰ بن صالح کی اولاد سے ہیں جو آج تک ان کے ہاں مشہور ہے اور وہ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں رجز کے طریق پر آپس میں نقل کرتے ہیں جن میں اس زناتی قبیلے کے ان حوادث کے حالات ہوتے ہیں جو اس قبیلے کو ملک و دولت اور دیگر قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے سلسلے میں پیش آنے والے ہوتے ہیں بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح طور پر رونما ہوتے دیکھا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے ایک فقرے کو نقل کیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تلمسان کا انجام بربادی ہوگا اور اس کا چکر ہل جتے ہوئے بیل ہوں گے یہاں تک کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ بیمار اکھاڑے گا اور سیاہ یک چشم جوش میں آئے گا۔ ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان کلمات کو پھیل جانے کے بعد یہ دور دیکھا ہے جس میں 760ھ میں بنی مرین کی دوسری حکومت میں تلمسان برباد ہوا، بعد میں اس زناتی قبیلے کے درمیان اس کی پیروی کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے بعض اسے نبی اور ولی خیال کرتے تھے لیکن دیگر لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے۔ چنانچہ واضح طور پر اس کے صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہوئے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم لا رب غیرہ۔

☆☆☆

باب: ۲۴

قبائل زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ میں اُن سے منسوب شہر

بنو وارکلا زناتہ کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔ یہ لوگ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ الدیرات، مرنجیصہ، سبرترہ اور نمالہ ان

کے بھائی بند ہیں۔ اس زمانے میں ان میں سے بنووارکلا زیادہ معروف ہیں جن کا گروہ تعداد میں تھوڑا ہے اور ان کی بستیاں الزاب کے سامنے ہیں۔ انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی تھی جو اس زمانے تک ان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شہر بسکرہ سے آٹھ دن کی مسافت پر، اور قبلہ سے دائیں جانب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس میں انہوں نے ایک دوسرے کے بالمقابل ایک ہی نقشے کے مطابق محلات بنائے تھے لیکن پھر ان کی آبادی بڑھ گئی تو وہ مل کر ایک شہر بن گئے۔ جہاں ان کے ساتھ مغراوہ میں سے بنی زنداک کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان کے پاس 325ھ میں ابو یزید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لیے فرار ہو کر آیا تھا اور ایک سال تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا۔ وہ مسیلہ کی جانب سالات میں بنی برزال اور جبل اُوراس میں بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہا اور انہیں النکاریہ مذہب کی طرف دعوت دیتا رہا پھر وہ اوراس کی جانب کوچ کر گیا۔ جب اس شہر کی آبادی بڑھ گئی اور ہلالیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ پایا تو شیخ کے لیے القلعہ اور الزاب کے مضافات مخصوص کر دیئے گئے بعد میں بنووارکلا اور بہت سے زناتی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

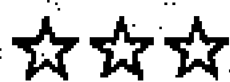
بنی وارکلا کی شہری ترقی

جب امیر ابوزکریا بن ابی حفص افریقہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا اور ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح میں گھوما تو وہ اس شہر سے بھی گزرا چنانچہ یہ شہر اسے بہت اچھا لگا لہٰذا اس نے اس کو ترقی دینے میں بہت زحمت اٹھائی۔ اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند اذان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی۔ اس زمانے میں یہ شہر الزاب سے صحرائی بیابان کے سفر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلادسوڈان کی طرف پہنچتا ہے۔ اس مقام پر اس میں داخل ہونے والے تاجر اپنے سامان کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔ اس زمانے میں اس کے باشندے بنووارکلا اور اس کے بھائی بند بنی یفرن اور مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے جس کی شہرت ان کے درمیان بہت اچھی ہے۔ اس دور میں اس کی حکومت بنی ابوعبدل کے ساتھ مخصوص ہے جن کا خیال ہے کہ وہ بنی واکین سے ہیں جو بنی وارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

ابوبکر بن موسیٰ کی ریاست

اس دور میں ابوبکر بن موسیٰ بن سلیمان، بنی ابوعبدل سے ہے۔ ان کی ریاست اس جگہ سے قبلہ کی جانب بیس مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی مغرب کی جانب مڑتی ہے۔ یہ تکرت شہر سے قریب ہی ہے جو ملثمین کے وطن کا دارالخلافہ اور سوڈانی حجاج کے سواریوں کی فرودگاہ ہے۔ منہاجہ میں سے ملثمین نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں۔ ان کے گھرانوں میں سے ایک امیر نے اس کا ساتھ دیا جسے وہ سلطان کے نام سے پہچانتے ہیں۔ چنانچہ اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان مراسلت اور تحائف کا تعلق پایا جاتا ہے۔

میں 754ھ میں سلطان ابوعنان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بسکرہ آیا تھا اور میں نے حاکم تکرت کے ایلچی سے امیر بسکرہ یوسف بن مزنی کے ہاں ملاقات کی تھی۔ اسی نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کی آمدورفت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر اس علاقے سے گزرے ہیں، ان کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پر تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے مجھے بتایا کہ ہر سال یہی ہوتا ہے اور یہ شہر مالی کے سلطان کی اطاعت میں ہے جو سوڈانی ہے اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملثمین کے نام سے مشہور ہیں۔



باب: ۲۴

قبائل زناتہ کے بنو دمر میں سے اندلس کے حکمران

بنودمر، قبائل زناتہ میں سے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ ورسیک بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے قبائل بہت سے

ہیں۔ افریقہ میں ان کی آبادیاں، طرابلس کے پہاڑوں اور نواح میں ہیں۔ ان میں سے کچھ بستیاں افریقی عربوں کی بھی ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

قبیلہ بنو ورغمسہ

بنی دمر کے ذیلی قبیلوں میں سے بنو ورغمسہ بھی ہیں جو اس زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ جبال طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس طرح ان کے ذیلی قبیلوں میں سے ایک گروہ بہت وسیع ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور وہ بنو ورنیدین ابن واتن بن واردیرن بن دمر دان ہیں۔ ان کے قبائل میں سے بنی ورتانین، بنی عزرول اور بنی تفورت ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قبائل بنی ورنیدین کی طرف منسوب نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنی ورنیدین کی اولاد

اس زمانے میں بنی ورنیدین کی اولاد تلمسان کے قریبی پہاڑ میں آباد ہے حالانکہ ماضی قریب میں وہ اس کے سامنے کے میدان میں رہتی تھی۔ پس بنو راشد سے ان کی اس وقت مڈبھیڑ ہوئی جب انہوں نے ان لوگوں کے صحرائی شہروں سے التل کی طرف جلاوطن کر کے ان میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ پس وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو تلمسان سے متصل ہے اور اس عہد میں ان کے نام سے مشہور ہے۔

جن دنوں زناتہ اور باقی ماندہ بربر المنتصر کی دعوت سے وابستہ تھے اس دور میں بنی دمر کے سرداروں اور جنگجو جوانوں میں سے کچھ لوگ اندلس چلے گئے چنانچہ سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور المستعین نے ان کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔

اندلسی خلافت کا انتشار

جب بربری قبائل المستعین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف جتھہ بند ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے درمیان طویل جنگ نے خلافت کا شیرازہ بکھیر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ پھر انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور مضافات کی حکومت آپس میں تقسیم کر لیں۔

بنو دمر کی خود مختاری

ان کے جوانوں میں سے نوح الدمری بھی تھا جو منصور کے سرکردہ اصحاب میں شامل تھا۔ المستعین نے اس کو مورور اور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے 404ھ میں وہاں پر جنگ کے دوران اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی یہاں تک کہ 433ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس سے پیشتر اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا جس نے حاجب کا لقب اختیار کیا جب کہ اندلس کے مغرب میں ابن عباد کے ساتھ اس کا ایک قضیہ چل رہا تھا۔

ابن نوح کا احسان

المعتضد اپنے ایک سفر میں ارکش کے قلعے کے پاس سے گزرا اور اس نے پوشیدہ طور پر اس کا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اسے ابن نوح کے پاس لایا تو اس نے اسے نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اس کی عزت کی جس نے اسے احسان خیال کیا۔ یہ 443ھ کا واقعہ ہے۔ پھر وہ اپنے دارالسلطنت کو چلا گیا اور اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی دوستی کی طرف رجوع کیا جو اس کے اردگرد رہتے تھے۔ چنانچہ اس نے ابن نوح کے لیے ارکش اور مورور کے حوالے سے وہ چیزیں مباح کر دیں جو انہوں نے اس کے لیے مباح کی تھیں۔ لہٰذا وہ

سب اس کے مخلص دوست بن گئے یہاں تک کہ پھر اس نے ان کو 445ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے مضافات کے سرکردہ باشندوں کو بھی خصوصی دعوت دی۔ پھر ان کو اس حمام میں داخل ہونے کے لیے کہا جو اس نے ان کی حد درجہ تکریم کے لیے تیار کروایا۔ ابن نوح اس اثنا میں ان سے پیچھے رہ گیا چنانچہ جب وہ حمام کے اندر چلے گئے تو اس نے ان پر دروازہ بند کر دیا پھر اس نے ہوا کے راستے بھی بند کر دیئے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے البتہ ابن نوح اپنے گزشتہ احسان کی وجہ سے بچ گیا۔ پھر اس نے اسی وقت اپنے لوگوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان کے قلعوں کو قبضے میں لے لیا لہٰذا اس نے انہیں اپنے مضافات میں کر لیا جن میں رندہ، شریش اور اس کے بقیہ مضافات بھی تھے۔ اس کے بعد ابو مناد ابن نوح کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو عبداللہ حکمران بن گیا تو المعتضد اسے ہمیشہ ہی تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ 458ھ میں حکومت سے الگ ہو گیا تو اس نے وہ علاقہ اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ آخر محمد ابی مناد اس کے پاس چلا گیا یہاں تک کہ 468ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء للّٰہ وحدہ سبحانہ

ابو عبداللہ بن الحاجب ابی مناد محمد بن نوح الدمری

☆☆☆

باب: ۲۵

اندلس میں قرمونہ اور مضافات میں بنی دمر کے قبیلے بنی برزال کے حالات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی برزال، درنیدین بن واتتن بن واردرین بن دمر کی اولاد میں سے ہیں اور یصدرین، بنو صمغان اور بنو یطوفت ان کے بھائی بند ہیں۔ بنی برزال افریقہ میں رہتے تھے اور ان کی بستیاں جبل سالات اور اس کے قرب و جوار کے مسیلہ کے مضافات میں تھیں جنھیں عددی برتری اور غلبہ حاصل تھا۔ یہ لوگ خوارج کے فرقہ نکاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسماعیل منصور جب ابو زید کے آگے بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھات میں ہے تو اس نے سالات میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اس طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اسے تنگ کر دیا تو وہ وہاں سے کنانہ چلا گیا۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے یہاں تک کہ اس کے پیروکار بن گئے۔

بنی برزال کا غلبہ

جب 360ھ میں جعفر بن معد نے بغاوت کی تو بنی برزال اس کے خواص میں شامل تھے۔ لہٰذا یہ الحکم المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی۔ پھر انہیں اپنی فوج کے ان دستوں میں شامل کر لیا جو ان دونوں فوج سے منسلک قبائل زناتہ اور باقیماندہ بربری دعوت اموی سے وابستہ تھے اور ان کی خاطر ادارسہ سے جنگ کر رہے تھے۔ پس یہ سب کے سب اندلس میں ٹھہر گئے اور ان میں سے بنی برزال کو غلبہ اور شہرت حاصل تھی۔

خلیفہ ہشام سے سرکشی

جب منصور ابن ابی عامر نے اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلہ میں خود مختاری کا ارادہ کیا اور حکومت کے اراکین اور دیگر حکمرانوں کے برا ماننے کا خدشہ مول لیا تو اس نے پہلے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت احسانات کیے جس نے اس کی حکومت اور قوت مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس نے حکومت کے اراکین کو زچ کر دیا اور امارت کے نشانات مٹا دیئے۔ پھر اپنی حکومت کے ارکان کو مستحکم کر دیا۔

قرموتہ کا والی

پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے جعفر بن یحییٰ کو دھڑے بندی کرنے یا ان کی طرف مائل ہو جانے کے خوف سے قتل کر دیا۔ چنانچہ بنی لوگ اس کے دھڑے بند ہو گئے اور اس نے انہیں نمایاں راستوں اور بلند و بالا عملداریوں میں عامل مقرر کر دیا۔ بنی برزال کے اعیان میں سے ایک شخص اسحق بھی تھا جسے اس نے قرموتہ اور اس کے مضافات کا والی بنایا جو بنی عامر کے دور میں لگاتار وہاں کا والی رہا پھر المستعین نے اسے بربریوں کے ساتھ اپنی جنگ میں از سر نو وہاں کا والی مقرر کیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بھی وہاں کا والی بنا۔

بنی حمود کا زوال

جب قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے 414ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو اس نے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا جہاں اس کا نائب محمد بن ابی زیری موجود تھا جو سر کردہ بربریوں میں سے تھا اور قرموتہ میں عبداللہ بن اسحق برزالی موجود تھا پس قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت چھوڑنے اور اسے ان دونوں عملداریوں میں آنے سے روکنے کے لیے خفیہ طور پر مشاورت کی جس پر ان دونوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ پھر اس نے عبداللہ بن اسحق کی جانب سے خفیہ طور پر اسحق کو بھی انتباہ کیا تو قاسم ان دنوں عملداریوں سے انحراف کر کے شریش کی طرف چلا گیا۔ پھر ان میں سے ہر کوئی اپنی عملداری میں خود مختار بن بیٹھا۔

ابن افطس کی شکست

پھر اس کے بعد عبداللہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ اس کے اور المعتمد کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ یحییٰ بن علی بن حمود نے 41[illegible]ھ میں اشبیلیہ کی جنگ میں اس کے خلاف مدد دی پھر اس کے بعد ابن عباد کے ساتھ اس کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اس نے عبداللہ بن افطس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افطس کو شکست ہوئی اور اس کے بیٹے مظفر کو، فوج کے سالار نے محمد بن عبداللہ بن اسحق کے قبضہ میں دے دیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا۔

محمد برزالی کا قتل

پھر محمد بن اسحق اور المعتضد کے درمیان جنگ ہوئی تو اسماعیل بن المعتضد نے سواروں اور پیادوں کو کمین گاہوں میں بٹھانے کے بعد ایک دن قرموتہ پر حملہ کر دیا۔ محمد اپنی جماعت کے ساتھ سوار ہو کر اس کے پاس گیا تو اسماعیل نے بھاگنے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گاہوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر کے محمد برزالی کو قتل کر دیا۔ یہ 434ھ کا واقعہ ہے۔

اس کے بیٹے العزیز بن محمد نے حکومت سنبھال لی اور اپنے عہد کے فریقوں کے ملوک کو خوش کرنے کے لیے المستظہر کا لقب اختیار کیا۔ المعتضد آہستہ آہستہ مغربی اندلس پر غالب آتا گیا یہاں تک کہ اس نے اسے قرموتہ کی عملداری میں تنگ کر کے اس سے استجہ اور مورو کو حاصل کر لیا۔ پھر 459ھ میں العزیز اس کے حق میں قرموتہ سے دستبردار ہو گیا جس کو المعتضد نے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا، اس طرح اندلس سے بنی برزال کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا پھر اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی جلد سالات میں ختم ہو گیا اور وہ داستان پارینہ کا حصہ بن گئے۔

والبقاء للہ وحدہ سبحانہ

العزیز محمد بن عبداللہ بن اسحق البرزالی

☆☆☆

باب:۲۶

مغربِ اوسط میں بنی دماتو اور بنی یلومی کی حکومت کے حالات

یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں ہیں اور طبقہ اولیٰ کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمیں جاننا تک ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں سکا مگر ان دونوں کے نساب اس امر پر متفق ہیں کہ یلومی اور رتاجن جسے ابومزین کہتے ہیں، دونوں بھائی بند ہیں اور مدیون ان کا ماں جایا بھائی ہے یہ بات ان کے کئی نسابوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنومزین ان کو اسی نسب سے پہچانتے ہیں اور ان کی دھڑے بندی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے اور بہت شوکت والے ہیں۔ ان سب کے رہائشی علاقے مغرب اوسط میں ہیں۔

ان میں سے بنی دماتو، وادی مِنیاس اور مرات سے مشرق کی جانب اور اس کے قریب شلب کے نشیب میں رہتے ہیں جب کہ بنو یلومین اس سے مغربی کنارے پر جعبات، بطحاء، سبد، سیرات، جبل ہوارہ اور بنی راشد میں مقیم ہیں۔ لیکن کثرت و قوت میں مغراوہ اور بنی یفرن کو ان پر تفوق حاصل ہے۔ جب مغرب اوسط میں بلکین بن زیری نے مغراوہ اور بنی یفرن پر غلبہ حاصل کیا تو انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف نکال دیا تھا۔ دونوں قبیلے اپنے اسی علاقے میں مقیم ہیں۔ اور پھر منہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا۔ جب مغرب اوسط سے منہاجہ کی حکومت کو زوال آنے لگا تو یہ ان کو اپنی بڑائی جتانے لگے۔

بنی مافوخ کا عروج

الناصر بن علناس صاحب القلعہ اور بجایہ کی حد بند کرنے والے نے بنی دماتو کو دوستی کے لیے خاص کر لیا تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم کے پیروکار بن گئے۔ بنی دماتو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی مافوخ کے نام سے معروف تھے۔ منصور بن الناصر نے مافوخ کی ایک بہن سے شادی کر لی اور اس طرح انہیں حکومت میں مزید عمل دخل حاصل ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین کا حال

470ھ میں جب مرابطین نے تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تیغمر کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہر اور مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے الجائر سے جنگ کی۔ اور پھر جب فوت ہو گیا تو تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی عملداری پر مقرر کر دیا لیکن اس نے اشیر سے جنگ کر کے اسے فتح کر لیا، ان دونوں قبیلوں نے اس کی جو امداد کی تھی، اس نے منصور کو بعد میں غضب ناک کر دیا۔ چنانچہ اس نے منہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دماتو کو منصور کے خلاف اکسایا جسے مافوخ نے اپنی بہن بیاہ دی تھی پس انہوں نے اسے شکست دی۔ وہ شکست کھا کر بجایہ کی جانب جا رہا تھا کہ اس نے اس کا تعاقب کر کے اسے محل میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا۔ اسے اس کی بیوی نے دل ٹھنڈا کرنے کے لیے قتل کرایا جو مافوخ کی بہن تھی۔ پھر وہ فوجوں کو لے کر تلمسان کی طرف گیا اور اشج، ریاح زغبہ کے عرب اور اس کے ساتھ جانے والے زناتہ اکٹھے ہو گئے اور 486ھ کا مشہور معرکہ پیش آیا جس میں ابن تیغمر المسوفی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بھی زندہ رہا جیسا کہ ہم منہاجہ کے حالات میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

پھر منصور جب فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا العزیز حکمران بنا اور مافوخ نے اپنی حکمرانی اسے دے دی چنانچہ العزیز نے بھی اس کی بیٹی کا رشتہ لیا اور اس نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا، اس طرح مغرب اوسط کے نواح میں صحرائی لوگ طاقت ور ہو گئے اور پھر دونوں قبیلوں بنی دماتو اور بنی یلومی

درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اوران کے درمیان کئی معرکے ہوئے۔ اس اثنا میں ماقوخ فوت ہو گیا اوراس کی قوم کی حکومت کو اس کے بیٹوں تاشفین علی اور ابوبکر نے سنبھالا۔ زناتہ ثانیہ کے قبیلوں نے جو بنی عبدالواد، توجین اور بنی راشد میں سے تھے، نیز مغراوہ میں سے بنی ورسفان نے ان کی اور بعض اوقات بنومزین نے، قرب مواطن کی وجہ سے اپنے قرابتی بھائیوں بنی یلومی کی مدد کی۔ مگر اس زمانے میں زناتہ ثانیہ ان دونوں سے مغلوب تھے اوران کی امارت ان کے ماتحت تھی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی۔

عبدالمومن کی یلغار

عبدالمومن نے تاشفین بن علی کی اتباع میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی اور بنی دماتو میں سے ابوبکر بن ماقوخ اور یوسف بن زید نے اس کی اطاعت کرنے میں پیش قدمی کی اور وہ سبزہ زار زمین میں اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ابن اندین کی نگرانی کے لیے ان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی۔ انہوں نے یلومی اور بنی عبدالواد کے علاقے میں خوب خونریزی کی اوران کا فریادی تاشفین بن علی بن یوسف کے پاس گیا تو اس نے فوجوں کے ساتھ انہیں مدد دی اور انہوں نے منداس میں پڑاؤ کیا اور مغراوہ میں سے بنو ورسفان اور بنی یادین میں سے بنی توجین، بنی یلومی کے واسطے اکٹھے ہو گئے چنانچہ بنو عبدالواد اوران کا سردار حمامہ بن مظہر اور بنی مزین میں سے بنو یکناس بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔

ابوبکر کا قتل

انہوں نے بنی دماتو پر حملہ کر کے ابوبکر کو چھ سو آدمیوں سمیت قتل کر دیا اوراس سے مال غنیمت حاصل کیا۔ موحدین اور بنی دماتو کی ایک جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہو گئی پھر تاشفین بن علی فریادی بن کر عبدالمومن کے پاس گیا اوران کے ساتھ مل کر آیا یہاں تک کہ تاشفین بن علی وہاں آیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ اس کے پیچھے دہران کی طرف گیا تو شیخ ابوحفص موحدین کی فوجوں کے ساتھ بلاد زناتہ کی طرف گیا، انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیا اوران میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ان کی دعوت میں داخل ہو گئے۔ وہ دہران کے محاصرے سے عبدالمومن کے پاس اس کے مقام پر گیا اوران کے سردار شیخ بن یلومی، سیدالناس امیرالناس، شیخ بنی عبدالواد حمامہ بن مظہر اور شیخ بنی توجین عطیہ الحیو وغیرہ تھے تو اس نے ان کو خوش آمدید کہا۔

موحدین کا محاصرہ

پھر اس کے بعد زناتہ نے بغاوت کر دی اور بنی یلومی جعبات میں اپنے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے اوران کا شیخ سیدالناس اور مدرج جو سیدالناس کا بیٹا تھے وہ بھی ان کے ساتھ تھے چنانچہ موحدین کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اوران پر غالب آ گئے پھر انہیں مغرب کی طرف واپس بھیج دیا۔ سیدالناس مراکش میں فروکش ہوا اور اسی جگہ عبدالمومن کے عہد میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد بنو موقوخ بھی فوت ہو گئے۔

موحدین کی دوستی اور مخالفت

جب ان دونوں قبیلوں کے امیر نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملداریوں میں بنو توجین سے کشاکش کی اور اس کے ارد گرد کے علاقے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا پھر اس کے مضافات میں ان سے جنگ کی اور بنی توجین کے شیخ عطیۃ الحیو نے ان کا کام سنبھال لیا۔ پھر اس کی قوم میں سے بنی منکوش بھی اس کے ساتھ اس جنگ کی آگ میں کود پڑے۔ انہوں نے ان کے شہروں میں ان پر غلبہ پا کر انہیں رام کر لیا پھر انہیں ان کی عملداری میں ان کا پڑوسی بنا دیا۔ موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنو عبدالواد اور توجین ان دونوں قبیلوں پر غالب آ گئے پس ان کی حالت بگڑ گئی اوران کا قبیلہ ان زناتہ میں بکھر گیا جو بنی عبدالواد اور توجین میں سے ان کے علاقے کے وارث ہوئے تھے۔ والبقاء للہ سبحانہ۔

حالات اور باغات

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ مغراوہ میں سے ہیں اوران کے علاقے مغرب اقصیٰ اور اوسط کی جانب اس دشوار گزار پہاڑ کے پیچھے تھا

جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گھیرے ہوئے ہیں اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں قلعے اور محلات کی حد بندی کی اور کھجوروں، انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغات لگائے۔ ان میں سے کچھ باغات سجلماسہ کی جانب تین مراحل پر واقع ہیں جسے وطن توات کہتے ہیں اس میں دو سو کے قریب محلات ہیں جو مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے تمنطیت کہتے ہیں اور یہ ایک شہر جو آبادی سے بھرپور ہے۔ یہ اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی فرودگاہ ہے۔ اس شہر اور مالی کے علاقے کی سرحد کے درمیان ایک دشوار گزار جنگل ہے جس میں جانے والا کوئی شخص ملثمین کے تجربہ کار راہ نما کے بغیر راستہ معلوم نہیں کر سکتا۔ تاجر لوگ راہ نما کو بہت سی شرائط کے ساتھ کرائے پر حاصل کرتے ہیں۔ سوس کے جنگل سے مغرب کی جانب بلند محلات کا ایک شہر بودی ہے جو مالی مضافات کی آخری سرحد ولاتن تک سوار ہونے کی جگہ ہے۔ پھر جب سوس کے صحرائی لوگ اس کے راستوں پر غارت گری کرنے لگے اور مسافروں کو لوٹنے لگے تو انہوں نے اس راہ کو ترک کر دیا اور تمنطیت کے بالائی علاقے کے ایک اور راستے سے ملک سوڈان کو جانے لگے۔ ان محلات سے تلمسان کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر بیکارین کے بہت سے محلات ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جانے والی ایک وادی میں ایک کے قریب ہیں اور بہت آباد اور باشندوں سے معمور ہیں۔ صحرا میں ان عجیب و غریب محلات کے اکثر باشندے بنو یادس ہیں اور ان کے ساتھ زناتہ کے بقیہ قبائل و تطفیر مصاب، بنی عبدالواد اور بنی مرین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد اور ساز و سامان والے ہیں لیکن احکام اور محاصل کی ذلت سے دور ہیں۔ ان میں پیادہ اور سوار بھی ہیں اور ان کی اکثر معاش کچی کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں ان کے تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں جو عبیداللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لیے معین کیا ہے۔ بسا اوقات بنو عامر بن زغبہ نیکرارین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، جہاں کبھی کبھار چراگاہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

چشمہ نما کنواں

عبیداللہ نے ان لوگوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال توات کے محلات اور تمنطیت شہر کی طرف سردیوں کا سفر کیا کریں اور اس علاقے میں چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ تاجروں کے قافلے شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے ہیں اور تمنطیت میں قیام کرنے کے بعد وہاں سے بلاد سوڈان میں چلے جاتے ہیں۔ ان صحرائی بلاد میں جاری پانی کے حصول میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ ہے کہ ایک بہت گہری تہ والا کنواں کھودا جاتا ہے اور پھر اس کی اطراف کو بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ کھدائی سے ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتے ہیں جنہیں کدالوں اور کلہاڑیوں سے گھڑا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کا جسم نرم پڑ جاتا ہے پھر کام کرنے والے اوپر آ جاتے ہیں اور اس پر لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جو پانی کے اوپر مٹی کی پتلی سطح کو توڑ دیتا ہے۔ اور پانی اوپر چڑھتا آتا ہے اور پھر بہتا ہوا سطح زمین پر آ جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بسا اوقات اپنی سرعت میں ہر چیز سے بڑھ جاتا ہے اور یہ عجیب بات توات، تیکرارین اور وارکلا اور ریغ کے محلات میں بھی پائی جاتی ہے اور ابو العجائب ہے واللہ الخلاق العلیم۔

یہ زناتہ کے طبقہ اولیٰ کے بارے میں آخری بات ہے۔ اب ہم طبقہ ثانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی حکومت اس عہد تک قائم ہے۔

☆☆☆

باب: ۲۷

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے انساب و قبائل

زناتہ کے طبقہ اولیٰ کی حکومتوں کے خاتمے سے پہلے جو منہاجہ اور ان کے بعد مرابطین کے ہاتھوں میں تھیں، ہم قبل ازیں بہت گفتگو کر چکے ہیں

ان اقوام کی دھڑے بندی ان کی حکومتوں کے خاتمے سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ قبیلے باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قابل تھے۔ چنانچہ وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پذیر ہو گئے۔ وہ جنگل اور میدان کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے رہتے اور حکومتوں کا حق اطاعت بھی ادا کرتے تھے۔ پھر وہ زناتہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مغلوب تھے۔ جب انہیں غلبہ اور دبدبہ حاصل ہو گیا تو حکومتوں کو ان کی مدد کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت پڑی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی، انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ مل کر اس کا اپنا حصہ مقرر کیا۔ چنانچہ انہیں حکومتیں بھی حاصل ہوئیں جن کا ہم آگے ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بن یصلتن سے تھے جو مغراوہ اور بنی یفرن کے بھائی بند تھے۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی وانتن بن رتیک بن جانا سے ہیں جو منسارہ اور ناجدہ کے قرابت دار ہیں۔ ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قصطیلہ شہر میں رہتے تھے۔

توزر کا محاصرہ

ابن الرقیق نے بیان کیا ہے کہ جب ابویزید النکاری، جبل اور اس پر غالب آیا تو اس نے انہیں توزر کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا انہوں نے 333ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی ورتا جن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک ذیلی گروہ ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

غلام میسور سے جنگ

موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا جو ابوالقاسم شیعی کے غلام میسور اور اس کے حلیف زناتہ قبائل سے لڑی جا رہی تھی۔ پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں ملویہ کا نام بھی آتا ہے البتہ قبائل بن واسین، بنی یفرن، بنی یرناتن، بنی ورغت اور سلاطہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ حکومت سے قبل ان کی موجودہ بستیاں ہی ان کی مستقل رہائش گاہیں تھیں۔

طبقہ ثانیہ کے قبیلے

اس طبقہ کی ذیلی شاخوں میں بنو مرین بھی شامل ہیں جو ان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت والے تھے۔ پھر ان میں سے عبدالواد بھی ہیں جو کثرت و قوت میں ان کے بعد ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد بنو توجین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی مرین کے قرابتی بنو راشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ اسی طرح ان میں وہ صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں بلکہ مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور وادی شلب میں ان کے پہلے علاقوں میں مقیم ہیں۔ پس ان کی پہلی قوم کے خاتمے کے بعد جب ان میں حکومت کی خواہش ابھرنے لگی تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اس سلسلے میں باہم کشاکش کی جنہیں اپنے علاقوں میں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پھر اس طبقے میں جنہیں کوئی حکومت حاصل نہیں ہم ان کے قبائل کی تفصیل کے ساتھ ان کا بھی ذکر کریں گے۔ اور یہ سب قبائل زرجیک بن واسین سے نکلتے ہیں جن میں سے بنو یادین ابن محمد اور بنو مرین بن ورتا جن بھی شامل ہیں۔

قبیلہ بنو ورتا جن

بنو ورتا جن، ورتا جن بن ماخوخ ابن جرتج بن فاتن بن بدر یصفت بن عبداللہ بن ورتنیک بن المعز بن ابراہیم بن رجیک کی اولاد سے ہیں۔

قبیلہ بنو مرین

بنومرین بن ورتاجن کے متعدد قبائل اور شاخیں ہیں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے یہاں تک کہ بنی ورتاجن کے بقیہ قبائل بکثرت ہو گئے اور بنوورتاجن بھی اپنے جملہ قبائل وشعوب میں شمار ہونے لگے۔

قبیلہ بنو یادین

بنو یادین بن محمد بھی زرجیک کی اولاد میں سے ہیں لیکن اس بات کا ذکر ضروری نہیں کہ ان کا نسب اس کے ساتھ کس طرح ملتا ہے۔ چونکہ وہ بہت سے قبائل میں بٹ گئے ہیں جن میں سے بنوعبدالواد، بنوتوجین، بنومصاب اور بنوزردال بھی ہیں اور ان سب کو یادین بن محمد کا نسب باہم ملاتا ہے بلکہ اس محمد میں یادین اور بنوراشد بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر محمد، ورتاجن کے ساتھ زرجیک بن واسین کے نسب سے مل جاتا ہے اور یہ سب کے سب زناتہ اولیٰ کے درمیان ان شعوب وقبائل کے بڑھنے سے پہلے بنی واسین کے نام سے مشہور تھے۔ یہ لوگ زمانے کے ساتھ ساتھ پھیلتے جاتے تھے اور ان کے مغرب کی طرف سے آنے سے قبل ارض افریقہ، صحرائے برقہ اور بلادالزاب میں زناتہ اولیٰ کی اولاد میں سے کچھ گروہ رہتے تھے، ان میں سے کچھ غدامس کے محلات میں رہتے تھے جو سرت کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر ہے اور عہد اسلام سے اس کی حد بندی ہو چکی ہے۔ یہ سرزمین کئی قلعوں اور محلات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض ورتاجن کے ہیں اور بعض بنی واطاس کے، جو بنی مرین کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان کی حد بندی کی۔ اب اس زمانے میں ان کی آبادی اور تمدن میں بہت اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ سوڈانی حاجیوں کی فرودگاہ بن چکے ہیں۔ تاجر یہاں سے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کو چھوڑ کر راستے میں حائل صحرائے ریگ کو طے کر کے مصر اور اسکندریہ کی طرف آرام کرنے کے لیے لوٹتے ہیں۔ نیز یہ محلات اس جنگل میں داخلے کا دروازہ بن گئے ہیں۔

بنی ورتاجن میں سے ایک بہت بڑی جماعت قابس کے مغرب میں الحامہ شہر میں رہتی ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور ان لوگوں کو بڑی قوت حاصل ہے۔ اس شہر کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے پر رونق ہونے کی وجہ سے تاجر اپنے سامان کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں۔ البتہ اس زمانے میں بنی مرین ان چیزوں سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنھیں پناہ دی جاتی ہے اور وہ نہ تو کوئی محصول ادا کرتے اور نہ تاوان وغیرہ دینا پسند کرتے ہیں۔ گویا وہ اپنی جنگجوئی اور طاقت کی وجہ سے ان باتوں سے آشنا ہی نہیں ہیں بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے اس علاقے کی حد بندی کی تھی جس کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے اور بنی وشاح کے نام سے معروف ہے۔ البتہ کبھی ایسا بھی ہوا کہ عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ سے ان کے سردار اپنے حق کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان باتوں کے خلاف مقابلہ کرتے رہے جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا وغیرہ۔ لہٰذا عید کے روز بادشاہ کے لباس کا تمسخر اڑاتے ہوئے اور اس کی اطاعت کو پس پشت ڈال کر خود سلطان کے لباس میں باہر نکلتے۔ ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ نفطہ اور توزر کے رؤسا تھے اور اس اظہار تمسخر میں یملال سب سے بڑھ کر تھا جو توزر کا پیش رو تھا۔

قبیلہ بنی واسین

بنی واسین نامی قبیلہ مصاب کے محلات میں آباد تھا جو جبل تیطر سے قبلہ کی جانب پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریغہ کے محلات سے تین مراحل کے فاصلہ پر ریگزار سے ورے ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے ان محلات کی حد بندی کی تھی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بنی یادین کے کچھ قبائل ان لوگوں میں فروکش ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے ان کو پتھریلی زمین کے درمیان جو جمادہ کے نام سے معروف ہے، العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے جس میں قبلہ کی جانب کچھ فرسخ کے فاصلے پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز موجود ہے۔ اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین، بنی توجین، مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زناتہ کے قبائل میں سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں تاہم ان کی شہرت مصاب کی عمارتوں اور درختوں کی وجہ سے ہے۔ بنی ریغہ اور الزاب کی طرح حکومت کے زوال سے ان کی جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

ان لوگوں میں ایک گروہ نے جو بنی عبدالواد میں سے ہے، افریقہ کے جبل اور اس کو عہد قدیم سے پہلی فتح کے وقت سے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے باشندوں میں سے کئی افراد نے بڑی شہرت پائی ہے۔

افریقہ میں قبیلوں کا اجتماع

بعض مورخین نے بنی عبدالواد کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ لوگ عقبہ بن نافع کے ساتھ مغرب کی فتح میں شامل تھے۔ جب وہ اپنی حکمرانی کے دورے میں دیار مغرب میں داخل ہو کر سوس کے بحر محیط تک چلا گیا تو ان غازیوں میں سے کچھ لوگ جنہوں نے میدان جنگ میں بڑی بہادری شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا، اس کی واپسی کے وقت وفات پا گئے۔ پس اس نے ان کے لیے دعا کی اور جنگ کی تکمیل سے پہلے ہی انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

جب قبیلہ زناتہ کے لوگ کتامہ اور منہاجہ کے سامنے حیرت زدہ ہو گئے تو بنی واسین کے تمام قبائل ملویہ کے درمیان اکٹھے ہوئے اور پھر جیسا کہ بیان کیا ہے ان کے چھوٹے بڑے تمام قبائل متفرق ہو گئے۔ یہ لوگ مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں بلاد الزاب تک اور پھر ان کے قریب جو افریقی صحرا ہے ان میں پھیل گئے جب کہ ان میدانوں میں عربوں کے لیے پانچویں صدی تک جانے کے کوئی راستہ نہ تھا۔ یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔

یہ قبائل ان علاقوں میں ہمیشہ احساس عزت اور غیرت کے ساتھ رہے۔ ان کا اصل سرمایہ ان کے پالتو جانور اور مویشی تھے۔ اس کے باوجود مسافروں پر ظلم کر کے اور تنے ہوئے نیزوں کے سائے میں رزق تلاش کرتے تھے۔ مختلف قبائل کے ساتھ جنگیں کرنے اور حکومتوں اور قوموں کے ساتھ فخر کرنے اور بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے بہت سے کارنامے مشہور ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ واقعات بیان کریں گے اور ان کے تفصیلی بیان پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔

عربی زبان کی برتری

اس کا سبب یہ ہے کہ عربی زبان زیادہ تر عرب قوم کے غلبے کے لیے کام میں لائی جاتی تھی اور سرکاری تحریر بھی عام طور پر حاکموں کی زبان میں ہوتی تھی البتہ عجمی زبان اس کے نچلے طبقوں کی حدود میں یا اس کے عام کارندوں میں استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ قدیم زمانے سے اس زناتی قوم کا کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جو لکھنے والوں کو یہ زحمت دے کہ وہ ان کی جنگوں اور حالات کو ضبط تحریر میں لائے اور نہ شہریوں اور سبزہ زار کے باشندوں کا ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے علاقوں میں کسی کی اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ لاعلمی میں زندہ رہے، یہاں تک کہ ان میں سے اکثر قابل ذکر آدمی فنا ہو گئے لہٰذا ان کی مدت کے بعد ہمارے پاس شاید ہی کوئی نادر بات پہنچی ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑ سکتا ہے جو اس کے راستوں کا ماہر، اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے بخوبی آشنا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ان جنگلات میں قیام پذیر رہے اور پھر جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہ حکومت کی بلندیوں پر چڑھ گئے۔

مصاب بن بادین بن محمد بن رزجیک بن واسین بن یصلتن بن مسر بن زاکیا بن ورسیک بن ادیدت بن جانا۔

باب: ۲۸

حکومت کے قیام سے پہلے اس طبقے کے حالات اور پھر سلطنت پر ان کا غلبہ

اس طبقے کے لوگ بنی واسین اور ان کے وہ قبائل تھے جن کو ہم نے زناتہ اولیٰ کے تابعین کا نام دیا ہے۔ جب زناتہ قبیلے منہاجہ اور کتامہ کے آگے مغرب اقصیٰ کی طرف آ گئے تو بنی واسین اس جنگل کی طرف چلے گئے جو وصا کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ لوگ سب سے پہلے مغرب کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتے تھے جو مکناسہ تھے، ان کے بعد مغراوہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آخر بنی منہاجہ کی لہر، مغرب سے ہٹ گئی اور ان کی حکومت بھی کچھ سکڑ گئی تب یہ قبیلے زناتہ سے مل کر قاصیہ کے خلاف جمع ہونے لگے۔ چنانچہ قسمت نے ان کی یاوری کی اور زناتہ کے مقبوضات میں ان کے سرکردہ افراد خوش حال ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بعد ازاں اس کے مضافات کو بنو دماتو اور بنو یلومی نے دو اطراف سے آپس میں تقسیم کر لیا۔ ملوک منہاجہ قلعہ والے تھے۔ لہٰذا جب یہ غرب کے لیے پڑاؤ کرتے تو وہ ان کو جنگ کے لیے جمع کرتے تاکہ ان کی فوجوں کی مدد سے اس میں دور تک معرکہ آرائی کر سکیں۔

بنو واسین کے ساتھ جو مشہور قبائل مثلاً بنی مرین، بنی عبدالواد، بنی توجین اور مصاب وغیرہ تھے، سب متفرق ہو گئے۔ پھر انہوں نے ملویہ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح جن زناتہ کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے بھی کچھ علاقوں پر قبضہ کیا مگر وہ لوگ المفریان کو حاصل نہ کر سکے۔

ان سبزہ زاروں اور مضافات کے علاقوں میں زناتہ میں سے بنی دماتو اور بنی یلومی کو مغرب اوسط میں حکومت حاصل تھی۔ بنی یفرن اور مغراوہ کے قبائل تلمسان میں بنی واسین کے قبائل کے لیے فوجیں جمع کرتے تھے۔ چنانچہ جو کوئی ان سے مزاحمت کرتا یا ملوک منہاجہ میں سے ان کے ساتھ جھگڑا کرتا تھا، اس پر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ غالب آ جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زناتہ اور دیگر لوگ ان سے اپنے علاقوں کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے۔ اور وہ ان لوگوں کو، جو جنگلات میں ان کے ہاں محتاج تھے، مال سے قرضہ حسنہ، ہتھیار اور اناج ادھار دیتے تھے پس وہ ان سے مال کماتے اور رشوت لیتے تھے۔

قبائل کی باہمی جنگ

جب بنی ہلال بنی عامر کے طاقت ور عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر چلا اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور منہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں بھی اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی پناہ لیں۔ لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو اس کے دارالسلطنت سے ہٹا دیا۔ پھر وہ اپنی مدافعت میں زناتہ کی طرف بڑھے تو مغراوہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے خلاف اکٹھے ہوئے۔ بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے، ان کو بھی جمع کیا اور اپنے وزیر ابوسعدی خلیفہ کو ہلالیوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات سے ملحقہ افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لیے بڑے کارنامے دکھائے۔ تاہم وہ ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ایک جنگل میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زناتہ کے ہلالی تمام مضافات پر غالب آ گئے۔ ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کرنے کے بعد بنی مرین، عبدالواد اور توجین کے یہ بنو واسین مغرب اوسط کے صحرا میں اپنے وطن میں آ گئے یہ علاقہ مصاب اور جبل راشد سے ملویہ تک اور فیکیک سے سجلماسہ تک پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے بنی دماتو اور بنی یلومی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملوک تھے اور پھر ان کے زیر سایہ رہنے لگے۔ انہوں نے اس ویرانے کو اپنا وطن قرار دے کر باہم تقسیم کر لیا، پس ان میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب، مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور ملویہ اور سجلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلومی سے خاصے دور ہو گئے البتہ مدد ان

طرف داری کے وقت یہ ان کے قریب ہو جاتے تھے۔ مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت فیلیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادین رہتے تھے۔ ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ اس ملحقہ علاقے میں بدوی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا۔ چنانچہ ان جنگوں میں بنی یادین کو اپنے قبائل کی کثرت اور عددی فراوانی کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا کیونکہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبدالواد، بنی توجین، بنی زردال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک اور قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے قرابتی بھائی بنو راشد تھے۔

موحدین کی مخالفت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ راشد یادین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا مسکن صحرا میں وہ پہاڑ ہے جوان کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مسلسل اسی حیثیت میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی اور بنو عبدالواد، توجین اور مفراوہ نے موحدین کے خلاف بنو یلومی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

موحدین کا عروج

بعد ازاں موحدین مغرب اوسط اور اس کے زناتہ قبائل پر غالب آ گئے لہٰذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ بنو عبدالواد اور توجین، موحدین کی طرف دار بن کر ان کے قریب ہو گئے۔ جب یہ لوگ موحدین کے خالص خیر خواہ بن گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا۔ پھر موحدین نے بنی یلومی اور بنی دماتو کے لیے مغرب اوسط کے مضافات کو اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے لہٰذا انہوں نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر مغرب اوسط کے اس صحرا میں بنی یادین کے آنے کے بعد بنو مرین اکیلے رہ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کاموں کے لیے منتخب کر لیا کہ مغرب میں مختلف حکومتوں پر غلبہ پائیں، ان علاقوں کو زیر کرنے کے بعد مشارق سے مغارب تک ان کا انتظام کریں اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر سرفراز ہوں۔

والملک لله یوتیه من یشاء من عباده

طبقہ ثانیہ کی حکومت

بعد ازاں بنو مرین اور بنو عبدالواد نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ زناتہ کو زمین میں حکومت دے دی اور انہوں نے گرد و نواح کی اقوام پر غلبہ پا لیا چنانچہ اس صحرائی حکومت میں ان کے قرابتی بھائیوں بنی توجین نے ان کا مقابلہ کیا تاہم اس طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جنہیں مفراوہ اول کے قبائل میں سے آل خزر نے چھوڑا تھا اور جوان کی مرزبوم وادی شلب میں رہتے تھے۔ پس ان قبائل نے حکومت کے حصول کے لیے ان کے خلاف جمع ہو کر ان سے مقابلہ کیا۔ پھر جس نے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس یہ لوگ مال کے حصول اور اقتدار کی حفاظت کی غرض سے مخالفوں کے سامنے ڈٹے رہے۔

بنو عبدالواد ہمیشہ ان کی قدر گھٹاتے اور ان کی ذلت کا سامان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت اور قوت کو کمزور کر دیا۔ پھر عبدالوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جوان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی، بادشاہت کے اعزاز سے نمایاں ہو گئی اور یہ سب کچھ بنی مرین کی خود مختاری سے اور ان تمام قبائل کو پیچھے رکھنے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔ والملک لله یوتیه من یشاء والعاقبه للمتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مفراوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد مندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

باب:۲۹

مغرب اوسط میں اولادِ مندیل اور مفراوہ قوم کی دوبارہ حکومت

جب آل خزر کے ملوک کے خاتمے سے مفراوہ کی حکومت جاتی رہی تو تلمسان، سجلماسہ، فاس اور طرابلس میں ان کی حکومت کے زوال سے مغربین اور افریقہ کے نواحی صحرا اور تلول میں آباد قبائل مفراوہ پراگندہ ہو کر رہ گئے، ان میں سے اکثر لوگ اپنے مرکز اول شلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں موجود رہے جہاں بنو ورسیفان، بنو یرنار اور بنو یلیت بھی رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ وترمار، بنو سعید، بنو زخاک اور بنو سنجاس میں سے ہیں۔ لیکن بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مفراوہ میں سے نہیں، زناتہ میں سے ہیں۔ بنو خزرون، طرابلس کے بادشاہ تھے۔ جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور وہ دیگر ممالک میں منتشر ہو گئے تو ان میں سے عبدالصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان عزیز و اقارب سے بھاگ کر جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا، جبلِ اُوراس چلا گیا۔ اس کا دادا خزرون بن خلیفہ، طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں سے چھٹا بادشاہ تھا، پس وہ کئی سال تک ان کے درمیان اقامت پذیر رہا۔ وہ پھر ان کے پاس سے کوچ کر کے شلب میں اپنی قوم مفراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے پاس آیا جو بنی ورسیفان، بنی ورتزمیر اور بنی بوسعید وغیرہ میں سے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا، اسے اس کے گھرانے کا حق دیا پھر اس نے ان سے رشتہ داری کی اور اس کے بہت بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد اور پھر اپنے سلفِ اول کی نسبت سے خزریہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

بنی دماتو سے رشتہ داری

اس کا ایک بیٹا ابوناس بن عبدالصمد بن ورجیج بن عبدالصمد کے لقب سے ملقب تھا جس نے عبادت گزاری اور رفاہی کاموں کو اختیار کر لیا تھا۔ مافوخ کے ایک بیٹے نے جو بنی دماتو کا بادشاہ تھا، اپنی ایک بیٹی کی شادی اس سے کر دی تو ان کے ہاں اس کے نسب اور رشتہ کی وجہ سے اس کی عظمت قائم ہو گئی۔

اس کے بعد جب موحدین کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کے رفاہی کاموں کی وجہ سے اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا اور وادی شلب اسے جاگیر میں دے دی چنانچہ وہ وہاں مقیم ہو گیا۔ اس کا بڑا بیٹا ورجیج تھا اور غربی، لفریات اور ماکور بھی بیٹے تھے۔

مافوخ کا نواسا

دختر مافوخ سے عبدالرحمٰن تھا جس کے پیدا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں اور اس کے بیٹے میں بادشاہت کی علامات دیکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں ایک دن اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت تلے ڈال کر کسی کام کے لیے چلی گئی، شہد کی مکھیوں کا بادشاہ اس پر حملہ کرنے کی بجائے اس کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ماں نے دور سے یہ منظر دیکھا تو شفقت سے دوڑتی ہوئی آئی تو ایک عارف نے اسے کہا کہ فکر مند نہ ہو۔ قسم بخدا، اس کو بڑی عظمت حاصل ہو گی۔ یہ عبدالرحمٰن اپنے نسب، شجاعت اور اپنے بھائیوں کے خاندان کی کثرت کی وجہ سے مدت تک اس فضا میں پرورش پاتا رہا۔ چنانچہ قبائل مفراوہ اس کے پاس جمع ہو گئے جس کی وجہ سے اسے قوت و شوکت اور موحدین کی حکومت میں تقدم حاصل ہو گیا۔

چونکہ یہ اطاعت کے راستوں میں ان کے ساتھ میل جول رکھنے اور ان کے پاس سازگاری کرنے کو ضروری قرار دیتا تھا لہٰذا جب ان کے سردار اپنی جنگوں میں افریقہ آتے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ ان کی خوب مہمان نوازی کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اطوار کی

تعریف کرتے ہوئے واپس جاتے تھے اور ان کے خلفا بھی اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سردار کو اپنے علاقے میں اطلاع ملی کہ مراکش میں خلیفہ وفات پا گیا ہے چنانچہ وہ اونٹوں اور ذخیرے پر جانشین ہو گیا اور اسے اس عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا۔ پھر اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنے لوگوں کو خون خرابے سے بچا لیا جہاں اسے بڑی دولت اور قوت حاصل تھی۔ پھر اس نے اپنی قوم اور خاندان سے سوار حاصل کیے لیکن اسی دوران میں فوت ہو گیا جس سے بنی عبدالمومن کا رعب جاتا رہا اور مراکز میں خلیفہ کی حکومت کو زوال آ گیا۔

مندیل کی فتوحات

اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے جن میں سے مندیل بڑا تھا، جب جنگ کی آندھی چلی تو مندیل نے اپنی قوم کی امارت سنبھالی اور جب اسے قرب و جوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہوگی تو وہ اپنی کچھار میں شیر بن گیا اور اپنے بچوں کو بچانے لگا۔ پھر پڑوسی علاقوں کی طرف سے اس کا قدم بڑھنے لگا پس اس نے جبل وانشریس، المریہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس نے مرات گاؤں کی حد بندی کی جو اس دور میں متیجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

متیجہ کی تباہی

مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں اہل متیجہ تیس شہروں میں اکٹھے ہوتے تھے پس یہ ان میں داخل ہو گیا لیکن غارت گروں نے اس کی بستیوں کو پامال کر دیا۔ اور اس کی آبادی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ اس بارے میں اس کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ صلح کی جس نے ان کے ساتھ صلح کی اور اس آدمی سے جنگ کی جس نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

ابن غانیہ سے جنگیں

موحدین نے جب افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے قابس اور اس کے مضافاتی علاقوں میں دھکیل دیا تو شیخ ابو محمد بن ابی حفص نے بھی تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا حتیٰ کہ وہاں 617ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یحییٰ ابن غانیہ نے اپنی حکومت کو واپس لینے کا ارادہ کیا اور شہروں اور سرحدوں کی طرف خروج کر کے وہاں خرابی اور بربادی کرنے لگا پھر افریقہ سے گزر کر بلاد زناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں بھی قتل و غارت کی اور زمینوں کو لوٹا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ان کی بار بار جنگیں ہوئی۔ مندیل بن عبدالرحمٰن نے فوج جمع کر کے متیجہ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے شکست ہوئی۔ مغراوہ اس سے الگ ہو گئے تو ابن غانیہ نے 622ھ یا 623ھ میں اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ ان کی شکست کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا، اس کے اعضا کو صلیب پر لٹکایا اور دوسروں کے لیے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ پھر اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھالی۔ وہ لامحالہ بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنہیں بڑا شرف اور کثرت تعداد حاصل تھی۔ تاہم وہ اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور بلادِ متیجہ پر ہی اکتفا کر لیا۔

حفصی دعوت کا قیام

پھر بنو توجین نے جبل وانشریس اور المریہ کے قرب و جوار کے علاقوں میں ان پر غلبہ پا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے مرکز اول شلب میں آ گئے اور انہوں نے وہاں بدوی طرز کی حکومت قائم کر لی جس میں انہوں نے سفر، خیام مضافات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا۔ پھر اس نے ملیانہ، تنس، برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ وہاں انہوں نے حفصی دعوت کو قائم کیا اور مازونہ بستی کی حد بندی کی۔

تعمیر دور بنانے کی اجازت

تلمسان میں جب یغمراسن بن زیان کے لیے حکومت کی راہ ہموار ہو گئی اور بعد ازاں اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنی جانب سے

اسے اور اس کے بھائی عبدالمومن کو مغرب اوسط کے مضافات پر غلبہ پانے کی علامت کے طور پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے مکناسہ کے ساتھ بنی توجین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابوزکریا بن حفص کی طرف توجہ کر لی جس نے افریقہ میں بنی عبدالمومن سے حکومت چھینی تھی۔ اب انہوں نے یغمراسن کے خلاف اس کی طرف فریادی بھیجا، پس اس نے ان کے مقابلے کے لیے تمام موحدین اور عربوں کو جمع کیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کر لیا۔ پھر جب وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا تو اس نے امرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر امیر مقرر کیا۔ پس اس نے عباس بن مندیل کو مغراوہ سے اور عبدالقوی کو توجین اور حورہ سے دوستی کرنے پر مامور کیا۔ اس نے ان کے لیے معبودوں کا بنانا جائز کر دیا تو انہوں نے ایک میلے میں اس کے معبود بنا دیئے۔ پھر عباس نے یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور تلمسان میں اس کے پاس گیا تو اس نے بڑے احترام و تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا لیکن اس کے بعد ناراض ہو کر اس سے اعراض کر لیا۔

ایک بمقابلہ دوسو

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دوسو سواروں کے ساتھ جنگ کرتے دیکھا ہے تو بنی عبدالواد میں سے جو آدمی اس بات کو سن رہے تھے، انہوں نے اس کو محض گپ سمجھا اور اس کی تکذیب کی۔ پس عباس ناراض ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور یغمراسن اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہ سوار سمجھتا تھا۔ عباس نے اپنے باپ کے پچیس سال بعد 647ھ میں وفات پائی۔

یغمراسن سے عارضی مصالحت

اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی۔ پھر یغمراسن اور اس کے درمیان حالات روبراہ ہو گئے اور انہوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی۔ یہ 647ھ میں اپنی قوم مغراوہ کے ساتھ مغرب سے جنگ کرنے کے لیے نکلا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی۔ تب یہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں عداوت پیدا ہو گئی۔ پھر اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور حفصی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

ابوعلی کی طالع آزمائی

اس بغاوت کا احوال یہ ہے کہ ابوالعباس ملیانی علم و دین اور روایت کے لحاظ سے اپنے وقت کا بڑا آدمی تھا اور حدیث میں اعلیٰ سند یافتہ تھا۔ بڑے بڑے آدمی سفر کر کے اس کے پاس آتے اور آئمہ اس سے علم حاصل کرتے تھے پھر شہرت نے اسے بام سیادت تک پہنچا دیا یعقوب المنصور اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں شہر کی امارت اسے مل گئی۔ اس کے بیٹے ابوعلی نے اس عنایت کی فضا میں پرورش پائی اور وہ ریاست کے حصول کے لیے خودسری اور خودمختاری کا بہت حریص تھا اس کے باوجود محصول دینے سے آزاد تھا، پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنی ریاست کی دوڑ میں سرپٹ بھاگا، پھر اس نے بنی عبدالواد اور مغراوہ کے درمیان جنگ کے آثار دیکھے تو اس کے دل میں اپنے شہر میں خودمختار ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس نے حالات کو دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور 659ھ میں خلیفہ المستنصر کے لیے دعا کرنی چھوڑ دی۔ جب یہ خبر تونس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں آل اوخوش ملوک جلالقہ میں سے ایک الدیک ابن ہرزہ نہیں شامل تھا۔ یہ شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا پس انہوں نے کئی روز تک ملیانہ میں پڑاؤ کیا اور سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک جماعت سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہو چکی تھی، ساز باز کی چنانچہ اس نے رات کو ان کی طرف فوجیں بھیج دیں اور وہ ایک راستے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ ابوعلی رات کی تاریکی میں فرار ہو گیا اور ایک شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے میں پہنچ کر یعقوب بن موسیٰ بن العطاب زغبی کے ہاں فروکش ہوا

تو اس نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا۔ اس کے حالات ہم ان کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔ موحدین کی فوج اور امیر ابوحفص الحضرۃ کی طرف واپس آ گئے اور اس نے محمد بن منديل کو مليانہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں پر اپنی قوم کے طریق کے مطابق حفصی دعوت کو قائم کیا۔

اولادِ منديل کی ساز باز

پھر محمد بن منديل 662ھ میں اپنی امارت کے پندرھویں سال میں ہلاک ہو گیا۔ اسے اس کے بھائی ثابت اور عابد نے خمیس کے میدان میں مسافروں کی فرودگاہ میں قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ اپنے بھائی سنیق کے بیٹے عطیہ کو بھی قتل کر دیا۔ پھر عابد واپس چلا گیا اور ثابت نے اسے حکومت میں شریک کیا چنانچہ اس کی قوم اس کے پاس جمع ہو گئی اور اولاد منديل نے اپنے درمیانی معاملے کو باہم تقسیم کر لیا اور ان کے دل سخت ہو گئے۔ یغمراسن بن زیان نے ان پر سختی کی اور عمر بن منديل نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اسے مليانہ پر قبضہ دلائے اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں اس کی مدد کرے۔ لہٰذا اس نے اس معاملے میں ہامی بھر لی اور 667ھ میں ثابت کو معزول کر کے اور امارت کے بارے میں عمر کی مدد کر کے اسے شہر کے کنٹرول پر قابو پانے میں مدد دی۔ گویا ان دونوں نے مغراوہ کے بارے میں جو طے کیا تھا، وہ پورا ہو گیا اور یغمراسن اپنی قوم کی قیادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اولادِ منديل نے عمر کو اسی طرح قتل کرنے کے لیے یغمراسن کے قریب ہونے کے لیے مقابلہ کیا۔ پس اولادِ منديل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ وہ اسے تونس پر حاکم بنائیں گے پس انہوں نے اسے 672ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا تاہم عمر کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ وہ 676ھ میں فوت ہو گیا۔

مغراوہ کا آزاد حکمران

ثابت بن منديل مغراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اور اس کا بھائی عابد پڑاؤ کرنے اور اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبدالقوی اور عبدالملک بن یغمراسن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے اندلس چلا گیا۔ پس اس نے زناتہ کو بھیر دیا اور ثابت نے تونس اور مليانہ کو یغمراسن کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس سے عہد شکنی کی۔ بعد ازاں یغمراسن نے ان پر سختی کی اور 681ھ میں اپنی وفات سے پہلے تونس کو واپس لے لیا۔

مریہ پر قبضہ

جب یغمراسن فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی۔ چنانچہ تونس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی لیکن وہ جنگ کو بلا توجین اور مغراوہ کی طرف لے گیا اور ان کے مقبوضات پر غلبہ پا لیا۔ پھر بنی لمدینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں پر 687ھ میں قبضہ کر لیا۔

ثابت بن منديل نے مازونہ پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا تاہم وہ اس کی خاطر تونس سے دست بردار ہو گیا جس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان بھی ان کو ذلیل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کر دی۔ ان کے امصار و مضافات پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ ثابت بن منديل چاپلوسی کرتا ہوا برشک گیا پس عثمان نے ان پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وہ سمندر کے راستے مغرب کی طرف چلا گیا۔ 694ھ میں یوسف بن یعقوب شاہ بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گیا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کریں گے چنانچہ اس نے ان میں قیام کیا۔ اس کے اور ابن الاشعب کے درمیان جو بنی عسکر کے جوانوں میں سے تھا، دوستی اور تعلق پایا جاتا تھا۔ لہٰذا وہ ایک روز اس کے گھر بلا اجازت ہی اس کے پاس پہنچ گیا۔ ابن الاشعب شراب میں مخمور تھا پس اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس کی موت کا دکھ ہوا۔ ثابت بن منديل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر بنایا اور خود مغراوہ کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔

ثابت کے بیٹوں کا انجام

جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو وہ اپنی مغراوہ کی امارت پر قائم رہا لیکن یہ اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی وفات پا گیا۔

تو اس کے بعد اس کے حقیقی بھائی علی نے ان کی امارت کو سنبھالا، حکومت کے بارے میں اس کے دو بھائیوں رحمون اور منیف نے اس سے کشاکش کی پس منیف نے اسے قتل کر دیا تو ان دونوں کی قوم نے اس بات سے ناراض ہو کر انہیں اپنا امیر بنانے سے انکار کر دیا۔ پس یہ دونوں عثمان بن عمر ان کے پاس چلے گئے جس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

اندلس کی حکومت

ان دونوں کا بھائی معمر بن ثابت العزۃ میں غازیوں کا سالار تھا لیکن وہ منیف کی خاطر العزۃ سے دست بردار ہو گیا پس یہ پہلی حکومت تھی جو اسے اندلس میں ملی اور ان کا بھائی عبدالمومن بھی ان کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ سب وہاں اکٹھے تھے اور اس دور میں عبدالمومن کی اولاد میں سے یعقوب بن زیان بن عبدالمومن اور منیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن منیف اور ان کی ایک جماعت اندلس میں رہتی تھی۔

حکومتِ مفراوہ کا انتشار

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب ثابت بن مندیل 694ھ میں وفات پا گیا تو سلطان نے اس کے اہل و عیال کی کفالت کی جن میں ان کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بہن کی شادی اس کے ساتھ کر دی اور 698ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر اپنے شہر کے حصار کے لیے اس کی حد بندی کی اور اس کے نواح میں گھوما پھرا۔ مفراوہ اور شلب پر عمر بن ویغزن بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا جس نے 699ھ میں ملیانہ، تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا۔ راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اپنی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتے کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہو گیا اور جبال متیجہ میں چلا گیا پھر اس نے اپنے مفراوی دوستوں سے سازش کی اور انہیں راز دار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا۔ پس مفراوہ کی حکومت منتشر ہو گئی۔

مازونہ پر یلغار

اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی، عمر بن ویغزن نے ان کے نواحی علاقے قزمور پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ورتاجن کے حسن بن علی بن ابی الطلاق اور بنی توجین کے علی بن الحیو، اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی اور الجند سے اپنے پروردہ علی بن حسان الصبحی کی نگرانی کے لیے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مفراوہ پر محمد بن عمر بن مندیل کو امیر مقرر کیا۔ انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی۔ راشد نے اس کا نظم و نسق سنبھال رکھا تھا لہٰذا اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لیے ان کے پاس چلا گیا جب کہ فوجیں مازونہ میں مقیم کئی سال تک اس کا محاصرہ کیے رہیں جس نے انہیں مشقت میں ڈال دیا۔ علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر تکلیف کی وجہ سے وہ دھوکہ دینے پر مجبور ہو گیا پس وہ 703ھ میں اپنے ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا۔ چنانچہ اس نے اسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو اور مائل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کیے رکھا۔ آخر ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزۃ پر قابض کروا دیا اور وہ ان پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی۔ اس جنگ میں بنو مرین کے بہت سے آدمی اور عسکر کی فوجیں ہلاک ہو گئیں۔ یہ واقعہ 704ھ میں ہوا۔

بلادِ مفراوہ پر قبضہ

جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برافروختہ ہو گیا، اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو، اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے

ساتھ تھے، انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو 704ھ میں بھیجا تو اس نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا منیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ میتجہ کے جبال منہاجہ میں چلا گیا۔ پس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی تو ان کے درمیان صلح طے پا گئی۔ لہٰذا فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں، منیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور افراد خاندان کو اندلس بھیج دیا چنانچہ وہ زندگی بھر وہیں رہے۔

ملیانہ کا محاصرہ

704ھ کے آخر میں یوسف بن یعقوب تلمسان کے مقام پر اپنی اقامت گاہ میں فوت ہو گیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابو زیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ بنو مرین ان تمام امصار و مضافات کو اس کے لیے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور عاملوں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے عاملوں کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ راشد نے اپنے ملک کو واپسی کی خواہش کی اور ملیانہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین ابو زیان کے لیے ان علاقوں سے دست بردار ہو گئے اور ملیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آ گئے تو راشد کی سعی ناکام ہو گئی اور وہ شہر سے بھاگ گیا۔ پھر جلد ہی ابو زیان کی وفات ہو گئی۔

منہاجہ سے معاہدہ

بعد ازاں اس کا بھائی ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا۔ پس تافریکت فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے ملیانہ اور المریہ کے علاوہ تونس پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے غلام مسامح کو اس کا امیر مقرر کر دیا۔ اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابو البقاء خالد ابن مولانا امیر ابی زکریا ابن سلطان ابی اسحٰق نے بھی الجزائر کو ابن عسلان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لیے فوج بھیجی۔ وہاں اسے راشد بن محمد ملا جو اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا منہاجہ سے معاہدہ کرا دیا جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زوادوہ پر متغلب تھے۔ پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی دوستی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

یعقوب بن خلوف کا اعزاز

جب سلطان تونس میں الحضرۃ کی حکومت اپنے لیے مخصوص کرنے کے لیے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر عامل مقرر کیا، راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے دادِ شجاعت دے کر اسے اس کے دوستوں کی مدد سے بے نیاز کر دیا۔ لیکن جب اس نے ان کے دار الخلافے پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے متعلق اس حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ مسافروں سے جنگ کرنے لگا تو اس نے اسے گرفتار کر کے سلطان کے دربار میں پہنچا دیا جہاں اس کے متعلق حکم الٰہی نافذ کر دیا گیا، اس پر راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اسے زوادہ سے لایا تھا۔

مغراوہ کا فرار

کچھ عرصہ بعد یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا بلکہ ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمٰن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے اس سے کی تھی۔ راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی قوم کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کی باتوں سے اسے سخت بددل کر دیا۔

عبدالرحمٰن نے اسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے نیزے مار مار کر اس کی گردن توڑ دی۔ تمام مغراوہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں میں چلے گئے اور شلب اور اس کا نواحی علاقہ ان سے یوں خالی ہو گیا گویا وہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

منیف اور ابن ویعزن کی اولاد

ان میں سے بنو منیف اور ابن ویعزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لیے اندلس چلے گئے۔ ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اب تک وہاں آباد ہے۔ موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت ور تھی۔

اولادِ مندیل کی ناراضگی

راشد، بنی یعقوب بن عبدالحق کے محل میں اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا جس نے اس کی کفالت کی اور اولادِ مندیل ناراض ہو کر بنی مرین کے وطن کی طرف چلی گئی۔ لہٰذا وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے بعد میں ان سے رشتہ داری کر لی۔

بلادِ شلب پر دوبارہ بدوی حکومت

آخر کار مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زناتہ کو متحد کر کے بلادِ افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا پھر 749ھ میں قیروان پر اس کی مصیبت پڑی، جیسا کہ ہم پہلے مفصل بیان کر چکے ہیں۔ پس اطراف کی عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلادِ شلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس، ملیانہ، برشک اور شرشال پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق وہاں پر دوبارہ بدوی حکومت قائم کر دی۔ اور پھر قبائل میں سے جس نے تعرض کیا، انہوں نے اس کو تہ تیغ کر دیا۔

الناصر بن ابوالحسن کا انجام

سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ آ گیا پھر الجزائر کی بندرگاہ سے سمندر کے راستے نکل کر اپنی پراگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا۔ پھر اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اسے اپنا عہد یاد دلایا چنانچہ وہ اپنے عہد کو یاد کر کے اس پر مہربان ہوا لیکن اسے لیے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ بنی عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ اس کی خاطر شلب میں اپنی قوم کی حکومت سے الگ رہے گا۔ سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ کی طرف چلا گیا جو تلمسان میں مقیم تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، انہوں نے اس کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائر سے ان کے مقابلہ کے لیے نکلا چنانچہ 751ھ میں دونوں فوجوں کی شربونہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اس کا بیٹا الناصر مارا گیا۔ بعد ازاں وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا جیسا کہ آگے ذکر ہوگا۔

تنس کا محاصرہ

آل یغمراسن میں سے تلمسان کے تاجمین نے بلادِ مغراوہ میں اپنے اسلاف کی طرح حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی ابو ثابت الزعیم عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بن عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلا۔ 752ھ میں اس کی قوم نے بلاد مغراوہ کو پامال کر کے ان کی فوجوں کو شکست دی پھر وہ مصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو ان کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک کر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیے۔ آخر محاصرہ لمبا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

بنو ثابت کا قتل عام

جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے محل کے ایک کونے میں جا کر وہاں اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لیے ایک عبرت کا نشان بن گیا۔ اسی وقت ابو ثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اسے پتہ چلا کہ یہ مفرور ہیں ان سے انہیں قتل کر دیا۔ دوسرے لوگوں نے زمین کی اطراف کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ان کی فوج کے معاون اور پیروکار بن گئے۔ چنانچہ بلادِ شلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

آل زیان پر بنی مرین کا غلبہ

ایک بار پھر بنی مرین تلمسان واپس آئے اور آل زیان پر غالب آ کر ان کے آثار کو مٹا دیا۔ پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا پانسہ پلٹ گیا اور ان کی ترقی رک گئی چنانچہ آل یغمراسن میں سے ناجمین نے اپنی عملداری کے آخری حاکم ابو حمو موسیٰ بن یوسف کے ذریعے از سر نو حکومت قائم کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔

بنی مرین کا تیسرا دھاوا

پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر 772ھ میں اسے فتح کر لیا چنانچہ اس نے فوجوں کو اس وقت آل یغمراسن کے ابو حمو الناجم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا۔ یہ سب حالات آگے بیان ہوں گے۔

جب فوجیں بطحا تک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے کئی روز تک انتظار کیا۔ ان میں علی بن راشد الذبیح کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حمزہ تھا۔ اس نے یتیم ہونے پر اپنی رشتہ داری کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش پائی تھی۔ ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا۔ پھر ان کے ہاں اس کا روزینہ کم کر دیا گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال تنگ ہو گیا۔ ایک دن وہ فوجوں کے سالار وزیر ابوبکر بن غازی سے شکایت کرتے ہوئے الجھ گیا اور اس کے جواب نے اسے دکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر شلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا چنانچہ انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی۔ پھر اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان نے اپنے وزیر عبدالعزیز عمر بن مسعود بن منڈیل بن حمامہ کو جو چتولین کا بڑا سردار تھا، بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو بھیجا، پس وہ اس پہاڑ کے میدان حولا کر بیٹا میں اترا جہاں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ دونوں فریق ایک عرصے سے لڑتے رہے لیکن وہ انہیں سرنہ کر سکا۔

حمزہ بن علی کا فرار

سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابوبکر بن غازی پر الزام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اس نے انہیں ان کے پہاڑ سے اتار لیا۔ حمزہ بن علی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور بلادِ حصین میں جا پہنچا جنہوں نے آل یغمراسن کے ابوزیان بن ابوسعید الناجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی ہوئی تھی۔ اس کا حال آگے بیان کریں گے۔

بنو سعید کی اطاعت

بنو سعید نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہو گیا پھر حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا۔

چنانچہ اس نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ چلنے کی تیاری کی یہاں تک کہ جب وہ ان کے ہاں وارد ہوئے تو انہوں نے اس جگہ کو اجنبی سمجھا جس سے انہوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا۔ پس وہ آسانی کے ساتھ میدانوں کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے تیمر وغت جانے کا ارادہ کر لیا جہاں وہ مرنے سے فائدہ اٹھانے کا گمان رکھتا تھا۔ پس اس کے محافظ اس کے مقابلے میں نکلے تو انہوں نے اس کو مغلوب کر لیا۔ پھر اسے وزیر بن الغاز بن الکا کے پاس لے آئے تو سلطان نے اسے اس کے جملہ ساتھیوں سمیت قتل کر دینے کا اشارہ کیا۔ پس ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دربار بھجوا دیا گیا اور ملیانہ کے باہر ایک لکڑی نصب کر کے ان کے اعضاء کو صلیب کیا گیا چنانچہ مغراوہ کا نشان مٹ گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کہ وہ امراء کے نوکر اور حکومت کی فوج بن گئے اور اسی طرح اطراف میں متفرق ہو گئے جیسے وہ اس حکومت سے پہلے تھے۔ پھر ان کو کوئی خبر نہ ملی

حمزہ بن علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن منديل بن عبدالرحمن بن محمد بن عبدالصمد بن ورتیزن بن عبدالصمد بن محمد بن خزرون

علی بن ہارون

حمزہ بن یحییٰ

عابد

تمیم

ورجیج

غربہ

باب: ۳۰

تلمسان اور بلاد مغرب میں بنی عبدالواد کی سلطنت کے حالات

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے آغاز میں ہمارے سامنے بنی عبدالواد کا ذکر ہو چکا ہے جو یادین بن محمد کی اولاد اور توجین، مصاب، زردال اور راشد کے بھائی بند ہیں۔ ان کا نسب رزجیک ابن اسین بن ورسیک بن جانا تک مل جاتا ہے۔ ہم نے بتایا ہے کہ حکومت سے قبل ان علاقوں میں ان

کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب جبل راشد، فیکیک اور ملویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا حال بھی بیان کیا ہے جو ان کے نسبی بھائی ہیں اور رز جیک بن ورسیز سے قرابت رکھتے ہیں۔ بنو عبدالواد ہمیشہ ہی اپنے اصل علاقے میں رہے جب کہ بنو راشد، بنو ان اور مصاب، نسب اور خلف میں ان کے ساتھ رہے۔ البتہ بنو توجین ان کے مخالف رہے اور سب کے سب اکثر اوقات مغرب اوسط کے نواح میں رہے اور اس معاملے میں جب بنی دماتو اور بنی یلومی کو ان میں حاکیت حاصل تھی تو یہ ان کے پیرو کار رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ان کا سردار یوسف بھی تکفا کے نام سے معروف تھا۔

زناتہ پر یلغار

یہاں تک کہ جب عبدالمومن اور موحدین تلمسان کے نواح میں پہنچے اور ان کی فوجیں شیخ ابو حفص کے جھنڈے تلے بلاد زناتہ کی طرف بڑھیں تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے ان پر حملہ کر دیا لیکن اس کے بعد بنی عبدالواد نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئے۔

عبدالواد کی شاخیں

ان کے شعوب وقبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے نمایاں چھ ہیں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں یعنی بنو یاتکین، بنو اولوا، بنو ورہطف، نصوحہ بنو مت اور بنو القاسم جس کو وہ اپنی زبان میں ائت القاسم کہتے ہیں۔ ان کے ہاں ائت، نسبی اضافت کا حرف ہے۔

اولادِ ادریس

بنو القاسم کا کہنا ہے کہ وہ القاسم بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ بعض اوقات اس القاسم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ محمد بن القاسم بن یا محمد بن عبداللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سب کے سب ایک بے سند خیال کے مطابق ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ ہاں بنی عبدالواد کا اس پر اتفاق پایا جاتا ہے، حالانکہ صحرا ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

عبدالواد کی امارت

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یغمر اسن بن زیان جوان کے بادشاہوں کا باپ تھا، جب اس کے نسب کو ادریس تک بیان کیا گیا تو اس نے (اگر یہ بات درست ہے تو) اپنی عجمی زبان میں کہا کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں فائدہ دے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ بنی عبدالواد کی ریاست اپنی قوت وشوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم کے گھرانے میں رہی۔ ان میں ویعزن ابن مسعود بن یکمشین اور اس کے دو بھائی یکمشین اور عمر تھے۔ اسی طرح ان میں اغدوی بن یکمشین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا اسی طرح ان میں عبدالحق بھی تھا جو منفعاد بن ولد ویعزن سے تھا اور عبدالمومن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعاد اور اغودی بن یکمشین کو حاصل تھی۔

عبدالحق المسوف کا قتل

عبدالحق بن منفعاد وہ شخص ہے جس نے بنی مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھڑائی تھیں اور جب عبدالمومن نے موحدین کے ساتھ المخضب کو ان کی طرف بھیجا تھا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ مورخین اس کو عبدالحق بن معاد کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ یہ لفظ زناتہ کی زبان میں اس طرح نہیں ہے۔

..... کا حال

بنو القاسم کے قبیلوں میں سے بنو مطہر بن یملی بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمومن کے عہد میں جماعت بن مطہران کے شیوخ میں سے

تھا جس نے موحدین کے ساتھ حروب زناتہ میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ پھر اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گیا۔

بنو علی کے چار قبیلے

بنو القاسم کے قبائل میں سے بنو علی بھی ہیں جن کی امارت انہیں پر منتہی ہوتی ہے۔ یہ بڑے جتھہ بند اور زیادہ جمعیت والے ہیں۔ ان کے چار قبیلے ہیں: بنو طاع اللہ، بنودلول، بنو کمین اور بنو معطی بن جوہر اور چاروں بنو علی ہیں اور بنی طاع اللہ میں سے امارت محمد ابن زکراز بن تید وکسن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے۔ ان کے نسب کے بارے میں مختصر بات درج ذیل ہے۔

زیان کا قتل اور انتقام

جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کیا اور اپنی اطاعت اور اتحاد کا مظاہرہ کیا جو ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً ان کو بنی دما تو جاگیر میں دے دیئے۔ چنانچہ انہوں نے ان آبادیوں میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ چھڑ گئی یہاں تک کہ کندور نے بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا جو بنی محمد بن زکراز کا سردار تھا۔ اس کے بعد ان کی امارت اس کے چچیرے بھائی جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھالی۔ پھر اس نے کندرو سے اپنے عم زاد زیان کا بدلہ لیتے ہوئے اسے ایک جنگ میں قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا اور پھر اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو یغمراسن بن زیان کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے باپ کے انتقام میں اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ان کے چولھے بنا کر ان پر دیگیں چڑھا دیں۔

عبداللہ بن کندور کا فرار

پھر بنو کمین منتشر ہو گئے اور ان کا سردار عبداللہ بن کندور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھاگ گیا آخر یہ تونس چلے گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے، یہ سردار امیر ابوزکریا کے ہاں قیام پذیر ہوا۔

مغرب اوسط کی غارت گری

بعد ازاں جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ چنانچہ اس قبیلے نے مغرب اوسط کے نواح میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی اور یحییٰ بن غانیہ نے قابس اور طرابلس کا علاقہ روند ڈالا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر اس نے یلغار کی اور لوٹ مار کر کے ان میں فساد برپا کیا۔ پھر ان کے شہروں پر حملے کیے اور انہیں بھی لوٹا۔ ان کی بستیوں کو خراب کر کے کھیتوں کو برباد کر کے آسودگی کو فنا کر دیا یہاں تک کہ 730ھ میں ان کے نام و نشان مٹ گئے۔

تلمسا، محافظین اور القرابہ کے سردار کی فرودگاہ تھا جو اس کی پراگندگی کو مجتمع کیے رکھتا تھا اور اس کی اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

ابوسعید کی گرفتاری

مامون نے اپنے بھائی ابوسعید کو تلمسان کا عامل مقرر کیا جو بڑا بے پرواہ اور ضعیف التدبیر تھا۔ چنانچہ اس کی قوم کے مشائخ میں سے ابن حسن بن حیون نے اس پر غلبہ پالیا جو الوطن کا والی تھا۔ اس کے دل میں بنی عبدالواد کے لیے کینہ تھا جو الفاجیہ اور اس کے باشندوں پر ان کے غالب آجانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے ابوسعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف برانگیختہ کیا جو اس کے پاس وفد بن کر گئے تھے چنانچہ اس نے ان مشائخ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ تلمسان کے محافظوں میں لمتونہ کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت تھی جن سے حکومت کا کوئی تعلق نہ تھا اور ابوسعید نے ان کے نام لکھ کر انہیں محافظوں کے ساتھ شامل کر دیا۔ اس دور میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا پس ابن نے بنی عبدالواد کے مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش کی تو انہوں نے اسے رد کر دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے منتشر لوگوں کو جمع کر کے

دعوت کو قائم کیا اور شرق کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی از سر نو حکومت استوار کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کر کے سید ابوسعید کو گرفتار کر لیا۔ پھر بنی عبدالواد کے مشائخ کو آزاد کر کے 724ھ میں مامون کی اطاعت کو توڑ دیا۔ جب ابن غانیہ کو خبر ملی تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا۔ پھر اسے بنی عبدالواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا دارومدار ان کی شکوت کے خاتمے اور قوت کے توڑنے میں ہے۔ پس اس کے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کا خیال آیا اور جس دعوت کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا، اس میں ان کے ساتھ فریب کرنا چاہا، اس کی اس تدبیر کو بنی عبدالواد کے سردار جابر بن یوسف نے معلوم کر لیا پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کی نیت کر لی پھر ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ ابن علان ان کے ساتھ جو فریب کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا تو انہوں نے اس کی سوچ کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اس کی از سر نو بیعت کی اور اس نے بنی عبدالواد اور ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے، ہٹا دیا۔

اہل اربوز کی بغاوت

یہ حکومت دراصل اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنے کے مترادف تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے۔ اس کے بعد اہل اربوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے محاصرے میں 729ھ میں وہ کسی نامعلوم فرد کے تیر سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الحسن نے حکومت سنبھالی اور مامون نے امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا حتیٰ کہ وہ حکومت سنبھالنے سے عاجز ہو گیا اور اپنی امارت کے چھ ماہ بعد اس سے الگ ہو گیا۔

ابوعزت کی امارت

پھر اسے اپنے چچا عثمان بن یوسف کے سپرد کر دیا جو بہت بدخلق اور ظالم تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس پر حملہ کر دیا اور 731ھ میں اسے ان سے نکال کر اس کی جگہ اس کے عم زاد کراز بن زیان بن ثابت کو منتخب کر لیا جو ابوعزت کے لقب سے ملقب تھا۔ انہوں نے اسے امارت کی عزت دی اور اسے اپنے شہر پر حاکم بنا کر اپنی حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ اس نے ان کا خود مختار رئیس بن کر زناتہ کی حکومت سے وافر حصہ پایا اور وہ بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا۔

یغمراسن کی حکومت

بنو مطہر نے اس پر اور اس کی قوم پر اس حکومت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی، حسد کیا اور زکراز اور اس کے اسلاف پر بھی اسی وجہ سے حسد کیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے عداوت کی اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی پھر بنو راشد نے جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے، ان کی اطاعت کی چنانچہ ابوعزۃ نے بنی عبدالواد کے قبائل کو ان کے مقابلے میں اکٹھا کر لیا اور پھر ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ 733ھ میں زکراز ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی یغمراسن بن زیان نے حکومت سنبھالی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا خط لکھا اور یہ اس حکومت کے لیے زینہ بن گیا حتیٰ کہ اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔ والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء۔

☆☆☆

زکراز بن زیان بن ثابت بن محمد بن زکراز بن تیدوکس بن طاع اللہ بن علی بن القاسم بن عبدالواد

— یغمراسن
— ولول
— معطی بن جوہر
— منغفاد بن دیعزن بن مسعود بن سیمکس
— بنو ورصطف
— مصوہ ولللدا

باب:۳۱

تلمسان کی فتح کے حالات اور بنی عبدالواد کی حکومت

تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور بلاد زناتہ کا مرکز تھا۔ اس کی حد بندی بنو یفرن نے کی تھی کیونکہ یہ ان کے علاقے میں تھا البتہ اس سے پہلے کے حالات ہمیں معلوم نہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ شہر ازمنہ قدیم سے آباد ہے اور قرآن شریف میں جس دیوار کا ذکر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کے قصہ میں آیا ہے وہ یہاں کے اکادیر کی جانب ہے لیکن یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیونکہ حضرت موسیٰ مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف نہیں آئے تھے، نہ ہی بنی اسرائیل افریقہ میں اپنی حکومت حاصل کر سکے تھے کجا یہ کہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں۔ یہ صرف گھڑی ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے کہ جس شہر، زمین، علم یا پیشے کو ان کی طرف منسوب کیا جائے یا وہ اس کی طرف منسوب ہوں، وہ اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ البتہ میں اس کے متعلق ابن الرقیق کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر قدیم ترین حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا۔

ابوالمہاجر کے چشمے

ابوالمہاجر عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیار مغرب میں دور تک داخل ہو کر تلمسان تک پہنچ گیا تھا۔ تلمسان کے قریب ابوالمہاجر کے چشمے اسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ طبری نے بھی ابو حاتم کے ساتھ ابوقرہ کے جلاوطن ہونے اور پھر عمر بن حفص کے خلافت بغاوت کرنے والوں کا حال لکھتے وقت ان چشموں کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے اور ابوقرہ تلمسان کے قریب اپنے علاقے میں واپس لوٹ آیا۔ اسی طرح ابن الرقیق نے ابراہیم بن الاغلب کے افریقہ میں خودمختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ اپنی جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں پڑاؤ کیا۔ زناتہ کی زبان میں ان کا نام دو لفظوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ خشکی اور تری کو جمع کرتے ہیں۔

مغرب اقصیٰ پر قبضہ

جب ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناتہ و تلمسان نے اس سے ملاقات کی چنانچہ یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مغراوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا لہٰذا اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے میں مدد دی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی مسجد کی حد بندی کر کے اس کے منبر پر چڑھا۔ کئی ماہ تک وہاں قیام کر کے وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

بلادِ زناتہ پر قبضہ

اس کے بعد مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبداللہ آیا تو وہ بھی اس جگہ اتر پڑا چنانچہ اس نے اسے یہاں کا امیر بنا دیا پھر فوت ہو گیا اور ان کی قوم کمزور ہو گئی۔ اس کے بعد جب اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے بربری قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے تو 199ھ میں وہ تلمسان گیا۔ اس کی مسجد کو از سرِ نو تعمیر کر کے اس کے منبر کو ٹھیک کیا پھر تین سال وہاں ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں اس نے بلادِ زناتہ پر قبضہ کر لیا جن کی اطاعت اس کے لیے استوار ہو گئی۔ چنانچہ اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا سلیمان کے بیٹے ہیں۔

مضافات مغربین کی تقسیم

جب ادریس الاصغر فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کنزہ کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا تو تلمسان کا علاقہ عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی ابن محمد بن سلیمان کے حصے میں آئے۔ پھر جب مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی امارت سنبھالی تو وہ 219ھ میں تلمسان گیا اور اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا جو وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا۔ پھر اس نے نکور کی جانب اپنی حفاظت کے لیے ایک قلعہ تعمیر کیا بعد ازاں اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا آخر اس نے اپنا قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

بنی امیہ کی دعوت

پھر جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال دیا چنانچہ وہ وراء البحر سے بنی امیہ کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

پھر یعلیٰ بن محمد یفرنی بلادِ زناتہ اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا تو الناصر اموی نے اسے 340ھ میں وہاں کا اور تلمسان کا امیر مقرر کر دیا اور جب یعلیٰ فوت ہو گیا تو اس کے بعد 360ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے سنبھالی جو تلمسان میں الحکم المستنصر کا داعی تھا۔ وہ

منہاجہ کی جنگوں میں فوت ہوگیا اور انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کرلیا۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور تلمسان منہاجہ کی عملداری میں شامل ہوگیا، یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہوگئی۔ چنانچہ زیری بن عطیہ، زناتہ اور مغرب کا خودمختار امیر بن گیا لیکن منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاد منہاجہ پر چڑھائی کردیا۔ بعدازاں ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان، ہزاوہ، تنس، اشیر اور مسیلہ کو فتح کرنے کے لیے جنگ کی۔

صاحب القلعہ سے جنگ

پھر مظفر نے کچھ عرصے کے بعد 369ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر بنادیا اور اس نے اس کے بیٹے یعلیٰ بن زیری کو تلمسان پر عامل مقرر کردیا۔ پھر اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لمتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تینعمر المتونی کو اور پھر اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کردیا۔ چنانچہ منصور بن الناصر صاحب القلعہ سے جو بنی حماد کے ملوک میں سے تھا، اس کی جنگ چھڑ گئی پھر اس نے تلمسان جا کر اس کا ناطقہ بند کردیا۔

تاشفین بن علی کا قتل

جب عبدالمومن نے لمتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو وہران میں قتل کیا تو اس نے اسے برباد کردیا۔ اسی طرح موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کردیا۔ یہ واقعہ 540ھ کا ہے۔ پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا چنانچہ اس کی فصیلوں کی مرمت کے لیے لوگوں کو جمع کیا اور ہنتاتہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن واندین کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی اطاعت و اشتراک کے شاندار مظاہرے کیے تھے۔

مغرب اوسط پر قبضہ

پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابوحفص کو اس کا امیر مقرر کیا، اس کے بعد آل عبدالمومن ہمیشہ ہی اپنے رشتہ داروں کو وہاں کا عامل مقرر کرتے رہے گویا سارے مغرب کی حکومت آل عبدالمومن کی طرف ہی رجوع کرتی رہی اور تمام زناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے چنانچہ زناتہ بنی عبدالواد، بنوتوجین اور بنوراشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غالب آکر اس پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس کے میدانوں میں گشت کر کے حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں کرلیے نیز ان کے قبائل سے بہت سا محصول اکٹھا کیا پس جب وہ صحراؤں میں اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لیے اور اپنی رعایا سے محصول جمع کرنے کے لیے اپنے کارندوں اور ملازمین کو اپنے پیچھے تلول میں چھوڑ جاتے مگر بنوعبدالواد بطحا اور ملویہ میں رہتے تھے جو ساحل پر دریفہ اور صحراوۃ کے قریب تھے۔

تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا۔ پھر وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر جلسے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف بھرپور توجہ دی۔

تلمسان کی فصیل بندی

ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع النظر سید ابوعمران موسیٰ ابن امیرالمومنین یوسف تھا جو اپنے باپ یوسف بن عبدالمومن کے ماتحت 556ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی۔ چنانچہ اس نے اس کی عمارات کو مضبوط کرایا اور اس کی زمین کو درست کیا پھر اس کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنادی۔ وہ سید ابوالحسن بن سید ابوحفص بن عبدالمومن کے بعد اس کا حکمران بنا چنانچہ اس کا مذہب اس میں قبولیت پاگیا۔

گزشتہ بیان کے مطابق جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ 581ھ میں میورقہ سے نکلا تو انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر بھی غلبہ پا لیا۔ چنانچہ سید ابوالحسن نے اس کی فصیلوں کو بلند کر کے گہری خندقیں کھودنے کی طرف توجہ دے کر اپنے معاملے کی تلافی کر دی یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنا دیا۔ اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ رہنے کے لیے اس طریقے کو اپنا لیا۔

ابن غانیہ سے جنگ

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کا بھائی سید ابوزید ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لیے گیا تھا جس نے شگاف پُر کرنے اور حکومت کی مدافعت کرنے میں کارنامے دکھائے تھے اور ابن غانیہ ہلالیوں میں سے ذویان عربوں کو اس کے مقابلہ میں افریقہ لے کر گیا تھا۔ قبیلہ زغبہ جوان کا ایک گروہ ہے، ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے پھر مغرب اوسط کے زناتہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان تمام کی پناہ گاہ اور ان کے جوڑ توڑ کا مرجع، تلمسان کا والی تھا جو السادہ میں سے تھا اور ان کا مہمان نواز اور ان کی حفاظت کرنے والا تھا۔ ابن غانیہ، تلمسان کے نواح اور بلادِ زناتہ پر اکثر چڑھائی کرتا تھا اور اس کے ساتھ جنگ کے لیے للکارنے والا بھی جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں جیسے تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا پس تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور زناتہ اور مغرب کے ان قبائل کا مرکز بن گیا۔

دو شہروں کی بربادی

دو بڑے شہر جو گزشتہ زمانوں میں گزشتہ حکومتوں کے صدر مقام تھے، انقلاباتِ زمانہ کے ہاتھوں برباد ہو چکے تھے۔ یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت جو بطحا کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع ہے۔ مغربِ اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی کی وجہ یہ ہیں: ابن غانیہ کی جنگ، زناتہ کے قبائل کی چڑھائی، ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی، لوٹ مار اور راستوں سے لوگوں کو پکڑ لینے، آبادی کی بربادی کرنے اور موحدین کی فوجوں میں سے جو گروہ قصر عجیسہ، زرفہ، الخضرا، شلب، میتجہ، حمزہ، مرسی الدجاج اور جعبات کے محافظ تھے، ان پر غلبہ پا لینے میں کامیابی۔ البتہ تلمسان کی آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا اور اس کی زمین وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جو انیٹوں اور پتھروں سے بلند کیے جاتے رہے یہاں تک کہ وہاں آل زیان اتر پڑے اور انہوں نے ان کو اپنی حکومت کا صدر مقام اور پایہ تخت بنا دیا۔ پس انہوں نے وہاں پر رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے پھر ان کے درمیان آب رواں کا انتظام کیا۔ پس وہ مغرب کے سب سے بڑے شہروں میں سے بن گیا چنانچہ القاصیہ کے لوگوں نے اس کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر علوم اور ہنر کے بازاروں کی گرم بازاری ہوئی اور کئی علماء نے وہاں پرورش پائی۔ وہاں کے سرداروں نے بھی شہرت حاصل کی اور وہ اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دار الخلافوں کے ہم پلہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۳۲

تلمسان میں یغمراسن بن زیان کی خود مختار حکومت

یغمراسن بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور بارعب اور اپنے قبیلے کے مفادات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا، حکومت کا بوجھ اٹھانے کے لیے سب سے مضبوط کندھوں والا، تدبر و امارت سے وافر حصہ رکھنے والا آدمی تھا۔ ان باتوں کی شہادت اس کے ان کاموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے پہلے اور بعد میں سرانجام دیے۔ مشائخ کے نزدیک اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ حکومت کے لیے امید گاہ تھا

چنانچہ خواص اس کے کاموں کی وجہ سے اس کو عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے۔

یغمراسن کے شاہانہ اقدامات

جب اس نے اپنے بھائی ابوعزة زکراز بن زیان کے بعد 633ھ میں حکومت سنبھالی تو اس نے نہایت احسن طریقے سے اس کا انتظام کیا اور اس کی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غلبہ پا کر انہیں اپنا ماتحت بنا لیا۔ تاہم رعیت سے نہایت اچھا سلوک کیا پھر اپنے خاندان اور قوم کے علاوہ اپنے حلیفوں کو حسن سیرت، حسن سلوک، ہمسائیگی، فیاضی، آلات تیار کرنے کی صلاحیت نیز فوجیوں اور پہرے داروں کے طور پر کام کرنے کی وجہ سے ملازمتیں پیش کیں۔ چنانچہ رومی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور عطیات کو واجب قرار دیا۔ نیز وزراء اور کاتب تیار کیے اور مضافات میں فوج بھیج کر بادشاہی لباس زیب تن کیا اور تخت پر بیٹھا اس نے مومنی حکومت کے آثار کو مٹا دیا اور امر ونہی سے اس کے صدر مقام کو بے کار کر دیا۔ تب اس نے حکومت کے آداب ورسوم میں سے سوائے اس دعا کے جو مراکش کے خلیفہ کے لیے کی جاتی تھی اور کوئی بات اپنے منابر پر باقی نہ چھوڑی۔ چنانچہ اس نے سب لوگوں کو مانوس کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند کرنے کے لیے عہد کو اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کی حکومت کے آغاز میں موحدین کے بعد ابن وضاح اس کے پاس گیا۔ اس نے مسلمان مسافروں کے ساتھ شرق اندلس سے سمندر کو پار کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اپنا ہم نشین بنا کر اس کی عزت افزائی کی پھر اسے دوستی اور مشاورت میں ایک خاص مقام دیا۔ اس کے ساتھ جو لوگ گئے ان میں ابوبکر بن خطاب بھی تھا جس نے مرسیہ میں اس کے بھائی کی بیعت کی تھی اور وہ بلیغ پیغامبر، بہترین کاتب اور اچھا شاعر تھا پس اس نے اس سے خطوط لکھوائے جن میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو ان کے عہد بیعت کے بارے میں توجہ دلائی تھی، جنہیں نقل اور حفظ کیا گیا۔ یغمراسن ہمیشہ ہی اپنی پناہ گاہ کی حفاظت کرتا اور اپنے دشمنوں سے برسرِ پیکار رہا۔ پھر اس نے آل عبدالمومن کے موحد بادشاہوں کے علاوہ انہیں بادشاہت دینے والے آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بہت سے معرکے کیے جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ اسی طرح بنی مرین کے ساتھ مغرب پر ان کے قابض ہونے سے پہلے اور پھر اس کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں۔ چنانچہ اسے توجین اور مفراوہ کی نسبت زناتہ کی فوجوں کو شکست دے کر ان کے شہروں کو تباہ و برباد کرنے اور مشہور کارنامے انجام دینے میں امتیاز حاصل ہے۔ ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۳۳

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قبضہ اور اس کی دعوت پر یغمراسن کی شمولیت

یغمراسن بن زیان جب تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت میں خود مختار، اور سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس سے زناتہ کے قبائل میں اس کی شان بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت وحکومت عطا کی تھی، اس کی وجہ سے انہوں نے اس پر حسد کیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے عہد شکنی کر کے اس کی نافرمانی کی اور اس کے دشمن بن گئے پس اس نے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کر کے ان کے گھروں میں ان کے ساتھ جنگ کی، انہیں ان کے شہروں اور پناہ گاہوں میں جو پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر تھیں، بند کر دیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ مشہور معرکے کیے۔ اس بغض وعداوت کے نمایاں کردار بنی توجین کا سردار عبدالقوی بن عباس، اس کے بنی یادین کے دوست، عباس بن مندیل بن عبدالرحمن اور اس کے بھائی امرائے مفراوہ تھے۔ مولی امیر ابوزکریا بن ابی حفص جب سے افریقہ کا خود مختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تخت دعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو مومنی حکومت سے 625ھ میں حاصل کر لیا تھا۔ اس کا خیال

تھا کہ اگر زناتہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ پس وہ امرائے زناتہ کے ساتھ مشورے کر کے انہیں رغبت دلانے اور کبھی کبھی اس معاملے میں بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین اور مغراوہ کے ساتھ مراسلت بھی کرنے لگا۔ یغمراسن نے جب بنی عبدالمومن کی اطاعت اختیار کی تو اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی چنانچہ رشید نے بھی اس سے حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور اس سے مزید دوستی اور محبت طلب کی پھر اسے 637ھ میں کئی قسم کی نوازشات اور تحائف سے بار بار شاد کام کیا تاکہ وہ بنی مرین کے ان دوستوں سے پہلو تہی کرے جو مغرب کی حکومت پر چڑھائی کرتے ہیں۔ اس نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن عبدالواد کو رشید اور یغمراسن کے تعلق کی وجہ سے برافروختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا چنانچہ اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

تلمسان پر حملے کی تیاری

اسی دوران میں عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے بیٹے یغمراسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے چنانچہ انہوں نے اس کا معاملہ اس کے لیے آسان کر دیا اور اسے تلمسان پر قبضہ کرنے اور زناتہ کو متحد کرنے کے بارے میں پھسلایا اور ان دونوں نے اس کے لیے سواریاں تیار کیں کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھ دوڑے اور اپنی حکومت کا انتظام کرے۔ جس حکومت کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری تدابیر بھی اختیار کیں اور اس کے باشندوں سے رابطہ کرنے کے لیے بھی مناسب کارروائی کی۔ پس اس کے مددگاروں نے اسے اکسایا اور پھر ان کا فریادی اسے تکبر کی طرف لے گیا۔ چنانچہ اس نے موحدین، دیگر مددگاروں اور فوجوں کو تلمسان پر چڑھائی کے لیے آمادہ کیا پھر اس غرض کے لیے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عملداری میں رہتے تھے۔ لہٰذا 639ھ میں وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے آگے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کی اولاد کو بھیجا تاکہ وہ اپنے علاقوں میں رہنے والے قبائل زناتہ کے علاوہ اپنے عرب حلیفوں میں سے قبائل ذویان اور زغبہ کو جمع کریں۔ پھر اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرنے کے لیے ان کے ساتھ گیا۔

جب وہ تیطری کے سامنے زاغر کے مقام پر اترا جو مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولانگاہوں میں سے ہے تو وہاں اسے بنی عامر اور سوید کے زغبہ قبائل ملے جو اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زناتہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے پہلے اس نے ملیانہ سے یغمراسن کی طرف عذر، برائت دعا اور اطاعت کے لیے ایلچی بھیجے مگر اس نے انہیں ناکام واپس لوٹا دیا۔

یغمراسن کا فرار

جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرہ ڈال دیا اور یغمراسن اور اس کی فوجیں مقابلے میں نکلیں تو سلطان کے تیراندازوں نے ان پر تیر برسائے لہٰذا یہ منتشر ہو کر دیواروں کی پناہ لینے لگے حتیٰ کہ فصیلوں کی حفاظت سے درماندہ ہو گئے۔ پس جنگ اوپر سے کامیاب ہو گئی اور یغمراسن نے دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص اور ساتھیوں میں گھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ موحدین کی فوجیں اسے ملیں تو یہ ان کی طرف بڑھا اور ان کے بعض بہادروں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا۔ پھر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ہر طرف سے فوجیں شہر کی طرف دوڑ کر اس میں داخل ہو گئیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا جب اس چھینا جھپٹی کی تاریکی اور ہونی مزاحمت کی لہر تھم گئی اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی تو موحدین نے اپنی فراست پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی دور اندیشی سے کام لیا کہ وہ کسی کو تلمسان اور مغرب کی حکومت سپرد کرے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لیے اتارے جو بنی عبدالمومن سے محبت رکھنے والی ہے اور ان کے اشراف نے اس بات کا برا خیال کیا اور اسے ایک دوسرے کے ذمے لگایا اور امرائے زناتہ نے یغمراسن کے مقابلہ میں کمزور ہونے کی وجہ سے، اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے جسے ذلیل نہیں کیا جا سکتا، نہ دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے

اس کے شکار سے روکا جاسکتا ہے، اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

یغمر اسن کی غارت گری

یغمر اسن نے فوج کے مضافات میں غارت گر بھیجے جنہوں نے اس کے اردگرد سے لوگوں کو اُچک لیا اور اس کے نگرانوں پر احسان کیا۔ اس دوران میں یغمر اسن نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش کے ساتھ اس کا رابطہ کروادے گا اور جو محصولات اس نے وصول کیے تھے وہ اس کے لیے مباح کر دیئے۔ یغمر اسن کے محصول اکٹھا کرنے کے لیے اس نے کارندوں کو آزاد کر دیا۔ آخر اس کی ماں سوط النساء شرائط قبول کرنے کے لیے آئی تو اس نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی، اسے انعامات سے نوازا اور اس کی آمد و رفت پر اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر وہ اپنی آمد کے سترھویں دن الحضرۃ کی طرف کوچ کر گیا، راستے میں اس کے بعض حاشیہ برداروں نے اسے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ یغمر اسن اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے۔ نیز اسے مشورہ دیا کہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرے پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالقوی بن عطیہ التوجینی، عباس بن مندیل اور علی بن منصور کو اپنی اپنی قوم اور وطن پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ وہ اپنے مدمقابل یغمر اسن کے طریق پر آلہ اور مراسم سلطانی کو قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کے بادشاہ کی موجودگی میں یہ کام کیے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا چنانچہ جب ان کی حکومت استوار ہوگئی اور وہ اپنی خواہش کے مطابق مغرب میں والقیاد کے قریب آ گیا نیز عبدالمومن نے اس میں اپنی دعوت قائم کر لی تو اس نے تونس جانے کی تیاری کی جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، پھر یغمر اسن بن زیان نے آ کر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو دیگر منابر پر بھی قائم کیا چنانچہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے ان کی طرف اپنے عزائم کا رخ کیا پس اس نے عبدالقوی، اولادِ عباس اور اولاد مندیل کو جنگ کی عبرت ناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے۔ پھر ان کے شہروں میں گھس گیا اور ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا ان کے والیوں، پیروکاروں اور داعیوں کو ان کے شہروں اور دارالخلافوں سے بھگا دیا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اسے دور کر دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے حفصی حکومت کے ساتھ یغمر اسن پر چڑھائی کی جسے ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

☆☆☆

باب: ۴۴

حاکمِ مراکش السعید کی یغمر اسن سے جنگ

جب عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو انقلابی اور داعی اپنے دُور دراز کے مضافات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا۔ چنانچہ ابن ہود نے ماوراء البحر کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود مختار بن بیٹھا۔ وہ اپنے دور کے بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لیے توریہ کے ساتھ دعا کرنے لگا پھر امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے لیے بلا لیا اور وہ زناتہ کو متحد کرنے کے علاوہ مراکش میں دعوت کی کرسی پر قابو پانے کے لیے مائل ہوا، چنانچہ اس نے تلمسان سے جنگ کی اور 640ھ میں اس پر غالب آ گیا۔ اس کے ساتھ سعید علی بن مامون ادریس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کی ولایت کو بھی ملا لیا جو دلیر دانش مند، بیدار مغز اور بلند ہمت تھا پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر توجہ کی اور سرداراس کی مضبوطی اور اس کی کجی کو سیدھا کرنے میں لگ گئے۔ بنی مرین نے مغرب کے مضافات اور شہروں میں جو کچھ کیا اور پھر مکناسہ پر غالب آ کر وہاں دعوت حفصی قائم کرنے کے لیے جو کچھ کیا تھا، اس کے خلاف نگہبانوں کو برانگیختہ کیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

بنی مرین کی اطاعت

پس اس نے ملوک اور فوجوں کو تیار کر کے ان کی کمزوریوں کو دُور کیا پھر مغرب اور اس کے گرد و نواح کے عربوں اور تمام مصامدہ کو جمع کیا۔ 645ھ کے آخر میں وہ قاصیہ جانے اور دور ونز دیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لیے اٹھا۔ پھر تازی جانے کے لیے تیاری کی تو وہاں پر اسے بنی مرین کے اطاعت اختیار کرنے کی اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے چنانچہ ان میں سے ایک فوج بنی اس کے ساتھ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے ورے تک گیا جب کہ یغمر اسن بن زیان اور بنو عبدالواد اپنے اہل و عیال کے ساتھ وجدہ کی جانب بیہ تامزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

خلیفہ سعید کا قتل

یغمر اسن کا وزیر فقیہ عبدون خلیفہ کے اطاعت گزار کے طور پر اور تلمسان میں خلیفہ کی حاجات کا متولی بن کر نیز یغمر اسن کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اسے معذور قرار نہ دیا بلکہ اس کی اطاعت کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس بارے میں سعید کے مشیر کانون بن جرمون سفیانی اور وہاں پر موجود سرداروں نے اس کی مساعدت کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو اپنی جان کے خوف سے اس کے پاؤں بوجھل ہو گئے۔ سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں پہاڑ پر اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھا دیا پھر تین دن تک ان کا ناطقہ بند کیے رکھا اور چوتھے روز وہ جب لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا دورہ کرنے اور کمین گاہوں کو دیکھنے کے لیے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبدالمومن شیطان کے نام سے معروف تھا، اسے دیکھ لیا۔ وہ اس کے نشیب میں نگہبانی کے لیے کھڑا تھا۔ یغمر اسن بن زیان اور اس کا عم زاد یعقوب بن جابر بھی اس کے قریب ہی تھے تو انہوں نے ایک گھاٹی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا تب یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحییٰ بن عطوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے عجمی غلاموں میں سے ناصح اور الخصیان میں سے عنبر اور عیسائی فوجوں کے سالار اخو العمط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک جوان کو قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس روز ہوا جب اس نے فوجوں کو ترتیب دی اور جنگ کے لیے پہاڑ پر چڑھ کے لوگوں کے آگے ہو گیا۔ پس انہوں نے اسے اپنے راستے کی ایک دشوار گھاٹی سے پکڑ لیا اور ان سواروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر 646ھ کو رونما ہوا۔

اس خبر کے مشہور ہو جانے سے فوجوں میں جنگ چھڑ گئی۔ چنانچہ یغمر اسن جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو وہ شدید زخمی ہو کر زمین پر پڑا تھا پس اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا اس نے قسم کھا کر کہا وہ اس کے قتل سے بری ہے۔ جب کہ خلیفہ وہاں سر جھکائے اپنی جان دے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

مصحف عثمانی کی روداد

چنانچہ تمام چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبدالواد نے پوشیدہ اور کم یاب چیزوں کو لے لیا اسی طرح یغمر اس نے سلطان کے خیمے کو مخصوص کر لیا اور خالصتہً اسی کے لیے تھا جب کہ اس کی قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا۔ پھر اس نے اس ذخیرے پر قبضہ کر لیا۔ جس میں حضرت عثمانؓ بن عفان کا مصحف بھی تھا۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے۔ چنانچہ وہ قرطبہ کے خزائن میں عبدالرحمن الداخل کی اولاد کے پاس تھا۔ پھر وہ لمتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں سے ان کے پاس آئے پھر وہ موحدین کے ان ذخائر میں چلا گیا جو لمتونہ کے خزائن میں سے ان کے پاس آئے تھے۔ اور آج کل وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جو انہوں نے تلمسان پر غالب آنے کے بعد اس کی حکومت میں زبردستی گھس کر قبضہ کیا تھا۔ ان میں سے عبدالرحمن بن موسیٰ بن عثمان بن

یغمراسن، سلطان ابوالحسن کا شکار بھی تھا جو 637ھ میں تلمسان میں زبردستی داخل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس ذخیرے میں یاقوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو قیمتی پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں ثعبان کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد بنومرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان غالبین نے حاصل کیا ان میں وہ قیمتی ہار بھی تھا، یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوالحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جب کہ وہ تونس سے واپس آ رہا تھا، جنگ میں وہ ہار سمندر میں تلف ہو گیا اور جیسا کہ آگے بیان ہوگا، وہ اس قسم کے ذخیروں میں منتقل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے لیے چن لیتے اور پھر ان کو اپنے خزائن میں ظاہر کرتے تھے۔

چنانچہ جب جنگ رک گئی اور لوٹ کھسوٹ کی آندھی بھی تھم گئی تو یغمراسن نے خلیفہ کو دفنانے کے متعلق سوچا۔ پس وہ اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے مدفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابومدین کے مقبرے میں واقع ہے۔ پھر اس نے اس کی بیوی اور اس کی بہن، تاعزونت کے پاس آ کر اس واقعے کے بارے میں معذرت کی اور اس کے بعد ان کے مامن تک بنی عبدالواد کے کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا جنہوں نے ان کو درعہ پہنچا دیا جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے ہے۔ خلیفہ کی بیوی پر رحم کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی وجہ سے اس کی بہت اچھی شہرت ہے۔ پھر وہ تلمسان واپس آ گیا، اس وقت بنی عبدالمومن کی شوکت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس نے انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۳۵

بقیہ دور حکومت میں بنو عبدالمومن اور بنی مرین کے درمیان ہونے والے واقعات

طویل زمانوں سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان صحرا میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا، ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ فریقین کے درمیان ایک وادی بطور سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی۔ بنو عبدالمومن اپنی حکومت کے کھو جانے اور مغرب کے گرد و نواح میں بنی مرین کے غالب آ جانے پر بنو عبدالواد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے فاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے۔ ہم بنی مرین کے حالات میں ان واقعات میں سے بہت کچھ بیان کریں گے۔

بنی مرین کا فرار

جب سعید فوت ہو گیا اور بنو مرین یغمراسن کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے ان کی مزاحمت کرنے کے متعلق سوچا، اہل فاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق غالب آ چکا تھا اور وہ اس کی قوم کی بدسیرتی کی وجہ سے ناراض تھے لہٰذا ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چغلی کھائی تو انہوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے والی پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی سی چال چلی۔

یغمراسن کے خلاف سازش

ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کر کے مہینوں ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس محاصرے کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور یغمراسن کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو فاس میں روکنے کے لیے بات چیت ہوتی رہی تو یغمراسن نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر کے اس کے لیے اپنے زناتہ بھائیوں کو جمع کیا پس توجین میں سے عبدالقوی اپنی قوم کے ساتھ اور زناتہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکل کر فاس کی طرف چل

ابو یحییٰ بن عبدالحق کو بھی فاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو وہ بھی اپنی باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ وجدہ کی جانب السیلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ پھر اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے اس میں یغمراسن وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گئے۔ چنانچہ اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں۔ البتہ بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے مصالحتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا لہٰذا وہ اس کی رعایت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا بھائی ابو یحییٰ اکثر اس کی تعریف کیا کرتا تھا۔ 655ھ میں ابو یحییٰ بن عبدالحق اس سے جنگ کرنے کو گیا اور یغمراسن اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ابو سلیط میں دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو یغمراسن نے شکست کھائی ابو یحییٰ نے اس کا تعاقب کرنا چاہا لیکن اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا۔ جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو یغمراسن نے اس سازش کی وجہ سے جو اس کے اور معقلی عربوں کے المنباق کے درمیان تھی، سجلماسہ جانے کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ اس کے میدانوں کے اور بیابانوں کے بھیڑیے تھے۔ اس نے ان کی وجہ سے سجلماسہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو تین سال سے ابو یحییٰ بن عبدالحق کی اطاعت میں شامل ہو چکے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس وجہ سے ابو یحییٰ چوکنا ہو گیا اور اپنی قوم کے موجود آدمیوں کو لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور حالات کو درست کیا۔ یغمراسن نے اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر جب اس کو کچھ نہ کر سکا تو وہ وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لیے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ابو یحییٰ فاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ پس یغمراسن نے زناتہ اور زغبہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور 657ھ میں مغرب کی طرف گیا پھر کلدمان تک پہنچ گیا چنانچہ یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور یغمراسن شکست کھا کر بھاگا لیکن راستے میں تافرسیت سے گزرا تو اسے تباہ کر دیا اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلح کرنے اور جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔ یعقوب بن عبدالحق نے اس کام کے لیے اپنے بیٹے ابو مالک کو بھیجا اور اس کے حل و عقد کا ذمہ دار بن گیا۔ پھر 659ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی یرناس کی ضمانت پر وا جر کے مقام پر ہوئی چنانچہ ان دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پختہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی یہاں تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۳۶

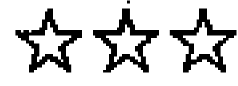
نصاریٰ کی سازش کا واقعہ اور یغمراسن کا اُن پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد یغمراسن بن زیان نے نصاریٰ کی ایک فوجی جمعیت سے کام لیا جو اس کی فوج میں شامل تھی۔ وہ جنگوں میں ان پر فخر و مباہات اور ان کے مقام پر اعتماد کرتا تھا۔ ان پر اس کی خصوصی توجہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو طاقتور خیال کرنے لگے تھے حتیٰ کہ تلمسان میں ان کی اہمیت بڑھ گئی۔ پھر اس کی بلادِ توجین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد 702ھ میں ان کی خیانت کا وہ بد بخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریق پر کیا۔

نصاریٰ کا واقعہ

یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز وہ تلمسان کے دروازوں میں سے باب القرمادین میں فوجوں کو روکنے کے لیے سوار ہوا۔ اسی اثنا میں ظہر کے وقت وہ اپنے دستے میں کھڑا تھا کہ ان کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور نصاریٰ نے یغمراسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف بڑھ کر

اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے راز داری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لیے صف سے باہر نکلا تو نصرانی ڈر کے مارے اس سے پرے ہٹ گیا جس سے یغمراسن اس کے فریب کو محسوس کر کے اس سے محتاط ہو گیا۔ اتنے میں نصرانی نجات کی جستجو میں اس کے آگے بھاگ اٹھا جس سے خیانت واضح ہو گئی۔ محافظوں اور رعایا کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا تو انہیں نیزوں، تلواروں، ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر کچل دیا گیا۔ وہ گویا قیامت کا دن تھا جس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کام نہیں لیا۔ کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے جس نے سالار کے ساتھ اپنے بھائی یغمراسن پر حملہ کرنے کے لیے ساز باز کی تھی۔ مگر جب ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لیے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی، اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ نے اسے سازش پر قائم کرنے کی مہلت نہ دی۔ واللہ اعلم۔



باب: ۳۷

سجلماسہ پر یغمراسن کا غلبہ اور پھر بنی مرین کی حکومت میں اس کی شمولیت

مغرب اقصیٰ کے صحرا میں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے میں معقلی عرب زناتہ کے حلیف اور مددگار تھے۔ عبیداللہ کے رشتہ داروں کے سوا ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہیں آپس میں متصل تھیں۔

جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالواد کی اہمیت بڑھ گئی تو انہوں نے اپنے بل بوتے پر ان کو وہاں سے ہٹا کر عہد شکنی کی اور پھر ان کو چھوڑ کر ان کے ہمسروں المنبات سے الحاق کر لیا جو منصور کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ یغمراسن اور اس کی قوم کے حلیف اور مددگار تھے۔ چنانچہ سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل اور سفر سے واپسی پر ان کا ٹھکانہ تھا، جو بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر وہ قطرانی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مرتضیٰ کی اطاعت میں واپس آ گئے۔ علی بن عمر نے اس کام میں اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں بیان کیا ہے۔ پھر المنبات نے سجلماسہ پر غالب آنے کے بعد اس کے والی علی بن عمر کو 662ھ میں قتل کر دیا۔ انہوں نے یغمراسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی چنانچہ اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کر کے یغمراسن کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ سجلماسہ کی طرف گیا تو انہوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑا دی جس کا بخوبی انتظام کرنے کے بعد اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو امیر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اس کی بہن حنفیہ کے بیٹے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درم کو ذمہ داری دی جو محمد کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمراسن بن حمامہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہم رکاب تھے اور ان کے خاندانوں اور خادموں کو بھی شامل کر لیا۔

بعد ازاں یعقوب بن عبدالحق نے موحدین کو ان کے دارالحکومت پر غلبہ دلا دیا۔ طنجہ اور عام بلادِ مغرب نے اس کی اطاعت کی۔ پھر اس نے سجلماسہ کو یغمراسن کی اطاعت سے نکالنے کا عزم کیا اور زناتہ کی فوجوں کے علاوہ عربوں اور بربریوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہاں محاصرہ کے آلات نصب کیے، یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف سے گر گئی۔ چنانچہ وہ صفر 673ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا پھر دونوں سالار عبدالملک بن حنیفہ اور یغمراسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المنبات تھے، وہ بھی قتل کر دیے تاہم سجلماسہ آخری دور تک بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔

والملک بیدہ للّٰہ یوتیہ من یشاء۔



باب: ۳۸

یعقوب بن عبدالحق سے یغمراسن کی جنگ وجدال

اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ بنی عبدالمومن کا اپنی حکومت کی ناکامی کے وقت کیا حال تھا اور بنی یفرن نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر غلبہ پانے کے بعد ان کے دشمنوں پر گرفت کرنے کے لیے جو بنی مرین میں سے تھے، کس طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ مرتضیٰ کے فوت ہونے پر 665ھ میں ابودبوس حکمران بنا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے یغمراسن سے اس کی مدافعت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کی غرض سے قیمتی تحائف دیئے۔ یغمراسن اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کر کے جنگ کی آگ بھڑکا دی اس وقت یعقوب بن عبدالحق جو مراکش کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف واپس آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کو گیا۔ چنانچہ وادی تلاغ میں فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے اپنی ہر تیاری کو مکمل کیا۔ یغمراسن کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی مال غنیمت میں آ گئی۔ اس کی قوم قتل ہو گئی اور اس کا بیٹا ابوحفص عمر بھی ہلاک ہو گیا جو اسے اپنے رشتہ داروں کے لڑکوں مثلاً اپنے بھانجے عبدالملک بن حنفیہ، ابن یحییٰ بن مکی اور عمر بن ابراہیم بن ہشام سے زیادہ عزیز تھا۔ یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک کہ مراکش پر اس کے غلبے کی حالت کا خاتمہ ہو گیا چنانچہ وہاں سے بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا۔

وجدہ کی تباہی

یعقوب اہل مغرب کی تمام افواج اور قبائل کو جمع کر کے 670ھ میں بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے گیا۔ پس یغمراسن بھی اپنی قوم اور عرب مددگاروں کو ساتھ لے کر اس کے مقابلہ میں آیا اور۔ وجدہ کے نواح میں السیلی کے مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں یغمراسن کو شکست ہوئی۔ اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور اس کا بیٹا فارس قتل ہو گیا لہٰذا اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لیے اپنے پڑاؤ کو نذر آتش کر دیا اور تلمسان کی طرف چلا آیا جہاں وہ قلعہ بند ہو گیا۔ یعقوب بن عبدالحق نے وجدہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی جہاں بنی توجین کی اپنے امیر محمد بن عبدالقوی کے ساتھ اس کے ساتھ آ ملے۔ چنانچہ اس نے یغمراسن اور اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور کئی روز تک انہوں نے تلمسان کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے۔ پھر ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں ان دونوں کے درمیان مصالحت ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لیے اور یغمراسن توجین اور مغراوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لیے فارغ ہو گیا، یہاں تک کہ ان کی وہ حالت ہو گئی جس کا ہم ابھی ذکر کریں گے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۳۹

مغراوہ اور توجین کے ساتھ یغمراسن کے باہمی معاملات

مغراوہ نواح شلف میں اپنے اصلی علاقے میں رہتے تھے۔ جب ان کی حکومت نیست و نابود ہو گئی تو حکومتوں نے ان سے مصالحت کر لی پھر ان پر محصول عائد کر کے انہیں بنی ورسفین، بنی یلیث اور بنی ورتزمیر کی طرح تکلیف دی۔ ان میں بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزر

کی اولاد میں سے تھے اور فتح کے دور سے ان کے پہلے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔
جب مراکش میں خلافت کا شیرازہ بکھرنے سے اس کی وحدت منتشر ہو گئی اور جہات میں انقلابیوں اور باغیوں کی کثرت ہو گئی تو اس کے نواح میں مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بیٹے خود مختار بن گئے۔ انہوں نے ملیانہ، تنس، شرشال اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور متیجہ کی طرف بڑھ کر اس پر قابض ہو گئے پھر انہوں نے جبل وانشریس اور اس کے آس پاس کے علاقے کی طرف اپنے قدم بڑھا کر اس کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر بنو عطیۃ الحبو اور اس کی قوم بنی توجین نے جوان کے پڑوس میں یعنی ارض سوس کے مشرق اور شلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب پہلے پہل زناتہ کے قبائل نئی چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے ارض قبلہ میں تلول تک داخل ہوئے تھے۔

تلمسان کے نواحی قبائل

پس بنو عبدالواد نے نواح تلمسان پر وادی عصا تک قبضہ کر لیا اور بنو توجین نے صحرا اور تل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل وانشریس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک قبضہ کر لیا۔ سک اور بطحاء بنی عبدالواد کی حکومت کی سرحد بن گئے اور ان دونوں کے سامنے بنی توجین کا علاقہ اور ان کے مشرق میں مغراوہ کا علاقہ تھا۔ جب یہ دونوں قبیلے پہلے پہل تلول میں آئے تو ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہو گئی۔

یغمراسن کی وفات

مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبدالواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انہیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے سب کو شاہی لباس پہنایا اور پھر انہوں نے یغمراسن سے ناراضی مول لی جس نے جنگ کا رخ ان کی طرف پھیر دیا چنانچہ مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ان دونوں قبیلوں کی حکومت کا خاتمہ اس کے بیٹے عثمان بن یغمراسن کے عہد میں اور بعد ازاں بنی مرین کے ہاتھوں ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔
یغمراسن بن زیان جب وجدہ کے قریب السیلی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کر کے واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد الامیر حکمران بنا جس نے ان کے ملک پر چڑھائی کر دی اور اس میں دور تک داخل ہو گیا۔ اس کے قلعے تک پہنچ کر جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا کیونکہ محمد بن عبدالقوی نے نہایت شاندار طریق پر اس کا دفاع کیا۔
پھر اس نے 650ھ میں دوسری بار چڑھائی کی اور ان کے قلعوں میں سے قلعہ تافرکنیت کے پاس جنگ کی۔ اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن ابن زیان بھی موجود تھا پس وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اس میں قلعہ بند ہو گیا۔
یغمراسن غصے سے بھر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے بعد یغمراسن مسلسل ان کے علاقوں پر غارت گری کرتا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا۔ تافرکنیت کا قلعہ، بنی عبدالقوی کے قبضے میں تھا جس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے منہاجہ میں تھا۔ اس نے اس قلعے کو اپنے لیے مخصوص کر کے اس میں مضبوطی سے قدم جما لیے۔ جب وہ کثرت مال و اولاد سے مضبوط ہو گیا تو اس نے قلعے کا بہت اچھا دفاع کیا۔ یغمراسن کو روکنے کے سلسلے میں اس کے یغمراسن کے ساتھ بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ بنو محمد بن عبدالقوی جب اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خود مختاری سے ناراض ہو گئے تو انہوں نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا۔ اس کی موت سے اس قلعہ کی آبادی منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

بلاد یغمراسن کی بربادی

جب یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ جب یعقوب نے وجدہ کے برباد کرنے اور یغمراسن کو السیلی میں شکست دینے کے بعد 670ھ میں تلمسان کے نواح میں جنگ کی تو محمد بن عبدالقوی آیا

قوم توجین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے پس محمد اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

یعقوب بن عبدالحق نے خرزوزہ میں یغمراسن پر حملہ کرنے کے بعد پھر 670ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبدالقوی اسے قصبات میں ملا۔ انہوں نے کچھ عرصہ تک بلاد یغمراسن کو برباد کرنے پر اتفاق کر لیا اور کئی دنوں تک تلمسان سے جنگ کی۔ پھر وہ متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس آ گیا۔

یغمراسن نے جب اس کے محاصرے سے نجات پائی تو اس نے بھی ان کے بلاد پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج نے ان کے علاقے کو پامال کر کے گردونواح پر قبضہ کر لیا پھر اس کی آبادی کو برباد کر دیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

مغراوہ کے بارے میں ان کے مشورے کا اہم نقطہ یہ تھا کہ بنی مندیل بن عبدالرحمٰن میں اس حسد کی وجہ سے علیحدگی کروا دی جائے جو ان کی قوم کی حکمرانی کے متعلق ان میں پایا جاتا تھا۔ پس جب وہ 666ھ میں تلاغ کی جنگ سے واپس آیا جس میں اس کا لڑکا عمر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ان کے علاقے میں دُور تک یعنی ملیکشن اور ثعالبہ تک پہنچ گیا۔ عمر نے 668ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف مدد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا۔ چنانچہ یغمراسن نے اسی وقت قبضہ کر لیا اور بہت سے مغراوہ اس کی حکومت میں آ گئے۔ پھر 670ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ مغرب پر چڑھائی کی اور اس کے بعد اس نے 672ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی۔ جب اس نے ان میں خونریزی کی تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔ لہٰذا ثابت نے اسے واپس لے لیا۔ 681ھ میں اپنی وفات کے قریب جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل تھا اور اس نے ان علاقوں میں خونریزی کی تھی، وہ دوسری بار اس کے لیے تنس سے دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے عثمان کو تنس پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۴۰

زعیم بن یحییٰ بن مکن کو شہر مستغانم سے دلچسپی

بنو مکن کو بنی زیان سے اونچی سطح کی قرابت داری تھی جن کے ساتھ محمد بن زکراز بن یندوکس بن طاع اللہ بھی شامل ہو جاتے تھے۔ اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا۔ پھر اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت، بنی عبدالواد میں سے ابوالملوک تھا۔ تیسرا بیٹا ورع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درع اپنی ماں حنفیہ کی وجہ سے مشہور ہے جو یغمراسن بن زیان کی بہن تھی اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا جس کے بیٹے یحییٰ اور عمرس تھے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے۔ یغمراسن بن زیان اپنے رشتہ داروں کو مقبوضات میں بکثرت عامل مقرر کرتا اور عملداریوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا۔ یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے اس کو وحشت محسوس ہوتی تھی لہٰذا ان دونوں کو اس نے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ پس وہ دونوں وہاں سے اس سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس کے تابعداروں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں کو اپنی قوم پر ناراضگی ہو گئی اور انہوں نے سلطان کی مفارقت کو ترجیح دی لہٰذا اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ وہ یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے یہاں تک کہ اسے 680ھ میں خرزوزہ میں شکست ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دستبردار ہو گیا۔ تلمسان کی طرف واپسی پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو عامل مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس آیا تو اس نے ان کے انہی بغاوت کر دی اور اس کی مخالفت کی دعوت دی۔ اس کے دشمن مغراوہ کو اس پر غلبہ پانے کے لیے مدد دی پس یغمراسن اس کی طرف گیا اور اسے

وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کر کے پناہ لی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا پھر اس نے اس سے صلح کا معاہدہ لکھ کر اسے بھجوا دیا پھر اس کے باپ یحییٰ کو بھی اس کے پیچھے بھجوا دیا اور وہ اندلس میں مقیم رہا یہاں تک کہ 292ھ میں یحییٰ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد زعیم یوسف بنی یعقوب کے پاس گیا جو اس کے ایک طعنے سے ناراض ہو گیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اس کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہمیشہ ہی وہ سفر میں پھرتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بیٹے الناصر نے اندلس میں پرورش پائی اور وہی اس کا ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اس کے بھائی علی بن یحییٰ نے تلمسان میں قیام کیا۔ اس کے بیٹوں میں سے داؤد بن علی بنی عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا مشیر تھا اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا جس کے ساتھ ابو حمو الاوسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا۔ داؤد کے بیٹے کا نام یحییٰ بن داؤد تھا جسے ابو سعد بن عبدالرحمٰن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا، اس کے حالات کو ہم ان کے واقعات میں بیان کریں گے۔ والامر للہ۔

☆☆☆

باب: ۴۱

یعقوب بن عبدالحق سے جنگ اور یغمراسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق جہاد کو گیا تو اس نے دشمن پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو برباد کیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ سے جنگ کی۔ گویا ان کے پہاڑ کی بنیادیں ہلا دیں پھر وہ دوبارہ حملہ آور ہو کر دارالحرب میں دور تک چلا گیا اور اس میں خونریزی کی۔ ابن اشقیلولہ نے اس کے لیے مالقہ کو چھوڑ دیا لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے الفقیہ کہتے تھے جو بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا اور اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لیے بلایا تھا کیونکہ اس کے باپ الشیخ نے اس کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا، پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثوار اس کی پناہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جان کا خوف تھا یعنی وہ اس سے اسی فعل کی توقع رکھتا تھا جو یوسف بن تاشفین نے ابن عباء سے کیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے اور ان کے خلاف باہم مدد کرنے کے بارے میں سازش کی۔ یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت عامل مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھینا تھا، پس ابن الاحمر نے اسے مائل کیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اسے شلوبانیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے ایک ... دے دے گا جو خالصۃً اس کے لیے خوراک کا ذریعہ ہو گی۔ پس وہ اس کو چھوڑ کر وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں کو اجازت سے اپنے بحری بیڑوں کو راستہ روکنے کے لیے بھیجا چنانچہ انہوں نے سمندر کے پچھواڑے سے یعقوب کو روکنے اور اس کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لیے یغمراسن کے ساتھ خط و کتابت کی تا کہ یہ امر اسے ان سے غافل کر دے۔ پس یغمراسن نے ان کی بات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور ان کی طرف سے طاغیہ کی جانب اور طاغیہ کی طرف سے ان کی جانب ایلچی آتے جاتے رہے۔ پھر اس نے مغرب کے نواح میں ... یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس سے مصالحت اور دشمن کے ساتھ جہاد کے لیے فراغت کا سوال کیا تو اس نے اس کی بات قبول نہ کیا اور یہ ان باتوں میں سے ایک ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے سے خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی اور ہر جہت سے ان کے ہاتھ اس کے خلاف متصل رہے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھاتا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ وارث الارض ومن علیہا سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۴۲

تلمسان میں یغمراسن کا خلفائے بنی حفص کی دعوت قائم کرنا، اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگانا

زناتہ جن دنوں جنگلات میں رہتے تھے اور تلول میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمومن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار تھے اس کے بعد جب بنی عبدالمومن کی حکومت ناکام ہوگئی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی طرف دعوت دی اور تونس میں موحدین کے ... مورچہ قائم کیا تو دونوں اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ زناتہ نے ہر قبیلے سے اس کے ... اپنی اطاعت کے ایلچی بھیجے۔ مغراوہ اور بنو توجین اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لے کر اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے ... کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے جا کر اسے 640ھ میں فتح کر لیا۔ چنانچہ یغمراسن اس کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اس نے اسے تلمسان اور ... کے بقیہ مقبوضات پر عامل مقرر کر دیا لہٰذا وہ مسلسل ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ اس کے بعد بنومرین نے جن بلاد مغرب پر قبضہ کیا، ان میں اس دعوت کے قیام کے لیے اس کی اتباع کی اور اسے مکناسہ، تازی اور القصر کی بیعت بھجوائی یہاں تک کہ وہ مال دار بنانے اور اطاعت و انقیاد سے ... کروانے کے وعدوں سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے فرمانبردار بن گئے حتیٰ کہ وہ مراکش پر غالب آ گئے۔ چنانچہ انہوں ... ایک وقت تک منابر پر المستنصر کے نام کے خطبات دیئے پھر اس الگ تھلگ علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ امید بندھی ... انہوں نے اپنے منابر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے، البتہ انہیں اپنی دوستی اور محبت سے کچھ حصہ دیا۔ پھر وہ حکومتوں کے تقاضوں کے مطابق مختلف ... کے شاہی لباس اور لقب اختیار کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ یغمراسن اور اس کے بیٹے یکے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے نیز ان کے ... اسی وجہ سے لقب اختیار کرنے سے الگ رہے تاہم ان میں ہر نئے خلیفہ کی از سر نو بیعت کرتے رہے اور اپنی قوم کے اکابر اور صاحب الرائے ... کو وہاں بھیجتے رہے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔

مستنصر کی حکومت

جب امیر ابوزکریا وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر نے حکومت سنبھالی تو اس کے بھائی امیر ابواسحٰق نے ریاح کے زواودہ ... میں اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ پھر المستنصر ان سب پر غالب آ گیا اور امیر ابواسحٰق تلمسان چلا گیا۔ یغمراسن نے ان کو خوش آمدید کہا اور ... اندلس میں جہاد کے لیے چلا گیا۔

... عثمان کی شادی

677ھ میں امیر ابواسحٰق وفات پا گیا اور اسے جب اس کی خبر ملی تو اس نے خیال کیا وہ حکومت کا سب سے زیادہ حق دار ہے چنانچہ اسی ... اس نے سمندر پار کیا اور 677ھ میں ہنین کی بندرگاہ پر جا اترا۔ یغمراسن نے نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی آمد پر ... کیا۔ لوگوں کو اس کی پیشوائی کے لیے بھیجا اور جلیسا کہ اس نے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی اسی طرح اس کی بھی بیعت کی اور اس کے دشمن ... مقابلے میں اور اس کی حکومت میں اس کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ یغمراسن نے اس کی بیٹیوں میں سے جو خیمہ گاہ میں بیٹھی ہوئی تھیں، ایک بیٹی کے ... اپنے بڑے بیٹے عثمان کا رشتہ کیا اور اس کی مدد کر کے اپنے وعدے کو نہایت شاندار طریق پر پورا کیا۔

واثق کے خلاف بغاوت

بجایہ کے عامل محمد بن ابی ہلال نے واثق کے خلاف بغاوت کردی اور اس کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا۔ اس نے امیر ابو اسحٰق کو اپنے پاس آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے تلمسان سے اس کے پاس آیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ جب 681ھ کا سال آیا تو یغمراسن نے مغراوہ پر چڑھائی کی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا۔ زناتہ اس کو بر ہوم کہتے ہیں اس کی کنیت ابو عامر تھی، اس نے اسے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ خلیفہ ابو اسحٰق کے پاس باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرنے کے لیے بھیجا لہذا اس نے انہیں اعلیٰ وظائف دے کر اور دگنی عزت کر کے ان کی بہت اچھی طرح پذیرائی کی۔ پھر اس نے ابن ابی عمارہ کی جنگوں میں کچھ کارہائے نمایاں کیے جن کی وجہ سے گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں اور زناتی اخلاق اسی کے گھر سے خاص ہو گئے۔ بالآخر وہ ایک عورت کے ساتھ خوش باش واپس آیا۔ عثمان نے اس کے پہنچتے ہی اس سے شادی کر لی جو اس کے محل کی شہزادی بن گئی۔ یہ بات اس کی حکومت کے لیے فخر اور اس کی قوم کے شہرت کا باعث بن گئی۔

الحضرۃ کی دعوت کا قیام

امیر ابو زکریا کے 282ھ میں الدعی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد یہ جنگ مرماجنہ کے مقام پر ہوئی جس میں اس کی قوم ہلاک ہو گئی۔ اس کے داماد عثمان بن یغمراسن نے اس کی بڑی عزت و تکریم کی اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع و اقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کے دوست بھی جو ان کی حکومت کے پروردہ تھے، اس سے ملے جن کا بڑا سردار ابو الحسن محمد بن الفقیہ المحدث ابی بکر ابن سید الناس الیعمری تھا پس انہوں نے حکومت کی عزت سے انہیں سایہ عاطفت فراہم کیا اور انہوں نے اسے حکومت کے لیے برانگیختہ کیا۔ اس نے اپنے میزبان عثمان بن یغمراسن سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کی مخالفت کی کیونکہ اس نے اسے الحضرۃ کی دعوت کے لیے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لیے بھیجا تھا۔

داؤد بن عطاف کی جاگیر

امیر ابو زکریا کے دل میں اس کے پاس سے بھاگ جانے کا خیال پیدا ہوا اور وہ امیر صحرا، داؤد بن ہلال بن عطاف کے پاس چلا گیا جو بنی عامر میں سے زغبہ کا ہم قبیلہ تھا۔ پس اس نے اسے پناہ دی اور اسے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دیا۔ چنانچہ اس نے موحدین کی عملداری سے زوادہ کو جو صحرا کے امراء تھے، سلام کیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، یہ ان میں سے عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ متعدد مصائب کے بعد وہ 684ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے چچا ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس میں صاحب حکومت تھا چنانچہ اس نے داؤد بن عطاف سے اپنا عہد پورا کیا اور اسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کے محاصل کے لیے اسے مختص کر دیا۔

مرسی الروس کا معرکہ

امیر ابو زکریا بونہ، قسطنطینہ، بجایہ، الجزائر، الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں مشغول ہو گیا۔ یہ رشتہ داری اس کے لیے عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ تھی۔ لہٰذا جب 698ھ میں یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر یلغار کی تو امیر ابو زکریا نے عثمان بن یغمراسن کو اپنی فوجوں سے مدد دی۔ جب اس کی خبر یوسف بن یعقوب کو پہنچی تو اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو فوجوں کے ساتھ ان سے لڑنے کے لیے بھیجا تو جبل الزاب میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اکثر وہاں مقتول ہوئے۔ اس دور میں اس معرکہ کو مرسی الروس کہتے تھے اس کی وجہ سے خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان ...

بجایہ کے محاصرہ کرنے کی دعوت دیں۔ اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن یغمراسن کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کو اطلاع مل گئی تو وہ ان کے لیے اجنبی بن گیا لہٰذا اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر کے اسے اپنی عملداری سے مٹا دیا اور اس عہد کو بھول گیا۔ واللہ مالک الارض سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۴۳

یغمراسن کی وفات کے بعد عثمان کی حکومت میں پیش آنے والے واقعات

سلطان یغمراسن 681ھ میں تلمسان سے نکلا جہاں اس نے اپنے بیٹے عثمان کو عامل مقرر کیا پھر وہ بلاد مغراوہ میں دور تک چلا گیا اور ان کے مضافات پر قبضہ کر لیا چنانچہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس شہر سے دست بردار ہو گیا تو اس نے اسے بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر اس اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابو عامر برہوم، سلطان ابواسحٰق کی بیٹی کے ساتھ جو اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی، تونس سے آ رہا ہے تو وہ کچھ عرصہ کے لیے وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آملا، پھر وہ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور راستے ہی میں اسے بیماری نے آلیا۔ جب اس کا تخت تارا گیا تو اس کی بیماری بڑھ گئی چنانچہ وہ اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد میں اس کے بیٹے ابو عامر نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور اس کے مرض کو چھپاتے ہوئے اسے احتیاط سے دفن کر دیا، یہاں تک کہ وہ بلاد مغراوہ میں سک تک چلا گیا۔ پھر وہ جلدی سے تلمسان کی طرف گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن یغمراسن اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا، پس لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے حلفیہ بیان دیا، پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو عوام وخواص نے اس کی بیعت کی۔ اس نے اسی وقت تونس کے خلیفہ ابواسحٰق سے گفتگو کر کے اسے اپنی بیعت کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبولیت کا جواب دیا۔ پھر اسے دستور کے مطابق اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کی گفتگو کی کیونکہ اس کے باپ یغمراسن نے اسے اس کی وصیت کی تھی۔

یغمراسن کی وصیت

علامہ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی کا کہنا ہے کہ سلطان ابوحموموسیٰ بن عثمان نے جو اس کے گھر میں آمدنی ومصارف کا ذمہ دار تھا، یہ بتایا کہ دادا یغمراسن نے دادا عثمان کو وصیت کی۔ (دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے) کہ اے میرے بیٹے اپنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور دراز کی عملداریوں کے علاوہ مراکش کے دارالخلافت پر ان کے قابض ہو جانے کے بعد ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں البتہ میرے لیے اس پہلو سے جس سے تو دور ہے، واپس آجانے کی ذلت کے باعث ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رُکنا بھی ممکن نہیں پھر بھی تم ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا اور جب وہ تمہارے قریب آئیں تو تم پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے لیکن مقدور بھر کوشش کرنا کہ تم موحدین کی عملداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جاؤ جو تمہارے قریب ہیں، اس سے تمہاری حکومت مضبوط ہو گی اور تم اپنی فوجوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کو روک سکو گے اور شاید تمہیں کسی شرقی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لیے محفوظ مقام بنانا پڑے۔ چنانچہ شیخ کی وصیت اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے۔ پھر وہ بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لیے جھکا تاکہ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا سکے۔ بعد ازاں اس نے اندلس کی طرف اپنی جوتی روانگی میں اپنے بھائی محمد بن یغمراسن کو اندلس کنارے میں یعقوب بن عبدالحق کی طرف بھیجا۔ لہٰذا وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس گیا اور ارکش میں اس سے ملا، اس نے اسے خوش آمدید کہا اور جو مصالحت وہ چاہتا تھا، اس سے کی۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس کا دل خوش ہو گیا اور وہ شرقی علاقے کو فتح کرنے کے لیے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

باب: ۴۴

مغراوہ اور بنی توجین کے ساتھ عثمان بن یغمراسن کے معاملات اور ان کی عملداریوں اور قلعوں پر قبضہ

جب عثمان بن یغمراسن کی یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت ہوگئی تو اس نے بلادِ مغراوہ اور توجین کی مشرقی عملداریوں اور اس کے ماوراء موحدین کی عملداریوں کی طرف اپنی توجہ پھیر دی۔ پس سب سے پہلے وہ بنی توجین اور مغراوہ کے نواح اور اس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا۔ پھر اس کے دُور دراز علاقوں سے واقفیت حاصل کر کے وہ بلادِ مغراوہ کے علاقہ متیجہ کی طرف گیا اور اس کی خوشحالی و آسودگی اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں سے بجایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ 686ھ کا واقعہ ہے۔ امیر مغراوہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس سے دست بردار ہو گیا۔ پس اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور بقیہ بلادِ مغراوہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے۔ اسی سال اس نے بلادِ توجین پر حملہ کیا اور اس کی اجناس کو لوٹ کر لے گیا۔ پھر انہوں نے مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ مغراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ بالآخر اس نے تافرکنیت کے قریب ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اس کے لیڈر غالب الخصی سے ساز باز کی جو کہ محمد بن عبدالقوی میں سے سید الناس کا غلام تھا۔ پس غالب اس کے لیے تافرکنیت سے دستبردار ہو گیا چنانچہ یہ تلمسان واپس آ گیا۔

بنی توجین پر دوبارہ حملہ

687ھ میں اس نے بنی توجین پر دوبارہ حملہ کیا اور ان کے دارالخلافہ وانشریس میں انہیں مغلوب کر لیا۔ ان کا امیر مولیٰ بنی زرارہ جو محمد بن عبدالقوی کے بیٹوں میں سے تھا، وہاں سے فرار ہو گیا اور اس نے ان سے حلف لیا۔ لہٰذا اپنی قوم اور اولادِ عزیز کے ساتھ المریہ کے نواح میں چلا گیا۔ عثمان بن یغمراسن نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں اس طرف سے بھی نکال دیا۔ اس کے بعد مولیٰ زرارہ جلد ہلاک ہو گیا جب کہ اس سے پہلے عثمان نے بنی توجین کے بنی یدللتن کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے رؤسا اور اولادِ سلامہ بن قلعہ میں کئی بار جنگ کی جوان سے منسوب ہے مگر وہ اس کے آگے نہ جھکے البتہ بعد میں انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم بنی توجین کو چھوڑ کر بنی یغمراسن کی حکومت میں چلے گئے۔ پس ان کے امراء نے محمد بن عبدالقوی کے عہد کو عہد اول کے دور سے توڑ دیا اور عثمان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی رعایا اور عمال پر اس کے لیے محصول عائد کیے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشریس پر بھی قابض ہو گیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے تمام بلادِ توجین اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس نے اپنے قرابت داروں کو جبل وانشریس پر والی مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ المریہ کی طرف گیا جہاں بنی توجین میں سے اولادِ عزیز رہتی تھی، اور المریہ سے جنگ کی۔ اس میں منہاجہ کے کچھ قبائل اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے جو لمدیہ کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی طرف وہ منسوب ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے 688ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوا دیا۔ چنانچہ سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا مگر پھر ان لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ یہ شہر اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گیا۔ انہوں نے المریہ پر اس سے مصالحت کر کے محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر بنی توجین میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کے بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ پھر 689ھ میں وہ بلادِ مغراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی تھی۔ لہٰذا اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو عامر کو ان کے مرکز عمل شلف میں بھیجا۔ پس وہ وہاں ٹھہرا رہا خود وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور مغراوہ کی جماعت متیجہ کے نواح میں آ گئی جہاں ثابت

بن سندیل ان کا امیر تھا۔ پس وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد عثمان نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ ریشک شہر میں ہی رہے۔ اس نے چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور آخر کار اسے بھی فتح کر لیا۔ ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں مقیم ہوا۔ پھر عثمان نے مغراوہ کے بقیہ مضافات پر اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے بنی توجین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا۔ چنانچہ مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زناتہ اولیٰ کے شہر اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۴۵

بجایہ سے جنگ اور اس کے اسباب

ہم پڑھ چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولیٰ ابواسحٰق بن ابوحفص بجایہ سے الدعی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کا سامنا کرنے کے بجائے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا۔ عثمان بن یغمراسن کے ہاں آمد پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ بعد ازاں الدعی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا اور اس کا چچا امیر ابوحفص خود مختار خلیفہ بن گیا۔ عثمان بن یغمراسن نے حسب عادت اس کی طرف اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لیے اپنی قوم کے سردار اس کے پاس بھیجے۔ باشندگان بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر امیر ابوزکریا سے ساز باز کر کے اسے بجایہ آنے پر آمادہ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ شہر اس کی اطاعت کرے گا۔ عثمان بن یغمراسن نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، اس کی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس نے یہ خبر چھپائی گئی۔ کئی روز تک وہ نقص بیعت کے متعلق متردد رہا۔ پھر جنگل میں زغبہ کے قبائل کو جولانگاہوں میں چلا گیا اور داؤد بن ہلال بن عطاف کے ہاں قیام کیا۔ عثمان بن یغمراسن نے اس سے فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضافات کی طرف چلا گیا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں زواودہ کے قبائل کے ہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کیا ہے۔ آخر عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلقی مستحکم ہو گئی جو عثمان اور خلفیہ تونس کے درمیان دوستی کا سبب بن گئی پس جب عثمان نے 686ھ میں اس پر چڑھائی کی اور وہ مشرق کی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے وہاں سات روز تک اپنی فوجیں بٹھا رکھیں۔ پھر وہاں سے مغرب اوسط کی طرف پلٹ گیا۔ آخر کار اس نے تافرکنیت اور مازونہ کو فتح کر لیا۔

☆☆☆

باب: ۴۶

بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ اور تلمسان کا طویل محاصرہ

بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لیے منعقد ہوئی، جس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور یغمراسن اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو اسی وقت یوسف بن یعقوب نے

طاغیہ کے ساتھ صلح کرلی جس کے نتیجے میں وہ ابن الاحمر کے حق میں اندلس کی ان سرحدوں سے جو اُن کے لیے تھیں، دستبردار ہوگیا۔ اب وہ بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے فارغ تھا اور اس کے باپ کی وفات سے چار دن بعد اس کا کام درست ہوگیا۔ 689ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور عثمان نے اس کے مقابلہ میں فصیلوں کی پناہ لے لی۔ پس اس نے صبح کو تلمسان سے جنگ کی اور آس پاس کے درختوں کو کاٹ کر وہاں منجنیقیں اور آلات نصب کیے چنانچہ اس نے اس کی قوت کو محسوس کرلیا تو وہاں سے بھاگ کر واپس چلا آیا۔ عثمان بن یغمراسن نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے ساز باز میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کرتے ہوئے اپنے ایلچیوں کو تلمسان بھیجا، مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

یوسف بن یعقوب کے متواتر حملے

مغراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے اور اس سے بہت تکلیف اٹھائی۔ بالآخر جب وہ تلمسان سے بھاگے تو عثمان نے حملہ کر کے ان کے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور ان پر غالب آ گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے بیٹے ابوحمو کو وہاں بھیجا۔ پس جب 695ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے دوسری بار چڑھائی کر کے ندرومہ سے جنگ کی پھر وہاں سے دہران کی جانب چلا گیا جہاں جبل کیدرہ اور تاسکدارت کے باشندوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس جگہ عبدالحمید بن الفقیہ ابی زید الیرناسی کا پڑاؤ تھا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کیا۔ عثمان بن یغمراسن مقابلہ میں نکلا تو اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل عام کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے تھے چنانچہ اس نے تاسکدارت کے پڑاؤ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بن یوسف نے 696ھ میں تیسری بار اسے جنگ کے لیے روانہ کیا لیکن وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ حتیٰ کہ اس نے 697ھ میں اسے چوتھی بار جنگ کے لیے بھیجا تو وہ تلمسان میں ٹھہر گیا اور اس کا محاصرہ کر کے تعمیرات میں لگ گیا پھر وہاں سے پھر تین ماہ کے لیے بھاگ گیا اور راستے میں وجدہ کے پاس سے گزرا تو از سرِنو اس کی تعمیر کا حکم دے کر کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا چنانچہ اپنے بھائی ابویحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر نگران مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا۔ پھر یوسف مغرب کو چلا گیا اور بنوتوجین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی جس میں اولادِ سلامہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ یہ لوگ بنی یدللتن کے سردار اور اس قلعہ کے مالک تھے جو ان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن یغمراسن نے جا کر ان کے شہروں پر قبضہ اور قلعہ میں ان کا محاصرہ کرلیا۔ جو کچھ انہوں نے اس سے تکلیف پائی تھی اس نے کئی گنا زیادہ تکلیف پائی چنانچہ وہ طویل عرصہ تک ان کے علاقے میں مصروف رہا۔

ندرومہ پر ابویحییٰ کا قبضہ

ابویحییٰ بن یعقوب ندرومہ کی طرف گیا اور اس کے سردار زکریا بن تحلیف بن المظفر حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزورِ قوت اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہوگیا، پس بنو مرین، ندرومہ اور توقت پر قابض ہوگیا اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آ کر ان میں سے مل گیا۔ پھر سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے تو عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر اس کی خبر پہنچ گئی تو وہ منزلیں طے کرتا ہوا تلمسان آیا۔ یوسف بن یعقوب بھی اس وقت اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انہوں نے شعبان 697ھ میں وہاں ٹھہرا دیا چنانچہ فوج نے تمام اطراف سے اس کا محاصرہ کرلیا۔ بعد میں یوسف بن یعقوب نے اس کے اردگرد فصیلوں کی ایک باڑ بنا دی جس نے اسے گھیر لیا اور اس میں جنگ کے لیے راستے بنائے بالآخر اس نے فصیلوں کی جانب اپنی داد و دہش کے لیے ایک شہر کی حد بندی کر کے اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح و شام جنگ کرتا رہا۔ پھر اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لیے اپنی فوج بھیجی جس نے بلادِ مغراوہ اور بنو توجین پر قبضہ کرلیا۔ تلمسان کے محاصرہ میں وہ اپنی جگہ پر ڈٹ کر بیٹھ گیا مگر اپنے شکار کو پھاڑ کھانے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا یہاں تک کہ عثمان فوت ہوگیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی فوت ہوگیا۔ والی اللّٰہ المصیر سبحانہ وتعالیٰ لا رب غیرہ۔

☆☆☆

باب ۴۷

طویل ذلت آمیز محاصرہ میں عثمان بن یغمراسن کی موت اس کے بیٹے محمد بن ابوزیان کی حکومت کے حالات

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان اور اس کی قوم وہاں محصور ہو گئے۔ اس محاصرے نے گویا ان کا گھونٹ دیا لہٰذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ آخر عثمان 703ھ میں یعنی اپنے محاصرے کے پانچویں سال فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوزیان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

عثمان کی وفات یا خودکشی

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی جو ان کے گھر کی آمدنی و مصارف کے وکیل تھے، بتاتے ہیں کہ عثمان بن یغمراسن نے دیماس میں وفات پائی۔ اس نے اپنے پینے کے لیے دُودھ تیار کیا۔ اس میں سے کچھ دُودھ پینے کے بعد اسے اور پیاس لگی تو اس نے پیالہ منگوا کر پھر دُودھ پیا اور ابھی کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور ہم جو اس کے رفقاء تھے، خیال کرتے ہیں کہ اس نے دشمن سے مغلوب ہونے کی ذلت سے بچنے کے لیے اس نے خود زہر ملا دیا تھا۔

علامہ بیان کرتے ہیں کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحٰق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص حاکم تونس کو آکر اس کی خبر دی تو آکر اس پر گر پڑی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا چنانچہ اس نے دروازوں کی بندش کے لیے ان پر خیمے لگا دیئے۔ پھر اس نے محمد ابوزیان اور اس کے بھائی ابوحمو کو پیغام بھیج کر بلایا اور ان دونوں سے ان کے باپ کی تعزیت کی۔ ان دونوں نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو طلب کر کے ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک نے سوالیہ انداز میں اور قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا، سلطان ابھی ہمارے ساتھ تھا اور اس کی بیماری لگنے پر ابھی کوئی وقت نہیں گزرا۔ پس اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو ہمیں بتایئے۔ اس پر ابوحمو نے اسے کہا کہ جب وہ فوت ہو جائے گا تو تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا ہم تمہاری مخالفت سے ڈرتے ہیں، ورنہ ہمارا سلطان، تمہارا بڑا بھائی ابوزیان ہے۔ چنانچہ ابوحمو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے بھائی کے ہاتھ پر جھک کر اسے بوسہ دے کر اسے اپنا عہد دیا۔ پھر مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی تو اسی وقت اس کی بیعت منعقد ہو گئی۔ بنو عبدالواد نے اپنے سلطان کا احاطہ کر لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن سے لڑنے کے لیے نکلے گویا عثمان فوت نہیں ہوا۔

محاصرے میں گرانی کی انتہا

یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرے میں اپنے مقام پر اطلاع ملی گئی تو وہ دردمند ہوا، اور اس کے بعد اس کی قوم کی بہادری سے حیرت زدہ ہوا کہ اس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ رکھا جس میں انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو کسی قوم کو نہ پہنچی تھی اور وہ مردار جانور بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ وہ محاصرہ کے دنوں میں بے بس ہو کر مُردہ آدمیوں کے اعضاء بھی کھاتے ہیں۔ پھر انہوں نے آگ جلانے کے لیے چھت برباد کر دی اور خوراک، اجناس اور دیگر ضروریات کی چیزوں کے بھاؤ بہت گراں ہو گئے اور گرانی کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔ لہٰذا وہ لاچار ہو گئے، ایک پیمانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی، جس کی مقدار سے وہ بارہ رطل اور دو مثقال کے نصف اور عمدہ سونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے۔ گائے کی قیمت ساٹھ مثقال اور ایک دنبے کی قیمت

ساڑھے سات مثقال تھی۔ اور مُردہ خچروں اور گدھوں کا ایک رطل گوشت، مثقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت دس درہم کا آتا تھا۔ ایک مثقال کے برابر ہوتے ہیں اور مُردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تیس درہم میں ملتی تھی اور گھریلو بلی، ڈیڑھ مثقال میں اور کُتے کی بھی یہی قیمت تھی۔ چوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت میں پر ملتا تھا۔ مُرغی تیس درہم میں، انڈا چھ درہم میں اور چڑیاں بھی اسی قیمت پر ملتی تھیں۔ تیل اوقیہ (1/4 چھٹانک) بارہ درہم میں اور گھی کی بھی یہی قیمت تھی۔ چربی کا اوقیہ بیس درہم میں اور لوبیا بھی اسی قیمت پر ملتا تھا۔ نمک کا ایک اوقیہ دس درہم میں اور لکڑیوں کا بھی یہی بھاؤ تھا۔ بند گوبھی کا ایک پھول، مثقال کی تین گنا قیمت میں اور خس کی سبزی بیس درہم میں، شلجم پندرہ درہم میں ایک ککڑی اور ایک خربوزہ چالیس درہم میں، کھیرہ، دینار کی تین گنا قیمت میں اور تربوز، تیس درہم میں انجیر اور آلو بخارا دو درہم میں ملتا تھا۔

چنانچہ محصور لوگوں نے اپنے اموال اور موجود سامان تباہ کر دیئے اور ان کی حالات خراب سے خراب تر ہو گئی۔ البتہ یوسف بن یعقوب کی حکومت تلمسان کے محاصرہ سے مضبوط ہونے کی وجہ سے منصورہ شہر کی مقبوضہ زمین وسیع ہو گئی۔ دُور دُور سے سوداگر اپنے سامان تجارت کے ساتھ وہاں آنے لگے شہر آبادی سے اس قدر معمور ہو گیا کہ کوئی شہر اس طرح آباد نہ تھا۔ پھر اس نے بادشاہوں کو مصالحت اور محبت سے خطاب کیا اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے ایلچی اور تحائف اس کے پاس آنے لگے۔ اسی طرح مصر اور شام کے فرمانرواؤں کے ایلچی اور تحائف بھی آئے چنانچہ اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ کوئی اس کا ہم سر نہ تھا۔

یوسف بن یعقوب کا انجام

بنی یغمر اسن اور ان کے قبیلے کے محافظین جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے تنگ آ کر ان کے ساتھ مرنے کے لیے نکلنے کا عزم کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا، اس کے ہاتھوں سلطان یوسف بن یعقوب کو مروا کر ان کی تنگی دُور کر دیا۔ سلطان کے بعض خدشوں اور وسوسوں کی بدولت ناراض ہو کر اسے گھر کے ایک کونے کی خواب گاہ میں لے گیا اور اسے ایک خنجر مارا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں پھر اسے پکڑ کر اس کے وزراء کے پاس لے گیا جنہوں نے اس کی تکا بوٹی کر دی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور حکومت خدائے واحد ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آل زیان کی قوم اور ان کے شہریوں سے تکلیف کو دُور کر دیا۔

ابوحمو کا ابوزیان سے مکالمہ

محمد بن ابراہیم ایلی نے بیان کیا ہے کہ ایک صبح کو سلطان ابوزیان اپنے محل کے گوشوں میں خلوت میں بیٹھا تھا اور یہ بدھ کا دن تھا۔ چنانچہ اس نے اجناس کے خازن ابن حجاف کو بلا کر پوچھا کہ سربمہر تہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے۔ اُس نے بتایا کہ آج اور کل کی معاش کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا اس نے ذخیرے کو چھپانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں اس کا بھائی ابوحمو وہاں آیا تو یہ خبر سن کر اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا۔ دونوں بات کیے خاموش بیٹھے رہے کہ اچانک سلطان ابواسحاق کے گھر کی وعد نامی لونڈی آئی جو محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کے باپ کی چہیتی کنیزیں اور زیان کی بیٹیاں جو آپ کی بیویاں ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار۔ آپ کا محاصرہ طول پکڑ چکا ہے اور دشمن آپ پر تہمت لگانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اب تو آپ کے قتل پر رونے کے لیے زیادہ لوگ بھی باقی نہیں رہے۔ لہٰذا ہمیں قید کی ذلت سے بچائیے اور اپنی جانوں کو ہمارے بارے میں بھی راحت دلائیں۔ ہمیں اب ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دیں کیونکہ ذلت کی زندگی ایک عذاب ہے، ویسے بھی آپ کے بعد زندگی موت ہے۔ یہ سن کر ابوحمو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت قابل رحم لگتا تھا۔ کہنے لگا اس لونڈی نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے۔ ان کے متعلق اب کیا سوچ رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دو، شاید اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے۔ اس کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ نہ کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لیے بھیج کر میری طرف آ جانا۔ ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکل کر موت کو قبول کریں گے۔ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ چنانچہ ابوحمو ناراض ہو گیا اور اس بارے میں مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لیے ذلت کا انتظار کریں گے۔ پھر اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا اور سلطان

ابوزیان رونے کے لیے تیار ہوا۔

ابوزیان کی غیبی امداد

ابن حجاف بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے نہ آگے ہو سکتا تھا اور نہ پیچھے۔ اسی دوران میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اچانک مجھے دربان نے اشارہ کر کے خوف زدہ کر دیا۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ ایک ایلچی بنی مرین کے پڑاؤ سے آیا ہے۔ میں اسے صرف اشارے سے جواب دے سکا لیکن سلطان گھبراہٹ کے باعث ہمارے خفیف اشارے سے ہی بیدار ہو گیا چنانچہ میں نے اسے اجازت دے کر ایلچی کو بلا لیا۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے بتایا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور میں اس کے پوتے ابوثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان خوش ہو گیا پھر اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا یہاں تک کہ ایلچی کا پیغام سب نے سن لیا۔ اور یہ ان دنوں ایک عجیب بات تھی۔

ابوثابت کی مساعی

اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یوسف بن یعقوب فوت ہوا تو اس کے بھائیوں، بیٹوں اور پوتوں میں اس حکومت کے لیے سخت مقابلہ ہوا پھر اس کا پوتا ابوثابت بنی ورتاجن کے پاس چلا گیا کیونکہ ان میں اس کے ماموں ہونے کی رشتہ داری تھی۔ چنانچہ اس نے انہیں اکٹھا کیا اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے عثمان بن یغمراسن کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے مدد دیں اور اگر اس کی مساعی ناکام ہو جائیں تو وہ ان کی پناہ گاہ اور مامن بن جائیں۔ اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے خالی ہو جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے اس امر کا معاہدہ کر لیا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملداریوں سے دستبردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے پر قبضہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ اس میں ان تمام فوجوں کو بھی واپس بلا لیا جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھایا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملداریوں میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان کا جو حال ہوا وہ ہم ابھی بیان کریں گے۔



باب: ۴۸

محاصرے کے بعد سلطان ابوزیان کی حکومت

محاصرے کی ذلت سے نکلنے اور بنی مرین کے ہاتھوں سے اپنی عملداریوں کو واگزار کرانے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس طرح کیا کہ وہ آخر ذوالحجہ 706ھ میں اپنے بھائی ابوحمو کے ساتھ تلمسان سے بلادِ مغراوہ میں پہنچا اور وہاں جو لوگ بنی مرین کی اطاعت میں تھے، انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ پھر ان کے عمال سے سرحدیں لے لیں، ان کی اطراف پر قبضہ کر کے اپنے غلام مسامح کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا۔

ابوزیان کی سرگرمیاں

پھر اس نے السرسو پر حملہ کیا۔ مذکورہ بالا محاصرے کے دنوں میں عربوں نے سوید اور دیالم کے زناتہ اور بنی یعقوب بن عافی کے ان لوگوں سے مل کر جو ان سے تعلق رکھتے تھے، اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے لیکن اس نے مسلسل تعاقب کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر وہ مل آکر ونو توجین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل ونشریس میں باقی رہ گئے تھے ان سے اطاعت کا تقاضا کیا اور اپنے خروج

سے نو ماہ بعد تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو مضبوط اور صاف کرنے کے بعد اپنے محالات اور باغات کی درستی کی طرف توجہ کی۔ اس کے ملک میں جو کچھ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کی لیکن اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور سات ماہ تک اُسے شدید تکلیف رہی۔ آخر شوال 707ھ میں وہ فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب:۴۹

حفصی دعوت کا تلمسان کے منابر سے ناپید ہونا

افریقہ میں حفصی دعوت تونس، بجایہ اور اس کے مضافات میں ان کے شرفا میں منقسم ہو چکی تھی اور عجیشہ اور دشتانہ کا شہر ان دونوں کے درمیان سرحد تھا۔ امیر ابوحفص ابن الامیر ابی زکریا اوّل تونس میں خلیفہ تھا اور اسے حاکم بجایہ اور الحضرۃ کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی۔ بنی زیان اس کی بیعت کر چکے تھے اور منبروں پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ انہیں مولیٰ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے تعلق خاطر تھا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب عثمان بجایہ آیا تو اس کی وجہ سے خوف لاحق ہو گیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کیا اور اس پر قائم رہے، یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی، ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابوعصیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے منابر پر اسی کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ لیکن وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کی دوستی کے باعث ان سے کینہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان کے بالائی علاقے میں پڑاؤ کیا اور مشرق کی طرف اپنی فوجیں بھیج دیں اور عثمان بن یغمراسن نے حاکم بجایہ سے کمک طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لیے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ انہوں نے جبل الزاب میں ان کے ساتھ جنگ کی تو سخت معرکے کے بعد موحدین منتشر ہو گئے اور بنو مرین نے انہیں قتل کر دیا۔ اس زمانے میں معرکہ کی جگہ کو مرسی الروس کہتے ہیں کیونکہ اس میدان میں بکثرت سر کٹ کر گرے تھے اور یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحدین کے مشائخ کو یوسف بن یعقوب کے پاس تجدید تعلقات کے لیے اور بجایہ کے حاکم کو اکسانے کے لیے بھیجا۔ پھر عثمان بن یغمراسن کو یہ مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ وہ اس بات سے ناراض ہو گیا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے منبروں سے اس کا ذکر موقوف کر کے اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے الگ کر لیا۔ یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب:۵۰

ابوحموالاوسط کی حکومت کے واقعات

جب امیر ابوزیان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی ابوحمو نے 707ھ کے آخر میں حکومت سنبھال لی۔ وہ بڑا بہادر، بیدار مغز، دانش مند، دور اندیش، غیرت مند، سخت طبیعت، بداخلاق، حد سے زیادہ عقل مند اور خود رائے تھا۔ وہ زناتہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے حکومت کے مراسم و قوانین کو مرتب و مہذب کیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ارباب حکومت کے لیے بھی اپنی تلوار کی دھار کو تیز کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لیے پلٹ دیا۔ یہاں

...دہ اس کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے آدابِ سلطان کو سیکھا۔
...عریف بن یحییٰ نے جو زغبہ میں سے سوید کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ ہے، بیان کیا کہ موسیٰ بن عثمان زناتہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے۔ ...امرف صحرا کے رؤسا تھے، یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے اس کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی درستی کی۔ اس کے ہم ...ں سے روایت کرتے ہیں۔ پس انہوں نے اس کے طریق کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کی۔

اور جب وہ خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت میں اپنے کام کا آغاز سلطان بنی مرین کے ساتھ صلح کرنے سے کیا۔ پھر اس نے اپنی ...ت کے اکابر کو سلطان ابو ثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی پھر اس نے بنی توجین اور مفراوہ کی طرف توجہ کی اور ...ں طرف فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ ان کے شہروں پر قبضہ کر کے ان کے سرکشوں کو مطیع بنا لیا۔ اسی طرح محمد بن عطیہ اصم کو وانشریس کے نواح سے ...اشد بن محمد کو شلب کے نواح سے چلتا کیا۔ یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے دُور کر دیا اور ...ں عملداریوں پر قابض ہو گیا پھر ان پر عامل مقرر کر کے تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر 710ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ بنی توجین کے بلاد کی طرف گیا اور ان کے شہروں کے درمیان تافرکنیت میں پڑاؤ کیا چنانچہ اس نے محمد ...بد القوی کی اولاد کو وانشریس سے چلتا کیا اور ان کی حکومت بنی توجین میں منحصر ہو گئی لہٰذا اس نے ہمیشہ ان میں سے اور بنی تیغزین سے نوکر ...البتہ ان کے عظیم شخص یحییٰ بن عطیہ کو جبل وانشریس میں اس کی قوم کی امارت عطا کی نیز اولادِ عزیز میں سے یوسف بن حسن کو اس کے مضافات ...ارت دی اور سعد بن سلامہ کو اس کی قوم بنی یدللتن کی امارت عطا کی جو بنی توجین کا ایک قبیلہ ہیں، ان کی عملداری کی غربی جانب کے باشندوں ...ں امیر بنایا اور بنی توجین کے دیگر قبیلوں کو اطاعت اور محصول کی شرط پر یرغمال رکھا۔ پھر ان سب پر اپنے پروردہ سالار یوسف بن حیون الهواری ...ں مقرر کیا اور اپنے غلام مسامح کو بلادِ مفراوہ پر امیر مقرر کیا۔ ان دونوں کو آلات بنانے کی اجازت دی اور اپنے چچا کے بیٹے محمد کو ملیانہ کا امیر ...ر کے اسے وہاں ٹھہرایا اور خود تلمسان کی طرف لوٹ آیا۔

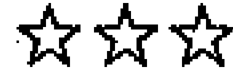
☆☆☆

...ب ۵۱:

برشک کی سرحد سے زیرم بن حماد کی برطرفی

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل یعنی زیرم منکلانہ میں اپنے خاندان کی کثرت سے وجہ سے اس کے اندر اور باہر رہتا تھا، اس کا اصل نام زیری تھا ...وام نے اس میں تصرف کر کے اس زیرم بنا دیا۔ جب یغمراسن نے بلادِ مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کی اطاعت میں داخل ...پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اس جاہل کے دل میں خیال آیا کہ میں مفراوہ اور بنی عبدالواد کے درمیان برشک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن ...اور ایک کو دوسرے سے لڑا دوں۔ چنانچہ اس نے اس امر کا عزم کر لیا اور اسے کر گزرا۔ پھر اس نے 783ھ میں برشک کو اپنے قبضے میں کر ...ان بن یغمراسن نے 784ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ پھر 793ھ میں مفراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن ...ن نے برشک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس ...زیری نے عثمان بن یغمراسن کی اطاعت کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا لیکن اس کی تلمسان واپسی پر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر ...اس کے بعد بنو زیان اپنے محاصرے کی مصیبت میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ زیری برشک میں خود مختار بن گیا اور وہاں پر اس کی شان بڑھ گئی۔ ...بنی مرین بلادِ مفراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوجیں اطاعت و انقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں۔ جب یوسف بن یعقوب ...لت سے بنی مرین کی حکومت منتشر ہو گئی اور بنو یغمراسن محاصرے سے باہر آئے تو اس نے اطاعت میں کمزوری دکھائی اور اپنی عادت کے

مطابق اس علاقے کو حاصل کرنے کی پھر کوشش کی۔ یہاں تک کہ جب ابوحمو نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر سے گزر کر اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دست بردار ہو جائے گا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ برشک کا باشندہ تھا اور زیری نے اسے اپنی پہلی بغاوت میں دھوکے سے قتل کر دیا تھا۔ تب اس کا یہ بیٹا عبدالرحمٰن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف لوٹ آئے اور اُسے اپنا وطن بنا لیا۔ پھر یہ دونوں ملیانہ کی طرف آ گئے تو بنومرین نے ان دونوں کو ملیانہ میں قضا کا عہدہ دے دیا۔ پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنومرین کے کارندوں اور سالاروں کے ساتھ ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ملیانہ گیا۔ ان میں مندیل بن محمد الکنانی افسر امور بھی شامل تھا جس کا ذکر ان کے حالات میں آتا ہے۔ یہ دونوں اس کے بیٹے محمد کو پڑھاتے تھے پس اس نے ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ان دونوں کی علمی حیثیت کی بہت تعریف کی، جس نے ابوحمو پر اثر کیا پھر جب وہ بااختیار حاکم بنا تو اس نے طالب علموں کے لیے تلمسان میں المطہر کی جانب ایک مدرسہ تعمیر کیا جس کے دونوں طرف ان کے لیے گھر بھی بنائے اور ان دونوں کے لیے اس مدرسہ میں تدریس کے لیے دو دفتر بنوا کر انہیں فتویٰ اور شوریٰ کے لیے مختص کیا۔ ان دونوں کو اس کی حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا پس جب زیری نے ابوحمو سے امان طلب کی اور کہا کہ وہ اس کے پاس ایسے آدمی کو بھیجے جو اسے پُرامن طور پر اس کے دروازے تک پہنچا دے چنانچہ اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمٰن الاکبر کو اس کی طرف بھیجا اور وہ ابوحمو سے یہ اجازت لینے کے بعد کہ اگر اس نے اس پر قابو پا لیا تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے گا، اس کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا، پس جب وہ برشک میں اترا تو اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اور زیری ان ایام میں صبح و شام ان کی مہمان سرا میں آتا رہا، اس اثناء میں وہ اس کے قتل کا منصوبہ بناتا رہا یہاں تک کہ اس کا حیلہ کارگر ہو گیا اور ایک دن موقع پا کر اس نے اسے قتل کر دیا یہ واقعہ 708ھ میں پیش آیا۔ برشک کی حکومت اس طرح سلطان ابوحمو کو حاصل ہو گئی جس سے خودمختار مشائخ کا اثر مٹ گیا۔ والامور بید اللہ سبحانہ۔



باب: ۵۲

الجزائر کا محاصرہ اور ابن علان کی دستبرداری

الجزائر کا یہ شہر صنہاجہ کے مضافات میں سے تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اس میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر وہ موحدین کی عملداری میں آ گیا اور بنوعبدالمومن نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا۔ چنانچہ جب بنوابی حفص موحدین سے بے قابو ہو گئے اور ان کی حکومت بلادِ زناتہ تک پہنچ گئی جن کی سرحد تلمسان تھی تو انہوں نے یغمراسن اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو تلمسان پر عامل مقرر کیا۔ پھر مغراوہ کے نواح پر بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو اور وانشریس اور اس کے اردگرد جو توجین کی عملداری تھی، اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا۔ ان عملداریوں سے ماوراء الحضرۃ تک جو علاقہ تھا، وہ موحدین کی حکومت میں شامل تھا جو یہاں صاحب حکومت تھے۔ الجزائر کا عامل موحدین میں سے تھا۔ ان لوگوں نے جو الحضرۃ کے باشندے تھے، 764ھ میں مستنصر کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سات ماہ تک جاری رہی۔ چنانچہ اس نے 771ھ میں حاکم بجایہ ابوہلال کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر حملہ کرے۔ لہٰذا اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہاں سے بھاگ گیا، 774ھ میں ابوالحسن بن یسلیتن نے دوبارہ موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور بزورِ قوت اس میں داخل ہو کر اُسے لوٹا اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا جو مستنصر کی وفات تک قیدی رہے۔

ابوزکریا کی خود مختاری

جب بنی حفص کی حکومت منقسم ہوگئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خود مختار ہو گئے تو انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعت بھیجی۔ پھر اس نے ابن اکماز یرکوان پر حاکم مقرر کیا جو عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن اکماز یر کی وفات

ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے اس کے اوامر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیش رو تھا جس کی وجہ سے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی۔ جب ابن اکماز یر فوت ہو گیا تو اسے اپنے شہر میں خود مختار بن جانے کا خیال آیا پس اس نے اس کے امیر کی وفات کی شب اپنے ہمسر اور اسلحہ بردار افراد کے لیے فوج بھیج کر ان کو قتل کرا دیا۔ پھر صبح کو خود مختاری کا اعلان کر دیا اور سوار ہو کر متیجہ عربوں کے ثعالبہ اور غریب الوطنوں سے جاملا چنانچہ اس نے بہت سے پیادہ اور تیر انداز اکٹھے کر لیے۔ بجایہ کی فوجوں نے کئی بار اس سے جنگ کی مگر یہ ان کے مقابلہ میں ڈٹا رہا جس کے نتیجے میں وہ ملکیش، بلادِ متیجہ میں سے حمایۃ الکثیر پر غالب آ گیا۔ پھر جب انہوں نے بلادِ شرقیہ پر غلبہ پالیا اور القاصیہ میں دور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی چنانچہ اس نے ناکہ بندی کر کے ان پر تنگی وارد کر دی۔ امیر خالد کا ایلچی قاضی ابوالعباس الغماری، ابن علان کے پاس سے یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے گزرا تو اس نے اُسے باقی رکھنے پر عاجزی کرتے ہوئے سلطان کی اطاعت امانتاً دی۔ پھر اس نے اس کی اطلاع بھیج کر اس کی سفارش کی چنانچہ اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کرنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد امیر خالد نے اس سے جنگ کی تو وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا اور چودہ سال تک اسی حالت میں اس کو کئی مصائب بھی پیش آئے لیکن وہ اس سے جنگ کرنے کے لیے قوت جمع کرتا رہا چنانچہ جب سلطان ابوحمو نے بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا تو اس نے ونشریس پر یوسف بن حیون الہواری کو، اور بلادِ مغراوہ پر اپنے غلام مسامح کو عامل مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

ابن علان کی دستبرداری

پھر 712ھ میں اس نے بلادِ شلب میں ڈیرہ ڈال لیا اور اس کا غلام مسامح فوجوں کے ساتھ آیا جس نے بقیہ نواح میں سے متیجہ پر قبضہ کر کے الجزائر کو ڈھال بنایا اور اس کا محاصرہ تنگ کر دیا یہاں تک کہ انہیں تکلیف نے بے بس کر دیا چنانچہ ابنِ علان نے اپنی جان بخشی کی شرط پر اس سے دست بردار ہونے کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا۔ لہٰذا سلطان ابوحمو نے الجزائر پر قبضہ کر کے اُسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ ابنِ علان، مسامح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ شلب میں سلطان کے پاس چلے گئے۔ پھر وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اُسے وہاں ٹھہرایا اور اس سے اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ والبقاء للہ سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۵۳

فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر یلغار

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومت کی مشکلات کے باعث فاس میں سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الطلاق نے وزیر رحو ابن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کر لی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا اور تازی پر قبضہ کر لیا تو سلطان ابو

الربیع نے ان پر چڑھائی کر دی چنانچہ انہوں نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنے فریادی وفد کو بھیجا پھر ابوالربیع نے جلدی سے انہیں جا لیا اور تازی میں ان پر غالب آ گیا۔ لہٰذا وہ سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور اسے مغرب کے خلاف مدد دینے کی دعوت دی تا کہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کے مددگار ہوں اس دوران میں سلطان ابوالربیع فوت ہو گیا اور ابوسعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا، اب اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے پاس چلے آئے ہیں مگر اس نے ان کو سپرد کر کے اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان لوگوں کو سمندر کی طرف کنارے کی جانب بھیج دیا تو سلطان ابوسعید نے اس سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس سے صلح کر لی پھر یعیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابوسعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا، اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی تھی لہٰذا وہ اس سے الگ ہو کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اُسے اس کے بھائی کے مقابلے میں پناہ دے دی جس سے ناراض ہو کر اس نے 714ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا۔ اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو امیر مقرر کر کے اسے اپنے ہراوّل دستے میں بھیجا اور خود ساقہ یعنی عقبی دستے کو لے کر چلا چنانچہ اسی تیاری میں وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہوا اور اس کے میدانی علاقے کو تاراج کیا پھر وجدہ سے جنگ کر کے اُسے تنگی میں ڈال دیا۔ وہاں سے تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا چنانچہ وہ اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان ابوسعید اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حکومت کی علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا۔ پس جب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان کا دباؤ اس پر بڑھ جانے سے وہ اپنے انجام کے متعلق اس سے خائف ہو گیا تو اس نے ان وزراء کو جنہیں وہ اپنے اموال دیا کرتا تھا خطاب کرنے کا ایک نہایت لطیف حیلہ اختیار کیا، وہ انہیں ان کے سلطان کے مشوروں سے دھوکہ دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی یعیش بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا تقاضا کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت لے کر دے۔ پھر اس نے ان کے خطوط سلطان ابوسعید کے پاس بھیجے جن سے اس کا دل خوف زدہ ہو گیا۔ چنانچہ اپنے خواص اور دوستوں کے بارے میں اسے شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کچھ عرصہ کے لیے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ اس بارے میں اپنے وقت پر حکم الٰہی آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۵۴

بجایہ کے محاصرے کے حالات اور اس کے سبب کی وضاحت

جب سلطان ابوسعید مغرب کی طرف واپس آیا اور تلمسان سے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے اہل قاصیہ کے لیے تیاری کی پھر راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس غفلت کے دوران بلاد زواوہ سے آیا اور شلب میں قیام کیا تو اس کی قوم کے بڑے بوڑھے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جب سلطان ابوحمو کو سارے حالات کی خبر ہوئی تو وہ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو تلمسان پر عامل بنانے کے بعد اس پر حملہ کرنے کے لیے گیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے فوجیں اکٹھی کیں تو وہ تیزی سے اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا البتہ بنو سعید جبال شلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے پھر سلطان ابوحمو نے وادی نحل میں اُتر کر خیمہ لگا لیا اور وہاں اپنی عملداریوں کے باشندوں کو بنی ابوسعید کے محاصرہ کے لیے اکٹھا کیا جو راشد بن محمد کے پیروکار تھے۔ پھر اس نے وہاں پر ایک محل بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہے تب اس نے القاصیہ پر قبضہ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ وہیں پر 711ھ میں حاجب حج سے واپسی پر اسے ملا۔ پس اس نے اسے بجایہ کے خلاف اُکسایا اور اس میں اسے رغبت دلائی۔ جب سے مولانا سلطان ابویحییٰ نے اُسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو تھی۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطینہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس

نے وہاں شکست کھائی۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کو ابن خلوف اور بجایہ کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لیے اس کے پاس بھجوایا، اسی طرح ابن خلوف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس بات نے اسے بجایہ کی حکومت کی آرزو دلائی۔

بجایہ کا محاصرہ

جب ابن خلوف فوت ہو گیا اور اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال اس کے پاس گیا تو اس نے اُسے اُکسایا اور ترغیب دے کر اُسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا۔ پھر جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مسامح اور ابن ابی حی کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ جبل الزاب تک پہنچے تو ابن ابی حی فوت ہو گیا اور مسامح واپس آ گیا۔ پھر وہ دشمن کے حملے سے خوف زدہ ہو کر اس کے حالات سے غافل ہو گیا چنانچہ جیسا کہ ہم بیان ہوا ہے۔ وہ شلب شہر میں اُترا اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن سہل امیر زوادوہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو موحدین کی عملداری میں تھیں تو اس نے خوش ہو کر فوجیں جمع کیں اور اپنے چچا ابو عامر برہوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کر کے اسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا پھر اپنے چچا یوسف کے بیٹے محمد کو جو ملیانہ کا سردار تھا، دوسری فوج کا سالار مقرر کیا۔ اسی طرح اپنے غلام مسامح کو ایک اور فوج کا سالار مقرر کر کے بجایہ اور اس کے ماوراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر موسیٰ بن علی الکروی کو ایک اور بڑے لشکر کا سالار مقرر کر کے اسے زواودہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحرا کے راستے بھیجا چنانچہ وہ سیدھے چلے گئے اور انہوں نے اس کے اپنی علاقوں میں کارنامے دکھائے اور بلادِ شرقیہ میں دُور تک چلے گئے یہاں تک کہ بلادِ بونہ تک پہنچ گئے۔ بعد ازاں وہاں سے واپس آتے ہوئے راستے میں قسطنطینہ سے گزرے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے کرتے ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے، جو قسطنطینہ کے قریب تھا چنانچہ انہوں نے اسے لوٹ لیا۔ پھر وہ بنی باورار سے گزرے اور اسے بھی لُوٹ کر جلا دیا۔ اسی طرح جن دوسرے علاقوں سے وہ گزرے انہیں بھی لُوٹ لیا اور ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہو گئی۔ لہٰذا وہ پراگندہ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ تب مسعود بن برہوم بجایہ کے محاصرہ کے لیے گیا اور اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں سے وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجتا تھا بعد میں اس نے میدان میں تیری کی پھر وہ قلعے کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پر قائم رہا، یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لیے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۵۵

بلادِ بنی توجین میں مُحمّد بن یُوسف کی بغاوت اور سُلطان کے ساتھ معرکہ آرائی

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، محمد بن یوسف جب مشرق کی طرف سے واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکروی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا جس سے اس کا دل بھڑک اٹھا۔ چنانچہ سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی جس نے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا۔ اس نے اس غم کی وجہ سے سر لیا اور تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابوتاشفین سے ملاقات کرنے کی اجازت چاہی۔ چونکہ وہ اس کا خواہرزادہ تھا لہٰذا اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے سلطان کی قیام گاہ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اجنبی بن کر اُسے روک دیا جس سے وہ شک میں پڑ گیا اور خوف زدہ ہو کر اس پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ پھر وہ البرزیہ چلا گیا اور سلطان ابوحمو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے ہاں قیام کیا جہاں اس نے اس کی اطراف کے سیاسی عربوں سے اس کی بیعت لی۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کی جو مہل میں تھا، جہاں اس نے اپنی فوجوں کے

ساتھ ان سے جنگ کی۔ سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا۔ اس طرح محمد بن یوسف بنی توجین اور مغراوہ پر غالب آ گیا۔ پھر وہ ملیانہ میں اُترا اور سلطان دخول سے کچھ دن بعد تلمسان سے نکل کر اس نے فوجوں کو جمع کیا اور اپنی خامیوں کو دُور کر کے مسعود بن برہوم کو اس کی جگہ پر اشارہ کیا کہ وہ فوجوں کو لے کر بجایہ کے محاصرہ کے لیے پہنچے تا کہ وہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کر لے۔ محمد بن یوسف نے اس سے الجھنے کے لیے ملیانہ سے بغاوت کر دی۔ تب اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو والی مقرر کیا۔ پھر اس نے بلاد ملکیش میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف کو شکست ہوئی چنانچہ اس نے جبل مرصالہ کی پناہ لی اور مسعود بن برہوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا جہاں ان سب نے ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان اس میں بزورِ قوت داخل ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے قید کر کے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ محمد بن یوسف نے نواح پر احسانات کیے چنانچہ اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی۔ اس نے سلطان ابو یحییٰ سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بھیجا اور یغمراسن بن زیان کا افریقہ کا حصہ اس کے لیے مخصوص کر دیا۔ اس کے علاوہ اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پھر بنی توجین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل وانشریس کے بنو تیغرین نے اس کی بیعت کر لی، لہٰذا یہ ان پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان نے 717ھ میں مشرق پر حملہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لیے وہاں کا والی مقرر کیا۔ پھر اس سے اور عملداریوں کے باشندوں سے، اور زناتہ کے قبائل اور عربوں سے، حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی۔ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اتارا۔ یہ ایک وسیع نشیب ہے، جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے، اس کو اس نے گروی رکھنے کے لیے بنایا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اندر اس حد تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک قوم اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں۔ تب یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں کے علاوہ مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا لہٰذا اس نے اس قصبہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اُسے قوموں کے بعد قوموں سے پُر کر دیا۔ نیز انہیں گھر بنانے اور مقامی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔ ان کے لیے مساجد کی حد بندی بھی کر دی۔ لہٰذا انہوں نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب پھلی پھولیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے۔ محمد بن یوسف بلاد توجین میں اپنے خروج کے مقام پر ہی مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان کی وفات ہو گئی۔ والبقاء للہ۔



باب:۵۶

سلطان ابوحمو کے قتل کے بعد ابوتاشفین کی حکومت کے حالات

سلطان ابوحمو نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی شجاعت اور دانشمندی کی وجہ سے اپنے خاندان اور قرابت داروں میں سے منتخب کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا کیونکہ اس کے باپ برہوم نے جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن یغمراسن کو مختص کر لیا تھا۔ وہ اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے معاملات میں اس سے مذاکرات کیا کرتا تھا اور اسے اپنی خلوتوں میں لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین

اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجمی کافر دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی تربیت گاہ میں اس کی خدمت کرتے تھے۔ ان میں ہلال بھی تھا جو قطانی کے نام سے مشہور تھا، اور مسامح بھی تھا جسے صغیر کہتے تھے اور فرج بن عبداللہ، ظافر، مہدی اور علی بن تاکدرت بھی

مال تھے۔فرج کا قلب شتورہ تھا۔ان سب میں اسے ہلال بہت مرغوب ومحبوب تھا۔اس کا باپ ابوحمو اکثر اسے دوستی کے بارے میں ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتا بلکہ بعض اوقات وہ اسے بے ہودہ گالی گلوچ بھی کرتا تھا۔اللہ اسے معاف کرے۔لہٰذا اس طرح وہ اسے ناراض کر دیتا۔اس کے ساتھ ساتھ وہ شدید حملہ آور اور حد سے بڑھ کر عذاب دینے والا اور ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ ادب کی حدود سے تجاوز کر جانے والا بھی تھا۔چنانچہ وہ عجمی کافر ان کے رعب تلے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آقا ابوتاشفین کو اس کے باپ کے خلاف اُکساتے اور اس کی غیرت کو اُبھارتے۔اسے یہ بھی کہتے کہ اس نے اسے چھوڑ کر ابن ابی عامر کو منتخب کر لیا ہے۔اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ مسعود بن ابی عامر نے ابوحمو کے باغی محمد بن یوسف کے مقابلے میں جب وہ بجایہ کے محاصرہ سے واپس آ رہا تھا، بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔سلطان نے اس بات پر اس کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اس کے عم زاد کے مقام نجابت وشجاعت کی وجہ سے غیرت دلائی، جس سے وہ اس سے از سرِ نو دوستی کرنا چاہتا تھا اور اسے کمال کی ترغیب دیتا تھا۔اس کے چچا ابوعامر ابراہیم بن یغمر اسن نے بادشاہوں کے پاس جا کر جو انعامات حاصل کیے اور اس کے باپ اور بھائی نے اپنے باقی ماندہ ایام میں جو اسے عطا کیے ان سے وہ مالدار ہو گیا تھا۔جب 796ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کی تو اُس نے اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ورثہ کو اپنے مال کی جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس سے ان کے حالات بہتر ہو گئے۔اس کے بیٹے ابوسرحان کا یہ ایسا ترکہ تھا جس میں اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تو سلطان ابوحمو نے سوچا کہ وہ اس کی کمزوری کو دُور کرنے کے لیے اس کے باپ کی وراثت لے دے۔چنانچہ وہ امانت کو اس کے پاس لے گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کے علاوہ اس کے بُرے عجمی کافر دوستوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ حکومت کا مال ہے جو اس کے پاس لے جایا گیا ہے کیونکہ اس کے باپ ابوعامر کے ورثہ پر بہت عرصہ گزر چکا ہے۔لہٰذا انہوں نے سلطان پر الزام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی بجائے اُسے اس پر ترجیح دے رہا ہے۔انہوں نے ابوتاشفین کو حکومت پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا نیز اسے اس کے دشمن مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابوحمو کو قید کرنے پر بھی آمادہ کیا تاکہ وہ مکمل طور پر خود مختار ہو جائے اور اس کے لیے انہوں نے دوپہر کا وقت مقرر کیا۔سلطان اپنی مجلس سے واپس آتا تھا چنانچہ محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع ہو گئے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

بنی الملاح کے فرائض

ابن بنو ملاح کو سلطان نے اپنے بقیہ ایام میں حاجب کے طور پر مقرر کیا ہوا تھا۔اس کے ہاں اس عہدے سے گھر کی آمدن ومصارف اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری مراد تھی۔بنو ملاح قرطبہ کے گھرانے والے تھے جہاں وہ دینار اور درہم کے سکے ڈھلانے کا پیشہ کرتے تھے۔بسا اوقات ان کی امانت پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں نگرانی کا کام بھی دے دیا گیا۔ان کا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا لہٰذا انہوں نے اپنا پہلا پیشہ اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ کاشت کاری کا بھی اضافہ کر کے عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے۔انہیں ابوحمو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل تھی پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں سے محمد بن میمون ابن ملاح اور پھر اس کے بیٹے محمد الاشقر کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنے حاجب کے طور پر مقرر کیا جس کے ساتھ اس کے قرابت داروں میں سے علی بن عبداللہ بن الملاح بھی شریک ہو گیا۔یہ دونوں اس کے گھر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت گاہ میں حاضر ہوتے تھے۔جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ اس کی مجلس کے برخواست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود اور جماموش بن عبدالملک بن حنیفہ بھی تھے۔غلاموں میں سے معروف الکبیر ابن ابی الفتوح بن عشر بھی تھا جو بنی علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن توجین کا امیر تھا جس کو سلطان نے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابوتاشفین کی کارروائی

جب ابوتاشفین کو ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ان پر حملہ کر کے حاجب کو دروازے پر قابو کر لیا اور

دروازے کو مضبوطی سے بند کرنے کے بعد اس میں ہر طرف سے داخل ہو گئے۔ جب گھر کے درمیان پہنچ گئے تو انہوں نے سلطان کو اپنی تلواروں کی زد پر لے کر اُسے قتل کر دیا البتہ ابوتاشفین ان سے الگ رہا۔ انہوں نے اسے موقع نہ دیا اور ان میں سے ابوسرحان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور اسے مضبوطی سے بند کر لیا تو انہوں نے دروازہ توڑ کر اسے بھی قتل کر دیا جو خواص بھی وہاں موجود تھے، انہیں بھی مار ڈالا۔ بہت کم لوگ بچ سکے۔ ملاح کے وزراء بھی مر گئے اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور شہر کی گلیوں میں گھوم کر منادی کرنے والے نے کہا کہ ابوسرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابوتاشفین نے اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

موسیٰ بن علی الکردی

سالار افواج موسیٰ بن الکردی نے یہ آواز سنی تو وہ سوار ہو کر محل کی طرف آیا لیکن اُسے بند پایا تو اسے کئی خیالات آئے چنانچہ اسے حکومت پر اس کے قبضہ کرنے کا خوف پیدا ہوا۔ اس نے بزرگ رشتہ دار عباس بن یغمراسن کی طرف پیغام بھیجا جس نے اسے محل کے دروازے پر بلایا۔ اتنے میں منادی کرنے والا ان کے پاس سے گزرا تو اسے ابوسرحان کے مر جانے کا یقین ہو گیا لہٰذا عباس کو الٹے پاؤں اس کے گھر کی طرف واپس کر کے خود سلطان ابوتاشفین کے پاس چلا گیا۔ اسے جنگ سے بڑی حیرت تھی۔ لہٰذا اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے جرأت دلائی اور اسے اپنے باپ کی نشست گاہ میں بٹھایا۔ پھر اس کے لیے اس کی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور عوام کی بیعت کی عموماً ذمہ داری لی۔ یہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے۔ سلطان نے قصر قدیم میں اس کے اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا سامان کیا اور وہ دوسروں کے لیے ایک عبرت بن گیا۔ والبقاء للہ۔

سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بقیہ قرابت داروں کو جو یغمراسن کی اولاد میں سے تلمسان میں موجود تھے، بھجوانے کے لیے وقت مقرر کیا۔ پھر ان کے نمائندہ بننے کے انجام کے خوف سے اور ان کی جانب سے حکومت میں جو فتنے پیدا ہو سکتے تھے، ان کے پیش نظر انہیں کنارے کی طرف بھجوا دیا۔ اپنے غلام ہلال کو حاجب کا عہدہ دیا۔ چنانچہ اس نے اس ذمہ داری کو اُٹھا لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں سیاہ و سفید کا مالک بن گیا یہاں تک کہ اسے برطرف کر دیا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، شلب اور مغراوہ کے بقیہ مضافات کا امیر مقرر کیا۔ اسی طرح محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا جو توجین کے بنی ید للتن کے علاقے میں تھی۔ پھر اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا جو مغرب کی طرف چلا گیا۔ موسیٰ بن علی الکردی کو مشرق کی جانب پر امیر مقرر کرنے اور اُسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا کام سپرد کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو محلات کے تعمیر کرنے اور باغات بنانے پر آمادہ کیا۔ جس کام کو اس کے باپ نے شروع کیا تھا اس نے اسے پورا کیا۔ پس محلات اور قلعے خوبصورتی سے تعمیر ہونے کی وجہ سے اس کے حالات و واقعات مشہور ہو گئے اس کو ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۵۷

سلطان ابوتاشفین کا جبل وانشریس پر حملہ اور محمد بن یوسف پر غلبہ پانا

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں محمد بن یوسف، سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل وانشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا تھا اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس آ گئی تھی۔ پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور گرد و نواح میں اس کی قوت بڑھ گئی۔ ابوتاشفین کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لیے فوج اکٹھی کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کیا پھر وانشریس کا محاصرہ کر لیا اور توجین اس کے پاس اور مغراوہ محمد بن یوسف کے پاس جمع ہو گئے۔ بنی توجین میں سے تیغرین، ابن عبدالقوی کے دوست تھے جس نے انہیں توجین میں اسے چن لیا تھا۔ وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے لہٰذا اس نے ان کی وجہ سے اسے ناراض کر دیا۔ پھر اس نے

سلطان ابوتاشفین سے ساز باز کر کے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی جانب سے چڑھائی کرے گا چنانچہ سلطان نے جبل کے علاقے میں ان پر حملہ کر دیا اور وہ سب کے سب قلعہ توکال میں قلعہ بند ہو گئے۔ عمر بن عثمان اپنی قوم کے ساتھ آٹھ ماہ کے طویل محاصرے کے بعد سلطان کی طرف چلا گیا۔ اس طرح فوج پراگندہ ہونے سے اس کی حکومت خراب ہو گئی اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پس اس نے قلعہ میں داخل ہو کر محمد بن یوسف کو گرفتار کر لیا اور اسے اس حالت میں سلطان کے پاس لایا جب کہ وہ اپنی سواری پر سوار تھا، پس اس نے حملہ کیا اسے اپنا نیزہ مارا اور پھر اس کے غلاموں نے اپنے نیزوں سے وار کر کے اس کی گردن توڑ دی چنانچہ اس کا سر نیزے پر چڑھا کر تلمسان لایا گیا اور پھر اسے شہر کی برجیوں پر نصب کر دیا۔ بعد میں اس نے جبل وانشریس اور بنی عبدالقوی کے مضافات پر عمر بن عثمان کو امیر مقرر کیا اسی طرح اپنے غلام سعید عربی کو المریہ کی عملداری پر امیر مقرر کیا۔ پھر اس نے مشرق پر چڑھائی کی اور وادی الجنان میں جہاں بلادِ حمزہ سے قبلہ تک پہنچانے والی گھاٹی میں رہنے والے ریاح کے قبائل پر غارت گری کی، ان کے قبائل کے اموال کو لوٹا اور سیدھا بجایہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں تین دن اس کے میدان میں شب باش ہوا۔ ان دنوں وہاں حاجب بن عمر رہتا تھا۔ چنانچہ وہ اسے سر نہ کر سکا اور اسے اپنے دوستوں کے پاس اس کی مضبوطی کے لیے عذر مل گیا اور پھر وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۵۸

بجایہ کے محاصرے اور موحدین کے ساتھ طویل جنگوں کے نتیجے میں اس کی موت اور سلطنت کا خاتمہ

729ھ میں جب سلطان ابوتاشفین بجایہ کے محاصرے سے واپس لوٹا تو اس نے مشرق کی جانب فوج بھیجنے اور بلاد موحدین کے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ اس کی فوجوں نے 720ھ میں ان سے جنگ کر کے بجایہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلی آئیں۔ 721ھ میں اس نے دوبارہ ان کے ساتھ جنگ کی۔ ان کا سالار موسیٰ بن علی الکروی تھا لہٰذا اس نے قسطنطینہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس سر نہ کر سکا اور وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر اس نے وادی بجایہ کے شروع میں جو درہ آتا ہے، وہاں پر قلعہ بکر بنایا اور شلب کے قائد، یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لیے وہاں فوجیں اتار کر خود تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ پھر 722ھ میں موسیٰ بن علی نے تیسری بار حملہ کیا اور بجایہ کے مضافات پر قبضہ کر کے کئی روز تک بجایہ سے جنگ کرتا رہا مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ 723ھ میں حاکم افریقہ سلطان ابو یحییٰ کے خلاف فریادی بن کر سلطان حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کے پاس گیا جو افریقہ میں صحرا نشینوں کا بڑا سردار تھا، پس اس نے ان کے ساتھ زناتہ اور بنی توجین اور بنی راشد کے عوام کی فوجیں بھیجیں اور ان پر سالار مقرر کیے چنانچہ ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اس کے سالار موسیٰ بن علی الکروی کی نگرانی کریں پس وہ افریقہ کی طرف چلے گئے۔ سلطان ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مرماجنہ کے نواح میں شکست کھا گئے اور قتل کر دیئے گئے۔ اس کا غلام مسامح بھی مارا گیا۔ موسیٰ بن علی واپس آ گیا تو سلطان نے اس پر منافقت کا الزام لگایا۔ اس کی مصیبت کا حال آگے بیان کیا جائے گا۔ پھر اس نے 724ھ میں فوجیں بھیجیں اور بجایہ کے نواح پر قبضہ میں آ گئے۔ ابن سید الناس نے ان سے جنگ کی لیکن اسے شکست ہوئی چنانچہ وہ شہر کی طرف بھاگ گیا۔ 725ھ میں سلیم کے مشائخ حمزہ بن عمر بن ابی اللیل اور طالب بن مہلہل العجلان جو کعوب کی امارت کے متعلق ایک دوسرے کی مزاحمت کرتے تھے، بنی القوس میں سے محمد بن مسکین جو حکیم کے بڑے آدمی تھے، سلطان کے پاس گئے، انہوں نے اسے چڑھائی کرنے پر آمادہ کیا اور افریقہ

کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ اس نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کی نگرانی کے لیے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید کو ان کا امیر مقرر کیا جو حفصیوں کے شرفاء میں سے تھا۔

قسطنطینہ کا محاصرہ

سلطان ابو یحییٰ تونس سے جنگ کرنے کے لیے نکلا مگر قسطنطینہ کے بارے میں ان سے خوفزدہ ہو لہٰذا وہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ پھر اس نے موسیٰ بن علی کو اس کی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ پر مقرر کیا اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید نے سلیم کے قبائل کے ساتھ تونس کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ موسیٰ بن علی، قسطنطینہ کو سر نہ کر سکا لہٰذا اس کے محاصرہ کی پندرہویں رات کو محاصرہ چھوڑ کر تلمسان کو واپس آ گیا۔

سوق الخمیس کی قلعہ بندی

پھر سلطان نے 726ھ میں اُسے فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اسے الفاجیہ پر قبضہ کرنے اور سرحدوں کے محاصرہ کرنے کی تائید کی۔ چنانچہ اس نے قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس کے نواح کو برباد کر دیا۔ پھر بجایہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا لیکن جلد ہی اسے چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ قلعہ بکر دُور ہونے کی وجہ سے فوجوں کے بھیجنے کے لیے مناسب نہیں لہٰذا اس نے ایک قریب تر جگہ تعمیر کے لیے تلاش کرنے کے بعد وادی بجایہ میں سوق الخمیس کے مقام پر ایک شہر کی حد بندی کی تا کہ وہاں سے فوجیں تیار کر کے بجایہ بھجوائی جائیں۔ عام لوگوں اور فوجوں کو اس کی تعمیر پر مامور کرنے کے باعث یہ کام چالیس ماہ میں مکمل ہو گیا۔ پھر انہوں نے قدیم قلعہ کے نام پر اس کا نام تامزیزدکت رکھا جو بنی عبدالواد کو وحدہ کی جانب جبل کی حکومت سے قبل حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے تین ہزار کے قریب اپنی فوج وہاں اتاری اور سلطان نے مغرب اوسط کے علاقوں کے تمام حاکموں کو اشارہ کیا کہ وہ اس کی طرف اجناس، چمڑا اور دیگر ضروریات کی چیزیں یعنی نمک وغیرہ لائیں۔ پھر اس نے دیگر قبائل سے اطاعت کی ضمانت لی اور انہوں نے اپنا محصول پورا کیا۔ بجایہ پر ان کا دباؤ بڑھ گیا اور اس کا محاصرہ سخت ہو گیا جس سے چیزوں کے نرخ بڑھ گئے۔ سلطان ابو یحییٰ نے 727ھ میں اپنی فوجوں اور سالاروں کو بھیجا جو جبل بنی عبدالجبار پر سے بجایہ کی طرف گئے اور وہاں کا امیر ابو عبداللہ بن سید الناس بھی ان کے ساتھ اس قلعے کی طرف گیا۔ جب موسیٰ بن علی کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے اس کے پیچھے سے فوجوں کو جمع کیا لیکن اس سے پہلے البدار میں فوجوں کو اطلاع بھیجی چنانچہ دونوں فوجوں کی تامزیزدکت کے نواح میں مڈبھیڑ ہوئی لیکن ابن سید الناس بھاگ گیا۔

سالار موسیٰ بن علی کی برطرفی

عجمی کافروں میں سے موالی کا پیش رو ظافر الکبیر سلطان کے دروازے پر مر گیا تو ان کا پڑاؤ لُوٹ لیا گیا۔ جب سلطان اپنے سالار موسیٰ بن علی پر ناراض ہوا تو اس نے اسے برطرف کر دیا۔ پھر اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف جنگ کے لیے بھیجا۔ اس کے ساتھ دیگر سالار بھی تھے پس انہوں نے قسطنطینہ کے نواح میں غارت گری کی اور بونہ شہر تک پہنچ کر واپس آ گئے۔

یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی

اس کے بعد 729ھ میں حمزہ بن عمر سلطان ابو تاشفین کے پاس فریادی بن کر گیا۔ اس کے علاوہ عبدالحق بن عثمان جو بنی مرین میں سے شول کا سردار تھا، وہ بھی گیا۔ وہ سالہا سال سے مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ پھر یہ اس کی کسی بات سے ناراض ہو کر تلمسان چلا گیا۔ چنانچہ سلطان نے یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لیے اپنے تمام سالاروں کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ان پر محمد بن ابی بکر بن عمران کو جو حفصی شرفاء میں سے تھا، امیر مقرر کیا۔ مولانا سلطان ابو یحییٰ نے بلاد ہوارہ کے نواح میں الدیاس مقام پر ان سے جنگ کی لیکن اولادِ مہلہل میں سے عرب قبائل، جو اس کے ساتھ تھے اس سے علیحدہ ہو گئے۔ جب اس کی فوج تتر بتر ہو گئی تو اس نے عورتوں سمیت ان کی پالکیوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور

کو بھی گرفتار کر کے تلمسان بھیج دیا۔

سلطان ابو یحییٰ کا حملہ

مولانا منصور ابو یحییٰ جسے معرکے کے گھمسان میں ایک زخم لگا تھا، قسطنطینہ چلا گیا۔ یحییٰ بن موسیٰ اور ابن ابی عمران تونس چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا پھر یحییٰ بن موسیٰ اس میں پیش قدمی کے چالیس روز بعد زناتہ کی فوجوں کے ساتھ واپس تلمسان چلا گیا۔ سلطان ابو یحییٰ کو جب اطلاع ملی کہ وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے ہیں تو اس نے تونس پر حملہ کر دیا اور وہاں سے ابن ابی عمران کو ہٹا دیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے بجایہ سے اس کے بیٹے ابو زکریا یحییٰ کو موحدین کے مشائخ میں سے محمد بن تافرکین کے ساتھ ابو تاشفین کے پاس فریادی بنا کر بھیجا تھا۔ چنانچہ یہ بات اس کی حکومت کے خاتمہ کا سبب بن گئی۔

بجایہ کی ناکہ بندی

بجایہ کے بعض باشندوں نے سلطان ابو تاشفین کے ساتھ ساز باز کی۔ پھر اسے ان کی ایک کمزوری سے آگاہ کر کے اس کی آمد کی خواہش ظاہر کی چنانچہ وہ اس پر حملہ آور ہوا۔ حاجب ابن سید الناس کو اس امر سے متنبہ کیا تو وہ اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ جس روز وہ وہاں گیا اسی روز اس میں داخل ہو کر سازش کے ملزموں کو قتل کر دیا، پس بیماری کا قلع قمع ہو گیا۔ چنانچہ سلطان ابو تاشفین نے بجایہ کو خیرباد کہا اور بنی عبدالواد کے مشائخ میں سے عیسیٰ بن مزروع کو تامزیزدکت کی موجودہ فوج پر سالار مقرر کر کے اسے ایسا قلعہ بنانے کی ہدایت دی جو تامزیزدکت سے بھی بجایہ کے نزدیک تر ہو پس اس نے بجایہ کے سامنے ایک اونچی وادی میں یاقوتہ مقام پر قلعہ بنانا پھر اس نے بجایہ کی ناکہ بندی کر کے محاصرہ سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے اس کے اجتماع کی جگہ پر قبضہ کر لیا تو وہ سب کے سب تلمسان کی طرف بھاگ گئے جس سے بجایہ کے محاصرہ کی تنگی دور ہوئی اور سلطان ابو یحییٰ نے 732ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تونس سے تامزیزدکت پر حملہ کیا اور اسے ایک دن میں یوں برباد کر دیا گویا وہ یہاں موجود ہی نہ تھا۔ اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

☆☆☆

باب: ۵۹

بنی مرین کے درمیان دوبارہ جنگ، تلمسان کا محاصرہ اور سلطان ابو تاشفین کا قتل

سلطان ابو تاشفین نے اپنی حکومت کے آغاز میں شاہِ مغرب ابو سعید کے ساتھ مصالحت کر لی۔ تاہم اس کے بیٹے ابو علی نے سجلماسہ میں اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور پھر طویل مصالحت کے بعد 722ھ میں اس کے خلاف بغاوت کی۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے قعقاع کو ابو تاشفین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے باپ کی رکاوٹ کو اس سے دُور کر دے اور وہ خود مراکش پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا۔ تب سلطان ابو سعید نے بھی اس پر چڑھائی کی تو ابو تاشفین نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کو فوجوں کے ساتھ تازی کے نواح کی طرف بھیجا، لہٰذا اس نے کارث کی عملداری کو لُوٹ لیا اور اس کے کھیتوں کو غارت کرنے کے بعد غلہ لے کر واپس آ گیا۔ سلطان ابو سعید نے اسے اپنے خلاف کارروائی خیال کیا اور ابو تاشفین نے اپنے سردار داؤد بن علی بن مکن کو ایلچی بنا کر سجلماسہ میں سلطان ابو علی کے پاس بھیجا تو وہ ناراض ہو کر اس کے ہاں سے واپس آ گیا۔ اس کے بعد ابو تاشفین،

سلطان ابوسعید کی طرف مصالحت کے لیے مائل ہوا تو ان میں صلح طے پا گئی، چنانچہ وہ مدت تک اس مصالحت پر قائم رہے۔

سلطان ابوسعید پر غلبہ

جب مولانا سلطان ابویحییٰ کا بیٹا سلطان ابوسعید پر غالب آیا تو پھر ان کے درمیان رشتہ داری قائم ہوگئی۔ چنانچہ جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوتاشفین کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کا محاصرہ کرنے سے باز رہے، نیز موحدین کی خاطر تنس کی عملداری سے الگ رہے۔ پھر اس نے تلمسان پر حملہ کر دیا۔ پس سلطان نے انکار کیا اور نہایت بُرا جواب دیا۔ اپنی مجلس میں ایلچیوں سے بیہودہ گوئی کی اور غلاموں نے ابوتاشفین کی موجودگی میں ان کے بھیجنے والے کو گالیاں دے کر انہیں خوف زدہ کر دیا۔ اس بات نے سلطان ابوالحسن کو غصہ دلایا اور اس نے 732ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور اسے تاسالت تک پامال کر دیا اور وہاں اپنی چھاؤنی بنا کر طویل قیام کیا۔ پھر اپنے پروردہ حسن بطوی کے ساتھ فوج کو بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ ساحل دہران سے اس کے بحری بیڑوں پر سوار ہوئے۔ سلطان ابویحییٰ نے بجایہ میں ان سے ملاقات کی۔ وہ بنی عبدالواد کے ساتھ جنگ کرنے اور تامزیزدکت کے برباد کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ البتہ سلطان ابوالحسن نے اس کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ وہ دونوں اپنی فوجوں کو تلمسان کے محاصرے کے لیے اکٹھا کریں گے، اس کے مطابق وہ آ گیا اور بجایہ سے تامزیزدکت کی طرف گیا، پس وہاں سے بنوعبدالواد کی فوجیں بھاگ گئیں اور اسے خالی چھوڑ گئیں۔ موحدین کی فوجوں نے وہاں جا کر خوب لُوٹ مار کی اور تخریبی کارروائیاں کر کے اس کی دیواروں کو پیوند زمین کر دیا۔ چنانچہ بجایہ کے محاصرہ کی تنگی دُور ہوئی اور بنوعبدالواد اپنی سرحدوں کے ماوراء علاقے کی طرف بھاگ گئے۔

مغرب کی شورش کا خاتمہ

اس اثناء میں ابوعلی بن سلطان ابوسعید نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی اور سجلماسہ میں اپنے صدر مقام سے درعہ تک گیا اور وہاں کے والی کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ پھر اس میں اپنی دعوت کو قائم کیا۔ جب سلطان ابوالحسن کو تاسالت میں اپنی فرودگاہ پر خبر ملی تو اس نے مغرب کی شورش کو ختم کرنے کے لیے پلٹ کر اس پر حملہ کیا مگر سلطان ابوتاشفین نے دوبارہ اس کی عزت کو بحال کر دیا۔ چنانچہ اس کی فوجیں اس کی عملداری کے مضافات میں پھیل گئیں پھر اس نے دستوں کو ترتیب دے کر انہیں سلطان ابوعلی کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اس کے بعد قبائل زناتہ کو جمع کیا اور 733ھ میں مغرب کی سرحدوں پر چڑھائی کر دی تاکہ سلطان ابوالحسن کی رکاوٹ کو اپنے بھائی سے دُور کر دے اور وہ تادریت کی سرحد تک پہنچ گیا جہاں تاشفین بن سلطان ابوالحسن ایک فوج کے ساتھ اسے ملا، اس فوج کو اس کے باپ نے سرحدوں کی حفاظت کے لیے تیار کیا تھا اور اس کے ساتھ مندیل بن حمامہ بھی اپنی قوم کے ساتھ موجود تھا جو بنی مرین میں سے بنی تیریغن کا شیخ ہے۔ پس جب یہ اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بھاگ کر تلمسان واپس آ گیا۔

سلطان ابوالحسن کی فتوحات

سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی پر غلبہ پانے کے بعد اسے 734ھ میں قتل کر دیا پھر اس نے تلمسان سے جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر کے 735ھ میں اس پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ اس کام کے لیے اس نے فوج جمع کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کی حتیٰ کہ اس کی فوجیں ٹڈی دل کی طرح میدان میں پھیل گئی۔ پھر ان کے اردگرد اس نے فصیلوں کی باڑ اور خندقوں کے شامیانے بنا دیے یہاں تک کہ کوئی بھی وہاں سے نکل نہیں سکتا تھا اور نہ اس کی طرف آ سکتا تھا۔ تب اس نے ہر جانب سے قاصیہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں جنہوں نے سب شہروں کو فتح کر کے مضافات پر قبضہ کر لیا پھر اس نے وجدہ کو تباہ و برباد کر کے صبح و شام اس میں زبردست جنگ کی اور منجنیقوں کو نصب کیا۔ وہاں پر سلطان ابوتاشفین کے ساتھ بنی عبدالواد اور بنی توجین میں سے زناتہ کے سردار محفوظ ہو گئے۔ ایک روز وہاں مشہور جنگ ہوئی جس میں ان کے بہادر قتل ہو گئے اور

امراء مر گئے۔ یہ واقعہ یوں ہوا کہ سلطان ابوالحسن سحری کے وقت ان پر حملہ کرتا تھا اور جو فصیلیں اس نے ان کے مقابلہ میں بنائی تھیں ان کے پیچھے سے دوڑ کر گشت لگاتا اور اطراف کو دُرست کرتا اور شگافوں کو بند کرتا تھا۔

سلطان ابوالحسن کی معرکہ آرائی

ابوتاشفین اپنے جاسوسوں کو موقع کی تلاش کے لیے بھیجتا تھا۔ ایک روز اس نے دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر چکر لگایا تو انہوں نے اس کی گھات لگائی۔ جب وہ پہاڑ اور شہر کے درمیان چلنے لگا تو یہ موقع پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پر سختی کی۔ قریب تھا کہ سب سے آگے کے لوگ اس تک پہنچ جاتے لیکن چھاؤنی والوں کو اس بات کا پتہ چل گیا لہٰذا وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر سوار ہو گئے اور اس کے دونوں بیٹے امیر ابو عبدالرحمٰن اور امیر ابو مالک بھی سوار ہو گئے جو اس کی فوج کے دو باز و اور اس کے لشکر کے دو عقاب تھے اور پوری طاقت سے بنی مرین کے لشکر سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شہر کی فوجیں منتشر ہو کر اُلٹے پاؤں واپس آ گئیں پھر انہوں نے شکست کھا کر پیٹھ پھیر دی اور کوئی کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا اور خندق کا گڑھا ان کی راہ میں حائل ہو گیا تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کی بندش کے لیے ٹوٹ پڑے اور اس روز جتنے لوگ قتل ہو کر مرے اس سے بہت زیادہ لوگ اسے بند کرتے ہوئے مر گئے۔ نیز اس روز بنی توجین میں سے بڑی شان وشوکت والے اور جبل وانشریس کا والی اور محمد بن سلامہ بن علی امیر بنی یدللتن اور قلعہ تادغزوت اور اس کے اردگرد کی عملداریوں کے مالک وغیرہ مارے گئے۔ موخر الذکر دونوں ایسے آدمی تھے کہ زمانہ میں ان کی نظیر موجود نہ تھی۔ اسی قسم کے لوگ اس معرکہ میں مقتول ہوئے چنانچہ اس روز حکومت کا باز و ٹوٹ گیا اور خود حکومت بھی ختم ہو گئی۔ سلطان ابوالحسن نے رمضان 737ھ تک اس سے جنگ جاری رکھی اور 27 رمضان کو زبردستی اس میں داخل ہو گیا۔ سلطان ابوتاشفین نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے محل کے دروازے کی پناہ لی اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی اور عبدالحق جو بنی مرین کے شرفاء میں سے تھے، اس کے ساتھ تھے۔ پھر وہ ان کے ساتھ تونس چلا گیا۔ اس کے حالات آگے بیان ہوں گے۔

اس روز اس کے ساتھ اس کے بھائی کے دو بیٹے ابوزیان اور ابوثابت بھی تھے اور وہ محل کے آگے نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے قتل ہو گئے۔ پھر ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کر کے پھرایا گیا اور شہر کی گلیاں اندر اور باہر سے فوجوں سے اٹ گئیں اور اس کے دروازے ہجوم سے بھر گئے حتیٰ کہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں کے بل اوندھے ہو گئے اور ایک دوسرے پر گر پڑے۔ گھوڑوں کے سُموں سے روندے گئے اور دونوں دروازوں کے درمیان ان کے کٹے ہوئے اعضاء کا ڈھیر لگ گیا یہاں تک کہ چھت اور دروازے کے درمیان راستہ تنگ ہو گیا اور لوگ گھروں کو لُوٹنے لگے۔ چنانچہ سلطان نے جامع مسجد کی طرف جا کر فتویٰ اور شوریٰ کے سرخیل ابوزید عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ عیسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے، بُلایا۔ اس نے ان دونوں کو اپنی عملداری میں آگے کیا کیونکہ اہل علم میں وہ ان کے مقام کا قائل تھا پس وہ اس کے پاس آئے اور لوگوں کے معاملہ کو ان کے سامنے پیش کیا گیا اور انہیں فوج سے کوئی گزند نہ پہنچا اور انہوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے انابت اختیار کی۔ پھر اس کے منادی نے لُوٹ مار سے ہاتھ اٹھا لینے کا اعلان کیا پس ان کی پریشانی دُور ہو گئی اور فساد رک گیا۔ پھر سلطان ابوالحسن نے مغرب اوسط کے شہروں اور اپنی عملداری کو بقیہ عملداریوں کے ساتھ منسلک کر دیا اور موحدین کو اپنی سرحدوں پر بٹھا کر آلِ زیان کی حکومت کے نشانات کو ناپید کر دیا۔ چنانچہ بنی عبدالواد، توجین اور مغراوہ کے زناتہ گروہ در گروہ اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور اس نے انہیں بلادِ مغرب میں وہی حصہ رسدی جاگیریں دیں جو انہیں تلمسان کے مضافات میں ان کے ورثہ میں سے دی تھیں۔ پس کچھ عرصے کے لیے آلِ یغمراسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا حتیٰ کہ ان میں سے شرفاء نے اُسے دوبارہ قائم کیا جو قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے وقت اس تک پہنچ گئے تھے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پس اس کی بجلی چمکی اور ہوا چلی۔ واللہ یوتی ملکہ من یشاء۔

☆☆☆

باب:۶۰

موسیٰ بن علی، یحییٰ بن موسیٰ اور اس کے غلام ہلال کے حالات

متوفی موسیٰ بن علی حاجب کا اصل قبیلہ کُرد سے ہے جو مشرق کے اعاجم میں سے ہے، اور ہم نے اشارۃً بیان کیا تھا کہ قوموں کے درمیان ان کے نسب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مسعودی نے ان میں سے کئی اصناف کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتاب میں ان کا نام الشاھجان، البرسان اور الکیکان وغیرہ رکھا ہے اور ان کے مواطن بلادِ آزربائیجان، شام اور موصل میں ہیں اور یعقوبیہ کی رائے کے مطابق ان میں نصاریٰ بھی ہیں اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے برأت کرنے کی بناء پر خوارج بھی ہیں۔

ان کے کچھ گروہ عراق عجم میں جبل شہرزور میں رہتے ہیں اور ان کے عوام، سفر میں گھومتے رہتے ہیں اور اپنے مویشیوں کے لیے بارش کے مقامات پر چراگاہیں تلاش کرتے رہتے ہیں، اپنی رہائش کے لیے اُون کے خیمے بناتے ہیں اور ان کی بڑی کمائی گائے اور بکریاں ہیں، اور جن دنوں اعاجم نے حکومت پر قبضہ کیا اور خود مختار ریاست قائم کر لی ان دنوں انہیں کثرت کے باعث بڑی قوت وشوکت اور بغداد میں امارتیں حاصل تھیں۔

کُرد مجوسیوں کا فرار

جب بنوعباس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور 656ھ میں تاتاری بغداد پر قابض ہو گئے تو بہت سے کُرد مجوسی ہونے کی وجہ سے تاتاریوں کے آگے بھاگتے ہوئے دریائے فرات کو عبور کر کے ترکوں کی حکومت میں چلے گئے۔ پس ان کے اشراف اور گھرانوں کو جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے انہوں نے ان کی حکومت کے ماتحت رہنا پسند نہ کیا اور ان میں سے دو خاندان جو بنی لوبن اور بن بابیرہ کے نام سے معروف ہیں، اپنے اتباع کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے۔ یہ لوگ موحدین کی حکومت کے آخر میں مغرب میں داخل ہو گئے اور مراکش میں مرتضٰی کے ہاں قیام کیا۔ لہذا اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں وظائف اور جاگیریں دیں اور انہیں حکومت میں اعلیٰ مقام دیا۔

جب ان کے پہنچنے سے موحدین کی حکومت کمزور ہو گئی تو وہ بنی مرین کے علاقے کی طرف چلے گئے۔ ان میں سے بعض یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے اور ان دنوں مستنصر افریقہ میں بنی بابیرہ کے ایک گھرانے میں چلا آیا جنہیں میں نہیں جانتا۔

قبیلوں کی باہمی جنگ

ان میں ایک شخص محمد بن عبدالعزیز بھی تھا جو المزوار کے نام سے مشہور تھا اور مولانا سلطان ابو یحییٰ کا ساتھی تھا اور ان میں کچھ دوسرے لوگ بھی تھے جن میں سے بعض لوگ بنی مرین کی حکومت میں رہتے تھے اور ان میں یہ سب سے زیادہ مشہور تھا۔ پھر بنی بابیرمیں سے علی بن حسن بن صاف اور اس کا بھائی سلمان بھی تھا اور بنی مرین میں سے لخضر بن محمد تھا۔ جس طرح یہ گروہ اپنے پہلے مواطن میں ایک دوسرے سے جنگ کرتے تھے اسی طرح یہاں بھی باہم برسرپیکار رہتے تھے۔ چنانچہ جب یہ جنگ کے لیے تیار ہو جاتے تو ان کے مددگار بھی تلمسان سے ان کے پاس آ جاتے۔ ان کی جنگ تیروں کے ساتھ ہوتی اور کمانیں ان کا ہتھیار تھیں۔ ان کی سب سے مشہور جنگ وہ ہے جو فاس میں 674ھ میں ہوئی جس کے لیے بنی لوبن کے سردار خضر اور بنی بابیر کے سرداروں سلمان اور علی نے تیاری کی تھی۔ یہ جنگ انہوں نے باب الفتوح کے باہر کی تھی۔ یعقوب بن عبدالحق نے ان سے حیاء کرتے ہوئے انہیں جنگ کی حالت میں چھوڑ دیا اور انہیں تعرض نہ کیا۔

موسیٰ بن علی کی پذیرائی

اس کے بعد 690ھ میں طریف کی سرحد پر پڑاؤ کیے ہوئے ان میں سے سلمان فوت ہو گیا۔ علی بن حسن کا ایک بیٹا موسیٰ تھا جسے سلطان

یوسف بن یعقوب پسند کرتا تھا اور اس کے لیے اپنے گھر کا پردہ بھی اٹھا دیا تھا کیونکہ اس نے اس کی بیویوں کے درمیان پرورش پائی تھی۔ لہٰذا اس کی خوب شہرت ہوگئی جس سے فائدہ اٹھا کر وہ کبھی ناراض ہو جاتا۔ سلطان اس بات کو پسند نہ کرتا چنانچہ وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ جن دنوں یوسف بن یعقوب نے تلمسان کا محاصرہ کیا ہوا تھا، وہ تلمسان میں داخل ہو گیا جہاں عثمان بن یغمر اسن نے اس کے مقام کے مطابق جو اسے اپنی قوم میں حاصل تھا اور سلطان کے انتخاب کے مطابق اس کی پذیرائی کی۔ تاہم یوسف بن یعقوب نے بیٹی کو مہربانی کرنے کا حکم دیا، پس وہ اُسے جنگ کے گھمسان میں ملا اور اس سے گفتگو کی تو اس نے اس عزت کی وجہ سے جو اسے قوم میں حاصل تھی، اس کے پاس عذر کیا تو اس نے اسے ان سے وفاداری کرنے کی ترغیب دی چنانچہ اس نے واپس آ کر سلطان کو خبر دی تو اس نے بُرا نہ مانا بلکہ وہ تلمسان میں ہی قیام پذیر رہا اور اس کا باپ علی، مغرب میں 707ھ میں فوت ہو گیا۔ پھر جب عثمان بن یغمر اسن بن زیان بھی فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے اس سے زیادہ حسن سلوک اور میل جول شروع کر دیا۔ بعد ازاں اسے ساتھ ملا کر اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے اُسے سالار مقرر کیا۔ اسے جلیل الشان کام سپرد کیے نیز وزارت اور حجابت کے بلند مناصب عطا کیے۔

جب سلطان ابوحمو کی وفات کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے حکومت سنبھالی تو اس نے اسے لوگوں کی بیعت لینے کا کام سپرد کیا۔ چنانچہ اس کے مقام سے اس کا غلام ہلال تنگ ہو گیا۔ جب یہ اس پر غالب آ گیا تو وہ موسیٰ بن علی سے بہت حسد کرتا تھا اور اس سے سختی کیا کرتا تھا پس اسے اس وجہ سے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اس نے اندلس میں قیام کرنے کے لیے سمندر پار کرنے کا اردہ کر لیا۔ لیکن ہلال نے اسے جلدی سے جا لیا اور اسے گرفتار کر کے اُسے کنارے کی طرف جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ وہ غرناطہ میں اُتر کر مجاہد غازیوں میں شامل ہو گیا اور سلطان سے وظیفہ وصول کرنے سے باز رہا۔ پس اس نے اپنے قیام کے زمانے میں اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور جو چیزیں اس کے پاس آتی تھیں یہ وظیفہ ان میں سے بہت اچھا تھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کر کے اسے عجیب چیز بنا دیا۔

غلام کی عداوت:

ہلال کے دل میں اس قدر دشمنی اور حسد کا جذبہ کارفرما تھا کہ اس نے اپنے سلطان کو برانگیختہ کیا۔ پھر اس نے ابن الاحمر سے اس کے لانے کے متعلق گفتگو کی جس نے اس کو اس کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے اسے اپنی جنگوں میں اپنی جانب پر عامل مقرر کر دیا حتیٰ کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ افریقہ جا کر مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ساتھ 707ھ میں جنگ کرنے تک عامل رہا لیکن اسے شکست ہوئی اور زناتہ قتل ہو گئے۔ لہٰذا یہ ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا، پس ہلال نے سلطان کو بھڑکایا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اس پر تہمت لگاتا ہے اور اس نے اس کی چغلی بھی اس کے پاس کی پس وہ زواودہ عربوں کے پاس چلا گیا جس نے اس کی جگہ بجایہ کے محاصرہ پر حاکم شلب یحییٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور وہ سلیمان اور یحییٰ بن علی بن سباح بن یحییٰ کے ہاں اترا جو زواودہ کے قبائل میں ان کے امراء تھے تو وہ اس کے ساتھ نہایت تعظیم اور احترام سے پیش آئے پھر یہ ایک مدت تک ان کے قبائل میں قیام پذیر رہا۔ سلطان نے اسے بلایا اور وہ اس کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا پھر اس نے چند ماہ بعد اسے گرفتار کر کے الجزائر کی طرف بھجوا دیا، پس اس نے اسے وہاں قید کر دیا اور ہلال کے حسد کی وجہ سے اس کے قید خانے کو تنگ کر دیا۔

غلام ہلال کی گرفتاری:

حتیٰ کہ جب وہ ہلال پر ناراض ہوا تو اس نے اسے اس کے قید خانے سے بلایا جو بہت تنگ تھا پس وہ اس کے پاس آیا اور جب اس نے ہلال کو گرفتار کیا تو اس نے موسیٰ بن علی کو حاجب کے طور پر مقرر کیا اور جس روز سلطان ابوالحسن تلمسان میں داخل ہوا اس روز تک وہ حجابت کے فرائض سر انجام دیتا رہا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ابوتاشفین اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کے محل کے سبزہ زار میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کی حکومت ختم ہوئی۔ ان کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل رہے جن میں سے سعید بڑا تھا اور اس جنگ میں جو مقتول محل کے

دروازے پر پڑھے تھے، یہ ان میں سے رات کے ابتدائی حصے میں جب کہ اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا، بچ گیا اور اس کے بعد اس کی زندگی عجائبات میں شمار ہوتی ہے اور سلطان نے اسے معافی دے دی یہاں تک کہ بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی اور بنو عبدالواد کے بازار میں اس کا کاروبار تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللّٰہ غالب علی امرہ۔

سلطان ابوالحسن سے جنگ

اس کا اصل بنی سنوس ہے جو کومیہ کا ایک بطن ہے اور انہیں بنی کمین میں حسنِ سلوک اور تربیت کی وجہ سے دوستی حاصل ہے اور جب بنو کمین مغرب کی طرف گئے تو یہ اُن کے پیچھے رہ گئے۔ چنانچہ انہوں نے یغمراسن سے تعلق پیدا کر لیا اور انہوں نے ان سے حُسن سلوک کیا اور یحییٰ بن موسیٰ عثمان اور اس کے بیٹوں کی خدمت اور حُسن سلوک میں پروان چڑھا۔

جب محاصرہ ہوا تو ابوحمو نے اس کو ذمہ داری سونپی کہ وہ رات کو چوکیداروں کے ان ٹھکانوں کا گشت کیا کرے جو فصیلوں میں بنائے گئے تھے نیز جانبازوں میں اندازے کے مطابق خوراک تقسیم کرنے اور دروازے بند کرنے کے علاوہ میدان جنگ میں آگے رہا کرے۔ البتہ اس کام پر اس کے خدام میں سے اس کے مددگار بھی تھے جو صبح و شام اور رات دن اس کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ یحییٰ بھی ان میں سے ایک تھا لہٰذا انہوں نے اسے اس کی کارکردگی کے متعلق بتایا اور اس سے حسن سلوک کرنے لگے۔ اس کا پہلا کام ان کے محاصرہ سے ابو یوسف کو اس کی جگہ سے لے کر آنا تھا کیونکہ ان کے درمیان جنگ ہو رہی تھی پس یہ اس بارے میں خوف کھاتا تھا اور اپنے بھیجنے والے کی عزت کا پاس بھی کرتا تھا۔ جب وہ محاصرے سے نکلے تو انہوں نے اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا اور اس کی تعریف میں اضافہ کیا اور جب تاشفین بادشاہ بنا تو اس نے اسے شلب میں خود مختار حاکم بنا دیا اور اسے آلہ بنانے کا بھی حکم دیا۔ پھر جب اس نے موسیٰ بن علی کو موحدین کی جنگ اور مشرق کی جانب سے الگ کیا تو اس کے ساتھ اسے بھی معزول کر دیا۔ المریہ اور تنس اس کی عملداری میں شامل تھے۔ جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تو اس نے اس کے ساتھ اطاعت اختیار کرنے اور اس کے ساتھ رہنے کے بارے میں خط و کتابت کی چنانچہ اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا تو یہ اپنی عملداری کے مقام سے اس کے پاس آیا اور تلمسان میں جس جگہ پر وہ خیمہ زن تھا، وہاں اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی آمد پر اسے مختص کر لیا اور اس کے مقام کو بلند کر دیا۔ لہٰذا یہ اس کے ہاں ہمیشہ اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ وہ تلمسان کے فتح کرنے کے بعد فوت ہو گیا اور اللہ ہی تقدیروں کو پھیرنے والا ہے۔

ہلال کا انجام

اس کی اصل قطلو لین کے نصاریٰ قیدیوں میں سے ہے جسے سلطان ابن الاحمر نے عثمان کو تحفۃً دیا تھا۔ پھر یہ سلطان ابوحمو کے پاس آ گیا جس نے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو جو کافر غلام دیئے ان میں یہ بھی شامل تھا۔ اس نے اس کے ہاں نشوونما اور تربیت پائی اور یہ اس کے ہاں آنے جانے والے سفری اونٹوں کے لیے مختص تھا۔ سلطان ابوحمو کے ساتھ جو انہوں نے کارنامہ کیا اس میں زیادہ کردار اسی نے ادا کیا۔ اس کے بعد جب اس کا آقا ابوتاشفین حکمران بنا تو اس نے اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ یہ بڑا ہیبت ناک اور بڑا بدخو تھا چنانچہ یہ اس کے دروازے پر جوڑ کے مقام پر بیٹھا اور اس نے تلوار کے زور پر آدمیوں کو مماثل مناصب سے ہٹا کر اپنے دامن سے وابستہ کرنے کی طرف مائل کیا حتیٰ کہ حکومت پر قبضہ کر کے سلطان کا مقابل بن گیا۔ لیکن جلد ہی حکومت کے اور اپنے بُرے انجام سے ڈر گیا لہٰذا اس نے سلطان سے حج کے متعلق اجازت طلب کی اور ھنیز سے ایک کشتی میں سوار ہو کر اس کے پاس آیا جسے اس نے اپنے مال سے خریدا تھا اور اسے سامان، خوراک اور جانبازوں سے بھر دیا تھا۔ پھر اس نے اپنے کاتب الحاج محمد بن حواتہ کو اپنی نیابت میں سلطان کے دروازے پر کھڑا کیا اور 724ھ میں چل کر اسکندریہ اُترا اور مصر کے الحاج کے ساتھ رہا جو ان کا امیر تھا اور راستے میں سوڈان کے سلطان موسیٰ سے بھی ملا جو آل منسی میں سے تھا۔ ان دونوں کے درمیان دوستی مستحکم ہو گئی، پھر وہ اپنے وطن کو روانگی کے بعد تلمسان واپس آ گیا مگر اسے سلطان کے ہاں اپنا مقام نہ ملا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے لیے اجنبی بنا رہا البتہ وہ مدارات اور بخشش سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا، یہاں تک کہ اس سے ناراض ہو گیا اور 729ھ میں اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا جہاں یہ ہمیشہ

بندی رہا یہاں تک کہ فتح تلمسان اور سلطان کی وفات سے چند یوم پہلے درد سے فوت ہو گیا۔ ان دونوں کے قریب مرنے اور ان دونوں کی سعادت و نحوست کے قریب آنے میں ایک عجیب نشان پایا جاتا ہے۔ سلطان ابوالحسن ان غلاموں کا تعاقب کیا کرتا تھا جو سلطان ابوحمو کے قتل کے موقع پر موجود تھا اور یہ ہلال، اس کی موت کی وجہ سے اس کے عذاب سے بچ گیا اور اللہ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے۔

☆☆☆

باب: ۶۱

قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت اور عثمان بن جرار کا تلمسان پر حملہ

یہ بنو جرار، یندوکس بن طاع اللہ کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنو جرار بن یعلیٰ بن یندوکس ہیں۔ بنو محمد بن زکرز از حکومت کے آغاز سے ہی ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ حکومت ان کے پاس آ گئی اور یہ خود مختار ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنے تمام قبائل کو حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ چنانچہ عثمان بن یحییٰ بن محمد بن جرار نے ان پر پرورش پائی لہٰذا اسے ریاست اور بڑائی کی آنکھ سے دیکھا جاتا تھا۔ سلطان ابوتاشفین کے پاس شکایت کی گئی کہ اس کے دل میں ریاست کے لیے مقابلے کا جذبہ پایا جاتا ہے جس پر اسے ایک مدت تک قید کر دیا گیا مگر یہ اس کے قید خانے سے بھاگ کر شاہ مغرب سلطان سعید کے پاس چلا گیا جس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور یہ اپنے ٹھکانے پر ٹھہر کر زاہد اور صوفی بن گیا۔ پھر جب سلطان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اس سے لوگوں کے ساتھ حج کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور یہ اپنی بقیہ زندگی میں بھی مغرب سے مکہ جانے حاجیوں کے قافلے کا امیر رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے موحدین کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے اہل مغرب کے زناتہ اور عربوں کو افریقہ میں داخل ہونے کے لیے جمع کیا جن میں یہ عثمان بھی شامل تھا چنانچہ اس نے قیروان پہنچنے سے تھوڑا پہلے اس سے واپس مغرب کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجات دے دی اور یہ تلمسان چلا گیا۔ وہاں اس کے امیر کے ہاں اُترا۔ یہ امیر ابوعنان کی اولاد میں سے تھا جسے اس نے اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا تھا اور اسے تلمسان کی حکومت کی ولی عہدی کے لیے تربیت دی تھی لہٰذا وہ اس کے قریب ہو گیا۔ پھر اس نے اس کے باپ کے بارے میں یہ بات نرمی سے اس کے کان میں ڈال دی کہ اس کا باپ افریقہ کی جنگوں کی الجھنوں میں پھنس گیا ہے اور اس کے نجات پانے کی کوئی اُمید نہیں۔ پھر اس نے حالات کے واقف کاروں اور کاہنوں کی زبان میں اس سے یہ وعدہ کیا کہ حکومت اس کے پاس آئے گی۔ وہ خود بھی یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے پاس بھی اس کا علم ہے۔ اسی بناء پر سلطان ابوالحسن کو قیروان میں مصیبت پڑی ہے اور اس کے ظن کا مصداق اور اس کے قیاس کی اصابت واضح ہو گئی، پس اس نے اسے اس کے باپ کی حکومت پر حملہ کرنے اور جلدی سے فاس کی طرف جا کر اس کے بھائی ابو مالک کے بیٹے منصور پر غلبہ پانے کے لیے اُکسایا جسے اس کے دادا ابوالحسن نے وہاں کا والی مقرر کیا ہوا تھا پھر اس نے اسے اس کی حکومت و سلطنت کی علامات و نشانات دکھائے۔ لیکن اس نے سلطان ابوالحسن کی ہلاکت کی خبر کی اشاعت کرنے اور اسے زبان زد عوام کرنے میں اس کے خلاف حیلہ بازی کی یہاں تک کہ اسے اس کی سچائی کا وہم ہو گیا۔ چنانچہ امیر ابوعنان حکومت کے درپے ہو گیا اور بنی مرین کی فوجوں میں سے ایک جماعت اُس کے پاس آئی لہٰذا اس نے ان سے الحاق کر لیا اور عطیات دیئے۔ ربیع 749ھ میں اپنے لیے دعا کا اعلان کیا اور تلمسان کے باہر مغرب پر حملہ کرنے کے لیے چھاؤنی ڈال دی۔ ان کے حالات آگے بیان ہوں گے۔ پھر جب وہ چلا گیا تو عثمان نے اپنی دعوت دے دی اور اس کی کرسی پر چڑھ بیٹھا اور آلہ بنا کر بنی عبدالواد کی حکومت کی علامت کو واپس لایا جو آل جرار کے لئے نہ تھی۔ وہ چند ماہ خود مختار رہا یہاں تک کہ آل زیان میں سے عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے بیٹوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس آیا جس نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اسے اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ پھر بنی عبدالواد کی حکومت کو اس کے اصل کی طرف لوٹا دیا۔

☆☆☆

باب:۶۲

آل یغمر اسن میں سے ابوسعید اور ابوثابت کی حکومت کے حالات اور واقعات

ان دونوں کا دادا امیر ابویحییٰ، یغمر اسن بن زیان کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور اپنے بھائی عمر الاکبر کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد تھا۔ یغمر اسن نے 661ھ میں سجلماسہ پر قبضہ کیا تو اسے وہاں کا عامل بنا دیا۔ یہ وہاں ایک سال تک مقیم رہا، جہاں اس کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا پھر یہ تلمسان واپس آ گیا اور پھر اسی جگہ اس کا انتقال ہوا۔

عبدالرحمٰن نے سجلماسہ میں پرورش پائی اور اپنی ماں کے بعد تلمسان چلا آیا اور اپنے باپ کے بیٹوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ سلطان اس کے مقام و منزلت سے تنگ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ جہاں یہ کچھ عرصہ تک ٹھہرا رہا پھر ایک روز جہاد میں قرمونہ کی سرحد پر اپنی فوجی چوکی میں فوت ہو گیا اور اس کے چار بیٹے تھے: یوسف، عثمان، زعیم اور ابراہیم جو تلمسان واپس آ گئے اور انہوں نے برسوں تک تلمسان کو اپنا وطن بنائے رکھا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے اس کو اپنی حکومت کے ساتھ ملا لیا اور انہیں جملہ شرفاء کے ساتھ تلمسان سے مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ پھر انہوں نے اندلس کی ان سرحدوں پر جو اس کی عملداری میں شامل تھیں، پڑاؤ کرنے کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی۔ چنانچہ اس نے انہیں اجازت دے دی اور ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر انہیں جزیرہ میں اتار دیا اور انہوں نے جہاد میں مشہور کارنامے کیے۔

عثمان بن عبدالرحمٰن کی امارت

جب سلطان ابوالحسن نے 648ھ میں زناتہ کو افریقہ سے جنگ کرنے کے واسطے جمع کیا تو یہ بھی اپنی قوم بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے جھنڈے تلے اس کے مددگاروں میں شامل تھے۔ چنانچہ ان کا مقام ان میں مشہور و معروف تھا۔ لہٰذا جب سلطان ابوالحسن کی حکومت خلل پذیر ہوئی تو بنی سلیم کے کعوب جو افریقہ کے اعراب تھے، اس کی عداوت میں متحد ہو گئے۔ پھر انہوں نے قیروان سے جنگ کرنے کی شرط لگائی تو بنو عبدالواد اسے چھوڑ کر سب سے پہلے ان کے پاس آ گئے۔ لہٰذا اس پر مصیبت آ پڑی اور یہ قیروان میں پابند ہو گیا۔ پھر اعراب نے مضافات کو خوب لوٹا۔ اسی طرح لیے مضافات میں سے مغرب نے بغاوت کر دی اور انہوں نے بنی عبدالواد کو اپنے علاقے میں عملداری میں آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ یہ تونس سے گزرے اور کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر ان کے سردار اپنی حکومت اور اپنا امیر مقرر کرنے کے بارے میں مشورے کے لیے نکلے تو انہوں نے مشورہ کر کے عثمان بن عبدالرحمٰن پر اتفاق کر لیا۔ پھر انہی دنوں وہ اپنے عہد کے لئے اس کے پاس آئے اور اسے صحرا کی طرف لے جا کر تونس کی عیدگاہ کے دروازے پر اسے چمڑے کی ڈھال پر بٹھایا پھر انہوں نے اس پر اس قدر بھیڑ کی کہ اس کا وجود لوگوں سے چھپ گیا جو اسے سلام امارت کہتے اور اس کی اطاعت اور بیعت کا عہد کرتے تھے یہاں تک کہ سب نے نعرہ لگایا پھر وہ اس کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔

امیر علی بن راشد کے حالات

اسی طرح مغراوہ بھی اپنے امیر علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل کے پاس جمع ہو گئے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر کے اپنے مضافات کو چلے گئے۔ نیز انہوں نے آخری دنوں تک مصالحت سے رہنے اور اس کی حکومت کو اپنی تمام مملوکات اور اسلاف کی وراثت پر ترجیح دینے کا بھی معاہدہ کیا۔ پھر اس کے مطابق مغرب کی طرف کوچ کر گئے۔ چنانچہ ہر جانب سے صحرائی لوگوں نے ان پر غارت گری کی مگر انہیں ونیفن، لونہ، اور جبل بنی ثابت کے باشندوں کی طرح معمولی سی کامیابی بھی نصیب نہ ہوئی۔ پھر جب

بجایہ سے گزرے تو وہاں مغراوہ اور توجین کی ایک جماعت موجود تھی۔ یہ لوگ اس وقت سے وہاں مقیم تھے جب سے انہوں نے اپنی عملداریوں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ وہ لوگ سلطان کی فوج میں شامل تھے پس وہ بھی ان کے ساتھ کوچ کر گئے۔

بربری قبیلے کا جبل الزاب پر حملہ

جبل الزاب میں زواودہ کے برابرہ نے انہیں روکا اور ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جنگوں میں شجاعت کے وہ کارنامے دکھائے جو ان کے دوستوں میں مشہور و معروف ہیں۔ پھر یہ شلب چلے گئے تو مغراوہ کے قبائل نے ان سے ملاقات کی اور ان کے سلطان علی بن راشد کی بیعت کر لی۔ چنانچہ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بنو عبدالواد اور امیر ابو سعید اور امیر ابو ثابت، علی بن راشد اور اس کی قوم کے ساتھ پختہ معاہدہ کرنے کے بعد لوٹ گئے۔ ان کے راستے میں بطحاء کے مقام پر سوید کے قبائل اور ان کے حلیف رہتے تھے اور وہ وہاں پر اپنے شیخ وترمار بن عریف کے ساتھ اترے تھے جس نے انہیں سلطان ابو عنان کی فوجوں کے آگے تا سالت میں شکست دلائی تھی۔ لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ گئے اور بنو عبدالواد اپنی جگہ پر اُتر پڑے جن میں بنی جرار بن یندوکس کی ایک جماعت بھی تھی اور ان کا سردار عمران بن موسیٰ تھا۔

سلطان ابو سعید کے ساتھ جنگ

پس ابن عثمان بن یحییٰ بن جرار تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے اسے ابو سعید اور اس کے اصحاب کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کیا، چنانچہ فوج کے وہ لوگ جو اس کے ساتھ سلطان ابو سعید کے پاس جانے کے لیے نکلے تھے، اتر پڑے اور خود وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ وہ لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے پس اسے راستے میں پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ سلطان شہر کی طرف گیا تو عوام نے عثمان بن جرار پر حملہ کر دیا جس پر اس نے سلطان سے اپنی جان کی امان چاہی لہٰذا اسے امان دے دی گئی۔ پھر وہ جمادی الاخر 649ھ کے آخر میں سلطان کے محل میں داخل ہو گیا۔ پس یہ اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے احکام نافذ کیے اور وزیر اور کاتب مقرر کیے۔ اس نے اپنے بھائی ابو ثابت الزعیم کو اپنے دروازے سے ماوراء علاقے کے مقبوضات اور اطاعت اور جنگوں پر امیر مقرر کیا خود اس نے بادشاہ کے لقب اور نام پر اکتفا کیا اور آسودگی و آرام سے وابستہ ہو گیا۔ پھر عثمان بن یحییٰ کے پاس پہلی بار جانے پر ہی گرفتار ہو گیا جس نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال رمضان میں فوت ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قتل ہو کر مرا تھا۔

بنو راشد اور حلیفوں کی شکست

سلطان ابو ثابت کی پہلی جنگ کومیہ کی تھی جس کا واقعہ یوں ہے کہ ان کا بڑا آدمی ابراہیم بن عبدالملک ایک زمانے سے ان کا دستبردار تھا اور وہ بنی عابد کی طرف منسوب ہوتا تھا جو عبدالمومن بن علی کی قوم ہیں اور کومیہ کا ایک ذیلی قبیلہ ہیں۔ پس جب تلمسان میں جنگ ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ جنگ کے بادل نہیں چھٹیں گے اور اس کے دل نے اسے چھلانگ لگانے کو کہا تو اس نے اپنی دعوت دے دی اور بلادِ کومیہ اور ان کے قریبی نواحل کو آگ اور جنگ سے شعلہ زن کر دیا تو سلطان ابو ثابت نے اس کے لیے تیاری کر کے کومیہ پر حملہ کر دیا بلکہ انہیں قتل اور قید کر کے ان کی بیخ کنی کر دی۔ اس کے بعد وہ ھنین اور ندرومہ میں داخل ہو گیا اور ابراہیم بن عبدالملک باغی کو پکڑ لیا اور اسے گرفتار کر کے تلمسان لایا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر چند ماہ کے بعد اسے قید خانے ہی میں قتل کر دیا چنانچہ مغرب اوسط کے شہر اور سرحدیں ہمیشہ ہی سلطان ابوالحسن کی مطیع رہیں اور اس کی دعوت کو قائم کرتی رہیں اور وہاں اس کے محافظ اور گورنر بھی تھے اور تلمسان کے قریب تر دہران کا شہر تھا جہاں پر بنی مرین کا پروردہ قائد عبد بن سعید بن جانہ رہتا تھا، جس نے اس کا نظم و نسق درست کیا اور پھر اسے خوراک، اسلحہ اور فوج کا بندوبست کر کے اس کی بندرگاہ کو بحری بیڑوں سے بھر دیا۔ اپنے جن مضافات کو انہوں نے حملہ کے لیے پیش کیا یہ ان میں سب سے اوّل درجے پر تھا۔ پس سلطان ابو ثابت نے قبائل زناتہ اور عربوں کے جمع کرنے کے بعد اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ لیکن ان کے حلیف یعنی بنی راشد کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔ پس

انہوں نے شہر کے قائد سے سلطان ابو ثابت کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں ساز باز کی اور جنگ کے وقت اس سازش کو کامیاب بنانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس نے مقابلہ میں نکل کران سے جنگ کی لیکن بنو راشد شکست کھا گئے اور ان کے ساتھیوں کو بھی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ محمد بن یوسف بن عنان بن فارس، جو اکابرین قرابت میں سے یغمراسن بن زیان کا بھائی تھا، قتل ہو گیا۔ پھر اس نے چھاؤنی کو لوٹ لیا اور سلطان ابو ثابت بچ کر تلمسان چلا آیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۶۴

الناصر بن سلطان ابوالحسن سے ابو ثابت کی جنگ اور فتح دہران کے حالات

قیروان کی جنگ کے بعد سلطان ابوالحسن تونس جا کر وہاں قیام پذیر ہو گیا جب کہ عرب اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ موحدین میں سے شرفاء کو یکے بعد دیگرے تونس کے حاصل کرنے کے لیے امیر مقرر کرتے تھے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا ہے۔ اسی عرصے میں جب کہ وہ اپنی فتح کی اور مغرب اقصیٰ سے مدد پہنچنے کی اُمید لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے پیغام رسانوں کے ذریعے اپنے بیٹے اور پوتے کی بغاوت اور بنی عنان کے تمام مغرب پر قابض ہو جانے کی اطلاع ملی، نیز بنی عبدالواد، مغراوہ اور توجین کے مغرب اوسط میں اس دعوت کے لیے اپنی حکومت کی طرف واپس جانے کی اطلاع ملی جو مغرب اوسط کے شہروں الجزائر، دہران اور جبل وانشریس میں اس کے لیے قائم تھی اور وہاں نصر بن عمر بن عثمان بن عطیہ اس کی دعوت کا ذمہ دار تھا اور عریف بن یحییٰ بھی سلطان کے ہاں اپنے مقام کی وجہ سے اور اس کی قوم اپنی دوستی کے باعث الناصر کے مددگاروں میں شامل تھی۔ عریف کو یہ مقام تونس میں جاں نثاری کے باعث ملا تھا، چنانچہ سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور ان سب کو بھیج دیا۔ الناصر بلادِ حصین میں چلا گیا تو انہوں نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کے ساتھ کوچ کیا۔ عطاف، دیالم اور سوید نے بھی اس سے ملاقات کی اور ان کے پاس چلے گئے۔ پھر اس کے ساتھ مل کر منداس کی طرف کوچ کر گئے۔

اس دوران میں امیر ابو ثابت جنگ کا رخ پھر دہران کی طرف موڑنا چاہتا تھا کہ اچانک اسے اس کے متعلق خبر ملی تو وہ جلدی سے اسے سلطان ابو عنان کے پاس لے گیا۔ بنی مرین کی ایک فوج اس کے بھائی ابو سعید کے بیٹے ابو زیان کے ساتھ اس کے پاس آئی جو ان کے قیروان پر حملہ کرنے کے وقت سے وہاں قیام پذیر تھا۔ اس کے باپ نے اسے اس کے متعلق اطلاع دی تو وہ مال اور فوجوں کی کمک کے ساتھ آیا۔ ابو ثابت یکم محرم 650ھ کو تلمسان سے حملہ کرنے کے لیے نکلا اور مغراوہ کو بھی اطلاع بھیجی لیکن انہوں نے اس کی مدد نہ کی۔ چنانچہ یہ بلادِ عطاف میں چلا گیا جہاں ماہ ربیع الاول کے آخر میں الناصر نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے وادی ولک میں جنگ کی جس کے نتیجے میں عربوں کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور وہ شکست کھا گئے۔ پھر الناصر، الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں ابو مزنی کے ہاں قیام پذیر ہوا یہاں تک کہ سلیم کے جوانوں میں سے اس آدمی نے اسے اپنا ساتھی بنا لیا جس نے اسے تونس میں اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا۔

دہران پر چڑھائی اور محاصرہ

عریف بن یحییٰ مغرب اقصیٰ چلا گیا اور سلطان ابو عنان کے ہاں ان کی مجلس میں اپنے مقام پر اترا چنانچہ اس کی خواہش پوری ہو گئی اور تمام عرب ابو ثابت کی اطاعت اور خدمت میں واپس آ گئے۔ پھر اسے صغیر بن عامر بن ابراہیم کے متعلق شک ہوا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قاصد کے ساتھ تلمسان بھیج دیا جسے وہاں پر قید کر دیا گیا لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد اسے رہا کر دیا اور ابو ثابت تلمسان کی طرف واپس آ کر کچھ دنوں تک وہاں ٹھہرا رہا۔ بعد میں اس نے اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں دہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا آخر کار اس میں بزورِ قوت داخل

گیا اور علی بن جانا کو جو اپنے بھائی عبو کی وفات کے بعد والی تھا، اس کے ساتھیوں سمیت معاف کر کے انہیں رہا کر دیا اور دہران اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا۔ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اب اس کے اور مغراوہ کے درمیان عداوت مستحکم ہو گئی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، یہ عداوت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔ پس اس نے اسی سال شوال میں ان پر چڑھائی کی اور وادی زہیر کے کنارے ان کی جنگ ہوئی اور یہ کچھ دیر تک لڑتے رہے پھر مغراوہ تتر بتر ہو گئے اور اپنے قلعوں میں چلے گئے۔ ابو ثابت نے ان کی چھاؤنی اور نازونہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیعت اپنے بھائی سلطان ابو سعید کی طرف بھیجی۔ یہ واقعہ سلطان ابو الحسن کے تونس سے پہنچنے کے بعد ہوا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۶۴

سلطان ابوالحسن کا تونس سے الجزائر پہنچنا اور ابو ثابت کے ساتھ جنگ اور شکست

جنگ قیروان کے بعد سلطان ابو الحسن کا تونس میں قیام اور عربوں نے اس کا جو محاصرہ کیا تھا وہ طویل ہو گیا۔ چنانچہ مغرب اقصیٰ کے باشندوں نے اسے بلایا اور الجرید کے باشندوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ انہوں نے فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کی بیعت کر لی، پس اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کی نیت کر لی اور وہ تونس سے عید الفطر 650ھ کے دنوں میں کشتیوں پر سوار ہوا مگر تیز ہواؤں نے کشتیوں کو گھیر لیا اور وہ غرق ہونے لگا۔ آخر اس کا بحری بیڑا بجایہ کے ساحل پر غرق ہو گیا لیکن وہ اپنی زندگی کے باعث وہاں ایک جزیرے میں بچ کر چلا گیا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں میں سے ایک بحری بیڑا اسے ملا اور وہ اس میں سوار ہو کر الجزائر کی طرف آ گیا جہاں پر اس کا قائد اور اس کے باپ کا پروردہ حمو ابن یحیاتی العری رہتا تھا پس یہ اس کے ہاں مقیم ہوا۔ اس کے نواح کے باشندوں میں سے ملیکش اور ثعالبہ نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی پس اس نے انہیں اپنا خادم بنا لیا اور انہیں خوب عطیات دیئے۔ اس کی اطلاع ونزمار بن عریف کو سوید کے قبائل میں ملی تو وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا پھر اس کے ساتھ بنی تیغرین میں سے جبل وانشریس کا مالک نصر بن عمر بن عثمان اور عدی بن یوسف بن زیاب بن محمد بن عبد القوی بھی تھا جو عبد القوی کے بیٹوں میں سے المریہ کے نواح میں باغی تھا چنانچہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اسے اپنے ساتھ خروج کرنے کی ترغیب دی تو اس نے انہیں فوج جمع کرنے کے لیے واپس بھیجا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے عرب قبائل اور زناتہ کو جمع کیا۔ اس دوران میں امیر ابو ثابت بلادِ مغراوہ میں ان کے قلعوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ اچانک ربیع الاول 651ھ میں سے اس کے بارے میں اطلاع ملی۔ اس نے ان کی ساتھ مصالحت کر لی اور ان سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ پھر اس نے منداس کی نگرانی کی اور وانشریس کی جانب السرسوی طرف گیا۔

یحییٰ بن رحو کی گرفتاری

ونزمار اور اس کے ساتھ جو عرب فوجیں تھیں، وہ اس کے آگے بھاگ اٹھیں اور وہاں اس کے پاس سلطان ابو عنان کی فوج بھی پہنچ گئی جن کا سالار یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی تھا۔ چنانچہ اس نے عربوں کا تعاقب کر کے انہیں بھگا دیا اور حصین کے قبائل جبل تیطری میں اپنے قلعوں میں چلے گئے پھر اس نے المریہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اپنے پروردہ عمر بن موسیٰ الجلولی کو اس کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد اس نے حصین پر حملہ کیا اور جبل میں ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ البتہ اطاعت پر اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا چنانچہ وہ انہیں حمزہ کو پامال کرنے کے لیے لے گیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے عرب اور بربر قبائل کو خادم بنا لیا۔ اس دوران میں سلطان الجزائر میں مقیم رہا پھر ابو ثابت تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اسے یحییٰ بن رحو اور اس کی فوج جو بنی مرین میں سے تھی، اس کے متعلق شبہ پڑ گیا کہ انہوں نے سلطان ابو الحسن سے ساز باز کی ہے۔

لہٰذا اس نے اس کے متعلق سلطان ابوعثمان کو اطلاع دی تو اس نے عیسیٰ بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد ابن یعقوب کو مرینی فوج کا سالار بنا کر بھیج دیا، اس نے یحییٰ بن رحو کو گرفتار کر لیا اور ابوثابت کے ساتھ تلمسان چلے گئے۔ اس کے بعد وہ مغرب کی طرف گیا۔

ابوالحسن اور ابوثابت کا مقابلہ

سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے الناصر کو اس کے زناتہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اشارہ کیا تو اس نے المریہ پر قبضہ کر کے عثمان بن موسیٰ الجلو لی کو قتل کر دیا پھر اس نے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح تیمروفت پر بھی قبضہ کر لیا۔ چنانچہ اس کا باپ سلطان ابوالحسن بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور اس کے پاس زغبہ، زناتہ اور افریقی عربوں میں سے محمد بن طالب بن مہلہل کی طرح سلیم اور ریاح کی فوجیں جمع ہو گئیں اور اس کے خاندان کے آدمی اور عمر بن علی بن احمد الزادوی اور اس کا بھائی ابودینار اور ان دونوں کی قوم کے آدمی بھی اکٹھے ہو گئے۔ آخر اس نے اس تیاری کے ساتھ روانہ ہوا کہ اس کا بیٹا الناصر اس کے آگے آگے تھا پس علی بن راشد اور اس کی مغراوہ قوم ان کے شہروں سے بطحاء کی طرف بھاگ گئے۔ ابوثابت کو اطلاع ملی تو وہ بھی اپنی قوم اور فوج کے ساتھ آملا اور پھر ان سب نے سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم پر چڑھائی کی اور شلب کے علاقے میں تیغزرین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ کچھ دیر تک دونوں فوجیں ڈٹی رہیں پھر سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم بھاگ گئی اور اس کے بیٹے الناصر کو مغراوہ کے ایک سوار نے نیزہ مارا جس سے وہ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کے بحری بیڑوں کا سالار محمد بن علی العربی اور اس کے دونوں کاتب ابن البیواق اور القبائلی بھی قتل ہو گئے اور اس کی چھاؤنی تمام مال و متاع اور عورتوں سمیت لوٹ لی گئی اور اس کی بیٹیاں وانشریس کی طرف چلی گئیں جنہیں ابوثابت نے جبل پر قابض ہونے کے بعد سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا اور سلطان ابوالحسن صحرا کی طرف سوید کے قبائل میں چلا گیا اور اس کے ساتھ نزمار بن عریف بھی سجلماسہ کی طرف چلا گیا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو گا اور ابوثابت نے بلادِ بنی توجین پر قبضہ کر لیا پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۶۵

مغراوہ کے ساتھ مسلسل جنگ اور ابوثابت کا الجزائر پر قبضہ اور تنس میں علی بن راشد کا قتل

عبدالواد اور مغراوہ کے ان دونوں قبائل کے درمیان ان کے باقی ماندہ ایام میں بھی قدیم جنگوں کا دور دورہ رہا جن میں سے بہت سی جنگوں کے حالات ہم نے پہلے بیان کر دیئے ہیں۔ بنو عبدالواد نے ان کے اوطان میں ان پر غلبہ پا لیا تھا یہاں تک کہ راشد بن محمد ان کے آگے زواودہ کے درمیان اپنی جلاوطنی ہی میں قتل ہو گیا تھا اور جب وہ قیروان کی مصیبت کے بعد اپنے امیر علی بن راشد پر متفق ہوئے تو وہ افریقہ سے بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے اوطان میں اس کے پاس آئے لیکن انہوں نے اس وقت بھی ان کے غلبہ کو تسلیم نہیں کیا بلکہ انہوں نے توثیق عہد کی طرف رجوع کیا اور اُسے پختہ کیا پھر اللہ کے دشمن کے خلاف مدد کرنے اور ان سے مصالحت کرنے پر قائم رہے۔ تاہم ان میں ہر ایک کے اندر فتنہ و فساد کی آگ سُلگ رہی تھی۔

سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ

الناصر جب افریقہ سے آیا اور ابوثابت نے اس پر چڑھائی کی تو علی بن راشد اور اس کی قوم نے اس کی مدد نہ کی چنانچہ اس نے ان کی اس بات

کو یاد رکھتے ہوئے دل میں چھپائے رکھا پھر اس کے بعد اس نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر شکست کھا کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جب ابو ثابت نے دیکھا کہ وہ اپنے بڑے دشمن سے بے نیاز ہو گیا اور اپنے چھوٹے دشمن کے لیے فارغ ہو گیا ہے تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کرنے کا تعلق سوچا۔ اسی دوران میں ابھی وہ اس کے اسباب پر غور کر رہی تھا کہ اچانک اسے خبر ملی کہ مغراوہ میں سے بنی کمین کا ایک آدمی تلمسان آیا ہے جس کو انہوں نے دھوکے سے قتل کر دیا ہے تو اسے اس کے لیے غیرت آئی چنانچہ اس نے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور 653ھ کے آغاز میں تلمسان سے نکل گیا اور بنی عامر کے زغبہ اور سوید میں آدمی بھیجے جوان کے گھڑ سواروں، پیادوں اور اونٹ سواروں کو اس کے پاس لے آئے اور اس نے مغراوہ پر چڑھائی کر دی تو وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے خوفزدہ ہو کر اس پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے جو تنس سے ملحق ہے پس اس نے کئی روز تک وہاں ان کا محاصرہ کیے رکھا، جن میں مسلسل جنگیں ہوتیں رہیں اور متعدد معرکے ہوئے پھر یہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور شہر کے نواح میں گھوما اور اس کے اطراف پر قبضہ کر لیا چنانچہ ملیانہ، المریہ، برشک اور شرشال نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ الجزائر کی طرف بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا، وہاں بنی مرین کی ایک جماعت رہتی تھی اور عبداللہ بن سلطان ابوالحسن نے اسے صغر سنی میں وہاں علی بن سعید بن جانا کی کفالت میں چھوڑا تھا پس اس نے انہیں شہر میں مغلوب کر لیا اور انہیں سمندر کے راستے مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ پھر ثعالبہ، ملیکش اور قبائل حصین نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے الجزائر پر سعید بن موسیٰ بن علی الکروی کو امیر مقرر کیا۔

علی بن راشد کی خودکشی

مغراوہ کی طرف واپس آنے کے بعد اور عربوں کے اپنے سرمائی مقامات کی طرف لوٹ جانے کے بعد اس کے پہلے پہاڑ میں ان کا محاصرہ کر لیا پس مغراوہ کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ لیکن ان کے مویشیوں کو پیاس نے آلیا تو وہ یکبارگی گھاٹ کی تلاش میں پہاڑ سے اُترے اور حیرت زدہ ہو گئے۔ اسی وقت علی بن راشد تنس چلا گیا پس ابو ثابت نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر اسی سال کے شعبان کے نصف میں اس نے تنس میں داخل ہو کر اس پر قابو پالیا۔ لیکن اس نے جلد موت چاہی اور اپنی جان پر ظلم کر کے خودکشی کر لی اور اس کے بعد مغراوہ منتشر ہو گئے اور قبائل میں بٹ گئے اور ابو ثابت تلمسان واپس آ گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عنان نے چڑھائی کی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ٦٦

سلطان ابو عنان کا تلمسان پر قبضہ اور بنو عبدالواد کی حکومت کا خاتمہ

جب سلطان ابوالحسن مغرب میں چلا گیا تو اس کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹے ابو عنان کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ جبل ہنتاتہ میں فوت ہو گیا جیسا کہ آگے ان کے حالات میں بیان ہو گا۔ پس مغرب کی حکومت سلطان ابو عنان کا مقدر بن گئی اور وہ اپنے دشمن کے لیے فارغ ہو گیا پھر وہ ان مقبوضات کی واپسی کی طرف مائل ہوا جنہیں اس کے باپ نے اس پر حملہ کرنے والوں سے چھین لیا تھا اور اس نے جبل تنس میں اپنے محفوظ ہونے کی جگہ سے علی بن راشد کو اس کے پاس سفارش کرنے کے لیے بھیجا، پس ابو ثابت نے اس کی سفارش کو رد کر دیا اور اس بات نے اسے غصہ دلا دیا اور اسے علی بن راشد کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ ابو سعید اور اس کا بھائی اس سے چوکنے ہو گئے، پس ابو ثابت نکلا اور اس نے 15 ذوالقعدہ کو زناتہ اور عربوں سے قبائل کو جمع کیا اور وادی شلف میں پڑاؤ کر لیا جہاں لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہیں پر اسے ربیع الاول 703ھ میں تدلس کی بیعت پہنچی، جس پر موحدین نے اس کے پروردہ جانا خراسانی کو قابض کروا دیا تھا پھر اسے بھی اپنے مقام پر سلطان ابو عنان کی چڑھائی کی خبر ملی تو وہ تلمسان کی طرف واپس آنے کے بعد مغرب کی طرف گیا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بھائی سلطان ابو سعید

زناتہ کی فوجوں کے ساتھ آیا جب کہ اس کے ساتھ بنو عامر کے زغبہ اور سوید کی ایک جماعت بھی تھی۔ بعد میں ان کی اکثریت عریف بن یحییٰ کے مقام اور بنی مرین کے ساتھ اس کے بیٹے کی دوستی کی وجہ سے مغرب کو چلی گئی، پس وہ اسی تیاری کے ساتھ چل پڑے اور سلطان ابو عنان مغرب کی اقوام میں چلا گیا۔ معقل اور مصامدہ عرب اور فوج کے دیگر طبقات سب کے سب وجدہ کے میدان کی تنگ جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر آخر ربیع الثانی 753ھ میں جنگ ہوئی۔

ابوسعید کی گرفتاری

بنو عبدالواد نے دوپہر کے وقت خیمے لگانے اور سواریوں کو پانی پلانے اور چھاؤنی والوں کے اپنی اپنی ضروریات کے لیے منتشر ہو جانے کے بعد فوجوں سے ٹکراؤ کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہیں میدان جنگ کی تنظیم و ترتیب کرنے سے پہلے ہی جا لیا۔ سلطان ابوالحسن اس کام کی تلافی کے لیے سوار ہوا تو اوباش لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور بقیہ چھاؤنی منتشر ہو گئی پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے، ان پر چڑھائی کی اور انہوں نے نہایت پامردی کے ساتھ ان سے جنگ کی پس ان کے میدان میں ابتری پھیل گئی اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور بحر ظلمات میں گھس گئے۔ بنی مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ابوسعید کو اسی رات گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر سلطان ابو عنان کے پاس سرداروں کی موجودگی میں لایا گیا تو اس نے اسے لعن طعن کی پھر اسے اس کے قید خانے میں لے جایا گیا اور گرفتاری سے نویں رات قتل کر دیا گیا۔ سلطان ابو عنان تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور زعیم ابوثابت، بنی عبدالواد کی ایک جماعت سمیت جو اس کے ساتھ تھی، بچ گیا۔ جو شخص ان میں سے بجایہ جاتے ہوئے اس کے پاس آ گیا تاکہ موحدین کی حکومت میں اپنے دشمن کا کوئی بھیدی پائے تو راستے میں زواودہ نے اس پر شب خون مارا تو وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر پیدل چلا اور پیادہ پا برہنہ ہو کر گیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے رفقاء میں سے ابوزیان محمد اس کا بھتیجا سلطان ابوسعید اور ابوحمو موسیٰ اور ان کا بھتیجا یوسف اور ان کا وزیر یحییٰ بن داؤد بن فلکن بھی تھے۔ سلطان ابو عنان نے ان دنوں حاکم بجایہ کو مولانا سلطان ابوبکر کے پوتے مولیٰ عبداللہ کے متعلق اشارہ کیا کہ ان کے راستوں کی نگرانی کرے اور ان کی تلاش میں جاسوس بھیجے۔ چنانچہ شہر کے چوک میں اسے ان کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے امیر ابوثابت اور اس کے بھتیجے محمد بن ابوسعید اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو گرفتار کر لیا جن کو بجایہ لے جایا گیا پھر حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ، سلطان ابو عنان سے ملاقات کرنے اور انہیں اپنی قید میں لانے کے لیے نکلا پس وہ المریہ سے باہر اس کے پڑاؤ میں اسے ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا نیز اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ اُلٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور ایک نہایت ہی خوش بخت دن میں اس میں داخل ہو گیا۔ اس روز ابوثابت اور اس کے وزیر یحییٰ کو دو اُونٹوں پر سوار کروایا گیا جو ان دونوں کو اس محمل کی دونوں قطاروں کے درمیان لے جا رہے تھے اور ان دونوں کی عجیب حالت تھی پھر دوسرے دن ان دونوں کو شہر کے صحرائی مقتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور آل زیان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ حکومت جسے عبدالرحمٰن کے بیٹوں نے انہیں دوبارہ تلمسان میں دیا تھا، ختم ہو گئی یہاں تک کہ انہیں تیسری بار ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن کے ہاتھوں غلبہ حاصل ہوا جو اس دور میں حکومت کا متولی ہے جس کے مفصل حالات ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۶۷

سلطان ابوحمو الاخیر نے تیسری بار اپنی قوم کو حکومت دلوائی، اس کے عہد میں ہونے والے واقعات

یہ یوسف بن عبدالرحمٰن تلمسان میں اپنے بھائی سلطان ابوسعید کی حکومت میں رہتا تھا۔ یہ اور اس کا بھائی ابوحمو موسیٰ دونوں غلبہ حاصل کرنے کی جستجو میں سست اور عزت کی تلاش میں ہلکان ہونے سے بچے رہے۔ البتہ فلاحی کام کرنے اور سکون حاصل کرنے کی طرف مائل رہے یہاں تک

کہ بنی مرین کی آندھی نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا اور سلطان ابوعنان نے ان پر قابو پالیا۔ چنانچہ ان کے قبضے میں جو حکومت تھی، اسے چھین لیا اور اس کا بیٹا ابوحمو موسیٰ اپنے چچا ابو ثابت کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا اور جدائی نے یوسف کو اپنی قوم کے اشراف کے ساتھ مغرب کی طرف دھکیل دیا تو وہ وہیں مقیم ہو گیا اور جب اس نے بجایہ کے وطن میں ابو ثابت کو گرفتار کیا تو اس نے ابوحمو کے معاملے کو ترک کر دیا اور جاسوس اس کے متعلق اطلاعات دینے لگے تو وہ تونس جا کر حاجب ابو محمد تافراکین کے ہاں اُترا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے سلطان کی مجلس میں شرفاء کی جگہ ٹھہرایا پھر اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کی قوم کے دوسرے آدمیوں کو بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا چنانچہ سلطان ابوعنان نے اسے اشارہ کیا کہ اس کی حکومت میں انہیں جو مقام حاصل ہے، وہ وہاں سے انہیں ہٹا دے تو اسے غیرت آئی اور اس نے اپنے سلطان کی حق تلفی سے انکار کیا۔ لہٰذا اس نے ابوعنان کو اپنے مطالبے پر برانگیختہ کیا اور اس دور میں وہ بلادِ افریقہ پر حملہ کر کے ریاح اور سلیم کے عربوں کے ساتھ جنگ کیا کرتا تھا جنہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی تھی جیسا کہ اس کے حالات میں مفصل بیان ہوگا۔

اس کی وفات سے قبل 759ھ میں ریاح کے امرائے زواودہ، حاجب ابو محمد بن تافراکین کے پاس گئے اور اسے ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے زغبہ عربوں کے ساتھ مل جانے کی ترغیب دلائی کہ وہ اس وجہ سے اس کے سوار ہوں گے تا کہ وہ نواحِ تلمسان پر چڑھائی کرے اور سلطان ابوعنان کو ان سے غافل کر دے۔ لہٰذا انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سلطان کے ایک آلہ کو تباہ کر دے اور صغیر بن عامر زغبہ نے اس کام میں دلچسپی کی وجہ سے موافقت کی اور ان دنوں وہ یعقوب بن علی کے قبائل میں اس کی پناہ میں رہتا تھا۔ چنانچہ موحدین نے مقدور بھر اس کی حالت کو درست کیا اور اسے صغیر اور اس کی قوم بنی عامر کی مصاحبت کے لیے بھجوا دیا۔ پھر زواودہ میں سے عثمان بن سباع نے اور ان کے حلیفوں میں سے بنوسعید دعار بن عیسیٰ بن رحاب اور اس کی قوم نے اس کے ساتھ کوچ کیا۔ وہ سب کے سب تلمسان جانا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے صحرا کا راستہ اختیار کیا پھر اس نے راستے ہی میں انہیں چھوڑ دیا اور جلدی سے تلمسان کی طرف گیا جہاں پر بنی مرین کے چیدہ دستے رہتے تھے۔ وزیر حسن بن عمر کو ابوحمو کی خبر ملی جو سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد حکومت سنبھالنے والا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید پر قابو پانے والا تھا، چنانچہ اس نے محافظوں کی فوج اور اموال بھی تلمسان کی طرف بھجوائے اور عریف بن یحییٰ کی اولاد میں سے حکومت کے مددگار اور مغرب سے سوید کے امرائے صحرا اپنی قوم اور اپنے عرب حامیوں کے ساتھ سلطان ابوحمو اور اس کے پیرکاروں سے موافقت کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر ان کی فوج منتشر ہو گئی اور انہوں نے ان مواطن پر قبضہ کر لیا۔

سلطان ابوحمو اور اس کی فوج تلمسان کے میدان میں اتری جہاں انہوں نے اپنی سواریاں ٹھیک لیں اور تین دن تلمسان سے جنگ کرتے رہے۔ چوتھے دن کی صبح کو اس میں بزور داخل ہو گئے اور سلطان ابوعنان جو تلمسان کا امیر تھا، وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر صغیر بن عامر امیر قوم کے ہاں مقیم ہوا۔ چنانچہ اس نے اچھی طرح اس کی پذیرائی کی اور اسے اپنے خاندان کے ساتھ اپنے بھائی کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان ابوحمو 8 ربیع الاول 760ھ کو تلمسان میں داخل ہو کر وہاں قصرِ حکومت میں فروکش ہو گیا اور اس کے تخت پر بیٹھا جہاں اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے اپنی حکومت کی بنیادوں کے استوار کرنے اور بنی مرین کو اپنی مملکت کے شہروں سے نکالنے پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۶۸

ابوحمو کا تلمسان سے فرار اور دوبارہ وہاں آنے کے حالات

سلطان ابوعنان کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے جو اس کے بیٹے سعید کا پرورش کنندہ تھا اور جس نے اس کے لیے لوگوں کی بیعت کی تھی، مغرب کی حکومت سنبھالی۔ چنانچہ اس نے مغرب کی حکومت کو قابو کر لیا اور متوفی سلطان کی سیاست کے مطابق دور و نزدیک کے ممالک کی حمایت و نگرانی ان کے نقشِ قدم پر چلا۔ جب اسے تلمسان کے متعلق اور اس پر ابوحمو کے غلبہ پانے کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے سواروں کو ساتھ

لے کر اس پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ انہوں نے اسے رکنے اور فوجیں بھیجنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے عم زاد مسعود بن رحو بن علی بن عیسیٰ بن عاساکی بن فودود کو تیار کیا اور اسے جوانوں کو منتخب کر کے اچھے ہتھیار حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرنے کا حکم دیا پس اس نے تلمسان پر چڑھائی کی اور سلطان ابوحمو اور اس کے مددگاروں کو جو بنی عامر میں سے تھے، اس کی اطلاع پہنچ گئی لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وزیر مسعود بن رحو تلمسان میں آیا اور سلطان ابوحمو مغرب کی طرف چلا گیا۔ پھر وہ تنگ میدان میں اُترا اور وزیر مسعود بن رحو نے اپنے عم زاد عامر بن عبد بن ماساکی کو اپنی فوج اور اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا، پس عربوں، ابوحمو اور ان کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں لُوٹ لیا۔ تلمسان کی طرف یہ خبر پہنچی تو وہاں جو بنو مرین تھے، ان کے خیالات بدل گئے اور وہ جذبہ جو ان کے دلوں میں حسن بن عمر کو اپنی سلطنت اور حکومت پر متغلب کرنے کے بارے میں تھا، نمایاں ہو گیا۔ پھر وہ آل عبدالحق میں سے ایک شریف کی بیعت کے لیے گروہ در گروہ اکٹھے ہو گئے اور وزیر مسعود بن رحوان کی سازش کو سمجھ گیا۔ اس کے دل میں بھی یہ خواہش تھی لہٰذا اس نے اسے غنیمت سمجھا پھر اس نے منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی بیعت کر لی جو شرفاء کا بڑا آدمی اور عظمت میں یکتا تھا۔ وہ اس کے اور اس کی قوم بنی مرین کے ساتھ کوچ کر کے تلمسان اور اس کے حالات سے الگ ہو گیا۔ مغرب کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اسے معقل کے عرب ملے تو بنو مرین نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صلیب دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ سلطان ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اپنے دارالسلطنت میں ٹھہر گیا۔ عبدالحق بن مسلم اس کے پاس چلا آیا تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس کی نگرانی کی جس سے اسے تقویت مل گئی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے اس کے کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

☆☆☆

باب: ۶۹



عبداللہ بن مسلم کے درعہ سے آنے اور بنی مرین کی حکومت سے ابوحمو تک وہاں قیام کرنے اور اسے وزارت دینے کے حالات

عبداللہ بن مسلم بنی یادین میں سے بنی زرد ال کے سرداروں میں شامل تھا جو بنی عبدالواد، توجین اور مصاب کے بھائی ہیں مگر بنی زردال اپنی قلت کی وجہ سے بنی عبدالواد میں شامل ہو کر ان کے نسب کے ساتھ خلط ملط ہو چکے ہیں۔

سلطان ابوعنان سے جنگ

عبداللہ بن مسلم نے سلطان ابوتاشفین کے عہد میں موسیٰ بن علی کی کفالت میں پرورش پائی تھی۔ وہ شجاعت و دلیری میں بہت شہرت رکھتا تھا جس کی وجہ سے تلمسان کے محاصرے میں اس کا بہت چرچا ہوا اور جب سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد پر غالب آیا اور ان سے حکومت چھین لی تو انہیں خادم بنا لیا پھر وہ ان میں دلیر اور بہادر آدمیوں کو منتخب کرتا تھا اور انہیں مغرب کی سرحدوں پر بھجوا دیتا تھا۔ جب بنو عبدالواد نے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ عبداللہ اس کے پاس سے گزرا تو اس کے سامنے اس کا حال اور اس کی جنگ کی تعریف کی گئی لہٰذا اس نے اسے درعہ بھیج دیا اور وہاں کے والی کو اس کے متعلق وصیت کی جس نے عرب خارجیوں کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے لا پرواہی برتی۔ بہادری کی اچھی شہرت سے اسے بڑا عروج ملا اور سلطان کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا۔ پھر اس نے اسے اپنی قوم کا سردار بنا دیا اور جب قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت

لی اور مغرب کا معاملہ خراب ہو گیا تو ابوعثمان نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں اس کی بیعت ہوئی۔ لہٰذا اس کے پوتے منصور بن ابو مالک عبدالواحد نے اس کی مدافعت کا ارادہ کیا اور سرحدوں کے محافظوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کیا چنانچہ تازی میں اس کی فوج منتشر ہو گئی اور یہ نئے شہر کو چلا گیا اور اس سے جنگ کی۔ عبداللہ بن مسلم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا۔ جب سلطان ابوعنان نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان لگاتار جنگ جاری رہی تو اسے وہاں شہرت حاصل ہوئی پھر جب اس نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو لوگوں نے سلطان ابوعنان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس کی سابقیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے درعہ کی عملداری سونپ دی۔ پھر اس نے اس کے زمانہ خلافت میں خوب طاقت حاصل کی اور اس کی حکمرانی میں معقل عربوں کے ساتھ اپنے تعلق کو پختہ کیا۔

ابوعنان کے بھائی کی سرکشی

جب سلطان ابوعنان کے بھائی ابوالفضل نے اس کے خلاف بغاوت کی تو سلطان درعہ کے پہاڑوں میں سے جبل ابن حمیدی میں اس کے پاس چلا گیا اور اسے اشارہ کیا کہ اسے پکڑنے کے لیے کوئی سازش کرے، چنانچہ اس نے ابن حمیدی کے ساتھ ساز باز کر کے اس سے وعدہ کیا اور اس کے لیے خرچ کیا تو اس نے اس کی بات مان کر اسے اس کے سپرد کر دیا۔ پھر عبداللہ بن مسلم اسے قیدی بنا کر اس کے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس لے گیا جسے اس نے قتل کر دیا۔ جب سلطان ابوسالم نے جو اندلس کی غربت گاہ میں ابوالفضل کا رفیق تھا، سلطان ابوعنان کے مرنے کے بعد مغرب پر قبضہ کیا تو مصائب کا اس پر جو اثر تھا اس کی وجہ سے ابن مسلم کو اپنی جان کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہوا۔ یہ 760ھ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ وہ اپنی عملداری اور ریاست کو چھوڑ گیا اور اس نے اولاد حسین کے ساتھ جو امرائے معقل تھا، اس سے نجات پا کر تلمسان جانے کے بارے میں سازش کی۔ انہوں نے اس کی بات مان لی اور یہ بہت سے مال اور خاندان کے ایک گروہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس چلا گیا جو اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسی وقت سے اپنی وزارت سپرد کر دی۔ پھر اس کے ذریعے اپنی سلطنت کے حالات درست کر کے اسے اپنے ملک کا انتظام سپرد کر دیا پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور عوام اس کی اطاعت پر متفق ہو گئے چنانچہ یہ اپنے غربی وطن پہاڑ میں آیا تو وہ اس کی طرف آئے اور اس کی خدمت میں لگ گئے لہٰذا اس نے انہیں تلمسان کے مواطن جاگیر میں دیئے اور ان کے اور زغبہ کے درمیان مواخات کروائی جس سے اس کی شان بلند ہو گئی یہاں تک کہ وہ معاملہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب: ۷۰

سلطان ابوسالم کا تلمسان پر قبضہ اور ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کو وہاں کا حاکم بنا کر مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات

جب مغرب کی حکومت سلطان ابوسالم کے لیے مرتب و منظم ہو گئی اور اس نے حکومت پر سے خوارج کے اثر کو مٹا ڈالا تو وہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح اس کے سامنے بنی زناتہ کی دور دراز سرحدوں تک پہنچ گیا۔ اس بات کی تحریک اسے عبداللہ بن مسلم کے تلمسان کی طرف بھاگ جانے سے ہوئی جو اس کی عملداری کے سامنے تھا پس اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر کے 761ھ کے نصف میں فاس کے باہر پڑاؤ کر لیا اور فوجوں کو آگے بھیجا جو اس کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ پھر وہ خود تلمسان کی طرف گیا اور سلطان ابوحمو اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بھی خبر پہنچ گئی تو

انہوں نے تمام زغبہ اور معقل عربوں میں منادی کروادی، حلیفوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا سب نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور یہ ان کو ساتھ لے کر صحرا میں چلے گئے اور اس نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔

جب سلطان ابوسالم اور بنو مرین تلمسان آئے تو یہ مغرب کو چلے گئے اور انہوں نے وطاط، بلادعلویہ اور کرسف سے جنگ کر کے ان کے کھیتوں اور کھلیانوں کو تباہ کرنے کے بعد ان کی آبادی کو برباد کر دیا۔ سلطان ابوسالم کو ان کے کرتوت کی اطلاع ملی تو اسے مغرب کے معاملے اور مفسدین کے اس پر چڑھائی کرنے نے پریشان کر دیا اور اس کے مددگاروں میں آل یغمراسن میں سے محمد بن عثمان ابن سلطان ابوتاشفین بھی شامل تھا جو ابوزیان کنیت کرتا تھا اور الفنز کے نام سے مشہور تھا جس کے معنے بڑے سر والے کے ہیں پس اس نے اسے اس کام کے لیے بھیجا اور اسے آلہ بھی دیا اور توجین اور مغراوہ میں سے اسے ایک فوج بھی بنا کر دی، اسے عطیات بھی دیئے اور سے تلمسان میں اپنے باپ کے محل میں اتارا اور خود اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس عرب بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو اس کے آگے آگے تھا۔

پھر وہ اس کے بالمقابل تلمسان چلے گئے تو ابوزیان وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مشرق کے شہروں بطحاء، ملیانہ اور ذہران میں بنی مرین اور ان کے دوستوں بنی توجین اور سوید کی پناہ لے لی جو زغبہ کے قبائل میں سے ہیں۔

سلطان ابوسالم کی وفات

سلطان ابوحمو اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم تلمسان چلے گئے اور مقیر بن عامران کے اس راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ پھر وہ اپنے تمام معقل عربوں اور زغبہ کے ساتھ ابوزیان کی اتباع میں نکلے اور انہوں نے جبل وانشریس میں اس کے ساتھیوں سمیت اس سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ وہ فاس میں بنی مرین کی حکومت میں اپنی جگہ پر چلا گیا چنانچہ سلطان ابوحمو اپنے وطن کے پہاڑوں کو بنی مرین کے قبضے سے بچاتا ہوا واپس آیا اور اس نے بہت سے پہاڑوں کو فتح کر لیا اور ملیانہ اور بطحاء پر قابض ہو گیا پھر اس نے دہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا اور بزور قوت اس میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر اس نے بنی مرین کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر اس نے المریہ اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنو مرین کو نکال دیا تو وہ اپنے وطنوں میں چلے گئے۔ پھر اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوسالم کے پاس بھیجا اور اس سے مصالحت کر لی۔ پھر 762ھ میں سلطان ابوسالم فوت ہو گیا اور اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن علی نے جو ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا، سلطان ابی الحسن کے بیٹوں کی یکے بعد دیگرے بیعت کرتے ہوئے حکومت سنبھالی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۷۱

مغرب سے ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے اپنی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور واقعات

یہ ابوزیان یعنی محمد بن سلطان ابوسعید بن عثمان بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمراسن جسے اس کے چچا ابوثابت اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے ساتھ موحدین کی عملداری بجایہ میں گرفتار کیا گیا اور انہیں سلطان ابوعنان کے پاس لایا گیا تو اس نے ابوثابت اور اس کے وزیر کو قتل کر دیا مگر ابوزیان کو باقی رکھا اور قید خانے میں ڈال دیا۔ جب وہ فوت ہوا اور مصائب و احوال کے بعد مغرب کی حکومت اس کے بھائی ابوسالم کے لیے مرتب

منظم ہوگئی تو سلطان ابوسالم نے اس پر احسان کر کے اسے قید سے آزاد کر دیا اور اسے اپنی حکومت کی مجلس میں شرفاء کے مراتب میں منسلک کر دیا۔ پھر اسے اپنے عم زاد سے مزاحمت کرنے کے لیے تیار کیا۔ سلطان ابوحمو سے اس کی گفتگو اس کی فوتید گی سے پہلے ہوئی اور پھر سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان سے تلمسان سے واپس آنے کے بعد 762ھ میں گفتگو ہوئی چنانچہ اس نے جو ارادہ کیا تھا اس میں اس کی کوشش کامیاب ہوگئی اور پھر ابوزیان کے بارے میں اسے امید ہوگئی کہ یہ اپنے باپ کی حکومت کو مخصوص کر لے گا۔ پھر اس نے دیکھا کہ یہ اس کے بارے میں اچھا کام کر رہا ہے اور یہ اس کا حمایتی بن جائے گا تو اس نے اسے حکومت کا امیر مقرر کر کے تلمسان کی طرف بھیجا اور یہ تازی آیا جہاں اسے سلطان ابوسالم کی وفات کی خبر ملی پھر لڑائیاں اور فتنے پیدا ہوگئے جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

سلطان ابوحمو کے خلاف فوج کشی

عبدالحلیم بن سلطان ابی علی بن سلطان ابی سعید بن یعقوب بن عبدالحق نے فاس پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ بنومرین اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے جدید شہر سے جنگ کی پھر ان کی فوج منتشر ہوگئی اور عبدالحلیم تازی چلا گیا۔ پھر اس نے سلطان ابوحمو سے امید کی کہ وہ اس کے مقابلے میں اس کی مدد کرے گا۔ لہٰذا اس نے اس کے متعلق اس سے خط و کتابت کی جس نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ اس کے عم زاد ابوزیان کو گرفتار کرے تو اس نے اس کی رضامندی کے لیے اسے قید کر دیا پھر سجلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ بعدازاں راستے میں اولادِ حسین نے جو معقل میں سے تھے، اپنے ہتھیاروں اور قبائل کے ساتھ اس سے جنگ کی۔

پس ایک دن ابوزیان نے پہرے داروں کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور اس کے سامنے جو گھوڑا کھڑا تھا، اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہو گیا اور اسے عبدالحلیم کی چھاؤنی سے اولادِ حسین کے فروکش ہونے کی جگہ تک ان سے مدد مانگنے کے لیے دوڑاتے ہوئے لے گیا پس انہوں نے اسے پناہ دے دی اور ایک غفلت کے وقت میں یہ بنی عامر کے پاس چلا گیا اور ان کے امیر خالد بن عامر کے درمیان اور سلطان ابوحمو کے درمیان بدسلوکی پائی جاتی تھی، یہ اس بدسلوکی کو بھڑکانے کے لیے گیا اور یہ اسے تلمسان پر چڑھا لایا پھر سلطان ابوحمو نے بھی ان کے مقابلہ میں فوج بھیجی لہٰذا اس نے اس کو تلمسان سے بھگا دیا پھر اس نے خالد بن عامر کو مال دیا کہ وہ اسے بلادِ ریاح میں بھجوا دے تو اس نے ایسے ہی کیا پھر اس نے اسے زواودہ میں بھجوا دیا اور یہ وہیں پر ان میں قیام پذیر رہا۔

پھر ابواللیل بن موسیٰ نے جو بنی یزید کا شیخ اور وطن بنی حمزہ اور اس کے قرب و جوار کا مالک ہے، اسے بلایا اور سلطان ابوحمو کی دشمنی میں اسے حکومت کے لیے مقرر کیا اور وزیر عبداللہ بن مسلم نے بنی عبدالواد، عربوں اور زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا پس ابواللیل کو غلبے کا یقین ہو گیا پھر اس کے لیے وزیر نے مال خرچ کیا اور اس سے شرط لگائی کہ اگر وہ ابوزیان کی اطاعت سے پھر جائے تو وہ اس کے وطن سے الگ رہے گا۔ لہٰذا اس نے ایسے ہی کیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔ چنانچہ وہاں پر مولیٰ ابواسحاق ابن مولانا سلطان ابویحییٰ کے ہاں اترا جس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر سلطان ابوحمو اور اس کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور مصالحت طے پا گئی اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ ابو زیان کو بجایہ کی اس سرحد پر بھجوا دیا جائے جو اس کے وطن سے ملتی ہے پس یہ تونس کے دارالخلافے میں گیا اور حاجب ابومحمد بن تافراکین جو اس وقت حفصیوں کی حکومت کو قائم کرنے والا تھا، اسے فیاضی اور کشادہ دلی سے ملا چنانچہ اس نے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا اور اس کا مقام اس قدر بلند کیا کہ شرفاء میں اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا پھر اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم آگے ذکر کریں گے۔



باب: ۲۷

سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کے مغرب سے دوسری بار تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات

سوید کے عرب زغبہ کا ایک بطن ہیں جو بنی مرین کی جماعت سے عریف بن یحییٰ کے عہد سے سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوعنان کے مددگار ہیں اور بنی عبدالواد کے نزدیک یہ ان کے دشمن یعنی بنی مرین کے شمار میں آتے ہیں جو بنی عامر کی حکومت طاغیہ کے ساتھ ان کے ہمسر ہیں۔ یہ آخری دور تک بنی عبدلواد سے مقابلہ کرتے رہے ہیں اور ان کے سردار ونزمار بن عریف نے سلطان ابوعنان کی وفات کے وقت بنی مرین کے پڑوس میں کرسف کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ چنانچہ اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے اور اس کی بات کو سنتے تھے۔ پھر اس کے بھائیوں کو ان کے وطن میں اور اپنے ہمسروں میں بنی عامر میں جو عظمت حاصل تھی، اس نے اسے پریشان کر دیا تھا پس اس نے حکومت کو بنیادوں سے اکھیڑنے کا عزم کرلیا۔ لہٰذا اس نے حاکم مغرب عمر بن عبداللہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ابوتاشفین کے پوتے محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے بھیجے اور سلطان ابوحمو اور احمد بن رحو بن غانم جو معقل میں سے اولاد حسن کا عظیم آدمی تھا کے درمیان جو نفرت مستحکم ہو چکی تھی۔ اس نے بھی اس پر اتفاق کیا حالانکہ اس سے پہلے یہ اس کے اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کے مددگار تھے، پس عمر بن عبداللہ نے اسے غنیمت سمجھا۔

ابوزیان محمد بن عثمان 765ھ میں نکلا اور ملویہ میں معقل کے خیموں میں مقیم ہوا۔ پھر وہ اسے تلمسان لے گئے اور سلطان ابوحمو کو بنی عامر کے امیر خالد بن عمر کے متعلق شبہ پڑ گیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بنی عبدالواد اور عرب فوجوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے نہایت اچھی طرح ان کا دفاع کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہوگئی پھر اس نے انہیں السرو کی جانب کوچ کروادیا اور وہ بھی ان کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ مسیلہ میں اُترے جو ریاح کا وطن ہے اور زواودہ کی پناہ میں چلے گئے۔

پھر وزیر عبداللہ بن مسلم پر طاعون کی وہ بیماری آئی جس نے اس سال بار بار آدمیوں پر حملہ کیا حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے انہیں 749ھ میں ہلاک کیا تھا پس اس کے بیٹے اور اس کا خاندان اسے ساتھ لے کر واپس لوٹے اور وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ انہوں نے اس کے اعضاء کو تلمسان بھیج دیا جہاں انہیں دفن کر دیا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے دشمن کی مدافعت کے لیے نکلا لیکن عبداللہ کی موت نے اس کی قوت توڑ دی اور اس کے اعوان و انصار کو متفرق کر دیا۔ جب اس نے بطحاء پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا تو سلطان ابوزیان کی فوجوں نے اس سے جنگ کی اور چھاؤنی پر اس کے جھنڈے چھا گئے تو ان کے دلوں پر رعب چھا گیا اور وہ منتشر ہو گئے۔ خوراک اور خیموں سے قبل ہی حکم نے ان پر سبقت کی اور انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور تتر بتر ہو گئے۔ ابوحمو جان بچاتے ہوئے چپکے سے تلمسان کی طرف کھسک گیا اور ابوزیان نے اس کی چھاؤنی کی جگہ پر اپنا خیمہ لگایا۔ معقل کا امیر احمد بن رحو اسے اس کی نجات گاہ کی طرف لے گیا اور اسے سِک پہنچا دیا۔ سلطان ابوحمو نے اپنے خواص کے ساتھ دوبارہ اس پر حملہ کیا اور انہوں نے نہایت جانفشانی سے اس کا دفاع کیا، پس اس کے گھوڑے نے اسے منہ کے بل گرا دیا اور اس نے اس کا سر کاٹ دیا۔ سلطان ابوحمو اپنے دارالخلافے میں چلا گیا اور ابوزیان اور عرب بھی اس کے تعاقب میں چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں اس کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی، اہل معقل اور زغبہ کے درمیان حسد پیدا ہو گیا اور زغبہ نے معقل کے اختصاص پر افسوس کیا اور اس امر پر بھی کہ انہیں چھوڑ کر صرف سلطان کی رائے پر اولادِ حسین کو لے لیا گیا ہے پس ابوحمو نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور اپنے قید خانے سے ان کے امیر عامر بن خالد کو رہا کر دیا اور اس سے

خلیفہ عہد لیا کہ وہ مقدور بھر لوگوں کو اس کی مدد ترک کرنے کی ترغیب دے گا، اپنی قوم کو ابوزیان کی اطاعت سے واپس لائے گا اور اس کی فوج کو منتشر کر دے گا تو اس نے اس عہد کو پورا کیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ ان کی پارٹیاں منتشر ہو گئیں اور ابوزیان بنی مرین کی حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور سلطان ابوحمو کی حکومت پیچیدگیوں کے بعد درست اور مضبوط ہو گئی پھر اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۷۳

مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابوحمو کی چڑھائی

ابوحمو کے خلاف ان فتنوں کے پیدا کرنے اور یکے بعد دیگرے شرفاء کو اس کے خلاف اُکسانے میں ونزمار بن عریف نے بڑا کردار ادا کیا کیونکہ ان کے درمیان مسلسل عداوت چلی آ رہی تھی جس کا حال بیان ہو چکا ہے۔ مغرب کی سرحدوں میں اس کا مقام کرسیف تھا۔ اس کا پڑوسی محمد بن زکراز تھا جو جبل دبدو میں رہنے والے دلکاس میں سے بنی علی کا سردار تھا اور یہ دونوں متفقہ طور پر اس کے مخالف تھے۔ چنانچہ جب بغاوت کا جوش تھم گیا اور اس نے انہیں اپنے وطن سے مغرب کی طرف نکال دیا تو ان کے ساتھ اس کی مصالحت ہو گئی۔ پھر اس نے ان دونوں امیروں کے ساتھ باری باری ان کی سرحدوں میں دست بدست نپٹنے کا فیصلہ کیا لہٰذا اس نے 766ھ کے آغاز میں مغرب کی طرف ایک فوج بھیجی اور خود دبدو اور کرسیف تک پہنچا پھر ونزمار بھاگ کر جبال کے قلعوں میں قلعہ بند ہو گیا۔ ابوحمو نے کھیتوں کو لوٹا اور دیگر نواح میں ہمہ گیر تباہی و تخریب کاری کی اور اسی طرح محمد بن زکراز بھی دبدو کے پہاڑ میں جا کر اپنے اس قلعے میں قلعہ بند ہو گیا جو اس نے وہاں تعمیر کیا ہوا تھا۔ ابوحمو نے اپنے سواروں کے ساتھ اس پر غارت گری کی اور اس کے وطن میں گھس گیا پھر اس کے شہر کی نواح میں ہمہ گیر تباہی اور تخریب کاری کی اور پلٹ کر اپنے دارالخلافے میں واپس آ گیا۔ بنی مرین کی ملحقہ سرحدوں اور ان کی سرحدوں میں اس کا قتل عام بڑھ گیا اور اس کی پامالی ان پر گراں ہو گئی، اور اس کے بعد ان کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس نے بلادِ افریقہ کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا پھر اگلے سال اس نے بجایہ کی طرف چڑھائی کی اور اس کی مصیبت اس پر پڑی جیسا کہ آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۷۴

سلطان ابوحمو کی بجایہ پر چڑھائی اور ظلم و تعدی

مولیٰ امیر ابو عبداللہ بجایہ پر قابض ہو کر اس کا حاکم بن گیا تھا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے 765ھ میں دوبارہ اندلس پر حملہ کیا اور اس میں بنی عبدالواد پر غلبہ پالیا اور وہاں اپنے محافظوں اور عامل کو اتارا پھر اس کے اور حاکم قسنطینہ سلطان ابوالعباس کے درمیان جو اس کے چچا کا بیٹا امیر ابو عبداللہ کا بیٹا تھا، حالات دگرگوں ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان متصل سرحدی عملداریوں میں کشاکش چل رہی تھی پس ان کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہو گئی جن کی وجہ سے وہ اندلس کی حفاظت سے غافل ہو گیا اور بنی عبدالواد کی فوجوں نے اندلس کا زبردست محاصرہ کر لیا پھر اس نے اپنے ایلچیوں کو حاکم تلمسان سلطان ابوحمو کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ مصالحت کی شرط پر اس کے لیے اندلس سے دست

بردار ہوتا ہے تو ابوحمو نے اندلس کو قبضے میں کر لیا اور وہاں اپنے محافظ اتار دیئے، یوں اس کے ساتھ صلح کر لی پھر اس کی بیٹی سے رشتہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور بیٹی کو اس کے ہاں بھیج دیا جسے وہ زواودہ کے سامنے ملا جو حدود بجایہ میں ان کی آخری عملداری ہے۔ حاکم بجایہ اس کام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے دوران، اپنے عم زاد سلطان ابوسعید کو ابوزیان کے بارے میں تونس بھیجا تھا کہ وہ اسے اندلس اتارنے اور ان کے ذریعے سلطان ابوحمو کو اس کی جنگ سے غافل کر دے۔

مرضی القلوب کی سازش

اس ابوزیان کے حالات میں سے یہ ہے کہ اس نے حاجب ابومحمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس میں قیام کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہاں تک کہ بنی عبدالواد کے تلمسانی مشائخ میں سے مرضی القلوب نے سلطان ابوحمو پر چڑھائی کرنے کی سازش کی اور اپنے بارے میں ان سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں گے لہٰذا اس نے اس طرف توجہ کی اور اس کے لیے تیاری کی۔ پھر تلمسان کی سرحد اور بجایہ کی عملداری کی طرف کوچ کر گیا اور قسنطینہ سے گزرا تو اس نے اس میں داخل ہونے سے پہلوتہی کی بلکہ وہاں حاکم کے لیے اجنبی بن گیا لیکن سلطان ابوالعباس کو جو ان دنوں وہاں کا حاکم تھا، اس کی خبر ہوگئی تو اس نے اسے روکنے اور قسنطینہ میں قید کرنے کا ارادہ کر لیا پھر اس کے اور اس کے عم زاد حاکم بجایہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی چنانچہ وہ اپنے اہل ملک کو بہت دبا کر رکھتا تھا اور انہیں سخت عذاب دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کے دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ اس نے ان میں پچاس آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پس لوگوں کو اس سے نفرت ہوگئی۔ آخر اس کی طبیعت بگڑ گئی اور بیماری پیچیدہ ہوگئی۔ اہل شہر سلطان ابوالعباس سے ساز باز کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ انہیں ہلاکت و تباہی کے چنگل سے بچائے کیونکہ اس کے لیے ان کے امیر پر غلبہ پانا مقدر کیا گیا تھا۔

امیر ابوعبداللہ کا انجام

پس اس نے 767ھ کے آخر میں اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعبداللہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا اور تامرو کے اس پہاڑ پر پڑاؤ کر لیا جو تاکردت کے قریب ہے۔ سلطان ابوالعباس صبح کو اس کے پڑاؤ پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوگیا چنانچہ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنا گھوڑا دوڑایا اور سوار بھی اس کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے ہوئے گزرے یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے اور اس کا گھیراؤ کر لیا پھر اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔

سلطان ابوالعباس شہر کی طرف جا کر 20 شعبان کو دوپہر کو اس میں داخل ہوگیا، لوگوں نے جنگ سے گھبرا کر اس کی پناہ لے لی اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو کر اس کی اطاعت کر لی، پس طوفان تھم گیا اور معاملہ درست ہوگیا۔

سلطان ابوحمو کی ثابت قدمی

سلطان ابوحمو کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے اس کی ہلاکت پر اور اس کا بدلہ لینے کے لیے غصے کا اظہار کیا اور اس نے زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ بجایہ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ وہاں پڑاؤ کر لیا۔ اس نے بجایہ کے چوک کی اطراف کو خیموں سے بھر دیا اور سلطان اس کی مبارزت پر آمادہ ہوا اور اہل شہر اس کے ساتھ تیار ہوئے اور اس کے مقام کی پناہ لے لی، پس اس نے ان کی حاجت روائی کی اور ایلچی اڑ کر قسنطینہ گیا۔ چنانچہ اس نے ابوزیان کو قید سے رہا کر دیا اور اسے سواریاں، زرہیں اور آلہ دیا اور اس کے ساتھ اپنے غلام بشیر کو بھی فوج میں بھیجا یہاں تک کہ وہ ابوحمو کی چھاؤنی کے بالمقابل اترا جہاں انہوں نے بنی عبدالجبار کے دامن کوہ میں اپنی جگہ بنائی اور صبح و شام ابوحمو کی چھاؤنی پر غارت گری کرنے لگے کیونکہ ان کے پاس اس کی فوج اور اس کے ساتھی عربوں کے ارادوں کے متعلق چغلی کی گئی تھی۔ سلطان ابوحمو نے ایک ثابت قدمی دکھائی جو اس کے وہم گمان میں نہ تھی اور جنگ کے ایک دلال نے اہل شہر کے مشائخ کی زبان سے اس کے سامنے ایک وعدہ پیش کیا تھا جس نے ان کے لیے اس میں دلچسپی پیدا کر دی تھی اور اسے یقین ہوگیا تھا کہ اس کے لیے اسے تیاری کرنے کی ضرورت نہیں پس وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور احتیاط کو ترک کر دیا۔ جب

وہ اس کے سامنے ڈٹ گیا تو اس کی چھاؤنی پر فضا تنگ ہو گئی اور غلہ کے لانے کے راستے خراب ہو گئے اور اس کے پڑاؤ کے قبائل میں حکومت میں حصہ دار دشمن کے غالب آ جانے سے سنگین جنگ شروع ہو گئی اور سلطان کی سطوت اور بُرے انجام کے خوف سے عرب جوانوں نے جانیں فدا کرنے کی کوشش کی۔ وہ ان کے درمیان انتشار کے لیے چلنے پھرنے لگے پھر اس کے لیے انہوں نے حملے کا وقت مقرر کیا اور جب سلطان کو مشائخ کے وعدے نے جھٹلا دیا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا پھر اس نے فصیلوں کے تنگ مقامات پر جو پہاڑ کی سخت دشوار اور بلند جگہوں میں تھے، خیمے لگا لیے لیکن اہل الرائے نے اس بات کو پسند نہ کیا اور پہاڑ کے پیادوں نے غفلت کے وقت نکل کر ان پوشیدہ مقامات پر بیٹھے ہوئے جانبازوں پر حملہ کر دیا جوان کے سامنے شکست کھا گئے اور انہوں نے ان کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب عربوں نے دور سے خیموں کو لٹتے دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور تمام چھاؤنی تتر بتر ہو گئی۔

سلطان ابوحمو نے سفر کے لیے اپنا لاؤ لشکر اٹھایا تو انہوں نے اس کو روک دیا لیکن اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کا سب باقی ماندہ سامان لوٹ لیا گیا۔ لوگوں نے ہر طرف سے ان پر آوازے کسے اور ان کے آگے پیچھے سے راستے تنگ ہو گئے۔ چنانچہ وہ اپنی بھیڑ کو لے کر بھاگے اور ان کے پہلوؤں پر پل پڑے پس ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہاں اس قدر عجیب واقعات ہوئے جنہیں لوگ مدت تک بیان کرتے رہے۔

اس کی لونڈیوں کو بجایہ لایا گیا اور امیر ابوزیان نے ان میں سے اس کی مشہور لونڈی، یحییٰ الزابی کی بیٹی کو مخصوص کر لیا جو عبدالمومن بن علی کی طرف منسوب ہوتی تھی اور پہلے جیسا بیان ہو چکا ہے، اس نے موحدین کے علاقے میں غریب الوطنی کی حالت میں اس کے باپ سے اس کا رشتہ طلب کیا تھا اور دوسری لونڈیوں کی نسبت یہ اس کے دل کو بہت بھاتی تھی پس وہ امیر ابوزیان کے حصے میں آئی اور وہ اس سے محبت کرنے سے کنارہ کش رہا یہاں تک کہ اہل فتویٰ نے اسے اس کا ایک طریق بتایا کہ سلطان ابوحمو سے اپنی عورتوں کے بارے میں ایک گناہ سرزد ہوا تھا اور سلطان ابوحمو عشق پیچاں کے اس گڑھے سے تھوک نگلنے کے بعد بچ گیا تھا اور الجزائر کی طرف چلا گیا تھا اور وہ نفس کو اس برے کام کی برائی سے روک نہیں سکتا تھا پھر وہ وہاں سے نکل کر الجزائر چلا گیا اور اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھا اور اس کے عم زاد ابوزیان کی قوت و سطوت بڑھ گئی اور وہ قاصیہ پر غالب آ گیا، عرب اس کے پاس آ گئے جس سے اس کے پیروکاروں میں اضافہ ہو گیا اور اس نے مشرق کی جانب مسلسل کئی سال تک سلطان ابوحمو سے جنگ کی جس کا حال ہم اب بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۵۷

بلادِ حصین کی شرقی جانب ابوزیان کے بغاوت کرنے اور المریہ، الجزائر اور ملیانہ پر غالب آ جانے اور اس کے ساتھ ہونے والے معرکے

جب سلطان ابوحمو نے بجایہ کے میدان میں شکست کھائی تو ذوالحجہ کے اوائل سے ہی جو 762ھ کا آخری مہینہ ہے، اس کے حالات دگرگوں ہو گئے۔ امیر ابوزیان نے اپنا ڈنکا پٹوا دیا اور پھر اس کا تعاقب کرتے ہوئے زغبہ کے بلادِ حصین میں پہنچ گیا جو ظلم و استبداد سے خودسر ہو گئے تھے، جب کہ حکومتیں ان کے ساتھ اس رعایا کا سلوک کرتی تھی جو تاوان میں غلام بنالی جاتی ہیں اور اس کے آگے پیچھے جو ان کے زغبہ بھائی رہتے تھے، جنگ کی غرض سے انہیں ان کے برابر قرار دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سرخ موت پر اس کی بیعت کی اور جبل تیطری کی پناہ گاہ میں ٹھہر گئے یہاں تک کہ سلطان کی فوجیں اچانک ان پر آ پڑیں پھر انہوں نے المریہ پر حملہ کر دیا جہاں پر سلطان ابوحمو کی بہت بڑی فوج اس کے وزراء عمران بن موسیٰ

بن یوسف اور موسیٰ بن عوت اور داؤد فل بن عبو بن حماد کی نگرانی کے لیے موجود تھی۔ انہوں نے کئی روز تک ان سے جنگ کی پھر شہر میں انہیں زیر کر لیا۔ امیر ابوزیان نے اس پر قبضہ کر لے وزراء پر اور بنی عبدالواد کے مشائخ پر احسان کیا اور انہیں سلطان کے پاس جانے کی آزادی دے دی۔ لہٰذا تاوان کی ذلت سے بچنے کے لیے ثعالبہ نے بھی انہی کا طریق اختیار کیا پس انہوں نے امیر ابوزیان سے اطاعت وانقیاد کا عہد کر لیا۔ الجزائر کے باشندوں کے دلوں میں اپنے حاکموں کے ظلم کی وجہ سے نفرت پائی جاتی تھی اور ثعالبہ کے امیر سالم بن ابراہیم بن نصر نے امیر ابوزیان کی اطاعت پر انہیں مائل کیا پھر ابوزیان نے اہل ملیانہ کو بھی اسی قسم کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات مان لی۔ سلطان ابوحمو نے ان کی بیماری کو ختم کرنے کے لیے ایک فیصلہ کن حملے پر غور کیا، اس نے عرب باشندوں میں آدمی بھیجے اور مال خرچ کیا اور جستجو کے لیے دریا کے کناروں پر شہروں کو انہیں جاگیر میں دیا۔

ملیانہ پر چڑھائی

سلطان بلادِ تو جین کی طرف چلا گیا اور 768ھ میں امیر سوید ابوبکر بن عریف کی اطاعت کی کوشش کرتا ہوا بنی سلامہ کے قلعے میں اترا، لیکن خالد بن عامر نے اس سے اتفاق نہ کیا اور ابوبکر بن عریف کے پاس چلا گیا، دونوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی۔ پھر انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی، وہ بھاگ گئے اور اس کے محلات اور قیمتی چیزیں لُوٹ لی گئیں اور یہ تلمسان کو واپس آ گیا۔ پھر اس نے ملیانہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس نے ریاح کی طرف جب کہ وہ اس کی طرف مائل تھا، یعقوب بن علی بن احمد اور عثمان بن یوسف بن سلیمان علی کو بھیجا۔ یہ دونوں زواودہ کے امیر تھے کیونکہ ان دونوں اور سلطان مولانا ابوالعباس کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی پس اس نے امیر ابوزیان پر اور اس کے بعد بجایہ پر حملہ کرنے کے لیے اس سے مہلت مانگی اور اُسے ضمانت دی کہ ریاح کے صحرائی لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر انہوں نے اس کی طرف اپنی گروی رکھی ہوئی چیز بھی بھیجی جسے اس نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے واپس کر دیا اور زغبہ کے بہت سے عرب ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عریف بن یحییٰ اور خالد بن عامر کی اولاد ہمیشہ ہی اپنے قبیلوں میں صحرا میں اس سے منحرف رہی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے حصین کے مخالفین اور امیر ابوزیان پر جبل تیطری میں ان کی پناہ گاہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یعقوب بن علی اور عثمان بن یوسف اپنی ریاحی فوجوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گئے اور ان کے بالمقابل قلعہ میں اُترے لہٰذا عریف اور خالد بن عامر کی اولاد جلدی سے زواودہ کی طرف گئی تا کہ سلطان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے انہیں علاقے سے باہر نکال دیں چنانچہ انہوں نے جمعرات کے روز ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں 769ھ میں صبح کو ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی، تو شروع شروع میں زواودہ بھاگ گئے اور آخر کار انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ میں زغبہ کے کچھ لوگ مارے گئے، وہ انہیں روکنے سے مایوس ہو گئے پس وہ حصین اور امیر ابوزیان کی طرف مُڑ گئے اور اپنے چراگاہ تلاش کرنے والے کے ساتھ ان کے پاس چلے گئے پھر سلطان ابوحمو کے خلاف ان کے مددگار بن گئے۔ انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی اور اس کی طرف جا کر اس کے ساتھ نہایت پامردی سے جنگ کی چنانچہ اس کے میدان میں بھگدڑ مچ گئی اور اس کی فوجوں کو شکست ہو گئی۔ خود وہ صحرا کے راستے بچ کر تلمسان چلا آیا۔ ادھر زواودہ اپنے وطن کی طرف بھاگ گئے اور زغبہ کے تمام عرب امیر ابوزیان کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور سیرات میں قیام پذیر ہوا۔

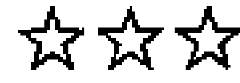
محمد بن عریف کی اطاعت

سلطان ابوحمو اپنی قوم اور بنی عامر کے باقی لوگوں کے ساتھ نکلا اور خالد اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آگے بڑھا تو سلطان نے اسے شکست دی چنانچہ لوگ اس کے پیچھے سے بھاگ گئے پھر اس نے اس کے ساتھ خط و کتابت میں نرم رویہ اختیار کیا اور اس کے لیے مال خرچ کر کے شرائط طے کرنے میں اُسے کھلا اختیار دیا لہٰذا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا اور امیر ابوزیان عریف کی اولاد سے پختہ دوستی رکھتے ہوئے اپنے حصین کے مددگاروں کی طرف واپس آ گیا۔ پھر محمد بن عریف سلطان کی اطاعت میں چلا گیا اور اسے ضمانت دی کہ وہ اپنے بھائی کو مخالفت سے روک دے گا، اور اس نے اس بارے میں بہت کوشش کی۔ چنانچہ سلطان نے اس پر الزام لگایا اور اس کے دشمن خالد بن عامر نے اسے اس پر مصیبت ڈالنے

کے لیے آمادہ کیا لہٰذا اس نے اُسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بھائی ابوبکر کی نفرت مستحکم ہوگئی۔

ابوبکر کے خلاف سلطان کی یلغار

سلطان نے اپنی قوم اور تمام بنی عامر کے ساتھ 770ھ میں اس پر حملہ کیا ابوبکر کی پوزیشن بھی مضبوط ہوگئی پس اس نے الحرث بن ابی مالک اور ان کے پیچھے حصین کو جمع کیا، اور وہ دراک اور تیطری کے پہاڑوں میں قلعہ بند ہوگئے۔ سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ بلادِ دیالمہ کو الحرث سے واپس لینے کے لیے اترا پس اس نے انہیں تباہ و برباد کرتے ہوئے انہیں روند ڈالا۔ پھر اس کی فصیلوں کو تباہ کر کے اس کے خزانوں کو بھی لُوٹ لیا جب کہ ابوبکر اور اس کے ساتھی، جو الحرث اور حصین سے تھے، اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ امیر ابوزیان ان کے درمیان تھا پس اس نے انہیں چھوڑ دیا اور بلاد عریف اور ان کی سوید قوم پر حملہ کر کے انہیں برباد کر دیا اور ابن سلامہ کے قلعے کو بھی برباد کر دیا کیونکہ وہ ان کا سب سے خوبصورت ٹھکانہ تھا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس نے اولاد عریف سے اپنے آپ کو شفا دی ہے اور انہیں انکے دشمن کا مقام دیا ہے۔ ابوبکر کے مغرب چلے جانے اور بنی مرین کے حملے کا حال ہم بیان کریں گے۔



باب:۷۶

سلطان عبدالعزیز کی تلمسان پر چڑھائی اور قبضہ، بلادِ الزاب میں الدوس کے مقام پر ابوحمو اور بنی عامر کا مصیبت میں گرفتار ہونا، ابوزیان کا تیطری سے نکل کر ریاح کے قبائل میں جانا

ابوحمو نے جب محمد بن عریف کو گرفتار کر کے اس کی قوم سوید کی جمعیت کو منتشر اور اس کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تو اس کے بڑے بھائی کا ارادہ ہوا کہ وہ شاہِ مغرب کے پاس فریادی بن کر آئے چنانچہ وہ اپنے بنی مالک کے چراگاہ تلاش کرنے والے آدمی کیساتھ اس کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے سوید، دیالم اور عطاف کے قبائل سے لوگوں کو اکٹھا کیا یہاں تک کہ وہ ملویہ کی زمین میں جا اُترا جو مغرب کی سرحدوں کے ساتھ ہے۔ پھر اپنے بڑے بھائی ونزمار کے صدر مقام میں گیا جو مراوہ کے اس محل میں تھا جس کی حد بندی اس نے وادی ملویہ کو بنی مرین کی حکومت کے ماتحت واپس کرتے اور ان کی پناہ میں دیتے وقت کی تھی کیونکہ ان کی حکومت کا دار و مدار اس کے ہاتھ میں تھا اور ان کے کام اس کے مشوروں سے تکمیل پاتے تھے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کا وہ اپنے باپ عریف بن یحییٰ سے سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوعنان کے ساتھ وارث ہوا تھا، پس ملوکِ مغرب نے اس کے اسلاف کے طریقوں کو قبول کر کے اس کی رائے سے برکت اور اس کے مشورے سے سکون حاصل کیا۔

چنانچہ جب اس کا بھائی ابوبکر شاہ مغرب سے پوشیدہ طور پر اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے دوسرے بھائی محمد کے قید ہونے کی اطلاع دی تو اس نے اپنے ارادوں کو تیز کیا اور اپنے بھائی ابوبکر اور ان کی قوم بنی مالک کے مشائخ کو سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس بھیجا۔ جب وہ جبل ہنتاتہ کو فتح کر کے اور عامر بن محمد بن علی پر قابو پا کر جو اس کے قلعے میں افتراق پیدا کرتا تھا، واپس آ رہا تھا، پس وہ اسے راستے میں ملے اور وہ

بھی انہیں نہایت عزت واحترام سے ملا۔ پھر انہوں نے اس سے اپنے بھائی کے بچانے کے لیے مدد طلب کی جس پر اس نے ان کی دادخواہی کو قبول کیا۔ بعد میں انہوں نے اسے تلمسان کی حکومت اور اس کے ماوراء علاقے کے متعلق رغبت دلائی تو اس کی قوم نے اس بات پر اتفاق کیا کیونکہ اس کے دل میں سلطان ابوحمو کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی، اس لیے کہ وہ ہر اس آدمی کو قبول کر لیتا تھا جو معقل عربوں میں سے حکومت کا مددگار یا صحرائی آدمی اس کے پاس آتا تھا۔

تلمسان پر سلطان کی یلغار

پس اس نے تلمسان پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا اور اپنی باگ ونزمار کے ہاتھ میں دے دی اور فاس کے میدان میں پڑاؤ ڈال کر مغرب کی سرحدوں اور مضافات میں فوجیں جمع کرنے والوں کو بھیجا پس فوجیں اکٹھی کرنے والے اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور وہ 771ھ میں عبدالاضحیٰ کی قربانیاں ادا کرنے کے بعد کوچ کر گیا۔ سلطان ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی جو اس وقت بطحاء میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے تو وہ الٹے پاؤں تلمسان واپس آیا اور اس نے اپنے مددگاروں میں عبیداللہ اور معقلی عربوں کے خلیفہ کو بھیجا تو انہوں نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور شاہِ مغرب کی طرف چلے گئے۔ لہٰذا اس نے بنی عامر کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا، ماہ محرم 772ھ میں بھاگ گیا اور سلطان عبدالعزیز اس کے بعد یوم عاشورہ کو تلمسان میں اُترا، اس نے ونزمار بن عریف کو اس کی اتباع میں فوجیں بھیجنے کا اشارہ کیا، پس سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی بن السکا کو بھیجا یہاں تک کہ وہ بطحاء پہنچ گیا پھر وہیں ونزمار بھی اس کے ساتھ مل گیا۔ وہ سب عربوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوحمو اور بنی عامر کے تعاقب میں جلدی سے گیا اور وہ بہت دُور چلے گئے تھے اور زدادہ کے ہاں اترے تھے۔ چنانچہ ان دنوں سلطان نے ان کی طرف عبدالعزیز کو بھیجا کہ وہ انہیں اس کی اطاعت اختیار کرنے اور بنی عامر کے ساتھیوں اور سلطان سے دُور کرنے پر آمادہ کرے۔ اس نے فرج بن عیسیٰ بن عریف کو حصین کی اطاعت حاصل کرنے اور ابوزیان کو اپنے دارالخلافے میں طلب کر کے اس کے عہد کو توڑنے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں اکٹھے ہی اپنے دوستوں میں سے سب سے پہلے ابوزیان کے پاس گئے اور وہ زدادہ میں سے یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے پاس چلا گیا، میں ان کے پاس گیا چنانچہ میں نے سلطان کی رضامندی کے لیے انہیں پناہ دینے کی اہمیت کم کر دکھائی اور میں نے انہیں ابوحمو اور بنی عامر کے معاملے میں انتباہ کیا اور ان کے مشائخ ونزمار اور وزیر ابوبکر بن غازی کے پاس گئے جنہوں نے ان دونوں کو اس کا راستہ بتایا تو انہوں نے جلدی سے جا کر الدوس میں ان کی فرودگاہ پر شب خون مارا جو مغرب الزاب کی آخری عملداری ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور سلطان ابوحمو کی تمام چھاؤنی کو ان کے مال ومتاع سمیت لوٹ لیا پھر ان کی جماعت مصاب چلی گئی لہٰذا فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں۔ پھر جبل راشدہ کے سامنے صحرا میں بنی عامر کے محلات میں داخل ہو کر انہیں لوٹ لیا اور برباد کر دیا۔ بعد ازاں ان میں خرابی کی اور اُلٹے پاؤں تلمسان واپس آ گئے پھر سلطان نے اپنے کارندوں کو مغرب اوسط کے بلاد وہران، ملیانہ، الجزائر، المریہ اور جبل وانشریس میں پھیلا دیا جس سے اس کی حکومت منظم و مستحکم ہو گئی، اس کا دشمن اس سے دور ہو گیا اور صرف بلادِ مغراوہ میں فتنے کی آگ کی ایک چنگاری باقی رہ گئی۔

پھر خالد کچہری میں غصے ہو کر جبل بنی سعید میں جا کر قلعہ بند ہو گیا اور سلطان نے اس کے محاصرے کے لیے فوجیں تیار کیں، اپنے وزیر عمر بن مسعود کو اس کام کے لیے بھیجا جیسا کہ ہم نے مغراوہ کے حالات میں بیان کیا ہے چنانچہ وہ ذلیل ہو گیا۔ پھر میں نے ان دونوں ان کے پاس زدادہ کے مشائخ کو بھیجا تو اس نے ان کی بہت عزت کی، جب وہ واپس آئے تو ان کے تھیلے بھرے ہوئے تھے، ان کے دل صاف تھے اور ان کی زبانیں شکریہ ادا کر رہی تھیں پھر ان کا یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا حال ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: ۷۷

مغرب اوسط کا اضطراب اور ابوزیان کا تیطری کی طرف واپس آنا تلمسان پر ابوحمو کا چڑھائی کرنا پھر ان دونوں کا شکست کھا کر بقیہ نواح سے اخراج

بنی عبدالواد کی حکومت کے آغاز میں زغبہ کے بنی عامر ان کے مخلص مددگار تھے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، سوید بن مرین کے مخلص دوست تھے عریف اور اس کے بیٹوں کی سلطان ابوالحسن کے ہاں جو قدر و منزلت تھی وہ ایک مشہور بات ہے چنانچہ جب الدوس میں ان کے قبائل ابو حمو کے ساتھ لوٹے گئے تو وہ بنی مرین کی آمد سے مایوس اور خوف زدہ ہو کر جنگل کی طرف چلے گئے کیونکہ ونزمار بن عریف اور اس کے بھائی حکومت میں تھے لہٰذا انہوں نے اپنے سلطان ابوحمو پر مہربانی کی اور اس کے ساتھ جنگلوں میں گھومتے پھرے۔ پھر رحو بن منصور اپنی قوم کے اطاعت گزار عبیداللہ معقلی کے ساتھ ان کے پاس آیا اور انہوں نے وجدہ پر حملہ کر دیا جس سے حکومت کے خلاف نفاق کی آگ بھڑک اٹھی اور حصین، اپنے انجام کے بارے میں سلطان سے ڈر گئے کیونکہ وہ شقاق و عناد کی طرف میلان رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے سلطان ابوزیان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اسے یحییٰ بن علی کی اولاد کے اجتماع کی جگہ سے واپس بلانے کے لئے اپنے مشائخ کو بھیجا چنانچہ وہ ان کے درمیان قیام پذیر ہوا، انہوں نے اس کے ساتھ المریہ پر حملہ کر کے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا لیکن المریہ کا شہر ان کے سامنے ڈٹا رہا اور مسلسل یہی کیفیت رہی۔ پھر مغرب اوسط سلطان کے خلاف حرکت میں آ گیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی۔ لہٰذا اس نے فوجوں کو حصین اور مفراوہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا، چنانچہ ابوحمو اور بنو عامر نے اسے تلمسان لانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب وہ اس کے قریب اُترے تو سلطان عبدالعزیز نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے خالد بن عامر اور زغبہ سے مال کے بارے میں سازش کی۔ ابوحمو نے اس کے ایک رشتہ دار سے مل کر اور اس کے کہنے پر گرفتار کر کے اسے ناراض کر دیا تھا پس وہ شاہ مغرب کی طرف مائل ہوا اور اس نے ابوحمو کے عہد سے دست کشی کر لی۔

ابوحمو کی شکست اور تباہی

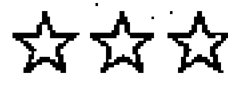
سلطان عبدالعزیز نے خالد کی طرف اپنی فوج بھیجی لہٰذا اس نے ابوحمو اور اس کے ساتھ عربوں، عبیداللہ اور بنی عامر پر حملہ کر دیا، اس نے ان کی چھاؤنی اور اموال کو لوٹ لیا اور اس کی بیوی اور لونڈیاں سلطان کے محل میں لائی گئیں۔ پھر اس نے ان کے غلام عطیہ کو گرفتار کر لیا تو سلطان نے اس پر احسان کر کے اسے اپنے خواص اور وزراء میں شامل کر لیا۔ تب زغبہ نے شاہ مغرب کی خدمت کا عہد کر لیا، سلطان کے نزدیک یہ فتح بلادِ مغراوہ کی فتح کے برابر ہوگئی اور اس کا وزیر ابوبکر بن غازی جبل بن سعید پر غالب ہو گیا پھر اس نے حمزہ بن علی بن راشد کو اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پکڑ لیا اور انہیں قتل کر کے انہیں سلطان کے دارالخلافے میں بھجوا دیا، ملیانہ کے میدان میں ان کے اعضاء کو صلیب دی گئی پس فتح کی تکمیل ہوگئی۔

سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو حصین پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا، پس اس نے ان پر حملہ کیا، اس نے مجھ سے گفتگو کی جب کہ میں اس کی تشہیر کے لیے بسکرہ میں مقیم تھا کہ زواوہ اور ریاح سے اس کے مددگاروں کو اکٹھا کروں اور تیطری کے قلعے پر وزیر اور فوجوں کی ملاقات ہوئی۔ چنانچہ ہم نے کئی ماہ تک ان سے جنگ کی پھر ان کی فوج تتر بتر ہو گئی پھر وہ قلعے سے بھاگ گئے اور پوری طرح تباہ ہو گئے لیکن ابوزیان سیدھا چلتا گیا اور زاب کے سامنے وارکلا شہر میں پہنچ گیا کیونکہ وہ فوجوں کی پہنچ سے دُور تھا پس انہوں نے اُسے پناہ دی، اس کی عزت کی اور روز یر نے ثعالبہ اور

حصین کے قبائل پر بڑے بڑے محصول لگا دیئے جسے انہوں نے ہاتھوں سے ادا کیا۔ اس نے ان کی وصولی کے لیے انہیں دبالیا، سرحدوں کی جانب پر قبضہ کرلیا اور بڑی شان اور غلبے کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

ابوبکر بن غازی کا مرتبہ

سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر اور اپنی فوجوں کی آمد سے چند راتیں قبل آخر ربیع الاول 774ھ میں ایک مزمن مرض سے فوت ہو گیا جس کے غلبے سے وہ پوشیدگی اور صبر کے ساتھ بچتا تھا۔ بنو مرین اس کے بیٹے کی مردانہ وار بیعت کرنے کے بعد مغرب میں اپنے مقبوضات کی طرف واپس آ گئے اور اُسے سعید کا لقب دیا۔ انہوں نے اس کا معاملہ وزیر ابوبکر بن غازی کے سپرد کر دیا پس اس نے اس کا امر ان پر نافذ کیا اور اس کی یہی حالت رہی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۷۸

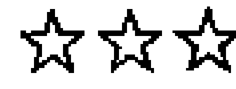
سلطان ابوحموالاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی اور بنی عبدالواد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور بنی مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے تو انہوں نے تلمسان سے دور ہونے کی وجہ سے ابوحمو کی مدافعت کے لیے بنی یغمراسن کے شرفاء میں سے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو مقرر کیا، جو ان کی حکومت کو اس وقت سے عمدگی سے چلا رہا تھا جب سے اس کا باپ فوت ہوا تھا۔ البتہ اس کے مددگاروں میں سے سلطان ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ کھسک گیا، ان کے کوچ کی صبح کو شہر کی طرف چلا گیا اور اپنے آقا کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا تب ابراہیم بن تاشفین نے اسے اس کے ارادے سے روکا۔ سلطان ابوحمو کے مددگاروں کو جو معقلی عربوں میں سے یغمور بن عبیداللہ کی اولاد تھے، یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے نجیب کو اس وقت اس کے پاس بھیجا جب لوگوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اس نے سوڈان کی طرف سفر کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ عرب اس پر چڑھائی کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ پس وہ اپنی غربت گاہ سے جلدی جلدی چلا اور اس کے ولی عہد بیٹے عبدالرحمٰن ابوتاشفین نے ان کے مددگار عبداللہ بن صغیر کے ساتھ اس سے سبقت کی پس وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اور ان کے پیچھے سلطان بھی ان کے چوتھے دن بعد آ گیا اس نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کی اور اپنے تخت پر بیٹھا۔

اپنے وزیروں کی گرفتاری

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس نے اسی وقت اپنے وزراء کو گرفتار کر لیا جن پر اس نے خالد بن عامر کے ساتھ سازش کرنے کا الزام لگایا تھا کیونکہ اس نے اس سے عہد شکنی کی تھی اور اس کے دشمن کی مدد کی تھی۔ پس اس نے اس دن غصے کی وجہ سے انہیں قید خانے میں ڈال دیا اور اس کی وجہ سے خالد اور اس کے خاندان کی نفرت اس سے مستحکم ہو گئی۔ عریف بن یحییٰ کی اولاد کی دوستی، بنی عامر کے فخر اور سلطان عبدالعزیز کے اسے قتل کے لیے پیش کرنے کی وجہ سے اسے حاصل ہو گئی اور ان کے سردار ونزمار کے مقام کی وجہ سے اسے ملوک مغرب کے احسانات کو روکنے کے بارے میں اس پر اعتماد ہو گیا۔ وہ اپنے وطن کو درست کرنے کے لیے واپس آ گیا بعد ازاں بنو مرین نے مغرب کی طرف ان کے منتشر ہونے کے وقت مفرادہ کے ہمسروں اور پھر بنی مندیل علی بن ہرون بن ثابت بن مندیل سے جنگ چھیڑ لی اور اسے سلطان ابوحمو سے مزاحمت کرنے اور اس کی حکومت

کے شرفاء کو باغی بنانے کے لیے بھیجا۔ اس کے عم زاد ابوزیان نے بلادِ حصین پر حملہ کیا، ان دونوں کے ساتھ ہم اس کے حالات کو بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب :۹ ے

ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلادِ حصین کی طرف واپسی اور پھر وہاں سے اس کے خروج کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور امیر ابوزیان بن سلطان ابی سعید کو خبر ملی کہ وہ اپنی نجات گاہ دارکلا میں ہے تو اس نے وہاں سے تلول پر حملہ کیا اور اس جانب چلا گیا جہاں وہ الگ تھلگ مقیم تھا۔ ابوحمو کی چیدہ جگہ بھی وہیں پڑتی تھی پس وہ پہلے کی طرح اس کی دعوت کے لیے خاص ہو گئی اور ان کے باشندے اس کی اطاعت میں واپس آ گئے۔ پھر سلطان ابوحمو اپنے مضافات کو سدھارنے اور اپنی سلطنت کی حالت کو درست کرنے اور اپنے مقبوضات سے خوارج کو دُور کرنے کے لیے نکلا، اس معاملے میں زغبہ کے صحرائی لوگوں کے امیر ابوبکر اور محمد نے اس کی مدد کی جو عریف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں، اور ان دونوں سے بڑے وزمار نے ان سے ساز باز کر کے انہیں سلطان کی خیر خواہی اور دوستی میں لگا دیا جس کی وجہ ان دونوں نے بہتر اور واضح تر طریق اختیار کیا۔ سلطان نے خالد اور اس کے خاندان سے عہد شکنی کر کے ان پر زمین تنگ کر دی، وہ مغرب میں چلے گئے کیونکہ پہلے بھی وہ سلطان عبدالعزیز کے پاس گئے تھے اور سلطان نے اپنے پاس سے ابتداء کی اور اس نے جنگوں کے بعد ان دونوں کی مدد سے 775ھ میں علی بن ھرون کو ارض شلف سے نکال دیا۔ ان جنگوں میں اس کا ایک بھائی رحمون بن ھرون مارا گیا، وہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر مغرب کو چلا گیا۔ پھر سلطان ابوحمو نے شلف کے ماوراء علاقے پر پیش قدمی کی۔

سلطان ابوسعید کی بے نظیر فتح

محمد بن عریف نے اس کے اور اس کے عم زاد کے درمیان سفارت کی حالانکہ اس سے پہلے اس کے بہت سے ثعالبی اور حصینی مددگار اس کی طرف آ گئے تھے کیونکہ اس نے انہیں اموال دیئے تھے نیز اس وجہ سے کہ وہ جنگ کی طوالت سے اُکتا گئے تے، اس نے اس کے ساتھ اس تاوان پر صلح کر لی جو وہ اسے دے گا، یہ شرط لگائی کہ وہ اس کے وطن سے نکل کر اس کے ریاحی پڑوسیوں کے پاس چلا جائے تو اس نے یہ بات قبول کر لی۔ پھر جنگ کے ہتھیار پھینک کر اپنے بغاوت کے مقام کو چھوڑ گیا۔ محمد بن عریف کا وہاں بہت اچھا اثر تھا جس نے ثعالبہ کے سردار سالم بن ابراہیم سے جو متیجہ اور الجزائر کے شہر پر غالب تھا دوستی کر لی حالانکہ اس سے پہلے اس نے جنگ میں خوب گھوڑے دوڑائے تھے پس اس نے سلطان سے اس کے لیے امان اور اس کی قوم اور عملداری پر اس کی حاکمیت کا عہد طلب کیا، سلطان نے اپنے بیٹوں کو اپنی عملداریوں کی سرحدوں پر حاکم مقرر کیا پس اس نے اپنے بیٹے کو سالم بن ابراہیم کی نگرانی کے لیے بھیجا جو اس کے قابو میں تھا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو اس کے نزدیک کے علاقے میں بھیجا۔ سلطان اس کی طرف پر قبضہ کرنے اور اس کی عملداری کی اطراف کو درست کرنے کے بعد اپنے دارالخلافہ تلمسان میں واپس آ گیا پھر اس نے اپنے مددگاروں کے دلوں کی اصلاح کر دی اور اپنے دشمن کے مددگاروں سے دوستی کر لی۔ یہ ایک بے نظیر فتح تھی حالانکہ اس سے پہلے اس نے حکومت کی الٹ پھیر دیکھی تھی اور سلطان کے قانون کو خیرباد کہہ دیا تھا لیکن وہ اپنی قوم اور اس کے مقبوضات سے الگ ہو کر اس شخص کی پناہ میں چلا گیا تھا جو نہ اس

کے حکم کو نافذ کرتا تھا اور نہ اس کی اطاعت کرتا تھا۔

☆☆☆

باب: ۸۰

عبداللہ بن صغیر کا حملہ اور ابو بکر بن عریف کی بغاوت اور پھر دونوں کی طرف سے امیر ابوزیان کی بیعت اور ابو بکر کی اطاعت

خالد بن عامر اور اس کے بھتیجے عبداللہ بن صغیر اور عامر بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھے جو اس کے دیگر بھائی تھے، وہ مغرب میں بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گئے تھے کیونکہ ان کے اور ابوحمو کے درمیان وہ کام ہوا تھا جو خالد نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ عبداللہ بن صغیر اپنے فریادی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ ونزمار بن عریف نے حاکم مغرب اور حاکم تلمسان کے درمیان مصالحت کروادی تھی پس وہ اپنی قوم کے ساتھ جنگل میں گھس گیا اور زغبہ کے وطن میں چلا گیا۔ پھر اس نے جبل راشد پر حملہ کیا جہاں العمور رہتے تھے اور وہ بنی حلال میں سے سوید کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس دوران میں سلطان ابو بکر بن عریف کے درمیان جبل وانشریس کے حاکم یوسف بن عمر بن عثمان کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی، سلطان اسے اس کی عملداری سے معزول کرنا چاہتا تھا تو ابو بکر کو اس قدیم دوستی کی وجہ سے جو ان دونوں کے اسلاف میں پائی جاتی تھی، غصہ آ گیا، لہٰذا اس سے جنگ کے بعد عبداللہ بن صغیر سے اتحاد کر کے اسے ابوزیان کی بیعت کرنے کی دعوت دی جس کو اس نے قبول کر لیا اور انہوں نے ریاح کے میدانوں میں اس کی قیام گاہ پر آدمی بھیجے پس انہوں نے اس کے ساتھ ان کا تعلق کروا دیا اور اسے امیر مقرر کر دیا۔ محمد بن عریف سوید کی ایک جمعیت کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا اور سلطان 777ھ میں اپنے ساتھی قبائل بنی عبدالواد، معقلی عربوں اور زغبہ کے ساتھ اٹھا اور ابوزیان کے مددگاروں کے ساتھ ساز باز کی اور ابو بکر کو شرط مقرر کرنے پر حکم مقرر کیا پس وہ دوستی اور اطاعت اختیار کرنے کی طرف پلٹ آیا اور ابوزیان زواودہ کے ڈیروں میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا چنانچہ سلطان اپنے دارالخلافے کو جلدی سے چلا گیا اپنے تخت کو رونق بخشی اور اس کے بعد کے حالات آگے بیان ہوتے ہیں۔

☆☆☆

باب: ۸۱

مغرب سے خالد بن عامر کی آمد پر سوید اور ابی تاشفین کے درمیان جنگ جس میں عبداللہ بن صغیر اور اس کے بھائی ہلاک ہوئے

جب خالد کو مغرب میں اپنی جگہ پر اپنے بھائی صغیر کے بیٹے عبداللہ کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بنی مرین کی مدد سے مایوس ہو کر مغرب سے واپس آ گیا۔ ان سے مدد طلب کرنے میں اس کی کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ ان میں انتشار پایا جاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساسی بن سلیم بھی اپنی قوم بنی یعقوب کے ساتھ آ گیا اور دونوں قبیلوں نے بلادِ ابی حمو میں فساد کرنے پر اکا کر لیا ہر سمت سے جنگجو ان کے پاس جمع ہو

لگے۔ انہوں نے اطراف پر حملہ کر دیا اور بلاد میں غارت گری کی۔ اولادِ عریف نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنی قوم سوید اور اپنے عطاف کے حلیفوں کو جمع کیا اور انہوں نے سلطان کے پاس فریادی بھیجا تو اس نے اپنے اور ان کے دشمن سے جنگ کرنے کے لیے اپنے بیٹے تاشفین کو بھیجا جو اس کی قوم میں اس کا ولی عہد بھی تھا۔ چنانچہ وہ جنگ کے لیے فوجوں کے ساتھ نکلا۔ جب بلادِ ہوارہ میں پہنچا تو اس کی فوج نے وہاں پڑاؤ کر لیا اور ان کے مددگاروں کا فریادی سواریاں بٹھانے سے قبل ہی ان کے پاس پہنچ گیا پس اس نے چلنے میں جلدی کی اور اپنے مددگاروں اور اولادِ عریف اور زغبہ میں سے حکومت کے جو مددگار ان کے ساتھ تھے، ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اس وادی کی طرف جلدی سے چلے جو قلعہ کے مشرق میں تھی۔ لہٰذا دونوں فوجوں نے جنگ کی اور بقیہ دن جنگ کرنے میں توقف کیا۔ انہوں نے شب خون کے خوف سے آگ جلا کر روشنی حاصل کی اور تیاری کرنے لگے۔ لوگ جنگ کی محبت میں چل پڑے پس انہیں قوم کی جنگ نے حیران کر دیا پھر صفوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور بہادروں نے نشانے لگائے جنگ میں شدت آ گئی پھر خوش خبری کی ہوا چلی اور اس کے لیے امیر کے جھنڈے لہرائے، طبل جنگ بجا اور گھمسان کا رن پڑا۔ عربوں کے دستوں نے اس کا رخ کیا لہٰذا ان میں سے جنگ میں بہادروں نے برأت کا اظہار کیا اور چلے گئے۔ اس معرکۂ جنگ نے عبداللہ بن صغیر کی موت کو واضح کر دیا پس ابو تاشفین نے حکم دیا، اس کا سر کاٹ لیا اور ایلچی اس کے باپ کے پاس جلدی سے گیا پھر سواریوں نے اس کے بھائی ملوک بن صغیر کو عباس کے ساتھ جو اس کے چچا موسیٰ بن عامر کا بھتیجا تھا، تباہ کر دیا اور محمد بن زیان ان کے خاندان کے سرداروں میں سے تھا جو اپنی فوجوں کے ساتھ حملے کرتے تھے اور ان کے بستروں میں لپٹتے تھے گویا انہیں ہلاکت کے لیے بٹھایا گیا تھا پس گھوڑوں کے سموں نے انہیں روند دیا اور سواریوں کا غبار ان پر چھا گیا۔ فوجوں نے ان کے تعاقب میں اپنی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں پس وہ ان کے اونٹوں اور اموال کو لے گئے یعنی ان دنوں غنیمتیں بہت ہوگئیں اور رات نے انہیں ڈھانپ لیا چنانچہ وہ اس کے بازو تلے چھپ گئے اور ان کی جماعت جبل راشد میں چلی گئی۔ ابو تاشفین نے اپنے باپ کو اپنے غلبے سے خوش کر دیا اور خدا نے اس پر جو احسان کیا اس کے سُرور سے اُسے بھرپور کر دیا، الحضرۃ میں اپنے باپ کے پاس اس حال میں واپس آ گیا کہ اس کے تھیلے غنیمتوں سے اور پسلیاں خوشی سے معمور، اور زمانہ اس کے اور اس کی قوم کے ذکر سے بھرپور تھا۔ پھر خالد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ سیدھا جبل راشد میں پہنچ گیا۔

☆☆☆

باب: ۸۲

سالم بن ابراہیم کی بغاوت اور خالد بن عامر کی مدد پھر دونوں کا ملکر امیر ابوزیان کی بیعت کرنا پھر خالد کی وفات اور سالم کی دوبارہ اطاعت، ابوزیان کا بلادِ الجرید کی طرف جانا

یہ سالم بن ابراہیم ملکیش کے خاتمے کے وقت سے لے کر میتجہ کے قلعے پر قابض ثعالبہ کا سردار تھا اور جیسا کہ معقل کے حالات میں بیان کیا گیا ہے، ثعالبہ میں اس کے گھرانے کو امارت حاصل تھی۔ بجایہ پر ابوحمو کی مصیبت کے بعد جب ابوزیان کا فتنہ اٹھا اور عربوں کی ہوا چلنے سے ان کی حکومت مضبوط ہوگئی تو یہ سالم پہلا شخص تھا جس نے اس فتنہ میں اپنا ہاتھ ڈبویا اور الجزائر کے گھرانوں میں سے علی بن غالب کے ساتھ دھوکہ کیا کیونکہ وہ الجزائر سے اس وقت سے جلاوطن تھا جب سے بنو مرین بنی عثمان کے زمانے میں مغرب اوسط پر قابض ہوئے تھے پھر جب فتنے سے

ماحول تاریک ہو گیا اور ابوحمو کے بارے میں اہل جزائر کی نفرت قائم ہو گئی تو وہاں چلا گیا اور وہاں خود مختاری کا اعلان کیا۔ چنانچہ اوباش اور کمینے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر سالم نے الفاحیہ سے آ کر اسے الجزائر پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا بلکہ اس بارے میں شہر کے سرداروں سے سازش کی اور انہیں اس سے ڈرایا کہ وہ سلطان ابوحمو کی دعوت دینے کا ارادہ کیے ہوئے ہے تو وہ نفرت سے بھڑک اٹھے اور اس پر حملہ کر دیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا کر اپنے قبیلے کی طرف لے گیا، اسے وہاں پہنچا کر اس کے ماتحت الجزائر کی دعوت کو امیر ابوزیان کی طرف پھیر دیا اور جب بنی مرین کی حکومت آ گئی اور سلطان عبدالعزیز تلمسان میں آ ٹھہرا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے الجزائر میں ان کی دعوت کو اپنی وفات تک اور ابوحمو کے تلمسان واپس آنے تک قائم رکھا۔ ابوزیان کی فوج بکھری آئی تو سالم نے اس کی دعوت کو اپنے قبائل میں قائم کیا اور الجزائر کے علاقے میں اس کے عم زاد کی حکومت کو قائم کیا۔ جب ابوزیان، محمد بن عریف کے ہاتھ پر ریاح کے قبیلوں کی طرف گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو سالم نے سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کیا۔ لہٰذا اس نے سالم کو الجزائر کا حکمران بنا دیا، سالم نے ان عملداریوں میں اپنی حکومت قائم کر لی اور ان کا محصول بھی اپنے لیے جمع کر لیا۔ سلطان نے اپنے بقیہ عمال کو اشارہ کیا کہ وہ اسے پورا محصول دیں تو اسے شبہ پڑ گیا اور یہ اپنے معاملے میں مداہنیت پر قائم رہا۔ اس کے بعد خالد بن عامر کا فتنہ پیدا ہوا اور یہ اس امید پر اس فتنے کی گردشوں کا انتظار کرتا رہا کہ شاید اسے غلبہ حاصل ہو جائے اور سلطان اس سے غافل ہو جائے پھر وہ کچھ ہوا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ سلطان اور اس کے مددگاروں کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے اور بنی عریف کے درمیان عداوت پیدا ہو گئی تو اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ سلطان کو اس پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ نہ کر دے تو اس نے جلدی سے ابوحمو کے خلاف بغاوت کر دی۔ امیر ابوزیان ڈٹ گیا اور مخالفین میں سے خالد بن عامر مغرب سے اس کے ساتھ آیا پس 778ھ کے آغاز میں اس کے پاس پہنچے، ان کے درمیان مضبوط معاہدہ طے پا گیا اور اس نے الجزائر میں امیر ابوزیان کی دعوت کو قائم کیا۔

خالد بن عامر کی وفات

پھر یہ ملیانہ کے محاصرہ کے لیے گئے جہاں پر سلطان کے محافظین موجود تھے۔ لیکن یہ ملیانہ کو سر نہ کر سکے اور الجزائر کی طرف واپس آ گئے پھر خالد بن عامر اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کی قوم کی امارت کو اس کے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسعود نے سنبھالا۔

سلطان ابوحمو نے تلمسان سے اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو یہ جبال حصین میں قلعہ بند ہو گئے۔ سلطان کی فوجوں نے دامن کوہ میں ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور وہاں انہیں مغلوب کر لیا۔ دیالم، عطاف اور بنی عامر کی چراگاہیں تلاش کرنے والے انہیں چھوڑ کر صحرا میں چلے گئے۔ سالم نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اطاعت کی طرف مائل ہوا اور اس کے ساتھیوں نے اُسے اطاعت پر آمادہ کیا۔ سلطان نے ان سے اس شرط پر معاہدہ اطاعت طے کیا کہ وہ امیر ابوزیان کو چھوڑ دیں لہٰذا انہوں نے ایسے ہی کیا اور وہ انہیں چھوڑ کر بلادِ مغرب میں ریع کے مقام پر چلا گیا۔ پھر وہاں سے بلادِ الجرید کے نفطہ میں چلا گیا پھر توزر چلا گیا اور ان کے پیشوا یحییٰ بن یملول کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی جائے قیام کو وسیع کر دیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم بیان کریں گے۔

سالم کے خلاف ابوحمو کی کارروائی

ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے دل میں سالم کے بارے میں اس کے بار بار فتنے پیدا کرنے کی وجہ سے کدورت پائی جاتی تھی یہاں تک کہ موسم گرما آ گیا۔ جب عرب اپنے سرمائی مقامات پر چلے گئے تو وہ زناتہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے اٹھا، جلدی جلدی جا کر متیجہ کے قلعے پر دُور دُور تک غارت گری کی۔ ثعالبہ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور سالم نے بنی خلیل کے پہاڑ میں پناہ لے لی۔ پھر انہوں نے اس کے بیٹے اور مددگاروں کو الجزائر کی طرف بھیج دیا جہاں وہ قلعہ بند ہو گئے مگر انہوں نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس کی کمین گاہوں اس پر قابو پالیا، وہ جبال منہاجہ میں بنی میسرہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو پیچھے چھوڑ گیا۔ چنانچہ بجت سے ثعالبہ اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے، انہوں نے عجز و انکساری سے سلطان سے امان اور متیجہ کے بارے میں اس کا عہد طلب کیا پھر اس نے اسے سالم

دوسری بار عہد شکنی کی وجہ سے سلطان کے پاس بھیجا۔ وہ اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بیٹے ابوتاشفین کے پاس گیا اور اس نے اُسے رمضان کی آخری دس تاروں میں سے ایک رات کو سلطان کے پاس پہنچا دیا، پس اس نے اپنے عہد کو توڑ دیا، اس کے بیٹے کی حفاظت کی ذمہ داری کو خیر باد کہہ دیا پھر اسی رات کی صبح کو اُسے گرفتار کر لیا۔ اور اپنے سالار کو الجزائر کی طرف بھیجا جس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ اس نے الجزائر کے مشائخ کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس نے اپنے وزیر موسیٰ بن مرعوت کو الجزائر کا حاکم مقرر کیا خود تلمسان کو واپس آ گیا اور وہاں عید الاضحیٰ گزاری پھر اس نے سالم بن ابراہیم کو اس کے قید خانے سے نکالا، اُسے شہر سے باہر لے گیا، اُسے نیزہ مار مار کر قتل کر دیا اور اس کے اعضاء کو نصب کیا اور دوسروں کے لیے عبرت بن گیا۔

ابن یملول کا گھیراؤ

سلطان نے اپنے بیٹے المنتصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر اور دوسرے بیٹے ابوزیان کو وہران پر حاکم مقرر کیا۔ حاکم توزر ابن یملول نے اس سے خط و کتابت کی اور حاکم بسکرہ ابن قری اور ان دونوں کے کعوبی اور زواودی مددگاروں نے اس سے رشتہ داری کی کیونکہ انہیں سلطان ابو العباس کے معاملے نے پریشان کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شہروں کے بارے میں اس سے خوف زدہ تھے پس انہوں نے ابوحمو سے خط و کتابت کی، اسے ضمانت دی کہ ابوزیان اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کرے گا کہ اس نے اس سے مال کی جو شرط کی ہے اسے پورا کرے اور اپنی طرف سے بلاد موحدین پر جنگ کی آگ بھڑکائے تاکہ اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کے عجز کے دوران سلطان ابوالعباس کو ان سے غافل رکھے۔ لہٰذا اس نے انہیں اپنے متعلق قدرت رکھنے کا وہم ڈال دیا۔ اس بارے میں انہیں لالچ دیا اور وہ ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اور وہ اس کے ساتھ مقاربت اور وعدے کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابن یملول کا گھیراؤ ہو گیا پھر سلطان اس کے شہر پر قابض ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا۔ اپنے خروج کے ایک سال بعد وہیں 781ھ میں فوت ہو گیا، اس کے بعد ابن مزنی ان جھوٹی خواہشات سے بہلتا رہا یہاں تک کہ اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی اور اس کا عجز واضح ہو گیا۔ چنانچہ اس نے دوبارہ سلطان ابوالعباس کی اطاعت اختیار کر لی اور مصالحت پر قائم ہو گیا۔

مغرب اوسط کے حالات

امیر ابوزیان سلطان کے دارالخلافے تونس چلا گیا جہاں اسے اس امید پر خوش آمدید کہا گیا کہ اس سے اپنے دشمن کے خلاف اور اس عہد میں مغرب اوسط کے حالات کے بارے میں مدد لی جائے گی، جیسا کہ ہم نے متعدد بار تفصیل سے لکھا ہے کہ مضافات اور بہت سے شہروں پر عربوں نے غلبہ پایا اور قاصیہ سے حکومت کے سائے سمٹنے لگے، ساحل سمندر پر وہ اپنے مراکز پر واپس آ گیا اور ان کی طاقت کمزور ہو گئی، شہر سے ان کے مقابلہ کے معاملے میں قیمتی اموال اور جاگیریں دیں اور بہت سے شہروں سے دست بردار ہوئے۔ وہ کبھی جلاوطنی سے راضی ہوئے اور ایک کو دوسرے کے خلاف اُکساتے رہتے تھے۔

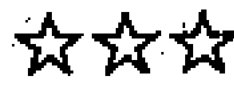
☆☆☆

باب: ۸۳

سلطان کا مضافات کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کرنا اور ان میں حسد کا پیدا ہونا

سلطان ابوحمو کے بہت سے لڑکے تھے جن میں ابوتاشفین عبدالرحمٰن بڑا تھا۔ اس کے بعد ایک ہی ماں کے چار بیٹے تھے جن سے اس نے بلادِ موحدین میں شکست کے زمانے میں قسطنطینہ کے مضافات سے ابی فرودگاہ میں شادی کی تھی، ان میں المنتصر بڑا تھا، پھر ابوزیان محمد بن عمر، جس کا لقب

عمیر تھا، پھر مختلف ماؤں سے بہت سے بیٹے تھے لیکن ابوتاشفین اس کا ولی عہد تھا۔ لہٰذا اس نے اُسے باقی بیٹوں پر فضیلت دی تھی اور اُسے اپنے مشورے میں شامل کیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی حکومت کے وزیروں کے مقابلے میں اس کی رعایت کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ اس کا جانشین اور اس کی حکومت کا مظہر تھا۔ اس کے باوجود وہ ان سگے بھائیوں پر مہربانی کرتا تھا اور انہیں اپنی تربیت اور خلوت کے مشوروں کا حصہ دیتا تھا۔ اس لیے ابوتاشفین اس سے مکدر ہوگیا پھر جب سلطان کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس کی حکومت سے خوارج کے آثار مٹ گئے تو اس نے اپنے بیٹوں کے درمیان مضافات کو تقسیم کرنے اور انہیں امارت کے لیے تربیت دے کر انہیں اپنے بھائی ابوتاشفین سے دُور رکھنے پر غور کیا کہ کہیں وہ ان سے غیرت محسوس کر کے انہیں نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ اس نے ان کے بڑے بھائی المنتصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کر کے اسے وہاں بھجوا دیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی عمر الاصغر بھی اس کی کفالت میں تھا۔ پھر اس نے ان کے درمیانے بھائی ابوزیان کو المریہ اور اس کے اردگرد کے بلادِ حصین پر حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح اس نے اپنے بیٹے یوسف ابن الزابیہ کو تدلس اور اس کے اردگرد کے علاقے پر جو اس کی عملداری کے آخر میں تھا، حاکم مقرر کیا اور ان کی یہی صورت حال رہی۔ پھر سالم الثعلبی نے الجزائر میں بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، پس سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے بیٹے ابوزیان نے اس کے خلاف سازش کی ہے چنانچہ جب وہ سالم کے معاملے سے فارغ ہوا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے تو اس نے اپنے عم زاد ابوزیان کو اپنے مضافات سے الجرید کی طرف نکال دیا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے ابوزیان کو فتنے پیدا کرنے والے عربوں سے دُور رکھنے کے لیے المریہ سے دہران اور اس کے مضافات کی طرف منتقل کرنے پر غور کیا اور اس کے ساتھ اپنے ایک وزیر کو اس پر جاسوس مقرر کیا جو وہ وہاں کا والی بن گیا۔ واللہ اعلم۔



باب: ۸۴

ابوتاشفین کا اپنے باپ کے کاتب یحییٰ بن خلدون پر حملہ کرنا

ابوتاشفین کو اپنے بھائیوں سے پہلا حسد یہ پیدا ہوا کہ جب سلطان نے اپنے بیٹے ابوزیان کو دہران اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کیا تو ابوتاشفین نے اسے اپنی ولایت میں اپنے لیے طلب کیا اور بظاہر اس کی حاجت پوری کی۔ پھر اپنے کاتب یحییٰ بن خلدون کو حکم دیا کہ اس کے بارے میں خط لکھنے میں ٹال مٹول سے کام لے یہاں تک کہ وہ اس سے نجات کی راہ پر غور کرے چنانچہ کاتب اس سے ٹال مٹول کرنے لگا۔ حکومت میں ادنیٰ درجے کی پولیس میں سے ایک کمینہ موسیٰ بن یخلف تھا جو جلاوطنی کے زمانے میں ان کیساتھ اس وقت تیکورائین میں رہا تھا جب تلمسان میں سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی ان پر حکومت تھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

سلطان ابوحمو اور اس کے بیٹے نے اسے اپنی خلوت میں جگہ دی تو وہ اس کی خدمت میں مقرب ہو گیا اور اس نے آداب کا لحاظ کیا۔ پھر جب عبدالعزیز کی وفات کے بعد سلطان تلمسان کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے مقدم کیا اور اسے خاص کر کے اپنے لیے چن لیا چنانچہ یہ اس کے مخلص راز دار دوستوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح ابوتاشفین نے بھی اُسے چن لیا اور اسے اپنے باپ پر جاسوس مقرر کیا کیونکہ وہ بھی اس کی طرح سلطان کے کاتب ابن خلدون سے تنگ ہوتا تھا اور اس کے ہاں اس کے تقدیم سے غیرت کھاتا تھا۔ لہٰذا مقدور بھر ابوتاشفین کو اس کے خلاف اُکساتا تھا، پس اس نے ٹال مٹول کے درمیان اس سے سازش کی کہ کاتب ابن خلدون اس کے بھائی ابوزیان کی خدمت کی وجہ سے خط میں ٹال مٹول کر رہا ہے اور اسے اس پر ترجیح دیتا ہے تو ابوتاشفین غصے میں آ گیا۔ 780ھ میں رمضان میں تراویح کے بعد ایک رات محل سے اس کے واپس گھر لوٹنے کے وقت کمینے لوگوں کی ایک ٹولی کے ساتھ اس کی گھات میں بیٹھ گیا، وہ ان کے ساتھ شہر کی گلیوں میں گھومتا تھا اور فساد پیدا کرنے کے لیے ان کے ساتھ بھیدیوں اور عزت داروں کے گھروں میں رات کو جاتا تھا پس انہوں نے اسے آ لیا اور خنجر مارے یہاں تک کہ وہ مُردہ ہو کر اپنی سواری

لے گر پڑا۔ اسی رات کی صبح کو سلطان کو خبر ملی تو وہ اپنے سواروں میں کھڑا ہوا، شہر کی اطراف میں قاتلوں کی تلاش کے لیے متلاشیوں کو پھیلا دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابوتاشفین ہی یہ فعل کرنے والا ہے تو اس نے چشم پوشی کرتے ہوئے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور وعدہ کے مطابق وہران کا شہر اسے جاگیر میں دے دیا، اس کے بعد اپنے بیٹے ابوزیان کو پہلے کی طرح بلادِ حصین اور المریہ پر حاکم بنا کر بھیج دیا، پھر ابوتاشفین نے اپنے باپ سے مطالبہ کیا کہ الجزائر خالصۃً اسی کو دے دیا جائے تو اس نے اُسے اس کی جاگیر میں دے دیا اور اس کے بھائیوں میں سے یوسف بن الزابیہ کو وہاں اتارا کیونکہ ان کے درمیان اس کے مددگار بھی تھے اور اس کے ساتھیوں اور مخلص دوستوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ پس اس نے اسے وہاں کا والی بنا دیا۔



باب: ۸۵

مغربِ اوسط کی سرحدوں پر ابوحمو کی چڑھائی اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا مکناسہ کی جہات میں داخلہ

ابوالعباس بن سلطان ابی سالم نے مغرب اقصیٰ میں بنی مرین پر غلبہ پا لیا اس نے 783ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا، جہاں امیر عبدالرحمٰن بن یغلوس بن سلطان ابی علی بھی رہتا تھا جو نسب اور حکومت میں اس کا شریک اور حصہ دار تھا۔ چنانچہ اس نے مراکش اور اس کے مضافات اس کے لیے اس وقت مخصوص کر دیئے تھے جب اس نے 775ھ میں اس کے ساتھ الجرید کے شہر پر حملہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ امیر عبدالرحمٰن مراکش میں ٹھہر گیا پھر اس کے اور سلطان احمد کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اس نے فاس سے آ کر پہلے اس کا محاصرہ کیا مگر آخر کار اس سے بھاگ گیا پھر اس نے 784ھ میں اس پر دوبارہ حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر کے اس کا طویل محاصرہ کیا۔

سلطان ابوحمو سے سرکشی

یوسف بن علی بن غانم جو عربوں میں سے معقل کا امیر تھا، وہ سلطان کے خلاف بغاوت کیے ہوئے تھا چنانچہ سلطان نے فوجوں کو اس کے قبائل کی طرف بھیجا تو انہوں نے اُسے شکست دی اور سجلماسہ میں اس کے گھروں اور باغات کو تباہ و برباد کر کے واپس آ گئے۔ لیکن خود وہ اپنے صحرا میں بغاوت پر قائم رہا۔ جب محاصرے نے امیر عبدالرحمٰن کو مراکش میں مبتلائے مصیبت کر دیا تو اس نے ابوالعشائر کو جو اس کے چچا منصور بن سلطان ابی علی کا بیٹا تھا، یوسف بن علی بن غانم کے پاس بھیجا تا کہ اس سے فاس اور بلادِ مغرب پر حملہ کروانے کے علاوہ سلطان کی گرفت اور ناکہ بندی کو اس سے دُور کرے۔ چنانچہ یوسف بن علی ابوالعشائر کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس اس غرض کے لیے مدد طلب کرتا ہوا آیا کیونکہ وہ عربوں کو چھوڑ کر اپنی افواج اور بڑائی کی وجہ سے اس پر قدرت رکھتا تھا، لہٰذا اس نے اس کام میں اسے مدد دی، ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو آگے بھیجا اور وہ ان کے تعاقب میں نکلا تو وہ مغرب کی طرف چلے گئے۔ یوسف بن علی اپنی قوم کے ساتھ مکناسہ کے قریب اُترا اور اس کے ساتھ امیر ابوالعشائر اور امیر ابوتاشفین بھی تھے۔

تازی پر یلغار اور محاصرہ

ابوحمو نے ان کے پیچھے سے آ کر سات ماہ تک تازی کا محاصرہ کیے رکھا اور وہاں سلطان کے اترنے کے لیے تاورت میں جو محل تیار کیا گیا تھا

اسے برباد کر دیا پھر اس کی غیر حاضری میں سلطان نے فاس پر علی بن مہدی العسکری کو اس کا جانشین مقرر کیا جو اس کی حکومت کا والی اور اس کی حکومت کا سرکردہ آدمی تھا۔ وہاں پر معقل کے المنباۃ عرب بھی تھے جنہوں نے غلبے پر قبضہ کر لیا تھا پس ونزمار بن عریف جو سوید کے عربوں میں سے صاحب حکومت تھا، وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا حالانکہ وہ تازی کے پڑوس میں قصر مراوہ میں اُترا ہوا تھا پس اس نے ابوحمو کی مدافعت کے لیے ان سے دوستی کر لی اور علی بن مہدی ان کے ساتھ نکلا پھر 785ھ کے نصف میں اطلاع ملی کہ سلطان نے مراکش پر قبضہ کر لیا تو ابوتاشفین اور ابوالعشائر اپنے ساتھی عربوں کے ساتھ فرار ہوئے، علی بن مہدی نے اپنے المنباۃ ساتھیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ ابوحمو تازی پر چڑھ دوڑا اور مراوہ میں قصر ونزمار کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے تباہ کر کے اس میں فساد برپا کیا اور اُلٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا۔ پھر اس کا بیٹا ابوتاشفین اپنے ساتھیوں ابوالعشائر اور عربوں کو چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس آ گیا۔ اس کے بعد کے حال ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۸۶

حاکمِ مغرب سلطان ابوالعباس کا تلمسان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنا اور ابوحمو کا جبل تاجموت میں قلعہ بند ہونا

جب سلطان ابوالعباس نے مراکش پر قبضہ کر لیا جیسا کہ پہلے بیان ہوا، تو وہ اپنے دارالسلطنت فاس میں واپس آ گیا۔ سلطان ابوحمو نے اس کے وطن پر حملہ کر کے اسے غصہ دلا دیا تھا حالانکہ وہ اور اس کا بیٹا ابوتاشفین مراکش سے اس کی غیر حاضری کے زمانے میں عربوں کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اس نے تلمسان جانے کا ارادہ کر لیا اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ گیا۔ یوسف بن علی نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس نے بھی اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ کوچ کیا۔ سلطان ابوحمو کو بھی خبر مل گئی تو وہ تلمسان کا محاصرہ کرنے اور اُسے چھوڑنے میں متردد ہو گیا کیونکہ اس کے اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان تعلق پایا جاتا تھا۔ نیز ابن الاحمر کو سلطان ابوالعباس کے مقابلہ میں شہرت حاصل تھی لہٰذا وہ تلمسان جانے کے بارے میں اس کی شان کا لحاظ کرتے ہوئے اسے وہاں جانے سے روکتا تھا اور اسے اس بارے میں اختیار دیتا تھا۔ پھر سلطان ابوالعباس نے اپنی بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور ایک غفلت کے وقت میں تیاری کر کے تلمسان پر حملہ کر دیا۔ ابوحمو کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے مددگاروں اور اربابِ حکومت پر یہ بات ظاہر کرنے کے بعد کہ وہ محاصرہ میں آ گیا ہے، تلمسان کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا، پھر رات کے وقت صعیف کے مقام پر وہ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اہل شہر نے صبح کے وقت اُسے تلاش کیا تو ان کی اکثریت دشمن کی ذلت کے خوف سے اس کے دامن سے وابستہ ہو کر اس کے پاس چلی گئی پھر وہ مراحل طے کرتا ہوا بطحاء کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان ابوالعباس تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے ابوحمو اور اس کی قوم کے تعاقب کے لیے فوج بھیجی تو وہ بطحاء سے بھاگ کر تاجموت چلا گیا اور اس کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گیا۔ بعد میں ملیانہ سے اس کا بیٹا المنتصر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا جس سے اس نے مدد حاصل کی لہٰذا اس نے وہاں ڈٹ کر قیام کرنے کا عزم کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۸۷

سلطان ابوالعباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابوحمو کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا

جب سلطان ابوالعباس نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف فتح کے خطوط اور ایلچی بھیج کر اس

چڑھائی کرنے کے بارے میں اس کی رائے کی مخالفت کرنے میں اس سے معذرت کی۔ ابن الاحمر کو اس بات نے یہاں تک ناراض کر دیا کہ اس نے اسے ان شاہانہ وسوسوں میں شامل کیا جن سے وہ ایک دوسرے کو ناراض کرتے تھے حالانکہ وہ اس بات کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے۔ لیکن اسے پتہ چلا کہ سلطان ابوالعباس کی طاقت اس کے ارباب حکومت میں بگڑ چکی ہے اور ان لوگوں کے دل اس کے ساتھ نہیں ہیں چنانچہ اس نے اسی وقت موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو زحمت دی جو ان کی حکومت کے شرفاء میں سے اندلس میں اس کے پاس تھا۔ اس کے علاوہ اسے ضرورت کی چیزیں بھی مہیا کر کے دیں۔ پھر ان کے مشہور وزیر مسعود بن رحو بن مالی کو اس کی خدمت میں بھیجا اور اسے سبتہ تک جہاز پر سوار کرایا۔ چنانچہ وہ یکم ربیع الاول 786ھ کو اس کے میدان میں جا اُترے اور اس پر قابض ہو گئے۔ پھر وہ فاس آئے اور دارالسلطنت سے کئی روز تک برسرپیکار رہے۔ اس جگہ محمد بن عثمان کا کاتب محمد بن حسن موجود تھا جو سلطان ابوالعباس کی حکومت کا منتظم اور اس پر قابو رکھتا تھا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور فوجوں کی کمک ان کے پاس پہنچ گئی پس کمزوری نے اسے آلیا۔ اس نے اپنے ہاتھ ڈال دیئے اور اس نے سلطان موسیٰ کو 19 ربیع الاول 786ھ کو دارالسلطنت میں داخل کر دیا جب وہ اپنے تخت پر بیٹھا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ سلطان ابوالعباس کو تلمسان میں خبر ملی تو وہ ابوحمو کے تعاقب کے لیے تیاری کر چکا تھا۔ لہٰذا وہ تلمسان سے ایک مرحلہ پر اُترا۔ اس سے قبل وترمار بن عریف امیر سوید نے اسے تلمسان کی حکومت کے محلات تباہ کرنے پر اُکسایا ہوا تھا جن کی خوبصورتی کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سلطان ابوحمو اوّل اور اس کے بیٹے ابوتاشفین نے ان کی حد بندی کی تھی۔ چنانچہ اس نے کاری گروں اور کارندوں کو اندلس سے اس کے آباد کرنے کے لئے بلایا تھا۔ ان دنوں ان کی صحرائی حکومت تلمسان میں تھی پس حاکم اندلس سلطان ابوالولید نے اندلس کے ماہر کاری گروں کو ان دونوں کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کے لیے شاندار محلات اور باغات بنائے ان جیسے محلات اور باغات بعد میں آنے والے نہ بنا سکے، پس وترمار نے اپنے خیال میں ابوحمو سے بدلہ لینے کے لیے سلطان ابوالعباس کو ان محلات اور تلمسان کی فصیلوں کو تباہ و برباد کرنے کا مشورہ دیا، اور اس نے تازی میں بادشاہ کے محل اور مراہ میں اس کے محل کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا پس چشم زدن میں وہ برباد ہو گئے۔

اسی دوران میں کہ وہ ابوحمو کے تعاقب میں سفر کا ارادہ کیے ہوئے تھے کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کا عم زاد سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان ان کے دارالسلطنت فاس پر قبضہ کرنے کے بعد ان کے تخت پر براجمان ہو گیا ہے تو وہ کسی چیز کی طرف توجہ دیئے بغیر مغرب کو واپس گیا۔ لہٰذا تلمسان کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا۔ اس کا ذکر ان کے حالات میں آئے گا۔ جب سلطان ابوحمو کو تاجموت میں اپنی جگہ پر یہ خبر ملی تو وہ جلدی سے تلمسان کی طرف آ کر اس میں داخل ہو گیا اور دوبارہ حکومت حاصل کر لی۔ پھر وہ ان محلات کے حُسن و زیبائش کے برباد ہو جانے پر دردمند ہوا چنانچہ اس نے تلمسان میں اپنی حکومت بنی عبدالواد کو واپس کر دی۔



باب ۸۸

سلطان ابوحمو کی اولاد میں پھر حسد کا پیدا ہونا جس کے باعث ابوتاشفین کا بھائیوں سے اور باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا

ان لڑکوں کے درمیان باہم جو حسد پایا جاتا تھا وہ لوگوں سے اس وجہ سے پوشیدہ تھا کہ ان کا باپ سلطان ان کے درمیان سمجھوتہ کرواتا رہتا تھا اور ایک کو دوسرے سے ہٹائے رکھتا تھا پس جب وہ بنی مرین کے سامنے نکلے اور تلمسان کو واپس لوٹے تو ان کا حسد عداوت تک پہنچ گیا۔ لیکن

ابوتاشفین نے اپنے باپ پر الزام لگایا کہ وہ اس کے برخلاف اس کے بھائیوں کی مدد کر رہا ہے لہٰذا وہ اس کی نافرمانی اور عداوت کے لیے تیار ہو گیا۔ پھر سلطان نے بھی بات کو محسوس کر لیا تو اس نے عربوں کی اصلاح کا تہیہ کر کے اور ملیانہ میں اپنے بیٹے المنتصر کی ملاقات کا عزم کر کے بطحاء کی طرف چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور الجزائر کی طرف چلا گیا پھر اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے ابوتاشفین کو جانشین بنانے اور اسے خیرخواہی کا حلف دینے کے بعد الجزائر کو اپنا دار الخلافہ بنالیا۔ موسیٰ بن یخلف کو سلطان کے اس پوشیدہ ادارے کی اطلاع ہوگئی تو اس نے حسبِ عادت اس کے بارے میں ابوتاشفین سے ساز باز کی تو اس کو بہت افسوس ہوا چنانچہ وہ تلمسان سے اپنی فوج کے ساتھ جلدی سے آیا اور بطحاء کے نشیب میں قبل اس کے کہ وہ المنتصر سے رابطہ کرے اپنے باپ پر حملہ کر دیا اور جس بڑائی اور ناراضگی سے اُسے تکلیف پہنچی تھی اس کا پردہ چاک کر دیا تو سلطان نے اس کے متعلق اسے حلف دیا اور اسے اپنے ساتھ تلمسان واپس جانے پر راضی کر لیا پس وہ دونوں اکٹھے واپس آ گئے۔

☆☆☆

باب:۸۹

سلطان ابوحمو کی دستبرداری اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لینا اور اسے قید کر دینا

جب سلطان بطحاء سے واپس آیا اور المنتصر کے ساتھ وہ جس رابطے کی اُمید رکھتا تھا، وہ ناکام ہوگئی تو اس نے اپنی حکومت کے ایک مخلص دوست کے ذریعے جو علی بن عبدالرحمٰن بن الکلیب کے نام سے مشہور تھا، اس سے ساز باز کی کہ اگر وہ کسی ذریعے سے اس کی حاجت پوری کر دے تو وہ اسے کئی اونٹوں کے بوجھ کا مال دے گا نیز اس نے اسے الجزائر کی حکمرانی بھی لکھ دی تا کہ وہ وہاں قیام کرے یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آ جائے۔ موسیٰ کو بھی اس بات سے آگاہی ہوگئی تو اس نے ابوتاشفین کو اس خبر سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو ابن الکلیب کے قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے روانہ کیا، وہ اس کے پاس مال اور خطوط لایا تو وہ ان سے ان کی حقیقتِ امر پر مطلع ہوا کہ وہ اس کے منتظر ہیں چنانچہ وہ ناراض ہو گیا اور اس کے باپ کو اعلانیہ بُرا بھلا کہا پھر محل میں اس کے پاس گیا، اسے خط سے آگاہ کیا اور اس کی بہت ملامت کی۔ موسیٰ بن یخلف ابوتاشفین کے پاس آ گیا، اس نے سلطان کا دروازہ چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا تو وہ کچھ دنوں کے بعد محل میں اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلعت دیئے اور اسے محل کے ایک کمرے میں ٹھہرایا۔ اس کی سپرد داری کی، اس کے پاس جو مال اور ذخیرہ تھا اسے لے لیا اور پھر اسے دہران کی بستی میں بھیج کر وہاں اُسے قید کر دیا۔ بعد ازاں تلمسان میں ان کے جو بھائی موجود تھے، انہیں بھی قید کر دیا۔ یہ 788ھ کا آخری واقعہ ہے۔

اور المنتصر، ابوزیان اور عمیر کو یہ اطلاع ملیانہ میں ملی تو انہوں نے قبائل حصین میں جا کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی، انہیں اپنے پاس جبل تیطری میں اتارا اور ابوتاشفین نے فوجیں جمع کر کے بنی عامر اور بنی سوید کے عربوں سے دوستی کی پھر المنتصر اور اس کے بھائی کی تلاش میں نکلا۔ ملیانہ سے گزرا تو اس پر قبضہ کر لیا پھر جبل تیطری کی طرف آیا اور وہاں ان کے محاصرہ کے لیے ٹھہر گیا مگر ان پر قابو نہ پا سکا۔

☆☆☆

باب: ۹۰

سلطان ابوحمو کا قید سے نکلنا اور پھر گرفتار ہو کر مشرق کی طرف جلاوطن ہونا

جب تیطری میں اپنے بھائیوں کے محاصرہ کے لیے سلطان ابوتاشفین کا قیام لمبا ہو گیا تو اسے اپنے باپ کے بارے میں اور اس کے اس زمانے غائب رہنے کے بارے میں شبہ پڑ گیا اس نے اس بارے میں اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کو اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اس امر پر متفق ہو گئے، پس ابوتاشفین نے اپنے بیٹے ابوزیان کو اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جن میں ابن الوزیر عمران بن موسیٰ اور عبداللہ بن الخراسانی تھے، اور تلمسان میں سلطان کے جو بیٹے قید تھے، ان کو قتل کرنے کے بعد وہ دہران کی طرف چلے گئے۔ ابوحمو نے ان کی آمد کے متعلق سنا تو اس نے ان سے خوف محسوس کیا اور بستی کی دیوار پر چڑھ کر مدد پکارنے لگا تو شہر کے لوگ ہر طرف سے جلدی کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ اس نے ان کے لیے ایک رسی لٹکائی جسے اس نے اپنے عمامہ کے ساتھ باندھا ہوا تھا تو انہوں نے اسے کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ زمین تک گیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جو لوگ اُسے قتل کرنے کے لیے آئے تھے وہ محل کے دروازے پر کھڑے تھے جسے اس نے بند کر دیا ہوا تھا پس جب انہوں نے مبہم سی آواز سنی اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی امان کے ذریعے نجات چاہی۔ اہل شہر نے سلطان پر اتفاق کیا اور ان کے خطیب نے اس میں بڑا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لی۔ انہوں نے ازسرنو اس کی بیعت کی چنانچہ وہ اسی وقت تلمسان کی طرف روانہ ہو گیا اور 789ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ ان دنوں وہ بے حفاظت پڑا تھا کیونکہ بنومرین نے اس کی فصیلیں گرا دی تھیں اور اس کے قلعے کو برباد کر دیا تھا۔ بنی عامر کے قبائل میں سے جو اکابر اور سردار پیچھے رہ گئے تھے، انہیں پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس آ گئے۔ اور ابوتاشفین کو بھی جہاں وہ تیطری کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، خبر پہنچ گئی تو وہ اُلٹے پاؤں، موجودہ فوجوں اور عربوں کے ساتھ واپس تلمسان آیا پھر اس نے قبل اس کے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کرے، اسے جا لیا پس اس کا گھیراؤ ہو گیا۔ لیکن وہ جامع مسجد کی اذان گاہ کی طرف بھاگ کر اس میں قلعہ بند ہو گیا۔ ابوتاشفین محل میں داخل ہوا اور اس کی تلاش میں آدمی بھیجے پھر اسے اس کی جگہ کے متعلق اطلاع دی گئی تو وہ بنفس نفیس اس کے پاس آیا، اس نے اسے اذان گاہ سے نیچے اتارا تو وہ شرمندہ اور آب دیدہ ہو گیا۔ لہٰذا اس نے محل میں لے جا کر ایک کمرے میں قید کر دیا اور اس کے باپ نے اس سے التجا کی کہ وہ اسے ادائیگی فرض کے لیے مشرق کی طرف بھیج دے تو اس نے قیطلان سے تلمسان آنے والے تاجروں سے کہا کہ وہ اسے اسکندریہ لے جائیں۔ اس نے اسے دہران کے سنگم سے اہل عیال سمیت طیبہ جانے کے لیے کشتیوں پر سوار کروا دیا اور ابوتاشفین اپنی حکومت کے قائم کرنے میں لگ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب: ۹۱

سلطان ابوحمو کا کشتی سے بجایہ اُترنا، تلمسان پر قبضہ کرنا بعد ازاں ابوتاشفین کا مغرب جانا

جب سلطان ابوحمو اسکندریہ جانے کے لیے کشتی پر سوار ہوا اور تلمسان کے مضافات کو چھوڑ گیا اور بجایہ کے بالمقابل آیا تو اس نے کشتی والے سے ساز باز کی کہ وہ اسے بجایہ میں اتار دے۔ چنانچہ اس نے اس معاملے میں اس کی مدد کی، پس وہ جس جگہ پر قید تھا، وہاں سے نکلا اور اس کے اہل اس کی اطاعت میں آ گئے۔ اس نے محمد بن ابی مہدی کی طرف، بجایہ کے بحری بیڑے کے سالار کو بھیجا جو بجایہ کے امیر پر جو سلطان ابوالعباس

بن ابی حفص کے بیٹوں میں سے تھا، قابو رکھتا تھا اور محمد مستنصر بن ابی حمو کا ان کی حکومت کے لحاظ سے دوست تھا جو اہالیان تیطری سے محاصرہ اٹھنے کے بعد بجایہ آ گیا تھا، پس ابن ابی مہدی نے سلطان ابوحمو کے پاس اسے اس سوال کا جواب لانے کے لیے بھیجا جو اس نے اس سے دریافت کیا تھا۔ پھر اس نے اسے 789ھ کے آخر میں بجایہ اتارا اور اسے سلطان کے اس باغ میں ٹھہرایا جس کا نام رفیع تھا۔ اس پر اس نے تونس میں سلطان کو اطلاع دی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا بلکہ اسے اس کی بہت تعظیم وتکریم کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ بجایہ کی فوجوں کو اس کی خدمت میں ضرورت کے وقت اس کی عملداری کی حد تک بھیجے۔

ابوزیان بن ابوتاشفین کا قتل

پھر سلطان ابوحمو بجایہ سے نکلا، میتجہ میں جا ٹھہرا اور ہر جانب سے عربوں کی ٹولیاں آ کر اس کے پاس جمع ہو گئیں۔ تب وہ تلمسان جانے کے لیے تیار ہوا اور اس کی قوم بنوعبدالواد ابوتاشفین کے پاس جمع ہو گئی کیونکہ اس نے ان میں اموال وعطیات تقسیم کیے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سلطان ابوحمو کی مخالفت کی اور ان کی صورت حال مضبوط ہو گئی تو وہ صحرا کی طرف چلا گیا۔ اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو جبال شلف میں اپنی دعوت کے قیام کرنے کے لیے جانشین بنایا اور مغرب کی جانب تاسہ تک پہنچ گیا۔ ابوتاشفین کو بھی اطلاع مل گئی پس اس نے شلف کی طرف اپنے بیٹے ابوزیان اور اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے ابوزیان بن سلطان ابوحمو کے ساتھ مقابلہ کیا جس نے انہیں شکست دی اور ابوزیان بن ابوتاشفین اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت قتل ہو گئی۔ جب ابوتاشفین کو اطلاع ملی کہ اس کا باپ تاسہ پہنچ گیا ہے تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا تو ابوحمو وادی صاد کی طرف فرار ہو گیا جہاں اس نے معقلی عربوں سے حلیفوں کو جمع کیا تو وہ اس کی مدد کو آئے، ان کے عہد کا لحاظ کیا تو وہ وہاں اُتر گیا اور ابوتاشفین نے اس کے سامنے قیام کیا۔ اور وہاں پر اسے اپنے بیٹے کے شکست کھانے اور قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ شکست کھا کر تلمسان کی طرف بھاگا جب کہ ابوحمو اس کے تعاقب میں تھا پھر ابوتاشفین نے اپنے غلام سعادت کو ایک فوجی دستے کے ساتھ عربوں کو ابوحمو سے الگ کرنے کے لیے بھیجا پس اس نے موقع پا کر اُسے شکست دے کر گرفتار کر لیا چنانچہ ابوتاشفین کو تلمسان میں اطلاع مل گئی وہ سعادت کی کامیابی کی آس لگائے بیٹھا تھا پس اس کی کوشش ناکام ہو گئی اور بنوعبدالواد اور جو عرب اس کے ساتھ تھے، وہ اس سے علیحدہ ہو گئے تو وہ اپنے سوید مددگاروں کے ساتھ تلمسان سے بھاگ کر صحرا میں ان کے سرمائی مقامات میں چلا گیا۔ سلطان ابوحمو جب 790ھ میں تلمسان میں داخل ہوا تو اس کے بیٹے بھی اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ تلمسان میں مقیم ہو گئے۔ اس کے بیٹے المنتصر کو مرض نے آ لیا اور وہ اس کے تلمسان میں داخل ہونے کے ایام میں فوت ہو گیا اور معاملہ بس ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۹۲

بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کا حملہ اور سلطان ابوحمو کا قتل

جب ابوتاشفین اپنے باپ کے آگے آگے تلمسان میں نکلا اور اس نے سوید کے قبائل سے رابطہ کیا تو انہوں نے حاکم مغرب سے مدد مانگنے پر اتفاق کیا۔ ابوتاشفین اور شیخ سوید محمد بن عریف حاکم فاس سلطان ابوالعباس اور بنی مرین کے سلطان کے پاس فریادی بن کر گئے کہ وہ ان دونوں کی مدد کریں تو اس نے ان کی آمد کی پذیرائی کی ان دونوں کو ان کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابوتاشفین اس کے وعدے کی تکمیل کے انتظار میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ ابوحمو اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان محبت والفت کے تعلقات پائے جاتے تھے اور ابن الاحمر اور حاکم مغرب ابوالعباس میں تعلقات تھے اس وجہ سے کہ اس نے اس کی حکومت کے آغاز میں اسے مدد دی تھی۔

لیکن ابوحمو نے ابوتاشفین کے مغرب سے اس کے پاس آتے ہی اسے ہٹانے کے لیے پیغام بھیجا تو حاکم مغرب نے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اسے جواب نہ دیا اور اُسے اس کی مدد نہ کرنے سے بہلاتا رہا اور ابن الاحمر نے اس بارے میں اس سے اصرار کیا تو وہ عذرات میں مشغول ہو گیا۔

وزیر محمد بن یوسف کی کُمک

ابوتاشفین نے اپنی آمد کے آغاز ہی میں حکومت کے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ معاہدہ کر لیا جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اسے پورا کرے گا اور اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے پس وہ ہمیشہ ہی اس کی سلطنت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتا رہا اور ابن الاحمر کے وعدوں سے کتراتا رہا یہاں تک کہ سلطان نے اس کے مطلب کا جواب دیا اور اپنے بیٹے امیر ابوفارس اور وزیر محمد بن یوسف بن علال کو فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کی امداد کے لیے بھیجا۔ وہ 791ھ کے آخر میں فاس سے چلے اور تازی تک پہنچ گئے۔ سلطان ابوحمو کو بھی ان کے متعلق اطلاع مل گئی تو وہ تلمسان سے نکلا پھر اس نے بنی عامر اور الحراج بن عبیداللہ سے اپنے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور تلمسان سے ملحقہ پہاڑ جبل بنی ورنید کو طے کر کے الغیر ان میں قیام پذیر ہو گیا۔ جب ابوتاشفین کو اطلاع ملی تو اس نے مکر وفریب کے مجدد اور فتنہ وشر کے شیطان موسیٰ بن یخلف کو تلمسان کی طرف بھیجا لیکن اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں ابوتاشفین کی دعوت کو قائم کیا۔ ابوحمو کے بیٹے عمیر نے اُسے اطلاع دی تو اس نے ایک رات کی مسافت پر وہیں اس پر حملہ کر دیا، پس باشندگان شہر نے اُسے چھوڑ دیا، اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے اپنے باپ کے پاس الغیر ان میں لایا جہاں اس کا باپ مقیم تھا۔ ابوحمو نے اس کے افعال پر اسے زجر وتوبیخ کی اور پھر اسے سخت دردناک عذاب کا مزا چکھایا آخر اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے بری طرح قتل کر دیا گیا پھر حاکم مغرب کے بیٹے ابوفارس اور اس کے وزیر ابن علال کے پاس ابوحمو کی جگہ پر جاسوس آئے کہ اسے الغیر ان سے جلاوطن کر دیا جائے۔ وزیر ابن علال بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور اسلاف میں سے سلیمان ناجی جو معقل کا ایک بطن ہے، اس جنگل میں راستہ بتانے کے لیے ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اس کے ساتھ جو الحراج کے قبائل تھے، ان پر الغیر ان میں ان کے مقامات پر حملہ کر دیا اور انہیں جنگ میں پکڑ لیا۔ وہ ان کی کثرت کی وجہ سے ان سے مقابلہ کی سکت نہ رکھ سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے پھر سلطان ابوحمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ گر پڑا مگر ان کے ایک سوار نے اُسے پہچان کر پکڑ لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر وہ اس کے سر کو وزیر ابن علال اور ابی تاشفین کے پاس لائے، اس کے بیٹے عمیر کو قید کر کے لایا گیا اور اس کے بھائی ابوتاشفین نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اسے کئی روز تک اسے روکے رکھا پھر انہوں نے اسے اس کے قلت کرنے پر قدرت دے دی جس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوتاشفین 791ھ کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا، وزیر اور بنی مرین کی فوجوں نے شہر سے باہر خیمے لگا لیے یہاں تک کہ اس نے ان سے جس مال کی شرط کی تھی انہیں دیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس چلے گئے اور خود وہ تلمسان میں ٹھہر کر حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کی دعوت دینے لگا اور اپنے منابر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور جیسا کہ اس نے اپنے لیے شرط مقرر کی تھی اس کے مطابق ہر سال اسے ٹیکس بھیجنے لگا۔ اس سے آگے کا حال ہم ابھی بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۹۳

ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان کے محاصرہ کے لیے جانا پھر وہاں سے بھاگ کر حاکم مغرب کے پاس چلا جانا

جب سلطان ابوحمو اپنے ملک تلمسان میں واپس آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا، ابوتاشفین کو وہاں سے نکال دیا اور

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ابوحمو، الغیر ان میں قتل ہوگیا تو ابوزیان الجزائر سے حصین کے قبائل کے ساتھ مشورہ کرنے کے لیے گیا تو وہ ان کے ذریعے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لہٰذا وہ اس کے ارد گرد اکٹھے ہوگئے اور اس کے فریادی کا جواب دیا پھر زغبہ میں سے اُمرائے بنی عامر اسے اس کے ملک کی دعوت دینے اس کے پاس گئے تو وہ ان کے پاس گیا، اس نے اپنی دعوت کو قائم کیا اور ان کے شیخ مسعود بن صغیر نے اس کی اطاعت اختیار کرلی پھر وہ سب کے سب رجب 792ھ میں تلمسان کی طرف گئے اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ ابوتاشفین نے عربوں کو مال دیا تو انہوں نے ابوزیان کے بارے میں اختلاف کیا۔ ابوتاشفین نے شعبان 792ھ میں اس کے مقابلے میں نکل کر اُسے شکست دی اور وہ صحرا کو چلا گیا۔ اور اس نے معقل کے عرب قبائل سے دوستی کر کے شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا۔ ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو مغرب کی طرف فریادی بنا کر بھیجا تو وہ فوج لے کر آیا۔ جب وہ تاوادیرات پہنچا تو ابوزیان تلمسان چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکم مغرب کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا چنانچہ اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا پھر ابوتاشفین کی وفات تک اس کے پاس مقیم رہا۔

☆☆☆

باب: ۹۴

ابوتاشفین کی وفات اور حاکم مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

امیر ابوتاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا اور اس میں حاکم مغرب ابوالعباس بن سلطان ابوسالم کی دعوت کو قائم کرتا رہا البتہ اس نے اپنی حکومت کے آغاز سے جو تاوان اپنے اوپر عائد کیا تھا، اسے ادا کرتا رہا۔ اس کا بھائی امیر ابوزیان، حاکم مغرب کے پاس مقیم ہو کر اس کے وعدہ کا منتظر رہا کہ وہ اسے اس کے خلاف مدد دے گا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس ایک شاہانہ طعنے سے ابوتاشفین سے بدل گیا اور اس نے ابوزیان کے داعی کی بات قبول کر کے اسے فوجوں کے ساتھ تلمسان کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا پس وہ 795ھ کے نصف میں اس کام کے لیے گیا اور تازی تک پہنچ گیا۔ ابوتاشفین کو ایک مزمن مرض نے آلیا تھا پھر وہ رمضان 795ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کی حکومت کا منتظم احمد بن العز تھا جو ان کے پروردہ لوگوں میں سے تھا بلکہ وہ اس سے ماموں کا رشتہ رکھتا تھا پس اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو حکمران بنایا اور اس کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔

تاشفین کے بیٹے کا قتل

یوسف بن ابوحمو جسے ابن الزابیہ کہتے ہیں، ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا، پس جب اسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گیا، تلمسان میں داخل ہوگیا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی تاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا جب حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کو یہ اطلاع ملی تو وہ تازی کی طرف گیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ ابوزیان بن ابوحمو کو فاس کی طرف واپس کر دیا پھر اسکے بیٹے ابوفارس نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کرلیا، اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا اور اس کے باپ کے وزیر صالح بن حمو نے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر اور اس کے بعد الجزائر اور تدلس پر حدود بجایہ تک قبضہ کرلیا۔ یوسف بن الزابیہ تاجموت کے قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا، وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کرلیا جس سے مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہوگیا۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

☆☆☆

باب:۹۵

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ

سلطان ابوالعباس بن ابوسالم جب تازی پہنچا اور پھر اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو تلمسان بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا چنانچہ وہ تازی میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرنے لگا جس نے بلادِ شرقیہ کے فتح کرنے میں پیشرفت کی تھی۔ یوسف بن علی بن غانم معقل میں سے اولادِ حسین کا امیر تھا، اس نے 793ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ الظاہر سے رقوق میں ملاقات کی۔ سلطان کے پاس جا کر ایک جماعت نے اسے بتایا کہ اس کا اپنی قوم میں کیا مقام ہے تو اس نے اسے خوش آمدید کہا پھر ادائیگیٔ حج کے بعد اس نے حاکم مغرب کو شاہانہ دستور کے مطابق شان دار تحائف بھیجے جن میں اس کے ملک کا قیمتی سامان تھا، لہٰذا جب یوسف وہاں سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس کی شان بڑھ گئی اور وہ اس مجلس میں بیٹھا جسے اس نے اس کو دکھانے اور فخر کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے سامان کے بدلے میں اُسے چیدہ گھوڑے، سامان اور کپڑے دیئے حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو گیا۔ پھر اس نے یوسف بن علی کے ساتھ اس شخص کو بھیجنے کا ارادہ کیا جو پہلے یہ سامان لایا تھا اور یہ کہ وہ اسے اپنے قیام کے دنوں میں تازی سے بھیجے گا چنانچہ وہاں اسے مرض نے آلیا جس سے وہ محرم 796ھ میں فوت ہو گیا۔

انہوں نے اس کے بیٹے ابوفارس کو تلمسان بلا کر تازی میں اس کی بیعت کر لی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا پھر اس کے ساتھ فارس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابوحمو کو قید سے رہا کر کے اسے تلمسان کا امیر اور سلطان ابوفارس کے بعد اس کا منتظم بنا کر بھیج دیا۔ لہٰذا اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے بھائی یوسف بن الزابیہ نے بنی عامر کے قبائل سے رابطہ کیا جو تلمسان جا کر اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ جب ابوزیان کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس شرط پر بے شمار مال دیا کہ وہ اسے اس کے پاس بھیج دیں تو انہوں نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اسے ابوزیان کے معتبر لوگوں کے سپرد کر دیا جو اسے لے کر چل پڑے۔ بعض عرب قبائل نے اس کو اُن کے چھڑانے کے لیے مزاحمت کی لہٰذا انہوں نے اسے قتل کرنے میں جلدی کی اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے گئے تو اس کی گردش ختم ہو گئی۔ پھر اس کے مرنے سے فتنہ بھی ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کے معاملات دُرست ہو گئے یہاں تک کہ اس دُور تک اسی حالت میں ہیں۔

اب ہم نے زناتہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کی حکومت کے بارے میں گفتگو کرنی ہے۔ پھر ہمارے ذمے ان لوگوں کے حالات بیان کرنے رہ گئے ہیں جو حکومت کے آغاز میں بنی مرین کے پاس گئے تھے اور وہ بنو کمی ہیں جو علی بن القاسم کے قبائل میں سے ہیں اور جو طاع اللہ بن علی کے بھائی ہیں۔ اس طرح بندکندوز کے حالات بیان کرنے باقی ہیں جو مراکش میں ان کے امراء ہیں، اب ہم ان کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی موقع پر ہم بنی عبدالواد کے مفصل حالات بھی بیان کریں گے۔

واللہ وارث الارض و من علیھا وھو خیر الوارثین

یوسف بن سلطان ابی حمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمراسن بن زیان بن ثابت بن محمد بن زکراز بن تیدوکس بن طاع اللہ

- ابوتاشفین
- عمر
- ابوزیان محمد بن عثمان
- ابوثابت
- ابوتاشفین بن ابی حمو موسیٰ بن عثمان
  - ابوزیان
- فارس
- وکرار
  - عثمان
- الحسن بن جابر بن یوسف
- عبدالملک بن محمد بن قاسم بن درع
- عثمان بن یحییٰ بن محمد بن احمد بن یعلیٰ

- یوسف بن محمد
- الناصر

باب:۹۶

بنوالقاسم بن عبدالواد کے قبیلے بنی کمی کے حالات کہ وہ بنی مرین کی طرف کیسے آئے اور نواح مراکش اور ارض سوس میں انہیں جو ریاست حاصل تھی اس کا بیان

قبل ازیں بنوعبدالواد کے بارے میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بنی کمی قاسم کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنو کمی بن یمل بن یزکن بن القاسم ہیں جو طاع اللہ اور بنی دلول اور بنی معطی دلول اور معطی بن جوہر بن علی کے بھائی ہیں۔ ہم اس جنگ کے بارے میں بیان کر چکے ہیں جو طاع اللہ اور ان کے بھائیوں بنی کمی کے درمیان پائی جاتی تھی اور یہ کہ بنی کمی کا سردار کندوز بن عبداللہ اور بنی طاع اللہ کا سردار زیان بن ثابت بن محمد کیسے قتل ہوئے، جابر بن یوسف بن محمد جس نے اس کے بعد حکومت سنبھالی اور اس نے ان سے زیان کا بدلہ لیا، کندوز کو دھوکے سے یا جنگ کر کے قتل کر دیا اور پھر اس کے سر کو یغمر اسن بن زیان کے پاس بھیج دیا جس پر گھر والوں نے اپنے دلوں کو آرام وسکون دینے کے لیے ان کی دیگیں چڑھائیں۔ اس کے بعد بنی کمی ہمیشہ مغلوب رہے اور تونس کے دارالخلافے میں چلے گئے جب کہ ان کا سردار عبداللہ بن کندوز تھا پھر وہ امیر ابوزکریا کے ہاں ٹھہرے یہاں تک کہ اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ عبداللہ نے تلمسان میں خود مختار ہونے کی آرزو کی مگر یہ اتفاق نہ ہو سکا اور جب مولانا امیر ابوزکریا فوت ہوئے اور اس کا بیٹا المنتصر حکمران بنا تو اس نے عبداللہ کو اپنی حکومت کے شروع میں ٹھہرایا پھر وہ اس کی قوم مغرب کی طرف کوچ کر گئے چنانچہ وہ مراکش کی فتح سے قبل یعقوب بن عبدالحق کے ہاں قیام پذیر ہوا تو یعقوب کو اس کی آمد کی خوشی ہوئی لہٰذا اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا۔ اسی طرح اس کی قوم کو مراکش کی جہات میں آباد کیا اور انہیں وہ بلادِ جاگیر میں دیئے جو ان کی مہمات کے لیے کافی ہو گئے۔ اب سلطان اپنے اونٹوں اور اونٹنیوں کو ان کے قبائل میں چرنے کے لیے بھیجنے لگا، اس نے اپنی رعایا پر حسان بن ابی سعید الصبیحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو بلادِ مشرق میں اس کے دوستوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے مقرر کیا کیونکہ وہ دونوں اونٹوں کی دیکھ بھال کے بڑے ماہر تھے، وہ ان علاقوں میں غلبہ پانے لگے اور ان بلاد میں چراگاہوں کی تلاش میں ارض سوس تک جانے لگے۔

عمر بن عبداللہ کی جنگ میں شکست

یعقوب بن عبدالحق نے 765ھ میں عبداللہ بن کندوز کو اس کے بھتیجے عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ المنتصر کے پاس بھیجا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بنو کمی، بنی مرین کے ساتھ مل کر ان کا ایک بطن بن گئے۔ عبداللہ بن کندوز فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عمر بن عبداللہ کو ملی پھر جب یوسف بن یعقوب بن عبدالحق نے مغرب اوسط پر حملہ کیا اور وہ تلمسان کے محاصرے میں مشغول ہو گیا جس سے بنو عبدالواد پر بنی مرین کی طرف سے جو مصیبت نازل ہوئی، اس کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو بنی کمی غیرت میں آ گئے، اپنی قوم کے لیے برافروختہ ہو گئے لہٰذا انہوں نے سلطان کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے پر اتفاق کر لیا پھر 703ھ میں حاجہ چلے گئے اور بلادِ سوس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان کے بھائی نے جو امیر مراکش تھا، اس نے ان کے مقابلہ میں یعیش بن یعقوب کو بھیجا تو انہوں نے تادارت میں اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا۔ وہ ان کی مخالفت پر قائم رہے پھر 704ھ میں تامطلولت کے مقام پر دوبارہ ان کی جنگ ہوئی تو اس نے انہیں وہ ہم شکست دی جس نے ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا۔ عمر بن عبداللہ اور ان کے اکابر کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور وہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ کر سجلماسہ چلے گئے۔

سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات

یعیش بن یعقوب نے ارض سوس کے دارالخلافے تارودنت کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد بنو کندوز چھ ماہ تک تلمسان میں رہے پھر انہیں عثمان بن یغمراسن کے بیٹوں سے خیانت کا خوف محسوس ہوا تو وہ مراکش کو واپس آ گئے لیکن سلطان کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے محمد بن ابوبکر بن حمامہ بن کندوز نے جنگ میں بڑی شجاعت دکھائی۔ پھر وہ منتشر ہو کر صحرائے سوس میں اپنی نجات گاہ کو چلے گئے یہاں تک کہ سلطان یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا۔ تب انہوں نے ملوک مغرب سے اطاعت کے بارے میں بات چیت کی تو انہوں نے جو کچھ وہ اس جزیرہ میں کر چکے تھے، معاف کر کے دوبارہ انہیں ان کی دوستی کا مقام دے دیا چنانچہ انہوں نے بھی خالص خیر خواہی اور دوستی اختیار کی۔ چنانچہ عمر کے بعد اس کا بیٹا محمد ان کا امیر بنا جو کئی سال ان کا امیر رہا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ بن محمد امیر بنا۔

سلطان ابوالحسن نے اس جنگ کے دوران جو اس کے اور اس کے بھائی ابوعلی کے درمیان ہو رہی تھی، اسے اپنے باپ ابوسعید کی وصیت کی وجہ سے اپنا دوست چن لیا، چنانچہ اس نے مراکش کے نواح کی مدافعت میں کارہائے نمایاں کیے۔ پھر موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کی جگہ اس کے بیٹے یعقوب بن موسیٰ کو حکمران بنایا۔ اس کے بعد اس نے تلمسان پر قبضہ کر کے بنو عبدالواد کو اپنے نوکروں اور فوجوں میں شامل کر لیا۔ اس طرح جب القیروان کی جنگ کے بعد سلطان اور بنو سلیم کے متوقف ہونے کا واقعہ پیش آیا تو یعقوب بن موسیٰ نے ان سے ساز باز کی کہ وہ سلطان کو چھوڑ کر بنی عبدالواد اور ان کے ساتھی مغراوہ اور توجین کے پاس آ جائیں۔ چنانچہ اس نے اس کام کے لیے ان سے وعدہ بھی کیا۔ پھر وہ اپنی قوم اور تمام بنی عبدالواد میں گھوما تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا لہٰذا سب کے سب بنی سلیم کے پاس چلے آئے۔ اس طرح انہوں نے سلطان کو القیروان کی جنگ میں شکست دی پھر اس کے بعد تلمسان چلے گئے اور بنی یغمراسن کو اپنی امارت دے دی۔

یعقوب بن موسیٰ افریقہ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی رحو مغرب چلا گیا پھر سلطان ابوعنان نے ان کی جماعت اور عملداری پر عبو بن یوسف بن محمد کو عامل مقرر کیا جو دینی لحاظ سے ان کا عم زاد تھا۔ لہٰذا اس نے بھی ان میں اسی طرح قیام کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عبو حکمران بنا۔ اب اس دور میں وہ امیر مراکش کے لیے پڑاؤ کرتے ہیں اور سلطان کی خدمت سرانجام دیتے ہیں جس میں انہیں آسودگی اور کفایت حاصل ہے۔ گویا وہ زیان بن ثابت کے قتل کی عداوت کی وجہ سے اب بھی بنی عبدالواد سے الگ تھلگ ہیں۔

واللہ وارث ومن علیہا وھو خیر الوارثین لا رب غیرہ ولا معبود سواہ۔

☆☆☆

یعقوب بن موسیٰ بن محمد بن عمر بن عبداللہ بن کندوز

رحو

محمد بن عبو بن یوسف

محمد بن ابی بکر بن حمامہ

باب: ۹۷

بنو راشد بن محمد بن یادین کی اولیت اور گردشِ احوال کا بیان

بنی یادین کے ذکر کی تکمیل سے قبل ہم نے ان کے ذکر کو مقدم کیا ہے کیونکہ یہ ہمیشہ بنی عبدالواد کے حلیف اور ان کے مددگار رہے ہیں یعنی ان کے حالات ان کے حالات ہیں اور راشد ان کا باپ ہے اور وہ یادین کا بھائی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے بیٹوں نے بنی عبدالواد کو مختص کر لیا تھا۔ ان کے مواطن صحرا میں جبل راشد میں تھے جو ان کے باپ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح قبائل بربر میں سے مدیونہ کے مواطن تاسالت کے سامنے تھے اور بطون دمر میں سے بنو ورتید، تلمسان کے سامنے قصر سعید تک رہتے تھے۔

جبل ہوارہ بنی یلوما کا موطن تھا جنہیں حکومت حاصل تھی۔ ہم ان کا حال پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب بنی یلوما کی حالت کمزور ہونے سے ان کی حکومت جاتی رہی تو ان کے بطون میں سے جبل راشد میں رہنے والے بنو راشد نے مویونہ اور بنی ورتید کے میدانوں تک چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مابین طویل جنگ ہوئی حتیٰ کہ انہوں نے ان کے مواطن پر غلبہ پالیا اور پھر انہیں سخت زمین کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ پس بنو ورتید اس پہاڑ میں مقیم ہو گئے جو تلمسان سے ملحق ہے اور مدیونہ جبل تاسالت میں مقیم ہو گئے۔ بنو راشد نے ان میدانوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان کے پہاڑ کو اپنا وطن بنا لیا جو اب بھی ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ بنی یفرن کا علاقہ ہے جو آغاز اسلام میں تلمسان کے بادشاہ تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ان میں ابوقرہ الصفری بھی تھا۔ پھر اس کے بعد ان میں یعلیٰ بن محمد الامیر بھی تھا جسے شیعہ لیڈر جوہر الصقلی نے قتل کر دیا تھا۔ یہ واقعہ بھی ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ یعلیٰ وہ شخص ہے جس نے اس پہاڑ میں ایفکان شہر کی حد بندی کی تھی جسے جوہر نے اس کے قتل کے روز برباد کر دیا تھا لہٰذا جب بنو راشد نے اس پہاڑ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے وطن بنا لیا اور پھر یہ ان کا قلعہ بن گیا جن کی جولانگاہیں قبلہ کی طرف ہیں یہاں تک کہ عربوں نے ابھی تک ان پر قبضہ کیا ہوا ہے اور انہیں جبل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

ان اوطان پر بنو راشد کا قبضہ بنی عبدالواد کے مغرب اوسط کی طرف آنے کے درمیان ہوا اور یہ بنی توجین اور بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں ان کے حلیف اور مددگار تھے۔ ان کی ریاست ان کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی عمران کے نام سے مشہور تھا اور ان کے دخول کے آغاز میں اس کا منتظم ابراہیم بن عمران تھا۔ اس کے بھائی وترمار نے اس پر قابو پا کر ان کی امارت سنبھال لی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

بنی ابراہیم اور بنی وترمار کی تقسیم

اس کے بعد اس کا بیٹا مقاتل بن وترمار حاکم بن گیا اور اس نے اپنے چچا ابراہیم کو قتل کر دیا، اس دن سے ان کی ریاست بنی ابراہیم اور بنی وترمار میں تقسیم ہو گئی ہے مگر بنی ابراہیم کی ریاست کو غلبہ حاصل ہے۔ ابراہیم بن عمران کے بعد اس کا بیٹا وترمار حکمران بنا جو یغمراسن بن زیان کا معاصر تھا اور اس نے طویل عمر پائی۔ جب وہ 690ھ میں فوت ہوا تو ان کی امارت غانم نے سنبھالی جو اس کے بھائی محمد بن ابراہیم کا بیٹا تھا پھر اس کے بعد موسیٰ بن یحییٰ بن وترمار امیر مقرر ہوا البتہ معلوم نہیں کہ وہ غانم کے بعد امیر ہوا یا ان دونوں کے درمیان بھی کوئی امیر تھا۔

جب بنو مرین نے تلمسان پر آخری حملہ کیا تو بنو راشد سلطان ابوالحسن کی اطاعت میں آ گئے۔ اس دور میں ان کا سردار ابو یحییٰ موسیٰ بن عبدالرحمٰن بن وترمار بن ابراہیم تھا اور اس کے چچا کرجون بن وترمار کے بیٹے تلمسان میں محصور ہو گئے چنانچہ بنو عبدالواد اور ان کے مددگاروں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین نے زناتہ کے تمام سرداروں کو مغرب اقصیٰ کی طرف منتقل کر دیا۔ یہ بنو وترمار بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو مغرب کی طرف گئے تھے اور انہوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا تھا یہاں تک کہ بنی عبدالواد کو ابو حمو الاخیر موسیٰ بن یوسف کے ہاتھ پر تیسری دفعہ غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے عہد میں بنی راشد کا سردار ابن ابی یحییٰ بن موسیٰ مذکور تھا جو بنی مرین کی حکومت سے ان کے پاس آیا تھا، لہٰذا ابو حمو نے اس پر ان کے ساتھ

سازش کرنے کی تہمت لگا کر اسے گرفتار کرلیا اور پھر مدت تک وہران میں قید رکھا لیکن وہ قید خانے سے بھاگ کر مغرب کو چلا گیا اور آخر مدت تک ان کے قبائل میں سفر کرتا رہا۔ پھر اطاعت کی غرض سے واپس آ کر اس نے سلطان ابوحمو سے عہد لیا۔ اس نے اسے اس کی قوم کا حاکم بنا دیا مگر بعد میں اسے گرفتار کر کے دوبارہ قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ 768ھ میں اسے قید خانے میں قتل کر دیا گیا جس سے بنی ورتمار بن ابراہیم کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنو ورتمار بن عمران کی امارت مقاتل کے بعد اس کے بھائی ابو زرکن بن ورتمار نے سنبھالی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف بن ابو زرکن نے سنبھالی اور بعد میں دوسرے لوگوں نے سنبھالی جن کے نام مجھے یاد نہیں حتیٰ کہ بنو ورتمار بن ابراہیم نے ان پر غلبہ پالیا اور اس عہد میں تمام اولادِ عمران کی ریاست ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ بنو راشد سلطان کے نوکر بن چکے ہیں اور ان کے بقیہ لوگ اس پہاڑ میں ہیں، جسے ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

☆☆☆

زیان بن ابی یحییٰ بن موسےٰ بن عبدالرحمٰن بن ورتمار بن ابراہیم بن عمران
موسیٰ بن یحییٰ
کرجون
غانم بن محمد
مقاتل
یوسف بن زرکن ـ بن ورتمار

باب:۹۸

بنو یادین کے قبائل میں سے بنی توجین کے حالات جو زناتہ کے طبقہ ثالثہ میں سے تھے اور مغرب اوسط میں ان کی حکومت کا بیان

یہ بنی یادین کا عظیم تر اور وافر تعداد والا قبیلہ ہے جس کے مواطن سرزمین السرسو میں جبل وانشریس کے سامنے وادی شلف کی دونوں جانب ہیں جس کو اس عہد میں نہر صا کہتے ہیں اور السرسو کے علاقے میں مغرب کی جانب لواتہ کے کچھ بطون رہتے ہیں جن پر بنو وجدیجن اور مطماطہ کا تسلط ہے پھر السرسو کا علاقہ بنی توجین کے قبضہ میں آ گیا جنہوں نے اسے اپنے پہلے مواطن کے ساتھ شامل کر لیا پھر ان کے مواطن قبلہ کی جانب بنی راشد کے

مواطن اور جبل دراک کے درمیان آ گئے۔ منہاجہ کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن وافلتن اور اس کے عم زاد لقمان بن المعتز کو حاصل تھی جیسا کہ ابن الرقیق نے بیان کیا ہے۔ جب حماد بن بلکین کی اپنے چچا بادیس کے ساتھ جنگ ہوئی اور بادیس نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور وادی شلف پر قابض ہو گیا تو بنو توجین اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے حماد کے ساتھ جنگوں میں مشہور کارنامے کیے۔

عطیۃ الحیو کی ریاست

لقمان بن المعتز، عطیہ بن وافلتن سے زیادہ طاقتور تھا اور ان کی قوم ان دنوں تقریباً تین ہزار کے قریب تھی۔ لقمان نے اپنے بیٹے بدر کو جنگ سے قبل بادیس کے پاس اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل جانے کے لیے بھیجا، پس جب حماد کو شکست ہوئی تو ابدلیس نے ان کے اپنے پاس آ جانے کا لحاظ کیا اور جو غنیمت انہوں نے حاصل کی تھی وہ انہی کے لیے مختص کر دی۔ چنانچہ لقمان کو اس کی قوم اور اس کے مواطن اور جن شہروں کو وہ اس کی دعوت کے لیے فتح کر لے، ان کا امیر بنا دیا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد وافلتن اپنی ریاست میں منفرد ہو گئے، کہتے ہیں کہ وہ وافلتن بن ابی بکر بن الغلب تھا اور موحدین کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن مناد بن العباس بن وافلتن کو حاصل تھی جس کا لقب عطیۃ الحیو تھا۔ اس کے عہد میں ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں اس دور کے بنی عبدالواد کے شیخ عددی بن یکنیجن بن القاسم نے بڑا کردار ادا کیا اور یہ جنگ مسلسل ان میں ہوتی رہی یہاں تک کہ آخر میں بنو عبدالواد نے ان کے مواطن میں ان پر غلبہ پا لیا۔

ابوزید بن لوحان کی سازش

جب عطیۃ الحیو فوت ہو گیا تو ان کی امارت ابوالعباس نے سنبھالی اور مغرب اوسط کے نواح پر حملہ کرنے میں اس نے بڑے کارنامے کیے۔ اس نے موحدین کی اطاعت کو خیر باد کہہ دیا یہاں تک کہ 607ھ میں فوت ہو گیا۔ ان دنوں عامل تلمسان ابوزید بن لوحان نے اس کے خلاف سازش کر کے اسے دھوکے سے قتل کر دیا جس کے بعد ان کی امارت اس کے بیٹے عبدالقوی نے سنبھالی پس وہ ان کی ریاست میں یکتا ہو گیا اور اس کے بعد اس کی اولاد ریاست کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

عبدالمومن کا زوال

بنو توجین کے مشہور بطون ان دنوں بنو یدللتن، بنو قری، بنو مادون، بنو زنداک، بنو وسیل، بنو قاضی اور بنو مامت تھے۔ پھر ان چھ کے جامع بنو مدن تھے پھر بنو تیغرین، بنو یرناتن اور بنو منکوش اور ان کے تینوں کے جامع بنو سرغین تھے اور بنو زنداک کا نسب ان میں دخیل ہے، جب کہ وہ بطونِ مغراوہ میں سے ہیں اور ان بنو منکوش میں سے عبدالقوی بنو العباس بن عطیۃ الحیو ہے، میں نے ایک زنانۃ منکوشی مورخ کے ہاں اس کا نسب اسی طرح دیکھا ہے۔

جب بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو تمام بنو توجین کی ریاست عبدالقوی بن العباس بن عطیۃ الحیو کو حاصل تھی اور ان کے تمام قبائل سامنے کی جولانگاہوں میں رہتے تھے۔ جب بنو عبدالمومن کی حالت کمزور ہو گئی اور مغراوہ منیجہ کے میدانوں میں پھر جبل وانشریس پر غالب ہو گئے تو عبدالقوی اور اس کی قوم نے ان سے وانشریس کے معاملہ میں جھگڑا کھڑا کر کے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ان پر غالب آ گئے، اس طرح وانشریس ان کے مقبوضات میں شامل ہو گیا۔ پھر ان کے قبائل میں سے بنو تیغرین اور بنو منکوش نے اسے اپنا وطن بنا لیا بعد میں وہ منداس پر غالب آ گئے اور بنو مدن کے تمام قبائل نے بھی اسے اپنا وطن بنا لیا۔ ان میں سے بنی یدللتن کو فوقیت حاصل تھی اور بنی یدللتن کی ریاست بنی سلامہ کو حاصل تھی۔ ان کے بطون میں سے بنو یرتن وانشریس کے سامنے اپنے پہلے مواطن ہی میں رہے اور ان میں سے خاص طور پر بنو تیغرین اور اولاد عزیز بن یعقوب، بنی عطیۃ الحیو کے حلیف تھے اور سب کے سب وزراء کے نام سے معروف تھے اور جب انہوں نے اوطان ونکول پر قبضہ کیا اور مغراوہ کو لمدیہ، وانشریس اور تافرکینت سے باہر نکال کر ان کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا پھر منداس، جعبات اور تادغزوت کی طرح اوطان کی دونوں

غربی اطراف سے رکا رہا۔ اس دور میں ان کا سردار عبدالقوی بن العباس تھا اور سب کچھ اس کے حکم سے ہوتا تھا، پس صحرائی حکومت اسی کے لیے ہو گئی۔ اس نے اس میں خیموں میں رہائش رکھنے کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کو بھیجنا چھوڑا اور نہ ہی ذوسفروں کو جمع کرنا چھوڑا، وہ موسم سرما میں مصاب اور الزاب کی طرف چلے جاتے اور موسم گرما میں التل کے ان بلاد میں فروکش ہوتے۔ عبدالقوی اور اس کے بیٹے محمد کی یہی حالت رہی کہ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا اور پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا۔ چنانچہ بنو عبدالواد، ان کے عام اوطان اور قبائل پر متغلب ہو گئے اور بنو یرناتن اور بنو یدللتن نے بھی ان کے مقابلہ میں طاقت کا اظہار کیا اور بنی عبدالواد کی طرف آ گئے، ان کی اولاد جبل وانشریس میں باقی رہی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر عبدالقوی کی گرفتاری

عبدالقوی نے جب مغراوہ کو جبل وانشریس پر قبضہ دلایا تو اس نے قلعہ مرات کی حد بندی کی حالانکہ اس سے قبل مندیل مغراوی نے اس کی حد بندی کا کام شروع کر دیا ہوا تھا پس اس نے ایک بستی بنائی مگر اسے مکمل نہ کر سکا تو اس کے بعد محمد بن عبدالقوی نے اس کو مکمل کیا۔ جب بنو ابی حفص نے افریقہ کی حکومت کو مخصوص کر لیا اور موحدین کی خلافت انہیں مل گئی تو امیر ابوزکریا نے مغرب اوسط پر حملہ کر دیا اور منہاجہ کے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ لیکن زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان پر بار بار جنگ کی۔ آخر ان میں سے کچھ آدمیوں کو پکڑ لیا اور ایک جنگ میں بنی توجین کے امیر عبدالقوی بن العباس کو بھی گرفتار کر کے الحضرۃ میں قید کر دیا۔ البتہ بعد میں اس پر احسان کر کے اس شرط پر رہا کر دیا کہ اس کی قوم اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے گی اور زندگی بھر اس کی اور اس کی قوم کی مددگار رہے گی۔

بنی توجین کے لیے سرکاری پروانے

اس کے بعد امیر ابوزکریا نے تلمسان پر حملہ کیا تو عبدالقوی اور اس کی قوم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھی، جب اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا تو اس نے عبدالقوی کو اس کی قوم اور اس کے وطن پر امیر مقرر کر کے اسے آلہ بنانے کی اجازت دی۔ سب سے پہلے سرکاری پروانے بنی توجین کو ملے اور صلح و جنگ میں بنی عبدالواد کے ساتھ ان کے حالات مختلف ہوتے رہتے تھے۔

جب یغمراسن اور اس کی قوم کے ہاتھ سے سعید ہلاک ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو یغمراسن نے زناتہ کے باقی ماندہ قبائل کو مغرب سے جنگ کرنے اور بنی مرین کے اس کی طرف مسابقت کرنے کی وجہ سے جمع کیا۔ پس عبدالقوی بھی 747ھ میں اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ گیا اور وہ تازی تک پہنچ گئے لیکن جب امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم کے ساتھ انہیں روکا تو وہ واپس آ گئے۔ مگر اس نے انکاد تک ان کا تعاقب کیا لہٰذا جنگ ہوئی اور بنی یادین کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ شکست ہوئی جس کا ذکر ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں کیا ہے۔

محمد بن عبدالقوی کی ریاست

اسی سال وہاں سے واپسی پر عبدالقوی اپنے مواطن میں باحمون کے مقام پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف ان کی امارت سنبھالنے کے درپے ہو گیا۔ مگر وہ اس امارت پر ایک ہفتہ قائم رہا پھر اس کے بھائی محمد بن عبدالقوی نے جو باپ کا ولی عہد بھی تھا، اس نے اپنے باپ کی تدفین کے ساتویں روز اس کی قبر کے اوپر اسے قتل کر دیا اور اس کا بیٹا صالح بن یوسف بلاد منہاجہ کی طرف جبال لمدیہ میں بھاگ گیا پس وہ اور اس کے بیٹے وہیں مقیم ہو گئے۔ محمد نے بلا شرکت غیرے بنی توجین کی ریاست سنبھال لی چنانچہ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی البتہ وہ ایسا سردار تھا جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔

علی بن زیان کی جنگ سے دستبرداری

یغمراسن نے اس سے جھگڑا کیا اور وہ 749ھ میں اسے جنگ کرنے کو تیار ہو گیا پھر قلعہ تافرکینت کی طرف گیا چنانچہ اس نے اس سے جنگ

ان دنوں وہاں اس کا پوتا علی بن زیان بن محمد اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ موجود تھا۔ لہٰذا اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا، مگر جب سر نہ کر سکا تو وہاں سے چلا آیا۔ پھر انہوں نے جنگ سے دستبردار ہونے پر اتفاق کیا اور یغمر اسن نے اس سے وہی بات کی جو بنی مرین کے ساتھ ان کے بلاد میں جنگ کرنے کے متعلق اس کے باپ سے کی تھی۔ چنانچہ اس نے اس بات کو قبول کر لیا پھر وہ مفراوہ کے ساتھ 757ھ میں بین الریف اور تازی کے درمیان کلامان تک پہنچ گئے۔ یعقوب بن عبدالحق نے اپنی فوجوں کے ساتھ مڈبھیڑ کی تو وہ تتر بتر ہو گئے اور شکست کھا کر اپنے بلاد میں واپس آ گئے۔

اس کے بعد بھی اس کے اور یغمر اسن کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس نے جبل وانشریس میں اس سے کئی بار جنگ کی اور اس کے وطن میں گھس گیا۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان یغمر اسن کی حکومت کو مخصوص کر لینے اور اس کے تمام زناتہ اور ان کے بلاد پر غلبہ کے واسطے پانے کے متعلق کوئی گفتگو نہ ہوئی، اس لیے کہ وہ سب حفصی حکومت کے پاس اکٹھے ہونے والے تھے جب کہ محمد بن عبدالقوی سلطان المستنصر کی اطاعت کرنے والا تھا۔

ملوک زناتہ کی امداد

افرنجہ کے نصاریٰ 768ھ میں جب ساحل تونس پر اُترے اور انہوں نے الحضرۃ کی حکومت کا لالچ کیا تو المستنصر نے ملوک زناتہ کے پاس منادی بھیجا۔ لہٰذا اس نے امداد کے لیے اس کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ ان میں سے محمد بن عبدالقوی نے اپنی قوم اور اپنے اہل وطن کے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور تونس میں سلطان کے ہاں اُترا جہاں دشمن سے جہاد کرنے میں اس نے بڑی شجاعت دکھائی اور ان کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشہور کارنامے سرانجام دیئے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محسوب و معدود ہیں۔

جب دشمن الحضرۃ سے چلا گیا اور محمد بن عبدالقوی بھی اپنے وطن کی طرف واپس آنے لگا تو سلطان نے اسے اعلیٰ انعامات دیئے اور اس کی قوم اور فوج کے سرکردہ لوگوں پر بڑی نوازشات کیں۔ چنانچہ اسے الزاب کے وطن سے بلاد مفراوہ اور اوماش جاگیر میں دیئے لہٰذا اس کی واپسی نہایت شان دار طریق سے ہوئی۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا بلکہ اس کے ساتھ مل کر اس کے دشمن پر غالب رہا۔

جب امصار مغرب پر غلبہ پانے اور اس کی حکومت کو اپنے لیے مختص کر لینے کے بعد بنو مرین نے یغمر اسن کے ساتھ سختی کی تو محمد نے یغمر اسن پر غلبہ پانے کے لیے ان کے ساتھ مصالحت کر کے اپنے بیٹے زیان بن محمد کو ان کے پاس بھیجا۔

محمد بن عبدالقوی کی یعقوب سے ملاقات

جب 770ھ میں یعقوب بن عبدالقوی نے تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس جنگ میں یغمر اسن پر بھی حملہ کیا جس میں اس کا بیٹا فارس ہلاک ہو گیا۔ محمد بن عبدالقوی بھی اس کے مقابلہ میں تیار ہوا اور راستے میں بطحاء سے گزرا جو ان دنوں یغمر اسن کے مضافات کی سرحد تھا تو اس نے اسے برباد کر دیا۔ پھر یعقوب بن عبدالحق سے تلمسان کے میدان میں ملا تو یعقوب نے اسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے تلمسان سے کئی روز تک جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکے لہٰذا انہوں نے وہاں سے چلے جانے پر اتفاق کر لیا۔

یعقوب بن عبدالحق نے یغمر اسن کے شر کے خوف سے وہاں ٹھہر کر انہیں مہلت دی تا کہ محمد اور اس کی قوم اپنے بلاد میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا لہٰذا اس نے ان کے تھیلوں کو اپنے تحائف سے بھر دیا اور انہیں بہترین اصیل کوتل گھوڑے بوجھل سواریوں کے ساتھ دیئے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار دودھیل اونٹنیاں دے کر انہیں عطیات اور قیمتی خلعتوں سے پُر کر دیا۔ پھر انہیں بہت سے ہتھیار، خیمے اور کارندے دے کر رخصت کیا۔ محمد بن عبدالقوی جبل وانشریس میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور یغمر اسن کے ساتھ لگاتار اس کی جنگیں ہوتی رہیں پھر اس نے اس کے وطن پر کئی حملے کیے اور اس کے شہروں کو خوب برباد کیا۔ لیکن پھر بھی وہ یعقوب کی دوستی کا دم بھرتے ہوئے اسے اصیل گھوڑے اور نادر اشیاء دینے پر قائم رہا یہاں

تک کہ یعقوب نے جب مصالحت کے بارے میں یغمراسن پر یہ شرط عائد کی کہ جس کے ساتھ وہ صلح یا جنگ کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ صلح یا جنگ کرے گا، اسی وجہ سے یعقوب بن عبدالحق نے 780ھ میں چڑھائی کی کیونکہ اس نے اس پر یہ شرط عائد کی تھی کہ بلکہ اس کے تسلیم کرنے پر اصرار کیا تھا لہٰذا اس نے اس پر چڑھائی کی اور خرزوزہ میں اس پر حملہ کیا۔ پھر تلمسان میں اس کا محاصرہ کیا اور وہاں محمد بن عبدالقوی نے اس سے ملاقات کی۔ چنانچہ انہوں نے لوٹ مار اور تخریب کاری سے تلمسان کے نواح میں فساد برپا کر دیا، پھر یعقوب نے محمد اور اس کی قوم کو اپنے شہروں کو جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ تلمسان کے نواح میں یغمراسن کے روکنے کے خوف سے اس وقت تک ٹھہرا رہا جب تک وہ وانشریس میں اپنی حفاظت کی جگہ تک پہنچ گئے۔

محمد بن عبدالقوی کی کامیابی

بعد میں بھی ان دونوں کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ یغمراسن 781ھ کے آخیر میں بلادِ مفراوہ میں سولونہ کے مقام پر فوت ہو گیا۔ جب کہ اس دوران میں بنو مرین، بنی عبدالواد کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے یوں محمد بن عبدالقوی کے لیے حکومت مرتب و منظم ہو گئی۔ پھر وہ جبال لمدیہ میں اوطان منہاجہ پر غالب ہو گیا اور اس نے ثعالبہ کو، ان کے مشائخ کے ساتھ خیانت کرنے اور انہیں قتل کرنے کے بعد جبال تیطری سے نکال دیا تو وہ وہاں سے میتجہ کے میدانوں میں چلے گئے اور انہیں وطن بنالیا۔

اولادِ عزیز کی آبادکاری

محمد نے لمدیہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا جسے اس کے لمدیہ باشندوں کی وجہ سے قلعہ لمدیہ کہتے ہیں۔ لمدیہ منہاجہ کا ایک بطن ہے اور اس کی حد بندی کرنے والا بلکین بن زیری ہے۔ جب محمد نے اس پر اور اس کے نواح پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے خواص میں سے اولادِ عزیز بن یعقوب کو یہاں آباد کر کے اسے ان کا موطن اور ریاست قرار دیا۔

یوسف بن عبدالقوی کا قتل

اس کے بھائی یوسف بن عبدالقوی کے بیٹے بنو صالح منہاجہ کے درمیان اپنی جگہ سے اس وقت بھاگ گئے تھے جب اس کا باپ یوسف قتل ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے، وہ افریقہ میں بلاد موحدین میں چلے گئے تھے۔ چنانچہ وہ انہیں نہایت عزت و تکریم سے ملے اور انہوں نے ان کو قسنطینہ کے نواح میں آلِ ابی حفص کے بادشاہوں کی حکومت میں جاگیریں دے دیں۔ وہ ان کی جنگوں میں ان کے ساتھ پڑاؤ کرتے، ان کی جنگوں میں دادِ شجاعت دیتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔

اولادِ عزیز میں سے لمدیہ کے موالی حسن بن یعقوب اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور علی تھے اور ان کے مواطن، لمدیہ اور ان کے موطن اول ماخنون کے درمیان تھے۔

سلامہ بن علی کی اطاعت گزاری

اسی طرح بنو یدللتن بھی بنی توجین میں سے تھے، انہوں نے قلعہ جعبات اور قلعہ تاغزوت پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا سردار سلامہ بن علی قلعہ میں محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کا اطاعت گزار ہو کر قیام پذیر تھا۔ پس محمد بن عبدالقوی کی حکومت مغرب اوسط کے نواح میں ہو اطن بنی راشد سے لے کر نواح لمدیہ میں جبال منہاجہ تک مسلسل قائم رہی اور سِرسو کے سامنے السرسو کے بلاد اور جبال سے ارض الزاب تک قائم رہی چنانچہ وہ موسم سرما میں دُور تک سفر کرتا تھا اور الروس، مفرہ اور المسیلہ میں قیام کرتا تھا اور ہمیشہ اس کی یہی عادت رہی۔

سیدالناس کی عارضی حکمرانی

جب یغمراسن 781ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان 784ھ میں از سر نو جنگ چھڑ گئی

چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا سید الناس حکمران بنا لیکن اس کی حکومت کا زمانہ دراز نہ ہوا بلکہ اس کے بھائی موسیٰ نے باپ کی وفات کے چند ماہ بعد اسے قتل کر دیا۔

اہل مرات کا موسیٰ بن محمد پر غلبہ

موسیٰ بن محمد دو سال تک توجین کا امیر رہا۔ چونکہ اہل مرات اس کے وطن کے باشندوں میں سے سب سے زیادہ طاقت ور اور شر پسند تھے لہٰذا اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ ان کے مشائخ کو قتل کر دے اور ان کے ڈر سے اپنے آپ کو بچائے، چنانچہ اس نے اس کام کا ارادہ کیا اور پھر وہاں پہنچا۔ اتنے میں وہ بھی اس کے حال سے اور اس کی رائے سے باخبر ہو کر چوکنے ہو گئے۔ پھر ان سب نے نڈر ہو کر اس پر حملہ کر دیا تو اس نے بھی ان سے جنگ کی پھر اس حال میں شکست کھا گیا کہ اس کے زخم سے خون ٹپکتا تھا، اور وہ اسے مجبور کر کے قلعے کے خوف ناک مقامات میں لے گئے جہاں وہ ایک مقام پر گر کر ہلاک ہو گیا۔

زیان بن محمد کے بیٹوں کی غداری

اس کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا عمر بن اسماعیل بن محمد چار سال تک حکمران رہا۔ پھر اس کے ساتھ اس کے چچا زیان بن محمد کے بیٹوں نے غداری کر کے اسے قتل کر دیا لہٰذا انہوں نے اپنے بڑے بھائی ابراہیم بن محمد کو حکمران بنایا جس نے ان پر بہت اچھی طرح حکمرانی کی۔ کہتے ہیں کہ ان میں محمد کے بعد اس جیسا کوئی حکمران نہیں ہوا۔ چنانچہ ان حکمرانوں کے دوران بنو عبدالواد ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے اور ان کے باپ محمد کی وفات کے بعد عثمان بن یغمراسن کا دباؤ ان پر بڑھ گیا، پس 786ھ میں اس نے ان پر حملہ کیا اور جبل وانشریس میں ان کا محاصرہ کر کے ان کے وطان میں خرابی اور فساد پیدا کیا، ان کی فصیلوں کو جب ان پر مغراوہ نے قبضہ کر لیا تھا، مازونہ لے آیا پھر اس نے قلعہ تافرکنیت سے جنگ کی، وہاں کے حاکم غالب الخصی مولیٰ سید الناس بن محمد سے ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے قلعہ تاغزوت میں اولاد سلامہ پر حملہ کیا اور وہ کئی بار اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ پھر انہوں نے اس سے اطاعت کرنے اور بنی محمد بن عبدالقوی کو چھوڑنے کا معاہدہ کر لیا پس انہوں نے ان کا عہد توڑ دیا اور عثمان بن یغمراسن کی حکومت میں آ گئے۔ انہوں نے ان کے لیے بنی یدللتن پر محصول مقرر کیے اور عثمان بن یغمراسن نے بنی توجین کے قبائل کو ان کے امیر ابراہیم زیان کے خلاف بھڑکانے اور ترغیب دینے کا راستہ اختیار کیا، پس بنی مادون کے شیخ زکرار بن انجی نے اس کی حکومت کے ساتویں مہینے ایک جنگ میں اس پر حملہ کر کے اسے بطحاء میں قتل کر دیا۔

بنی توجین کے قبیلوں سے دوستی

اس کے بعد موسیٰ بن زرارہ بن محمد بن عبدالقوی حکمران بنا اور بنو تیغرین نے اس کی بیعت کی مگر بقیہ توجین نے اختلاف کیا، پس اس دوران اس سال کا کچھ حصہ عثمان بن یغمراسن نے قیام کر کے بنی توجین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کی یہاں تک کہ اسے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے بھاگ کر لمدیہ کے نواح میں چلا گیا اور پھر اپنے اسی سفر میں فوت ہو گیا۔

عطیہ اصم کی حکمرانی

پھر عثمان نے اس کے بعد 788ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور منہاجہ کے قبائل میں سے لمدیہ کے ساتھ ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اولاد عزیز سے غداری کی اور اسے اس پر قدرت دے دی پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے انہوں نے عثمان بن یوسف سے اطاعت اور تاوان پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے، چنانچہ

عثمان بن یغمراسن نے توجین کے عام علاقے پر قبضہ کر لیا پھر وہ بنی مرین کے اس مطالبے میں مشغول ہو گیا جو انہوں نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں اچانک کیا تھا۔ پس بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم نے دو سال تک بنی توجین پر حکمرانی کی جس میں اس نے لوگوں کو خوفزدہ کیا اور بُری روش اختیار کی۔ آخر کار وہ فوت ہو گیا پس اس کے بعد بنو تیغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو جو اصم کے نام سے مشہور تھا، حکمران مقرر کیا لیکن اولاد عزیز اور تمام قبائل توجین نے ان کی مخالفت کی۔

عطیۃ الاصم کی بیعت

انہوں نے یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی، جبل وانشریس پر حملہ کیا اور وہاں پر عطیہ اور بنی تیغرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیے رکھا اور یحییٰ بن عطیہ جو بنی تیغرین کا سردار تھا وہی عطیہ الاصم کی بیعت کا ذمہ دار تھا، پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت اپنی جگہ پر مضبوط ہو گئی جو حصار تلمسان میں تھی اور اس نے اسے جبل وانشریس کی حکومت کی رغبت دلائی، پس اس نے اپنے بھائی ابو سرحان اور ابو یحییٰ کی نگرانی کے لیے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ ابو یحییٰ 701ھ میں اُٹھا اور اس نے مشرق کی جانب یلغار کی، جب واپس آیا تو جبل وانشریس کی طرف گیا اور اس کے قلعوں کو منہدم کر کے واپس آ گیا۔ پھر اس نے دوسری بار بلاد توجین پر حملہ کیا اور انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ تاہم اہالیانِ تافرکنیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے لمدیہ پہنچ کر اسے صلح سے فتح کر لی اور اس کی بستی کی حد بندی کر کے اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس واپس آ گیا۔ چنانچہ اس کے جانے کے بعد باشندگانِ تافرکنیت نے بغاوت کر دی۔ پھر بنو عبدالقوی اطاعت اختیار کرنے کے ارادے سے یوسف بن یعقوب کے پاس گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور انہیں ان کے بلاد میں واپس کر دیا بلکہ انہیں جاگیریں بھی دیں اور علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا حاکم بنا کر اس کی وزارت یحییٰ بن عطیہ کو دی۔ چنانچہ اس نے اس کی حکومت پر قابو پا لیا اور یوں اس کی سلطنت درست ہو گئی، آخر اس دوران میں وہ فوت ہو گیا، پس یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیۃ الاصم کو حاکم مقرر کیا اور وہ ایک وقت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے اس کی وفات سے پہلے 706ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر اُکسایا۔

اولادِ عزیز کی خود مختاری

جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو مرین، بنی یغمراسن کے لیے مغرب اوسط کے ان تمام امصار سے دست کش ہو گئے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا تو یغمراسن نے ان پر غلبہ پانے کے بعد متغلبین کو وہاں سے دور کر دیا پھر اولادِ عبدالقوی میں سے ایک جماعت بلاد موحدین میں چلی گئی اور وہاں پر انہیں باعزت مقام ملا چنانچہ عباس بن محمد بن عبدالقوی، آل ابی حفص کے بادشاہوں کے ساتھ مرتے دم تک دوستانہ تعلقات رکھتا تھا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی۔ جب ان نمائندگان سے فضا خالی ہو گئی تو ان کے بعد بنی تیغرین کا سردار احمد بن محمد جو بنی یفرن کے سلطان یعلیٰ بن محمد کی اولاد میں سے تھا، جبل وانشریس پر غالب آ گیا پس یہ یحییٰ بن عطیہ ان کی ریاست میں کچھ روز ٹھہرا پھر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی عثمان بن عطیہ نے اس کی امارت سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ جبل وانشریس میں خود مختار بن گیا۔ اولاد عزیز لمدیہ اور اس کے نواح میں خود مختار بن گئی اور ان کی ریاست حسن بن یعقوب کے دونوں بیٹوں یوسف اور علی کو حاصل تھی۔ یہ سب کے سب بنی عبدالواد کے سلطان ابوحمو کی اطاعت میں تھے کیونکہ وہ ان پر غالب آ گیا تھا اور اس نے بنی عبدالقوی کے امراء سے ریاست لے لی تھی یہاں تک کہ سلطان ابوحمو کے عم زاد یوسف بن یغمراسن نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ پھر وہ اولادِ عزیز کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ بنی تیغرین کے سردار عمر بن عثمان اور حاکم جبل وانشریس کے کاشانے میں دخل انداز ہو گئے تو اس نے ان کی بات مان لی اور بقیہ قبائل یکوشہ اور بنو ریاتن نے بھی ان سے معاہدہ کر لیا۔

انہوں نے محمد بن یوسف کے ساتھ سلطان ابوحمو پر چڑھائی کی جب کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ تفکل کے مقام پر تھا، چنانچہ انہوں نے اسے منتشر کر دیا۔ اس جنگ کے حالات کو ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ سلطان ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو تاشفین

…ران بنا تو اس نے بھی فوجوں کے ساتھ پر حملہ کیا اور عمر بن عثمان کو اس وجہ سے کہ محمد بن یوسف اس کی قوم کی چھوڑ کر اولادِ عزیز کے ساتھ دوستی رکھتا …ے غیرت آئی تو اس نے سلطان ابوتاشفین کے ساتھ اس سے انحراف کرنے کے بارے میں ساز باز کی لہٰذا جب وہ جبل میں اُترا اور محمد بن یوسف …لت کی خاطر قلعہ توکال میں چلا گیا تو عمر بن عثمان اسے چھوڑ کر ابوتاشفین کے پاس آ گیا اور اسے قلعہ کی کمین گاہیں بتائیں تو ابوتاشفین اس کے …ب ہو گیا پھر اس کی ناکہ بندی کر دی۔ سعد بن یوسف کے دوست اور مددگار اس سے الگ ہو گئے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے …طان ابوتاشفین کے پاس لائے تو 719ھ میں اسے اس کے سامنے نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو تلمسان بھجوا دیا۔ اس کے اعضاء کو …قلعے میں جس میں وہ اپنے اُچھل کود کے ایام میں محفوظ ہوا تھا، صلیب دی گئی اور وانشریس کی امارت عمر بن عثمان کو اور اس کی ولایت ابوتاشفین کو …ی، یہاں تک کہ وہ بنی مرین کے ساتھ ایک جنگ کے دوران تلمسان میں ان برسوں میں ہلاک ہو گیا جن میں سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے …ک کی تھی جیسا کہ ہم نے اس کے محاصرے کے حالات میں بیان کیا ہے۔

…طان ابوالحسن کا غلبہ

پھر بنومرین مغرب اوسط پر غالب ہو گئے اور سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے نصر بن عمر کو جبل کا والی مقرر کیا۔ وہ اپنے عہد کو پورا کرنے، …لت سے خلوص رکھنے، سچی طرف داری کرنے، مملکت پر احسان کرنے اور محاصل کے بڑھانے کے لحاظ سے بہترین والی تھا۔ جب قیروان …سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور زناتہ کے شرفاء نے اپنی حکومت کی واپسی کے لیے مقابلہ کیا تو آلِ عبدالقوی میں سے عدی بن یوسف بن …ن بن محمد بن عبدالقوی لمدیہ کے نواح میں چلا گیا اور خوارج سے ان کی دعوت میں مقابلہ کیا۔ یہ بنوعزیز اور ان کے پڑوسی بنوریناتن اس کے پاس …گئے چنانچہ اس نے جبل وانشریس پر چڑھائی کی تاکہ ان کے دشمن کے ساتھ سازش کرنے والوں سے ان کی جڑ کاٹ کر بدلہ لے۔ ان دنوں …کا سردار نصر بن عمر بن عثمان تھا جس نے مسعود بن ابی زید بن خالد بن محمد بن عبدالقوی کی بیعت کی۔ وہ ان کی اولاد میں سے تھا پھر وہ عدی بن …ف کے مددگاروں سے جُدا ہو کر ان کے پاس چلا گیا کیونکہ اسے اس کے اصحاب سے اپنی جان کا خوف تھا چنانچہ عدی اور اس کی قوم نے ان سے …کی گروہ اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں جن میں انجام کار نصر بن عمر اور ان کی قوم کو غلبہ حاصل ہوا۔ جب …طان ابوالحسن تونس سے الجزائر آیا تو عدی سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ مسعود ان کے درمیان باقی رہا اور جب ابوسعید بن عبدالرحمٰن …نی قوم کے ساتھ تلمسان پر قبضہ کیا تو اُسے اختیار دے دیا اور وہ مسلسل وہیں رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعثمان نے ان پر غلبہ پالیا تو وہ زواودہ کی …ف جانے کے بعد اس کے مددگاروں میں آ گیا اور اس نے اسے وہاں اتار کر فاس میں منتقل کر دیا۔ یوں ان کی حکومت وسلطنت ختم ہو گئی اور بنی …ن عبدالقوی کا نشان مٹ گیا۔

…ر بن عمر کی امارت

نصر بن عمر نے جبل وانشریس کی حکومت میں قیام کیا اور سلطان ابوعثمان نے اسے اس پر اور اس کی بقیہ حکومت پر امیر مقرر کر دیا۔ وہ اس کے …نی مرین کی دعوت کا منتظم رہا یہاں تک کہ سلطان ابوحمو الاخیر یعنی ابن موسیٰ یوسف نے ان کی حکومت پر غلبہ پالیا چنانچہ نصر نے اس کی …ت اختیار کر لی پھر 770ھ میں بنی عبدالواد اور عربوں کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ انہوں نے جب ابوحمو کے چچا ابی زیان بن …طان ابی سعید کی دعوت کو قائم کیا تو نصر بن عمران کے ساتھ مل گیا اور ایک عرصے تک امیر ابی زیان کی دعوت سے وابستہ رہا آخر کار اس جنگ کے …ران ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بھائی یوسف بن عمر نے اس کے طریقوں کو قبول کرتے ہوئے سنبھالا اور وہ اس عہد یعنی …ء میں حاکم جبل وانشریس ہے اور اطاعت ومخالفت میں اس کا حال ابوحمو کے ساتھ مختلف ہے۔ واللّٰہ مالک الامور لا رب غیرہ معبود سواہ۔

عبدالقوی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی بن العباس بن العطیہ الحیو بن حماد بن العباس بن داللتن بن ابی بکر بن الفلب

مسعود بن بوزید بن خالد
محمد بن عطیہ بن ابراہیم
سیدالناس
موسیٰ
یحییٰ بن صالح بن عمر بن صالح بن یوسف
زیان بن یوسف بن موسیٰ

باب:۹۹

طبقہ ثانیہ میں سے قبائل توجین کے بنی یدللتن کے رؤسا اور قلعہ تاوغزدت کے مالک بن سلامہ کے حالات

بنی توجین کے قبائل میں سے بنو یدللتن بڑے طاقت ور اور زیادہ تعداد والے تھے اور انہیں ان بقیہ قبیلوں پر غلبہ حاصل تھا۔ بنو عبدالقوی بنی توجین کے بادشاہ اس کے حق کی رعایت کرتے اور اسے جانتے تھے۔ جب بنی یلومی اور بنی دماتو کے خاتمے کے بعد بنو قاضی اور بنو مادون ارض منداس میں تلول کے علاقے میں آئے تو انہوں نے اسے اپنا وطن بنالیا۔ پھر بنو یدللتن نے ان کے بعد آ کر جعبات اور تاوغزدت کو اپنا وطن بنالیا۔ چنانچہ ان دنوں ان کی امارت نصر بن سلطان بن عیسیٰ کو حاصل تھی جو آخر کار فوت ہو گیا تو ان کی امارت اس کے بیٹے مناد بن نصر اور پھر اس کے بھائی علی بن نصر، پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن علی نے سنبھالی پھر جب وہ بھی فوت ہو گیا تو ان کی امارت کو اس کے بھائی سلامہ بن علی نے اس وقت سنبھالی جب عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی حکومت مضبوط ہو چکی تھی۔ لہٰذا اس کی امارت بھی اس کی قوم میں مضبوط ہو گئی اور اس نے قلعہ تاوغزدت کی حد بندی کی جو اس کی طرف اور اس کے بیٹوں کی طرف منسوب ہے۔ البتہ اس سے پہلے وہ سوید کے عربوں میں سے بعض منقطع

جانے والے لوگوں کا پڑاؤ تھا اور بنوسلامہ کا یہ خیال ہے کہ وہ توجین کے نسب میں دخیل اور بنی سلیم بن منصور کے عربوں میں سے ہیں اور ان کا دادا نصر یا سلطان اپنی قوم کے ایک خون کی وجہ سے ان سے الگ ہوگیا تو بنی توجین میں سے بنی یدللتن کے شیخ نے اسے اپنے نسب کے ساتھ ملا لیا اور ان کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی پھر جب سلامہ بن علی فوت ہوگیا تو اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بیٹے یغمر اسن بن سلامہ نے اس وقت سنبھالا جب بنوعبدالواد نے بنی توجین پر ان کے سب سے بڑے بادشاہ محمد بن عبدالقوی کے فوت ہو جانے کے بعد ان پر سختی کی۔

تلمسان کا طویل محاصرہ

عثمان بن یغمر اسن جنگ کے لیے ان کے بلاد میں آتا تھا اور ان میں بہت فساد کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنی ایک جنگ میں ان کے اس قلعہ سے مقابلہ کیا جس میں یغمر اسن بھی موجود تھا لیکن وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا، یوسف بن یعقوب اور بنومرین تلمسان کی طرف چلے گئے، پس وہ قلعہ میں ڈٹا اور بنی مرین سے پہلے اپنے دارالخلافے میں پہنچ گیا۔ یغمر اسن بن سلامہ نے اس کی اولاد میں غارت گری کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا تو اس نے تلیوان کے مقام پر اس پر پلٹ کر حملہ کیا اور وہاں ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں یغمر اسن بن سلامہ ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی امارت کو اس کے بھائی محمد بن سلامہ نے سنبھالا، عثمان بن یغمر اسن نے اس کی اطاعت کرلی مگر بنوعبدالقوی نے مخالفت کی اور اس نے اپنی قوم اور ان پر بنی عبدالواد کے بادشاہوں کے لیے محصول لگایا پس تلمسان کے بادشاہوں کے لیے یہ محصول ہمیشہ ہی ان پر عائد رہا اور اس کا بھائی سعد مغرب چلا گیا۔ سلطان یوسف بن یعقوب کی اس جنگ میں جس میں اس نے تلمسان کا طویل محاصرہ کیا، اس کا مددگار بن کر آیا تو سعد بن سلامہ اس کی طرف ہجرت کر کے آیا لیکن اس نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے اسے بنی یدللتن اور قلعہ کا والی بنا دیا جب کہ اس کا بھائی محمد بن سلامہ بھاگ گیا اور جبل راشد میں چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ مغرب اوسط کی امارت بنی عبدالواد کو مل گئی تو انہوں نے بنی توجین پر محصول لگایا اور انہیں خراج جمع کرنے کی طرف لے آئے۔ سعد ہمیشہ اپنی ولایت پر قائم رہا یہاں تک کہ ابوحمو فوت ہوگیا اور ابوتاشفین حکمران بن گیا تو اس نے سعد کو ناراض کر دیا اور اس کے بھائی محمد کو جبل راشد میں اس کی جگہ حکمران بنا دیا اور سعد مغرب چلا گیا اور سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل ہوکر آیا اور اس کا بھائی، ابوتاشفین کے ساتھ آیا۔ پس وہ تلمسان میں محصور ہوگیا اور سعد بن سلامہ اس کی جگہ حکمران بن گیا۔ پھر محمد محاصرہ اور ان کے ایام میں ایک دن فوت ہوگیا۔ جب بنوعبدالواد کی امارت کا خاتمہ ہوگیا تو سعد نے سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ فرض حج کی ادائیگی کے لیے اس کا راستہ کھلا چھوڑ دیا جائے چنانچہ اس نے حج کیا اور حج سے واپس آتے ہوئے راستے ہی میں فوت ہوگیا۔ اس نے سلطان ابو الحسن کی تاکید کی اور اُسے اپنے بیٹوں کے بارے میں اپنے ولی عریف بن یحییٰ کی زبان سے وصیت کی جو بنی سوید کا سردار تھا۔

سلطان ابوعنان کی کامیابی

پس سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے سلیمان بن سعد کو بنی یدللتن اور قلعہ کا امیر بنا دیا لیکن سلطان ابوالحسن کا معاملہ بگڑ گیا اور عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمر اسن کے بیٹوں اور ابوسعید اور ابوثابت کے پاس حکومت آ گئی۔ اس کے اور ان کے درمیان دوستی اور انحراف پایا جاتا تھا۔ ان کے مددگاروں زغبہ میں سے بنی سوید کے عرب تھے کیونکہ وہ قبلہ کی جانب سے ان کے مواطن میں ان کے پڑوسی تھے، چنانچہ ان کے شیخ وترمار بن عریف نے بنی یدللتن کے وطن پر غالب ہونے کا لالچ کیا تو یہ سلیمان اس کے سامنے حائل ہوگیا اور اس کے دفاع میں پوری کوشش کی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کرلیا اور وترمار اور اس کے بیٹے عریف اس کے پاس آ جانے اور اس کی قوم کی طرف ہجرت کرنے کا لحاظ کیا۔ وترمار بن عریف کو قلعہ اور اس کے ارد گرد کا علاقہ اور تمام بنی یدللتن کا محصول اسے جاگیر میں دیا پھر سلیمان بن سعد سلامہ کو اپنی فوج اور اس کے گرد کے لوگوں میں شامل کیا یہاں تک کہ سلطان فوت ہوگیا چنانچہ ابوحمو الاخیر کے ہاتھ پر بنی عبدالواد کو دوبارہ حکومت مل گئی پس اس نے سلیمان کو قلعہ اور ان کی قوم پر حکمران بنایا اور عربوں کا معاملہ ان پر سخت ہوگیا تو سلیمان پریشان ہوگیا اور ان کے شر سے چوکنا ہوگیا اور اولاد عریف کے پاس چلا گیا پھر اس نے دوبارہ اطاعت کی تو اس نے اُسے گرفتار کر کے دھوکے سے قتل کر دیا مگر اس کا خون رائیگاں گیا۔ عربوں نے اسے مغرب اوسط کے

عام علاقے پر قبضہ کروا دیا اس کے بعد اس نے قلعہ اور بنی یدللتن اولادِ عریف سے دوستی کے لیے انہیں جاگیر میں دے دیئے پھر اس نے بنی مادون اور منداس بھی انہیں جاگیر میں دے دیئے اور بنی سوید کے تمام بطون، سوید کے نوکر اور ان کے خراج کے غلام بن گئے سوائے جبل وانشریس کے کیونکہ وہ ہمیشہ ہی بنی تیغرین کے پاس رہا اور ان کا والی یوسف بن عمر تھا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابوحمو نے اولادِ سلامہ کو اپنی فوج میں شامل کر کے اپنے رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور تلمسان کے نواح میں انہیں قصبات جاگیر میں دیئے اور وہ اس عہد میں اسی حال میں ہیں۔

☆☆☆

یعمان بن سعد بن سلامہ بن علی بن نصر بن سلطان بن عیسیٰ

یغمراسن ——

یغمراسن ——

باب: ۱۰۰

طبقہ ثالثہ میں سے بنی توجین کے بوطن بنی یرناتن کے حالات اور ان کی اولیّت اور انجام

بنوتوجین میں سے بنو یرناتن بہت قبائل والے، بڑے طاقت ور اور سب سے زیادہ شہرت رکھنے والے تھے۔ جب بنوتوجین مغرب اوسط کے تلول میں آئے تو پہلے مواطن میں ٹھہرے جو ماحون اور زمتہ کے درمیان واقع تھے۔ یہ لوگ وادی شلفؔ کے بالائی علاقے میں دریائے واصل کے دونوں کناروں پر گھومتے پھرتے تھے۔ ان کی ریاست نصر بن علی بن تمیم بن یوسف بن بونوال کے گھرانے میں تھی چنانچہ ان میں سے ان کا شیخ مہیب بن نصر تھا اور عبدالقوی بن العباس اور اس کا بیٹا محمد جو توجین کے اُمراء تھے۔ انہیں ان کی شرافت اور ان کی قوم میں ان کے بڑے مقام کی وجہ اور اور ان کی عظیم دولت کو دیکھ کر انہیں ترجیح دیتے تھے اور محمد بن عبدالقوی اپنی سلطنت میں انہیں اولادِ عزیز سے ترجیح دیتا تھا۔ اس کے بیٹوں کے عہد میں ان کا والی عبو بن حسن بن عزیز تھا۔

جب مہیب بن نصر نے عبدالقوی کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ اس کے ہاں نصر بن مہیب پیدا ہوا تو اس کے ماموں کا رشتہ محمد بن عبدالقوی سے ہو گیا اور اس کی امارت میں اس کی شان بلند ہو گئی پھر اس کے بعد اس کا بیٹا علی بن نصر حکمران بنا اور اس کے بیٹوں میں سے نصر اور عشر اور دیگر بیٹے بھی تھے جو اپنی ماں سے مشہور تھے جس کا نام تاسرعیفت تھا۔

نصر کی طویل حکمرانی

اس کے بعد نصر بن علی حکمران بنا اور اس کی قوم میں اس کی امارت طویل عرصہ تک قائم رہی۔ بنو عبدالقوی نے اختلاف کیا اور بنو عبدالواد نے ان کے پاس جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا پس ملوک زناتہ نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیر دی اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کی شہرت سے پہچانے گئے اور وہ کثیر اولاد تھا، کہتے ہیں کہ اس نے تیرہ لڑکے اپنے پیچھے چھوڑے جن میں سے ہر ایک جنگجو اور شیر کا پنجہ تھا، پھر ان کے مشاہیر میں سے عمر بھی تھا جسے سلطان ابوالحسن نے اس وقت قتل کر دیا جب اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ اس نے اُسے دھوکے سے قتل کرنے کے لیے سازش کی ہے پس وہ بھاگا لیکن پکڑا گیا اور مرات میں قتل ہو گیا۔ ان میں سے مندیل بھی تھا جسے بنو تیغرین نے اس وقت قتل کر دیا تھا جب انہوں نے علی بن الناصر کو حکمران بنایا تھا۔ انہوں نے اس کے ساتھ عبو بن حسن بن عزیز کو بھی قتل کر دیا۔ ان میں سے عثمان بھی تھا، یہ ابو تاشفین کے زمانے میں تلمسان کے محاصرہ میں قتل ہو کر مرا تھا اور ان میں سے مسعود، مہیب، سعد، داؤد، موسیٰ، یعقوب، عباس اور یوسف بھی ان کے نزدیک دوسروں میں مشہور و معروف تھے، یہ نصر بن علی بن نصر بن مہیب کے بیٹوں کا حال تھا۔

اس کے بھائی عشر کے لڑکوں میں سے ابوالفتوح بن عشر تھا، پھر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ بن ابوالفتوح تھا جو اپنے بھائیوں کا رئیس تھا اور ان کی ایک خدمت گار لڑکی، عثمان بن یغمراسن کے گھر میں اُتری اور اس نے اپنے آقا ابوالفتوح سے حمل ہونے کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ کا ایک بھائی اس کے ہاں پیدا ہوا جس کا نام معروف تھا۔ اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی اور ابوحمو نے اسے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کو وزیر بنایا اور ان کی حکومت میں انتہا تک پہنچا، اسے معروف الکبیر کہا جاتا تھا اور جب ابوحمو اوّل کی حکومت میں اسے ریاست حاصل تھی تو اس کا بھائی عیسیٰ بن ابوالفتوح بھی اپنی قوم کو ناراض کر کے اس کے پاس آ گیا پس اس نے بنی راشد پر اس کی ولایت اور ان کے اوطان کے محصول کے لیے کوشش کی، اسے شہر سعیدہ میں اُتارا جہاں اُسے اس کی امارت ملی اور ابوبکر، عبو، طاہر اور وتر مار اس کے بیٹے تھے۔

جب بنی عبدالواد کے بعد بنو مرین پہنچے تو سلطان ابوالحسن نے انہیں بنی یرناتن پر یکے بعد دیگرے والی بنایا۔ بنی علی بن نصر بن مہیب سے تاسر غیفت کے جولڑ کے تھے ان کا ذکر ان کی قوم کی ریاست میں نہیں آتا، ہاں اسی طرح ان کی ایک خدمت گار لڑکی ابوتاشفین کے گھر میں اُتری تھی اور اس نے ایک لڑکا جنا تھا جو موسیٰ بن عطیہ کے نام سے مشہور تھا، اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی جو بنی تاسر غیفت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ان کی خدمت میں اسے شرافت حاصل ہوئی تو انہوں نے اُسے مشہور مضافات کا والی بنا دیا اور وہ اس عہد تک شلف اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں ابوحمو الاخیر کا عامل ہے۔ اس عہد میں بنی یرناتن کے وطن پر عربوں نے غلبہ پا لیا ہے اور انہوں نے ان پر یعوداور ماحون کو بادشاہ بنا دیا ہے۔ اب ان کی راکھ جبل ورنید میں باقی رہ گئی ہے جن پر اس عہد میں سعید بن عمر حکمران ہے جو نصر بن علی بن نصر بن مہیب کی اولاد میں سے ہے۔ یہ لوگ سلطان کو محصول ادا کرتے ہیں اور عربوں کو رشوت سے رفیق بناتے ہیں۔

عثمان —
مہیب —
یعقوب —
موسے —

عیسیٰ بن ابی الفتوح بن عشر —

باب:۱۰۱

بنی مرین کے انساب وشعوب اور مغرب میں ان کی حکومت وسلطنت کا بیان

جس نے بقیہ زناتہ کو شاہی کاموں پر متعین کیا

یہ بیان ہو چکا ہے کہ بنی مرین بنی واسین کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم نے واسین کے نسب کا تذکرہ زناتہ میں کیا ہے۔ جب کہ یہ بیان کیا ہے یہ بنو مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدیج بن فائن بن یدر بن یخفت بن عبداللہ بن ورتنیص بن المعز بن ابراہیم بن جیک بن واسین ہیں۔ اور یہ بنی یلوی اور مدیونہ کے بھائی ہیں۔

اور بسا اوقات اُسے اس سرحد پر امیر مقرر کیا گیا اور اس نے مضافات کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی اطلاع مرتضٰی کو پہنچی تو اسے اس بات نے بے قرار کر دیا۔ لہٰذا اس نے موحدین کے سرداروں کو بلا کر ان سے مذاکرات کیے اور بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس نے 750ھ میں فوجیں بھیجیں جنہوں نے سلا کا گھیراؤ کر کے اسے فتح کر لیا پھر اس نے دوبارہ مرتضٰی کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اس پر موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ بن ابی لیلیو کو امیر مقرر کیا۔ مرتضٰی نے 749ھ میں بنفسِ نفیس اور حکومت اور موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنو مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور بنو مرین نے بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی۔ ایمیلو لین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، بنو مرین نے انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے شکست اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔ پھر اس نے بعد میں سلا کو فتح کر کے موحدین کو اس پر قبضہ دلا دیا۔ اس کے بعد مرتضٰی نے اپنے اہلِ سلطنت کو جمع کرنے اور دوبارہ بنفسِ نفیس ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ ان کی حکومت کے امتداد سے اور موحدین کی طرف کے سکڑنے سے خوف زدہ تھا چنانچہ اس نے 753ھ میں اپنے دارالخلافے سے باہر پڑاؤ کیا اور جہاد میں لوگوں کو جمع کرنے والے کو بھیجا تو اس کے پاس موحدین کی جماعتیں عرب اور مصامدہ جمع ہو گئے۔ پھر وہ جلدی سے ان کی طرف گیا یہاں تک کہ وہ فاس کے نواح میں جبال بہلولہ تک پہنچ گیا۔ امیر ابویحیٰ نے بھی بنی مرین اور ان کے پاس جمع کرنے والے لوگوں کے ساتھ اور اس کے مقابلہ میں آنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہیں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں بنو مرین نے بڑی بے جگری سے جنگ کی۔ پس سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ چنانچہ اس کی قوم نے اسے چھوڑ دیا اور وہ پابجولاں مراکش کی طرف لوٹ آیا پھر لوگوں نے اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا حتیٰ کہ انہوں نے جو مال اور ذخیرہ بھی وہاں پایا اسے لوٹ لیا اور بقیہ گھوڑوں اور سواریوں تک کو ہانک کر لے گئے جس سے ان کے گھر غنائم سے بھر گئے، ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی اور ان کی سلطنت وسیع ہو گئی۔

پھر اس نے اس چڑھائی کے بعد بنی مرین کے ساتھ تادلا میں جنگ کی جب کہ بنی جابر سے ان کے حشمی محافظوں نے بنی نفیس کا شہر چھین لیا اس میں ان کے بہادر قتل ہو گئے اور ان کی شان و شوکت جاتی رہی۔ ان جنگوں کے دوران علی بن عثمان بن عبدالحق قتل ہو گیا اور وہ امیر ابویحیٰ کا تھا لہٰذا اس نے اس سے سازش کی خرابی اور حیلے کے لیے اتفاق کی بومحسوس کی تو اس نے اس کے بیٹے ابوحدید سے ساز باز کی۔ چنانچہ اس نے اس کے قتل کی ٹھان لی اور اُسے 751ھ میں جہات مکناسہ میں قتل کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۱۰۲

سجلماسہ اور بلادِ قبلہ کی فتح کا حال اور دیگر واقعات

جب بنو عبدالمومن، بنی مرین پر غلبہ پانے سے مایوس ہو گئے کیونکہ بلادِ مغرب اب ان کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے چنانچہ وہ دوبارہ حکومت کے دارالخلافے کی مدافعت کی طرف واپس آ گئے۔ کاش وہ اس کی مدافعت کر سکتے اور بنو مرین نے عام بلادِ تلول پر قبضہ کر لیا جس کے بعد امیر ابو یحیٰی نے بلادِ قبلہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کیا لہٰذا اس نے 753ھ میں سجلماسہ اور درعہ اور اس کے گرد و نواح کو ابن القطرانی کی سازش سے فتح کر لیا جس نے موحدین کے عامل سے غداری کی تو اس نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اس نے امیر ابو یحیٰی کو اس پر کامیابی دلائی، پس اس نے اس پر اور اس کے گرد و نواح درعہ اور بقیہ بلادِ قبلہ پر قبضہ کر کے اس کے بیٹے ابو حدید کو ان پر امیر مقرر کیا۔ پھر مرتضیٰ کو جب خبر ملی تو اس نے 754ھ میں انہیں ہٹانے کے لیے فوجیں بھیجیں، نیز ابن عطوش کو ان کا سالار مقرر کیا تو وہ بھاگ کر مراکش واپس آ گیا پھر 755ھ میں وہ یغمراسن اور اس کے بیٹے وسلیط کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے گیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا۔

عبدالحق بن محیو بن ابی بکر بن حمامہ بن محمد بن وزیر بن فکوس بن کرماط بن مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدیج بن فاتن بن یدر بن یخفت

منصور بن مندیل بن عثمان الاعذر بن عسکر

بنو تابعت　　الحفصب

[illegible]

یحیی [illegible]

[illegible]

عبدالحق

باب: ۱۰۳

عبدالحق بن محیو کی امارت، پھر اس کے بیٹے عنان کی امارت، پھر اس کے بھائی محمد عبدالحق کی امارت کے حالات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ محیو بن ابی بکر بن حمامہ جب اپنے زخم سے فوت ہو گیا تو عبدالحق، مساوی اور یحیاتن اس کے بیٹے تھے اور ان عبدالحق سب سے بڑا تھا چنانچہ اس نے بنی مرین کی امارت سنبھالی۔ وہ ان کے مفادات کی نگرانی، انہیں صحیح راستے پر قائم رکھنے اور عواقب میں غور فکر کرنے کے لحاظ سے ان کا بہترین امیر تھا۔ لہٰذا ان کے دن گزرتے گئے اور جب 610ھ میں موحدین کا چوتھا خلیفہ الناصر معرکہ عقاب سے واپس آتے ہوئے مغرب میں فوت ہو گیا اور پھر اس کے بیٹے یوسف المستنصر نے امارت سنبھالی جو ایک نابالغ جوان تھا لیکن اسے موحدین نے امیر مقرر کیا تھا، چنانچہ بچپن کے احوال اور جنون نے اس کو تدبیر و سیاست ملکی سے غافل کر دیا اور اُس نے مستقل مزاجی سے کام لینے کی بجائے امور حکومت سے لاپروائی کی حتیٰ کہ اس نے موحدین کو جو طویل آزادی دی تھی اور انہیں جبر و قہر کے قبضہ سے آزاد کرایا تھا، اس کی وجہ سے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سرحدیں غیر محفوظ ہو گئیں اس لیے کہ ان کے محافظین کمزور ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس کام کو ہیچ سمجھا پھر ان کی ہوا اُکھڑ گئی اور اُس عہد میں یہ قبیلہ فیکیک سے صادِ ملویہ تک صحرائی میدانوں میں رہتا تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات بیان کر آئے ہیں۔ وہ موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنی چڑھائی میں تلول اور سرسبز مقامات کی طرف جاتے تھے اور اس سے قبل جہات کرسیف سے حطاط کی طرف جاتے تھے لہٰذا وہاں جوز ناتہء اولیٰ کے بقایا لوگ تھے ان سے محبت کرتے تھے جیسے مکناسہ، جبل تازی اور بنی یدنیان اور مفراد ملویہ کے بالائی علاقے میں حطاط کے محلات میں رہتے تھے اور ان جہات میں گرمی اور بہار کے موسم میں گھومتے پھرتے تھے اور اپنی خوراک کے لیے غلہ لے کر اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تھے۔ اب جو انہوں نے بلادِ مغرب کی ابتری دیکھی تو اس موقع کو غنیمت جانا اور صحرا سے اس طرف آ کر اس کی گھاٹیوں میں داخل ہو گئے پھر اس کی جہات میں بکھر گئے اور اس کے باشندوں پر اپنے گھوڑے اور اُونٹ دوڑانے لگے۔ آخر اس کے علاقوں کا سب مال بھی غارت گری اور لُوٹ مار سے لے گئے چنانچہ رعایا اپنے پہاڑوں اور محفوظ مقامات میں پناہ لینے لگی اور ان کے شکایات بکثرت ہو گئے۔ جب ان کے اور سلطان اور حکومت کے درمیان فضا تاریک ہو گئی تو انہوں نے انہیں جنگ کا الٹی میٹم دے دیا اور ان سے جنگ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کی ٹھان لی۔

بنی مرین اور موحدین کی جنگ

خلیفہ المستنصر نے موحدین کے عظیم سردار ابو علی بن وانودین کو تمام فوجوں اور مراکش کے دستوں کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ کیا اور اسے سید ابی ابراہیم امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن کے پاس امارت فاس میں اس کے مقام پر بھیجا۔ پھر اسے اشارہ کیا کہ وہ ان کے ہمراہ بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جائے۔ اسے یہ بھی حکم دیا کہ وہ خونریزی کرے اور کسی کو باقی نہ چھوڑے۔ جہات ریف اور بلاد بطویہ میں بنو مرین کو بھی اطلاع مل گئی تو انہوں نے اپنے بوجھ قلعہ تارو طا میں چھوڑے اور پختہ ارادے سے ان کے مقابلے میں آ گئے چنانچہ وادی بکور میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں بنی مرین کو غلبہ اور موحدین کو شکست ہوئی اور ان کے مال و متاع سے ہاتھ بھر گئے۔ پھر وہ اپنے اوپر ایک پودے کے پتے چپکاتے ہوئے واپس آئے جو اہل مغرب کے ہاں مشعلہ کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس وقت بہت سرسبزی تھی اور زمینیں کھیتوں اور مختلف قسم

لو بیا سے آباد تھیں یہاں تک کہ اس جنگ کا نام ہی عام المشعلہ پڑ گیا۔

بنو عسکر کی علیحدگی اور جنگ

اس کے بعد بنو مرین نے تازی جانے کی ٹھان لی تو انہوں نے اس کے دیگر محافظوں کو شکست دی پھر بنو محمد نے اپنے رؤسا سے اختلاف کیا اور ان کے قبائل میں سے بنو عسکر بن محمد ان سے اس حسد کی وجہ سے الگ ہو گئے۔ ان کے چچا حمامہ بن محمد کے بیٹے انہیں چھوڑ کر خود با اختیار حاکم بن گئے تھے۔ حالانکہ ان کے نزدیک اس سے پہلے اس نے ایک فوج میں اور اس کے بیٹے الخضب نے بھی ریاست کا اشارہ کیا تھا مگر وعدہ پورا نہ کیا پس انہوں نے ان کے امیر عبدالحق اور اس کی قوم کی مخالفت کی۔ بلکہ وہ موحدین کے دوستوں اور مغرب کے محافظوں کی مدد کے لیے چلے گئے جو ہبط اور ازغار میں آباد ہونے والے ریاحی قبائل میں سے تھے۔ جب سے منصور نے انہیں افریقہ کی اس بلند جگہ پر آباد کیا تھا اس وقت سے ان کے مقابلہ اور غلبہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس چلے گئے اور اپنی قوم کے خلاف ان کی مدد کی۔ 614ھ میں سب نے بنی مرین کے ساتھ جنگ کی ٹھان لی اور ان کے درمیان بڑی صبر آزما جنگ ہوئی جس میں ان کا امیر عبدالحق اور اس کا بیٹا ادریس ہلاک ہو گئے۔ بنو مرین نے اس کی ہلاکت کو تلخ بات سمجھا، اس گھمسان کی جنگ میں بنی عسکر کا حمامہ میں یصلتن ڈٹا رہا اور اس نے ابن محیو السکمی کو اطلاع دی تو بالآخر ریاح قبیلہ تتر بتر ہو گیا اور ان کے بہادر سپاہی قتل ہو گئے۔

عبدالحق کی اولاد

بنو مرین نے عبدالحق کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے بیٹے عثمان کو ادریس کے بعد امیر بنا لیا جو ان کے درمیان اُورغال کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ان کی عجمی زبان میں یک چشم کے ہیں۔ عبدالحق کے دس بچے تھے جن میں سے نو لڑکے اور اس کی بہن ورتطلیم تھی۔ پس ادریس، عبدالحق اور رحو، بنی علی کی ایک عورت سے تھے جس کا نام سوط النساء تھا اور عثمان اور محمد بن ونکاس کی ایک عورت سے تھے جس کا نام السوار بنت تصالیت تھا اور ابوبکر، بنی شالفت کی ایک عورت سے تھا جس کا نام ناغزوت بنت ابی بکر بن حفص تھا اور زیان، بنی ورتاجن کی ایک عورت سے تھا، اور ابو عیاد، بنی واحدی کی ایک عورت سے تھا اور واحدیٔ عبدالواد کے بطون میں سے ہے جس کا نام ام الفرج ہے اور یعقوب، بطویہ میں سے اُم الیمن بنت علی سے ہے اور ان میں سب سے بڑا ادریس تھا جو اپنے باپ عبدالحق کے ساتھ ہلاک ہو گیا تھا۔

عثمان کی امارت

عبدالحق کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے بنی مرین کی امارت سنبھالی۔ اس وقت حمامہ بن یصلتن نے اس کی بیعت کی اور اس نے ابن محیو اور ان دونوں کے ساتھ ان کی قوم کے جو مشائخ تھے، انہیں اطلاع دی اور انہوں نے ریاح کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کر کے ان میں خونریزی کی۔ عثمان نے ان سے اپنے بھائی اور باپ کا بدلہ لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ جب وہ مصالحت کی طرف مائل ہوئے تو انہوں نے ان سے محاصل پر مصالحت کی کہ اتنی رقم اُسے اور اس کی قوم کو ہر سال ادا کریں گے۔ پھر اس کے بعد بنی مرین کی بیماری بڑھ گئی بلکہ ان کی مصیبت پیچیدہ ہو گئی اور مغرب میں بغاوت بڑھ گئی، عام رعایا مغرب جانے سے رک گئی اور راستے خراب ہو گئے۔ اُمراء اور عمال، سلطان اور اس سے کمتر لوگوں سے شہروں میں پناہ لینے لگے اور انہوں نے نواح پر قبضہ کر لیا، تمام صحرا سے حکام کا سایہ سٹ گیا اور بنو مرین نے وطن اور سبزہ کی حفاظت کے لیے محافظ تلاش کیے پس انہوں نے بلاد کے لیے ہاتھ بڑھایا اور ان کا امیر ابو سعید عثمان بن عبدالحق انہیں مغرب کے نواح میں ان کے مسالک و شعوب کو تلاش کرتا ہوا اور اس کے باشندوں پر محصول لگاتا ہوا لے گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ اس کی امارت میں داخل ہو گئے۔ پس انہوں نے شاویہ اور آباد قبائل ہوارہ، زکارہ، تسول، مکناسہ، بطویہ، فشالہ، صدراتہ، بہلولہ اور مدیونہ کی طرف سے اس کی بیعت کی پس اس نے ان پر محصول مقرر کر دیا اور تاوان لگا دیا

اوران میں عمال کو تقسیم کر دیا پھر اس نے مغرب کے شہروں فاس، تازی، مکناسہ اور قصر کتامہ پر مقررہ محصول لگا دیا، جسے وہ ہر سال کے آخر میں اس لیے ادا کرتے تھے کہ وہ ان پر غارت گری سے باز رہے اور ان راستوں کو درست کرے۔

ریاح پر حملہ اور خونریزی

پھر اس نے 620ھ میں ضواعن زناتہ سے جنگ کی اوران میں خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی۔ چنانچہ اس نے ان کے ہاتھوں کو جو لوٹ مار کے لیے اس کی طرف بڑھے ہوئے تھے، قابو کر لیا۔ پھر اس کے بعد ریاح پر حملہ کیا جو ازغار اور ہبط کے باشندے تے۔ یوں اس نے اپنے باپ کا بدلہ لیا اوران میں خونریزی کی۔ اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک وہ 637ھ میں ایک فریب کارانہ حملے سے ہلاک ہو گیا۔

محمد بن داندین کی چڑھائی

اس کے بعد اس کے بھائی عبدالحق نے امارت سنبھالی۔ چنانچہ اس نے بلادِ مغرب پر قبضہ کرنے اوراس کے ضواعنہ اور صحرائی لوگوں کے علاوہ اس کی بقیہ رعایا سے تعلقات پیدا کرنے میں اپنے بھائی کا طریق اختیار کیا۔ رشید نے محمد بن داندین کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور اسے مکناسہ کا حاکم مقرر کیا جس نے تاوانوں کی بھرمار سے اس کے باشندوں کو ہلکان کر دیا۔ پھر بنو مرین اور دوسرے لوگوں کو اس نے اس کے اطراف میں اُتارا پس اس نے اپنی فوج میں منادی کی اور وہ ان کے مقابلے میں نکلا۔ ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں جانبین سے بہت سی مخلوق ماری گئی۔

محمد بن ادریس بمقابلہ رومی سالار

محمد بن ادریس بن عبدالحق نے رومی سالار سے مقابلہ کیا اور دو دو وار ہوئے جس سے ایک موٹا عجمی کافر ہلاک ہو گیا۔ اور محمد بھی زخمی ہو گیا اور اس کا زخم مندمل ہو گیا جس کا نشان اس کے چہرے پر رہ گیا جس کی وجہ سے اُسے باضربہ کا لقب دیا گیا پھر بنو مرین نے موحدین پر حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ابن داندین طوق پہنے مکناسہ کی طرف واپس آیا۔ اس اثناء میں بنو عبدالمومن کمزور حالت میں ہونے کے باعث حمایت سے باز رہے۔ آخران کی حکومت کا دیا بجھنے کے لیے ٹمٹمانے لگا۔

ابویحییٰ بن عبدالحق کی امارت

جب رشید بن مامون 640ھ میں فوت ہو گیا اوراس کا بھائی سعید کا لقب اختیار کر کے حکمران بن گیا تو اہلِ مغرب نے اس کی بیعت کر لی۔ چنانچہ اس نے بنی مرین سے جنگ کر کے ان علاقوں سے ان کی اُمیدوں کو ناکام بنانے کا عزم کر لیا۔ پھر اس نے موحدین کی فوجوں کو ان سے جنگ کرنے کے لیے اُکسایا، عرب کے قبائل، مصامدہ اور رومی فوجیں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ لہٰذا انہوں نے 642ھ میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جوان کے خیال میں بیس ہزار سے زیادہ تھا، چڑھائی کی اور بنو مرین نے وادی ماعاش میں ان سے مقابلہ کیا، فریقین نے ڈٹ کر جنگ کی جس میں امیر محمد بن عبدالحق مقابلے میں ایک رومی سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ بنو مرین منتشر ہو گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا۔ رات کی تاریکی میں وہ تازی کے نواح میں جبال عیاشہ میں چلے گئے جہاں کئی روز تک قلعہ بند رہنے کے بعد بلادِ صحرا کی طرف چلے گئے پھر انہوں نے ابویحییٰ بن عبدالحق کو اپنا امیر بنایا جس نے ان کی امارت سنبھال لی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۰۴

شہروں کے فاتح اور اپنی قوم بنی مرین کو امارت دینے والے ابویحییٰ بن عبدالحق کی حکومت کے حالات

642ھ میں جب ابویحییٰ بن عبدالحق نے بنی مرین کی امارت سنبھالی تو یہ پہلا شخص ہے جس نے اسے قومی نقطہ نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ اس نے بلاد مغرب اور اپنے محصول دینے والے قبائل کو بنی مرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان سب کو ایک طرف مقرر کیا جسے اس نے بقیہ ایام میں ترنوالہ بنایا ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ایک آدمی کو ان کی اتباع میں سوار کروا دیا اور ان کے خادموں سے ساز باز کر لی۔ جس سے ان کی فوجوں میں اضافہ ہو گیا۔ پھر ان کے قبائل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور بنوعسکر اپنی جماعت کی مخالفت کرتے ہوئے موحدین میں شامل ہو گئے، لہٰذا انہوں نے ان کو ابویحییٰ بن عبدالحق اور بنی حمامہ کے خلاف برانگیختہ کر کے اُن کو ان کے خلاف اُکسایا چنانچہ انہوں نے یغمراسن بن زیان کے پاس فریادی بھیجا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ فاس پہنچ گیا جہاں سب اکٹھے ہو کر موحدین کے سالار کے پاس گئے اور اُسے یقین دلایا کہ وہ امیر ابویحییٰ اور اس کے مددگاروں کے مقابلہ میں پامردی اور جانفشانی سے جنگ کریں گے۔ لہٰذا انہوں نے اس سے جنگ کرنے کی ٹھان لی یہاں تک کہ درغہ اور کرت تک پہنچ کر ان کو درماندہ کر دیا۔ تب وہ اُلٹے پاؤں فاس لوٹ آئے اور یغمراسن موحدین کی غداری سے چوکنا ہو گیا۔ اس لیے وہ اپنی قوم اور اپنے بنی عسکر کے مددگاروں سمیت چلا گیا، اس دوران وادی سبو میں امیر ابویحییٰ نے انہیں روکا، مگر ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہ پائی پھر جب موحدین کی چھاؤنی میں خلیفہ سعید کی موت کا اعلان ہوا تو موحدین کی فوج انہیں چھوڑ کر واپس آ گئی۔ بعد میں انہوں نے اطاعت و خدمت کی طرف واپس آنے کے لیے اور ان کی ملاطفت کی خاطر اس کی طرف قائد عنبر الخصی کو بھیجا جو روم اور ناشبہ کے علاقے میں خلیفہ کا حلیف تھا پس بنوعسکر نے انہیں گرفتار کر کے یرغمال میں رکھ لیا اور تمام نصاریٰ کو قتل کر دیا جس پر اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا۔

یغمراسن اور اس کی قوم تلمسان چلے گئے تو بنوعسکر اپنے امیر ابویحییٰ کی حکومت میں واپس آ گئے۔ پھر بنومرین اپنے کام کے لیے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مضافات پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان مضافات کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو ابویحییٰ اپنے مددگاروں کے ساتھ جبل زرہون میں اُترا جس نے اہل مکناسہ کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن حفص کی بیعت کی دعوت دی کیونکہ ان دنوں وہ اس کی دعوت دینے پر قائم تھا اور اس کی حکومت میں تھا۔ پھر اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور ضروریات کی چیزیں روک کر اور بار بار حملے کر کے اس پر تنگی وارد کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی تو وہ اس میں اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کی سازش سے داخل ہو گیا جو اس نے اس کے سرخیل ابوالحسن بن ابوالعافیہ سے کی تھی، چنانچہ انہوں نے امیر ابوزکریا کی طرف اپنی بیعت بھیج دی اور وہ ابوالمطرف بن عمیرہ کی تربیت سے ان دنوں ان میں قاضی تھا پس سلطان نے یعقوب کو محاصل کا تیسرا حصہ دیا۔

ابن ابی حفص کی دعوت

امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کے دل میں خود مختاری اور غلبے کا خیال آیا تو اس نے آلہ بنایا اور سعید کو بھی اس کے مکناسہ پر متغلب ہو جانے اور اسے ابن ابی حفص کو دینے کی اطلاع ملی تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا پھر اس بارے میں ارباب حکومت کے سرکردہ افراد سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ کس طرح آہستہ آہستہ ان کی حکومت ختم ہو رہی ہے۔ ابن ابی حفص نے افریقہ کو لے لیا پھر یغمراسن بن زیان اور بنوعبدالواد نے تلمسان

اور مغرب اوسط کو لے لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا اور اسے اپنی مدد سے مراکش پر چڑھائی کرنے کا لالچ دیا اسی طرح ابن ہود نے اندلس کے کنارے کو حاصل کر کے اس میں بنو عباس کی دعوت کو قائم کیا۔ ابن الاحمر نے دوسری جانب کو ابن ابی حفص کی دعوت دی اور بنو مرین نے مغرب کے نواح پر قبضہ کر لیا پھر وہ شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے چنانچہ ان کے امیر ابو یحییٰ نے مکناسہ کو فتح کر لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت دی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا اور قریب ہے کہ ہم اس رزالت سے راضی ہو جائیں اور ان واقعات سے آنکھیں موند لیں کہ حکومت میں اختلال ہو جائے اور دعوت کا خاتمہ ہو جائے تو وہ غضب ناک ہو گئے اور انہوں نے ان کے مقابلے میں جانے کی ٹھان لی۔

پس سعید نے فوجوں کو تیار کر کے مغرب کے عربوں اور ان کے قبائل کو جمع کیا پھر موحدین اور مصامدہ کو بھی اکٹھا کیا۔ 645ھ میں مراکش سے سب سے پہلے مکناسہ اور بنی مرین کے پاس اور پھر تلمسان اور یغمراسن کے پاس اور آخر میں افریقہ اور ابن ابی حفص کے پاس جانے کے لئے تیار ہوا۔ فوجیں وادی بہت میں رک گئیں اور ابو یحییٰ اپنی چھاؤنی میں ان سے چھپ کر اور اپنی قوم کا جاسوس بن کر پہنچا یہاں تک کہ انہوں نے خبر کی تصدیق کی اور اسے معلوم ہو گیا کہ اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں تو وہ بلاد سے بھاگ گیا اور بنو مرین نے اپنی اپنی جگہوں سے ایک دوسرے کو ڈرایا پس وہ بلادِ الریف میں تازوطا کے مقام پر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور سعید، مکناسہ میں اُترا، لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے جرم کی معافی کے خواہاں ہوئے اور قرآن مجید کے نسخوں سے مدد چاہی جنہیں ان کے بچے اپنے سروں پر اٹھا کر باہر نکلے پھر وہ ایک میدان میں عورتوں کے ساتھ اکٹھے ہو گئے جو برہنہ سر اور خوف سے نگاہیں جھکائے ہوئے اور گناہ اور توسل کے باعث غم سے خاموش تھیں تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان کے رجوع کو قبول کیا پھر بنی مرین کے تعاقب میں تازی کی طرف کوچ کر گیا۔

موحدین کے ساتھ مصالحت

بنو واطاس نے غیرت وحسد سے ابو یحییٰ بن عبدالحق پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مشائخ میں سے مہیب نے اس کے ساتھ سازش کی تو یہ بنی برناس کی طرف کوچ کر کے الصفا کے چشمے پر اُترا، پھر اس نے موحدین کے ساتھ مصالحت اور ان کی حکومت کی طرف رجوع کرنے کے علاوہ ان کے دشمن یغمراسن اور اس کی قوم کے خلاف ان کی مدد کرنے کے بارے میں غور وفکر کیا تاکہ وہ اس طرح سے اپنے دل کو ان سے ٹھنڈا کرے، چنانچہ اس نے اپنی قوم کے مشائخ کو تازی میں اس کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کیا۔ اس نے ان کی اطاعت اور رجوع کو قبول کر کے جو جرائم انہوں نے کیے تھے، وہ سب معاف کر دیئے۔ پھر انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تلمسان اور یغمراسن کے معاملے میں امیر ابو یحییٰ کو کفایت کرے یعنی اسے نیزے باز اور تیر انداز افواج سے مدد دے پس موحدین نے ان پر الزام لگایا اور ان کو عصبیت کے شر سے ڈرایا جس پر سعید نے انہیں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تو امیر ابو یحییٰ نے اسے بنی مرین کے قبائل سے پانچ سو آدمیوں کی مدد دی اور ان پر اپنے عم زاد ابو عیاد بن ابی یحییٰ بن حمامہ کو سالار مقرر کیا۔ وہ سلطان کے جھنڈوں تلے نکلے اور وہ تازی سے تلمسان اور اس کے ماوراء علاقے میں جانے کے لیے تیار ہوا۔ پھر ان کے حالات میں سے یہ ہے کہ آخر وہ جبل تامزدکت میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔

جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی فوجیں مراکش کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتی ہوئی منتشر ہو گئیں۔ ان کے عوام عبداللہ بن الخلیفہ السعید کے پاس اس کے باپ کے جھنڈوں تلے چلے گئے پھر یہ خبر امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے پاس بھی جہات برناس میں پہنچ گئی اور اس کا عم زاد ابو عیاد وہاں اس کے پاس آیا تب اس نے بنی مرین کو اس ٹکراؤ کی لہر کے لیے بھیجا تو اس نے موقع غنیمت جانا اور موحدین کی فوجوں کی گھات لگائی حالانکہ ان کی جماعت کرسف میں تھی پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور بنی مرین کے ہاتھ ان کے سامان سے لبریز ہو گئے۔ انہوں نے ان کے ہاتھوں سے آلہ چھین لیا اور وہ رومیوں کے جمع شدہ لوگ اور الغزد کے تیر انداز اس کے پاس لے کر گیا پھر اس نے شاہانہ سواری بنائی

ملویہ کے قلعوں کی فتح

امیر عبداللہ بن سعید اس جنگ کی جوانب میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد موحدین کو غلبہ حاصل ہو گیا پس امیر ابو یحییٰ اور اس کی قوم بلاد مغرب

کی طرف یغمراسن بن زیان سے سبقت کرتے ہوئے گئے کیونکہ موحدین کے ملوک نے انہیں راستے کی رعایت دی ہوئی تھی کیونکہ بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں انہوں نے بنی مرین کے خلاف فوج جمع کی تھی۔ پس وہ حرم مغرب کو اس کے لیے جائز قرار دیتے تھے۔ اسے قوم کی فوجوں سے تازی سے فاس اور قصر تک موحدین کی فوجوں کے ساتھ روندتے تھے، اس وجہ سے یغمراسن اور اس کی قوم کو، بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی ناک کاٹنے کے لیے ان کی دوستی کی آرزو تھی پس سب سے پہلے ابویحییٰ بن عبدالحق نے وطاط کے مضافات سے آغاز کیا اور ملویہ میں ان کے قلعوں کو فتح کیا پھر ان کی قوم پر غالب آنے کے بعد فاس کی طرف واپس آ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے بنی عبدالمومن کے مقبوضات سے نکالنے اور ان میں اور اس کے دیگر نواح میں ابن ابی حفص کی دعوت قائم کرنے کے لیے پختہ نیت کر لی۔ ان دنوں وہاں کا عامل ابوالعباس تھا لہٰذا اس نے اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں اور اس کے باشندوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کرنے لگا جس نے انہیں ضمانت دی کہ وہ ان کو اچھی نظر سے دیکھے گا اور ان سے حُسن سلوک کرتے ہوئے ان سے تکلیف کو دور کرے گا اور ایسی حفاظت کرے گا جو بھلے انجام اور بھلائی کی کفیل ہو گی تو انہوں نے اس کی بات مان کر اس کے عہد اور کفایت پر اعتماد کیا بعد ازاں اس کے سائے میں پناہ لی اور وہ اس کے حکم سے ان کی اطاعت کرنے اور دعوت حفصی کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوئے، انہوں نے بنی عبدالمومن کی اطاعت کو ان کی مدد سے مایوس ہو کر چھوڑ دیا۔

سید ابوالعباس کا اخراج

ابومحمد الفشتالی آیا اور اس سے اس شرط کے پورا کرنے کی اپیل کی جو اس نے ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کا دفاع کرنے اور اچھی طرح کفالت کرنے کے علاوہ ان سے انصاف کرنے کے بارے میں اپنے اوپر عائد کی تھی چنانچہ اس کی آمد اس عقدہ کے حل کا سرمایہ تھی اور اس بیعت کی برکت کے اثر کو ان کے بعد آنے والوں نے محسوس کیا۔ یہ بیعت باب الفتوح سے باہر رابطہ کے بارے میں تھی، وہ 646ھ کے آغاز میں سعید کی وفات سے دہ ماہ بعد قصبہ فاس میں داخل ہوا اور سید ابوالعباس قصبہ سے باہر نکل گیا پھر اس نے اس کے ساتھ شتر سواروں کو نکالا جو اسے ام الربیع سے گزار آئے اور واپس آ گئے۔

اہل مکناسہ کی تجدید بیعت

پھر وہ تازی سے جنگ کرنے گیا جہاں سید ابوعلی حکمران تھا پس اس نے چار ماہ تازی سے جنگ کی پھر انہوں نے اس کا حکم مان لیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے کچھ دوسرے لوگوں پر احسان کیا، اس کے اطراف و ثغور کو ٹھیک ٹھاک کیا، تازی کا پڑاؤ اور ملویہ کے قلعے اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کو جاگیر میں دیئے اور فاس کی طرف واپس آ گیا چنانچہ وہاں اس کے پاس اہل مکناسہ کے مشائخ گئے اور انہوں نے اپنی بیعت کی تجدید کر کے دوبارہ اطاعت اختیار کی اور ان کے پیچھے پیچھے سلا اور رباط الفتح کے باشندے بھی گئے پس امیر ابویحییٰ نے ان چاروں شہروں پر قبضہ کر لیا جو امصار مغرب کی اصل ہے پھر وادی ربیع تک ان کے مضافات پر بھی قابض ہو گیا جن میں اس نے ابن حفص کی دعوت کو قائم کیا۔ بنو مرین نے مغرب اقصیٰ کو اور بنو عبدالواد نے مغرب اوسط کو اور بنو ابی حفص نے افریقہ کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور عبدالمومن کا چراغ گل ہو گیا، ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کا غلبہ ختم ہونے کا اعلان کرنے لگا اور ان کا فرمان فنا پر جھانکنے لگا۔

وجدہ کے میدان میں عظیم جنگ

646ھ میں جب امیر ابویحییٰ بن عبدالحق نے فاس پر قبضہ کیا اور سعید کی وفات کے بعد بلادِ مغرب پر بھی قابض ہو گیا تو مراکش میں ابوحفص عمر المرتضیٰ بن السید ابراہیم بن اسحٰق نے موحدین کی امارت سنبھال لی جو عام المشعلہ میں بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے میں موحدین کی فوج کا سالار تھا۔ سعید نے اسے سلا فا کے قصبہ رباط الفتح میں والی بنا کر چھوڑا تھا۔ پس موحدین نے اسے بلایا اور اس کی بیعت کر لی لہٰذا اس نے ان کی امارت سنبھال لی اور جب امیر ابویحییٰ بلادِ مغرب پر اور فاس شہر پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو وہ بلادِ زناتہ کو فتح کر کے ان کے

مضافات پر قبضہ کرنے کے لیے بلادِ فازاز اور عدن کی طرف گیا پھر اس نے اپنے غلام مسعود بن خرباش کو فاس کا والی مقرر کیا جو نوکروں کی اس جماعت سے میں تھا جو بنی مرین کے حلیف اور ان کے پروردہ تھے اور امیر ابو یحییٰ نے ان کے اصل کے سوا، موحدین کی جو فوج وہاں تھی اسے خدمت کی اسی راہ پر باقی رکھا جس پر وہ قائم تھے۔ان میں رومیوں کی ایک پارٹی بھی تھی جسے اس نے ان کے سالار کی نگرانی کے لئے کام پر رکھا تھا جہاں وہ مسعود کے حصہ میں تھے پھر ان کے اور اہلِ شہر کے موحدین کے مددگاروں کے درمیان سازش ہوئی جس کے بعد انہوں نے اپنے عامل مسعود پر حملہ کر دیا اور دعوت کو مرتضیٰ کے لیے پلٹ دیا جو مراکش میں خلیفہ تھا۔چنانچہ اس بغاوت میں ابن خشار المشرف اور اس کے بھائی ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے نے بڑا کردار ادا کیا۔پھر وہ اکٹھے ہو کر قاضی ابو عبدالرحمٰن المغیای کے پاس گئے جو ان دنوں مجلس شوریٰ کا سربراہ تھا جہاں وہ آمر بن گئے اور انہوں نے رومیوں کے سربراہ کو اشارہ کیا تو اس نے مسعود کو قتل کر دیا اور قصبہ میں اس کے صدر مقام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر ہاتف شوال 647ھ میں اس کے سر کو اٹھا کر شہر کی گلیوں میں پھرا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا پھر اس کا حرم مباح قرار دے دیا گیا اور انہوں نے شہر کے نظم وضبط کے لیے رومی سالار کو مقرر کیا، انہوں نے اپنی بیعت مرتضیٰ کی طرف بھیجی۔امیر ابو یحییٰ کو یہ خبر پہنچ گئی جب کہ وہ بلادِ فازاز سے جنگ کر رہا تھا تو وہ وہاں سے بھاگ کر جلدی فاس کی طرف چلا گیا پھر انہوں نے مرتضیٰ کی طرف فریادی بھیجا مگر اس نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کے نفع اور نقصان کا مالک ہوا کیونکہ وہ ان کے مقابلے میں اُترا ہوا تھا نیز اس نے امیر ابو یحییٰ یغمراسن بن زیان سے اپنی امارت کے لیے کمک مانگی نیز اسے اپنے دشمن کے خلاف بھڑکایا تو اس نے اسے امید دلائی کہ وہ اس مصیبت کے دور کرنے سے اس کی اطاعت میں آجائے گا گویا یغمراسن کی امیدیں بلادِ مغرب کو جانے سے وابستہ ہو گئیں لہٰذا اس نے چڑھائی کے لیے فوج جمع کی اور تلمسان سے امیر ابو یحییٰ کو فاس سے روکنے کے لیے تیار ہو گیا۔ خلیفہ کے فریادرس نے اس کا جواب دیا اور امیر ابو یحییٰ کو بھی شہر سے جنگ کرتے ہوئے نویں ماہ اس کی اطلاع مل گئی کہ وہ اس پر حملہ کے لئے آرہا ہے تو اس نے وہاں پر فوجوں کو جمع کیا اور اس کے اپنے بلاد کی سرحدوں سے نکلنے سے قبل ہی اس نے اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔وجدہ کے میدانوں میں سے اسلی کے میدان میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی پس لوگ جنگ کی طرف بڑھے اور دادِ شجاعت دی اور عظیم جنگ برپا ہوئی۔

یغمراسن بن تاشفین کی ہلاکت

اس جنگ میں عبدالحق بن محمد بن عبدالحق بنی عبدالواد کے ہشام بن ابراہیم کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا پھر بنو عبدالواد منتشر ہو گئے اور ان کے اکابر مشائخ میں سے یغمراسن بن تاشفین ہلاک ہو گیا۔لیکن یغمراسن بن زیان بچ کر تلمسان کی طرف چلا گیا پھر امیر ابو یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ فاس کی ناکہ بندی کے لیے واپس پلٹ آیا اور اس کے باشندوں سے نادم ہوا چنانچہ انہوں نے بھی اس کی اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہ پایا۔انہوں نے اس سے امان طلب کی اور بغاوت کے روز اس کے گھر سے جو مال انہوں نے تلف کیا تھا، اس کا تاوان دینے پر اس نے انہیں امان دے دی جس کی مقدار ایک لاکھ دینار تھی۔انہوں نے اس تاوان کو برداشت کر لیا اور اسے شہر کی باگ تھما دی وہ جمادی الاولیٰ 648ھ میں شہر میں داخل ہو گیا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا تو انہوں نے درماندہ ہو کر اس کی شرائط کو توڑ دیا لہٰذا اس نے ان پر فردِ جرم عائد کر دی اور قاضی ابوالرحمٰن اور ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے اور ابن خشار اور اس کے بھائی کو جس نے اس کام میں بُرا کردار ادا کیا تھا، گرفتار کر کے قتل کر دیا۔چنانچہ ان کے سردار برچھیوں پر چڑھ گئے اور باقیوں کو اس نے طوعاً و کرہاً مال کے تاوان میں پکڑ لیا اور اس نے فاس کی رعایا کو غلام بنا لیا۔انہیں اس دور میں بنی مرین کے مضبوط کرنے اور ان کے دلوں میں رُعب ڈالنے کے لیے لے گیا پس ان کی آواز دب گئی، ہمتیں پست ہو گئیں اور اس کے بعد انہوں نے فتنہ وفساد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔



باب: ۱۰۵

امیر ابو یحییٰ کا شہر سلا پر غلبہ پانا، پھر اس کے قبضے سے نکلنے کے بعد مرتضیٰ کا شکست کھانا

امیر ابو یحییٰ نے جب فاس شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور وہاں بنو مرین کی امارت منظم ہوگئی تو وہ بلادِ فازاز کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ لہٰذا اس نے انہیں فتح کر کے زناتہ کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور پھر ان سے تاوان وصول کر کے باغیوں کی رکاوٹوں کو دُور کیا۔ 649ھ میں شہر سلا اور رباط الفتح کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد موحدین کو اس کی سرحد کے قریب کیا، اپنے بھتیجے یعقوب بن عبداللہ بن عبدالحق کو اس کا عامل مقرر کیا اور صا اور ملویہ کے درمیان حکومت سے قبل ان کے مواطن کی ہمسائیگی سے اس بات کی شہادت ملتی ہے۔

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے میدان اور جنگل اپنے بھائیوں بنی یادین بن محمد کے ساتھ کیسے تقسیم کیا اور بقیہ ایام میں کس طرح ان کی ان کے ساتھ مسلسل جنگ رہی چنانچہ سب سے پہلے کثرتِ تعداد کی وجہ سے بنو یادین بن محمد کو غلبہ حاصل ہوا۔ بنو عبدالواد کے پانچ بطن، توجین، مصاب، بنو زردال اور ان کے بھائی بنو راشد بن محمد تھے البتہ مغرب اوسط کے تلول کے باشندے ان سے الگ تھے اور بنی مرین کا یہ قبیلہ صحرا کی جولا نگاہوں میں فیکیک سے سجلماسہ اور ملویہ تک رہتا تھا۔ بسا اوقات وہ اپنے سفر میں بلادِ الزاب تک چلے جاتے تھے اور ان کے نساب بیان کرتے ہیں کہ ان ادوار سے قبل ان کی ریاست محمد بن وزیر بن فلکوس بن کرماط بن مرین کے گھرانے میں تھی، محمد کے اور بھائی بھی تھے جو اپنی ماں تابعت کے نام سے مشہور تھے اور اس کے عم زاد و نکاس بن فلکوس تھے۔

محمد کے سات لڑکے

محمد کے سات لڑکے تھے جن میں حمامہ اور عسکر سگے بھائی تھے اور علاقی بیٹے سنکیان، سیکمان، سکم، وراغ اور فروت تھے، یہ پانچوں ان کی زبان میں تیربیعین کے نام سے موسوم تھے جس کا مفہوم ان کے ہاں جماعت ہے۔

حمامہ بن محمد کی امارت

ان کا خیال ہے کہ جب محمد فوت ہوا تو اس کی قوم کی امارت حمامہ نے سنبھالی جو سب سے بڑا تھا پھر اس کے بعد اس کے بھائی عسکر نے سنبھالی جس کے تین بیٹے تھے: المکوم، ابو بکر، جس کا لقب المخضب تھا۔ پھر وہ لگاتار ان کی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ موحدین کا معاملہ پیش آ گیا۔

وہران پر عبدالمومن کا غلبہ

عبدالمومن نے تاشفین بن علی پر چڑھائی کی اور تلمسان میں اس کا محاصرہ کر کے ابوحفص کو فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں زناتہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ تمام بنو یادین، بنو یلومی، بنو مرین اور مغراوہ اس کے لیے اکٹھے ہوگئے چنانچہ موحدین نے ان کی فوجوں کو تتر بتر کر دیا اور اکثر کو قتل کر دیا پھر بنو یادین اور بنو یلومی نے دوبارہ ان کی اطاعت کی، بنو عبدالواد نے اخلاص سے ان کی خدمت اور خیر خواہی کی اور بنو مرین صحرا میں چلے گئے۔ جب عبدالمومن بن علی نے وہران پر غلبہ پایا اور لمتونہ کے اموال اور ذخیرے پر قابض ہو گیا تو اس نے ان غنائم کو جبل تیال میں اپنے گھر بھیج دیا لہٰذا دعوت کو چلانے والا کہاں سے آتا۔

بنومرین کو بھی الزاب میں اپنی جگہ پر اطلاع مل گی۔ اس وقت ان کا سردار المخضب بن عسکر تھا جس نے اپنی قوم کے ساتھ اُسے روکنے کا ارادہ کرلیا لہٰذا قافلہ وادی تلاغ میں چلا گیا پس انہوں نے اسے موحدین کے ہاتھوں سے لے لیا اور عبدالمومن نے اسے چھڑانے کے لئے زناتہ میں سے اپنے مددگاروں کو جمع کیا، انہیں اس کام کے لیے موحدین کے ساتھ بھیجا تو بنوعبدالواد نے اس میں خوب داد شجاعت دی اور فحص حسون میں جنگ ہوئی اور بنومرین تتر بتر ہو گئے۔ اس اثناء میں المخضب بن عسکر قتل ہوا اور بنوعبدالواد نے ان کے ہتھیار لے لیے۔ یہ واقعہ 540ھ کا ہے جس کے بعد بنومرین اپنے صحرا اور جنگل کی جولانگاہوں میں چلے گئے پھر المخضب کے بعد ان کی امارت اس کے عم زاد حمامہ بن محمد نے سنبھالی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا تب اس کے بیٹے محیو نے ان کی امارت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ ان میں مطاع رہا یہاں تک کہ منصور نے انہیں ارک کی مہم کے لیے جمع کیا پس وہ اس میں حاضر ہوئے تب انہوں نے اس میں خوب داد شجاعت دی۔

یغمراسن کی سازباز

محیو کو اس مہم میں ایک زخم لگا جس کے باعث وہ 591ھ میں الزاب کے صحرا میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالحق کی ریاست اس کے بیٹے نے سنبھالی جو بعد میں اس کی اولاد میں باقی رہی۔ جس کا ذکر ہم کریں گے۔ پھر اس نے ان کے تعاقب کا عزم کرلیا تو اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے اس رائے سے اس عہد کی وجہ سے روکا، جو اس کے اور یغمراسن کے درمیان طے پا چکا تھا پس وہ واپس آ گیا۔ جب وہ المقرمدہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کی یغمراسن نے سجلماسہ اور درعہ کے ایک باشندے سے سازباز کی ہے جس نے اسے اس پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا تھا چنانچہ وہ اپنی فوج کے ساتھ تیزی سے ان دنوں شہروں کی طرف گیا اور ان میں داخل ہو گیا اور اس کے دخول کی صبح کو یغمراسن اپنے کام کے لیے پہنچا۔ جب اسے شہر میں ابویحییٰ کے مقام کا پتہ چلا تو نادم ہوا اور اپنے غلبے سے مایوس ہو گیا اور پھر ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

امیر ابویحییٰ کا بھتیجا سلیمان بن عثمان بن عبدالحق فوت ہو گیا، یغمراسن اپنے ملک کی طرف واپس آ گیا۔ امیر ابویحییٰ نے سجلماسہ، درعہ اور بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکاس کو امیر مقرر کیا اور محصول کی وصولی پر عبدالسلام ادریلی اور داؤد بن یوسف کو عامل مقرر کیا اور پلٹ کر فاس آ گیا۔



باب: ۱۰۶

ابویحییٰ کی وفات کے بعد یعقوب بن عبدالحق کی حکومت کے حالات

امیر ابویحییٰ جب سجلماسہ میں یغمراسن سے جنگ کر کے واپس آیا تو کچھ دن فاس میں ٹھہرا پھر سجلماسہ کی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے گیا اور وہاں سے بیمار ہو کر لوٹا۔ آخر رجب 556ھ میں اپنے تخت حکومت پر طبعی موت مر گیا۔ وہ اپنے عزائم پر بہت عمل کرنے والا اور حکومت کے حصول کے لیے بہت دراز دست تھا لیکن موت نے اسے اس کے کام سے روک دیا اور فاس میں باب الفتوح کے قبرستان میں ابومحمد الفشتالی کے ساتھ دفن ہوا جب کہ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی تھی۔ پھر اس کا بیٹا عمر اس کی امارت کو سنبھالنے کے درپے ہوا، اس کی قوم کے عوام اس کے پاس جمع ہو گئے اور مشائخ اور ارباب حل وعقد اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے جو تازی میں اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے موجود تھا پس جب اسے اطلاع ملی تو وہ جلدی سے فاس پہنچا اور اکابر کے چہرے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عمر نے محسوس کیا کہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہے۔ پھر اس کے پیرکاروں نے اسے اپنے چچا کو قتل کرنے کی ترغیب دی پس وہ قصبہ میں قلعہ بند ہو گیا اور لوگوں نے دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کی۔ چنانچہ یعقوب نے امارت چھوڑ دی اور اسے امارت اس شرط پر اپنے بھتیجے کو دی کہ وہ اسے تازی، بطویہ اور ملویہ کے علاقے دے دے۔ جب وہ تازی گیا تو تمام بنی مرین اس کے پاس آئے اور جو کچھ اس نے کیا تھا اس پر اُسے دوبارہ حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کر کے اسے مدد دینے

وعدہ کیا۔

سلطان ابو یوسف یعقوب کی کامیابی

یعقوب نے ان کی بات کو قبول کر لیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی پھر اُس نے فاس جانے کی ٹھان لی، عمر اس کے مقابلہ میں نکلا اور جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو اس کی فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ طوق پہنے ہوئے فاس واپس آیا۔ اسے اپنے چچا سے یہ امید تھی کہ وہ اسے مکناسہ جاگیر میں دے دے اور وہ اس کے لئے امارت سے دستبردار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور سلطان ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق نے فاس کے شہر میں داخل ہو کر 557ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور بلاد مغرب میں ملویہ، ام الربیع، سجلماسہ اور قصر کتامہ کے درمیانی علاقے نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ چنانچہ عمر نے مکناسہ کی امارت پر اکتفا کر لیا پس چند دن اس نے امارت کی۔ پھر عمر اور ابراہیم کے خاندان میں سے اس کے دو عم زادوں نے جو عثمان بن عبدالحق اور محمد بن عبدالحق کے بیٹے تھے، اُسے دھوکے سے قتل کر دیا۔ انہوں نے اس سے اس خون کا بدلہ لے لیا جسے وہ اس کے ذمے سمجھتے تھے اور وہ اپنی امارت کے سال میں یا ایک سال بعد ہلاک ہو گیا، پس یعقوب کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت کے بارے میں جھگڑا اور کلفت دُور ہو گئی۔

یغمراسن کو اپنے مدِ مقابل امیر ابو یحییٰ کے مرنے کے بعد مغرب پر حملہ کرنے کی سوجھی تو اس نے اس کام کے لیے اپنی قوم کو جمع کر کے بنی توجین اور مغراوہ سے کمک طلب کی نیز انہیں غیل الاسد کا لالچ دے کر مغرب کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ وہ کلدمان پہنچ گئے۔

سلطان یعقوب کی یغمراسن سے جنگ

سلطان یعقوب بن عبدالحق نے بھی ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی پس اس نے انہیں مغلوب کر لیا اور وہ اپنے نقش قدم پر واپس آ گئے۔ یغمراسن بلادِ بطویہ سے گزرا تو اس نے انہیں جلا کر برباد کر دیا اور لُوٹ لیا اور ان میں خوب قتل عام کیا چنانچہ سلطان فاس واپس آ گیا، اس نے امصار مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کے اپنے بھائی کے طریق کو اختیار کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فضل بھی کیا کہ اس نے اپنی امارت کا آغاز شہر سلا کو نصاریٰ کے ہاتھوں سے چھڑانے سے کیا اور وہاں اس وجہ سے اس کا اچھا اثر اور اچھی شہرت تھی جس کا ذکر ہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۱۰۷

شہرِ سلا پر دشمن کا اچانک حملہ اور پھر اُسے چھڑانے کے حالات

یعقوب بن عبداللہ کو اس کے چچا امیر ابو یحییٰ نے شہر سلا پر قبضہ کرتے وقت وہاں کا عامل مقرر کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب موحدین نے اسے اس کے ہاتھوں سے واپس لیا تو اس نے اس کی جہات میں اس کے باشندوں اور محافظوں کے لیے گھات لگانے کی جگہیں بنانے کے لیے قیام کیا جب اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی بیعت ہوئی تو اسے بعض احوال نے رنجیدہ کر دیا چنانچہ وہ ناراض ہو کر غبولہ چلا گیا اور رباط الفتح اور سلا پر قبضہ کرنے کے لیے ایک لطیف حیلہ کیا تا کہ وہ اسے اپنی دل کی پوشیدہ بات کے لیے ذریعہ بنا لے۔ پس اس کا حیلہ مکمل ہو گیا اور ان کا عامل ابن یعلو سمندر کے راستے بھاگ کر ازمور کی طرف چلا گیا اور اپنے اموال اور بیوی کو پیچھے چھوڑ گیا چنانچہ یعقوب بن عبداللہ نے ملک پر قبضہ کرنے کے بعد اعلانیہ بے حیائی کی یعنی اپنے چچا سلطان ابو یوسف کے ساتھ جھگڑا کرنے کا عزم کر لیا اور جنگ کے تاجروں سے ہتھیاروں کی

امداد کے متعلق سازش کی تو انہیں اس بارے میں شک پیدا ہو گیا لہٰذا ان کے درمیان آنے جانے والوں کا سفر زیادہ ہو گیا یہاں تک کہ وہ اس کے باشندوں سے زیادہ ہو گئے لیکن انہوں نے 557ھ کے ماہ عید الفطر میں جب کہ لوگ اپنی عید میں مصروف تھے، صلح کر لی۔

رباط الفتح کے قلعے پر حملہ

انہوں نے سلا پر حملہ کرنے کے بعد عورتوں کو قیدی بنا لیا اور اموال کو لوٹ کر شہر کو قابو کر لیا۔ یعقوب بن عبداللہ رباط الفتح میں قلعہ بند ہو گیا اور جلدی سے فریادی سلطان ابو یوسف کے پاس گیا جو تازی میں یغمراسن کے احوال کی نگرانی کر رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا اور پھر گھوڑوں کو پر لگا کر اُڑتے ہوئے ایک رات دن میں وہاں پہنچ گیا تب اسے مسلمان فوجیوں اور رضا کاروں کی امداد بھی پہنچ گئی، اس نے چودہ دن تک اس سے جنگ کی پھر اس نے بزورِ قوت اس میں داخل ہو کر انہیں مغلوب کر لیا اور خوب قتل عام کیا پھر قلعہ کی مغربی دیوار میں جو شگاف ہو گیا تھا اسے مرمت کروایا جہاں سے موقع پا کر شہر پر قبضہ کیا جا سکتا تھا۔ بعد ازاں اس نے اپنے ہاتھ سے قلعہ کو بنایا اور اللہ کسی کے کام کو ضائع نہیں کرتا۔

یعقوب بن عبداللہ سلطان کی تیزی سے ڈر گیا اور پھر رباط الفتح کو چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ پس سلطان نے اُسے قابو کر لیا اور اسے ٹھیک ٹھاک کیا پھر اس نے بلادِ تامسنا اور انفی پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور پھر ان کا نظم و نسق درست کیا۔

اولادِ ادریس کی بغاوت

یعقوب بن عبداللہ، جبال غمارہ کے قلعہ علودان میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا چنانچہ سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک عبدالواحد اور علی بن زیان کو اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ یغمراسن سے مصالحاتی ملاقات کرنے چلا گیا پس وہ اُسے حرمان میں ملا پھر وہ دونوں صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے پر متفق ہوئے تب سلطان مغرب کی طرف لوٹ آیا بعد میں اس کے بھتیجوں یعنی اولادِ ادریس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قصر کتامہ میں چلے گئے پھر انہوں نے اپنے عم زاد یعقوب بن عبداللہ کی رائے کی پیروی کی اور ان کے سردار محمد بن ادریس کے پاس اپنے خاندان اور پروردہ لوگوں کے ساتھ چلے گئے چنانچہ اس نے ان پر حملہ کیا لیکن انہوں نے جبالِ غمارہ میں پناہ لے لی پھر اس نے انہیں نیچے اتار کر راضی کیا اور 560ھ میں عامر بن ادریس کو تین ہزار بنی مرین کے رضا کار سواروں یا اس سے زیادہ لوگوں پر سالار مقرر کر کے انہیں دشمن سے جہاد کرنے کے لیے کنارے کی طرف لے گیا، ان کے لیے وظائف مقرر کیے اور جنگ سلا میں اپنی عملداری کو اس کے ساتھ ملا لیا۔ یہ بنی مرین میں سے جانے والی پہلی فوج تھی لہٰذا انہوں نے جہاد اور پڑاؤ میں قابل تعریف کارنامے کیے اور وہ شہرت قائم کی جو خلف نے اپنے سلف سے لی تھی۔

یعقوب بن عبداللہ نے مضافات سے باہر جبات میں بوجھل ہو کر قیام کیا یہاں تک کہ طلحہ بن علی نے اُسے 568ھ میں سلا کی جانب غبولہ کی ندی پر قتل کر دیا پس سلطان اس کے کام سے بے نیاز ہو گیا۔ جب سے لگاتار ان پر جنگیں وارد ہوئیں جن میں بنی مرین کو مسلسل غلبہ رہا۔ مرتضیٰ اس کی دیواروں میں بند ہو گیا اور اپنے دشمن سے فصیلوں میں چھپ گیا پس اس نے نہ کبھی دشمن سے جنگ کرنے کا نام لیا اور نہ اُسے کبھی جنگ میں حاضر ہونے کا خیال آیا لہٰذا بنو مرین نے حکومت پر جرأت کی بلکہ اس کے حریص بن گئے پھر دار الخلافہ مراکش سے جنگ کرنے گئے جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔

☆☆☆

باب: ۱۰۸

مراکش کے عناصرِ حکومت سے سلطان ابو یوسف کی جنگ، ابو دبوس کے وہاں آنے کے اثرات، پھر اس کا امیر مقرر ہونا اور اس کے ہاتھوں مرتضیٰ کی ہلاکت اور پھر بغاوت کے حالات

جب سلطان اپنے خاندان کے باغیوں کے معاملے سے فارغ ہوا تو اس نے مرتضیٰ اور موحدین سے ان کے علاقے میں جنگ کرنے کا ارادہ

کیا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ بات اس کی حکومت کو زیادہ کمزور کرنے اور اپنی حکومت کو ان پر زیادہ مضبوط کرنے کا باعث ہوگی۔ پھر اس نے اپنی قوم کو تیار اور اپنے مقبوضات کی فوج جمع کر کے اپنی تیاری کو مکمل کیا اور چلتے چلتے ایکلیز تک پہنچ گیا۔ 560ھ میں وہ اس بات کا عزم کر کے دارالخلافے کے قریب چلا گیا اور اس کے وسط میں اتر کر اس کی ناکہ بندی کر دی۔ مرتضیٰ نے سید ابوالعلاء ادریس کو جس کی کنیت ابودبوس بن سید ابو عبداللہ بن سید ابوحفص بن عبدالمومن تھی، ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے امیر مقرر کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور میدانِ کارزار کو مرتب کر کے وہ ان کی مدافعت کے لیے انصرہ سے باہر نکلا چنانچہ عہد کے بعد ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں امیر عبداللہ بن یعقوب بن عبدالحق شہید ہو گیا جس کو بنی عجمی زبان میں المجوب کہتے تھے چنانچہ اس کی موت نے ان کی قوت توڑ دی اور وہ وہاں سے اپنے مضافات میں کوچ کر گئے پھر وادی اُم الربیع میں موحدین کی فوجوں نے انہیں روکا جن کا سالار یحییٰ بن عبداللہ بن دانودین تھا لہٰذا انہوں نے وادی کے نشیب میں جنگ کی جس میں موحدین کو فوجوں کو شکست ہوئی۔ وادی کے پانی بہنے کی جگہ پر بڑی سخت چٹانیں تھیں جن سے پانی کا بڑا حصہ ہٹ کر گزرتا تھا اور وہ چٹانیں ٹانگوں کی طرح نمایاں تھیں اس وہاں ہونے والی جنگ کا نام اُم الرجلین پڑ گیا۔ پھر جنگ کے منتظمین نے خلیفہ مرتضیٰ کے پاس اس کے عم زاد اور اس کے سالارِ جنگ سید ابودبوس کے متعلق چغلی کھائی کہ وہ خود امارت کا طلب گار ہے۔ چغلی سے وہ متنبہ ہو گیا اور مرتضیٰ کی تیزی سے خوف زدہ ہو کر سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا، جب کہ وہ 561ھ کے آخر میں اپنی جنگ سے فاس آ رہا تھا پس اس نے کچھ عرصہ اس کے پاس قیام کیا پھر اس سے اپنے معاملے کے بارے میں شرط پر فوج اپنے ملک کے لے آلہ بنانے اور اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کے لیے مال کی امداد کا مطالبہ کیا کہ وہ اسے غنیمت کے حصے کے علاوہ فتح اور سلطنت میں شریک کرے گا، چنانچہ سلطان نے اسے پانچ ہزار بنی مرین کے جوانوں اور کافی مال اور بہترین آلہ کی امداد دی اور اس کے لیے اپنی مملکت کے عربوں اور قبائل کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بلایا کہ وہ اس کے مددگار ہوں۔ وہ فوج کے ساتھ گیا یہاں تک کہ دارالخلافے کے قریب پہنچ گیا اور اپنے مددگاروں اور ان موحدین سے سازش کی جو اس کے معاملے میں اس کے ساتھ ساز باز کرتے تھے۔

مرتضیٰ کی ہلاکت

چنانچہ انہوں نے مرتضیٰ پر حملہ کر کے اُسے وہاں سے بھگا دیا اور وہ اپنے داماد ابن عطوش سے مدد مانگتا ہوا ازمور چلا گیا۔ پھر ابودبوس 565ھ کے شروع میں دارالخلافے میں داخل ہوا اور ازمور کا عامل ابن عطوش مرتضیٰ کو گرفتار کر کے ابودبوس کے پاس لایا چنانچہ اس نے اپنے غلام مزاحم کو بھیجا جس نے راستے میں اس کا سر کاٹ دیا اور خود مختار خلیفہ بن گیا۔ لیکن آل عبدالمومن نے اُسے بے قرار کر دیا پھر سلطان نے اُسے شرط پوری کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے تکبر اور عہد شکنی کرتے ہوئے بری باتیں کیں چنانچہ اس نے بنی مرین اور مغرب کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا تو اس نے جنگ سے کنارہ کشی کی اور مراکش میں رُک گیا۔ سلطان نے اس سے مسلسل کئی روز تک جنگ کی پھر وہ فصلوں اور خوراک کے ذخیرے کو برباد کرتا ہوا مضافات میں چلا گیا۔ ابودبوس اس کے دفاع سے درماندہ ہو گیا پھر اس نے اس کے خلاف یغمراسن بن زیان سے مدد مانگی تاکہ اس کی قوت توڑ دے اس کے ماوراء علاقے سے اسے غافل کر دے اور اس کے نکلنے سے محفوظ ہو جائے، کاش اسے اجل مہلت دیتی۔

☆☆☆

باب: ۱۰۹

ابودبوس کے اُکسانے پر سلطان یعقوب بن عبدالحق اور یغمراسن بن زیان کے درمیان جنگِ تلاغ کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے مراکش کے دارالخلافے سے جنگ کی اور اس کی سرزمین پر حملہ کرنے کے لیے بیٹھ گیا تو ابودبوس نے یغمراسن اور اس کی قوم سے اس کے خلاف مدد مانگنے کے سوا اور کوئی راستہ نہ پایا تاکہ وہ اسے اس سے باز رکھیں اور پھر اسے اس کے پیچھے سے مشغول کر دیں،

پس اس نے اپنی مصیبت کے دُور کرنے اور اپنے دشمن کی مدافعت کے لیے اس کے پاس فریادی بھیجا، پختہ عہد کیا اور قیمتی تحائف بھیجے تو یغمراسن اُسے بچانے اور اس کے دشمن کو پیچھے سے کھینچنے اور مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے جنگ کی آگ بھڑکا دی پس سلطان کی طرف سے یعقوب اس کے اور اس کی قوم کے خلاف بھڑک اُٹھا، اس نے اپنے عزم کو تیز کیا اور یعقوب مراکش سے تلمسان پر حملہ کرنے کے لیے چلا، فاس میں اُترا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس نے جنگ کی مکمل تیاری کر لی اور 566ھ کے آغاز میں کوچ کر گیا اور کرسیف اور پھر تافرطا میں داخل ہو گیا اور فریقین وادی تلاغ کی طرف بڑھے پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنی فوجوں کو مرتب و منظم کیا اور اپنے میدان میں گیا۔

چنانچہ حسن اور سعد بن وریغین کو اُکسانے کے لیے عورتیں چہرے برہنہ کر کے نکلیں۔ جب سائے ڈھلے، دن مائل ہوا اور مغرب کی فوجیں بنی عبدالواد اور ان کے ہواخواہوں کی فوجیں بکثرت ہو گئیں تو وہ منتشر ہو گئے اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ یغمراسن کا بڑا بیٹا اور اس کا ولی عہد ابو حفص اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ ہلاک ہو گیا، یغمراسن نے اپنی قوم کے جانشینوں کو پکڑ لیا اور وہ ان کا مددگار بن گیا یہاں تک کہ وہ میدان کارزار سے نکل گئے، اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اپنے بلاد میں پہنچ گئے اور ابو سلطان حصار مراکش میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۰

سلطان یعقوب بن عبدالحق اور آل ابی حفص میں سے خلیفہ تونس المنتصر کے درمیان سفارت و مصالحت

امیر ابو زکریا یحییٰ بن عبدالواد بن ابی حفص نے جب 535ھ میں دعوت اور خلافت کے صدر مقام مراکش کی طرف دیکھتے ہوئے تونس میں اپنی دعوت قائم کی تو اسے اُمید تھی کہ وہ زناتہ کے ذریعے آل عبدالمومن کی قوت و شوکت کو کمزور کر دے گا۔ پھر انہیں اس کی طرف آنے کی بجائے اُلٹے پاؤں واپس لوٹا دے گا چنانچہ 540ھ میں وہ تلمسان پر غالب ہو گیا اور یغمراسن بن زیان اس کی دعوت میں شامل ہو کر اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کا ایک مضبوط مددگار بن گیا۔ اس نے مدافعت کے لیے اس سے تعلق پیدا کر لیا۔ بنو مرین نے ابن ابی حفص کے بارے میں مراسلت و مخاطبت کرنے اور اس کے دشمن کی اہمیت کو کم کرنے کے بارے میں اس سے مقابلہ کیا۔ بلادِ مغرب کے جن شہروں کو وہ فتح کرتے وہ انہیں اس کی بیعت پر آمادہ کرتا جیسے فاس، مکناسہ اور قصر وغیرہ کو، اور وہ تحائف و ہدایا کے ذریعے ان سے ملاطفت کرتا۔ انہیں آل عبدالمومن کے راستے کے سوا، خط و کتابت، خطاب، معاملہ اور تکریم میں نیکی کا راستہ دکھاتا اس وجہ سے وہ اس کے ساتھ مراسلت کرتے اور اپنے قرابت داروں کو اس کے پاس بھیجنے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

المستنصر کی حکومت

اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر 540ھ میں حاکم بنا تو اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اختیار کیا اور مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے اخراجات کی ضمانت کے بارے میں ضرورت کی چیزیں اس کا پاس لے کر گیا یہی وجہ ہے کہ وہ مال اور ہتھیاروں کے بوجھ اور بار برداری کے لیے وافر تعداد میں گھوڑے بھیجا کرتا تھا۔ پھر ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اس کی یہ حالت رہی لہٰذا جب ابو دبوس نے عہد شکنی کی اور سلطان نے اس کے

ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی تو اس نے سب سے پہلے خلیفہ المستنصر سے مراسلت کر کے اُسے اس کی خبر دی اور اس سے مدد دینے کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھتیجے عامر بن ادریس بن عبدالحق کو اس کے پاس بھیجا اور بنی کمی کے عظیم لیڈر اور یغمراسن کے مدمقابل عبداللہ بن کندور کو عبدالواد کے لیے اس کے ساتھ کر دیا جس کے باپ کندور سے یغمراسن نے اپنے باپ زیان کا بدلہ لیا تھا۔ وہ المستنصر کے دارالخلافے میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور پھر ان کے ساتھ آل عبدالمومن کی حکومت کے پروردہ کاتب ابو عبداللہ محمد الکنانی کو بھیجا جو حکومت کے اختلال کو دیکھ کر اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ کے پاس آ گیا تھا۔ اس نے اُسے مکناسہ میں مصاحبت و دوستی کے لیے مختص کر لیا پس یعقوب بن عبدالواد نے اس وفد میں اس کے لیے ان اشراف کو جمع کیا جو اچھی طرح سرداری کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں کی بات کو وضاحت سے بیان کرتے تھے۔ نیز اس کے بھیجنے والے کے مقام کا شرف بھی بتا سکتے تھے پس وہ 565ھ میں المستنصر کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنا پیغام پہنچانے کے علاوہ اسے حاکم مراکش کے خلاف مدد دینے پر برانگیختہ کیا تو وہ خوشی سے جھوم گیا۔ لہٰذا ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خوش آمدید کہا پھر اس نے امیر عابد بن ادریس اور عبداللہ بن کندور کو اسی وقت واپس بھیج دیا البتہ کنانی کو اپنے وفد کی مصاحبت کے لیے روک لیا چنانچہ وہ طویل عرصے تک اُس کے پاس مقیم رہا حتیٰ کہ مراکش فتح ہو گیا۔

اس کے بعد المستنصر نے 587ھ کے آخر میں اپنے عہد کے موحدین کی جماعت کے شیخ ابو زکریا یحییٰ بن صالح الہنتائی کو موحدین کے مشائخ کی ایک پارٹی کے ساتھ محمد الکنانی کے ساتھ سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا۔ ان کے علاوہ اس کے ساتھ ملاطفت کرنے کے لیے قیمتی تحائف بھی بھیجے جن میں اپنی مرضی کے عمدہ گھوڑے، ہتھیار، اور عجیب و غریب ساخت کے چیدہ کپڑے تھے۔ لیکن اس نے اس سے مزید کا بھی مطالبہ کیا تو اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور گفتگو کرنے کے بعد اس نے مراکش کے منبر پر محمد الکنانی سے خلیفہ المستنصر کا ذکر نہایت اچھے پیرائے میں کیا، موحدین کے وفد نے بھی اس کی گواہی دی تو ان کی خوشی میں اضافہ ہو گیا لہٰذا وہ خوشی خوشی واپس آئے۔ اس کے بعد المستنصر کی یعقوب کے ساتھ مسلسل مصالحت رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا واثق اس کے نقشِ قدم پر چلا چنانچہ اس نے 577ھ میں اس کی طرف ایک بڑا تحفہ بھیجا جسے قاضی ابوالعباس الغماری قاضی بجایہ لے کر گیا جس کی بڑی توقیر ہوئی۔ مغرب میں ابوالعباس الغماری کو بڑی شہرت حاصل ہے جس کے متعلق لوگ ذکر کرتے ہیں۔

☆☆☆

باب: ۱۱۱

فتحِ مراکش اور ابو دبوس کی وفات اور مغرب سے موحدین کی حکومت کے خاتمے کے حالات

سلطان ابو یوسف جب یغمراسن کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ وہ اپنے دشمن سے بے نیاز ہو گیا ہے کیونکہ اس نے اس کی تیزی روک کر اس کی تدبیر اور اس کے فریادی ابو دبوس کی سازش کو ناکام کر دیا ہے تو اس نے پہلے کی طرح مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور دوبارہ اس کی طرف پیش قدمی کرنے کا عزم کر لیا۔ پھر وہ اسی سال کے شعبان میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فاس سے تیار ہوا لہٰذا جب وہ اُم الربیع سے آگے گیا تو اس نے اپنے دستوں کو پھیلا دیا اور آگے غارت گر دستے بھیجے جنہوں نے فساد اور لوٹ مار کے لیے باگیں ڈھیلی چھوڑ کر ان کے کھیتوں کو برباد کر دیا بلکہ ان کے نشانات کو مٹا دیا پھر بقیہ سال اس کے نواح میں گھومتا رہا، جہاں اس نے تاولا میں جشم کے عرب الخلط سے جنگ کر کے ان کا

خوب بہایا اور انہیں لوٹا۔ پھر وہ وادی العید میں اتر ا بعد میں اس نے بلادِ منہاجہ کے ساتھ جنگ کی جس سے ہمیشہ ہی اس کی سواریاں بلادِ مراکش کی اطراف میں حرکت کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ وہ بنی عبدالمومن اور اس کی قوم کے سامنے آ گئیں پھر جشمی عربوں میں سے حکومت کے مددگاروں نے خلیفہ کو اپنے دشمن کی مدافعت کے لیے تیار کرنے کے لیے انہیں بھیجا، چنانچہ اس نے جنگ کی نیت کی اور وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا۔ ابو یوسف نے اُسے اپنے آگے بھاگنے پر مجبور کر دیا تا کہ فریادرس کی مدد سے دُور ہو جائے اور کامیاب ہو جائے یہاں تک کہ وہ عفو میں اُترا پھر اس نے اس پر حملہ کیا اور گھمسان کا رن پڑا۔ اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ پچھڑ کر ہاتھوں اور منہ کے بل گر پڑا چنانچہ اس کا سر کاٹا گیا۔ اس کے ہلاک ہونے سے اس کا وزیر عمران اور اس کا کاتب علی بن عبداللہ المغیلی بھی ہلاک ہو گیا۔

محمد بن علی بن یحییٰ کی امارت

سلطان ابو یوسف مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں جو موحدین تھے وہ بھاگ کر جبل تیمال میں چلے گئے پھر انہوں نے مرتضٰی کے بھائی اسحٰق کی بیعت کر لی اور وہ ہنی کی طرح کئی سال رہا پھر اس نے 574ھ میں اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے اور اس کے عم زاد ابو سعید بن سید ابوالربیع القبائلی اور اس کی اولاد کو سلطان کے پاس لے جایا گیا پس ان سب کو قتل کر دیا گیا اور بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا۔

سردار اور اہل شوریٰ دارالخلافے سے سلطان کے پاس گئے تو اس نے انہیں امان دی اور ان سے حسن سلوک کیا پھر وہ 568ھ میں بڑی شان کے ساتھ مراکش میں داخل ہوا اور آلِ عبدالمومن کی حکومت کا وارث ہوا اور اس کی مدد کی اور مغرب میں اس کی حکومت منظم ہو گئی۔ لوگ اس کی جنگ سے پست ہو گئے اس کی سلطنت کے سائے تلے آرام لینے لگے۔ اس نے اس سال کے رمضان تک مراکش میں قیام کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بلادِ سوس کی طرف بھیجا پس اس نے انہیں فتح کر لیا اور ان کے دیار میں دُور تک چلا گیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر وہ خود بلادِ درعہ کی طرف گیا اور ان سے وہ مشہور جنگ کی جس نے ان کی قوت کا توڑ دیا اور دو ماہ بعد اپنی جنگ سے واپس آ گیا پھر اس نے اپنے دارالخلافہ فاس کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور مراکش اور اس کے مضافات پر اپنے بڑے بڑے دوستوں اور خواص اور طبقہ وزراء میں سے محمد بن علی بن یحییٰ کو امیر مقرر کیا جیسا کہ اس کی اور اس کے خاندان کی تعریف آگے بیان ہو گی۔ اس نے اُسے قصبہ مراکش میں اتارا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے اسلحہ بنایا اسے بنی عبدالمومن کے علاقوں پر قبضہ کرنے اور ان کے نشان مٹانے کا حکم دیا اور شوال میں اپنے دارالخلافے کی طرف چل پڑا اشام کو سلا میں آیا اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اس کا حال ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۱۱۲

سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو حاکم مقرر کرنا، بعد میں ادریس کے بیٹوں میں سے القرابتہ کی بغاوت اور اُندلس جانے کا حال

جب رباط الفتح سے واپسی پر سلطان نے سلا میں قیام کیا اور وہاں اس کی سواریوں نے آرام کیا تو اُسے ایک مرض نے آ لیا یعنی اسے شدید بخار ہو گیا پس جب وہ واپس لوٹا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بڑے بیٹے ابو مالک عبدالواحد کو ان کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ اس بارے میں اس کی اہلیت کو جانتا تھا۔ لہٰذا اس نے ان سے اس کی بیعت لی تو انہوں نے برضا و رغبت بیعت کر لی پھر اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ اور ادریس

بیٹوں کی قرابت کو ان کی ماں سوط النساء کی وجہ سے جوڑ دیا۔ اب انہوں نے یہ دیکھ کر کہ عبداللہ اور ادریس، عبدالحق کے بیٹوں کے اکابر بن جانے ان دونوں کو دوسرے بیٹوں پر تقدیم حاصل ہے، نیز اس نے محسوس کیا کہ وہ حکومت کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ انہوں نے ابن سلطان کو تسلی دی بلکہ اس نے اس کے لیے بیعت اور عہد لیا تھا پھر وہ اس سے علیحدہ ہو کر جبال غمارہ میں جبل علودان میں آ گئے جو ان کی مخالفت کا گھونسلا اور جنگ بنتا تھا یہ 569ھ کا واقعہ ہے اور ان کی ریاست ان دونوں محمد بن ادریس اور موسیٰ بن رحو بن عبداللہ کے پاس تھی اور ان کے ساتھ ابو عیاد بن عبدالحق کے بیٹے بھی نکلے۔ سلطان نے اپنے بیٹے ابو یعقوب کو اپنی پانچ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا پس اس نے ان کا گھیراؤ کر لیا، ان کی ناکہ بندی کر دی اور اس کا بھائی ابو مالک بھی اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا۔ اس کے ساتھ بسفیان کا شیخ مسعود بن کانون بھی تھا۔ آخر ان کے پیچھے ابو یوسف بھی نکلا اور تافرکا میں ان کی فوج اکٹھی ہو گئی۔ انہوں نے تین ماہ تک ان سے جنگ کی اور ان کی جنگوں میں مندیل بن ورتطلیم قتل ہو گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو انہوں نے امان طلب کی جو اس نے دے دی تب اس نے انہیں اتارا، ان کے کینے سے ان کے دل صاف کر دیئے اور انہیں لے کر اپنے دارالخلافے میں پہنچ گیا۔ پھر انہوں نے سب سے بڑے گناہ کے ارتکاب پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اس سے تلمسان جانے کی اجازت مانگی تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ سمندر کے راستے اندلس چلے گئے۔ ان کے خلاف عامر بن ادریس سلطان کے خواص سے مانوس ہو کر اس کی طرف چلا گیا پس وہ تلمسان میں ان کے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے اس بارے میں پختہ عہد لے لیا اور تلمسان میں سلطان سے مقابلے کے بعد اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے، پھر جس وقت اندلس محافظوں سے خالی ہو گیا اور دشمن اس کی سرحدوں پر شیر بن گیا تو بنو ادریس کے علاوہ عبداللہ اور ان کا عم زاد ابو عیاد اندلس میں اُتر پڑے اور دشمن کے سامنے کے علاقے پر قابض ہو گئے وہاں چیر پھاڑ کرنے والے شیروں جیسے بہادر جوان آبدار تلواریں سونت کر صحرائی جنگجو، بہادرانہ قوت کے ساتھ مضبوط ہو کر جی جان سے جنگ کرنے اور موت سے ٹکرانے کے عادی تھے پس انہوں نے دشمن پر غالب آ کر اُسے خوب قتل کیا۔ لہٰذا انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا جو اس کے سینے میں اس وطن کی حفاظت کے لیے تھا جو اس کے خیال میں اس کے لیے تر نوالہ تھا، وہ اس کے پیچھے لوٹ گئے پھر جب انہوں نے امیر اندلس سے اس کی ریاست کے بارے میں ٹکر لی تو وہ ان کے لیے جنگ کے خیال سے اُور کنارے والے غازیوں کی ریاست سے اپنے اسلاف اور قبائل میں تھے اور ان کے علاوہ جو بربری قومیں تھیں، ان سے الگ ہو گئے۔ انہوں نے فرط بخشش کی وجہ سے محصول میں اس کے ساتھ فراخ اندازی کی تو اس نے انہیں محصول دے دیا اور انہوں نے دشمن کے خلاف مدد مانگی اور انہوں نے اس میں اچھے کارنامے دکھائے جیسا کہ ہم غرابہ کے حالات میں بیان کریں گے پھر سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۳

سلطان ابو یوسف کا تلمسان کی طرف کوچ اور السبیلی کے مقام پر یغمراسن پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے بنی عبدالمومن پر غلبہ پالیا اور مراکش کو فتح کر کے 568ھ میں ان کی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد فاس کی طرف آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، تو اس کے دل میں یغمراسن اور بنی عبدالواد کے متعلق جو کینہ تھا، اس نے انگڑائی لی اور جو کچھ انہوں نے اس کے خلاف جنگ کو ناکام بنانے کے لیے کیا تھا، وہ اسے یاد آ گیا۔ تب اس نے یہ محسوس کیا کہ جنگ تلاغ نے اس کے دل کو ابھی ٹھنڈا نہیں کیا اور نہ ہی

اس کے غم کی آگ کو بجھایا ہے لہٰذا اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا پھر ان پر چڑھائی کر کے ان کی بیخ کنی کرنے کی غرض سے اہل مغرب کو جمع کرنے کے لیے حکومتی سطح پر جو کچھ بھی کر سکتا تھا، اس نے کیا اور فاس میں پڑاؤ ڈال لیا پھر اپنے بیٹے اور ولی عہد کو اپنے خواص اور وزراء کے ساتھ مراکش بھیجا تا کہ وہ اس کے شہروں، مضافات اور عربوں کے قبائل، مصامدہ، بنی وراء، غمرہ منہاجہ اور الحضرۃ میں موحدین کی بقیہ فوجوں اور رومی فوج سے انصار کے محافظوں اور تیر اندازوں سے سپاہ اکٹھی کریں، چنانچہ اس نے بہت تعداد میں فوج اکٹھی کی۔ جب ان کی فوج پوری ہو گئی تو سلطان نے اپنے روانہ ہونے کے وقت جشن کیا اور پھر 670ھ میں فاس سے کوچ کر گیا اور ملویہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ فوجیں اسے جا ملیں اور اہل تامستا کے قبائل جشم کی عرب فوجیں جو سفیان، خلط، عاصم بنو جابر اور ان کے ساتھیوں اشجع اور قبائل ذوی حسان اور معقل کے شبانات جو سوس اقصیٰ کے باشندے ہیں اور قبائل ریاح جو ازغار اور ہبط کے باشندے ہیں، کی فوجیں اس کے پاس آ گئیں، پس وہاں اس نے اپنی فوجوں کا جائزہ لیا اور اپنے دستوں کو تیار کیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار تک تھی تب وہ تلمسان جانے کے ارادے سے چل پڑا۔ جب وہ انکاد پہنچا تو وہاں اسے ابن الاحمر کے ایلچی ملے لہٰذا اس نے مسلمان اندلس کو دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لیے بھیجا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کمک طلب کریں اور مدد مانگیں، چنانچہ اس نے جہاد کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا پھر اس نے اس امر سے روکنے والے امور پر غور کیا اور یغمر اسن کے ساتھ مصالحت کی طرف مائل ہوا۔ اس کے متعلق اس کے سرداروں نے بھی اس کی رائے کی تصویب کی کیونکہ وہ جہاد کو ترجیح دیتے تھے۔ اور مشائخ کی ایک جماعت ان دونوں کے باہمی تعلقات کی اصلاح میں لگ گئی تب وہ ان دونوں کناروں کے مغرب سے واپس آ کر یغمر اسن کے پاس گئے، تلمسان سے باہر اسے ملے لیکن اس وقت وہ جنگ کی تیاری کر چکا تھا اور اس نے اپنے مشرقی مقبوضات کے باشندوں میں سے بنی عبد الواد، بنی راشد، مغراوہ کے زناتہ اور ان کے زغبہ کے عرب حلیف اکٹھے کر لیے تھے۔ چنانچہ اس نے تکبر کیا اور ان کی حاجت پوری کرنے کے وعدے سے منحرف ہو کر اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑا۔

وجدہ کے میدان جنگ میں معرکہ آرائی

وجدہ کے علاقے میں وادی ایسلی میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ سلطان ابو یوسف نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے میدان کو منظم و مرتب کیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو دونوں بازوؤں پر مقرر کیا اور خود قلب میں چلا گیا جہاں ان کے درمیان سخت معرکہ ہوا، جس نے فارس بن یغمر اسن اور بنی عبد الواد کی ایک جماعت کی ہلاکت سے پردہ اٹھا دیا اور مغرب اقصیٰ کی فوجوں اور اس کے قبائل اور موحدین کی فوجوں اور بلاد مراکش نے ان پر غلبہ پا لیا چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور سلطان کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے رومی فوج کی اکثریت اپنے ثبات کی وجہ سے ماری گئی۔ لہٰذا جنگ کی چکی نے انہیں پیس کر رکھ دیا پھر اس نے ان کے سالار بیونیس کو گرفتار کر لیا اور یغمر اسن بن زیان اپنی فوج کے ساتھ اپنی مدافعت کرتا ہوا تلمسان کی طرف چلا گیا۔ جب وہ اپنے خیموں کے پاس سے گزرا تو انہیں آگ لگا دی۔ پھر اس کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور اس کا حرم بھی لٹ گیا سلطان ابو یوسف نے وجدہ میں قیام کر کے اُسے تباہ کر دیا اور اس کی فصیلوں کو پیوند خاک کر کے اس کی دیواروں کو بھی زمین بوس کر دیا۔

ابو یوسف کا ناکام محاصرہ

پھر اس نے تلمسان پر حملہ کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس علاقے کو لوٹنے کی کھلی آزادی دے دی، وہاں سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور آبادیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس اثناء میں تلمسان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کا وزیر عیسیٰ بن ماسائی فوت ہو گیا جو اس کے عظیم القدر وزیروں اور حامیوں میں سے تھا۔ اس بارے میں اس کے کارنامے مشہور و معروف ہیں، اس کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی اور اسے اس کے محاصرہ سے اس کے بھٹکانے پر محمد بن عبد القوی امیر توجین اور بنی عبد الواد کے خلاف اس سے مدد مانگنے والے نے پہنچایا کیونکہ یغمر اسن نے اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے اس کے تمام قبیلے نے قبیلے کی ذلت اور زیادتی کی تکلیف برداشت کی تھی پس سلطان ابو یوسف نے اسے خوش آمدید کہا اور لوگ اس کی ملاقات اور خیر مقدم کے لیے اس کے فخر کے لیے ہتھیاروں کو سجا کر نکلے۔ وہ اس کے ساتھ کئی روز تک تلمسان کا محاصرہ کیے رہا

یہاں تک کہ نومیدی ہوگئی اور شہر محفوظ ہوگیا اور اس کے محافظوں کی طاقت بڑھ گئی، پھر سلطان ابو یوسف نے وہاں سے بھاگنے کی نیت کر لی چنانچہ اس نے امیر محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کو واپسی سے پہلے چلے جانے کا مشورہ دیا اور یہ کہ وہ اپنے علاقے کی طرف جلدی چلے جائیں پھر اس نے اپنے تحائف سے ان کے قبیلے بھر دیئے اور سو کوتل گھوڑوں کے علاوہ ایک ہزار دو دھیل اونٹنیاں بھی ان کے پاس لے گیا اور انہیں بے شمار خلعتیں انعامات کے ساتھ دیں مزید براں بکثرت سائبان اور خیمے دیئے، انہیں سواریوں پر سوار کر دیا اور وہ کوچ کر گئے۔ سلطان کئی روز تک یغمراسن کی مصیبت کے خوف سے ان کے صدر مقام سے جبل وانشریس تک پہنچنے تک ٹھہرا رہا پھر وہ 671ھ کے شروع میں فاس میں داخل ہوا۔

تاونت اور ملیلہ کے قلعوں پر قبضہ

اس کا بیٹا امیر ابو مالک جو اس کا ولی عہد بھی تھا اس کی آمد کے ایام میں فوت ہوگیا چنانچہ آپ کو اس کی وفات کا بے حد افسوس ہوا پھر اس نے صبر جمیل کیا اور دوبارہ بلادِ مغرب کے فتح کرنے کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اپنی اس جنگ میں قلعہ تاونت پر قبضہ کر لیا اور وہ مطفرہ کا پہاڑ ہے جس کو اس غلے کے ذخیرہ سے بھر دیا کیونکہ اس نے اسے اپنے دشمن کی سرحد کے قریب پایا تھا جس کو شیخ مطفرہ حرون کی نگرانی کے لیے چھوڑ دیا پھر اس نے اپنی اس جنگ سے واپسی پر ساحل الریف کے قلعہ ملیلہ پر قبضہ کر لیا، حرون نے قلعہ تاونت میں قیام کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور یغمراسن بن زیان نے بھی اس کے ساتھ بار بار جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اس قلعہ سے بھاگ گیا پھر اس نے 675ھ میں اُسے چھوا اور جیسا کہ ہم نے قبیلہ مطفرہ کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے، وہ سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا۔



باب: ۱۱۴

شہر طنجہ کی فتح اور اہل سبتہ کی اطاعت کے بعد ان پر محصول لگنے کا واقعہ اور دیگر حالات

موحدین کی حکومت کے آغاز میں یہ دونوں شہر سبتہ اور طنجہ ان کی سب سے عظیم عملداریوں اور سب سے بڑے مقبوضات میں سے تھے کیونکہ یہ کنارے کی سرحد بحری بیڑوں کی بندگاہ، تجارتی سامان بنانے کا کارخانہ اور جہاد کی طرف جانے کا دہانہ اس کی ولایت، القرابہ کے لیے مختص تھی جو عبدالمومن کے سرداروں میں سے تھے۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رشید نے اس کے مضافات پر ابوعلی بن الخلاص کو امیر مقرر کیا تھا جو بلنسیہ کا باشندہ تھا، نیز یہ کہ افریقہ میں امیر ابوزکریا کے طاقت ور ہو جانے اور رشید کے مر جانے کے بعد 640ھ میں اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کے ساتھ مال اور بیعت کو اس کی طرف بھیجا اور طنجہ پر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الہمدانی کو جو ابن الامیر کے نام سے معروف تھا، اندلسیوں کی پیادہ فوج پر سالار اور قصبہ کا منتظم مقرر کیا چنانچہ امیر ابوزکریا نے سبتہ پر ابویحییٰ بن ابوزکریا کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا ابویحییٰ السید بن الشیخ ابی حفص کا بیٹا تھا لہٰذا وہ وہاں اترا اور ابوعلی بن خلاص اپنے بیٹے کی وفات پر جو سلطان کے پاس جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہو کر مر گیا تھا، اس کے متوقع نتائج سے پریشان ہو کر اپنے مددگاروں کے ساتھ کشتیوں میں تونس چلا گیا پھر شام کو بجایہ پہنچا جہاں 646ھ میں اس کی وفات ہوئی لیکن بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ اپنی کشتی ہی میں فوت ہو گیا تھا اور بجایہ میں دفن ہوا۔

ابوالقاسم العزفی کی خود مختار امارت

اس کے بعد جب امیر ابوزکریا 647ھ میں فوت ہو گیا تو اہل سبتہ نے اس کے بیٹے المستنصر کے خلاف بغاوت کر کے ابن الشہید کو نکال باہر

کیا پھر اس کے ساتھ جو عمال تھے، انہیں قتل کرنے کے بعد دعوت کو مرتضٰی کی طرف پھیر دیا۔ اس کا انتظام حجفون الراندمی نے سبتہ کے مشائخ کے عظیم الشان لیڈر ابوالقاسم الغرفی کے ساتھ سازش کر کے کیا۔ اس نے اپنے باپ ابوالعباس احمد کی گود میں پرورش پائی جو جلالت اور دین سے آراستہ تھا کیونکہ اسے بھی اس میں تقدم حاصل تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا چنانچہ اہل شہر نے اس کے بیٹے اور اسے سب سے پہلے اس کے باپ کے حق کو پہچان کر اس کی رعایت کی، وہ بڑے بڑے اہم امور میں اس کی پناہ لیا کرتے تھے اور شوریٰ میں اس کی بات مانتے تھے پس اس نے الراندمی کو اس کام پر آمادہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا اور مرتضٰی نے ابوالقاسم الغرفی کو سبتہ پر کسی سردار اور موحد کو دیکھے بغیر خودمختار امیر مقرر کر دیا جس کی وجہ سے وہ اس سرحد سے کافی حد تک بے نیاز ہو گیا۔ پھر اس نے حجفون الراندمی کو مغرب میں بحری بیڑوں کی قیادت پر مقرر کیا اور اس کے بیٹے اس سے ان کی قیادت کے وارث ہوئے یہاں تک کہ الغرفی نے اس کی ریاست کے پہلوؤں پر ان سے مڈبھیڑ کی پس وہ سبتہ سے چلے گئے اور ان میں سے بعض مالقہ میں ابن الاحمر کے پاس اُترے اور کچھ بجایہ میں ابوحفص کی پاس اترے، دونوں حکومتوں میں ان کے آثار ان کی ریاست کی گواہی دیتے ہیں ابوالقاسم الغرفی سبتہ کی ریاست پر خودمختار ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے یہ ریاست حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابوالقاسم کے خلاف بغاوت

طنجہ بقیہ احوال میں سبتہ کا تابع تھا پس ابن الاحمر نے ابوالقاسم فقیہ کی امارت کی پیروی کی۔ پھر اس نے اسی سال اس کے خلاف بغاوت کر دی اور خودمختار بن بیٹھا چنانچہ اس نے ابن ابی حفص کا پھر عباسی کا اور پھر اپنا خطبہ دیا اور سبتہ میں الغرفی کے مسلک پر چلا۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ بنومرین نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور اس کی گھاٹیوں میں پھیل گئے پھر اس کے مقبوضات میں دست درازی کر کے انہیں حاصل کر لیا اس کے پہاڑوں اور قلعوں کو بھی فتح کر لیا۔ آخر امیر ابویحییٰ بن عبدالحق اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی فوت ہو گئے۔ اس کے بیٹے اور رشتہ دار اور خواص طنجہ اور اصیلا کی طرف آ گئے اور انہوں نے اس کے میدان کو اپنا وطن بنا کر ان راستوں کو خراب کر دیا بعد ازاں اس کے باشندوں کو تنگ کیا اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا۔ ابن الامیر نے ان سے معین محصول پر شرط کی کہ وہ اذیت سے باز رہیں اور دارالخلافہ کی حفاظت کرتے ہوئے راستوں کو درست کریں پس اس کی ان کے ساتھ مطابقت ہو گئی تب وہ اپنی ضروریات کے لیے شہر کی طرف آئے پھر انہوں نے سازش کی اور پوشیدہ فریب کاری سے ایک دن بغلوں میں اسلحہ دابے شہر میں داخل ہو گئے اور دھوکے سے ابن الامیر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، چنانچہ عوام نے اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور وہ 665ھ میں ایک ہی جنگ میں قتل ہو گئے۔ پھر وہ اس کے بیٹے کے پاس گئے اور پانچ ماہ وہ اس کے قبضہ میں رہا پھر الغرفی ان پر قابض ہو گیا پس اس نے اپنی پیادہ فوجوں کے ساتھ بر و بحر سے اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ

آخر ابن الامیر فرار ہو کر تونس چلا گیا جہاں جب وہ المستنصر کے ہاں اُترا اور طنجہ الغرفی کی حکومت میں قائم رہا پس اس نے اس کا نظم و نسق دُرست کیا اس کی امارت سنبھال لی اور اپنی طرف سے اس پر والی مقرر کر کے اس نے اس کے اشراف میں سے سرداروں کو شوریٰ میں شریک کیا۔ امیر ابومالک نے 666ھ میں اس کے ساتھ جنگ کی، مگر اسے فتح نہ کر سکا اور وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابویوسف نے بلاد مغرب کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا، مراکش کے دارالخلافے پر قابض ہو گیا اور بنی عبدالمومن کی حکومت کو مٹا دیا۔ وہ بحر اسن کے کنارے کے معاملات سے فارغ ہو گیا اور اس نے اس جانب کے مضافات کو ساتھ ملانے کا ارادہ کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کرنے کی ٹھان لی اور 672ھ کے شروع میں طنجہ سے جنگ کی کیونکہ یہ سبتہ کے پہلے کی زمین میں تھا۔ کئی روز تک اس نے وہاں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ایک فصیل کے تیر اندازوں کو جو بنی مرین کی کمانوں میں تھے، آواز دی تو لوگوں نے جلدی سے اس کی دیواروں پر چڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور رات بھر اہل شہر سے جنگ کرتے رہے پھر صبح بزور قوت اس میں داخل ہو گئے۔ سلطان کے منادی نے لوگوں میں اہل شہر کی معافی اور امان کا اعلان کر دیا تو ان کا ڈر جاتا رہا اور وہ طنجہ کے کام سے فارغ ہو گیا اور

اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو بڑی فوج کے ساتھ سبتہ میں العزفی کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اطاعت کے بارے میں ذلیل کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر اس نے اس شرط پر کہ اس کی حفاظت کی جائے، اطاعت اختیار کر لی اور خود کو ہر سال محصول دینے کا پابند کیا، پس سلطان نے اس کی یہ بات قبول کر لی۔ اس کی فوجیں وہاں سے ہٹ گئیں اور وہ اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا پھر اس نے سجلماسہ کے فتح کرنے اور بنی عبدالواد کو جو اس پر غالب تھے، ہٹانے کے لیے غور و فکر کیا جیسا کہ آگے اس کا ذکر ہوگا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۵

سجلماسہ کی دوبارہ فتح اور بنی عبدالواد اور معقلی عربوں میں سے المنبات کے پاس بزورِ قوت جانے کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ اور بلادِ درعہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس نے اس پر اور دیگر بلادِ قبلہ پر یوسف بن یزکاسن کو امیر مقرر کیا تھا پھر اس کے ساتھ اس کے بیٹے مفتاح کو بھی جس کی کنیت ابو حدید تھی، اس کے مشائخ میں اس کی دیکھ بھال کے لیے اتارا تھا اور مرتضیٰ نے اپنے وزیر ابن عطوش کو 654ھ میں فوجوں کے ساتھ اسے واپس لینے کے لیے بھیجا تھا چنانچہ امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے بھگا دیا اور اُلٹے پاؤں واپس کر دیا۔ یغمر اسن نے 655ھ میں جنگ ابی سلیط کے بعد ایک سرحدی خرابی کی وجہ سے جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا ایک ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس کے کامیاب ہو جانے کی اُسے اُمید تھی، اس کا قصد کیا، پس امیر ابو یحییٰ اس سے پہلے یہاں پہنچ گیا اور مالقہ اس سے دُور تھا چنانچہ وہ وہاں سے ناکام و نامراد ہو کر اور محافظوں کو ہتھکڑیاں لگوا کر واپس لوٹ گیا۔ امیر ابو یحییٰ نے اگرچہ یوسف بن یزکاسن کو اس کا امیر مقرر کیا تھا پھر اس نے اس کی امارت کے ڈیڑھ سال بعد بنی عسکر جو محمد بن وطیس کے نسب کے ہم سر ہیں، کے سردار یحییٰ بن مندیل کو اس کا امیر مقرر کیا پھر دو ماہ بعد حکومت کے پروردہ بنی یرسان میں سے محمد بن عمران ابن عبلہ کو امیر مقرر کیا، اس کے ساتھ ابو طالب جیشی کو محاصل ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور ابو یحییٰ القطرانی کی نگرانی اور ان کی قیادت پر قبضہ کرنے کے لیے وہاں فوج کا اسلحہ خانہ بنایا۔ وہ اس حالت میں 702ھ تک قائم رہے اور جب امیر ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابو یوسف یغمر اسن کے ساتھ جنگ کرنے اور مراکش سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گیا تو القطرانی کو وہاں خود مختار بن جانے کا خیال آیا لہٰذا اس نے اس بارے میں بعض اہل فتن سے ساز باز کی اور یوسف بن الغزی نے اس کی مدد کی۔ انہوں نے شہر کے شیخ الجماعۃ عمار الورندغزانی پر اچانک حملہ کر دیا جنہوں نے محمد بن عمران بن عبلہ کے قتل کی سازش کی، پس وہ نکل کر سلطان کے پاس چلا گیا اور القطرانی وہاں خود مختار بن گیا پھر اہل شہر نے 657ھ میں اس کی خود مختاری کے ڈیڑھ سال بعد اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا پھر مراکش کے خلیفہ مرتضیٰ کی بیعت کر لی اور اس میں قاضی بن حجاج اور علی بن عمر نے بڑا کردار ادا کیا پس مرتضیٰ نے اُسے وہاں کا امیر مقرر کر دیا۔ 660ھ میں بنی مرین کی فوجوں اور سلطان ابو یوسف نے ان سے جنگ کی اور وہاں آلاتِ حصار نصب کیے پھر اُسے جلا دیا لیکن وہ مضبوط ہو گئے جس پر وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور علی بن عمر ابنی امارت پر تین سال تک قائم رہا آخر وہ فوت ہو گیا۔ جب سے امیر یغمر اسن بن زیان نے موحدین کو تلمسان اور مغرب اوسط پر غالب کروایا تھا جس کے بعد وہ اس کے مقبوضات میں شامل ہو گیا تھا تو معقل عربوں میں سے المنبات کا قبیلہ جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھا اس کے پاس آ گیا تھا کیونکہ معقل کی جولانگاہیں صحرا میں بنی یادین کی جولانگاہوں کے قریب تھیں۔ پھر جب یغمر اسن نے بنی عامر کو مصاب کی جولانگاہوں سے جو بلادِ بنی یزید میں تھیں، بلایا تھا تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے پس انہوں نے معقل کو بلادِ فیکیک کی جولانگاہوں سے دھکیل دیا اور

ملویہ اور اس کے ماوراء بلادِ سجلماسہ تک ان کے اردگرد پہنچ گئے پس انہوں نے ان جولا نگاہوں پر قبضہ کر لیا۔

امیر ابویحییٰ کا خیر مقدم

یغمراسن نے ذوی عبید اللہ سے عہد شکنی کی اور ان المنبات سے دوستی کر لی چنانچہ یہ اس کے اور اس کی قوم اور اس کی دعوت کے مخلص حلیف اور مددگار بن گئے سجلماسہ ان کی جولا نگاہوں میں شامل تھا اور ان کے مسافروں اور چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کا ٹھکانہ تھا لہٰذا وہاں ان کی معروف اطاعت کی جاتی تھی۔ جب علی بن عمر فوت ہو گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کرنے کے لیے یغمراسن کو ترجیح دی اور انہوں نے اہل شہر کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر اس سے گفتگو کر کے اُسے بلایا پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور محمد بن زکراز بن نیدوکس کی اولاد میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورع کو اس کا امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کی ماں، خواہر یغمراسن بن حمامہ سے تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابویحییٰ کو بھی شاہانہ علامت کے قیام کے لیے خوش آمدید کہا۔ پھر اس نے دوسرے سال اسے اس کی بھائی پر فتح دلائی اور ہر سال اس کا یہی حال ہوتا تھا۔

بلادِ مغرب میں سجلماسہ کا کامیاب محاصرہ

جب سلطان ابو یوسف نے بلادِ مغرب کو فتح کیا اور اس کے امصار اور پہاڑ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے لہٰذا اس نے بنی عبدالمومن کو ان کے دارالخلافے پر قابض کروا کے ان کی علامت کو مٹا دیا جب طنجہ فتح ہو گیا اور سبتہ نے اطاعت کر لی جو کنارے اور مغرب کی سرحد کی طرف جانے کے لیے بندگار ہے تو اُسے بلادِ قبلہ کا خیال آیا لہٰذا اس نے سجلماسہ پر قابض بنی عبدالواد سے سجلماسہ کو حاصل کرنے اور ان کی دعوت کی بجائے اس میں اپنی دعوت قائم کرنے کا عزم کیا چنانچہ اس نے رجب 672ھ میں فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس سے جنگ کی۔ وہ اہل مغرب کے سب باشندوں زناتہ، عرب، بربر اور تمام فوجوں کو جمع کر کے وہاں لے گیا اور اس پر آلاتِ حصار، مجانیق وغیرہ اور لوہے کے گولے پھینکنے والے آلات نصب کر دیئے پس وہ ایک سال تک وہاں صبح و شام قتال کرتے ہوئے ٹھہرا رہا کہ ایک روز اچانک منجنیق کے پتھروں سے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ اس شگاف سے صفر 673ھ میں بزورِ قوت شہر میں داخل ہو گئے پھر انہوں نے جانبازوں اور محافظوں کو قتل کر کے بچوں کو قید کر لیا، دونوں سالار عبدالملک بن حنینہ اور یغمراسن بن حمامہ اور ان کے بنو عبدالواد کے ساتھی اور المنبات کے اُمراء قتل ہو گئے چنانچہ سلطان ابو یوسف نے مکمل طور پر بلادِ مغرب کو فتح کر لیا اور اس کی اطراف میں اس کی اطاعت ہونے لگی پھر اس میں کوئی معقلی ایسا نہ رہا جو اس کی دعوت کا تابعدار نہ ہو اور نہ کوئی ایسی جماعت رہی جو اس کی پارٹی کے سوا کسی اور پارٹی کے پاس جاتی ہو اور نہ کوئی اُمید رہی جو اس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہوتی ہو۔ جب اس کی امارت و حکومت کی تنظیم و ترتیب اللہ کے فضل و احسان سے مکمل ہو گئی تو اس نے اللہ کی اطاعت میں اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے اور سمندر پر پرے کے کمزور بندوں کو بچانے کے لیے جنگ کی طرف توجہ پھیر دی۔

جب وہ سجلماسہ سے لوٹا تو اس نے مراکش جانے کا ارادہ کیا جہاں سے وہ آیا تھا پھر وہ سلا گیا اور کئی روز تک وہاں قیام کیا۔ اس کے حالات اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کے معاملات پر غور کیا۔ اسے حاکم سبتہ ابوالقاسم العزفی کے ساتھی ابو طالب کے فاس جانے کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے اپنے دارالخلافے میں پہنچا۔ اور اسے خوش آمدید کہا اور وہ اپنے تھیلوں کو اس کے حسن سلوک سے پُر کر کے اس کا شکر یہ میں رطب اللسان ہو کر اپنے باپ کے پاس واپس آیا پھر وہ اپنے بیٹے کے بھیجنے کے کام میں مشغول ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۶

سلطان ابو یوسف کا جہاد اور نصاریٰ پر غلبہ نیز ان کے سربراہ ذننہ کا قتل اور دیگر واقعات

اندلس کا کنارہ پہلی فتح سے لے کر اب تک مسلمانوں کی سرحد تھی جس میں ان کا جہاد پڑاؤ اور شہادت و سعادت کا راستہ تھا اور ان میں ان کا

قیام کرنا ایسے ہی تھا جیسے گرم پتھر اور کفر کی تاریکی میں ناخن اور کچلی کے درمیان ٹھہرنا کیونکہ ان کے پڑوس میں ان کی بہت سی قومیں تھیں جنہوں نے ان کو تمام جہات سے گھیرا ہوا تھا۔ سمندر ان کے اور ان کے مسلمان بھائیوں میں روک تھا کیونکہ وہ اپنی قوم اور اپنے اہل دین سے منقطع ہونے کے باعث ان کی مدد سے دُور تھے۔ آخر اس نے اس بارے میں کبار تابعین اور عرب سرداروں سے مشورہ کیا اور انہوں نے اسے رائے دی چنانچہ اگر موت اُسے نہ روکتی تو اس نے اس رائے پر عمل کرنے کا عزم کر لیا تھا جس میں اسلام کو اپنے پڑوسی کفار پر قریش، مصر اور یمن کے عربوں کی طویل حکومت سے غلبہ حاصل تھا اور انہیں وہاں بنی اُمیہ کے دور میں وہ مشہور غلبہ حاصل ہوا جو تین سو سال یا اس کے قریب قریب زمانے سے دونوں کناروں پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہے یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں وہاں ابتری پھیل گئی اور سمندر کے پرلی طرف عربوں کی حکومت کے فنا ہونے سے مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو گیا اور مغرب میں بربری طاقت ور ہو گئے، ان کی شان میں اضافہ ہو گیا اور مرابطین کی حکومت آ گئی تو اس نے مغرب میں اتحادِ اسلام کی خلیج کو پاٹ دیا اور سنت سے تمسک کر کے جہاد کی طرف دیکھا اور ماوراء البحر سے ان کے بھائیوں نے انہیں اپنی مدافعت کے لیے بُلایا تو وہ ان کے پاس گئے پھر انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد میں شاندار کارنامے دکھائے، طاغیہ بن اوفونش پر یوم الزلاقہ وغیرہ کے روز حملہ کر کے ان قلعوں کو فتح کیا اور دوسرے قلعوں کو واپس لیا پھر انہوں نے ملوک الطوائف کو اتارا اور دونوں کناروں کو متحد کیا اور ان کے بعد موحدین ان کے اچھے راستوں پر چلتے ہوئے آئے، انہوں نے جہاد میں کارنامے دکھائے۔ یعقوب بن منصور کی ہلاکت کے روز انہوں نے طاغیہ سے جنگ کی یہاں تک کہ موحدین کے غلبے کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں اختلاف ہو گیا۔ بنی عبدالمومن کے سرداروں نے اندلس کے اُمراء کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کیا اور خلافت پر جنگ کر کے طاغیہ سے کمک طلب کی پھر اسے غلبہ کے لالچ سے مسلمانوں کے بہت سے قلعوں پر کامیاب کروایا چنانچہ اہل اندلس کو اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے انہیں نکال دیا پھر مرسیہ اور شرق اندلس میں ابن ہود نے اس کام کو سنبھالا اور اس کے بقیہ اطراف میں اپنی دعوت کو عام کیا۔ ان میں عباسی دعوت کو قائم کر کے بغداد میں اس سے گفتگو کی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں مفصل طور پر بیان کیا ہے پھر ابن ہود، دُوری کی وجہ سے اور اسے حاصل کرنے والی پارٹی کے کھو دینے کی وجہ سے غربیہ کے علاقے میں رُک گیا اس لیے کہ اس کی حکومت مستحکم نہ تھی۔

ابن الاحمر کی خود مختاری

طاغیہ نے ہر طرف سے اندلس پر حملہ کر دیا چنانچہ مسلمانوں میں بکثرت اختلاف ہو گیا ادھر بنو عبدالمومن اس مصیبت میں مشغول ہو گئے جو زناتہ کے بنی مرین کی جانب سے ان پر آ پڑی تھی۔ محمد بن یوسف بن الاحمر نے غربیہ کے قلعے ارجولہ پر حملہ کر دیا چونکہ وہ بہادر سردار اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا تھا لہٰذا اس نے ابن ہود کے ہاتھ سے یکے بعد دیگرے اندلس کے مضافات کو کشاکش کرتے ہوئے چھین لیا یہاں تک کہ 635ھ میں ابن ہود ہلاک ہو گیا پھر اس اثناء میں دشمن نے ہر جانب سے جزیرہ اندلس پر حملہ کر دیا اور ابن ہود نے اسے وافر جزیہ دیا جس کی مقدار ہر سال چار لاکھ دینار تھی۔ وہ اس کی خاطر مسلمانوں کے دو قلعوں سے دست بردار ہو گیا اور ابن الاحمر ڈرا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ اس پر سختی کرے گا پس وہ اس کی طرف مائل ہوا اور اس کی پارٹی سے متمسک ہو کر اس کے مددگاروں میں اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا تا کہ اس کے باشندوں کو قتل کرے۔ جب امیر ابو زکریا فوت ہو گیا تو اس نے دعوت حفصی کو خیر باد کہہ دیا اور خود مختار بن بیٹھا پھر امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا۔ مشرق میں ابن ہود اور بنی مردنیش کی اولاد نے اس سے جھگڑا کیا اور اُسے امر حکومت نے الفرنیترہ کے بلاد سے طاغیہ آنے پر آمادہ کیا تو وہ اس تمام علاقے میں اُترا اور یہ سال 670ھ کی تھوڑی سی مدت تھی جس میں مسلمانوں کی سرحدیں ضائع ہو گئیں اور ان کی رکھ لوٹ لی گئی پھر دشمن ان کے بلاد اور اموال کی جنگوں میں لوٹ کے لیے ارنج میں مدارات اور خراج کے لیے نکل گیا۔ چنانچہ کفر کے شیطان اس کے شہروں اور دار الخلافوں پر قابض ہو گئے۔

ابن الاحمر کی طاغیہ سے صلح

ابن ادفونش نے 646ھ میں قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر 647ھ میں برشلونہ اور بلنسیہ کے شہر اور ان کے درمیان لاتعداد قلعوں اور پہاڑوں پر

قبضہ کر لیا جس سے مشرق میں باغیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، ابن الاحمر مغربی اندلس میں اکیلا رہ گیا اور الفرنیترہ اور اس کے ارد گرد کے وسیع علاقوں کی ممانعت کی وجہ سے اس کا دائرہ تنگ ہو گیا تب اس نے دیکھا کہ قلیل تعداد اور کمزور قوت سے اس کا تمسک کرنا اس کی حکومت کو کمزور کر دے گا اور اس کا دشمن اس کے متعلق طمع کرے گا پس اس نے تمام علاقوں سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاغیہ سے صلح کی اور مسلمان ساحل سمندر کی سخت زمینوں میں اپنے دشمن سے بچنے کے لیے چلے گئے۔ اس نے اس کی مہمانی کے لیے غرناطہ شہر کو منتخب کیا اور وہاں اس کی رہائش کے لیے الحمراء کا قلعہ بنایا جیسا کہ ہم نے اس کی جگہ پر اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس دوران میں اس کا فریادی ہمیشہ ہی ماوراء البحر کے مسلمانوں کو پکارتا رہا لیکن اہل اندلس کے سردار اعانت اور دین کی مدد اور اپنے بیوی بچوں کو دشمن کی چکلیوں سے بچانے کے لیے امیر المسلمین ابو یوسف کے پاس آتے رہے لیکن وہ موحدین اور پھر یغمراسن کے ساتھ رسہ کشی کی وجہ سے کوئی پناہ نہ پاتا تھا۔ پھر وہ بلاد مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن الاحمر جو الشیخ اور ابو دبوس کے نام سے مشہور تھا، فوت ہو گیا۔ یہ دولقب اُسے اس وقت ملے جب امیر المومنین نے مغرب کی فتح کو مکمل کر لیا اور 671ھ میں اپنے دشمن کے بارے میں فارغ ہو گیا۔

اس کے علاوہ وہ بنی مرین جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور ان کے دلوں میں اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا۔ جب بنو ادریس بن عبدالحق نے وحشت محسوس کی اور انہوں نے 671ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی تو اس نے ان کی رضامندی حاصل کی اور ان سے صلح کی، ان میں سے بہت سے آدمی جنگ کے لیے اندلس میں مسلمانوں کی مدد کے لیے سمندر پار کرنے کے لیے تیار ہو گئے تب ان کے پاس بنی مرین کے رضا کاروں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جو تین ہزار یا اس سے زیادہ غازیوں پر مشتمل تھا۔ چنانچہ سلطان نے عامر بن ادریس کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا اور وہ اندلس پہنچے جہاں انہوں نے دشمن کو قتل کرنے کے بارے میں بہت کارنامے دکھائے۔

محمد فقیہ بن ابن الاحمر کی امارت

ابن الاحمر نے اپنے بیٹے محمد کو اپنے بعد امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کے زمانے میں علم کے حصول کی وجہ سے فقیہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اُسے وصیت کی کہ وہ امیر المسلمین کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رہے، اس کا دفاع کرے اور اسے اپنے آپ اور مسلمانوں سے مقدم کرے۔

جب طاغیہ نے حملہ کیا تو اس نے اپنے باپ کو دفن کرنے میں جلدی کی اور اندلس کے تمام مشائخ کو اس کے پاس بھیجا۔ ان کا وفد اُسے سجلماسہ کی فتح سے واپس آتے وقت ملا جو مغربی سرحدوں کی فتح اور غلبے کی پناہ اور حکومت کی باگ ڈور تھا۔ انہوں نے فرمانبرداری کے لیے جلدی کی اور اسے دشمن کے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور انہیں دبانے کی خبر دی تو اس نے ان کے وفد اور رؤسا کو خوش آمدید کہا، اللہ کے داعی کو جواب دینے اور جنت کو اختیار کرنے میں جلدی کی پھر امیر المومنین اپنی امارت کے آغاز سے ہی جہاد کے اعمال کو ترجیح دینے والا اور انہیں پسند کرنے والا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی دوسری اُمیدوں پر بھی اسے ترجیح دی اور اپنے امیر ابو یحییٰ کے زمانے میں اندلس سے جنگ کرنے کا عزم کیا۔ جب انہوں نے 643ھ میں مکناسہ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس سے اس بارے میں اجازت طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی اور وہ اپنے خواص، عزیز و اقارب اور اپنے خاندان کے اطاعت کنندوں کے ساتھ جنگ کو چلا گیا۔ امیر ابو یحییٰ نے حاکم سبتہ کو ابی علی بن خلاص کے عہد کے متعلق اشارہ کیا کہ وہ اسے جانے سے روکے اور اس کی روانگی کے اسباب کو منقطع کر دے لہٰذا جب وہ قصر الجواز تک پہنچا تو اس کے دوست یعقوب بن ہرون الجزی نے اس کے ارادے کو اس سے موڑ دیا اور اس کے ساتھ جہاد کا وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے امیر بن کر دشمن پر غالب ہو گا۔ اس کے دل میں اس سے بے رغبتی اور اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا، پس وہ وفد اس کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے عزائم کو بیدار کیا، اس کے ارادے کی تعریف کی تو اس نے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پھر لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور شوال 673ھ میں فاس سے طنجہ کی بندگاہ کی طرف گیا اور اپنی قوم کے پانچ ہزار آدمیوں کو تیار کر کے ان کی کمزوریوں کو دور کیا انہیں بے شمار عطیات دیئے اپنے بیٹے مندیل کو ان کا سردار مقرر کر کے اسے جھنڈا عطا کیا اور حاکم سبتہ الغرفی سے ان کے جانے کے لئے کشتیاں مانگیں چنانچہ وہ اُسے قصر اعجاز میں بیس بحری بیڑوں کے ساتھ ملا، لہٰذا جب وہ فوج کو لے گئے تو وہ طریف میں اترا اور تین دن آرام کرنے کے بعد دار الحرب میں گھس کر دور تک چلا گیا پھر اس کی سرحدوں اور میدانوں پر حملے کئے۔

ان کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے اور انہوں نے خوب قتل عام کیا، قیدی بنائے اور آبادیوں اور آثار کو تباہ و برباد کیا یہاں تک کہ وہ شریس کے میدان میں اُترا تو اس کے محافظوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی چنانچہ وہ شہروں میں گھس گئے پھر وہ وہاں سے الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا۔ ان کے تھیلے اموال سے اور ان کے ہاتھ قیدیوں سے اور ان کی سواریاں گھوڑوں اور ہتھیاروں سے بھرپور تھیں۔ پھر اہل اندلس نے دیکھا کہ انہوں نے عام العقاب پر حملہ کر دیا ہے اور اس کے بعد کفار نے زبردست فرمانبرداری اختیار کر لی لہٰذا امیر المومنین کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے بنفسِ نفیس جنگ کا عزم کر لیا، تب وہ اپنے بلاد کی سرحدوں کے بارے میں یغمراسن کے جنگی ظالموں سے ڈر گیا۔

لہٰذا اس نے اپنے پوتے تاشفین بن عبدالواحد کو بنی مرین کے ایک وفد کے ساتھ یغمراسن کے ساتھ مصالحت کرنے اور کارِ جہاد کے قیام کے لئے مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ہتھیار پھینکنے اور صلح و اتفاق کی طرف رجوع کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے اس کی اور اس کی قوم کی آمد کی پذیرائی کی اور اُلفت و قبولیت کی طرف جلدی کی پھر اس نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو صلح کی شرائط طے کرنے کے لیے سلطان کے پاس بھیجا، ان کے ساتھ ایلچی اور قیمتی تحائف بھیجے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو متحد کر دیا اور امیر المومنین کی طرف سے اس صلح کو بڑی اہمیت دی گئی کیونکہ اس کے دل میں جہاد کی طرف اور اچھے اعمال کو ترجیح دینے اور صدقات دینے کی طرف میلان پایا جاتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے جو فراغت دی تھی وہ اس پر اس کا شکر ادا کرتا تھا۔

پھر اس نے تمام لوگوں اور قبائل کو جمع لیا اور مسلمانوں کو دعوتِ جہاد دی پھر اس بارے میں تمام اہلِ مغرب یعنی زناتہ، عربوں، موحدین، مصامدہ، منہاجہ، غمارہ، اوربہ، مکناسہ تمام قبائل برابرہ اور تنخواہ دار اور رضا کار باشندگانِ مغرب کو خطاب کر کے انہیں للکارا۔ پھر سمندر کو پار کیا اور طریف کے میدان میں اُترا۔ جب سلطان ابن الاحمر نے اس سے مدد مانگی تھی اور اس نے مشائخ اندلس کو اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اس پر شرط عائد کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے اُترنے کے لیے بندرگاہ کے ساحل پر بعض سرحدوں سے دستبردار ہو جائے گا لہٰذا وہ رندہ اور طریف سے دستبردار ہو گیا۔ جب وہ طنجہ میں اُترا تو ابن ہشام نے جو جزیرہ خضراء میں گھومتا پھرتا تھا، اس کے پاس آنے میں جلدی کی اور سمندر پار کر کے اس کے پاس پہنچا، طنجہ کے باہر اُسے ملا تو اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اُسے اپنے ملک کی باگ ڈور تھما دی۔

حاکم غرناطہ اور حاکم مالقہ کی مسابقت

رئیس ابومحمد بن اشقیلولہ اور اس کا بھائی ابواسحٰق جو سلطان ابن الاحمر کا قرابت دار تھا، وہ بھی اس کا تابع اور اس کا مددگار تھا۔ ان دونوں کے باپ ابوالحسن نے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے اور الباجی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بارے میں اہل اشبیلیہ سے ساز باز کرنے میں بڑا کردار ادا کیا تھا۔ جب اس کی حکومت میں اس کے قدم جم گئے اور باغی اس کے معاملے پر غالب آ گئے تو ان کے حالات خراب ہو گئے حالانکہ اس سے قبل اس نے ابومحمد کو مقالہ اور ابواسحٰق کو وادی آش کا حاکم مقرر کیا تھا پس ابومحمد بن اشقیلولہ مالقہ میں طاقتور ہو گیا اور اس نے اسے مختص کر لیا حالانکہ وہ قوم کے لحاظ سے پارٹی اور رشتہ دار تھے۔

جب ابومحمد کو پتہ چلا کہ سلطان یعقوب بن عبدالحق کی اجازت سے اہل مالقہ کا وفد اس کے پاس اپنی بیعت اور فریادرسی کے ساتھ آیا ہے تو وہ سلطان کی دوستی کی طرف مائل ہو گیا چنانچہ اس نے مخلصانہ طور پر اس کی خیر خواہی کی۔ جب سلطان طریف کی جانب اُترا تو اس کی فوجوں نے جزیرہ طریف کے درمیان کے میدان کو بھر دیا پھر سلطان ابن الاحمر یعنی فقیہ ابومحمد بن الشیخ ابی دبوس حاکم غرناطہ اور رئیس ابومحمد بن اشقیلولہ حاکم غربیہ کے درمیان سلطان سے ملاقات کے لیے مسابقت شروع ہو گئی، وہ اسے خوش آمدید کہنے اور اس کی فرمانبرداری کے بارے میں جھگڑنے لگے لہٰذا اس نے ان دونوں سے امورِ جہاد کے بارے میں گفتگو کی اور ان دونوں کو اسی وقت ان کے شہروں کی طرف واپس بھجوا دیا۔

امیر ابویعقوب کی یلغار

ابن الاحمر ایک دھوکے کے باعث جس نے اُسے غصہ دلا دیا تھا، ناراض ہو کر واپس لوٹا اور جلدی سے الفرتیرہ کی طرف گیا پھر اس نے اپنے

بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے پانچ ہزار جوانوں پر سالار مقرر کیا۔ اس نے اپنے دستوں کو میدانوں اور پہاڑوں کے درمیان کھیتوں کے تباہ کرنے اور آبادی کے برباد کرنے اور اموال کو لوٹنے اور جانبازوں کو قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قید کرنے کے لیے بھیجا، یہاں تک کہ وہ الندر اور تالسہ اور ایدہ تک پہنچ گیا پھر وہ بلمہ کے قلعے میں بزور قوت داخل ہو گیا اور باقی جو قلعے اس کے راستے میں آئے اس نے ان کے نشانات کو مٹا دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔ اور پھر واپس آ گیا چنانچہ زمین قیدیوں سے موجیں مارنے لگی یہاں تک کہ وہ رات کے پچھلے پہر دار الحرب کی سرحد استجہ میں آرام کے لیے قیام پذیر ہوا۔

نصرانی فوج کی زبردست شکست

قاصد نے آ کر اطلاع دی کہ دشمن اپنے قیدیوں کو چھڑانے اور اپنے اموال کو واپس لینے کے لئے اس کا تعاقب کر رہا ہے اور رومی لیڈر زاور ان کا عظیم سردار ذننہ ان کی جستجو میں بلادِ نصرانیہ کی اقوام کے بالغ جوانوں کے ساتھ نکلا ہے پس سلطان نے غنائم کو اس کے سامنے پیش کیا اور ایک ہزار سواروں کو اس کے آگے بھیجا اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب پیچھے سے دشمن کے جھنڈے قریب ہوئے تو وہ جرار لشکر تھا لہٰذا اس نے بھی میدان جنگ کو منظم و مرتب کیا اور زنانہ نے بھی اپنی عقول و عزائم پر نظر ثانی کی پھر ان کے ارادوں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے رب کی اطاعت اور دین کے دفاع میں بڑی شجاعت دکھائی یہاں تک کہ فتح کی ہوا چلی اور اللہ کا امر غالب آ گیا چنانچہ نصرانیوں کی فوج منتشر ہو گئی اور عظیم سردار ذننہ اور کفار کی بہت سی فوج ماری گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کا قیدی بنا دیا اور ان میں مسلسل قتل عام جاری رہا اور معرکہ کے مقتولوں کی تعداد شمار میں چھ ہزار تھی اور مسلمانوں میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا، اللہ نے اپنے گروہ کو فتح عطا فرمائی اور اپنے مددگاروں کو عزت دی۔ اپنے دین کی مدد کی اور ملت کے اس حامی گروہ سے دشمن پر وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا اُسے گمان بھی نہ تھا۔

رومی سپہ سالار کا سر اسلامی دربار میں

مسلمانوں کے امیر نے عظیم رہنما ذننہ کے سر کو ابن الاحمر کے پاس بھیجا جسے اس نے ان کے خیال میں پوشیدہ طور پر اس کی طرف واپس بھیج دیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے اسے دوستی سے سرفراز کیا تھا۔ یعنی جس کے لیے اس نے خالص مدارات اور امیر المسلمین سے انحراف کے لیے ظاہر کیا تھا اور جس کے شواہد کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف نمایاں ہو گئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

بندرگاہ بادس کی فصیل بندی

امیر المسلمین اپنی جنگ سے اسی سال ربیع الاول کے نصف میں الجزیرہ کی طرف واپس آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے کتاب و سنت کے مطابق بیت المال کے لیے خمس لینے کے بعد تاکہ اس کو اس کے مصارف میں خرچ کیا جا سکے، مجاہدین میں غنائم اور دشمن سے حاصل شدہ قیدیوں اور گھوڑوں کو تقسیم کیا۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں غنائم کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار گائیں، سات ہزار آٹھ سو تیس قیدی، چودہ ہزار چھ سو گھوڑے اور کثیر تعداد میں بکریاں تھیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کے خیال میں الجزیرہ میں ایک درہم میں بکری فروخت ہوتی تھی اور ہتھیاروں کا بھی یہی حال تھا۔ امیر المسلمین نے چند روز الجزیرہ میں قیام کیا پس جنگ کرتے ہوئے اشبیلیہ چلے گئے اور اس کے وسط میں گھس کر اس کے نواح و اقطار تلاش کیا اور اس کی جہات اور آبادی میں خوب قتل عام اور لوٹ مار کرنے کے بعد شریش کی طرف چلے گئے۔ پھر اسے فساد اور لوٹ مار کا مزا چکھا کر جنگ کے دو ماہ بعد الجزیرہ کو واپس آ گئے اور رعیت سے الگ اپنی فوج کے اترنے کے لیے تاکہ انہیں فوج سے نقصان نہ پہنچے، کنارے کی گزرگاہ کو ڈھانپنے پر ایک شہر کی حد بندی کے لیے غور و فکر کیا اور پھر اس کے لیے جزیرہ کے ساتھ ایک جگہ کی حد بندی کی، چنانچہ انہوں نے مشہور شہر کی تعمیر کے لیے نبیہ میں جگہ دی اور اسے اپنے قابل اعتماد رشتہ دار کی نگرانی میں دے دیا پھر وہ رجب 674ھ میں سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلے گئے اور ماوراء البحر کے علاقے میں چھ ماہ تک رہ کر قصر معمورہ میں قیام کیا۔ پھر بلادِ غمارہ کی طرف جانے والی بندرگاہ بادس پر فصیل بنانے کا حکم دیا۔

کناف بن محیو کے سردار ابراہیم بن عیسیٰ نے اس کام کی ذمہ داری لی۔ پھر وہ فاس کی طرف کوچ کر گئے، شعبان میں اس میں داخل ہو گئے اور اپنی حکومت اور اپنے اور اپنے مددگاروں کے اُترنے کے لیے جدید شہر کی حد بندی کرنے اور مغرب سے اس پر باغی اُترنے کے حالات کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۱۷

فاس میں جدید شہر کی حد بندی کے بقیہ واقعات

سلطان امیر المسلمین جب اپنی جہادی جنگوں سے واپس آیا، اس کے ہاتھوں پر غلبہ اسلام کا الٰہی احسان پورا ہوا اور اس کی واپسی سے اہل اندلس کو قوت حاصل ہوئی تو وہ مغرب کی طرف ایک اور احسان کے لیے گیا جو اس کے دوستوں کے غلبے اور اس کی حکومت سے فساد کے اسباب کو ختم کرنے سے تعلق رکھتا تھا اور جو سعادت اور بھلائی کا جامع تھا۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب بچے کھچے بنی عبدالمومن اور ان کی جماعت کے افراد فتح کے موقع پر مراکش سے بھاگے تو جبل تینال میں چلے گئے جو ان کی امارت و دعوت کا اصل مقام، ان کے خلفاء کا مدفن، ان کے اسلاف کا دارالخلافہ اور ان کے امام کا گھر اور ان کے مہدی کی مسجد تھا۔ جہاں وہ اچھا شگون لینے اور اس کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے تھے پھر ایک اور بستی میں جو ان کی مضافات سے آ گے تھی، اپنے غزوات سے پہلے وہاں آتے تھے، جسے وہ اپنا بہترین اسلحہ خانہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب یہ جماعت ان کے پاس آئی تو اس کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر اس کی کشتی میں پناہ لی تب انہوں نے اپنی امارت کے قیام کے لیے خلفائے بنی عبدالمومن میں سے ایک شریف الاصل کو جو کمزور یادداشت والا اور بے نصیب تھا، امیر مقرر کیا۔ اور وہ مرتضٰی کا بھائی اسحاق تھا اور انہوں نے 669ھ میں اس کے اور حکومت ملنے کی اُمید پر بیعت کی اور اس میں ان کی حکومت کے وزیر ابن عطوش نے بڑا حصہ لیا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق نے جب محمد بن علی بن محلی کو مراکش کے مضافات پر امیر مقرر کیا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے علاوہ لوگوں کو ان سے الگ کرنے اور ان کے مددگاروں کی مہربانی چاہنے کے لیے کوئی عملی اقدام نہ کیا چنانچہ 674ھ میں وہ اچانک اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا مگر ان کی تیزی سے شکست کھا گیا پھر اسی سال ربیع الاول کے مہینے میں جبل کو چلا گیا جہاں طویل جنگ کے بعد ان پر زور و قوت غالب آ گیا۔

ابو علی ملیانی کے ظالمانہ کام

وزیر ابن عطوش اس جنگ میں ہلاک ہو گیا، اس کے کمزور خلیفہ اور اس کے عم زاد ابو سعید السید ابی الربیع اور ان دونوں کے ساتھ جو مددگار تھے انہیں گرفتار کر کے مراکش کے باب الشریعہ میں ان کے مقتل میں لایا گیا چنانچہ انہیں قتل کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور ان مقتولین میں اس کا کاتب القبائلی اور اس کی اولاد بھی شامل تھی پھر فوجوں نے جبل تینال میں فساد برپا کیا اور اس کے اموال کو لوٹ کر خلفائے بنی عبدالمومن کی قبروں کو اکھاڑا، یوسف اور اس کے بیٹے یعقوب کی نعشوں کو نکال کر ان کے سر کاٹے گئے اور اس کام میں ابو علی ملیانی نے بڑا کردار ادا کیا جو سلطان ابو یوسف کے پاس ملیانہ سے آیا تھا جو اس کی خوبصورت عورتوں کا مسکن اور اس کے بچپن کا کھیل کود کا موطن تھا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں چنانچہ سلطان نے اس کی آمد کے اکرام میں اسے بلاد اغوات جاگیر میں دیئے تھے۔ پھر وہ فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوا جہاں اس نے دیکھا کہ اس نے مذکورہ لوگوں کو ان کی قبروں سے نکال کر اور ان کے اعضاء کو برباد کر کے اپنے دل کو راحت پہنچائی ہے کیونکہ موحدین نے اُسے سزا دی تھی۔

موسیٰ بن زرارہ کا انجام

اس دوران میں عثمان بن یغمراسن بنی توجین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا چنانچہ موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے آگے لمدیہ کے نواح کی طرف فرار ہو گیا اور اپنے اسی سفر میں فوت ہو گیا۔ پھر عثمان نے اس کے بعد 688ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور قبائل منہاجہ میں سے لمدیہ کے ساتھ سازش کر کے اس پر قابض ہو گیا، جنہوں نے اولادِ عزیز کے ساتھ غداری کی اور اسے اہلِ لمدیہ پر غلبہ دلا دیا پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے۔

بلادِ توجین پر عثمان بن یغمراسن کا قبضہ

انہوں نے عثمان بن یوسف سے تاوان اور اطاعت پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھا، پس عثمان بن یغمراسن نے عام بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس مصیبت میں مشغول ہو گیا جو یوسف بن یعقوب کے زمانے میں بنی مرین کے مطالبے سے اس پر آ پڑی تھی، لہٰذا اس نے بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم بن محمد کو دو سال کے لیے بنی توجین پر امیر مقرر کیا جس میں اس نے لوگوں کو خوف زدہ کیا اور بُری روش اختیار کی۔ آخر کار وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنوتیغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو جو اصم کے نام سے معروف تھا، امیر مقرر کر لیا جس پر اولادِ عزیز اور تمام قبائلِ توجین نے ان کی مخالفت کی اور پھر یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی۔

بلادِ توجین پر دوبارہ یلغار

بعد ازاں جبل وانشریس پر حملہ کر دیا جہاں انہوں نے عطیہ اور بنی تیغرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ تک محاصرہ کیے رکھا۔ چنانچہ بنی تیغرین کا سردار یحییٰ بن عطیہ ہی وہ شخص ہے جس نے عطیۃ الاصم کی بیعت کی ذمہ داری لی تھی۔ لہٰذا جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت حصار تلمسان میں اس کی جگہ پر مضبوط ہو گئی تو اس نے اسے جبل وانشریس کی حکومت میں رغبت دلائی جس پر اس نے اس کے بھائی ابو سرحان اور ابو یحییٰ کی نگرانی کے لیے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ پھر ابو یحییٰ نے 701ھ میں حملہ کیا اور وہ مشرق کی طرف دُور تک چلا گیا۔ بعد ازاں جب واپس آیا تو اس نے جبل وانشریس پر حملے کا ارادہ کر کے چڑھائی کر دی۔ اور اس کے قلعوں کو تباہ و برباد کر کے وہ واپس آ گیا۔ پھر اس نے دوسری بار بلادِ توجین پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا چنانچہ اہل تافرکنیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

محمد بن عطیۃ اصم کی بغاوت

پھر وہ لمدیہ گیا اور اس نے اُسے جنگ کے بغیر فتح کر کے اس کے قصبہ کی حد بندی کی اور پھر اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس آ گیا لیکن اس کی واپسی کے بعد اہل تافرکنیت نے دوبارہ بغاوت کر دی۔ پھر بنو عبدالقوی نے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا لہٰذا وہ لوگ یوسف بن یعقوب کے پاس گئے جس نے ان کی اطاعت کو قبول کر کے انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس بھیج دیا اور انہیں جاگیریں دینے کے علاوہ الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا بعد ازاں یحییٰ بن عطیہ کو اس کا وزیر بنایا لہٰذا اس نے اس کی حکومت پر قابو پا لیا اور اس کی سلطنت ٹھیک ٹھاک ہو گئی لیکن اس کے دوران میں وہ فوت ہو گیا۔ یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیۃ اصم کو امیر مقرر کیا جو کچھ مدت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا مگر 706ھ میں اس کی وفات سے پہلے باغی ہو گیا بلکہ اس نے اپنی قوم کو بھی مخالفت پر اُکسایا پھر جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا، اس کے بعد بنو مرین ان تمام شہروں سے بنی یغمراسن کے حق میں دست بردار ہو گئے جن پر انہوں نے مغرب اوسط میں قبضہ کیا تھا چنانچہ بنو یغمراسن نے ان پر قابو پا لیا اور متغلبین کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ لیکن اولادِ عبدالقوی میں سے ایک جماعت موحدین کے بلاد میں چلی گئی جہاں ان کی حکومت میں انہیں عزت و احترام کا مقام ملا۔ عباس بن محمد بن عبدالقوی کے آلِ ابی حفص کے ملوک کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے یہاں تک کہ

ت ہو گیا البتہ اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی۔

پھر جب ان نمائندگان سے ماحول خالی ہو گیا تو ان کے بعد بنی تیغرین کا سردار احمد بن محمد بنی یفرن کے سلطان یعلیٰ بن محمد کی اولاد میں سے ل وانشریس پر متغلب ہو گیا پس یحییٰ بن عطیہ کچھ روز تک ان کا امیر رہا مگر پھر قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی امارت اس کے عثمان بن عطیہ نے سنبھالی پھر وہ بھی اپنے وقت پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا جو جبل میں اپنی قوم کے ساتھ ں کا منتظم بن گیا اور اس کے درمیان گھس گیا۔ پھر الٹے پاؤں واپس آ گیا اور اس نے تمام قبائل مغرب سے انقلاب کے متعلق بات کی تو نے سستی سے کام لیا مگر یہ انہیں مسلسل ترغیب دیتا رہا اور رباط الفتح جا کر وہاں غازیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا چنانچہ وہ بھی دیر کرنے لگے پس وہ سے اپنے خواص اور مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور قصر المجاز کی بندرگاہ پر اترا جہاں لوگ اس کے ساتھ مل گئے لہٰذا انہوں نے سمندر پار کیا۔ م میں وہ طریف میں اترا پھر الجزیرہ اور رندہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں دو رئیسوں ابو اسحٰق بن اشقیلولہ حاکم قمارش اور ابو محمد حاکم مالقہ نے اس ساتھ مل کر جنگ کرنے کے لیے ملاقات کی۔

قہ بن اوفونش کی بزدلی

آخر وہ لوگ اشبیلیہ سے جنگ کے لیے کوچ کر گئے اور میلاد النبیؐ کے دن رات کے پچھلے پہر وہاں انہوں نے آرام کیا۔ وہاں جلالقہ بن ن بادشاہ تھا جس نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور شہر کے چوک میں اہل شہر کو بچانے نکلا چنانچہ امیر المسلمین نے بھی اپنے میدان جنگ کو منظم کیا نے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مقدمہ میں رکھا پھر وہ منظم فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ انہوں نے دشمن کو شہر میں ہی روکا اور ان کے پیچھے وادی میں و گئے اور ان میں خوب قتل عام کیا۔ اس کی فوج نے اپنی رات گھوڑوں کی پشتوں پر دوڑتے گزاری۔ لہٰذا انہوں نے اس کے چوک میں آگ پھر صبح کو وہ ارض مشرق کی طرف کوچ کر گیا اور سرایا اور غازیوں کو بقیہ نواح میں بھیج کر عام فوج کو وہیں بٹھایا۔ خود وہ مسلسل ان جہات میں رہا یہاں تک کہ اس نے اس کی آبادی کو تباہ و برباد کر کے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور پھر بزورِ قوت قلعہ قطیاز، قلعہ جلیاز اور قلعہ قلیعہ میں داخل ب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ پھر مال غنیمت اور ساز و سامان کو لے کر اپنی شہرت کو چھپانے کے لیے الجزیرہ کی طرف چلا گیا جہاں اس نے کیا اور مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم کیا۔

بلیہ اور الواد قلعوں پر حملہ

پھر وہ ربیع الآخر کے نصف میں شریش پر چڑھائی کرنے گیا اور اس سے جنگ کر کے اسے دشمن کا مزا چکھایا۔ اس کے بعد اس کے نواح کو خالی کے اس کے درختوں کو کاٹا اور اس کی سرسبزی کو تباہ کر کے اس کے گھروں کو جلا دیا پھر اس کے آثار کو برباد کر کے اس میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ پھر اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اشبیلیہ اور الواد کے قلعوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا جہاں اس نے حد پا قتل و غارت کی اور روطہ، شلوقہ، غلیانہ اور قناطیر کے قلعوں کو لوٹ لیا پھر اس نے اشبیلیہ کی قرارگاہوں پر بھی حملہ کیا اور انہیں لوٹ کر امیر المسلمین کی واپس آ گیا چنانچہ وہ سب الجزیرہ کی طرف لوٹ آئے جہاں اس نے آرام کیا اور مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم کیا۔

پھر وہ قرطبہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے لوگوں کو اس کی آبادی اور اس کے باشندوں کی دولت مندی کے علاوہ اس کے شہروں کی کی طرف راغب کیا چنانچہ وہ اس کی قبولیت کی طرف مائل ہوئے۔ پھر اس نے ابن الاحمر کو بھی جنگ کے لیے نکلنے کی ترغیب دی۔ اب وہ الاول کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ سے نکلا اور ابن الاحمر نے ارشذونہ کی جانب کوچ کر کے ان سے ملاقات کی تو اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ نیز کے لیے اس کے گھر آنے پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بنی بشیر کے قلعے پر یلغار کی چنانچہ وہ بزورِ قوت اس میں داخل ہو کر اس نے ں کو قتل کیا اور عورتوں کو قیدی بنانے کے علاوہ ان کے اموال کو لوٹا اور قلعے کو برباد کر دیا۔ پھر اس نے غارت گر دستوں کو میدانوں میں پھیلا دیا نے مزید لوٹ مار کی، ان کے ہاتھ مال سے بھر گئے اور فوج مالا مال ہو گئی۔ پھر انہوں نے راستے کی منازل اور آبادیوں کے حالات معلوم

کیے یہاں تک کہ قرطبہ کے میدان میں اترے اور اس پر حملہ کر دیا۔ دشمن کے محافظ فصیلوں کے پیچھے ہی رہے جب کہ مسلمانوں کی فوجیں اور اس کے نواح میں پھیل گئے اور انہوں نے اس کے آثار کو مٹانے کے بعد آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیا اور اس کی بستیوں اور جاگیروں کو لوٹ لیا۔ پھر اس کی جہات میں پھرے۔ چنانچہ پہلے وہ قلعہ برکونہ میں اور پھر ارجونہ میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ اسی دوران میں اس نے حیانہ کی جانب بھی ایک دستہ بھیجا جس نے وہاں بھی لوگوں پر ذلت اور بربادی کی مصیبت نازل کی۔ لہٰذا طاغیہ نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور اسے اپنی فتح مندی اور شہر کی بربادی کا یقین ہو گیا۔ پس وہ صلح کی غرض سے امیر المسلمین سے گفتگو کرنے کی طرف مائل ہوا لیکن اس نے اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا اس کی حاضری کے مقام کا اعزاز اور اس کے حق کو پورا کرنے کے لیے اسے اس کا اختیار بھی دے دیا چنانچہ ابن الاحمر نے اسے امیر المومنین کے سامنے پیش کرنے اور اس بارے میں اس کا اذن لینے کے بعد انہیں اس کا جواب دیا، کیونکہ اسی میں مصلحت تھی اور طویل فریاد رسی کے باعث جنگ سے واپس آ گئے البتہ سلطان ابن الاحمر کے اطمینان کے لیے غرناطہ کا راستہ اختیار کیا اور مال غنیمت سے اس کا پورا حصہ نکالا تو اس نے انہیں کر لیا۔ بعد ازاں امیر المومنین اس سال کے رجب کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ میں داخل ہوئے اور وہاں آرام کیا پھر سرحدوں پر اسلحہ خانے بنانے کے متعلق سوچ سمجھ کر بندوبست کیا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۸

سلطان کے شہر مالقہ کو ابن اشقیلولیہ کے ہاتھ سے چھین کر اس پر قبضہ کرنے کے واقعات

بنو اشقیلولیہ اندلس کے ان رئیسوں میں شمار ہوتے تھے جو دشمن کی مدافعت کرنے کے قابل تھے اور ریاست میں ابن الاحمر کے مساوی تھے ان میں ابو محمد عبداللہ اور ابو اسحٰق ابراہیم شامل تھے جو ابو الحسن بن اشقیلولیہ کے بیٹے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ابو محمد اس کی بیٹی کا قرابت دار تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے خاص آدمی سمجھے جاتے تھے۔ لہٰذا اس نے انہیں اپنی امارت میں شامل کر لیا۔ اس سے پہلے اس نے ان کے باپ اور ان کے ساتھیوں سے ابن ہود اور دیگر باغیوں کے مقابلے میں مدد مانگی تھی یہاں تک کہ جب اس نے ان پر قابو پا لیا اور اپنے تخت پر متمکن ہو گیا تو خود بن بیٹھا اور پھر ان لوگوں کو وزراء کے عہدے دیئے اور اپنی بیٹی کے قرابت دار ابو علی کو شہر مالقہ اور غربیہ پر امیر مقرر کر دیا۔ اسی طرح ابو الحسن کی بہن کا قرابت دار تھا، وادی آش اور اس کے گرد و نواح پر الامیر مقرر کیا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے ابو اسحٰق ابراہیم بن علی کو قمارش اور اس کے علاقے کا امیر مقرر کیا جس پر ان کے دلوں میں اس بات سے رنج پیدا ہوا اور پھر مسلسل یہی حالت رہی۔

فقیہ محمد کی حکمرانی

671ھ میں جب شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فقیہ محمد حکمران بنا تو یہ اس سے جھگڑا کرنے کو بڑھے چنانچہ مالقہ کے حاکم ابو محمد نے اپنے بیٹے ابو سعید کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا جب کہ وہ طنجہ میں فروکش تھا۔ اس کے ساتھ ابو محمد نے 673ھ میں سلطان کی طرف اپنی اور اہل مالقہ کی اطاعت اور بیعت بھی بھیجی جس نے اُسے وہاں کا باقاعدہ امیر مقرر کیا اور اس کا بیٹا ابو سعید دار الحرب کی طرف چلا گیا۔ پھر اگلے سال واپس آیا اور مالقہ میں قتل ہو گیا۔

674ھ میں جب پہلی بار سلطان اندلس گیا تو ابو محمد نے ابن الاحمر کے ساتھ اور پھر سلطان الجزیرہ نے ان دونوں کے ساتھ جہاد کے بارے

نیز ان دونوں کو ان کی عملداریوں میں واپس بھیجنے کے متعلق گفتگو کی۔ 676ھ میں جب وہ دوسری بار اندلس گیا تو الجزیرہ میں اسے دو رئیس بنو اشقیلولیہ کے بیٹے ابو محمد حاکم مالقہ اور اس کے بھائی ابو اسحٰق حاکم وادی آش اور قمارش تھے۔ وہ دونوں جنگ میں اس کے ساتھ شامل ہوئے جب سلطان واپس آیا تو حاکم مالقہ ابو محمد بیمار ہو گیا اور پھر اسی سال کے ماہ جمادی الاخر میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کا بیٹا محمد ماہ رمضان کے آخر میں سلطان سے ملا جو جنگ سے واپسی پر الجزیرہ میں ٹھہرا ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہٰذا وہ اس کی خاطر شہر سے دست بردار ہو گیا پھر اسے اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس پر اپنے بیٹے ابو زیان مندیل کو امیر مقرر کیا جو ایک فوج کے ساتھ وہاں گیا۔ جب وہ سلطان سے ملاقات کے لئے گیا تو ابن اشقیلولیہ نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد الازرق بن ابو الحجاج یوسف بن زرقا سے مشورہ کیا کہ قصبہ میں سلطان کی منازل کو خالی کر کے ان کا شمار کیا جائے لہٰذا یہ کام تین راتوں میں مکمل ہوا۔ پھر امیر ابو زیان نے اس کے باہر اپنا پڑاؤ بنا کر محمد بن عمران بن عیلہ کو بنی مرین کے جوانوں کے ایک گروہ کے ساتھ قصبہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں اتر کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب سلطان ابن الاحمر کو ابو محمد بن اشقیلولیہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اسے مالقہ پر قبضہ کرنے کا خیال آیا۔ اس کا بھانجا اس کا مددگار تھا جس نے اس کام کے لیے اپنے وزیر ابو سلطان عزیز الدانی کو بھیجا تو اس نے امیر ابو زیان کے پڑاؤ کو اس کے میدان میں پایا لہٰذا اس نے سوچا کہ وہ سلطان کی خاطر اس سے دست بردار ہو جائے لیکن اس نے اس سے اعراض کیا بلکہ اس سے ترش روئی سے پیش آیا پھر وہ 27 رمضان کو اس میں داخل ہو گیا چنانچہ الدانی وہاں سے غمزدہ ہو کر واپس آ گیا۔ بعد ازاں سلطان نے الجزیرہ میں اپنے روزے اور قربانیاں پوری کر لیں تو وہ مالقہ کی طرف چل پڑا اور چھ شوال کو وہاں پہنچ گیا۔ لہٰذا وہاں کے باشندے اس روز اس کے پاس آئے اور انہوں نے سلطان کی آمد اور اس کی حکومت میں شامل ہونے کی خوشی میں جلسے منعقد کیے۔ سلطان نے اس سال کے آخر تک وہاں قیام کیا اور پھر اس نے عمر بن یحیٰی بن محلی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، وہاں کا امیر مقرر کیا اور اسکے ساتھ مسالح اور زیان بن ابی مطرف بن عبدالحق کو ایک جماعت سمیت بنی مرین کے جوانوں کی نگرانی کے لیے اتارا چنانچہ اسے محمد بن اشقیلولیہ کے متعلق وصیت کر کے الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر 677ھ میں مغرب میں پہنچا جہاں دنیا اس کی آمد پر جھوم اٹھی اور دل خوشی سے لبریز ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کنارے کے مسلمانوں کی مدد کرنے اور ہر جھنڈے سے سلطان کے جھنڈے کو بلند کرنے کی توفیق دی تھی۔ البتہ اس سے ابن الاحمر کا غم بڑھ گیا اور فتنہ پیدا ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۱۹

سلطان ابو یوسف کے خلاف ابن الاحمر اور طاغیہ کا معاہدہ جس میں یغمراسن بن زیان بھی شریک ہوا نیز خرزوزہ میں یغمراسن پر سلطان کا حملہ

جب امیر المسلمین پہلی بار اندلس کے کنارے کی طرف گئے اور استجہ میں دشمن سے جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی فوج کے ہاتھوں سے ذننہ کو قتل کیا اور اسے زبردست فتح اور غلبہ عطا فرمایا۔ اس پر ابن الاحمر اپنی جگہ پر پریشان ہو گیا، اُسے وہ کچھ معلوم ہوا جو اس کے گمان میں بھی نہ تھا، اس پر امیر المومنین کے متعلق بدظن ہو گیا اور اس کا تذکرہ سلطان اندلس، ابن عباد کے ساتھ یوسف بن تاشفین اور مرابطین کی شان میں رکاوٹ بن گیا اس کے لئے اس بات نے بنی اشقیلولہ کے رؤسا وغیرہ کے میلان کو اس کی طرف پکا کر دیا اور وہ اس کے حکم کی اطاعت پر ثابت قدم ہو گئے یوں اس کے شام سے کبیدہ خاطر ہو گیا لہٰذا وہ اپنی مصیبتوں سے خوفزدہ ہو گیا۔ اب ان دونوں کے درمیان ان کے کاتبوں کی زبانوں میں ناراضی کے طور پر اشعار میں گفتگو ہوئی اس کا احوال ہم بیان کریں گے۔

ان میں سے ایک قصیدہ وہ ہے جو ابن الاحمر نے اس کی طرف 674ھ میں واقعہ ذننہ اور اس کے مغرب کی طرف واپس جانے کے بعد لک، پس اس نے اُسے الجزیرہ میں ٹھہرے کی رات دشمن کی طرف سے شر کے خوف سے اور اس بارے میں اس سے مہربانی طلب کرتے ہوئے چنانچہ یہ اس کے کاتب ابی عمر بن المرابط کی نظم کے اشعار ہیں:

کیا تہامہ اور نجد میں جانے والوں میں سے عشق کے سلسلے میں میرا کوئی مددگار ہے، یہ عشق پکارتا ہے کہ کیا کوئی اجابت، انابت اور سعا سے مددگار کرنے والا ہے، یہ ہدایت کا صاف راستہ ہے، کیا اندلس کے دونوں کناروں میں کوئی طالب ہدایت ہے جو جنت میں جانے کی خوا رکھتا ہو یا بھڑکتی جہنم کے انجام سے ڈرتا ہو، اے دشمنوں پر زبردست فتح کے امیدوار، ہدایت کو قبول کر، تو سعادت مند اور موید ہوگا، نجات کی تیزی سے نجات کی طرف جا رہا ہے، بلاشبہ ہدایت پانے والے کے لیے ہدایت ہی نجات ہے، اے شخص جو کہتا ہے کہ میں کل توبہ کروں گا کیا تجھے تک زندہ رہنے کا علم ہے، اجل کی مہلت سے دھوکہ نہ کھا، اگر تیرے لیے اب تک وہ وقت نہیں آیا تو جان لے وہ آچکا ہے، تیرے سفر کا دور ہے اگر تو نے اس کی طوالت کے لیے تیاری نہیں کی تو اب کر لے، کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہر مسافر کے لیے زادِ راہ ضروری ہے، پس تو بھی زادِ راہ لے، یہ جہاد اعمال تقویٰ کا سردار ہے، اس سے اپنے سفر کا سامان لے لے یوں تو خوش بخت ہو جائے گا۔ اندلس میں پڑاؤ کرنا خوشی کی بات جس سے تیرا خدا راضی ہوگا لہٰذا یہاں سے چلا جا، گناہوں نے تیرے چہرے کو سیاہ کر دیا ہے، تو خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لیے ایسا چہرہ تلاش کر سیاہ نہ ہو اور غلطیوں کو گناہوں سے مٹا، بسا اوقات آنسو عمداً خطا کاری کرنے والے کی خطا مٹا دیتے ہیں۔ جو کوئی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے یا اپنے نبی کی اقتدا کرتا ہے یا ہدایت پاتا ہے اور وہ کون ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں زبردست عزم سے اپنے نفس کو پاک کرتا ہے، کیا تو دشمن کی سرزمین میں مدائن کا عزم کیے ہوئے ہے جس کی اطراف میں اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی۔

کیا تو مسلمانوں کی زمین کو رام کرتا ہے اور تجھے تثلیث پرستوں سے پالا پڑا ہے جنہوں نے ہر موحد پر حملہ کیا ہے۔ کتنی مسجدوں کو وہاں گرا دیا گیا ہے پس تو اس کی خواہش کر اور صبر نہ کر، پادری اور ناقوس اس کے میناروں کے اوپر ہیں اور سور اور شراب مسجد کے وسط میں ہیں، افسوس عبادت گاہیں اس کے فرمانبرداروں، رکوع اور سجود کرنے والوں سے خالی ہو گئی ہیں اور اس کے بدلے میں وہاں معاند اور متکبر جنہوں نے کبھی نہیں پڑھا، آگئے ہیں۔ ان کے پاس کتنے ہی مسلمان قیدی مرد اور قیدی عورتیں ہیں جو جاں نثاری کرنا چاہتے ہیں مگر ایسا نہیں کر سکے ان میں کتنی شریف، پردہ دار عقل مند عورتیں ہیں جن کی تمنا ہے کہ کاش وہ قبر میں ہوتیں، اور ان کے ہاں کتنے ہی بچے ہیں جو اپنے والدین کی محبت کے باعث چاہتے ہیں کہ کاش وہ پیدا نہ ہوتے۔ کتنے ہی نیک لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس بہترین شخص کے لیے روتے ہیں جو پابجولاں ہے لوگ جوانوں کو نیزوں اور تلواروں کی مدد سے شہید کرتے ہیں میدانِ کارزار کے ان مظلوموں کے حال پر فرشتے بھی واویلا کرتے ہیں اور کبھی ان پر رحم کھاتے ہیں۔ کیا تمہارے دل ہمارے بھائیوں کی اس ہلاکت پر پگھلے جو ہم پر گزری ہے؟ ہمارے درمیان حرمت، محبت اور الفت جو عہد و پیمان تھے کیا تم ان پر عمل نہیں کرو گے؟ کیا رومی اسی طرح تمہارے بھائیوں میں فساد اور خرابی پیدا کرتے رہیں گے اور تمہاری تلوار مقابلے کے لیے نہیں نکلیں گی؟ مجھے اسلامی حمیت کے ماند پڑ جانے پر افسوس ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ جل رہی تھی، ان ارادوں کو کیا ہوا ہے پورے نہیں ہوئے کیا کوئی تلوار میان سے باہر آئے بغیر کاٹ کرتی ہے؟ اے بنی مرین! تم ہمارے پڑوسی ہو اور مدد کے سب سے زیادہ حق دار پڑوسی کے متعلق جبریل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کرتے تھے جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور مغرب قریب و بعید میں رہنے والے مرین کے تمام قبائل ہمارے اپنے ہیں۔

جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے پس تم فرضِ موکدہ کو پورا کرنے کے لیے جلدی کرو، اور ایک نیکی سے راضی ہو کر نیکی کو قرض دو تم خوبصورت آنکھوں والی لڑکیوں کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ گے، جنات، یوں اپنے دروازے کھول دیں گے اور حوریں تمہاری انتظار میں بیٹھی ہیں، کیا کوئی ایسا ہے جو اللہ سے دائمی نعمتوں پر خرید و فروخت کرنے والا ہے، اللہ نے خلیفہ کی مدد کا وعدہ کر رکھا ہے لہٰذا تو اس کی تصدیق کر اور حملہ کر کے وعدے کو پورا کر سرحدیں تمہارے پاس اس طرح شکایت کرتی ہیں جیسے کوئی نادار کسی تونگر کے پاس شکایت کرتا، کیا وجہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی جمعیت پریشان اور کفار کی جمعیت خوش، تم اللہ کے وہ لشکر ہو جنہوں نے فضا کو پُر کر دیا ہے، تم دین کے تنہا چارہ گر ہو، کل تم اپنے نبی کے پاس کیا عذر کرو گے...

اس عذر کا راستہ بھی تیار نہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میری اُمت کے بارے میں کیوں کوتاہی کی اور تم نے اُسے یوں ظالم دشمن کے آگے چھوڑ دیا تو قسم بخدا، اگر سزا مخفی نہ ہوتی تو اس سید کے چہرے سے حیا ہی کافی ہو جاتی ہمارے بھائیو! اس پر صلوٰۃ وسلام پڑھو اور محشر کے روز اس کی شفاعت طلب کرو اور اس کے دین کی نصرت کے لیے کوشش کرو، وہ تمہیں حشر کے دن اپنے سب سے شیریں حوض سے پانی پلائے گا۔

اس قصیدے کا جواب عبدالعزیز کی نظم میں ملتا ہے جو سلطان یعقوب بن عبدالحق کا شاعر تھا، اس کے متن کا ترجمہ یوں ہے:

''میں حاضر ہوں تو ظالم کے ظلم سے خوف زدہ نہ ہو۔'' الخ

پھر اسی طرح مالک بن المرحل نے بھی اس کا جواب دیا جس کا مفہوم یہ ہے:

اللہ نے گواہی دی ہے اور اے زمین تو بھی گواہی دے۔ الخ

ان دونوں کے جواب میں ابن الاحمر کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے لکھا کہ حاسد دشمنوں اور باغیوں سے کہہ دے۔ الخ

یعقوب بن عبدالحق کا اندلس جانا

جب 676ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق دوبارہ اندلس گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے تو ابن الاحمر اس کی رضا مندی حاصل کرنے کی غرض سے یعقوب بن عبدالحق سے ملا تھا اس کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے اس دونوں کی ملاقات کے روز یہ شعر کہا:

اللہ کے گروہ اور ایمان دار گروہ کو خوشخبری ہو۔ الخ

چنانچہ جب مجلس ختم ہوئی تو سلطان نے اپنے شاعر عبدالعزیز کو اس کے قصیدے کے مقابلے میں اپنا قصیدہ پیش کرنے کا حکم دیا تو اس نے دوسری مجلس میں اور ابن الاحمر کی موجودگی میں وہ قصیدہ پڑھا جس کی عبارت کا ترجمہ ہے۔

آج تو رشک اور امان میں ہو جا۔ الخ

اس دوران میں سلطان یعقوب بن عبدالحق نے ابو عبداللہ بن اشقیلولہ کی وفات کے بعد اس کی تمام عملداری یعنی مالقہ اور غربیہ پر قبضہ کر لیا تا کہ وہ بے قرار ہو گیا اور ابن کے متعلق شک پیدا ہو گیا۔ اب وہ اس کے متعلق طاغیہ کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے دوستی کرنے کی طرف مائل ہوا لیکن وہ اپنے باپ کی جگہ لے لے اور اس کے ذریعے سلطان اور اس کی قوم کو اپنی زمین سے ہٹا سکے۔ اس کے ساتھ وہ اپنی حکومت کے زوال سے مامون ہو جائے کیونکہ کلمۂ اسلام اس کے راستے میں رکاوٹ تھا پس طاغیہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، امیر المومنین سے عہد شکنی کی اور صلح بھی ختم کر دی۔ اس نے اپنے بحری بیڑوں کو جزیرہ خضراء کی طرف بھیجا جہاں سلطان کے میگزین اور فوجیں تھیں۔ وہ زقاق میں جہاں بندرگاہوں سے گزرنے کا راستہ ہے، لنگر انداز ہو گئے یوں وہ مسلمان سلطان کی فوجوں اور اس کی قوم سے جو ماوراء البحر رہتی تھی، الگ ہو گئے۔ عمر بن یحییٰ بن محلی اپنے مقام امارت مالقہ میں اپنی قوم سے الگ ہو گیا، یہ بنو محلی اپنی بطویہ قوم کے بڑے لوگوں میں سے تھے نیز مغرب میں اپنے آنے کے وقت سے بنی حمامہ بن محمد کے حلیف تھے۔ عبدالحق ابو الملاک نے ان کے باپ کی بیٹی ام الیمن سے رشتہ کیا جس کے بیٹوں میں سے سلطان یعقوب بن عبدالحق بھی تھا، وہ ایک نیک عورت تھی جو 643ھ میں حج کو گئی اور اللہ کے فرض ادا کیا۔ چوتھے سال 647ھ میں واپس آئی پھر دوبارہ 652ھ میں حج کو گئی اور نفلی طور پر دوسرا حج کیا۔ واپسی پر راستے میں ہی 653ھ میں مصر میں فوت ہو گئی۔ اس کے باپ کے بنی محلی کو حکومت میں بڑا رتبہ حاصل تھا، اپنی قوم میں مالدار ہونے اور ان کے ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر اس کا بڑا اثر تھا۔

مراکش پر سلطان کا قبضہ

جب سلطان نے موحدین کے صدر مقام مراکش پر قبضہ کیا تو محمد بن علی بن محلی کو اس کے تمام مضافات پر امیر مقرر کیا۔ اسے وہاں نیک کام کرنے کی وجہ سے قابل لائق مقام حاصل تھا۔ اُسے مسلسل وہاں پر 668ھ سے 687ھ تک امارت حاصل رہی پھر وہ یوسف بن یعقوب کے زمانے میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ محمد بن اشقیلولہ اپنے باپ رئیس ابو محمد کی وفات کے بعد مالقہ کی ولایت سے دستبردار ہو کر

سلطان کے پاس 676ھ میں الجزیرہ میں اس کے پاس آیا۔ سلطان نے اس پر قبضہ کرلیا اور اندلس جانے کا ارادہ کیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے مالقہ، غربیہ اور اس کی بقیہ سرحدوں اور مضافات پر عمر بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا۔ اس کا بھائی طلحہ بن یحییٰ بڑا جنگجو، بہادر اور بڑا غیرت مند تھا اور ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر غالب تھا، اسی نے 668ھ میں یعقوب بن عبدالحق کو قتل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اس نے فاس کے باہر سلطان کے غلام فتح اللہ الھواری اور اس کے وزیر کی 662ھ میں کدیۃ العرائس کے مقام پر ابو العلاء بن ابی طلحہ بن قریس عامر المغرب کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد کی تھی۔ جب سلطان مالقہ کے معاملے سے فارغ ہو کر واپس آیا تو یہ 674ھ میں جبل آزرداکی طرف چلا گیا اور سمندر پار کر کے بلاد الریف میں چلا گیا پھر قبلہ کی طرف واپس آیا اور بنی توجین کے درمیان ٹھہرا۔ جب ابن نے سلطان اور ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان جنگ کی آگ جلائی تو 677ھ میں اندلس چلا گیا اور نصاریٰ کا بحری بیڑا زقاق میں اترا اور سلطان کی فوجیں سمندر سے پیچھے رک گئیں اس کے بھائی عمر نے جو مالقہ کا حکمران تھا، محسوس کیا کہ اس کے اور سلطان کے درمیان اس کے بھائی طلحہ کے معاملہ کی وجہ سے جو پہلے سے چل رہا تھا، فضا بوجھل ہو رہی ہے تو ابن الاحمر نے اس کے غرناطہ ٹھہرنے پر اس کے بھائی عمر کی مداخلت سے اس کے ساتھ ملاطفت کی کہ وہ مالقہ چلا آئے اور اس کے بدلے شلوبانیہ اور المکب کو کمائی کا ذریعہ بنانے کے لیے لے لے۔ اس بارے میں اس کے بھائی طلحہ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے اسے جواب دیا، ابن الاحمر اپنی فوجوں کے ساتھ مالقہ گیا۔ عمر بن محلی نے قائد بنو مرین زیان بوعیاد اور محمد بن اشقیلو لیہ کو گرفتار کرلیا اور ابن الاحمر کو شہر پر قابو دیدیا، وہ اسی سال کے رمضان کے آخر میں شہر میں داخل ہوا، اس نے ابن محلی کو شلوبانیہ میں اتارا، اس نے اپنا ذخیرہ اور جس مال اور جہاد کے سامان پر سلطان نے اسے امین بنایا تھا، اٹھالیا۔

طاغیہ اور ابن الاحمر کا معاہدہ

یوں ابن الاحمر اور طاغیہ امیر المسلمین کو اندلس جانے سے روکنے پر متحد ہو گئے، انہوں نے سمندر کے پار سے یغمراسن بن زیان کے ساتھ خط و کتابت کی۔ اس نے ان کے ساتھ سلطان سے عداوت رکھنے، اس کی سرحدوں کو برباد کرنے اور اس کے حملے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بارے میں ان سے خط و کتابت کی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو قیمتی تحفے دیے۔ یغمراسن نے ابن الاحمر کو تیس اصیل گھوڑے مع اونی کپڑوں کے دیئے؛ ابن الاحمر نے اس کی طرف ابن مروان التجانی کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیجے مگر وہ اس مال کے تحفے سے راضی نہیں ہوا اور اُسے واپس کر دیا۔ اب یہ سب سلطان کے خلاف متحد ہو گئے۔ انہوں نے اپنے دفاع کو مضبوط کر دیا اور ان کی طرف آنے والے اس کے راستوں کو بند کر دیا۔ امیر المومنین کو مراکش میں اس کی اطلاع مل گئی، اس نے ماہ محرم 677ھ کے آغاز میں جنگ سے واپسی پر اس کی طرف جانے کا پکا ارادہ کر لیا کیونکہ جشم کے عربوں نے تامسنا کو تباہ کر کے راستوں کو خراب کر دیا تھا پس اس نے اس کی اطراف کو درست کیا اور وہاں کمزوریوں کو دور کیا۔

جب اُسے ابن محلی، مالقہ اور طاغیہ کی الجزیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کی اطلاع ملی تو وہ تیسری بار شوال میں طنجہ جانے کے لیے تیار ہوا۔ جب وہ تامسنا پہنچا تو اُسے الجزیرہ میں طاغیہ کے آنے اور اس کی فوجوں کے اس کے محاصرہ کی اطلاع ملی حالانکہ اس کے بحری بیڑے اس ربیع الاول سے قبل برسرپیکار تھے اور وہ اس کو ہڑپ کرنے ہی والا تھا۔ انہوں نے اُسے تیاری کا پیغام بھیجا تو اس نے کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

مسعود بن کانون کا اعلان جنگ

اُسے پھر 5 ذوالقعدہ کو مصامدہ کے بلاد نفیس میں جشم میں سے سفیان کے امیر مسعود بن کانون کی بغاوت کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس کی قوم کے تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ وہ اس کی طرف پلٹا اور اس نے اپنے آگے اپنے پوتے تاشفین بن ابی مالک اور اپنے وزیر یحییٰ حازم کو بھیجا اور خود پھر ان کے پیچھے آیا، وہ اس کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے، اس نے ان کی چھاؤنی اور خیمے لوٹ لیے اور الحرث بن سفیان کے عربوں کی بیخ کنی کر دی۔ مسعود سکسیوی کے پہاڑ میں چلا گیا۔ سلطان نے کئی روز تک اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو زیان مندیل کو بلاد سوس کو ہموار کرنے اور اس کی اطراف میں قبضہ کے لیے بھیجا پس وہ اس کے علاقے میں دُور تک چلا گیا اور اس سال کے پانچویں مہینے اپنے باپ کے پاس

واپس آیا اور اہل جزیرہ کو محاصرے کی تنگی، شدت قتال اور خوراک کی کمیابی سے جو تکلیف پہنچی اس کی اطلاع سلطان کو دی۔ یہ بتایا کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو کفر کے داغ کے خوف سے قتل کر دیا تو اس بات نے اُسے غمگین کر دیا، اس نے اس بارے میں سوچا پھر اپنے ولی عہد بیٹے امیر ابو یعقوب کو مراکش سے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا۔ اس نے ان کے دشمن کے ساتھ جہاد کے لیے بحری بیڑے سمندر میں بھیجے پس وہ صفر 698ھ میں طنجہ پہنچ گیا۔ اس نے بحری بلاد کو اشارہ کیا کہ وہ سبتہ اور سلا کو بحری بیڑے دیں، اس نے بھی عطیات دیئے اور مسلمانوں نے جہاد پر کمر کس لیں۔ انہوں نے صدق دلی سے مرنے کا عزم کر لیا۔ جب حاکم سبتہ فقیہ ابو حاتم الغرنی کو اس سلسلے میں امیر المسلمین کا پیغام ملا تو اس نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس ضمن میں قابل تعریف مقام حاصل کیا۔ اس کے شہر کے تمام باشندے بھی ڈٹ گئے اور تمام بالغ سوار ہو گئے۔

ابن الاحمر نے الجزیرہ میں مسلمانوں پر نازل ہونے والی مصیبت اور طاغیہ کے اُسے قابو کرنے کے لیے آنے کو دیکھا تو وہ اُسے مدد دینے کے بارے میں شرمندہ ہوا اپنے عہد کو توڑ دیا۔ اس نے مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنے بحری بیڑوں کو جو المریہ اور مالقہ ساحلوں پر تھے، تیار کیا۔ یوں ستر سے زیادہ بحری بیڑے سبتہ کی بندگار پر اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے زقاق کی دونوں اطراف کو بے شمار ہتھیاروں، بہترین فوجوں، شان دار تیاری اور بے شمار تعداد کے ساتھ قابو کر لیا۔ اور امیر ابو یعقوب نے ان پر اپنا جھنڈا باندھ دیا۔ 8 ربیع الاول کو وہ طنجہ سے روانہ ہوئے، ان کی کمانیں سمندر میں پھیل گئیں اور وہ اسے پار کر گئے۔ انہوں نے مولد نبوی کی رات جبل کی بندگاہ پر گزاری اور صبح کو دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے بحری بیڑے چار سو سے زیادہ تھے۔ وہ اپنی زرہوں میں نمایاں ہوئے، اللہ کے لیے اپنے عزائم کو خالص کیا، سچی نیت کی اور اپنے شعارِ جنگ کی آواز دی۔ ان کے خطباء نے وعظ و نصیحت کی اس کے بعد خونریز جنگ ہوئی اور نزول صبر ہوا۔ انہوں نے دشمن پر زبردست تیر اندازی کی تو وہ منتشر ہو گئے اور سمندر کی لہروں میں گر پڑے یا تلوار نے انہیں قتل کر دیا اور سمندر نے انہیں ڈھانپ لیا۔ مسلمانوں نے ان کے بحری بیڑوں پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ کی بندرگاہ میں بزورِ قوت داخل ہو گئے پس طاغیہ کی چھاؤنی میں کھلبلی مچ گئی اور امیر المسلمین اور اس کی فوج کی آمد سے ان کے دلوں پر رعب چھا گیا پس وہ اسی وقت شہر سے بھاگ گیا اور عورتیں اور بچے اس کے میدان میں پھیل گئے۔ یوں مسلمان جانباز بہت سی فوج پر غالب آ گئے انہوں نے اس قدر گندم، چمڑا اور پھل غنیمت میں حاصل کیے جس سے کئی دنوں تک شہر کے بازار بھر گئے یہاں تک کہ مضافات سے بھی غلہ پہنچ گیا۔ اسی وقت امیر ابو یعقوب ہر طرف گیا اور وہاں کے دشمن کو خوفزدہ کر دیا اور اُسے جنگ سے روک دیا۔

ابن الاحمر کے ساتھ جنگ

ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کی کیفیت یہ تھی کہ اب اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کرنے کا سوچا اور یہ کہ اسے غرناطہ کے ساتھ دست بدست جنگ کرنے کے لیے لے جائے۔ طاغیہ نے جنگ کے خوف سے اور اس غم سے کہ ابن الاحمر نے اہل جزیرہ کی مدد کی ہے، اس کی یہ بات قبول کر لی، اس نے معاہدہ کے لیے اپنے پادریوں کو بھیجا تو امیر ابو یعقوب نے انہیں اپنے باپ امیر المسلمین کے پاس بھجوا دیا، وہ ناراض ہوا، اپنے بیٹے پر عیب لگایا، معاہدے سے راضی نہ ہوا اور انہیں ناکام و نامراد کر کے طاغیہ واپس بھیج دیا۔

ابو یعقوب اپنے والد کے پاس

ابو یعقوب بن سلطان اہل جزیرہ کے ایک وفد کے ساتھ اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ سوس میں سلطان سے ملے، اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو ان کا امیر مقرر کیا پس وہ الجزیرہ گیا اور طاغیہ کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا۔ اس نے بر و بحر سے المریہ کے ساتھ ابن الاحمر کی اطاعت کرنے کی وجہ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا۔ باشندگان قلعہ ہائے غربیہ نے طاغیہ کے خوف کی وجہ سے اس کے پاس جا کر اس کی اطاعت کر لی تو اس نے انہیں قبول کر لیا۔ اس کی مغرب سے فوج آ گئی۔ اس نے رندہ سے جنگ کی مگر وہ فتح نہیں ہو سکا اور اس دوران میں طاغیہ اندلس میں گھومتا پھرتا رہا۔

ابن الاحمر کی غرناطہ سے لڑائی

ابن الاحمر نے بنی اشقیلولہ اور ابن الدلیل کے ساتھ مل کر غرناطہ سے جنگ کی پھر ابن الاحمر نے بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے بارے

میں سوچا اور ابوزیان بن سلطان کو صلح کے لیے بھیجا۔ اس نے مریلہ کے دارالخلافہ میں اس سے ملاقات کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔
سلطان اپنی چھاؤنی سے سوس جاتے ہوئے جبل سکسیوی سے گزرا تو اس نے فوجیں بھیجیں اور اپنے راستے سے مراکش واپس آ گیا۔ پھر بربری غازیوں نے بغاوت کر دی تو وہ فاس واپس آ گیا اور ہر طرف جہاد کے واسطے نکلنے کے لیے اپنا پیغام بھیجا۔ رجب 678ھ میں چل کر وہ طنجہ پہنچ گیا۔ اس نے اس عرصے میں مسلمانوں کے حالات میں جو ابتری پیدا ہوئی تھی اور طاغیہ کی مدد سے ابن الاحمر نے جو فتنہ پیدا کیا تھا، جزیرہ اندلس کو ہڑپ کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا، اس کا مشاہدہ کیا۔ بنی اشقیلولیہ میں جو ریاست اُسے حاصل تھی اس کے بارے میں اس کے حاسدوں نے ابن الاحمر کے خلاف اس کی مدد کی پس حاکم وادی آش رئیس ابوالحسن بن اسحٰق نے اسے کھینچ لیا اور اس کے ساتھ مل کر 679ھ میں پندرہ دن تک غرناطہ سے جنگ کی اس کے بعد اسی سال غرناطہ کی زناتہ فوجوں نے ان سے لڑائی کی اور طلحہ بن محلی اور تیر بعین کے سردار تاشفین بن محلی نے المسلی کے قلعہ میں ان پر غلبہ پالیا، پس اللہ نے انہیں ان پر غلبہ عطا فرمایا اور نصاریٰ کے سات سو سے زیادہ فوجی مارے گئے۔ بنی مرین کے اصل میں سے عثمان بن محمد بن عبدالحق شہید ہو گیا اور اس کے بعد حاکم وادی آش کا بھائی ابوعبداللہ طاغیہ سے جنگ کرنے کے لیے کھینچ لایا، پس طاغیہ نے اس سے جنگ کی، کئی روز تک وہاں قیام کیا پھر ان پر غلبہ پا کر چلا گیا۔ کیونکہ سلطان کو مسلمانوں کے متعلق اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی جو ذلت کی تھی، اس سے خوف زدہ ہوا پس اس نے مصالحت اور اتحاد کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس پر مالقہ سے دست بردار ہونے کی شرط عائد کی اب سلطان جہاد کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنے میں لگ گیا جن میں سب سے بڑی رکاوٹ یغمراسن کی جنگ تھی۔ اس کے اور ابن الاحمر اور طاغیہ بن اخی اوفونش کے درمیان جو رابطہ اور تجدید صلح کا معاہدہ ہوا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تو اس نے جھگڑا کیا، عناد سے پردہ اٹھایا اور اس کے اور کنارے کے مسلمان اور کافر باشندوں کے درمیان جو رابطہ ہوا تھا اس کا اعلان کیا اور یہ اعلان بھی کیا کہ وہ بلاد مغرب کو لپیٹ میں لانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔

یغمراسن اور سلطان کی لڑائی

پس امیر المسلمین نے یغمراسن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور طنجہ میں تین ماہ کے قیام کے بعد شوال کے آخر میں فاس میں داخل ہو گیا۔ اس پر حجت قائم کرنے کے لیے ایلچیوں کو دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور وہ بنی توجین کے ساتھ مصالحت کرنے اور امیر المومنین سے ان کی دوستی کی وجہ سے ان سے الگ ہونے کی طرف مائل ہوا۔ اب یغمراسن پریشان ہو گیا اور اپنی سرکشی پر مصر رہا۔ امیر المسلمین نے 709ھ میں فاس سے کوچ کیا، اپنے بیٹے ابویعقوب کو فوجوں کے ساتھ آگے بھیجا اور تازی میں اس سے جا ملا۔ جب وہ ملویہ پہنچا تو فوجوں کے انتظار میں ٹھہر گیا پھر تاسہ اور تاقیہ کی طرف کوچ کر گیا۔ یغمراسن نے زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سمیت اس کا قصد کیا۔ لوگوں کے جاسوس ایک دوسرے سے ملے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو گئی۔ ان دونوں کے پیچھے پیچھے دونوں فوجیں آ گئیں اور گھمسان کا رن پڑا۔ خرزورہ میں درندوں کے کھیل کے میدان میں جنگ ہوئی۔ امیر المسلمین نے اپنے میدان کو مرتب کیا اور اپنے دستے اور اپنے بیٹے ابویعقوب کے دستے کو فوج کے دو بازو بنایا۔ تمام دن زبردست جنگ ہوئی۔ جب وہ لوگ آئے تو بنوعبدالواد منتشر ہو گئے اور اس نے ان کا تمام سامان اور ان کی چھاؤنی کے مال و متاع، گھوڑوں، ہتھیاروں اور خیموں کو لوٹ لیا۔ امیر المسلمین کی فوج نے یہ رات اپنے گھوڑوں کی کمر پر گزاری اور دوسرے دن اپنے دشمن کا تعاقب کیا اور یغمراسن کے ساتھ جو چراگاہیں تلاش کرنے والے عرب تھے، ان کے اموال لوٹ لیے۔ یوں بنومرین کے ساتھ ان کے اونٹوں اور بکریوں سے بھر گئے اور وہ یغمراسن اور زناتہ کے بلاد میں داخل ہو گئے۔ وہاں اُسے بنی توجین کا امیر محمد بن عبدالقوی قصبات کی جانب ملا تو انہوں نے سب کے بلاد کو لوٹ مار اور تخریب سے برباد کر دیا پھر اس نے بنومرین کو ان کے شہروں میں چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود ٹھہر کر تلمسان کی ناکہ بندی کر لی تاکہ محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم جبل وانشریس میں اپنی نجات گاہ تک پہنچ جائے کیونکہ اُسے ان پر یغمراسن کے حملہ کا خوف تھا، پھر وہ وہاں سے چل کر مغرب کی طرف واپس آیا اور ماہ رمضان 680ھ میں فاس میں داخل ہوا۔
اس نے پھر مراکش پر حملہ کیا اور 681ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے امیر ابویعقوب کو سوس کی طرف اس کی اطراف پر قبضہ

کرنے کے لیے بھیجا۔ مراکش میں اُسے طاغیہ کی یہ فریاد ملی کہ اس کے بیٹے شانجہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو اس نے اپنے جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ان کے باہمی فساد کے موقع کو غنیمت جانا اور اندلس کی طرف کوچ کر گیا۔

☆☆☆

باب:۱۲۰

طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے کی بغاوت، سلطان ابو یوسف کا مدد کو جانا اور بعد کی لڑائیوں کے حالات

جب سلطان تلمسان کی جنگ سے فاس واپس آیا تو اُسے طاغیہ کے جرنیلوں، اس کی حکومت کے رہنماؤں اور اس کے مذہب کے مناظروں کا ایک وفد اس کے بیٹے شانجہ کے خلاف مدد مانگنے کے لیے ملا، جس نے نصاریٰ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ انہوں نے اُسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا تھا پس اس نے امیر المومنین سے مدد مانگی، اُسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگی اور اُسے اُن کے ہاتھوں سے اپنی حکومت واپس لینے کی اُمید دلائی۔ امیر المسلمین نے جواب دیا کہ وہ ان کے افتراق کی وجہ سے ان پر حملہ کرے گا اور وہ کوچ کر کے قصر المجاز تک پہنچ گیا، لوگوں میں طبل جہاد بجا دیا اور خضراء کی طرف چل کر ربیع الثانی 681ھ میں وہاں اتر گیا، اندلس کی سرحدوں کے پہرے داروں نے اس پر اتفاق کر لیا۔ وہ چلتے چلتے صخرہ عباد تک پہنچ گیا، وہاں اسے طاغیہ اسلام کے غلبے کے سامنے ذلیل ہو کر اور سلطان کی مدد کی آرزو رکھتے ہوئے ملا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور اُسے مسلمانوں کے مال سے اخراجات کے لیے ایک لاکھ روپیہ دیا جس کے بدلے میں سلطان نے اس کے اسلاف کے پاس جو تاج پڑا تھا، بطور ضمانت طلب کیا جو ان کے گھروں میں اس دور کی اولاد کے لیے فخر کا باعث تھا۔ یوں وہ غازی بن کر اس کے ساتھ دار الحرب میں داخل ہوا یہاں تک کہ اس نے قرطبہ سے جنگ کی جہاں اس کا بیٹا شانجہ بن طاغیہ ایک جماعت کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کیے ہوئے تھا۔ یوں اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا گیا، اسکے نواح و جہات میں پھرتا رہا پھر وہ طلیطلہ کی طرف کوچ کر گیا جو سرحد کے کنارے پر ہے۔ پس مسلمانوں کے ہاتھ بھر گئے اور جو غنائم انہیں ملے ان سے ان کی چھاؤنی تنگ ہو گئی سلطان جزیرہ کی طرف واپس آیا اور اسی سال کے شعبان میں وہاں اترا۔ اس دوران عمر بن محلی سلطان کی اطاعت کی طرف آ گیا، پس ابن الاحمر نے اس کا عہد کیا، اس کے عہد کو توڑ دیا اور المنکب کو اسکے قبضے سے واپس لے لیا۔ اس سال کے شروع میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس نے اس سے جنگ کی، پس سلطان نے جزیرہ پہنچنے پر اپنا بحری بیڑہ اس کی طرف بھیجا پس ابن الاحمر بھاگ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں اور شلوبانیہ کی بیعت پہنچانے میں جلدی کی اور اس کے رجوع کو قبول کیا اس کے بدلے میں اُس نے اُسے المنکب دیا۔

☆☆☆

باب:۱۲۱

سلطان کی ابن الاحمر سے دوستی ہونا اور پھر مالقہ چھوڑ دینا، بعد ازاں لڑائی کا بیان

جب سلطان اور طاغیہ کی دوستی ہو گئی تو ابن الاحمر نے اس کے حملے سے ڈر کر شانجہ سے دوستی کر لی جس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی

ہوئی تھی۔ دونوں کا اتحاد ہو گیا اور انہوں نے آپس میں پختہ معاہدہ کیا یوں اندلس فتنہ و جنگ سے بھڑک اٹھا مگر شانجہ نے ابن الاحمر کو کوئی فائدہ نہیں دیا، سلطان طاغیہ کی جنگ سے واپس آ گیا اور اپنے بیٹے پر غلبہ پالیا۔ اب اس نے مالقہ سے جنگ کرنے کا عزم کیا، 682ھ میں الجزیرہ پر حملہ کیا اور غربیہ کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مالقہ کی طرف توجہ دی اور وہاں اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ ابن الاحمر کے گرد گھیرا تنگ ہو گیا اور مالقہ کے سلسلے میں اُسے اپنی بدانجامی اور ساتھ ہی ابن محلی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اس نے اس کے بھنور سے نکلنے پر غور و فکر کیا، اس سلسلے میں سلطان کے ولی عہد بیٹے ابو یوسف کے سوا اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے مغرب کے اس مقام سے اس خلیج کو پاٹنے اور دشمن کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے مدد مانگتے ہوئے ابو یوسف سے گفتگو کی تو اس نے ابن الاحمر کی بات قبول کی، اس نے اپنی کوشش میں اس اچھے کام کو غنیمت جانا اور ماہ صفر میں امیر المسلمین کو مالقہ کے پڑاؤ میں ملا اس سے مالقہ کے بارے میں ابن الاحمر سے صلح کرنے اور اس سے دستبردار ہونے کی خواہش کی، اس نے اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کیا کیونکہ وہ اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں اللہ کی رضا کی اُمید رکھتا تھا۔ صلح طے پائی، ابن الاحمر کی آرزو پوری ہو گئی اور مسلمانوں کے عزائم بھی تازہ ہو گئے۔ سلطان الجزیرہ کی طرف واپس دار الحرب میں فوجیں بھیجیں تو انہوں نے دور تک جا کر دشمنوں کا قتل عام کیا۔

طلیطلہ پر حملہ

سلطان نے از سر نو بنفس نفیس طلیطلہ سے جنگ شروع کی اور ماہ ربیع الثانی 682ھ کو الجزیرہ سے جنگ کے لیے روانہ ہوا، یہاں تک کہ قرطبہ پہنچ گیا اس نے وہاں خوب جنگ کی، غنائم حاصل کیں، آبادی کو ویران کیا اور قلعوں کو فتح کیا پھر البرت کی طرف کوچ کر گیا اور اپنی چھاؤنی ساسہ کے قریب پیچھے چھوڑ گیا۔ وہ صحرائی علاقے میں دو راتیں تیزی سے چلتا رہا اور طلیطلہ کے نواح میں البرت پہنچ گیا اور اس نے میدانوں میں سواروں کو آزاد چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ دوبارہ چست و چالاک ہو گئے لیکن کثرت غنائم کے باعث لوگوں کے سست ہو جانے کی وجہ سے طلیطلہ نہ پہنچ سکا، بہر حال راہ میں آنے والے علاقوں میں اس نے بے حد خونریزی کی اور کسی دوسرے راستے سے واپس آ گیا، وہاں بھی خونریزی اور بربادی کی پھر ساسہ میں اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا اور تین دن اس کے آثار کو مٹاتا اور اشجار کو اکھیڑتا رہا پھر الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا جہاں ماہ رجب میں فروکش ہوا، غنائم کو تقسیم کیا خمس سے حصہ دیا اور الجزیرہ پر اپنے پوتے عیسیٰ بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا جو اپنی ولیت کے دو ماہ بعد المعری میں شہید ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان اپنے بیٹے ابو زیان مندیل کے ساتھ ماہ شعبان میں مغرب کی طرف گیا، تین دن طنجہ میں آرام کیا پھر فاس کی طرف گیا اور شعبان کے آخر میں وہاں اُترا۔ جب اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کر لیں تو مراکش کو درست کرنے اور وہاں کے احوال معلوم کرنے کے لیے کوچ کر گیا اور خود سلا اور ازدرد کی نگرانی کرنے لگا۔ رباط الفتح میں دو ماہ تک قیام کیا اور 683ھ کے آغاز میں مراکش پہنچ گیا۔

طاغیہ مر گیا

وہیں اسے طاغیہ ابن اوفونش کی وفات کی خبر ملی اور پتہ چلا کہ نصاریوں نے اس کے باغی بیٹے شانجہ کو سردار چن لیا ہے۔ پس اس نے جہاد کے لیے اپنی فوج کو حرکت دی اور اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو عظیم فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف عربوں کے ساتھ لڑنے، ان کی زیادتیوں کو روکنے اور حکومت سے باغی خوارج کے آثار مٹانے کے لیے بھیجا، پس وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اس نے بلاد سوس کی آخری آبادی الساقیۃ الحمراء تک ان کا تعاقب کیا تو وہ جنگلات میں گھس گئے جہاں بہت سے عرب بھوک اور پیاس سے مر گئے۔ ابو یعقوب امیر المومنین کی علالت کی خبر ملی تو واپس آ گیا اور اونٹوں کے رکھ رکھاؤ کا ماہر بن کر مراکش پہنچ گیا، اس نے جنگ اور جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۲۲

سلطان ابو یوسف کا چوتھی بار اندلس جانا، شریش کا محاصرہ کرنا اور رونما ہونے والے غزوات

جب امیر المسلمین نے اندلس جانے کا مقصود کیا تو اپنی فوجوں اور مددگاروں سے ملا، انکی کمزوریوں کو دور کیا اور قبائل مغرب میں لام بندی کا حکم بھیج دیا۔ وہ جمادی الآخرۃ 683ھ میں مراکش سے چل پڑا اور نصف شعبان کو رباط الفتح میں اترا جہاں اس نے اپنے روزے رکھے اور قربانیاں دا کیں پھر قصر معمورہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے تنخواہ دار اور رضا کار فوجوں کو سال کے آخر میں بھیجنا شروع کیا اور ماہ صفر 684ھ میں بنفس نفیس سمندر عبور کر کے باہر اُتر پڑا پھر الخضراء سے چلا اور تین دن آرام کیا پھر جنگ راستے میں کرتے ہوئے نکلا یہاں تک کہ وادی لک تک پہنچ گیا اور اپنی فوج کو دشمن کے بلاد اور میدانوں میں آگ لگانے اور تباہی کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب اس نے نصرانیوں کے علاقوں کو ویران اور تباہ کر دیا تو شہر شریش کا قصد کیا اور اس کے میدان میں اُترا وہاں پڑاؤ ڈال دیا اور اس کے تمام نواح میں غارت گردستے بھیجے سرحدوں میں جو میگزین تھے وہ اس کے پاس لائے گئے اور اس کا پوتا عمر بن ابو مالک اہل مغرب کی بہت بڑی سوار اور پیدل فوج کے ساتھ اسے آملا پانچ سو سے زیادہ تیر انداز غازی جو سبتہ میں الغرفی کے حصے میں مقیم تھے وہ بھی اسے آملے اب اس نے اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب اور اندلس کے کنارے کے بقیہ لوگوں کو بھی جنگ کے لیے جمع کرنے اور انہیں جھنڈا عطا کرنے کا حکم دیا۔

اشبیلیہ سے لڑائی

اس نے اسی سال کے آخر صفر میں اشبیلیہ سے جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی اس نے غنیمت حاصل کی اور واپسی پر قرمونہ سے گزری تو اسے لوٹ لیا، خوب قتل عام کیا، قیدی بنائے اور واپس آ گئے، ان کے ہاتھ غنائم سے بھرے ہوئے تھے پھر اس نے اپنے وزیر محمد بن عطوا اور محمد بن عمران بن عبلہ کا جاسوس بنا کر بھیجا جو القناطر کے قلعہ اور اس کے باغات میں آئے انہوں نے محافظوں کی کمزوری اور سرحدوں کی ابتری کا حال معلوم کر لیا اور اس نے 3 ربیع الاول کو اپنے پوتے عمر بن عبد الواحد کو اتنے ہی سواروں پر دوسری بار سالار مقرر کیا، اُسے جھنڈا عطا کیا اور اُسے جنگ کے لیے وادی لک کے میدانوں میں بھیجا۔ وہ حد سے زیادہ قتلام کرنے، کھیتوں اور پھلوں کو اجاڑنے اور جلانے کے بعد اس قدر غنائم لیکر لوٹے جنہوں نے فوجوں کو مالا مال کر دیا انہوں نے اس کی آبادی کو تباہ کر دیا۔ اس نے 8 ربیع الاول کو ارکش کے قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں اچانک پہنچے اور انہوں نے ان کے اموال لوٹ لیے۔ اس نے 9 ربیع الاول کو اپنے بیٹے ابو معروف کو ایک ہزار سواروں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پس انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے محافظ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے پس اس نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا، اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور اسکی فوج کے ہاتھ اموال اور قیدیوں سے بھر گئے، وہ سلطان کی چھاؤنی کی طرف تھیلے بھر کر واپس آ گیا اس نے پھر تیسری بار اپنے پوتے عمر کو نصف ربیع الاول میں قلعے سے جنگ کرنے کے لیے سپہ سالار مقرر کیا جو اس کی چھاؤنی کے مغرب میں تھا سلطان نے پیادہ تیر انداز اور آلات سے کام لینے والے بھیجے معاہدہ کے پیادوں نے بھی اس کی مدد کی، عمر نے اسی سال اس سے جنگ کی اور بزورِ قوت اس کے باشندوں پر حملہ کے جانبازوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اسے ذلیل کر دیا۔ 17 ربیع الاول کو سلطان نے اپنی چھاؤنی کے قریب قلعہ سقوط پر حملہ کر دیا اور اسے برباد کر کے آگ سے جلا کر لوٹ لیا اور اس کے جانبازوں کو قتل اور اس کے باشندوں کو قید کر لیا۔ 20

ربیع الاول کو ولی عہد امیر ابو یعقوب، اہل مغرب اور تمام قبائل کو جنگ کے لیے اکٹھا کر کے بے شمار فوج کے ساتھ پہنچ گیا، امیر المسلمین اس کے خیر مقدم اور ملاقات کے لیے نکلے، اس دن آنے والی فوج میں تیرہ ہزار مصامدہ اور مغرب کے آٹھ ہزار بربری جہاد کے رضا کار تھے، سلطان نے اسے پانچ ہزار تنخواہ دار، دو ہزار رضا کار، تیرہ ہزار پیادہ اور دو ہزار تیر اندازوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے نواح میں خوب خونریزی کرنے کے لیے بھیجا، پس ابو یعقوب نے اپنے دستوں کو تیار کیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا، اس نے پہلے غارت گر دستے بھیجے تو انہوں نے خوب خونریزی کی اور کئی قیدی بنائے، قتل کیے، قلعوں پر حملہ کیا، اموال کو لوٹا پھر اس نے اشبیلیہ کی زمین میں مشرق اور الغابہ پر حملہ کیا، اس کی بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا، اس کے قلعوں میں گھس گیا پھر امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس نے ولی عہد کی آمد کے دوسرے دن ایک دوسری فوج کا سالار بنا کر اسے قرمونہ اور وادی الکبیر جنگ کے لیے روانہ کیا۔

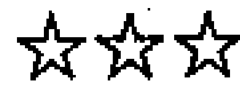
قرمونہ پر حملہ

پس اس نے قرمونہ پر غارت گری کی، وہاں کے محافظوں نے مدافعت کی خواہش کی اور انہوں نے اس کے مقابلہ میں نکل کر ڈٹ کر جنگ کی تو وہ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہر میں روک دیا پھر انہوں نے برج کا گھیراؤ کر لیا جو شہر کے قریب ہی تھا یوں انہوں نے دن کی ایک گھڑی ان سے جنگ کی اور اس میں بزور قوت گھس گئے، وہ مسلسل منازل اور آبادی کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اشبیلیہ کے میدان میں کھڑا ہو کر حملہ کیا اور اس برج میں داخل ہو گیا جو مسلمانوں کی جاسوسی کر رہا تھا اور اسے جلا دیا۔ یوں اس کی فوجوں کے ہاتھ بھر گئے اور وہ امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس آیا۔

کیوشر والوں سے لڑائی

اور 13 ربیع الثانی کو سلطان نے امیر ابو یعقوب کو جزیرہ کیوشر سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا، اس نے وہاں کا قصد کیا، ان سے جنگ کی اور بزور قوت اس میں داخل ہو گیا۔ 2 جمادی الاول کو اس نے طلحہ بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور 675ھ میں اپنے بھائی عمر سے مالقہ کے متعلق سازش کر کے حج کو چلا گیا۔ وہاں اس نے اپنا فرض ادا کیا اور واپس آ گیا، راستے میں جب تونس سے گزرا تو الدعی بن عمارہ نے جوان دنوں وہاں تھا، اس پر تہمت لگائی تو اس نے 682ھ میں اُسے قید کر لیا پھر اسے چھوڑ دیا اور مغرب میں اپنی قوم کے پاس آ گیا پھر وہ سلطان کی معیت میں جنگ کرتے ہوئے اندلس گیا اس نے اُسے اس جنگ میں دو سو سواروں پر سالار مقرر کیا اور اُسے اشبیلیہ کی طرف بھیجا تا کہ اُسے چھاؤنی کا رتبہ ملے۔ ساتھ ہی اس نے طاغیہ شانجہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے اس کے ساتھ یہودیوں اور معاہد نصاریٰ کے جاسوس بھیجے اس اثناء میں امیر المسلمین صبح و شام شریش سے جنگ کرتے رہے اور ان کے آثار کو تباہ و برباد کرتے رہے، اس نے ہر رات اور دن دشمن کے علاقے میں فوجیں بھیجیں پس وہ کسی دن لشکر کے تیار کرنے اور اسے جنگ کے لیے بھیجنے یا جھنڈا باندھنے یا سریہ بھیجنے سے فارغ نہ رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام بلاد نصرانیہ کی آبادی کو برباد کر دیا، اشبیلیہ، لبلہ، قرمونہ، استجہ، جبال مشرق اور الغرنیترہ کے تمام علاقے تباہ ہو گئے ان غزوات میں جشم کے شیخ عباد العاصمی اور کردوں کے امیر خضر الغزی نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، ان غزوات میں ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ اسی طرح سبتہ کے غازیوں اور باقی مجاہدین اور جشم کے عربوں نے بھی بڑی شجاعت دکھائی، پس جب اس نے انہیں اچھی طرح تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ مار کر کے ان کے اموال لے گیا تو موسم سرما نے تنگی پیدا کر دی، فوج کی خوراک رک گئی تو اس نے واپسی کا فیصلہ کیا اور رجب کے آخر میں شریش سے چلا گیا۔ غازیوں کی فوج میں سے غرناطہ کی فوج اسے ملی جن کا سالار یعلی بن ابی عباد بن عبدالحق وادی بردہ میں تھا، اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے اس دوران اسے اطلاع ملی کہ دشمن نے اپنے بحری بیڑوں کو زقاق کے گھیرنے اور الفراض کے قریب لوٹنے کا اشارہ کیا ہے پس امیر المسلمین نے اپنے تمام ساحلوں سبتہ، طنجہ، المنکب، جزیرہ، طیف، بلاد الریف اور رباط الفتح کو اطلاع دے کر اپنے بحری بیڑے بھی منگوائے۔ وہاں سے پوری تیاری کے ساتھ چھتیس بحری بیڑے آئے، پس دشمن کے بحری بیڑے آگے بڑھنے سے رک گئے اور الٹے پاؤں واپس آ گئے۔ ماہ رمضان میں دو

الجزیرہ میں اترا اور طاغیہ، شانجہ اور اس کے ہم مذہبوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے بلاد اور زمین تباہ و برباد ہو چکی ہے، ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مدافعت و حمایت کرنے سے عاجز ہیں تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امیر المسلمین کی طرف اس کی زیادتیوں کی رکاوٹ کے لیے دوستی کی طرف مائل ہوئے اور سلطان جس جگہ شریش میں جنگ کر رہا تھا، وہاں اس کے پاس عمر بن ابو یحییٰ، اس کی اطاعت اختیار کرنے گیا۔ اس نے اس کی جو پہلے مخالفت کی تھی اس کے بارے میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کے بھائی طلحہ کو حکم دیا تو اس نے اسے ایک طرف کر دیا، اسے طریف لے آیا اور اسے وہاں قید کر دیا گیا اور طلحہ المنکب کی طرف چلا گیا، وہاں اس نے اپنے بھائی عمر کے اموال اور ذخائر کا صفایا کر دیا اور سلطان کے پاس چلا آیا۔ سلطان نے موسیٰ کو المنکب کا امیر مقرر کیا اور پیادہ فوج سے اسے مدد دی پھر اس نے عمر کو قید کی چند راتوں کے بعد رہا کر دیا۔ اب طلحہ اور عمر سلطان کی رکاب میں چلے اور سلطان کا پوتا منصور بن ابی مالک غرناطہ آ گیا پھر وہاں سے المنکب چلا گیا اور موسیٰ بن یحییٰ بن محلی کے ساتھ قیام کیا پس سلطان نے اسے ٹھہرایا اور اس کے ٹھہرنے کو پسند کیا۔



باب: ۱۲۳

طاغیہ اور شانجہ کے ساتھ صلح اور سلطان کی وفات

بلاد نصرانیہ، بلاد ابن اوفونش پر اور ان کی بستیوں کی تباہی، اموال کی لوٹ اور عورتوں کے قیدی بنائے، فوجوں کے تباہ کرنے، پہاڑوں کے تباہ کرنے اور آبادیوں کے برابر کرنے کا جو عذاب امیر المسلمین کی جانب سے نازل ہوا، اس سے ان کی آنکھیں پھر گئیں، دل گلوں میں اٹک گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں امیر المسلمین سے بچانے والا کوئی نہیں تو وہ طاغیہ شانجہ کے پاس نگاہیں جھکائے ہوئے جمع ہوئے۔ ان پر ذلت چھائی ہوئی تھی اور خدائی فوجوں نے انہیں جو دردناک عذاب دیا تھا اس سے وہ تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے اسے امیر المسلمین سے صلح کرنے کے متعلق نصرانیہ کے بڑے بڑے رہنماؤں کو اس کے پاس بھیجنے پر آمادہ کیا، ورنہ ہمیشہ اس کی جانب سے انہیں آفت پہنچتی رہے گی اور ان کے گھر پر نازل ہوتی رہے گی۔ اس نے اپنے دین کو ذلت سے بچانے کی خاطر انکی بات قبول کر لی اور اس نے اپنے جرنیلوں، فوجوں اور پادریوں کا ایک وفد امیر المسلمین کے پاس صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے کی دعوت دیتے ہوئے بھیجا۔ امیر المسلمین نے ان پر فخر کرتے ہوئے انہیں واپس کر دیا پھر طاغیہ نے انہیں دوبارہ رغبت دلانے کے لیے واپس کیا کہ وہ اپنے دین اور قوم کی عزت کے لیے جو چاہے شرط عائد کر دے۔ اس پر امیر المومنین نے ان کی حاجت پوری کر دی اور صلح کی طرف مائل ہوا کیونکہ اسے بھی انکے خواص کے اس کے پاس آنے اور اسلام کی عزت کے آگے ان کے ذلیل ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔ اس نے ان کے مطالبے کو قبول کیا اور ان پر شرط عائد کی جسے انہوں نے قبول کیا کہ وہ اپنی قوم اور غیر قوم کے تمام مسلمانوں سے صلح کریں گے، اس کے پڑوسی ملوک کی دوستی اور دشمنی میں اس کی رضامندی چاہیں گے، اپنے ملک کے مسلمان تاجروں سے ٹیکس اٹھا دیں گے اور مسلمان بادشاہوں کو آپس میں لڑنے پر اکسانا اور ان میں فتنے پیدا کرنا چھوڑ دیں گے۔ اس نے ان شرائط کے طے کرنے اور اس معاہدہ کو پختہ معاہدہ کرنے کے لیے اپنے چچا عبدالحق بن الترجان کو بھیجا پس اس نے اچھی طرح بات پہنچا دی اور وفائے عہد کی تاکید کی۔

طاغیہ کے پاس ابن الاحمر کے ایلچیوں کی آمد

اس دوران ابن الاحمر کے ایلچی طاغیہ کے پاس آئے۔ وہ امیر المسلمین کی مدافعت کیے بغیر اس کے ساتھ صلح کرنے کے لیے اس کے پاس آئے ہوئے تھے پس اس نے ابن الترجان کی موجودگی میں انہیں بلایا اور امیر المسلمین نے اس کی قوم اور اہل ملت کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا انہیں سنایا انہیں کہا تم میرے آباء کے غلام ہو اور تم میرے ساتھ صلح اور جنگ کے مقام پر نہیں اور یہ امیر المسلمین ہیں اور میں اس کے مقابلہ کی اور اس کو تم سے

روکنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس پر وہ واپس چلے گئے، جب عبدالحق نے دیکھا کہ اس کے خواص سلطان کی رضا کے خواہاں ہیں تو اسے معاہدے اور محبت کو مستحکم کرنے کے لیے اس کے پاس جانے کا خیال آیا، اس نے انجام کو ناراضی دور کرنے، غصے کو ٹھنڈا کرنے اور پیار کو مضبوط کرنے والا پایا تو وہ اس کے وفاق کی طرف مائل ہوا لیکن پہلے اس کے ولی عہد ابو یعقوب کو ملنے کا پوچھا تا کہ وہ اس پر مطمئن ہو جائے۔ لہٰذا وہ اس کے پاس گیا اور شریش سے کچھ فراخ پر اس سے ملاقات کی، دونوں نے وہاں مسلمانوں کے پڑاؤ میں رات گزاری، اس کے بعد دونوں دوسرے دن امیر المسلمین کی ملاقات کو گئے جس میں طاغیہ اور اس کی قوم کے ملاقات کے لیے لوگوں کو اکٹھا ہونے اور شعار اسلام اور اس کی تیاری کے اظہار کا حکم دیا۔ پس وہ اکٹھے ہوئے اور تیاری کی، یوں انہوں نے ملت کی قوت وشوکت اور محافظوں کی کثرت کا اظہار کیا۔

طاغیہ اور سلطان کا آمنا سامنا

امیر المسلمین نے نہایت عزت اور تپاک سے اس سے ملاقات کی جیسے کہ وہ اس جیسے عظمہائے ملل سے ملتے تھے۔ طاغیہ نے امیر المسلمین اور ان کے بیٹے کو اپنے ملک کے ظروف تحفے میں دیئے جن میں ایک وحشی جانوروں کا جوڑا تھا جس کا نام ہاتھی اور جنگلی گدھی تھا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ برتن تھے پس سلطان اور اس کے بیٹے نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے بھی اس کے معاملے میں اسے دگنی چیزیں دی اور صلح کا معاہدہ مکمل ہو گیا۔ طاغیہ نے بقیہ شرائط بھی قبول کر لیں اور اسلامی قوت اس سے راضی ہو گئی وہ خوشی ومسرت سے بھرپور ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹا، امیر المسلمین نے اس سے مطالبہ کیا کہ نصاریٰ نے اسلامی شہروں پر قبضہ کیا تھا اس وقت سے جو علمی کتابیں ان کے پاس ہیں وہ انہیں بھجوائے، تب اس نے بہت اقسام کی کتب تیرہ بوجھوں میں سلطان کے پاس بھیجیں۔ سلطان نے طلب علم کے لیے فاس میں جس مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی، وہاں وہ سب بھجوا دیں۔ اس کے بعد امیر المسلمین رمضان شروع ہونے سے دو رات قبل الجزیرہ واپس آ گئے، اپنے روزے اور قربانیاں ادا کیں اور اپنی رات کا ایک حصہ اہل علم سے بات چیت کے لیے مقرر کیا۔ شعراء نے امیر المسلمین کی مجلس میں سرداروں کی موجودگی میں عید الفطر کے روز اپنے کہے ہوئے اشعار سنائے، ان میں سب سے بازی لے جانے والا حکومت کا شاعر عزوز المکناسی تھا۔ اس کے بعد امیر المسلمین نے سرحدوں کے بارے میں سوچ وبچار کیا، وہاں میگزین بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابو زیان مندیل کو ان کا نگران مقرر کیا۔ اسے مالقہ کے قریب رکوان میں اتارا اور اپنے حکم دیا کہ وہ ابن الاحمر کے بلاد میں کوئی لڑائی نہ کرے۔ عباد بن عیاض العاصمی کو ایک دوسرے میگزین پر نگران مقرر کیا اور اسے البونہ میں اتارا پھر اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مغرب کے احوال کی تفتیش کرنے اور اس کے امور کو سنبھالنے کے لیے بھیجا۔ وہ سبتہ کے مقائد محمد بن القاسم کے بحری بیڑے میں گیا اور اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اسکے باپ ابوالملوک عبدالحق کی قبر تعمیر کرے۔ تافرطنیت میں ادریس نے اس سے ملاقات کی جس نے وہاں پڑاؤ کی حد بندی کی، ان کی قبروں پر سنگ مرمر کی کوہانیں بنائیں، ان پر تحریر کھدوائی اور تلاوت قرآن کے لیے قاریوں کو ان پر مقرر کیا۔ اس کام کے لیے اس نے جاگیریں اور زمینیں وقف کیں اس دوران اس کا وزیر یحییٰ بن ابن مندیل العسکری نصف رمضان کو فوت ہو گیا پھر اس کے بعد ذوالحجہ میں امیر المسلمین بیمار ہو گئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی، آخر وہ محرم 685ھ میں فوت ہو گئے۔

☆☆☆

باب: ۱۲۴

سلطان کی حکومت میں رونما ہونے والے واقعات اور خوارج

جب امیر المسلمین ابو یوسف الجزیرہ میں بیمار ہو گئے تو ان کی بیویوں نے ان کا علاج کیا اور ان کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو مغرب میں اس کی اطلاع ملی، وہ جلدی سے چل پڑا۔ امیر المسلمین نے اس کی آمد سے قبل وصیت کی، اپنے وزراء اور اپنی قوم کے عقلمندوں نے لوگوں سے اس کی

بیعت لی۔ وہ سمندر پار کر کے ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ماہِ صفر 685ھ میں از سرِنو اس کی بیعت کی اور انہوں نے تمام لوگوں سے یہ بیعت لی اور اس دن خالص سلطان کی حکومت ہوگئی۔ اس نے اموال کو تقسیم کیا، عطیات دیئے اور قیدیوں کو رہا کیا اور لوگوں سے فطرانہ لینا چھوڑ دیا۔ اس بارے میں انہیں اس کی نظامت کے سپرد کیا اور گورنروں کے ہاتھوں کو رعایا پر ظلم و جور کرنے سے روکا، ٹیکس اٹھا دیا اور مالی یافت کی عادت مٹادی۔ اس نے اپنی توجہ راستوں کی درستی کی طرف پھیر دی اور اپنی حکومت میں سب سے پہلی بات یہ کی کہ ابن الاحمر کو پیغام بھیجا اور اس کی ملاقات کے لیے جگہ مقرر کی۔ پس وہ جلدی اس کے پاس آیا اور یکم ربیع الاول کو اسے مربالہ سے باہر ملا، یہ اُسے نہایت تپاک اور عزت سے ملا اور اس کے لیے الجزیرہ اور طریف کے سوا ان تمام اندلسی سرحدوں سے جو اس کی حکومت میں تھیں دستبردار ہوگیا۔ دونوں تعلق اور دوستی کے شان دار حالات میں جدا ہوئے۔ سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا تو وہاں اسے طاغیہ شانجہ کا وفد اس معاہدہ صلح کی تجدید کرتے ہوئے ملا جو امیر المسلمین نے اس سے طے کیا تھا۔ اس نے ان کی بات قبول کرلی۔ جب اندلس کا معاملہ درست ہوگیا تو اس نے اپنے بھائی عطیہ العباس کو مغربی سرحدوں کا امیر مقرر کیا، علی بن یوسف کو اس کے میگزینوں کا افسر مقرر کیا اور اپنے تین ہزار فوج سے مدد دی۔ وہ مغرب جا کر 7 ربیع الثانی کو قصر معمودہ میں اترا پھر فاس کی طرف چلا گیا اور 12 جمادی الاول کو وہاں اترا۔

محمد بن ادریس کا اعلانِ جنگ

اور جونہی وہ اپنے دارالخلافے میں ٹھہرا تو محمد بن ادریس نے اپنے بھائیوں، بیٹوں اور رشتہ داروں سمیت اس کے خلاف بغاوت کر دی اور جبل ورغہ میں چلا گیا اور اپنی دعوت دینا شروع کی۔ سلطان نے اس کے بھائی ابوالمعروف کو اس کے پاس بھیجا تو اُسے بھی ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا اور وہ ان کے پاس چلا گیا، پس سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی، بار باران کی طرف فوجیں روانہ کیں اور اس کے بھائی نے دستبرداری کے بارے میں نرمی کی تو وہ مخالفت سے باز آ گیا، اس نے دوبارہ اچھی طرف اطاعت اختیار کر لی اور ادریس کے لڑکے تلمسان کی طرف بھاگ گئے۔ انہیں راستے میں پکڑ لیا گیا۔ تب سلطان نے اس کے بھائی ابوزیان کو تازی کی طرف بھیجا اور اُسے اشارہ کیا کہ وہ انہیں رجب 685ھ میں تازی سے باہر قتل کر دے۔ اس موقع پر شریف الاصل لوگ سلطان کی جلد بازی سے خوف زدہ ہوگئے اور ابوالعلاء ادریس بن عبدالحق، یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان ابن برول کے لڑکے غرناطہ چلے گئے اور ابو یحییٰ کے لڑکے سلطان کے عہد اور امان کے گزرنے کے بعد سلطان کی طرف واپس آئے اس کا بھائی محمد بن یعقوب بن عبدالحق اسی سال کے شعبان میں فوت ہوگیا اور اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا عمر طنجہ میں فوت ہوگیا۔

عمر بن عثمان کی سرکشی

اس کے بعد عمر بن عثمان بن یوسف العسکری نے قلعہ قندلاوہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی، اطاعت کو خیر باد کہا اور اعلانِ جنگ کر دیا۔ سلطان نے بنی عسکر اور ان کے قرب و جوار میں رہنے والے قبائل کو اشارہ کیا تو وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے جنگ کی۔ پھر وہ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور سدورہ میں اترا، عمر کو تب اس سے اپنی جان کا خوف پیدا ہوگیا اور اسے یقین ہوگیا کہ اس کا گھیراؤ ہوگیا ہے۔ اب اس نے امان طلب کی تو سلطان نے تلمسان چلے جانے کی شرط پر اسے امان دے دی، پس اس نے اپنی قوم کے افضل لوگوں میں سے ایک کو اس کے ساتھ امان کی پختگی کے واسطے بھیجا۔ سلطان نے اس سے اپنا عہد پورا کیا اور وہ اپنے اہل اور بچوں کے ساتھ تلمسان چلا گیا۔ اسی سال کے رمضان میں سلطان نے مراکش کی طرف اس کی اطراف درست کرنے کے لیے کوچ کیا اور شوال میں وہاں اترا، وہاں اس کے مصالح میں غور و فکر کیا، اس دوران طلحہ بن محلی بطوی، معقل کے بنی حسان کے پاس آیا اور سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دینے لگا۔ سلطان نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے ابو منصور کو فوجوں کا سالار مقرر کیا، اسے سوس کا والی بنانے کی وصیت کی اور اسے خوارج کے اتارنے اور فساد کے آثار مٹانے کے لیے بھیجا۔ پھر اسے اپنے بھائی عمر کے مقام سے شبہ پیدا ہوا تو اس نے اسے غرناطہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ جس روز وہ وہاں پہنچا ابوالعلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا۔ امیر منصور فوجوں کے ساتھ گیا اور معقل کے عربوں سے جنگ کی اور

انہیں خوب قتل کیا۔ 13 جمادی الاول 686ھ کو ایک جنگ میں طلحہ بن محلی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو سلطان کے دارالخلافہ میں بھجوا دیا گیا۔ اس نے اسے تازی میں لٹکا دیا پھر وہ رمضان میں معقل سے جنگ کرنے کے لیے صحرائے درعہ میں گیا کیونکہ انہوں نے آبادی کو نقصان پہنچایا تھا اور راستوں کو برباد کر دیا تھا۔ وہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف گیا جبل ورن کو آڑ بنا کر بلاد ہسکورہ سے گزرا۔ انہیں صحرا میں چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے پکڑ لیا گیا۔ پس اس نے ان میں خوب خونریزی کی، خوب قیدی بنائے اور ان کے بے شمار سروں کو مراکش، سجلماسہ اور فاس کی برجیوں پر لٹکا دیا۔ وہ شوال کے آخر میں جنگ سے مراکش واپس آ گیا اور اس کے قدیم عامل محمد بن علی بن محلی کو جو موحدین کے غلبے سے وہاں مقرر تھا، برطرف کر دیا، کیونکہ جب اولاد علی کا سردار طلحہ ان کے پاس آیا تھا تو اُسے اولاد علی کے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا، پس وہ ماہ محرم 670ھ میں برطرف ہو گیا، وہ اس کے بعد ماہ صفر میں اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ المز وار قاسم بن عتو نے خواہش کی تو سلطان نے مراکش اور اس کے مضافات پر محمد بن عطوالجانانی کو امیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کے پروردہ اور مددگاروں میں سے تھا، اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابو عامر کو بھی چھوڑا اور فاس کے درالخلافے کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ نصف ربیع الاول میں وہاں اترا، وہیں اس کی ہونیوالی بیوی بنت موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق غرناطہ سے ابن الاحمر کے ارباب حکومت اور وزراء کے ایک وفد میں آ کر ملی، اس نے وہاں اس سے شادی کی۔ اس نے اس سے قبل اس کے باپ کو اس کے رشتہ کا پیغام بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ابن الاحمر کے ایلچی اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنے آئے تھے، لہٰذا اس نے ان کی حاجت کو پورا کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۲۵

وادی آش سلطان کی مطیع ہوتی ہے لیکن پھر ابن الاحمر کے زیر تحت آ جاتی ہے

ابوالحسن بن اشقیلولیہ سلطان ابن الاحمر کی حکومت کا مددگار اور اس کے کاموں کا معین تھا۔ اسے اس وجہ سے حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس نے دو بچے ابو محمد عبداللہ اور ابو اسحٰق ابراہیم پیچھے چھوڑے۔ ابن الاحمر نے ابو محمد کو مالقہ اور ابو اسحٰق کو قمارش اور وادی آش پر امیر مقرر کیا۔ جب سلطان ابن الاحمر فوت ہو گیا تو دونوں اور اس کے درمیان ناراضگی اور حسد پیدا ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور یہ بات فتنے تک پہنچ گئی۔

ابو محمد، سلطان ابو یوسف کی اطاعت میں شامل ہو گیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الاحمر نے قلعہ قمارش پر قبضہ کر لیا۔ رئیس ابو اسحٰق نے اپنے بیٹے ابوالحسن کو وادی آش اور اس کے قلعوں پر والی مقرر کیا۔ اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی۔ ابوالحسن نے طاغیہ کی مدد کی اور اس کے بھائی ابو محمد اور ابن الدلیل نے اس کے ساتھ غرناطہ پر حملہ کیا، ان دونوں اور ابن الاحمر کے درمیان طویل جنگ ہوئی، پھر مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان دوستی ہو گئی اور ابو محمد بن اشقیلولیہ جو ابن الاحمر کی زیادتی سے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا تو وہ حاکم مغرب کی اطاعت میں چلا گیا اور 686ھ میں وادی آش میں اس کی دعوت کو قائم کیا پس ابن الاحمر نے اس سے تعرض نہ کیا یہاں تک کہ اس کے اور سلطان کی ابو یعقوب کے بیٹے کے درمیان تعلق پیدا ہو گیا۔ اس قرابت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں تھا، اب اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی طرف روانہ کیا کہ وہ اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں۔ وہ اس کے لیے دستبردار ہو گیا۔ اس نے پھر ابوالحسن بن اشقیلولہ کے پاس بھی اسی کام کے لیے ایلچی بھیجا تو اس نے اُسے چھوڑ دیا اور 687ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔ سلا میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو اس نے اُسے کمائی کے ذریعے کے طور پر قصر کبیر اور اس کے مضافات دیئے۔ پھر وہ ان کی حکومت کے آخر تک آباد رہے۔ ابن الاحمر نے وادی آش اور اس کے قلعوں پر غلبہ پا لیا یوں اندلس میں اس کے رشتے داروں میں سے کوئی اس سے جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا۔

باب:۱۲۶

امیر ابو عامر کی بغاوت اور مراکش سے دوستی پھر اطاعت کر لینا

جب سلطان فاس میں اترا اور وہاں قیام کیا تو اس کے بیٹے ابو عامر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور مراکش چلا گیا اور وہاں شوال 687ھ میں اپنی دعوت دینا شروع کر دیا۔ اس کے عامل محمد بن عطوا نے مخالفت میں اس کی مدد کی۔ سلطان اس کے پیچھے مراکش کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ کے لیے نکلا، انہیں شکست ہوئی۔ سلطان نے مراکش میں کئی روز تک ان کا محاصرہ کیے رکھا پھر ابو عامر بیت المال کی طرف گیا اور جو کچھ اس میں تھا، اسے لوٹ لیا، اور المشرف بن البرکات کو قتل کر دیا اور جبال مصامدہ میں چلا گیا۔ سلطان عرفہ کے روز، شہر کی طرف چلا گیا، سب کو معاف کر دیا اور وہاں ٹھہرا۔ اس کے بعد امیر ابو مالک کے بیٹے منصور نے سوس سے حاجہ پر حملہ کیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس کی طرف مراکش سے فوج بھیجی تو انہوں نے برابرہ سوس کے مرکز پر حملہ کر دیا۔ ان کے چالیس سے زیادہ بڑے سردار قتل ہو گئے اور ان مقتولین میں ان کا شیخ حیوان بن ابراہیم بھی تھا۔ پھر اس کے بیٹے ابو عامر کا اپنے باپ کی ناراضگی اور اس کی مخالفت سے دل تنگ ہو گیا تو وہ 687ھ کے آغاز میں اپنے وزیر ابن عطوا کے ساتھ تلمسان چلا گیا۔ وہاں عثمان بن یغمراسن نے انہیں پناہ دی اور انہیں رہنے کے لیے مکان دیا اور وہ کئی روز تک اس کے ہاں ٹھہرے رہے پھر سلطان کو اپنے بیٹے پر اسی طرح رحم ہو گیا جیسے بیٹے کو اس پر رحم آ گیا تھا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا۔ عثمان بن یغمراسن نے مطالبہ کیا کہ وہ ابن عطا کو اس کے سپرد کر دیئے جو اس کے بیٹے کے ساتھ نفاق پیدا کرنے والا ہے تو اس نے اپنی پناہ کے ضائع کرنے اور اپنا عہد توڑنے سے انکار کیا۔ ایلچی نے اس سے سخت کلامی کی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور اسے قید کر دیا۔ سلطان کے دل میں پوشیدہ اور قدیم کینے اور متوارث خیالات جوش مارنے لگے، اس نے تلمسان سے لڑائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

☆☆☆

باب:۱۲۷

عثمان بن یغمراسن نے نیا فتنہ ختم کیا، سلطان کی تلمسان کے ساتھ لڑائی اور مقابلے کی بات

ان دونوں قبیلوں کے درمیان جب سے انہوں نے صحراء میں حمراء ملویہ سے لے کر صا فیکیک تک جولانگاہیں بنائی تھیں، قدیم فتنہ پایا جاتا ہے۔ جب یہ تلول چلے آئے اور مغرب اوسط اور اقصیٰ کے مضافات پر قابض ہو گئے تو بھی ان میں مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں۔ موحدین کی حکومت اپنے اختلال والتیام کے وقت ان کے درمیان اختلاف بھڑکا کر ان سے مدد طلب کرتی رہی جس کی وجہ سے ان کے احوال فریب کھاتے رہے اور ان کی لڑائیاں جاری رہیں۔ یغمراسن بن زیان اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کے درمیان وہاں کئی جنگیں ہوئیں جن میں سے ہم نے بعض کا حال بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض میں موحدین نے یغمراسن پر فتح پائی اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو اپنے قبیلے کی کثرت کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل رہا۔ البتہ یغمراسن اپنی لڑائیوں میں اس کی مقاومت کے درپے رہا۔ جب بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا اور یعقوب بن عبدالحق ان کی حکومت پر مسلط ہو گیا تو ان کی

فوجیں اس کے مددگاروں میں شامل ہوگئیں اور وہ دگنی ہوگئیں۔ اس کی حکومت نے یغمراسن کی حکومت پر افسوس کیا اور تلاغ میں اس پر حملہ کر دیا جہاں مشہور لڑائی ہوئی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار اس پر حملہ کیا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کے قدم اس کی حکومت میں ٹھہر گئے تو اس نے مغرب اور اس کے بقیہ شہروں کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور یغمراسن کو اس کی مقاومت کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اس کے گھر میں مقابلہ کر کے اور بنی توجین اور مفراوہ سے جو اس کے ہمسر زناتہ تھے، کی مدد کر کے اس کے قویٰ کو کمزور کر دیا پس اس کے بعد وہ جہاد کی طرف لوٹ گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اسے اور کاموں کی نسبت جہاد میں دلچسپی تھی۔ جب وہ واپس آیا تو اندلس میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کو جو مقام حاصل تھا اس سے ابن الاحمر کو شک پیدا ہوا اور اسے اپنی حکومت کے سلسلے میں اس سے خوف پیدا ہو گیا۔ اب اس نے اسے اپنے کنارے کی طرف آنے سے روکنے کے لیے طاغیہ کی مدد کی پھر انہیں خدشہ ہوا کہ وہ اس کی مدافعت میں ٹھہر نہ سکیں گے تو انہوں نے اسے روکنے کے لئے یغمراسن سے خط و کتابت کی۔ اس نے انہیں اس کا جواب دیا اور اس کے لیے اپنے عزائم کو صاف طور پر بیان کیا، پھر وہ اس کے خلاف متحد ہو گئے۔ اس کے بعد ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ دوستی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، پس اس نے اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے ذریعے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ انہوں نے اسے ان کی مدد کے بارے میں یغمراسن کی پوشیدگی کی اطلاع دی تو اس نے 679ھ میں اس سے لڑائی کی اور خرزونہ میں اُسے شکست دی۔ اس نے تلمسان میں اس سے جنگ کی اور اس کے میدان میں اپنے دشمن کو جو بنی توجین میں سے تھا، خوب لتاڑا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ اپنے جہاد کی طرف واپس آ گیا۔

یغمراسن بن زیان کی وفات

681ھ میں واپسی پر یغمراسن بن زیان فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے عثمان کو ولی عہد مقرر کیا تھا، ان کا خیال تھا کہ وہ بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان پر غالب آنے کا خیال نہیں کرے گا اور نہ ہی صحرا میں ان سے مقابلے کو نکلے گا، جب وہ اس کی طرف آئیں گے تو یہ ان کے مقابلے میں دیواروں کی پناہ لے گا، ان کا خیال تھا کہ مراکش پر بنو مرین کے غالب آ جانے اور موحدین کے سلطان کے ان کے سلطان کے ساتھ ملنے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی۔ ان کے خیال میں اس نے اپنی وصیت میں اُسے کہا تھا کہ یہ بات تجھے دھوکہ نہ دے کہ میں نے اس کے بعد ان کی طرف رجوع کیا تھا اور ان کے مقابلے کو نکلا تھا، پس میں نے ان کی مقاومت سے رجوع کرنا اور ان کے مقابلہ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ لوگ اس بات کو جانتے ہیں مگر تجھے ان کے مقابلے میں پیچھے ہٹنے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ تجھے کوئی متعین مقام حاصل نہیں اور نہ کوئی پرانی عادت ہے، تو اپنے پیچھے افریقہ پر غالب آنے کے لیے پوری جدوجہد کر، اور اگر تو نے یہ کام کر لیا تو یہی مقابلہ اور یہی وصیت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد اسی بات نے عثمان اور اس کے بیٹوں کو افریقہ کی حکومت طلب کرنے، بجایہ سے جنگ کرنے اور موحدین کے ساتھ لڑنے کے لیے آمادہ کیا تھا۔ جب یغمراسن فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا بنی مرین سے دوستی کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا، وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس اندلس گیا اور اس کی چوتھی آمد پر 684ھ میں اسے ارکش میں ملا، یوں دونوں میں مصالحت کا معاہدہ طے کیا اور اس نے اُسے خوشی خوشی اپنے بھائی اور اس کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

یعقوب بن عبدالحق کی وفات

اور اس کے بعد 685ھ میں یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا، اب اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب نے امارت سنبھالی۔ اسی دوران ہر جہت سے خوارج نے اس پر حملہ کر دیا تو اس نے ان کے لیے تیاری کی اور ان کا قلع قمع کیا، آخر میں اس کے بیٹے نے سلطان کے وزیر محمد بن عطوا کی مدد سے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ اپنے باپ کی اطاعت میں لوٹ آیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا۔ باپ نے اسے اپنے دارالخلافے میں دوبارہ وہی مقام دے دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عثمان بن یغمراسن نے ابن عطوا کا مطالبہ کیا جس نے اس کے بیٹے

کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کی تھی تو عثمان نے اس کے سپرد کرنے سے انکار کیا۔ اس پر سلطان کو غصہ آ گیا، اس نے ان سے لڑائی کرنے کا عزم کیا اور صفر 687ھ کو مراکش سے کوچ کر گیا۔ وہاں اپنے بیٹے امیر ابو عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا پھر اسی سال کے ربیع الاول میں فاس سے اپنی فوجوں اور تمام اہل مغرب کے ساتھ جنگ کرنے گیا اور تلمسان میں اترا جہاں عثمان اور اس کی قوم قلعہ بند ہو گئے۔ انہوں نے قلعے کی دیواروں میں اس سے پناہ لی تو اس نے وہاں کے نواح میں آبادیوں اور کھیتوں کو جا کر برباد کر دیا پھر زراع الصابوں کے میدان میں اترا پھر تامہ گیا اور چالیس روز تک ان کا محاصرہ کیا اور وہاں کے درختوں اور سبزوں کو برباد کیا۔ جب وہ فتح نہ ہو سکا تو وہاں سے چلا گیا اور مغرب لوٹ آیا۔ اس نے بلاد بنی یرناتن میں عین الصفا پر عید الفطر کی عبادت کی، عید الاضحیٰ کی قربانی دی اور وہاں ٹھہر رہا، وہیں سے وہ طاغیہ کی بغاوت کے وقت جنگ کے لیے گیا۔



باب: ۱۲۸

طاغیہ کی بغاوت اور سلطان کی ان سے جنگ کا بیان

جب سلطان تلمسان سے جنگ کر کے واپس لوٹا تو اسے اطلاع ملی کہ طاغیہ شانجہ نے عہد توڑ کر بغاوت کر دی ہے اور سرحدوں سے آگے گزر کر سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے۔ اس نے میگزین کے قائد، یوسف بن برناس کو دارالحرب میں داخل ہونے، شریش سے جنگ کرنے اور طاغیہ کے بلاد پر غارت گری کرنے کے لیے اشارہ کیا پس وہ ربیع الآخر 690ھ میں اس کے لیے تیار ہوا، اس میں گھس گیا، اس کی اطراف میں دور تک گیا اور وہاں تک قتل عام کیا۔ سلطان تازی سے جنگ کرتے ہوئے جمادی الاول میں اس کے پیچھے گیا اور قصر معمورہ میں اترا۔ وہاں اس نے اہل مغرب اور اس کے قبائل اور نفراوہ کو جنگ کے لیے جمع کیا اور انہیں سمندر پار لے جانے میں مشغول ہو گیا۔ طاغیہ نے اپنے بحری بیڑوں کو، روانگی میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا، سلطان نے اپنے سواحل کے بحری بیڑوں کے افسروں کو اشارہ کیا اور انہیں لڑائی کے لیے بھیجا۔ شعبان میں آبنائے جبرالٹر میں دونوں بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور مسلمان منتشر ہو گئے۔ یوں اللہ نے انہیں آزمایا پھر اس نے دوبارہ ان سے جنگ کی، اب دشمن کے بحری بیڑوں نے لڑائی سے بزدلی دکھائی اور آبنائے جبرالٹر سے چلے گئے۔ سلطان کے بحری بیڑوں نے اس پر قبضہ کر لیا پس وہ رمضان کے آخر میں وہاں گیا اور طریف میں اترا پھر جنگ کرتا ہوا دارالحرب میں داخل ہو گیا اور تین ماہ تک قلعہ بجیر سے جنگ کرتا رہا۔ اس نے ان کی ناکہ بندی کر دی اور دشمن کے علاقے میں فوجیں بھیجیں، شریش، اشبیلیہ اور اس کے نواح پر غارت گرد ستے بھیجے یہاں تک کہ اس نے حد درجہ تک قتل عام کر کے جہاد کی ضرورت کو پورا کیا۔ آخر موسم سرما نے اسے تنگ کیا اور فوج کا غلہ رک گیا تو وہ قلعہ سے چلا گیا اور الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا پھر 691ھ کے آغاز میں مغرب کو گیا۔ ابن الاحمر اور طاغیہ نے اسے روکنے کے لیے ایک دوسرے کی مدد کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۲۹

ابن الاحمر کا اعلانِ جنگ اور طریف کے سلسلے میں طاغیہ کی مدد کرنے کا بیان

جب سلطان 691ھ کے شروع میں اپنی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے اپنے دشمن کو حد درجہ زخمی کیا اور اس کے آدمیوں میں خوب خونریزی کی۔ پس طاغیہ کو اس نے پریشان کیا اور اس کا دباؤ اس پر سخت ہو گیا تو اس نے اس کے سوا کوئی اور راز دار تلاش کیا، ابن الاحمر

اس کے شر سے خوف زدہ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے حالات کا انجام اندلس پر غلبہ کی صورت میں ہو گا تو وہ اس کے امر پر غالب ہو گیا، اس نے طاغیہ سے گفتگو کی اور وہ مشورہ کے لیے الگ ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس کا ان کی طرف آنے میں کامیاب ہونا وہ آبنائے جبرالٹر کی مسافت کے قریب ہونے سے ہے اور اسکے دونوں کناروں پر مسلمانوں کی سرحدوں کا انتظام ان کے دشمنوں اور جہازوں کے قبضے میں ہے، وہ جب چاہیں بحری بیڑوں کے بغیر بھی ان کا انتظام کر سکتے ہیں اور ان سرحدوں کی اصل، طریق ہے، جب وہ اس پر قابو پالیں گے تو وہ آبنائے جبرالٹر میں ان کے لیے مددگار ہو گی۔ ان کا بحری بیڑا اپنی بندرگاہ پر حاکم مغرب کے بحری بیڑوں کی گھات میں تھا جو اس کے سمندر میں گھسے ہوئے تھے پس طاغیہ نے طریف سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا، اسے خیال تھا کہ ابن الاحمر اس بارے میں اس کی مدد کرے گا لہٰذا اس نے جنگ کے دنوں میں اس کے ساتھ فوج کی خوارک کے لیے مدد اور غلہ دینے کی شرط کی، انہوں نے اس معاملے میں ان سے تعاون کیا، اب طاغیہ نے نصرانی فوجوں کو راستے میں بٹھا دیا اور اس سے پرزور جنگ کی، آلات نصب کئے اور مدد اور غلہ کو روک لیا۔ اس کے بحری بیڑے آبنائے جبرالٹر میں اتر پڑے اور سلطان اور ان کے مسلمان بھائیوں کی مدد سے حائل ہو گئے۔ ابن الاحمر نے مالقہ میں اس کے قریب پڑاؤ کیا اور اسے ہتھیاروں، جوانوں اور غلے کے ذریعے مدد دی۔

اصطبونہ والوں سے لڑائی

انہوں نے قلعہ اصطبونہ سے جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی اور محاصرہ لمبا کرنے کے بعد اس پر غلبہ پا لیا۔ مسلسل چار ماہ تک یہی صورتحال رہا یہاں تک کہ اہل طریف کو تکلیف پہنچی اور وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے اور صلح کرنے کے بارے میں طاغیہ سے خط و کتابت کی پس اس نے ان سے صلح کر لی، انہیں 691ھ میں دستبردار کر دیا اور ان سے اپنا عہد پورا کیا۔ جب انہوں نے معاہدہ کر لیا تو ابن الاحمر نے اس سے طاغیہ کے دستبردار ہونے پر نظر کی، اس نے اس سے اعراض کیا اور اُسے مخصوص کر لیا حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کے لیے اس کے عوض چھ قلعوں سے دست بردار ہو چکا تھا، پس اب ان دونوں کے معاملات خراب ہو گئے اور ابن الاحمر نے سلطان سے تمسک کرنے اور اس کے اہل ملت کی طاغیہ کے خلاف مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا۔ اس نے اپنے عم زاد رئیس ابو سعید فرج بن اسمٰعیل بن یوسف اور اپنے وزیر ابو سلطان عزیز الدانی کو اپنے دار الخلافے کے باشندوں کے وفد کے ہاتھ تجدید عہد اور تاکید مودت اور طریف کے معاملے میں زبردست معذرت کرنے کے لیے بھیجا پس وہ اسے تازوطا کی لڑائی میں اس کے مقام پر اسے ملے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے، پس انہوں نے صلح کا پختہ معاہدہ کیا اور وہ 692ھ میں ابن الاحمر کی مواخات اور ہتھ جوڑی کی غرض پورا کر کے اس کے پاس واپس آ گئے۔ اس دوران میں اندلس کے میگزینوں کا افسر علی بن یز کاسن ربیع الاول 692ھ میں فوت ہو گیا۔ سلطان نے اس کے ولی عہد بیٹے امیر ابو عامر کو اندلس کی مطیع سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے مصالح پر غور وفکر کرے۔ اس نے اسے فوجوں کے ساتھ قصر المجاز کی طرف بھیجا جہاں اُسے سلطان ابن الاحمر ملا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۱۳۰

سلطان کے پاس ابن الاحمر کی آمد اور طنجہ میں دونوں کی ملاقات

جب ایلچی اپنی پذیرائی، ضروریات کی تکمیل اور مواخات کے مقاصد حاصل ہونے کے بعد ابن الاحمر کی طرف واپس آئے تو ابن الاحمر کو یہ بہت اچھا موقع ہاتھ آیا، وہ خوشی سے جھوم اٹھا اور اس نے محبت کے پختہ کرنے، واقعہ طریف کے بارے میں مکمل طور پر معذرت کرنے، مسلمانوں کی امداد حاصل کرنے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب کرنے کے لیے سلطان کے پاس جانے کا پختہ عزم کر لیا پس وہ ارادہ کر کے ذوالقعدہ 692ھ میں سمندر پار کر گئے اور سبتہ کے کنارے پر بلیونش میں اترا پھر طنجہ چلا گیا۔ گفتگو سے قبل اس نے سلطان کے پاس تحائف بھیجے جن میں سب

لے شان دار تحفہ وہ مصحف کبیر تھا جوان مصاحف میں سے ایک تھا جو حضرت عثمانؓ بن عفان نے مخصوص علاقوں میں بھیجے تھے، ان میں سے یہ مصحف مغرب کے لیے مختص تھا جیسا کہ سلف نے نقل کیا ہے اور بنوامیہ قرطبہ میں اس کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے رہے تھے پس سلطان کے دونوں بیٹوں امیر ابوعامر اور اس کے بھائی امیر ابوعبدالرحمٰن نے اسے حاصل کیا، اس کے اعزاز میں جلسہ کیا پھر سلطان اپنے دارالخلافے سے ان دونوں کے پیچھے اسے حاصل کرنے اور اس کے خیرم مقدم کے لیے آیا، وہ طنجہ میں اس کے پاس آیا اور اس کی حد درجہ تکریم کی۔

ابن الاحمر نے طریف کے معاملے میں بڑی لمبی چوڑی عذر خواہی کی، اس پر سلطان نے ملامت سے عدول واعراض کیا، اس کے عذر کو قبول کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور بہت کچھ دیا۔ اب ابن الاحمر اس کے لیے الجزیرہ، رندہ، غربیہ اور اندلس کی سرحدوں کے بیس قلعوں سے دست بردار ہو گیا جو قبل ازیں حاکم مغرب کی اطاعت میں شامل تھے اور اس کی فوجوں کی رہائش گاہ تھے۔ ابن الاحمر 692ھ کے آخر میں اندلس واپس شاد کام واپس آیا اور سلطان کی فوجیں اس کے ساتھ طریف کے محاصرے کے لیے گئیں۔ اس نے اس کے ساتھ لڑائی کے لیے اپنے مشہور وزیر عمر بن مسعود بن الخرباش جشمی کو سالار مقرر کیا پس اس نے ایک عرصہ تک اس سے لڑائی کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا۔ سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۳۱

وزیر وساطی ریف میں قلعہ تازوطا کو سر کرتا ہے اور سلطان اس سے دست بردار ہوتا ہے

یہ بنو وزیر بنی مرین کی طرف سے بنی واطاس کے رؤسا تھے اور ان کا خیال ہے کہ ان کا نسب بنی مرین میں داخل ہے اور یہ کہ وہ علی بن یوسف بن تاشفین کی اس اولاد میں سے ہیں جو صحرا میں جا کر بنی واطاس کے ہاں اتری تھی، یوں ان کی رگیں ان میں جذب ہو گئیں یہاں تک کہ وہ ان کے مشابہ ہو گئے۔ اس وجہ سے السرو ہمیشہ ہی ان کی آنکھوں کے سامنے چار زانو ہو کر بیٹھے اور ریاست نے ان کی ناک چڑھا دی، وہ اولاد عبدالحق سے اچانک حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اپنے اندر اس کی سکت نہ پائی۔

جب سعید تلمسان سے لڑائی کرنے کے لیے تازی میں اترا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق ان کے شہر میں گیا تو انہوں نے اس پر اچانک حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا، وہ ان کے معاملے میں چوکنا ہو گیا اور وہاں کوچ کر گیا تو وہ بھی بلاد بنی یرناسن میں غبو ار اور السفا کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں پر اسے سعید کی وفات کی خبر ملی۔ جب سے بنی مرین مغرب میں داخل ہوئے تھے، انہوں نے اس کی شہروں کو باہم تقسیم کیا تھا۔ بلاد الریف، بنی واطاس کے حصے میں آئے تھے اس کے مضافات انکے اترنے اور اس کے شہر اور رعایا ان کے ٹیکس کے لیے تھے۔ مغرب میں اس جگہ پر تازوطا کا قلعہ سب سے مضبوط تھا، اولاد عبدالحق کے ملوک اس کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور اسے اپنے قرابت داروں اور دوستوں میں شمار کرتے تھے تا کہ وہ اس قبیلے کے لوگوں کی پیشانی کو پکڑنے والا ہوا۔ جب وہ اس کی طرف دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں اس کا ڈر پیدا ہوتا تھا۔ سلطان نے منصور کو جو اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا تھا، اور جسے اس کے بیٹے امیر المسلمین یعقوب بن عبدالحق کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا امیر مقرر کیا تھا، اس کے عہد میں عمر بن یحییٰ بن الوزیر اور اس کا بھائی واطاس کے رئیس تھے پس انہوں نے اس کے باپ کی وفات کے بعد سلطان کے حکم کو حقیر سمجھا اور انہیں تازوطا میں بغاوت کرنے اور خود مختار بن جانے کا خیال آ گیا۔

منصور پر عمر کا حملہ

پس عمر نے سلطان کے بھتیجے منصور پر شوال 691ھ میں حملہ کر دیا اور اس کے آدمیوں اور رشتہ داروں کو اچانک پکڑ لیا اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے محل میں ٹیکس کا جو سامان پڑا تھا، اس پر قابو پا کر اس کا صفایا کر دیا اور خود مختار بن بیٹھا۔ اس نے قلعے کو اپنے جوانوں، مددگاروں اور اپنی قوم کے سرداروں سے بھر لیا۔ منصور سلطان کے پاس پہنچ گیا اور جو زک اسے پہنچی تھی اس کے صدمے سے نجات پا کر چند راتوں میں فوت ہو گیا۔ سلطان نے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعود بن خرباش کو فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر سلطان بھی اس کے پیچھے گیا اور اس سے جا ملا۔ اس نے بھی اس کے میدان میں اپنا پڑاؤ کر لیا۔ عمر کا بھائی عامر، اس معاملے کے انجام کے خوف سے اپنی قوم کے ساتھ سلطان کے پاس چلا آیا۔ عمر محاصرے کی شدت سے ڈر گیا اور بچنے سے ناامید ہو گیا۔ اسے اپنے محصور ہونے کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی عامر سے سازش کی۔ اس نے سلطان سے قلعے میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اس نے اپنا ذخیرہ اٹھایا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔ عامر جب قلعے میں گیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے بھائی عمر کے لیے فضا صاف ہو گئی ہے اور وہ سلطان کے شر سے ڈر گیا، اسے خدشہ ہوا کہ وہ اس سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لے گا تو وہ قلعہ بند ہو گیا۔ وہ پھر نادم ہوا اور اس دوران میں اندلس کا وفد پہنچ گیا، انہوں نے اپنے بحری بیڑوں کو عساسہ کی بندگاہ پر ٹھہرا دیا۔ عامر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کے ہاں اپنی وجاہت کے باعث اس کے پاس اس کی سفارش اس شرط پر قبول کر لی گئی کہ وہ اندلس چلا جائے، اس نے اسے ناپسند کیا اور اس کا ایک خاص آدمی انہیں دھوکہ دینے کے لیے بحری بیڑے کو اس کے سامنے لے گیا۔ وہ رات کو تلمسان میں چلا گیا تو سلطان نے کچھ وقت کے لیے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اس کے خواص میں جو لوگ بحری بیڑے والوں کے پاس تھے، انہیں انہوں نے چھوڑ دیا۔ وہ ان کے سلطان کے پاس جانے سے الگ رہے کیونکہ ان کے ساتھ عامر نے فریب کیا تھا، پس ان کے اتباع، قرابتداروں اور اولاد میں سے جو لوگ قلعے میں تھے، وہ سلطان کے حکم سے قتل کر دیے گئے اور سلطان نے قلعہ تازوطا پر قبضہ کر لیا، اس نے وہاں اپنے کارندے اور پہرے دار اتارے اور 692ھ میں جمادی الاول کے آخر میں اپنے دارالخلافے فاس واپس آ گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۳۲

بلاد الریف اور جہات غمارہ میں سلطان کے بیٹے ابو عامر کا دھاوا

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس جانے، اس کے ساتھ راضی ہو جانے، اس کے ساتھ پختہ دوستی کرنے، اپنے وزیر کو طریف سے جنگ کرنے پر آمادہ کرنے اور قلعہ تازوطا سے وزیر کی باغی اولاد اتارنے کے بعد ابو عامر قصر معمورہ سے بلاد الریف کی طرف آ گیا کیونکہ اس کا باپ اپنے احوال کی تسکین کے لئے اس کا محتاج تھا۔ امیر ابو یحییٰ عبدالحق کے لڑکے تلمسان چلے آئے کیونکہ سلطان کے دل میں ان کے متعلق چغلی کے باعث کینہ تھا پس وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے پھر انہوں نے سلطان سے رحم کی درخواست کی اور اسے راضی کرنا چاہا تو وہ راضی ہو گیا۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم اور حکومت میں اپنے مقام پر واپس چلے جائیں اور امیر ابو عامر کو بھی اطلاع پہنچ گئی جب کہ وہ ریف میں اپنے پڑاؤ میں تھا، پس اس نے راستے میں ان کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے باپ کو راضی کرے گا۔

اس نے 695ھ میں ملویہ کی وادی قطف میں انہیں روکا اور قتل کر دیا۔ سلطان کو جب اس کی اطلاع مل گئی تو وہ پریشان ہو گیا اور اسے بیٹے کی عہد شکنی، اس کے فعل اور ناراضگی سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے خود دور کر دیا، پس وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بلاد الریف میں پہنچ گیا پھر جبل غمارہ کی طرف چلا گیا۔ اب ہمیشہ ان کے درمیان دھتکارا ہوتا رہا۔ اس کے باپ کی فوجیں بیٹے میمون بن درواد حشمی کی نگرانی اور پھر یوسف بن الولاد کی

گرانی کے لیے تامیمونت میں اس سے جنگ کی اور اس نے کئی بار ان پر حملہ کیا۔ آخری حملہ 698ھ میں یزریکن پر کیا۔ ان کی حکومت کے مورخ الرحیی نے بیان کیا ہے کہ جبل غمارہ سے اس کا خروج 294ھ میں ہوا اور اس کے بعد اس نے امیر ابو یحییٰ کی اولاد کو 695ھ میں قتل کیا، اس نے ان کی بغاوت کی جگہ پر ان سے لڑائی کی اور انہیں قتل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جبال غمارہ میں بنی سعید میں 698ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے اعضاء فاس میں لائے گئے، اسے باب الفتوح میں اس کی قوم کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس نے دولڑکے پیچھے چھوڑے جنہیں ان کا دادا سلطان لے گیا جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۳۳

تلمسان کا بڑا محاصرہ ہوتا ہے اور اس کے دوران ہونے والے واقعات کا بیان

عثمان بن یغمر اسن نے 689ھ میں سلطان کے چلے جانے اور طاغیہ اور ابن الاحمر کی اس کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد اپنی توجہ ان دونوں کی حکومت کی طرف پھیر دی۔ اس نے 692ھ میں اپنی حکومت کے پروردہ بن بریدی کو طاغیہ کے پاس بھیجا اور طاغیہ نے اُسے اپنی قوم کے بڑے ایلچی الریک ریکس کے ساتھ بھیجا پھر اس کے خواص میں سے الحاج مسعود اس کے پاس واپس آیا اور یوں دونوں کی دوستی ہو گئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لیے ایسا کیا لیکن سلطان نے اسے اپنے پر زیادتی سمجھا اور اپنے دل میں اس کے لیے کینہ رکھا یہاں تک کہ وہ اندلس کے معاملے سے فارغ ہو گیا۔

طاغیہ شانجہ کی وفات

طاغیہ شانجہ اپنی حکومت کے گیارہویں سال 693ھ میں فوت ہو گیا۔ 694ھ میں سلطان اندلس کے حالات کے مشاہدہ کے لیے طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تو سلطان ابن الاحمر اس کے پاس آیا، طنجہ میں اس سے ملاقات کی مواخات کو اس سے مستحکم کیا۔ جب اُسے اندلس کے حالات کے پرسکون ہونے کا یقین ہو گیا تو ابن الاحمر ان تمام سرحدوں سے دستبردار ہو گیا جن پر طاغیہ کا قبضہ تھا۔ اب اس نے تلمسان سے لڑائی کی ٹھان لی اس سے قبل ثابت بن مندیل مغراوی ابن یغمر اسن کے خلاف فریادی بن کر اور اس کی قوم سے کمک مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے پناہ دی۔ لوگوں کو 692ھ میں قحط نے آلیا اور ایک سال وہ تکلیف برداشت کرتے رہے اور کمزور ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم کیا اور بافراغت نعمتیں دیں، لوگ اپنی پہلی خوشحالی کی طرف واپس آگئے۔ 694ھ میں امیر مغراوہ ثابت بن مندیل، عثمان بن یغمر اسن سے مدد مانگنے کے لیے اس کے پاس گیا تو اس نے اپنی قوم کے بڑے آدمی موسیٰ بن ابی حمو کو ثابت بن مندیل کے بارے میں سفارشی بنا کر تلمسان کی طرف بھیجا، عثمان نے اسے نہایت بُری طرح ذلیل کر کے واپس کیا اور نہایت برا جواب دیا، پس اس نے اس کے بارے میں انہیں دوبارہ پیغام بھیجا مگر وہ اصرار میں بڑھ گئے تو اس نے ان کے ملک سے لڑائی کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لیے تیاری کی۔ 694ھ میں تیار ہو کر وہ بلاد تادریرت تک پہنچ گیا جو بنی مرین اور بنی عبدالواد کی ملحقہ سرحد ہے۔ اس کی ایک جانب سلطان ابو یعقوب کا عامل تھا اور دوسری جانب عثمان بن یغمر اسن کا عامل تھا پس سلطان نے ابن یغمر اسن کے عامل کو نکال دیا اور اس عہد میں جو قلعہ وہاں موجود ہے، اس کی حد بندی کی اور خود اس کی ذمہ داری لی۔ وہ صبح و شام کاریگروں کو وہاں لے جاتا، اسی سال کے ماہ رمضان میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی اس نے اور اسے اپنے ملک کی سرحد بنایا۔ وہاں بنی عسکر کو اس کی حفاظت اور اس کے شگافوں کو بند کرنے کے لیے اتارا، ان پر اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو امیر مقرر کیا اور اُلٹے پاؤں الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔

تلمسان سے لڑائی

پھر وہ 695ھ میں فاس سے تلمسان کی طرف لڑائی کرنے گیا اور وجدہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور مسیفہ اور الزغادة پر متغلب ہو گیا پھر وہ ندرومہ تک پہنچ گیا اور چالیس روز تک اس سے جنگ کی، منجنیق کے ساتھ اس پر پتھراؤ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی مگر وہ وہاں سے سر نہ کر سکا۔ آخر وہ عید الفطر کے دوسرے روز وہاں سے چلا گیا پھر اس نے 696ھ میں تلمسان سے جنگ کی۔ عثمان بن یغمراسن اس کی مدافعت کے لیے نکلا، تو اس نے اُسے شکست دی اور اسے تلمسان میں روک دیا۔ پھر وہ اس کے میدان میں اترا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا، کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا پھر وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ اس سال کی عید الاضحیٰ کی قربانی اس نے تازی میں ادا کی، وہاں ابی ثابت بن مندیل کی پوتی کی شادی کی۔ اس نے وہاں سے باہر جیرۃ الزیتون میں اپنے دادے کے قتل ہونے سے پہلے رشتہ داری کی تھی جسے بنی ورتاجن کے ایک آدمی نے ایک خون کے بدلے میں قتل کیا تھا، پس سلطان نے اس کے قاتل سے اس کا بدلہ لیا، اپنی پوتی کی شادی کی اور قصر تازی بنانے کا اشارہ کیا اور 698ھ کے شروع میں فاس واپس آ گیا۔ وہ پھر مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا پھر فاس کی طرف پلٹ آیا آخر جمادی الاوّل میں تلمسان سے لڑائی کرنے گیا اور وجدہ سے گزرا۔ اس نے اس کے بنانے اور اس کی فصیلوں کو مضبوط کرنے کا حکم دیا اور وہاں ایک قصبہ، رہایشی گھر اور مسجد بنائی، وہ پھر تلمسان کی طرف بڑھا، اسکے میدان میں اترا اور اس کی فوجوں نے چاند کے ہالے کی طرح اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں ایک بہت بڑی دور مار کمان نصب کی جس کا نام قوس الزیار تھا جسے کاریگروں اور انجینئروں نے مہلت سے بنایا، اُسے گیارہ خچروں پر لادا جاتا تھا، پھر بھی وہ تلمسان کو فتح نہ کر سکا تو 708ھ کے شروع میں وہاں سے چلا گیا اور وجدہ سے گزرا۔ پس اس نے وہاں اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کی نگرانی کے لیے بنی عسکر کی فوج اتاری جیسا کہ وہ تاوریرت میں اس کی نگرانی کرتے تھے۔ اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ یغمراسن کے علاقوں میں اس کے راستوں کو خراب کرنے اور انہیں تنگ کرنے کے لیے غازی بھیجیں۔ وہ اپنے ساتھی کی مدد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنا ایک وفد امیر ابو یحییٰ کے پاس اپنی بقیہ قوم کے لیے اس شرط پر امان طلب کرنے کے لیے بھیجا کہ وہ اسے اپنے شہر کی قیادت پر قبضہ دیں گے اور سلطان کی اطاعت اختیار کریں گے لہٰذا اس نے ان کے لیے اس قدر خرچ کیا کہ وہ راضی ہو گئے اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اہل تاوونت نے ان کا اتباع کیا۔ اس نے پھر ان کے تمام مشائخ کو سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اس کے دارالخلافے میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے التجا کی کہ وہ انہیں اپنے اور ان کے دشمن ابن یغمراسن کے قبضے سے چھڑانے کے لیے ان کے بلاد پر حملہ کرے انہوں نے اس کے سامنے اس کے ظلم و جور کو بیان کیا نیز یہ بھی بتایا کہ جب سلطان اس کام کے لئے کھڑا ہو گا تو وہ ان بلاد کی حفاظت سے درماندہ ہو جائے۔

☆☆☆

باب: ۱۳۴

تلمسان کا پھر بڑا محاصرہ اور اس دوران رونما ہونے والے واقعات کی روداد

جب سلطان نے تلمسان پر حملہ کرنے اور اسکا طویل محاصرہ کرنے کا عزم کر لیا تا کہ اس پر فتح پائے اور اسے سیدھا کر دیا تو اُسے یقین ہو گیا کہ اسے اس کام سے کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنی فوج کو مکمل طور پر اکٹھا کرنے کے بعد رجب 698ھ میں فاس سے اٹھا، اس نے اپنی قوم میں لڑائی کا اعلان کیا، اپنی فوجوں سے ملا، انہیں خوب عطیات دیئے، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور پوری تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا۔ دو شعبان کو وہ تلمسان کے میدان میں اترا اور وہاں پڑاؤ کر لیا، اس کی چھاؤنی اس کے صحن میں متحرک ہو گئی، اس نے عثمان بن یغمراسن اور اس کی قوم کے محافظوں

کو روک دیا اور اس کی تمام آبادی کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنادی پھر اس کے پیچھے ایک بہت گہری خندق کھودی اور اس کے دروازوں اور شگافوں پر پہرے دار مقرر کر دیئے۔ اس نے اپنی فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لیے بھیجا تو وہ اس میں گھس گئے، انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے وسط شعبان میں ان کے مشائخ کو بھیجا۔

وہران کا محاصرہ

اس نے پھر وہران کے محاصرہ، میدانوں کی تلاش اور شہروں سے لڑائی کرنے کے لیے اپنی فوجوں کو بھیجا پس انہوں نے جمادی الآخر 699ھ میں مازونہ اور اس کے بعد شعبان میں تنس اور رمضان میں تالموت، قصبات اور تامزردکت پر قبضہ کر لیا، اسی مہینے میں وہران فتح ہوا اور اس کی فوجیں جہات میں چلی گئیں۔ یہاں تک کہ بجایہ پہنچ گئیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور نواح کے لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب چھا گیا۔ اس نے مغراوہ اور توجین کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان میں اس کی فوجوں نے گشت کی، اس کے دوستوں نے انہیں مغلوب کر لیا اور ملیانہ، مستغانم، شرشال، بطحاء، وانشریس، المریہ اور تافرکنیت جیسے شہروں میں داخل ہو گئیں۔

بغاوت کرنے والے زیری کی اطاعت

آخر کار برشک میں بغاوت کرنے والے زیری نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی، اس نے اطاعت کنندوں سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان کے پیچھے موحدین نے افریقہ سے ملوک بجایہ اور ملوک تونس کو اس سے خوف زدہ کیا تو انہوں نے اس سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اسے تحائف وغیرہ دے کر اس سے ملاطفت کی، جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے دیارِ مصر کے ترکی بادشاہ سے گفتگو کی، اُسے تحائف دیئے اور بات چیت کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ وہ اس دوران میں لڑائی سے کنارہ کشی کر کے محاصرے کو لمبا کرنے اور تنگ کرنے کی نیت کیے ہوئے تھا، ہاں چند یوم اس نے جنگ بھی کی۔ ابھی اسے غلہ دینے والوں پر شدید عذاب نازل کرنے، پوشیدہ طور پر انہیں خوراک پہنچانے والوں کی گھات لگانے پر چار پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ اس نے گرداگرد فصیلوں کے شامیانوں کو اپنے حکم کا سہارا بنا لیا پس ان کی طرف خیال بھی نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی وہاں پر اس کے قیام کی مدت میں خرابی پہنچ پاتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک سو ماہ کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے چھاؤنی کے خیمہ کی جگہ پر اپنی رہائش کے لیے ایک محل کی حد بندی کی اور وہاں نماز کے لیے ایک مسجد بنائی پھر اس کے اردگرد فصیل بنائی اور لوگوں کو مکان تعمیر کرنے کا حکم دیا، انہوں نے وسیع مکانات، کشادہ منازل اور شاندار محلات تعمیر کیے، باغات بنائے اور نہریں جاری کیں اس نے 702ھ میں اس کے گرداگرد فصیل بنانے کا حکم دیا اور اسے شہر بنا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑے بڑے وسیع، آباد اور گرم بازار اور بھرپور عمارت اور مضبوط شہروں میں بن گیا۔ اب اس نے حمام اور شفاخانے بنانے کا حکم دیا اور ایک جامع مسجد بنائی جس کے لیے بلند اذان گاہ تعمیر کی، وہ شہروں کی مساجد میں سب سے بھرپور اور بڑی مسجد تھی جس کا نام اس نے منصورہ رکھا۔ اس کی آبادی جلد بڑھ گئی اور بازار چالو ہو گئے، آفاق سے تاجر وہاں سامان لے کر آنے لگے۔ وہ جنوب کا ایک بے مثال شہر تھا یعنی آل یغمراسن نے اس کی وفات اور اس کی فوجوں کے چلے جانے پر اسے برباد کر دیا حالانکہ اس سے قبل بنوعبدالواد تباہی کے کنارے پر تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اللہ کی مہربانی نے انہیں آ لیا جس کی شان یہ ہے کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنسنے والوں سے آن ملتا ہے۔

☆☆☆

باب: ۱۳۵

بلادِ مغراوہ فتح ہوتا ہے اور اس دوران پیش آنے والے واقعات کا بیان

جب سلطان نے تلمسان میں پڑاؤ کیا، بنی عبدالواد کے نواح پر غالب آ گیا اور ان کے شہروں کو فتح کر لیا تو وہ مغراوہ اور بنی توجین کے

مقبوضات کی طرف بڑھا۔ وہ ثابت بن مندیل سلطان کے دارالخلافہ فاس میں 694ھ میں اس کے پاس گیا اور اپنی پوتی کا اس سے رشتہ کیا تو اس نے اسے اس کا ذمہ دار بنا دیا۔ ثابت ان کی حکومت میں اپنے ایلچی کے فرائض ادا کرتے ہی وفات پا گیا تو سلطان نے اس کی پوتی سے 696ھ میں شادی کی جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

جب سلطان نے بنو عبدالواد کے مال پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی فوجوں کو بلاد مغراوہ کی طرف بھیجا اور بنی ورتاجن کے عظماء میں سے علی بن محمد کو ان کا سالار مقرر کیا، پس انہوں نے میدانوں پر قبضہ کر لیا، مغراوہ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھگا دیا اور سلطان کے رشتے دار راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے ملیانہ میں پناہ لی۔ اب انہوں نے ملیانہ میں اس سے لڑائی کی پھر انہوں نے 699ھ میں اُسے امان دے کر اتارا اور اسے سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اسے تپاک اور عزت سے ملا اور اُسے اس کے دیگر رشتہ داروں سے ملا دیا پھر انہوں نے تدلس، مازونہ اور شرشال کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے بلاد میں سے برشک کے باغی زیری بن حماد نے اطاعت اختیار کر لی، اس نے ان پر اور ان کے تمام بلاد پر عمر بن ویفرن بن مندیل کو امیر مقرر کیا، پس اس بات سے راشد بن محمد ناراض ہو گیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس کا حق دار سمجھتا تھا اور یہ کہ اس کی بہن سلطان کی پسندیدہ لونڈی تھی۔ عمر بن ویفرن نے اپنی قوم کی امارت کے بارے میں حسد کیا، جبال متیجہ میں چلا گیا اور وہاں سلطان کے جو عمال اور فوج وہاں تھی، اس پر حملہ کر دیا۔ اس کی قوم کے مریض دل لوگ اس کے پاس آ گئے اور اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

مازونہ والوں کی بغاوت

انہوں نے اہل موزونہ سے سازباز کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور ربیع الاول 700ھ میں انہوں نے اُسے اپنی امارت پر قابض کروا دیا پھر عمر بن ویفرن نے اس کی از مور کی چھاؤنی میں شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا۔ سلطان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کی فوجیں بھیجیں اور علی بن حسن بن ابی الطلاق کو اپنی قوم بنی عسکر پر، اور علی بن محمد الخیری کو اپنی قوم بنی ورتاجن پر سالار مقرر کیا دونوں کو آپس میں مشورہ کا حکم دیا۔ ان دونوں کے ساتھ اپنی حکومت کے پروردہ علی الحسانی اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی کو بھی شامل کیا جو بنی توجین کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا، مغراوہ پر محمد بن عمر بن مندیل کو سالار مقرر کیا اور اسے بھی ان کے ساتھ شامل کیا۔ انہوں نے راشد کی طرف مارچ کیا اور جب اس نے فوجوں کو دیکھا تو وہ اپنے مغراوہ مددگاروں کے ساتھ بوسعید کے پہاڑ میں فرار ہو گیا۔ اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں علی اور حمو کو مازونہ میں اتارا اور انہیں شہر کو کنٹرول کرنے کا حکم دیا وہ خود پہاڑ پر سے ان کی نگرانی کرنے لگا۔ سلطان کی فوجوں نے بلادِ مغراوہ میں آ کر اس کے میدانوں پر قبضہ کر لیا، مازونہ میں قیام کیا اور اس کے میدان میں اپنی چھاؤنی میں متحرک ہو کر اس کی ناکہ بندی کر دی۔ علی اور اس کی قوم نے بنی مرین کے پڑاؤ پر اچانک حملہ کرنے کو غنیمت جانا پس انہوں نے 701ھ میں ان پر شب خون مارا اور پڑاؤ منتشر ہو گیا۔ علی نے محمد بن الخیری کو گرفتار کر لیا۔ لیکن پھر وہ اس کے سامنے ڈٹ گئے اور پڑاؤ پھر اپنے محاصرے کی جگہ پر آ گیا، ان کی حالت خراب ہو گئی تو حمو بن یحییٰ سلطان کے حکم کے مطابق ان کے پاس گیا انہوں نے اسے اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا، پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترا تو انہوں نے اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا تو وہ راشد کو مانوس کرنے کے لیے جو اپنے پہاڑ میں بغاوت کیے ہوئے تھا، اس کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا اور 703ھ میں بزور قوت وہاں کے باشندوں پر حملہ کر دیا، اب ان میں سے ایک عالم مر گیا اور ان کے سر سلطان کے دارالخلافے میں لائے گئے، انہیں محصور شہر کی خندقوں میں لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور لڑائی بند کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو بلادِ مشرق پر امیر مقرر کیا اور اسے سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔

راشد سے لڑائی

اب راشد نے بنی بوسعید کے اپنے قلعے سے جنگ کی، ایک شب راشد نے ان کے پڑاؤ پر شب خون مارا تو وہ پراگندہ ہو گئے اور اس نے بنی مرین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا جس سے سلطان کو دکھ ہوا۔ اب اس نے اپنے چچا یحییٰ کے بیٹوں علی اور حمو کو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ

قید تھے، انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا، انہیں تنوں پر چڑھا دیا گیا اور انہیں تیر مارے گئے۔ اس کے بعد راشد اپنے قلعے سے اتر آیا اور میتجہ چلا گیا۔ منیف بن ثابت اور مغراوہ کے اوباش لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ اپنے امیر محمد بن عمر بن مندیل کے پاس چلے گئے جسے سلطان نے ان کا امیر مقرر کیا تھا پھر راشد اور منیف سے ثعالبہ اور ملیکش کے خوارج نے کھلم کھلا لڑائی کی، امیر ابو یحییٰ دوبارہ اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور ان کے پہاڑوں میں ان کے ساتھ جنگ کی، انہوں نے مصالحت کی خواہش کی تو سلطان نے ان سے مصالحت کر لی اور منیف بن ثابت اپنے بیٹوں اور خاندان کے ساتھ اندلس چلا گیا، وہ آخری دنوں تک وہیں رہے۔ راشد بلاد موحدین میں چلا گیا اور محمد بن عمر بن مندیل 705ھ میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی بہت عزت کی، یوں بلادِ مغراوہ درست ہو گئے اور سلطان ان کا خود مختار حاکم بن گیا، اس نے ان کی طرف عمال کو بھیجا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک وہ 706ھ میں فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۳۶

علاقہ توجین کی فتح اور دیگر واقعات کا بیان

جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے لڑائی کرنے کے لیے اس کا گھیراؤ کر لیا اور بنی عبدالواد پر متغلب ہو گیا تو بلادِ توجین پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا، عثمان بن یغمراسن نے انہیں ان کے مواطن میں مغلوب کر لیا تھا اور جبل وانشریس پر قبضہ کر لیا تھا۔ 701ھ میں وہ بنی عبدالواد میں حکومت اور عزل اور ٹیکس لینے میں متصرف ہو گیا تھا۔ سلطان نے اُسے بطحاء کی تعمیر کا حکم دیا جسے محمد بن عبدالقوی نے برباد کر دیا تھا تو اس نے اسے تعمیر کر دیا اور مشرق کی جہت میں دور تک چلا گیا وہ پھر اپنے بھائی کے دارالخلافے کی طرف پلٹا اور 702ھ میں بلادِ بنی توجین پر حملہ کر دیا بنو عبدالقوی صحرا میں اپنے مضافات میں بھاگ گئے اور وہ جبل وانشریس میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں قلعوں کو مسمار کر دیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر 703ھ میں تافرکنیت کے باشندوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے بعد ازاں اس کی اطاعت توڑ دی۔ پھر المریہ کے باشندوں نے سلطان کو اپنی اطاعت بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کا قصبہ بنانے کا اشارہ کیا، اس کے بعد عبدالقوی نے غور وفکر کیا تو سلطان کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ وہ 703ھ میں اس کے شہر منصورہ میں اس کے پاس گئے جب اس نے تلمسان کا گھیراؤ کیا ہوا تھا تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا، ان کی سابقت کا لحاظ کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر کے انہیں جاگیریں دیں۔ علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور 704ھ میں اسے المریہ کے قصبے مکمل ہو گیا۔ اس دوران میں علی بن الناصر فوت ہو گیا تو اس نے محمد بن عطیہ اصم کو ان کا امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے 706ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر آمادہ کیا، وہ وطن سے نکل گئے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۳۷

زناتہ سے تونس اور بجایہ کے افریقی امراء کی خط وکتابت کی روداد

ملوک افریقہ بنی ابی حفص کے اہل مغرب کے زناتہ بنی مرین اور بنی عبدالواد کے ساتھ بڑے پرانے تعلقات تھے، یغمراسن اور اس کے بیٹے

ان کی معروف اطاعت و بیعت کرتے تھے اور امیر ابوزکریا بن عبدالواحد کو تلمسان پر حملہ کرنے اور وہاں پر یغمر اسن کو امیر مقرر کرنے سے وہ اپنے منابر پر اُن کی دعوت دیتے تھے، مسلسل ان کا یہی حال رہا۔ اسی طرح بنی مرین کے ساتھ بھی ان کے تعلقات اور دوستانہ تھا کیونکہ بنو مرین اپنی امارت کے آغاز سے ہی امیر ابوزکریا سے گفتگو کرتے تے، جن بلاد پر جیسے مکناسہ، قصر اور مراکش پر وہ متغلب ہوتے تھے ان کی بیعت بھی اسے بھیجتے تھے۔ المستنصر اور یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے لے کر اس کی ان سے مخلصانہ دوستی تھی، وہ حاکم مراکش کے خلاف بطور مدد انہیں مال اور تحائف دیتے تھے۔ ہم نے اس سفارت کا ذکر کیا ہے جو 665ھ میں دونوں کے درمیان ہوئی تھی یعنی یعقوب نے عامر بن ادریس، عبداللہ بن کندوز اور محمد الکنانی کا وفد بھیجا تھا اور اس کے بعد المستنصر نے 667ھ میں موحدین کے سردار یحییٰ بن صالح الہنتاتی کو موحدین کے مشائخ کے وفد کی صورت میں اس کے پاس قیمتی تحفے دے کر بھیجا تھا پھر 679ھ میں الواثق نے اپنے بیٹے قاضی بجایہ ابوالعباس احمد القاری کو قیمتی تحائف دے کر بھیجا، مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ آل ابی حفص کی حکومت کمزور ہوگئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا بن امیر ابی اسحٰق بن یحییٰ بن عبدالواحد اپنے تلمسان کے گھونسلے سے اڑ کر عثمان بن یغمر اسن کے گھونسلے میں چلا گیا اور بجایہ کے قریب ہوکر 683ھ میں اس پر قابض ہوگیا۔ اس نے قسنطینہ اور بونہ کو بھی شامل کر لیا اور ان دونوں کو اپنی حکومت کی عملداری بنالیا عثمان بن یغمر اسن اس کے اپنے ملک سے فرار ہونے پر متاسف ہوا کیونکہ اُسے اس کے چچا ابوحفص حاکم تونس کی دعوت سے وابستہ رہنا لازم تھا۔ پس اُسے یہ بات گراں گزری، اس نے اسے ناپسند کیا اور مسلسل یہی حالت قائم رہی۔

یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کرتا ہے

جب سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کے لیے آیا تو اس نے اس کے میدان میں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کیں اور اپنی فوجوں کو شہروں اور جہات کو نگلنے کے لیے بھیجا۔ موحدین نے بھی اپنے اوطان کے بارے میں اس سے خوف محسوس کیا۔ امیر ابوزکریا تدلس کی جہات میں اس کے دارالخلافے اور اس کی عملداری کا حمایتی تھا اور راشد بن محمد نے بھی سلطان ابو یعقوب سے علیحدہ ہو کر اس سے رابطہ کیا پھر اس کے تعاقب میں ان جہات میں فوجیں آ گئیں تو موحدین کی فوج نے 699ھ جبل الزاب کی جانب حملہ کیا، پس انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اس پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو قتل کیا اور لگاتار ان میں قتلام ہوتا رہا۔ برسوں تک ان کی ہڈیاں ان کے مقتل میں عبرت کے طور پر باقی رہیں۔ اب امیر ابوزکریا بجایہ واپس آ کر محصور ہوگیا اور اسی واپسی پر ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اور امیر زواودہ کے درمیان عثمان بن سباع بن یحییٰ بن دریر بن مسعود البلاط کے مقرر کرنے پر ناراضگی ہوگئی، پس وہ 701ھ کے آخر میں سلطان کے پاس گیا، اسے بجایہ کی حکومت کا لالچ دیا اور اس پر حملہ کرنے کے لیے اس سے مدد مانگی پس اس نے اپنے بھائی امیر ابویحییٰ کو جہاں وہ مغراوہ، ملیکش اور ثعالبہ سے برسر پیکار تھا، اشارہ کیا کہ وہ موحدین کی عملداریوں پر حملہ کر دے۔ اب عثمان بن سباع اور اسکی قوم اس کے آگے آگے راستہ تلاش کرتے چلے یہاں تک کہ امیر ابویحییٰ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ سے آگے گزر گیا اور بجایہ کے مضافات میں اوطان سدویکش میں تاکرارت میں اترا۔ اس نے بلاد سدویکش پر جھانکا اور الٹے پاؤں آ گیا، پس اس کی فوجوں نے بجایہ کے میدان کو پامال کر دیا جہاں پر امیر خالد بن یحییٰ موجود تھا۔ اس نے ایک دن ان سے کھلم کھلا لڑائی کی جس میں سلطان ابوالبقاء کے مددگاروں نے اپنے دلوں اور اپنے سلطان کے معاملے کو آشکارا کر دیا۔ اس نے سلطان کے باغ جسے بدیع کہتے تھے، کے متعلق حکم دیا تو اس نے اسے برباد کر دیا، وہ نہایت ہی پر رونق اور گھنا باغ تھا۔ وہ پھر شہروں پر قبضہ کر کے اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور موحدین کے مضافات سے اعراض کیا۔ اس زمانے میں تونس کا والی محمد بن المستنصر تھا جس کا لقب ابوعصیدہ بن یحییٰ الواثق تھا، اس نے اپنی حکومت کے شیخ الموحدین محمد بن اکماز یر کو جو دوستی اور رابطہ کے معاملات مضبوط کرنے والا اور سلف کے تعلقات کو مستحکم کرنے والا تھا، سلطان کے پاس بھیجا، پس وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ شعبان 704ھ کو گیا۔ حاکم بجایہ امیر ابوالبقاء خالد نے اس سے بات چیت کی اور اسی طرح اس نے بھی حکومت کے مشائخ کو بھیجا اور سلطان نے ان کی آمد و رفت پر ان سے حسن سلوک کیا، پھر 704ھ میں ابن اکماز یر واپس لوٹا اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین اور سلطان کا مصاحب ابوعبداللہ بن یرزیکن بھی عظمائے موحدین کے وفد میں شامل تھا۔ حاکم بجایہ نے اپنے حاجب ابو محمد الرخامی اور اپنی حکومت کے شیخ الموحدین عیاد بن سعید عثمن کو بھیجا، یہ سب 3 جمادی الاول کو سلطان کے پاس گئے تو سلطان نے ان کی بہت عزت

افزائی کی، انہیں اپنے گھر میں اپنے آپ تک پہنچایا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت دکھایا پھر انہیں محلات و باغات میں آرائش وزیبائش کرنے کے بعد گھمایا تو ان کے دل جلال وعظمت سے لبریز ہو گئے۔ اس نے پھر انہیں مغرب کی طرف بھیجا تا کہ وہ فاس اور مراکش میں بادشاہ کے محلات کا چکر لگائیں اور اپنے سلف کے آثار کا مشاہدہ کریں۔ اس نے عمالِ مغرب کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں خوب تحفے دیں اور ان کی حد درجہ تعظیم وتکریم کریں پس انہوں نے اس بارے میں حد کر دی۔ وہ جمادی الاول کے آخر میں اس کے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گئے اور اپنی پیامبری اور اپنے وفد کی عزت افزائی کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ اس کے بعد ان کے ملوک نے 705ھ میں دوبارہ سلطان سے خط وکتابت کی، پس ابوعبداللہ بن اکماز تونس سے اور عیاد بن سعید بجایہ سے گیا اور سلطان نے اپنے ایلچی کے ساتھ جو اس کے دارالخلافہ کا مفتی تھا، فقیہ ابوالحسن تونسی اور علی بن یحییٰ البرکشی کو بھیجا۔ یہ دونوں ایلچی اس کے بحری بیڑے کی مدد کا مطالبہ کرنے گئے تھے پس انہوں نے اپنی پیامبری کا فرض ادا کیا اور 705ھ میں واپس لوٹ آئے۔ اس کی خبر موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ المزدوری نے پہنچائی اور اس کے متصل ہی حسون بن محمد بن حسون مکناسی کی آمد بھی ہوئی جو سلطان کا پروردہ تھا جیسا کہ اس نے اسے ابن عثمٰن کے ساتھ امیر البقاء حاکم بجایہ کے ساتھ بحری بیڑے کے مطالبہ کے لیے خط وکتابت کرنے کو بھیجا تھا، انہوں نے اسے معذرت کے ساتھ واپس کر دیا، انہوں نے اس کے ساتھ عبداللہ بن سلیمان کو بھیجا تو سلطان نے ان کا استقبال کیا اور اپنے عامل دھران کو اشارہ کیا کہ وہ بحری بیڑے کے ارادے کی حد درجہ تکریم کرے پس اس نے اس بارے میں اس کے طریق کو اختیار کیا اور سب نہایت اچھی طرح واپس لوٹے۔ سلطان کو ان کے بحری بیڑے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ بلادِ سواحل سے لڑائی کا وقت گزر چکا تھا، اس نے ان کی ٹال مٹول کے دنوں میں اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ امیر ابوزیان بن عثمان حاکم تلمسان تک بھی خبر پہنچ گئی جس نے 703ھ کے آخر میں اپنے باپ عثمان بن یغمراسن کی وفات کے وقت محاصرہ کے ایام میں بیعت کی تھی۔ موحدین نے اس کے دشمن سلطان یوسف بن یعقوب کی دوستی میں جو کچھ کیا اور اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ جو اس کی مدد کی، اس کی خبر بھی اسے پہنچ گئی تو اس بات نے انہیں غصہ دلا دیا، یغمراسن کے عہد سے ان کے منابر پر جو دعا ہوتی تھی، انہوں نے اسے بند کروا دیا اور ابھی تک انہوں نے اپنی دعوت کو نہیں دہرایا، اس رجوع کے بعد سلطان فوت ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔



باب: ۱۳۸

سلطان کے پاس ترکی امراء کی آمد، مشرقِ اقصیٰ کے ملوک کی خط وکتابت اور تحفے بھجوانا

جب سلطان نے مغرب اوسط کے مقبوضات اور مضافات پر قبضہ کیا تو اطراف کے ملوک، مضافات اور جنگلات کے اعراب نے اسے مبارک باد دی۔ اس کے بعد راستے درست ہو گئے اور مسافر آفاق تک جانے لگے۔ اب اہل مغرب نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے از سرنو عزم کیا اور سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حاجیوں کے قافلے کو مکہ کی طرف سفر کی اجازت دے، ان کا عہد بھی راستوں کی خرابی اور حکومتوں کا برا جاننے کے لحاظ سے اس جیسا ہی تھا، پس اسی اثناء میں کہ سلطان غور وفکر کر رہا تھا کہ اس کے دل میں حرم الٰہی اور روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے ایک نہایت خوش خط مصحف لکھنے کا حکم دیا جسے بہترین کاتب احمد بن الحسن نے لکھا، اس کے حجم کو بڑا بنایا اور ایک شان دار پردے پر کام کیا جس میں موتی اور یاقوت کے گھونگھروں میں پروئے ہوئے سونے کے بہت سے چھلے بنائے اور ان میں چھلے کے درمیان پتھر بنائے جو دوسرے پتھروں سے مقدار، شکل اور خوبصورتی میں بڑھ کر تھے، اس نے پھر بہت سے محفوظ کرنے والے برتن لیے اور اسے حرم شریف کے لیے

وقف کر دیا اور 703ھ میں اسے حاجیوں کے ساتھ بھیجا وہ اس قافلے کے بارے میں فکر مند ہوا لہٰذا ان کے ساتھ زناتہ کے پانچ سو سے زیادہ جانباز محافظوں کو بھیجا اور اہل مغرب کے سردار محمد بن رغبوش کو ان کا قاضی بنایا پھر دیا مصر کے حاکم سے گفتگو کی اور اُسے اپنی مملکت کے مغرب کے حاجیوں کے بارے میں وصیت کی اور اسے اپنے ملک کی بہترین چیزیں تحفہ دیں جن میں خالص عربی گھوڑے اور چار سو سبک رفتار سواریاں بھی تھیں جنہیں مطایا کہا جاتا ہے، یہ بات مجھے اس شخص نے بتائی جسے میں ملا تھا اور جو مغرب کی عمدہ اور ضروری استعمال کی چیزوں کی خوبیاں بیان کرتا تھا۔ وہ انہیں اہل مغرب کے حاجیوں کے ساتھ لے گیا پس انہوں نے اس کے بعد 704ھ میں حج کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ سلطان نے ان کی راہنمائی کے لیے ابوزید غفاری کو مقرر کیا، وہ ماہ ربیع الاول میں تلمسان سے روانہ ہوئے اور اس کے بعد ماہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے اور اولین حاجیوں کے ہراول میں مصحف بردار تھے۔ لبیدہ بن ابی نمی ترکی سلطان سے الگ ہو کر ان کے ساتھ سلطان شریف کے پاس گیا کیونکہ اس نے اس کے دو بھائیوں حمیضہ اور رمیثہ کو ان کے باپ ابی نمی حاکم مکہ کی وفات کے بعد 701ھ میں گرفتار کر لیا تھا، پس سلطان نے اس کی حد درجہ تکریم کی اور اسے مغرب کی طرف بھیج دیا تا کہ وہ اس کی اطراف میں پھرے، حکومت کے نشانوں اور محلات میں گھومے۔ اس نے اپنے عمال کو اشارہ کیا کہ وہ بھی اس کی طرح اس کی تکریم کریں اور اسے تحفے دیں۔ 705ھ میں وہ سلطان کے دارالخلافہ میں واپس آ گیا اور وہاں سے مشرق کو گیا۔ مغرب کے سرداروں میں سے اس کے ساتھ ابوعبداللہ نے حج کے لیے مصاحبت کی اور شعبان 705ھ میں دوسرے حاجیوں کے قافلے کا راہنما ابوزید غفاری بھی پہنچ گیا، اس کے پاس سلطان کے لیے شرفائے اہل مکہ کی بیعت بھی تھی کیونکہ حاکم مصر نے ان کے بھائیوں کو پکڑ کر انہیں ناراض کر دیا تھا۔ جب سلطان نے انہیں ناراض کیا تو اس وقت سے ان کی یہ حالت تھی اور المستنصر بن ابی حفص کے حالات میں اس قسم کے واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ انہوں نے سلطان کو بیت اللہ کے غلاف کا ایک کپڑا دیا جس سے اسے بہت محبت تھی اس نے کپڑے سے جمعہ اور عیدین کے لیے اپنے پہننے کے کپڑے بنائے جنہیں وہ برکت کے لیے اپنے کپڑوں کے درمیان رکھتا تھا۔

حاکم مصر الناصر محمد بن قلادون کو سلطان کا تحفے ارسال کرنا

جب سلطان کے تحائف اس دور کے حاکم مصر الناصر محمد بن قلادون الصالحی کے پاس پہنچے تو اس کے ہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس نے ان کا بدلہ دیا۔ تو اس نے اپنے ملک کے عمدہ کپڑے، عجیب و غریب جنس اور شکل کے جانور جیسے ہاتھی اور زرافے جمع کیے اور انہیں اس کی حکومت کے عظماء میں سے امیر الیلیلی لے کر گیا۔ وہ 705ھ کے آخر میں قاہرہ سے روانہ ہوا اور اس کے بعد ربیع الاول 706ھ میں تونس پہنچ گیا وہاں سے وہ جمادی الآخر میں جدید شہر منصورہ میں سلطان کے دارالخلافہ میں پہنچ گیا۔ سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لیے بھیجا، اس نے امیر الیلیلی اور اس کے ساتھی ترک امراء کی ملاقات کے لیے جشن کیا، انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی غایت درجہ تکریم اور مہمان نوازی کی۔ انہیں دستور کے مطابق عزت افزائی کے لیے مغرب کی طرف بھیجا لیکن اس دوران میں سلطان کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد سلطان نے ایک سال تک ان کی تکریم کی، انہیں بہت اچھی طرح واپس کیا اور عطیات سے ان کے تھیلوں کو بھر دیا۔ وہ ذوالحجہ 707ھ میں مغرب سے روانہ ہوئے۔

اعراب کی لوٹ مار

جب ربیع الاول 708ھ میں وہ بلاد حسن پہنچے تو اعراب نے انہیں صحرا میں روک کر لوٹ لیا۔ پھر وہ مصر کی طرف چلے گئے پھر اس کے بعد انہوں نے مغرب کی طرف دوبارہ سفر کیا اور نہ اس کی طرف منہ کیا اور اس کے بعد کبھی کبھی ملوک مغرب اپنی حکومت کے آدمیوں کو ان کے پاس بھیجتے رہے اور انہیں تحائف دیتے رہے اور وہ بھی بدلہ دیتے رہے لیکن اس گفتگو سے زیادہ کوئی اضافہ نہ کرتے، ان کے عہد کے لوگ اس بارے میں الزام لگاتے تھے کہ جن لوگوں نے انہیں حاکم تلمسان ابوحمو کی سازش سے لوٹا تھا وہ حصین کے اعراب تھے کیونکہ حاکم تلمسان، حاکم مغرب سے حسد رکھتا تھا اور ان کے درمیان پرانی عداوتیں اور کینے پائے جاتے تھے۔

ملک الناصر کی ناراضی

ہمارے شیخ محمد بن ابراہیم الابلی نے مجھے بتایا کہ میں اس وقت سلطان کے حضور حاضر تھا کہ اس کے ملک کا ایک حاجی ملک الناصر کا ایک خط لے کر پہنچا جس میں ان امراء کے بارے میں اور جو تکلیف انہیں اس کے ملک میں راستے میں پہنچی تھی، اس پر ناراضی کا اظہار کیا گیا تھا لیکن ساتھ ساتھ اس نے اپنے ملک کے بلسان کے مخصوص تیل کے دو پیالے، پانچ تیر انداز ترک غلام جو الغز کی پانچ شان دار کمانوں سے جو عری اور عقب کی بنی ہوئی تھیں، سے تیر اندازی کرتے تھے تحفۃً اس کے پاس بھیجے، پس سلطان نے ان تحائف کی نسبت سے جو انہوں نے مغرب کے بادشاہ کو بھیجے تھے، کم سمجھا اس نے پھر قاضی محمد بن حدیہ کو بلایا جو اس کی طرف سے خط لکھا کرتا تھا، اس نے اسے کہا کہ اسی وقت ملک الناصر کو وہ کچھ لکھو جو میں تجھے کہتا ہوں اور کسی حرف کو اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ سوائے اس کے کہ اعراب اس کا تقاضا کرتا ہو اور اسے کہو:

''آپ نے ایلچیوں کے بارے میں اور انہیں راستے میں جو تکلیف پہنچی ہے، اس کے متعلق ناراضی ظاہر کی ہے تو وہ میرے پاس موجود ہیں اور جن کو تکلیف پہنچی ہے اُس کے خوف سے وہ جلدی میں تھے۔ میں نے انہیں اپنے بلاد کے خطرناک راستوں اور جو کچھ اعراب ان میں مصیبتیں پیدا کر سکتے ہیں، ان سے آگاہ کیا ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ ہم مغرب کے بادشاہ کے پاس سے آئے ہیں پس ہم ان لوگوں سے کیسے خوف کھا سکتے ہیں جو اپنے میں دھوکہ خوردہ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کا حکم ہمارے جنگلات کے اعراب میں نافذ ہوتا ہے، اور تحفہ آپ کو واپس کیا جاتا ہے اب رہی بات بلسان کے تیل کی تو ہم صحرائی لوگ ہیں، ہم صرف تیل کو جانتے ہیں اور اسے تیل ہی خیال کرتے ہیں، اب رہے تیر انداز غلام تو ہم نے ان کے ساتھ اشبیلیہ کو فتح کیا ہے اور انہیں تمہاری طرف بھیج دیا ہے تاکہ تو ان کے ذریعے بغداد کو فتح کرے۔ والسلام

ہمارے شیخ نے مجھے بتایا کہ اس وقت لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کا لوٹنا اسی کے حکم سے تھا اور یہ خط اس کے دل کی بات پر دلیل ہے۔ میرا اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے، اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

☆☆☆

باب: ۱۳۹

رئیس سعید کا سبتہ پر قبضہ، ابن الاحمر کی بغاوت اور غمارہ میں عثمان بن العلا کی بغاوت کا بیان

جب سلطان نے سلطان ابن الاحمر کے ساتھ جو فقیہ کے نام سے مشہور ہے، اس کے 692ھ میں طنجہ آنے کے بعد اس کے ساتھ صلح اور دوستی کا پختہ معاہدہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اپنے دشمن کے لیے فارغ ہو گیا تو ابن الاحمر نے اس کی اس دوستی اسے تمسک کیا یہاں تک کہ وہ ماہِ شعبان 701ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اندلس کی امارت کو اس کے بیٹے محمد نے سنبھالا جو مخلوع کے نام سے مشہور تھا لیکن اس کے کاتب ابو عبداللہ بن الحکیم نے جو رندہ کے مشائخ میں مشہور تھا، اس پر قابو پا لیا۔ اس نے اسے اپنے باپ کے دورِ حکومت میں اپنی کتابت کے لیے منتخب کیا تھا لیکن اس نے اس کے امور سے قوت حاصل کی اور اس پر غالب آ گیا، یہ سلطان مخلوع نابینا تھا اور اسے ابن الحکیم کہا جاتا تھا پس اس نے اس پر قابو پا لیا اور اس حد تک خود سر ہو گیا کہ ان دونوں کو اس کے بھائی ابو الجیوش نصر نے 708ھ میں قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ جب اس نے اپنے باپ کے بعد امارت پر قبضہ کیا تو شروع شروع میں اس نے سلطان سے دوستی پختہ کرنے اور اس کے ساتھ معاہدہ کرنے میں جلدی کی لہٰذا اس نے

اپنی حکمرانی کے دور میں اپنے باپ کے وزیر عزیز الدانی اور اس کے وزیر کاتب ابوعبداللہ بن الحکیم کو اس کے پاس بھیجا پس وہ دونوں سلطان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ تلمسان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ وہ انہیں تپاک سے ملا، اس کے لیے محبت و دوستی کے احکام کی تجدید کی اور وہ اپنے بھیجنے والے کے پاس نہایت اچھی طرح واپس آئے۔

اندلس کے پیادے اور تیر انداز سلطان کی مدد کرتے ہیں

سلطان نے انہیں اندلس کے پیادوں اور تیر اندازوں کی مدد دی جو قلعوں سے لڑائی کرنے اور پڑاؤ کرنے کے عادی ہیں۔ وہ اس کی مدد کو دوڑے اور انہوں نے اپنی واپسی پر اپنا حصہ سلطان کی طرف بھیج دیا جو 702ھ میں پہنچ گیا۔ انہیں دشمن کے قتل کرنے اور برباد شدہ شہر میں اجر حاصل تھا پھر محمد بن الاحمر المخلوع کو سلطان کی دوستی میں مفاخرانہ مقابلوں سے کچھ بات معلوم ہوئی تو اس نے ھراندہ بن شانجہ کو اوفونش کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے ساتھ معاہدہ صلح کر لیا، ان دونوں کے درمیان یہ معاہدہ 703ھ کو طے پا گیا۔ اس کی خبر سلطان تک پہنچی تو وہ بہت ناراض ہوا اور 703ھ کے آخر میں ان کا حصہ انہیں واپس کر دیا۔ سلطان کو اس کی خبر ان کے آنے سے ایک سال پہلے مل گئی، حالانکہ انہوں نے لڑائیوں میں بڑی شجاعت اور خونریزی کا مظاہرہ کیا تھا اور اس نے ان سے غم کو پوشیدہ رکھا۔

سلطان سے بچاؤ کے لیے ابن الاحمر کی تیاری

اب ابن الاحمر اور اس کے مددگاروں نے سلطان کی مزاحمت کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے لیے گھات لگانے کی تیاری کی، اس نے اپنے عم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن محمد بن نصر حاکم مالقہ کو اشارہ کیا جو قرابت کے لحاظ سے اس کا مددگار تھا کیونکہ وہ اس کی بہن کا رشتہ دار تھا اور غربیہ کی سرحد میں اس کی وجہ سے بہت طاقتور تھا، پس اس نے اسے سلطان کی اطاعت چھوڑنے، ابن العزفی کے گرفتار کرنے اور ابن الاحمر کی حکومت کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں اہل سبتہ سے سازش کرنے کا اشارہ کیا۔ ابراہیم الفقیہ ابوالقاسم العزفی کے زمانے یعنی 677ھ سے لے کر اہل سبتہ کی امارت اس کے بیٹے ابوحاتم کے پاس تھی اور ابوطالب حکم میں اس کا مددگار تھا مگر اس نے ریاست کی طرف میلان رکھنے اور ابوحاتم کے اپنے بڑے بھائی کے حق کو قبول کرنے کے باوجود گوشہ گمنامی کو ترجیح دی اور اس کے الداعی کے پاس جائے بغیر اس کی بات قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف سرکشی اختیار کر لی پس ایک عرصہ تک دونوں کا معاملہ درست رہا۔ شروع شروع میں ان دونوں کی سیاست میں سلطان کی دعوت سے وابستگی اختیار کرنا، اس کی اطاعت کرنا اور بادشاہ کے محلات میں رہائش سے بچنا، حتی المقدور سلطان کی نخوت سے بچنا شامل تھا پس انہوں نے قصبہ میں اشراف گھرانوں کے قائد عبداللہ بن مخلص کو اتارا اور شہر کے احکام اور اس کے محافظوں کا کنٹرول اسے سپرد کیا، یوں وہ اس وجہ سے سالوں مقتدر رہا پھر یحییٰ بن ابی طالب نے اسے ایک ملوکی طعنے سے ناراض کر دیا، دعوے کی وجہ سے رشتہ داروں میں اس نے اس کے احکام کو روک دیا پھر اس نے اس کے باپ کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا اور اس سے اپنے محافظوں کو عطیات دینے کے لیے ٹیکس کا حساب مانگا۔ اس کے مقام اور انس پر اعتماد کے باعث اس کے پیچھے جو بدظنی اور شک پایا جاتا تھا وہ اس سے غافل رہے اور اس کے باوجود وہ پہلے کی طرح سلطان کی دوستی، اس کی دعوت اور اس کے اوقات میں اس کے پاس جانے کے پابند رہے۔ لیکن جب سلطان سے ابن الاحمر کی دوستی بگڑ گئی تو اس نے سبتہ سے سازش کا معاہدہ کر لیا، یوں اس نے حاکم قصبہ کے پوشیدہ غم کی طرف راہ پا لیا۔

حاکم مالقہ کی ساز باز

پس رئیس ابوسعید نے جو مالقہ کی سرحد کا حاکم اور سبتہ میں اس کا پڑوسی تھا، اس سے سازش کی، اس سے بنی العزفی کے ساتھ خیانت کرنے کا وعدہ کیا اور یہ کہ وہ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان کی مصاحبت کرے گا۔ اس کے بعد رئیس ابوسعید بحری بیڑوں کے بنانے، لوگوں کو سرحدوں کے بند کرنے کے لیے جمع کرنے میں لگ گیا، یہ کہ مالقہ کے دشمن گھات میں ہیں، یہ بات بنا کر اس نے انہیں سواروں، پیادوں، تیر اندازوں اور

خوراک سے بھر دیا۔ لوگوں سے اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں نے 27 شوال 705ھ کو سبتہ چھوڑ دیا اور حاکم قصبہ کے مقرر کیے ہوئے وقت کے مطابق اس کے میدان میں لنگر انداز ہو گیا پس اس نے اسے اپنے قلعے میں داخل کر دیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا، اس کی فصیلوں پر اپنے جھنڈے لہرا دیئے۔ اس نے اپنی فوجوں کو یکے بعد دیگرے شہر میں بھیجا تو وہ ہر طرف سے آ گئیں۔ وہ سوار ہو کر بنی العزفی کے گھروں میں گیا اور انہیں اور ان کے والد اور ان کے خواص کو گرفتار کر لیا جب سلطان کو غرناطہ میں یہ خبر پہنچی تو وزیر ابو عبداللہ بن الحکیم پہنچ گیا، اس نے لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور عام انصاف کیا۔ ابن العزفی کو کشتی میں سوار کروا کر مالقہ بھجوا دیا پھر وہ غرناطہ گئے اور ابن الاحمر کے پاس آئے، اس نے ان کی آمد کو بڑا واقعہ قرار دیا اور لوگوں کو ان کی پیشوائی کے لیے بھجوایا، ان کے لیے بڑے بڑے جلسے کیے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بیعت لے کر اپنی پیامبری کا فرض پورا کر دیا۔ انہیں محلات میں اتارا گیا، بہترین وظائف دیے گئے اور وہ اندلس میں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد وہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابو سعید خود مختار ہو گیا

جب ابو سعید سبتہ کی امارت میں خود مختار ہو گیا تو اس نے اس کی اطراف کو درست کیا، اس کی سرحدوں کو بند کیا اور اپنے عم زاد حاکم اندلس کی قوت کو اس کے اکناف میں قائم کیا۔ عثمان بن ابی العلاء بن عبداللہ بن عبدالحق جو مرینی حکومت کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا، وہ اس کی معیت میں مالقہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا امیر بن کر اور اس کی محبت کے تحت ان کی جماعت کا قائد بن کر سمندر پار کر گیا۔ اس نے اسے مغرب کا بادشاہ بننے کے بارے میں ملمع سازی کی، اس سلسلے میں قبائل غمارہ سے گفتگو کی تو وہ متذبذب ہو گئے۔ یہ ساری بات سلطان کو پہنچ گئی جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں تھا، اب وہ غضب ناک ہو گیا، فریادی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابو سالم کو اس شگاف کے بند کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ اس کے پاس فوجیں لیکر آیا اور قبائل ریف اور بلاد تازی سے اسے فوجیں جمع کرنے کا حکم دیا پس وہ جلدی سے وہاں گیا اور اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا، مدت تک وہ اس کا محاصرہ کیے رہا پھر عثمان بن ابی العلاء نے اس پر شب خون مارا تو اس کے پڑاؤ میں کھلبلی مچ گئی، وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ گیا پس سلطان اس سے ناراض ہو گیا، عثمان بن ابی العلاء سبتہ کے نواح اور بلادِ غمارہ میں چلا گیا اور تکیاس کے حاکم کو قائم کرتا اور اپنے لیے دعا کا اعلان کرتا ہوا وہ قصر ابن عبدالکریم تک پہنچ گیا، پس سلطان نے تلمسان کے معاملے میں اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اس لیے کہ اگر اس کی ہلاکت میں قضا و قدر کی رکاوٹ نہ ہوتی تو وہ ہلاکت اور انتشار کے کنارے پر تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۴۰

بنی کمی کا خروج جو بنی عبدالواد سے تھے اور ارض سوس میں ان کی بغاوت

بنی عبدالواد کا یہ قبیلہ بنی علی کے بطون میں سے ہے جو ابن القاسم کی قوم میں سے ہیں، یہ اپنی ریاست میں کندوز کی طرف رجوع کرتے رہے۔ جب زیان، علی بن ثابت بن محمد کی اولاد کا با اختیار امیر بن گیا جو طاع اللہ کی اولاد میں سے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو امارت دی تھی کندوز نے اس کے بارے میں اس سے حسد کیا، اس کی باگ ڈور کے بارے میں اس سے کش مکش کی۔ زیان نے اس کی پوزیشن کو معمولی خیال کیا اور اس کی پرواہ نہ کی لیکن پھر اس کی قوم کے اوباش لوگ اس کے خلاف جمع ہو گئے اور اس سے لڑائی کی ٹھان لی۔ زیان کندوز کے ہاتھوں مارا گیا اور اولاد علی کی امارت جابر بن محمد بن یوسف نے سنبھال لی پھر امارت ان میں سے ایک دوسرے کو منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ دوبارہ ثابت بن محمد کے لڑکے تک گئی، یوں ابو عزہ زکرار بن زیان خود مختار امیر بن گیا، مگر اس کے دن تھوڑے تھے، اولاد بنی کمی اور اولاد طاع اللہ کے درمیان اتحاد پیدا ہو گیا اور

وہ کینوں کو بھول گئے۔ اب طاع اللہ کی امارت یغمراسن بن زیان کے بیٹوں کو مل گئی اور انہوں نے عبدالواد کے تمام قبائل کو اپنے پیچھے چلا لیا۔ یغمراسن نے اپنے باپ زیان کے قاتل کندوز سے بدلہ لینے کی کاروائی کی اور اسے اپنے گھر میں دھوکے سے قتل کر دیا۔

کندوز مارا جاتا ہے

اس نے اسے ایک دعوت میں بلایا اور اپنے باپ کے بیٹوں کو جمع کر لیا جب وہ المنہان سے ایک جگہ پر بیٹھ گیا تو انہوں نے اس کے سر کو اپنی ماں کے پاس بھیجا، اس نے اس سے اپنا دل کو ٹھنڈا کرنے کے لیے چولہے کا تیسرا پایہ بنا کر اس پر ہانڈی رکھ دی، یغمراسن نے بقیہ بنی کندوز سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو وہ اس کے مطالبے کے آگے بھاگ گئے اور بہت دور چلے گئے۔ آخر وہ امیر ابی زکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص سے جا ملے اور کئی سال تک اس کی چوپال میں مقیم رہے۔ وہ اپنی امارت کے بارے میں عبداللہ بن کندوز کی طرف رجوع کرتے تھے پھر انہوں نے صحرائی دور کو یاد کیا تو زناتہ کے قبیلے کے مشتاق ہوئے اور مغرب کو واپس ہوئے۔ وہ اپنے ہمسر بنی مرین سے جا ملے۔ عبداللہ بن کندوز، یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترا تو وہ اس سے نہایت فراخ دلی اور حُسنِ سلوک کے ساتھ ملا، جس سے اس کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا، اس نے اس کی خوشحالی کے متعلق تاکید کی اور اُسے مراکش کی طرف اس قدر جاگیر دی جو اس کو اور اس کی قوم کی کفایت کرنے والی تھی، اس نے انہیں وہاں اتارا اور اس کے اونٹوں اور اونٹنیوں کے لیے چراگاہیں تلاش کرنے کے لیے حسان بن ابی سعید الصبیحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو مقرر کیا جو ان کے رشتہ داروں اور مددگاروں میں سے تھے۔ اس نے عبداللہ سے مہربانی کی، اپنی مجلس میں اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کے بہت سے امور میں وہ اس کے لیے کافی ہو گیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس نے 665ھ میں اُسے اس کے بھائی عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ المستنصر کے پاس بھیجا، یہ بنو کندوز مغرب اقصیٰ میں ٹک گئے اور ان کا یہی حال رہا۔ آخر وہ بنی مرین کے قبائل کے مددگاروں میں شامل ہونے لگے۔

عبداللہ بن کندوز کی وفات

جب عبداللہ بن کندوز فوت ہو گیا تو اس کی امارت اس کے بعد اس کے بیٹے عمر کو ملی۔ جب سلطان یوسف بن یعقوب نے اپنے عزائم کو بنی عبدالواد کی طرف پھیرا، تلمسان سے مقابلہ کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا تو بنو مرین اور ان کے رشتہ داروں نے بنو عبدالواد پر احسان کیا، ان سے حسن سلوک کیا۔ اس پر انہیں غیرت نے گناہ میں لگا دیا اور تکبر نے انہیں آلیا پس ان بنو کندوز نے سلطان کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی ٹھان لی۔ وہ 703ھ میں حاحہ چلے گئے۔ امیر مراکش یعیش بن یعقوب نے 704ھ میں ان سے جنگ کرنے کے لیے فوج جمع کی، انہوں نے تادرت میں اسے سے لڑائی کی اور ان کی مخالفت پر قائم رہے۔ پھر 704ھ میں یعیش اور اس کی فوجوں نے دوسری بار تامطریت میں اس سے جنگ کی اور انہیں ایسی عظیم شکست دی جس نے ان کے بازو توڑ دیئے، ان کی امارت کمزور ہو گئی اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت ازعار اور تاکما میں قتل ہو گئی۔ یعیش بن یعقوب نے بلادِ سوس میں خوب قتلام کیا اور اس کے دار الخلافہ اور ام القریٰ تارودانت کو تباہ و برباد کر دیا جہاں پر عبدالمومن کے سوس پر مقرر کردہ بقیہ امراء میں سے عبدالرحمٰن بن الحسن بن یدر موجود تھا۔ ان کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس کے اور معقلی عربوں اور بنی حسان کے جوانوں کے درمیان جب سے موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوا تھا لڑائی جاری تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی میں یعنی 667ھ میں اس کا چچا علی بن یدر ہلاک ہو گیا کچھ وقت کے بعد اس کی امارت اس عبدالرحمٰن کو مل گئی اور وہ مسلسل ان سے برسرِ پیکار رہے یہاں تک کہ یعیش بن یعقوب نے سوس پر قبضہ کر کے اس کے دار الخلافہ تارودانت کو تباہ و برباد کر دیا، پھر اس کے بعد 707ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے اور اپنے تارودانت کے لوگوں کے معاملے میں غور و فکر کیا، ان بنو یدر کا خیال ہے کہ وہ اس محل میں پہلے عربوں کے دور سے قیام پذیر ہیں اور ہمیشہ سے اس کے امیر ہیں یعنی انہیں اس کی امارت وراثت میں ملتی آ رہی ہے۔

اولادِ عبدالرحمٰن کے شیخ سے ابن خلدون کا ملنا

میں نے سلطان ابی عنان اور اس کے بھائی ابی سالم کے بعد اولادِ عبدالرحمٰن کے ایک بڑے شیخ سے ملاقات کی، اس نے بھی مجھے اس قسم کی

بات بتائی نیز یہ کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں واللہ اعلم۔ بنو کندوز ہمیشہ صحرائے سوس میں بھگوڑے رہے یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا، اس کے بعد انہوں نے دوبارہ بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار کر لی، جو جرم وہ پہلے کر چکے تھے انہیں معاف کر دیا اور انہیں دوبارہ دوستی کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ وہ اس دور تک ان کے خیر خواہ اور مخلص دوست ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۴۱

ابوالملیانی اور مصامدہ کے شیخوں کی وفات تک کے واقعات کا بیان

مغراوہ ثانیہ کے حالات میں ہم ابوالملیانی کی شان، اس کی اولیت اور ملیانہ میں اس کے بغاوت کرنے، اسے رونددنے پھر وہاں سے اپنے لشکر کو ہٹانے اور پھر سلطان بنی مرین یعقوب بن عبدالحق کے پاس چلے جانے کے حالات بیان کر چکے ہیں۔ اس نے اسے جس مقام عزت پر اتارا اس کا بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے اسے کمائی کے ذریعے کے طور پر اغمات کا شہر جاگیر میں دیا تو وہاں وہاں تک گیا لیکن جو کچھ اس نے موحدین کے اعضاء اور قبریں اکھیڑ کر ان کی توہین کی اس سے سلطان اور لوگ اس سے ناراض ہو گئے۔ جب اس نے یہ کام کیا تو مصامدہ نے اس پر حملہ کر کے گھات لگائی۔ جب یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن یعقوب نے اسے مصامدہ کے ٹیکس پر عامل مقرر کیا مگر اس نے اسے جمع کرنے کی سکت نہ پائی تب ان کے مشائخ نے سلطان کے پاس اس کی چغلی کی کہ اس نے اپنے لیے مال کو روک رکھا ہے، انہوں نے اس کا محاسبہ کیا اور اس کے بارے میں چغلی کی تصدیق کی تو سلطان نے اسے قید کر دیا اور اسے دور بھجوا دیا۔ آخر 686ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اب سلطان نے اس کے بھتیجے کو منتخب کر لیا اور اسے اپنی خط و کتابت پر مقرر کیا۔ اس نے اس کے مددگاروں کے ساتھ اس کے دروازے پر قیام کیا۔ اس دوران سلطان مصامدہ کے مشائخ میں سے ہنتاتہ کے سردار علی بن محمد اور کرمتہ کے سردار عبدالکریم بن عیسیٰ پر ناراض ہوا اور اپنے بیٹے امیر علی کو مراکش میں ان کے قید کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے ان دونوں کو بیٹوں اور خواص سمیت قید کر دیا۔ اس بات کو احمد بن الملیانی نے محسوس کیا اور بدلہ لینے میں جلدی کی۔ حکومت کے خط پر سلطانی علامت ہوتی تھی جو ایک کاتب سے مخصوص نہ تھی بلکہ ان میں ہر کوئی جب اپنے خط کو مکمل کر لیتا تو اس پر وہ علامت لگا لیتا، کیونکہ وہ سب کے سب ثقہ اور امین تھے اور سلطان کے ہاں کنگھی کے دندانوں کی طرح تھے۔

امیر مراکش کو احمد بن الملیانی کا خط

اب احمد بن الملیانی نے سلطان کے بیٹے، امیر مراکش کو 698ھ میں اس کے باپ کے حکم کے بارے میں ایک خط لکھا جس میں اس نے اسے مصامدہ کے مشائخ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ وہ انہیں آنکھ جھپکنے کی بھی مہلت نہ دے۔ اس نے اس پر وہ علامت بھی لگائی جس سے احکام نافذ ہوتے تھے اور پھر خط پر مہر لگا دی اور اسے ڈاک کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ خود بچ کر تلے شہر میں چلا گیا، لوگوں نے اس کے معاملے میں تعجب کیا۔ جب سلطان کے بیٹے کو مراکش میں خط ملا تو وہ مصامدہ کے قیدی لوگوں کو ان کے مقتل میں لے گیا۔ اس نے پھر علی بن محمد اور اس کے بیٹوں اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کے بیٹوں عیسیٰ، علی، منصور اور بھتیجے عبدالعزیز کو قتل کر دیا۔ امیر نے اپنے وزیر کو اپنے باپ کے پاس خبر دے کر بھیجا تو اس نے اسے ناراض ہو کر اسی وقت شامل کر دیا اور ایلچی کو، اپنے بیٹے کے قید کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے ابن الملیانی کو تلاش کیا تو وہ گم ہو گیا، تلمسان جا کر اور آل زیان کے ہاں اترا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پھر وہ اسی سال سلطان کے اندلس سے چلے جانے پر اندلس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس دن سے سلطان نے اپنی علامت کے بارے میں اسی پر اکتفا کیا جسے وہ اپنے پروردہ لوگوں میں سے چنتا اور اس کی امانت پر اعتماد کرتا۔

اس نے اس دور میں یہ کام کرنے کے لیے عبداللہ بن ابی مدین کو اپنا خاص آدمی مقرر کیا جو اس کے امورِ مملکت کو سرانجام دیتا تھا، یوں اس کے بعد یہ کام اس دور تک مختص ہو گیا۔

سلطان یعقوب کے بچپن کا زمانہ

سلطان یعقوب اپنے بچپن میں لذات کو ترجیح دیتا تھا اور انہیں اپنے باپ یعقوب بن عبدالحق سے اس کے دینی مقام اور وقار کی وجہ سے چھپاتا تھا۔ وہ شراب نوشی کرتا تھا اور ہمیشہ ہم نشین شراب نوشوں کے ساتھ پیتا تھا۔ فاس کے معاہدہ یہودیوں میں سے خلیفہ بن وقاصہ امراء کے دستور کے مطابق اس کے گھر میں اس کی آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا لہٰذا وہ کئی قسم کی خدمات کی وجہ سے اس کے قریب تھا اسی لیے امیر نے اسے شراب کشید کرنے اور اس کی نگرانی کرنے پر مقرر کر دیا۔ اسے اس وجہ سے اس کے ساتھ خلوت کا موقع بھی ملتا تھا جو قسمت نے اس کے لیے مقرر کر دیا تھا، یہاں تک کہ یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یوسف نے اس کی حکومت کا بار اٹھالیا اور وہ بادہ نوشوں کی بادہ نوشی میں بھی مسلسل اپنے خلوتیں حاصل رہیں، اس وجہ سے ابن وقاصہ اس کی خلوت میں منفرد ہو گیا نیز اس کے وکیل آمدنی و مصارف ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت مزید بڑھ گئی، حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی اور خواص اس سے احکام حاصل کرنے لگے۔ یوں اسے ان کے درمیان وجاہت حاصل ہو گئی اور حکومت کی بڑائی سے اس کی قدر بڑھ گئی۔

ابن خلدون کے شیخ کا بیان

مجھے میرے شیخ الابلی نے بتایا کہ اس خلیفہ کا ایک بھائی، ابراہیم نامی تھا، اس کے علاوہ ایک عم زاد خلیفہ کے نام سے موسوم تھا جسے لوگوں نے صغیر کا لقب دیا تھا کیونکہ وہ اس نام سے چھوٹے مقام کا حامل تھا، بنی السبتی میں اس کی رشتہ داری تھی جن کا سردار موسیٰ تھا۔ وہ آمدنی و مصارف کی ذمہ داری میں اس کا نائب تھا، پس سلطان اپنی جوانی اور کھیل کے نشہ سے ہوش میں نہیں آیا یہاں تک کہ اس نے انہیں اس حال میں پایا جس میں انہوں نے وزراء، شرفا، علماء اور ایک جماعت کو دھوکے سے قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس بات نے اسے پریشان کر دیا اور وہ اس کی نگرانی کرنے لگا۔ اس نے اس کے مخلص دوست عبداللہ بن ابی یدین تک پہنچنے کا راستہ معلوم کر لیا پس اس نے اس کے ہاں ان کا بندوبست کرنے کی راہ نکالی اور اُسے ان پر حملہ کرنے کی راہ بتائی، اس نے ان پر ایک ہی زبردست حملہ کیا اور وہ شعبان 701ھ میں تلمسان کے محاصرہ میں اس کے پڑاؤ میں قید ہو گئے۔ اس نے آزمائش میں ڈالنے کے بعد خلیفہ کبیر، اس کے بھائی ابراہیم اور موسیٰ بن السبتی اور اس کے بھائیوں کو قتل کر دیا، ان کا مثلہ کیا اور ان کے خواص و اقارب اور رشتہ داروں پر بھی مصیبت گئی، ان میں سے کوئی باقی نہ بچا۔ اس نے ان میں سے خلیفہ اصغر کو اس کی حقارت کے لیے باقی رکھا یہاں تک کہ اس نے جن لوگوں کو بعد میں قتل کیا ہم ان کا ذکر کریں گے، اس کے علاوہ ان کے بقیہ لوگوں کی توہین کی، یوں حکومت ان کی گندگی سے پاک ہو گئی اور اس سے ان کی ریاست کی بُرائی دُور ہو گئی۔ والامور بیداللّٰہ سبحانہ۔

☆☆☆

باب: ۱۴۲

سلطان کی وفات

سلطان کے مددگاروں اور خواص میں ابوالعلیانی کے آختہ غلاموں میں سے ایک غلام سعادت نامی تھا، وہ سلطان کے پاس اس وقت آتا جب وہ خود مرائش کا عامل بنا تھا۔ وہ پرلے درجے کا جاہل اور غبی تھا لیکن سلطان آختہ غلاموں کو اپنے اہل سے ملاتا اور محارم کو بھی ان سے پردہ نہیں کرواتا

جب اس کے غلام العز کا واقعہ ہوا اور اس پر ایک حرم کے ساتھ سازش کرنے کا اتہام لگایا گیا تو شک کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ اب سلطان کو اپنے سے خواص کے بارے میں جو اس کے گھر میں رہتے تھے، شک پیدا ہوا، اس نے تمام آختہ غلاموں کو قید کر دیا جن میں ان کا نمبر دار عنبر الکبیر بھی تھا۔ ان نے بقیہ غلاموں کو چھپا دیا تو وہ ڈر گئے۔ اس خبیث خصی کے شیطانی نفس نے اسے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی سمجھائی تو یہ اس کے گیا، وہ اپنے محل کے ایک کمرے میں تھا، اس نے اُسے اطلاع دی تو اس نے اسے آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے اسے دیکھا کہ وہ سنانگا اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہے تو اس نے اس پر حملہ کر کے نیزے مار مار کر اس کی آنتیں کاٹ دیں اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ ایک مددگار نے اس کا تعاقب کیا اور اسے شام کے وقت تاسلہ کی جانب پا کر پکڑ لیا۔ پھر اسے محل میں لایا گیا تو غلاموں اور خواص نے اسے قتل کر دیا۔ سلطان کی میت دن کے آخر تک پڑی رہی پھر وہ 7 ذوالقعدہ 706ھ کو بروز بدھ دار فوت ہو گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔ پھر جب گھبراہٹ ختم ہوئی تو اس کی میت کو خاندانی قبرستان شالہ میں لا کر اس کے اسلاف کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

☆☆☆

باب ۱۴۳:

سلطان ابو ثابت کی حکمرانی

جب امیر ابو عامر بن سلطان ابو یعقوب اور اس کا ولی عہد بلاد بنی سعید، غمارہ اور الریف میں 698ھ میں جلاوطنی کی حالت میں مر گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے اپنے دو لڑکے، عامر اور سلیمان ان کے دادا سلطان کی کفالت میں اپنے پیچھے چھوڑے۔ جو اس کی محبت اور اس کے پیار ہونے کی وجہ سے ان دونوں سے محبت رکھتا تھا۔ ان دونوں سے اس کی آنکھ ٹھنڈی تھی اور اس کے دل میں ان کی محبت تھی۔ پس وہ ان دونوں پر مہربان ہوا، انہیں اپنے دل میں جگہ دی۔ امیر ابو ثابت عامر نے اپنی قوم کو اقدام، جرات اور شجاعت میں ذلیل کیا، بنی ورتا جن میں اُس کے ننھیال کا رشتہ تھا پس سلطان کی وفات کے وقت انہوں نے اسے تعریض کی، اُسے بیعت کے لیے بلایا اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے باپ عز کا چچا ابو یحییٰ بن یعقوب بھی اتفاقاً وہاں آ گیا تو انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اگر اس کے پاس آدمی ہوتے تو وہ اسے امارت کا حق دار تھا، اس نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور غم کو پوشیدہ رکھا۔ سلطان کی وفات کے وقت خواص اور وزراء جلدی سے نئے شہر میں آئے اور اس کے بیٹے امیر ابو سالم کی بیعت کر لی۔ قریب تھا کہ بنی مرین کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا اس وقت امیر ابو ثابت نے عثمان بن یغمر اسن کے بیٹوں ابو زیان اور ابو حمو کو تلمسان کی طرف بھیجا، ان دونوں سے ان سے الگ ہو جانے کا معاہدہ کیا پھر اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے آ لے سے مدد کرے اگر وہ بات نہ ہو جو وہ چاہتا ہے تو وہ دونوں گھر کا کونہ اسے دکھائیں۔ معاہدے کے لیے ابو حمو آیا تو اس نے اسے خوب مضبوط کیا، یوں بنی مرین کی اکثریت اور ارباب حل وعقد امیر ابو ثابت کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو سالم کی بیعت کے لیے صرف اہل وعیال، وزراء، خواص، فوجیں اور کچھ لوگ رہ گئے۔ اس کا لبیرا نئے شہر میں تھا، انہوں نے اسے جنگ کا مشورہ دیا لہٰذا وہ فوجوں کو منظم کر کے نکلا لیکن جب کھڑا ہوا تو ڈر گیا اور جنگ سے بزدلی دکھائی۔ جب نئے کل پیش قدمی کرنے کا وعدہ کیا اور پلٹ کر اپنے محل میں آ گیا یوں لوگ اس سے مایوس ہو گئے اور چپکے چپکے کھسک کر امیر ابو ثابت کے پاس آ گئے۔ وہ ان پر جھانکنے والے پہاڑ کی ایک نگرانی چوکی میں تھا۔ جب ابو سالم شہر میں رک گیا تو یک دم مددگار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

شہر کا محاصرہ

جب اس کی پاس فوج پوری ہو گئی تو اس نے سلطان کے ٹھکانے جدید شہر، اس کے محلات کی باڑ اور اس کے عزم کی سکم پر حملہ کیا۔ پھر موقع پر

اس کے چوک تک پہنچ گیا ابوزید یخلف بن عمران الفودوری اس کے مقابلے میں نکلا تو وہ ابویحییٰ کے حکم سے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے سامنے نیزوں کی ضربوں سے قتل ہو گیا۔ ابھی اسے وزیر بنے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا، سلطان نے اسے اس کی وفات سے قبل شعبان 706ھ میں وزیر بنایا تھا۔ یوں سالم مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے خاندان میں سے رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بن العباس اور رحو کے بیٹوں عیسیٰ اور علی اور ان کے بھتیجے جمال الدین بن موسیٰ نے اس کی مصاحبت کی۔ تاہم امیر ابوثابت نے اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور انہیں ندرومہ میں گرفتار کر لیا۔

ابوسالم اور جمال الدین کا قتل

یوں ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کرنے اور دوسروں کے باقی رکھنے کے بارے میں سلطان کا حکم نافذ ہوا۔ اس نے شہر کے دروازے جلانے کا حکم دیا تا کہ فوج اسے فتح کرے پس ان کے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف عبداللہ بن ابی یدین کاتب نے ان پر جھانکا اور اسے ابوسالم کے فرار کرنے اور اس کی اطاعت پر لوگوں کے اتفاق کرنے کی اطلاع دی۔ وہ رات بھر اس خوف سے ان کے ساتھ صلح کی طرف مائل رہا کہ کہیں فوج نادانی سے ان کے گھر پر حملہ نہ کر دے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی یوں اس نے صلح کر لی۔ امیر ابویحییٰ نے اُسے ابوالحجاج بن اشقیلولہ کے قید کرنے کا حکم دیا تو اس نے قدیم عداوت کی وجہ سے اُسے قید کر لیا پھر اس نے اسے قتل کرنے اور اس کے سر کو بھیجنے کا حکم دیا۔ یوں اسے قتل کر دیا گیا اور اس رات سلطان نے آگ جلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ اس نے تاریکی کو روشن کر دیا اور اس نے سوار ہو کر رات گزاری۔ صبح کو وہ محل میں داخل ہوا، اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس کے جسم کو دفن کیا۔ جب امیر ابویحییٰ کی نمائندگی زیادہ ہو گئی تو وہ اس کے مقام سے تنگ ہو گیا، اس نے اس کے بارے میں القرابہ کے سردار عبدالحق بن عثمان بن امیر ابی یفرن محمد بن عبدالحق اور اس کے پاس جو وزیر موجود تھے جیسے ابراہیم بن عبدالجلیل الونکاسی اور ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی وغیرہ ان خواص سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ دیا۔ اس کے بارے میں ایسے الفاظ میں شکایت کی گئی جن کا مفہوم سلطان اور اس کی حکومت کے بارے میں تاک رکھنا اور اس کی حکومت کے لیے جماعت تلاش کرنا تھا۔ امیر ابویحییٰ بیعت کے تیسرے روز سوار ہو کر محل کی طرف گیا تو سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ بیویوں کی طرف چلا گیا تا کہ ان کے بھائی سلطان کی تعزیت کرے۔ وہ پھر خواص سے جنگ کرنے کے لیے نکلا تو سلطان اس سے پیچھے رہ گیا، اس نے عبدالحق بن عثمان کے ساتھ اسے گرفتار کرنے کی لیے سازش کی تھی لہٰذا اس نے ایسے ہی کیا پھر سلطان بڑے اعتماد کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے اس کا کام تمام کرنے کا حکم دیا اور اسے مہلت نہ دی۔ اس نے اس کے وزیر عیسیٰ بن موسیٰ الفودوری کو اس کے ساتھ ملا دیا، اس گروہ کے ہلاک ہونے کی خبر پھیل گئی تو القرابہ اس سے ڈر گئے۔

یعیش بن یعقوب کا بیٹے کے ہمراہ فرار

سلطان کا بھائی یعیش بن یعقوب اور اس کا بیٹا عثمان جو اپنی ماں قضیبت کے نام سے مشہور تھا اور مسعود بن امیر ابی مالک اور عباس بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق فرار ہو کر سب عثمان بن ابی الکلاء کے پاس غمارہ میں پہنچ گئے اور نمائندگان سے فضا خالی ہو گئی۔ اب سلطان اپنی قوم کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور جھگڑا کرنے والوں کے شر سے محفوظ ہو گیا۔ جب اس کی حکومت مکمل ہو گئی اور ملک کا معاملہ مرتب و منظم ہو گیا تو اس نے بنی عثمان بن یغمراسن کے ساتھ ان کے پاس سے چلے جانے کا عہد پورا کیا، وہ ان تمام بلاد سے ان کے لیے دست بردار ہو گیا جو بلاد مغرب اوسط میں ان کے مضافات اور بنی توجین اور مغراوہ کے مضافات میں سے اس کی اطاعت میں آ گئے تھے۔ عثمان بن ابی العلاء بن عبداللہ بن عبدالحق نے سبتہ میں جو ہلچل مچائی تھی اور سلطان کی وفات پر اس نے جو اپنی طرف سے دعوت دی تھی اور بلاد غمارہ کی طرف جا کر قصر کتامہ پر اس نے جو قبضہ کر لیا تھا اس کی وجہ سے اس نے اُسے مغرب کے دارالخلافہ میں بلا لیا تھا، یوں اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کا عزم کر لیا اور سفر سے پہلے جدید شہر کے باشندوں کی امارت وزیر ابراہیم بن عبدالسلام کو سپرد کیا کیونکہ ان دونوں وہ آبادی سے بھرپور اور بے کار لوگوں اور آلہ سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ان کا اچھا انتظام کیا، ان کے لیے میعادیں اور مواعید مقرر کیے کہ وہ سفر کر جائیں اور اُسے خالی چھوڑ جائیں جسے بنو عثمان بن یغمراسن نے بنی مرین کے

مغرب کی طرف جانے سے پہلے برباد کر دیا تھا انہوں نے اس کے لیے جنگوں کے وقت مقرر کیے تھے پس انہوں نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور برباد کر دیا۔ سلطان نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق انجعون کو فوجوں کیساتھ آگے بھیجا اور اُسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا۔ وہ جدید شہر میں ان پہرے داروں کو ملنے کے لیے ٹھہرا جو مشرق کی سرحدوں پر تعینات تھے۔ جب وہ ان تمام سرحدوں سے بنی عثمان بن یغمر اسن کے لیے دستبردار ہو گئے تو وہ ماہ ذوالحجہ میں کوچ کر گیا اور 700ھ کے شروع میں فاس میں داخل ہوا۔

ابوثابت کا مغرب کی طرف سفر

جب ابوثابت ان کے تلمسانی پڑاؤ سے الگ ہو کر مغرب کو گیا تو اس نے اپنے رشتے داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق انجعون ابن السلطان کو فوجوں کے ساتھ اپنے آگے بھیجا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے اُسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور بلادِ مراکش اور اس کے نواح میں اپنے دوسرے عم زاد یوسف بن محمد بن ابی عیاد بن عبدالحق کو امیر مقرر کیا۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ان کے احوال کی نگرانی کرے تو وہ وہاں گیا لیکن پھر اسے بغاوت کا خیال آیا تو اس نے مراکش کے والی کو قتل کر دیا، آلہ بنایا اور اعلانیہ عیاشی کی۔ اس نے والی شہر کو پکڑ کر جمادی الاول 707ھ میں کوڑا مار کر قتل کر دیا اور اپنی دعوت دی۔ سلطان کو اپنی آمد کے آغاز میں ہی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اس کی طرف اپنے وزیر یوسف بن عیسیٰ بنا السعود جشمی اور یعقوب بن اصناک کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا پھر خود بھی ان کے پیچھے اپنے دستوں کے ساتھ نکلا۔ یوسف بن ابی عیاد بھی نکلا اور ربیع سے آگے چلے گئے یوں وہ وزیر کے اور اس کی فوجوں کے آگے شکست کھا گیا وزیر نے اس کا پیچھا کیا تو وہ اغمات کی طرف بھاگ گیا پھر جبال ہسکورہ کی طرف چلا گیا۔ اغمات میں سے موسیٰ بن سعید الصبحیی اس کی فصیل سے اتر کر اس کے پاس چلا گیا اور وزیر یوسف مراکش چلا گیا پھر اس کے پیچھے نکل کر اس سے مل گیا اور ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ ان میں بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ ہسکورہ چلا گیا۔ سلطان ابوثابت 15 رجب 707ھ کو مراکش میں داخل ہوا اور اس نے سازش کے چھپانے والوں کے قتل کا حکم دیا جو اس کی بغاوت کے دوران اس کے ساتھ تھے، یوں انہیں قتل کر دیا گیا۔

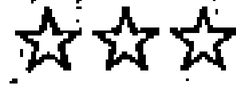
جبال ہسکورہ میں یوسف بن ابی عیاد کا قیام

جب یوسف بن ابی عیاد جبال ہسکورہ میں گیا تو مخلوف بن ہنوا کے ہاں اترا اور اس سے پناہ کا عہد لیا۔ اس نے سلطان کے خلاف اُسے پناہ دی اور اسے گرفتار کر کے اسکے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ مراکش لے آیا جنہوں نے اس معاملے میں بڑا کردار ادا کیا تھا۔ سلطان نے انہیں کوڑوں کے ساتھ عذاب دینے کے بعد ایک ہی مقتل میں قتل کر دیا اور یوسف کے سر کو فاس بھجوا دیا جسے اس کی فصیل پر نصب کر دیا گیا۔ ان کے سوا جن لوگوں نے بغاوت کے بارے میں اس سے سازش کی تھی ان میں بھی خوب قتلام کیا۔ یوں ان میں سے کئی لوگ مراکش اور اغمات میں قتل ہو گئے۔ اس دوران میں اس کا وزیر ابراہیم بن عبدالجلیل ناراض ہو گیا تو اس نے اُسے اور اس کے بنی وولین اور بنی دمکاسن کے دوستوں کو قید کر دیا۔ ان میں سے حسن بن دولین قتل ہو گیا لیکن پھر اس نے انہیں معاف کر دیا اور نصف شعبان کو سکسیوی سے جنگ کرنے اور مراکش کی جہات پر قبضہ کرنے کے لیے نکلا۔ آخر سکسیوی نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کو قیمتی تحائف دیئے تو اس نے اس کی اطاعت و خدمت کو قبول کیا۔

زکنہ کے پیچھے پیچھے

اس نے پھر اپنے سالار یعقوب بن آصناد کو زکنہ کے تعاقب میں بھیجا یہاں تک کہ وہ بلادِ سوس میں داخل ہو گیا۔ وہ اس کے آگے الرمال کی طرف بھاگ گئے اور ان کے اثر و رسوخ کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ پھر سلطان کے پڑاؤ میں واپس آ گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش کی طرف پلٹ گیا اور ماہِ رمضان میں وہاں پہنچا۔ پھر بنی وراء کی ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد فاس کی طرف لوٹ آیا۔ بلادِ منہاجہ میں اپنا راستہ بنایا اور بلاد تامسنا میں گیا۔ وہاں اسے قبائل خلط، سفیان بنی جابر اور عاصم کے جشمی عرب ملے تو وہ انہیں آنفا تک ساتھ لے گیا اور ان کے ساتھ شیوخ کو گرفتار کر

لیا۔ انہیں میں سے جن بیس شیوخ کے متعلق اس کے پاس چغلی کی گئی تھی، اس نے انہیں قتل کر دیا اور رمضان کے آخر میں رباط الفتح میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں اعراب کی ایک قوم کو قتل کر لیا جو اس سے جنگ کرنے کو ترجیح دیتی تھی پھر نصف شوال کو وہ آز غار اور الہبط کے ریاحی باشندوں سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر گیا، اس نے قدیم کینے کو بھڑکایا، ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے پھر فاس کی طرف لوٹ آیا۔ نصف ذوالقعدہ کو وہاں اترا کہ اچانک اسے عبدالحق بن عثمان کی شکست، رومیوں کی اس کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے ارباب حکومت میں سے عبدالواحد الفودوری کے وفات پانے کی خبر ملی۔ یہ خبر بھی ملی کہ جہات غمارہ میں عثمان بن ابوالعلاء کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا ہے پس اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی۔



باب: ۱۴۴

عثمان بن ابوالعلا سے جنگ کرنے کے لیے سلطان کا بلاد الہبط جا کر فتح پانا پھر اس کی وفات کا بیان

جب 705ھ میں رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر نے سبتہ پر قبضہ کیا تو اس نے وہاں اپنے عم زاد مخلوع محمد بن الفقیہ ابن محمد الشیخ بن یوسف بن نصر کی دعوت کو قائم کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے مقام امارت مالقہ سے رئیس المجاہدین عثمان بن ابوالعلاء ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق جو اس گھرانے کے شریف لوگوں میں سے تھا، اس کے ساتھ گیا جسے ان میں حکومت کے لیے تربیت دی گئی تھی وہ اسے اس لیے اپنے ساتھ لے گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے سبتہ کے دفاع کے سلسلے میں حکومت میں فتنہ پیدا کر کے مغرب کے اتحاد کو پارا پارا کر دے کیونکہ سلطان نے اپنی قوم کو برانگیختہ کیا تھا، یوں اس نے اسے قابو کر لیا اور اس کی حکومت درست ہو گئی۔ عثمان نے ان کی مدد سے مغرب کی حکومت کے بارے میں لالچ کیا اور یہ بات اس کے نفس نے اسے خوب صورت کر کے دکھائی، لہٰذا وہ سبتہ سے نکلا۔ اس کے بعد غازیوں کی فوج پر عمر نے اس کے عم زاد رحو بن عبداللہ کو منتظم مقرر کیا اور وہ بلاد غمارہ میں ظاہر ہوا، اب اس نے اپنی دعوت دینی شروع کی، ان میں سے قبائل نے اسے قبول کیا اور وہ ان کے مضبوط ترین پہاڑ کے قلعہ علودان میں اترا۔ انہوں نے موت پر اس کی بیعت کی۔

اصیلا اور العریش پر حملہ

اس نے پھر اصیلا اور العریش پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ یہ ساری خبر مرنے والے سلطان ابویعقوب کو پہنچ گئی پس اس نے ان کے معاملے کی حقارت سے اسے حرکت نہ دی، اس نے اپنے بیٹے ابوسالم کو فوجوں کے ساتھ بھیجا جس نے کئی روز تک سبتہ سے جنگ کی۔ وہ پھر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے بھائی یعیش بن یعقوب کو بھیجا، اسے طنجہ میں اتارا اور فوجوں کو اس کے پاس اکٹھا کر کے اسے سرحد بنایا۔ عثمان بن ابوالعلاء نے اس پر حملہ کیا تو وہ طنجہ سے القصر تک پیچھے رہ گیا پھر اس نے ان کا تعاقب کیا۔ قصر کے باشندے یعیش کے ساتھ سوار، پیادہ اور تیر انداز ہو کر نکلے اور وادی وراء تک جا پہنچے لیکن پھر شہر تک شکست کھا گئے اور عمر بن یٰسین فوت ہو گیا۔ عثمان کئی روز تک قصر میں ان کے ہاں مہمان رہا پھر دوسرے روز اس میں داخل ہو گیا۔ پھر سلطان فوت ہو گیا اور یعیش بن یعقوب، ابوثابت کے خوف سے بھاگ کر عثمان بن ابوالعلاء کے پاس چلا گیا۔ یوں کچھ وقت کے لیے ان جہات میں اس کی حکومت قائم ہو گئی۔ جب سلطان ابوثابت مغرب میں اترا تو اسے مراکش میں یوسف بن ابی عیاد

کی بغاوت نے مشغول رکھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے چچا یعیش بن عبدالحق کی جگہ اپنے گھرانے کے جوانوں میں سے عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق کو عثمان کو عثمان بن ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا۔ وہ اس کی طرف گیا، 15 ذوالحجہ 707ھ کو عثمان اس کے ساتھ جنگ کرنے کو آیا اور اس نے اسے شکست دی۔ اس کے ساتھ جوروی سپاہی تھے، وہ سب مارے گئے۔ اس جنگ میں عبدالواحد الفودوری بھی ہلاک ہو گیا جو سلطان کے تربیت یافتہ جوانوں میں سے وزارت کے محفوظ لوگوں میں سے تھا۔ اب عثمان قصر کتامہ کی طرف گیا اور وہاں اتر کر اس کی جہات پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان مراکش کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے بیماری اور نفاق کے اثر کا خاتمہ کر دیا لہٰذا اس نے بلادِ غمارہ پر حملہ کرنے کا عزم کیا تاکہ وہ وہاں سے ابن ابوالعلاء کی اس دعوت کے نشان کو مٹا دے جو اس سے اس کے مغرب کے مقبوضات کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی۔ وہ اُسے الٹے پاؤں واپس کرنا چاہتا تھا اور ابن الاحمر کے ہاتھ سے سبتہ کو لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ القرابہ اور ان اعیاض کے لیے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ماوراء البحر میں مقیم تھے، بغاوت اور خروج کرنے والوں کے لیے اڈہ بن گیا تھا۔ وہ 15 ذوالحجہ 707ھ کو فاس سے چلا اور جب قصر کتامہ پہنچا تو وہاں اس نے تین دن قیام کیا یہاں تک کہ اس کی فوجیں پہنچ گئیں۔

عثمان بن ابوالعلاء بھاگ گیا

عثمان بن ابوالعلاء اس کے آگے بھاگ گیا تو سلطان بھی اس کے تعاقب میں گیا اور قلعہ علودان سے جنگ کر کے اس میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ وہاں اس نے تقریباً چار ہزار آدمیوں کو قتل کیا پھر اس نے الدمنہ شہر سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا۔ اس نے انہیں ابن ابوالعلاء کی اطاعت سے تمسک کرنے اور اس کی مدد کرنے کی وجہ سے خوب قتل کیا اور لوگوں کو قیدی بنایا۔ پھر اس نے اچانک القصر پر حملہ کر دیا اور اسے لوٹ لیا پھر طنجہ کی طرف چلا گیا اور آٹھویں ماہ وہاں اترا۔ ابن ابوالعلاء اپنے مددگاروں کے ساتھ سبتہ میں رک گیا۔ سلطان نے اپنی فوج کے پڑاؤ کے لیے اور سبتہ کی ناکہ بندی کرنے کے لیے تیطاوین شہر کی حد بندی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اپنی مجلس کے بڑے فقیہ ابو یحییٰ بن ابی الصبر کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے لیے شہر سے دست بردار ہو جائیں لیکن اس دوران سلطان بیمار ہو گیا اور تھوڑے دن گزار کر اسی سال کی آٹھویں صفر کو فوت ہو گیا۔ وہ طنجہ کے باہر دفن ہوا پھر کچھ دنوں کے بعد اس کے اعضاء کو اس کے آباء کے مدفن شالہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم۔



باب: ۱۴۵

سلطان ابوالربیع کی حکمرانی کا دور اور اس کی حکومت کی روداد

جب سلطان ابوثابت فوت ہو گیا تو اس کا چچا علی بن سلطان ابی یعقوب جو اپنی ماں رزیکہ کی وجہ سے مشہور تھا، حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا۔ بنی مرین کے وہ سردار جو ارباب حل وعقد تھے، وہ اس کے بھائی الربیع کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ اس نے اپنے چچا علی بن رزیکہ کو گرفتار کر لیا جو امارت کا بھاؤ دریافت کرتا پھرتا تھا اور اسے طنجہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ 710ھ میں فوت ہو گیا۔ اب اس نے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور فاس کی جانب کوچ کر گیا۔ عثمان بن ابی العلاء نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور اس پر شب خون مارا تو اس نے فوج کو چوکنا کر دیا۔ وہ علودان کے میدان میں ان سے ملا اور ان سے جنگ کی۔ عثمان اور اس کی قوم کو شکست ہوئی اور اس نے اس کے بیٹوں اور اس کی بہت سی فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ اب سلطان کے مددگاروں نے ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے یوں اسے بے مثال فتح حاصل ہوئی۔

اندلس میں ابو یحییٰ بن ابوالصبر کی آمد

ابو یحییٰ بن ابوالصبر اندلس پہنچ گیا اور اس نے صلح کا پختہ معاہدہ کیا۔ اب ابن الاحمر سلطان ابو ثابت کی ملاقات کے لیے آیا اور جزیرہ خضراء تک پہنچ گیا لیکن وہاں اسے اس کی وفات کی خبر ملی تو وہ آگے جانے سے رک گیا۔ اس نے ابن ابی الصبر کی آمد کے پختہ کرنے کے لیے بھیجا۔ عثمان بن ابی العلاء اپنے القرابہ ساتھیوں کے ساتھ کنارے کی طرف جا کر غرناطہ پہنچ گیا۔ سلطان جلدی سے اپنے دار الخلافے کو گیا اور ربیع الاول 708ھ کے آخر میں فاس میں داخل ہو گیا، یوں حالات درست ہو گئے اور ملک استوار ہو گیا۔ اس نے حاکم تلمسان موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا اور وہاں قیام کیا پھر اپنے دار الخلافے میں دعویٰ کیا۔ اس کا دور حکومت کے باشندوں کے لیے صلح، سکون اور ترفہ کا بہترین دور تھا، اس کے زمانے میں لوگوں نے جاگیروں کی قیمتیں بڑھا دیں اور ان کی قیمت عام قیمت سے بڑھ گئی یہاں تک کہ فاس کے بہت سے گھر ایک ہزار سنہری دینار کے عوض فروخت ہوئے۔ لوگ تعمیرات میں ایک دوسرے سے مقابلے کرنے لگے۔ پس انہوں نے اونچے اور اعلیٰ محلات بنائے، پتھروں اور سنگ مرمر کے مضبوط محل تیار کیے، انہیں بہترین نقوش اور چکنائی سے مزین کیا۔ اس کے علاوہ ریشم زیب تن کیا، عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوئے، اچھی غذائیں کھائیں اور سونے چاندی کے زیورات جمع کرنے لگے، یوں آبادی میں اضافہ ہو گیا اور زینت اور ترفہ نمایاں ہو گیا۔ سلطان اپنے گھر میں اپنا تکیہ آراستہ کر کے آرام کرنے لگا یہاں تک کہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابوشعیب بن مخلوف

قصر کبیر کے پڑوس میں رہنے والے قبائل کتامہ سے تعلق رکھنے والے بنی ابی عثمان سے ابوشعیب بن مخلوف بھی تھا جو دین کے اختیار کرنے کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا۔ جب بنو مرین نے مغرب پر حملہ کیا، اس نے میدان میں گشت کیا اور اس کے نواح پر متغلب ہو گئے تو ان کے نیکوکار نے نیکو کاری اور بدکار نے بدکاری کی صحبت اختیار کی۔ بنو عبدالحق دین دار دوستوں کے ساتھ اس ابوشعیب کے پاس آ گئے، پس وہ ان کا امام الصلوٰۃ بن گیا۔ یعقوب بن عبدالحق اس کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا تھا پس اس کا اس کے ساتھ تعلق ہو گیا یوں حکومت میں اس کی قدر بڑھ گئی اور لوگوں کے درمیان اس کے بیٹوں، اقارب اور مددگاروں کی عزت بڑھ گئی۔ اس شعیب کے بیٹوں عبداللہ، ابو القاسم اور محمد نے جو الحاج کے نام سے مشہور ہے اور ان کے علاوہ ان کے بھائیوں نے قصر کتامہ میں اس عزت کے ماحول میں پرورش پائی۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن عبدالحق نے انہیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور انہیں اپنے خاص مقامات پر عامل مقرر کیا۔ اس نے پھر انہیں اپنی خدمت کے مرتبے میں ترقی دی اور درجہ بدرجہ انہیں اپنے خواص میں شامل کیا یہاں تک کہ ان کا باپ ابو مدین شعیب 697ھ میں فوت ہو گیا۔ ان میں سے سلطان کے ہاں عبداللہ مقدم تھا، اب وہ قوت، وزارت، دوستی اور محبت کی گھاٹیوں پر چڑھ گیا۔ ابن نے اس کی مجلس میں اپنے نصیبے کی وجہ سے ہر مرتبہ حاصل کیا۔ سلطان نے اپنی طرف سے صادر ہونے والے پیغام اور احکام پر اپنی علامت لگانے کے لیے اسے مخصوص کیا اور اُسے خراج کا حساب لینے، عمال کے ہاتھوں کو روکنے اور ان کے بارے میں قبض و بسط کے احکام نافذ کرنے کے لیے مقرر کیا۔ اُسے خلوت کی بات چیت اور سینے کے راز پہنچانے کے لئے منتخب بھی کیا یوں قبیلے، قرابت داروں، بیٹوں اور خواص کے اشراف نے اسے کھڑا کر کے سردار بنا دیا، اس کی بخشش پر خطبات دیئے اور وہ واقعی بڑا وسیع اخلاق تھا۔ اس کے ساتھ سلطان نے اس کے بھائی محمد کو مراکش میں مصادرہ کا ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا، اس نے ابو القاسم کو فاس پر آرام کرنے پر مبارک باد دی، پس اس نے وہاں بڑے آرام و آسائش کے ساتھ قیام کیا۔ عمال کے اموال تحائف کے طور پر اس کے پاس آتے تھے اور سواریاں اس کے دروازے پر کھڑی ہوتی تھیں یہاں تک کہ سلطان ابو یوسف فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے الملیانی کی چغلی کے ساتھ اس کے خون میں بھی خیانت کی تھی۔

جب سلطان ابو ثابت حکمران بنا تو اس نے اس کے مرتبے کو بڑھا دیا، اس کا نصیبہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس کی عزت بڑھ گئی۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابو الربیع حکمران بنا، اس نے بھی اس سلسلے میں اپنے سلف کے طریق کو اختیار کیا۔ جب وقاصہ یہودی کے بیٹوں نے مصیبت ڈالی تو اس

کے حکم کے صادر کرنے کے مقام کی وجہ سے انکی مصیبت ان کے ساتھ مل گئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ان میں چغلی کرتا تھا اور ان میں سے خلیفہ اصغر باقی رہا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب سلطان ابوالربیع کو حکومت ملی تو اس نے خلیفہ کو اپنے گھر کے بعض کام سپرد کیے اور اسے خادموں کے ساتھ رکھا یہاں تک کہ وہ سلطان کے ساتھ رہنے لگا۔ اس کا انتہائی مقصد عبداللہ بن ابی مدین کے بارے میں چغلی کرنا تھا۔ وہ سلطان ابوالربیع سے پیچھے رہتا تھا اس وجہ سے وہ اپنے رشتہ داروں کی مستورات سمیت ان کی ہلاکتوں سے مامون نہ تھا۔ خلیفہ کو یہ باتیں لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوئیں لہٰذا اس نے سلطان سے سازش کی کہ عبداللہ بن ابی مدین سلطان پر اپنی بیٹی کے بارے میں اتہام لگاتا ہے اور یہ کہ اس کا سینہ اس وجہ سے بھرا ہوا ہے اور وہ حکومت کی تاک میں ہے، وہ اپنے خلاف قبیلے کی سازش کے شر سے ڈرتا ہے کیونکہ وہ آل یعقوب کے داعیوں میں سے اس کا داعی تھا۔ سلطان نے اس کے شر کو دور کرنے کے لیے جلدی کی اور اسے اس کی بیٹی کی روانگی کی صبح کو بلایا۔ اس کے خاوند کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اسے رومی سالار، ابویحییٰ بن العربی کے مقربہ میں لے گیا اور وہاں پر پیچھے سے سالار نے اسے نیزہ مارا جس نے اسے ٹھوڑی کے بل گرا دیا، اس نے اس کا سر کاٹ کر سلطان کے سامنے ڈال دیا۔ وزیر سلیمان بن یرزیکن آیا تو اسے حکومت میں جو مقام و مرتبہ حاصل تھا، اس پر حسرت و افسوس کے باعث اس کی جان نکل گئی۔ اس نے سلطان کو یہودی کے فریب سے آگاہ کیا تب وہ یہودی کے فریب کو معلوم کر کے نادم ہوا، اس نے اسی وقت خلیفہ بن وقاصہ اور اس کے یہودی رشتہ داروں پر جو خدمت پر لگے ہوئے تھے، حملہ کر دیا اور ان پر ایسا تباہ کن حملہ کیا کہ وہ دوسروں کے لیے عبرت بن گیا۔



باب: ۱۴۶

اہل سبتہ کی اندلس کے خلاف بغاوت پھر سلطان کی دوبارہ اطاعت کرنے کا بیان

عثمان بن ابوالعلاء کو بھگانے اور سبتہ میں اُسے روکنے کے بعد جب سلطان ابوالربیع سبتہ کی جنگ سے واپس آیا تو وہاں سے اپنے ساتھی القرابہ کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہاں اسے اہل سبتہ کے اکتانے کے متعلق اطلاع ملی، ان کے دل اندلسیوں کی دوستی اور ان کی بدسلوکی سے خراب ہو گئے تھے۔ اس کے شہر کے ایک مددگار نے بھی اس کے پاس اس قسم کی سازش کی تو اس نے اپنے پروردہ تاشفین بن یعقوب وطاسی کو، جو اس کے وزیر کا بھائی تھا، بنی مرین کی بہت بڑی فوج اور دیگر طبقات کے سپاہیوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے اُسے سبتہ کی طرف بڑھنے اور اس سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا لہٰذا وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے میدان میں اترا۔ جب اہل شہر کو اس کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے اشعار سے ایک دوسرے کو بلایا اور ان میں ابن الاحمر کے جو قائدین اور عمال موجود تھے، ان پر حملہ کر کے وہاں سے اس کے محافظوں اور فوجوں کو نکال دیا۔ اب اس کی فوج اس میں گھس گئی اور تاشفین بن یعقوب 10 صفر 709ھ کو وہاں اترا۔ اس نے سلطان کو اطلاع دی تو اسے بڑی خوشی ہوئی اور اس کے قصبہ کے رہنما ابوزکریا یحییٰ بن ملیلہ، امیر البحر ابوالحسن بن کماشہ اور سالار جنگ عمر بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو گرفتار کر لیا جسے حاکم اندلس نے اپنے عم زاد عثمان بن ابوالعلاء کی جگہ سمندر پار کر کے جہاد کی طرف جانے کے وقت سالار مقرر کیا تھا۔ اس نے سلطان کو فتح خط لکھا اور اہل سبتہ کے مشائخ کے سرداروں اور اہل شوریٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ابن الاحمر کو اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ جب سلطان اور مغرب کی فوجیں بندرگاہ تک پہنچیں تو وہ ان کی زیادتی سے ڈر گیا۔ ان دنوں میں طاغیہ نے جزیرہ خضراء سے جنگ کی اور اُسے محاصرے کی شدت کا مزا چکھانے کے بعد صلح کر کے وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے جبل الفتح سے جنگ کی، اور اس پر متغلب ہو گیا۔ ان کا رہنما اندلس میں بیرن کے نام سے مشہور تھا، شکست کھا گیا۔ اسے مالقہ کے سالار فوج ابویحییٰ بن عبداللہ بن ابی العلاء نے شکست دی۔ وہ اسے اس وقت ملا جب وہ جبل پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد کے درمیان گھومتا پھرتا تھا لہٰذا اس نے نصاریٰ کو شکست دی اور ابرج کو قتل کیا۔ جبل کی پوزیشن نے مسلمانوں کو رنجیدہ کر دیا۔ آخر سلطان ابن الاحمر ابوالجیوش نے اپنے ایلچیوں کو صلح کی طرف رغبت دلانے اور دوستی کے لیے گفتگو کرتے ہوئے بھیجا۔ وہ سلطان کو جہاد

کی ترغیب دیتا ہوا رضا کارانہ طور پر الجزیرہ، رندہ اور اس کے قلعوں سے دست بردار ہو گیا، آخر سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کر کے اس کی بہن کا رشتہ طلب کیا، اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور عثمان بن عیسیٰ الیرنیانی کے ساتھ کوتل گھوڑے اور اموال جہاد کی مدد کے لیے بھیجے۔ سلطان کی وفات تک ان کی دوستی قائم رہی۔

☆☆☆

باب: ۱۴۷

عبدالحق بن عثمان کی وزیر اور مشائخ کی مدد سے بیعت پھر سلطان کا ان پر غالب آنا اور اس کی موت کی روداد

اس مصالحت اور خط و کتابت کے دوران ابن الاحمر کے ایلچی سلطان کے دروازے تک آتے رہے۔ ان کے سرمایہ داروں کی اولاد میں سے ایک آدمی اچانک اس کے پاس پہنچ گیا پس اس نے اعلانیہ کبائر کا ارتکاب کیا اور شراب نوشی پر مداومت کرنے سے پردہ اٹھایا۔ سلطان نے جمادی الاول 709ھ کو فاس کے قاضی ابو غالب المغیلی کو معزول کر دیا اور قضا کے احکام کا مفتی ابوالحسن کو ذمہ دار بنا دیا جس کا لقب صغیر تھا۔ وہ وہاں برائیوں اور زیادتیوں کی تبدیلی کے طریق پر چل رہا تھا حتیٰ کہ وہ اس بارے میں النسک الاعجمی کے وسواس سے اتفاق کرتا تھا۔ وہ دیگر شہروں میں اہل شریعت کے درمیان جو متعارف حدود ہیں، ان سے بھی تجاویز کر جاتا تھا۔

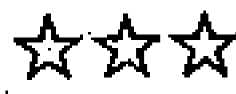
ایک روز اس نے اس ایلچی کو سرداروں کی موجودگی میں اپنے ہاں بلایا، حنبل بھی حاضر تھے پس انہوں نے اسے سونگھا پھر اس نے اس کے بارے میں حکم الٰہی کو نافذ کیا، اس پر حد قائم کی اور اس غم نے اسے جلا دیا لہٰذا وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔ جب وزیر رحو بن یعقوب وطاسی اپنی جماعت کے ساتھ سلطان کے گھر سے واپس جا رہا تھا تو وہ اس کے درپے ہو گیا اور اس کی پشت سے کپڑا اٹھا دیا جسے کوڑے چھپائے ہوئے تھے۔ وہ ایلچیوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے والے پر عیب گیری کرنے لگا تو وزیر اس بات سے بے قرار ہو گیا، اُسے غصہ آ گیا اور اس نے اپنے محافظوں اور نوکروں کو قاضی کو نہایت بُرے حال میں ٹھوڑی کے بل حاضر کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ اس کام کے لیے گئے تو قاضی نے جامع مسجد میں پناہ لے لی اور مسلمانوں کو آواز دی۔ یوں عوام برافروختہ ہو گئے اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا۔ سلطان کو خبر پہنچی تو اس نے وزیر کے محافظوں میں فوج بھیج کر اس کی تلافی کی، انہیں قتل کر دیا اور ان کے پچھلوں کے لیے انہیں عبرت بنا دیا۔

حسن بن علی اور وزیر کی سازش

اب وزیر نے اپنی اس ذلت کو اپنے دل میں چھپائے رکھا، اس نے حسن بن علی بن ابی الطلاق جو بنی عسکر بن محمد میں سے بنی مرین کا سردار تھا، مسلم اور رومیوں کے سالار عنصالہ کے ساتھ سازش کی جو فوج کا منفرد رئیس تھا۔ انہیں وزیر کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور انہوں نے اسے اپنے لیے منتخب کر لیا تھا لہٰذا اس نے انہیں القرابہ کے سردار اور جھنگیوں کے شیر عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق کی بیعت کرنے اور سلطان کی اطاعت کو خیر باد کہنے کی دعوت دی، انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کی بیعت کر لی۔ سب کے مشورے سے ان کا کام مکمل ہو گیا پھر وہ 10 جمادی الاول 710ھ کو جدید شہر کے باہر نکلا۔ انہوں نے اعلانیہ عیاشی کی اور آلہ کو قائم کیا، سرداروں کی آنکھوں کے سامنے اپنے سلطان عبدالحق کی بیعت کی اور تازی کے دور کے کنارے پر پڑاؤ کر لیا۔ سلطان ان کے تعاقب میں نکلا اور اس نے سبوا میں پڑاؤ کیا۔ وہ وہاں فوجوں کو روکنے اور کمزور ...

کو دور کرنے کے لیے ٹھہر گیا اور لوگ تازی کے پڑاؤ میں اترے۔

بنی عبدالواد کے سلطان موسیٰ بن عثمان بن یغمر اسن کو دعوت دیئے گئے کہ وہ ان کی مدد کرے، ان سے اتحاد کرے اور فوجی اور مالی مدد دے تو سلطان نے حکومت کے آغاز میں اس سے جو معاہدہ صلح تھا، اس کی وجہ سے اس نے اس میں سستی دکھائی تا کہ قوم کی راہ واضح ہو جائے۔ سلطان نے اپنے آگے یوسف بن عیسیٰ جشمی اور عمر بن موسیٰ الفودوری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور خود ان کے ساقہ میں چلا، لہٰذا وہ لوگ تازی سے منتشر ہو گئے اور مدد کے لیے تلمسان چلے گئے۔ سلطان نے ان کی مدد میں سستی کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا اور ان پر حجت قائم کی کیونکہ ان کے مدد کرنے کا مقصد ان کو تازی پر قبضہ دلانا تھا۔ جب وہ تازی سے منتشر ہو گئے۔ آخر وہ اس کی مدد سے مایوس ہو گئے، عبدالحق بن عثمان اور رحو بن یعقوب اندلس چلے گئے اور رحو نے وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابن ابی العلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا۔ حسن بن علی امان حاصل کرنے کے بعد سلطان کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ جب سلطان تازی میں اترا تو اس نے ہر بیماری کا قلع قمع کر دیا اور شقاق کا نشان مٹا دیا۔ اس نے خوارج کے مددگاروں اور ان کے رشتہ داروں میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا، لیکن اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور 710ھ کے جمادی الآخر کے اخیر میں اپنی بیماری کی چند راتوں بعد تازی کی جامع مسجد کے صحن میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید کی بیعت ہوئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۴۸

نئے سلطان ابوسعید کا دور حکمرانی اور اس میں رونما ہونے والے واقعات کا بیان

جب سلطان ابوالربیع تازی میں فوت ہو گیا تو اس کا چچا عثمان بن سلطان ابی یعقوب جو اپنی ماں قفقیت کی وجہ سے مشہور تھا، حکومت کی طرف دیکھنے لگا، اس نے منصب کی قیمت دریافت کی اور اس بارے میں پیش قدمی کی اور جھگڑا کیا۔ کچھ رات گزرنے کے بعد وزراء اور مشائخ محل میں حاضر ہوئے تو عثمان بن سلطان ابی یعقوب ان کے پاس قیمت دریافت کرتا ہوا آیا، انہوں نے اُسے ڈانٹا اور سلطان ابوسعید کو بلا کر اسی رات اس کی بیعت کر لی پھر نواح و جہات میں اس کی بیعت کے لیے خط بھیجے۔ اس نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوالحسن کو فاس کی طرف بھیجا تو وہ ماہِ رجب 710ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور محل کے اندر جا کر اس کے اموال اور ذخیرہ سے مطلع ہوا۔ دوسرے دن رات کے وقت تازی کے باہر بنی مرین اور دیگر زناتہ، عربوں، قبائل، فوجوں، مددگاروں، غلاموں، پروردہ لوگوں، علماء، صلحا، نقباء، عرفا، خواص اور مخلوق نے سلطان کی بیعت کی لہٰذا اس نے امارت سنبھالی اور حکومت اس کے لیے منظم ہو گئی اس نے عطیات و انعامات تقسیم کیے، رجسٹروں کو تلاش کیا اور نا انصافیوں کو دور کیا، ٹیکسوں کو بند کیا، قیدیوں کو رہا کیا اور اہل فاس سے چوتھائی ٹیکس اٹھا دیا۔ 20 رجب کو اپنے دارالخلافے کی طرف کوچ کر گیا اور فاس میں اترا۔ اس کے بعد تمام بلاد مغرب سے اس کے پاس مبارک باد دینے والے وفود آئے۔ اس کے بعد رعایا کے احوال کا جائزہ لینے اور ان میں غور و فکر کرنے کے لیے وہ رباط الفتح کی طرف چلا گیا اور جہاد کا اہتمام کیا۔ اس نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بحری بیڑے بنائے۔ جب وہ اس کے بعد عیدالاضحیٰ کی قربانی کی عبادت کر چکا تو اپنے دارالخلافے کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے 711ھ میں اپنے بھائی امیر ابوالبقاء یعیش کو اندلس کی سرحدوں الجزیرہ، رندہ اور ان کے ارد گرد کے قلعوں پر امیر مقرر کیا۔ 713ھ میں اس نے قلعوں سے مراکش پر حملہ کیا کیونکہ وہاں کے حالات خراب تھے اور عدی بن ہند الہسکوری نے بغاوت کر کے اس کی بیعت توڑ دی تھی، لہٰذا اس نے اس کے ساتھ جنگ کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر وہ بزور قوت اس کے قلعہ میں داخل ہو گیا اور زبردستی اُسے اپنے دارالخلافے میں لا کر اُسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا۔ اس کے بعد تلمسان سے جنگ کرنے کے لیے واپس آیا۔

باب: ۱۴۹

تلمسان پر سلطان ابوسعید کا پہلا حملہ

جب عبدالحق بن عثمان نے سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی تو بنی عسکر کے سردار حسن بن علی بن ابی الطلاق کی مدد سے تازی پر متغلب ہو گیا۔ اب ان کے ایلچی بار بار بنی عبدالواد کے سلطان ابوحموموسیٰ بن عثمان کے پاس جانے لگے، اس بات نے بنی مرین کو ناراض کر دیا اور ان کے پرانے کینے جاگ اٹھے۔ جب حکومت کے باغی سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور وہ ان کی طرف آیا، تب بنی مرین کے کینے بھڑک اٹھے اور سلطان ابوسعید نے امارت سنبھال لی۔ ان کے دلوں میں بنی عبدالواد کے متعلق غصہ تھا۔ جب سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے مراکش کی جہات پر قبضہ کر لیا اور بلاد اندلس سے معاہدہ کر کے مغرب کے کام سے فارغ ہو گیا۔ اب اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور 714ھ میں تیزی سے اس کی طرف گیا۔ جب وادی ملویہ تک پہنچا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالحسن اور ابوعلی کو دونوں بازوؤں کے عظیم لشکروں کے ہاتھ آگے بھیجا اور خود وہ ان دونوں کے ساقہ میں چلا۔ اسی ترتیب کے ساتھ بلاد بنی عبدالواد میں داخل ہو گیا، اس کے نواح کو لوٹا، ان کی نعمتوں کو برباد کیا اور وجدہ سے مقابلہ کیا۔ اس سے شدید جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا، پھر تیزی سے تلمسان کی طرف گیا اور اس کے میدان میں ملعب میں اترا۔ وہ موسیٰ بنی عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے رک گیا اور اس کے پہاڑوں، رعایا اور بقیہ مضافات پر غالب آ گیا، یوں اس نے انہیں خوب تباہ کیا۔ اس کی جہات کو برباد کیا اور بنی یرناس کے جبال پر قبضہ کر لیا پھر اس کے پہاڑوں کو فتح کیا، ان میں خون ریزی کی اور وجدہ تک پہنچ گیا۔ اس کے پڑاؤ میں اس کے ساتھ اس کا بھائی یعیش بن یعقوب بھی تھا جس کے متعلق اسے کچھ شک ہو گیا تو وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور ابوحمو کے پاس اترا۔ سلطان اسی ترتیب کے ساتھ تازی کی طرف واپس آ گیا اور وہاں قیام کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو فاس کی طرف بھیجا لیکن اس نے باپ کے خلاف اس کے خروج کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۱۵۰

امیر ابوعلی کی باپ کے خلاف خروج اور اس کا بیان

سلطان ابوسعید کے دولڑکے تھے، ان میں سے بڑا لڑکا اس کی حبشی لونڈی سے تھا جس کا نام علی تھا۔ چھوٹا عیسائی قیدیوں کی ایک لونڈی سے تھا جس کا نام عمر تھا۔ اس چھوٹے سے اُسے اس کی پیدائش سے ہی بڑا پیار اور تعلق تھا، وہ اس پر بڑا مہربان اور اس کا بہت دلدادہ تھا۔ جب اس نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے اُسے اپنی ولی عہدی کے لیے تربیت دی حالانکہ اس وقت وہ نوجوان تھا اور ابھی اس کی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں۔ اس نے اس کے لیے امارت کے القاب وضع کیے اور ہم نشینوں، خواص اور فوجوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ اسے اپنے خطوط میں علامت لگانے کا حکم دیا اور اس کی وزارت پر ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی کو مقرر کیا جو اس کی حکومت کا پروردہ اور اس کے بڑے تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھا۔ جب اس کے بڑے بھائی نے دیکھا کہ اس کے باپ کا میلان اس کی طرف ہے اور وہ والدین کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والا ہے تو وہ اس کے پاس آ گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اس نے اپنے آپ کو، اپنے باپ کی اطاعت میں اس کا نوکر بنا دیا۔ امیر ابوعلی کی یہی حالت رہی

اور نواح کے ملوک نے اس سے اور اس نے ملوک سے گفتگو کی، انہوں نے اسے تحائف دیے، اس نے جھنڈے باندھے اور رجسٹر میں نام لکھے اور مٹائے، عطیات میں کمی بیشی کی اور قریب تھا کہ وہ خودسر جائے۔

تلمسان سے سلطان ابوسعید کی واپسی

جب ابوسعید 714ھ میں اپنی تلمسان کی لڑائی سے واپس آیا تو تازی میں ٹھہرا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو فاس کی طرف بھیجا لیکن جب امیر ابوعلی فاس میں تنگ گیا تو اسکے دل میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کرنے اور اُسے امارت سے اتارنے کا خیال آیا۔ سلطان کے ساتھ فریب کرنے والوں نے اُسے پھسلایا یہاں تک کہ اس نے اسے گرفتار کر لیا لیکن اس نے سرکشی کی اور مخالفت پر تل گیا، اعلانیہ عیاشی کی اور اپنی دعوت دی تو لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ سلطان نے ان کا معاملہ اس کے سپرد کیا تھا۔ اس نے سلطان کے ساتھ لڑائی کرنے کے ارادے سے جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا، لہٰذا وہ تازی سے اپنی فوج کے ساتھ ایک آدمی کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کرتا ہوا نکلا۔ اسی دوران امیر ابوعلی کو اپنے وزیر کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوئی تو شک کی بنا پر اس کے دل میں اسے گرفتار کرنے کا خیال آیا کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ اس کے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ چل رہا ہے، لہٰذا اس نے اس کام کے لیے عمر بن نجاف الفردوری کو بھیجا وہ وزیر بھی اس کی فریب کارانہ چال کو سمجھ گیا، اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور سلطان ابوسعید کی طرف چلا آیا۔ اس نے اسے قبول کیا اور اس سے راضی ہو گیا۔ پھر وہ اپنے بیٹے سے ملاقات کرنے کے لیے کوچ کر گیا۔ جب فاس اور تازی کے درمیان القرمدہ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو سلطان کے میدان کارزار میں کھلبلی مچل گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ وہ ہاتھ میں زخم کھانے کے بعد جسے اس نے کمزور کر دیا تھا، بھاگ گیا۔ وہ زخمی اور شکست خوردہ ہو کر تازی چلا گیا اور اس کا بیٹا امیر ابوالحسن بڑی مصیبت کے بعد اپنے باپ کے حق کی ادائیگی کے لیے اپنے بھائی ابوعلی کے مددگاروں سے نکل کر اس کے پاس چلا آیا۔ پس سلطان فتح اور غلبے اور اچھے انجام سے خوش ہوا۔ اب امیر ابوعلی نے اپنی فوجوں کے ساتھ تازی میں پڑاؤ کر لیا۔ خواص نے سلطان اور اس کے بیٹے کے درمیان اس شرط پر صلح کی کوشش کی کہ سلطان اسے امارت سے کچھ حصہ دے اور خود تازی اور اس کی جہات پر اکتفا کرے، یوں یہ صلح ان دونوں کے درمیان طے پا گئی۔ اب عربوں اور زناتہ اور اہل امصار کے مشائخ کے سردار حاضر ہوئے اور پختہ معاہدہ ہو گیا۔

فاس کی طرف امیر ابوعلی کی روانگی

یوں امیر ابوعلی فاس کے دارالخلافے کی طرف بادشاہ بن کر واپس آ گیا۔ مغرب کے شہروں کی بیعت اور ان کے وفود اس کے پاس آئے۔ جب اس کی امارت منظم ہو گئی تو اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور اس کا درد شدید ہو گیا اور وفات تک نوبت پہنچ گئی۔ لوگوں کو اپنے متعلق خدشہ ہو گیا کہ اس کی وفات سے امارت کمزور ہو جائے گی پس وہ ہر طرف سے تازی میں سلطان کے پاس آئے۔ اس کے بعد امیر ابوعلی سے اس کے وزیر ابوبکر بن النوار، اس کے کاتب مندیل بن محمد الکنانی اور اس کے بقیہ خواص نے کشاکش کی اور سلطان کے پاس چلے گئے اور اسے تلافیٔ امر کے لیے آمادہ کیا۔ یوں وہ تازی سے اٹھا اور تمام بنی مرین اور فوجیں اس کے پاس جمع ہو گئیں۔ اب اس نے جدید شہر میں پڑاؤ کر لیا، اس کے محاصرہ کے لیے ٹھہر گیا اور وہاں اپنی رہائش کے لیے گھر بنایا۔ اب اس نے اپنے بیٹے امیر ابوالحسن کو اس کے بھائی ابوعلی کی طرح ولی عہد بنایا۔ اور اسے امارت تفویض کی۔ ابوعلی اپنی حکومت کی ایک خدمت گزار عیسائی جماعت کے ساتھ الگ ہو گیا جس کا رہنما اس کے ساتھ ماموں کا رشتہ رکھتا تھا۔ اس نے اس کی بیماری کے دوران شہر کا کنٹرول کیا یہاں تک کہ اسے ہوش آ گیا اور اسے اپنی حکومت کا اختلال معلوم ہو گیا۔ اب اس نے اپنے باپ کی طرح صلح کا پیغام بھیجا اور مال اور دراہم کا ذخیرہ اٹھا کر لے گیا۔ باپ نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور 715ھ کے درمیان صلح ہو گئی۔ امیر ابوعلی اپنے خواص اور قرابت داروں کے ساتھ نکلا اور شہر کے باہر زیتون میں ڈیرہ ڈال دیا۔ سلطان نے اس کے ساتھ جو شرط کی تھی، اُسے پورا کیا اور پھر سجلماسہ کی طرف کوچ کر گیا۔ سلطان نئے شہر میں چلا گیا، اس کے محل میں اترا، اپنے ملک کے حالات کو درست کیا پھر اپنے بیٹے ابوالحسن کو اس کے محلات میں سے قصر دارالبیضاء میں اتارا اور اسے خود مختار بنایا۔ بعد ازاں اسے وزراء اور کتاب بنائے اور اپنے خطوط پر علامت لگانے کا حکم دیا۔ اس نے جو کچھ

اختیارات اس کے بھائی کو دیئے تھے، اُسے بھی دیئے۔ مغرب کے امصار کی بیعت اس کے پاس آئی اور وہ دوبارہ اس کی اطاعت میں واپس آ گئے۔

سجلماسہ میں امیر ابوعلی

جب امیر ابوعلی سجلماسہ میں آیا تو وہاں بادشاہ بن کر ٹھہرا۔ اس نے رجسٹر مدون کیے، عطیات مقرر کیے اور معقل کے مسافر عربوں سے خدمت لی پھر صحرا کے پہاڑوں اور تاورت، تیکورارین اور تمنطیت کے محلات کو فتح کیا۔ اس نے بلادِ سوس سے جنگ کر کے انہیں فتح کیا اور اُن کے نواح پر متغلب ہو گیا بعد ازاں ذوی حسان، السفانات اور زکنہ کے اعراب میں خونریزی کی یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت پر قائم ہو گئے۔ سوس کے امیر الانصار عبدالرحمٰن بن یدر نے تارودانت کے ہیڈ کوارٹر پر شب خون مارا، بزورِ قوت اس پر غالب آ گیا اور وہاں قتلام کیا۔ وہاں کی آسودگی اور سلطنت کو برباد کر دیا اور اس نے پھر بلاد قبلہ میں بنی مرین کے لئے حکومت و سلطنت قائم کی۔ وہ 720ھ میں سلطان کا باغی ہو گیا، درعہ پر متغلب ہو گیا اور مراکش کو حاصل کرنے کے لیے بڑھا۔ سلطان نے اس کے بھائی امیر ابوالحسن کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا، اسے جنگ کے لیے بھیجا اور خود اس کے پیچھے جا کر مراکش میں مشغول ہو گیا۔ اس نے اس کی اطراف کی درستگی کی، اس کی کمزوریوں کو دُور کیا اور اپنی حکومت کے پروردہ کندوز بن عثمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ پھر 722ھ میں امیر ابوعلی سجلماسہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور جلدی سے مراکش کی طرف گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ کندوز کے بارے میں اس کے امر کی تکمیل ہو اس کی فوجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا پس انہوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اسے نیزے پر چڑھا دیا پھر مراکش اور اس کے بقیہ نواح پر قبضہ کر لیا۔

سلطان تک بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ فوج جمع کرنے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کے بعد اپنے دارالخلافے سے فوجوں کے ساتھ نکلا۔ اس نے خوب عطیات دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابوالحسن ولی عہد کو اپنے آگے بھیجا جس کا حکم اس کی فوجوں میں چلتا تھا۔ خود وہ اس کے ساقہ میں آیا اور اسی ترتیب کے ساتھ چلا۔ جب وہ وادی مولیہ کے بویو کے قریب پہنچا تو وہ ابوعلی اور اس کی فوجوں کے شب خون سے چوکنے ہو گئے لہٰذا انہوں نے انکوڈرایا اور وہ شب بھر جاگتے رہے۔ اس نے ان کے پڑاؤ میں شب خون مارا لیکن اسے شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ دوسرے دن اس کے پیچھے چلی گئی اور وہ جبال درن میں داخل ہو گیا۔ اس کی فوجیں اس کی سخت زمینوں میں بکھر گئیں اور انہیں فوج کی نادانیوں سے بُرائی پہنچی یہاں تک کہ امیر ابوعلی اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا۔ وہ اپنے قدموں پر دوڑا اور تھوک کے خشک ہونے کے بعد اس پہاڑ کی الجھن سے نکل کر سجلماسہ چلا گیا۔ اب سلطان نے مراکش کے نواح کو درست کیا اور موسیٰ بن علی کو وہاں کا امیر مقرر کیا، یوں اس کی آسودگی اور طاقت زیادہ ہو گئی اور اس کی امارت کا دور لمبا ہو گیا۔ سلطان سجلماسہ کی طرف کوچ کر گیا، اب امیر ابوعلی نے عاجزانہ طور پر درگزر کرنے اور دوبارہ صلح کرنے کی درخواست کر کے اس کا دفاع کیا کیونکہ وہ اس کی محبت میں گرفتار تھا اور اس بارے میں اس سے عجیب و غریب باتیں نقل کی جاتی ہیں۔ وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابوعلی قبلہ کے ملک میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا پھر اس کا بھائی سلطان ابوعلی اس پر متغلب ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۱۵۱

مندیل الکتانی کی پریشانی پھر اس کے قتل کا بیان

اس کا باپ محمد بن محمد الکتانی، موحدین کی حکومت میں ممتاز کاتبوں میں شامل تھا۔ جب بنی عبدالمومن کا نظام ڈھیلا ہوا اور ان کی جمعیت

پریشان ہوگئی تو یہ مراکش سے مکناسہ کی طرف آ گیا۔ اس نے بنی مرین کی حکومت میں وطن بنالیا تو یعقوب بن عبدالحق سے رابطہ کیا۔ مغرب کے عظیم سرداروں میں سے جو لوگ اس کے ساتھی تھے، ان کے ساتھ اس کے مصاحبین میں شامل ہو گیا۔ پھر وہ اس چھوڑ کر ملوک کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم نے 665ھ میں المستنصر کی طرف سفارت میں اس کا ذکر کیا ہے۔ جب سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے ہاں الکنانی کے مقام واعزاز میں اضافہ ہوتا گیا لیکن بعد میں اس نے اسے ناراض کر دیا اور 667ھ میں اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس دن سے اسے دور بھجوا دیا اور اس کی ناراضگی کی حالت ہی میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مندیل سلطان ابو یعقوب کے مددگاروں میں شامل ہو گیا، وہ عبداللہ بن ابی مدین کے مقام سے بہت زچ تھا جو سلطان کے گھر کے قہرمانوں میں مستولی تھا اور اس کی خلوتوں کا خاص دوست تھا، یہ خاموش سے اس کے زمانے میں اکثر مصیبت کی توقع رکھتا تھا، اس کی پسلیاں اس کے حسد کے باعث جل رہی تھیں حالانکہ یہ کچہری کا نگران تھا جس میں اس کی سبقت سب کو معلوم تھی اور اس کے دوست اور دشمن سے بھی میل جول تھا۔

جب شلف اور مغراوہ کے نواح پر سلطان متغلب ہوا اور اس نے اسے ٹیکس کے حساب پر عامل مقرر کیا تو فوج کا رجسٹر بھی اسے دے دیا کہ وہ ان کی اچھائی بھلائی پر نظر رکھے۔ وہاں جو امراء مثلاً علی بن محمد الخیری اور حسن بن علی بن ابی الطلاق العسکری موجود تھے، ان کے ساتھ ملیانہ اترا، یہاں تک کہ سلطان ابو یعقوب فوت ہو گیا اور ابو ثابت بلاد کی طرف ابو زیان اور اس کے بھائی ابو حمو کے پاس لوٹ آیا۔ اس سے ان دونوں کی آنکھوں میں جگہ پائی اور انہوں نے اس کی بہت عزت کی اور یہ اپنے مغرب کی طرف لوٹ گیا۔ سلطان یوسف بن یعقوب کا پڑاؤ تلمسان میں تھا اور اس نے اس کے بھائی ابو سعید عثمان بن یعقوب کی حالتِ گمنامی میں مصاحبت کی تھی، ان کے درمیان پختہ دوستی تھی جس کا لحاظ سلطان ابو سعید نے کیا۔

مغرب کا نیا حاکم ۔۔۔ ابو سعید

جب اس نے مغرب کی امارت سنبھالی تو یہ اس کے پاس گیا، اس نے اسے پہچان لیا، اسے چن کر اس کی دوستی کی اور اسے اپنی علامت لگانے اور ٹیکس کا حساب کرنے، اپنے احوال اور دل کی باتوں کی گفتگو کے لیے پسند کیا، یوں اس کا مقام بلند کیا اور اپنے خواص سے مقدم کیا۔ وہ امیر ابو علی کی بہت اطاعت کرتا تھا جو اپنی امارت کے آغاز سے قبل اپنے باپ کا متغلب بیٹا تھا۔ جب اس نے خودسری کی اور اپنے باپ کو دستبردار کر دیا تو یہ مندیل اس کے پاس چلا گیا۔ پھر جب اسے اس کی امارت کے اختلال کا علم ہوا تو اس سے الگ ہو گیا۔ امیر ابوالحسن، اس سے اپنے بھائی ابو علی کی دوستی کی وجہ سے ناراض تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان مقابلہ تھا اور اکثر اس کا سینہ اس وجہ سے بھڑکتا تھا کہ اس پر عمر کا حق واجب تھا۔ اس نے اس کی خدمت میں کوتاہی کی تھی لہٰذا اس نے اس کے متعلق پوشیدہ دور پر کینہ رکھا یہاں تک کہ جب وہ اس کے باپ کی مجلس میں یکتا ہو گیا اور عمر سجلماسہ چلا گیا تو اس نے اس کے بارے میں چغلی کرنے اور اسے ہلاک کرنے کے بارے میں وہ فیصلہ کیا جس پر سلطان نے وہ فیصلہ دیا جسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھیں گے تا آنکہ اللہ نے اس کے ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ یہ مندیل سلطان پر حراست اور تکبر کر کے اسے گفتگو کے دوران بہت ناراض کر دیا کرتا تھا لہٰذا اس نے اس قسم کے کلمات اور احوال کو یاد رکھا۔ 718ھ میں اس نے اسے ناراض کر دیا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوالحسن کو اس پر مصیبت ڈالنے کی اجازت دے دی۔ اس نے اسے قید کر کے اس کے اموال کا صفایا کر دیا اور اس کی کچہری کو بند کر دیا۔ کئی روز تک اسے مبتلائے مصیبت رکھا پھر قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بھوکا رکھ کر مار دیا اور وہ پیچھے آنے والوں کے لیے عبرت بن کر چلا گیا۔ واللہ خیر الوارثین۔



باب:۱۵۲

الغرنی کی سبتہ میں بغاوت، سلطان کی اس سے لڑائی پھر وفات اور بعد ازاں سبتہ کے حالات کی روداد

جب رئیس ابوسعید نے بنو الغرنی پر غلبہ پایا اور 705ھ میں انہیں غرناطہ لے گیا تو یہ وہاں پر مخلوع کی حکومت میں رہے جو بنی الاحمر کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اسی دوران سلطان ابوالربیع نے 709ھ میں سبتہ پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے اس سے مغرب کی طرف جانے کے لیے گفتگو کی لہٰذا یہ فاس جا کر وہاں مقیم ہو گئے ابوطالب کے بیٹے یحییٰ اور عبدالرحمٰن ان کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں سے تھے، وہ اہل علم کی مجالس میں جاتے تھے کیونکہ وہ علم کے حصول کے متلاشی تھے۔ سلطان ابوسعید اپنے باپ کے بیٹوں کی امارت میں یعنی القرویین کی جامع مسجد میں شیخ الفتویٰ ابوالحسن صغیر کو اکثر بٹھایا کرتا تھا۔ یحییٰ بن ابوطالب اس کے ساتھ رہتا تھا بعد میں جب اس نے حکومت سنبھالی اور خود مختار ہوا تو اس نے ان کے ساتھیوں کی باگ ڈور سنبھالنے میں ان کی رعایت کی، ان کے مقاصد کو پورا کیا اور یحییٰ کو سبتہ پر امیر مقرر کیا، یوں انہیں ان کی امارت کے صدر دفتر میں لوٹایا اور ان کی ریاست انہیں دی۔ وہ 710ھ میں اس کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں انہوں نے سلطان ابوسعید کی دعوت کو قائم کیا اور اس کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اس کے بعد امیر ابوعلی اپنے باپ کی امارت پر متغلب ہو گیا اور اس نے سرکشی اختیار کی تو اس نے سبتہ پر ابوزکریا حیون بن ابی العلاء القرشی کو امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن ابوطالب کو وہاں سے معزول کر کے اُسے فاس بلایا۔ وہ اور اس کا باپ ابوطالب اور اس کا چچا حاتم فاس آئے اور سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے۔ اس دوران میں ابوطالب فاس میں فوت ہو گیا یہاں تک کہ امیر ابوعلی نے اپنے باپ کے خلاف خروج کر دیا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یحییٰ بن ابوطالب اور اس کا بھائی، امیر ابوعلی کے مددگاروں سے الگ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ جب وہ جدید شہر میں مشغول ہو گیا اور سلطان نے اس سے لڑائی کی تو اس وقت سلطان نے یحییٰ بن ابوطالب کو سبتہ کا امیر مقرر کیا اور اُسے وہاں بھیجا تا کہ وہ اس جہات میں اس کی دعوت کو قائم کرے۔ تاہم اس نے اس کے بیٹے محمد کو اپنی اطاعت پر بطور یرغمال پکڑ لیا پس وہ اس کا با اختیار امیر بن گیا، وہاں اس نے سلطان کی اطاعت اور دعوت کو وہاں قائم کیا، لوگوں سے اس کی بیعت لی اور وہ مسلسل دو سال تک یہ کام کرتا رہا۔ اس کا چچا ابوحاتم اس کے ساتھ مغرب سے واپس آنے کے بعد 716ھ میں وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے سلطان کی اطاعت چھوڑ دی، اُمراء کی اطاعت کو خیر باد کہا اور اپنے اسلاف کے حال کی طرف واپس آ گیا کہ شہر میں شوریٰ سے کام ہو۔

عبدالحق بن عثمان کی اندلس سے آمد

اس دوران اس نے اندلس سے عبدالحق بن عثمان کو طلب کیا تو وہ اس کے پاس آیا، اس نے اسے جنگ پر امیر مقرر کیا تا کہ انتشار پیدا کرے اور اپنی جنگ سے سلطان کے عزائم کو کمزور کرے۔ سلطان نے بنی مرین کی فوجیں اس کی طرف بھیجیں اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر وزیر ابراہیم بن عیسیٰ کو مقرر کیا لہٰذا اس نے اس پر چڑھائی کی، اس کا محاصرہ کر لیا اور ان سے اپنے بیٹے کی تلاش میں مشغولیت کا بہانہ کیا۔ سلطان نے اسے ابن وزیر ابراہیم کے پاس بھیجا تا کہ اسے اپنی اطاعت دے اور وہ اسے چھوڑ دے۔ اس دوران اسے فوجی جاسوسوں کے ذریعے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا سمندر کے گوشے میں وزیر کے خیمے میں ہے جہاں اسے گرفتار کرنے کا موقع مل سکتا ہے لہٰذا اس نے پڑاؤ پر شب خون مارا۔

وزیر کے خیمے پر دھاوا

یوں عبدالحق بن عثمان نے اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ وزیر کے خیمے پر حملہ کر دیا اور اسے اس کے باپ کے پاس لے آیا۔ اب فوج

گھبراہٹ طاری ہوگئی مگر انہیں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ وزیر نے ابن الغرفی کو تلاش کیا۔ انہوں نے اس بارے میں اپنے قائد ابراہیم بن عیسیٰ الوزیر پر دشمن کی مدد کرنے کا الزام لگایا۔ اب ان کے مشائخ اکٹھے ہوئے، انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے، سلطان کی خیر خواہی دیکھنے کے لیے اسے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے وزیر کو اس کی خیر خواہی آزمانے کے لیے رہا کر دیا۔

اس کے بعد یحییٰ بن الغرفی سلطان کی رضا اور دوستی کی جستجو میں لگ گیا۔ سلطان 719ھ میں اس کی اطاعت کی آزمائش کے لیے طنجہ گیا اور اسے سبتہ پر امیر مقرر کیا۔ اس نے اپنے آپ پر سلطان کے لیے ٹیکس جمع کرنے کی شرط لگائی اور ہر سال اسے بہترین تحائف دیئے، مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ یحییٰ الغرفی 720ھ میں فوت ہو گیا۔

محمد کی حکومت

اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے اپنے چچا محمد ابن علی الفقیہ ابی القاسم کی نگرانی کے لیے امارت سنبھالی جوان کے قرابت داروں کا شیخ تھا۔ اس کے علاوہ وہ سبتہ میں بحری بیڑوں کا قائد بھی تھا۔ اس نے قائد یحییٰ الراندی کے اندلس جانے کے بعد سبتہ میں نگرانی سے نظر پھیر لی تو سبتہ میں کمینے لوگوں نے اختلاف کیا۔ سلطان نے موقع پا کر 728ھ میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ انہوں نے اپنی اطاعت دینے میں جلدی کی اور محمد بن یحییٰ مقابلے میں عاجز آ گیا۔ محمد بن عیسیٰ نے اسے اپنی طرف سے گمان کیا اور لفیف کے چند بے وقوفوں کے ساتھ امارت سے معترض ہوا۔ اب وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سرداروں نے انہیں اس بات سے روکا اور انہیں اطاعت پر آمادہ کیا، وہ الغرفی کے بیٹوں کو سلطان کے پاس لے گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اب سلطان قصبہ سبتہ میں اترا، اس کی جہات کو درست کیا اور اس کے شگافوں کی مرمت کی اور اس کی خرابیوں کی اصلاح کی۔ اس نے اپنے بڑے آدمیوں اور اپنی مجلس کے خواص کو اس کے مضافات پر عامل مقرر کیا یعنی اس نے اپنے حاجب عامر بن فتح اللہ الصدارتی کو اس کے محافظوں کا امیر مقرر کیا اور ابوالقاسم بن ابی مدین کو اس کے ٹیکس اکٹھا کرنے اور اس کی عمارتوں کی دیکھ بھال کرنے اور اس میں اخراجات کے لیے مال نکالنے پر مقرر کیا۔ اس نے مشائخ کے سرداروں کو بڑے بڑے انعامات دیئے، ان کی جاگیروں اور وظائف کو بڑھایا پھر سبتہ میں افراک نام کا شہر تعمیر کرنے کا اشارہ کیا لہٰذا وہ 729ھ میں اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے جب کہ وہ واپس اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا۔

☆☆☆

باب: ۱۵۳

عبدالمہیمن کتابت اور علامت کے لیے آتے ہیں

بنو عبدالمہیمن سبتہ کے معزز گھرانوں میں سے تھے، ان کا نسب حضرموت میں ہے اور یہ بڑے صاحب عظمت و جلال اور اہل علم تھے ابو طالب اور ابو حاتم کے زمانے میں ابو محمد سبتہ کا قاضی تھا اور اسے انکے ساتھ قرابت داری بھی تھی۔ اس کا یہ بیٹا عبدالمہیمن عظمت و جلالت کی گود میں پروان چڑھا، اس نے عربی زبان کا علم استاد غافقی سے سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ جب 705ھ میں رئیس ابوسعید کی مصیبت ان پر نازل ہوئی تو اسے غرناطہ لایا گیا ان میں قاضی محمد بن عبدالمہیمن اور اس کا بیٹا بھی لائے گئے۔ اب عبدالمہیمن نے غرناطہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور عربی زبان اور حدیث کے بارے میں اس کے علم و بصر میں اضافہ ہو گیا۔ سلطان محمد مخلوع کے گھر میں کاتب بن گیا تو اس کے وزیر محمد بن عبدالحکیم الرندی نے جو اس کی حکومت پر متغلب تھا، اسے بنی الغرفی کے مخصوص روساء کے ساتھ خاص کر لیا۔ پھر یہ ابن عبدالحکیم کی مصیبت کے بعد سبتہ واپس آ گیا اور اس کے قائد یحییٰ بن مسلمہ کا مدت تک کاتب رہا۔ جب 709ھ میں بنو مرین نے سبتہ کو واپس لے لیا تو اس نے کتابت پر اکتفا کیا اور

اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق حصول علم اور مروت اختیار کرنے کے طریق پر گامزن رہا۔

مغرب پر سلطان ابو سعید کا قبضہ

جب سلطان ابو سعید مغرب پر قابض ہو کر ولی عہدی میں با اختیار ہو گیا تو اس کا بیٹا ابو علی جو علم دوست اور اہل علم کا مشتاق اور ان کے فنون کو اختیار کرنے والا تھا، حکومت پر متغلب ہو گیا۔ اس کی حکومت موحدین کے زمانے سے اس بداوت کی وجہ سے جو ان کے آغاز میں پائی جاتی تھی مراسلت کے کام سے خالی تھی۔ امیر ابو علی کو بلاغت اور زبان میں کچھ بصیرت حاصل تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ بات سمجھ لی کہ ان کی حکومت اچھے کاتبوں سے خالی ہے اور یہ کہ وہ اسی خط میں پختہ ہیں جس میں انہوں نے مہارت حاصل کی ہے۔ اس نے دیکھا کہ اس فن میں انگلیاں عبدالمہیمن کے حرخیل ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں پس وہ اس کا دلدادہ ہو گیا۔ وہ اپنے اہل ملک کے آنے کے اوقات میں اکثر آیا کرتا تھا لہٰذا امیر ابو علی نے اسے مزید نوازشات سے نوازا، اس کے مقام کو بلند کیا اور اس سے کتابت کرنے کو کہا۔ وہ اس کی بات نہیں مانتا تھا، مگر جب اس نے پختہ ارادہ کر لیا تو 712ھ میں اپنے عامل سبتہ کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس کے دروازے پر واپس بھیج دے لہٰذا اس نے اپنی کتابت اور علامت اسے سپرد کر دی یہاں تک کہ جب ابو علی نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی تو عبدالمہیمن امیر ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ جب ابو علی نے جدید شہر سے دستبردار ہونے پر صلح کر لی تو سلطان پر جو شرائط عائد کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عبدالمہیمن اس کے ساتھ رہے گا۔ سلطان نے اس شرط کو پورا کر دیا لیکن امیر ابوالحسن نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس نے قسم کھائی کہ اگر اس نے اس پر عمل کیا تو وہ ضرور اسے قتل کر دے گا۔ تو عبدالمہیمن فیصلے کے لیے اپنا معاملہ سلطان کے پاس لے گیا اور اس کی پناہ لے کر اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دیا اس کی دردمندی پر اس کا دل نرم ہو گیا اور اس نے اسے ان دونوں سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی خدمت میں واپس آنے کا حکم دے کر اسے اپنے پڑاؤ میں اتارا وہ اسی حالت میں رہا۔ اس دوران حکومت کے عظیم اور خواص کے زعیم مندیل الکنانی نے اسے اپنے لیے چن لیا اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا۔ جب مندیل برطرف ہوا تو سلطان نے اپنی علامت ابوالقاسم بن ابی مدین کو دے دی جو غافل اور آداب سے خالی تھا لہٰذا وہ خطوط کے پڑھنے، ان کی اصلاح کرنے اور ان کے لکھنے میں عبدالمہیمن کی طرف رجوع کیا کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان کو اس کی اس بات کا پتہ چل گیا پھر اس نے اسی پر اکتفا کر لیا اور 718ھ میں علامت اسے دے دی۔ یوں وہ اس سے طاقتور ہو گیا اور سلطان کی مجلس میں اس کے قدم جم گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی شہرت بلند ہو گئی اور وہ سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ 749ھ میں طاعون جارف سے تونس میں فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۵۴

اہل اندلس کی غرناطہ کے خلاف فریاد رسی اور بطرہ کی موت کا بیان

طاغیہ شانجہ بن ادفونش نے اپنے باپ ہرانده المتوفی 682ھ کے بعد جب سے طریف پر غلبہ پایا تھا، اہل اندلس پر خوب حملے کیے۔ سلطان یوسف بن یعقوب اس کے بعد بنی یغمراسن کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا پوتا بھی ان کے معاملے میں مشغول رہا اور ان کی مدد کم ہو گئی۔ شانجہ 673ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ہرانده حکمران بنا۔ اس نے جزیرہ خضراء سے جنگ کی جو بنی مرین کے لیے پورا سال جہاد کی بندرگاہ بنا رہتا تھا۔ اس کے بحری بیڑوں نے جبل الفتح سے لڑائی کی اور مسلمانوں کا سخت محاصرہ ہو گیا۔ ہرانده بن ادفونش نے حاکم برشلونہ کے ساتھ خط و کتابت کی کہ وہ اہل اندلس کو پیچھے سے مشغول رکھ کر انہیں روکے لہٰذا اس نے المریہ سے جنگ کی اور 709ھ میں اس کا مشہور محاصرہ کر کے وہاں آلات نصب کیے۔ ان میں وہ برج العود بھی تھا جو تین آدمیوں کے قد کے برابر لمبی فصلیں رکھنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ مسلمانوں نے اس کے

لانے کا منصوبہ بنایا لہٰذا اسے جلا دیا گیا۔ دشمن نے زیرِ زمین ایک راستہ بنایا تھا جس میں بیس سوار چل سکتے تھے، مسلمان بھی یہ بات جان گئے، انہوں نے ان کے سامنے اسی قسم کا ایک راستہ کھود دیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے، یوں انہوں نے زیرِ زمین ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

عثمان بن ابی العلاء کا سالار بننا

ابن الاحمر نے شرفاء کے رہنما عثمان بن ابی العلاء کو اپنی اس فوج کا سالار مقرر کیا جسے اس نے المریہ کے باشندوں کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ نصاریٰ کی ایک فوج نے جسے طاغیہ نے مرشانہ کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا تھا، اس سے لڑائی کی تو عثمان نے انہیں شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس کے دوران وہ جبل الفتح پر طاغیہ کے پڑاؤ کے قریب اترا، اس کی فوجوں نے ساتہ اور اسطبونہ پر قیام کیا۔ عباس بن رحو بن عبداللہ اور عثمان بن ابی العلاء فوجوں کے ساتھ دونوں شہروں کی مدد کے لیے گئے۔ عثمان نے اسطبونہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کا قائد الفنش بیوش تین ہزار سواروں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد عثمان عباس کی مدد کے لیے گیا جو عوجین میں داخل ہو چکا تھا۔ نصاریٰ کی فوج نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے اس کی چڑھائی کی خبر پھیلا دی الجزیرہ کے باہر طاغیہ کو بھی اپنے مقام پر عثمان کی اپنی قوم کے ساتھ حملہ کرنے کی خبر پہنچ گئی، تو اس نے نصرانی افواج کو اس کی طرف روانہ کیا۔ عثمان نے ان کا سامنا کیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے زعماء کو قتل کر دیا۔ طاغیہ ان کی ملاقات کے ارادے سے کوچ کر گیا تو مسلمان شہر اس کے پڑاؤ میں آ گئے، انہوں نے اس کی فرودگاہوں اور خیموں کو لوٹ لیا، یوں مسلمانوں کو ان پر زبردست فتح ہوئی اور ان کے ہاتھ ان کی اموال اور اسیروں سے بھرپور ہو گئے۔ پھر ان شکستوں کے بعد طاغیہ 712ھ میں فوت ہو گیا اور وہ ہراندہ بن شانجہ تھا، یوں اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے البتشہ کو حکمران بنایا جو چھوٹا بچہ تھا لہٰذا نصرانیوں نے بطرہ بن شانجہ اور نصرانیوں کے زعیم جوان کو چھوڑ کر اُسے اس کے چچا کی نگرانی پر مقرر کیا لہٰذا انہوں نے اس کی کفالت کی اور اس طرح انکے حالات درست ہو گئے۔ دوسری طرف سلطان ابوسعید شاہِ مغرب اپنے بیٹے کے معاملے اور سبتہ کے خروف میں مشغول ہو گیا پس نصرانیوں نے اندلس میں حملہ کے موقع کو غنیمت جانا اور 718ھ میں غرناطہ پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے اپنی فوجوں اور قوتوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا، اہلِ اندلس نے اپنا فریاد رس سلطان کے پاس بھیجا اور ان کی حکومت اور ریاست میں ابوالعلاء کو جو مقام حاصل تھا اس پر ان سے معذرت کی۔ یہ بھی کہا کہ وہ اپنی قوم بنی مرین میں امارت کا نمائندہ ہے جس نے زبردست انتشار کا خدشہ ہے اور اس نے یہ شرط عائد کی کہ وہ اسے جہاد کے مکمل ہونے تک سب کچھ دے دیں اور اسے مسلمانوں کی حفاظت کے لیے ان کی طرف لوٹا دیں۔ لیکن عثمان بن ابی العلاء کے مقام اور قوم میں اس کے جتھے اور قوت کی وجہ سے ان کے لیے یہ ممکن نہ ہو سکا، یوں ان کی کوشش ناکام ہو گی اور وہ قتل ہو گئے۔ نصرانی قوموں نے غرناطہ کا طویل محاصرہ کیا اور اسے نگلنے کی خواہش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ناکہ بندی کو دور کیا اور اپنے دستِ قدرت سے ان کا دفاع کیا۔ عثمان بن ابی العلاء اور اس کی جماعت کے لیے اس قسم کی عجیب و غریب لڑائی کیسے ممکن تھی، وہ اپنے جملہ مددگاروں کے ساتھ طاغیہ کے لشکر کی طرف چل پڑے۔ وہ دو سو کے قریب یا اس سے زیادہ تھے اور انہوں نے مستقل مزاجی سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے مراکز میں ان کے ساتھ رہنے لگے پس انہوں نے بطرہ اور جوان کو قتل کر دیا اور انہیں پشتوں کے بل بھگا دیا۔ ان کے پیچھے شقیل سے پینے کے پانی کے راستے بند کر دیئے لہٰذا انہوں نے اس میں باہم مقابلہ کیا اور ان کی اکثریت ہلاک ہو گئی، ان کے اموال لوٹ لیے گئے اور اللہ نے اپنے دین کو عزت دی، اور اس کے دشمن کو ہلاک کیا۔ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے شہر کی فصیل پر بطرہ کا سر نصب کر دیا گیا جو آج کے زمانے تک وہاں موجود ہے۔

☆☆☆

باب: ۱۵۵

موحدین سے رشتہ کرنے، اس کے سلسلے میں تلمسان پر حملے اور دیگر واقعات کی روداد

جب 706ھ میں یغمراسن بن زیان کے بیٹے سے جو بنی عبدالواد کا ایک بادشاہ تھا، محاصرہ ہٹا اور ابوثابت ان کے علاقے سے الگ ہو گیا اور

بنومرین نے ان میں سے جن بلاد پر اپنی تلواروں سے قبضہ کیا تھا، ان سے وہ ان کے لیے دستبردار ہو گیا اور سال کے شروع میں ابوحمو بنی عبدالواد کی حکومت میں بااختیار ہو گیا تو اس نے بلادِ مغرب کی طرف اپنی توجہ پھیری اور مغراوہ اور بنی توجین کے بلاد پر متغلب ہو گیا۔ وہاں سے اس نے ان کی سلطنت کا نام ونشان مٹا دیا۔ عبدالقوی بن عطیہ کی اولاد میں سے ان کے شرفاء مندیل بن عبدالرحمٰن کی اولاد اپنے متبع رؤسائے قبائل کے ساتھ موحدین بنی ابی حفص کے ساتھ مل کر ان کی فوجوں میں شامل ہو گئے۔ ان میں سے مولانا سلطان ابویحییٰ اور اس کے حاجب یعقوب بن عمر بہت بڑی فوج کے ساتھ جا ملے، اس کا نام رجسٹر میں لکھا اور ان کے ساتھ خوارج اور حکومت سے جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ خوب مقابلہ کیا۔

الجزیرہ پر ابوحمو کا دھاوا

اس دوران ابوحمو نے الجزیرہ پر حملہ کیا، ابن علان نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ اسے تلمسان لے آیا، اس سے وفاداری کی اور بنومنصور جو متیجہ میں سے متیجہ کے میدانی ملیکش کے امراء تھے، بھاگ کر موحدین سے جا ملے۔ انہوں نے انہیں منتخب کر لیا اور اس نے مغرب اوسط کی جہت پر قبضہ کر لیا۔ یوں موحدین کی عملداری کی سرحد اس کی عملداری سے مل گئی پھر وہ 712ھ میں تدلس پر متغلب ہو گیا۔ بجایہ میں ابن مخلوف کی بغاوت کے دنوں میں اس کے اور مولانا سلطان ابویحییٰ کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی تھی اس کی وجہ سے وہ اس پر مہربان ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے لہٰذا اس کے مقام کی وجہ سے اور بلاد موحدین کی جستجو کے باعث اس نے اپنے عزائم کو اکسایا، اس کی فوجوں نے ان کی زمین کو روند دیا اور اس نے ان کے شہروں بجایہ اور قسطنطینہ سے جنگ کی اس کے بعد اس نے بجایہ کو اس کی قوت کی وجہ سے مخصوص کر لیا اور فوجوں کو اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود کے ہمراہ اس کی ناکہ بندی کے لیے بھیجا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس دوران میں محمد بن یوسف بن یغمر اسن اسے چھوڑ کر چلا گیا اور اس نے بنی توجین میں اپنی امارت قائم کر لی۔ اس نے اس کے مقبوضات سے جبل وانشریس کی عملداری کو حاصل کر لیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ 718ھ میں سلطان ابوحمو فوت ہو گیا۔ اس کی امارت کو اس کے بیٹے ابوتاشفین عبدالرحمٰن نے سنبھالا تو اُسے اپنے عم زاد محمد بن یوسف کے متعلق خیال آیا، اس نے بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی یہاں تک کہ اس نے اس کی پناہ گاہ جبل وانشریس میں اس سے جنگ کی۔ اس دوران بنی تیغرین کے سردار عمر بن عثمان نے اس کے ساتھ اس کے متعلق سازش کی تو اس نے اُسے گرفتار کر کے 719ھ میں اُسے قتل کر دیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس کے میدان میں اترا۔ اب حاجب بن عمر اس کے سامنے ڈٹ گیا تو یہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا پھر الٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا۔ اس نے اوطان بجایہ کی طرف بار بار فوجیں بھیجیں، فوجوں کے جمع کرنے کے لیے کئی قلعے بنائے اور وادی بجایہ کے بالائی علاقے میں قلعہ بکر اور پھر قلعہ تامزیردکت بنایا۔ اس نے پھر ایک دن کی مسافت پر تیسکلات میں اس پہاڑ کے نام پر جو وجدہ کے سامنے جبل میں ابن کا اولین کا پہاڑ تھا، تامزیردکت کے نام سے ایک قلعہ بنایا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یغمر اسن نے سعید کے مقابلہ میں اس میں پناہ لے لی، لہٰذا اس نے تیسکلات شہر کی حد بندی کی، اسے خوراک اور فوجوں سے بھر دیا اور اسے اپنے ملک کی سرحد بنا دیا۔ پھر وہاں اپنی فوج اتاری اور اپنی اور اپنے باپ کی حکومت کے عظیم شخص موسیٰ بن علی کردی کو اس کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد بنی سلیم میں سے کعوب نے جب وہ مولانا سلطان ابویحییٰ لحیانی اور ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن ابی عمران اور ابواسحٰق بن ابی یحییٰ الشہید سے ناراض تھے، اسے افریقہ کی حکومت کے بارے میں کئی بار اُکسایا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ ان کی جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ زناتہ اور موحدین کی فوجوں کے درمیان 729ھ میں مرماجنہ کے نواح میں ریاس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جس میں زناتہ کی افواج نے امیر بنی کعب حمزہ بن عمر اور اس کے بدو ساتھیوں کے ساتھ جن کا سردار، آل یغمر اسن کی حکومت کا پروردہ یحییٰ بن موسیٰ تھا، سلطان ابویحییٰ پر چڑھائی کی۔ انہوں نے محمد بن ابی عمران بن ابی حفص کو بادشاہ مقرر کیا اور عبدالحق بن عثمان، جو بنی عبدالحق کے شرفاء میں سے تھا، وہ بھی اپنے رشتہ داروں اور بیٹوں سمیت ان کے ساتھ تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ موحدین سے ان کے پاس آ گیا تھا۔ پس مولانا سلطان ابویحییٰ کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور شکست کھا گیا۔ وہ اس کے خیموں پر اور ان میں جو ذخیرہ اور مستورات تھیں، ان پر قابض ہو گئے انہوں نے اس کے پڑاؤ کو مکمل طور پر لوٹ لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو گرفتار کر کے انہیں تلمسان کی طرف واپس بھجوا دیا۔ سلطان کے جسم میں زخم آئے جنہوں نے اسے کمزور کر دیا لہٰذا وہ

جا کر بونہ چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بجایہ چلا گیا جہاں وہ اپنے زخموں کا علاج کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔

ں پر زناتہ کا قبضہ

یوں زناتہ تونس پر قابض ہو گئے اور محمد بن عمران اس میں داخل ہو گیا، انہوں نے اسے سلطان کا نام دیا۔ اس کی مہار امیر زناتہ یحییٰ بن موسیٰ تھ میں تھی اور مولانا سلطان ابو یحییٰ بن موسیٰ کے ہاتھ میں تھی۔ اب مولانا سلطان ابو یحییٰ نے آل یغمراسن کے خلاف فریادی بن کر شاہِ مغرب ابو سعید کے پاس جانے کا عزم کیا۔ اس کے حاجب محمد بن سید الناس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے ابوزکریا حاکمِ سرحد کو اس کے پاس ے کیونکہ وہ اپنے ہمسر کا بُرا مناتا ہے، پس اس نے اس کے مشورے کو قبول کیا اور اس کام کے لیے اپنے بیٹے کو سمندر پر سوار کرا دیا۔ موحدین حدین کے مشائخ میں سے ابو محمد عبداللہ بن تاشفین کو اسکے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے اسکے پاس بھیجا۔ وہ سواحل مغرب میں سے قساسہ کے اترے اور سلطان ابو سعید کے دار الخلافے میں اس کے پاس آ کر اسے مولانا سلطان ابو یحییٰ کی مدد کی بات پہنچائی، وہ اور اس کا بیٹا امیر اس سے بہت خوش ہوئے، اس نے اپنے بیٹے امیر سے اس محفل میں کہا، اے میرے بیٹے! ہماری اقوام کے سب سے بڑے آدمی نے تیرا خدا کی قسم میں ضروری تمھاری مدد میں اپنا مال، اپنی قوم اور اپنی جان صَرف کر دوں گا اور اپنی فوجوں کو تلمسان کی طرف بھیجوں گا لہٰذا تو اپنے کے ساتھ وہاں اتر جا۔ یوں وہ خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ گئے، سلطان ابو سعید نے ان پر شرط عائد کی کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ اپنی افواج اس کے ساتھ تلمسان سے جنگ کرنے کے لیے جائے تو انہوں نے یہ بات قبول کر لی۔ سلطان ابو سعید 730ھ میں تلمسان پر حملہ کے لیے ب وہ وادی ملویہ میں پہنچے اور صرہ میں پڑاؤ کیا تو ان کے پاس سلطان ابو یحییٰ کے تونس کے دار الخلافے پر قابض ہونے اور زناتہ اور ان کے ن کے وہاں سے دور کرنے کی یقینی خبر آ گئی۔ اب مولانا سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا یحییٰ اور اس کے وزیر ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو ں اپنے ساتھی کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے انہیں بڑے بڑے انعامات دیئے۔ وہ غساسہ سے اپنے بحری ر سوار ہوئے۔ اس نے ان کے ساتھ رشتہ کی منگنی کے لیے ابراہیم بن ابی حاتم العزفی اور اپنے دار الخلافے کے قاضی ابو عبداللہ بن راق کو بھیجا اور واپس اپنے دار الخلافے کی طرف چلا گیا۔ جب امیر ابوالحسن اور سلطان ابو یحییٰ کے درمیان اس کی بیٹی کا رشتہ ہوا جو امیر یحییٰ کی تھی تو اس نے اُسے اپنے بحری بیڑے میں موحدین کے مشائخ کو بھیجا جن کا سردار ابوالقاسم بن عبو تھا۔ وہ غساسہ کی بندرگاہ پر سلطان ابو وفات سے پہلے 681ھ میں پہنچے لہٰذا وہ اس کی تعظیم و تکریم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے غساسہ کی طرف اس کی سواری اور اس کے نے کے لیے سواریاں بھیجیں، سونے اور چاندی کی لگامیں بنائی گئیں۔ اس کے علاوہ ریشم کے عرق گیر جو سونے سے ڈھکے ہوئے تھے، گئے۔ اس کے لانے والے اور دلہن بنانے والے کے لیے ایسا بے نظیر جشن کیا جس کی مثال ان کی حکومت میں نہیں ملتی۔ گھر کے منتظمین کو کی درماندگی کی وجہ سے ایسے کام سپرد کیے گئے جن جیسے کام انکے سپرد نہیں ہوئے تھے، یوں احسان مکمل ہو گیا۔ لوگوں نے عرصہ دراز تک اس ن کی۔ سلطان ابو سعید اس کے پہنچنے سے قبل فوت ہو گیا۔

☆☆☆

۱۵۶

سلطان ابو سعید کی وفات کے بعد سلطان ابوالحسن کا تخت نشین ہونا اور دیگر واقعات کا بیان

جب 731ھ میں سلطان کو، سلطان ابو یحییٰ کی دلہن بیٹی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو حکومت اس کی آمد پر اس عظمت کے باعث جو اس کے قوم کو حاصل ہوئی تھی جھوم اٹھی۔ سلطان ابو سعید بنفس نفیس تازی کے احوال کو جو دلہن کی عزت افزائی اور اس کے بیٹے کی شادی کی خوشی میں

کیے گئے تھے، دیکھنے گیا اور وہیں بیمار ہو گیا۔ جب وہ قریب المرگ ہو گیا تو ولی عہد امیر ابوالحسن اُسے لے کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا، وہاں اسے اس کے بستر پر نوکروں کے کندھوں اور گھوڑوں پر سوار کرا کے لایا یہاں تک کہ وہ سبو میں اترے۔ اس نے رات کو اسی طرح اُسے اس کے گھر میں داخل کیا لیکن موت نے اسے راستے ہی میں آلیا، وہ فوت ہو گیا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو پس انہوں نے اسے گھر میں اس کی جگہ پر رکھا، صالحین کو اس کو دفنانے کے لیے بلایا اور اُسے ماہ ذوالحجہ 731ھ میں دفن کر دیا گیا۔

جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو مشائخ کے خواص اور ارباب حکومت اس کے ولی عہد امیر ابوالحسن کے پاس جمع ہوئے، انہوں نے اُسے اپنا امیر بنالیا اس کی اطاعت و بیعت کی۔ اس کے بعد اس نے سبو سے اپنے پڑاؤ کے اٹھانے کا حکم دیا اس نے فاس کے میدان میں زیتون کے مقام پر خیمے لگائے۔ جب سلطان دفن ہو گیا تو وہ تیار ہو کر اپنے پڑاؤ کی طرف نکلا۔ لوگ اپنے طبقات کے مطابق بیعت کرنے کے لیے اس کے پاس آئے۔ اس نے اپنے خیمے پر اور لوگوں سے بیعت لینے پر محافظین اور متصرفین کے سردار المزدار عبو بن قاسم اور دروازے کے حاجب کو جو سلطان یوسف بن یعقوب کے عہد سے ان کے گھر کا قدیم دوست تھا، مقرر کیا۔ اس دن اس کی بیوی یعنی دختر سلطان ابویحییٰ اس کے پاس گئی، اس نے پڑاؤ میں اپنی جگہ پر اس کے ساتھ شب بسر کی۔ اس کے بعد اس نے دلہن کے باپ کے دشمن سے انتقام لینے کا عزم کیا اور وہ اپنے بھائی ابوعلی کا حال معلوم کرنے لگا۔ ان دونوں کے باپ سلطان نے اُسے اس کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ اس کے دل میں اس کی محبت تھی، یہ ولی عہد مقدور بھر اس کی رضا کو ترجیح دیتا تھا لہٰذا اس نے اس کے احوال کی نگرانی کے لیے سجلماسہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔

☆☆☆

باب: ۱۵۷

سلطان ابوالحسن کا سجلماسہ پر حملہ، بھائی کے ساتھ صلح پھر واپس تلمسان جانے کی روداد

جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور سلطان ابوالحسن کی بیعت مکمل ہو گئی تو وہ اپنے بھائی ابوعلی کے متعلق اکثر وصیت کرتا رہتا تھا کیونکہ وہ اس پر مہربانی کرنے کے لیے مکلف تھا لہٰذا اس نے تلمسان کی طرف جانے سے قبل اس کے احوال کو دیکھنے کا ارادہ کیا وہ زیتون میں اپنے پڑاؤ سے سجلماسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ راستے میں اُسے اپنے بھائی امیر علی کے وفود ملے جنہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکومت عطا کرنے پر مبارک باد دی اور یہ بتایا کہ اس کا بھائی اس بارے میں اس سے جھگڑے سے الگ رہے گا۔ اللہ نے اس کے باپ کی وراثت سے جو کچھ دیا ہے، وہ اس پر قانع رہے گا۔ اس نے اپنے بھائی سے اس بات پر معاہدہ کرنے کا مطالبہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کے مطالبے کا جواب دیا اور اسے اسی طرح سجلماسہ اور اس کے گرد و نواح کے بلاد قبلہ پر امیر مقرر کر دیا جیسے وہ اپنے باپ کے زمانے میں تھا۔ اس وقت قبیلے کے سردار اور بقیہ عرب اور زنانہ بھی موجود تھے۔ وہ موحدین کے فریادی کو جواب دینے کے لیے تلمسان لوٹ آیا اور اس نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی۔ جب وہ تلمسان پہنچا تو اس سے ایک طرف ہو کر مشرق کی جانب آگے چلا گیا کیونکہ اس نے مولانا سلطان ابویحییٰ کے ساتھ تلمسان میں اکٹھے اترنے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ انہوں نے امیر ابوزکریا کے اس ایلچی سے شرط کی تھی جو ان کے پاس گیا تھا۔ یوں وہ شعبان 732ھ میں تاسالت میں اترا اور وہاں ٹھہرا۔ پھر اس نے مغرب کی بندرگاہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا اور انہیں سواحل تلمسان کی طرف بھیجا۔ اس نے اپنی فوج سے سلطان ابویحییٰ کی مدد کے لیے فوج تیار کی، انہیں سواحل دہران سے بحری بیڑوں پر سوار کرا دیا اور اپنی حکومت کے پروردہ محمد بطوی کو ان کا سالار مقرر کیا۔ وہ بجایہ میں اترے، وہاں انہوں نے سلطان ابویحییٰ سے ملاقات کی اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے اس کے ساتھ انہوں نے بنی عبدالواد کی سرحد تیکلات پر حملہ کیا جہاں بجایہ کے محاصرے کے لیے دستے جمع تھے۔ وہاں ان دنوں ان کے جرنیلوں میں سے ابن ہزرع بھی موجود تھا، ان کے پیچھے سے پہلے جو فوج وہاں موجود تھی، وہ بھاگ گئی اور مغرب اوسط کی اپنی آخری عملداری میں چلی گئی، مولانا سلطان ابویحییٰ نے وہاں موحدین، عربوں،

بربریوں اور دیگر فوجوں کو بٹھادیا، انہوں نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور مخزون خوراک لوٹ لیا جو وہ ناپید اکنار سمندر تھا کیونکہ جب سے سلطان ابوحمو نے اس کی حد بندی کی تھی اس نے بطحاء کی عملداری سے لے کر بقیہ بلادِ شرقیہ کے عمال کو اشارہ کیا تھا کہ وہ غلے اور دیگر خوراک کی چیزوں کو جمع کر لیں اس کے بیٹے سلطان ابوتاشفین نے بھی اس بارے میں اپنے باپ کے طریقے کو اختیار کیا اور ہمیشہ ان کا یہی طریق رہا یہاں تک کہ ان پر یہ کرتوڑ مصیبت نازل ہوئی، لوگوں نے ان میں سے بے شمار غلہ جات کو لوٹ لیا اور زمین میں اس کی حد بندی کو تباہ کر کے اسے چٹیل میدان بنا دیا۔ اس دوران میں سلطان ابوالحسن ان کے احوال کو دیکھتا ہوا تلمسان سے لڑائی کرنے کے لیے سلطان ابویحییٰ کی آمد کا منتظر رہا یہاں تک کہ اسے اپنے بھائی کی بغاوت کی خبر ملی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے لہٰذا وہ واپس پلٹ آیا۔ اس دوران مولانا سلطان ابویحییٰ کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ بھی اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا اور بطوی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے اُسے بہت انعام دیا، اس کی فوج کو بھی انعامات دیئے اور اسی وقت وہ اپنے بھیجنے والے سلطان کی طرف پلٹ گئے جب کہ ابوتاشفین، بلادِ موحدین سے جنگ کرنے سے رک گیا۔



باب:۱۵۸

امیر ابوعلی کے بغاوت کرنے اور سلطان ابوالحسن کے اس پر حملہ کر کے اس پر فتح پانے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان کی جنگ میں چلا گیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کے ساتھ وعدہ کی وجہ سے تاسالت تک چلا گیا تو ابوتاشفین نے امیر ابوعلی کے ساتھ دوستی کرنے اور سلطان ابوالحسن کے خلاف متفق ہونے کے بارے میں سازش کی نیز یہ بھی کہا کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دفاع کرے گا۔ آخر کار ان دونوں کے درمیان معاہدہ طے پا گیا اور امیر ابوعلی نے اپنے بھائی سلطان ابوالحسن کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس نے سب سے پہلے سجلماسہ سے درعہ پر حملہ کر دیا اور وہاں پر سلطان کے عامل کو قتل کر دیا۔ اس نے اپنے رشتے داروں میں سے کسی آدمی کو وہاں کا عامل مقرر کیا اور بلادِ مراکش کی طرف فوج روانہ کی۔ سلطان کو اپنے پڑاؤ تاسالت میں اس کی خبر پہنچ گئی، تو اس معاملے نے اسے برافروختہ کر دیا، اس نے بھائی سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور الٹے پاؤں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اپنی عملداری کی ملحقہ سرحد تادریت پر پڑاؤ کر لیا، اپنے بیٹے تاشفین کو اس کا افسر مقرر کیا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے وزیر مندیل بن حمامہ بن تیربعیین کی نگرانی کرے پھر وہ جلدی سے سجلماسہ کی طرف گیا اور وہاں اتر پڑا۔ اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اس نے آلات کے کام کے کاری گروں کو اس کے چوک کی تعمیر کے لیے اکٹھا کیا اور صبح و شام جولا کرتیا میں جنگ کرنے لگا۔ ابوتاشفین اپنی فوجوں اور اپنی قوم کے ساتھ مغرب کی سرحد کو روندنے کے لیے گیا اور اس کے نواح میں فوجیں بھیجیں تا کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کے محاصرے کے مقام میں لڑائی لڑیں۔ جب وہ تادریت پہنچا تو ابن سلطان اپنے وزراء اور فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا، انہوں نے بھی منظم طور پر اس پر حملہ کیا تو اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی، یوں وہ شکست کھا گیا، کسی کو بھی نہ ملا اور اپنی پناہ گاہ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ امیر ابوعلی کی امداد کو بڑھا، اپنے حصے کی فوج پر امیر مقرر کیا اور انہیں ان کی طرف بھیجا پس وہ اکیلے اکیلے اور ٹولیوں کی صورت میں شہر کی طرف گئے یہاں تک کہ وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سلطان نے ان کا طویل محاصرہ کیا اور ان کو کئی قسم کی لڑائیوں اور عذابوں سے دوچار کیا یہاں تک کہ ان پر متغلب ہو کر بزورِ قوت شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے امیر ابوعلی کو اس کے محل کے دروازے پر گرفتار کر لیا تو اسے سلطان کے پاس لایا گیا، اس نے اسے مہلت دی اور قید کر دیا اور اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس

نے سجلماسہ پر اپنا امیر مقرر کیا، الٹے پاؤں الحضرۃ واپس آ گیا اور 733ھ میں وہاں اترا۔ اس نے اپنے بھائی کو محل کے ایک کمرے میں قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے چند ماہ بعد اس کے قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیا۔ اس نے فتح کو فتح جبل اور دشمن کے قبضے سے واپس لینا شمار کیا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ابو مالک کے جھنڈے تلے اس کی فوجوں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کر دیا، جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۵۹

جبل فتح سے لڑائی لڑنے اور اسے مسلمانوں کو دے دینے کا بیان

جب سلطان ابوالولید ابن الرئیس جو اندلس کی حکومت پر غالب تھا، اپنے عم زاد ابوالجیوش کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے جو ایک چھوٹا بچہ تھا، اس کے وزیر محمد بن المحروق جو اندلس کے شرفاء اور حکومت کے پروردہ لوگوں میں سے تھا، نگرانی کی حکومت سنبھالی لیکن اس نے اس پر قابو پا لیا، مگر جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنے اوپر اس کے قبضہ کرنا پسند کیا، اس کے خواص میں سے المعلوجی نے اسے وزیر کے خلاف بھڑکایا تو اس نے 729ھ میں اسے فریب سے قتل کر دیا اور خود مختاری کے لیے تیار ہو گیا۔ اب اس نے ملک کے تعلقات کو مضبوط کیا۔ طاغیہ نے 709ھ میں جبل الفتح کو حاصل کیا اور اس کے پڑوس میں بندرگاہ کی سرحدوں پر نصرانیہ نے ڈیرے لگا لیے، یہ بات اس کے سینے میں ایک پھانس تھی اور مسلمانوں کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ حاکم مغرب نے اس وجہ سے کہ اس میں اس کے بیٹے نے فتنہ پیدا کیا ہوا تھا، اس سے غفلت کی پس انہوں نے الجزیرہ اور اس کے قلعے ابن الاحمر کو 712ھ کے شروع میں واپس کر دیئے۔ اس کے بعد طاغیہ نے ان پر سختی کی تو انہوں نے 729ھ میں الجزیرہ حاکم مغرب کو واپس کر دیا سلطان ابو سعید نے اپنے ارباب حکومت میں سے عرب الخلط میں سے جو اس کے ماموں تھے، سلطان بن مہلہل کو اس کا امیر مقرر کیا۔

الجزیرہ کے قلعوں پر طاغیہ کا حملہ

سلطان ابو سعید کی وفات کے وقت طاغیہ نے اس کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا اور سمندر کے راستے رکاوٹیں ڈال دیں۔ اس کے ساتھ حاکم اندلس کی سرکشی اور اس کے وزیر ابن اعمرون کا قتل بھی شامل ہو گیا، اسے طاغیہ کے معاملے نے پریشان کر دیا لہٰذا اس نے سمندر سے گزرنے میں جلدی کی۔ وہ 732ھ میں سلطان ابوالحسن کے دارالخلافے فاس میں اس کے پاس گیا۔ اس نے اس کی آمد کو بڑی اہمیت دی اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لیے بھیجا۔ اس نے اُسے اپنے گھر کے ساتھ روض المصارہ میں اتارا اور اس کی بہت تکریم کی۔ ابن الاحمر نے ماوراء البحر کے مسلمانوں کے سلسلے میں اور ان کے دشمنوں نے انہیں جو پریشان کر رکھا تھا، اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اس نے جبل کی حالت کے متعلق بھی اس سے شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ سرحدوں کے سینے میں ایک پھانس ہے۔ سلطان نے جلد اس کی شکایت کو دور کر دیا اور اللہ نے جہاد کے اسباب پیدا کر دیئے۔ وہ جہاد کا بہت دلدادہ اور اس بارے میں اپنے دادا یعقوب کے طریقے کو اختیار کیے ہوئے تھا۔

جبل سے لڑائی

اس نے اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بنی مرین کی پانچ ہزار فوج پر سالار مقرر کیا اور اسے سلطان محمد بن اسماعیل کے ساتھ جبل سے لڑائی کرنے کے لیے بھیجا لہٰذا وہ الجزیرہ میں اترا اور اس کی مدد کو پے در پے بحری بیڑے آئے ابن الاحمر نے اندلس میں فوج جمع کرنے والوں کو بھیجا تو لوگ ہر جانب سے اس کے پاس آ گئے، جبل کے میدان میں ان کی تمام چھاؤنی متحرک ہو گئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے میں بڑی شجاعت کا

مظاہرہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے 733ھ میں اس پر قبضہ کر لیا، مسلمان اس میں قوت کے ذریعے داخل ہو گئے اور نصرانیہ کے پاس جو کچھ تھا، اللہ نے انہیں غنیمت میں دیا۔ اس کی فتح کے تیسرے دن طاغیہ نے کافر قوموں کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور مسلمانوں نے اسے اس غلہ سے جو وہ الجزیرہ سے اپنے گھوڑوں پر اٹھا کر لائے تھے، بھر دیا۔ امیر ابو مالک اور ان الاحمر بھی غلہ اٹھانے میں شامل تھے پس عوام نے بھی اسے اٹھایا۔ اس کے بعد امیر ابو مالک الجزیرہ چلا گیا اور اس نے اپنے باپ کے وزیر یحییٰ بن طلحہ بن محلی کو جبل میں چھوڑا۔ تین ماہ بعد طاغیہ نے پہنچ کر وہاں پڑاؤ کر لیا تو ابو مالک اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس کے بالمقابل اتر پڑا۔ اس نے حاکم اندلس امیر ابو عبداللہ کو پیغام بھیجا تو وہ نصرانیہ کے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ساتھ پہنچا اور باہر نکل کر طاغیہ کی فوج کے بالمقابل اتر پڑا۔ اس پر دشمن اپنی جگہوں پر قلعہ بند ہو گیا۔ وہ بھی اس کے جلد واپس آنے اور محافظوں اور ہتھیاروں کی کمی کے باعث غصے میں تھے لہٰذا سلطان ابن الاحمر نے طاغیہ سے لڑائی کرنے میں جلدی کی اور مسلمانوں کی رضامندی اور ان کے شگاف کو پُر کرنے کے لیے خدا کی خاطر اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے لوگوں سے آگے گئے۔ وہ جلدی سے اس کے خیمے کی طرف بڑھے پس طاغیہ پا پیادہ برہنہ سر اور اس کی آمد کا اعزاز کرتا ہوا اسے ملا اور اس نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس پہاڑ سے چلا جائے، اس نے اسے قبول کر کے اپنے ذخائر اسے تحفہ دیئے اور فوراً کوچ کر گیا۔ امیر ابو مالک سرحد کی اطراف کو درست کرنے اور اس کے شگافوں کو بند کرنے میں لگ گیا۔ اس نے اپنے محافظوں کو وہاں اتارا اور غلہ جات وہاں لے گیا۔ اس فتح نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو آخری ایام تک فخر کا ہار پہنا دیا پھر وہ تلمسان سے لڑائی کرنے کے لیے واپس آ گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۶۰

تلمسان کا محاصرہ اور سلطان ابوالحسن کا اس پر قبضہ کرنا اور ابوتاشفین کی موت کے بعد بنی عبدالواد کی حکمرانی ختم ہونے کا بیان

جب سلطان اپنے بھائی پر غالب آ گیا اور اس نے اس کی بغاوت اور اس کش مکش کی بیماری کا قلع قمع کر کے مغرب کی سرحدوں کو بند کر دیا تو اللہ نے اس پر یہ عظیم احسان فرمایا کہ اس کی فوجوں نے نصرانیہ پر فتح پائی اور اس نے ان کے ہاتھوں سے جبل الفتح کو واپس لے لیا حالانکہ وہ بیس سال تک طاغیہ کے قبضے میں رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے دشمن کے لیے فارغ ہو گیا تو اس نے تلمسان جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ امیر سلطان ابو یحییٰ فتح کی مہار کیاد دینے اور سرحدوں میں ابوتاشفین کو روکنے کے لیے اس کے پاس آیا۔ سلطان نے ابوتاشفین کے پاس سفارشی بھیجے کہ وہ موحدین کی جملہ عملداریوں سے الگ ہو جائے، ان سے تدلس کے بارے میں گفتگو کرے اور اپنی ابتدائی عملداری کی ملحقہ سرحد پر واپس چلا جائے خواہ اس سال تک واپس جائے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بادشاہوں کے ہاں سلطان کی کیا عزت ہے اور وہ اس کی صحیح قدر کریں۔ لیکن ابوتاشفین نے اس بات سے بُرا منایا، ایلچیوں سے سخت کلامی کی اور اس کی مجلس میں بعض احمقوں نے جواب میں ان سے بیہودہ گوئی کی اور ان کے بھیجنے والے کو بُرا بھلا کہا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس لوٹ گئے جس سے اسے غصہ آ گیا، اس نے ان سے مقابلے کی ٹھان لی اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا۔ اس نے اپنے وزراء کو بلاد مراکش کی جانب قبائل اور فوجوں کو جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے جلدی کی اور اپنی فوجوں سے ملا، ان کی کمزوریوں کو دُور کیا، اپنے دستوں کو تیار کیا اور اپنے فاس کے پڑاؤ سے 735ھ کے وسط میں تمام اقوام مغرب اور افواج کے ساتھ چلا۔ وہ وجدہ سے گزرا تو اس نے اس کے محاصرہ کے لیے فوجوں کو جمع کیا۔

ندرومہ والوں سے لڑائی

وہ پھر ندرومہ سے گزرا اور دن کے کچھ حصے تک اس سے جنگ کی پھر اس میں داخل ہو گیا اور اس کے محافظوں کو قتل کر دیا۔ اس نے 735ھ میں وجدہ پر قبضہ کر لیا۔۔۔ جب اس نے اس کی فصیلوں کے برباد کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے انہیں پیوند زمین کر دیا اور اس کے نواح و جہات کی فوجوں کی مدد آ گئی، اس نے اپنے شکار کو دبوچ لیا۔ مغراوہ اور بنی توجین کے قبائل اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو جہات کی طرف روانہ کیا اور وہ دہران اور حنبین پر متغلب ہو گیا۔ اسی طرح 736ھ میں ملیانہ، تنس اور الجزائر پر متغلب ہو گیا، اور اس کی عملداری کی شرقی جہت کا حاکم یحیٰی بن موسیٰ اس کے پاس آیا جو موحدین کی عملداری کی سرحد تھی۔ وہ موسیٰ بن علی کی مصیبت کے بعد بجایہ کا محاصرہ کرنے والا تھا لہٰذا وہ اس سے عزت و تکریم کے ساتھ ملا، اس کے مقام کو بلند کیا اور اسے اپنے وزراء اور ہم نشینوں میں منسلک کر دیا۔ اس نے بلادِ شرقیہ کی فتح کے لیے یحیٰی بن سلیمان کو مقرر کیا جو بنی عسکر بن محمد کا سردار، بنی مرین کا شیخ، سلطان کی مجلس شوریٰ کا مشیر اور سلطان کا مخصوص داماد تھا۔ اس کے ساتھ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا لہٰذا وہ فوجوں اور مشرقی جانب کے رضا کاروں اور قبائل کے ساتھ چلا، اس کے شہروں کو فتح کیا یہاں تک کہ المریہ پہنچ گیا۔ اس نے شہروں کو سلطان کی اطاعت سے منسلک کر دیا اور اس کے جانباز اس کی چھاؤنی میں جمع ہو گئے۔ وہ اس کے پاس چلے گئے اور اس کی فوجوں سے کثرت میں بڑھ گئے۔ سلطان نے وانشریس اور جشم کی عملداری پر بنی توجین کے ایک آدمی کو امیر مقرر کیا، بنی یدللتن پر سعد بن سلامہ بن علی کو امیر مقرر کیا اور قلعہ کے امیر کو اس کی نگرانی پر مقرر کیا۔ وہ اس کے چلنے سے پہلے اپنے بھائی محمد کے مقام کی وجہ سے جو حکومت کا مدمقابل تھا، ابوتاشفین سے الگ ہو کر مغرب میں اس کے پاس چلا آیا تھا۔ سلطان نے پھر تلمسان کے مغرب میں اپنی رہائش کے لیے جدید شہر کی حد بندی کی، وہاں اپنی فوجوں کو اتارا اور اس کا نام منصوریہ رکھا۔ اس نے البلد المحر وب کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنائی، خندقوں کا حلقہ بنایا اور خندق کے پیچھے منجانیق اور آلات نصب کیے جس سے اس کے تیر انداز ان کے تیر اندازوں کو تیر مارتے اور انہیں اپنے بارے میں مشغول رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے قریب تر ایک برج بنایا جس کی چوٹیاں ان کی خندق سے بلند تھیں، وہ ان کے اوپر سے جانبازوں کو تلواروں سے مارتا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے ان کی فصیلوں پر پتھر مارنے، انہیں توڑنے کے لیے منجانیق اور آلات نصب کیے۔ انہیں ان سے بہت نقصان پہنچا۔ سخت لڑائی ہوگئی اور محاصرے کا قلعہ تنگ ہو گیا۔

سلطان ہر روز صبح ان کی مصاحبت کرتا تھا اور شہر کی تمام جہات میں جانبازوں کو ان کے مراکز میں تلاش کے لیے چکر لگاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ اپنے خواص سے الگ ہو کر بھی چکر لگاتا تھا، لہٰذا انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور شہر پر جھانکنے والے پہاڑ کے ساتھ جو فصیل ہے، اس کے پیچھے اپنی فوجوں کو صف بند کر دیا۔ جب سلطان اپنے چکر میں اس کے سامنے آیا تو انہوں نے اپنے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے اپنی فوجوں کے عقابوں کو اس پر چھوڑا۔ وہ اسے مجبور کر کے پہاڑ کے دامن میں لے گئے یہاں تک کہ وہ اس کی سخت زمینوں میں چلا گیا، قریب تھا کہ وہ اور اس کا دوست امیر سوید عریف بن یحیٰی گھوڑے سے اتر پڑتے کہ ہر جانب سے پڑاؤ میں آواز دینے والا پہنچ گیا، پس بنی عبدالواد کی فوجوں نے اپنے مراکز کا قصد کیا پھر انہوں نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا اور انہیں خندق کی پست زمین میں لے گئے۔ وہاں انہوں نے ان سے مقابلہ کیا، ایک دوسرے کی مدد کی اور جتنے لوگ قتل سے مارے گئے اس سے زیادہ بھیڑ میں لوگ مارے گئے۔ اس روز ان کے زعمائے نلت میں سے عمر بن عثمان جو بنی توجین میں سے جشم کا سردار تھا اور بنی یدللتن کا سردار محمد بن سلامہ بن علی وغیرہ بھی مارے گئے۔ اس روز بنو مرین اس سے قوی ہو گئے اور بنو عبدالواد ان کے تغلب سے چوکنے ہو گئے۔ مسلسل دو سال تک یہ لڑائی جاری رہی پھر سلطان چپکے سے 27 رمضان 737ھ کو اس میں داخل ہو گیا۔ ابوتاشفین اپنے محل کے صحن میں کھڑا ہو گیا اور وہاں لڑائی کی۔

ابوتاشفین کے دو بیٹے قتل ہو گئے

یہاں لڑائی میں آخرکار اس کے دو بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی قتل ہو گئے۔ اس کا دوست عبدالحق بن عثمان جو عبدالحق کے

شرفاء میں سے تھا، موحدین کے مددگاروں میں سے اس کے پاس گیا جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے حالات کو مفصل بیان کیا ہے لہٰذا وہ اور اس کا بیٹا اور اس کا بھتیجا ہلاک ہو گئے سلطان ابوتاشفین کے زخموں سے بھی بہت خون بہہ گیا جس سے وہ کمزور ہو گیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ ایک سوار اسے چھپا کر سلطان کے پاس لے گیا یوں امیر ابوعبدالرحمٰن اسے ان جنگوں میں ملا اور اس نے اپنی جان کو جنگ کے گھسان میں داخل کیا تو اس نے اسے روکا اور اس نے اس کی جماعت سے آنکھ بند کر لی۔ اس نے اسی وقت اس کے متعلق حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا، اس کا سر کاٹا گیا۔ لیکن سلطان اس کے اس فعل سے ناراض ہوا کیونکہ وہ اسے زجر د توبیخ کرنے اور ڈانٹنے کا خواہش مند تھا وہ پھر پچھلوں کے لیے عبرت کا نشان بن گیا۔ سلطان اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس دوران لوگوں نے باب کشوط میں بھیڑ سے ایک طرف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ یوں ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور شہر میں لوٹ پڑ گئی۔ شہر کے بہت سے باشندوں کے اموال اور مستورات کو تکلیف پہنچی۔ سلطان اپنے خواص اور مددگاروں کی جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں گیا، اس نے پھر شہر کے مفتیوں ابوزید اور ابوموسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے، اہل علم اور علم کا حق ادا کرنے کے لیے بلایا۔ وہ بڑی مشقت کے بعد اس کے پاس آئے اور لوگوں کو لوٹ مار سے جو تکلیف پہنچی تھی، اس کے متعلق انہوں نے اسے نصیحت کی۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو رعیت سے روکا، ان کے ہاتھوں کو فساد سے روکا اور جدید شہر میں اپنے پڑاؤ میں واپس آ گیا۔ اس طرح اسے مکمل فتح حاصل ہو گئی۔ اس روز محمد بن تافراکین بھی آیا جسے سلطان ابویحییٰ اور مجد دزمانہ کا ایلچی ملا تو سلطان نے اسے اس کے بھیجنے والے کے پاس جلد خبر دے کر بھیجا۔ وہ سابقین سے بھی آگے چلا گیا اور نوبہ کی فتح کے بعد سترھویں رات تونس میں داخل ہوا۔ یوں سلطان ابویحییٰ کو اپنے دشمن کے مرنے اور اس سے اپنا بدلہ لینے کی بہت خوشی ہوئی اور اس نے اسے اپنی مساعی میں شمار کیا۔ سلطان ابوالحسن نے اپنے دشمن بنی عبدالواد کا قتل موقوف کر دیا اور اس نے ان کے سلطان کے قتل سے اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ اس نے انہیں معاف کر دیا، رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور ان کے عطیات مقرر کیے۔ اس نے ان کے جھنڈوں اور مراکز کو پیچھے چلایا اور بنی مرین میں سے بنی واسین اور بنی عبدالواد اور توجین اور بقیہ زناتہ کو متحد کر کے انہیں بلادِ مغرب میں اتارا۔ اس نے ان میں سے ہر فریق کے ذریعے اپنے مضافات کی سرحد کو بند کیا اور وہ اس کے جھنڈے تلے جماعت در جماعت ہو کر چلے۔ اس نے ان میں سے کچھ لوگوں کو بلاد غمارہ اور سوس کی جانب اتارا، ان میں سے کچھ اس کی عمل داری اندلس میں محافظ اور پہرے دار بن کر چلے گئے اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے۔ اس طرح اس کی حکومت کا دائرہ کار وسیع ہو گیا اور وہ بنی مرین کا ملک ہونے کے بعد زناتہ کا ملک بن گیا، یوں وہ مغرب کا سلطان ہونے کے بعد دونوں کناروں کا سلطان بن گیا۔



باب: ۱۶۱

متیجہ میں امیر عبدالرحمٰن کی سازش، اس کی گرفتاری اور آخر کار قتل ہونے کی روداد

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوسعید نے موحدین سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کریں گے لہٰذا سلطان ابوالحسن مولانا سلطان ابویحییٰ کے انتظار میں تاسالت میں ٹھہرا۔ جب اس نے دوسری بار اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی تو اس نے ان سے یہ مطالبہ نہ کیا اور ابومحمد بن تافراکین اس کے پاس آتا تھا جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں اپنا حق ادا کرتے ہوئے انکے دشمن کا انجام معلوم کر رہا تھا۔ جب وہ تلمسان پر متغلب ہو گیا تو اس کے سفیر ابومحمد بن تافراکین نے اسے خفیہ طور پر بتایا کہ اس کا سلطان اس کی ملاقات کرنے اور اپنے دشمن پر فتح پانے کی مبارک باد دینے کے لیے اس کے پاس آ رہا ہے۔ سلطان ابوالحسن چونکہ فخر کا دلدادہ تھا اس لیے وہ اس کی طرف دیکھنے لگا، اس نے 733ھ میں تلمسان سے کوچ کیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کی آمد کے انتظار میں متیجہ میں پڑاؤ کر لیا۔ سلطان نے اس میں بل انگاری کی کیونکہ ابن کی حکومت کے متصرف محمد بن عبدالحکیم نے اسے اس کے انجام سے ڈرایا تھا، اس نے اسے کہا تھا کہ دو بادشاہوں کا

ملاقات اسی روز درست ہوتی ہے جس روز ایک دوسرے پر غالب ہو پس سلطان نے اس بات کو ناپسند کیا اور سستی کرنے لگا۔ اس وعدہ کے بارے میں جو محمد بن تافراکین نے اسے بتایا تھا، سلطان ابوالحسن کا قیام لمبا ہو گیا اور وہ کئی ماہ تک اس کی ملاقات سے معذرت کرتا رہا۔ وہ آخر کار اسی میں بیمار ہو گیا اور چھاؤنی والوں نے اس کی وفات کے متعلق گفتگو کی۔ اس کے دونوں بیٹے امیر ابوعبدالرحمٰن اور ابو مالک اپنے دادا ابو سعید کے زمانے سے ہی اس کی ولی عہدی کے سلسلے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے۔ سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز سے ہی ان دونوں کو امارت کے القاب دیئے تھے اور انہیں وزراء اور کاتب بنانے، علامت لگانے، رجسٹر لکھنے، عطیات دینے، سواروں سے استلحاق کرنے اور فوجوں کو تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا۔ اس بارے میں دونوں کا ایک طریق تھا۔ سلطان نے ان کے لیے اوامر سلطانی کی تنفیذ کے لیے الگ بیٹھنے کی جگہ مخصوص کی اس طرح اس کی سلطنت میں اس کے مددگار رہتے تھے۔ جب سلطان کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو ان دونوں امیروں کے درمیان جنگ کے دلائل چلنا پھرنا شروع کیا، پڑاؤ والوں نے ان کے لیے دو جماعتیں بنائیں اور ان میں سے ہر ایک نے مال تقسیم کیا اور پارٹیاں بن گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے اپنے وزرائے کے اُکسانے پر قبل اس کے کہ سلطان کا حال اسے معلوم ہو، امارت پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ اس دوران سلطان کے خواص کو یہ بات معلوم ہو گئی لہٰذا انہوں نے اسے اس کی اطلاع دی اور معاملے کے بگڑنے سے قبل اسے لوگوں کے پاس جانے پر اُکسایا۔ سلطان اس کے خیمے میں گیا تو پڑاؤ نے بھی اس کے متعلق سن لیا تو انہوں نے اس کی مجلس میں اور اس کے ہاتھ چومنے میں ازدحام کیا۔ اس نے فوج کے لوگوں کو گرفتار کر لیا اور پڑاؤ نے بھی اس بات کو سن لیا پس اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ وہ دونوں امیروں سے ناراض ہوا اور لوگ ان دونوں کے پڑاؤ سے کوچ کر گئے۔ اس نے ان دونوں کو اپنے پڑاؤ میں لوٹا دیا پھر وہ خیمے کی طرف لوٹا۔ دونوں امیروں کو شک پڑ گیا اور انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس طرح ان دونوں کے فتنہ کی آگ بجھ گئی اور مفسدین کی کوشش ناکام ہو گئی۔ لوگ ان دونوں سے الگ ہو گئے پس امیر ابوعبدالرحمٰن کے ڈر میں اضافہ ہو گیا۔ وہ اپنے خیموں سے سوار ہوا اور رات کو چلا گیا۔ صبح کو وہ اولادِ علی جو ارض حمزہ میں رہنے والے زغبہ کے اُمراء ہیں، ان کے اترنے کی جگہ پر پہنچ گیا لیکن ان کے امیر موسیٰ بن ابوالفضل نے اسے پکڑ لیا اور اُسے اس کے باپ کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے اُسے وجدہ میں قید کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس کی حفاظت پر جاسوس مقرر کیے یہاں تک کہ بعد میں اسے 742ھ میں قتل کر دیا گیا۔ جب اس نے دار پر حملہ کر دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ سلطان نے اپنے حاجب علال بن محمد کو بھیجا تو اس نے اسے مار دیا اور اس کا وزیر زیان بن عمرو طاسی موحدین سے جاملا۔ انہوں نے اُسے پناہ دے دی اور جس روز ابوعبدالرحمٰن اپنے بھائی ابو مالک سے الگ ہوا، سلطان اس کی صبح کو اس سے راضی ہو گیا اپنی عملداری کی سرحد اُندلس پر امیر مقرر کیا، اسے وہاں بھیج دیا اور خود تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

☆☆☆

باب: ۱۶۲

ابن ہیدور کی بغاوت اور ابوعبدالرحمٰن کا روپ اختیار کرنے کے واقعات کا بیان

جب سلطان نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو گرفتار کیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا تو اس کی مستورات اور خواص منتشر ہو گئے، وہ جہات میں مضطرب اور پریشان ہو گئے۔ اس کے مطبخ سے جازر آزاد ہو گیا جو ابن ہیدور کے نام سے مشہور تھا۔ اتفاق سے اس کی شکل اس سے ملتی جلتی تھی وہ زغبہ کے بنی عامر سے جاملا جو ان دنوں اطاعت سے منحرف اور حکومت کے باغی تھے کیونکہ سلطان اور اس کے باپ نے امیر سوید عریف بن یحییٰ کو جب سے وہ ابوتاشفین کو چھوڑ کر ان کے پاس آیا تھا، منتخب کر لیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے مخالفانہ طریقوں کو اپنایا، منافقت کا لباس پہنا اور جنگلوں میں چلے گئے۔ ان دنوں ان کی امارت صغیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کے پاس تھی۔ سلطان نے ونزمار کو جو اس کے دوست عریف کا بیٹا تھا ان کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا۔ وہ ان دنوں بدوؤں کا سردار تھا لہٰذا اس نے ان کے لیے تیاری کی اور ان کی تلاش میں سرگرم ہوا۔ وہ ان کے

آگے دور بھاگ گئے۔ اس نے کئی باران پر حملہ کیے اور انہیں اس جازر کے پاس لے گیا۔ اس نے ان کے سامنے اپنا نسب سلطان ابوالحسن کے ساتھ بیان کیا اور یہ کہ وہ اس سے الگ ہو جانے والا اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ہے۔ یہ سن کر انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے اس کے ساتھ المریہ کے نواح پر حملہ کر دیا اور اس کا قائد مجاہد ان کے مقابلہ میں نکلا۔ انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور وہ اس کے آگے شکست کھا گیا۔ اس کے بعد پھر وتر مار نے ان کے لیے تیاری کی اور ان افواج کی کرید کی تو ان کی جمعیت پریشان ہو گئی، انہوں نے اس جازر کے عہد کو توڑ دیا تو وہ زواودہ کے بنی یرناتن کے پاس چلا گیا اور ان کی لیڈر مس شمسی کے ہاں اترا، اب اس نے اس کی ذمہ داری لے لی اور اس کے بیٹوں نے بنی عبدالصمد میں سے اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا۔ لوگوں میں اس کی خبر مشہور ہو گئی، کوئی اس کی تصدیق کرتا اور کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا یہاں تک کہ حقیقت واضح ہو گئی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے انتساب میں جھوٹ بولا ہے۔ یوں انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ ریاح کے اُمراء زواودہ کے پاس چلا گیا اور ان کے سردار یعقوب بن علی کے ہاں اترا۔ اس کے سامنے بھی اس نے اسی طرح اپنا نسب بیان کیا تو اس نے اس کے صحیح نسب بیان کرنے پر اسے پناہ دے دی۔ سلطان نے سلطان ابو یحییٰ حاکم افریقہ کو اسکے حال کے متعلق اشارہ کیا تو اس نے یعقوب کی طرف پیغام بھیجا، اس نے اسے مع رشتہ داروں کے سلطان کی طرف واپس بھجوا دیا پس یہ سبتہ میں اس کے پاس چلا گیا۔ پس سلطان نے اس کی آزمائش کی، اس کی مخالفت کا خاتمہ کر دیا اور اس کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا۔ وہ مغرب میں حکومت کے وظیفہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ 688ھ میں فوت ہو گیا۔

جہاد سے سلطان کی رغبت

جب سلطان اپنے دشمن کے معاملے اور اس سے تعلق رکھنے والے احوال سے فارغ ہو گیا تو اس نے جہاد کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اس کا بہت دلدادہ تھا۔ طاغیہ نے یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے بنومرین کو جہاد سے غافل کیا تھا وہ کنارے کے مسلمانوں پر غالب آ گئے تھے۔ انہوں نے ان کے پہاڑوں کے لیے جنگ کی، ان میں سے بہت سے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور جبل کو واپس کر دیا۔ انہوں نے سلطان ابوالولید سے اس کے صحن خانہ غرناطہ میں اس سے لڑائی کی اور اس پر ٹیکس لگایا جسے اس نے قبول کیا۔ وہ اندلس کے مسلمانوں کو نگلنے کے لیے گئے۔ جب سلطان ابوالحسن اپنے دشمن سے فارغ ہو گیا، اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھوں سے بلند ہو گیا اور اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا تو اس کے دل نے دعوتِ جہاد دی اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو، جو کنارے کی سرحدوں کا امیر تھا 740ھ میں دارالحرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا، اپنے دارالخلافے سے اس کے پاس فوج بھیجی اور وزراء کو بھی اس کے پاس بھیجا لہٰذا وہ ایک بڑی جماعت میں جنگ کے لیے گیا۔

طاغیہ کے علاقوں پر امیر ابو مالک کا حملہ

وہ طاغیہ کے علاقے میں دُور تک چلا گیا اور اسے لوٹ لیا۔ قیدیوں اور غنائم کے ساتھ وہ ان کے علاقے کی اونچی جگہ پر چلا گیا اور وہاں پڑاؤ کر لیا۔ اُسے اطلاع پہنچی کہ نصاریٰ نے جنگ کے لیے تیاری کی ہے اور وہ اس کے تعاقب میں تیز تیز چل رہے ہیں تو سرداروں نے اُسے اُن کے علاقے اور اس وادی سے چلے جانے کا مشورہ دیا، وہ ارضِ اسلام اور دارالحرب کے درمیان ملحقہ سرحد تھی تا کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں جا کر وہاں محفوظ ہو جائے لہٰذا وہ اپنی واپسی میں لگ گیا، اس نے شب کے پچھلے پہر آرام کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ وہ ایک ثابت قدم سردار تھا مگر وہ اپنی عمر کی وجہ سے جنگوں میں مہارت نہیں رکھتا تھا پس نصرانیہ کی فوجوں نے اس کے سوار ہونے یا واپسی کے بارے میں ان سے گفتگو کرنے سے قبل ہی ان کے بستروں میں ان پر حملہ کر دیا۔ امیر ابو مالک اپنے گھوڑے پر صحیح طور پر بیٹھنے سے قبل ہی زمین پر گر پڑا اور انہوں نے اسے زمین پر قتل کر دیا۔ انہوں نے اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور چھاؤنی میں انکے اور مسلمانوں کے جو اموال تھے، انہیں جمع کر لیا اور ایڑیوں کے بل واپس چلے گئے۔ سلطان کو اپنے بیٹے کی ہلاکت کی اطلاع ملی تو وہ دردمند ہوا، اس نے اس کے لیے رحم کی دعا کی اور راہِ خدا میں اس کے مارے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی امید کی۔ اس کے بعد خود جہاد کے لیے فوجوں کے بھیجنے اور بحری بیڑوں کے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔

وزراء کا بحری بیڑوں کو تیار کرنا

جب سلطان کو اپنے فرزند کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وزراء کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لیے سواحل کی طرف بھیجا، عطیات کا دفتر کھولا، فوجوں سے ملا، ان کی کمزوریوں کو دُور کیا، اہل مغرب کو جمع کیا اور احوال جہاد میں حصہ لینے کے لیے سبتہ کی طرف کوچ کر گیا۔ نصرانیہ قوموں نے یہ بات سن لی تو وہ بھی لڑائی کے لیے تیار ہو گئے طاغیہ نے سلطان کو گزرنے سے روکنے کے لیے اپنا بحری بیڑا آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا تو سلطان نے کنارے کی بندرگاہوں سے مسلمانوں کے بحری بیڑوں کو برانگیختہ کیا اور موحدین کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو اس کے پاس بھیجیں۔ انہوں نے زید بن فرمون کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، بجایہ کے بحری بیڑے کا سپہ سالار مقرر کیا۔ وہ افریقہ کے سولہ بحری بیڑوں کے ساتھ سبتہ آیا جن میں طرابلس، قابس، جربہ، تونس، بونہ اور بجایہ کے بحری بیڑے شامل تھے۔ یوں سبتہ کی بندرگاہ پر سو سے زیادہ مغربین کے بحری بیڑے آئے، سلطان نے محمد بن علی العزفی کو ان کا سالار مقرر کیا جو سبتہ کی فتح کے دن سے اس کا حاکم تھا۔ اس نے اسے آبنائے جبرالٹر میں نصاریٰ کے بحری بیڑے سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور ان کی تعداد اور تیاری مکمل ہو گئی۔ انہوں نے زرہیں پہنیں، ہتھیاروں سے ایک دوسرے کی مدد کی اور نصاریٰ کے بحری بیڑے کی طرف بڑھے۔ وہ کچھ دیر ٹھہرے۔ انہوں نے پھر بحری بیڑوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا اور انہیں میدانِ کارزار کے ساتھ ملا دیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فتح کی ہوا چلنے لگی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمن پر کامیابی عطا فرمائی انہوں نے اپنے بحری بیڑوں میں ان سے میل ملاپ کیا اور انہیں تلواروں اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ان کے اعضاء کو سمندر میں پھینک دیا ان کے سالار الملند کو قتل کر دیا اور ان کے بحری بیڑوں کو مطیع بنا کر سبتہ کی بندرگاہ کی طرف لے آئے۔ لوگ ان کو دیکھنے کے لیے باہر نکلے تو ان کے بہت سے سرداروں کو شہر کی اطراف میں گھمایا گیا۔ قیدیوں کی بیڑیاں دارالانشاء میں ترتیب سے رکھی گئیں اور بڑی فتح حاصل ہوئی۔ سلطان مبارک باد کے لیے بیٹھا، شعراء نے اس کے سامنے قصیدے پڑھے وہ دن بڑی عزت والا دن تھا اور احسان کرنا اللہ کا کام ہے۔

☆☆☆

باب: ۱۶۳

طریف کی لڑائی اور مسلمانوں پر سخت آزمائش کے زمانے کی روداد

جب مسلمانوں نے نصاریٰ کے بحری بیڑے پر فتح پائی اور راستہ میں رکاوٹوں کو دور کر کے ان کی قوت کو توڑ دیا تو سلطان رضا کاروں اور تنخواہ دار غازیوں کی فوجوں کو بھیجنے میں مشغول ہو گیا۔ یوں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بحری بیڑوں کی ایک زنجیر بن گئی۔ جب فوجوں کی روانگی مکمل ہو گئی تو وہ خود 740ھ کے آخر میں اپنے خواص اور اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوا اور طریف کے میدان میں اترا۔ وہاں اس نے فوجوں کو ٹھہرا دیا اور ان کی فوج اس کے صحن میں حرکت کرنے لگی۔ اس نے پھر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ سلطان اندلس ابوالحجاج بن سلطان ابی الولید نے اندلس کی فوج جو زناتہ کے غازیوں، سرحدوں کے محافظوں اور صحرائی پیادوں سے تیار کی گئی تھی، کے ساتھ اس سے ملاقات کی لہٰذا انہوں نے اس کے پڑاؤ کے بالمقابل پڑاؤ کر لیا اور طریف کو ایک حلقہ کی طرح گھیر لیا۔ انہوں نے ان پر کئی قسم کی جنگیں مسلط کیں اور وہاں پر آلات نصب کیے۔ اس دوران طاغیہ نے ایک اور بحری بیڑہ تیار کیا جس سے اس نے آبنائے جبرالٹر کو روک لیا تاکہ پڑاؤ کو ضروریات کی چیزیں نہ مل سکیں۔ شہر کے محاصرے میں ان کا قیام طویل ہو گیا اور ان کے توشے ختم ہو گئے۔ انہوں نے چارے تلاش کیے لہٰذا کامیابی کے آثار کمزور پڑ گئے اور چھاؤنی کے حالات مختل ہو گئے۔

مدد کے لیے طاغیہ کا نصرانیوں کو بلانا

اس دوران طاغیہ نے نصرانی قوموں کو جمع کیا اور اشبونہ اور غرب اندلس کے حاکم برتقال نے اس کی مدد کی لہٰذا وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے

اس آیا۔ وہ اپنے نزول سے چھ ماہ بعد ان کی طرف روانہ ہوا۔ جب ان کی چھاؤنی قریب آئی تو اس نے طریف کی طرف نصاریٰ کی ایک فوج بھیجی جسے اس نے وہاں چھپا رکھا تھا۔ وہ چوکیداروں کی غفلت کے وقت اس میں رات کو داخل ہو گئے۔ رات کے آخری حصے میں انہیں ان کے متعلق علم ہو گیا تو انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی انہیں پکڑ لیا اور ان میں سے خاصی تعداد کو قتل کر دیا۔ انہوں نے سلطان کے حملے کے خوف سے اس سے بات چھپائی کہ ان کے سوا کوئی آدمی شہر میں داخل نہیں ہوا۔ دوسرے دن طاغیہ اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا تو سلطان نے مسلمانوں کے دستوں کو صف بند کیا اور انہوں نے حملہ کیا۔ جب جنگ ٹھن گئی تو شہر سے پوشیدہ لشکر نکل کر چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور سلطان کے خیمے کی طرف گیا۔ وہاں جو تیر انداز اس کی حفاظت پر مقرر تھے انہوں نے فوج کو اس سے ہٹایا پس انہوں نے محافظوں کو قتل کر دیا پھر عورتوں نے اسے اپنے آپ سے ہٹایا پس انہوں نے عورتوں کو قتل کر دیا۔ وہ سلطان کی پیاری لونڈیوں عائشہ بنت ابو یحییٰ بن یعقوب اور فاطمہ بنت مولانا سلطان ابو یحییٰ شاہِ افریقی اور دیگر لونڈیوں کی طرف گئے اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے دیگر خیموں کو بھی لوٹ لیا اور پڑاؤ کو آگ سے جلا دیا۔ مسلمانوں کو اپنے پڑاؤ کے پیچھے جو فوج موجود تھی، اس کے متعلق پتہ چل گیا تو ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی۔ وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے حالانکہ اس سے قبل ابن سلطان نے اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ایک گروہ کے ساتھ ان سے لڑائی کا پختہ ارادہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ ان کی صفوں میں جا ملا لہٰذا انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ سلطان مسلمانوں کے ایک گروہ کی طرف مائل ہوا اور بہت سے غازی شہید ہو گئے۔ طاغیہ سلطان کے خیمہ تک پہنچ گیا، اس نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناپسند کیا اور اپنے بلاد کی طرف پلٹ آیا۔ ابن الاحمر غرناطہ چلا گیا اور سلطان الجزیرہ کی طرف چلا گیا۔ پہلے جبل کی طرف گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر رات کو سبتہ چلا گیا۔ اللہ نے یوں مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان کے ثواب میں اضافہ کیا۔

طاغیہ کی طریف سے روانگی

جب طاغیہ طریف سے واپس آیا تو اس نے اندلس میں مسلمانوں پر جرأت کی، ان کے نگلنے کی خواہش کی اور نصرانی افواج کو جمع کیا۔ قلعہ بنی سعید سے جو غرناطہ کی سرحد ہے اور وہاں سے ایک دن کی مسافت پر ہے، لڑائی کی اور آلات اور لوگوں کو اس کے محاصرہ کے لیے جمع کر کے اس کی ناکہ بندی کی۔ انہیں پیاس کی مشقت برداشت کرنی پڑی تو انہوں نے 742ھ میں اس کے حکم کو تسلیم کر لیا، اللہ تعالیٰ نے طیب پر خبیث کو فتح دے دی اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ سلطان ابوالحسن جب سبتہ گیا تو اس نے دوبارہ غلبہ پانے کے لیے جہاد کی طرف واپس جانے کے لیے اپنے آپ کی نگرانی کی، شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔ اس نے پھر اپنے اپنے جرنیلوں کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لیے سواحل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ بحری بیڑوں کی اچھی خاصی تعداد مکمل ہو گئی، پھر وہ سبتہ کے مشاہدے کے لیے کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے وزیر عسکر بن تاحضریت کے ساتھ اپنی فوجوں کو کنارے کی طرف آگے بھیجا اور وزیر کے قرابت داروں میں سے محمد بن العباس بن تاحضریت کو الجزیرہ جانے پر آمادہ کیا۔ اس نے موسیٰ بن ابراہیم الیرنیانی جو نیابۃً وزارت کا نمائندہ تھا، کے ساتھ کچھ فوج مدد کے لیے الجزیرہ بھیجی۔ طاغیہ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بحری بیڑوں کو تیار کیا اور اس کی مدافعت کرنے کے لیے اسے آبنائے جبرالٹر میں لے گیا۔ بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان میں سے کچھ آدمی شہید ہو گئے۔ طاغیہ کا بحری بیڑا آبنائے جبرالٹر پر متغلب ہو گیا اور مسلمانوں کے بجائے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

طاغیہ کا اشبیلیہ پر آنا

اس کے بعد طاغیہ نصرانی فوجوں کے ساتھ اشبیلیہ سے آیا اور انہیں جزیرہ خضراء میں بٹھا دیا جو مسلمانوں کے بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور گزرگاہ کا دہانہ ہے۔ اس نے اس کی بیرون طریف کے ساتھ اسے بھی اپنی حکومت میں شامل کرنے کی خواہش کی لہٰذا اس نے آلات کے کاریگروں

کو جمع کیا، لوگوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر متفق کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا۔ چھاؤنی والوں نے طویل قیام کے لیے لکڑی کے گھر بنا
سلطان ابوالحجاج اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور طاغیہ کو روکنے کے لیے جبل الفتح کے باہر اس کے سامنے اترا۔ سلطان ابوالحسن نے سبتہ میں
پر قیام کیا، تا کہ اسے رات کو سواروں، مال اور بحری بیڑوں کے کاریگریوں کی مدد بھیجے مگر اس بات نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور ان کا محاصرہ سخت
گیا۔ انہیں تکلیف نے آلیا۔ اس دوران سلطان ابوالحجاج طاغیہ کی اجازت کے بعد صلح کے بارے میں اس سے گفتگو کرنے کے لیے گیا
نے اس سے دھوکہ کرنے کے لیے اسے یہ اجازت دی تھی اور اپنے ایک بحری بیڑے کو راستے میں اس کی نگرانی پر لگا دیا۔ لیکن مسلمانوں نے
بے جگری کے ساتھ ان سے لڑائی کی اور بھوک کے پھندے کے بعد ساحل کی طرف نکل آئے۔ لیکن الجزیرہ اور وہاں جو سلطان کی فوجیں تھیں
کے حالات خراب ہو گئے اور انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاغیہ سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ وہ شہر
نکل گئے تو اس نے ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جو کچھ ان سے کھویا گیا تھا انہیں اس کا معاوضہ دے دیا۔ انہیں خلعتیں دیں اور ان کو وہ کچھ دیا
لوگوں میں چرچا ہوا۔ اس نے اپنے وزیر عسکر بن تاحضریت کو باوجود طاقت رکھنے کے، مدافعت میں کوتاہی کرنے پر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد
اس یقین پر اپنے دارالخلافے کو واپس آ گیا کہ اللہ کا امر غالب ہوگا اور وہ دین کو سربلند کرنے اور دوبارہ غلبہ دینے کے وعدے کو پورا کرے گا

عثمان بن ابی العلاء کا ظہور

آلِ عبدالحق کے شرفاء میں سے عثمان بن ابی العلاء اندلس میں زناتہ اور بربری مجاہد غازیوں کا رہنما تھا۔ اسے اندلس میں سرحدوں کی حفاظت
کرنے، دشمن کی مدافعت کرنے، دارالحرب سے لڑائی کرنے اور حاکم اندلس کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل تھا
کہ ہم اس کے حالات کو مفصل بیان کریں گے۔ جب سلطان ابوسعید نے اہل اندلس سے مدد مانگی تو ان میں سے جو مقام اسے حاصل تھا اس کی
سے اس نے معذرت کی اور ان پر شرط عائد کی کہ وہ جہاد کا وقت گزرنے تک اُسے اپنی قیادت دے دیں مگر انہوں نے اس کی حاجت کو پورا کر
جب عثمان بن ابوالعلاء فوت ہو گیا تو اس کے بعد جہاد کے مراسم کو اس کے بیٹوں نے سنبھالا، وہ ریاست میں اپنے بڑے بھائی ابو ثابت کی طرف
رجوع کرتے تھے۔ غلاموں اور لاپرواہ لوگوں سے ان کی جماعت مضبوط ہو گئی جس نے سلطان کے ہاتھ پر قبضہ کر لیا۔ اکثر حالات میں وہ ان
بے قابو ہو گئے اور اس نے اس سے بُرا منایا۔ اس بات نے اُسے سلطان ابوالحسن کے پاس جانے پر آمادہ کیا اور ابوالعلاء کے بیٹے اس کے
جانے سے پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بارے میں اس پر تہمت لگائی اور باوجود ناپسندیدگی کے اس نے انہیں جبل کے ساتھ جنگ کرنے
بہرہ ور کیا۔ جب مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی محبت سے اس کی جو مدافعت کی ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اس نے اپنے دارالخلافے کی طرف واپس جانے کا عزم کر لیا تو انہوں نے راستے میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ اس بارے میں انہوں
نے اس کے غلام ابن المعلوجی سے سازش کی کیونکہ اس نے اپنی دھار کی تیزی سے ان کو دردمند کیا تھا۔ ان کی جاہ و منزلت کے بارے میں ان پر
وارد کی تھی، پس انہوں نے ارادہ کر لیا اور کینہ توزی پر متفق ہو گئے۔ جب انہوں نے ابوالعلاء کا میلان اس طرف پایا تو اسے قبول کرنے کو
محمد بن الاحمر نے انہیں چوکنا کر دیا، لہٰذا اس نے کشتیوں کو اُسے راستے میں روکنے کے لیے بھیجا اور انہیں ملامت کی۔ وہ اس کے گزرنے سے پہلے
اپنے کام کے لیے دوڑ گئے اور انہوں نے اسے قلعہ اصطبونہ سے ورے ہی پکڑ لیا۔ اسے عتاب کیا تو وہ رضامندی طلب کرنے لگا، انہوں نے اس
سے سخت کلامی کی اور انہوں نے اس کے غلام عاصم کو جو عطیات کے دفتر کا انچارج تھا، پر زیادتی کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

سلطان کا قتل

سلطان نے اس بات سے بُرا منایا تو انہوں نے اسے تیر اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور پڑاؤ کی طرف واپس آ گئے۔ وہاں انہوں نے
غلاموں کے ساتھ سازش کی تھی، انہیں بلایا اور وہ ان کے بھائی ابوالحجاج بن یوسف بن ابوالولید کو لائے تو انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس کی
تقدیم پر اتفاق کیا۔ اس نے اسی وقت اپنے قائد ابن عزون کو بھیجا تو اس نے اس کی خاطر اس کے دارالخلافے پر قبضہ کر لیا اور اس کا کام مکمل کر

باپ کے غلام رضوان نے اسے روکا تو وہ اس سے بے قابو ہو گیا اور اس کے دل میں ابوالعلاء کے بیٹوں کے متعلق کہ انہوں نے اس کے دل کیا ہے، کینہ بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن جہاد کی طرف گیا، اس نے اپنی عملداری اندلس کی سرحدوں پر فوج بھیجی اور اپنے بیٹے ابو مالک کو سالار مقرر کیا تو اس نے انہیں خفیہ طور پر ابوالعلاء کے بیٹوں کے بارے میں کچھ شرائط بتائیں جو اس کے باپ سلطان ابوسعید نے ان کی تھیں۔

گرفتار ہوتے ہیں

آخر ابوالحجاج نے ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا۔ پھر انہیں کشتیوں میں افریقہ کی بندرگاہوں کی طرف واپس بھیج دیا۔ تونس میں مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے تو سلطان ابوالحسن نے ان کے متعلق اسے پیغام بھیجا پس اس نے اسے قید کر دیا۔ اس نے پھر دارالخلافہ کے داروغے عریف کے ساتھ میمون ابن بکرون کو انہیں اس کے دارالخلافے کی طرف واپس بھیجنے کا اشارہ کیا تو اس نے توقف کیا اور اسے عہد شکنی کرنے سے انکار کیا۔ اس کے وزیر ابومحمد بن تافراکین نے اسے وسوسہ ڈالا کہ ان کے بارے میں سلطان کا مقصد وہ نہیں جو وہ شر کا خیال کیے بیٹھے ہیں دراصل وہ ان کے بھیجنے اور ان کی پرزور سفارش کرنے میں رغبت رکھتا ہے کیونکہ اُسے اس بات کا علم ہے کہ اس کی ان سے نہیں ہوگی لہٰذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں بکرون کے ساتھ اس کی طرف بھیج دیا۔ ابومحمد بن تافراکین ان کے بارے میں سفارشی خط لے کر ان کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب سلطان ابوالحسن 742ھ میں جہاد سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے احترام کی وجہ سے انہیں خوش آمدید کہا، انہیں اپنے پڑاؤ میں اتارا اور انہیں بھاری سواریوں کے لیے عمدہ گھوڑے دیئے۔ پھر ان کے لیے انہیں قیمتی خلعتیں اور انعامات دیئے، ان کے لیے اعلیٰ روزینے مقرر کیے اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے۔ جب وہ الجزیرہ کے مشاہدے کے لیے سبتہ میں اترا تو ان کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ بہت سے مفسدین بغاوت کرنے اور بادشاہ پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کر رہے ہیں۔ جن میں وہ بھی شامل ہیں پس اس نے انہیں گرفتار کر کے مکناسہ میں قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابوعنان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جسے ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

۱۶۴

سلطان کا مشرق کی طرف تحائف بھیجنا اور حرمین اور القدس کی طرف اپنے لکھے ہوئے مصحف روانہ کرنے کی روداد

ملوک مشرق کی دوستی اور شریفانہ معاہدات کے سلسلے میں سلطان ابوالحسن کا ایک خاص مسلک تھا جسے اس نے اپنے اسلاف سے حاصل کیا اور اس کی دیانت داری نے اسے مزید مضبوط کر دیا تھا۔ جب اس نے تلمسان کے بارے میں جو فیصلہ کیا اور مغرب اوسط پر غالب آ گیا، نواح کے لوگ اس کے رتبے کے ماتحت ہو گئے اور اس کی حکومت کا سایہ دراز ہو گیا تو اس نے حاکم مصر و شام محمد بن قلاوون الملک سے گفتگو کی اور اسے حاجیوں کے راستے میں رکاوٹوں کے اٹھ جانے کے بارے میں بتایا۔ اس نے فارس بن میمون بن ورداء کو یہ پیغام دے کر بھیجا تو وہ سلف کی دوستی کے استحکام اور خط کے جواب کے ساتھ واپس آیا۔

مکہ مکرمہ میں اپنا لکھا ہوا قرآن شریف بھجوانا

سلطان نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کا لکھا گیا ایک قدیم نسخہ قرآن مجید حرم شریف کے لیے وقف کرے گا تا کہ اسے اللہ کی قربت حاصل ہو لہٰذا اس نے اُسے نقل کروایا، کاتبوں کو اُسے سنہر کرنے اور منقش کرنے اور قاریوں کو اس کے ضبط و تہذیب کے لیے جمع کیا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے لیے آبنوس کی لکڑی، ہاتھی دانت اور صندل کا ایک نہایت ہی شان دار برتن بنوایا اور سونے کے پتروں اور جواہرات و یاقوت کی لڑیوں سے اُسے ڈھانپا۔ اس نے پھر اس کے لیے چمڑے کا ایک مضبوط برتن بنایا جس کی کھال پر سونے کی تاروں سے کشیدہ کاری کی گئی تھی۔ اس کے اوپر ریشم اور دیباج کا غلاف تھا اور سوتی غلاف بھی تھے۔ اس نے پھر اپنے خزائن سے اموال نکالے جنہیں اس نے مشرق میں جاگیریں خریدنے کے لیے مخصوص کیا تا کہ وہ قراء کے لیے وقف ہوں۔ اس نے حاکم مصر و شام الملک الناصر محمد بن قلادون کے پاس اپنی مجلس کے خواص اور اپنی حکومت کے بڑے بڑے لوگوں مثلاً عریف بن یحییٰ امیر زغبہ، اور ہر مخلص دوست سے سابق اور مقدم عطیہ بن مہلہل بن یحییٰ جو ... ماموں تھا، کو بھیجا۔ اس نے اپنے کاتب ابوالفضل بن محمد بن ابی مدین اور اپنے دروازے کے داروغے عریف اور اپنی حکومت کے دوست عبو بن ... المزوار کو بھی بھیجا۔ اس نے حاکم مصر کے پاس تحائف لے جانے والے المزوار کے لیے جلسہ منعقد کیا جس کا مدتوں تک عوام میں چرچا رہا۔ مجلس کے منتظمین میں سے ایک منتظم نے بتایا کہ اس میں پانچ سو بہترین گھوڑے جو سونے اور چاندی کی زینوں سے آراستہ تھے، موجود تھے۔ ان کی لگامیں بھی خالص سونے کی تھیں۔ اور بھی کئی چیزیں تھیں مثلاً متاع مغرب اور گھریلو استعمال کی چیزیں، ہتھیاروں کے پانچ سو سنہری بوجھ، بناوٹ کے اُونی کپڑے، لباس، ٹوپیاں، پگڑیاں، نشان دار اور غیر نشان دار چادریں، بہترین ریشم کے رنگ دار، بے رنگ، سادہ اور منقش کپڑے، علاوہ ازیں بلادِ صحرائی سے لائے ہوئے رنگ دار چمڑے جو لمط کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پھر مغرب کا روی سامان، گھریلو استعمال کی اشیاء، جن کو مشرق میں بناوٹ کی وجہ سے اچھا سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ ان میں موتی اور یاقوت کے پتھروں کا ایک پیمانہ بھی تھا۔

اس کے باپ کی محبوبہ لونڈیوں میں سے ایک لونڈی نے اس کی رکاب میں حج کو جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اُسے اجازت دے دی۔ اس نے اس کی غایت درجہ تکریم کی اور اس کے متعلق اپنے خط میں سلطانِ مصر کو وصیت کی۔ وہ پھر تلمسان سے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے الملک الناصر کو پیغام اور ہدیہ پہنچا دیا جسے اس نے قبول کیا اور مصر میں ان کی آمد کا روز جمعہ کا دن تھا جس کے متعلق لوگوں میں مدتوں چرچا رہا راستے میں ان کی تعظیم و تکریم کی گئی یہاں تک کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ جہاں پر ان کے بادشاہ نے انہیں قرآن کریم رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں پر انہوں نے اسے رکھ دیا۔ اس نے اپنے مغرب کے عجیب وغریب اشکال و بناوٹ کے خیموں سے سلطان کو قیمتی تحائف اور اسکندریہ کے شان دار کپڑے جن میں سونے سے لکھا گیا تھا، بھیجے۔ انہیں ان کے بھیجنے والے کی طرف بھیج دیا، اس نے ان کی حد درجہ تکریم کی اور عطیات دیئے اس عہد کے لوگوں میں اس بات کے متعلق چرچا ہوتا رہا پھر سلطان نے پہلے نسخے کے مطابق قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھا، اسے مدینہ کی قرأت پر لکھا اور اسے اپنی حکومت کے اس دور کے چیدہ لوگوں کے ہاتھ بھیجا۔ الملک الناصر اور اس کے درمیان مسلسل دوستی رہی یہاں تک کہ وہ 741ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ابوالفداء اسماعیل نے امارت سنبھالی پس سلطان نے اس سے گفتگو کی، اُسے تحائف دیئے اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی۔ اس نے اپنے کاتب اور دفتر خراج کے انچارج ابوالفضل بن عبداللہ بن ابی مدین کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے اپنے قاصد ہونے کے فرض کو ادا کیا، سلطان کی بڑائی بیان کرنے، راستے میں کمزور حاجیوں پر اس کے خرچ کرنے، اپنے ہاتھ سے ترکی کی حکومت کے آدمیوں کو تحائف دینے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اس سے بچنے میں وہ عجیب شان کا حامل تھا۔

جیسا کہ ہم بیان کریں گے پھر اس نے افریقہ پر قبضہ کرنے کے بعد قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھنا شروع کیا تا کہ اسے بیت المقدس کے لیے وقف کرے مگر وہ اُسے پورا نہ کر سکا اور اس کے لکھنے کی فراغت سے قبل ہی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب ۱۶۵:

سوڈانیوں کا سلطان ابوالحسن کی خدمت میں تحفے بھیجنے کا بیان

سلطان ابوالحسن کے فخر کا ایک خاص طریقہ تھا جس سے وہ بڑے بڑے بادشاہوں سے مقابلہ کرتا تھا۔ وہ ہمسروں اور امصار کو تحائف دینے، دور دراز کے نواح اور ملحقہ سرحدوں میں ایلچی بھیجنے میں ان کے طریق کا پابند تھا۔ اس کے عہد میں مالی کا بادشاہ سوڈانیوں کے بادشاہوں میں سب سے بڑا تھا اور مغرب میں اس کے ملک کا پڑوسی تھا۔ وہ اس کے قبیلہ کی جانب کے مقبوضات کی سرحدوں سے ایک سو مرحلہ پر جنگل میں رہتا تھا۔ اس نے مغرب اوسط کے مقبوضات پر غلبہ پالیا تو لوگوں نے ابوتاشفین کی شان، اس کے محاصرہ کرنے اور قتل کرنے نیز سلطان کو تغلب اور عزت کا جو نشان اور دبدبہ حاصل ہوا تھا، کے بارے میں باتیں کیں۔ اس بارے میں آفاق میں خبریں پھیل گئیں جس پر مالی کا سلطان منسا موسیٰ جس کا ان کے حالات میں قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے، اس کے ساتھ مذاکرات کرنے کی طرف مائل ہوا لہٰذا اس نے اپنی مملکت کے باشندوں میں سے دو نفیس کو اپنے مقبوضات کے پڑوس میں رہنے والے منہاجی ملثمین کے ایک ترجمان کے ساتھ اس کے ہاں بھیجا۔ انہوں نے سلطان کے پاس جا کر اسے فتح اور غلبہ کی مبارک باد دی تو اس نے خوش آمدید کہا، نہایت اچھی طرح رخصت کیا اور اپنے فخریہ طریقے کی طرف مائل ہوا۔ اس نے اپنے گھر کے ذخیرے سے مغرب کا عجیب وغریب متاع، گھریلو استعمال کی چیزیں اور قیمتی سامان تحفہ میں دیا۔ اس نے اپنی حکومت کے کچھ آدمیوں کو جن میں کاتب الدیوان ابوطالب بن محمد بن ابی مدین اور اس کا غلام عنبر الخصی بھی شامل تھے، مقرر کیا اور انہیں وہ قیمتی سامان دے کر مالی کے بادشاہ منسا سلیمان کے پاس اس کے وفد کی واپسی سے قبل اس کے باپ کی وفات کے وقت بھیجا۔ اس نے پھر معقل کے صحرائی اعراب کو اشارہ کیا کہ وہ آمد ورفت کے وقت ان کے ساتھ آئیں جائیں۔ معقل میں سے جار اللہ کی اولاد کا امیر علی بن غانم تیار ہوا اور سلطان کے حکم کی اطاعت میں راستے میں ان کے ساتھ رہا۔ طویل سفر اور بڑی تکلیف کے باوجود یہ قافلہ جنگل میں مالی کے ملک تک دور تک چلا گیا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا، ان کی عزت افزائی کی۔ یہ لوگ مالی کے بڑے بڑے آدمیوں کے وفد میں جو اپنے سلطان کی تعظیم کرتے اور اس کے حق واطاعت کو ادا کرتے تھے، اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گئے۔ انہوں نے اپنے بھیجنے والے کی مرضی اور حاکم کے مطابق سلطان کا حق ادا کیا اور اپنا پیغام پہنچایا، یوں سلطان کو بادشاہوں پر ان کے تواضع کرنے کی وجہ سے بہت عزت حاصل ہوگئی۔



باب ۱۶۶:

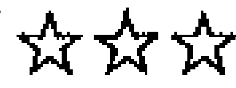
تونس کے حاکم کے ساتھ سلطان کی رشتے داری قائم ہونے کا بیان

جب سلطان ابویحییٰ کی بیٹی سلطان ابوالحسن کی محبوبہ لونڈیوں کے ساتھ طریف میں اس کے خیموں میں فوت ہوگئی تو اس کے دل میں اس کا غم تازہ ہو گیا کیونکہ وہ اس کی سلطنت کی عزت کرنے، گھر کی نگرانی کرنے، معاملات میں کامیاب ہونے، ترفہ کے اصولوں اور صحبت میں لذت عیش سے فائدہ اٹھانے کی بہت دلدادہ تھی۔ آخر اسے خیال آیا کہ وہ اس کی کسی بہن کو اس کے عوض میں حاصل کرے لہٰذا اس کی منگنی کے بارے میں اس نے اپنے ولی عریف بن یحییٰ امیر زغبہ، اپنی حکومت کی فوجوں اور ٹیکس کے کاتب ابوالفضل بن عبداللہ بن ابی مدین، اپنی مجلس کے فقیہ الفتویٰ ابو

عبداللہ محمد بن سلیمان السطی اور اپنے غلام عنبر الخصی کو بھیجا لہٰذا وہ 746ھ میں پہنچے، ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا گیا اور اس نے ان کی حد درجہ تکریم کی۔

سلطان سے حاجب ابوعبداللہ کی سازش

اس دوران حاجب ابوعبداللہ بن تافراکین نے ان کی آمد کی غرض کے سلسلے میں اپنے سلطان سے سازش کی، اس نے اپنے حرم کو اطراف کے حملوں، لوگوں کے تحکم سے بچانے اور اس قسم کی دلہن کی عظمت کی خاطر اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کا حاجب ابن تافراکین مسلسل اس کے سامنے اس کام کی اہمیت کم کرتا رہا اور اس منگنی کے رد کرنے کے بارے میں اس پر سلطان ابوالحسن کے حق کی عظمت بیان کرتا رہا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ اور دوستی کے کچھ گذشتہ عہد و پیمان بھی تھے یہاں تک کہ اس نے اس کی بات مان لی، اس کی ضرورت پوری کر دی اور اس نے یہ کام اس کے سپرد کر دیا لہٰذا ان دونوں کے درمیان رشتہ داری ہوگئی۔ حاجب، دلہن کے سامان کی تیاری میں لگ گیا، اسے احتیاط و حکمت سے سرانجام دیا اور جشن کیا۔ یوں ایلچیوں کا قیام لمبا ہو گیا یہاں تک کہ اس نے پوری تیاری کر لی۔ ربیع الاول 709ھ میں وہ تونس سے چلے گئے۔ مولانا سلطان ابویحییٰ نے اپنے بیٹے فضل کو جو بونہ کا حاکم اور اس دلہن کا حقیقی بھائی تھا، اشارہ کیا کہ وہ دلہن کو سلطان ابوالحسن کے پاس اس کے حق کے قیام کے لیے لے جائے۔ اس نے اپنے علاقے سے موحدین کے مشائخ کو بھیجا جن کا رہنما عبدالواحد بن محمد ابن کماز پر تھا۔ وہ دلہن کی رکاب میں اس کے پاس آئے اور سب سلطان کے پاس پہنچے۔ لیکن راستے ہی میں انہیں مولانا سلطان ابویحییٰ کی وفات کی خبر مل گئی۔ جب وہ سلطان ابو الحسن کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے تعزیت کی، ان کی بہت عزت کی اور اس نے دلہن کے بھائی فضل کے ساتھ جو عہد کیا تھا کہ وہ اس کے باپ کی وراثت کے حصول میں مدد دے گا اسے بہت اچھی طرح پورا کیا۔ یوں وہ گھر میں اس کے ساتھ مطمئن ہو گئی یہاں تک کہ وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو کر اور اس کے جھنڈوں تلے افریقہ چلا گیا۔ انشاء اللہ۔



باب: ۱۶۷

سلطان کا افریقہ پر حملہ اور اس پر غالب آجانے کی روداد

اگر سلطان ابویحییٰ کی دوستی اور رشتے کا پاس نہ ہوتا تو سلطان ابوالحسن کی آنکھ افریقہ کی حکومت کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ وہ اس کے لیے اوقات مقرر کرنے لگا۔ جب اس نے رشتے کے بارے میں اسے پیغام بھیجا اور تلمسان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ موحدین نے اس کی منگنی کو رد کر دیا ہے تو وہ منصورہ تلمسان سے اٹھا، جلدی سے فاس کی طرف گیا، عطیات کا رجسٹر کھولا، فوج کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس نے مغرب اقصیٰ پر اپنے پوتے منصور بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد حسن بن سلیمان بن ترزیکین کو پولیس کے مضبوط کرنے میں لگا دیا اور اسے نواح پر امیر مقرر کیا۔ وہ پھر افریقہ پر چڑھائی کرنے کی نیت کو پوشیدہ رکھ کر تلمسان کی طرف کوچ کر گیا۔ جب اسے ضرورت کی تکمیل اور زفاف کی یقینی خبر پہنچ گئی تو اس کا ارادہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ جب رجب 747ھ میں سلطان ابویحییٰ فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنے بیٹے عمر کی امارت کے قیام اور حاجب ابومحمد بن تافراکین کے رمضان میں جانے کا کام کیا تو اس وجہ سے سلطان کے عزائم بیدار ہو گئے۔ ابن تافراکین نے اسے موحدین کی حکومت پر رغبت دلائی اور اس کے پیچھے ہی خبر آگئی کہ عمر نے اپنے بھائی احمد کو ولی کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپ کی تحریر کی رُو سے اس کی ولی عہدی پر اور سلطان نے اپنی تحریر کی رُو سے جو اُسے مددگار دیئے تھے، وہ ان پر غالب تھا۔ اس کے حاجب ابوالقاسم بن عتو نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اُسے اس کے پاس سفیر بنا کر بھیجے تو سلطان ناراض ہو گیا کیونکہ عمر نے اپنے باپ کے عہد کو ضائع کیا اور اپنے بھائی کے خون کو رائیگاں

کر دیا تھا۔ اس نے ان کے بارے میں نافرمانی کا طریق اختیار کیا تھا اور اس باڑ کو توڑ دیا تھا جو اس نے اپنی تحریر کی رو سے ان پر قائم کی تھی۔

افریقہ پر حملہ

پس اس نے افریقہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ خالد بن حمزہ بن عمر بھی تیار ہو کر چلنے کے لیے اس کے پاس آ گئے، لہٰذا اس نے عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں افریقہ کی طرف جانے کا اعلان کر کے ان کی کمزوریوں کو دُور کر دیا۔ اس وقت مولانا امیر ابو یحییٰ کا پوتا المولیٰ ابو عبداللہ جو بجایہ کا حاکم تھا، آپ کے قریب اپنے دادا کی وفات کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اپنے باپ کی سفارت لے کر اور اس سے اپنی عملداری پر قائم رہنے کا مطالبہ کرنے کے لیے آیا۔ جب وہ اس سے مایوس ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ خود افریقہ پر چڑھائی کرنے لگا ہے تو اس نے اس سے اپنے مقام کی طرف واپس جانے کا مطالبہ کیا، اس نے اس کے مطالبہ کو پورا کر دیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔

جب سلطان نے 749ھ کی عیدالاضحیٰ کی قربانی کی رسم ادا کر لی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابو عنان کو مغرب اوسط کا امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے تمام امور کی نگرانی کرے۔ اس نے اس کے ٹیکس جمع کرنے کا کام بھی اُسے سپرد کیا اور خود افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ وہ اور صحرا کا امیر خالد بن حمزہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے۔ جب وہ دہران میں اترا تو وہاں اسے قسطنطنیہ اور بلادِ الجرید کا وفد ملا جس کی پیشوائی اس کا امیر جنگ اور اس کے بھائی عبدالملک کی امارت کا مددگار احمد بن مکی اور امیر توزر یحییٰ بن محمد بن یملول جو امیر ابو عمر العباس ولی عہد کی بغاوت کے بعد توزر سے اس کے پاس آ گیا تھا اور وہیں تونس میں فوت ہو گیا تھا اور رئیس نفطہ احمد بن عامر بن عابد کر رہے تھے۔ یہ دونوں ولی عہد کی وفات کے بعد ان کے پاس واپس چلے آئے تھے، پس یہ اُمراء اپنے ملک کے مشہور لوگوں کی جماعت کے ساتھ اسے دہران میں ملے، اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کا حق ادا کیا۔ امیر طرابلس محمد بن ثابت ان کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تھا لہٰذا اس نے اپنی بیعت ان کے ساتھ بھیج دی۔ اس نے ان کے وفد کی عزت کی، انہیں ان کے امصار کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں ان کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا۔ اس نے احمد بن مکی کو اپنی رکاب کے ساتھیوں اور اپنے مددگاروں میں شامل کرنے کے لیے رکھ لیا اور جلدی جلدی چلنے لگا۔ جب وہ بجایہ کے مضافات میں بنی حسن میں اترا تو وہاں اسے امیر اسکرہ و بلاد الزاب منصور بن فضل بن مزنی اپنے اہل وطن کے ایک بڑے وفد کے ساتھ اور امیر زواودہ یعقوب بن علی بن احمد اور بجایہ اور قسطنینہ کے مضافات کا صحرائی امیر ملے۔ وہ ان سب سے عزت و اکرام کے ساتھ ملا اور انہیں اپنے ساقہ میں شامل کر لیا۔ اس نے پھر اپنے باپ کے پروردہ قائد حمو بن یحییٰ عسکری کو اپنے آگے بھیجا۔ جب اس نے بجایہ کے میدان میں پڑاؤ کر لیا تو ابو عبداللہ اور اہل شہر نے سلطان کے خوف اور محبت سے اس کی بات نہ مانی اور اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے۔ انکے مشائخ قضاء فتویٰ و شوریٰ سلطان کی مجلس میں گئے لیکن اس کا حاجب فارح بن سید الناس ان سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے اسے اس کی سواریوں کی ملاقات کرنے باہر نکلنے کے لیے واپس بھیجا اور وہ چلا گیا۔ جب اس کے جھنڈے شہر کے قریب ہوئے تو مولیٰ ابو عبداللہ نے جلدی کی، وہ اسے شہر کے میدان میں ملا اور اپنے پیچھے رہنے کے بارے میں عذر کیا۔ اس نے اس کا عذر قبول کیا اور عزیز بیٹے کی طرح اس سے حسن سلوک کیا۔ اس کے علاوہ سنین کے نواح میں کومیہ کی عملداری اسے جاگیر میں دی، تلمسان میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اسے اپنے بیٹے ابو عثمان حاکم مغرب کے ساتھ کر دیا۔ اسے اس کے متعلق وصیت کی اور وہ بجایہ میں داخل ہوا تو اس نے وہاں سے بے انصافیوں کو دُور کیا اور ٹیکس کا چوتھا حصہ انہیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد اس کی سرحدوں کے احوال پر غور و فکر کیا، ان کو درست کیا اور ان کے شگافوں کو پُر کیا اور وزراء کے طبقہ اور اس کے نمائندوں میں سے محمد بن النوار کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ بنی مرین کے محافظ اور اپنے دروازے کے خراج کے کاتب برکات بن حسون بن البواق کو اتارا اور خود چلنے کے لیے تیار ہو کر قسطنینہ میں اترا۔

ابو زید کی بیعت

وہاں پر قسطنینہ کے امیر ابو زید نے جو مولانا سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا، اور اس کے دونوں بھائیوں ابوالعباس احمد اور ابو یحییٰ زکریا اور ان کے لیے بھائیوں نے اس کی بیعت کی۔ وہ اس کی خاطر اپنی عملداری سے دستبردار ہو گئے۔ سلطان نے تلمسان کی عملداری میں سے انہیں ندرومہ دیا،

مولیٰ ابوزید کو اس کا امیر مقرر کیا، اس کے ٹیکس کے جمع کرنے میں اُسے اپنے بھائیوں کے لیے نمونہ بنایا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے محمد بن عبار کو اس کا امیر مقرر کیا اور عباس بن عمر کو اپنی قوم بنی عسکر کے ساتھ اس کے پاس اتارا۔ اس نے زواودہ کی جاگیروں کو واگزار کیا۔ وہیں پر اس کے دور کے کعوب کے سردار اور صحرا کے امیر عمر بن حمزہ نے اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے اس سے ملاقات کی۔ وہیں اس نے اُسے سلطان عمر ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کے اولاد مہلہل کے ساتھ جو کعوب میں سے ان کے ہمسر تھے، تونس سے قابس کی جانب کوچ کرنے کی اطلاع دی۔ اس نے سلطان کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ اس کے طرابلس کی طرف جانے سے پہلے اسے روکنے کے لیے فوج بھیجے۔ اس نے اس کے ساتھ اپنے قائد حمو بن یحییٰ عسکری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ وہ سلطان ابو حفص کے تعاقب میں کوچ کر گئے تو سلطان ابوالحسن نے قسطینہ میں قیام کیا۔ اس کی فوجوں نے سطح الجعاب میں رکاوٹ کی۔ اس نے یوسف بن مزنی کو خلعت اور سواریاں دینے کے بعد اس کی عملداری الزاب کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کو اس کی عملداری بونہ کا امیر مقرر کیا، اس کے تھیلے انعامات اور قیمتی خلعتوں سے بھر دیے اور اسے بھیج دیا۔ وہ پھر ان کے پیچھے کوچ کر گیا اور حمو بن یحییٰ اولاد ابواللیل کے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ آگے بڑھا۔ وہ قابس کی جانب سے امیر ابوحفص کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ اور اس کا غلام ظافر السنان جو معلوجی میں سے اس کی حکومت کا ذمہ دار تھا گھمسان کی جنگ میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے لہٰذا انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ دونوں کو ابوحمو کے پاس لایا گیا تو اس نے رات تک ان کو قید رکھا پھر صبح دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سر سلطان کے پاس بھیج دیئے۔

ابوالقاسم بن عتو کا پکڑا جانا

ایک جماعت قابس چلی گئی، وہاں عبدالملک بن مکی نے امیر ابوحفص کے ساتھی اور شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو اور سدویکش کے شیخ بنی سکین صخر بن موسیٰ کو اس جماعت کے لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے انہیں پابجولاں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ سلطان نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا اور بنی عسکر میں سے اپنی بیٹی کے رشتے داروں یحییٰ بن سلیمان کو ان کا سالار مقرر کیا اور احمد بن مکی کو اس کے ساتھ بھیجا وہ تونس میں اتر کر اس پر قابض ہو گئے۔ ابن مکی وہاں سے اپنی عملداری میں چلا گیا کیونکہ سلطان نے اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا تھا اور اُسے، اس کے خواص کو سواریوں اور خلعتیں دینے کے بعد وہاں بھیجا تھا۔ اب سلطان ناجیہ میں اترا، وہاں اسے قاصد امیر ابوحفص کے سر کے ساتھ ملا اور بڑی فتح حاصل ہوئی۔ وہ پھر تونس کی طرف کوچ کر گیا اور 8 جمادی الآخر 708ھ کو بدھ کے روز وہاں اترا۔ تونس کے وفد، اس کے شیوخ شوریٰ اور ارباب فتویٰ نے اسے سے ملاقات کی، اس کی اطاعت اختیار کی اور خوشی خوشی واپس آ گئے۔ ہفتے کے روز اس کی فوج نے اس میں داخل ہونے کی تیاری کی۔ اس نے اپنے پڑاؤ ہجوم سے شہر کے دروازے تک اپنی زبردست فوج کی دو قطاریں بنائیں جو تین چار میل سے زیادہ لمبی تھیں۔ بنو مرین اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے جھنڈوں کے نیچے اپنے مراکز کی طرف گئے۔ سلطان اپنے خیمے سے سوار ہوا۔ اس کے دائیں ہاتھ اس کا دوست عریف بن یحییٰ امیر زغبہ اور اس کے ساتھ ابومحمد عبداللہ بن تافراکین سوار ہوئے اس کے بائیں ہاتھ مولانا سلطان ابو یحییٰ کا بھائی ابوعبداللہ محمد اور اس کے ساتھ اس کے بھائی خالد کا بیٹا امیر ابوعبداللہ سوار ہوئے۔ یہ دونوں جب سے اس کے بھائی امیر ابوفارس نے بغاوت کی تھی، قسطینہ میں اپنے بیٹوں سمیت قید تھے۔ سلطان ابوالحسن نے ان کو رہا کر دیا اور وہ اس کے ساتھ تونس گئے۔ وہ اس جماعت کی زینت تھے جنہیں بنی مرین کے شرفاء اور کبراء میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے ڈنکے پٹ گئے، جھنڈے لہرا گئے اور جماعتیں صف در صف اس سے موافقت کرتی تھیں یہاں تک کہ وہ شہر تک پہنچ گیا۔ اب زمین فوجوں سے موجیں مارنے لگی اور ہماری عقل کے مطابق اس جیسا دن کبھی نہیں دیکھا گیا۔

محل میں سلطان کا داخلہ

سلطان محل میں داخل ہوا، ابومحمد بن تافراکین کو اپنی پوشاک بطور خلعت دی اور اپنے گھوڑے کو لگام اور زین سمیت اس کے قریب کیا۔ لوگوں نے اس کے سامنے جی بھر کر کھایا اور منتشر ہو گئے۔ سلطان ابومحمد بن تافراکین کے ساتھ محل کے کمروں اور خلفاء کے مساکن میں داخل ہوا، ان کا چکر

گیا اور وہاں سے متعلقہ باغات میں چلا گیا جنہیں راس الطابیہ کہا جاتا تھا۔ اس نے اب اس کے باغات کا چکر لگایا اور وہاں سے اپنے پڑاؤ میں آگیا۔ اس نے یحیٰ بن سلیمان کو ایک فوج کے ساتھ قبضہ تونس میں اس کی حفاظت کے لیے اتارا۔ امیر ابوحفص کی جماعت اور قابس کے قیدی جب ان اس کے پاس پہنچے تو اس نے ابوالقاسم بن عتو اور صخر بن موسیٰ کو، ان سے جنگ کرنے کے بارے میں فقہاء کے اختلافی فتاویٰ کے متعلق خاموش کرانے کے بعد انہیں قید میں ڈال دیا۔ دوسرے دن صبح کو وہ قیروان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے نواح میں چکر لگایا۔ وہ پھر اولین کے آثار اور اقذ میں کے محلات اور منہاجہ اور عبیدیین کے مٹے ہوئے کھنڈرات پر کھڑا ہوا، علماء اور صالحین کی قبور کی زیارت کی پھر مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ جب وہ ساحل سمندر پر کھڑا ہوا تو ان لوگوں کے انجام پر غور کرنے لگا جو قبل ازیں زمین میں بڑی قوت و طاقت کے مالک تھے۔ اس نے ان کے احوال سے عبرت حاصل کی، راستے میں اجم کے محل اور المنستیر کے پڑاؤ سے گزرا اور تونس واپس لوٹ آیا۔ ماہ رمضان میں وہ وہاں اترا اور اس نے اپنی میگز ینوں کو افریقہ کی سرحدوں پر اتارا پھر بنومرین کو شہر اور مضافات جاگیر میں دیئے۔ موحدین کی جاگیریں عربوں کو دیں، جہات پر عامل مقرر کیے اور محل میں قیام کیا۔ اسے حکومت اور مضبوط سلطنتوں پر غلبہ پانے کے بارے میں بڑی فتح حاصل ہوئی اور اس کے مقبوضات مسراتہ اور سوس قصیٰ کے درمیان سے لے کر رندہ تک جو اندلس کے کنارے واقع ہے، متصل ہو گئے۔

والملک للہ یوتیہ من یشاء من عبادہ والعاقبتہ للمتقین

شعراء فتح کی مبارک باد دینے کے لیے اس کے پاس تونس گئے۔ اس دفعہ ابوالقاسم الرموی جو نوجوان ادیبوں میں سے تھا، ان سب سے آگے تھا۔ اس نے اس کی خدمت میں درج ذیل اشعار پیش کیے۔

''جب تو بلاتا ہے تو مشرق اور مغرب تجھے جواب دیتے ہیں، مکہ اور یثرب تیری ملاقات سے خوش ہوتے ہیں۔ مصر، عراق اور اس کے شام نے تجھے آواز دی کہ جلدی آؤ کہ دین کی خرابی تمھارے ہاں درست ہوتی ہے۔ میں نے پھر تجھے اشارہ کیا اور قریب ہے کہ تجھے منابر مبارک باد دیں اور اُن پر داعیانِ حق تیرے نام کا خطبہ دیں، پس ہمارے دور و نزدیک کے ہر آدمی نے اطاعت کے لیے جلدی کی کیونکہ یہ اطاعت، اطاعت الٰہی شمار کی جاتی ہے۔ رُوحوں نے محبت اور رغبت سے تیرا اشتیاق کیا اور تو امیدوں کے لحاظ سے قریب اور دور ہوتا ہے۔ روشن شہر میں تجھے لوگوں نے لبیک کہا اور تو ناصریہ کے افق پر دیکھ رہا تھا اس کے بعد ذات النخیل سے تیرے پاس وفد آئے، تیرے ساتھیوں نے انہیں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے بجایہ کی بغاوت کی وجہ سے دیر نہیں کی بلکہ مشکلات ہموار ہو گئیں، بجایہ نے سرکشی کی مگر جب فوجیں آ گئیں تو تو نے ان کے پہاڑوں کو لٹتے دیکھا ان میں سے فرمانبردار اور اطاعت گزار نے جلدی کی پھر ان میں سے جھگڑالو اور فسادیوں نے بھی اطاعت اختیار کر لی۔ تونس ایک خوف زدہ شہر تھا لیکن وہ تیرے پاس آ کر محفوظ و مامون ہو گیا اس کے باشندے ایک شکاری کے لیے ایک پرندے کی طرح تھے، یوں اس کی قوت سے صاحب عز و شرف ہو گئے۔ اس سے قبل تو ان کے رہنما کی پناہ گاہ تھا، اب تو سب کی پناہ گاہ اور بھاگنے کی جگہ ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ زمانے نے اسے تم پر فتح دی ہے لیکن اس نے زندگی کو جواب دیا۔ زندگی خوشحال تھی اور اسی طرح ابن طائع کا حال ہے اگر چہ عمر میں وہ بڑا ہے مگر تو اس کا باپ ہے اور تیرا عدل اور انصاف خلفائے راشدین کی طرح کا ہوتا ہے تو نے اس کے نصیبے کے ملک اور قربانی کا بھاؤ تاؤ کیا تو محراب اور مرکب نے تجھے نمایاں کیا۔ جب بادشاہوں کو شراب لذت دیتی ہے، تو اسی لیے قرآن لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اگر لوگوں کی جانب سے صبوحی ملتی ہے تو تُو چاشت کی رکعات پر مداومت کرتا ہے۔ اگر وہ شام کو شراب پینے کی تعریف کرتے ہیں تو تیری شراب شام کو مرتب ذکر پڑھنا ہے۔ اگر وہ بداخلاق ہیں اور حجاب اختیار کر چکے ہیں تو تُو نہ بداخلاق ہے اور نہ حجاب اختیار کرنے والا ہے۔ سب خصائل نے تجھ سے بزرگی حاصل کی ہے۔ جس طرح قوم کے پیشوا مکان کو مضبوط بناتے ہیں تو قحطان اور یعرب ان کے فخر میں اضافہ کر دیتے ہیں، وہ جباروں کے دل کو مطیع کر لیتے ہیں اور عبید اور اغلب ان کے مقابلے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بادشاہ ان کی پناہ میں آتے ہیں، وہی برتر اور بڑی زمین والے ہیں، وہی بڑی سلطنت کے مالک ہیں۔ ان کا گھر سات آسمانوں سے بھی اوپر بنا ہوتا ہے۔ بغداد ان کی لڑائی سے حسد کرنے لگا ہے۔ ہتھیار چاہتے ہیں کہ وہ ان کے رشتے دار ہوں، ان کے بیت المجد سے

ستارے روشن ہو گئے ہیں حتیٰ کہ مشرق اور مغرب ان سے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کا ایک گروہ غریبہ میں ہے، جسے وہ عجمی بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عرب بن جاتا ہے۔ عبدالحق، طالب حق بن کر کھڑا ہوا ہے، وہ جس چیز کی طلب میں کھڑا ہوتا ہے وہ اس سے ضائع نہیں جاتی اس نے یعقوب کو پیچھے چھوڑا ہے جو اس کے راستے کی نقل ہے۔ وہ اس میں غلطی نہیں کرتا اور وہ اچھا راستہ ہے۔ اس نے عثمان کو پیچھے چھوڑا ہے، خدا کی قسم وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ اسلام واحد درست راستہ ہے۔ اس نے خدا کی راہ میں کئی حملے کیے ہیں۔ جن چیزوں کو کفار نے بلند کیا تھا وہ برباد ہو چکی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کو پورا کرنا چاہا تو ہم میں سے اطاعت گزار اور گنہگار نے اس کی ذمہ داری لے لی۔ دین حنیف کے نشان نے تجھ سے انکار کیا تاکہ تاریکی، حق کی کرن سے خالی ہو لہٰذا تو وہ چیز لایا ہے جسے اللہ اپنی رضامندی کے رستہ پر چلنے والے کے لیے پسند کرتا ہے۔ اللہ کے حکم سے یہ حق کا قیام کا وقت ہے تیری طرف سے ایک ماہر تیرانداز اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اب اللہ کے بندے تمہارے پیروکار ہو گئے ہیں۔ انہیں تمہاری جانب سے مراتب و مناصب ملے ہیں۔ فریب کاری سے حملہ کرنے والوں پر ایسی مصیبت آئی ہے جس نے ان کے عزائم بہت کمزور کر دیے ہیں۔ ان کے پاس اب ایک نگران واعظ کھڑا ہے۔ تو نے راہِ خدا میں صحیح کوشش کی ہے لہٰذا کفار تیری جنگ سے خائف ہو گئے ہیں۔ تو نے غارت گروں کے ہاتھ سے امت کو بچایا ہے۔ یہ بہتر جہاد بلکہ واجب جہاد ہے۔ اب دنیا دلہن بن گئی ہے جسے تیرے حکم سے نافذ تقدیر لیے جاتی ہے۔ اب ہر شہر کے لوگوں نے تیری تمنا کی ہے اور ہر زمین تیرے ذکر سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ زمین ایک منزل ہے جس کا تو مالک ہے، وہاں محبت کرنے والا معظم ہی فروکش ہو سکتا ہے۔ نصف زمین پر وراثت کے ذریعے اور نصف کو حاصل کر کے تو مالک ہوا ہے لہٰذا وراثت اور کمائی کی سب زمین اچھی ہے۔ تیری ایک فوج پانی اور کشتیوں پر سوار ہوتی ہے اور دوسری فوج تیز رفتار پتلی کمر والے گھوڑوں پر سوار ہوتی ہے۔ ایک فوج عدل و انصاف اور تقویٰ کی ہے۔ خدا کی قسم یہ سب سے قیمتی اور غالب فوج ہے۔ ہر سواری سوار کو زینت دیتی ہے اور ہر سوار سے سواری زینت حاصل کرتی ہے۔ ہر نیزہ باریک اور فخر سے ہلنے والا ہے اور ہر تلوار چمکدار اور کاٹ کرنے والی ہے۔ کتنے ہی کاتب ہیں جن کی لکھائی اور دوات موجود ہے لیکن وہ صبح کو خط لکھتے ہوئے اسے پڑھتا نہیں، وہ بہادروں کے پاس سے شیر کی طرح گزرتا ہے اور شہسوار نیل گایوں کے گلے کی طرح ہوتے ہیں۔ کتنے ہی کاتب ہیں جن کی نیزہ زنی کا عربوں کی لڑائیوں کا ماہر انکار نہیں کرتا۔ وہ کئی قسم کے عجیب جادوگرانہ کلام سے بات کرتا ہے اور مارنے والی قوم کی کھوپڑی پر مارتا ہے۔ دیکھیے وہ اقوال میں کتنا خوش کلام ہے اور امثال میں بڑا تجربہ کار ہے۔ وہ علم و تقویٰ کی چادر کو گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس پر دادی دامن ناز کرتے ہیں۔ اسے علم کا ایک رنگ حاصل ہے جو کئی رنگوں کا حامل ہے۔ وہ ایسا تیز فہم ہے جسے ستارے سونگھ بھی نہیں سکتے۔ اسے وہ فوج! جس میں دنیا کے بڑے بڑے لوگ شامل ہیں، اس کی وجہ سے دنیا میں ہمارا پھرنا اچھا ہوا ہے۔ یہ وہی عالی شان گروہ ہے کہ جب کسی گھاٹی میں اترتا ہے تو حق کی طرف رخ کرتا ہے۔''

''تجھے دنیا کے ہر مقیم اور مسافر پر جو آتا جاتا ہے، سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اے عادل! رضامند اور متقی مالک!! اس کے بلند مناقب پڑھے اور لکھے جائیں گے۔ تو نے ہم میں احسان کا وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس سے تو نے دور اور نزدیک کے آدمی کو برابر کر دیا ہے۔ تو نے عبادت گزاروں میں سے ہوتے ہوئے انہیں بلند کر دیا ہے۔ متقی اب تیرے قریب ہوتا ہے اور تو نے عالم ہوتے ہوئے علم کی قدر کو بلند کیا ہے لہٰذا علم اور طالبانِ علم کو تیری ضرورت ہے۔ ہر قائل پر تیری مدح فرض ہے۔ کون شخص ہے جو ریت کو شمار کر سکتا ہے، تعجب ہے کہ تو کس قدر دیتا، سواریاں عطا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ سمندر کو تیرے ہاتھوں سے صحیح نسبت ہے۔ تیرے ہاتھ ہمیشہ ہی زمین میں بادل بن کر رہیں گے جس سے لوگوں کا کھانا پینا خوشگوار ہو۔ تو ہمیشہ ہی اپنی بزرگی کی بلندیوں پر چڑھتا رہے۔ تیرا جھوٹا دشمن ہمیشہ مصیبت زدہ اور مقتول رہے۔ تو نے امن کے ساتھ اپنی انتہائی خواہشات کو پا لیا ہے لہٰذا نہ کوئی اچھا کام دشوار ہوتا ہے اور نہ مشکل ہوتا ہے۔''

باب:۱۶۸

عربوں کے ساتھ قیروان میں سلطان ابوالحسن کی لڑائی اور اس دوران رونما ہونے والے واقعات کا بیان

بنی سلیم کے یہ کعوب افریقہ میں صحرا کے امیر تھے اور انہیں اپنی حکومت پر فخر حاصل تھا۔ وہ اس کے آغاز سے بلکہ اس سے بھی پہلے کسی دوسرے کو نہ جانتے تھے۔ جب سے مضری عرب آغاز اسلام میں حکومتوں اور سلطنتوں پر غالب آئے یہ بنوسلیم مضافات اور جنگلات کی طرف چلے گئے اور اپنے صدقات بڑی مشکل سے دیتے تھے اس وجہ سے خلفاء ان سے پریشان ہو گئے۔ آخر کار منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو وصیت کی کہ وہ ان میں سے کسی کی مدد نہ لے جیسا کہ طبری نے بیان کیا ہے۔

جب عباسی حکومت منتشر ہو گئی اور عجمی موالی خودسر ہو گئے تو یہ بنوسلیم ارض نجد کے جنگل میں طاقتور ہو گئے۔ انہوں نے حرمین کے حاجیوں پر حملے کیے اور انہیں تکلیف پہنچائی۔ جب اسلامی حکومت عباسیوں اور شیعوں میں منقسم ہو گئی تو انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی اور طاقت کے بازار گرم ہو گئے۔ انہوں نے دونوں حکومتوں سے ظلم کیا اور راستوں کو بند کر دیا پھر عبیدیوں نے انہیں مغرب کے بارے میں اُکسایا تو یہ ہلالیوں کے پیچھے برقہ چلے گئے، اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور اس کے خلاؤں میں حکم چلایا۔

ابن غانیہ کا خروج

اس دوران ابن غانیہ نے موحدین کے خلاف بغاوت کی اور طرابلس اور قابس کی شرقی حدود میں کودنے لگا۔ ملوک مصر و شام یعنی بنی ایوب کا غلام قراقش الغزی اس کے ساتھ مل گیا اور بنی سلیم وغیرہ عربوں کی جماعتیں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئیں۔ انہوں نے اس کے ساتھ مل کر نواح د امصار پر حملے شروع کر دیئے اور سارے فتنے کو ہوا دینے لگے۔ جب ابن غانیہ اور قراقش فوت ہو گئے، آل ابی حفص افریقہ میں خودمختار ہو گئی اور زوادوہ، امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابی حفص پر بھاری ہو گئے تو اس نے ان کے خلاف ان بنی سلیم سے مدد مانگی۔ اس نے ان کے مسافروں کو تنگ کیا، انہیں افریقہ میں کئی جاگیریں دیں اور انہیں ان کی طرابلس کو جولانگاہوں سے لے گیا۔ اس نے انہیں قیروان میں اتارا جہاں حکومت میں ایک مقام اور اعزاز حاصل تھا۔ جب بنی ابی حفص کی سلطنت میں انتشار ہوا اور کعوب نے صحرا کی ریاست مخصوص کر لی تو ان کے شرفا میں فساد کروا دیا اور ان میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے نقصان اٹھایا۔ اس وقت مولانا امیر ابویحییٰ اور امیر کے بھائی حمزہ بن عمر کے درمیان جھگڑا اور جنگ ہو رہی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ اس نے اس جنگ میں بنی عبدالواد کے افریقہ سے رغبت رکھنے اور اس کی سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لالچ سے ان کے خلاف مدد دی۔ اس مقصد کے لیے اپنی فوجوں کو لاتا تھا اور بنی ابی حفص کے شرفاء کو ان سے ٹکراؤ کرنے کے لیے مقرر کرتا تھا۔ آخر کار مولانا سلطان ابوبکر نے اسے مغلوب کر لیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کے سلسلے میں احمقانہ باتوں سے روک کر، اس کے دوست اور مددگار سلطان ابوالحسن کی تلوار سے اس کے آل یغمراسن کے دشمن کو ہلاک کر کے اُسے اطاعت کی طرف لے آیا۔ لہٰذا اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے غلبے کی تیزی رک گئی، اس نے بنی سلیم کو اپنے صدقات دینے پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے مجبور کرنے سے صدقات دے دیئے۔ پھر وہ حکومت کی دھوکہ بازی سے قتل ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں نے امارت سنبھالی، انہوں نے نہ تو امور کے عواقب کو سمجھا اور نہ ہی انہیں حکومت کے ظلم سے پالا پڑا، اسی طرح انہوں نے اپنے اسلاف کے اعزاز کے سوا کوئی بات دیکھی اور سنی نہیں تھی پس انہیں جنگ کی

کے حکومت کے قائد پر غلبہ پانے کی سوجھی، انہوں نے اس سے جنگ کر کے اُسے مغلوب کرلیا اور سلطان کی حکومت میں اس پر حملہ کیا۔ 742ھ میں اس کے گھر کے صحن میں اس سے جنگ کی اور جب امیر ابن مولانا سلطان ابی یحییٰ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ان پر ظلم کیا تو یہ اس کے ولی عہد کے پاس آ گئے۔ اس کے بعد وہ تونس آیا اور اس پر قبضہ کرلیا پھر اس کے بھائی امیر ابو حفص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

ابوالہول بن حمزہ کا مارا جانا

جس روز وہ شہر میں داخل ہوا اسی روز اس نے ان کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو گرفتار کرلیا اور قصبے میں اپنے گھر کے دروازے پر باندھ کر اسے قتل کر دیا۔ بعد ازاں وہ وہاں ان کے پیچھے پڑ گیا اور وہ سلطان ابوالحسن کے پاس چلے آئے۔ انہوں نے اُسے افریقہ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اس سے اس کے بارے میں مدد طلب کی۔ جب سلطان نے وطن پر قبضہ کیا تو اس کے غلبے کا حال، موحدین کے غلبے کے حال سے اور صحرا پر اس کی حکومت، ان کی حکومت سے مختلف تھی۔ جب اس نے حکومت پر ان کے غلبے اور انوح و امصار میں اس نے انہیں جو بکثرت جاگیریں دی تھیں، انہیں دیکھا تو اسے ناپسند کیا۔ موحدین نے جو امصار انہیں جاگیر میں دیئے تھے اس کے بدلے میں انہیں مقررہ عطیات دیے اور ان کا ٹیکس اور زیادہ کر دیا۔ صحرائی رعیت نے اس کے پاس شکایت کی اور ٹیکس کے عائد ہونے سے جسے وہ خفارہ کہتے تھے، ان کے ساتھ جو بے انصافی اور ظلم ہوا تھا، اس کی بھی شکایت کی۔ اس نے انہیں اس سے روک دیا اور رعایا کو بھی اشارہ کیا کہ وہ انہیں اس سے روک دیں۔ پھر وہ پریشان ہو گئے اور ان کے ارادے خراب ہو گئے، یوں حکومت کا دباؤ ان پر بڑھ گیا تو وہ اس کی نگرانی کرنے لگے۔ ان کے ذوبان اور بوادی نے بھی یہ بات سن لی تو انہوں نے بنی مرین کے خدام افریقہ کی سرحدوں اور انکے شگافوں کے میگز ینوں پر حملہ کر دیا۔ یوں انکے اور سلطان اور حکومت کے درمیان ماحول تاریک ہو گیا مہدیہ سے واپسی کے بعد وہاں کے مشائخ کا ایک وفد تونس میں اس کے پاس آیا جن میں خالد بن حمزہ، اس کا بھائی، خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین اور اس کا عم زاد خلیفہ بن بوزید جو اولاد قوس میں سے تھا، شامل تھے۔ سلطان نے انہیں صدق دل سے خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی۔ اس کے بعد امیر عبدالرحمن بن سلطان ابو یحییٰ نے زکریا بن اللمیانی کو جو اس کے مددگاروں میں شامل تھا، اس کے قریب کر دیا۔ اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مصر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد 733ھ میں مشرق سے واپس آ گیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے اب جہات طرابلس میں اپنی دعوت دی تو ذباب کے اعراف نے اس کی تابعداری کی اور حاکم قابس عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی۔ سلطان کی غیر حاضری میں تامزیزدکت کو برباد کرنے کے لیے اس کے ساتھ تونس گیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور کئی روز تک اس پر قبضہ کیے رکھا تھا۔ جب اُسے سلطان کی واپسی کا علم ہوا تو وہاں سے بھاگ گیا اور تلمسان میں عبدالواحد بن اللمیانی سے چمٹ گیا۔ آخر کار سلطان ابوالحسن اپنی فوجوں کے ہمراہ اس کے قریب آ گیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کے پاس گیا اس نے اسے عزت کے مقام پر اتارا اور یہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے تونس پر قبضہ کرلیا۔ آخر اس وفد کی آمد کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے اس کے بعض نوکروں کے ساتھ سازش کی ہے اور اس سے اپنے ساتھ جانے کا مطالبہ کیا ہے تا کہ وہ اسے افریقہ کی امارت دے دیں تب اس نے سلطان کے پاس اس امر سے بریت کا اظہار کیا لہٰذا انہیں محل میں حاضر کیا گیا، حاجب علال بن محمد بن مصمود نے انہیں جھڑکیاں دیں اور اس کے حکم سے انہیں جیل میں ڈال دیا گیا۔ سلطان نے پھر عطیات کا دفتر کھول دیا اور عیدالفطر کی عبادت کی ادائیگی کے بعد شہر کے گوشے میں سیجوم مقام پر پڑاؤ کرلیا۔ اس کے بعد میگز ینوں اور فوجوں میں اطلاع بھیجی تو وہ اس کے پاس آ گئے۔

اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کے نمائندوں کا گرفتار ہونا

جب اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کو اپنے وفد کے قید ہونے اور ان کی خاطر سلطان کے پڑاؤ کرنے کی خبر ملی تو زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور انہوں نے موت سے معاہدہ کرلیا انہوں نے اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کی طرف جو ان کے ہمسر تھے، پیغام بھیجا جو اسے سلطان ابو حفص کی وفات کے بعد صحرا میں چلے گئے تھے۔ وہ سلطان کے مطالبے سے فرار کرتے ہوئے افریقہ سے الگ ہو گئے تھے کیونکہ وہاں کے

دشمن کے مددگار تھے لہٰذا ابو اللیل بن حمزہ اپنی جان پر کھیل کر انہیں سلطان کے خلاف بغاوت کرنے پر متفق کرنے کے لیے ان کے پاس گیا۔ انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ بلاد الجرید میں توزر مقام پر بنی کعب اور حکیمہ کے سارے قبائل آئے، انہوں نے آپس کے تمام خون معاف کیے، ایک دوسرے کو ملامت کی اور موت پر بیعت کر لی۔ انہوں نے ملک کے شرفاء میں سے امیر مقرر کرنے کے لیے آدمی تلاش کیا تو انہیں جنگ کے دلالوں نے ابی دبوس کی اولاد میں سے ایک آدمی کے متعلق بتایا جو اس وقت سے، جب سے خلفائے بنی عبدالمومن میں سے بنی مرین نے مراکش پر قبضہ کیا تھا، ان کا شکار تھا۔ اس کے حالات میں یہ بھی ہے کہ اس کا باپ عثمان بن ادریس بن ابی دبوس اپنے باپ کی وفات کے بعد اندلس چلا گیا تھا اور وہاں برشلونہ میں بنی ذباب کے شیخ مرغم بن صابر کے ساتھ رہنے لگا۔ جب وہ اس کے بندھن سے آزاد ہوا تو برشلونہ سے روگردانی کرنے کے بعد ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہوا اور وہ اس کے ساتھ وطن ذباب کو چلا گیا۔ اس نے ان دونوں کو اس مال کے معاوضہ میں جو ان دونوں نے اپنے ذمہ لیا تھا، بحری بیڑے سے مدد دی اور طرابلس کے نواح اور جبال یعنی بربر میں اترا۔ اس کے بعد وہاں اپنی دعوت دی اور ذباب کے تمام عرب اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے۔ اس نے پھر طرابلس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ پھر احمد بن ابو اللیل نے جو افریقہ میں کعوب کا سردار تھا، اس کی بیعت کی اور وہ اسے تونس لے آیا مگر افریقہ میں حفصی دعوت کے رسوخ اور بنی عبدالمومن کی امارت کے خاتمے کی وجہ سے اسکا کام نہیں بن سکا، یوں یہ اس کے معاملے کو بھول گیا اور یہ عثمان بن ادریس خارش سے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالسلام بھی فوت ہو گیا جس نے تین بیٹے چھوڑے، جن میں سب سے چھوٹا احمد تھا اور وہ ماہر کاریگر تھا۔ بعد ازاں سفر کی صعوبتوں کے بعد وہ تونس چلے گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ ان کے باپ کا حال بھلا دیا گیا ہے۔

ان کی گرفتاری بدست سلطان

اسی وقت ابو یحییٰ نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر انہیں 744ھ میں اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یوں احمد افریقہ کی طرف لوٹ آیا اور توزر میں اتر کر سلائی کا کام کر کے گزارہ کرنے لگا۔ جب بنی کعب اور ان کے حلیفوں یعنی اولاد قوس اور دیگر قبائل علاقہ کے خیالات ہم آہنگ ہو گئے تو انہوں نے اسے بلایا اور توزر سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے امیر مقرر کر دیا اور اس کے لیے کچھ خیمے، آلہ، فاخرہ لباس اور عمدہ گھوڑے جمع کیے۔ پھر اس کے لیے علامت سلطان قائم کی اور اپنے خیموں سمیت اس کے اردگرد جمع ہو کر سلطان سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر گئے۔ جب اس نے 748ھ کی عید الاضحیٰ کی نماز ادا کر لی تو وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے تونس کے میدان سے کوچ کر گیا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ تونس اور قیروان کے درمیان ثنیہ کے میدان میں ان سے ملا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور انہوں نے شکست کھا کر بھی بڑی بے جگری کے ساتھ اس سے جنگ کی۔ اس نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے قیروان کو حاصل کر لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں تو انہوں نے ایک دوسرے کو جنگ پر بھڑکایا اور موت قبول کرنے پر اتفاق کیا۔ بعد ازاں سلطان کی فوج میں سے بنو عبدالواد، مفراوہ اور بنو توجین نے ان کے ساتھ سازش کی پس وہ بنی مرین پر غالب آ گئے۔ انہوں نے اس دن کی صبح کو ان سے جنگ کرنے کا وعدہ کیا تا کہ وہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ ان کے پاس آ جائیں پس انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا اور یہ آلہ اور فوجی تیاری کے ساتھ انکے پاس گیا، اس کے بعد میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور بہت سے لوگ ان کے پاس آ گئے۔ یہ دیکھ کر سلطان قیروان کی طرف چلا گیا اور 8 محرم 749ھ کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ عربوں کے پچھلے دستے اس کے تعاقب میں گئے اور انہوں نے پڑاؤ کی طرف سبقت کر کے اُسے لوٹ لیا۔ بعد ازاں وہ سلطان کے خیمے میں داخل ہو گئے اور اس کے ذخیرے اور اس کی بہت سی مستورات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد قیروان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کے خیموں نے ایک باڑ بنا کر اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اب ان کے بھیڑیے زمین کی اطراف میں شور کرنے لگے اور ہر جگہ سے جنگ کو آواز دینے والے آ گئے۔ اسی دوران تونس میں یہ اطلاع پہنچ گئی، پس سلطان کے مددگار اور مستورات قصبے میں محفوظ ہو گئے۔

ان کے پاس ابن تافراکین کا جانا

آخر کار سلطان کے ساتھیوں میں سے ابن تافراکین قیروان سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اپنے سلطان احمد بن ابی دبوس کی حجابت پر مقرر کر دیا پھر اسے قصبہ تونس کی طرف جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف گیا تو موحدین کے شیوخ، عوام اور فوج کے گروہ اس کے پاس آ گئے انہوں نے مل کر قصبہ کا محاصرہ کر لیا اور بار بار اس سے جنگ کی۔ پھر اس کے محاصرے کے لیے منجنیق نصب کی اور ان کا سلطان احمد بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکے اور وہاں ان کا کوئی کام نہیں بنا۔ اس کے بعد کعوب میں انتشار پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے سے اختلاف کر کے سلطان کے پاس چلے گئے۔ پے در پے اس کے پاس گئے اور قیروان سے محاصرے کی سختی دور ہو گئی۔ اس کے بعد اولاد مہلہل کے ایلچی اس کے پاس آئے، اولاد ابواللیل بن حمزہ نے خود ان سے حسن سلوک کیا اور سلطان سے چلے جانے کا عہد کیا مگر انہوں نے اس عہد کو پورا نہ کیا۔ اس کے بعد سلطان نے اولاد مہلہل کے ساتھ سوسہ کی طرف جانے کے بارے میں سازش کی تو انہوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس نے اپنے بحری بیڑے کو اس کی بندرگاہ پر جانے کا اشارہ کیا اور رات کو مکمل تیاری کر کے ان کے ساتھ نکل کر سوسہ پہنچ گیا۔ ابن تافراکین کو قصبہ کا محاصرہ کیے ہوئے اپنے مقام پر خبر پہنچ گئی تو وہ رات کو کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا۔ اس کی اطلاع ملنے پر ان کا سلطان ابن ابی دبوس پریشان ہو گیا لہٰذا ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور وہ قصبے سے بھاگ گئے۔

تونس کی فصیلیں درست ہوتی ہیں

سلطان سوسہ سے اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور جمادی الاول کے آخر میں تونس اتر گیا۔ اس نے پھر اس کی فصیلوں کو درست کیا، ان کے ارد گرد خندق بنائی اور ان کی مضبوطی کے لیے ایک علامت قائم کی جو اس کے مرنے کے بعد بھی قائم رہی۔ اس کے ذریعے اس نے اپنے دشمن کے سینے میں بڑی چوٹ لگائی، اس نے قیروان کی مصیبت اور لغزش کو حقیر سمجھا اور اس کے گڑھے سے نکل آیا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اسی دوران اولاد ابواللیل اور ان کا سلطان احمد بن ابی دبوس تونس پہنچ گئے اور انہوں نے سلطان کا گھیراؤ کر کے اس کا خوب محاصرہ کیا۔ اولاد مہلہل کی سلطان سے مخلصانہ دوستی ہو گئی تو اس نے ان پر بھروسہ کیا پھر بنو حمزہ نے سلطان کی اطاعت کے بارے میں سوچ و بچار کی اور ان کا سردار عمر شعبان میں اس کے پاس آیا۔ انہوں نے ان کے سلطان احمد بن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا اور اُسے اطاعت اور دوستی کے خلوص کے اظہار کے طور پر سلطان کے پاس لے گئے۔ اس نے ان کے رجوع کو قبول کیا اور ابن ابی دبوس کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد عمر کے بیٹے ابوالفضل سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا۔ یوں اطاعت و انحراف میں ان کے حالات مختلف ہو گئے یہاں تک کہ وہ صورت پیدا ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔



باب: ۱۶۹

مغربی سرحدوں کا خروج بعد ازاں موحدین کی طرف ان کے رجوع کرنے کی روداد

جب مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ، جبکہ راستے میں اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر مل چکی تھی، 747ھ میں اپنی سگی بہن کی شادی کے سلسلے میں سلطان ابوالحسن کے پاس تلمسان آیا تو سلطان نے اپنا سایہ اس کے لیے وسیع کر دیا، اس سے بہت اچھا حسن سلوک کیا اور اس کے باپ کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ پھر اس کی وفات پر اس سے تعزیت کی۔ جب سلطان افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تو مولیٰ فضل امید رکھتا تھا کہ وہ اس کی حکومت اسے دے گا حتیٰ کہ جب سلطان نے بجایہ اور قسطنطینہ کی سرحدوں پر قبضہ کیا اور تونس کی طرف گیا تو اس نے اسے اس کے باپ کے زمانے میں اپنی امارت کے مقام بونہ پر امیر مقرر کیا۔ اب اس نے اسے اس کی طرف سے پھیر دیا اور ان کی امید منقطع ہو گئی، ...

اس کا ضمیر خراب ہوگیا اور اس نے دل میں کینہ رکھا۔ اسی دوران قیروان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ اپنے اسلاف کے ملک پر قبضہ کرنے کی طرف مائل ہوگیا۔ بجایہ اور قسنطینہ کے باشندے حکومت سے آزردہ تھے اور حکومت کے دباؤ کو بڑا بوجھ سمجھتے تھے کیونکہ وہ بادشاہ سے مہربانی کے عادی تھے۔ لہٰذا جب انہیں مصیبت کی خبر پہنچی تو وہ گردن لمبی کر کے خروج کی طرف دیکھنے لگے۔ اس وقت وفود اور افواج کی ٹولیوں میں مغرب سے سواریاں قسنطینہ میں آ چکی تھیں اور سلطان کے بیٹوں میں سے چھوٹا بیٹا بھی ان میں شامل تھا جسے اس نے اہل مغرب کی فوج پر کمانڈار مقرر کیا تھا۔ اسے دراصل تونس جانے کا اشارہ کیا تھا اور ان میں مغرب کے عمال بھی تھے جو سال کے شروع ہونے پر اپنے ٹیکس اور حساب کے لیے آئے تھے۔ اسی طرح ان میں نصاریٰ کا ایک وفد بھی تھا جسے طاغیہ بن ادفونش، نے تاشفین ابن سلطان کے ساتھ اس وقت بھیجا تھا جب اس نے اسے معاہدے کے بعد قید سے رہا کیا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ جنگ طریف کے وقت سے ان کے ہاں قیدی تھا اور اسے جنون کا عارضہ ہوگیا تھا۔ جب سلطان اور طاغیہ کے درمیان اچھی دوستی ہوگئی اور ان کے ہاں تحائف و ہدایا بڑھ گئے اور اسے سلطان کے افریقہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے بیٹے تاشفین کو رہا کر دیا اور ان زعماء کو اس کے ساتھ مبارک باد کے لیے بھیجا۔ اسی طرح ان میں مالی کے باشندوں کا بھی ایک وفد تھا جو مغرب میں سوڈان کے بادشاہ ہیں۔ انہیں ان کے بادشاہ منسا سلیمان نے سلطان افریقہ کو مبارک باد دینے کے لیے بھیجا تھا۔ اسی طرح الزاب کا عامل اور امیر یوسف بن مزنی بھی ان کے ساتھ تھے جو اپنی عملداری کے ٹیکس کے لیے آئے تھے، انہیں قسنطینہ میں سواریوں کی اطلاع پہنچی تو وہ ان کی صحبت کو ترجیح دیتا ہوا سلطان کے دروازے تک پہنچا۔ یہ سب وفود قسنطینہ میں آئے اور سلطان کے بیٹے کے گرد جمع ہوگئے۔

عام لوگوں کا خروج

جب مصیبت کی یہ خبر پہنچی تو شہر کے عوام گردن بلند کر کے بغاوت کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹیکس کے جوا ہموال اور خروج کے احوال تھے، ان پر ان کے منہ رال ٹپکانے لگے لہٰذا انہوں نے اس بُری عادت پر ملامت کی، اس کے مشائخ نے مولیٰ فضل ابن مولانا سلطان ابی یحییٰ کے ساتھ بونہ میں سازش کی تو اس نے اپنی عملداری کی بغاوت اور اپنی دعوت کے بارے میں نقاب کشائی کی۔ اب انہوں نے امارت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے آنے پر آمادہ کیا لہٰذا وہ جلدی سے چلا۔ تاہم اس کی اطلاع سلطان کے مددگاروں نے بھی سن لی، یوں ابن مزنی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ اولاد یعقوب بن علی امیر زواودہ کے حملے میں اس کے پڑاؤ کی طرف چلا گیا۔ ابن سلطان اور اس کے مددگاروں نے قصبہ میں پناہ لی لیکن اہل شہر نے ان کے دفاع میں ان سے فریب کیا۔ جب مولیٰ فضل کے جھنڈے قریب آئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا، انہیں قصبہ میں روک دیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے انہیں امان دے دی۔ وہ سب اہل شہر کی عہد شکنی کے بعد یعقوب کے محلے میں چلے گئے اور وہیں پڑاؤ کر لیا۔ انہوں نے اسے لوٹ لیا تو ابن مزنی نے انہیں بسکرہ جانے کا مشورہ دیا تا کہ ان کی سواریاں سلطان کے قریب چلی جائیں لہٰذا وہ سب یعقوب کی پناہ میں کوچ کر گئے کیونکہ اسے اس نواح میں قوت حاصل تھی یہاں تک کہ بسکرہ پہنچ گئے۔ وہ پھر ابن مزنی کے ہاں فروکش ہوئے جہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ ان کے مقامات و طبقات کے مطابق جو بات انہیں فکر مند کیے ہوئے تھی، اس کے بارے میں وہ انہیں کافی اطمینان ہوگیا، یہاں تک کہ یعقوب بن علی انہیں سلطان کے پاس لے گیا۔ وہ اسی سال کے رجب میں انہیں اس کے پاس لے گئے۔ اسی دوران اہل بجایہ کو اہل قسنطینہ کے فعل کی اطلاع ملی تو انہوں نے خروج میں ان کا مقابلہ کیا اور سلطان کے ساتھیوں اور عمال کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں لوٹ لیا۔ انہوں نے انہیں اپنے سامنے برہنہ کر کے نکال دیا اور وہ مغرب چلے گئے۔ انہوں نے پھر مولیٰ فضل کو اطلاع دی اور اسے آنے کی ترغیب دی تو وہ ان کے پاس آیا۔ اس نے قسنطینہ اور بونہ پر اپنے خواص اور اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے ان کو جو اس کام میں کفایت کر سکتے تھے، امیر مقرر کیا۔ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں وہ بجایہ اترا اور اپنے اسلاف کی حکومت کو لوٹایا، یوں ان سرحدوں میں اس کی امارت منظم ہوگئی یہاں تک کہ بجایہ سے بغاوت کے بعد ان کے سلطان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۷۰

سلطان کی اولاد کا مغرب اوسط اور اقصیٰ میں خروج بعد ازاں مغرب میں ابوعنان کے خود مختار ہونے کا بیان

جب امیر ابوعنان بن سلطان کو جو تلمسان اور مغرب اوسط کا بادشاہ تھا، قیروان کی مصیبت کی اطلاع پہنچی اور اس کے باپ کی فوج کی جماعتیں، اجتماعی اور انفرادی صورت میں برہنہ حالت میں پے در پے اس کے پاس پہنچیں تو لوگوں نے قیروان میں سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر دی۔ اب امیر ابوعنان نے بیٹوں کو چھوڑ کر خود ہی اپنے باپ کی سلطنت کو مخصوص کرنے کے لیے مقابلہ کیا کیونکہ اسے اپنی صیانت، عفت اور قرآن از بر پڑھنے کی وجہ سے اپنے باپ کے ہاں ترجیح حاصل تھی۔ وہ اپنے باپ کی نگاہ میں آنکھ کی طرح تھا۔ عثمان بن یحییٰ بن جرار، بنی عبدالواد کے مشائخ میں سے تھا اور اولاد دیندوکسن بن طاع اللہ بھی ان میں تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اُسے حکومت میں خاص مقام حاصل تھا۔ سلطان نے اسے مغرب کی طرف واپس جانے کی اجازت دی تھی لہٰذا وہ اس کے مہدیہ کے پڑاؤ سے واپس آ کر تلمسان کے عابدین کے زاویہ میں اترا۔ وہ راست رو، باوقار لیکن اپنی باتوں میں مبالغہ کرنے والا اور حوادث کے جاننے کے بارے میں اٹکل پچو باتیں کرنے والا تھا۔ امیر ابوعنان اپنے باپ کی اطلاع کی طرف دیکھ رہا تھا لہٰذا اس نے اس کے معلوم کرنے کے لیے عثمان بن جرار کی پناہ لی، اسے بلایا اور اس سے مانوس ہو گیا۔ لیکن اس کے دل میں سلطان کے بارے میں نفاق پایا جاتا تھا لہٰذا اس نے سلطان کو ہلاکت کی مشکل میں پھنسانے کے لیے امیر ابوعنان کے کان میں اپنی من مانی خواہشات ڈال دیں اور اسے خوشخبری دی کہ امارت اسے ملے گی لہٰذا اس نے یاد رکھنے والے کانوں سے اس کی باتیں سنیں، اس کے بعد سلطان کی مصیبت کی خبر آنے پر ابن جرار نے اسے گھیر لیا اور اسے حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے اُکسایا۔ اُسے یہ بات اتنی خوب صورت کر کے دکھائی کہ سلطان کی وفات پر یقیناً اسے دوسروں بھائیوں پر ترجیح حاصل ہو گی۔ اسی دوران لوگوں نے سلطان کی موت کے بارے میں جو جھوٹی خبر اڑائی تھی اس نے اسے اس کے سچا ہونے کا وہم ڈال دیا۔ اسی دوران اسے سلطان منصور بن امیر ابو مالک کے پوتے جو مضافات مغرب اور فاس کا حاکم تھا کے بارے میں خبر پہنچی کہ اس نے اس کی عملداری کو روند دیا ہے اور اس کے بارے میں اس نے اپنے عزم کو تیز کیا۔ یہ بھی خبر ملی کہ اس نے عطیات کا دفتر کھول دیا ہے، بنی مرین کے اپنے بلاد سے غیر حاضر ہونے اور ان کی فوجوں سے اس کے ماحول کے حال ہونے کی وجہ سے ان میں گھس گیا ہے۔ اس نے سلطان کو قیروان کے گڑھے سے بچانے کے لیے اپنی فوجوں کو نمایاں کیا۔ اسی دوران حسن بن سلیمان بن یرزیکن نے جو قصبہ فاس کا عامل اور نواح کا پولیس افسر تھا، اس نے اس کا حال معلوم کر کے اس سے سلطان کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے بخوشی سے اجازت دے دی۔ علاوہ ازیں مصامدہ اور مراکش کے نواح کے عمال کو اس کے ساتھ کر دیا تا کہ انہیں ان کے ٹیکسوں کے ساتھ سلطان کے حضور پیش کرے لہٰذا امیر ابوعنان کے پاس اس وقت پہنچا جب اس نے حملہ کرنے اور اپنی دعوت دینے کا عزم کر لیا تھا لہٰذا اس نے ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی جگہ منصورہ میں جو مال اور ذخیرہ تھا، اُسے نکال کر اعلانیہ اپنی دعوت دی۔ وہ ربیع الاول 709ھ میں سلطان کے محل میں اس کی جگہ پر بیعت کے لیے بیٹھا، یوں سرداروں نے اس کی بیعت کی اور ان کے بیعت کی تحریر کو گواہوں کے سامنے پڑھا پھر عوام نے اس کی بیعت کی اور مجلس برخواست ہو گئی۔ اب اس نے اپنی سلطنت کو مضبوط کیا، یوں اس کی حکومت کی بنیادیں استوار ہو گئیں اور وہ فوج اور آلہ کے ساتھ تیار ہو کر قبۃ الملعب میں اترا۔ وہاں لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور منتشر ہو گئے۔

حسن بن یرزیکن کا وزیر بننا

اس نے اپنا وزیر حسن بن یرزیکن کو بنایا پھر فارس بن میمون بن وردار کو مقرر کیا اور اسے اس کا مددگار اور جانشین بنایا۔ تاہم ابن حدار کو اس پر

تولیت دی اور اپنے کاتب ابوعبداللہ محمد بن محمد بن ابی عمرو کو اپنی دوستی اور خلوت کی گفتگو کے لیے مختص کر لیا۔ اس کے حالات کو ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اس نے پھر فوجیوں کے وظیفہ خواروں کا رجسٹر کھولا اور اس کے باپ کی جماعت سے جو آدمی پے دَر پے اس کے پاس آئے تھے، انہیں مرتب کر کے انہیں خلعتیں دیں، ان کے عطیات بھی انہیں دیئے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا۔ اس دوران میں جب کہ وہ مغرب کی طرف جانا چاہتا تھا، اسے اطلاع ملی کہ وترمار بن عریف جو سلطان کا مددگار تھا اور اس کا مخلص دوست عریف بن یحییٰ جو اپنے عہد میں زغبہ کا والی تھا اور دیگر خانہ بدوشوں سے مقدم تھا، وہ اس سے لڑائی کا عزم کیے ہوئے ہے۔ وہ اس کے باپ کے خلاف بغاوت میں غالب آنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اپنی عرب اور مغرب اوسط کی زنانہ فوجوں کے ساتھ تلمسان جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اب سلطان نے اپنے وزیر حسن بن سلیمان کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا، اُسے آلہ دیا اور اُسے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ سوید کے ہمسر بنی عامر میں سے جو لوگ موجود تھے، انہیں بھی اس کے ساتھ بھیجا اور وہ اپنی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا۔

تسالہ میدان جنگ بنا

وہ تسالہ میں اترا، وترمار نے اس سے جنگ کی تو اس کی فوج بھاگ گئی اور اس نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے اب وزیر نے ان کی فوج کا تعاقب کیا، ان کے اموال اور خیام کو لوٹا اور فتح و غنائم کے ساتھ اپنے سلطان کی طرف لوٹ آیا۔ اب امیر ابوعنان مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے تلمسان پر عثمان بن جرار کو امیر مقرر کر کے اُسے قصرِ قدیم میں اتارا یہاں تک کہ عثمان بن عبدالرحمٰن کے ساتھ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

حسن بن سلیمان کی چغلی

جب وہ وادی زیتون میں پہنچا تو اسے وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی کی گئی تو وہ سلطان کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت گزاری کے لئے تازی میں دھوکے سے اس پر حملہ کر کے اسے مارنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے مغرب کی عملداریوں کے حاکم منصور سے سازش کی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کی اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔ اب امیر ابوعنان کو اس کے متعلق شک پڑ گیا۔ اس کے چغلی خوروں نے اس بارے میں اس کے خط سے مدد حاصل کی لہٰذا جب امیر نے اسے پڑھا تو اُسے گرفتار کر لیا۔ شام کو ہی اُسے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا اور وہ جلدی سے مغرب کی طرف گیا۔ جب حاکم فاس منصور بن ابی مالک کو اطلاع ملی تو وہ اس سے لڑائی کرنے کے لیے چلا۔ دونوں فوجوں نے تازی کی جانب ابوالاجراف کی وادی میں مڈھبیڑ کی۔ جلد ہی منصور کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، وہ پھر فاس چلا گیا اور جدید شہر میں پناہ لے لی۔ امیر ابوعنان بھی اس کے پیچھے گیا، لوگ اپنے طبقات کے مطابق اس کی طرف امڈ پڑے اور اس کی اطاعت اختیار کی۔ اس نے ربیع الاول 749ھ میں جدید شہر میں اپنی فوجیں بٹھا دیں اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ لوگوں کو بھی اس کے محاصرے کے لیے آلات لگانے کے لیے اکٹھا کر دیا۔

ابوالعلاء کی اولاد رہا ہوتی ہے

اس نے جدید شہر میں آتے ہی اس کے امیر کو اشارہ کیا کہ قصبے میں اولاد ابوالعلاء کے جو آدمی قید ہیں، انہیں رہا کر دے، وہ رہا ہو کر اس کے پاس چلے آئے اور جدید شہر کے محاصرے میں اس کے ساتھ رہے۔ اس کا ان کے ساتھ طویل مقابلہ ہوا یہاں تک کہ ان کے حالات خراب ہو گئے اور ان کے خیالات میں انتشار پیدا ہو گیا۔ آخر ان میں سے طاقتور لوگ اس کے پاس آ گئے حتیٰ کہ عثمان بن ادریس بن ابی العلاء اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی اجازت سے اس کے پاس آ گیا تا کہ اس کے لیے سہولت پیدا کرے۔ اس نے اس سے شہر میں خروج کرنے کا وعدہ کیا لہٰذا اس نے ان پر حملہ کیا اور امیر ابوعنان نے ان پر بزورِ قوت قابو پا لیا۔ اب منصور بن ابی مالک نے اس کے حکم کو تسلیم کیا۔ لیکن اس نے اسے قید کر دیا اور پھر

اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔ وہ پھر دارالخلافے اور مغرب کے بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا تو شہروں کے وفود اسے بیعت کی مبارک باد دینے آئے۔ اہل سبتہ نے سلطان کی اطاعت اور اپنے قائد عبداللہ بن علی بن سعید کی فرمانبرداری سے تمسک کیا جو طبقہ وزراء میں سے تھا لیکن پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعنان کو امیر مقرر کیا۔ وہ اپنے عامل کو اس کے پاس لے گئے۔ ان کے رہنما شریف ابوالعباس احمد بن محمد بن رافع نے، جو آل حسین میں سے ابواشرف کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، خروج میں بڑا کردار ادا کیا۔ یہ لوگ سسلی سے یہاں آئے تھے۔ یوں مغرب کی حکومت امیر ابوعنان کے لیے مرتب و منظم ہو گئی اور اس کی قوم بنی مرین بھی حکومت کے لیے اس کے پاس آ گئی۔ اس نے سلطان کے حق کو پورا کرنے کے لیے تونس میں اس کے ساتھ قیام کیا۔ بعد ازاں اس نے عہد شکنی اور اطاعت سے منحرف کعوب پر حملہ کر کے اپنے باپ کا بازو توڑ دیا اور وہ غلبے کی امید میں اس حال میں تونس میں ٹھہر گیا کہ اطراف بغاوت کرتی تھیں اور خوارج نت نیا روپ اختیار کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مایوس ہونے کے بعد مغرب کی طرف کوچ کر گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے، انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۱۷۱

نواح کا خروج اس کے بعد تلمسان میں بنی عبدالواد، شلف میں مغراوہ اور توجین میں المریہ کے خروج کی روداد

جب قیروان میں سلطان پر بڑی مصیبت پڑی اور زناتہ کی حکومت منتشر ہو گئی تو ان کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں اور تمام قوم اپنے معاملے کو حل کرنے اور اپنی جماعت کے حالات پر غور کرنے کے لیے اکٹھے ہوئی۔ وہ سب کے سب سلطان کے باغی کعوب کے پاس آ گئے تھے اور ان کے آنے سے اسے مکمل شکست ہو گئی تھی۔ وہ حاجب محمد بن تافراکین کے ساتھ تونس چلے گئے تاکہ وہاں سے اپنی اپنی عملداریوں کو چلے جائیں ان کے ترفا کی ایک جماعت سلطان کے ساتھیوں میں شامل تھی جس میں عثمان اور اس کے بھائی زعیم، یوسف اور ابراہیم شامل تھے، وہ بنی عبدالواد کے سلطان عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمراسن بن زیان کے بیٹے تھے جو تلمسان کے فتح کے موقع پر سلطان کے پاس چلا آیا تھا۔ اس نے انہیں الجزیرہ میں پڑاؤ کرنے کے لیے اتارا تھا پھر جب طاغیہ نے اپنی حکومت میں اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا تو وہ واپس آ گئے اور اس کے جھنڈے تلے قیروان چلے گئے۔

ان میں علی بن راشد بن محمد بن مندیل بھی شامل تھا جس کے باپ کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے سلطان کی حکومت کی نگرانی میں یتیم ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی اور پیدائش کے وقت سے ہی حکومت کی آسائش نے اس کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ ان کے سوا کچھ جانتا ہی نہ تھا، بہر حال بنو عبدالواد تونس میں جمع ہوئے اور انہوں نے عثمان بن عبدالرحمن کو اپنا امیر مقرر کیا کیونکہ وہ اپنے بھائیوں میں سے بڑا تھا۔ انہوں نے قدیم عیدگاہ کے مشرق میں جو شہر کے میدان سے سیجوم پر جھانکتا ہے، اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد انہوں نے لمط کے چمڑے کی ایک ڈھال اس کے لیے زمین پر رکھی، اُسے اس پر بٹھایا پھر بیعت کے لیے اس کے ہاتھ کو چومتے ہوئے جھک کر اس پر ازدحام کرنے لگے۔ اس کے بعد مغراوہ نے علی بن راشد کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی اور خوشی کا اظہار کیا۔

بنو عبدالواد اور مغراوہ کی صلح

اب بنو عبدالواد اور مغراوہ نے دوستی، اتحاد اور خونوں کے باطل کرنے پر معاہدہ کر لیا پھر مغرب اوسط میں اپنے مضافات میں چلے گئے علی بن

...سند، شلف کے مضافات میں اپنی قوم کے ہاں ان کی عملداری میں اترا اور وہ اس کے امصار پر غالب آ گیا۔ انہوں نے اندلس کو فتح کر لیا اور وہاں سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوج کو نکال دیا۔ انہوں نے قاضی کو مازونہ میں صبح کے وقت قتل کر دیا جو وہاں سلطان کی دعوت کے لیے ...پذیر تھا۔ بعدازاں اُسے بغاوت سوجھی تو اس نے اپنی دعوت دی اور علی بن راشد اور اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا۔ بنی عبدالواد میں سے ...الرحمٰن اور اس کی قوم اپنے دارالسلطنت تلمسان میں چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ امیر ابوعنان کی واپسی کے بعد عثمان بن جرار نے وہاں خروج ...کیا ہے اور اپنی دعوت دی ہے، اس پر لوگ اس سے ترش روئی کے ساتھ پیش آئے کیونکہ اس نے ازراہِ ظلم اس عہدے پر قبضہ کیا تھا جو اس کے ...کا نہ تھا، بہرحال وہ کئی روز تک اس امید پر شہر سے چمٹا رہا کہ اس کی قوم اس کے پاس آ جائے گی۔

...عبدالواد کا حملہ

اسی دوران بنو عبدالواد اور ان کے سلطان نے اس پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ بے جگری سے لڑائی کی، بہت سے مختلف لوگوں نے اس پر ...کر دیا اور شہر کے دروازے شکستہ کر کے سلطان کی طرف چلے گئے اور اسے محل میں داخل کر دیا۔ وہ جمادی الاول 749ھ میں وہاں اترا تو لوگ ...ایک دو دو کر کے اس کی مجلس کی طرف آئے اور انہوں نے اس کی عام بیعت کی۔ اس نے پھر ابن جرار کو تلاش کیا اس کی تلاش کی ترغیب دی تو ...معلوم ہوا کہ وہ محل کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے۔

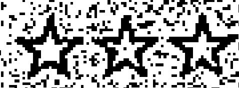
...ن جرار کا قتل

وہ اُسے زمین دوز قید خانے کی طرف لایا اور اُسے اس میں بند کر دیا، بعدازاں اس کی طرف پانی چھوڑ دیا تو وہ اس کی پست زمین میں غرق ہو ...گیا۔ اب سلطان ابوسعید عثمان نے اپنے بھائی ابوثابت زعیم کو اپنی سلطنت میں حصہ دار بنایا اور اسے اپنی حکومت میں شریک کر کے اسے اپنی ...ت میں اپنا نائب بنایا۔ اس نے جنگ مضافات اور صحرا کے مقابلہ کو اس کے سپرد کیا اور اس کے رشتے دار یحییٰ بن داؤد بن مکن کو، جو محمد بن ...بن طاع اللہ کی اولاد میں سے تھا، وزیر بنایا۔ یوں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور انہوں نے اپنے مشائخ کو امیر ابوعنان حاکم مغرب اور ...بنی مرین کے پاس بھیجا اور اس سے دوستی کا معاہدہ کیا۔ انہوں نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ان کی جانوں کا سلطان سے دفاع کرے۔

...ہران پر چڑھائی

بعدازاں انہوں نے اپنے مضافات کی سرحد دھران پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوجوں سے لڑائی کی۔ ان ...دہران کا عامل عبداللہ بن اجانا تھا جو سلطان ابوالحسن کا پروردہ تھا، انہوں نے اس پر غلبہ پالیا انہوں نے دہران کے محاصرے کے کئی ماہ بعد اسے ...ان سے اتار لیا، یوں الجزائر کے باشندے سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اور اس کی پناہ لے لی۔ اس نے اپنے قائد محمد بن یحییٰ عسکری ...کے باپ کا پروردہ تھا، وہاں کا امیر مقرر کر دیا۔ اس نے اُسے قیروان کی مصیبت کے بعد ان کی طرف بھیجا۔ اسی دوران لمدیہ میں علی بن یوسف ...ان بن محمد بن عبدالقوی اپنی دعوت دینے لگا اور اپنے اسلاف کی سلطنت طلب کرنے لگا۔

لیکن جبل وانشریس میں ان کی حکومت کا پہاڑ، عمر بن عثمان کی اولاد اور ان کی قوم بنی تیغرین کی ریاست کی وجہ سے اس سے سر نہ ہو سکا۔ اسی ...ان لمدیہ کے مضافات میں رہنے والے بنی توجین میں سے اولادِ عزیز اس کے پاس جمع ہو گئی، لہٰذا انہوں نے اس کے معاملے کو سنبھال لیا اور ...کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے اور عمر بن عثمان بن الشریس کے درمیان لڑائی ہوتی رہتی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو ...اب بنی توجین کی حکومت خالصۃً عمر بن عثمان کے بیٹوں کے لیے ہو گئی جو سلطان کی اطاعت اور اس کی دعوت سے وابستہ تھے۔ اس دوران ...تونس میں مقیم تھا یہاں تک کہ اس نے سفر کا پختہ ارادہ کر لیا اور الجزائر میں اترا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۷۲

قسطینہ اور بجایہ کے موحدین امراء کو مغربی سرحدیں واپس ملنے کا بیان

یوں امیر ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں اس کی بیعت ہوئی۔ وہ حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ محمد بن امیر ابی زکریا کا اس وقت سے دوست تھا جب سے سلطان نے اسے بجایہ سے اپنا حکم دے کر اس کی طرف بھیجا اور اسے تلمسان میں اتارا تھا لہٰذا سابقت نے اسے آواز دی اور اس نے امارت میں اسے ترجیح دی، اس نے اُسے اس کے مقام امارت بجایہ میں امیر مقرر کر دیا اور اُسے اس کے پسندیدہ ہتھیاروں اور اموال سے مدد دی۔ اس کے بعد اُسے بجایہ بھیج دیا تاکہ وہ تونس میں سلطان کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔ امیر نے اسے گارنٹی دی کہ وہ اسے اس کی طرف سے روکے گا اور اس کے راستوں کو بند کر دے گا۔ ابوعنان نے اب اپنے دہران کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو امیر ان پر سوار ہو کر تدلس آیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس دوران بجایہ کے نواح کے منہاجی باشندے اس کے چچا امیر ابوالعباس کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اور اس کے ماضی نے احسان اور اس کے باپ کی گزشتہ امارت کی وجہ سے اس کے معاملے کے ذمہ دار بن گئے۔ جب امیر ابوعنان مغرب کی طرف گیا تو اس کے ساتھ امیر امیر ابوزید عبدالرحمٰن بن امیر ابوعبداللہ حاکم قسطینہ بھی گیا، اس کے بھائی بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا ان دنوں اس نے اسے جلاوطن کرنے کے لیے مختص کر لیا۔ انہوں نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب امیر ابوعنان نے اپنے بھتیجے منصور بن ابومالک پر جدید شہر میں غلبہ پا لیا اور مغرب پر قابض ہو گیا تو اس نے سوچا کہ وہ موحدین کے ملوک کو اس کے علاقوں کی طرف بھیج دے اور اپنے باپ کے سینے میں ان کے مقام کو داخل کرے لہٰذا اس نے امیر ابوزید اور اس کے بھائیوں کو بھیجا جن میں سلطان ابوالعباس بھی شامل تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دراڑ کو درست کیا اور پراگندگی کو بھی منظم کیا تھا لہٰذا وہ ان کی حکومت کے وطن اور امارت کے مقام میں پہنچے۔ ان کا غلام نبیل جوان کے باپ کا ساتھی تھا، وہ بھی بجایہ آیا اور اس کے محاصرے میں امیر ابوعبداللہ کے پاس چلا گیا پھر قسطینہ آیا جہاں سلطان کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر ابوالعباس فضل متغلب تھا۔ وہاں جب اس نے اس کی جہات پر جھانکا اور اس کے باشندوں نے اس کے مقام کو بجھا تو ان میں محبت کے جذبات بھڑک اٹھے، اب سب نے حکومت کا ذکر کیا اور اپنے امیر پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

قسطینہ کے قریب نبیل کا جانا

جب نبیل قسطینہ سے باہر اترا تو عوام اس کی امارت کے اور اس کے موالی کی دعوت کی ذمہ داری کے حریص بن گئے۔ ان کے نوکروں نے ان کے چچا کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں نکال باہر کیا۔ یوں قائد نبیل قسطینہ اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا۔ اس نے پہلے کی طرح امیر ابوزید اور اس کے بھائیوں کی دعوت کو قائم کیا۔ جلد ہی وہ مغرب سے ان کی امارت کے مراکز کی طرف آئے جہاں ان کی دعوت قائم تھی، ان کے جھنڈے اس کی اطراف میں لہرا رہے تھے لہٰذا وہ وہاں اس طرح اترے جیسے شیر اپنی کچھاروں میں اور ستارے اپنے آفاق میں اترتے ہیں۔ اب امیر عبداللہ محمد اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بجایہ شہر کے محاصرے کے لیے تیار ہوا۔ اس نے اپنے چچا کو شہر میں روک دیا اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی وہاں پھر سے چلا گیا لیکن پھر اس کے محاصرے کی جگہ پر واپس آ گیا۔ آخر شہر میں سے اس کے ایک مددگار نے اس سے سازش کی اور اس نے مختلف لوگوں میں مال بانٹنے کے لیے اس کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ رمضان 749ھ کی ایک رات کو آبادکاروں کے دروازے کھول دیں گے، یوں وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس کے ڈھولوں کی آواز سے فضا بھر گئی۔ اب لوگ اپنی آرام گاہوں سے گھبرا کر اٹھے لیکن امیر اور اس کی قوم شہر میں داخل ہو گئے۔ امیر فضل پہاڑ کی گھاٹیوں اور اس کے ان پراگندہ جات کی طرف برہنہ پا پیدل بھاگ گیا جو قصبہ پر جھانکتے ہیں اور وہاں جا کر روپوش ہو گیا لیکن چاشت کے وقت اس کا پتہ چل گیا اور اسے اس کے بھتیجے کے پاس لایا گیا، اس نے ان پر مہربانی کی اور اُسے

...ل کے مقام امارت بونہ تک کشتی پر سوار کرایا۔ یوں بجایہ کی حکومت خالصۃً اس امیر ابوعبداللہ کے لیے ہوگئی اور وہ وہاں اپنے آباء کے تخت پر بیٹھا، ...ہوں نے امیر ابوعنان کو فتح تجدید دوستی، موالات اور اس کے باپ کی جہات کی مدافعت کے لیے کام کرنے کے بارے میں لکھا:

☆☆☆

باب: ۱۷۳

تونس کے الناصر بن سلطان اور اس کے ساتھی عریف بن یحییٰ کے مغرب اوسط پر دھاوا بولنے کی روداد

جب سلطان کو مغرب کی اطراف کے خروج کرنے، اس کی قوم کے شرفاء اور دوسرے لوگوں کے اس کے محافات پر غالب آنے کی اطلاع ملی امیر زواودہ یعقوب بن علی اپنے بچوں، عمال اور وفد کے ساتھ اس کے پاس پہنچا۔ اب اس نے تلافی امر کے لیے اپنے بیٹے الناصر کو مغرب اوسط کی طرف اپنی حکومت کے واپس لینے اور ان کے مضافات سے باغیوں کے آثار مٹانے کے لیے بھیجنے کے بارے میں سوچ و بچار کی، لہٰذا وہ یعقوب بن علی کے ساتھ اٹھا، اس نے اپنے ساتھی عریف بن یحییٰ امیر زغبہ کو بھی ساتھ لیا تا کہ مغرب پر غالب آنے کے لیے اس سے مدد مانگے۔ اس نے ...ن کے آگے ایک ہراول دستہ بھیجا۔ الناصر بسکرہ کی طرف گیا تو انکے عرب، زناتہ اور اہل وانشریس کے بنی توجین مددگار اس کے پاس جمع ہو گئے۔ ...سان سے زعیم ابوثابت اپنی قوم بنی عبدالواد وغیرہ کے ساتھ مزاحمت کے لیے ان کی طرف گیا۔

وادی ورک لڑائی کا میدان بن گیا

وادی ورک میں دونوں فوجوں نے لڑائی کی جس میں الناصر کی فوج تتر بتر ہو کر گھبرا گئی۔ وہ اُلٹے پاؤں بسکرہ کی طرف گیا اور امیر ابوعنان ...س اور اس نے اسے شاندار مقام دیا تو الناصر، بسکرہ کی طرف لوٹ آیا۔ وہ پھر اپنے مددگاروں اولاد مہلہل کے ساتھ اولاد ابوللیل اور ان کے سلطان ...لی فضل کو تونس سے روکنے کے لیے گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہیں بھی اس کے متعلق معلوم ہو گیا، اس دوران اس نے ان پر حملہ کر دیا اور یہ ...ن کے آگے بھاگ اٹھے یہاں تک کہ الناصر دوبارہ بسکرہ آیا اور اُسے اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ اس کے بعد وہ اپنے باپ کی وفات کے وقت اس کے پاس ...ن چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۷۴

مغرب کی طرف سلطان ابوالحسن کی روانگی، تونس پر مولیٰ فضل کا غالب آنا اور اس کی دعوت دینے کا بیان

جب مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ نے بجایہ کی مصیبت سے نجات پائی اور اس کے بھتیجے نے اس پر احسان کیا تو وہ اپنے مقام امارت

بونہ میں چلا گیا، وہاں اسے اولاد ابواللیل کے مشائخ ملے جنہیں بنو حمزہ بن عمر نے اس کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ اسے افریقہ کی حکومت کے لیے برانگیختہ کریں اور اسے اس میں رغبت دلائیں۔ اس نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا، وہ 749ھ کی عید الفطر کی عبادات کی ادائیگی کے بعد تیزی سے ان کی طرف گیا اور ان کے خیموں میں اترا۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواریوں کو افریقہ کے مضافات میں دوڑا دیا، خود تونس کی طرف گئے اور اس سے لڑائی کی۔ انہوں نے کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی پھر اولاد مہلہل میں سے سلطان کے ساتھیوں اور اس کے بیٹے الناصر نے مغرب اوسط سے پا بجولاں واپس ہونے پر ان کو تونس سے روکنے کی ذمہ داری لے لی۔ لہٰذا انہوں نے انہیں بھگا دیا پھر اس کے محاصرے کی جگہ پر واپس آ گئے، لیکن پھر وہاں سے چلے گئے۔ خالد بن حمزہ اولادِ مہلہل اور اس کی قوم کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں کی طرف آ گیا یوں وہ طاقت ور ہو گئے۔ اب عمر بن حمزہ اپنے فرض کی ادائیگی کے سلسلے میں مشرق کی طرف گیا۔ اس کا بھائی ابواللیل مولیٰ فضل کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا یہاں تک کہ الجرید کے باشندے اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔ انشاء اللہ۔

تونس کی طرف سلطان کا سفر

جب سلطان قیروان سے تونس گیا تو احمد بن مکی، مبارک باد دینے کے لیے اور سرحد اور اطراف کے خروج اور رعیت کے فساد سے جو اسے واسطہ پڑا تھا اور تمام لوگوں کو جمع کرنے اور ان کی اطاعت کو باقی رکھنے کے لیے جب اہل قطر سے اس کی حکومت جاتی رہی تو سلطان نے اس کے معاملے کا جو تدارک کیا، اس سلسلے میں مذاکرات کرتا ہوا اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قابس، جربہ اور الحامہ کا امیر بنا دیا۔ اس نے اس کے گرد و نواح کا علاقہ عبدالواحد بن سلطان زکریا بن احمد اللمیانی کو دے دیا اور اسے احمد بن مکی کے ساتھ اس کی عملداری میں بھیجا لیکن وہ اپنی آمد کے چند روز بعد طاعون جارف سے جربہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے اس کے مدمقابل محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اپنا مخلص دوست بنا لیا تھا، باوجودیکہ اس کے دل میں کینہ پوشیدہ تھا توزر نفطہ اور بقیہ بلاد الجرید کا امیر مقرر کر دیا لہٰذا وہ توزر اترا اور اہل الجرید کو دوستی اور محبت پر متفق کیا۔

تونس سے مولیٰ فضل کی لڑائی

جب مولیٰ ابوالعباس فضل نے تونس سے دوبارہ لڑائی کی تو اولاد مہلہل کو بھگا دیا لیکن وہ تونس کو فتح نہ کر سکا۔ وہ 745ھ میں جرید کی طرف حکومت کے بارے میں حیلہ کرتے ہوئے گیا اور ابوالقاسم بن عتو سے گفتگو کی جس میں اُسے اس کا عہد، اس کے اسلاف کا عہد اور حقوق یاد کروائے۔ اس نے بھی اس دَور کو یاد کیا تو اس پر رقت طاری ہو گئی، سلطان سے اسے جو عقوبت پہنچی تھی، اس پر بھی غور کیا تو اس کا پوشیدہ کینہ بھڑک اٹھا لہٰذا وہ منحرف ہو گیا۔ اس نے لوگوں کو مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا، انہوں نے یہ بات قبول کرنے میں جلدی کی اور توزر، قفصہ، نفطہ اور الحامہ کے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں اس نے ابن مکین کو اس کی اطاعت کی طرف دعوت دی، اس نے بھی اس کی اطاعت کر لی۔ قابس اور جربہ کے باشندوں نے بھی اسی طرح اس کی بیعت کر لی۔ سلطان کو مولیٰ فضل کے امصار افریقہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی اور یہ بھی کہ وہ تونس پر حملہ کرنے والا ہے تو وہ فکر مند ہو گیا۔ اب اسے اپنی حکومت کے متعلق خوف پیدا ہو گیا، اس کے راز دار اسے وسوسہ ڈالتے تھے کہ وہ مغرب کی طرف کوچ کر جائے کیونکہ اس کی حکومت کی واپسی سے ان کی آسائش واپس آ جائے گی لہٰذا اس نے اُن کی بات مان لی۔

سلطان نے تونس چھوڑ دیا

اس نے اپنے بحری بیڑوں کو خوراک سے بھر دیا اور مسافروں کی کمزوریوں کو دور کیا۔ جب وہ 750ھ کی عید الفطر کی عبادات ادا کر چکا تو موسم سرما کے وقت سمندر پر سوار ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو اس اعتماد پر تونس کا امیر مقرر کیا کہ اس کے اور اولاد حمزہ کے درمیان رشتے

دری کا تعلق پایا جاتا ہے لہٰذا وہ اس کے مقام کی وجہ سے اسے عوام کی اذیت اور خروج سے بچائیں گے۔ وہ تونس کی بندرگاہ سے چلا۔ جب بجایہ کی بندرگاہ میں داخل ہوا تو انہیں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی، حاکم بجایہ نے انہیں آنے سے روکا اور اس نے اپنے بقیہ سواحل کو بھی انہیں روکنے کا اشارہ کیا۔ لہٰذا وہ ساحل کی طرف بڑھے اور جنہوں نے ان کو پانی سے روکا، ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے ان کو مغلوب کر لیا۔ انہوں نے پانی پیا اور چلے گئے۔ اس رات ہوا انہیں تیزی سے لے گئی اور ہر جگہ سے اس کے پاس موجیں آئیں اور نیاموں کے ٹوٹ جانے کے بعد سمندر نے انہیں ساحل پر پھینک دیا۔ یوں اس کے بہت سے دوست اور عوام الناس غرق ہو گئے اور موج نے سلطان کو اس کے بعض برہنہ نوکروں کے ساتھ بلادِ زواوہ کے ساحل کے قریب الجزیرہ میں پھینک دیا لہٰذا وہ رات وہاں ٹھہرے اور صبح کو ان بحری بیڑوں نے جو اس آندھی سے بچ گئے تھے، ان پر حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے قریب ہوئے پہاڑوں پر سے بربریوں نے اس پر آوازے کسے اور یک دم اس کے پاس آئے لیکن قبل اس کے کہ بربری اس کے پاس پہنچیں، اس کے خفی مددگاروں نے اُسے اٹھا لیا اور اُسے الجزائر کی طرف لے گئے لہٰذا وہ وہاں اترا، اس کے شگاف کو درست کیا تب بحری بیڑوں کی جماعت اور اس کے دوستوں میں جو اس کے پاس آیا، اس نے انہیں خلعت دیئے۔

بسکرہ سے الناصر کی آمد

اب اس کا بیٹا الناصر، بسکرہ سے اس کے پاس گیا اور اُسے بلاد الجرید میں یہ اطلاع ملی کہ مولیٰ فضل تونس سے کوچ کر گیا ہے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے تونس گیا اور وہاں اپنے بیٹے اور اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ہاں اترا لہٰذا انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا۔ اہل شہر نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے منیٰ کے روز قصبہ کو گھیر لیا۔ انہوں نے قصبے کے امیر ابن السلطان ابوالفضل کو امان پر اتار لیا تو وہ ابواللیل بن حمزہ کے گھر کی طرف گیا۔ اس نے اس کے مامن تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ آدمی بھیجے، یوں وہ اپنے باپ کے پاس الجزائر چلا گیا۔ اب بنی عبدالقوی میں سے علی بن یوسف نے جس نے لمدیہ میں بغاوت کی ہوئی تھی، سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ اس نے اس کی خاطر امارت چھوڑ دی اور یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ تو صرف اس کی دعوت کا قائم کرنے والا ہے لہٰذا اس نے اس کی بات قبول کر لی اور اُسے اس کی عملداری پر قائم رکھا۔ اب اس کے سویدی، حرثی اور حصینی عربی دوست اور اس کے خیر خواہ جو اس کے مطیع دوست وترمار بن عریف کے پاس جمع ہو گئے تھے، اس کے پاس گئے۔ اسی طرح امیر مغراوہ علی بن راشد بھی اس کے پاس گیا، اُسے بنی عبدالواد نے بھیجا اور اس پر شرط عائد کی کہ جب اس کا کام مکمل ہو جائے تو وہ اپنے وطن اور عملداری پر قائم رہے۔ لیکن اس نے عہد شکنی کے خوف سے اس شرط کو قبول کرنے سے انکار کیا اور بنی عبدالواد کی مدد کے لیے گیا۔ حاکم تلمسان ابوسعید عثمان نے امیر ابوعنان کو کمک کا پیغام بھیجا تو اس نے بنی مرین کی فوج اس کی طرف بھیج دی، اس نے اس پر یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی کو جو تیربیعن سے تھا، سالار مقرر کیا۔ زعیم ابوثابت بنی مرین اور مغراوہ کی فوج کے ساتھ سلطان ابوالحسن سے لڑائی کرنے کے لیے گیا۔ سلطان الجزائر سے نکلا، اس نے متیجہ میں پڑاؤ کیا۔ وترمار نے بقیہ عربوں کو ان کے خیموں میں اکٹھا کیا، وہ وہاں ان سے ملا اور وہ شلف کی طرف کوچ کر گئے۔ جب شدیونہ میں دونوں فوجوں کی لڑائی ہوئی تو مغراوہ نے بے جگری سے حملہ کیا، اس کے بیٹے الناصر نے پامردی دکھائی لیکن جولانی میں اسے نیزہ لگا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اب سلطان کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کا پڑاؤ اور خیمے لوٹ لیے گئے۔ وہ اپنے خیام کے لٹ جانے کے بعد اپنے دوست وترمار بن عریف اور اس کی قوم کے ساتھ بھاگ گیا لہٰذا وہ جبل وانشریس کی طرف چلے گئے پھر جبل راشد میں گئے لوگ ان کے تعاقب سے لوٹ آئے اور الجزائر کی طرف پلٹ گئے، یوں وہ اس پر متغلب ہو گئے اور وہاں جو سلطان کے دوست تھے، انہوں نے ان کو وہاں سے نکال کر مغرب اوسط سے اس کی دعوت کے جملہ آثار کو مٹا دیا۔ والامر بیداللّٰہ یوتیہ مین یشاء۔



باب: ۱۷۵

سلطان کا سجلماسہ پر قبضہ، پھر بیٹے کے تعاقب میں مراکش جانا اور اس پر قبضہ کرنا اور دیگر واقعات کی روداد

جب شد بونہ سے سلطان کی فوج تتر بتر ہوگئی، اس کی فوجوں میں بہت کمی ہوگئی اور اس کا چہیتا بیٹا الناصر بھی فوت ہوگیا تو وہ اپنے دوست وترمار کے ساتھ صحرا کی طرف نکل گیا۔ وہ اپنی قوم سوید کے خیموں اور جبل وانشریس کے سامنے ان کے اوطان میں چلا گیا، اس نے پھر اپنی قوم کے موطن اور اپنے دارالخلافے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست وترمار بھی اپنی قوم کے مسافروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ وہ پہلے جبل راشد کی طرف گئے پھر انہوں نے دور دراز کے راستے اختیار کیے اور جنگلات طے کر کے صحرا میں سجلماسہ آئے۔ جب انہوں نے سجلماسہ پر جھانکا اور وہاں کے باشندوں نے سلطان کو دیکھا تو وہ پروانوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے۔ دوشیزائیں اپنے پردوں کے پیچھے سے اس کی طرف میلان کرتی ہوئیں اور اس کی حکومت کو ترجیح دیتی ہوئیں ان کے پاس آگئیں۔ سجلماسہ کا عامل اپنی نجات گاہ کی طرف بھاگ گیا۔ جب امیر ابوعنان کو سجلماسہ جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی قوم اور اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمزوریوں کے دور کرنے اور انہیں بے شمار عطیات دینے کے بعد اس کی طرف کوچ کر گیا۔ بنی مرین کو سلطان سے اعراض تھا لہٰذا وہ جنگوں میں ان کے امداد ترک کرنے اور شدائد میں فرار اختیار کرنے کے گناہ کے باعث اس کے شر سے ڈرتا تھا۔ لیکن اب وہ سفروں میں ان کے ساتھ دور جا رہا تھا اور ان کے ساتھ ہلاکتوں کی تکالیف برداشت کر رہا تھا، اس وجہ سے وہ اس کی مخالفت پر متفق تھے اور جھگڑے میں اس کے بیٹے کی خیر خواہی میں مخلص تھے۔ جونہی سلطان وہاں ٹھہرا اُسے اطلاع ملی کہ وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ رہے ہیں تا کہ اس کا دفاع کر سکیں۔ اور اُسے اپنی حالت سے معلوم ہوگیا کہ وہ ان کے دفاع کی طاقت نہیں رکھتا حتیٰ کہ اس کا دوست وترمار بھی اپنی قوم سوید کے ساتھ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس کے حالات میں سے یہ ہے کہ عریف بن یحییٰ امیر ابوعنان کے پاس آیا اور اس نے اسے انکے شرف و دوستی کی وجہ سے قابل عزت مقام دیا یہاں تک کہ اسے اطلاع ملی کہ وترمار سلطان کا خیر خواہ اور اس کا ساتھی ہے۔ وہ اپنے چراگاہوں کے متلاشی سمیت جس سے وہ کسی وجہ سے ناراض تھا، اس کے ساتھ مغرب کو جا رہا ہے۔ اس نے اسے قسم دی کہ اگر تو نے سلطان کو نہ چھوڑا تو میں تجھ پر اور تیرے دسیوں بیٹوں پر حملہ کروں گا۔ وہ امیر ابوعنان کے مددگاروں میں اس کے ساتھ تھا۔ ابن نے اسے حکم دیا کہ وہ اُسے یہ بات لکھ دے تو وترمار نے اپنے باپ کی رضامندی کو ترجیح دی۔ اُسے معلوم ہوگیا کہ وہ مغرب کے وطن میں سلطان کو کم ہی کفایت کرے گا لہٰذا وہ اُسے چھوڑ گیا اور بسکرہ میں اپنا سفر ختم کر دیا۔ وہ امیر ابوعنان کے پاس جانے تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ جب سلطان نے سجلماسہ کو چھوڑ دیا تو امیر ابوعنان اس میں داخل ہوگیا۔ اس نے اس کے اطراف کو استوار کیا، اس کے شگافوں کو بند کیا اور بنی ونکاسن کے سردار یحیاتن بن عمر بن عبدالمومن کو اس کا امیر مقرر کیا۔ جب اسے اطلاع ملی کہ سلطان مراکش جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے وہاں جانے کا عزم کر لیا۔ اس کی قوم اس کے پاس پلٹ آئی تو وہ انہیں لے کر فاس واپس آگیا یہاں تک کہ سلطان کے ساتھ ان کے وہ واقعات ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۷۶

سلطان مراکش پر غالب آ گیا لیکن امیر ابوعنان کے سامنے شکست، بعدازاں جبل ہنتاتہ میں وفات پانے کا بیان

جب سلطان 751ھ میں امیر ابوعنان اور بنی مرین کی فوج کے سامنے سے سجلماسہ سے بھاگا تو اس نے مراکش کا قصد کیا اور جبال مصامدہ کی وحشت ناک جگہوں کو عبور کرتا ہوا اس کی طرف چلا گیا۔ جب اس کے قریب گیا تو ہر طرف سے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ وہ ہر بلندی سے دوڑے۔ مراکش کا گورنر امیر ابوعنان سے ملا، ٹیکس کا افسر ابو محمد بن ابی مدین، ٹیکس کے جمع شدہ مال کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا تو اس نے اسے منقلب کر لیا۔ اس نے اُسے کاتب بنالیا اور اسے اپنی علامت سپرد کر دی۔ اس نے اموال کو جمع کیا، عطیات تقسیم کیے اور جشم کے عرب قبائل اور بقیہ مصامدہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ مراکش میں اسے وہ حکومت ملی جس کے ساتھ اس نے اس کی سلطنت پر قابض ہونے کی آرزو کی نیز یہ بھی کہ فارطاً اپنی حکومت کو چھیننے والے کے ہاتھ سے واپس لے۔ امیر ابوعنان جب فاس کی طرف واپس آیا تو اس نے اس کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ وہ گھر گھر عطیات دینے اور کمزوریوں کے دُور کرنے میں لگ گیا۔ اس نے ٹیکس کے کاتب یحییٰ بن حمزہ بن شعیب بن محمد بن ابی مدین کو گرفتار کر لیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ اس کے سجلماسہ سے مراکش جانے کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کے لیے بنی مرین کی مدد کر رہا ہے۔ اس کا چچا ابوالمجد، ٹیکس کے جو اموال لے کر سلطان کے پاس گیا تھا اس کی وجہ سے اس کا غصہ بھڑک اٹھا۔ اس کے کاتب اور مخلص دوست ابوعبداللہ محمد بن ابی محمد بن عمر نے اس کے متعلق چغلی کر کے اسے وسوسہ ڈال دیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان اختلافات تھے لہٰذا اس نے اس گرفتار کر لیا۔ اسے پھر مبتلائے آلام کیا، اس کی زبان قطع کر دی اور وہ اس آزمائش میں ہلاک ہو گیا۔ اب امیر ابوعنان اور بنی مرین کی فوجیں مراکش کی طرف کوچ کر گئیں۔

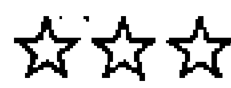
سلطان اور امیر ابوعنان کی لڑائی

سلطان ان کے مقابلے اور مزاحمت کے لیے باہر نکلا۔ دونوں فریق وادی ام الربیع میں پہنچ گئے تو ہر ایک اپنے ساتھی کے وادی سے گزرنے کا انتظار کرنے لگا پھر سلطان ابوالحسن نے اسے پار کیا اور سب تیاری میں لگ گئے۔ آخر صفر 751ھ میں تامرغوست کے مقام پر فریقین کی لڑائی ہوئی۔ جلد ہی سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ بنی مرین کے بہادر اُسے آ ملے اور ہیبت اور حیا کی وجہ سے اُسے چھوڑ کر واپس ہو گئے۔ اسکے فرار کے وقت اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ زمین پر گر پڑا۔ شہسوار اس کے اردگرد چکر لگا رہے تھے لہٰذا ابودینار سلیمان بن علی بن احمد امیر زواودہ اور اس کے بھائی یعقوب کے نائب نے انہیں روکا۔ اس نے سلطان کے ساتھ الجزائر سے ہجرت کی تھی اور اس وقت تک اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس اس نے اس کا دفاع کیا یہاں تک کہ وہ اس کا ساتھی بن کراس کے پیچھے چلا۔ اس نے اس کے حاجب علال بن محمد کو گرفتار کر لیا اور وہ امیر ابوعنان کے ہاتھ میں آ گیا جسے اس نے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس پر احسان کیا۔

ہنتاتہ کی طرف سلطان کا جانا

دوسری طرف سلطان جبل ہنتاتہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کا سردار عبدالعزیز بن محمد بن علی بھی تھا لہٰذا وہ اس کے ہاں اترا اور

اس نے اسے پناہ دی۔ اس کی قوم ہنتاتہ کے سردار اور معاہدے کے جو لوگ ان کے ساتھ شامل تھے، وہ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے دفاع کے بارے میں مشورہ اور معاہدہ کیا۔ اس کے بعد اس کی موت پر بیعت کی۔ ابوعنان بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور مراکش میں اترا۔ اس نے اپنی فوجوں کو جبل ہنتاتہ پر اتارا اور اس کے محاصرے کے لیے اور اس سے لڑائی کرنے کے لیے اپنے میگزین مرتب کیے لیکن اس کا قیام لمبا ہو گا آخر سلطان نے اپنے بیٹے سے رحم کی اپیل کی اور اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کو بھیجا۔ وہ اس کے پاس گیا، اس نے امیر ابوعنان کی طرف سے اچھی طرح معذرت کی اور اس سے صلح کا معاہدہ کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔ اس نے اس کو ولی عہدی کا پروانہ لکھ دیا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے مال اور چادریں بھیجے، لہٰذا اس نے حاجب بن ابی عمر کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو اپنے ملک کے دارالخلافے کے خزانے سے نکال لے لیکن اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا۔ اس کے مددگاروں اور خواص نے اس کا علاج کیا اور اس نے خون نکلوانے کے لیے فصد کروائی۔ اس نے پھر اپنی فصد سے طہارت کے لیے پانی استعمال کیا تو اسے ورم ہو گیا اور وہ چند راتوں بعد 23 ربیع الثانی 752ھ کو فوت ہو گیا۔ اس کے مددگاروں نے اس کے بیٹے کو اطلاع دی جو مراکش کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں تھا اور اُسے چارپائی پر ڈال کر اس کے پاس بھیج دیا۔ وہ اسے برہنہ سر، برہنہ پا ہو کر ملا، اس کی چارپائی کو بوسہ دیا، رویا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ بعد ازاں وہ اس کے دوستوں اور خواص سے راضی ہو گیا اور اپنی حکومت میں ان کا پسندیدہ مقام انہیں دیا۔ اس نے اپنے باپ کو مراکش میں دفن کر دیا یہاں تک کہ اُسے شالہ میں اپنے اسلاف کے مقبرہ میں لے گیا جو فاس کے راستے میں ہے۔ اس نے ابودینار بن علی بن احمد کا شاندار استقبال کیا، اُسے کشادہ جگہ پر گھر دیا، اسے اعلیٰ انعام دیا اور اسے خلعت اور سواریاں دیں۔ وہ پھر فاس سے اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور انہیں تلمسان میں سلطان ابوعنان سے ملاقات کرنے پر آمادہ کرنے لگا کیونکہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے امیر ابو ہنتاتہ عبدالعزیز بن محمد کا لحاظ کیا جس نے سلطان کو پناہ دی اور اس کی حفاظت میں موت کو قبول کیا تھا لہٰذا اس نے اُسے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا، اپنی حکومت اور مجلس میں اعلیٰ مقام دیا اور اس کی بہت عزت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

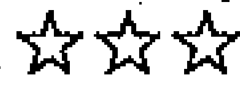


باب: ۱۷۷

تلمسان کی طرف سلطان ابوعنان کی روانگی، بنی عبدالواد پر حملہ پھر سلطان سعید کے دنیا سے گزر جانے کی روداد

جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور محاصرہ کا کام ختم ہو گیا تو سلطان ابوعنان فاس کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے باپ کے اعضاء کو ساتھ لے جا کر شالہ میں اس کے مقبرے میں اپنے اسلاف کے ساتھ دفن کر دیا۔ وہ پھر جلدی سے فاس کی طرف آیا۔ اب وہ بااختیار امیر تھا اور حکومت جھگڑا کرنے والے سے خالی تھی لہٰذا وہ فاس میں اترا اور اس نے بنی عبدالواد کے ہاتھوں سے اس ملک کو واپس لینے کے لیے بنی عبدالواد سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا جسے چھڑانے کا وہ میلان رکھتے تھے۔ جب 753ھ کی فتح ہوئی تو اس نے عطیات دینے کا اعلان کیا، کمزوریوں کو دور کیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا بعد ازاں فوجوں پر سوار ہوا اور تلمسان جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ جب ابوسعید اور اس کے بھائی کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے اپنی قوم، اپنے ساتھیوں، زناتہ اور عربوں کے گروہوں کو جمع کیا اور اس سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر گئے۔ سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ وادی ملویہ میں اترا اور کئی روز تک فوجوں اور عربوں کو روکنے کے لیے ٹھہرا رہا پھر مکمل تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ ان کا سے

میدان میں اترا۔ اب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آگئیں۔ چھاؤنی میں جو لوگ سب سے آگے تھے، وہ بھاگ گئے اور عربوں کے پاس چلے گئے۔ اس طرح سلطان پوری تیاری کے ساتھ بحر قتال میں کود پڑا۔ لڑائی سے فضا تاریک ہوگئی۔ جب وہ اس کی سختی سے نکل کر ان کی طرف آیا اور ان کی صفوں میں جا گھسا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور ہاتھ بلند کر دیئے۔ بنو مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے پڑاؤ پر قابض ہو کر اسے لوٹ لیا۔ انہوں نے قتل و قید سے ان کی بیخ کنی کر دی اور انہیں قیدی بنا کر ہتھکڑیاں ڈال دیں۔ آخر رات نے انہیں آلیا اور وہ ان کے تعاقب میں بھاگے جا رہے تھے۔ اس نے ان کے سلطان ابو سعید کو گرفتار کر لیا لہٰذا اسے سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ دوسرے دن بنی مرین کے ہاتھوں کو معقلی عربوں کے خیموں پر کھول دیا لہٰذا انہوں نے انہیں لوٹ لیا اور انکے اموال کو اس بدلے میں لوٹ لیا کہ انہوں نے اس میدان کی وسعت میں محلے کو لوٹنے کا لالچ کیا تھا۔ وہ پھر تیاری کر کے تلمسان چلا گیا اور اسی سال کے ربیع الاول میں وہاں اترا۔ جب اس کی حکومت میں اس کا قدم استوار ہو گیا، اس نے ابو سعید کو بلا کر زجر و توبیخ کی اور حسرت پیدا کرنے کے لیے اسے اس کے مضافات دکھائے پھر اس نے فقہاء اور ارباب فتویٰ کو بلایا تو انہوں نے اس سے لڑائی کرنے اور اسے قتل کرنے کا فتویٰ دیا لہٰذا اس نے اس کے بارے میں حکم الٰہی کو نافذ کیا اور اسے اس کے قید خانے میں قید سے نویں دن قتل کر دیا گیا۔ یوں اسے دوسروں کے لیے عبرت بنا دیا لہٰذا اس کا بھائی زعیم ابو ثابت مشرق کی جانب چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۱۷۸

زعیم ابو ثابت کا وادی شلف پہنچنا پھر بنی مرین کا اس پر دھاوا اور بجایہ میں موحدین کے ہاتھوں اس کی گرفتاری کا بیان

جب سلطان نے انکاد میں بنی عبدالواد پر حملہ کیا اور ان کے سلطان ابو سعید کو گرفتار کیا تو اس کا بھائی ابو ثابت ایک جماعت کے ساتھ بچ گیا۔ جب وہ تلمسان سے گزرا تو اس نے ان کی مستورات اور باقی ماندہ سامان کو اٹھا لیا اور مشرق کی طرف بھاگ گیا۔ وہ پھر بلادِ مغراوہ میں شلف کے مقام پر اترا اور وہیں پڑاؤ کر لیا۔ زناتہ کے اوباش لوگ اس کے پاس آئے تو اس کے دل میں لڑائی کرنے کا خیال آیا۔ اس نے صبر و ثبات کا وعدہ کیا۔ اب سلطان نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دورار کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور تلمسان سے اس کے پیچھے کوچ کر گیا۔ جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو دونوں نے بڑی بے جگری سے لڑائی کی اور قراع سے دریا میں گھس گئے۔ آخر بنو مرین نے بے جگری سے حملہ کیا اور نہر عبور کر کے اس کے پاس چلے گئے لہٰذا وہ منتشر ہو گئے۔ انہوں نے ان کا تعاقب کیا، انہیں قتل کر دیا، ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور ان کے اموال، چوپایوں اور عورتوں کو ہانک کر لے گئے۔ وہ دور تک ان کے پیچھے چلے گئے۔ وزیر نے پھر سلطان کو فتح کا خط لکھا۔ ابو ثابت رات کو الجزائر سے گزرا اور مشرق کی جانب چلا گیا وہاں قبائل زواودہ نے اسے روکا اور گھوڑوں سے اتار کر پیدل چلایا۔ انہوں نے سلطان کو لوٹ لیا اور وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن چلتے ہوئے گزرے۔ اس دوران وزیر الجزائر میں اترا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان سے سلطان کی بیعت کا تقاضا کیا تو انہوں نے بیعت کر لی پھر وزیر لمدیہ میں اترا اور اس نے امیر ابو یحییٰ کے پوتے مولیٰ ابی عبداللہ امیر بجایہ اور اس کے دست و بازو اور مخلص دوست یعقوب بن علی کو اشارہ کیا کہ وہ ابو ثابت کو گرفتار کر لیں تو انہوں نے ان کے متعلق اپنی آنکھیں تیز کر دیں اور ان کی گھات میں بیٹھے۔ ان کے بعض ملازموں کو ابو ثابت، اس کے بھتیجے ابی زیان بن ابی سعید اور ان کے وزیر یحییٰ داؤد کے متعلق اطلاع مل گئی تو انہوں

نے انہیں امیر بجایہ کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے انہیں قید کر دیا اور خود لمدیہ میں سلطان کی ملاقات کو چلا گیا۔ اس سے انہیں اپنے ہراول دستے کے ساتھ بھیجا اور آپ ان کے پیچھے آیا۔ سلطان نے اس سے اعزاز و اکرام سے ملنے کے بعد اپنے لمدیہ کے پڑاؤ میں اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اس سے ملاقات کے لیے سوار ہوا۔ وہ سلطان کی خاطر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور سلطان بھی اس کے بدلے میں اتر پڑا۔ اس نے ابو ثابت کو جیل میں ڈال دیا۔ لمدیہ میں اس کے قیام کے دوران زواودہ کے وفود اس کے پاس آئے تو اس نے ان کے وفد کا اعزاز کیا، انہیں خلعتوں، سواریوں اور سونے کے قیمتی عطیات دیئے اور وہ خوش خوش واپس گئے۔ اسے اپنے اس مقام پر الزاب کے عامل ابن مزنی اور ان کے وفد کی بیعت موصول ہوئی تو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ جب سلطان مغرب اوسط کے کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے عمال کو اس کے نواح میں بھیجا، اس کی اطراف کو استوار کیا اور وہ افریقہ کی حکومت کی طرف مائل ہوا جیسے کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۷۹

سلطان ابوعنان کا بجایہ پر حملہ اور اس کے والی کے مغرب کی طرف فرار ہونے کی روداد

جب بجایہ کا حکمران سلطان ابوعبداللہ محمد بن امیر ابوزکریا یحییٰ اس سال کے شعبان میں لمدیہ میں سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان اس کے پاس آیا، اسے عزت و احترام کے ساتھ جگہ دی۔ اس کے بعد امیر نے اس سے علیحدگی میں گفتگو کی اور اس کی عملداری کے باشندوں سے ٹیکس روکنے، فساد کرنے، محافظوں کے ہٹانے اور بھیدیوں کی خودسری سے اُسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی۔ سلطان اس قسم کی باتوں کو دیکھ رہا تھا لہٰذا اس نے اُسے دستبردار ہونے کا مشورہ دیا نیز یہ کہ وہ اُسے اس کے بدلے میں اپنے ملک سے جسے وہ پسند کرے گا وہ علاقہ دے دے گا۔ تو اس نے فوراً اس کے مشورہ کو قبول کر لیا لیکن اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس سے سازش کی کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اس کی شہادت دے تو اس نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بھیدیوں نے اس بات پر اسے ملامت کی اور ان میں سے بعض اس کے پڑاؤ سے بھاگ کر افریقہ چلے گئے۔ ان میں کچھ علی بن قائد محمد بن الحکیم کے پاس چلے گئے۔ اب سلطان نے اسے حکم دیا کہ وہ خود شہر کے عامل کو وہاں سے دستبردار ہونے اور سلطان کے عامل کو قبضہ دینے کا خط لکھے، اس نے ایسے ہی کیا تو سلطان نے عمر بن علی وطاسی کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا جو وزیر کے ان لڑکوں میں سے تھا جن کے تازوطا میں بغاوت کرنے کے حالات ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں جب سلطان نے مغرب اوسط سے اپنی حاجت پوری کر لی اور بجایہ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر ابو ثابت اور اس کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو دو اونٹوں پر سوار کروایا جو اس محفل میں دو قطاروں کے درمیان ان دونوں کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے یوں وہ دونوں حاضرین کے لیے عبرت بن گئے۔ دوسرے دن انہیں ان کے مقتل میں لا کر نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا۔ سلطان نے بجایہ کے حکمران مولیٰ امیر ابوعبداللہ کو بہت پذیرائی کی اور اس کی عزت افزائی کے لیے اپنی مجلس میں اس کے لیے فرش بچھایا۔ اس دوران منہاجہ اور اہل بجایہ نے عمر بن علی کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم بیان کرنے والے ہیں۔

☆☆☆

باب: ۱۸۰

اہل بجایہ کا خروج کرنا اور حاجب کا اپنی فوجوں کے ساتھ ان پر دھاوا بولنے کا بیان

یہ منہاجہ ملکانہ کی اولاد میں سے جو قلعہ اور بجایہ کے بادشاہ تھے، ان کے اولین یعنی موحدین کی حکومت کے آغاز میں وادی بجایہ میں وہاں کے

کتامی برابرہ کے قبائل کے درمیان بنی دریاکل کے علاقوں میں اترے تھے۔ موحدین نے انہیں ان کے ساتھ خشک سالی کی وجہ سے جاگیریں دی تھیں جس کی وجہ سے انہیں حکومت میں کافی اعتزاز وقوت حاصل تھی۔ اس کے امیر ابوعبداللہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں کئی آدمیوں کو مارا اور ان کے اکابر مشائخ میں سے محمد بن تمیم کو قتل کر دیا۔ اس کا ساتھی فارح جو ابن سید الناس کا غلام تھا، اسکے باپ امیر ابوزکریا کے عہد سے ان کا سردار تھا۔ وہ مولیٰ ابی عبداللہ سے بے قابو تھا لہٰذا جب وہ سلطان ابی عنان کے لیے اپنی امارت سے دستبردار ہوا تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور اسے اس پر ملامت کی۔ اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اپنے کمال کی وجہ سے اسے ظاہر نہ کیا۔ اس کے امیر نے اسے عمر بن علی وطاسی کے ساتھ اپنی مستورات، سامان اور گھریلو استعمال کی چیزیں لانے کے لیے بھیجا لہٰذا جب وہ وہاں پہنچا تو منہاجیوں نے بدسلوکی اور پامالی کے بوجھ سے اپنے انجام کے بارے میں اس سے شکایت کی۔ اس نے ان کی شکایت کو قبول کیا اور انہیں بنی مرین پر حملہ کرنے اور قسطنطینہ کے حکمران مولیٰ ابی زیان کے لیے موحدین کی دعوت قائم کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ انہوں نے اس کی بات مان لی اور قصبے میں عمر بن علی کی نشست گاہ پر اچانک حملہ کرنے پر معاہدہ کر لیا۔ ان کے مشائخ میں سے منصور بن الحاج نے اس میں بڑا کردار ادا کیا۔ وہ اُمراء کے دستور کے مطابق صبح سویرے اس کے گھر گیا اور جب اس کے ہاتھ چومنے کے لئے جھکا تو اُسے اپنا خنجر گھونپ دیا۔ وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف بھاگا تو انہوں نے گھر میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ اب شہر کے اوباشوں نے ذوالحجہ 753ھ کو بغاوت کر دی تو حاجب فارح سوار ہوا اور منادی کرنے والے نے قسطنطینہ کے حکمران مولیٰ ابی زید کی دعوت کا نعرہ لگایا۔ وہ خبر کو لے کر اس کے پاس گئے اور اسے دعوت دی تو اس نے انہیں جواب دینے میں سستی سے کام لیا اور مولیٰ ابن المعلوجی کو ان کا معاملہ سنبھالنے کے لیے بھیجا۔

ابوعبیداللہ کا پکڑے جانا

سلطان کو خبر ملی تو اس نے مولیٰ ابوعبداللہ پر یہ تہمت لگائی کہ اس نے اپنے حاجب سے سازش کی ہے لہٰذا اس نے اس کو اس کے گھر میں قید کر لیا۔ بجایہ کے سرداروں کا جو وفد اس کے دروازے پر تھا، اس نے اسے بھی قید کر دیا۔ اہل بجایہ کے مشائخ کی آراء معلوم ہو گئیں اور ان کے آدمیوں، اہل الرائے اور اہل مشورہ نے حملے کے بارے میں منہاجیہ اور عجمی کافروں کے متعلق چغلی کی۔ بعدازاں قائد ہلال مولیٰ ابن سید الناس نے ان سے سازش کی اور انہوں نے قسطنطینہ کے حکمران کی جانب سے نائب کے پہنچنے کے روز فارح پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے اعلانیہ حاجب کی بُرائی کی اور اُسے مسجد میں مشورے کے لیے بلایا۔ لیکن وہ ان کے معاملے میں چوکنا ہو گیا اور شیخ الفتویٰ احمد بن ادریس کے گھر میں گھس گیا تاہم وہ اس کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے غلام محمد بن سید الناس نے مل کر اُسے نیزہ مارا اور اُسے نڈھال کر دیا پھر اس کے اعضاء کو گھر کی چھت سے پھینک دیا اور اس کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیج دیا۔

منصور بن الحاج بھاگ گیا

منصور بن الحاج اور اس کی قوم منہاجہ شہر سے بھاگ گئے۔ یہ دیکھ کر بندرگاہ پر سلطان کے خواص میں سے احمد بن سعید القرمونی اپنے کسی کام کے لیے تونس سے کشتی پر آیا ہوا تھا۔ اس دن وہ بجایہ کی بندرگاہ آیا تو انہوں نے اُسے اتار لیا، اس کے پاس جمع ہو گئے اور اسے سلطان کی دعوت اطاعت کی آواز دی۔ احمد القرمونی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنی مرین کے مشائخ میں سے یحییٰ بن عمر بن عبدالمومن ابونکاسی کو تدلس کے قائد کے پاس بھیجیں، لہٰذا انہوں نے اُسے بلایا تو وہ ایک فوج کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے ان کے حالات سلطان کو بھیجے اور انتظار کرنے لگے۔ جب سلطان کو اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ بجایہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اس نے تلمسان کے میدان میں پڑاؤ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنی قوم اور سپاہیوں سے پانچ ہزار سواروں کو اس کے لیے چن لیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں خوب عطیات دیئے۔ اس کے بعد وہ عیدالاضحیٰ کی عبادات ادا کرنے کے بعد اٹھا اور تیزی سے بجایہ کی طرف گیا۔ جب وہ بنی حسن میں اترا تو انہوں نے منہاجہ کو لڑائی کے لیے اکٹھا کیا لیکن انہوں نے لڑائی سے بزدلی دکھائی اور قسطنطینہ چلے گئے۔ وہ وہاں سے گزر کر تونس چلے گئے اور حاجب ان کے تیکلات کے پڑاؤ

میں اترا۔ مشائخ اور وزراء اس کے پاس آئے تو اس نے قائد بلال کو گرفتار کرلیا اور اُسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا۔ وہ پھر تیاری کے ساتھ شہر آیا اور شروع محرم 753ھ میں اس کے قصبے میں اترا۔ اس نے لوگوں کو تسلی دی، مشائخ کو خلعت دیئے اور علی اور محمد بن سید الناس کو منتخب کر کے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی۔ اس نے اوباشوں کی ایک جماعت اور ان کے دوسو سے زیادہ ماتحتوں کو جن پر بغاوت کا الزام تھا، گرفتار کر کے انہیں قید کر دیا۔ بعد ازاں انہیں کشتیوں پر سوار کروا کر مغرب کو بھیج دیا پس لوگ پرسکون ہو گئے اور ہر جانب سے زواودہ کے وفود آنے لگے۔ اس نے انہیں خوب عطیات دیے اور ان سے اطاعت کا مطالبہ کیا۔ اس نے الزاب کے عامل سے حسن سلوک کیا اور اس کے شگافوں کو بند کیا۔ وہ پھر اپنے داخلے سے دو ماہ بعد یکم جمادی الاول کو تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ جو عرب اور وفود تھے انھیں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

ابن خلدون کو عزت ملنا

ان دنوں میں بھی ان میں شامل تھا، اس نے مجھے خلعت دیا، سواری دی اور میرے عطیہ کو زیادہ کر دیا۔ اس نے میرے لیے خیمے لگوائے اور میں اس کے سواروں میں گیا۔ وہ جمادی الاول کے آخر میں تلمسان پہنچا اور سلطان وفد کے لیے بیٹھا۔ جو گھوڑے اور تحائف لائے گئے تھے اس کے سامنے ایک ایک کر کے پیش کیے گئے۔ وہ جمعہ کا دن تھا پھر سلطان نے وفد کو قیمتی انعامات دیئے، یوسف بن مزنی اور یعقوب بن علی کو مزید حسن سلوک اور نیکی کے لیے مختص کیا اور انہیں خاصی عزت دی گئی۔ اس نے انہیں افریقہ اور قسنطینہ سے لڑائی کرنے کا حکم دیا۔ حاجب بن ابی عمر باوجود اس کی ناپسندیدگی کے ان کے ساتھ واپس آ گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ یکم شعبان 754ھ کو اپنے مواطن کی طرف واپس لوٹ آئے اور سلطان سے قیمتی انعامات، خلعتیں اور سواریاں حاصل کرنیکے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ اپنے شہر میں جاگیریں دینے کے نئے وعدے کیے۔



باب: ۱۸۱

سلطان کا حاجب بن ابی عمرو کو بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر کرنا پھر قسنطینہ سے لڑائی کے لیے سالار بنانے کی روداد

اس شخص کے سلف مہدیہ کے باشندے تھے جو افریقہ میں بنی تمیم کے عرب احیاء میں سے تھے۔ اس کا دادا علی سلطان المستنصر کے بلانے سے تونس آ گیا تھا جو فقیہ اور فتویٰ و احکام کو جاننے والا تھا۔ اس نے اُسے الحضرۃ میں قضاء کا محکمہ سپرد کیا اور خطوط اور چھوٹے موٹے احکام پر اپنی علامت کے لیے مقرر کیا، لہٰذا اس وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور وہ بڑائی اور منصب کے لیے مقرر کیا، لہٰذا اس وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور وہ بڑائی اور منصب کی حالات ہی میں فوت ہو گیا۔ المستنصر نے اس کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ کو اس کے باپ کی طرح ابوحفص عمر بن ابی زکریا کے زمانے میں دو علامتیں سپرد کیں جس کی وجہ سے اس نے بھی قوت حاصل کر لی۔ اس کا بھائی احمد بن علی عمر رسیدہ باوقار اور علم دوست شخص تھا۔ اس کے بیٹے محمد نے وہیں پرورش پائی تونس میں پڑھا اور وہاں کے مشائخ سے فقہ حاصل کی۔

جب ان کے امور پیچیدہ ہو گئے اور ان کی حالت کمزور ہو گئی تو محمد بن احمد بن علی رزق و معاش کی تلاش میں وہاں سے نکلا اور اُسے مصائب نے القل شہر کی طرف پھینک دیا۔ وہ طلب علم کو کتابت سے منسوب تھا لہٰذا اسے حاجب بنی ابی عمرو کی ریاست کے زمانے میں القل کی بندرگاہ پر شاہد

مقرر کیا گیا۔ وہ حسن بن محمد السبتی کے ساتھ صحبت رکھتا تھا جو نسب اشرف کی طرف منسوب تھا۔ یہ دونوں اپنے سفر کے بھٹکنے کی جگہوں کے رفیق تھے لہٰذا ابن نے اس کے لیے شہرت میں مرافقت کے لیے کوشش کی، دونوں نے مدد کی اور ابن عمرو سے رابطہ کر لیا تو اس نے ان کے طریقوں کی تعریف کی۔ اس دوران تدلس کا زعیم شریف عبدالوہاب موحدین کی اطاعت کی طرف آ گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابوحمو کے حالات محمد بن یوسف کی وفات اور حکومت کے کمزور ہو جانے کے باعث خراب ہو گئے تھے لہٰذا یہ ابن ابی عمرو کے معاملے اور اس کے ساتھیوں میں داخل ہو گیا۔ اب اس نے اس محمد بن ابی عمرو اور اس کے ساتھی کو تدلس کی طرف بھیجا، اس نے حسن الشریف کو قضاء اور محمد بن ابی عمرو کو کچہری کی شہادت پر ملازم رکھ لیا۔ جب حکومت کی کمزوری دور ہو گئی اور ابوحمو کی حالت مضبوط ہو گئی اور وہ تدلس پر غالب ہو گیا تو تدلس کی اطاعت حاصل کرنے اور اس کے باشندوں کو وفد میں سلطان کے پاس بھیجنے کی وجہ سے امام کی طرف سے مفتی اعظم بن گیا اور ان دنوں تلمسان میں ٹھہرا۔ وہاں ان دونوں کو باری باری بنی عبدالواد اور سلطان ابوالحسن کے زمانے میں قضا کا کام سپرد کیا گیا۔ اس کی قضاء کے زمانے میں شہر کے مشائخ کی ایک جماعت نے ابن ابی عمرو کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی چغلی کی اور فریاد کی تو اس نے اپنے علم کی بناء پر ان کی شکایت دور کر دی اور اسے اپنے بیٹے فارس کی تعلیم و تربیت کے لیے مختص کر لیا اب اس نے اس سلسلے میں اپنی پوری قوت صرف کی، یوں اس کے اپنے بیٹے محمد نے جو حاجب تھا، سلطان ابوعنان کے ساتھ اکٹھے اور دوست بن کر پرورش پائی اور اس نے اُسے اپنی محبت عطا کی۔

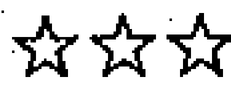
محمد بن ابی عمرو کی ترقی

جب ابوعنان کو حکومت مل گئی تو اس نے اس محمد بن ابی عمرو کا رتبہ بلند کر دیا اور اسے ایک عہدے سے دوسرے عہدے تک ترقی دیتا چلا گیا حتیٰ کہ جب وہ اسے بقیہ مراتب تک ترقی دے چکا تو اس نے علامت، قیادت، حجابت، سفارت، فوج اور حساب کا رجسٹر، گھر کے اخراجات کی ذمہ داری دے دی اور اپنی حکومت کے بقیہ القاب اور اپنے گھر کے خصوصی کام اس کے سپرد کر دیئے۔ اب تو چہرے اس کی طرف پھر گئے اور اعیاص قبائل، شرفاء، علماء کے شریف الاصل اس کے دروازے پر کھڑے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے عمال اس کی طرف ٹیکس کے اموال بھیجنے لگے اور سلطان پر دیر تک اس کا غلبہ رہا۔ اللہ نے جو رتبہ اسے عطا فرمایا تھا، اس پر حکومت کے حاسد اور اس کے وزراء حسد کرنے لگے۔ جب وہ بجایہ گیا تو لوگوں کے لیے سلطان کا چہرہ خالی ہو گیا اور چغلی کے مقاصد اس کے مکان کا طواف کرنے لگے۔ سلطان نے بھی چغلیوں کے سننے کی طرف کان لگایا۔ جب وہ بجایہ سے واپس آیا تو سلطان بدل چکا تھا لہٰذا اسے ناراض ہو کر ملا اور اس کے لیے اجنبی بن گیا۔ اس نے اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس سے اعراض کیا جس کا اسے گمان بھی نہیں تھا۔ وہ اس سے بات کرنے کی رغبت میں لوٹا مگر اس نے اس کی حاجت پوری نہیں کی۔

قسنطینہ سے لڑائی

آخر کار اس نے اُسے قسنطینہ کی لڑائی پر مقرر کیا اور اسے مال اور فوج میں متصرف بنایا۔ وہ شعبان 754ھ میں کوچ کر گیا اور سال کے آخر میں بجایہ اترا۔ موحدین نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو مولیٰ فضل کے عہد سے ان کے ہاں قید تھا، اُسے بنی مرین کے اتحاد کو ختم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ انہوں نے اس کے لیے آلہ اور خیمے جمع کیے اور اس کی ذمہ داری میمون بن علی نے لی جسے اس کے بھائی یعقوب سے حسد تھا۔ یعقوب نے بھی ان کے حالات سن لیے تو وہ اسی وقت بلاد الزاب سے جلدی جلدی گیا۔ اس نے ان کی فوج کو اتنا پریشان کر دیا کہ انہیں اُلٹے پاؤں واپس کر دیا اور انہیں شہر میں بند کر دیا۔ جب موسم سرما ختم ہو گیا اور اس نے عیدالاضحیٰ کے مناسک ادا کر لیے تو شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا تو فوجوں کو بلایا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ان میں عطیات تقسیم کیے۔ وہ قسنطینہ سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر گیا اور زواودہ اپنے خیموں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ قسنطینہ کے حکمران مولیٰ ابوزید نے تونیہ کے قبائل اور میمون بن علی بن احمد اور اس کے زواودہ ساتھیوں کو جو اس کی دعوت پر قائم تھے، جمع کیا اور اپنے حاجب نبیل کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اس نے اسے ابن ابی عمرو اور اس کی فوجوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے بھیجا لہٰذا حاجب نے جمادی

الاول 755ھ میں ان پر حملہ کیا، ان کے اموال کو لوٹ لیا اور قسنطینہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو امارت کے لیے مقرر تھا، قبضہ دے کر اس سے اپنی جان چھڑائی۔ وہ پھر اُسے اس کے پاس لے گئے اور اس نے اُسے اس کے بھائی سلطان کے پاس واپس بھیج دیا۔ مولیٰ ابوزید نے اپنے بیٹے کو سلطان ابوعثمان کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی آمد کو قبول کیا اور اس کی مراجعت کا شکریہ ادا کیا۔ حاجب ابن ابی عمرو بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ محرم 756ھ میں فوت ہو گیا۔ اہل شہر کے ہاں وہ نیک سیرت ہو کر فوت ہوا اور انہیں اس کی وفات سے دکھ ہوا۔ سلطان نے اس کے عیال واولاد کے سفر کے لیے اپنے جانور بھیجے اور اس کے اعضاء تلمسان میں اس کے باپ کے مقربے میں لے جائے گئے۔ اس نے اس کے بیٹے ابوزیان کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اسے وہاں دفن کرنے کے لیے بھیجا اور اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کا امیر مقرر کیا لہٰذا وہ ماہ ربیع الاول 756ھ کو اس کی طرف گیا اور وہاں ٹھہرا۔ اس نے حاجب کے ان اطوار اور سیرت کو اپنایا جن کی لوگ تعریف کرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے پھر قسنطینہ کے محاصرے کے لیے فوجوں کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے اسے فتح کر لیا جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۱۸۲

جبل سکسیوی میں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کا خروج، درعہ کے گورنر کا اسے فریب دینا اور اس کی موت کا بیان

سلطان ابوعنان کے باپ کی وفات کے بعد اس کے بھائی ابوالفضل محمد اور ابوسالم ابراہیم بھی اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ اس نے ان کی نمائندگی کے متعلق سوچ و بچار کی اور اس پر اس کا انجام بھی ظاہر ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو اندلس کی طرف واپس بھیج دیا۔ یہ دونوں وہاں پر ابوالحجاج بن سلطان ابوالولید بن رئیس ابی سعید کی حکومت میں رہے لیکن پھر وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوا۔ جب اس نے تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی امارت مضبوط ہو گئی ہے اور وہ اپنی سلطنت کے باعث طاقتور ہو گیا ہے لہٰذا اس نے تیزی سے ابوالحجاج کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ان دونوں کو اس کے پاس واپس بھیج دے کیونکہ اس کے پاس ان کا قیام کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ فتنوں کے دلال ان دونوں میں تفریق نہ کر دیں۔ اب ابوالحجاج کو ان دونوں پر اس کے شر کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو اس نے انہیں سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے ایلچیوں کو جواب دیا کہ وہ مسلمان مجاہدین کی پناہ اور اپنا عہد نہیں توڑ سکتا۔ لیکن سلطان کو اس کی بات نے برافروختہ کر دیا، اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس بارے میں زجر و توبیخ اور ملامت کرے۔ اس نے اُسے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط لکھا اور مجھے حاجب نے بجایہ میں اس خط سے مطلع کیا جن دنوں میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔ میں بھی اس کی فضول اغراض سے بہت متعجب ہوا۔ جب ابوالحجاج نے اُسے پڑھا تو اس نے ان دونوں میں سے بڑے بھائی کے ساتھ طاغیہ سے مل جانے کی سازش کی کیونکہ ان دونوں کے درمیان جب سے اس کا باپ الہنہ جبل فتح میں 751ھ میں فوت ہوا تھا، دوستی اور مخلصانہ تعلقات پائے جاتے تھے۔ لہٰذا ابوالفضل اس کے پاس گیا، اس نے ایک بحری بیڑے کے ساتھ اسے مغرب کی بندرگاہوں کی طرف بھیجا اور اُسے سوس کے میدان میں اتارا۔ اب وہ سکسیوی میں عبداللہ سے ملا اور اسے اپنی دعوت دی۔ سلطان کو یہ خبر اس وقت پہنچی جب اس کا حاجب ابن عمرو 754ھ میں بجایہ کی فتح کی خبر لے کر آیا لہٰذا اس نے اپنی فوجوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور اپنے وزیر فارس بن میمون کو سکسیوی کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا۔ اس نے اس کا گھیراؤ اور ناکہ بندی کر دی اور ایک پہاڑ کے دامن میں اپنی فوج کے پڑاؤ

اور دستوں کی تیاری کے لیے ایک شہر کی حد بندی کی جس کا نام اس نے قاہرہ رکھا۔ بعد ازاں اس نے سکسیوی کا محاصرہ سخت کر دیا اور اس نے وزیر کی طرف معروف اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ ابوالفضل سے عہد شکنی کرے گا لہٰذا اس نے اُسے چھوڑ دیا اور جبال مصامدہ کی طرف چلا گیا۔

سوس پر فارس کا حملہ

وزیر فارس ارض سوس کی طرف چلا گیا تو اس نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا، وہاں کے حالات کو درست کیا اور حکومت اور فوجیں اس کے جہات میں پھیل گئیں۔ اس نے اس کی سرحدوں اور شہروں میں میگزین قائم کیے، اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کے شگافوں کو پُر کیا۔ پھر ابوالفضل جبال مصامدہ میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ صنا کہ پہنچ گیا۔ اس نے بلاد درعہ کے قریب اپنے آپ کو ابن حمیدی کے آگے ڈال دیا تو اس نے اُسے پناہ دی اور اس نے اپنی امارت سنبھال لی۔ لیکن درعہ کے گورنر عبداللہ بن مسلم زردالی نے جو بنی عبدالواد کی حکومت کے مشائخ میں سے تھا، اس سے لڑائی کی جسے سلطان ابوالحسن نے 738ھ میں تلمسان کے فتح کرنے اور ان پر متغلب ہونے کے وقت سے چنا ہوا تھا لہٰذا وہ ان کی حکومت میں ٹھہرا رہا۔ وہ ان کے پروردہ لوگوں میں سے تھا۔ اس نے ابن حمیدی کی ناکہ بندی کر دی اور اُسے ڈرایا کہ فوجیں اور وزراء اس کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ اس نے ابوالفضل کی گرفتاری کے لیے سازش کی اور یہ کہ وہ اس بارے میں اس قدر مال خرچ کرے گا جتنا وہ چاہے گا۔ یہ دیکھ کر اس نے اس کی بات قبول کر لی۔ عبداللہ بن مسلم نے امیر ابوالفضل سے نرمی کا برتاؤ کیا اور اپنی طرف سے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس معاملے میں دخل دے گا اور اس سے ملاقات کی خواہش کی۔ یوں ابوالفضل سوار ہو کر اس کے پاس گیا۔ جب عبداللہ بن مسلم نے اس پر قابو پالیا تو اسے گرفتار کر کے اس مال کے عوض جو اس نے اس کے ساتھ طے کیا تھا، ابن حمیدی کے پاس بھیج دیا۔ اس نے 755ھ میں اُسے اپنے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اُسے قید خانے میں ڈال دیا اور قاصیہ کی طرف فتح کے بارے میں لکھا پھر اسے قید کرنے سے چند راتوں بعد اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا، یوں خوارج کا معاملہ ختم ہو گیا اور حکومت دوبارہ مستحکم ہو گئی یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۱۸۳

عیسیٰ بن حسین کا جبل الفتح میں خروج پھر اس کی وفات کی روداد

یہ عیسیٰ بن حسین بن علی بن ابی الطلان بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا اور اپنے زمانے میں ان کا مشیر تھا۔ ہم نے ابوالربیع کی حکومت کے تذکرے میں اس کے باپ حسن کے حالات بیان کیے ہیں۔ سلطان ابوالحسن نے اسے اُندلس کی اپنی عملداری کی سرحدوں پر افسر مقرر کیا تھا۔ جب جبل الفتح کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اس نے اُسے جبل الفتح میں اتارا اور اسے سرحدوں کے پہرے داروں کی نگرانی اور ان کی جماعتوں میں عطیات تقسیم کرنے کا کام تفویض کیا۔ یوں اس کی حکومت کا زمانہ دراز ہو گیا اور اسکے پاؤں وہاں جم گئے۔ حتیٰ کہ سلطان ابوالحسن کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو اسے مشورے کے لیے بلا لیتا۔ اس نے اسے اپنے سفر افریقہ کے وقت بلایا تو اس نے اسے اس سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ اگر سرحدی پہرے داروں کی جماعتوں کو شرقاً غرباً اور سمندر کے کنارے پر مرتب کیا جائے تو قبائل بنی مرین کی تعداد پوری نہیں ہوتی، کیونکہ افریقہ پر عربوں کے غالب آنے کی وجہ سے افریقہ کو اس سے بھی زیادہ تعداد طاقتور نفری کی ضرورت ہے۔ سلطان کو افریقہ پر قبضہ کرنے کی شدید خواہش تھی اس لیے اس نے اس کے مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی اور اسے اندلسی سرحدوں میں اس کے مقام پر واپس بھیج دیا۔

تلمسان اور فاس میں خروج

جب قیروان کی مصیبت کا واقعہ پیش آیا اور فاس اور تلمسان کے لوگوں نے بغاوت کر دی تو اس نے اس بیماری کے قلع قمع کے لیے سمندر کا

گھیراؤ کرلیا۔ وہ قساسہ میں اترا پھر وہاں سے اپنے تازی میں چلا آیا اور اپنی قوم بنی عسکر کو جمع کیا۔ سلطان ابوعنان نے اپنے بھتیجے کی فوجوں کو شکست دی اور اس کی ناکہ بندی کر دی لہٰذا اس نے اپنے پڑاؤ سے جو جدید شہر کے میدان میں تھا، اس پر اور اس کے گھر پر چڑھائی کر دی۔ سلطان ابوعنان نے اپنے پروردہ سعید بن موسیٰ العجیسی کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا اور اسے بلاد بنی عسکر کی سرحد پر وادی وحلو میں اتارا۔ دونوں کئی روز تک ایک دوسرے کے سامنے کھڑے رہے یہاں تک کہ سلطان ابوعنان جدید شہر پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر عیسیٰ بن حسن کو اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا پیغام بھیجا۔ جب افریقہ کے سلطان ابوالحسن کے دادخواہ نے اس کے پاس پہنچنے میں دیر کی تو اس نے اس سے گفتگو کی، اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کیا اور وہ چل کر اس کے پاس چل گیا۔ اب سلطان نے اس سے ملاقات کی اور وہ اس کی آمد سے خوشی سے لبریز ہو گیا۔ اس نے اُسے بلند مرتبہ دیا، اُسے اپنی مجلس میں شوریٰ کا کام سپرد کیا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی۔ جب ابن عمرو نے حیلہ کیا اور سلطان سے دوستی کرنے اور اس سے رازدارانہ گفتگو کرنے میں منفرد ہو گیا تو اس نے اپنے خواص اور اہل و عیال سے روک دیا۔ اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا لیکن اس نے یہ بات ظاہر نہیں کی اور سلطان سے حج کی اجازت طلب کی، اس نے اسے اجازت دے دی، اس نے پھر اپنا فرض ادا کیا اور 756ھ میں سلطان کے ہاں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

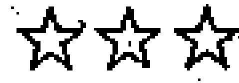
بجایہ میں ابن ابی عمرو سے ملنا

اس نے ابن ابی عمرو سے بجایہ میں ملاقات کی اور اس سے اصرار کیا کہ وہ سلطان کے ہاں اس کی حیثیت درست کر دے، اس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ایسا کر دے گا۔ جب یہ سلطان کے ہاں گیا تو اس نے اُسے شوریٰ میں خودرائے اور خواص اور ہم نشینوں سے بگڑا ہوا پایا۔ اس نے اس سے جہاد کے نشان کو قائم کرنے کے لیے اپنے سرحدی مقام پر واپس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ وہ اسی سال سمندر پار کر کے جبل الفتح کو چلا گیا۔ جبل میں یحییٰ فرقاجی عطیات کا رجسٹرار تھا جو عمال پر غالب تھا اور اس کا بیٹا ابو یحییٰ اسکے مقام سے تنگ دل تھا لہٰذا جب عیسیٰ جبل پہنچا تو سلطان نے اُسے اپنی حکومت کے پروردہ مسعود بن کندوس کے ساتھ پہرے داروں کے عطیات لاحق کر دیے۔ فرقاجی نے اس کے روکنے کے لیے آدمی بھیجے تو عیسیٰ نے اس بات سے برا منایا، اس پر اس نے اُسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا اور بن کندوس کو واپس بھیج دیا۔ اس نے اُسے اسی رات کشتی پر سوار کروا کر سبتہ کی طرف روانہ کر دیا اور اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ جب سلطان ابوعنان کو یہ اطلاع ملی تو وہ بہت مضطرب ہوا، اس نے بحری بیڑوں کو تیاری کا اشارہ کیا اور خیال کیا کہ یہ طاغیہ اور ابن الاحمر کی سازش ہے۔ اس نے طنجہ کے امیرالبحر احمد بن خطیب کو ان کے حالات کی جاسوسی کے لیے بھیجا لہٰذا وہ جبل کی بندرگاہ پر پہنچا۔ جب سے عیسیٰ بن حسین نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی تھی جبل میں رہنے والے غمارہ کے پیادہ غازیوں نے نمبرداروں اور سرحدوں کے جوانوں نے چلنا پھرنا شروع کر دیا تھا اور اس کے بارے میں باتیں کیں۔ وہ سلطان کے خلاف خروج کرنے سے رُکے اور آپس میں مشورے کیے۔ فوج کے نمبرداروں میں سے سلیمان بن داؤد نے جو اس کے خواص اور مشیروں میں سے تھا، اس کی مخالفت کی۔ عیسیٰ نے اپنی قوم کو سلطان کے ہاں اختیار دیا تھا اور اُس نے اسے رندہ کو گورنر مقرر کیا۔ جب عیسیٰ نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی اور غداری کی تو اس سلیمان نے اس کی مخالفت کر کے سلطان کی اطاعت قبول کر لی اور اسے اپنے خطوط اور اطاعت بھیج دی۔ وہ اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا لہٰذا وہ شرمندہ ہوا کیونکہ اس کی امارت کی بنیاد رائے پر نہ تھی۔ جب احمد بن الخطیب کا بحری بیڑا جبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے اللہ تعالیٰ اور عید کا واسطہ دے کر اس سے اپیل کی کہ وہ سلطان کے پاس ان کی اطاعت اور اہل جبل نے جو کچھ کیا ہے، اس سے برأت کا پیغام پہنچا دے۔

عیسیٰ کا غمارہ پر دھاوا

یوں اس وقت غمارہ کو اپنی جانوں کے متعلق خوف پیدا ہو گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے قلعے کے اندر پناہ لی تو انہوں نے اس کی

داخل ہو کر اسے اور اسکے بیٹے کو مضبوطی سے باندھ کر ابن الخطیب کے بحری بیڑے میں پھینک دیا۔ اس نے اسے سبتہ میں اتارا۔ سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اُسے خلعت دیا۔ اس نے اپنے خواص کو حکم دیا تو انہوں نے بھی اُسے خلعت دیئے۔ عمر نے اپنے وزیر کے بیٹے عبداللہ بن علی اور نصاریٰ کی فوج کے سالار عمر بن العجوز کو حکم بھیجا تو انہوں نے ان دونوں کو 756ھ کے یوم منیٰ کو سلطان کے گھر میں حاضر کیا۔ سلطان نے ان کے لیے نشست کی، یہ دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور معذرت کرنے لگے مگر اس نے ان کی معذرت کو قبول نہیں کیا اور انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ اس نے ان کے بندھنوں کو سخت کر دیا اور عیدالاضحیٰ کی قربانی ادا کی۔ جب سال کا اختتام ہوا تو اس کے حکم سے ان دونوں کو مقتل میں لایا گیا۔ عیسیٰ کو نیزہ مار کر اور اس کے بیٹے ابو یحییٰ کو مخالف اطراف سے ہاتھ پاؤں قطع کر کے قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے اس کے قطع میں نرمی کرنے سے انکار کر دیا پس وہ اپنے خون میں تڑپتا رہا یہاں تک کہ قطع سے تیسرے دن مر گیا۔ یوں یہ دونوں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت بن گئے۔ بعدازاں سلطان نے جبل الفتح اور بقیہ سرحدوں پر سلیمان بن داؤد کو امیر مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔



باب: ۱۸۴

سلطان کے قسنطینہ اور تونس فتح کرنے کے لیے روانہ ہونے کا بیان

جب حاجب محمد بن ابی عمر فوت ہو گیا تو سلطان نے اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کی سرحدوں اور اس کے ماوراء افریقہ کے علاقوں پر امیر مقرر کیا۔ اس نے اسے ان علاقوں کی طرف بھیجا اور ٹیکس اور بخششیں میں اس کے ہاتھوں کو کشادہ کر دیا۔ اب قسنطینہ کے مضافاتی جبال پر سلطان نے قبضہ کر لیا کیونکہ زواوہ ان پر متغلب تھے اور اس وطن کے عام باشندے سدویکش قبائل سے تھے۔

سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم بن عیسیٰ کو ان کا گورنر مقرر کیا اور اسے بجایہ کی آخری عملداری تادریت میں اتارا۔ اس نے قسنطینہ کی ناکہ بندی کر دی پھر وہ مولیٰ امیر ابوزید کے ساتھ مصالحت کر کے وہاں سے چلا گیا۔ اس نے موسیٰ بن ابراہیم کو میلہ میں اتارا لہٰذا وہ وہاں ٹھہر گیا۔ جب اس نے وزیر عبداللہ بن علی کو افریقہ کی امارت دی تو سلطان نے اسے قسنطینہ سے لڑائی کرنے کا اشارہ کیا لہٰذا وہ 757ھ میں وہاں اترا۔ اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور وہاں منجنیق نصب کر دی۔ اس کے باشندوں کا محاصرہ سخت کر دیا گیا۔ اگر فوج کو سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر نہ پہنچتی تو قریب تھا کہ وہ ہاتھ ڈال دیتے لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ گئے اور مولیٰ ابوزید بونہ چلا گیا۔ جب اس کا بھائی مولانا امیر ابوالعباس افریقہ سے اس کے پاس پہنچا تو اس نے شہر کو اس کے سپرد کر دیا جو عربوں کے ساتھ تونس میں ان کی حکومت کا جویاں تھا۔ جب سے انہوں نے 753ھ سے تونس سے لڑائی کی تو وہ انہیں ابن تافراکین پر چڑھا کر لانے والا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ جب اب کی بار وہ خالد بن حمزہ کے ساتھ قسنطینہ واپس آیا تو اس نے تونس کے محاصرے کے لیے جانے اور مولانا ابوالعباس کو قسنطینہ میں ٹھہرانے کے بارے میں مولیٰ ابوزید سے سازش کی، اس نے اس کی بات مان لی اور وہ اس کے ساتھ گیا۔

قسنطینہ میں مولانا ابوالعباس کی دعوت

مولانا ابوالعباس نے قسنطینہ جا کر اپنی دعوت دی اور قسنطینہ پر قابو پا لیا۔ اسے اپنی بہادری اور دلیری پر بڑا ناز تھا۔ اس دوران ابوسعید اور سدویکش کی اولاد میں سے بنی مرین کے بعض منحرفین نے ابن سے موسیٰ بن ابراہیم پر میلے کے پڑاؤ میں شب خون مارنے کی سازش کی، لہٰذا انہوں نے ان پر شب خون مارا اور اس کے پڑاؤ کو لوٹ کر اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا۔ وہ تادریت کی طرف چلا گیا پھر بجایہ گیا اور پابہ زنجیر مولانا سلطان کے پاس چلا گیا جو کچھ موسیٰ بن ابراہیم کے ساتھ ہوا تھا، اس پر سلطان اپنے وزیر عبداللہ بن علی سے ناراض ہوا کہ اس نے اس کی امداد میں کوتاہی سے کام لیا

ہے لہٰذا اس نے شعیب بن مامون کو بھیجا جس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر کے سلطان کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس کی جگہ بجایہ پر اپنی حکومت کے پروردہ یحییٰ بن میمون بن مصمود کو امیر مقرر کیا۔ اس دوران میں مولیٰ ابوزید حاجب نے ابوعبداللہ بن تافراکین جو اسکے چچا ابراہیم پر غالب تھا، سے خط و کتابت کی کہ وہ ان کی خاطر اپنی قوم سے دست بردار ہونے اور اس کے پاس آنے کے لیے تیار ہے۔ تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اسے ولی عہد کے مقام پر اتار کر اسے بونہ کا عامل مقرر کیا۔ جب 757ھ کے ایام تشریق میں سلطان کو موسیٰ بن ابراہیم کی خبر ملی تو اس نے افریقہ جانے کا عزم کر لیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ اس نے مراکش کی طرف فوج اکٹھی کرنے کے لیے پیغام بھیجا اور بنی مرین کو سفر کی تیاری کا اشارہ کیا۔ جب سے اسے خبر پہنچی تھی اس وقت سے لے کر ربیع الاول 757ھ تک وہ عطا و بخشش اور ملاقات کے لیے بیٹھا پھر فاس سے کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے ہراول دستے میں اپنے وزیر فارس بن میمون کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور خود پوری تیاری کے ساتھ اس کے ساقہ میں چلا یہاں تک کہ بجایہ میں اترا۔ وہ پھر اپنی فوج کی کمزوریوں کو دُور کرنے کے لیے وہاں ٹھہرا۔

قسنطینہ والوں سے لڑائی

وزیر نے قسنطینہ سے لڑائی کی تو سلطان اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ جب اس کے جھنڈے قریب ہوئے اور زمین اس کی فوجوں سے لرزنے لگی تو اہل شہر خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہ دوڑتے ہوئے اپنے سلطان سے الگ ہو کر اس کی طرف چلے گئے۔ حاکم شہر اپنے خواص کے ساتھ قصبے کی طرف چلا گیا۔ اس کا بھائی مولیٰ فضل بھی پہنچ گیا اور امان طلب کی تو سلطان نے انہیں امان دی اور وہ چلے گئے۔ اس نے انہیں کئی روز تک اپنے پڑاؤ میں اتارا پھر اس نے سلطان کو بحری بیڑے میں سبتہ کی طرف بھیجا تو اس نے اسے وہاں قید کر دیا جس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔ سلطان نے منصور ابن الحجاج خلوف البابانی کو جو بنی مرین کے مشائخ اور ان کے اہل شوریٰ میں سے تھا، قسنطینہ پر امیر مقرر کیا اور اس نے اسی سال کے شعبان میں اسے قصبہ میں اتارا۔ اس دوران اسے قسنطینہ کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں حاکم توزر یحییٰ بن یملول اور حاکم نفطہ علی بن الخلف کی بیعت پہنچی۔ ابن مکی بھی اپنی اطاعت کی تجدید کے لیے آیا۔ اولاد مہلہل جو کعوب کے اُمراء تھے اور بنی ابی اللیل کے سردار بھی اس کے پاس اسے تونس کی حکومت کے لیے ترغیب دیتے ہوئے آئے لہٰذا اس نے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور یحییٰ بن رحو بن تاشفین کو ان کا سالار مقرر کیا۔ اس نے ان کی مدد کے لیے اپنا بحری بیڑا سمندر میں بھیجا اور رئیس محمد بن یوسف ابکم کو ان کا امیر مقرر کیا۔ اب وہ تونس کی طرف گئے اور اس نے حاجب محمد ابن تافراکین کو اس کے سلطان ابواسحق ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کو اولاد ابو للیل کے ساتھ نکال دیا اور اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ جب اس نے سلطان کی فوجوں کی آمد کو محسوس کیا اور بحری بیڑا بھی تونس کی بندرگاہ پر پہنچ گیا تو اس نے ان سے ایک آدھ دن لڑائی کی پھر رات کو مہدیہ چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان کے مددگار رمضان 758ھ کو پھر تونس میں داخل ہوئے، انہوں نے وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ یحییٰ بن رحو قصبہ میں اترا اور اس نے اپنے احکام کو نافذ کیا۔ انہوں نے سلطان کو فتح کے بارے میں لکھا تو اس کے بعد سلطان نے اس کے احوال میں سوچ و بچار کی اور عربوں کے ہاتھوں کو اس ٹیکس سے روکا جسے وہ خفارہ کہتے تھے لہٰذا وہ شک میں پڑ گئے اور اس نے ان سے ضمانت طلب کی۔ انہوں نے مخالفت کرنے کی ٹھان لی تو اس نے اپنی تلواروں کی دھار کو ان سے تیز کیا اور ان کا امیر یعقوب بن علی تھا۔ لہٰذا وہ ان کے ساتھ نکلا اور وہ اکٹھے الزاب پہنچے۔ وہ ان کے پیچھے گیا۔ الزاب کا گورنر یوسف بن مزنی ایک راستے سے اس کے آگے آگے گیا اور بسکرہ میں اترا پھر طولقہ کی طرف کوچ کر گیا۔ ابن مزنی کے مشورہ سے عبدالرحمٰن بن احمد نے اس کے ہراول دستے پر گرفت کی اور یعقوب بن علی کے قلعوں کو برباد کر دیا۔ وہ اس کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گئے اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا۔ اب ابن مزنی الزاب کا ٹیکس اس کے پاس لے گیا حالانکہ اس نے کل اس کے عام پڑاؤ نے چمڑا، گندم، بار برداری کے جانور اور چارے تین رات تک بستیوں کو واپس کر دیئے تھے۔ سلطان نے اُسے اس کے کارنامے کا صلہ دیا، اُسے اور اس کے عیال و اولاد کو خلعتیں اور قیمتی انعامات دیئے پھر وہ قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا۔

تونس جانے کا فیصلہ

اس نے تونس جانے کا عزم کر لیا لیکن اخراجات، دور تک جانے اور افریقہ میں داخل ہونے کے خطرات مول لینے کے بارے میں فوج کا

دل تنگ پڑ گیا۔اس کے جوانوں نے سلطان سے علیحدگی کے بارے میں چغلی کی اورانہوں نے وزیر فارس بن میمون سے ساز باز کی۔اس نے اس بات میں ان کے ساتھ اتفاق کیا اور مشائخ اور نقباء نے بھی اپنے ماتحت قبائل کو مغرب جانے کا حکم دیا تا کہ وہ الگ ہو جائیں۔اس نے سلطان کو اطلاع دی کہ انہوں نے آپس میں اس کے قتل کا مشورہ کیا ہے۔اس پراس نے ادریس بن ابی عثمان بن ابی العلاء کوامیر مقرر کیا تو اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اوران کے سامنے اسے ظاہر نہ کیا۔اس نے اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج دیکھی اوراسے ان کی علیحدگی کا علم ہو گیا تو وہ قسطنطینہ سے مشرق کی طرف دو دن سفر کرنے کے بعد مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تیزی کے ساتھ فاس کی طرف گیا۔اسی سال کے ماہِ ذوالحجہ کو وہ وہاں اترا اوراس نے اپنی آمد کے روز ہی اپنے وزیر فارس بن میمون کو گرفتار کرلیا۔اس نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے بنی مرین کے ساتھ اس کے بارے میں سازش کی ہے کہ اسے ایام تشریق کے چوتھے روز نیزہ مار کر قتل کر دیا جائے۔اس نے بنی مرین کے مشائخ کو بھی گرفتار کرلیا اور انہیں قتل کر دیا۔ان میں سے بعض کو قید خانے میں ڈال دیا گیا۔جب اس کے قسطنطینہ سے مغرب کی طرف واپس آنے کی خبر جہات میں پہنچی تو ابومحمد بن تافراکین مہدیہ سے تونس کی طرف آیا۔جب وہ اس کے قریب آیا تو اس کے ساتھیوں نے سلطان کی اس فوج پر جو وہاں موجود تھی، حملہ کر دیا۔پھر وہ کشتیوں کی طرف چلے گئے اور بچ کر مغرب کی طرف آ گئے۔یحییٰ بن رحو اولادِ مہلہل کی فوجوں کے ساتھ ان کے پیچھے آیا جو اپنا ٹیکس حاصل کرنے کے لیے الجرید کی جانب آیا ہوا تھا۔وہ سب کے سب سلطان کے دروازے پر جمع ہو گئے اوراس نے اپنی روانگی کو آئندہ سال تک موخر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔انشاء اللہ۔



باب:۱۸۵

سلیمان بن داؤد کے وزیر بننے پھر فوجوں کے ساتھ افریقہ پر حملہ کرنے کی روداد

جب سلطان افریقہ کی ناتمام فتح کے بعد واپس آیا تو اس کے دل میں اس سلسلے میں کچھ خلجان باقی تھا۔اسے قسطنطینہ کے مضافات کے بارے میں یعقوب بن علی اوراس کے ساتھ جو مخالف زواودہ تھے، ان سے خوف پیدا ہو گیا تھا لہٰذا ان کے معاملہ نے اسے پریشان کر دیا۔اس نے سلیمان بن داؤد کو اندلس کی سرحدوں سے اس کے مقام سے بلایا اوراسے اپنی وزارت پر مقرر کیا۔پھر فوجوں کے ساتھ اسے افریقہ بھیجا۔وہ ربیع الاول 759ھ میں افریقہ کی طرف کوچ کر گیا۔جب یعقوب بن علی نے اپنی مخالفت کا اظہار کیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی میمون کو کھڑا کر دیا جو اس سے جھگڑا کرتا تھا،اس نے زواودہ میں سے اولادِ محمد پر اسے مقدم کیا اوراسے صحرا اور مضافات کی امارت دی۔یوں اس کی قوم کے بہت سے لوگ اس کے بھائی یعقوب سے الگ ہو کر اس کے پاس آ گئے۔سباع بن یحییٰ کی اولاد میں سے بھی بہت سے گروہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے۔ان دنوں ان کا سردار عثمان بن یوسف بن سلیمان تھا لہٰذا وہ سب کے سب وزیر کے پاس اکٹھے ہو گئے اوراپنے خیموں سمیت اس کے پڑاؤ میں آ گئے۔اب سلطان اس کے پیچھے گیا اور تلمسان میں اترا، وہ وہاں ٹھہر کر ان کے احوال کی نگرانی کرنے لگا۔وزیر سلیمان قسطنطینہ کے وطن میں اترا اور تیزی کے ساتھ الزاب کے عامل یوسف بن مزنی کے پاس گیا تا کہ اس کی حمایت حاصل کرلے۔یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ اسے زواودہ کے حالات کے بارے میں مشورہ دے کیونکہ وہ انہیں خوب جانتا تھا لہٰذا وہ بسکرہ سے اس کے پاس گیا۔انہوں نے جبل اوراس سے لڑائی کی،اس کے ٹیکس اور تاوان کو حاصل کیا اور مخالف زواودہ کو وطن میں فساد پھیلانے سے روک کر بھگا دیا۔یوں انکی غرض پوری ہو گئی۔وزیر اور سلطان کی فوجیں افریقہ کے وطن میں پہنچیں جو ریاح کی جولانگاہوں کے آخر میں واقع ہے۔وہ پھر مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تلمسان میں سلطان کے ساتھ ملاقات کی۔ان کے ساتھ عرب کے وفد بھی پہنچے جنہوں نے خدمت میں بڑی بہادری دکھائی تھی لہٰذا سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا، انہیں خلعت اور

سواریاں دیں اور الزاب میں ان کا عطیہ مقرر کر دیا اور انہیں لکھ کر بھی دیا۔ وہ اپنے اہل کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد احمد بن یوسف بن مزنی آیا جسے اس کے باپ نے سلطان کے ہدیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ وہ گھوڑوں، غلاموں اور رزق پر مشتمل تھا۔ سلطان نے اسے قبول کیا، اسے خوش آمدید کہا اور اُسے اپنے ساتھ فاس لے گیا تا کہ اسے اپنا شرف دکھائے اور اس کے اعزاز میں بہت خوشی کا اظہار کرے۔ وہ 15 ذوالقعدہ 759ھ کو اپنے دارالخلافہ میں اترا۔

☆☆☆

باب: ۱۸۶

سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد وزیر حسن بن عمر کا خود مختار ہو جانا اور سعید کو نیا امیر بنانے کا بیان

جب سلطان واپس اپنے دارالخلافے فاس میں پہنچا تو وہ وہاں بڑی عید سے پہلے آیا۔ جب اس نے عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی تو اسے بیماری نے آلیا۔ حسب عادت عید کے روز اسے دود نے بیٹھنے سے روک دیا لہٰذا وہ اپنے محل میں داخل ہوا اور بستر سے چمٹ گیا۔ اس کا دُکھ بڑھتا گیا اور عورتیں اس کی تیمارداری میں اس کے اردگرد چکر لگانے لگیں۔ اس کا بیٹا ابوزیان اس کا ولی عہد تھا اور اس کا وزیر یحییٰ بن موسیٰ قفولی اسکی حکومت کا پروردہ اور ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا جسے سلطان نے اپنی وزارت پر مقرر کیا تھا۔ اس نے اُسے اس کے بارے میں وصیت کی تھی لہٰذا اس نے جلد بازی سے کام لیا اور بنی مرین کے رؤسا سے ان کے امر پر اکٹھا ہونے اور وزیر حسن بن عمر پر حملہ کرنے کی سازش کی۔ اس بارے میں عمر بن میمون نے بھی اس سے سازش کی کیونکہ ان دونوں اور وزیر کے درمیان عداوت تھی لہٰذا حسن بن عمر کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوا، اس نے اس بارے میں اہل مجلس سے اپنے دل کی بات پر گفتگو کی۔ ولی عہد سے ان کا اعراض بہت پختہ تھا کیونکہ انہیں اس کی بدعادات اور بداخلاقی سے واسطہ پڑا تھا لہٰذا انہوں نے اس سے امارت منتقل کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اس دوران ان کے پاس چغلی کی گئی کہ سلطان لامحالہ قریب المرگ ہے اور یہ کہ وہ اس کی وفات سے پہلے ان پر حملہ کرنے والا ہے لہٰذا انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اس کے پانچ سالہ بھائی سعید کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے صبح سویرے سلطان کے گھر جا کر اس کے وزیر موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن میمون کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور بیعت کے لیے بیٹھ گئے۔ انہوں نے اس کے وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو محل کے کونے میں ابوزیان کے گرفتار کرنے پر اُکسایا لہٰذا وہ اس کے پاس گیا اور اس کی عورتوں کے درمیان سے نکالنے میں نرم رویہ اختیار کیا۔ پھر وہ اسے اس کے بھائی کے پاس لے آیا لہٰذا اس نے بیعت کی پھر وہ اسے محل کے ایک کمرے میں لے گیا اور اس میں اسے قتل کر دیا۔

حسن بن عمر کا خود مختار ہونا

اس طرح 24 ذوالحجہ بروز بدھ 759ھ کو حسن بن عمر با اختیار امیر بن گیا۔ اس دوران سلطان اپنے بستر پر اپنی جان دے رہا تھا۔ لوگوں نے بدھ اور اس کے بعد جمعرات کو اس کے دفن کا انتظار کیا لہٰذا انہیں شک پڑ گیا اور بات پھیل گئی۔ یوں جماعت پریشان ہو گئی، اب وزیر کو دخل کیا گیا جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اپنے مقام کے باعث اس کی ہلاکت کے روز اس کے گھر میں تھا اور اسے ہفتے کے روز دفن کیا گیا۔ حسن بن عمر نے اس لڑکے کو جسے امارت پر مقرر کیا گیا تھا، روک دیا اور اس پر اس کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ خود امر ونہی کا مالک بن گیا۔ عبدالرحمن بن سلطان ابی عنان

اپنے بھائی کی بیعت کے روز جبل ایکائی میں گیا، وہ اس سے عمر رسیدہ تھا لیکن انہوں نے اسے اس کے عم زاد مسعود بن ماسی کے مقامِ وزارت کی وجہ سے ترجیح دی تھی لہٰذا انہوں نے اسے اس کے پاس بھیجا، اس نے اس سے ملاطفت کی، اُسے امان پر اتارا اور اسے اس کے بھائی کے پاس لایا۔ حسن نے پھر اسے فاس کے ایک قصبہ میں قید کر دیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو جو سرحدوں کے اُمراء تھے، اُکسایا۔ یوں معتصم سجلماسہ سے آیا اور معتمد مراکش میں قلعہ بند ہو گیا جہاں وہ عامر بن محمد الہنتاتی کی کفالت میں تھا جسے سلطان نے اس کے متعلق وصیت کی تھی اور اسے اس کا نگران مقرر کیا تھا لہٰذا اس نے اسے پہنچنے سے روک دیا اور مراکش سے اس کے ساتھ جبل ہنتانہ میں اپنے پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اب وزیر نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں لیکن وہ وہیں پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس کے چچا سلطان ابو سالم نے مغرب کی حکومت پر قابض ہوتے وقت سے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۱۸۷

فوجوں کا مراکش کی طرف جانا اور عامر بن محمد سے لڑائی کے لیے وزیر سلیمان بن داؤد کی تیاری کی روداد

قبائل مصامدہ میں سے عامر بن محمد بن علی ھنتاتہ کا شیخ تھا، سلطان یعقوب نے اس کے باپ محمد بن علی کو ان کے ٹیکس اکٹھا کرنے پر عامل مقرر کیا تھا۔ سلطان ابوسعید نے اس کے چچا موسیٰ بن علی کو عامل مقرر کیا تھا۔ لہٰذا اس عامر نے حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی۔ یہ سلطان کے ساتھیوں میں شامل ہو کر افریقہ گیا تو سلطان نے تونس میں اسے پولیس کے احکام سپرد کیے۔ جب وہ سمندر پر سوار ہو کر مغرب کی طرف گیا تو اس نے اپنی بیویوں اور چہیتی لونڈیوں کو کشتیوں میں سوار کرایا اور انہیں عامر بن محمد کی نگرانی میں دے دیا۔ وہ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔ بعدازاں انہیں سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج کے غرق ہو جانے کی اطلاع ملی تو اس نے انہیں لمدیہ میں اس کی جگہ ٹھہرایا اور سلطان ابوعنان کی دعوت دی لہٰذا اس کے داعی نے اس کے باپ کی بیعت کو پورا کرتے ہوئے جواب نہ دیا۔ سلطان ابوعنان نے ان کے لیے اسے بلایا اور اس کی خوب پذیرائی کی پھر اس نے اُسے 754ھ میں مصامدہ کے ٹیکس پر افسر مقرر کر دیا اور اس کے لیے اُسے تلمسان سے بھیجا، یوں وہ اس دوستی سے طاقتور ہو گیا اور اس نے اس کی اچھی طرح کفایت کی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان کہا کرتا تھا کہ کاش مجھے میری مشرقی سلطنت میں کوئی ایسا آدمی ملتا جو میری اس طرح کفایت کرتا جس طرح عامر بن محمد نے میری مغرب کی جانب کفایت کی ہے۔ یوں میں آرام کرتا۔ سلطان کے ہاں اسے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے وزراء نے اس سے حسد کیا اور آخر الامر حسن بن عمر سلطان کی وزارت میں اکیلا رہ گیا، اور اس کا حسد شدت اختیار کر گیا اور وہ عداوت اور چغلی تک پہنچ گیا۔

سلطان کا چھوٹے فرزندوں کو امیر بنانا

سلطان نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے چھوٹے بیٹوں کو اپنے ملک کی عملداریوں کا والی مقرر کیا۔ اس نے اپنے بیٹے محمد المعتمد کو مراکش کا والی مقرر کیا، اس کا وزیر بنایا اور اسے عامر کی نگرانی میں دے دیا۔ اس نے اُسے اس کے متعلق وصیت کی۔ جب سلطان فوت ہو گیا تو حسن بن عمر خود مختار امیر بن گیا اور اس نے سعید کو بادشاہی کے لیے مقرر کیا۔ اس نے جہات سے بیٹوں کی آمد کی خواہش کی لہٰذا اس نے مراکش سے معتمد

کے بارے میں پیغام بھیجا تو عامر نے ان کے پاس جانے کے متعلق اس کی بات کو قبول نہیں کیا اور جبل ھنتاتہ میں اُسے اس کے قلعے میں لے گیا۔
جب حسن بن عمر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں، ان کی کمزوریوں کو دُور کیا اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر وزیر سلیمان بن داؤد کو مقرر کیا جو امارت کے قیام میں اس کا حصہ دار تھا۔ اس نے اسے محرم 760ھ میں بھیجا لہٰذا وہ تیزی کے ساتھ مراکش گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس نے عامر پر تنگی وارد کر دی اور اس سے طویل مقابلہ کیا۔ وہ اس کے قلعے میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ اسے بنی مرین کے افتراق اور ملک کے شرفاء میں سے منصور بن سلیمان کے حکومت کے خلاف خروج کرنے کی اطلاع ملی نیز یہ کہ وہ جدید شہر سے لڑائی کرنے والا ہے لہٰذا فوج اس کے اردگرد سے منتشر ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے اور وزیر سلیمان بن داؤد بھی اس کے ساتھ مل گیا۔ یوں عامر سے محاصرہ ہٹ گیا یہاں تک کہ سلطان ابو سالم نے شعبان 760ھ میں مغرب کی حکومت پر قبضہ کر لیا، اس نے عامر اور اپنے بھتیجے معتمد کو جبل سے ان کے مقام سے بلایا لہٰذا اس نے اس پر دلیری کی اور اس نے اُسے اس کے سپرد کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۱۸۸

ابو حمو کا تلمسان میں متغلب ہو جانا پھر اس سے لڑنے کے لیے فوجوں کا جانا اور اس کے شکست کھانے کا بیان

عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمر اسن کے چار بیٹے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ ان میں یوسف بڑا تھا جو خاموش طبیعت، بھلائی کے راستوں کو اختیار کرنے والا اور زمین میں اپنی بڑائی کا خواہش مند نہیں تھا۔ جب اس کا بھائی عثمان تلمسان میں فوت ہوا تو اس نے اسے صفین کا گورنر مقرر کیا۔ اس کا بیٹا یوسف خاموشی، آسودگی اور اہل شر سے کنارہ کشی کرنے میں اس کے طریقوں کو قبول کرنے والا تھا۔ جب سلطان ابو عثمان 753ھ میں ان پر متغلب ہوا تو ابو ثابت مشرق کی جانب بھاگ گیا، قبائل زواودہ نے انہیں لوٹ لیا اور انہیں گھوڑوں سے اتار کر پیدل چلایا تو وہ اپنے قدموں پر دوڑنے لگے۔ ابو ثابت اور ابو زیان جو اس کے بھائی ابو سعید کا بیٹا تھا اور موسیٰ جو اس کے بھائی یوسف کا بیٹا تھا اور ان کا وزیر یحییٰ بن داؤد، یہ سب اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک جانب ہو گئے اور ان کے طریق کو چھوڑ کر دوسرے طریق پر چلنے لگے۔ اس نے ابو ثابت اور یحییٰ بن داؤد اور محمد بن عثمان کو گرفتار کر لیا اور موسیٰ، تونس کی طرف چلا گیا، وہ حاجب محمد بن تافراکین اور اس کے سلطان کے ہاں اترا جہاں اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اس نے انہیں اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ پناہ دی جو ان کے پاس چلی گئی تھی۔ انہوں نے ان کے بڑے اچھے وظائف مقرر کر دیئے۔ اس دوران سلطان ابو عثمان نے ان کے بارے میں ابن تافراکین کو پیغام بھیجا تو اس نے ان کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور علانیہ انہیں سلطان کے خلاف پناہ دی۔

تونس پر سلطان کا حملہ

جب سلطان کی فوجوں نے تونس پر قبضہ کیا اور وہاں کا سلطان ابو اسحٰق ابراہیم ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ فرار ہو گیا تو یہ موسیٰ بن یوسف اس کے ساتھیوں میں شامل ہو کر نکلا۔ جب سلطان مغرب کی طرف واپس آیا تو مولیٰ ابو اسحٰق ابراہیم ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ، اس کے بھتیجے مولیٰ ابو زید حاکم قسطنطینہ نے یعقوب بن علی اور اس کی زواودہ قوم کے ساتھ قسطنطینہ سے لڑائی کرنے اور اسے واپس لینے کا قصد کیا۔ ان کے ساتھیوں میں سے یہ

موسیٰ بن یوسف بھی اپنی زناتہ قوم کے ان لوگوں کے ساتھ، جو اس کے پاس موجود تھے، اس میں موجود تھا۔ جب سے بنو عبدالواد نے سلطان ابو عنان کو مغلوب کیا تھا اس وقت سے زغبہ کے بنو عامر سلطان ابو عنان کے باغی تھے۔ ان کا امیر صغیر بن عامر بن ابراہیم تھا جو اپنی قوم کے ساتھ افریقہ چلا گیا تھا۔ بہر حال یہ یعقوب بن علی کے ہاں اترے اور اپنی سواریوں اور خیموں کے ساتھ اس کے پڑوس میں رہنے لگے لہٰذا جب وہ قسنطینہ کو فتح نہ کر سکنے کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئے تو صغیر نے اپنی قوم کے ساتھ صحرائے مغرب میں اپنے وطن واپس جانے کا عزم کر لیا۔ انہوں نے اس موسیٰ بن یوسف کو بھی اپنے ساتھ سفر کرنے کے لیے بلایا تا کہ اسے امیر مقرر کریں اور اس کے ساتھ تلمسان پر چڑھائی کریں۔ اسی لیے موحدین نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وقت کے مطابق اور باوجود سفر میں ہونے کے مقدور بھر اس کی اعانت کی مثلاً اسے آلہ اور خیمے دیئے اور یہ بنی عامر کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس نے صولہ بن یعقوب بن علی اور زیان بن عثمان بن سباع جو زواودہ کے اُمراء تھے اور صفار بن عیسیٰ کے ساتھ، سعید کے خیموں میں جو ریاح کا ایک بطن ہے، کوچ کیا۔ یہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے تا کہ اس کے نواح میں فساد کریں۔ ان کے سوید کے سرداروں نے ان کے لئے سلطان اور حکومت کے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور تلمسان کی جانب لڑائی ہوئی جس میں سوید کو شکست ہوئی اور ان کا سب سے بڑا سردار عثمان بن ونزمار ہلاک ہو گیا۔ اس دوران میں سلطان بھی فوت ہو گیا۔ جب غرب میں سلطان کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ تیزی کے ساتھ تلمسان آئے اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

اب حسن بن عمر نے تلمسان پر حملے کے لیے فوج تیار کی اس پر اور وہاں جو محافظ موجود تھے، ان پر سعید بن موسیٰ الحبیبی کو سالار مقرر کیا جو سلطان کا پروردہ تھا۔ اس نے اُسے تلمسان کی طرف بھیجا اور اس کے مددگاروں میں احمد بن مری بھی اپنی عملداری کی طرف جاتا ہوا چلا۔ اس سے قبل اس نے اس سے حسن سلوک کیا تھا اور اسے خلعت اور سواری دی تھی۔ سعید بن موسیٰ اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور صفر 760ھ میں وہاں اترا۔ بنی عامر کی فوجوں اور ان کے سلطان ابو حمو موسیٰ بن یوسف نے اس پر چڑھائی کی اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں شہر میں روک دیا پھر ان سے کئی روز تک لڑائی کی اور ربیع الاول کی چند راتیں گزرنے کے بعد تلمسان میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے جو فوج وہاں موجود تھی، اس کی بیخ کنی کر دی اور ان کے کپڑوں اور غنیمت سے ان کے ہاتھ بھر گئے۔ سعید بن موسیٰ ابن سلطان کے ساتھ صغیر بن عامر کے خیمہ میں چلا گیا تو اس نے اسے اور اس کی قوم کے ان لوگوں کو جو اس کے پیچھے آئے، پناہ دی۔ اس نے بنی عامر کے جوانوں کو بھیجا جو اس کے آگے آگے اس کا راستہ بناتے جاتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اپنی حکومت کے دارالخلافے میں اس کے مامن تک پہنچا دیا۔ یوں ابو حمو نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس ہدیہ کو مختص کر لیا جو اس نے امانت خانے میں پایا تھا۔ اسے سلطان باقی چھوڑ گیا تھا، اس نے اُسے حاکم برشلونہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کی طرف اپنے اصیل گھوڑوں میں سے سواری کے لیے ایک سیاہ گھوڑا اور دو سنہری قیمتی لگامیں بھیجیں۔ ابو حمو نے اس گھوڑے کو اپنی سواری کے لیے رکھ لیا اور ہدیہ کو اپنے مصارف میں خرچ کر لیا۔

☆☆☆

باب: ۱۸۹

تلمسان پر وزیر مسعود بن ماسی کا دھاوا بول کر اس پر قبضہ کرنا، پھر اس کی بغاوت اور اس کی جگہ سلیمان بن منصور کے والی بننے کی روداد

جب وزیر حسن بن عمر کو تلمسان اور اس پر ابو حمو کے قبضے کی خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کے مشائخ کو جمع کیا اور انہیں تلمسان کی طرف جانے کا

حکم دیا۔ انہوں نے خود جانے سے انکار کر دیا اور فوجوں کی تیاری کا مشورہ دیا۔ تاہم انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ سب کے سب جائیں گے لہٰذا اس نے عطیات کا رجسٹر کھولا، اور اموال تقسیم کیے، قیمتی انعامات دیئے، کمزوریوں کو دور کیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے پھر ان پر مسعود بن رحو بن ماسی کو سالار مقرر کیا، اس کے ساتھ مال لدوایا اُسے آلہ دیا اور وہ جھنڈوں اور فوجوں کے ساتھ چلا۔ اس کے ساتھ منصور بن سلیمان بن منصور ابی مالک بن یعقوب بن عبدالحق بھی تھا۔ اس وقت لوگ یہ جھوٹی خبر اڑا رہے تھے کہ سلطان مغرب ابوعنان کی وفات کے بعد اس تک پہنچنے والا ہے۔ یہ بات اتنی زبانِ زدِ عوام ہوگئی کہ اسے داستان سراؤں اور ساتھیوں نے بیان کیا جس کی وجہ سے منصور کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوگیا۔ وہ وزیر حسن کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کی شکایت کی، اس نے اسے اس وسوسہ کے سلسلے میں سوچنے کے متعلق ایسی ڈانٹ پلائی جو سیاست سے خالی تھی لہٰذا وہ رک گیا۔ میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا، مجھے اس کی عاجزی اور انکساری پر رحم آیا۔ وزیر مسعود تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابوحمو تلمسان کو چھوڑ گیا۔ ربیع الثانی میں مسعود اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہوگیا۔ ابوحمو صحرا کی طرف چلا گیا۔ زغبہ اور معقل کی عرب فوجوں نے اس پر اتفاق کر لیا پھر بنی مرین مغرب کی طرف چلے گئے اور اپنی سواریوں اور خیموں کے ساتھ انکاذ میں اترے۔

رحو کی لڑائی

اس کے بعد مسعود بن رحو نے اپنے سپاہیوں کی فوج ان کی طرف بھیجی جس میں سے اس نے بنی مرین کے امراء اور مشائخ کو منتخب کر دیا۔ اس نے ان پر عامر کو سالار مقرر کیا جو اس کے چچا عبو بن ماسی کا بیٹا تھا۔ اس نے ان کو بھیجا لہٰذا وہ وجدہ کے میدان میں اس کی طرف بڑھے۔ عربوں نے بڑی بے جگری سے حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان کی چھاؤنی لوٹ لی گئی۔ ان کے مشائخ بھی لٹ گئے، وہ اپنے گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے اور وجدہ کی طرف برہنہ حالت میں آئے۔ یہ خبر تلمسان میں بنی مرین کو پہنچی جن کے دلوں میں وزیر کی سختی اور ان کے سلطان کو روکنے کی وجہ سے بیزاری پائی جاتی تھی، وہ حکومت کی تاک میں تھے لہٰذا جب خبر پہنچی اور لوگ اس کے لیے گدھوں کی طرف بھاگنے لگے تو ان میں سے کچھ لوگ الگ ہو کر شہر کے میدان میں مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے یعیش بن علی بن ابی زیان بن سلطان ابی یعقوب کی بیعت پر اتفاق کر لیا لہٰذا انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ یہ خبر وزیر مسعود بن رحو تک پہنچی جسے سلطان منصور بن سلیمان نے بیعت پر مجبور کیا تھا، اس کے ساتھ بنی احمر کے رئیس ابکم اور نصاریٰ کی فوج کے قائد القہر دور نے بھی بیعت کی۔ اب لوگ ہر سمت سے اس کے پاس آئے۔ بنی مرین کے سرداروں نے یہ خبر سنی تو وہ ہر جانب سے اس کی طرف دوڑ پڑے یعیش بن ابی زیان سیدھا چلا گیا اور سمندر پر سوار ہو کر اندلس چلا گیا۔ یوں امارت منصور بن سلیمان کے لیے پکی ہوگئی اور بنی مرین نے اس کی بات کو برداشت کیا۔ وہ تلمسان سے ان کے ساتھ مغرب جانے کے لیے کوچ کر گیا۔ راستے میں انہیں عرب فوجوں نے روکا تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا، اب ان کی سواریوں اور کپڑوں سے ان کے ہاتھ بھر گئے اور وہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے۔ وہ 15 جمادی الآخر کو سبو میں اترے۔ حسن بن عمر کو خبر پہنچی تو شہر کے میدان میں اس کے پڑاؤ میں حرکت پیدا ہوگئی، سلطان نے آلہ اور تیاری کے ساتھ اسے نکالا اور اسے اپنے خیمے میں اتارا۔ جب رات ہوگئی تو سردار اس سے الگ ہو کر سلطان منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے۔ اس نے خیمے کے اردگرد شمعیں اور آگ روشن کر دی۔ اس نے پھر موالی اور سپاہیوں کو اکٹھا کیا، سلطان کو سواری دی، اس کے محل کی طرف گیا اور جدید شہر میں رک گیا۔ صبح کو منصور بن سلیمان نے تیاری کے ساتھ کوچ کیا اور 22 جمادی الآخر کو کدیۃ العرائس میں اترا جہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہوگیا۔ صبح کو اس نے لڑائی شروع کر دی۔ اس نے اس کے تاوان روک دیئے لیکن اس دن وہ اسے فتح نہ کر سکا پھر اس نے محاصرے کے لیے آلات تیار کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اس دوران بیعت کے لیے شہروں کے وفد مغرب میں اس کے پاس آئے، اس کے ساتھ بنی مرین کے وہ دستے بھی مل گئے جو مراکش میں وزیر بن سلیمان بن داؤد کے ساتھ عامر کے محاصرے کے لئے رکے ہوئے تھے۔ لہٰذا اس نے اُسے وزیر بنا لیا اور سلطان ابوعنان کے وزیر عبداللہ بن علی کو سبتہ کے قید خانے سے رہا کر دیا، اب وہ اس کے ساتھ خالص ہوگیا جیسے سونا پگھلنے کے بعد خالص ہو جاتا ہے۔ منصور بن سلیمان نے دوسرے قیدیوں کے چھوڑنے کا بھی حکم دیا لہٰذا بجایہ اور قسطنطینہ کے جو بڑے لوگ وہاں موجود تھے وہ بھی نکل گئے جو اس وقت سے وہاں قید تھے جب سلطان ابوعنان نے ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔ وہ واپس اپنے مواطن چلے گئے اور وہ صبح و شام جدید شہر سے جنگ و قتال کرنے لگا۔ اس دوران بنی مرین کی ایک

جماعت اس سے الگ ہو کر وزیر حسن بن عمر کے پاس چلی گئی اور دوسرے اپنے اپنے شہروں میں چلے گئے، انہوں نے اس کی امارت کے انجام کو دیکھتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ وہ ماہ شعبان تک اسی حالت میں رہا۔ سلطان ابو سالم کے مغرب میں اپنے اسلاف کی حکومت کے لیے آنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۱۹۰

جبال غمارہ میں مولیٰ ابو سالم کی آمد اور مغرب پر اس کا قبضہ کر لینا اور مسعود بن سلیمان کے مرنے کا بیان

سلطان ابو سالم اپنے باپ کے مرنے، اندلس میں ٹھہرنے، سوس میں امارت کی طلب میں ابو الفضل کے خروج کرنے پھر سلطان ابو عنان کے اس پر فتح پانے اور اس کے مرنے کے بعد جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، پُر سکون ہو گیا تھا۔ سلطانِ اندلس ابو الحجاج 755ھ میں عید الفطر کے روز عید گاہ میں فوت ہوا اسے اسود مدسوس نے نیزہ مارا تھا، وہ اس کے بھائی محمد کی طرف ان کے محل کی بعض لونڈیوں کو منسوب کرتا تھا۔ انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو امیر بننے کے لیے مقرر کیا تو اس کے غلام رضوان نے اسے روکا، اس نے اس پر زیادتی کی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں سلطان ابو عنان کو قوت حاصل تھی اور وہ اندلس کی حکومت کی امید رکھتا تھا۔ جب 757ھ میں اس پر بیماری کا حملہ ہوا تو اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اس کی طرف اپنے گھریلو طبیب ابراہیم بن زرزور الزمی کو بھیجیں، اس نے اس یہودی سے بچاؤ اختیار کیا، معذرت کی تو انہوں نے اسے واپس کر دیا تب سلطان نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

مشائخ اور وزیر مارے گئے

جب وہ قسطنطینہ اور افریقہ کو فتح کر کے فاس پہنچا تو اس نے اپنے وزیر اور مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں نا کردہ گناہوں کی وجہ سے قتل کر دیا کہ انہوں نے سلطان اور اس کے حاجب کو جلدی سے مبارک باد نہیں دی تھی۔ یوں ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا۔ وہ سب کے سب طاغیہ بطرہ بن اذفونش حاکم قشتالہ کے پاس اس کے باپ الہنشہ کی وفات کے وقت سے جمع ہوئے تھے جو 751ھ میں جبل الفتح میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ابو الحجاج کی وفات پر رضوان نے حکومت سے سرکشی اختیار کر لی اور وہ اس کا قصد کیے ہوئے تھے۔ بظاہر وہ مسلمانوں کو ان کے دشمن کے ساتھ مصالحت کی مہلت دے رہا تھا سلطان ابو عنان اس بات کو ان کے خلاف سمجھتا تھا کیونکہ اسے علم ہو گیا تھا کہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑوں سے ان کو مدد دے اور وہ اسے ان کے پاس جانے سے روکیں۔ طاغیہ بطرہ اور قمص برشلونہ کے درمیان لڑائی برپا تھی جس میں ان کے کئی ہم مذہب ہلاک ہو گئے تھے لہٰذا سلطان نے اپنے ارادے کو قمص برشلونہ کی طرف پھیر دیا اور اس سے ابن اذفونش کے خلاف معاہدہ کرنے کے لیے گفتگو کی۔

آبنائے طارق میں بحری بیڑوں کا جمع ہونا

یوں مسلمانوں کے بحری بیڑے اور قمص کے نصاریٰ کے بحری بیڑے آبنائے طارق میں اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اس کے لیے جگہ اور وقت مقرر کیا۔ سلطان نے اسے نہایت قیمتی تحفہ دیا جس میں مغرب کا متاع، گھریلو سامان، مصنوعی سنہری مرکب اور اصیل گھوڑے شامل تھے۔ یہ چیزیں

تلمسان پہنچیں لیکن وہ ان کے اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی مولیٰ ابو سالم نے اپنے بھائی کی حکومت کی آرزو کی، اس نے اس بارے میں اہل اندلس کی مدد کی خواہش کی کیونکہ ان کے اور اس کے بھائی کے درمیان تعلق پایا جاتا تھا۔ اسے اہل مغرب کے مددگاروں نے بلایا اور ان میں سے ایک اس کے پاس غرناطہ میں اس کے مقام پر پہنچا، اس نے رضوان سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اجازت دینے سے انکار کر دیا لہٰذا وہ برافروختہ ہو گیا اور اپنی جان پر کھیل کر قشتالہ کے بادشاہ کے پاس چلا گیا تا کہ وہ اسے مغرب کی طرف جانے کے لیے اپنا بحری بیڑہ دے دے تو اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے بحری بیڑے میں مراکش کی طرف بھیجا تو عامر اسے قبول کرنے سے رکا کیونکہ اس سے سلیمان بن داؤد کے دار الخلافے کا محاصرہ ہوتا تھا اور اس پر تنگی وارد ہوتی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا وہ الٹے پاؤں واپس آ گیا۔ جب طنجہ اور بلادِ غمارہ کے سامنے آیا تو اس نے اپنے آپ کو ان کے سامنے ڈال دیا اور ان کے علاقے کے چوڑے پتھروں میں اترا۔ پھر ان کے قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے اور ہر جانب سے اس کی طرف امڈ پڑے۔ انہوں نے موت پر اس کی بیعت کی اور اس نے سبتہ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا جہاں ان دنوں حاکم قسطنطینہ سلطان ابو العباس بن ابی حفص موجود تھا۔ وہ سبتہ سے اپنی قید سے نکل کر وہاں چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔ اب مولیٰ ابو سالم نے اسے اپنی صحبت، دوستی اور اپنے اس سفر میں ٹھہرنے کے لیے چن لیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس نے طنجہ میں حسن بن یوسف الورتاجنی، سپاہیوں کے رجسٹر کے کاتب ابو الحسن بن علی بن السعو داور شریف ابو القاسم تلمسانی کو پایا۔ منصور بن سلیمان کو ان کے متعلق شبہ تھا لہٰذا اس نے ان پر وزیر حسن بن عمر کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگائی جو جدید شہر میں اس کے مکان میں کی گئی تھی پھر اس نے انکو اپنے پڑاؤ سے اندلس کی طرف بھیج دیا اور یہ امیر ابو سالم کو طنجہ پر قبضہ کرنے کے وقت ملے لہٰذا وہ اس کی حکومت میں پہنچ گئے اور اس نے حسن بن یوسف کو وزیر بنایا۔ اس نے پھر اپنی علامت کے لیے ابو الحسن علی بن السعود کو کاتب بنایا اور شریف کو ہم نشینی اور ہم رکابی کے لیے مختص کیا۔ یوں اندلس کی سرحدوں کے باشندوں نے اس کی دعوت کو سنبھال لیا اور جبل الفتح کا حاکم یحییٰ بن عمر اپنی موجودہ فوج کے ساتھ چلا گیا، اس طرح مولیٰ ابو سالم کا پڑاؤ بھی وسیع ہو گیا۔

دفاع کے لیے منصور بن سلیمان کی تیاری

جب جدید شہر کے باغی منصور بن سلیمان کے پاس یہ خبر پہنچی تو اس نے اس کے دفاع کے لیے اپنی فوج تیار کی اور اس پر اپنے دونوں بھائیوں عیسیٰ اور طلحہ کو سالار مقرر کیا۔ اس نے انہیں قصر کتامہ میں اتارا اور انہوں نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی۔ اس نے جبل میں پناہ لے لی۔ حسن بن عمر نے دیواروں کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنے میں جلدی کی تو اس نے اپنی اطاعت اسے بھیج دی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دار الخلافے پر اسے قبضہ دلائے گا۔ اس نے مولیٰ ابو سالم کے ایک ساتھی مسعود بن رحو بن ماسی جو منصور کا وزیر تھا، کے ساتھ سلطان کے پاس جانے کے بارے میں سازش کی۔ اس نے منصور اور اس کے بیٹے علی پر تہمت لگائی تھی لہٰذا وہ الگ ہو گیا۔ اب لوگ منصور کے اردگرد سے چھٹ گئے اور اس کے بنی مرین کے مددگاروں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ پھر سواحل مغرب میں بادلیس چلا گیا اور تمام اہل فوج ان کے ساقہ میں چلے، ان کے دستے پوری طرح تیار تھے لہٰذا وہ سلطان ابو سالم کے پاس چلے گئے اور اسے اپنے دار الخلافے کی طرف لے جانے کے لیے تیار کر لیا۔ وہ وہاں سے تیزی سے چلا۔ اس دوران حسن بن عمر نے اپنی خلافت کے نویں مہینے میں اس کے سلطان سعید کو اس کی امارت سے معزول کر دیا اور اسے اس کے چچا کے سپرد کر دیا۔ اب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کی بیعت کر لی۔

سلطان جدید شہر میں داخل ہوتا ہے

سلطان جدید شہر میں 15 شعبان 760ھ کو پہنچا اور مغرب کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اب نواح کے وفود بیعتوں کے ساتھ آنے لگے۔ اس نے حسن بن عمر کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اس کے مقام سے پریشان ہونے کی وجہ سے اُسے فوجوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا۔ اس نے مسعود بن رحو

بن ماسی اور حسن بن یوسف الورتاجی کو وزیر بنایا اور اپنے باپ کے خطیب فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق کو اپنے خواص میں چنا۔ اس کتاب کے مؤلف کو اپنی مہر اور اپنی نجی تحریرات سپرد کیں۔ جب میں نے کدیۃ العرائس میں منصور بن سلیمان کے احوال کے اختلال اور امارت کو سلطان کے پاس جاتے دیکھا تو اس کے پڑاؤ سے اس کی طرف آ گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر میری طرف آیا، اس نے مجھے عزت کے مقام پر اتارا اور مجھے اپنی کتابت کے لیے چن لیا۔ یوں مغرب میں اس کی امارت منظم ہوگئی۔ سلطان کے مددگاروں نے بادیس میں منصور بن سلیمان اور اس کے بیٹے علی کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابجولاں اس کے دروازے پر لے آئے۔ اس نے انہیں بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی اور انہیں اسی سال کے شعبان میں ان کے مقتل میں لے جا کر نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے باپ کی اولاد میں سے نمائندہ بیٹوں اور رشتے داروں کو اکٹھا کیا اور انہیں اندلس کی سرحد رندہ میں واپس بھجوا دیا۔ اس نے انہیں پہرے داروں کی نگرانی میں دے دیا۔ ان میں سے اس کا بھتیجا محمد بن ابوعبدالرحمٰن غرناطہ چلا گیا جہاں وہ طاغیہ سے مل گیا اور اس کے پاس اس کے مغرب پر قبضہ کرنے تک ٹھہرا جسے ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔ باقی لوگ سلطان کی سلطنت کے پناہ دینے کے بہت مدت بعد سمندر میں غرق ہو گئے۔ اس نے انہیں کشتیوں میں سوار کروا کر مشرق کی طرف بھیجا تھا پھر انہیں غرق کر دیا۔ یوں ملک خوارج اور جھگڑا کرنے والوں سے خالی ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی۔ اس کے بعد سلطان نے مولانا سلطان ابوالعباس کی عزت افزائی کے لیے ایک جشن کیا۔



باب: ۱۹۱

والیٔ غرناطہ ابن الاحمر معزول ہوتا ہے، رضوان کے قتل کے بعد اس کے سلطان کی طرف آنے کی روداد

755ھ میں سلطان ابوالحجاج فوت ہو گیا، اس نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے محمد کو امیر مقرر کیا لیکن اس کے باپ کا غلام رضوان اس سے بے قابو ہو گیا حالانکہ اس نے اس کے چھوٹے بیٹے اسماعیل کو تربیت دی تھی کیونکہ اس نے اس کے ماں باپ کو اپنی محبت دی تھی لہٰذا جب انہوں نے اس کی امارت سے اعراض کیا تو انہوں نے اسے اپنے ایک محل میں چھپا دیا۔ اس کی اپنے عم زاد محمد بن اسماعیل ابن الرئیس ابی سعید سے رشتہ داری تھی اور وہ اسے خفیہ طور پر حکومت میں موقع ملنے پر اپنی امارت کی قیام کی دعوت دیتا تھا۔ لہٰذا جب سلطان اپنے باغات کی ایک سیر گاہ کی طرف نکل گیا تو وہ 27 رمضان 760ھ کو بعض اوباشوں کے ساتھ جنہیں اس نے کھانے پر بلایا تھا، الحمراء کی دیوار پر چڑھ گیا، حاجب رضوان کے گھر میں داخل ہو کر اسے اس کی بیویوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں قتل کر دیا۔ انہوں نے اسماعیل کا گھوڑا اس کے قریب کیا تو وہ سوار ہو گیا لہٰذا انہوں نے اسے محل میں داخل کر دیا اور اس کی بیعت کا اعلان کر دیا۔ اب الحمراء کی فصیل پر اپنے ڈھول بجائے اور سلطان اپنی سیر گاہ سے اپنے حاجب رضوان کے قتل کے بعد وادی آش کی طرف بھاگ گیا۔ جب سلطان مولیٰ ابوسالم کو اطلاع ملی تو وہ رضوان کی ہلاکت سے غضب ناک ہو گیا۔ سلطان نے ان کی گذشتہ پناہ کا لحاظ کرتے ہوئے خلعت دیا اور اسی وقت اپنے ہم نشینوں میں سے ابوالقاسم شریف کو با اختیار بنانے کے لیے بھیجا لہٰذا وہ اندلس پہنچا اور اس نے ارباب حکومت سے مخلوع کے وادی آش سے مغرب کی طرف جانے کا معاہدہ کیا۔ اس نے پھر وزیر کاتب ابوعبداللہ خطیب کو ان کی قید سے رہا کروا دیا۔ جسے انہوں نے اپنی امارت کے آغاز میں قید کیا تھا کیونکہ وہ حاجب رضوان کا نائب اور مخلوع کی حکومت کا رکن تھا۔ لہٰذا مولیٰ ابوسالم نے انہیں اس کے رہا کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے رہا کر دیا۔ ایلچی ابوالقاسم شریف اس کے سلطان مخلوع سے مغرب کی طرف جانے کے لیے وادی

آش میں ملا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں چلا گیا۔ اس کے بعد فاس میں سلطان کے پاس آیا، اس نے اس کی آمد کو بڑی بات قرار دیا اور اس کی ملاقات کو سوار ہو کر گیا۔ وہ اسکے ساتھ اپنی قومی اسمبلی میں آیا اور اس نے اس کے لیے جشن کیا۔ اس بات نے مشائخ اور صاحب شرف لوگوں کو ناراض کر دیا۔ اس کے وزیر ابن الخطیب نے کھڑے ہو کر اپنا شاندار قصیدہ سلطان کو سنایا جس میں وہ اس سے اپنی امارت کے لیے اس کی مدد مانگتا تھا۔ اس نے اس انداز سے اس سے مہربانی اور رحم طلب کیا جس نے لوگوں کو رحمت و شفقت سے رُلا دیا قصیدے کی عبارت یہ ہے:

قصیدہ

اے میرے دو دوستو! دریافت کرو، کیا اس کے پاس کوئی یاد کی دوات ہے اور کیا وادی میں گھاس سرسبز ہے۔ کیا پھولوں کی خوشبو پھیل گئی ہے۔ اور کیا جو گھر موڑ پر واقع ہے اُسے موسم بہار کی پہلی صبح صبح پہنچی ہے جس کے نشانات تو ہم اور ذکر کے سوا مٹ چکے ہیں۔ میرے ملک نے اپنے اطراف سمیت عشق میں لپٹے ہوئے شخص کی خدمت کی ہے اور زندگی خوبصورت لمبے بالوں والی چیز ہے۔ میرے ماحول نے میرے گھونسلے کے دونوں بازوؤں کی پرورش کی ہے لیکن اب میری یہ حالت ہے کہ نہ میرا کوئی بازو ہے اور نہ گھونسلہ۔ لیکن اس دنیا کی متاع قلیل ہے اور اس کی لذت ہمیشہ دگرگوں ہوتی رہتی ہے، اس نے مجھے بھی اپنے قرب سے مشقت میں ڈال دیا ہے۔ اس کا ایک دن ہمارے ہاں کے ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے۔ ہماری ہر پسلی میں آگ کا ایک شعلہ روشن ہے۔ جدائی کے نادیدہ ہاتھ نے اشکوں کے موتیوں کو بکھیر دیا ہے۔ جدائی کے بہت سے غم ہوتے ہیں جن سے سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔ ہم شام کو سرور کی نہر پر روئے تو اس کے بعد یہ نہر غمگین ہو گئی۔ میں نے ہودہ میں بیٹھی ہوئی خواتین سے کہا جب کہ شب روی نے انہیں محتاج کر دیا تھا تو حدی خوان نے انہیں تسلی دی لیکن ڈانٹ نے انہیں گھبرا دیا، ذرا نرمی اختیار کرو کیونکہ ہر تنگی کے بعد آسائش ہوتی ہے اور اللہ کے وعدے کے پورا ہونے سے خوش ہو جا کہ اب تنگی چلی گئی ہے۔ اگر زمانہ بزدلی اختیار کرے تو عقل بزدلی نہیں کیا کرتی اور اگر لوگ چھوڑ جائیں تو صبر تجھے نہیں چھوڑتا۔ اگر مجھ جیسے تجربہ کار سے مصائب مقابلہ کریں تو تلخ و شیریں اس کے ہاں برابر ہوتے ہیں۔ انہوں نے سیدھی لکڑی کو دانت سے کاٹ کر اس کی سختی اور نرمی معلوم کی ہے۔ اس کا عزم ہندی تلوار کی طرح موثر ہے۔ تو نے بیضا میں میرا گھر مقرر کر دیا لیکن وہاں نہ سواریاں اور نہ لگامیں آئیں۔ ہم نے ابراہیم کو اپنے ہموم کے برابر ڈانٹا۔ اور جب ہم نے اس کے چہرے کو دیکھا تو ڈانٹ درست معلوم ہوئی۔ سواروں نے اس کی اچھی باتوں کو روایت کیا ہے اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو خبر نے حقیقت کی تصدیق کر دی۔ اس کے مزے کی شیرینی سمندر کو تلخی کو دور کر دیتی ہے۔ اور کبھی اس کی جزر نے مد کا تعاقب نہیں کیا، وہ ایسی لڑائی کرتا ہے جس کے خوف سے ہلاکت ڈرتی ہے۔ اس کے سخت دامنوں میں دوشیزہ تبختر سے چلتی ہے۔ سب لوگوں نے اس کی اطاعت کی حتیٰ کہ ٹیلوں کی چوٹیوں پر جانوروں نے بھی اس کی اطاعت کی۔
اے بادشاہ کے آقا! ہم نے دوری کے باوجود تیرا قصد کیا ہے تا کہ زمانے نے تیرے آدمی پر جو ظلم کیا ہے تو اس کے بارے میں ہم سے انصاف کرے۔ ہم نے تیرے ذریعے زمانے کو زیادتی سے روکا ہے۔ حالانکہ ہم نے اس کے ظلم اور کبر کو دیکھا ہے۔ ہم نے اس کی بزرگی کی پناہ لی ہے پس ہلاکت چلی گئی۔ ہم نے اس عزت کی پناہ لی تو شر شکست کھا گیا۔ جب ہم سمندر کے پاس آئے تو ہم اس کی موجوں سے خوفزدہ ہونے لگے۔ لیکن ہم نے تیری بے شمار بخشش کا ذکر کیا تو سمندر حقیر ہو گیا۔ جو شخص تیری عظیم خلافت کے قریب نہ رہے تو اس کا اشارہ لغو اور اس کا عرفان جالا کی ہے۔ تیری تعریف ہی مدح کو صحیح راہ دکھاتی ہے جب کہ تجھ سے کمتر آدمی کے اوصاف میں شعر راہ سے بھٹک جاتے ہیں، تجھے مسلمانوں کے دل نے پکار اخلاص دکھایا لہٰذا ان کا سر و جبر اللہ کے لیے اچھا ہو گیا۔
انہوں نے عاجزی سے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے تو اللہ نے انہیں کہا، کہ اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے، اس نے تیری بیعت کے ذریعے انہیں نعمتیں عطا کیں اور انہیں خوش قسمتی حاصل ہو گئی۔ اس طرح سرحد کے اگلے دانت ہنسنے لگے حالانکہ جو تکلیف انہیں پہنچی تھی اس میں کمی نہ ہوئی تھی۔ نے صلح کے ساتھ شہروں اور اس کے باشندوں کو امن دیا لہٰذا نہ کوئی ظلم، زیادتی کرتا ہے اور نہ ڈر، مخالفت کرتا ہے۔ تیرے باپ مولانا نے صاف صاف کہا تھا کہ اس کی اولاد میں ایک نیک لڑکا ہو گا اور تو ہی اس کے فوراً بعد خلافت کا حق رکھتا تھا لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور نے دارالخلافت کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا جو ایک زمانہ تک ٹھہرے رہے جہاں چاند ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ پھر اللہ نے تیرا حق واپس کر دیا۔ جب

اس نے یہ فیصلہ کیا کہ تو نعمتوں کو اوڑھ لے اور پردوں کو لٹکا لے، یوں وہ مخلوق سے نرمی کر کے حکومت کو تیرے پاس لے آیا حالانکہ وہ سب امامت کے رکن کو کھو چکے تھے اور مجبور ہو گئے تھے۔ اس نے پھر آزمائش سے تیری عزت، رفعت اور اجر میں اضافہ کر دیا۔ اگر پگھلانا نہ ہوتا تو سونے کی پہچان نہ ہوتی، اب جب ہلاکتیں آتی ہیں تو تجھے ہی آواز دی جاتی ہے۔ جب بارش نہیں ہوتی تو تجھ سے ہی امید کی جاتی ہے۔ جب زمانہ اپنے حکم سے ظلم کرتا ہے تو امر و نہی، خرابی اور درستی تیرے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ یہ ابن نصر جب تیرے پاس آیا تھا تو پر شکستہ تھا اور تیرے اشراف سے مدد مانگتا تھا۔ وہ مسافر تھا اور تجھ سے اس امر کی امید رکھتا تھا جس کا تو اہل ہے۔ تو فخر کرنا چاہتا تھا تو اب فخر تیرے پاس آ چکا ہے۔ اے امیر المومنین! دوبارہ پختہ بیعت لے کیونکہ عہد شکنی نے اس کی گرہ کھول دی ہے۔ تیرے جیسا شخص غیر قوم کے آدمی کا لحاظ کرتا ہے۔ جو بھی آل مرین کو پکارتا ہے اس کے پاس عزت اور مدد آ جاتی ہے۔ اے امام برحق! حق کا بدلہ لے اور جو کچھ تو کرے گا اس کے ضمن میں عزت اور اجر ملے گا۔ اے حق کے حمایتی! تو ہی اس کا اہل ہے لہٰذا تو حق کے ساتھ کھڑا ہو۔ زید اور عمر سے کوئی امید نہیں کی جاتی، اگر کہا جائے کہ تیرے مالک کا مال بہت ہے اور یہ تیری فوج کا بہت بڑا لشکر ہے تو تیرے ذریعے ہی زیادتی کرنے والے کو روکا جاتا ہے۔ تیرے ذریعے ہی ہدایت زندہ ہوتی ہے۔ جس چیز کو کفر نے گرا دیا ہے تیرے ذریعے اسلام اسے تعمیر کرتا ہے، اب اسے دوبارہ اس کے وطن کی طرف بھیج اور اسے اپنی اپنی نعمتیں دے جن کا کوئی شمار نہیں ہے۔ لوگوں کے دلوں کو جلدی سے ٹھیک کر کیونکہ تیرے غلبے اور دباؤ نے انہیں توڑ دیا ہے۔ اب وہ تیرے فعل کو دیکھ رہے ہیں اور تیرا سیدھا ہاتھ ان سے جو چاہتا ہے، اس کے بعد کوئی خسارہ نہیں، تیرا مقصد آسان ہے جس کی کفالت تجھے بے عزت نہیں کرتی، سوائے اس کے کہ اسے بلندیوں پر رکاوٹ پیش آ جاتی ہے۔ عمر ایک اپنی مستعار زینت ہے جسے واپس کیا جائے گا لیکن اصل عمر ثنا ہے۔ جو شخص فنا ہونے والی چیز کو ہمیشہ رہنے والی چیز کے بدلے فروخت کر دے، اس کی کوشش کامیاب اور اس کی تجارت فائدہ بخش ہے۔ اے بلندیوں کے مالک! جو کچھ تو باقی چھوڑے گا اس کے سوا پوری قوت والے اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے ہیں یا پھر سرخ اور زرد رنگ کے گھوڑے ہیں جن کے داغ واضح ہیں، ان کے جسم، سونا اور تانگیں ہوتی ہیں۔ مرین کے معزز لوگوں نے واقعی خوش کیا جن کے عمامے تلواریں اور عادات گندم گوں نیزے ہیں، ان پر لوہے کی زرہیں ہیں جن کی اطراف سے بڑے بڑے لشکر داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر کسی مصیبت کے دور کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو کوئی اتار چڑھاؤ مشکل نہیں رہتا۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ سب کچھ عطا کرتے ہیں لیکن اگر جھگڑا کیا جائے تو حملہ کرتے ہیں۔ اگر وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں اور اگر معاہدہ کریں تو اسے سچ کر دکھاتے ہیں۔ اگر وہ کسی کی آواز سنیں تو معزز جانوں کے ساتھ پہنچتے ہیں جن کی کھوپڑیوں پر مخلوق سے نیکی کرنا فرض ہوتا ہے۔ اگر ان کی مدح کی جائے تو وہ راحت محسوس کر کے خوشی سے جھومتے ہیں گویا وہ نشے میں ہیں جن کی تلواروں میں شراب چلتی ہے۔ ان کے سینے نیزوں کے درمیان مسکراتے ہیں جیسے درخت کی لکڑیوں کے درمیان پھول مسکراتے ہیں۔ اے میرے آقا! میری سوچ کم ہو گئی ہے اور میری طبیعت بھی بدل گئی ہے لہٰذا میرا یقین اور سوچ طبعی نہیں۔ اگر تیری مہربانی نہ ہوتی جس سے تو نے مجھے پایا اور زندہ کیا ہے اس کے پاس میرا کوئی نام و نشان نہ ہوتا، تو نے مجھ سے کھوئی ہوئی چیزوں کو موجود کر دیا ہے۔ تو نے ایسے مردے کو زندہ کیا ہے جس کے اعضاء کو قبر نے سمیٹ لیا تھا۔ تو نے ایسے فضل سے آغاز کیا جس کی عظمت کے باعث میں اس کا اہل نہ تھا لہٰذا لطف اور انشراح صدر حاصل ہو گیا تو نے بڑی بڑی نعمتیں میرے گلے میں ڈال دیں جن کے بارے میں میرے تعریف اور شکر کم ہے۔ تو احسانات کی تکمیل کا ضامن ہے یہاں تک کہ عزت، جاہ اور وقار واپس آ جائے۔ وہ ذات جس نے اپنی رحمت سے تیرا مقام بلند کیا ہے، تجھے جزا دے۔ جس کے ذریعے تو قیدی کو چھڑاتا ہے اور مضطر تسلی پاتا ہے۔ جب مدح سے تیری ثنا کرتے ہیں لیکن ریت اور بارش کے قطرے کہاں شمار ہو سکتے ہیں، ہم تو اپنی استطاعت کے مطابق تعریف کرتے ہیں اور جو کوشش کرتا ہے اسے عذر کا حق بھی ہوتا ہے۔

پھر اس کے بعد مجلس برخواست ہو گئی اور ابن الاحمر اپنے ٹھکانے کی طرف چلا گیا، اس کے لیے پھر محلات میں فرش بچھائے گئے، سنہری زینوں کے ساتھ گھوڑے اس کے قریب ہوئے اور اس نے اس کی طرف قیمتی چادریں بھیجیں پھر اس کے لیے اور اس کے معلوجی موالی اور تربیت یافتہ دوستوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اس نے سواروں اور پیادوں کے ہجوم میں اس کی شاہانہ رسم کی نگرانی کی۔ اس نے سلطان کے ادب کی وجہ سے اس کے ملک کے القاب کو آلہ کے سوا ضائع نہیں کیا اور اس کے ساتھیوں میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ 763ھ میں اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

باب:۱۹۲

تادلہ میں حسن بن عمرو کی بغاوت، اس پر سلطان کا غالب آنا پھر اس کے مرنے کا بیان

جب وزیر حسن بن عمرو مراکش گیا اور وہاں ٹھہرا تو رفتہ رفتہ اس کی سلطنت اور ریاست وہاں جڑ پکڑ گئی جس سے سلطان کی مجلس کے لوگ اس سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے کوشش کی کہ سلطان اس سے بگڑ جائے، یوں آخر کار دونوں کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور وزیر بھی اس کو سمجھ گیا لہٰذا وہ اس کے مقام سے پریشان ہوگیا اور اپنے بارے میں سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہوگیا۔ وہ ماہِ صفر 761ھ میں مراکش سے نکلا اور اطاعت سے منحرف ہوکر تادلہ چلا گیا۔ وہاں جشم کے بنو جابر اسے ملے اور اس کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے اسے پناہ دے دی تو سلطان نے اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور اپنے وزیر حسن بن یوسف کو ان کا سالار مقرر کیا لہٰذا وہ تادلہ میں اترا، تو حسن بن عمرو جبل چلا گیا اور ان کے سردار حسین بن علی الوردیفی کے ساتھ وہاں قلعہ بند ہوگیا۔ لیکن فوجوں نے ان کا گھیراؤ کرلیا اور ان کی ناکہ بندی کردی۔ وزیر نے ان پر حملہ کرنے کے لیے جبل کے صناکہ باشندوں کے ساتھ سازش کی اور نہیں مال دیا لہٰذا انہوں نے ان پر حملہ کردیا اور ان کی فوج منتشر ہوگئی۔ اس نے حسن بن عمرو کو گرفتار کرلیا اور اسے سب کچھ کے ساتھ سلطان کی فوج میں لے آیا لہٰذا وزیر نے اسے قید کردیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ وہ جمعہ کے روز سلطان کے حضور پیش ہوا، سلطان خود اپنی فوج کو ملنے کے لیے شہر کے چوک میں اپنی جگہ پر سونے کے برج میں بیٹھا پھر سلطان نے حسن بن عمرو کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جو ان جمع شدہ لوگوں میں لے کر اسے پھرا۔ وہ سلطان کی نشست کے قریب ہوا تو اس نے اونٹ کے اوپر سے زمین کو چومنے کا اشارہ کیا اور سلطان سوار ہوکر اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ اب مجمع اکھڑ گیا، وہ رسوا ہوچکے تھے اور دنیا کے لیے عبرت بن گئے تھے۔ سلطان اپنے محل میں داخل ہوا اور اپنے آراستہ تخت پر بیٹھا پھر اپنے خواص اور ہم نشینوں کو بلایا۔ اسے بھی بلایا اور ڈانٹا اور اس نے جو کچھ کیا تھا اس کا اس سے اعتراف کروایا تو وہ معذرت اور انکار کرنے لگا۔

ابن خلدون بھی موقع پر موجود تھا

شرفاء اور خواص کے ساتھ میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ یہ ایک ایسا مقام تھا جس میں رحمت اور عبرت کے باعث آنکھیں اشک بار تھیں پھر سلطان کے حکم سے اسے منہ کے بل گھسیٹا گیا، اس کی ڈاڑھی نوچی گئی اور اسے ڈنڈوں سے مارا گیا۔ پھر اسے قید خانے لے جایا گیا اور قید کرنے سے چند راتوں بعد اسے شہر کے چوک میں نیزے مار مار کر قتل کردیا گیا۔ اس کے اعضاء پھر باب محروق کے پاس شہر کی فصیل پر نصب کردیے گئے، یوں وہ دوسروں کے لیے عبرت بن گیا۔

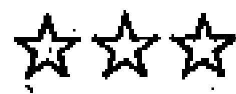
☆☆☆

باب:۱۹۳

نادر تحفوں کے ساتھ سوڈان کے وفد کی آمد اور اس میں قیمتی زرافے کی روداد

جب سلطان ابوالحسن نے سوڈان کے شاہ ملنا سلیمان بن ملنا موسیٰ کو ہدیہ بھجوایا، جس کا ذکر اس کے حالات میں آیا ہے تو اس نے بدلہ دینے کی کوشش کی اور اسے تحفے دینے کے لیے اپنے علاقے کی عجیب وغریب چیزوں کو جمع کیا اس دوران میں سلطان ابوالحسن کی وفات ہوگئی۔ اس وقت

تک ہدیہ اس کی دور دراز سرحد تک پہنچ گیا تھا۔ منسا سلیمان بھی اس کی روانگی سے قبل فوت ہو گیا اور اہل مالی میں اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا ان کے ملوک حکومت کے سلسلے میں ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے، قتل کرنے لگے اور فتنے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان میں منسا زاطہ کھڑا ہو گیا تب ان کا معاملہ اس کے لیے مرتب ہو گیا۔ اب اس نے اپنے ملک کی اطراف پر غور کیا تو اسے ہدیہ کے بارے میں بتایا گیا کہ اسے والات میں ذخیرہ کیا گیا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اسے مغرب کی حکومت میں بھجوایا جائے اور اس میں عظیم الجثہ، عجیب و غریب شکل کے زرافے کا اضافہ کیا جائے جو حیوانات سے مختلف صورت رکھتا ہو۔ وہ اس تحفے کے ساتھ اپنے علاقے سے روانہ ہوئے اور صفر 762ھ میں فاس پہنچے۔ جمعہ کا روز ان کی آمد کا دن تھا اور سلطان ان کے لیے سنہری برج میں سامنے کی نشست پر بیٹھا اور لوگوں میں منادی کی گئی کہ وہ صحرا کی طرف چلے جائیں لہٰذا وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے گئے یہاں تک کہ ان سے فضا تنگ ہو گئی۔ اس کے بعد عجیب و غریب شکل کے زرافے کو دیکھنے کے لیے اس قدر بھیڑ ہو گئی کہ لوگ ایک دوسرے پر سوار ہو گئے۔ شعراء نے مبارک باد اور مدح کے اشعار پڑھے اس کے بعد وفد سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور انہوں نے نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ پیغام رسانی کی۔ اور بتایا کہ اہل مالی کے اختلاف اور امارت کے حصول کے لیے ان کے ایک دوسرے پر حملے کرنے کے باعث ہدیے میں تاخیر ہوئی ہے۔ انہوں نے پھر معذرت کی اور اپنے سلطان کی عظمت بیان کی۔ ترجمان ان کی طرف ترجمانی کرتا جاتا تھا اور وہ دستور کے مطابق اپنی کمانوں کی تانت اتار کر اس کی تصدیق کرتے جاتے تھے۔ انہوں نے ملوک عجم کے طریق کے مطابق اپنے سروں پر مٹی ڈال کر سلطان کو سلام بھی کیا۔ اس کے بعد سلطان سوار ہو گیا اور یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ اس کی شہرت دور تک پھیل گئی اور یہ وفد سلطان کی حکومت اور اس کے وظیفے کے تحت ٹھہرا رہا۔ سلطان ان کی واپسی سے قبل فوت ہو گیا، اس کے بعد جس آدمی نے امارت سنبھالی اس نے بھی ان سے حسن سلوک کیا اور یہ مراکش کی طرف لوٹ آئے۔ وہاں سے پھر ذوی حسان کے پاس آ گئے جو سوس کے معقلی عربوں میں سے ہیں اور ان کے بلاد کے ساتھ متصل ہیں۔ وہاں سے یہ اپنے سلطان کے پاس چلے آئے۔



باب: ۱۹۴

تلمسان کی طرف سلطان کی روانگی اور اس پر قبضہ، بعد ازاں ابو زیان کی آمد اور اس کے ہمراہ موحدین کی اپنے علاقے کی طرف مراجعت کا بیان

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب 760ھ میں سلطان مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو اس وقت درعہ کا عامل عبداللہ بن مسلم زردالی تھا جو بنی عبدالواد کے اسلاف اور ابی زیان کے مددگاروں میں سے تھا۔ سلطان ابوالحسن نے اسے تلمسان پر غالب ہوتے وقت منتخب کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بعد سلطان ابوعنان نے اسے بلادِ درعہ پر عامل مقرر کیا۔ جب ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابو عنان کے خلاف جبل جمیدی میں خروج کیا تو اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا لہٰذا وہ مولیٰ ابوسالم کے بااختیار امیر بننے پر پریشان ہو گیا اور اس کے حملے سے ڈر گیا کیونکہ اس نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی ابوالفضل کی وجہ سے اس سے کینہ رکھتا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان سفر کی قرابت پائی جاتی تھی۔ اب اس نے اپنے ان دوستوں کے ساتھ جو عرب المعقل سے تھے، سازش کی، اپنے ذخائر، اموال اور خاندان کو اٹھایا اور صحرا کو طے کر کے تلمسان پہنچ گیا۔ وہ 760ھ کے آخر میں سلطان ابوحمو کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کی خوب پذیرائی کی اور اس کے پہنچتے ہی اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس نے اس پر اور اس کے مقام پر فخر کا اظہار کیا اور تدبیر اور حل و عقد کے تمام کام اس کے سپرد کر دیئے۔ اس نے بھی خوب جانفشانی سے خدمت کی اور

معقلی عربوں کو اس کے وطن سے اس کی حکومت کی رغبت، حکومت میں اس کے مقام کی عظمت اور سلطان مغرب کے خوف کی وجہ سے بلالیا کیونکہ انہوں نے یکے بعد دیگرے بنی مرین کے ساتھ اتفاق کرنے کی وجہ سے اس سے زیادتی کی تھی، لہٰذا وہ تلمسان میں ٹھہر گئے اور سب بنی عبدالواد کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

عبداللہ بن مسلم کے لیے پیغام رسانی

سلطان ابوسالم نے ابوحمو کی جانب عامل عبداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجا تو اسے اس کی طرف سے جواب نہ ملا۔ اس نے اس کے اہل وطن کے سامنے معقل کی دوستی کو پیش کیا تو وہ ان کے کام میں لگ گیا، تب سلطان نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے شہر کے میدان میں اپنا پڑاؤ بنالیا، عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں تلمسان کی طرف لڑائی کے لیے جانے کا اعلان کر دیا۔ اس نے پھر کمزوریوں کو دور کیا اور اپنے وزراء کو فوج اکٹھی کرنے کے لیے مراکش کی طرف بھیجا، لہٰذا جہات کی فوجیں آ گئیں۔ وہ جمادی الاول 761ھ کو فاس سے روانہ ہوا۔ ابوحمو نے بھی اپنی حکومت کے لوگوں، اپنی حکومت کے مددگار زناتہ اور بنی عامر اور معقل کے تمام عربوں کو سوائے عمازنہ کے، جمع کیا۔ ان کا امیر زبیر بن طلحہ سلطان کی طرف مائل تھا لہٰذا وہ تلمسان سے بھاگ گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے۔ سلطان 3 رجب کو تلمسان گیا تو ابوحمو اور اس کے ساتھی مغرب کی طرف چلے گئے اور وترمار بن عریف کے شہر کوسیف میں اترے۔ انہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا اور وترمار بن عریف اور اس کی قوم کے بنی مرین کے ساتھ دوستی رکھنے پر ناراضی کی وجہ سے جو کچھ وہاں موجود تھا، اُسے لوٹ کر لے گئے۔ وہ پھر حطاط کی طرف بھی بڑھے اور اس کے نواح میں بھی فساد برپا کیا اور انکاد کی طرف واپس لوٹ آئے۔ جب سلطان کو ان کے فساد کی اطلاع ملی تو اس نے مغرب کے معاملے کا تدارک کیا اور تلمسان پر ابوتاشفین کے اس پوتے کو عامل مقرر کیا جس نے ان کی گود میں ان کی نعمتوں کے تحت پرورش پائی تھی، اس کا نام ابوزیان محمد بن عثمان تھا اور وہ جوانی ہی میں وہ مشہور ہو چکا تھا۔ اس نے اسے تلمسان کے قصرِ قدیم میں اتارا۔ تب مشرق کے تمام زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے اس کے عم زاد، عمر بن محمد بن ابراہیم بن مکی کو اس کا وزیر بنایا اور ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے سعید بن موسیٰ بن علی بھی تھا۔ اس نے اُسے دنانیر و دراہم کے دس بوجھ دیئے اور اُسے آلہ دیا۔ اس وقت مولانا سلطان ابوالعباس کے سامنے اس کی سابقیت اور سخت مقامات سے اس کی محبت کو بیان کیا گیا لہٰذا وہ اس کی خاطر اپنی قسنطینہ کی امارت سے دستبردار ہو گیا۔ اسی طرح اس نے حاکم بجایہ مولیٰ ابوعبداللہ کو اپنے ملک بجایہ کو واپس لینے کے لیے بھجوایا۔ اس نے ان دونوں کو امیر مقرر کیا، قیمتی خلعت دیئے اور دونوں کو دو بوجھ مال دیا۔ اس نے قسنطینہ کے عامل منصور بن الحاج خلوف کو لکھا کہ وہ مولانا سلطان ابوالعباس احمد کے شہر سے دست بردار ہو جائے اور اس پر قابو دلائے۔ اس کے بعد اس کے ان اُمرء کو الوداع کہا پھر خود مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ اسی سال کے شعبان میں وہ فاس گیا لیکن ابھی اس کے قدم ٹکے بھی نہیں تھے کہ ابوزیان تلمسان سے بھاگنے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے واپس آ کر وانشریس چلا گیا۔ ابوحمو اس پر متغلب ہو گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی، لہٰذا وہ سلطان کے پاس چلا گیا اور ابوحمو تلمسان کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔ جب اس نے دوستی کے بارے میں سلطان کو پیغام بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق مصالحت کر لی۔

☆☆☆

باب: ۱۹۵

سلطان ابوسالم کے مرنے کے بعد مغرب کی حکومت پر عمر بن عبداللہ کا قابض ہونا، اس کے بعد پے در پے ملوکوں کی تعیناتی اور وفات پانے کی روداد

سلطان کی خواہش پر خطیب ابوعبداللہ بن مرزوق کو غلبہ حاصل تھا، اس کے حالات میں سے یہ بات بھی تھی کہ اس کے اسلاف شیخ ابی مدین کے پڑاؤ سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے تھے بلکہ اس کا دادا اس کی قبر کی خدمت کا نگران تھا۔ اس نے اُسے خادم بنایا اور اس کی اولاد بھی اس کی

برادری کی مسلسل نگران رہی۔ اس کا تیسرا دادا محمد، حکومت میں مشہور و معروف تھا، جب وہ فوت ہوا تو یغمراسن نے اسے قصر قدیم میں دفن کیا تا کہ اس کی قبر سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کے پڑوس میں رہے۔ اس کا یہ بیٹا احمد ابو محمد مشرق کی طرف چلا گیا اور وفات تک حرمین کے ساتھ رہا اس کے بیٹے محمد نے مشرق میں حجاز اور مصر کے درمیان پرورش پائی اور تلاش و جستجو میں کچھ چیزوں کو باندھ کر مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔ وہ امام کے لڑکوں سے علم فقہ میں بڑھ گیا۔ جب سلطان ابوالحسن نے مسجد العباد تعمیر کی تو اسے اس کی خطابت سپرد کی۔ اس نے اسے منبر پر خطبہ دیتے سنا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا اور اس کے لیے دعا کی لہٰذا وہ اس کی آنکھ کو بھلا معلوم ہوا اور اس نے اسے اپنے لیے چن لیا۔ اس نے اسے اپنا مقرب بنا لیا اور اسے خطیب بنایا جہاں وہ مغرب کی مساجد میں نماز پڑھاتا پھر وہ اسے چھوڑ کر بادشاہوں کے پاس چلا گیا۔ جب قیروان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور اپنے اجداد کے جبل میں ان احوال کے بعد جن کے بیان سے ہم نے پہلو تہی کی ہے، عباد کی خانقاہ میں ٹھہر گیا۔ جب سلطان الجزائر کی طرف گیا تو تلمسان کے حاکم، ابوسعید نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اس کی جانب سے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارت کرے اور ان دونوں کے مابین جو مسائل ہیں، انہیں درست کر دے۔ لہٰذا وہ اس کام کے لئے گیا تب ابو ثابت اور بنو عبدالواد نے اسے ملامت کی اور انہوں نے اسے اپنے سلطان سے بدظن کر دیا۔ اس نے صغیر بن عامر کو اس کے پیچھے بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور انہوں نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا۔ انہوں نے کچھ عرصے بعد اسے اندلس کی طرف واپس بھیج دیا تو اس نے حاکم غرناطہ ابوالحجاج سے رابطہ کیا، اس نے اُسے اپنی خطابت سپرد کر دی کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہو چکا تھا کہ وہ بادشاہوں کے لیے ان کے خیال کے مطابق اچھا خطبہ دیتا تھا۔ سلطان، ابا اس کے ساتھ ان دونوں کے غربت کے ٹھکانے میں مانوس ہو گیا اور ابوالحجاج کے ہاں اس کا حصہ دار بن گیا لہٰذا سلطان نے اس کے قدیم اور جدید تعلقات اور وسائل کا جو اسے اس کے باپ کے پاس حاصل تھے، لحاظ کیا۔ جب مغرب کی حکومت اس کے لیے منظم ہو گئی تو اس نے اسے اپنی دوستی کے لیے چن لیا اور اسے اپنی محبت و عنایت عطا کی۔ وہ اس کا مشیر اور اس کی خلوت کا راز دار اور اس کی خواہش پر غالب تھا۔ اب سارے چہرے اس کی طرف پھر گئے اور مطیع ہو گئے۔ بہت سے اشراف اور وزراء اس کے متبعین میں سے تھے، اس کے گھر پر سالار اور اُمراء آتے تھے۔ حتیٰ کہ حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں آ گئی لیکن وہ بُرے انجام کے خوف سے اکثر اوقات اس سے الگ رہتا تھا۔ جو شخص تکلیف میں تعریض کرتا تھا وہ اسے ڈانٹتا تھا اور اصحاب مراتب پر سلطان کے دروازے پر جانے کی تہمت لگاتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ انہیں روک رہا ہے لہٰذا انہوں نے اس سے بُرا منایا اور اس کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئے۔ اس کی آمد سے ارباب حل و عقد کے دل بیمار ہو گئے اور سلطان کے ہاں سے جو مقام حاصل تھا، اس کی وجہ سے وزراء اس پر حسد کرنے لگے۔ وہ حکومت کی تاک میں رہنے لگے اور عوام و خواص کو اس بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

عبداللہ بن علی کا مر جانا

جب عمر بن عبداللہ بن علی کا باپ وزیر عبداللہ بن علی سلطان کے ملک پر قبضہ کرنے کے وقت جمادی الاول 760ھ میں فوت ہوا تو ارباب حکومت کے منہ سے اس کے ورثے پر رال ٹپکنے لگی۔ وہ بڑا مالدار آدمی تھا لہٰذا اس نے ان سے ابن مرزوق کی پناہ طلب کی۔ جس نے بعد اس کے کہ انہوں نے سلطان کو اسے تکلیف پہنچانے اور اس کی توہین کرنے پر آمادہ کیا تھا، اُسے اپنے باپ کے ورثہ میں حصہ دار بنایا۔ اس نے اُسے پناہ دی، سلطان کے ہاں اس کے مقام کو بلند کیا اور اُسے اس کے ساتھ اپنی بہن کے رشتہ کرنے پر آمادہ کیا۔ جب سلطان کو سفر درپیش ہوتا تو سلطان اسے جدید شہر یعنی اپنے دارالخلافہ کی نیابت سپرد کرتا۔ عمر نے حکومت کے وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھ اس کے غم کو دُور کرنے اور اس سے مخلصانہ محبت کرنے کے لیے رشتے داری کی اور شعبان 762ھ میں سلطان کو چھوڑ کر حاکم تلمسان کے پاس چلا گیا۔ تب اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ اس نے حاکم تلمسان کے ساتھ دھوکہ کرنے کے لیے سازش کی ہے لہٰذا اس نے اس کو مصیبت میں ڈالنے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ابن مرزوق کو اس سے دور کر دیا اور اس کے عذاب سے بچ گیا لیکن دل میں کینہ رکھا اور حکومت کی تاک میں رہا۔ اسے یکم ذوالعقدہ کو تلمسان سے واپسی پر دوبارہ دارالخلافہ کی سیکرٹری شپ دی گئی کیونکہ سلطان وہاں سے قصبہ فاس کو آ گیا تھا۔ اس نے اپنے محلات کی تنگی کی وجہ سے وہاں اپنے بیٹھنے

کے لیے ایک بڑا ایوان بنایا۔ جب عمر نے دارالخلافے پر قبضہ کیا تو اسے حملہ کرنے کی سوجھی۔ جب اسے پتہ لگا کہ ابن مرزوق کے مقام کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت کے متعلق بیماری پائی جاتی ہے تو اس کے نفس نے یہ بات اسے خوب بڑھا چڑھا کر دکھائی۔

تاشفین الموسوس کا تخت پر بیٹھنا

اس نے فوج کے سالار غریسہ بن الظلول سے سازش کی اور انہوں نے اس کام کے لیے 23 ذوالقعدہ 762ھ کی رات کا تعین کیا۔ اب وہ تاشفین الموسوس ابن سلطان ابی الحسن کے پاس جدید شہر میں اس کے مکان پر گئے لہٰذا انہوں نے اُسے خلعت دیئے، اسے بادشاہ کا لباس پہنایا اور اس کی سواری اس کے قریب کی، اُسے سلطان کے تخت کی طرف لے گئے اور اسے اس پر بٹھادیا۔ انہوں نے محافظوں اور تیراندازوں کے شیخ محمد بن زرقاء کو اس کی بیعت پر مجبور کیا اور انہوں نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کرلی۔ اس کے بعد ڈھول بجاتے وہ مال کے خزانے میں گئے اور کسی انداز سے اور حساب کے بغیر عطیات مقرر کیے۔ اس دوران جدید شہر کے باشندوں نے فوج پر حملہ کردیا اور جو عطیات ان کے پاس پہنچے تھے، انہوں نے اُچک لئے۔ خارجی خزانوں میں جو ساز وسامان تھا، اُسے بھی لوٹ لیا اور جو کچھ ان خزانوں سے ضائع ہو چکا تھا اس پر پردہ ڈالنے کے لیے خزانوں کو آگ لگادی۔ سلطان نے قصبہ میں اپنی جگہ پر صبح کی، لہٰذا وہ سوار ہوا اور اس کے ساتھی اور قبائل موجود تھے، وہ اس کے پاس آ گئے۔ وہ پھر جدید شہر کو گیا اور اس کے ارد گرد راستے کی تلاش میں چکر لگایا پھر اس کے محاصرے کے لیے کدیۃ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا۔ اس نے لوگوں میں اعلان کروادیا کہ وہ اس کے پاس آ جائیں۔ دوپہر کے قیلولہ کے وقت وہ اپنے خیمے سے آیا اور لوگ اس کے دیکھتے دیکھتے اس سے الگ ہو کر فوج در فوج جدید شہر کی طرف جانے لگے یہاں تک کہ وہ خود بھی اپنے ساتھیوں اور خواص کے ساتھ اس کی طرف گیا۔ وہ سواروں کی جماعت میں اپنے وزراء مسعود بن رحو اور سلیمان بن داؤد اور اپنے دروازے کے موالی اور سپاہیوں کے افسر سلیمان بن نصار کے ساتھ سوار ہو کر گیا۔ اس نے ابن مرزوق کو اپنے گھر جانے کی اجازت دی اور خود سیدھا چلا گیا۔ جب رات نے انہیں ڈھانپ لیا تو وہ اس سے الگ ہو گئے اور وزیر دارالخلافے کی طرف واپس آ گیا لہٰذا اس نے عمر بن عبداللہ اور اس کے حصے دار غریسہ بن الظلول کو گرفتار کرلیا اور دونوں کو الگ الگ قید کردیا۔ اس نے علی بن مہدی اور بدر یحیٰ کو سلطان کی تلاش میں بھجوایا تو اسے پتہ چلا کہ وہ وادی درغہ میں لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ پر سویا ہوا ہے۔ اس نے اپنا وجود چھپانے کے لیے اپنا لباس اتارا ہوا ہے اور وہ اپنی جگہ پر جاسوسوں سے چھپا ہوا ہے تو اس نے اسے گرفتار کرلیا۔ اس نے اُسے ایک خچر پر سوار کرایا تو عمر بن عبداللہ کو خبر پہنچ گئی، لہٰذا وہ اس کے شعیب بن میمون بن وردار اور فتح اللہ بن عامر بن فتح اللہ کے ملنے سے گھبرا گیا، اس نے دونوں کو اس کے قتل کرنے کا اور اس کے سر کے بھیجنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کدیۃ العرائس کے سامنے اسے خندق القصب میں لٹادیا اور ایک عیسائی سپاہی کو حکم دیا کہ وہ اس کو ذبح کرے۔ وہ اس کے سر کو توبرے میں ڈال کر لے گیا اور اس نے اسے وزیر اور مشائخ کے سامنے رکھ دیا۔ یوں عمر بااختیار امیر بن گیا اور اس نے تاشفین الموسوس کو لوگوں کو خلاف واقعہ خبر سنانے پر مقرر کیا۔

☆☆☆

باب: ۱۹۶

عیسائی فوج کے سالار پر ابن انظول کا دھاوا بعد ازاں بنی مرین اور یحییٰ بن رحو کی بغاوت کا بیان

جب عمر بن عبداللہ نے وزیر کو گرفتار کرلیا تو سلیمان بن داؤد نے اپنا قید خانہ نصاریٰ کے سالار غریسہ کے گھر میں بنایا ہوا تھا اور ابن ماسی کا قید خانہ اس کے گھر میں تھا، اس نے اس کی رشتے داری کی وجہ سے اس کی اہانت کرنا چھوڑ دی نیز اس لیے کہ اس طرح وہ اپنے بیٹوں، بھائیوں اور

قرابت داروں سے مدد مانگ سکتا تھا۔ غریسہ بن انطول سلیمان بن ونصار کا دوست تھا، لہٰذا جب اس نے ان کی علیحدگی کی رات کو سلطان کو چھوڑا تو وہ ان کے پاس آیا، وہ اسے ہمیشہ شراب پلایا کرتا تھا۔ وہ سحر کے وقت اس کے پاس آیا اور ان دونوں نے عمر کی قید کے بارے میں اور اسے قید کرنے والے سلیمان بن داؤد کے وزارت میں قائم کیے جانے کے متعلق گفتگو کی، کیونکہ وہ عمر اور امارت میں راسخ القوم ہونے میں اس سے بڑھ کر تھا۔ جب عمر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے شک پڑ گیا کیونکہ وہ اس جماعت سے الگ تھا لہٰذا اس نے اندلسی پیادوں کے مرکب سلطانی کے قائد ابراہیم البطر وجی کی پناہ لی اور موت پر اس کی بیعت کی، یوں ان کی جماعت با اختیار ہو گئی تو اس نے بنی مرین کے شیخ اور ان کے مشیر یحییٰ بن رحو کی پناہ لے لی لہٰذا اس نے اس کی پاس شکایت کی تو اس نے اس کی شکایت کا ازالہ کر دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ ابن انطول اور اس کے ساتھیوں کو پکڑے گا یا قتل کرے گا۔ ابن انطول اور سلیمان بن ونصار نے بھی ان کے بارے میں پختہ معاہدہ کر لیا اور وہ محل کی طرف گئے۔

ابن انطول کی کارروائی

ابن انطول نے عیسائیوں کی ایک جماعت سے مدد مانگنے کے لیے سازش کی۔ جب بنو مرین حسب دستور سلطان کی مجلس میں آئے تو عمر بن عبداللہ القائد ابن انطول یحییٰ بن رحو کے سامنے بیٹھا تھا، اس نے اندلسی پیادوں کے البطر وجی کو بلایا اور اس سے سلیمان بن داؤد کو اس کے گھر سے قید خانے کی طرف منتقل کرنے کے بارے میں پوچھا، اس نے انکار کیا اور اس نے اس کی اہانت کرنے سے گریز کیا۔ اسی طرح اس نے اس سے ابن ماسی کے متعلق پوچھا لہٰذا عمر نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا تو وہ لوگوں کے سرداروں کے ساتھ بھاگ گیا، اس نے مدافعت کے لیے اپنی چھری تان لی لیکن بنو مرین نے حملہ کر کے اسی وقت اسے قتل کر دیا۔ ان کے داخل ہونے کے وقت جو نصاریٰ کے سپاہی گھر میں موجود تھے، انہیں بھی قتل کر دیا پھر وہ اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگ گئے جو جدید شہر کے پڑوس میں ملاح کے نام سے مشہور تھا۔ عوام نے شہر میں یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ ابن انطول نے وزیر سے خیانت کی ہے لہٰذا شہر کے کوچوں میں جہاں بھی عیسائی سپاہی ملے، لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور وہ ملاح کی طرف بڑھے تا کہ وہاں جو سپاہی موجود ہیں، انہیں بھی قتل کریں۔ اب بنی مرین، عوام کی تکلیف سے اپنی فوج کو بچانے کے لیے سوار ہوئے اور اس روز انکے بہت سے اموال، برتن اور سامان لوٹ لیے گئے۔ اس کے بعد نصاریٰ نے بہت سے لوگوں کو مزاحمت کرتے ہوئے قتل کر دیا جو ملاح میں شراب نوشی کر رہے تھے عمر نے گھر کو اپنے لیے مختص کر لیا، سلیمان بن ونصار کو رات تک قید کر دیا اور قید خانے میں ایک آدمی کو اسے قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے پھر سلیمان بن داؤد کو ایک گھر سے دار الخلافے میں منتقل کر دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اس کے امر پر مستولی ہو گیا۔ اس نے مشورہ کے لیے یحییٰ بن رحو کی طرف رجوع کیا اور بنو مرین اس کے پاس جمع ہو گئے، یوں وہ امراء اور حکومت پر غالب آ گیا۔ وہ سلطان ابو سالم کے خواص کا دشمن اور ان کے قتل کرنے کا حریص تھا۔ لیکن عمر ان کی زندگی کا خواہاں تھا کیونکہ وہ ابن ماسی کے بارے میں پر امید تھا لہٰذا وہ اس پر غضب ناک ہو گئے، انہوں نے اس کے متعلق سازش کی۔ ابن نے عامر بن محمد سے دوستی کرنے اور مغرب کی حکومت کو تقسیم کرنے کے بارے میں گفتگو کی پھر ابو الفضل بن سلطان ابو سالم کو اس کے پاس بھجوایا جسے اس نے اس محاصرے کے بندھن سے رہائی کے لیے دوست بنایا تھا جس کا ارادہ بنی مرین کے مشائخ نے کیا تھا۔ یہ ابو الفضل قصبہ میں زیر نگرانی تھا لہٰذا اس نے اس کے مکان کو تلاش کیا۔ مشائخ نے اس سلسلے میں عمر پر سخت عتاب کیا مگر وہ نہیں مانا، ان لوگوں نے عہد شکنی کر دی اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا۔ اس نے انہیں اس میں آنے سے روک دیا تو وہ باب الفتوح میں اپنے سردار یحییٰ بن رحو کے پاس جمع ہو گئے۔ اب انہوں نے عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کو بلایا اور ہم اس کے ساتھ اس کے حالات کو بیان کریں گے۔ اس نے عمر بن عبداللہ بن ماسی کو اس کے قید خانے سے رہا کر کے مراکش کی طرف بھیج دیا اور اس نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر انہوں نے اس کے محاصرے کا ارادہ کیا تو وہ ان پر حملہ کرے گا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۹۷

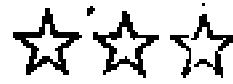
عبدالحلیم بن سلطان کا تلمسان سے پہنچنا اور جدید شہر کا محاصرہ کرنے کی روداد

جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی ابوعلی کو قتل کر دیا اور اس کے ذمے جو حق تھا، اسے ادا کر دیا تو اس نے اس حق پر عمل کیا جو اس کے بیٹوں اور بیویوں کے بارے میں اس پر واجب تھا لہٰذا اس نے ان کی کفالت کی اور انہیں اپنی کفالت سے بہت خوش کیا۔ اس نے انہیں اپنے تمام کاموں میں اپنے بیٹوں کے برابر ٹھہرایا اور اپنی چہیتی بیٹی تاحضریت کو ان میں سے علی کے ساتھ بیاہ دیا جس کی کنیت ابوسلوس تھی۔ وہ قیروان کی مصیبت کے زمانے میں اس سے الگ ہو کر عربوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیروان اور تونس میں سلطان کے پاس آیا، اس کے بعد افریقہ سے واپس آیا اور تلمسان چلا گیا۔ وہ اس کے سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن کے پاس اترا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی پھر وہ اندلس جانے کے لیے مصروف ہو گیا۔ اس کے جانے سے پہلے سلطان ابوعنانؒ نے اس کے متعلق حکم بھیجا تو انہوں نے اسے واپس اس کے پاس بھجا دیا، اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ جو فعل کیا تھا، اس کے حق کے انکار کرنے پر اسے بلا کر ڈانٹا اور 751ھ کی دو راتیں گزرنے پر اسے قتل کر دیا۔ جب سلطان ابوالحسن مر گیا تو اس کے خواص اور بیٹے سلطان ابوعنان کے پاس چلے گئے، اس نے اس کے بھائیوں کو اندلس بھجوا دیا اور ان کے ساتھ امیر ابوعلی کے بیٹوں عبدالحلیم عبدالمومن، منصور، ناصر اور ان کے بھتیجے سعید بن زیان کو بھی بھجوا دیا لہٰذا وہ ابن الاحمر کی پناہ میں اندلس میں رہے۔ اس کے بعد ابوعنان نے اپنے بھائی کی طرح انہیں بھجوانے کا مطالبہ کیا تو ابن الاحمر نے سب کو پناہ دے دی، وہ انہیں اس کے سپرد کرنے سے باز رہا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وجہ سے ان دونوں میں ناراضی پائی جاتی تھی۔

نمائندہ بیٹے قید خانے میں

جب ابوسالم نے نمائندہ بیٹوں کو قید کر دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو وہ اس وقت رندہ میں تھا، ان میں سے عبدالرحمٰن بن علی بن ابی فلوس غرناطہ کی طرف چلا گیا اور اس کے مضافات میں گیا۔ سلطان ابوسالم ان کے مقام کی وجہ سے ان کے متعلق شک رکھتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی بہن تاحضریت کے بیٹے محمد بن ابی فلوس کو قتل کر دیا جب کہ وہ اس کی گود میں تھا۔ جب ابوعبداللہ مخلوع بن ابی حجاج مغرب کی طرف گیا تو وہ اس کے ہاں اترا اور اس کی حکومت میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ان نمائندوں کی موجودگی میں غرناطہ میں اپنے معاملے کو سنبھال لے گا تو اس نے رئیس محمد بن اسماعیل کو اُمراء پر حملہ کرنے اور سلطان ابوالحجاج کے بیٹوں سے جنگ کرنے کے وقت بھیجا۔ اس نے اس سے ان کے قید کرنے کے متعلق خط و کتابت کی لیکن پھر رئیس اور طاغیہ کے حالات خراب ہو گئے، اس نے مسلمانوں کے بہت سے قلعے اس سے لے لیے اور سلطان ابوسالم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آنے کے لیے مخلوع کا راستہ چھوڑ دے لیکن وہ رئیس سے وفاداری کے باعث رک گیا۔ اس نے پھر طاغیہ کی ضرورت کو پورا کر کے اس کی سرحدوں سے دور کر دیا لہٰذا اس نے مخلوع کو تیار کیا، اس کے تھیلوں کو انعامات سے بھر دیا اور اسے آلہ دیا۔ اس نے پھر اپنے سبتہ کے بحری بیڑے کو اشارہ کیا، اپنے باپ کے قابل بھروسہ آدمی علال بن محمد کو بھیجا اور اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا۔ وہ اس کے ساتھ طاغیہ کے پاس گیا اور رئیس کو بھی غرناطہ میں اس کی خبر مل گئی۔ حاکم تلمسان ابوحمو اس سے اولاد ابی علی کے متعلق خط و کتابت کیا کرتا تھا کہ وہ ان کو اس کی طرف بھیج دے تا کہ وہ انہیں سلطان کے مقابلے میں کھڑا کر دے لہٰذا اس نے جلدی سے انہیں رہا کر دیا اور عبدالحلیم، عبدالمومن اور ان کے بھتیجے عبدالرحمٰن کو بحری بیڑے میں سوار کروا کر ابی فلوس کے پاس بھیجا۔ اس نے انہیں سلطان ابوسالم کی وفات سے پہلے ھنین کی بندرگاہ کی طرف بھیج دیا۔ لہٰذا حاکم تلمسان نے ان کی خوب مدارات کی اور ان میں سے عبدالحلیم کو مغرب کا امیر مقرر کیا۔ محمد السبیع بن موسیٰ بن ابراہیم عمر سے الگ ہو کر تلمسان آ گیا اور ان کے ساتھ آ کر انہیں سلطان کی وفات کی اطلاع دی، اس کی بیعت کی اور اسے مغرب کی طرف جانے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد پے در پے بنی مرین

کے وفود آئے لہٰذا ابوحمو نے اسے بھیجا، اُسے آلہ دیا اور محمد السبیع کو اس کا وزیر بنایا۔ وہ تیزی سے اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور راستے میں اولادِ علی کے محمد بن زکراز سے ملا جو اہلِ دبدوا اور مغرب کی سرحد کے اس وقت سے بنی ونکاس کے شیوخ ہیں، جب بنی مرین اس کی طرف آئے تھے لہٰذا اس نے اس کی بیعت کی اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ وہ پھر تیزی سے گیا جب عمر بن عبداللہ نے ان سے عہد شکنی کی تو یحییٰ بن رحو اور مشائخ نے باب الفتوح میں پڑاؤ کر لیا، انہوں نے ان میں سے مشائخ کو سلطان عبدالحلیم کو بلانے کے لیے تلمسان بھیجا تو وہ اسے تازی میں ملے اور اس کے ساتھ واپس آ گئے۔ سبو مقام پر بنی مرین کی ایک جماعت اسے ملی اور وہ 7 محرم 763ھ کو ہفتے کے روز جدید شہر میں اترے۔ کدیۃ العرائس میں ان کا پڑاؤ لگا اور انہوں نے سات روز صبح و شام ان سے لڑائی کی۔ اب ان کے وفود اور لشکر پے در پے ان کے پاس آنے لگے پھر آئندہ ہفتے عمر بن عبداللہ، سلطان ابوعمر کے ہراول میں مسلمان اور نصاریٰ کی تیرانداز اور نیزہ باز فوج کے ساتھ نکلا جو پوری تیاری کے ساتھ اس کے پاس آئے تھے اس نے انہیں ساقہ میں سلطان کے سپرد کر دیا اور ان سے لڑائی کی لہٰذا وہ اس کے قریب ہوئے، اس نے حملہ کیا تاکہ تیرانداز فصیلوں میں مضبوطی سے ٹھہرا دے یہاں تک کہ انہیں زخم لگے پھر اس نے ان کی جانب جانے کا ارادہ کیا اور قلب کھل گیا، یوں فوج منتشر ہو گئی۔ سلطان ساقہ کے ساتھ بڑھا تو وہ جہات میں منتشر ہو گئے اور بنو مرین اپنے مواطن میں منتشر ہو گئے۔ یحییٰ بن رحو، شیخ الخلط مبارک بن ابراہیم کے ساتھ مراکش چلا گیا اور عبدالحلیم اور اس کے بھائی شجاعت اور مردانگی دکھلانے کے بعد تازی آ گئے۔ عمر بن عبداللہ نے محمد بن ابی عبدالرحمٰن کی آمد کا بڑے صبر سے انتظار کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۱۹۸

جدید شہر میں امیر محمد بن امیر عبدالرحمٰن کی آمد اور عمر بن عبداللہ کی کفالت میں اس کی بیعت کا بیان

جب بنو مرین نے عہد شکنی کی اور اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ابوعمر کی بیعت کی، اس پر انہوں نے بُرا منایا کیونکہ اس میں عقل نہیں تھی جو شرعاً اور عادۃً شرطِ خلافت ہے، انہوں نے اس پر عیب لگایا، اس نے اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو متہم کیا اور نمائندوں کی تلاش کا قصد کیا تو سلطان ابو الحسن کے پوتے محمد بن امیر ابی عبداللہ پر اس کی نظر پڑی جو سلطان ابوسالم کی حکومت کے آغاز میں رندہ سے طاغیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ اُسے اس کے پاس بہترین ٹھکانہ ملا تھا لہٰذا اس نے اپنے غلام عتیق الخی کو اس کے پاس بھیجا پھر اس کے پیچھے پیچھے عثمان بن یاسمین پھر ان دونوں کے پیچھے بنی احمر میں کے رئیس الاکم کو بھیجا۔ ان میں سے ہر ایک نے اسے آنے پر اُکسایا تب اس نے مخلوع بن احمر سے گفتگو کی جو طاغیہ کی پناہ میں تھا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تھوڑی مدت ہوئی اس کی پناہ لی تھی لہٰذا اس نے اس کے اکسانے اور طاغیہ کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے گفتگو کی۔ مخلوع مسلمانوں کی سرحدوں میں اپنے لیے ٹھکانہ تلاش کر رہا تھا کیونکہ اس کے اور طاغیہ کے تعلقات کافی خراب ہو چکے تھے اور اس نے اس کی حکومت چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تھا لہٰذا اس نے وزیر عمر پر شرط عائد کی کہ وہ اس کی خاطر رندہ سے دست بردار ہو جائے، اس نے اس کی شرط کو قبول کیا اور اسے بنی مرین کے سرداروں، خواص، شرفا اور فقہاء کی مہریں کے ثبت کرانے کے بعد رندہ سے دست برداری کا خط بھیجا، یوں ابن الاحمر طاغیہ کے پاس گیا اور اس سے اس محمد کو اس کے ملک کی طرف بھیجنے کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ اس کے قبیلے نے اسے اس کام کے لیے بلایا ہے تو اس نے اس پر شرط عائد کرنے کے بعد اسے رہا کر دیا اور اس کی آمد کے متعلق خط لکھا۔ وہ ماہِ محرم 763ھ کے آغاز میں اشبیلیہ سے روانہ ہوا اور سبتہ

میں اترا جہاں عمر بن عبداللہ کے رشتے داروں میں سے سعید بن عثمان اس کی آمد کا منتظر تھا لہٰذا خبر اس کے پاس پہنچی تو اس نے عمر کو اس کی بیعت کے سال معزول کر دیا اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں اتارا۔ اس کے بعد سلطان ابوزیان محمد کو بیعت، آلہ اور خیمے بھیجے پھر اس کی ملاقات کے لیے فوج تیار کی تو وہ اسے طنجہ میں ملے۔ وہ تیزی سے الحضرۃ کی طرف گیا اور 15 صفر کو کدیۃ العرائس میں اترا۔ اب وہاں اس کا پڑاؤ حرکت کرنے لگا۔ ان دنوں وزیر اسے ملا، اس کی بیعت کی، اس نے اپنا خیمہ نکالا اور اسے اپنے پڑاؤ میں لگایا۔ سلطان وہاں تین ماہ ٹھہرا پھر چوتھے مہینے اس محل میں داخل ہوا، اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے ملک کے کاموں میں مشغول ہو گیا۔ عمر اس سے بے قابو تھا، وہ امر و نہی کو اس کے سپرد نہ کرتا۔ اس موقع پر جھگڑا کرنے والوں نے ابوعلی کے لڑکوں پر زیادتی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۱۹۹

مکناسہ کی لڑائی کے بعد سلطان عبدالحلیم اور اس کے برادران کی سجلماسہ کی طرف روانگی کی روداد

جب عبدالحلیم نے یہ سنا کہ محمد بن ابی عبدالرحمٰن سبتہ سے فاس آ رہا ہے تو اس وقت وہ تازی میں اپنی جگہ پر تھا، اس نے اپنے بھائی عبدالمومن اور اپنے بھتیجے عبدالرحمٰن کو اسے روکنے کے لیے بھیجا۔ وہ مکناسہ پہنچے لیکن اس کے مقابلے سے بزدلی دکھائی۔ جب وہ جدید شہر میں داخل ہوا تو انہوں نے نواح پر غارت گری کر دی اور بڑا فساد کیا۔ وزیر عمر نے فوجوں کے ساتھ ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا لہٰذا وہ منظم فوج اور آلہ کے ساتھ نکلا اور وادی نجا میں شب باش ہوا۔ اس نے پھر اسی تنظیم کے ساتھ صبح کی اور تیزی کے ساتھ مکناسہ کی طرف گیا۔ عبدالمومن اور اس کا بھتیجا عبدالرحمٰن دونوں اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے، اس نے کچھ دیر دونوں سے دفاعی لڑائی کی پھر مضبوط ارادے کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور نہیں مکناسہ سے دور کر دیا۔ یہ منتشر ہو کر اپنے بھائی سلطان عبدالحلیم کے پاس تازی آ گئے تو وزیر عمر مکناسہ کے میدان میں اترا اور سلطان کے پاس فتح کی خبر لے کر گیا۔ میں اس دن اسے اس کے پاس لے گیا لہٰذا خوش خبری کی اطلاع پھیل گئی اور سلطان کو اپنی حکومت کے متعلق سرور اور مبارک باد ملی۔ اس دن سے وہ اپنی حکومت مستحکم کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب عبدالمومن شکست کھا کر اپنے بھائی عبدالحلیم کے پاس تازی پہنچا تو اس کے پڑاؤ نے بغاوت کر دی اور اس سے الگ ہو کر فاس آ گئے۔ وہ اس کے بھائی اور ان کے ساتھ جو معقلی عرب تھے اپنے وزیر السبیع بن محمد کے ساتھ سیدھے چلے گئے پھر سجلماسہ پہنچ گئے۔ وہاں کے باشندے ان کی بیعت میں داخل ہو چکے تھے اور ان کی اطاعت کر چکے تھے لہٰذا یہ وہاں غالب آ گئے اور انہوں نے ملک و سلطنت کی علامت کو از سر نو اختیار کیا یہاں تک کہ انہوں نے بغاوت کر دی جسے ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۰۰

مراکش سے مسعود بن ماسی اور عامر بن محمد کی آمد، ابن ماسی کا وزیر بننا اور مراکش میں عامر کی خود مختاری کا بیان

جب سلطان ابوسالم مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو اس نے عمال کے بیٹوں میں سے مصادہ کے ٹیکس اور مراکش کی حکومت پر محمد بن ابی

العلاء بن ابی طلحہ کو مقرر کیا کیونکہ وہ وہاں کا واقف تھا۔ جب ذوی عامر میں سے کبیر نے مناقشہ کیا تو اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا اور بعض اوقات اس نے سلطان کے پاس بار بار عامر کی چغلی کی مگر اس نے اس کی بات نہیں مانی۔ اسی دوران عامر کو سلطان ابو سالم کی وفات اور عمر کی امارت کے قیام کی خبر ملی، ان دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے لہٰذا محمد بن ابی العلاء نے شب خون مار کر اسے پکڑ لیا، اسے آزمائش میں ڈالا اور اسے قتل کر دیا پھر مراکش کی امارت کو اپنے لیے مختص کر لیا۔ وزیر عمر بن ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو اس کے پاس بھیجا کہ اس نے بنی مرین کا جو محاصرہ کیا ہے، اس کا خیال کرے، عامر ان پر حملہ کرے اور اسے ختم کر دے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے پھر مسعود بن ماسی کو بھیجا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب بنو مرین نے جدید شہر کا گھیراؤ کر لیا تو عامر کے پاس جو فوج تھی، اس نے وہ اکٹھی کی اور ابوالفضل بن سلطان ابو سالم کو مراکش کی طرف بھیجا۔ وہ وادی ام الربیع میں اترا۔ جب جدید شہر سے ان کی فوج تتر بتر ہوگئی تو وہ یحییٰ بن رحو کے پاس چلا گیا جو اس کا اچھا دوست تھا۔ عمر بن عبداللہ کے عہد کی پاسداری کی وجہ سے اس کے لیے اجنبی بن گیا اور مسعود نے اس کی مصاحبت کی، اس نے اسے جبل کی طرف بھیجا، تو اس نے فوج کو نہیں دیکھا اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ وہ سجلماسہ میں سلطان عبدالحلیم سے جا ملا اور عربوں کے ساتھ ایک لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔

تازی سے عبدالحلیم کا فرار

جب عبدالمومن الگ ہو گیا اور عبدالحلیم تازی سے بھاگ گیا تو وہ سجلماسہ چلے گئے، یوں عمر بن عبداللہ کی حکومت منظم ہوگئی۔ وہ جھگڑا کرنے والوں کے کام اور ان کے تنگ کرنے سے فارغ ہو گیا۔ اب اس نے مسعود بن ماسی، اس کے بھائیوں اور اقارب سے اپنے معاملے میں مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ داری تھی لہٰذا اس نے بنی مرین کی رضامندی کے لیے اسے وزارت کے لیے طلب کیا کیونکہ انہوں نے اس سے جو قلام کی تکلیف پائی تھی، ان سب امور سے چشم پوشی کرتے ہوئے وہ اس کی طرف مائل تھے۔ عامر بن محمد بھی سلطان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا تھا لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا۔ حکومت کی طرف سے اس کی خوب پذیرائی ہوئی اور سلطان نے وزیر عمر کے مشورہ سے مسعود بن رحو کو اپنی وزارت پر مقرر کیا لہٰذا وہ اس سے طاقتور ہو گیا۔ عمر نے اس کی طرف میلان رکھتے ہوئے اس کے مقام پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس کی جماعت سے مدد طلب کرتے ہوئے اسے وزارت دی تھی۔ اس نے عامر بن محمد سے مغرب کی ہر چیز کی تقسیم کا حلفیہ معاہدہ کیا اور عامر بن محمد کی غرض کی تکمیل کے لیے مراکش کی امارت ابوالفضل بن سلطان ابو سالم کو دی۔ اس کے بعد عامر نے مولانا سلطان ابو یحییٰ کی دختر سے رشتہ داری کی جس کا خاوند سلطان ابو عنان فوت ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس کے اولیاء کو اس کے نکاح پر آمادہ کیا اور وہ دنیا کی عزت و ثروت کو اپنی جانب کھینچتے ہوئے 763ھ میں اپنی مراکش کی عملداری کی طرف واپس آ گیا۔ عمر نے عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں کو سجلماسہ سے بھگانے کی طرف اپنا ارادہ پھیر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔



باب: ۲۰۱

سجلماسہ پر عمر بن عبداللہ کے دھاوا بولنے کی روداد

جب عبدالحلیم اور اس کے بھائی سجلماسہ میں اترے تو تمام معقلی عرب اپنے خیموں سمیت ان کے پاس آ گئے۔ اب انہوں نے شہر کا ٹیکس طلب کیا اور اسے آپس میں تقسیم کر لیا۔ انہوں نے اطاعت پر اپنی ضمانت کو بوسیدہ کیا اور اس نے انہیں تمام مخصوص باغات جاگیر میں دے دیئے۔ یوں وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ یحییٰ بن رحو اور وہاں جو بنی مرین کے مشائخ تھے، انہوں نے اسے مغرب کی طرف جانے پر آمادہ کیا تو اس نے اس کی نیت کر لی۔ وزیر عمر نے بھی اپنے معاملے میں سوچا اور ڈرا کہ اس کا چچا اسے مجبور کرے گا لہٰذا اس نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے

لوگوں میں عطیے اور سفر کا اعلان کر دیا اور وہ اس کے پاس آ گئے، اس نے ان میں عطیات تقسیم کیے، فوجوں کا معائنہ کیا، ان کی کمزوریاں دور کیں اور فاس کے میدان سے شعبان 763ھ میں کوچ کر گیا۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی مسعود بن ماسی نے بھی کوچ کیا۔ سلطان عبدالحلیم ان کے مقابلہ میں نکلا، جب تاغزوطت میں اس درے کے قریب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں جو مغرب کے ٹیلوں سے صحرا تک پہنچتا تھا، تو انہوں نے لڑائی کا ارادہ کیا پھر کئی دن تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد عرب کے جوان ان کے درمیان صلح کرانے اور عبدالحلیم کو اپنے باپ کی وراثت سجلماسہ سے الگ کرنے کے لیے دوڑنے لگے لہٰذا ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا اور دونوں الگ ہو گئے۔ ہر کوئی اپنی عملداری میں واپس آ گیا۔ عمر اور وزیر مسعود اسی سال کے رمضان میں جدید شہر میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے بادشاہوں نے ان کا بہت اکرام و اعزاز کیا۔ وزیر محمد بن السبیع، سلطان عبدالحلیم سے الگ ہو کر وزیر عمر اور اس کے بادشاہ کے پاس آ گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے نائب وزیر بنا کر اس کی عزت افزائی کی، یوں ہر کوئی اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اور ان کے درمیان مصالحت رہی یہاں تک کہ عبدالمومن نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو معزول کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۰۲

عرب عبدالمومن کی بیعت کرتے ہیں اور عبدالحلیم کی مشرق روانگی کا بیان

جب عبدالحلیم وزیر عمر کے ساتھ مصالحت کرنے کے بعد سجلماسہ کی طرف واپس آیا تو وہاں ٹھہرا۔ اس وقت ذوی منصور کے معقلی عرب دو فریق تھے احلاف اور اولاد حسین سجلماسہ احلاف کا وطن تھا اور ان کے آغاز امر اور دخولِ مغرب کے وقت سے ہی ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا۔ جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اولادِ حسین وزیر عمر کی مددگار تھی اور اسی سبب سے سلطان عبدالحلیم کا زیادہ میلان احلاف کی جانب تھا۔ لیکن اس بات نے اولاد حسین کو احلاف پر غصہ دلا دیا اور یوں از سر نو فتنہ پیدا ہو گیا، اب دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے آخر سلطان عبدالحلیم نے اپنے بھائی عبدالمومن کو اس شگاف کے پر کرنے کے لیے بھیجا جو ان دونوں کے درمیان پایا جاتا تھا لہٰذا جب وہ اولاد حسین کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بیعت لینے اور اپنی امارت قائم کرنے کی دعوت دی، اس نے انکار کیا جب انہوں نے اسے اس بات پر مجبور کیا اور اس کی بیعت کر لی۔ وہ صفر 764ھ میں سجلماسہ کی طرف بڑھے۔ عبدالحلیم اپنے احلاف ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا، کچھ دیر دونوں ٹھہرے رہے، اپنی سواریوں کو باندھا پھر احلاف منتشر ہو گئے اور شکست کھائی۔ اس دن بنی مرین کے مشائخ کا سردار یحییٰ بن رحو لڑائی میں ہلاک ہو گیا اور وہ سجلماسہ پر متغلب ہو گئے۔ اس کے بعد عبدالمومن سجلماسہ میں آیا اور اس کا بھائی عبدالحلیم اس کے لیے امارت سے دستبردار ہو گیا۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے مشرق کی طرف چلا گیا لہٰذا اس نے اسے الوداع کہا اور اس نے جو چاہا اسے زادِ راہ دیا، وہ پھر حج کے لئے چلا گیا۔ اس نے سوڈان کے شہر مالی تک صحرا کو طے کیا اور وہاں سے حج کی سواریوں کے ساتھ مصر چلا گیا۔ وہ وہاں کے امیر کے ہاں اترا جو اس کے سلطان پر متغلب تھا، اس کا نام ملیغا الخاصکی تھا۔ اس کی اطلاع اس تک پہنچی تو وہ اس کے مقام سے آگاہ ہوا، اس نے اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی۔ اس کے بعد اس نے اپنا حج کیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ وہ 766ھ میں اسکندریہ کے قریب فوت ہو گیا اور عبدالمومن سجلماسہ کا بااختیار امیر بن گیا یہاں تک کہ فوج نے اس پر حملہ کیا جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب:۲۰۳۰

سجلماسہ پر ابن ماسی کا فوج کے ہمراہ حملہ اور اس پر قابض ہو جانا بعد ازاں عبدالمومن کی مراکش روانگی کی روداد

جب سلطان ابوعنان کے بیٹوں کے درمیان اتحاد نہ رہا اور عبدالمومن نے اپنے بھائی کو معزول کر دیا تو وزیر عمران پر غالب ہونے کے لیے بڑھا۔ اولادِ حسین کے دشمن احلاف اور عبدالحلیم مخلوع کے مددگار اس کے پاس آ گئے، لہٰذا اس نے فوجوں کو تیار کیا، ان میں عطیات تقسیم کیے، کمزوریاں دور کیں اور اپنے مددگار مسعود بن ماسی کو سجلماسہ کی طرف بھیجا۔ وہ ربیع الاول 764ھ میں اس کی طرف گیا۔ احلاف اسے اپنے خیموں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ملے۔ وہ تیزی کے ساتھ گیا۔ اس دوران اولادِ حسین میں بہت سے آدمی وزیر مسعود کی طرف مائل ہو گئے۔ عامر بن محمد نے عبدالمومن کو سجلماسہ کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس نے سجلماسہ کو چھوڑ دیا اور عامر کے پاس چلا گیا۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے جبل ھنتاتہ میں اپنے گھر میں قید کر دیا۔ وزیر مسعود نے سجلماسہ آ کر اس پر قبضہ کر لیا، یوں وہاں سے اولادِ ابی علی کی دعوت کے افتراق سے جو شقاق کا جرثومہ پیدا ہو گیا تھا، اُکھڑ گیا۔ وہ اپنی روانگی کے دو ماہ بعد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور فاس میں اترا یہاں تک کہ عمر کے خلاف اس کے خروج کرنے اور ان دونوں کے حالات خراب ہونے کی اطلاع آ گئی جسے ہم بیان کریں گے۔

عامر کا خروج بعد ازاں ابن ماسی کے خروج کا بیان

جب جبال مصامدہ، مراکش کی غربی جانب اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر عامر با اختیار ہو گیا اور انہیں اپنے لیے مخصوص کر لیا تو اس نے اپنے کام کے لیے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو مقرر کیا، اس نے اس کا بار اٹھا لیا اور اس کے معاملے کو کافی ہو گیا۔ رفتہ رفتہ غربی جانب آزاد حکومت کی طرف ہو گئی اور بنی مرین میں سے جو لوگ حکومت سے کشاکش کرتے تھے، انہوں نے اپنے چہرے اس کی طرف پھیر دیئے اور اس کی پناہ لے لی۔ اس نے انہیں حکومت سے ہٹا دیا اور ان میں سے کچھ سردار اس کے پاس آ گئے، انہوں نے اسے عبدالمومن کے آنے کا اشارہ کیا اور یہ کہ وہ ابوالفضل سے نسب، قیام امراء اور بنی مرین کے اس کی طرف میلان کے لحاظ سے نمائندگی کرنے کے لیے نہایت اچھا ہے، اس نے اسے بلایا تو اس نے عمر کو بتایا کہ اس سے وہ اپنے مفاد اور عبدالمومن کے ساتھ فریب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے اس ساری بات کو عمر کی طرف منسوب کر دیا تو وہ اس سے پریشان ہو گیا۔ آخرکار السبیع بن موسیٰ بن ابراہیم جو عبدالحلیم کا وزیر تھا، اس کے پاس آیا اس نے اپنے ہمرازوں میں پردہ اٹھایا، اس کی طرف فوج بھیجی اور اپنی حکومت کے باشندوں سے پریشان ہو گیا۔ اسے وزیر مسعود بن ماسی کے اس خط کے متعلق پتہ چلا جس میں اس نے اس سے دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا تھا تو اس نے نامہ بردار کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ اب مسعود بگڑ گیا اور اسے بنی مرین کے ان ساتھیوں نے جو اسے بغاوت کرنے اور عمر کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لیے ڈھونڈتے پھرتے تھے، اُکسایا، اسے اس پر فتح کا وعدہ دیا لہٰذا اس کا پڑاؤ فاس کے باہر زیتون میں ربیع کے درمیان سیر کا توریہ کر کے متحرک ہو گیا۔ جب ماہ رجب 765ھ میں زمین سرسبز ہو گئی تو اس کے ساتھیوں نے ان کے پڑاؤ میں خیمے لگائے۔ جب ان کی فوج مکمل ہو گئی اور اس نے بغاوت ضبط کر لیا تو وہ مخالفت کی ناشائستہ باتیں کرتا ہوا کوچ کر گیا۔ اس نے وادی نجا میں ان لوگوں کے ساتھ جو بنی مرین میں سے اسے بغاوت کے لیے تیار کرتے تھے، پڑاؤ کر لیا۔ وہ مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے عبدالرحمٰن بن علی بن یغلوسن کو بیعت کے لیے پھر تادلہ آنے کو لکھا حالانکہ وہ سجلماسہ سے ان کے پلٹ جانے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا جب کہ

عبدالمومن سے پیچھے رہ گیا۔

عامر کی فوج کی روانگی

عامر نے جب یہ خبر سنی تو ان کی طرف فوج بھیجی، انہوں نے اسے شکست دی پھر وہ بنی ونکاس کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی طرف ابن ماسی اور اس کے اصحاب کو بھیجا، وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ عمر نے اپنے سلطان محمد بن ابی عبدالرحمٰن کو نکالا، کدینۃ العرائس میں پڑاؤ کر لیا، عطیات دیئے اور فوج کی کمزوریاں دور کیں۔ وہ پھر وادی نجا کی طرف کوچ کر گیا۔ ایک رات مسعود اور اس کی قوم نے اس پر شب خون مارا تو وہ اور اس کی فوج اپنے مراکز پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ تاریکی چھا گئی تب وہ ان کے آگے بھاگ اٹھے، انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ لوگوں نے سلطان اور اس کے وزیر عمر کے ساتھ جو سودے بازی کی تھی اور اس کی اطاعت سے وابستگی کا جو عہد کیا تھا، وہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا، لہٰذا وہ خوفزدہ ہو گئے۔ مسعود بن ماسی بن رحوتادلا چلا گیا اور امیر عبدالرحمٰن بنی ونکاس کے علاقے میں چلا گیا۔ عمر اور سلطان الحضرۃ میں اپنی اپنی جگہوں پر لوٹ آئے تب بنی مرین کے مشائخ مہربانی کے خواہاں ہوئے اور اس کی طرف پلٹ آئے۔ اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی دوستی چاہی۔ ابوبکر بن حمامہ نے عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کی دعوت کے ساتھ وابستگی اختیار کر لی اور اسے اس کی نواح میں قائم کیا۔ موسیٰ بن سید الناس نے اس دعوت پر اس کی بیعت کی اور اس کی قوم وزیر عمر کی طرف گئی۔ انہوں نے اس سے ابوبکر بن حمامہ پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا لہٰذا وہ اٹھا اور اس کے علاقے پر غالب آ گیا۔ وہ اس کے قلعے ونکاوان میں داخل ہو گیا، وہ اور موسیٰ کا داماد بھاگ گئے، اب انہوں نے اپنے سلطان عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا اور اس سے عہد شکنی کی اور حاکم فاس کی اطاعت کی طرف واپس آ گئے۔ وہ سلطان ابوحمو کے ہاں اترا جس نے اس کی غایت درجہ تکریم کی۔ اس کا وزیر مسعود بن ماسی دبر چلا گیا اور اس کے امیر محمد بن زکراز کے ہاں اترا جو اس سرحد کا حاکم تھا۔ اس نے تلمسان سے امیر عبدالرحمٰن کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ موقع پا کر اس کا تعاقب کرے، اس نے مغرب میں بیٹھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کا خیال کیا مگر ابوحمو نے اس کی بات نہیں مانی تو وہ بھاگ کر ابن ماسی اور اس کے ساتھیوں کے پاس چلا گیا، انہوں نے اسے امیر مقرر کر لیا اور تازی پر چڑھائی کر دی۔ وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور تازا میں اترا، وہ اس سے لڑائی کرنے کے لیے معترض ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور انہیں الٹے پاؤں جبل دبر کی طرف واپس کر دیا۔ ان کے درمیان وترمار بن عریف ولی الدولہ نے کشاکش سے ان کی لگام پکڑنے اور امارت کی جستجو سے علیحدگی اختیار کرنے کے سلسلے میں چغلی کھائی اور یہ کہا کہ وہ جہاد کے لیے اندلس چلے جائیں لہٰذا عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس اور اس کا وزیر ابن ماسی غساسہ سے 767ھ کے آغاز میں چلے گئے۔ اس کے بعد فضا ان کے شور و غل اور عناد سے خالی ہو گئی اور وزیر واپس آ گیا۔ اس نے پھر مراکش پر فوج کشی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۲۰۴

سلطان اور اس کے وزیر کا مراکش پر دھاوا بولنے کی روداد

جب عمر مسعود اور عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کے معاملے سے فارغ ہو گیا تو اس نے مراکش کی جانب توجہ کی، عامر بن محمد نے وہاں بغاوت کر دی تھی۔ اس نے اس کی طرف جانے کی نیت کر لی لہٰذا اس نے عطیات دیئے، عامر سے لڑائی کرنے کے لیے سفر کرنے کا اعلان کر دیا، فوج کی کمزوریاں دور کیں اور رجب 767ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی آمد کا سن کر عامر اور اس کا سلطان ابوالفضل جبل کی طرف چلے گئے اور وہاں پناہ لے لی۔ اس نے عبدالمومن کو قید خانے سے رہا کر دیا، اس کے لیے آلہ نصب کیا اور اسے ابوالفضل کے تخت کے سامنے تخت پر بٹھایا، جس

سے وہ وہم میں ڈالنا چاہتا تھا کہ اس نے اس کی بیعت کر لی ہے اور یہ کہ اس نے اس کی امارت کو پختہ کر دیا ہے۔ وہ اس طرح بنی مرین سے بچنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان کا میلان اسکی طرف ہے۔ وہ اس کے انجام سے خوف زدہ ہو گیا لہٰذا اس نے اس سے نرمی کے ساتھ بات کی، خطاب میں نرم رویہ اختیار کیا۔ حسون بن علی الصبیحی نے ان کے درمیان صلح کی چغلی کھائی تو جو وہ چاہتا تھا، اس کے لیے عمر ضامن ہو گیا اور فاس کی طرف واپس آ گیا۔ عامر نے عبدالمومن کو اس کے قید خانے میں واپس ڈال دیا اور حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئے یہاں تک کہ انہیں اطلاع ملی کہ وزیر نے اپنے سلطان کو قتل کر دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۰۵

وزیر کا سلطان محمد بن عبدالرحمٰن کو قتل کرنا اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی بیعت ہونے کا بیان

اس سلطان پر اس کے وزیر عمر کے قابو پانے کا معاملہ بھی عجیب ہے حتیٰ کہ وہ بچوں کی طرح اسے روک دیتا تھا، اس نے اس پر جاسوس اور نگران مقرر کیے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس کی بیویاں اور اس کے محل کے آدمی بھی اس کے جاسوس تھے۔ سلطان اکثر اپنے شراب نوش رفیقوں اور اپنی مخصوص بیویوں کے ساتھ غم سے لمبے لمبے سانس لیا کرتا تھا۔ آخر ایک روز اسے وزیر کو قتل کرنے کی سوجھی، اس نے غلاموں کی ایک مخصوص جماعت کو اس بات کا حکم دے دیا، لہٰذا اس بات کی چغلی ہو گئی۔ اس کی ایک بیوی نے جو اس پر جاسوس مقرر تھی، وزیر کو اس کی اطلاع بھیج دی تو اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوا، وہ قابو پانے اور حکومت پر کنٹرول کرنے میں اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ سلطان کی خلوتوں اور بیویوں کا پردہ اس سے اٹھا ہوا تھا لہٰذا وہ اپنے خواص کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اپنے شراب نوش رفیقوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا، اس نے ان کو اس کے پاس سے بھگا دیا اور اُسے اتنے زور سے دبوچ لیا کہ وہ مر گیا۔ انہوں نے پھر اسے غزلان کے باغ کے کنوئیں میں پھینک دیا پھر اس نے خواص کو بلا کر انہیں اس کی جگہ دکھائی کہ وہ اپنی سواری کے جانور سے گر پڑا ہے اور اب وہ اس کنوئیں میں شراب سے مخمور پڑا تھا۔ یہ محرم 768ھ کے آغاز کا واقعہ ہے جب اس کی خلافت کو چھ سال گزر چکے تھے۔ اس نے اسی وقت عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو بلایا جو قصبے کے ایک گھر میں وزیر کے نگرانوں کی حراست میں تھا کیونکہ سلطان محمد اس کی حکومت کے نمائندے ہونے کی وجہ سے غیرت کھا کر اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

محل میں عبدالعزیز کا آنا

لہٰذا وہ محل میں آیا اور بادشاہ کے تخت پر بیٹھا۔ بنی مرین اور خواص وعوام کے لیے دروازے کھول دیئے گئے، انہوں نے اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا ہاتھ چومنے میں جلدی کی اور اس کا کام مکمل ہو گیا۔ وزیر نے اسی وقت مراکش کی طرف افواج بھیجنے میں جلدی کی، عطیات کا اعلان کر دیا اور فوجی سپاہیوں کا وظیفہ خوروں کا رجسٹر کھول کر ان کی ضروریات کو پورا کیا۔ وہ اپنے سلطان کے ساتھ ماہِ شعبان میں فاس سے کوچ کر گیا اور تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گیا۔ اس نے عامر بن محمد کے ساتھ جبل حنتاتہ میں اس کے پہاڑ میں لڑائی کی، اس کے ساتھ امیر ابوالفضل بن سلطان ابی سالم اور عبدالمومن بن سلطان ابوعلی بھی تھے جسے اس نے اسی طرح قید سے رہا کیا، اُسے اپنے عم زاد کے مقابل بٹھایا، اس کے لیے آلہ بنایا اور وہ اس کی پہلی حالت کے بارے میں مصنوعی باتیں کرنے لگا۔ اس کے بعد اس کے اور عمر کے درمیان صلح کی کوشش ہوئی تو صلح ہو گئی اور

وہ اپنے سلطان کے ساتھ ماہ شوال میں فاس کی طرف پلٹ آیا۔ اس کے بعد اس کی وفات ہوگئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۰۶

عمر بن عبداللہ قتل ہوتا ہے اور سلطان عبدالعزیز کے خود مختار حکمران بننے کی روداد

سلطان عبدالعزیز پر بھی عمر بہت قابو رکھتا تھا لہٰذا اس نے اسے اپنے معاملے میں دخل اندازی کرنے سے روکا اور لوگوں کو بھی منع کیا کہ وہ اپنے معاملات کے لیے اس کے پاس نہ جائیں۔ حتیٰ کہ اس کی ماں محبت اور ڈر کے باعث اس کے بارے میں خوف زدہ رہتی تھی۔ جب عمر نے اپنی امارت سنبھالی اور اس پر قابو پالیا تو وہ سلطان ابوعنان کی دختر کے رشتے کے بارے میں ان کی طرف مائل ہوا اور اس کی شرط کو لازم ٹھہرایا۔ اب سلطان کے پاس چغلی کی گئی کہ عمر لامحالہ اسے دھوکے سے قتل کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی شامل کر لی کہ عمر نے سلطان کو اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنے محل کو چھوڑ کر قصبہ کی طرف چلا جائے لہٰذا اس نے مضطر ہو کر عہد شکنی کی اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے اپنے گھر کے کونوں میں جوانوں کی ایک جماعت کو چھپا کر انہیں اس پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا۔ اس نے پھر وزیر کو اپنے گھر میں مشورہ کے لیے بلایا تو وہ اس کے ساتھ داخل ہوا۔ خصی غلاموں نے اس کے پیچھے سے محل کا دروازہ بند کر لیا پھر سلطان نے اس سے سخت کلامی کی، اسے ملامت کی اور گھر کے کونوں سے نکل کر جوان اس کے قریب ہو گئے۔ انہوں نے اسے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وزیر نے اپنے خواص کو آواز دی جہاں سے اس نے ان کو اپنی آواز سنادی تو انہوں نے دروازے پر حملہ کر دیا اور اس کی بندش کو توڑ دیا۔ انہوں نے اس کو خون میں لت پت دیکھا تو پیٹھ پھیر گئے اور محل سے باہر نکل گئے۔ کیونکہ وہ خوفزدہ ہو گئے تھے سلطان پھر اپنی نشست گاہ کی طرف آیا، اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص کو بلایا۔ اس نے بنی مرین میں سے عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ اور خواص میں سے شعیب بن میمون بن وردان اور موالی میں سے یحییٰ بن میمون بن مصمود کو رئیس بنایا۔ 15 ذوالقعدہ 767ھ کو اس کی بیعت مکمل ہوگئی، اس نے علی بن وزیر عمر اور اس کے بھائی اور چچا اور ان کے نوکروں اور ان کی جماعت کو گرفتار کر لیا اور قید کر دیا یہاں تک کہ چند راتوں بعد انہیں قتل کر دیا، یوں ان کی بیخ کنی کر دی گئی اور ہر طرف امن اور سکون ہو گیا۔ بھاگنے والوں کو اس نے اپنی امان دی اور ان سے خوش ہوا پھر اس نے کچھ دنوں بعد سلیمان بن داؤد اور محمد السبیع کو گرفتار کر لیا جن کی عمر سے بہت دوستی تھی لہٰذا اس نے دونوں کو شک کی وجہ سے قید کر دیا۔ ان دونوں کے متعلق کسی چیز کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے ان کو قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ دونوں مر گئے۔ اس نے ان دونوں کے ساتھ علال بن محمد اور شریف ابوالقاسم کو بھی ان کے ساتھ صحبت رکھنے کے شک کی وجہ سے قید کر دیا لیکن پھر اس نے ابن الاحمر کے وزیر ابن الخطیب کی سفارش پر ان دونوں پر احسان کیا اور انہیں دور بھجوا دیا۔ اس نے پھر اپنے اختیار کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی، خواص اور رازداروں کو اپنی حکومت میں اپنی اجازت کے بغیر کسی چیز میں دخل اندازی کرنے سے روک دیا۔ وزیر کے اختیار کے چند ماہ بعد شعیب بن میمون فوت ہو گیا پھر یحییٰ بن میمون بھی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۲۰۷

سلطان خروج کرنے والے ابوالفضل بن مولیٰ ابی سالم پر دھاوا بولتا ہے پھر اس کے وفات پانے کا بیان

جب سلطان عبدالعزیز نے اپنے وزیر عمر بن عبداللہ کو جو اس پر غالب تھا، قتل کر دیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو بھی عامر بن محمد کے متعلق

اسی قسم کی بات سوجھی کیونکہ وہ بھی اس پر غالب تھا۔ اس کام پر اس کے خواص نے اسے اُکسایا جس سے عامر ڈر گیا اور اپنے گھر میں بتکلف بیمار بن گیا۔ اس نے اس سے جبل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تا کہ وہاں اس کے اقارب اور بیویاں اس کی تیمارداری کریں لہٰذا وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس کے بعد ابوالفضل اس پر قابو پانے سے مایوس ہو گیا۔ اس کے خواص نے اسے عبدالمومن سے راحت حاصل کرنے پر اکسایا۔ عامر کی واپسی سے کچھ راتوں بعد ایک شب ابوالفضل شراب سے مدہوش تھا تو اس نے نصاریٰ کی فوج کے سالار کو اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ عبدالمومن کو قصبہ مراکش میں اس کے قید خانے میں قتل کر دے لہٰذا وہ اس کا سر اس کے پاس لے آیا جب عامر کو یہ خبر ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اس کے شر سے بچنے پر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ وہ اپنی بیعت سلطان کے پاس لے کر گیا اور اسے ابوالفضل کے خلاف اُکسایا۔ اس نے اسے مراکش کی حکومت میں رغبت دلائی اور اسے مدد دینے کا وعدہ کیا لہٰذا سلطان نے مراکش پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا، لوگوں میں عطیات کا اعلان کر دیا اور اپنی روانگی کے اسباب کو پورا کیا۔ 769ھ میں وہ فاس سے روانہ ہو گیا۔ عبدالمومن کی وفات کے بعد ابوالفضل خود مختار بن گیا اور اس نے طلحہ نوری کو وزیر بنایا، اپنی علامت محمد بن محمد بن مندیل کنانی کو سپرد کی اور مبارک بن ابراہیم بن عطیہ الخطی کو اپنا مشیر بنایا۔ بعدازاں اس نے کنانی کی شکایت پر طلحہ نوری کو واپس بھیجا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس نے عمر کے مقابلے پر اعتماد کیا۔ جب اس کام کے لیے وہ مراکش سے روانہ ہوا تو اسے اطلاع ملی کہ سلطان عبدالعزیز اس کی طرف آ رہا ہے تب اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور وہ تادلہ چلا گیا تا کہ وہاں بنی جابر کے پہاڑ میں پناہ لے لے۔ سلطان اپنی فوجوں کو مراکش سے ہٹا کر اس کی طرف لایا، اس سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر کے اس سے لڑائی کی، یوں اس نے اس کی فوج کو شکست دے۔ بنی جابر کے بعض آدمیوں نے اس شرط پر کہ وہ انہیں مال دے، لڑائی کے روز اس کے میدان میں کھلبلی ڈال دینے کے لیے سازش کی اور انہوں نے ایسے ہی کیا۔

ابوالفضل کا شکست کھا جانا

یوں ابوالفضل کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس نے اس کے مددگاروں کو پکڑ لیا۔ مبارک بن ابراہیم کو سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے اپنی وفات کے قریب عامر کے ساتھ اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ کنانی معلوم نہیں کس طرح بھاگ گیا پھر وہ عامر بن محمد کے پاس چلا گیا اور ابوالفضل ان کے پیچھے قبائل صنا کہ سے جا ملا۔ بنی جابر میں سے سلطان کے ساتھیوں نے ان سے سازش کی اور اس کے سپرد کرنے کے بارے میں انہوں نے ان کو بہت مال دیا تو انہوں نے اسے سپرد کر دیا۔ سلطان نے اپنے وزیر یحییٰ بن میمون کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اسے قیدی بنا کر لے آیا، سلطان نے اسے بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اپنے نزدیکی خیمے میں اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد زور سے بھینچ کر اسے مار دیا۔ اس کی وفات مراکش پر آٹھ سال امارت کرنے کے بعد رمضان 769ھ میں ہوئی۔ سلطان نے عامر کی اطاعت کا امتحان لینے کے لیے اسے اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے انکار کیا اور اعلانیہ مخالفت کی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۰۸

سلطان کا وزیر یحییٰ بن میمون بن مصمور پر شک کرنا پھر اس کے قتل کی روداد

یہ یحییٰ بن میمون ان کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا اور اس نے سلطان ابوالحسن کی حکومت میں پرورش پائی تھی۔ اس کا چچا علال اس کے باپ کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے اس کا دشمن تھا۔ جب سلطان ابوعنان اپنے باپ کی حکومت پر جھپٹا تو اس نے بقیہ ایام میں اس یحییٰ کو چن لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عمر اس کی وفات کے روز مر گیا تھا لہٰذا اس نے اس یحییٰ کو بجایہ کا عامل مقرر کیا اور یہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ

موحدین نے اسے اس وقت گرفتار کر لیا جب انہوں نے بجایہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا یہ پھر تونس آ گیا اور مدت تک وہاں قید رہا۔ انہوں نے پھر اسے عمر کے زمانے میں مغرب کی طرف بھیج دیا تو اس نے اسے چن لیا۔ جب سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا تو یہ بڑا غیرت مند، بڑا دانا، لیکن سخت عداوت والا اور تیز دھار والا تھا۔ اس کے چچا علال نے جب کہ سلطان نے اسے قید سے آزاد کر دیا تھا، اس کی اجازت سے اسے ہٹا دیا اور اس نے اسے اپنے سامنے متصرف بنا دیا، لہٰذا اس نے سلطان کے سامنے یحییٰ کی خودسری کو پیش کیا، اسے اس کے حال سے ڈرایا اور اسے یہ بات پہنچائی کہ وہ دعوت کو آلِ عبدالحق کے القرابتہ کے ایک آدمی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بھی کہا کہ اس نے اس بارے میں نصاریٰ کی فوج کے سالار سے ساز باز کی ہے، اب وزیر کو تکلیف پہنچی جس سے وہ سلطان کی مجلس سے رک گیا لہٰذا لوگ اس کی ملاقات کو گئے اور نصاریٰ کے سالار اس کے دروازے پر بیٹھ گئے تو اسے ان کے معاملے میں شک پڑ گیا۔ اسے ان کے بیٹھنے سے معاملے کے متعلق یقین ہو گیا لہٰذا سلطان نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو بھیجا جس نے اسے گرفتار کر لیا، اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر دوسرے روز اسے مقتل میں لے جایا گیا اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔ تہمت لگانے والوں نے القرابتہ اور فوج کے سالاروں کو بھی قتل کر دیا، وہ سب قتل ہو گئے اور دوسروں کے لیے عبرت بن گئے۔



باب: ۲۰۹

عامر بن محمد کی طرف سلطان کا جانا اور جبل میں اس سے لڑائی لڑنا، پھر فتح پانے کا بیان

جب سلطان ابوالفضل کے معاملے سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی حکومت کے پروردہ علی بن محمد بن اجانا کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اسے عامر کو دق کرنے، اس کی ناکہ بندی کرنے اور اسے اطاعت پر مجبور کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ پھر فاس کی طرف لوٹ آیا اور تلمسان کی طرف جانے کا عزم کر لیا۔ اسی اثناء میں کہ وہ لڑائی کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا تھا، اسے اطلاع ملی کہ علی بن اجانا نے عامر پر حملہ کر دیا ہے اور اس کا کئی روز تک محاصرہ کیے رکھا، یہ بھی خبر ملی کہ عامر بھی اس کی طرف گیا ہے لہٰذا اس نے اس کے پڑاؤ کو منتشر کر دیا ہے اور علی بن اجانا اور بہت سی فوج کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اب سلطان اپنی سواریوں میں پریشان ہو گیا اور اس نے تمام بنی مرین اور اہل مغرب کے ساتھ اس کی جانب جانے کی ٹھان لی لہٰذا اس نے فوجوں کے بارے میں پیغام بھیجا، ان میں عطیات تقسیم کیے اور شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا یہاں تک کہ مقصد پورا ہو گیا۔ اس نے ابوبکر بن غازی بن یحییٰ بن کاس کو اپنی وزارت پر مقرر کیا کیونکہ اس میں امارت اور ریاست کی نشانیاں پائی جاتی تھیں، یوں اس کا مقام بلند ہو گیا اور وہ 770ھ میں کوچ کر گیا۔ وہ مراکش میں اترا پھر وہ جبل سے لڑائی کے لیے گیا اور اس سے جنگ کی۔ عامر بن محمد نے ابوثابت بن یعقوب کی اولاد سے آل عبدالحق کے شرفاء میں سے تاشفین کو مقرر کیا تھا۔ علی بن عمر و بطلان جو بنی ورتاجن کے شیوخ میں سے بنی مرین کا سردار اور اپنے زمانے میں ان سے صاحب مشورہ تھا، اس سے جا ملا جس سے اس کی قوت مضبوط ہو گئی۔ سلطان کی لڑائی کے خوف سے اور اس کی بدسلوکی یا عامر کے پاس جو کچھ تھا، اس کی رغبت کے باعث بہت سے سپاہی سلطان کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے، اس نے انہیں منظم کیا اور اللہ نے بخشش سے اس کے ہاتھ کو روک دیا اور ایک قطرہ کو بھی نہ بھولا۔ اس کے میدان اور اس کے محاصرے میں سلطان کا قیام طویل ہو گیا، اس نے لڑائی کے لیے چوکیاں مقرر کیں اور صبح و شام اس سے لڑائی کی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے قلعوں پر غالب آ گیا یہاں تک کہ وہ تاسکر وط پہاڑ کی چوٹی سے چمٹ گیا۔ ابوبکر بن غازی کی بالا داری ایک مشہور بات تھی، عامر کے اصحاب اور مددگار اس کی عطا سے مایوس ہو گئے تو اس کے اور علی بن عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے، اس نے امان

طلب کرنے کے بارے میں سلطان سے سازش کی اور اپنے لیے عہد لیا، وہ پھر اس کی طرف چلا گیا، عامر کے بھائی فارس بن عبدالعزیز نے بھی اس کے ساتھ سلطان کی دعوت قائم کرنے اور اس کے چچا کی مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی کیونکہ اس میں دھار کے تیز کرنے اور اپنے بیٹے ابوبکر کو اس پر فضیلت دینے کی بات پائی جاتی تھی لہٰذا سلطان کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے اُس سے امان اور عہد کا پروانہ طلب کیا جو اس نے اسے بھیجا تھا۔ پھر اس نے اس کے چچا پر حملہ کر دیا اور جبل سے قبائل کو بلایا تو انہوں نے اسے جواب دیا، اس نے سلطان کو انکی طرف جانے پر آمادہ کیا، لہٰذا فوجوں نے مارچ کیا اور جبل کی پناہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔

عامر کے گرد گھیرا تنگ

جب عامر کو یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے کو اشارہ کیا کہ وہ سلطان کے پاس اشتیاق کی ملمع سازی کرتا ہوا جائے لہٰذا اس نے اپنے آپ کو اس کے آگے ڈال دیا اور اس نے اسے امان دے کر اسے اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا۔ اب عامر لوگوں سے الگ ہو گیا اور سوس جانے کے لیے سیدھا چلا گیا۔ لیکن برف نے اسے واپس کر دیا۔ آسمان کئی روز سے اولے اور برفباری کر رہا تھا یہاں تک کہ جبل میں تہ بہ تہ ڈھیر لگ گئے اور راستے بند ہو گئے لہٰذا عامر اس میں گھس گیا لیکن دوران سفر اس کی ایک بیوی فوت ہو گئی اور اس کی سواری بھی مر گئی۔ اس نے عاجل موت کو دیکھا اور پوشیدہ طور پر اس کے پیچھے غار کی طرف لوٹ آیا اور اپنے راہنماؤں کے ساتھ اس میں پناہ لی۔ اس نے ان کے لیے مال خرچ کیا اور وہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر سے صحرائے سوس کی طرف لے جاتے تھے۔ آخر وہ برف کے رکنے کا انتظار کرتے ہوئے ٹھہر گئے اور وہ بھی ٹھہر گیا۔ جب سلطان اس کی تلاش کے پیچھے پڑ گیا تو کچھ بربریوں نے جنہیں اسکا پتہ تھا اس کے متعلق انہیں بتایا تو اسے سلطان کے پاس لایا گیا۔ اس نے اسے اپنے سامنے بلا کر زجر و توبیخ کی تو اس نے معذرت کی اور اطاعت کرنی چاہی۔ اس نے درگزر میں رغبت کی اور گناہ کا اعتراف کیا پس اسے ایک خیمے کی طرف لایا گیا جو اس کے لیے سلطان کے خیمے کے سامنے بنایا گیا تھا اور وہاں اسے قید کر دیا گیا۔ اس نے ان دنوں محمد الکتانی کو بھی پکڑا اور قید کر دیا۔ عامر کے پہاڑ اور دیار پر ہاتھ آزاد ہو گئے اور اس قدر اموال، ہتھیار، ذخائر، کھیتیاں، گلہ جات لوٹے گئے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ یوں سلطان جبل اور اس کے پہاڑوں پر رمضان 771ھ میں محاصرے کے دن سے ایک سال بعد غالب آ گیا۔

فارس کی ھنتاتہ پر حکومت

سلطان نے ھنتاتہ پر فارس بن عبدالعزیز بن محمد بن علی کو امیر مقرر کیا اور فاس کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ آخر رمضان میں وہاں اترا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا۔ لوگ اس روز باہر نکلے تو عامر اور اس کے سلطان تاشفین کو دو اونٹوں پر سوار کرایا گیا۔ انہیں بوسیدہ کپڑے دیئے گئے اور انکی توہین کی گئی۔ یہ منظر دیکھنے والوں کے لیے عبرت کا باعث تھا۔ جب اس نے عیدالفطر کی عبادت ادا کر لی تو عامر کو بلایا، اسے اس کے گناہوں پر توبیخ کی اور اس کے ہاتھ کا تحریر کردہ خط لایا گیا جس میں اس نے ابوحمو کو مخاطب کرتے ہوئے سلطان کے خلاف اس سے مدد طلب کی تھی لہٰذا اس نے اس کے خلاف گواہی دی۔ اب سلطان کے حکم سے اُسے آزمائش میں ڈالا گیا اور اسے مسلسل کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ اس کا گوشت بدبودار ہو گیا۔ اس کے بعد اسے ڈنڈے مارے گئے یہاں تک کہ اس کے اعضاء متورم ہو گئے اور وہ بادشاہ کے محافظوں کے سامنے مر گیا۔ سلطان نے کتانی کو بلا کر اس سے بھی یہی سلوک کیا۔ پھر اس کے بعد سلطان تاشفین کو اس کے مقتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا۔ مبارک بن ابراہیم کو قید کرنے کے بعد اس کے قید خانے سے لایا گیا اور اسے بھی ان کے ساتھ ملا دیا گیا۔ ہر موت کے لیے ایک وقت مقرر ہے، بہر حال سلطان کے لیے جھگڑا کرنے والوں سے فضا صاف ہو گئی اور وہ تلمسان سے جنگ کرنے کے لیے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب:۲۱۰

جزیرہ خضراء کے دوبارہ ملنے کی روداد

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ طاغیہ ابن الہنشہ نے 743ھ میں الجزیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے 751ھ میں جبل الفتح سے جنگ کی۔ جب اس کی قوت وشوکت میں اضافہ ہو گیا تو وہ اس کے محاصرے کی حالت ہی میں طاعون سے فوت ہو گیا اور اللہ اس کے کام کو کافی ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت کو اس کے بیٹے بطرہ نے سنبھالا اور اس نے اپنے بقیہ بھائیوں پر حملہ کر دیا۔ اس کا بھائی القمط بن خطیہ ابیہ جسے ان کی زبان میں الرقیق حمزہ کہتے ہیں، قمط برشلونہ کی طرف بھاگ گیا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کی عزت افزائی کی۔ اس کے بعد زعماء میں سے المریکس بن خالہ اور دوسرے اقماط اس کے پاس چلے گئے۔ قشتالہ کے بادشاہ بطرہ نے اپنے بھائی کی فرمانبرداری کے متعلق اس کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان طویل لڑائی ہوگئی جس میں بطرہ نے حاکم برشلونہ کے بہت سے قلعے فتح کر لیے۔ اس کی فوجوں نے اس کے علاقے کے نواح کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شرق اندلس کے دار الخلافے بلنسیہ کا بھی کئی دفعہ محاصرہ کر لیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ وہ اپنے بحری بیڑوں سے سمندر کو پُر کر کے اس کی طرف گیا یہاں تک کہ نصرانیہ پر اس کا بوجھ بڑھ گیا، جب ان کی عادات خراب ہوگئیں تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

مقبوضات پر القمط کی آمد

اس کے بعد انہوں نے اپنے بھائی القمط کو بلایا تو اس نے قرطبہ کی طرف مارچ کر دیا۔ یوں اہل اشبیلیہ نے بطرہ پر حملہ کر دیا، اسے یقین ہو گیا کہ نصاریٰ کا میلان اس کی طرف ہے تو اس نے اس کے مقبوضات کی کھود کرید کی اور جلیقیہ سے پرے جوف میں شاہ افرنگ کے پاس چلا گیا جو انکلطرہ کا مالک تھا، اس کا نام الفلس غالس تھا۔ یہ 767ھ میں اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس کی مدد میں نکل گیا یہاں تک کہ اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ جب شاہ افرنگ واپس آ گیا تو نصاریٰ نے بھی بطرہ کے ساتھ پہلے والا سلوک شروع کر دیا۔ جب القمط نے بقیہ مقبوضات پر قبضہ کر لیا تو بطرہ اس کی سرحدوں کی طرف چلا گیا جو بلاد مسلمین کے قریب تھیں۔ اس نے پھر ابن الاحمر سے مدد طلب کی تو اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی فوجوں کو اندر لے گیا۔ اس نے نصرانیہ کے علاقے میں خوب خونریزی کی اور ان کے کئی قلعوں اور شہروں مثلاً ابرہ اور جیان وغیرہ کو برباد کر دیا جو ان کے شہروں کے اصل تھے۔ وہ پھر غرناطہ کی طرف واپس آ گیا۔ بطرہ اور اس کے بھائی القمط کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی یہاں تک کہ القمط نے اس پر غلبہ پا لیا اور اسے قتل کر دیا۔ ان لڑائیوں کے دوران میں ان کی وہ سرحدیں جو مسلمانوں کے علاقے کے قریب تھیں، غیر محفوظ رہیں۔ مسلمانوں نے اس جزیرے کو واپس لینے کے متعلق سوچا جو قریب زمانے میں مسلمانوں کے انتظام میں تھا۔ حاکم مغرب اس سے بے پرواہ تھا کیونکہ اس کے بھتیجے ابوالفضل اور عامر بن محمد نے بغاوت کی ہوئی تھی لہٰذا اس نے حاکم اندلس سے خط و کتابت کی کہ وہ اس شرط پر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آئے کہ اس پر انہیں عطیات دینے اور مال اور بحری بیڑوں کی امداد دینے کی ذمہ داری ہوگی تاکہ اس کے جہاد کا بدل خالصۃً اسی کے لیے ہو۔ اس نے اس کی بات کو قبول کیا، اس کی طرف مال کے بوجھ بھیجے۔ اس کے بعد اپنے سبتہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو وہ تیار ہو گئے اور الجزیرہ کی بندرگاہ سے اس کے محاصرے کے لیے روانہ ہو گئے۔

فوج کے ہمراہ ابن الاحمر کا بڑھنا

ابن الاحمر بھی مسلمان فوجوں کے ساتھ ان میں عطیات تقسیم کرنے، ان کی کمزوریاں دور کرنے اور محاصرے کے لیے آلات تیار کرنے کے

بعد اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ لہٰذا اس نے تھوڑے دنوں تک اس سے لڑائی کی۔ اس کے بعد نصاریٰ کو دادخواہ کے دور ہونے اور اپنے ملوک کی مدد سے ناامید ہونے کے بعد ہلاکت کا یقین ہو گیا، تو انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور مصالحت کا مطالبہ کیا۔ سلطان نے ان کی بات مان لی اور وہ شہر سے دست بردار ہو گئے۔ اس نے پھر اس میں شعائر اسلامی کو قائم کیا، وہاں سے کفر کی باتوں اور اس کے طواغیت کو مٹا دیا۔ سچ ہے کہ جو شخص اللہ کے معاملے میں اخلاص سے کام لیتا ہے اللہ نے اس کے لیے اجر مقرر کیا ہے۔ یہ 770ھ کا واقعہ ہے۔ ابن الاحمر نے اس سے قبل بھی اس پر قبضہ کیا تھا اور وہ ہمیشہ اس کی نگرانی میں رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر عیسائیوں کے غالب آ جانے کے خوف سے اسے گرانے پر توجہ مرکوز کر دی پس 780ھ میں اسے گرا دیا گیا اور وہ یوں بے آباد ہو گیا گویا یہ کبھی آباد ہی نہ تھا۔ والبقا للّٰہ۔

☆☆☆

باب: ۲۱۱

تلمسان کی طرف سلطان کی روانگی، اس پر اور اس کے علاقوں پر قبضہ اور ابوحمو کے وہاں سے فرار ہونے کی روداد

معقلی عرب صحرائے مغرب میں سوس، درعہ، تافیلالت، ملویہ اور رصاد کے پاس رہتے تھے۔ وہ بنو منصور میں سے اولاد حسین اور احلاف بنی مرین کی اطاعت کے ساتھ مختص تھے اور ان ہی کے وطن میں رہتے تھے۔ وہ بادشاہ کے دباؤ کی وجہ سے حکومت کے مغلوب تھے۔ جب بنو عبدالواد نے ابوحمو کے ہاتھ سے اپنی تلمسان کی حکومت واپس لی، اس وقت احلاف مغرب میں تھے۔ اس وقت ان معقل نے خرابی کی اور وطن میں بہت فساد کیا۔ جب حکومت نے ان کی لغزش سے درگزر کیا تو وہ بنی عبدالواد کے پاس چلے گئے جنہوں نے ان کو ان کے اوطان میں جاگیریں دیں اور وہ عامل درعہ عبداللہ بن مسلم کے ابوحمو کی طرف آنے کے وقت وہاں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد سلطان مغرب اور ابوحمو کے درمیان اس وجہ سے حالات خراب ہو گئے۔

مغرب کی طرف ابوحمو کا چلنا

ابوحمو 766ھ میں مغرب کی طرف گیا تب اس نے دبرو اور مغرب کی سرحد میں فساد کیا جس کی وجہ سے اس کے حاکم سرحد محمد بن زکراز کے درمیان، اس کے دائی کے باعث جس پر حاکم مغرب ظلم کرتا رہتا تھا، عداوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ جب سلطان عبدالعزیز بااختیار ہو گیا اور اس کا حاجی عبداللہ بن مسلم فوت ہو گیا تو ابوحمو اور سلطان عبدالعزیز کے درمیان ایلچی آنے جانے لگے۔ اس نے اس پر یہ شرط بھی عائد کی کہ وہ اس کے ہم وطنی عربوں یعنی عرب المعقل کو قبول نہ کرے کیونکہ اس طرح انہیں اس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا لیکن ابوحمو نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اپنے اہل وطن زغبہ کے خلاف ان سے مدد مانگتا تھا۔ اس پر اس سلسلے میں جھگڑا بڑھ گیا اور اس نے سلطان کو ناراض کر دیا۔ اس نے 770ھ میں اس کی طرف جانے کا قصد کر لیا اور اس نے عامر کے خلاف جو رکاوٹ پیدا کی تھی، اس میں کمی کر دی۔ اس دوران میں حاکم سرحد محمد بن زکراز اسے ابوحمو کی طرف جانے پر اکساتا رہا اور اسے تلمسان کی حکومت میں رغبت دلاتا رہا۔ جب سلطان نے مراکش کی روانگی کا کام مکمل کر لیا اور عامر کے معاملے سے فارغ ہو گیا تو فاس کی طرف واپس آ گیا، وہاں اسے امیر سوید اپنی قوم بنی مالک کے ساتھ ملا جو اپنے لوگوں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ابوحمو کے خلاف فریادی بن کر آیا تھا کیونکہ اسے ان سے تکلیف پہنچی تھی۔ اس نے اس کے بھائی محمد کو جو بنی مالک کا سردار تھا،

اس بات پر گرفتار کر لیا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ انہیں اور ان کے اسلاف کو حاکم مغرب کی دوستی حاصل ہے۔ اہل جزائر کے ایلچی اس کے پاس ان کی بیعت لے کر گئے اور وہ سلطان کو آمادہ کرنے لگے کہ وہ انہیں اس کے بلاوے سے نجات دے۔ اب سلطان نے اپنے دوست وترمار اور حاکم زردا محمد بن زکرزاز کو اس بارے میں حکم دیا تو وہ اس بارے میں اس کے ضامن بن گئے۔

تلمسان کی طرف سلطان کا جانا

اب سلطان نے تلمسان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا اور فوج جمع کرنے والوں کو مراکش کی طرف بھیجا۔ لوگ 771ھ کے ایام منیٰ میں حسب مراتب اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں خوب عطیات دیئے، ان کی کمزوریوں کو دور کیا۔ جب وہ عیدالاضحیٰ کی عبادت ادا کر چکا تو اپنی فوجوں سے ملا اور تلمسان کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ تازا میں اترا۔ اس کی روانگی کی خبر ابوحمو کو پہنچی تو اس نے مشرق کے زناتہ اور عرب المعقل کے بنی عامر اور زغبہ کو جمع کیا اور اس کی فوجیں تلمسان کے میدان میں آ گئیں۔ اب وہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہو گیا، وہ اپنی فوجوں سے ملا اور معقل کی پوزیشن پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے بنی مرین سے لڑائی کرنے کا عزم کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی معقل عربوں میں سے احلاف اور عبیداللہ اپنے دوست وترمار کی سازش سے سلطان عبدالعزیز کے پاس چلے گئے۔ اس نے ان کے ساتھ اپنے پروردوں کو بھیجا لہٰذا وہ اس کے سامنے کوچ کر گئے اور صحرا کے راستے پر چلے۔ ان کے اکٹھے ہونے اور آنے کی خبر ابوحمو کو پہنچ گئی تو وہ اور اس کی فوجیں اور اس کے ساتھی بنی عامر میدان سے بھاگ گئے، وہ کشادہ نالے میں داخل ہو گئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور مندوس پر غبار ڈالا، اس کے بعد بلادِ دیالم کی طرف چلے گئے پھر وطن ریاح میں چلے گئے اور اولادِ سباع بن یحییٰ کے ہاں اترے۔

تازا کی طرف سلطان کی روانگی

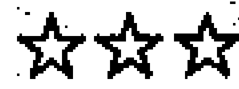
سلطان عبدالعزیز تازا میں اترا اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو اپنے آگے بھیجا جس نے تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان بھی اس کے پیچھے پیچھے کوچ کر گیا اور 772ھ کو عاشورہ کے روز تلمسان میں اترا۔ جمعہ کے روز وہ اس میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو بنی مرین کی فوجوں، سپاہیوں، معقل اور سوید کے عربوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اس کے تعاقب میں بھیج دیا۔ اس نے اپنا لباس اپنے دوست وترمار کے سپرد کیا لہٰذا وہ محرم کے آخر میں تلمسان سے کوچ کر گئے۔

ابوحمو اور ابن خلدون

پھر میں ابوحمو کے پاس گیا لہٰذا جب وہ تلمسان سے بھاگا تو میں نے اسے الوداع کہا اور اندلس جانے کے لیے ھنین کی طرف لوٹ آیا۔ اس دوران ایک مفسد نے سلطان کے پاس چغلی کی کہ میں اندلس کے لے مال لے گیا لہٰذا اس نے میری گرفتاری کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیجا جو مجھے تلمسان میں داخل ہونے سے قبل وادی زیتون میں ملا۔ پھر اس نے مجھے بلا کر پوچھا تو چغل خور کا جھوٹ واضح ہو گیا، یوں اس نے مجھے رہا کر دیا اور مجھے خلعت دیا۔ جب وزیر ابوحمو کے تعاقب میں روانہ ہو گیا تو اس نے مجھے ریاح کی طرف جانے، ان میں اپنی دعوت واطاعت کے قائم کرنے اور انہیں ابوحمو اور اسکے دادخواہ کی اطاعت سے پھیرنے کا حکم دیا۔ میں فوراً اس کام کے لیے تیار ہو گیا اور بطحاء میں وزیر سے جا ملا۔ میں نے بلاد الفطاف کی وادی ورک تک اس کے ساتھ سفر کیا پھر میں نے اسے الوداع کہا اور خود سیدھا چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے ریاح کو سلطان کی اطاعت پر اکٹھا کر لیا اور انہیں ابوحمو کی اطاعت سے برگشتہ کر دیا۔ اب ابوزیان حصین کی اپنی فرودگاہ سے نکلا اور زواودہ میں سے محمد بن علی بن سباع کی اولاد سے جا ملا۔ اس دوران ابوحمو مسیلہ سے کوچ کر گیا، الدوسن میں اترا اور وہاں ٹھہرا۔ میں نے زواودہ میں سے وترمار کو وزیر کے پاس بھیجا اور وہ اس کے پاس آنے میں ان کے راہنما تھے۔ وہ الدوسن میں اسے اس کے زناتہ کے پڑاؤ اور بنی عامر کے خیموں میں ملے اور وزیر تیاری میں تھا لہٰذا زناتی فوجیں معقل، زغبہ اور ریاح کے عرب اسے خوفزدہ کرتے تھے لہٰذا انہوں نے اسے اس کے مال اور پڑاؤ سے الگ کر دیا اور اسے مکمل طور پر لوٹ لیا۔

عرب اس کے ساتھ تھے، ان کے اموال بھی لوٹ لیے گئے۔ وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر مصاب چلا گیا۔ اس کے بیٹے اور اس کی قوم متفرق مقامات میں سے ہوتے ہوئے اس کے پاس چلے گئے۔

وزیر کی الدوسن آمد وزیر کئی روز تک الدوسن میں ٹھہرا رہا جس کی وجہ سے بنی مرین اس کے پاس پہنچ گئے وہ پھر مغرب کی طرف پلٹ آیا اور صحرا میں بنی عامر کے محلات کے پاس سے گزرا تو انہیں لوٹ لیا۔ اس نے ان کو وہاں سے ویرانے اور بیابان سے جنگل کی طرف بھگا دیا اور ربیع الثانی میں تلمسان پہنچ گیا۔ جب میں زواودہ اور ان کے رئیس ابو دینار بن علی بن احمد کے ساتھ سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے اس کے بھائی کے ساتھ جو حسن سلوک کیا تھا، اس کا لحاظ کیا اور اسے اور تمام وفد کو خلعت دیئے۔ وہ پھر اپنے مواطن کو پلٹ آئے۔ اب سلطان نے اپنے عمال کو شہروں کی طرف جانے پر اکسایا اور اپنے پروردوں کے لیے نواح کا ضامن ہوا۔ اس نے اپنے وزیر عمر بن مسعود بن منديل بن سامہ کے ساتھ فوجوں کو حمزہ بن علی بن راشد کے محاصرے کے لیے بھیجا جو آل ثابت بن منديل میں سے تھا۔ اس نے حکومت کے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی۔ جب ان کے ہاں اس کی حالت خراب ہوگئی تو وہ اپنے مفراوی اسلاف کے وطن کی طرف آ گیا اور جبل بنی بوسعید میں اترا، انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کے سلسلے میں موت پر اس کی بیعت کی۔ سلطان نے اپنے وزیر کو ان کی ناکہ بندی کے لیے بھیجا تو وہ ان کے پاس گیا اور ان سے لڑائی کی۔ جب وہ اپنے پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ بند ہو گئے تو وزیر وادی شلف کے انجیس مقام پر ٹھہر گیا اور انہیں ان کی پناہ گاہ میں بند کر دیا۔ اسی دوران تلمسان سے اس کے پاس فوج آ گئی تو اس نے اس کے دستے بنائے اور انہیں محاصرے کے لیے جگہیں دیں۔ وزیر نے وہیں قیام کیا۔ اس دوران سلطان نے بقیہ وطن یعنی شہروں اور مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان پر امیر مقرر کیے۔ یوں مغرب کی حکومت اس کے اسلاف کی طرح اس کے لیے منظم و مرتب ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب: ۲۱۲

مغرب اوسط میں ابتری، ابی زیان کا تیطرا آنا، ابی حمو کا تلمسان آنا، سلطان کا ان سب پر غالب آنا اور اس کی حکومت منظم ہونے کا بیان

جب ابو حمو اور اس کے مددگار بنی عامر کے قبائل نے الدوسن کی لڑائی سے نجات حاصل کی تو وہ صحرا میں چلے گئے۔ وہ اپنے محلات چھوڑ کر اس دور تک جبل راشد کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد وزیر و ترمار بن عریف نے تمام عرب قبائل کو جو زغبہ اور معقل سے تعلق رکھتے تھے، جمع کیا۔ جب سلطان تلمسان میں اترا تو عربوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ابو حمو نے دفاع اور بزرگی کے باعث انہیں وطن میں جو جاگیریں دی ہیں وہ ان پر ان کے لیے آزاد کر دے، اس پر سلطان نے اپنی سلطنت کی عظمت اور اپنی حکومت کی خود مختاری کے باعث اس سے بُرا منایا لہٰذا ان کے حالات خراب ہو گئے۔ اب انہوں نے ابو حمو کے غلبہ کی خواہش کی تا کہ جس چیز کی انہوں نے اس سے خواہش کی ہے، اس سے حاصل کریں، لہٰذا جب وہ شکست کھا گیا، اس کی فوجیں کم ہو گئیں اور سلطان اپنے ہمعصروں پر غالب آ گیا تو رحو بن منصور نے جو معقل کے ایک بطن عبید اللہ میں سے الخراج کا امیر تھا، سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کیا۔ جب عرب اپنے سرمائی مقامات کی طرف گئے تو وہ ابو حمو اور بنی عامر کے قبائل کے پاس چلا گیا، اب وہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں اوطان میں فساد کرنے کے لیے لے گئے لہٰذا وہ سلطان کے مقبوضات کی طرف بڑھے۔ انہوں نے رجب 772ھ میں وجدہ سے لڑائی کی۔ جب تلمسان سے ان کی جانب فوجیں بڑھیں تو وہ بھاگ گئے اور بطحاء کی طرف چلے آئے۔ انہوں نے اس کے

اوطان کو لوٹ لیا تب وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے، اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ صحرا میں چلے گئے۔

حمزہ بن علی کا حملہ

اس دوران میں حمزہ بن علی بن راشد نے وزیر کے پڑاؤ پر جو سلف کے محاصرے کی جگہ پر تھا، شب خون ایسا مارا کہ اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ وہ شکست کھا کر بطحاء چلا گیا۔ تب حصین کو یہ خبر پہنچی تو وہ سلطان سے خائف تھے کیونکہ ان کے متعلق مشہور ہو چکا تھا کہ وہ باغیوں کے حکم سے حکومت کی طرف بڑھتے اور کھڑے ہوتے ہیں، تو انہوں نے باغی ابوزیان کو بلایا جو ان کے ہاں اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے قبائل میں جوزوادہ میں سے تھے، رہتا تھا، لہٰذا وہ ان کے پاس آ گیا۔

لمدیہ کے نواح میں لڑائی

اب وہ لمدیہ کے نواح کی طرف بڑھے اور انہوں نے وہاں سلطان کی فوجوں سے لڑائی کی، یوں سارا مغرب اوسط آگ سے بھڑک اٹھا۔ جب 773ھ کا سال آیا تو سلطان نے رحو بن منصور کو ابوحمو سے علیحدہ کر لیا، اس کے لیے مال خرچ کیا اور اس کے پسندیدہ نواح اسے جاگیر میں دے دیئے۔ اس نے ان کے بقیہ لوگوں سے بھی یہی سلوک کیا اور ان کے دلوں میں بھرپور دلچسپی پیدا کر دی۔ اس نے فساد کی بیماریوں کا قلع قمع کرنے، باغیوں کو علاقوں سے نکال باہر کرنے کے لیے فوجوں کو ان کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا۔ اس نے پھر مفراوی کے معاملے میں اپنے وزیر پر مداہنت کرنے کی تہمت لگائی اور اپنی حکومت کے ایک آدمی کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے اسے پابجولاں دارالخلافے کی طرف بھیجا۔ سلطان نے اسے فاس میں قید کر دیا پھر اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے سپاہیوں سے ملا۔

حمزہ علی بن راشد کا قتل

اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو باغیوں اور خوارج سے لڑائی کرنے پر مامور کیا لہٰذا وہ رجب 773ھ میں تلمسان سے چلا۔ حمزہ علی بن راشد نے جبل بنی بو سعید میں اپنی پناہ گاہ کا قصد کیا تو اس نے اس سے سخت لڑائی کی اور جنگ نے ان کو کچل ڈالا۔ اب ان پر رعب چھا گیا اور انہوں نے اپنے مشائخ کو وزیر کے پاس اپنی اطاعت اور حمزہ کی عہد شکنی کے ساتھ بھیجا۔ اس نے ان کی مرضی کے مطابق ان سے معاہدہ کر لیا اور حمزہ حصین میں ابوزیان کے پاس اس کی جگہ پر چلا گیا۔ وہ پھر اپنے ارادے سے باز آ گیا اور بعض ساتھیوں کے ساتھ شلف کے نواح اور اپنے گھر میں واپس آ گیا لہٰذا وہ اپنے مراکز میں ڈٹ گئے اور اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ اب اس نے اسے گرفتار کر لیا، اسے وزیر کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے متعلق سلطان کو اطلاع بھیج دی۔ اس نے ان کے اعضاء کو ملیانہ کی فصیل پر لٹکا دیا پھر وہ حصین کی طرف بڑھا اور انہیں ان کے تیطری کے قلعے میں بند کر دیا۔ اب زغبہ کے تمام قبائل اس کے پاس آ گئے، اس نے ان کو ہر جانب سے گھیر لیا اور ان کا طویل محاصرہ کیا۔ انہوں نے ان سے بار بار لڑائی کی۔

جبل سے لڑائی

اب سلطان نے الزاب میں میرے گھر پر مجھ سے مذاکرات کیے اور مجھے اشارہ کیا کہ میں جلدی سے تمام ریاح کو وزیر کے پڑاؤ کی طرف لے جاؤں لہٰذا اس نے ان کے قبائل اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کو اتارا۔ ہم نے پھر صحرا کی جانب سے جو ریاح کے مضافات کے قریب ہے جبل سے لڑائی کی تو انہیں تکلیف پہنچی اور ان پر رعب چھا گیا لہٰذا وہ پہاڑ سے بھاگ گئے۔ جو کچھ اس میں تھا، لوٹ لیا گیا۔ اس نے اطاعت پر حصین سے ضمانت طلب کی اور ان پر ٹیکس اور تاوان لگائے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں ادا کیا۔ اس دوران میں ابوحمو سلطان سے فوج کو علیحدہ

کرنے کا موقع تلاش کرتا ہوا تلمسان کی طرف بڑھا، اس کا دوست خالد بن عامر جو زغبہ میں سے بنی عامر کا امیر تھا، اطاعت میں نفاق رکھتا تھا کیونکہ ابوحمو نے اس پر الزام لگایا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نائب عبداللہ بن عسکر بن معروف سے دوستی رکھتا ہے، اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا۔

ابی حمو کی شکست

اب اس نے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش کی کہ وہ اس مال کے عوض، جو اس نے اس کے پاس بھیجا ہے، ابوحمو کو چھوڑ کر اس کے پاس آ جائے لہٰذا اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اب سلطان نے ذوالقعدہ 773ھ میں بنی عامر اور معقل میں سے اولادِ یغمور کی فوج اس کے لیے بھیجی اور ابوبکر بن غازی کے قرابت دار محمد بن عثمان کو ان کا سالار مقرر کیا۔ وہ ان سے لڑائی کرنے کے درپے ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا، انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اب ابی حمو کے پڑاؤ اور عربوں کے خیموں کا گھیراؤ ہو گیا لہٰذا اس نے جو کچھ ان میں تھا، لوٹ لیا۔ یوں بنومرین اس کے اموال، اولاد اور بیویوں پر قابض ہو گئے۔ وہ انہیں سلطان کے پاس لے گئے اور اس نے انہیں فاس کی طرف واپس بھجوا دیا۔ اس نے انہیں اپنے محلات میں اتارا پھر اس نے اپنے غلام عطیہ بن موسیٰ حاکم شلف کو پکڑ لیا، اور اس پر احسان کیا اور اسے اس کے پیچھے بھیج دیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ بلادِ قبلہ میں سے تیکورارین تک راہبر بھیجے لہٰذا وہ وہاں اترا اور یہ تیطرا کی فتح سے چند راتوں پہلے کا واقعہ ہے۔ یوں سلطان کا قدم اپنے ملک میں استوار ہو گیا اور وہ مغرب اوسط پر قابض ہو گیا۔ اس نے باغیوں اور خوارج کو وہاں سے نکال دیا اور تمام عربوں کو اپنی اطاعت کی طرف مائل کیا انہوں نے رغبت اور خوف سے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے وزیر ابوبکر بن غازی عربوں کے تمام قبیلوں کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا، ان کی آمد پر تقریب کی اور وزیر کی ملاقات کے لیے سوار ہو کر گیا۔ اس نے مشائخ سے اطاعت اور ابوحمو کو تیکورارین سے نکالنے پر برانگیختہ کرنے کے لیے ضمانت طلب کی اور انہیں خوب اعزاز واکرام دیا۔ وہ تیکورارین کی طرف روانگی کے اسباب کو تیار کرتے ہوئے اپنے سرمائی مقامات کی طرف پھر لوٹ گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاءاللہ۔

☆☆☆

باب: ۲۱۴

اندلس کے حاکم، ابن الاحمر کو چھوڑ کر ابن الخطیب کا سلطان کے پاس تلمسان آنے کی روداد

اس شخص کا اصل مقام لوشہ ہے جو غرناطہ سے ایک دن کی مسافت پر شمال میں اس علاقے میں واقع ہے جس میں مرج نامی میدان بھی ہے، یہ وادی شنیل پر واقع ہے اور جسے شنیل بھی کہتے ہیں۔ اس علاقے میں ایک موڑ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف جاتا ہے جہاں پر اس کے اسلاف رہتے تھے، وہ اپنی وزارت کی وجہ سے مشہور تھے۔ جب ابوعبداللہ غرناطہ آیا تو بنی احمر کے ملوک کا خدمت گار بن گیا پھر وہ کھانے کے گوداموں پر عامل بن گیا۔ اس کے بیٹے محمد نے غرناطہ میں پرورش پائی، وہاں کے مشائخ سے پڑھا اور ادب وتہذیب سیکھی۔ اس نے مشہور فلسفی یحییٰ بن ہذیل کو اپنی صحبت کے لیے منتخب کیا اور اس سے فلسفیانہ علوم حاصل کیے۔ اس نے طلب وادب میں نمایاں مقام حاصل کیا اور اس کے اشیاخ سے ادب سیکھا۔ اس کے منتخب کلام نظم ونثر سے سلطان کا حوض بھر گیا۔ رفتہ رفتہ وہ شعر گوئی اور خوش الحانی کے ساتھ شعر پڑھنے میں اس مقام تک پہنچا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اس نے ملوک بنی الاحمر میں سے سلطان ابوالحجاج کی مدح کی اور حکومت کو اپنی مدائح سے پر کر دیا۔ یوں اس نے آفاق میں اس کی شہرت پھیل گئی تو سلطان اسے اپنی خدمت میں لے آیا۔ اسے ابوالحسن بن الحباب کی سرکردگی میں جو نظم ونثر اور دیگر علوم ادبیہ میں دونوں

کناروں کا شیخ تھا، اپنے دروازے پر کاتبوں کے دفتر میں مقرر کر دیا۔ اس دوران سلطان نے غرناطہ سے محمد مخلوع کے زمانے کے قریب جب اس نے اپنے بے قابو وزیر محمد بن الحکیم کو قتل کر دیا تھا، خط و کتابت کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے لہٰذا ابن الجیاب نے اس دن سے لے کر اپنی وفات تک جو طاعون جارف سے 749ھ میں ہوئی، کاتبوں کی ریاست کو اپنے لیے مخصوص کر لیا، اس کے بعد سلطان ابوالحجاج نے اس وقت اس محمد بن الخطیب کو اپنے دروازے کے کاتبوں کی سرداری عطا کی پھر اسے وزارت بھی دی اور اسے وزیر کا لقب دیا لہٰذا وہ اس کام میں بااختیار ہو گیا۔ ان کے دونوں کناروں کے پڑوسی ملوک کے ساتھ خط و کتابت میں اس سے عجیب و غریب درستگی کی باتیں صادر ہوئیں۔ اس کے بعد سلطان نے شروط کے ساتھ اس کے ہاتھوں عمال کے حاکم مقرر کرنے کے بارے میں ساز باز کی لہٰذا اس نے وہاں اس کے لیے اموال جمع کیے اور اس کی دوستی میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ کوئی شخص اس سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ اس کی جانب سے کنارے کے بنی مرین کے سلطان ابو عنان کے پاس اس کے باپ سلطان ابوالحسن کو برانگیختہ کرتے ہوئے سفیر بن کر گیا لہٰذا وہ اپنی اغراض سفارت میں نمایاں ہو گیا۔

سلطان کا مر جانا

اس دوران سلطان ابوالحجاج 755ھ میں فوت ہو گیا۔ اس پر ایک مخلوط گروہ نے عید الفطر کے دن مسجد میں نماز کے لیے سجدہ کرتے ہوئے حملہ کر دیا اور اسے نیزہ مارا لہٰذا اس نے اسی وقت اسے ٹھہرا دیا، یکے بعد دیگرے معلوجی غلاموں کی تلواریں اس کے قاتل پر پڑیں اور انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر اس کے بیٹے محمد کی اسی وقت بیعت ہوئی اور اس کے کام کو ان کے غلام رضوان نے سنبھالا جو ان کے لشکروں کی قیادت اور ان کے ملوک کے اصاغر کی کفالت کے سلسلے میں بڑا تجربہ کار تھا۔ اس نے حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور خطیب اس کی وزارت میں یکتا ہو گیا جیسا کہ وہ اس کے باپ کے ہاں وزیر تھا۔ اس نے پھر دوسرے شخص کو اپنی خط و کتابت کرنے پر مقرر کر دیا اور ابن الخطیب کو کام میں اپنا نائب بنایا، اب وہ دونوں اختیارات میں شریک ہو گئے اور حکومت نہایت شان دار طریقے پر چلنے لگی۔ انہوں نے پھر وزیر ابن الخطیب کو سلطان ابو عنان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ انہیں ان کے دشمن طاغیہ کے خلاف مدد دے جیسا کہ اس کے اسلاف کا ان کے ساتھ دستور تھا۔ جب وہ سلطان کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیٹھا تو اندلس کے وزراء و فقہا کا جو وفد اسی کے ساتھ تھا، آگے آیا۔ اس نے اس سے کچھ شعر پڑھنے کی اجازت طلب کی جو وہ اپنے ہمرازوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ تب اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

''اللہ کا خلیفہ قضاء اور قدر کا سردار ہے، اس نے مجھے اس قدر بلند کیا ہے جہاں چاند بھی تاریکی میں نہیں چمکتا۔ اس کے دستِ قدرت نے ایسے مصائب کو تجھ سے دور کیا ہے جنہیں دور کرنے کی بشر طاقت نہیں رکھتا۔ تیرا چہرہ مصائب میں ہمارے لیے چاند ہے اور قحط میں تیرا ہاتھ ہمارے لیے بارش ہے۔ اگر تو نہ ہوتا تو اندلس کے سارے باشندے نہ اندلس کو وطن بناتے اور نہ وہاں آباد ہوتے۔ جن کے ساتھ تو نے تعلق پیدا کیا ہے، انہوں نے کسی احسان کا انکار اور ناشکری نہیں ہے اور نہ ان کی جانوں نے انہیں فکر مند کیا ہے۔ انہوں نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور خود انتظار کر رہے ہیں۔''

سلطان یہ اشعار سن کر جھوم گیا اور اسے بیٹھنے کی اجازت دی۔ اس نے بیٹھنے سے قبل اسے کہا کہ وہ ان کے تمام عطیات کو لیے بغیر ان کی طرف واپس نہیں جائے گا پھر اس نے احسانات کے ساتھ ان کے کندھوں کو گرانبار کر دیا اور جو کچھ انہوں نے مانگا، انہیں دے کر واپس کر دیا۔

انوکھی قسم کی بغاوت

ہمارے قاضی ابوالقاسم شریف بھی اس کے ساتھ تھے، ان کا بیان ہے کہ کبھی کسی سفیر کے متعلق نہیں سنا گیا کہ اس نے سلطان کو سلام کرنے سے قبل اپنی سفارت مکمل کر لی ہو مگر اس شخص نے ایسے ہی کیا۔ ان کی یہ حکومت اندلس میں پانچ سال رہی پھر ان کے ساتھ محمد الرئیس نے لڑائی کی جو سلطان کا عم زاد تھا اور اس کے دادا رئیس ابوسعید میں اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا۔ ایک دن سلطان نے الحمراء کے باہر اپنی سیر گاہ کی طرف جانے کا وقت مقرر کیا اور وہ دار الخلافے پر جو الحمراء کے نام سے مشہور تھا، چڑھ گیا لہٰذا اس نے اسے نکالا، اس کی بیعت کی اور اس پر قابو پا کر اس کی حکومت

سنبھال لی۔ جب سلطان محمد نے باغ میں ڈھول بجنے کی آواز سنی تو وہ جرأت کے ساتھ وادی آش کی طرف آیا اور اسے قابو کر لیا۔ اس نے مغرب میں سلطان ابو سالم کے آباء کے ملک پر قابض ہونے کے بعد سلطان کو اطلاع بھیجی اس کے بھائی ابو عنان کے زمانے میں اس کا ٹھکانا ان کے ہاں اندلس میں تھا۔

ابن الخطیب کا قید ہونا

اس دوران حکومت کے ذمہ دار رئیس نے وزیر ابن الخطیب کو قید کر دیا اور قید خانے میں اسے تنگ کیا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اس کے اور خطیب بن مرزوق کے درمیان اندلس کے زمانے میں نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ سلطان ابو سالم کی خواہش پر غالب تھا لہٰذا اس نے وادی آش کے اس دستبردار سلطان کو پکار کر اسے خوب صورت کر کے دکھایا کہ وہ اس سے اہل اندلس کو دور کرنے اور القرابہ کے دشمنوں کو جو وہاں نمائندہ ہیں، جب وہ مغرب کی حکومت کی خواہش کریں گے، روکنے کا وعدہ کرتا ہے لہٰذا اس نے اس کی بات قبول کر لی اور اس نے اہل اندلس سے گفتگو کی کہ وہ اس کے پاس آنے کے لیے اس کے راستے میں آسانی پیدا کریں۔ اس نے اپنے ہم نشینوں میں سے شریف ابو القاسم تلمسانی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ابن الخطیب کی سازش اور اسے قید خانے سے آزاد کرنے کا پیغام بھی بھیجا تب اس نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ وادی آش تک شریف ابو القاسم کے ساتھ آیا تو وہ سلطان کے سواروں میں چلا۔ وہ سلطان ابو سالم کے پاس آئے تو وہ ابن الاحمر کی آمد پر خوش ہوا۔ وہ ایک دستے کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور اسے اپنی کرسی کے سامنے بٹھایا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ابن الخطیب نے پھر اپنا قصیدہ سنایا جس میں وہ سلطان سے مدد مانگتا ہے لہٰذا اس نے اس سے وعدہ کیا، وہ جمعہ کا دن تھا اور اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے پھر اس نے اس کی تعظیم و تکریم کی، اسے خوشحال کر دیا اور اس کے ساتھ آنے والوں کے روزینے زیادہ کر دیے، یوں اس پر غالب آ گئے۔ وظیفے اور جاگیروں کے لحاظ سے ابن الخطیب کی زندگی خوشحال ہو گئی۔

اب اس نے سلطان سے مراکش کی جہات کی طرف جانے اور وہاں پر حکومت کے آثار سے مطلع ہونے کی اجازت طلب کی۔ تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ اس نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ اسے تحفے دیں تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر تحفے دیئے۔ وہ سلطان ابو الحسن کی قبر پر کھڑا ہوا اور راء موصولہ کے قافیہ میں اپنا قصیدہ کہا جس میں اس کا مرثیہ کہتا ہے اور غرناطہ کی اس کی جاگیر کی واپسی کو ترجیح دیتا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے۔

''اگر اس کا مکان اور منزل دور ہو گئی ہے تو اس کے حالات اس کی شخصیت کے قائم مقام ہو گئے ہیں، وہ اپنے زمانے کو عبرت یا خاک میں تقسیم کرے، یہ اس کی نمناک مٹی ہے اور یہ اس کے آثار ہیں۔''

سلطان کی آمد

اس کے بعد سلطان ابو سالم نے اس بارے میں اہل اندلس کو سفارش کی تو انہوں نے اس کی سفارش کی وہ جتنا عرصہ کنارے میں ٹھہرا رہا سلطان بے سلا میں علیحدہ رہا اس کے بعد محمد مخلوع 763ھ میں اپنے ملک اندلس کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ فاس میں جو اسکے اہل و اولاد پیچھے رہ گئے تھے، اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا۔ ان دنوں حکومت کا منتظم عمر بن عبد اللہ بن علی تھا لہٰذا اس نے ابن الخطیب کو سلا سے بلایا اور انہیں اس کی نگرانی کے لیے بھیجا۔ سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسے دوبارہ اس کا مقام دیا جیسا کہ وہ اپنے کفیل رضوان کے ساتھ تھا۔ عثمان بن یحییٰ عمر غازیوں کا شیخ اور ان کے اشیاخ کا بیٹا تھا، جب اس نے حاکم غرناطہ رئیس سے برائی محسوس کی تو وہ اپنے باپ کے سواروں کے ساتھ طاغیہ کے پاس چلا گیا۔ یحییٰ وہاں سے کنارے کی طرف آ گیا اور عثمان دار الحرب میں ٹھہر گیا۔ اس نے غربت میں سلطان کی مصاحبت کی، اس کی خوب خدمت گزاری کی اور وہ طاغیہ کے ہاتھوں پر فتح پانے سے مایوس ہونے کے بعد اس سے منحرف ہو گئے۔ وہ اسے چھوڑ کر اس کے ملک کی سرحدوں پر آ گئے۔ انہوں نے پھر عمر بن عبد اللہ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ وہ انہیں ان سرحدوں میں سے جنہوں نے ان کی اطاعت کی ہے، کسی ایک سرحد پر قبضہ دلا دے جہاں سے وہ فتح کا انتظار کریں گے۔

سلطان مخلوع اور ابن خلدون کی بات چیت

اس بارے میں سلطان مخلوع نے مجھ سے بھی گفتگو کی۔ میرے اور عمر بن عبداللہ کے درمیان ایک پختہ اور قابل لحاظ عہد تھا لہٰذا میں نے عمر بن عبداللہ کی جانب سے سلطان کے ساتھ وفاداری کی اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ رندہ کا شہر اسے واپس کر دے کیونکہ وہ اس کے اسلاف کا ورثہ ہے۔ اس نے میرے مشورے کو قبول کیا اور سلطان مخلوع اس پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد عثمان بن یحییٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں اترا اور وہ اس کے ہمرازوں کا سردار تھا۔ انہوں نے پھر وہاں سے مالقہ سے لڑائی کی اور وہ فتح کے لیے سواریوں کے پاؤں رکھنے کی جگہ تھی۔ یوں سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے دارالخلافے غرناطہ پر قابض ہو گیا۔ عثمان بن یحییٰ حکومت میں قوم کا سردار اور دوستی میں قدیم تھا اور اسے سلطان کی خواہشات پر غلبہ حاصل تھا۔ جب ابن الخطیب سلطان کے اہل و اولاد کے ساتھ الگ ہوا اور پھر سلطان نے اپنی بالادستی اور اس کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے حکومت میں دوبارہ اسے اس کا مقام دے دیا تو اسے عثمان پر غیرت آئی، وہ سلطان سے اس سے کفایت کی درخواست کرنے اور ان اشراف سے اس کی حکومت کے متعلق ڈرنے کی وجہ سے بگڑ گیا۔ تب سلطان نے اسے انتباہ کیا اور اس کے خلاف سازش کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے اور اس کے آباء اور بھائیوں کو رمضان 764ھ میں ہٹا کر زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے انہیں جلاوطن کر دیا اور ابن الخطیب کے لیے ماحول صاف ہو گیا۔ یوں وہ سلطان کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے مملکت کا انتظام اسے سپرد کر دیا۔ اس نے اس کے بیٹوں کو اپنے شراب نوش ہم نشینوں اور خلوتیوں کے ساتھ ملا دیا اور حل وعقد میں ابن خطیب منفرد ہو گیا۔ اب چہرے اس کی طرف مڑنے لگے اور اس سے امیدیں وابستہ کی جانے لگیں۔ خواص اور سب لوگ اس کے دروازے پر آنے لگے۔ لیکن سلطان کے ہمراز اور مددگار اس سے تنگی محسوس کرنے لگے لہٰذا انہوں نے اس کی چغلیاں کرنے پر اتفاق کر لیا۔ لیکن سلطان ان کے قبول کرنے سے بہرا ہو گیا اور یہ خبر ابن الخطیب کو بھی پہنچ گئی تو اس نے اس کے پاس سے چلے جانے کی تیاری کر لی۔ ان دنوں کنارے کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے عم زاد عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس بن سلطان ابوعلی کو پکڑنے کے لیے نوکر رکھ لیا جسے انہوں نے اندلس میں غازیوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا۔ جب وہ بادشاہ کی تلاش میں گھومنے کے بعد کنارے سے گزرا تو اس نے وہاں پر ہر جانب فتنہ کی آگ بھڑکا دی وزیر عمر بن عبداللہ نے جو بنی مرین کی حکومت کا منتظم تھا، اس کا نہایت اچھی طرح دفاع کیا تو وہ اندلس جانے کی طرف مجبور ہو گیا لہٰذا وہ اس کا وزیر مسعود بن ماسی چلے گئے۔ وہ 767ھ میں سلطان علی مخلوع کے ہاں اترے تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔

ابن عبدالرحمٰن کا مقرر ہونا

جب شیخ الغزاۃ علی بن بدرالدین کی وفات ہو گئی تو عبدالرحمٰن اس کی جگہ پر آیا۔ سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر علی بن عبداللہ کے قتل کے بعد اپنی حکومت میں خود مختار ہو چکا تھا لہٰذا سلطان مخلوع نے جو کچھ کیا وہ اس سے تنگ ہو گیا اور ان سے اپنے معاملے کے بگڑنے کی توقع کرنے لگا۔ وہ پھر ابن عبدالرحمٰن کے مذاکرات کو دیکھنے لگا تاکہ بنی مرین کو خوش کرے۔ اس کے بعد ابن الخطیب کو اس کے سلطان نے ابن ابی یغلوس اور ابن ماسی کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس دوران میں ابن الخطیب کی نفرت مستحکم ہو گئی کیونکہ اسے ہمراز دوستوں سے یہ اطلاع ملی تھی کہ اس کے بارے میں نکتہ چینی اور چغلی ہو رہی ہے۔ اسے بسا اوقات یہ خیال بھی آیا کہ سلطان ان چغلیوں کو قبول کرنے کی طرف مائل ہے لہٰذا انہوں نے اسے اس کے متعلق برافروختہ کر دیا ہے۔ اب اس نے اندلس سے مغرب جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان سے غربی سرحدات کی دیکھ بھال کے لیے اجازت طلب کی اور اپنے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کا وہ بیٹا بھی تھا جو سلطان کا دوست تھا۔ وہ اپنے ارادے کے مطابق چلا گیا اور جب وہ جبل الفتح کے سامنے اس بندرگاہ پر آیا جو کنارے کی طرف جانے کی گزرگاہ ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔ اس دوران سواروں کا لیڈر اسے ملنے کے لیے نکلا اور سلطان عبدالعزیز نے اسے اس بات کا اشارہ کیا ہوا تھا۔ اس نے اسی وقت اس کی طرف بحری بیڑے کو بھیجا تو وہ سبتہ کی طرف چلا گیا جہاں اس کی بہت پذیرائی ہوئی۔ وہ پھر سلطان کے پاس جانے کے لیے

چلا اور 773ھ میں تلمسان میں اس کے پاس آیا، یوں حکومت اس کی آمد کی خوشی میں جھوم اٹھی، سلطان نے اپنے خواص کو اس سے ملاقات کے لیے بھیجا، اسے اپنی مجلس میں قابل رشک جگہ دی اور اپنی حکومت میں ایک باعزت اور خاص مقام عطا کیا۔

ابو یحییٰ بن مدین کو بھجوانا

سلطان نے اس وقت اپنے کاتب ابو یحییٰ بن مدین کو اس کے اہل وعیال کی تلاش کے لیے سفیر بنا کر اندلس کی طرف روانہ کیا۔ وہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ اور پرسکون حالات میں لے کر آ گیا، اس کے بعد حاسدوں نے اس کی شان میں شور وغل کیا اور اس کے سلطان کو اس کی لغزشوں کی جستجو کے لیے اُکسایا۔ انہوں نے اس کی طبیعت کی لغزشوں اور جماعت کی قوت کو جسے وہ اپنے دل میں پوشیدہ کیے ہوئے تھا، ظاہر کر دیا۔ اس کے دشمنوں کی زبانوں پر وہ باتیں پھیل گئیں جو زندقت (بے دینی) کی طرف منسوب ہوتی ہے، انہوں نے انہیں شمار کیا اور اس کی طرف منسوب کیا۔ اس کے بعد ان باتوں کو دارالخلافے کے قاضی حسن بن حسن کے پاس فیصلے کے لیے جایا گیا تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور اس پر زندقت کا فیصلہ دیا۔ اب حاکم اندلس نے بھی اس کے بارے میں اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور قاضی ابوالحسن نے سلطان عبدالعزیز کو قانونی ریکارڈ کے مطابق اسے سزا دینے اور اس کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کرنے کا پیغام بھیجا تو وہ بہرہ ہو گیا، اس نے اپنی پناہ اور اپنے عہد کے توڑنے پر برا منایا اور انہیں کہنے لگا تم نے اس وقت اس سے کیوں انتقام نہ لیا جب وہ تمہارے پاس تھا اور تم اس کے حال کے واقف تھے، اب رہی میری بات تو جب تک وہ میری پناہ میں ہے کوئی آدمی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے پھر اسے اس کے بیٹوں اور اس کے ساتھ آنے والی اندلسی سواروں کو بہت سے وظائف اور ریوڑ دیئے۔

سلطان عبدالعزیز کا مرنا

جب سلطان عبدالعزیز 774ھ میں فوت ہوا تو بنو مرین مغرب کی طرف لوٹ آئے اور انہوں نے تلمسان کی چھوڑ دیا۔ وہ پھر حکومت کے منتظم وزیر ابوبکر بن غازی کی رکاب میں چلا اور فاس میں گیا۔ وہاں اس نے بہت سی جاگیریں خریدیں اور مکانات کی تعمیر اور باغات کے لگانے میں احتیاط وحکمت کے ساتھ منہمک ہو گیا۔ حکومت کے منتظم نے ان علامات کی نگرانی کی جن کے لیے سلطان مرحوم نے اس کے لیے حکم دیا تھا۔ مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔

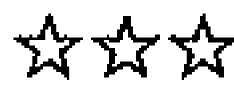
☆☆☆

باب: ۲۱۴

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد سلطان سعید کی بیعت کرنے، ابوبکر بن غازی کے اس پر غالب آنے اور مغرب کی طرف بنی مرین کے جانے کا بیان

سلطان ابوالحسن کو پیدائش کے آغاز سے ہی مزمن بخار تھا جس کی وجہ سے وہ لاغری کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اسی وجہ سے سلطان ابو سالم اسے محل کے ساتھ زندہ نہیں لے گیا تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور اس کا جسم تندرست ہو گیا لیکن پھر تلمسان میں دوبارہ بیماری نے اسے آ لیا اور اس کی لاغری میں اضافہ ہو گیا۔ جب فتح مکمل ہو گئی اور اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس کی تکلیف بڑھ گئی۔ تاہم اس نے اپنے صبر سے مرض کا مقابلہ کیا اور افواہوں کے خوف سے اسے لوگوں سے چھپائے رکھا۔ اس دوران تلمسان سے باہر اس کا پڑاؤ مغرب جانے کے

لئے متحرک ہو گیا اور وہ 22 ربیع الآخر 774ء کو اپنے اہل اور اولاد کے درمیان آرام سے فوت ہو گیا۔ بیوی نے یہ خبر وزیر کو پہنچائی تو وہ سلطان کے بیٹے محمد سعید کو کندھے پر اٹھائے ہوئے لوگوں کے پاس آیا۔ اس نے لوگوں کو ان کے خلیفہ کی خلافت کے ساتوں برسوں کے متعلق تسلی دی اور اس کے بیٹے کو ان کے سامنے ڈال دیا۔ جب وہ دردمندی کے ساتھ روتے ہوئے اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے، اس سے عہد کرنے لگے اور بیعت کے لیے اس کی دست بوسی کرنے لگے۔ انہوں نے پھر اسے پڑاؤ کے خیموں میں اتارا اور پڑاؤ کی نگرانی کے لیے رات بھر جاگتا رہا۔ اس نے لوگوں کو جانے کی اجازت دی تو وہ فوج در فوج اترنے کی جگہ کی طرف گئے پھر تین ماہ کے لیے سفر کر گئے۔ وہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے اور تازا میں اترے پھر تیزی سے فاس کی طرف گئے۔ ابن السلطان اپنے دارالخلافے میں اترا اور اپنے محل میں عوام کی بیعت کے لیے بیٹھا۔ حسب دستور شہروں کے وفود اپنی بیعت کے ساتھ آئے۔ اس دوران وزیر ابوبکر بن غازی نے اس پر قابو پالیا، اسے اس کے محل میں چھپا دیا اور اسے اپنی سلطنت کی کسی چیز میں دخل دینے سے روک دیا۔ وہ نہ ہی تصرف کرنے کی عمر میں تھا۔ اب اس نے جہات پر عامل مقرر کیے، فیصلے کی نشست پر بیٹھا اور مغرب کی حکومت کی ادھیڑ بن میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔



باب: ۲۱۵

مغرب اوسط اور تلمسان پر ابوحمو کے غالب آنے کی روداد

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد جب بنو مرین تلمسان سے روانہ ہوئے اور تازا میں اترے تو مشائخ اکٹھے ہو گئے، انہوں نے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو جس نے اپنے باپ کی وفات کے وقت سے لے کر ان کی کفالت میں پرورش پائی تھی، تلمسان کا امیر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کے خلوص کی وجہ سے اسے ترجیح دی پھر اسے معقل کے عبیداللہ کے امیر رحو بن منصور کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے مغرب میں جو مغراوہ موجود تھے، انہیں ان دنوں کے ساتھ شلف میں ان کی حکومت کے وطن میں بھیجا اور ان پر علی بن ہرون بن منديل بن عبدالرحمٰن کو امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ سلطان عبدالعزیز تک پہنچ گیا تھا اور اس نے اسے اپنے ہمرازوں اور ساتھیوں میں شامل کر لیا تھا۔ جب سلطان کی وفات ہو گئی تو وہ محل سے نکل کر شہر میں روپوش ہو گیا۔ جب بنو مرین پڑاؤ سے نکل کر شہر سے باہر چلے گئے تو یہ اپنے روپوش ہونے کی جگہ سے نکلا اور اپنے آقا ابوحمو کی دعوت کو قائم کرنے لگا۔ شہر کے باشندوں میں سے مخلوط لوگوں کی ایک جماعت اس کے پاس آ گئی انہوں نے خواص کو ابوحمو کی بیعت پر آمادہ کیا۔ ابراہیم بن ابی تاشفین نے رحو بن منصور اور اس کی قوم عبیداللہ کے ساتھ ان سے نیک سلوک کیا تو انہوں نے اس کا عہد توڑ دیا اور اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ وہ پھر ان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور اولاد یغمور جو عبیداللہ میں سے ابوحمو کے مددگار تھے انہوں نے یہ اطلاع اس تک پہنچائی۔ وہ اپنے تیکورارین کے ٹھکانے میں تھا، اس نے اپنے بیٹے تاشفین سے رابطہ کیا جو یحییٰ بن عامر کے پاس تھا تو وہ اپنے بنی عبدالواد کے ساتھیوں کے ساتھ تلمسان آیا۔ اب ہر جانب سے ان کی جماعت اس پر ٹوٹ پڑی۔ سلطان ان کے بعد پہنچا جب کہ اس کی آمد سے مایوسی ہو چکی تھی۔ وہ تلمسان میں جمادی الاول 774ھ میں داخل ہوا اور اس کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔ اس نے اپنے ہمراز دوستوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے غربت میں اسے آزردہ خاطر کیا تھا۔ جب ان کے متعلق اس کے پاس چغلی کی گئی تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور بنو عبدالواد کی حکومت اور سلطنت واپس آ گئی۔ بنی مرین کے مددگاروں نے مغراوہ پر شلف میں حملہ کیا لہٰذا اس نے پانسہ پلٹنے والی جنگوں کے بعد وہاں ان پر غلبہ پا لیا جن میں وحمون بن ہرون جو مغرب اوسط کے علاقوں اور شہروں میں بنی مرین کی دعوت کا احیاء کرنے والا تھا فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے وہ خود مختار امیر بن گیا۔ جب وزیر ابوبکر بن غازی کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس نے بطویہ کی جانب امیر عبدالرحمٰن کی بغاوت کی وجہ سے اپنا ارادہ بدل لیا اور اس کام نے اسے اس بات سے غافل کر دیا۔

باب:۲۱۶

مغرب کی طرف امیر عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کی روانگی اور اس کے پاس بطویہ کا آنا اور اس کی حکومت میں شامل ہونے کا بیان

محمد مخلوع ابن الاحمر رندہ سے جمادی 763ھ میں اپنے ملک غرناطہ کی طرف واپس آ گیا تھا۔ طاغیہ نے اس کے لیے اس کے دشمن الرئیس کو جو ان کی حکومت حنین کا باغی تھا اور مخلوع کے عہد کو پورا کرنے کے لیے غرناطہ سے بھاگ کر اس کے پاس آ گیا تھا، قتل کر دیا۔ وہ پھر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور اس کی حکومت کا بااختیار منتظم بن گیا۔ اس کا اور اس کے باپ کا کاتب محمد بن خطیب بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اسے چن لیا، اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا اسے اپنے ملک کی ذمہ داری سپرد کی تو وہ اس پر غالب آ گیا، یوں اس کی خواہشات پر قابض ہو گیا۔ اس کی آنکھ مغرب اور اس کی رہائش گاہ تک پھیلی ہوئی تھی یہاں تک کہ اس کی ریاست پر آفت آئی، اسی لیے وہ اپنے بادشاہوں کو گھوڑے پیش کیا کرتا تھا۔ سلطان ابوالحسن کے تمام بیٹے اپنے چچا سلطان ابوعلی کے بیٹوں پر غیرت کھاتے تھے اور اپنے معاملے کے سلسلے میں ان سے خائف تھے۔

اندلس میں امیر عبدالرحمٰن کی آمد

جب امیر عبدالرحمٰن اندلس پہنچا تو ابن الخطیب نے اسے پسند کر کے اپنے مشورے کے لیے چن لیا۔ یوں حکومت میں اس کا مقام و مرتبہ بلند ہو گیا۔ اس کے سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے عم زاد شرفاء کی بجائے اسے زناتہ کے مجاہد غازیوں پر سالار مقرر کر دے۔ اس نے قوت حاصل کر کے کارنامے دکھائے۔ جب سلطان عبدالعزیز خود مختار امیر اور اپنے ملک کا منتظم بن گیا تو ابن الخطیب اس کے سلطان کے ہاں اس کی رضا مندی کے لیے کوشاں تھا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کے قید خانے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو جو اس کا پیچھا کرنے والا تھا، قید کرنے کے لیے سازش کی۔ اس سلسلے میں ابن الخطیب نے اپنے مکر کا چکر چلایا اور سلطان کو ان دونوں کے خلاف اکسایا یہاں تک کہ ابن الاحمر نے ان دونوں پر حملہ کر دیا۔ اس نے سلطان عبدالعزیز جو 772ھ میں مغرب کا سلطان تھا، کے بقیہ ایام میں ان دونوں کو قید کر دیا کیونکہ اس نے وسائل اور گھوڑے پیش کیے تھے۔ اب سلطان نے اسے مقدم کیا اور اسے اپنے مقربین میں جگہ دی۔ ابن الاحمر نے اپنے اہل و اولاد کے متعلق گفتگو کی تو اس نے انہیں اس کے پاس بھیج دیا اور وہ سلطان کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔

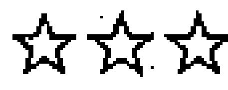
ابن الاحمر اور سلطان کے مابین اختلافات

اس کے بعد سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان پختہ عداوت ہو گئی۔ سلطان نے اندلس کی حکومت میں دلچسپی لی اور اسے اس امر پر اکسایا تو انہوں نے تلمسان سے مغرب کی طرف اس کی واپسی پر اس بات کا وعدہ کیا۔ یہ بات ابن الاحمر کی طرف منسوب کی گئی تو اس نے سلطان کی طرف بھی تحائف بھیجے جن کے متعلق کبھی سنا بھی نہیں گیا، ان سے اس نے اندلس کا چیدہ متاع، گھریلو ساز و سامان، خوبصورت خچر، معلوجی قیدی اور لونڈیاں منتخب کیں۔ اس نے اپنے ایلچیوں کو یہ تحائف دے کر بھیجا اور اس سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے وزیر ابن الخطیب کو اس کے سپرد کر دے لیکن سلطان نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس سے ناواقف بن گیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو وزیر ابن غازی خود مختار امیر بن گیا اور ابن الخطیب اس کے پاس آ گیا۔ ابن الاحمر نے جس طرح سلطان کے ساتھ اس کے بارے میں بات کی تھی اسی طرح اس سے بھی ساز باز کی اور مذاکرات کیے مگر اس نے رجوع نہیں کیا۔ اس نے برا منایا اور اس کا بہت برا جواب دیا۔ اس کے ایلچی اس کے پاس واپس آ گئے اور وہ اس کی سطوت سے خوفزدہ ہو گیا لہٰذا

ابن الاحمر نے اسی وقت عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کو رہا کر دیا، اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا اور اسے ساحل بطویہ پر لے گیا۔ اس کے ساتھ وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا۔

جبل الفتح کی لڑائی

اب اس نے جبل الفتح پر حملہ کیا، اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کی۔ عبدالرحمٰن ذوالقعدہ 774ھ میں بطویہ گیا تو اس کے ساتھ اس کا وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا لہٰذا بطویہ قبائل اسکے پاس آ گئے، انہوں نے اس کی دعوت کے قیام اور اس کی حفاظت میں موت پر اس کی بیعت کی۔ جب وزیر ابوبکر بن غازی کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو سبتہ پر امیر مقرر کیا اور اس کی سرحدوں کو بند کرنے کے لیے بھیجا کیونکہ اسے ان کے متعلق ابن الاحمر کا خوف تھا۔ وہ فاس سے آلہ اور فوجوں کے ساتھ گیا، اس نے بطویہ میں عبدالرحمٰن سے مقابلہ کیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کی پھر تازا کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد فاس آیا اور امیر عبدالرحمٰن تازا میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ وزیر فاس آ کر فیصلے کی نشست پر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے دشمن کو بھگانے کے لیے تازا کی طرف واپسی کا ارادہ کیے ہوئے تھا کہ اسے سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کی بیعت ہونے کی خبر مل گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۲۱۷

سلطان ابوالعباس کی بیعت ہونا پھر خودمختار حاکم بننا اور اس دوران رونما ہونے والے واقعات کی روداد

جب محمد بن عثمان سبتہ کی سرحد پر اس کے شگافوں کو پر کرنے اور ابن الاحمر کی جس زیادتی کے متعلق اسے خوف تھا، اس کی مدافعت کے لیے آیا اس وقت ابن الاحمر نے جبل الفتح کا طویل محاصرہ کر کے اور اس کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ اب اس کے اور محمد بن عثمان کے درمیان بار بار عتابانہ مراسلت ہوئی تو اس نے اسے رضامند کر لیا۔ اس نے اس کے عم زاد نے اس کے ساتھ جو سختی کی تھی، اسے برقرار دیا اس طرح ابن الاحمر نے اپنے مقصد کی طرف راہ پالی۔ اس نے اس کے ان بیٹوں کے متعلق جو طنجہ میں زیر نگرانی تھے، سلطان ابی سالم کی بیعت کے بارے میں سازش کی کہ وہ اسے مسلمانوں کا سلطان بنا دیں جوان کی باڑ کی نگرانی کرے گا، ان کا دفاع کرے گا اور انہیں غیر منظم اور آزاد نہیں چھوڑے گا۔ وہ اس بچے کی بیعت کو ختم کر دے گا جس کی شرعاً بیعت نہیں ہو سکتی، تو اس نے ان بیٹوں میں سے سلطان کو اس کے باپ کے حقوق کو پورا کرنے کے لیے چن لیا اور اس بارے میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے اس پر شرط لگائی کہ جب ان کا معاملہ طے ہو جائے تو وہ اس کی خاطر جبل سے دست بردار ہو جائیں اور جب ابن الخطیب پر قابو پائیں تو اسے واپس بھیج دیں، اس کے علاوہ وہ بقیہ بیٹوں اور القرابہ کو اس کے پاس بھیج دیں، محمد بن عثمان نے ان کی شرط قبول کر لی۔ اس کام میں اس کا سفیر احمد المرغی شامل تھا جو سبتہ میں کتاب الاشغال کے طبقات میں سے تھا سلطان ابوالحسن نے طریف کی لڑائی سے روانگی کی شب اور اپنی چہیتی لونڈیوں کو تلاش کرتے ہوئے اس کی ماں سے شادی کی تھی۔ جب فاس سے اس کی بیوی اس کے پاس آ گئی تو اس نے اسے اس کے اہل وطن کی طرف واپس کر دیا۔ المرغی نے اسی کفالت کے وہم میں پرورش پائی جس سے اس کا سینہ پھول گیا۔ وہ اس بات کو سلطان ابوالحسن کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ سمجھتا تھا اور محمد بن عثمان اور ابن الاحمر کے درمیان سفیر تھا۔ لہٰذا اس نے اس حکومت میں ریاست کی امید کی۔

محمد بن عثمان کا سبتہ جانا

اب محمد بن عثمان سبتہ سے سوار ہو کر طنجہ گیا اور اس نے ان کے قید خانہ کا قصد کیا۔ اس نے پھر ابوالعباس احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کی جگہ سے بیٹوں کے ساتھ بلایا تو اس نے اس کی بیعت کی اور لوگوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا۔ اس نے اہل سبتہ سے بیعت کی تحریر طلب کی تو انہوں نے پیش کر دی۔ اس نے پھر اہل جبل سے گفتگو کی تو انہوں نے بیعت کر لی اور ابن الاحمران سے علیحدہ ہو گیا۔ محمد بن عثمان نے اسے جبل الفتح سے دست بردار ہونے کا پیغام بھیجا اور انہوں نے اس کے باشندوں سے اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی بات کی تو وہ مالقہ سے اس کی طرف گیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ یوں اس نے ماوراء البحر کے علاقے سے بنی مرین کی دعوت کا نشان مٹا دیا۔ اس نے سلطان ابو العباس کو تحفہ دیا اور اندلسی غازیوں کی فوج سے مدد دی۔ وہ اس کے امر کی اعانت کے لیے اس کے پاس مال لے کر گیا۔ اس دوران محمد بن عثمان نے فاس سے چلتے ہوئے اور اپنے عم زاد وزیر کو الوداع کرتے وقت اس سے سلطان کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ لوگوں کے لیے ایسا امام بنائے جن کی طرف لوگ رجوع کریں اور اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دیں۔ اس نے اس سلسلے میں اس سے مشورہ کیا اور وہ کسی قطعی فیصلے پر الگ نہ ہوئے لہٰذا جب وہ اس سواری پر سوار ہوا اور یہ معاملہ پیش ہوا تو وزیر نے اسے خلاف واقعہ بات سنائی کہ اس نے مشورے کے مطابق کام کیا ہے اور اس کی اجازت سے کیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی پھر وزیر اس کی تکذیب کرنے لگا اور لوگوں کے سامنے اس تہمت سے بریت کا اظہار کرنے لگا جو اس نے اس پر لگائی تھی۔ اس نے اس امر کی خرابی کے سلسلے میں اس سے ملاطنت کی تو اس نے ابوالعباس کو بیٹوں کے ساتھ اس کی جگہ پر نگرانی کے تحت واپس کر دیا۔ اب محمد اور محمد بن عثمان نے اس بات سے انکار کیا اور لوگوں کو اس پر متفق ہونے سے روکا۔

اندلس کی طرف قیدی بیٹوں کی روانگی

اسی دوران میں کہ وزیر اس بات کا قصد کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ محمد بن عثمان نے تمام قیدی بیٹوں کو اندلس واپس بھجوا دیا ہے، اب وہ ابن الاحمر کی کفالت میں ہیں تو اس نے غم کے باعث سر جھکا لیا اور اپنے عم زاد اور اس کے سلطان سے اعتراض کر لیا۔ اس نے پھر تازا پر حملہ کیا تا کہ اپنے دشمن سے فارغ ہو کر ان کی طرف جائے لہٰذا اس نے امیر عبدالرحمٰن سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ محمد بن عثمان نے مغرب کی حکومت کے بارے میں موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے ابن الاحمر اور اس کی فوج کی اس جھنڈے تلے مدد پہنچ گئی۔ جسے یوسف بن سلیمان بن عثمان بن ابی العلاء نے جو مجاہد غازیوں کے مشائخ میں سے تھا، جمع کیا تھا۔ 700 میں اندلس کے تیراندازوں میں سے آخری آدمی بھی اکٹھا ہو گیا۔ اس کے بعد ابن الاحمر نے اپنے ایلچیوں کو امیر عبدالرحمٰن کی طرف اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس احمد کے ساتھ دوستی کرنے، اس کے اسلاف کے ملکِ فاس کے بارے میں اس کی مدد کرنے، اس سے لڑائی کرنے کے لیے ان دونوں کے اکٹھا ہونے کے لیے اور ان دونوں کے درمیان اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کے لیے بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ وہ عبدالرحمٰن کو اپنے اسلاف کے ملک کے لیے چن لے تو وہ دونوں رضامند ہو گئے۔ اب سلطان محمد بن عثمان اور اس کا سلطان فاس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کی طرف جانے میں وزیر کی مخالفت کی۔ وہ پھر قصر بن عبدالحلیم کے پاس پہنچ گئے۔ وزیر کو تازا کے محاصرے میں اپنی جگہ پر خبر پہنچ گئی تو اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور فاس کی طرف لوٹ آیا۔ وہ پھر کدیۃ العرائس میں اترا اور سلطان ابوالعباس احمد زرہون پہنچ گیا لہٰذا وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ بھی پہاڑ کی چوٹی سے پورے ارادے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔ اب اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے پیچھے سے فوج کا ساقہ شکست کھا گیا، وہ شکست کھا کر الٹے پاؤں واپس آ گیا اور پڑاؤ لوٹ لیا گیا۔ وہ پھر جدید شہر میں آ گیا، اس نے اولاد حسین کے عربوں کو بلایا کہ اس کے لیے زیتون میں فاس کے باہر پڑاؤ کریں اور اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں کی طرف نکلیں۔

امیر عبدالرحمٰن دھاوا بولتا ہے

اس دوران امیر عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھی احلاف عربوں کے ساتھ تازا سے ان پر حملہ کیا اور انہیں صحرا کی طرف بھگا دیا۔ اپنی عرب اور زناتہ

فوجوں کے ساتھ سلطان ابوالعباس احمد کے قریب ہو گیا اور انہوں نے اپنے اسلاف کے مددگار وتر مار بن عریف کو اس کی جگہ پر جو قصر مراد میں تھی پیغام بھیجا۔ اس قصر کی حد بندی اس نے ملویہ میں کی تھی لہٰذا وہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے اپنے پوشیدہ اسرار پر آگاہ کیا تو اس نے انہیں اتفاق واجتماع کا مشورہ دیا، یوں وہ وادی نجا میں جمع ہو گئے۔ وہ ان کے اتحاد کرنے، اپنے دشمن کے خلاف اس کے معاہدہ کرنے پر حلف اٹھانے اور جدید شہر کے ساتھ اس کی لڑائی کے وقت موجود تھا تا کہ اللہ اسے اس پر قدرت دے دے۔ وہ پھر ذوالقعدہ 775ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ کدیۃ العرائس کی طرف چلا گیا۔ وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا، یوں گھمسان کا رن پڑا اور کچھ دیر تک سخت لڑائی ہوئی پھر دونوں فوجیں اپنے اپنے ساقہ اور آلہ کے ساتھ اس کی طرف بڑھیں تو اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ اب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور وہ تھوک کے خشک ہونے کے بعد جدید شہر کی طرف چلا گیا۔ سلطان ابوالعباس نے کدیۃ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور امیر عبدالرحمٰن اس کے مقابل میں اترا۔ انہوں نے محاصرہ کرنے کے لیے جدید شہر پر باڑ بنا دی اور وہاں انواع واقسام کی لڑائی کی۔ اس دوران ابن الاحمر کے تیر انداز جوانوں کی مدد پہنچی اور انہوں نے ابن الخطیب کی فاس کی جاگیروں کے متعلق ثالث منظور کیا۔ لہٰذا انہوں نے ان کو برباد کر دیا اور ان میں فساد کیا۔ جب 776ھ کا آغاز ہوا تو محمد بن عثمان نے اپنے عم زاد ابوبکر کے ساتھ جدید شہر سے دست بردار ہونے اور سلطان کی بیعت لینے کے لیے ساز باز کی کیونکہ محاصرہ سخت ہو چکا تھا اور وہ داد خواہی سے مایوس ہو چکا تھا۔ مال نے اسے عاجز کر دیا تھا لہٰذا اس نے اس کی بات قبول کی اور امیر عبدالرحمٰن نے ان پر مراکش کے مضافات سے دستبرداری کی شرط عائد کی اور یہ بھی کہ وہ اسے سجلماسہ پر فتح دلائیں لیکن وہ کراہت کے ساتھ اس کے ضامن ہوئے اور دل میں دھوکے کو پوشیدہ رکھا۔ اب وزیر ابوبکر سلطان ابوالعباس احمد کی خاطر نکلا، اس کی بیعت کی۔ اس نے اس سے امان طلب کی اور وزارت کے لیے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو اس نے اسے امان دے دی۔

جدید شہر میں سلطان کا داخل ہونا

سلطان ابوالعباس احمد جدید شہر میں 7 محرم کو داخل ہوا۔ امیر عبدالرحمٰن اس دن مراکش کی طرف گیا اور اس پر قابض ہو گیا، اور شیخ بنی مرین علی بن وبعلان اور وزیر ابن ماسی اس کے ساتھ کوچ کر گئے لیکن اس سے الگ ہو کر ابن ماسی اس عہد کی وجہ سے جو سلطان ابوالعباس نے اس سے لیا تھا، فاس کی طرف آ گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔ وہ وہاں ابن الاحمر کی حکومت میں ٹھہر گیا۔ سلطان ابوالعباس اور اس کا وزیر محمد بن عثمان مغرب کی حکومت میں بااختیار ہو گئے۔ اس نے اس کے کام اس کے سپرد کر دیئے اور وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا۔ شوریٰ کا معاملہ سلیمان بن داؤد کے پاس آ گیا جو جدید شہر سے ابوبکر بن غازی کے مددگاروں میں اس کے پاس آ گیا تھا۔ اس سے قبل اس نے اسے اس کے قید خانے سے آزاد کر دیا تھا اور اسے منتخب کر لیا تھا۔ اس نے اپنا کام اس کے سپرد کر دیا تو اس نے زیادہ محتاج کر کے چھوڑ دیا۔ وہ پھر سلطان ابوالعباس کے پاس جدید شہر میں اس کے محاصرے کی جگہ پر چلا گیا لہٰذا جب اس کی حکومت منظم ہو گئی تو اس نے وزیر محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کی لگام تھما دی۔ اس کے بعد شوریٰ کا معاملہ اور مشائخ کی ریاست اس کے پاس آ گئی۔ اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان محبت مستحکم ہو گئی اور انہوں نے اس کی حکومت کے نمائندہ بیٹوں کے مقام کی وجہ سے اپنے نقض وابرام کا کام اس کے سپرد کر دیا۔ جب امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف گیا تو انہوں نے اس سے عہد شکنی کی اور اس سے عذر کیا کہ پہلا معاہدہ اس کے اسلاف کی حکومت اور مراکش کے بارے میں ہے۔ اس نے انہیں معاہدہ پر مجبور کیا اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی پھر انہوں نے کوتاہی کی اور 776ھ میں ان کے درمیان صلح ہو گئی، یوں از مور ملحقہ سرحد بن گیا اور انہوں نے اس کی سرحد پر حساب صبیحی کو امیر مقرر کیا۔ وہ اپنی وفات تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۱۸

ابن الخطیب کے مرنے کا بیان

جب سلطان ابوالعباس نے اپنے دارالخلافے جدید شہر میں 776ھ میں قبضہ کیا اور اس کا خود مختار حکمران بن گیا تو وزیر محمد بن عثمان اس پر حاوی تھا جب کہ سلیمان بن داؤد اس کا مددگار تھا۔ اس کے اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جب طنجہ میں اس کی بیعت ہوئی، یہ شرط طے ہوئی تھی کہ وہ ابن الخطیب کو مصیبت میں ڈالے گا اور اسے اس کے سپرد کرے گا کیونکہ اس کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تھی کہ وہ سلطان عبدالعزیز کو اندلس کی حکومت کے لیے برانگیختہ کرتا ہے۔

وزیر ابوبکر کو سلطان کے ہاتھوں ذلت ملنا

جب سلطان ابوالعباس طنجہ سے روانہ ہوا اور جدید شہر کے میدان میں وزیر ابوبکر سے لڑائی کی تو سلطان نے اسے شکست دی اور وہ محاصرے کی پناہ میں آ گیا۔ وہ پھر اپنی جان کے خوف سے ابن الخطیب کو بھی اپنے ساتھ جدید شہر میں لے گیا لہٰذا جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ سلیمان بن داؤد نے پھر اسے اس کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا۔ انہوں نے سلطان ابن الاحمر کو اطلاع پہنچائی۔ سلیمان بن داؤد ابن الخطیب سے بہت عداوت رکھتا تھا کیونکہ سلطان نے ابن الاحمر کے ساتھ اندلس کے غازی مشائخ کے بارے میں موافقت کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی حکومت واپس لوٹا دی۔ جب اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو سلیمان عمر بن عبداللہ کا سفیر بن کر اور سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کرتا ہوا آیا لیکن ابن الخطیب نے اسے اس بات سے روک دیا کیونکہ یہ ریاست صرف آلِ عبدالحق کے شاہی شرفاء کے لیے تھی، اس لیے کہ وہ زناتہ کے سردار تھے، یوں وہ مایوس ہو کر واپس آ گیا لیکن اسی وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا۔ وہ پھر جبل الفتح میں اپنے مقام امارت اندلس کے قریب چلا گیا۔ اس کے اور ابن الخطیب کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو ایسی باتیں لکھتے تھے جو اسے برافروختہ کر دیتی تھیں کیونکہ ان دونوں کے سینوں میں کینہ پوشیدہ تھا۔

ابن الخطیب کا گرفتار ہونا

جب سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے کاتب اور وزیر ابوعبداللہ بن زوک کو، جو ابن الخطیب کے بعد وزیر بنا تھا اس کے پاس بھیجا۔ وہ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس نے ابن الخطیب کو خواص اور اہل شوریٰ کی مجلس میں بلایا۔ اس نے اس کے سامنے کچھ باتیں پیش کیں جو اس کے خط میں بیان ہوئی تھیں لہٰذا اسے یہ عیب چینی گراں گزری۔ اس نے ان سرداروں کی موجودگی میں ڈانٹ ڈپٹ کی، سزا دی اور مبتلائے عذاب کیا پھر اس نے اس کے قید خانے کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے ان تحریر شدہ باتوں کے مطابق اسے قتل کرنے کا مشورہ کیا تو بعض فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ سلیمان بن داؤد نے اپنے مددگاروں میں سے بعض کم عقل لوگوں کے ساتھ اس کے قتل کے بارے میں سازش کی لہٰذا وہ رات کو قید خانے میں گئے۔ ان کے ساتھ کچھ مخلوط لوگ بھی تھے جو خادموں کے گروہ میں سلطان ابن الاحمر کے سفراء کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے اسے اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ دوسرے دن انہوں نے اس کے جسم کو نکال کر باب المحروق کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ دوسرے دن وہ اپنی قبر کی بنیاد کے پاس پھینکا پڑا تھا، اب اس کے لیے لکڑیاں جمع ہو گئیں اور اس پر آگ جلائی گئی تو اس کے بال جل گئے اور اس کا بشرہ سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد دوبارہ اسے اس کی قبر کی طرف لایا گیا اور اس میں اس کی تکلیف کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگ سلیمان کی اس حماقت پر متعجب ہوئے اور انہوں نے اسے اس کی خوشی سمجھا۔ اس سلسلے میں اس پر، اس کی قوم اور ارباب حکومت پر بہت عیب چینی ہوئی اور اللہ جو چاہے کرتا

ہے۔ اللہ نے قید خانے میں اس کی آزمائش کے ایام میں ہی اسے معاف کر دیا تھا، وہ موت کی مصیبت کی توقع کرتا تو اپنے آپ پر روتے ہوئے اس کے خیالات شعر کی صورت میں جوش مارنے لگتے۔ اس بارے میں اس نے جو اشعار کہے، ان میں سے مشہور یہ اشعار بھی ہیں:

''ہم دور ہو گئے ہیں، اگرچہ گھروں نے ہمیں قریب کر دیا ہے۔ ہم خاموشی کے ساتھ ایک نصیحت لائے ہیں اور اب ہمارے سانس یک طرفہ ٹھہر گئے ہیں جیسے جہری نماز کے بعد قنوت ہوتی ہے، ہم بڑے تھے لہٰذا ہم ہڈیاں ہو گئے ہیں۔ ہم خوراک کھاتے تھے اب ہم خود خوراک بن گئے ہیں۔ ہم بلندیوں کے آسمان کے آفتاب تھے لہٰذا گھروں نے ان پر نوحہ کیا اور کتنے ہی تلوار والوں کو رہزنوں نے دو ٹکڑے کر دیا۔ کتنے ہی محققین سے کمینوں نے جھگڑا کیا اور کتنے ہی جوانوں کو چیتھڑوں میں قبر کی طرف لایا گیا جو جامہ دانوں کی چادروں سے بھرپور تھے، دشمنوں سے کہہ دو ابن الخطیب فوت ہو گیا ہے۔ کون ہے جسے موت نہیں آئے گی لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کی موت پر خوش ہوتا ہے اسے کہہ دو آج وہ ہی خوش ہو جو نہیں مرے گا۔''

☆☆☆

باب: ۲۱۹

اندلس کی طرف سلیمان بن داؤد کی روانگی اور وہاں ٹھہر جانا پھر اس کی موت کی روداد

سلیمان بن داؤد کو جب مصائب نے دکھ دیا اور اس پر تکالیف غالب آئیں تو یہ اپنی قوم کے مجاہد غازیوں کے ساتھ اندلس میں قیام کرنے کے لیے بھاگ جانے کا ارادہ کرنے لگا۔ جب سلطان ابن الاحمر اپنے معاہدے اور 761ھ میں سلطان ابی سالم کے پاس جانے کے وقت فاس میں ٹھہرا تو سلیمان بن داؤد نے اس کی ذمے دار بننے کی امید پر اس سے ساز باز کی۔ اس نے اس بارے میں اس سے معاہدہ کیا کہ وہ اسے اپنی قوم کے مجاہد غازیوں پر مقدم رکھے گا۔ جب وہ اپنے ملک کی طرف واپس آیا تو سلیمان بن داؤد 766ھ میں عمر بن عبداللہ کی طرف سے سفیر بن کر غرناطہ میں اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ وہ سلطان نے اس کا مضبوط تعلق کروا دے گا مگر ابن الخطیب بیچ میں حائل ہو گیا اور اس بارے میں سلطان سے جھگڑا کیا کہ غازیوں کی سرداری ملک کے شرفاء جو بنی عبدالحق سے ہیں، ان کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اندلس میں ان کی جماعت کا ایک مقام ہے لہٰذا اس وقت سلیمان کی امید ناکام ہو گئی اور وہ اس کی وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا۔ وہ پھر اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گیا پھر سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس پر مصیبت آئی اور وہ اپنی موت کے بعد ہی اس سے نجات پا سکا اسے ابوبکر بن غازی نے جس نے اس کے بعد امارت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا، رہا کر دیا تا کہ اس کی جگہ اپنے کاموں میں اس سے مدد لے لیں۔ جب ابن غازی کا سخت محاصرہ ہوا تو سلیمان اسے چھوڑ کر سلطان ابو العباس بن مولی ابی سالم کے پاس اس کے مکان میں جو جدید شہر کے باہر تھا، چلا گیا اور یہ بھی فتح کا ایک بڑا سبب تھا۔

دار الخلافے میں سلطان کا آنا

جب 766ھ کے آغاز میں سلطان جدید شہر یعنی اپنے دار الخلافے میں آیا تو اس کی حکومت منظم ہو گئی، اس نے سلیمان کا مقام بلند کر دیا اور اسے شوریٰ میں جگہ دی۔ اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس سے مدد مانگی اور اسے اپنے لیے چن لیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ اس کے مشورے کی طرف رجوع کرتا رہا لیکن اس دوران میں وہ اندلس جانے کی کوشش کرتا رہا۔ وزیر محمد بن عثمان کے ابن الوزیر مسنویہ کے قتل پر اکسانے کے باعث اس کا پہلا کام سلطان ابن الاحمر کا تقرب حاصل کرنا تھا لہٰذا یہ کام حکومت کے آغاز میں ہی مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی مرضی کے مطابق کام ہوتے رہے یہاں تک کہ اس نے اپنے سلطان کے مقاصد حاصل کرنے کے سلسلے میں 768ھ میں ونزمار بن عریف کی مصاحبت میں ان کی طرف سفیر بن کر جانا چاہا۔ سلطان ابن الاحمر ان دونوں کو عزت کے ساتھ ملا جیسے کہ وہ ان لوگوں سے ملا کرتا تھا۔ ونزمار پیغامبری کے فرائض کی

ادائیگی کے آغاز میں ہی لوٹ آیا۔ سلطان سے اس کے بحری بیڑے کے قائدین کے ساتھ اپنا حصہ طلب کرنے لگا کہ وہ جب چاہے آسانی کے ساتھ اس کی طرف جا سکے۔ وہ پھر شکار کے لیے نکلا لہٰذا موسیٰ سے مالقہ میں ملا اور سلطان کا تحریری حکم بحری بیڑے کے سالار کو دیا تو وہ اسے سبتہ لے گیا اور وہ اس کی جگہ پر پہنچ گیا۔ اب رہا سلیمان تو اس نے ابن الاحمر کے پاس قیام کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہاں دوست اور مشیر بن کر رہا یہاں تک کہ 781ھ میں فوت ہو گیا۔



باب: ۲۲۰

مایرقہ کی طرف وزیر ابوبکر بن غازی کی جلاوطنی پھر واپس آنا اور پھر اس کی بغاوت کا بیان

جب وزیر ابوبکر بن غازی کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان کے اموال ختم ہو گئے تو اس نے خیال کیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے۔ اب وزیر محمد بن عثمان نے اس کے محاصرے کی جگہ سے اس کے ساتھ امان اور زندگی کی شرط پر شہر سے دستبرداری کے متعلق ساز باز کی تو اس نے اسے قبول کر لیا۔ وہ پھر سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کے پاس چلا گیا تو اس نے اسے تحریری امان دیدی۔ وہ پھر اپنے گھر کی طرف فاس آ گیا اور اس نے اس کے مقرر کردہ امیر کو چھوڑ دیا جسے وزیر محمد بن عثمان نے قبول کر لیا اور اس کی بہت حفاظت کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا۔ وہ اس کے ہاں اس کے بیٹوں میں شامل تھا اس کے بعد سلطان ابوالعباس اپنے دارالخلافے میں آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا۔ مقبوضات میں اس کے اوامر نافذ ہوئے اور ابوبکر بن غازی اپنے گھر میں اپنے حال پر ٹھہر رہا۔ خواص صبح سویرے اس کے پاس آتے اور دل اس کے امید دلانے پر پیچ و تاب کھا رہے تھے لہٰذا ارباب حکومت اس سے تنگ پڑ گئے اور بار بار اس کے متعلق چغلیاں ہونے لگیں۔ آخرکار سلطان نے اسے پکڑ کر غساسہ کی طرف واپس بھیج دیا۔ وہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر 776ھ کے آخر میں مایرقہ چلا گیا اور ایک ماہ تک وہاں ٹھہرا رہا۔ وزیر محمد بن عثمان کے پاس اس کی تمام باتیں پہنچتی رہیں پھر اس نے اس پر مہربانی کی اور اسے مغرب کی طرف آنے اور غساسہ میں قیام کرنے کی اجازت دی لہٰذا وہ 777ھ کے آغاز میں وہاں آیا اور اس کی امارت کو مخصوص کر لیا۔ اسے پھر حملہ کرنے کی رائے معلوم ہوئی اور وہ اپنے عم زاد کے ساتھ جو پوشیدہ حسد رکھتا تھا، وہ ظاہر ہو گیا۔ اب اس نے ابن الاحمر سے سمندر سے پرے بات چیت کی اور تحائف و ہدایا کے ساتھ اس سے ملاطفت کی تو اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو لکھا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ اس کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لیے اسے اس کی جگہ کی طرف لوٹا دے لیکن اس نے انکار کر دیا۔

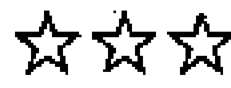
ونزمار کی کارستانی

اس دوران ونزمار بن عریف نے اسی طرح اس سے ایک سازش کی تو اس نے رکنے میں اصرار کیا، اس نے اپنے سلطان کو ابوبکر سے عہد شکنی کرنے پر آمادہ کیا تو وہ اس سے بگڑ گیا اور عرب فوجوں کے ساتھ اس کی طرف جانے کی نیت کر لی لہٰذا وہ 779ھ میں فاس سے چلا۔ اس کی ابوبکر بن غازی کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے عربوں سے کمک طلب کی اور انہیں پہنچنے پر اکسایا لہٰذا معقل کے احلاف اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے اپنے اموال کو ان میں تقسیم کیا پھر غساسہ سے نکلا۔ اس نے اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیا۔ اس نے بعض مسافروں کی طرف جانے کا قصد کیا تو انہوں نے اسے سلطان ابوالحسن کے ایک بیٹے سے مشابہ ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کر لیا۔ اب سلطان اس کی طرف گیا اور تازا میں اترا تو عرب

قبائل بنی مرین کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے۔ ابن غازی نے ان کے ساتھ بھاگ کر اپنی جان بچائی پھر وتر بار بن عریف نے اختلاف کے بارے میں سلطان کی بات قبول کرنے کے متعلق ساز باز کی تو اس نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے اسے بادشاہ کے تخت تک پہنچا دیا اور سلطان نے اسے حفاظت کے ساتھ فاس کی طرف بھجوا دیا جہاں سے قید کر دیا گیا۔ جب فوج کے ہراول دستے وادی ملویہ میں اترے جس سے حاکم تلمسان خوفزدہ ہو گیا لہٰذا اس نے اپنی قوم اور اپنی اسمبلی کے بڑے آدمیوں کو سلطان کے پاس ملاطفت کرتے ہوئے بھیجا تب اس نے اس کی بات مان لی اور صلح کر لی۔ اس نے اپنا تحریر کردہ عہد اور خط اسے بھیجا اور عمال کو ان نواح میں ٹیکس اکٹھا کرنے کے لیے بھجوانے کے بعد اپنے دارالخلافے کی طرف پلٹ آیا۔ انہوں نے ان نواح سے اس کے لیے اتنا ٹیکس جمع کیا جس سے وہ راضی ہو گیا۔

ابوبکر بن غازی کا مارا جانا

جب وہ واپس آیا تو اس نے ابوبکر بن غازی کے قتل کے متعلق اپنا حکم نافذ کیا لہٰذا اسے اس کے قید خانے میں نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس حاکم مراکش کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو اور حاکم اندلس کو تحائف دیئے۔ ان میں عامل مغرب بھی شامل تھا، اس نے خوشی اور رشک کیا اور 781ھ کے آخر تک جب کہ ہم یہ تالیف کر رہے ہیں ان کا یہی حال تھا۔



باب: ۲۲۱

مراکش کے حاکم امیر عبدالرحمٰن اور فاس کے سلطان ابوالعباس کے مابین دوستی کا خاتمہ، امیر عبدالرحمٰن کا ازمور پر قبضہ کر کے اس کے عامل حسون بن علی کو قتل کر دینا

بنی ورتاجن کا سردار اور بنی ویغلان کا شیخ علی بن عمران اس وقت امیر عبدالرحمٰن کے پاس آ گیا تھا جب وہ اندلس گیا تھا اور اس نے تازا پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے اسے سلطان ابوالعباس کے ساتھ جدید شہر کے محاصرے کے لیے واپس کر دیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے لہٰذا وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو کر مراکش پہنچا۔ وہ اس کا مشیر اور اس کی حکومت کا بڑا آدمی تھا۔ وہ قبائل مصامدہ میں سے شیخ جانبہ خالد بن ابراہیم کے پاس مراکش اور سوس کے درمیان سفر کیا کرتا تھا۔ عمر بن علی نے وزیر ابن غازی کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سلطان عبدالعزیز کے بعد خود مختار بن کر سوس چلا گیا تھا۔ وہ اس خالد بن ابراہیم کے پاس سے گزرا تو اس نے راستے میں روکا اور اس کے بہت سے بوجھ اور اونٹنیاں قابو کر لیں، وہ پھر اپنی نجات کا سوس کی طرف چلا گیا۔ اس وجہ سے وہ خالد سے غصے ہو گیا۔ پھر جب امیر عبدالرحمٰن اندلس سے تازا کی طرف گیا تو اس نے معقل کے شیوخ کو اکسایا کیونکہ وہ ان سے ملنا چاہتا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس گئے۔ وہ ان کے ساتھ ان کے قبائل کی طرف گیا اور ان کے ساتھ ٹھہرا حالانکہ وہ امیر عبدالرحمٰن کی اطاعت اور دعوت سے وابستہ تھا۔ اس کے بعد وہ اس سے سلطان ابوالعباس کے ساتھ اس کے جدید شہر کے محاصرے کرنے سے قبل مل گیا۔

جدید شہر پر سلطان کا قبضہ

جب سلطان نے جدید شہر کو 776ھ کے آغاز میں فتح کیا تو اس نے وہاں ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ حسب معاہدہ عبدالرحمٰن مراکش چلا گیا اور علی بن عمر بھی سلطان عبدالرحمٰن کے ساتھیوں میں شامل ہو کر مراکش چلا گیا۔ اس نے اس کے ساتھی خالد کے قتل کے بارے میں اس سے اجازت

طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی، اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا اور اس نے اس کے خلاف دل میں کینہ پوشیدہ رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ کسی حکومتی غرض کے لیے جبل وریکہ پر چڑھا اور اس کے پوتے عامر کو خالد کے قتل کا حکم دیا تو اس نے اسے بیرون مراکش قتل کر دیا۔ اس کا دادا علی بن عمر وریکہ میں تھا لہٰذا امیر عبدالرحمٰن نے اس سے تلطف کیا اور نرمی اور مہربانی کے ساتھ اس سے مراسلت کی پھر خود سوار ہو کر اس کے پاس گیا۔ اس نے اس سے دوستی کرنا چاہی اور اسے مراکش اتارا اور کئی روز تک اس کے ساتھ ٹھہرا رہا لیکن پھر اسے شک پڑ گیا اور وہ ازمور چلا گیا۔ ان دنوں وہاں کا عامل حسون بن علی الصبیحی تھا لہٰذا اس نے اسے مراکش کی عملداری پر حملہ کرنے پر اکسایا اور سب کے سب منہاجہ کی عملداری کی طرف چلے گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت کے بڑے آدمی اور اپنے عم زاد عبدالکریم بن عیسیٰ بن سلیمان بن منصور بن ابی مالک عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کو اس کی مدافعت کے لیے بھیجا لہٰذا وہ فوج کے ساتھ نکلا۔ امیر عبدالرحمٰن کا غلام منصور بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں نے عمر بن علی سے لڑائی کی۔ اسے شکست دی اور اس کا علاقہ لے لیا۔ وہ ازمور کی طرف گیا پھر وہ اور حسون بن علی سلطان کے پاس فاس گئے۔ اس اثناء میں دونوں سلطانوں کے درمیان مراسلت ہوئی اور دونوں کے درمیان صلح طے پائی لہٰذا علی بن عمر فاس میں ٹھہرا اور حسون بن علی اپنی عملداری ازمور میں واپس آ گیا لیکن پھر دوبارہ دونوں سلطانوں کے درمیان حالات بگڑ گئے۔ محمد بن یعقوب بن حسان الصبیحی کی اولاد میں سے دو بھائی امیر عبدالرحمٰن کے پاس تھے، وہ علی اور احمد تھے جو فساد اور بغاوت کے جرثومے تھے۔ ان دونوں میں سے بڑے پر علی بن یعقوب بن علی بن حسان نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تو اس کے بھائی موسیٰ نے سلطان سے مدد مانگی، اس نے اسے مدد دی اور اسے اجازت دی کہ وہ اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لے لیں تب اس نے اسے قتل کر دیا۔ لہٰذا اس کام کے لیے علی کا بھائی احمد نکلا اور موسیٰ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے بنی ونکاس کے سردار اور امیر عبدالرحمٰن کے داماد موسیٰ بن یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس سے پناہ طلب کی اور کئی روز تک اس کی پناہ میں رہا۔ وہ پھر ازمور کی طرف بھاگ گیا یوں فتنے کی آگ بھڑک اٹھی۔

ازمور پر امیر عبدالرحمٰن کا دھاوا

اس دوران امیر عبدالرحمٰن نے ازمور پر حملہ کیا اور حسان بن علی اس کا دفاع نہ کر سکا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر ازمور کو لوٹ لیا۔ سلطان کو فاس میں اطلاع ملی تو وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا تک پہنچ گیا۔ امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف لوٹ آیا تو سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مراکش کے قلعہ اکلیم میں اترا۔ وہ قریباً تین ماہ تک وہاں ٹھہرا اور ان کے درمیان لڑائی جاری رہی پھر اس نے دونوں سلطانوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کی، اس پر انہوں نے پہلے عملداریوں کی حدود پر صلح کی۔ بعد ازاں حاکم فاس اپنی عملداری اور ملک کی طرف واپس آ گیا اور حسن بن یحییٰ بن حسون منہاجی کو ازمور کی سرحد کا عامل بنا کر بھیجا لہٰذا وہ وہاں ٹھہرا اور اس کی اصل منہاجہ تھی جو وطن ازمور کے باشندے ہیں۔ اس نے بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں سبقت حاصل کی تھی اور اس کا باپ یحییٰ سلطان ابوالحسن کی حکومت میں ازمور وغیرہ میں ٹیکس کا عامل تھا۔ جب وہ تونس کے سلطان وہاں مقیم تھا تو اس کی خدمت میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو چھوڑا جو اس قسم کے کاموں میں عامل مقرر ہوتا تھا۔ ان میں سے یہ حسن الجندیہ کی طرف آ گیا، اس کا لباس پہن لیا اور اس کے مناسب حال حکومت میں دخل دینے لگا۔ جب شروع شروع میں سلطان ابوالعباس کی طنجہ میں بیعت ہوئی تو یہ اس کی خدمت میں پہنچ گیا اور یہ ان دنوں یہ قصر کبیر میں عامل تھا۔ وہ اس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ فتح کے وقت اس کے ساتھ حاضر ہوا تو اس نے اسے السیف کی مقبوضہ زمین میں عامل مقرر کیا یہاں تک کہ اس نے اسے ازمور کی یہ ولایت دی لہٰذا اس نے اس کا انتظام کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

قبیلہ صبیح

ان کی اولیت کے حالات یہ ہیں کہ ان کا دادا حسان سوید کے قبائل میں سے قبیلہ صبیح کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ جب بنی عبدالواد کا عبداللہ بن کندوز الکمی تونس سے آیا تو یہ اس کے ساتھ آیا تھا۔ یہ سلطان عبدالحق کے پاس جا کر اسے ملا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ حسان اس کے اونٹوں کا

چرواہا تھا لہٰذا جب عبداللہ بن کندوز مراکش کی جانب ٹھہر گیا تو سلطان یعقوب نے اس کے مضافات میں اسے جاگیر دی۔ وہ اونٹ جن پر سلطان بار برداری کرتا تھا، وہ مغرب کی جماعت میں متفرق تھے لہٰذا اس نے ان کو اکٹھا کیا اور انہیں عبداللہ بن کندوز کی نگرانی میں دے دیا۔ اس نے ان کے لیے چرواہے جمع کیے۔ ان دنوں چرواہوں کا سردار حسان الصبیحی تھا، وہ ان اونٹوں کے بارے میں سلطان سے ملا کرتا تھا اور اس کے سامنے اپنی مہمات کو بیان کیا کرتا تھا لہٰذا خوش قسمتی سے اسے اس کی ہمرازی حاصل ہوگئی یہاں تک کہ وہ بلند اور بڑا ہوگیا۔ انہوں نے حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی، ریاستوں میں دخل اندازی کی اور شادیہ میں منفرد ہوگئے۔ ہمیشہ ہی ان کی حکومت ان میں متوارث اور اس دور تک ان میں منقسم رہی یہاں تک کہ وہ دوسری ریاستوں میں بھی دخل اندازی کرنے لگے۔ علی، یعقوب اور طلحہ وغیرہ حسان کے بیٹے تھے۔ اس حسان سے اس کے بیٹوں میں قبائل متفرع ہوئے، وہ اس دور تک حکومت میں دخل انداز ہیں حالانکہ اس کے اسلاف کو شادیہ کی حکومت، سلطان کی سواریوں اور ان اونٹوں کی نگرانی حاصل تھی جن پر بار برداری کی جاتی تھی۔ تاہم انہیں حکومت میں تعداد، کثرت اور شرافت بھی حاصل تھی۔



باب: ۲۲۲

مراکش کے حاکم اور فاس کے والی کے مابین اختلافات پھر والیٔ فاس کا مراکش جا کر محاصرہ کرنا بعد ازاں دونوں کی صلح ہونے کی روداد

صلح کے بعد جب سلطان فاس کی طرف واپس لوٹا تو امیر عبدالرحمٰن نے مطالبہ کیا کہ وہ متہاجہ اور دکالہ کی عملداری کو اس کے مضافات میں شامل کرے۔ سلطان نے حسن بن یحییٰ کو جو ازمور اور اس عملداری کا عامل تھا، لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کے راستوں کو مسدود کر دے۔ حسن بن یحییٰ حکومت پر احسان کرنے والا تھا لہٰذا جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی اور یہ کہ وہ اس عملداری پر قبضہ کر لے۔ یوں اس سے امیر عبدالرحمٰن کی اپنے معاملے میں قوت بڑھ گئی اور وہ حاکم فاس کو بہلانے لگا کہ دونوں حکومتوں کے درمیان حد ہونی چاہیے لیکن حاکم فاس اس سے مسلسل انکار کرنے لگا، اب امیر عبدالرحمٰن مراکش سے اٹھا اور حسن بن یحییٰ اس کی اطاعت میں داخل ہوگیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے غلام منصور کو فوجوں کے ساتھ انفاء کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اس کے اعیان قاضی اور والی سے مطالبہ کیا تو سلطان کو بھی خبر پہنچ گئی، اب وہ فاس سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا پہنچ گیا۔ یہ سن کر منصور انفاء سے بھاگ گیا اور اسے چھوڑ کر اپنے آقا عبدالرحمٰن کے پاس چلا گیا۔ وہ ازمور سے مراکش بھاگ گیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ وہ وادی کے پل تک پہنچ گیا جو شہر سے تیر مارنے کے فاصلے پر ہے۔ اب اس نے پانچ ماہ تک اسکا محاصرہ کیے رکھا۔ حاکم اندلس سلطان ابن الاحمر کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے دوست وزیر ابوالقاسم الحکیم الرندی کو دونوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے بھیجا لہٰذا اس نے اس شرط پر اس سے صلح کی کہ سلطان اس سے بنی مرین کے امیر عبدالرحمٰن وغیرہ کی اولاد کو ضمانت کے طور پر مانگے جو اسے چھوڑ گئے تھے۔ محمد بن یعقوب الصبیحی راستے میں عبدالرحمٰن کے غلام سے ملا جسے مجبور کر کے سلطان کے پاس لایا گیا تھا، اسی طرح آنے والوں میں بنی ونکاسن کا سردار یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس اور ابوبکر بن رحو بن حسن بن علی بن ابی الطلاق اور محمد بن مسعود الادویسی اور زیان بن عمر بن علی الطاسی اور دیگر مشاہیر شامل تھے۔ یہ سلا میں سلطان کے پاس آئے تو اس نے ان کی عزت کی اور فاس واپس جانے کے لیے روانہ ہوگیا۔



باب: ۲۲۳

امیر عبدالرحمٰن کے خلاف الھسا کرہ کے شیخ علی بن زکریا کا خروج اور اس کے غلام منصور پر حملہ پھر امیر عبدالرحمٰن کے قتل ہونے کا بیان

جب سلطان فاس واپس آیا تو امیر عبدالرحمٰن کی حکومت میں انتشار کا آغاز ہوا اور لوگوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو اس نے فوجوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا۔ وہ پھر شہر کو مضبوط کرنے، قصبہ کے اردگرد فصیلیں بنانے اور خندقیں کھودنے میں لگ گیا۔ اس سے اس کی حکومت کا انتشار واضح ہو گیا۔ علی بن زکریا ہسکورہ کا شیخ اور مصامدہ کا سردار تھا، جب سے وہ مراکش آیا تھا اس کی دعوت میں شامل تھا۔ اس نے حاکم فاس کے ساتھ اپنے معاملے کا تدارک کر لیا اور اپنی اطاعت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا لہٰذا اس نے امیر عبدالرحمٰن کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کی طرف اپنے غلام کو دوستی کرنے کے لیے بھیجا لیکن اس نے اس کے راستے میں اپنے خواص میں ایک آدمی گھات لگانے کے لیے کھڑا کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر فاس بھیج دیا۔

مراکش پر سلطان کا حملہ

اب سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا تو امیر عبدالرحمٰن نے قصبے میں پناہ لے لی۔ اس نے فصیلوں کے ذریعے اسے شہر سے الگ کر دیا تھا اور وہاں خندقیں بنائی تھیں، یوں سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس نے قصبہ کی ہر جہت میں جانباز مقرر کر دیئے اور آلہ بھی نصب کیا۔ اس نے شہر کی جہت سے اس کے اردگرد دیوار بنا دی اور نو ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ وہ صبح و شام اس سے لڑائی کرتا رہا۔ احمد بن محمد الصبیحی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس سے لڑائی کرنے کے لیے مورچے بنائے تھے۔ اب اس نے خروج کرنے کا ارادہ کیا اور سلطان سے غداری کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا سوچا۔ جب سلطان کے پاس اس بات کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اب سلطان نے اپنے مضافات میں لام بندی کا حکم بھیج دیا لہٰذا ہر جہت سے فوجیں آنے لگیں۔ حاکم اندلس نے بھی اسے فوجی امداد بھیجی لہٰذا جب امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ لڑائی اور محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی تو اس کے ساتھیوں کو موت کا یقین ہو گیا۔ اب انہیں اپنی جانوں کی فکر پڑ گئی اور اس کا وزیر محمد بن عمر شیخ الھسا کرۃ و المصامدہ سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے کے عہد کے باعث اسے چھوڑ کر بھاگ گیا جس کا ذکر بیان ہو چکا ہے۔

سلطان ابوالحسن اور وزیر محمد عمر

جب یہ سلطان کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ مضطر ہو کر آیا ہے، اس نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ اس کے بعد لوگ امیر عبدالرحمٰن سے الگ ہو گئے اور سلطان کی طرف دوڑتے ہوئے فصیلوں سے اتر آئے۔ یوں وہ اپنے قصبے میں اکیلا ہی رہ گیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو موت قبول کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے رات گزاری۔ جن کے نام ابو عامر اور سلیم تھے۔ دوسرے روز سلطان فوج کے ساتھ قصبے کی طرف پلٹ آیا اور اس میں اپنی ہراول فوج کے ساتھ داخل ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن اور اس کے دونوں بیٹے انہیں اس میدان میں ملے جو ان کے گھروں کے دروازوں کے درمیان تھا لہٰذا انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے انہیں علی بن ادریس اور زیان بن عمر الوطاسی نے قتل کیا اور زیان لمبا عرصہ تک ان کے ہاتھوں سے نعمتیں حاصل کرتا رہا اور ان کی جاہ میں تکبر سے اپنا دامن کھینچتا رہا۔ لہٰذا وہ کفران نعمت اور برے بدلے کی مثال بن کر چلا گیا اور اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

یہ واقعہ مراکش پر اس کی امارت کے دسویں سال جمادی الآخر 784ھ میں ہوا، اس کے بعد سلطان فاس کی طرف پلٹ گیا۔ اس نے پھر مغرب کے بقیہ مضافات پر قبضہ کرلیا، اپنے دشمن پر فتح پائی اور جھگڑا کرنے والوں کو اپنے ملک سے دور کر دیا۔

☆☆☆

باب: ۲۲۴

سلطان کی غیر موجودگی میں ابوعلی کے فرزندوں اور تلمسان کے حاکم کے اکسانے پر عربوں کا مغرب پر دھاوا اور ابوحمو کے ان کے تعاقب میں آنے کی روداد

معقلی عربوں میں سے اولادِ حسین سلطان کے مراکش روانہ ہونے سے قبل اس کے مخالف تھے، ان کا شیخ یوسف بن علی بن غانم تھا۔ بعد ازاں اس کے اور حکومت کے نگران وزیر محمد بن عثمان کے درمیان منافرت اور فتنہ پیدا ہو گیا تو اس نے سجلماسہ کی طرف فوجیں بھیجیں لہٰذا وہاں اس کی جو املاک اور جاگیریں موجود تھیں، ان کو اس نے برباد کر دیا اور وہ باغی ہو کر صحرا میں قیام پذیر ہو گیا۔ جب سلطان نے مراکش میں امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کرلیا اور اسکی ناکہ بندی کر دی تو اس نے اپنے چچا منصور کے بیٹے ابوالعشائر کو یوسف بن علی اور اس کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ اس سے مغرب پر حملہ کروائیں اور سلطان کو اسکے محاصرے سے روکیں لہٰذا وہ اس کام کے لیے چلا۔ وہ جب یوسف کے پاس آیا تو وہ اسے اس سلسلے میں سلطان ابوحمو سے کمک مانگنے کے لیے تلمسان لے گیا کیونکہ اس کے اور امیر عبدالرحمٰن کے درمیان اس بارے میں معاہدہ ہو چکا تھا لہٰذا ابوحمو نے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو ان کے ساتھ کچھ فوج دے کر بھیجا اور خود بقیہ لوگوں میں ان کے پیچھے چلا۔ ابوتاشفین اور ابوالعشائر عرب قبائل کی طرف گئے اور احواز مکناسہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اس میں فساد کیا۔ سلطان نے اپنے مراکش کے سفر کے موقع پر اپنے دارالخلافے فاس پر علی بن مہدی العسکری کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ قائم مقام بنایا پھر اس نے سوید کے شیخ اور حکومت کے دوست جو ملویہ کے قبائل میں مقیم تھا، وترمار بن عریف سے مدد مانگی لہٰذا اس نے معقلی عربوں کے درمیان معاہدہ کروایا۔ اس نے ان میں سے العمارنہ اور المنبات سے دوستی کرنا چاہی اور وہی اخلاف تھے لہٰذا وہ علی بن مہدی کے ساتھ مل گیا۔ اب وہ مکناسہ کے نواح میں دشمن کی مدافعت کے لیے گئے اور انہوں نے ان کو ان کے مقصد سے روک دیا یعنی انہیں ملک میں داخل نہ ہونے دیا لہٰذا وہ کئی روز تک جم کر کھڑے رہے اور ابوحمو ایک فوج کے ساتھ تازی شہر کو گیا۔ اس نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس دوران بادشاہ کے محل اور اس کی مسجد کو جو قصر تازردت کے نام سے مشہور ہے، برباد کر دیا۔ ابھی وہ اسی حالت میں تھے کہ مراکش کی فتح اور امیر عبدالرحمٰن کے قتل کی یقینی خبر پہنچ گئی تو وہ ہر طرف سے بھاگ گئے۔ اب اولادِ حسین ابوالعشائر، ابوتاشفین اور عرب الاخلاف ان کے تعاقب میں نکلے تو ابوحمو تلمسان کی طرف لوٹتے ہوئے تازی سے بھاگ گیا۔ جب وہ بطویہ کے نواح میں قصر وترمار کے پاس سے گزرا جسے المرداہ کہتے ہیں، تو اس نے اسے برباد کر دیا۔ یوں سلطان فاس پہنچ گیا اور اسے مکمل فتح اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۲۲۵

تلمسان پر سلطان کا دھاوا بول کر اسے فتح کرنا پھر اسے تباہ کرنے کا بیان

عربوں اور ابوحمو نے مغرب میں جو کچھ کیا جب اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس بات نے اسے ان کے کام سے غافل نہیں کیا، اس نے ابوحمو کے

فعل پر برا منایا کہ اس نے خواہ مخواہ اپنا عہد توڑ دیا ہے۔ جب وہ اپنے دارالخلافے فاس میں اترا تو چند روز اس نے آرام کیا پھر تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ وہ حسب دستور اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تاوریت پہنچ گیا۔ ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ مضطرب ہو گیا، اس نے محاصرے کا عزم کر لیا اور اہل شہر کو بھی اس بات پر متفق کر لیا۔ وہ اس کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن وہ ایک شب اپنے بیٹوں، اہل اور خواص کے ساتھ نکل گیا اور صفصف میں خیمہ زن ہو گیا۔ اہل شہر میں سے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور بیٹوں کے ساتھ اس سے متمسک ہو کر اور فوجوں کے حملے کے عیب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس چلے آئے مگر اس بات نے اسے اس کے ارادے سے نہ روکا اور وہ بطحاء کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر بلاد مغراوہ کا قصد کیا اور شلف کے قریب بنی بوسعید میں اترا۔ اس نے اپنے چھوٹے بچوں اور اہل کو تاجموت کے قلعے میں اتارا۔ اس دوران سلطان نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک اس میں قیام کیا۔ اس نے پھر اپنے دوست وتر مار کے اکسانے پر اس کی فصلیں اور بادشاہ کے محلات برباد کر دیئے۔ یہ سب کچھ اس نے ابوحمو کے فعل کے بدلے میں کیا کیونکہ اس نے قصر تازروت اور قلعہ مرادہ کو برباد کر دیا تھا۔ وہ پھر ابوحمو کے تعاقب میں تلمسان سے نکلا اور ایک دن کی مسافت پر اترا۔ اسے وہاں اپنے چچا کے بیٹے سلطان موسیٰ بن ابی عنان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس نے دارالخلافے کا قصد کیا ہے، یہ سنکر وہ پلٹا اور تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اب ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اپنے ملک میں ٹھہر گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

☆☆☆

باب: ۲۲۶

اندلس سے سلطان موسیٰ بن ابوعنان کا مغرب کی طرف جانا اور وہاں کی حکومت پر قبضہ کرنا

پھر سلطان ابوالعباس پر غالب آنا اور اس کے اندلس کی طرف فرار ہونے کی روداد

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سلطان محمد بن الاحمر مخلوع کو حاکم مغرب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کی حکومت میں من مانی حاصل تھی کیونکہ اس کے مشورے سے محمد بن عثمان نے اس کی بیعت کی تھی حالانکہ وہ طنجہ میں قید تھا۔ اس وجہ سے بھی کہ اس نے اموال وافواج سے اس کی امارت تک اسے مدد دی تھی اور وہ جدید شہر پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے آغاز میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے ان نمائندگان القرابتہ پر غلبہ حاصل تھا جو طنجہ میں سلطان ابوالعباس کے ساتھ جو سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے ابوعنان، ابوسالم، فضل، ابوعامر اور ابو عبدالرحمن وغیرہ کے بیٹوں میں سے تھے، قید تھے۔ انہوں نے اپنے قید خانے میں آپس میں عہد کیا تھا کہ ان میں سے جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بادشاہت دی، وہ انہیں قید سے نکالے گا اور اندلس لے جائے گا۔ جب سلطان ابوالعباس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے یہ عہد پورا کیا اور انہیں اندلس بھجوا دیا۔ وہ پھر سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور ان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اس نے انہیں الحمراء میں اپنے شاہی محلات میں اتارا، ان کے قریب سواریاں کیں، انہیں عطیات دیئے اور ان کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کر دیا۔ یوں وہ وہاں بہت آسودگی کے ساتھ رہے اور انہوں نے مغرب کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے منتظم وزیر محمد بن عثمان نے اس کا اندازہ کر لیا تھا لہٰذا وہ اپنے اغراض ومقاصد کے مطابق چلتا تھا اور حکومت میں جو چاہتا تھا فیصلہ کرتا تھا یہاں تک کہ بنی مرین اور مغرب کے اشیاخ نے سمندر سے پرے ابن الاحمر کی طرف رخ کر لیا اور مغرب اندلس کی ایک عملداری کی طرح ہو گیا۔

تلمسان پر سلطان کا دھاوا

جب سلطان نے تلمسان پر حملہ کیا تو انہوں نے اس سے مذاکرات کیے۔ اسے مغرب کے بارے میں وصیت کی۔ محمد بن عثمان نے اپنے

دارالخلافے میں اپنے کاتب محمد بن الحسن کو چھوڑا جو بجایہ کے موحدین کے بقیہ پیروکاروں سے اس کے نزدیک اور باادب تھا۔ اس نے اسے چن لیا اسے ترقی دی اور اپنے اس سفر میں اسے دارالخلافے میں اپنا نائب مقرر کیا۔ لہٰذا جب وہ تلمسان پہنچے اور اسے فتح حاصل ہوئی تھی تو انہوں نے عبو بن قاسم مروانی کی اولاد میں سے ایک شیطان کے ہاتھ، جو ان کے گھر میں تھا، فتح کی خبر لکھ کر سلطان ابن الاحمر کو بھجوائی جس کا نام عبدالواحد بن محمد بن عبو تھا۔ وہ ان عظیم کاموں کی طرف مائل ہوتا تھا جن کا وہ اہل نہیں تھا اور اس وجہ سے حکومت کی تاک میں رہتا تھا۔ ابن الاحمر اپنی بہت من مانی کی وجہ سے بعض اوقات ان پر اعتماد کرتا تھا کیونکہ جب وہ کسی معاملے میں سفارش یا مخالفت کے سوا کوئی راستہ نہ پاتے تو اس میں سستی کرتے تھے لہٰذا وہ اس وجہ سے ان سے حسن سلوک کرتا تھا۔ جب یہ عبدالواحد اس کے پاس فتح کی خبر لے کر آیا اور اسے واقعہ سنایا تو اس نے اس سے دسیسہ کاری کی کہ اہل حکومت اپنے سلطان کے بارے میں پریشان ہیں، اگر انہیں طاقت حاصل ہو تو وہ اسے بدلنا چاہتے ہیں۔ اس نے پھر ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسے اشارہ کیا کہ وہ مغرب کو تمام محافظوں سے صاف کر دے۔ یہ بھی بتایا کہ دارالخلافے میں صرف ایک شہری کاتب ہے جو اچھی طرح مدافعت نہیں کر سکتا اور وہ اس سے زیادہ جانتا ہے لہٰذا ابن الامر نے اس موقع کو غنیمت جانا، اس کے پاس جو اسباط موجود تھے ان میں سے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو تیار کیا اور مسعود بن رحو بن ماسی کو اس کا وزیر بنایا جو بنی مرین کے وزراء کے طبقے میں سے اور بنی قورو کے حلیفوں میں سے تھا۔ اسے اس بارے سبقت حاصل تھی۔ اس نے قبل ازیں اسے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کا اس وقت وزیر بنا کر بھیجا تھا جب وہ ابوبکر بن غازی کے خودمختار ہونے کے دور میں مغرب کی طرف گیا تھا۔ وہ پھر ہمیشہ اس کے ساتھ رہا تا آنکہ جدید شہر کا محاصرہ ہو گیا اور سلطان ابوالعباس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

مراکش کی طرف عبدالرحمٰن کا جانا

یوں عبدالرحمٰن مراکش کی طرف گیا لہٰذا مسعود نے اس سے اندلس کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ وہ اسے چھوڑ کر فاس آ گیا پھر اس نے فاس کو بھی چھوڑ دیا اور سب سے دوستی اور صلح کرتے ہوئے اور ابن الاحمر پر اعتماد کرتے ہوئے اندلس چلا گیا۔ اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کی خوب پذیرائی کی اور وظیفہ میں اضافہ کیا۔ یوں اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے اپنے شراب نوش ہم نشینوں کے ساتھ بلا لیا۔ وہ ہمیشہ اسی حال میں رہا تا آنکہ اس نے اسے وزیر بنا کر سلطان ابوعنان کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ فوج بھی بھیجی۔ وہ پھر کشتی پر سوار ہو کر سبتہ چلا گیا اور اسکے اور اس کے شرفاء اور رؤسا شوریٰ کے درمیان تعلق تھا لہٰذا انہوں نے سلطان موسیٰ کی دعوت کو قائم کیا اور اسے داخل کیا۔ انہوں نے اس کے عامل رحو بن زعیم الکدولی کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کے پاس لے آئے لہٰذا اس نے ماہ صفر 786ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا۔ یوں سبتہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور فاس آ گیا۔ تھوڑے دنوں میں وہ وہاں پہنچ گیا اور دارالخلافے کا گھیراؤ کر لیا۔ عوام نے اس پر اتفاق کر لیا۔ جب الدہس محمد بن حسن کے پاس گیا تو اس نے اس کی اطاعت میں جلدی کی۔ سلطان دارالخلافے میں آ گیا اور اسی وقت اسے پکڑ لیا۔ یہ 10 ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ اب لوگ ہر جانب سے اس کی اطاعت میں آ گئے۔ تلمسان کے نواح میں سلطان ابوالعباس کو اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی کہ سلطان موسیٰ سبتہ میں آیا ہے، تو اس نے علی بن منصور، فوج کے ترجمان اور اپنے دروازے کے نصاریٰ سپاہیوں کو ان کی ایک جماعت کے ساتھ تیار کیا اور انہیں دارالخلافے کے لیے محافظ بنا کر بھیجا۔ وہ تازا پہنچے پھر انہیں اس کی فتح کی خبر پہنچی تو وہ وہاں ٹھہر گئے۔

فارس کی طرف سلطان کا جانا

اب سلطان ابوالعباس تیزی کے ساتھ فاس گیا۔ انہیں تادریت میں اس کی فتح کی خبر ملی تو وہ ملویہ آیا۔ وہ پھر مغرب سے تجلماسہ جانے یا مغرب جانے کے بارے میں اپنی رائے میں متردد ہوا۔ آخر اس نے اپنا عزم مضبوط کیا اور تازا میں اترا۔ وہ چار ماہ تک وہاں رہا پھر الرکن کی طرف آیا۔ اس دوران میں اس کے اہل حکومت اس کے خلاف خروج کرنے کے بارے میں مشغول ہو گئے اور اس کے عم زاد موسیٰ کی طرف کھسکنے لگے جو فاس کا متولی تھا۔ جب اس نے الرکن میں صبح کی تو انہوں نے اس کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی۔ اس کے بعد فاس کی طرف آنے والے گروہوں نے

اس کے خلاف بغاوت کردی۔ وہ اپنے پڑاؤ کے لٹنے کے بعد تازا کی طرف واپس آ گیا تو اس کے خیام اور خزائن میں آگ بھڑک اٹھی۔ وہ پھر اس رات کی صبح کو تازا گیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ ان دنوں اس کا عامل سلطان ابوالحسن کا غلام الخیر تھا۔ محمد بن عثمان حکومت کے دوست ونزمار بن عریف اور معقل کے امرائے مغرب کے پاس چلا گیا۔ جب سلطان ابوالعباس تازا کی طرف گیا تو اس نے اپنے عم زاد سلطان موسیٰ کو لکھ کر اسے وہ عہد یاد کرایا جو دونوں کے درمیان تھا۔ سلطان ابن الاحمر نے اسے وصیت کی کہ اگر اسے اس پر فتح ہوئی تو وہ اسے اس کی طرف بھیج دے لہٰذا سلطان موسیٰ نے اسے بنی عسکر کی ایک جماعت کے ساتھ جو ان طرف کے باشندے تھے، بلانے میں جلدی کی۔ وہ زکریا بن یحییٰ بن سلیمان اور محمد بن سلیمان بن داؤد اعراب تھے اور ان کے ساتھ العباس بن عمر الوسنانی بھی تھا۔ وہ اسے لائے اور فاس کے باہر حمص کے تالاب پر زاویہ میں اتارا لہٰذا اس نے اسے وہاں بیڑی ڈال دی۔ اس نے پھر اسے وزیر مسعود بن ماسی کے بھائی عمر بن رحو کے ساتھ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اندلس کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس کے بیٹے ابوفارس کو ساتھ رکھا، ان کے بقیہ لوگوں کو فاس میں چھوڑ دیا اور سبتہ سے سمندر کو پار کیا۔ اب سلطان ابن الاحمر نے اسے اپنے ملک کے قلعے الحمراء میں اتارا، اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اس پر بھروسہ کیا اور اس کے وظیفے میں اضافہ کر دیا تو وہ وہاں اس کی نگرانی میں رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۲۷

وزیر محمد بن عثمان کا در بدر بھٹکنا اور آخر قتل ہونے کا بیان

اس وزیر کی اصل محمد بن الکاس ہے جو بنی ورتاجن کا ایک بطن ہے۔ جب بنو عبدالحق کی حکومت مغرب میں مستحکم ہو گئی تو وہ ان میں سے اسے وزارت پر مقرر کرتے تھے۔ بسا اوقات ان کے اور بنی ادریس اور بنی عبداللہ کے درمیان حسد پیدا ہو جاتا تھا جس میں بعض بنی الکاس سلطان ابو سعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کی حکومت میں مارے گئے پھر سلطان ابوالحسن نے اپنے وزیر یحییٰ بن طلحہ ابن محلی کی وفات کے بعد اسے تلمسان کے محاصرے کی جگہ پر اپنا وزیر بنایا۔ وہ کئی روز تک اس کی وزارت کا ذمہ دار رہا اور 741 ھ میں جنگ طریف میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر شہید ہو گیا۔ اس کے بیٹے ابوبکر نے حکومت کے زیر سایہ حسنِ کفالت اور فراخی رزق سے فیض یاب ہوتے ہوئے پرورش پائی۔ اس کی ماں ام ولد تھی، اس کے عم زاد محمد بن عثمان نے اس وزیر کو اسکا جانشین بنایا تو ابوبکر نے اس کی گود میں پرورش پائی۔ وہ اپنے باپ اور سلف کی اولیت کی وجہ سے بلند مرتبت تھا۔ جب یہ جوان ہوا تو حالات نے اسے بلند کر دیا اور وہ اپنے انتخاب اور نمائندگی کے لیے بادشاہوں کے شہروں میں گھوما یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنا وزیر بنا لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے بھی اس کی وزارت کو بہت اچھی طرح سنبھالا اور یہ محمد بن عثمان اس کا نائب بن گیا۔

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو ابوبکر نے اس کے بیٹے سعید کو بادشاہ مقرر کر دیا۔ وہ بچہ تھا اور ابھی اس کے کچے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے۔ اس کی حکومت کے بگڑنے، اس کے جدید شہر کا محاصرہ کرنے اور سلطان ابوالعباس کے اس پر غالب آنے کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد محمد بن عثمان نے سلطان ابوالعباس کی وزارت کو اس پر غالب آ کر سنبھالا۔ اس نے بھی اپنی حکومت کے امور کو اس کے سپرد کر دیا اور خود اپنی لذات میں مشغول ہو گیا۔ یوں محمد بن عثمان نے سلطان ابوالعباس کی حکومت کے ان امور کو سنبھالا جنہوں نے اسے مشقت میں ڈال دیا تھا حتیٰ کہ سلطان موسیٰ کا ان کے دارالخلافہ پر قبضہ ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بنو مرین سلطان ابوالعباس کی خاطر اس سے الگ ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ وہ پھر تازا کی طرف لوٹ آیا پس سلطان ابوالعباس اس میں داخل ہو گیا۔ اس دوران محمد بن عثمان انہیں چھوڑ کر حکومت کے دوست ونزمار بن عریف کے پاس چلا گیا جو تازا میں مقیم تھا اور اس کے ہاں پناہ لی۔ لیکن ونزمار اس سے ترش روئی کے ساتھ پیش آیا اور اس سے اعراض کیا

لہٰذا وہ تیار ہو کر معقلی عربوں کے المنبات قبائل کی طرف چلا گیا جو وہاں تازا کے سامنے ان ساتھیوں کی امان میں رہتے تھے جو اس کے اور ان کے شیخ احمد بن عبو کے درمیان تھی۔ اب وہ اس کے ہاں پناہ لیتے ہوئے اترا لیکن اس نے اسے دھوکا دیا اور سلطان کو اس کی اطلاع بھیج دی۔ اس نے المز وار عبدالواحد بن محمد بن عبو بن قاسم بن ورزوق بن بومریطت اور موالی میں سے حسن عوفی کے ساتھ اس کی طرف فوج بھیجی تو عرب اس سے الگ ہو گئے اور انہوں نے اسے ان کے سپرد کر دیا لہٰذا وہ اسے لے آئے اور انہوں نے اس کے فاس میں داخل ہونے کے روز اسے رسوا کیا۔ اسے کئی روز تک قید رکھا اور بڑا اصرار مطالبے کے بارے میں اسے آزمائش میں ڈالا گیا۔ اس کے بعد آخر قید خانے میں اسے ذبح کر کے قتل کر دیا گیا۔



باب: ۲۲۸

حسن بن الناصر غمارہ میں خروج کرتا ہے اور وزیر ابن ماسی اپنی افواج کے ساتھ اس پر دھاوا بولتا ہے

جب سلطان موسیٰ مغرب کا بااختیار بادشاہ بن گیا تو مسعود بن ماسی نے اس پر حاوی ہو کر اس کی وزارت سنبھال لی۔ اس نے ان کے سلطان ابوالعباس کو اندلس کی طرف جلاوطن کرنے، اس کے وزیر محمد بن عثمان کو قتل کرنے پھر وزیر محمد بن عثمان کے ساتھیوں، قرابت داروں اور رازداروں کے منتشر ہو جانے کے باعث انہوں نے زمین کے اندر جانا چاہا۔ ان میں سے اس کا بھتیجا عباس بن مقداد اندلس چلا گیا لہٰذا اس نے حسن بن الناصر بن سلطان ابوعلی کو وہاں پایا۔ وہ پھر حکومت کی جستجو میں وہاں اندلس میں اس کے ٹھکانے میں چلا گیا۔ اس نے اس کی رائے کو کہ مغرب کی طرف واپس جا کر وہاں امارت طلب کی جائے، ہوا دی لہٰذا اس نے اسے تونس سے نکالا اور صحراؤں اور صعوبتوں کو پھاندتا ہوا جبل غمارہ تک پہنچ گیا۔ وہ ان میں سے اہل الصفیحہ کے ہاں اترا تو انہوں نے اس کی آمد و رفت پر تعظیم و تکریم کی اور اس کی دعوت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ اس نے پھر عباس بن مقداد کو وزیر بنایا۔ جب مسعود بن ماسی کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی مہدی بن ماسی کے ساتھ فوج بھیجی لہٰذا اس نے کئی روز تک جبل الصفیحہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور ان کے سامنے ڈٹ گیا۔ اب وزیر مسعود بن ماسی نے دارالخلافے سے فوجوں کو تیار کیا اور اس کے محاصرے کے لیے گیا لیکن پھر راستے سے ہی واپس آ گیا کیونکہ اسے اس کے بعد سلطان کی وفات کی خبر پہنچ گئی تھی۔



باب: ۲۲۹

سلطان موسیٰ کی وفات کے بعد سلطان ابوالعباس کے بیٹے منتصر کی بیعت ہونے کا بیان

سلطان موسیٰ جب مغرب کا بااختیار بادشاہ بن گیا تو اس نے ابن ماسی کے اپنے اوپر حاوی ہونے کو برا سمجھا۔ اب اس نے اس کے ہم رازوں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کی۔ وہ اکثر اس بارے میں اپنے کاتب اور دوست محمد سے جو اس کے باپ کے کاتب کا بیٹا اور اپنے دوست محمد بن ابی عمر سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ سلطان موسیٰ کے کچھ شراب نوش ساتھی تھے جنہیں وہ اپنے بہت سے امور سے آگاہ رکھتا تھا۔ ان میں عباس

بن عمر بن عثمان الوسنانی بھی تھا۔ وزیر مسعود بن ماسی نے ابو عمر کو اپنی ماں کا قائم مقام بنایا تھا اور اس نے اس کی گود میں پرورش پائی لہٰذا وہ اس کے پاس یہ باتیں لے جاتا تھا۔ سلطان کی مجلس میں اس کے متعلق جو گفتگو ہوتی تھی، وہ اسے اس کے پاس پہنچاتا تھا جس کی وجہ سے وزیر کو اس سے نفرت ہو گئی۔
اب اس نے سلطان سے دور ہونا چاہا، عمارہ کے منتظم حسن کی مدافعت کے لیے جلدی سے نکلا اور دار الخلافہ پر اپنے بھائی یعیش بن رحو بن ماسی کو جانشین بنایا۔ لیکن جب وہ قصر کبیر تک پہنچا تو اسے سلطان موسیٰ کی وفات کی خبر ملی۔ اس کی وفات جمادی الاخریٰ میں ہوئی اسے ایک مرض لاحق ہو گیا تھا، یوں وہ اپنی خلافت کے تین سال اور ایک دن رات بعد فوت وہ گیا۔ لوگ وزیر کے بھائی یعیش پر تہمت لگاتے تھے کہ اس نے اسے زہر دیا ہے۔
یعیش نے جلدی سے اپنے عم زاد کو بادشاہ مقرر کر دیا جو منتصر ابن سلطان ابی العباس تھا۔ وہ پھر محل سے وزیر مسعود کے لیے واپس پلٹ آیا۔ السبیع نے طبقہ وزراء میں سے محمد بن موسیٰ کو قتل کر دیا، اس کا اور اس کی قوم کا ذکر بیان ہو چکا ہے۔ اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں اسے قید کیا اور اس کی وفات کے بعد اسے قتل کر دیا، یوں حکومت میں اس کی اپنی آزادی پر قائم رہی۔

☆☆☆

باب: ۲۳۰

واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کا آنا اور اس کی بیعت ہونے کی روداد

وزیر مسعود بن ماسی جب سلطان موسیٰ سے وحشت محسوس کرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور عبدالواحد المز وار کو سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا کہ وہ ان کے سلطان ابو العباس کو اس کے ملک کی طرف واپس کرنے کے بارے میں دریافت کریں لہٰذا ابن الاحمر نے اسے قید سے نکالا اور اسے جبل الفتح میں لے آیا، وہ اسے کنارے کی طرف روانہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب سلطان موسیٰ فوت ہو گیا تو اس نے وزیر مسعود کو اپنے متعلق سازش کی اور یہ کہ وہ واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کو ان القرابہ سے، جو اس کے پاس مقیم ہیں، اس کے پاس بھیجے۔ اس نے اسے خود رائی اور رکاوٹ کے لحاظ سے زیادہ قابل سمجھا لہٰذا ابن الاحمر نے اس کی یہ حاجت پوری کر دی۔ اس نے سلطان احمد کو اس کی جگہ الحمراء واپس بھیج دیا اور واثق کو لایا۔ وہ جبل الفتح میں اس کے پاس آیا۔ اس دوران میں اس کے پاس اہل حکومت کی ایک جماعت پہنچ گئی۔ لیکن انہوں نے وزیر مسعود کے خلاف خروج کر دیا اور سبتہ پہنچ گیا وہ پھر سلطان ابن الاحمر کے پاس چلے گئے اور وہ یعیش بن علی بن فارس، سیور بن یحییٰ بن عمر الونکاسی اور احمد بن محمد الصبیحی تھے لہٰذا اس نے واثق کو ان کی طرف بھیجا۔ وہ ان کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ وزیر کی خدمت میں رہیں گے، مغرب کو واپس آ گئے حتیٰ کہ وہ جبل زرہون پہنچ گئے۔ اب انہوں نے ان کے پہاڑ کی پناہ لے لی جو لوگ ان کی طرح ابن ماسی کے خلاف تھے، وہ بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔ طلحہ بن زبیر الورتاجنی، سیور بن یحیاتن بن عمر الونکاسی، بنی ابی الطلاق سے محمد تونسی اور سلطان کے معلوجی سے فارح بن مہدی جیسے لوگ ان کے ساتھی بن گئے۔ اس کی اصل بنی زیان ملوک تلمسان کے موالی ہیں۔
جب احمد بن محمد الصبیحی واثق کے ساتھ آیا تو وہ اس کے اصحاب پر احسان کرنے لگا اور خود رائی کا اظہار کرنے لگا کیونکہ خدمت گار سپاہیوں کا ایک دستہ اس کے پاس تھا۔ آخر کار اہل حکومت اس سے تنگ ہو گئے اور سلطان واثق کے لیے اس سے الگ ہو گئے۔ لہٰذا اس نے بھی ان کے لیے اس سے برأت کا اظہار کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے سلطان کے خیمے کے پاس قتل کر دیا۔ اس میں بنی مرین کے سردار یعین بن علی بن فارس الیابانی نے بڑا کردار ادا کیا اور وہ پچھلوں کے لیے عبرت بن گیا۔ اس پر آسمان رویا نہ زمین، اور رزوق بن بوفریطت جو بنی علی بن زیان کے موالی میں سے تھا جو اعیان حکومت میں سے بنی ونکاسن کے شیوخ اور فوج کے پیشوا تھے، اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں حکومت کے خلاف خروج کر دیا۔ وہ پھر سلطان موسیٰ کے زمانے سے مخالف معقل عربوں میں سے اولاد حسین کے قبائل میں سے اولادِ حسین کے قبائل میں چلا گیا۔ وہ ان کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے ہاں اس عہد کی وجہ سے اترا جو دونوں کے ساتھیوں کے درمیان مواطن میں ان کے پڑوس کی وجہ سے تھا۔ اس

بات میں محمد بن یوسف بن علال بھی اس کے ساتھ تھا جس کا باپ یوسف سلطان ابوالحسن کے پروردوں اور اس کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا۔ یہ دونوں وزیر سے ڈر گئے اور عربوں کے ساتھ جا ملے لہٰذا جب یہ سلطان واثق آیا تو یہ دونوں اس کے پاس آئے، یہ انہیں عزت کے ساتھ ملا اور ان کی حکومت میں ان کا مقام دیا۔

مسعود بن ماسی کا افواج کے ساتھ جانا

اب وزیر مسعود بن ماسی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ وہ جبل مغیلہ میں ان کے قبائل میں گیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کی۔ واثق کے ساتھ جو لوگ تھے، اس نے ان کے ساتھ ساز باز کی اور ان سے مہربانی چاہی۔ اس نے مکناسہ کی طرف ایک فوج بھیجی جس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں وہاں عبدالحق بن الحسن بن یوسف الورتاجنی موجود تھا لہٰذا اس نے اس سے مدد مانگی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے واثق اور اس کے اصحاب کے درمیان بار بار خط و کتابت ہوئی کہ وہ اسے امیر مقرر کر دیں اور وہ مقرر کردہ امیر المنتصر کو اس کے باپ سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس بھیج دے۔ آخر کار اس نے واثق کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا جس میں المز وار عبدالواحد جیسے لوگ شامل تھے، اس نے پھر اس کو قتل کر دیا اور فارح بن مہدی کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اس نے امیر عبدالرحمٰن کے غلام الخیر کو بھی پکڑ لیا اور اسے مبتلائے مصائب کیا۔ انکے سوا دوسرے لوگوں کو بھی مبتلائے عذاب کیا پھر اس نے سلطان موسیٰ کے ہم رازوں کی ایک جماعت کو پکڑا جو اس کے پکڑنے اور قتل کرنے کے بارے میں اس سے سازش کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے ان کو قید کر دیا اور بعض کو قتل کر دیا۔ اس نے ان اندلسی سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا جو واثق کی مدد کے لیے آئے تھے اور ان کے قائدین کو بھی پکڑ لیا جو معلوجی ابن الاحمر میں سے تھے۔ اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ اس نے پھر سلطان موسیٰ بن الفضل بن ابی عمر کے کاتب کو اپنے سلطان کی سفارت سے اندلس واپس آتے ہوئے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا۔ اس نے اس سے پر اصرار مطالبہ کیا تو پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس نے پھر غمارہ کے جبل صفیحہ میں ادریس بن موسیٰ بن یوسف الیابائی کے ساتھ بغاوت کرنے والے حسن بن الناصر کے پاس بھیجا لہٰذا اس نے اس کو ملک اور بیعت کے لیے بلانے میں اس سے دھوکا کیا اور اسے لا کر کئی روز تک قید کر دیا آخر اسے اندلس جانے کی اجازت دے دی اور یہ معاملہ اسی حالت پر قائم رہا۔

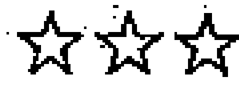
☆☆☆

باب: ۲۳۱

سلطان ابن الاحمر اور وزیر ابن ماسی کے مابین مقابلہ، سلطان ابوالعباس کا اپنی حکومت کے سلسلے میں سبتہ آنا اور اس پر قابض ہونے کا بیان

جب وزیر ابن ماسی کو واثق کے سلسلے میں اطلاع ملی، اس نے دیکھا کہ اس نے حکومت کو سنبھال لیا ہے اور اس سے فتنہ و فساد کو دور کر دیا ہے۔ اس نے حکومت کے مضافات کے سلسلے میں جو کوتاہیاں کی ہیں، ان کی طرف اپنی توجہ پھیری ہے، اس نے سبتہ سے اپنے کام کا آغاز کیا جو ابن الاحمر کے پاس تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تو اس نے وزیر ابن ماسی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اس سے ملاطفت کے ساتھ واپس لے لے لیکن ابن الاحمر اس کے لیے برافروختہ ہو گیا اور اس کے رد میں لگ گیا جس کی وجہ سے فتنہ پیدا ہو گیا۔ ابن ماسی نے عباس بن عمر بن عثمان الوسنافی یحییٰ بن علال بن اصمو داور بنی الاحمر کے رئیس محمد بن احمد ابکم کے ساتھ سبتہ کے محاصرے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ اس کے بعد سلطان الشیخ کے گھر سے جوان کی امارت کا آغاز کرنے والا اور ان کی حکومت کا ہموار کرنے والا ہے، اس نے اشبیلیہ اور جلالقہ کے سلطان سے جو سمندر سے پرے رہنے والے

بنی او فونش میں سے ہے، خط و کتابت کی کہ وہ ان کے طرف سلطان ابن الاحمر کے عم زاد محمد بن اسماعیل کو رئیس الکم کے ساتھ بھیجے تا کہ وہ دونوں اس کی جانب سے اندلس پر چڑھائی کریں۔ یوں وزیر کی فوجوں نے آ کر سبتہ کا محاصرہ کر لیا اور بزورِ قوت اس میں داخل ہو گئیں۔ اندلس کے جو محافظین وہاں موجود تھے، انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی۔ شہر کے وسط میں فریقین کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی۔ اہل قصبہ نے پہاڑ پر اپنے معاملے کی نشانی کے طور پر آگ روشن کر دی تا کہ ابن الاحمر اسے دیکھ لے جو مالقہ میں مقیم تھا لہٰذا اس نے بحری بیڑے کو جانبازوں سے بھر کر ان کی مدد کے لیے بھیجنے میں جلدی کی۔ سلطان ابو العباس نے اس کے مقام الحمراء سے بلایا اور اسے ماہِ صفر 789ھ میں کشتی میں سوار کرا کر قصبہ کی طرف بھیجا۔ وہ دوسرے دن ان کے پاس پہنچ گیا تو اس نے فصیل سے انہیں پکار کر اپنی اطاعت کی دعوت دی جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ مضطرب ہو گئے اور منتشر ہو گئے۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان کے علاقے کو لوٹ لیا۔ وہ پھر دوڑتے ہوئے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد فوج کی اکثریت اور ان کے سربراہ طنجہ کی طرف واپس آ گئے اور سلطان سبتہ کے شہر پر قابض ہو گیا۔ ابن الاحمر نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس سے دست بردار ہو کر اسے اس کی طرف واپس کر دے لہٰذا وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا، وہاں اس کی بیعت مکمل ہوئی اور وہ آنے والے مہمانوں کا انتظام کرتا تھا۔



باب: ۲۴۲

سلطان ابو العباس کی سبتہ سے روانگی اور ابن ماسی کا دفاعی تیاریاں کرنا پھر سلطان کی شکست کھا کر آنے کا بیان

جب سلطان ابو العباس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت مکمل ہو گئی تو اس نے اپنی فاس کی حکومت حاصل کرنے کا عزم کیا۔ ابن الاحمر نے بھی اسے اس بات پر اکسایا اور اسے مدد کا وعدہ کیا کیونکہ ابن ماسی نے اس کے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ سازش کی تھی کہ وہ اسے قتل کر دیں اور اس کے رئیس الکم کو بادشاہ بنا دیں۔ کہتے ہیں کہ ابن الاحمر کے دوستوں میں جس نے اس کے ساتھ سازش کی تھی وہ یوسف بن مسعود بلنسی اور محمد بن وزیر ابو القاسم بن الحکیم الرندی تھے۔ سلطان ابن الاحمر نے ان کو معلوم کر لیا اور وہ ان دنوں جبل الفتح پر سلطان ابو العباس کے امور کی دیکھ بھال کر رہا تھا لہٰذا اس نے ان سب کو اور ان کے بھائیوں کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ اس کے غلام خالد کی چغلی پر ہوا تھا جو اس کی حکومت کا نگران تھا۔ وہ ان سے غصہ اور دشمنی رکھتا تھا لہٰذا اس نے ان سے یہ بات مخفی رکھی اور ان کے متعلق اس کی چغلی مکمل ہو گئی۔ یوں ابن الاحمر ابن ماسی پر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے سلطان ابو العباس کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی حکومت حاصل کرنے کے لیے سفر کے لیے تیار ہو جائے۔ اس نے سبتہ پر رحو بن زعیم المکرودی کو جانشین بنایا جو قبل ازیں ابن کا عامل تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے۔ وہ طنجہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ واثق کی طرف سے اس کا عامل صالح بن رحو الیابانی تھا۔ فوجوں کی طرف سے رئیس الکم بھی وہاں اس کے ساتھ تھا۔ یوں اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا مگر اس سر نہ کر سکا۔ پھر اس نے وہاں سے فوجیں اکٹھی کیں اور وہاں سے اصیلا چلا گیا لہٰذا وہ اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ وزیر اپنے بھائی یعیش کو دار الخلافہ پر جانشین بنانے کے بعد فاس سے فوجوں کے ساتھ چلا اور اس کا ہراول اصیلا پہنچ گیا۔ اس کے بعد سلطان ابو العباس اصیلا کو چھوڑ کر جبل الصفیحہ کی طرف چلا گیا اور اس کی پناہ لے لی۔

ابو العباس کے گرد گھیرا تنگ

اب ابن ماسی آیا اور جبل میں اس کے محاصرے کے لیے بڑھا۔ اس نے طنجہ میں جو پیادہ اندلسی تیرانداز تھے انکو اکٹھا کیا اور وہ ماہ تک صفیحہ میں اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ معقلی عربوں میں سے اولاد حسین کا شیخ یوسف بن علی بن غانم وزیر مسعود کا مخالف اور سلطان ابوالعباس کا داعی اور مددگار تھا۔ وہ اس کے بارے میں ابن الاحمر سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا لہٰذا جب اس نے اس کے سبتہ پر قابض ہونے اور فاس کی طرف آنے کے متعلق سنا تو اس نے اپنے عرب ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اس کی اطاعت میں شامل ہو کر بلادِ مغرب کی طرف فاس اور مکناسہ کے درمیان چلا گیا۔ اس نے علاقے پر حملے کیے، اور اسے لوٹا۔ اس دوران رعایا نے جھوٹی افواہیں اڑائیں۔ اور وہ قلعوں کی طرف بھاگ گئے۔ حکومت کا دوست ونزمار بن عریف سلطان کا مددگار تھا، وہ اس سے جب کہ وہ اندلس میں تھا، خط و کتابت کرتا اور ابن الاحمر سے بھی اس کے بارے میں خط و کتابت کرتا تھا۔ جب صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے ابو فارس کو ونزمار کی طرف بھیجا جو نواح تازا میں اپنے مقام پر تھا۔ اس نے سیور بن یحیاتن بن عمر کو بھی اس کے ساتھ بھیجا لہٰذا ونزمار کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور اسے تازا شہر کی طرف لے آیا۔ اس کا عامل سلیمان العودوری، وزیر ابن ماسی کے رشتے داروں میں سے تھا لہٰذا جب ابو فارس بن سلطان وہاں گیا تو اس نے فوراً اس کی اطاعت کر لی اور شہر پر اسکا قبضہ ہو گیا۔ اس نے اس سلیمان کو وزیر بنایا اور صفیروا کی طرف گیا۔ اس کے ساتھ ونزمار بھی معقل عربوں کو ملنے کے لیے گیا۔ وہ انہیں فاس کے محاصرے کے لیے لے گیا۔ محمد بن الدمغہ ورغہ کا عامل تھا۔ سلطان نے وزیر محمد بن عثمان کے بھانجے عباس بن مقداد کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر آئے۔ اب جدید شہر کی ہر جانب یعیش کی مخالفت ہو گئی تو یہ تمام حالات اس کے بھائی کے پاس پہنچ گئے جو صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اب فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ فاس کی طرف دوڑتا ہوا واپس آیا۔ سلطان اس کے تعاقب میں گیا تو مکناسہ کا عامل اس کی اطاعت میں شامل ہو گیا۔ الخیر موسیٰ امیر عبدالرحمٰن کی طرف آیا۔ اب یوسف بن غانم اور اس کے ساتھ جو عرب قبائل تھے، وہ اسے ملے اور سب کے سب فاس کی طرف آئے ابو فارس ابن سلطان تازا سے اپنے باپ کی ملاقات کے لیے صفیروا چلا گیا تھا لہٰذا ابن ماسی نے اس امید پر کہ اسے شکست دے گا، فوجوں کے ساتھ اسے روکا۔ اس نے بنی بہلول کے ساتھ اس سے لڑائی کی، یوں اہل فوج ابو فارس بن سلطان کی طرف آ گئے۔ سلطان مکناسہ میں تھا، وہ تیزی کے ساتھ فاس کی طرف آیا۔ پھر اس کا بیٹا ابو فارس، وادی النجاء میں اس کی ملاقات کو گیا اور وہ صبح کو جدید شہر پہنچ گئے۔ وہ وہاں اپنی فوجوں کے ساتھ اتر گئے جہاں وزیر نے اپنے مددگاروں اور دوستوں کے ساتھ پناہ لی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ یغمراسن بن محمد السالفی اور بنی مرین کے وہ یرغمالی بھی تھے جنہیں اس نے اصیلا میں سلطان کی ملاقات کے لیے چلتے ہوئے طلب کیا تھا۔

☆☆☆

باب: ۲۲۳

سلطان ابوالعباس کی مراکش میں دعوت پھیلنے اور اس کے ساتھیوں کے اس پر قبضے کا بیان

وزیر مسعود بن ماسی نے مراکش اور مصامدہ کے مضافات پر جو اس کی اطاعت میں شامل تھے، اپنے بھائی عمر بن رحو کو والی مقرر کیا۔ جب اسے سلطان کے سبتہ پہنچنے اور اس پر قابض ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس کے سرکردہ دوست ان نواح میں اس کی دعوت کے اظہار کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جبل الہساکرہ میں علی بن زکریا اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا۔ وزیر مسعود نے اپنے مقام سے جہاں وہ صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ مراکش سے اس کی امداد کے لیے فوج بھیجنے کا پیغام بھیجا لہٰذا مخلوف بن سلیمان الوارتیجی جو مراکش اور سوس کے درمیانی علاقوں کا حاکم تھا اس کی طرف گیا۔ باقی لوگ اس کی مدد کرنے سے رک گئے اور متفرق ہو گئے۔ علی بن عمر کا پوتا ابو ثابت جبل الہساکرہ کی طرف چلا گیا، یوسف بن یعقوب

بن الصبیحی بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان علی بن زکریا نے مدد مانگی اور مراکش کی طرف علی بن رحو پر چڑھائی کرتے ہوئے لوٹ آیا۔ اس نے مکناسہ میں سلطان کو فاس کی طرف جاتے ہوئے یہ بات لکھ دی تو اس نے اس کی طرف لکھا کہ وہ دارالخلافے کے محاصرے کے لئے مراکشی فوجوں کے ساتھ اس سے مل جائے لہٰذا اس نے فوجوں کو اکٹھا کیا، مراکش پر اپنے عم زاد کو نائب مقرر کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر جدید شہر کے محاصرہ میں اس کے ساتھ ٹھہر گیا۔

☆☆☆

باب: ۲۳۴

المنتصر بن سلطان ابوعلی کی حکومت مراکش میں قائم ہوتی ہے پھر اس کے خودمختار حاکم بننے کی روداد

جب سلطان ابوالعباس نے مغرب پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے المنتصر کو سمندر میں سلا کی طرف بھیجا، عبدالحق بن یوسف الورتاجنی کو اس کا وزیر بنایا اور اقامت اختیار کی۔ جس وقت سلطان جدید شہر میں آیا اس وقت رزوق بن توفریطت دکالہ سے واپسی پر اس کے پاس سے گزرا تو اس نے نرمی سے اسے بلایا لیکن پھر اسے پکڑ لیا۔ اس نے اسے پابجولاں اپنے باپ کے پاس بھیج دیا جس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بعد اسے قتل کر دیا۔ سلطان نے پھر اپنے بیٹے المنتصر کو مراکش کی حکومت کی طرف جانے کا پیغام بھیجا۔ یوں جب وہ مراکش پہنچا تو نائب نے قصبے میں پناہ لے لی۔ اس نے المنتصر کے وزیر عبدالحق سے فریب کیا کہ نائب نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے اور اس وقت المنتصر قصبے پر غلبہ پائے گا لہٰذا وہ المنتصر کے ساتھ بھاگ گیا اور جبل ھنتاتہ کی طرف چلا گیا۔ سلطان کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو وہ ابوثابت سے بگڑ گیا، اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کو قصبہ پر قبضہ دینے کے بارے میں اپنے نائب کو خط لکھے۔ اس نے سعید بن عبدون کو اس کا وزیر بنایا اور اسے خطوط دے کر بھیجا پھر عبدالحق کو اپنے بیٹے کی وزارت سے معزول کر دیا اور اسے فاس واپس بلایا۔ یوں سعید بن عبدون مراکش پہنچا، اس نے قصبے کے نائب بنانے والے کو خط عملدرآمد کے لیے دیا۔ اس نے اسے قصبہ پر قبضہ دے دیا اور وہاں سے الگ ہو گیا۔ یوں وہ اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے المنتصر کے بارے میں اطلاع بھیجی تو انہوں نے قصبے پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے نائب عامر اور اس کے دیگر مددگاروں اور دوستوں کو پکڑ لیا۔ انہوں نے انہیں مبتلائے مصائب کیا، ان کا صفایا کر دیا یہاں تک کہ وہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

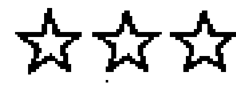
☆☆☆

باب: ۲۳۵

جدید شہر کا محاصرہ ہونا پھر اس کی فتح بعد ازاں وزیر ابن ماسی کا مسئلہ اور اس کے قتل کا بیان

جب سلطان جدید شہر میں آیا تو اس کے بقیہ قبائل، ساتھی اور دوست اس کے پاس آ گئے۔ اب وزیر مسعود کو بنی مرین پر اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے غصہ آ گیا تو اس نے ان کے بیٹوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا جن کو اس سے وفاداری پر یرغمالی بنایا گیا تھا۔ جب یغمراسن السالفی نے نرمی

کے ساتھ اسے اس بات سے روکا تو وہ اس کام سے رک گیا۔ سلطان نے تین ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس نے دست برداری اور اطاعت کی طرف بلایا۔ اس نے اس کی طرف حکومت کے دوست وترمار بن عریف اور اپنے مخلص دوست محمد بن علال کو بھیجا انہوں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس شرط پر امان دے دی کہ وہ وزارت پر قائم رہے گا اور اپنے سلطان واثق کو اندلس کی طرف بھیج دے گا اس نے اس امر پر انہیں قسم دے دی اور سلطان کی خاطر ان کے ساتھ نکل گیا۔ سلطان 5 رمضان 789ھ کو اپنی علیحدگی کے تین سال چار ماہ بعد جدید شہر میں داخل ہوا، اس نے داخل ہوتے ہی واثق کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے طنجہ بھیج دیا۔ اس کے بعد وہیں اسے قتل کر دیا۔ جب وہ اپنی امارت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے داخلے کے دوسرے دن وزیر ابن ماسی، اس کے بھائیوں اور اس کے مددگاروں کو پکڑ لیا۔ اس نے سب کو مبتلائے عذاب کیا اور وہ عذاب ہی میں مر گئے۔ اس نے پھر مسعود پر وہ انتقام و عذاب مسلط کیا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے سلطان کی طرف آنے والے بنی مرین کے گھروں میں جو کچھ کیا تھا، اسے اس پر ملامت کی۔ جب کبھی وہ ان میں سے کسی کے پاس بھاگ کر جاتا تو وہ اس کے گھروں کی طرف جاتا اور انہیں لوٹ لیتا۔ اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ اسے ان کے کھنڈرات میں سزا دی جائے۔ یوں اسے وہاں کے ہر گھر میں لایا جاتا، وہ اسے بیس کوڑے مارتا یہاں تک کہ عذاب نے اسے مار دیا۔ جب وہ حد سے بڑھ گیا تو اس کے چار اعضاء قطع کیے گئے، وہ دوسرے عضو کے قطع ہونے پر مر گیا اور دوسروں کے لیے عبرت بن گیا۔



باب: ۲۳۶

محمد بن علال کا وزیر بننا

اس کا باپ یوسف بن علال حکومت کے رؤسا، سلطان ابوالحسن کے رفقاء میں سے تھا۔ اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ جب اس کی حیثیت مضبوط ہو گئی تو اس نے اسے مضافات کی حکومت دے دی اور اسے درعہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے حکومت کے مددگار منتخب کیے پھر سلطان ابو عنان نے اسے طنجہ، اس کے دسترخوان اور اس کے مہمانوں کا کام سپرد کیا۔ اس نے اسے اس کام میں کفایت کی، اس کے بعد اس کے بھائی ابو سالم نے بھی اسی طرح اسے والی بنایا پھر اسے سجلماسہ کی طرف بھیجا جہاں اس نے عربوں کے امور میں بڑی مشقت برداشت کی۔ اس نے پھر اسے وہاں سے معزول کر دیا اور فاس میں فوت ہو گیا۔ اس کے بہت سے لڑکے تھے جنہوں نے آسائش میں پرورش پائی تھی، ان میں سے محمد مذکورہ کی شرافت کی وجہ سے اس پر مہربانی ہوئی لہٰذا جب سلطان ابوالعباس نے قبضہ کر لیا تو اس نے اسے دسترخوان اور مہمانوں کے امور پر اس کے باپ کی طرح مقرر کیا۔ اس نے پھر اسے ترقی دے کر اپنا دوست بنا لیا اور اپنے ساتھ ملا لیا۔

جب سلطان دست بردار ہوا اور مغرب پر وزیر بن ماسی کا قبضہ ہو گیا تو اس کے اور اس کے بھائی یعیش کے درمیان قدیم کینے تھے لہٰذا وہ ان کے غلبے کی وجہ سے سکون پذیر ہو گیا۔ جب مغرب میں فتنے کی آگ بھڑک اٹھی اور معقلی عربوں نے مخالفت شروع کر دی تو یہ محمد خوف زدہ ہو گیا۔ وہ پھر رزوق ابن توفریطت کے ساتھ ان کے قبائل میں چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ وہ اولادِ حسین کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے ہاں اترا اور اس کی مخالفت میں اس کے ساتھ رہا۔ جب سلطان واثق اندلس کی طرف گیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ جبل زرہون پہنچا تو انہوں نے ابن ماسی کی مخالفت کا اظہار کیا۔ اس محمد اور رزوق نے سلطان کی طرف جانے میں جلدی کی اور اس نفاق سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے جس پر انہیں وزیر کی عداوت نے آمادہ کیا تھا، اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس دوران واثق اور ابن ماسی کے درمیان صلح طے پا گئی اور وہ اسے اور اس کے اصحاب کو فاس لے گیا۔ یوں وہ ابن ماسی کے قبضے میں آ گئے تو جو کچھ انہوں نے کیا تھا، اس نے انہیں معاف کر دیا۔ اس نے انہیں ان کی حکومت کے گھواروں میں عامل مقرر کر دیا۔ پھر سلطان ابوالعباس کے سبتہ جانے کی اطلاع آئی تو محمد بن یوسف مضطرب ہو گیا، اس نے سلطان کی دوستی اور

بن ماسی کی منافرت کا ذکر کیا پس اس نے اپنے کام کا ارادہ کر لیا۔ وہ پھر سبتہ چلا گیا تو سلطان اسے عزت کے ساتھ ملا اور اس کی آمد سے خوش ہوا، اس نے اسے اپنی حکومت کی ذمہ داری سونپ دی اور یہ ہمیشہ ہی اس کے روبرو متصرف رہا یہاں تک کہ وہ جدید شہر کی طرف آ گیا۔ اس نے اس کے محاصرے کے کچھ دن بعد اسے وزارت دے دی جسے اس نے بہت اچھی طرح نبھایا پھر فتح ہوئی اور حکومت کی حیثیت درست ہو گئی۔ یہ محمد حکومت کو نہایت اچھی طرح چلاتا رہا یہاں تک کہ وہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب : ۲۲۷

محمد بن سلطان عبدالحلیم کی سجلماسہ میں غلبہ حاصل کرنے کی روداد

اس سے قبل ہمارے سامنے سلطان عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کا تذکرہ بیان ہو چکا ہے جسے حلی کہہ کر بلایا جاتا تھا۔ بنومرین نے کیسے اس کی بیعت کی وہ یوں کہ 763ھ میں اس سے عمر بن عبداللہ پر چڑھائی کروا دی جن دنوں وہ سلطان ابی عمر بن سلطان ابی الحسن کے لیے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے ساتھ جدید شہر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ ان کے دفاع کے لیے باہر نکلا اور ان سے لڑائی کی تو وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو گئے۔ سلطان عبدالحلیم تازا اور اس کا بھائی عبدالمومن مکناسہ چلا اس کے ساتھ ان کا بھانجا عبدالرحمن بن ابی یغلوس بھی تھا پھر وزیر عمر بن عبداللہ نے محمد بن ابی عبدالرحمن بن سلطان ابوالحسن کی بیعت کر لی اور ابی عمر کے بدلے میں اسے لے لیا۔ جب بنومرین اس پر جنون اور وسوسہ کی تہمت لگاتے تھے تو اس نے محمد بن ابی عبدالرحمن کو اس کی غربت گاہ اشبیلیہ سے بلایا اور اس کی بیعت کی۔ عبدالمومن اور عبدالرحمن کو مکناسہ سے روکنے کے لیے فوجوں کے ساتھ نکلا لہٰذا اس نے ان دونوں سے لڑائی کر کیان کو شکست دی۔ یہ دونوں سلطان عبدالحلیم کے پاس تازا چلے گئے پھر سب سجلماسہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ وہاں سلطان عبدالحلیم کے ساتھ مقیم ہو گئے اور قبل ازیں یہ تمام حالات اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد عرب المعقل یعنی اولاد حسین اور احلاف کے درمیان اختلاف ہو گیا تو عبدالمومن ان کی اصلاح کے لیے نکلا۔ اولادِ حسین نے اس کی بیعت کر لی اور بادل نخواستہ اسے بادشاہ مقرر کر لیا۔ سلطان عبدالحق احلاف کی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دے دی۔ انہوں نے اور اس کی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی بھی شامل تھا جو بنی تیربیعن کا شیخ اور بنی مرین کی حکومت کا بڑا آدمی تھا۔ لڑائی نے اس کے قتل سے پردہ اٹھایا اور عبدالمومن شہر میں منفرد بادشاہ بن کر داخل ہوا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو رغبت کے ساتھ اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے مشرق کی طرف بھیجا لہٰذا وہ صحرا کے راستے تکرور سے حاجیوں کے راستے پر چلا اور قاہرہ پہنچ گیا۔ ان دنوں وہاں شاہ الناصر محمد بن قلاوون کی اولاد میں سے یلبغ الخاصکی علی الاشرف شعبان بن حسین خود مختار حکمران تھا لہٰذا اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کے وظیفے میں اضافہ کیا اور اس کے خواص کو خوب روزینے دیئے۔ اس نے پھر حج میں اس کی مدد کے لیے توشے، خیمے، گھوڑے اور اونٹ دیئے۔ جب وہ اپنے حج سے لوٹا اور مغرب کی طرف سفر کے لیے چلا تو 767ھ میں فرجہ کے مقام پر فوت ہو گیا۔ اس کے نوکر اس کی بیویوں اور بچوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے اس محمد کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا۔ چونکہ سلطان ابوالحسن کو اپنے بچا سلطان ابوعلی کے بیٹوں سے غیرت آتی تھی اس لیے یہ اپنی قوم سے الگ ہو کر ملک در ملک پھرتا ہوا جوان ہوا۔ تلمسان میں بنی عبدالواد کے سلطان ابی حمو کے نزدیک اس کا مقام سب سے بڑا تھا کیونکہ اس نے اس سے مغرب پر حملہ کروایا تھا اور اس نے اس سے بنو مرین کے دشمنوں کو دور کیا تھا۔

عرب معقل کا مسعود بن ماسی کے خلاف خروج

جب مغرب میں عرب المعقل نے 789ھ میں وزیر مسعود بن ماسی کے خلاف خروج کیا اور مخالفت پر ڈٹ گئے تو ابوحمو نے موقع سے فائدہ اٹھایا، اس نے محمد بن عبدالحلیم معقل کی طرف بھیجا تا کہ ان سے مغرب پر حملہ کروائے اور وہ حتیٰ المقدور ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں لہٰذا وہ ان کے قبائل میں گیا اور ان احلاف کے ہاں اترا جو سب سے زیادہ قریبی تعلق دار اور وطن کے لحاظ سے قریب تر تھے۔ وزیر ابن ماسی نے اپنے اقارب میں سے علی بن ابراہیم بن عبو بن ماسی کو ان کا والی مقرر کیا تھا۔ جب سلطان ابوالعباس نے اس پر تنگی وارد کی اور جدید شہر میں اس کا گلا گھونٹ دیا تو اس نے احلاف اور اپنے قرابت دار علی بن ابراہیم سے سازش کی کہ وہ محمد بن سلطان عبدالحلیم کو امیر مقرر کرے، اسے سجلماسہ پر قبضہ دلائے اور مغرب کی ملحقہ سرحدوں پر اس سے حملہ کروائے تا کہ سلطان ابوالعباس کی رکاوٹ اس سے دور ہو اور وہ اس کے محاصرے سے رواج حاصل کریں انہوں نے ایسا ہی کیا اور محمد نے سجلماسہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور علی بن ابراہیم نے اس کی وزارت سنبھال لی۔ جب سلطان ابوالعباس نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا تو وزیر مسعود بن ماسی، اس کے بھائیوں اور اس کے دیگر رشتے داروں پر حملہ کیا، اس پر علی بن ابراہیم پریشان ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان محمد کے درمیان حالات خراب ہو گئے۔ وہ پھر سجلماسہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور پہلے کی طرح سلطان تلمسان ابی حمو کی طرف دعوت دینے لگا۔ جب اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تو وہ سجلماسہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور عرب قبائل سے جاملا۔ ان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ گئی جس نے اسے اس کی امن گاہ تک پہنچا دیا۔ یہ پھر سلطان ابی حمو کے ہاں اترا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا لہٰذا یہ پھر تونس آ گیا۔ وہاں 799ھ میں سلطان ابوالعباس وفات پا گیا۔ محمد بن سلطان عبدالحلیم ابی حمو کی وفات کے بعد تونس چلا گیا پھر سلطان ابوالعباس کی وفات کے بعد فریضہ حج ادا کرنے کے لیے مشرق کی طرف چلا گیا۔



باب: ۲۳۸

ابن ابی عمر کا مسئلہ پھر اس کا قتل ہونا اور ابن حسون کے دستوں کا بیان

جب سلطان اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا تو اس نے اس حکومت کے ساتھیوں اور ان لوگوں کی طرف جن پر اسے شک تھا، توجہ کی اس سلسلے میں محمد بن ابی عمر کا ذکر اور اس کے خواص اور مددگاروں اور شراب نوش ہم نشینوں میں اس کی اولیت کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سلطان اسے اپنی عنایات اور حسن نظر سے حصہ دیتا تھا اور اسے اس کے ہمسروں سے اعلیٰ مقام دیتا تھا لہٰذا جب سلطان موسیٰ نے حکومت سنبھالی تو اس نے اپنے باپ سلطان ابوعنان کے ساتھ اس کی دوستی کے جذبے سے اس کی طرف میلان اختیار کیا۔ اس کا باپ اس کا نہایت عزیز دوست تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد سلطان موسیٰ نے شوریٰ کے لیے منتخب کر لیا اور اسے اہل حکومت کے منابر پر چڑھا گیا۔ بعد ازاں سلطانی فرامین پر اپنی علامت لگانا بھی اس کے سپرد کر دیا جیسے کہ اس کا باپ کرتا تھا۔ وہ اپنے اہم امور کے متعلق اس سے مذاکرات کرتا تھا اور اپنے امور کے معاملے میں اس کی طرف رجوع کرتا تھا یہاں تک کہ اہل حکومت اس سے ناراض ہو گئے۔ اس دوران وزیر مسعود بن ماسی کے پاس اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کی مصیبت کے بارے میں ساز باز کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ سلطان کے پاس سلطان احمد کے دستوں کی ایک جماعت کے بارے میں چغلی کی گئی تو اس نے انہیں ان باتوں کی وجہ سے عذاب دیا اور قتل کیا جو ان کے اور اس کے درمیان سلطان کے ہاں شراب کی مجلسوں میں ہوتی تھیں لہٰذا جب خوش قسمتی سے اسے اس کی سلطنت میں حصہ ملا تو اس نے ان کے متعلق چغلی کی تو اس نے انہیں

قتل کر دیا۔ قاضی ابو اسحاق الیر ناسی سلطان احمد کے اچھے دوستوں میں سے تھا، وہ اس کے شراب نوش دوستوں کے ساتھ حاضر ہوتا تھا۔ ابن ابی عامر نے اس سے کینہ رکھا اور اس کے خلاف سلطان کو اکسایا تو اس نے اسے مارا، اسے گھمایا اور اس کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا۔ اس کے بعد وہ اس کی سلطنت کو چھوڑ کر اندلس چلا گیا۔ وہ سلطان احمد کی مجلس اور اس کے قید خانے کے پاس سے گزرتا تھا اور بعض اوقات اسے ملا بھی کرتا تھا لہٰذا وہ نہ اس کے قریب ہوتا، نہ اس سے گفتگو کرتا اور نہ اس کے حق کی رعایت کرتا تو اس بات نے سلطان کو ناراض کر دیا۔

ابن ابی عمر کا گرفتار ہونا

جب وہ ابن ناسی سے فارغ ہوا تو اس نے اس ابن ابی عمر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر اس کے بعد اسے مبتلائے آلام کیا یہاں تک کہ وہ کوڑے کھا کھا کر مر گیا۔ اسے پھر اس کے گھر لایا گیا۔ اسی دوران جب کہ اس کے گھر والے اسے قبر کی طرف لیے جا رہے تھے کہ اچانک سلطان نے حکم دیا کہ عذاب کو مکمل کرنے کے لیے اسے شہر کے نواح میں گھسیٹا گیا۔ لہٰذا اسے چارپائی سے اٹھایا گیا، اس کی ٹانگ سے رسی باندھی گئی اور تمام شہر میں اسے گھسیٹا گیا۔ بعد ازاں ایک سنڈاس کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ سلطان نے پھر ابن حسون کے دستوں پر قابو پایا جو فتنہ پرور تھا، جب سلطان سبتہ کی طرف گیا تو اس کے دستے تادلہ میں تھے، معقل کے مخالف عربوں نے اسے سلطان کی اطاعت کی ترغیب دی تو شروع شروع میں وہ اطاعت کرنے سے رکا پھر انہوں نے اسے مجبور کیا اور اسے سلطان کے پاس لائے۔ لیکن اس نے اس بات کو دل میں پوشیدہ رکھا۔ جب اس کی امارت قائم ہو گئی اور اس نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے مبتلائے آلام کیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

☆☆☆

باب: ۲۳۹

علی بن زکریا کی جبل الہاسکرہ میں سلطان کی مخالفت اور اس کے مسئلے کی روداد

جب سلطان نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنی حکومت پر حاوی ہو گیا تو شیخ ہسکورہ علی بن زکریا اپنے سابقہ کاموں کی وجہ سے اس کی دوستی چاہتا ہوا اس کے پاس گیا۔ یہ جدید شہر کے محاصرے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے اسے بلایا تو وہ حکومت کے دستور کے مطابق اپنی قوم اور مصامدہ کی فوجوں کے ساتھ آیا۔ اس کے بعد شیوخ مصامدہ میں سے محمد بن ابراہیم المیر اری اس کے ساتھ گیا۔ اسے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ بہن کے رشتے کی وجہ سے امان حاصل تھی لہٰذا سلطان نے علی بن زکریا کی جگہ اسے والی بنا دیا، اس پر وہ برافروختہ ہو گیا اور بغاوت اور مخالفت کرنے میں جلدی کی۔ اس نے بنی عبدالحق میں سے القرابہ کے ایک آدمی کو مقرر کر دیا لہٰذا سلطان نے محمد بن یوسف بن علال اور صالح بن حمو الیابانی کے ہمراہی میں اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور حاکم درعہ عمر بن عبدالمومن بن عمر کو حکم دیا کہ قبلہ کی جہت سے درعہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے۔ وہ پھر اس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کے پہاڑ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے کئی بار کوشش کی کہ وہ تمام لشکر سمیت شکست کھا جائے یہاں تک کہ انہوں نے اسے پہاڑ میں مغلوب کر لیا۔ وہ پھر ابراہیم بن عمران ضا کی کے پاس چلا گیا جو اس کے پہاڑ میں اس کا پڑوسی تھا۔ اس نے امان طلب کی تو ابراہیم مخالفت اور غلبہ کی ذلت سے ڈر گیا۔ وزیر محمد بن یوسف نے اس کے لیے جو خراج دیا تھا، اسے اس پر برتری دی تو اس نے اس پر غلبہ پا لیا۔ وہ وزیر کو پکڑ کر فاس لے آیا اور جمعہ کے روز اسے شہر میں داخل کیا پھر اسے رسوا کیا اور قید کر دیا۔ وہ سلطان ابوالعباس کی وفات تک قید میں رہا اور اس کے بعد اہل حکومت نے ان پر تہمت لگا کر اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۴۰

سلطان ابوالعباس کے پاس ابوتاشفین کا باپ کے خلاف فریاد لے کر جانا،

پھر اس کی افواج کے ساتھ روانگی اور سلطان ابوحمو کے قتل کا بیان

ابوتاشفین بن سلطان ابوحمو نے 788ھ کے آخر میں اپنے باپ پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ دوسرے بھائیوں کی مدد کرتا تھا۔ اس نے اسے دھران میں قید کر دیا اور فوجیں لے کر اپنے بھائیوں المنتصر، ابوزیان اور عمر کی تلاش میں نکلا۔ وہ سارے جبل تیطری کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے تو اس نے کئی روز تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر اسے اپنے باپ کے شر کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو اپنے ہم راز دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں وزیر عمران اور عبداللہ بن جابر خراسانی بھی شامل تھے۔ انہوں نے تلمسان میں اس کے چند لڑکوں کو قتل کر دیا اور دہران میں ان کے قید خانے میں اس کے پاس گئے۔ جب اسے ان کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے قلعے سے جھانکا اور اہل شہر میں منادی کی کہ وہ ان کی امان میں ہے۔ وہ پھر دوڑ کر اس کی طرف آئے۔ وہ اپنے عمامے کو کمر میں باندھ کر ان کی طرف لٹکا تو انہوں نے اسے اتارا، انہوں نے گھیر لیا اور اسے اس کے تخت پر بٹھایا۔ اس کارروائی میں شہر کے خطیب ابن حذورۃ نے بڑا کردار ادا کیا۔

ابوزیان کا فرار ہو جانا

جب ابوزیان بن ابی تاشفین بھاگ کر تلمسان آیا تو سلطان ابوحمو نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ پھر وہاں سے بھی اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا۔ ابوحمو تلمسان میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ کھنڈر بن چکا تھا اور اس کی فصلیں برباد ہو چکی تھیں۔ اس نے پھر اس میں اپنی رسم حکومت قائم کی۔ ابوتاشفین کو بھی اس امر کی اطلاع پہنچ گئی تو وہ تیطری سے بھاگا اور تیزی کے ساتھ تلمسان میں داخل ہو گیا۔ اس کے باپ نے مسجد کی اذان گاہ میں پناہ لی تو اس نے اسے وہاں سے اتارا اور اس کے قتل سے باز رہا۔ اس کے باپ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے مشرق کی طرف سفر کرنے کے بارے میں اس سے التجا کی تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے ایک عیسائی تاجر کے سپرد کرتے ہوئے کشتی میں سوار کروا کر اسے اسکندریہ کی طرف بھیج دیا۔ جب وہ بجایہ کی بندرگاہ کے سامنے پہنچا تو اس عیسائی نے اس کا راستہ چھوڑنے کے بارے میں نرمی سے بات کی، اس نے اس کی حاجت پوری کر دی اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ اس نے پھر بجایہ کے حکمران کو پیغام بھیجا اور اس نے وہاں اترنے کی اجازت طلب کی، اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہاں سے الجزائر کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں کے عربوں سے خادم مانگے اور تلمسان کا معاملہ اس کے لیے مشکل ہو گیا لہٰذا وہ صحرا کی طرف چلا گیا اور مغرب کی جہت سے تلمسان کی طرف آیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے تاشفین کی فوجوں کو شکست دی اور تلمسان پر قبضہ کر لیا۔ ابوتاشفین وہاں سے بھاگ کر نکلا اور سوید کے قبائل کے سرمائی مقامات میں چلا گیا۔ ابوحمو رجب 709ھ میں تلمسان میں داخل ہوا اور ان واقعات کی مکمل تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس کے بعد ابوتاشفین شیخ سوید محمد بن عریف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے باپ کے خلاف فریاد لے کر اس کی امداد سے حملے کی امید کرتے ہوئے گیا۔ سلطان نے اس سے بہت شاندار وعدے کیے اور ابوتاشفین ان کا انتظار کرنے لگا۔ وزیر محمد بن یوسف بن علال بھی اسے وعدے دینے لگا، اسے تمنائیں دلانے لگا اور اس سے وفاداری کے عہد کرنے لگا۔ سلطان ابوحمو نے ابن الاحمر کی طرف پیغام بھیجا تاکہ وہ بنی مرین کی حکومت پر اپنے احسانات معلوم کرے۔ وہ پھر حیلے کے ساتھ اس کے پاس پہنچا کہ انہیں ابوتاشفین کی امداد سے روکے، لہٰذا ابن الاحمر نے اس بارے میں وضاحت کی اور اسے اپنی اہم حاجات میں سے قرار دیا۔ اس کے بعد اس نے سلطان ابوالعباس سے گفتگو کی کہ وہ ابوتاشفین کو اس کی طرف بھیج دے تو اس نے اس بارے میں بہانے سے کام لیا کہ اس نے اس کے بیٹے ابوفارس کی پناہ اور امان لی

ہے۔ وزیر ابن علال ہمیشہ ہی اپنے سلطان اور ابن الاحمر کو فریب دینے کے لیے چکر لگا تا رہا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا۔ سلطان نے اس سے نگرانی کا وعدہ پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو فارس اور وزیر ابن علال کو اس کے دادخواہ بنا کر بھیجا تو یہ تازا پہنچ گئے۔

تلمسان سے ابو حمو کا جانا

جب ابو حمو کو یہ اطلاع ملی تو وہ فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا، اس نے عبید اللہ کے اپنے ساتھیوں سے دوستی کی اور جبل بنی راشد جو تلمسان پر چھا نکلتا ہے، کے پیچھے الغیر ان مقام پر اترا۔ وہ وہاں پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر ٹھہر گیا۔ تب جاسوس تازا میں بنی مرین کی فوجوں کے پاس اس کی جگہ پر آئے اور الغیران سے اس کے اعراب بھی آئے، انہوں نے اس سے لڑائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد وزیر علال، ابن تاشفین اور وہ صحرا میں چلے گئے۔ ان کا راہنما سلیمان بن ناجی تھا جو احلاف میں سے تھا یہاں تک کہ انہوں نے ابو حمو اور اس کے ساتھ جو الجراح کے قبائل تھے، ان پر الغیر ان میں صبح کو حملہ کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک گھنٹہ تک ان سے نبرد آزمائی کی پھر شکست کھا کر بھاگ گئے۔ لیکن سلطان ابو حمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔

ابو حمو کا مارا جانا

اس کے بعد ابو تاشفین کے چند اصحاب نے اسے پکڑ لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔ وہ اس کے سر کو اس کے بیٹے تاشفین اور وزیر ابن علال کے پاس لے آئے جسے انہوں نے سلطان کی طرف بھجوا دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عمیر قیدی بنا کر لایا گیا تو اس کے بھائی ابو تاشفین نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تاہم بنی مرین نے کئی دنوں تک اسے روکے رکھا۔ لیکن پھر انہوں نے اسے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ وہ 791ھ کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کی افواج نے شہر سے باہر خیمے لگا لیے۔ اس نے پھر انہیں وہ مال دے دیا جس کی اس نے ان کے ساتھ شرط کی تھی۔ وہ پھر مغرب کی طرف واپس لوٹ گئے اور ابو تاشفین حاکم مغرب سلطان ابو العباس کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے تلمسان میں ٹھہر گیا۔ وہ تلمسان اور اسکے مضافات کے منابر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور ہر سال اسے وہ ٹیکس بھیجنے لگا جو اس نے اپنے آپ پر لازم کیا تھا۔ ابو حمو نے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا لہٰذا جب اسے اپنے باپ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا۔ وہ حصین کے قبائل کے پاس گفتگو کرنے اور مدد طلب کرنے کے لیے گیا۔ اس دوران زغبہ کے بنی عامر کا وفد اس کے پاس اسے حکومت کی دعوت دیتا ہوا آیا تو وہ انکے پاس گیا، ان کا شیخ مسعود بن صغیر اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ان سب نے رجب 792ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر ابو تاشفین نے عربوں میں مال تقسیم کیا تو وہ ابو زیان سے الگ ہو گئے۔ ابو تاشفین نے اسی سال کے شعبان میں اسے جا کر شکست دی اور معقل کے قبائل سے دوستی کی۔ اس نے شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا۔ ابو تاشفین نے اپنے بیٹے کو دادخواہ بنا کر مغرب کی طرف بھیجا تو وہ فوجوں کی مدد کے ساتھ آیا۔ جب تاوریت پہنچا تو ابو زیان تلمسان سے ہٹ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے پھر حاکم مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا لہٰذا وہ دادخواہ بن کر اس کے پاس گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کے دشمن کے مقابلہ میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے ابو تاشفین کی وفات تک اس نے وہیں قیام کیا۔

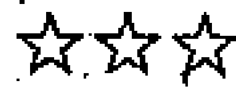


باب: ۲۴۱

ابو تاشفین کا مرنا اور مغرب کے حاکم کی تلمسان پر قبضے کی روداد

یہ امیر ابو تاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا، وہ اس میں حاکم مغرب ابو العباس بن سلطان ابی سالم کی دعوت قائم کرتا رہا۔ اس نے جو ٹیکس

قبضے کے وقت سے اپنے پر لازم قرار دیا تھا، اُسے ادا کرتا رہا۔ اس کا بھائی امیر ابوزیان حاکم مغرب کے پاس اس کے خلاف اس کی مدد کا منتظر رہا یہاں تک سلطان ابوالعباس بعض شاہانہ وسوسوں کے بارے میں ابوتاشفین پر بگڑ گیا۔ اس نے ابوزیان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور اسے تلمسان کی حکومت کے لیے فوجیں تیار کر کے دیں۔ وہ 795ھ کے نصف میں اس کام کے لیے گیا اور تازا پہنچا۔ اس دوران ابوتاشفین کو ایک مزمن مرض نے آلیا پھر وہ اسی مرض کی وجہ سے اس سال رمضان میں فوت ہو گیا۔ اس کی حکومت کا منتظم ان کا پروردہ احمد بن العز تھا لہٰذا اس نے اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو اس کے بعد حکمران بنا دیا اور خود اس کی کفالت کرنے لگے۔ یوسف بن ابی حمو جسے ابن الزابیتہ کہتے ہیں، وہ ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا لہٰذا جب اسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ تیزی کے ساتھ چلا اور تلمسان میں داخل ہو گیا۔ اس نے احمد بن العز اور اپنے بھائی ابوتاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا۔ جب حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ تازا کی طرف آیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے ابوزیان بن ابی حمو کو فاس کی طرف واپس کر دیا اور اس پر بھروسہ کیا۔ یوں اس کے بیٹے نے جا کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا۔ اس کے بعد اس کے باپ کا وزیر صالح بن حمو ملیانہ آیا اور اس نے ملیانہ اور اس کے بعد جزائر پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر حدود بجایہ تک آ گیا۔ تو یوسف بن الزابیتہ قلعہ تاجموت میں قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔



باب: ۲۴۲

مغرب کے حاکم سلطان ابوالعباس کی موت بعد ازاں مغرب اور تلمسان پر ابوزیان بن ابوحمو کا غالب آنا

جب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم تازا پہنچا اور اپنے بیٹے ابوفارس کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر خود تازا میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرنے لگا۔ جو بلادِ شرقیہ کی فتح کے لیے آیا تھا۔ اس دوران معقل میں سے اولادِ حسین کے امیر یوسف بن علی بن غانم نے 793ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ ملک الظاہر سے رقوق میں ملا۔ اس نے سلطان کو تحائف پیش کیے اور اپنے اپنی قوم میں اپنے مقام کے متعلق بتایا۔ اس نے بھی اس کی عزت افزائی کی اور ادائیگیٔ حج کے بعد اسے حاکم مغرب کے پاس تحائف لے جانے کے لیے سواریاں دیں جن میں اس نے بادشاہوں کے دستور کے مطابق اپنے ملک کا قیمتی اور نادر سامان دیا۔ جب یوسف ان تحائف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس نے ان کی قدر کی اور ان کی نمائش کی مجلس میں بیٹھا۔ اس نے ان پر فخر کیا اور ان کے بدلے میں بہترین گھوڑے، کپڑے اور سامان دینے کی تیاری میں لگ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنی مرضی کے مطابق تیاری مکمل کر لی۔ اس نے انہیں ان کے حامل اول یوسف بن علی کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا اور یہ کہ وہ اسے تازا میں اپنے قیام کے دنوں میں بھیجے گا۔ لیکن وہاں اسے مرض نے آلیا اور اسی مرض سے محرم 796ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے پھر اس کے بیٹے ابوفارس کو تلمسان سے بلایا، تازا میں اس کی بیعت کی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا۔ وہ اس کے ساتھ فاس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابی حمو کو قید سے رہا کر دیا۔ انہوں نے اسے تلمسان کا امیر اور اس میں سلطان ابی فارس کی دعوت کا منتظم مقرر کر کے بھجوایا۔ لہٰذا اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اس کا بھائی یوسف بن عامر کے قبائل سے جا ملا جو تلمسان کی حکومت چاہتا تھا اور اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ جب اسے پتہ چلا تو اس نے ابوزیان کو ان کی طرف بھیجا اور ان کے لیے بہت مال خرچ کیا تاہم وہ اسے اس کی پاس بھجوا دیں۔ انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اسے ابوزیان کے ثقہ آدمیوں کے سپرد کر دیا۔ وہ اسے لے کر چل پڑے تو عرب کے بعض قبائل نے

سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم ابراہیم بن ابی الحسن علی بن سعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق

- المنتصر
- ابوالفضل

- موسیٰ بن ابی عنان
- السعید بن عبدالعزیز
- الواثق بن الفضل

- عبدالرحمٰن بن علی بن ابی یفلوسن بن ابی عمر
- عبدالحلیم
- عبدالمومن
- منصور بن سلیمان بن منصور بن ابی مالک بن الواحد
- ابوثابت بن ابی عامر بن ابی یعقوب یوسف
- عبداللہ المجوب
- محمد اجلند
- عمر بن مندیل

- یحییٰ
- محمد
- عثمان
- ان کی بہن ورتطین

انہیں روکا تاکہ اسے ان سے چھڑا لیں۔ یہ دیکھ کر انہوں نے جلدی سے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے آئے۔ اس کے بعد اس کے احوال پرسکون ہو گئے اور اس کے مرنے سے فتنہ ختم ہو گیا۔ اس کی حکومت کے امور درست ہو گئے اور وہ اس زمانے تک اسی حال میں ہیں۔ واللّٰہ غالب علیٰ امرہ وھو علیٰ کل شیء قدیر

☆☆☆

باب: ۲۴۳

آل عبدالحق کا بیان جو اندلس کے مجاہد غازیوں میں نمایاں تھے اور ابن الاحمر کی حکومت میں ان کا حصے دار بننا اور جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا

جب بنی عبدالمومن کی امارت کا خاتمہ ہوا اور ابن الاحمر نے جزیرۂ اندلس کی امارت سنبھالی تو سمندر سے پرے جزیرۂ اندلس کے حالات خراب تھے۔ اس کے محافظ کم ہو گئے تھے اور وہاں قبائل زناتہ جو دوبارہ حکومت کے خواہش مند تھے اور مغرب کے مقبوضات کو تقسیم کرنے والے تھے، ان کے حالات کے عمل جہاد کی وجہ سے درست تھے۔ خصوصاً بنی مرین کے جو مغرب اقصیٰ کے باشندے تھے اور اندلس کے کنارے کے علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دو کناروں کے قریب آبنائے جبرالٹر میں کئی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ہمیشہ سے جبرالٹر کے باشندے قدیم زمانے سے اسی وجہ سے سواحل مغرب کے ورے دہانہ پر رہتے چلے آرہے ہیں۔

جب بنو مرین نے اس کے مقبوضات پر قبضہ کیا، اندلس میں مسلمانوں کے حالات خراب ہو گئے اور طاغیہ نے ان کا گلا گھونٹ دیا کہ انہیں سمندر کے کنارے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے قوسرہ اور اس کے ماوراء علاقے کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ بنو قمص نے شرق اندلس میں برشلونہ اور قطلومہ کے باشندوں کو ترجیح دی اور قرطبہ، اشبیلیہ اور بلنسیہ کا معاملہ کئی علاقوں میں پھیل گیا جس کی وجہ سے مسلمان غضب ناک ہو گئے۔ وہ پھر جہاد اور مال و جان سے اندلس کی امداد کرنے میں رغبت کرنے لگے۔ امیر ابوزکریا بن حفص نے اس وجہ سے کہ وہ حاکم وقت تھا اور غلبہ کا امیدوار تھا، لوگوں سے اس بارے میں سبقت کی۔ جب انہوں نے اس کی دعوت کے قیام کو ترجیح دی اور مشائخ کو اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا تو اس کے بعد اس نے اپنے بہت سے اموال کو ان کی امداد میں خرچ کر دیا۔ دراصل یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کا بہت شوق تھا لہٰذا اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کی حکومت میں اس مقصد کے لیے جانے کا عزم کیا۔ لیکن اس نے اس بخل کی وجہ سے کہ وہ اس سے دور چلا جائے گا، اسے روک دیا۔ حاکم سبتہ ابوعلی بن خلاص کو بھی اسے روکنے کا اشارہ کیا لہٰذا اس نے اس کے لیے راستہ کو سخت کر دیا اور اس کے راستے بند کر دیے۔

جب یعقوب بن عبدالحق نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کے بعد مغرب کی سلطنت سنبھالی تو اس نے اسے منتظم کرنے میں بالکل دیر نہ لگائی۔ تاہم اس کے بھتیجے ادریس بن عبدالحق کے معاملے نے اسے فکر مند کر دیا کیونکہ ان میں نمائندگی اور اس کے بیٹوں سے حسد پایا جاتا تھا۔

ان میں سے عامر بن ادریس نے کنارے کے بعد اس سے جہاد کی اجازت مانگی تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اسے زناتہ کے تین ہزار سے زائد رضا کاروں کا سربراہ مقرر کر دیا۔ اس نے اس کے ساتھ اس کے عم زاد رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو بھی بھیجا۔ وہ 761ھ میں اندلس کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے جہاد میں نہایت شان دار کارنامے سرانجام دیے۔ اب عامر بن ادریس مغرب کی طرف واپس آ گیا اور القرابہ کی بغاوت بڑھ گئی۔ زناتہ کے سرداروں نے اس جیسے کاموں میں ان کا مقابلہ کیا لہٰذا مغرب اوسط میں عبدالملک یغمراسن بن زیان، عامر بن منديل بن عبدالرحمٰن اور زیان بن محمد بن عبدالقوی جیسے شہزادے اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اندلس کی طرف جہاد کے لیے جانے کا باہم معاہدہ کر لیا اور پھر قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ چلے، ان کے ساتھ وہ 676ھ میں چلے گئے۔ یوں اندلس زناتہ کے سرداروں اور ملک کے شرفاء سے بھر گیا۔ ان کے شرفاء

میں سے جو لوگ گئے ان میں بنو عیسیٰ بن یحییٰ بن وسناف بن عبو بن ابی بکر بن حمامہ اور سلیمان اور ابراہیم شامل تھے۔ ان دونوں نے جہاد میں قابل تعریف کارنامے سرانجام دیئے جب موسیٰ بن رحو سے سلطان اور اس کے باپ کے بیٹوں عبداللہ بن عبدالحق نے قلعہ علودان میں لڑائی کی اور اس کے عہد پر اترے تو وہ تلمسان چلا گیا۔ بنو عبداللہ بن عبدالحق اور ادریس، بقیہ لوگوں کے درمیان ایک جماعت تھے کیونکہ عبداللہ اور ادریس سوط النساء دختر عبدالحق کے حقیقی بھائی تھے، یوں ابو یعقوب بن عبدالحق بن عبداللہ نے اپنے عم زاد محمد بن ادریس کو منتخب کیا پھر اس نے 763ھ میں قصر کتامہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی۔ لیکن اس کے چچا نے اسے راضی کر لیا اور اسے اتار لیا۔ یعقوب بن عبدالحق اپنے خروج پر قائم رہ کر جہات میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ سلطان کے مددگاروں میں سے طلحہ بن محلی نے اسے 763ھ میں سلا کی جہات میں قتل کر دیا۔ سلطان اس کے معاملے کو کافی ہو گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پھر سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک کو ولی عہد مقرر کیا تھا لہٰذا ان القرابہ نے اس بارے میں اس سے حسد کیا اور خروج کر دیا۔ اس کے بعد ابن ادریس قلعہ علودان میں چلا گیا اور موسیٰ بن رحو بن عبداللہ اپنے چچا ابی عیاد بن عبدالحق کے لڑکوں کے ساتھ جبال غمارہ میں چلا گیا۔ سلطان نے ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اس کے عہد پر اتر آئے۔ اس نے 770ھ میں انہیں اندلس بھیج دیا، سلطان ابن الاحمر کے وہاں اسے تمام مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کر دیا کیونکہ وہ ان کا سردار اور مسئول تھا۔ لیکن جونہی وہ مغرب کی طرف واپس آیا سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی عبدالحق کو مقرر کر دیا لہٰذا اس نے ناراض ہو کر چھوڑ دیا اور تلمسان آ گیا۔ اس نے اس کی جگہ ابراہیم بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دسناف کو مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کر دیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۲۴۴

اندلس کی ریاست کے فاتح موسیٰ بن رحو، اس کے برادر عبدالحق پھر حمو بن عبدالحق کی حکومتوں کی روداد

جب سلطان شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا سلطان فقیہ حکمران بنا تو وہ مسلمانوں کا دادخواہ بن کر سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس گیا۔ پہلی دفعہ وہ 773ھ میں اس کے پاس گیا اور اس نے نصرانیہ کے رہنما پر حملہ کیا اور زعیم ذننہ کو قتل کر دیا۔ یوں اسے اندلس پر غلبہ حاصل ہو گیا۔

اب ابن الاحمر نے اپنے معاملے میں سوچا اور اپنے انجام سے ڈر گیا، اس نے توقع کی کہ اس کا معاملہ اس کے ساتھ یوسف بن تاشفین جیسا ہو اور جیسا کہ مرابطین کا ابن عباد کے ساتھ تھا۔ اندلس میں بنو شقیلہ اس کے قرابت دار تھے جنہوں نے اس کے مقبوضات میں اس سے حصے داری کی تھی۔ وہ وادی آش، مالقہ اور قمارش میں علیحدہ ہو گئے تھے جیسا کہ ہم نے سلطان کے ساتھ اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس طرح رؤسائے اندلس میں سے ابن عبدریل اور بن الدلیل نے اس کے خلاف خروج کر دیا تھا اور وہ مسلمانوں کے بلاد پر حملے کرتے تھے۔ انہوں نے نصرانیہ کی فوجوں سے کمک طلب کی، غرناطہ سے لڑائی کی اور جہات میں فساد کیا۔ جب اندلس میں یعقوب بن عبدالحق کے قدم جم گئے تو ان باغیوں نے اپنے ہاتھ اس سے جوڑ لیے۔ اس کے بعد ان سب سے ابن الاحمر اپنے بارے میں خوف کھانے لگا اور سلطان یوسف سے بدل گیا۔ اس نے اس بے دشمنی کی اور اپنے قرابت دار شرفاء سے اس کے خلاف مدد مانگی۔ یہ القرابہ، رحو بن عبداللہ بن عبدالحق اور ادریس بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھے اور سب کے سب سوط النساء کی طرف منسوب ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ابو عیاد بن عبدالحق کے لڑکوں نے جب سلطان سے خوف اور ملامت کو محسوس کیا تو وہ جہاد کا ارادہ کر کے اندلس چلے گئے یعنی اس کی جگہ سے بھاگ کر خوف سے دور ہو گئے۔ جب انہوں نے سلطان ابو یوسف کے خلاف خروج کیا تو اس نے انہیں اندلس واپس بھیج دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اولاد عبدالحق اور اولادِ دسناف اور اولادِ بردل اور تاشفین بن

معطی جو بنی محمد میں سے بنی تیربیعن کا سردار تھا، میں سے ایک جماعت ابن الاحمر کے پاس اکٹھی ہوگئی۔ اولاد محلی نے بھی جو سلطان ابو یوسف کے ماموں تھے، ان کی پیروی کی۔ ابن الاحمر اکثر ان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں پر دارالحرب میں امیر مقرر کیا کرتا تھا۔

موسیٰ بن رحو امیر بنتا ہے

سب سے پہلے اس نے موسیٰ بن رحو کو 773ھ میں امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد مغرب کی طرف واپس آجانے کے بعد عبدالحق کو اور پھر ان دونوں کے اکٹھا واپس آنے کے بعد ابراہیم بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یہ دونوں واپس آگئے تو اس نے موسیٰ بن رحو کو دوبارہ اس کے اشیاخ پر امیر مقرر کیا اور ریاست میں اس کے قدموں کو مضبوطی پر قائم کر دیا تا کہ وہ سلطان ابو یوسف کو وہاں سے اچھی طرح ان سے ہٹا سکے۔ یہ امارت ان کے درمیان اور ان میں سے عمر کے درمیان یکے بعد دیگرے چلتی رہی۔ اس سے قبل بعض اوقات اس نے بعض غزوات میں یعلی بن ابی عیاد بن عبدالحق اور تاشفین بن معطی کو بھی 779ھ کے آخر میں امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ طلحہ بن محلی کو بھی لہٰذا انہوں نے طاغیہ کو مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے پہلے ہی روک لیا۔ بعض اوقات انہیں غلبہ بھی حاصل ہوا لیکن پھر اس کے اور سلطان ابو تاشفین کے درمیان اختلاف ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنی بعض لڑائیوں میں اس کے ساتھ یعلی بن ابی عیاد کو تمام زناتہ پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا، یوں ابو یوسف کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا۔

ایک لڑائی میں انہوں نے اس کے بیٹے مندیل کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر لے آئے۔ اس کے بعد سلطان ابن الاحمر نے اسے اس صلح میں جو اس کی موت کے بعد اس کے باپ یوسف بن یعقوب کے ساتھ ہوئی، رہا کر دیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن رحو نے اندلس کے غازیوں کی امارت کو اپنی وفات تک اپنے لیے مخصوص کر لیا، اس کے بعد امارت کو اس کے بھائی عبدالحق نے سنبھالا یہاں تک کہ 779ھ میں وہ بھی فوت ہو گیا۔ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف مظفر و منصور تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا حمو بن عبدالحق والی بنا، یوں یہ امارت مسلسل بنی رحو میں رہی یہاں تک کہ ان میں سے ان کے بھائیوں بنی ابی العلاء وغیرہ میں منتقل ہوگئی اور حمو، بعد ازاں عثمان بن ابی العلاء کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابراہیم بن عیسیٰ کا مارا جانا

اس کے بعد ابراہیم بن عیسیٰ الوسنانی مغرب کی طرف لوٹ آیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں اترا۔ اس نے اسے عمر رسیدہ اور نابینا ہو جانے کے بعد اور تلمسان کے محاصرے کے کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ پر اسے قتل کر دیا۔ ابن ابی عیاد کی وفات 787ھ، معطی بن ابی تاشفین کی وفات 789ھ اور طلحہ بن محلی کی وفات 786ھ میں ہوئی۔

☆☆☆

باب: ۲۴۵

اندلس سے تعلق رکھنے والے شیخ الغزاۃ عبدالحق بن عثمان کا بیان

یہ عبدالحق مرینی حکومت کے شرفاء میں سے تھے جو محمد بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھا اور وہ اپنے باپ عبدالحق کے بعد بنی مرین کا دوسرا امیر تھا۔ اس کا باپ عثمان بن محمد، جہاد کے دنوں میں ایک دن 779ھ میں اندلس میں فوت ہو گیا تو اس عبدالحق نے سلطان یوسف بن یعقوب کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ اس نے وزیر رحو بن یعقوب کے ساتھ سلطان ابو الربیع کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ وہ پھر تلمسان چلا گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا سلطان ابو الجیوش بن سلطان فقیہ اور شیخ زناتہ حمو بن عبدالحق بن رحو تھے

جب شاہِ مغرب سلطان ابوسعید نے انہیں اپنی قید سے مخاطب کیا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور وہ اپنے قید خانے سے بھاگ کر دارالحرب میں چلا گیا۔

ابوالولید بن رئیس کا خروج

جب ابوالولید بن رئیس ابی سعید نے خروج کیا، مالقہ میں اپنی بیعت کی اور غرناطہ جا کر اس سے لڑائی کی تو غرناطہ سے باہر فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ ان دونوں کی لڑائیوں میں حمو بن عبدالحق قیدی ہو کر پکڑا گیا اور اسے سلطان ابوالولید کے پاس لایا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا چچا ابوالعباس بن رحو بھی تھا لہٰذا اس نے اپنے بھتیجے کی گرفتاری سے انکار کیا اور اسے چھوڑ کر اپنے سلطان کے پاس آ گیا۔ تو اس نے اس وجہ سے اس پر تہمت لگائی اور اس کی بجائے غازیوں پر عبدالحق بن عثمان کو دارالحرب سے بلا کر اس کی جگہ امیر مقرر کیا۔ ابوالولید نے غرناطہ میں ان پر غلبہ پالیا۔ ابوالجیوش اس صلح پر جوان کے درمیان طے ہوئی، وادی آش کی طرف منتقل ہو گیا۔ عبدالحق بن عثمان اس کے ساتھ اپنے کام کے لیے گیا پھر اس کے بعد ابوالجیوش کے درمیان ناراضگی ہو گئی جس کی وجہ سے وہ طاغیہ کے پاس چلا گیا اور سبتہ کی طرف گیا۔ اس کے بعد ابو یحییٰ بن ابی طالب الغرفی نے سلطان ابو سعید کے محاصرے کے ایام میں اس سے مدد مانگی اور اس نے اس کی سرحد کی حفاظت اور اس کے دفاع میں یادگار کارنامے دکھائے تھے۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید نے یحییٰ الغرفی سے مصالحت کی اور اس سے الگ ہو گیا۔

افریقہ کی طرف عبدالحق بن عثمان کا جانا

عبدالحق بن عثمان پھر افریقہ روانہ ہو گیا اور 719ھ میں ابی عبدالرحمٰن بن عمر کے ہاں بجایہ میں اترا جو سلطان ابو یحییٰ کا ساتھی تھا۔ اس نے غربی سرحدوں کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا، لہٰذا اس نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کی خوب پذیرائی کی۔ اس نے اس کی عزت افزائی کے لیے شہر کے میدان میں الزابیۃ میں اس کے لیے خیمے لگائے اور اسے اور اس کے اصحاب کو ایک سو پچاس گھوڑے دیئے۔ وہ پھر انہیں تونس میں سلطان کے پاس لایا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اس نے عبدالحق کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی دوستی اور صحبت کے لیے مخصوص کیا۔ پھر اس سے اور اس کی جماعت سے مدد مانگ کر اس کے مقام کو بلند کیا۔ جب سلطان نے محمد بن سید الناس کو 728ھ میں اپنی دربانی پر مقرر کیا اور اسے اس کام کے لیے بجایہ کی سرحد سے بلایا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس کی ریاست عظیم ہو گئی لیکن اس کی پوشیدگی سخت ہو گئی۔ ایک روز عبدالحق اس کے دروازے سے پوشیدہ ہو گیا تو وہ اس سے ناراض ہوا اور غصے ہو کر چلا گیا۔ جب اس نے اپنے بھائی کے خلاف خروج کرنے کے لیے ابوفارس سے سازش کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اسے تونس سے نکال دیا۔ ان کے حالات، ابوفارس کے قتل، عبدالحق کے تلمسان جانے، ابوتاشفین کے ہاں اترنے اور 728ھ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف لڑائی کے لیے جانے کے واقعات کو ہم نے حفصی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس کے بعد جب بنو عبدالواد تلمسان کی طرف واپس آئے تو مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اس سال کے آخری دنوں میں تونس جانے کا ارادہ کیا۔

سلطان ابن عمران کا بھاگ جانا

اس دوران بنی حفص میں سے تونس کا مقرر کردہ سلطان ابن عمران، عرب قبائل کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے پھر عبدالحق بن عثمان کے بھتیجے ابی رزیق کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔ اس دوران عبدالحق بن عثمان تلمسان میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا لہٰذا وہ اعزاز و اکرام کے ساتھ ابوتاشفین کے ہاں اپنے ٹھکانے پر ٹھہرا یہاں تک کہ جس روز سلطان ابوالحسن نے 738ھ میں تلمسان میں ان پر حملہ کیا، وہ ابوتاشفین کے مرنے سے مر گیا۔ یہ سب کے سب بادشاہ کے محل کے پاس قتل کیے گئے یعنی ابوتاشفین، اس کے دونوں بیٹے یعنی عثمان اور مسعود، اس کا حاجب موسیٰ بن علی اور اس کا یہ مہمان عبدالحق اور اس کا بھتیجا ابوثابت لہٰذا ان کے سر کاٹ دیئے گئے اور عبرت حاصل کرنے والوں

کے لیے ان کے اعضاء کو محل کے میدان میں چھوڑ دیا گیا جیسا کہ ہم نے ابوتاشفین کے حالات میں بیان کیا ہے۔

☆☆☆

باب: ۲۴۶

عثمان بن ابی العلاء کی روداد جو اندلس کے مجاہد غازیوں کے امراء میں شمار ہوتے تھے

عبدالحق کی اولاد میں سے سوط النساء کے لڑکے، جتھے دار اور اپنی قوم پر غالب تھے۔ وہ اس کے دونوں حقیقی بیٹوں ادریس اور عبداللہ کی اولاد تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ادریس اکبر کی وفات اس کے باپ کی وفات کے روز تافریطت میں ہوئی۔ عبداللہ اس سے پہلے فوت ہوا۔ عبداللہ نے تین بیٹے چھوڑے جن سے اس کی نسل پھیلی اور وہ یعقوب، رحو اور ادریس تھے۔ جب ابویحییٰ بن عبدالحق نے 758ھ میں اپنے چچا یعقوب کے خلاف بغاوت کر دی۔ بعدازاں نصاریٰ نے اس پر جو حملہ کیا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور یعقوب بن عبدالحق نے اسے چن لیا۔ یعقوب بن عبدالحق پھر بلادِ غمارہ میں علودان چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ اس کے اس اس کے چچا ادریس کے دو بیٹوں عامر اور محمد نے خروج کیا اور قصر کبیر میں کود پڑے۔ سوط النساء کی سب اولاد بھی ان کے ساتھ مل گئی۔ جب سلطان نے ان سے مطالبہ کیا تو وہ جبال غمارہ میں چلے گئے اور اس نے ان سے لڑائی کی۔ اس کے بعد انہیں امان دے کر اتار لیا اور 760ھ میں اس نے عامر کو اندلس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ رحو بن عبداللہ کو بھی بھیجا اور محمد بن عامر واپس آ گیا۔ 780ھ میں وہ تلمسان گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا۔ انہوں نے پھر 789ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی، ان کے ساتھ ابی عیاد بن عبدالحق کے لڑکے بھی تھے۔ انہوں نے علودان میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد سلطان نے انہیں تلمسان لے جانے کی شرط پر اتارا تو وہ وہاں چلے گئے۔ سوط النسا اور ابوعیاد کے سب لڑکے بھی اندلس چلے گئے اور وہیں ٹھہر گئے۔ ان میں سے عامر اور محمد واپس آ گئے اور اس کے حالات ہم بیان کریں گے۔

سفر کی حالت میں یعقوب بن عبداللہ کا مرنا

یعقوب بن عبداللہ رباط الفتح سے واپسی پر سفر کی حالت میں 768ھ میں فوت ہو گیا، اسے طلحہ بن محلی نے قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد سوط النساء کی اولاد میں سے اس کے لڑکے مغرب میں ٹھہر گئے۔ سلطان ابویوسف کے زمانے میں اس کا لڑکا ابوثابت بلادِ سوس کا امیر تھا۔ اس کے بھائیوں میں سے ابوالعلاء اور رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بھی تھے۔ ان دونوں میں اس کی نسل پھیلی۔ بعدازاں رحو، عامر اور اس کے عم زاد ادریس کے ساتھ اندلس چلا گیا پھر موسیٰ نے اپنے بیٹے کو اولادِ ابی عیاد اور اولاد سوط النساء کے ساتھ 799ھ میں بھیجا۔ لیکن وہ حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا۔ دوسری بار وہ 775ھ میں تلمسان کی طرف بھاگ گیا، وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ 785ھ میں ابوالعلاء کی اولادِ ابویحییٰ بن عبدالحق اور عثمان بن عبدالحق کی اولاد کے ساتھ جا کر اندلس مقیم ہو گئی۔ وہ اپنی ریاست کے بارے میں اپنے بڑے سردار عبداللہ بن ابی العلاء کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس دوران ابن الاحمر نے اسے زناتہ کے غازیوں پر استقرار منصب سے قبل امیر مقرر کیا۔ وہ 793ھ کے ایک غزوہ میں شہید ہو کر فوت ہو گیا تو مخلوع ابن الاحمر نے اس کے بھائی عثمان بن ابی العلاء کو مالقہ کے محافظوں اور ان کے غربی غازیوں پر اپنے عم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر کی نگرانی پر مقرر کیا۔ جب 795ھ میں رئیس ابوسعید نے سبتہ میں غداری کی اور ان جیسے شہروں میں اس کا حیلہ مکمل ہو گیا تو اس کے اور حاکم مغرب کے درمیان عداوت کی آگ بھڑک اٹھی، انہوں نے اس عثمان کو امیر مقرر کیا اور اسے غمارہ کی طرف لے گئے۔

غمارہ پر دھاوا

لہٰذا اس نے اس پر حملہ کیا، اپنی دعوت دی اور اصلا اور العرائش پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ابوالربیع نے 780ھ میں اس پر غلبہ پالیا اور وہ اندلس میں اپنے مقام پر واپس آ گیا جب ابوالولید بن رئیس ابی سعید نے حاکم غرناطہ ابوالجیوش کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس سلسلے میں مالقہ کے شیخ الغزاۃ عثمان بن ابی العلاء سے سازش کی۔ اس نے اس معاملے میں اس کی مدد کی اور اس کے باپ رئیس ابوسعید کو قید کر دیا۔ وہ پھر 714ھ میں غرناطہ کی طرف بڑھا۔ جب اس پر قابض ہو گیا تو اس عثان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں کی امارت دی اور وہاں سے عثمان بن عبدالحق بن عثمان کو ہٹا دیا۔ وہ پھر وادی آش میں ابوالجیوش کے پاس آ گیا اور حمو بن عبدالحق بن رحو شیخ الغزاۃ ہونے کے بعد اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس عثمان کی ولایت کے ایام برقرار رہے اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی لیکن جب حاکم مغرب ابو سعید اس کے مقام سے غصے ہو گیا اور جب مسلمانوں نے 718ھ میں اس سے جہاد کے لیے مدد مانگی تو اس نے اس عثمان کے مقام کی وجہ سے معذرت کر دی، اس نے ان پر اس کے پکڑنے کی شرط عائد کی تا کہ وہ انہیں چھوڑ دے مگر یہ ممکن نہیں ہو سکا۔

نصاریٰ کی غرناطہ سے لڑائی

اس کے بعد طاغیہ نے غرناطہ سے لڑائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ عثمان اور اس کے بیٹوں نے اس لڑائی میں یادگار کارنامے دکھائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس عثمان اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو نصرانیوں پر وہ فتح عطا فرمائی جس کے متعلق کسی دل میں خیال بھی نہیں گزر سکتا۔ یوں حکومت اور مسلمانوں کو ان کے مقام پر بہت رشک آنے لگا یہاں تک کہ ابوالولید، اس عثمان کی سازش سے اپنے بعض رشتے دار رؤساء کے دھوکے سے جنہوں نے اس کے ساتھ دھوکہ کرنے کا لالچ کیا، 725ھ میں ہلاک ہو گیا۔ اس نے اس کے بیٹے محمد کو جو نابالغ تھا، امیر مقرر کر دیا اور اس کے حکم سے محمد بن محروق کو اس کا وزیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا لہٰذا وہ اس پر حاوی ہو گیا۔ اس نے حکومت کے جوڑ توڑ کی باگ عثمان کے ہاتھ میں دیدی تو وہ ان پر غالب آ گیا۔ اس نے امارت میں ان سے حصے کی اور ٹیکس کے بہت سے اموال کے دینے میں غازیوں کو ترجیح دی یہاں تک کہ وزیر کو حکومت کے بارے میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد اسکے اور اس کے وزیر محروق کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو اس نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ وہ پھر غرناطہ کی چراگاہ میں ان کے خیمے تک گئے اور قبائل زناتہ میں سے غازیوں کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی۔ دریں اثناء وزیر اور ارباب حکومت الحمراء میں پناہ گزین ہو گئے اور لوگوں نے ان دونوں کے درمیان کئی روز تک صلح کروانے کی کوشش کی۔ وزیر نے یہ مشورہ دیا کہ اس کے رشتے داروں میں سے اس کا ایک ہمسر مقرر کیا جائے جو اس سے کشاکش کرے اور اسے اپنے کام سے حکومت سے غافل کر دے لہٰذا اس نے یحییٰ بن عمر بن رحو کو بلایا جو عثمان کے ساتھیوں میں تھا۔ اس نے اس کی بیٹی کا رشتہ لیا اور اسے غازیوں کا امیر مقرر کیا۔ لہٰذا وہ ہر سمت سے اس کے پاس آ گئے۔ اس کے بعد عثمان اپنے خاندان اور بیٹوں کے ساتھ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اس کے ساتھ مغرب کی طرف جانے کے بارے میں مصالحت کی۔ اس نے 728ھ میں اپنے خواص کو سلطان ابوسعید کے پاس بھیجا اور غرناطہ کے میدان سے اپنے رشتے داروں کے ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس نے تدرش جانے کا قصد کیا تا کہ اسے اپنے گزرنے کے لیے بندرگاہ بنائے۔ جب وہ تدرش کے سامنے آیا تو اس کے اور تدرش کے رؤسا کے درمیان تعلقات پائے جاتے تھے اس لیے وہ اس کی فیاضی کا حق ادا کرنے کے لیے نکلے۔ لیکن اس نے ان کے ساتھ خیانت کی اور تدرش جا کر اس پر قبضہ اور کنٹرول کر لیا۔ وہاں اس نے اپنی بیویوں اور بوجھوں کو اتارا اور محمد بن الرئیس کو شلوبانیہ سے بلایا جو وہاں قزوکش تھا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے امیر مقرر کیا اور صبح و شام غرناطہ پر حملے کیے۔ یوں فتنے کی آگ بھڑک اٹھی۔ یحییٰ بن رحو نے زناتہ کے جن لوگوں پر قابو پایا، انہیں مرتب کیا اور برسوں جنگ کرنے کا مطالبہ کیا تا آنکہ سلطان محمد بن الاحمر نے اپنے وزیر ابن المحروق پر حملہ کیا۔ عثمان بن العلاء کو بلا کر اس سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اس کے چچا کو مغرب کی طرف بھجوا دے اور وہ اپنے کام کے لیے جو غازیوں کی ریاست کا کام ہے، غرناطہ چلا جائے۔ یہ کام 729ھ میں مکمل ہوا اور اسے حکومت میں جو مقام حاصل تھا اس کی طرف لوٹ آیا۔

اس کے بعد وہ غازیوں پر اپنی امارت کے سینتیسویں سال فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۲۴۷

عثمان بن ابوالعلاء کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت اور اس کے انجام کا بیان

جب شیخ الغزاۃ اور زناتہ کا سردار عثمان بن ابوالعلاء فوت ہو گیا تو اس کے اور اس کی قوم کے کام کی ذمہ داری اس کے بیٹے ابوثابت عامر نے سنبھالی۔ سلطان ابوعبداللہ بن ابی الولید نے اسے بھی اس کے باپ کی طرح مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کر دیا لہٰذا قوت و شوکت، کثرت جتھے داری، نفوذ رائے اور بسالت کے لحاظ سے اس کی شان بڑھ گئی۔ اس کی قوم کو حکومت پر غلبہ حاصل تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت پر متعجب تھے۔ وہ بڑے جنگجو اور صاحب قوت تھے اسی لیے حکومت پر حاوی تھے۔ سلطان محمد بن ابی الولید، قلت و کثرت میں اپنے پر حاوی ہونے سے برا مناتا تھا لہٰذا وہ اکثر ان کی آراء کو احمقانہ قرار دے کر انہیں بے وقوف بناتا تھا اور ان کے جاہ و مرتبہ میں ان پر تنگی وارد کرتا تھا۔

جب وہ 732ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس طاغیہ کے خلاف فریادی بن کر گیا اور اس کے بیٹے امیر ابومالک سے جبل الفتح کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے مدد مانگی تو انہوں نے اس پر تہمت لگائی کہ اس نے ان کے بارے میں سلطان ابوالحسن سے سازش کی ہے اس پر وہ بگڑ گئے اور اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ انہوں نے اس بارے میں اس کے ایک پروردہ سے سازش کی جو حکومت کی تاک میں تھا۔ جب اس نے جبل کو فتح کیا تو اس کے حالات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور طاغیہ کا قصد کیا کہ وہ قلعے کی طرف واپس چلا جائے لہٰذا وہ واپس چلا گیا اور مسلمانوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ بعد ازاں سلطان ابن الاحمر 733ھ میں غرناطہ کی طرف کوچ کر گیا اور انہوں نے راستے میں اس کے لئے گھات لگائی، اس کی اسے بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بحری بیڑے کو سوار کروا کر مالقہ کی طرف جانے کے لیے بلایا۔ انہیں اس بات کی خبر پہلے ہی مل گئی تو وہ جلدی سے اسکے پاس آئے، وہ اسے اس کے راستے میں ساحلِ اصطبونہ پر ملے۔ انہوں نے اسے اس کے معلوجی عاصم کے احسان کے بارے میں ملامت کی۔ انہیں اس سے روکا تو انہوں نے عاصم کو نیزوں سے مارا تو اس نے ان پر اس کی وجہ سے عیب لگایا اور انہوں نے اسے اس کے ساتھ ملا دیا۔ وہ پھر اپنی سواری سے پچھڑ کر گر پڑا۔ انہوں نے اس کے بھائی یوسف کو پیغام بھیجا، اس کی بیعت کر لی اور اسے غرناطہ واپس لے آئے۔ وہ اس کے اس فعل کی وجہ سے جو انہوں نے کیا محتاط رہا اور ہمیشہ یہی حال رہا۔

تلمسان فتح ہوتا ہے

جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کی فتح مکمل کر لی اور اپنے عزائم کو جہاد کی طرف پھیرا۔ تو اس نے ابن الاحمر سے اپنے مقام جہاد اندلس سے ان کو ہٹانے کے لیے ساز باز کی۔ اس نے اسے قبول کیا اور ابوثابت، اس کے بھائیوں یعنی ادریس، منصور اور سلطان کو گرفتار کر لیا۔ ان کا ایک بھائی سلیمان فرار ہو کر طاغیہ کے پاس چلا گیا۔ اس نے ایک یادگار دن میں مسلمانوں پر حملہ کیا۔ جب ابن الاحمر نے ابوثابت اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کیا تو ان کو کئی دنوں تک زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر انہیں افریقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ وہ تونس میں مولانا سلطان ابویحییٰ کے ہاں اترے سلطان ابوالحسن نے ان سے عہد و پیمان کرنے کا اشارہ کیا کہ وہ مغرب کے نواح میں پہنچ جائیں۔ جب وہ اندلس میں جہاد میں مشغول ہوا تو وہ ان کی طرف چلے گئے لہٰذا اس نے انہیں قید کر دیا۔ اس نے پھر ابومحمد بن تافراکین کو ان کے بارے میں سفارشی بنا کر سلطان ابوالحسن کے دربار میں بھیجا اس نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور ان کی اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت کی۔ جب وہ 742ھ میں جزیرہ کے محاصرے کے ایام میں سبتہ اترا اس کے پاس ان کے متعلق شکایت کی گئی تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکناسہ میں انہیں قید کر دیا۔

امیر ابوعنان کا خروج

جب اس کے بیٹے امیر ابوعنان نے حکومت کے خلاف خروج کیا اور منصور نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے کو جو فاس کا حاکم تھا، شکست دی تو جدید شہر میں اس سے مقابلہ کیا۔ اس نے ان کے بارے میں ملکناسہ پیغام بھیجا تو اس نے انہیں قید سے رہا کر دیا۔ اس نے ان پر احسانات کئے اور اپنے کام پر غالب آ گیا۔ اس نے ابوثابت کو اپنی مجلس میں شوریٰ کے مقام پر اتارا۔ اس نے اس کے بھائی ادریس سے جدید شہر میں فریب کرنے کے لیے سازش کی تو وہ وہاں چلا آیا، ان سے فریب کیا اور ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ سلطان ابوعنان کے حکم پر اتر آئے۔ اس کے بعد اس نے ابو ثابت کو سبتہ اور بلادِ الریف پر امیر مقرر کیا تا کہ اپنے مقام امارت اندلس کے قریب ہو جائے۔ اس نے مال اور فوج میں اپنا ہاتھ کھلا کر دیا اور اس کے لیے مال علیحدہ کر دیا۔ 749ھ میں جدید شہر کے محاصرے میں سلطان کے پڑاؤ کے بالمقابل اپنے پڑاؤ میں وہ طاعون سے فوت ہو گیا۔ اس کے بھائی ادریس کے فرار اور اندلس کے غازیوں پر اس کی حاکمیت کا واقعہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۲۴۸

یحییٰ بن عمر بن رحو کا اندلس کے غازیوں پر پہلی اور دوسری بار حکومت کرنا اور اس کے حالات کی روداد

رحو بن عبداللہ عبداللہ بن عبدالحق کے بیٹوں میں سے بڑا تھا، اس کے بہت سے بیٹے تھے جن میں سے موسیٰ، عبدالحق، عباس، عمر، محمد، علی اور یوسف سے اس کی نسل پھیلی۔ یہ سب کے سب سوط النساء کی اولاد کے ساتھ تلمسان سے اندلس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ لیکن عمر ان کے بعد مدت تک تلمسان میں ٹھہرا رہا۔ وہ وہاں بیوی بچوں کے ساتھ رہا پھر ان کے ساتھ مل گیا۔ اس دوران ابراہیم بن عیسیٰ الوسنانی کے بعد غازیوں کی امارت موسیٰ نے سنبھالی۔ اس کے بعد اس کا بھائی عبدالحق غازیوں کا امیر بنا جو وہاں مدت تک ٹھہرا رہا۔ وہ 705ھ میں رئیس ابوسعید اور عثمان بن ابی العلاء کے ساتھ سبتہ چلا گیا اور اس کے بعد مجاہد غازیوں کا امیر بنا اور پھر اندلس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ ابھی وہاں ٹھہرا ابھی نہ تھا کہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ تو اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ وہ پھر اندلس کی طرف واپس چلا گیا۔ جب غازیوں کی امارت عثمان بن ابی العلاء نے سنبھالی تو ان کے درمیان اونٹنیوں کے سانڈوں کی طرح حسد پایا جاتا تھا، اس نے تمام بنی رحو کو افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا، وہ پھر مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے جہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس نے انہیں منتخب کر لیا۔ اس نے اپنی لڑائیوں میں ان کی فوج سے مدد لی۔

عمر بن رحو کا دنیا سے رخصت ہونا

عمر بن رحو بلاد الجرید میں فوت ہو گیا۔ نفزادہ کے بشری مقام میں اس کی قبر مشہور ہے۔ اس کا بیٹا یحییٰ اپنے بھائیوں میں مولانا سلطان ابو یحییٰ سے الگ ہو گیا اور ابن ابی عمران کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ وہ پھر زواودہ کے پاس چلا گیا اور سالوں تک بنی تیراتن کے ہاں ٹھہرا رہا پھر اندلس کی طرف چلا گیا اور اپنی قوم میں اپنے مقام پر مستقر رہا۔ اس دوران عثمان بن ابی العلاء نے اسے چن لیا، اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب 727ھ میں اس کے اور سلطان غرناطہ کے وزیر ابن محروق کے حالات خراب ہو گئے تو ان دنوں ابن محروق نے اس یحییٰ کے ساتھ سازباز کی اور اسے اس کی عملداری کی طرف بلایا تا کہ اس کا کنٹرول کرے۔ اس نے اس کی بات قبول کر لی اور عثمان اور اس کی قوم کو چھوڑ کر ابن محروق اور اس کے سلطان کے پاس آ گیا۔ اس نے اسے غازیوں کا امیر مقرر کر دیا تو وہ عثمان کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اور وہ لمدیہ کی طرف

لوٹ آیا۔ ہم نے اس کے امور کو اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن عمر اس کی امارت میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابن محروق اپنے سلطان کے حملے سے فوت ہو گیا۔ اس نے پھر عثمان بن ابی العلاء کو امارت کے لیے بلایا تو وہ اس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے یحییٰ بن عمر کو وادی آش کی طرف بھیج دیا اور اسے وہاں غازیوں کا امیر مقرر کیا۔ اس نے کچھ وقت قیام کیا پھر اپنی قوم کے درمیان اپنے مقام کی طرف لوٹ آیا۔ عثمان بن ابی العلاء نے اسے اور اس کے بیٹے ابو ثابت کو چن لیا کیونکہ اس کی ماں موسیٰ بن رحو کی بیٹی تھی۔ لہٰذا وہ اس کی خولت (ماموں کارشتہ) کی وجہ سے اس کی مدد کرتا تھا۔ اس دوران عثمان فوت ہو گیا اور اسکے بیٹوں اور سلطان مخلوع پر ان کے حملے کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے بھائی ابوالحجاج نے پھر ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس نے ان کی ریاست کی بنیادیں اکھیڑ دیں اور ان کی جگہ غازیوں پر اس یحییٰ بن عمر کو امیر مقرر کیا تو اس نے وہاں بہت قوت حاصل کی اور ہمیشہ اس کا یہی حال رہا۔ وہ ابوالحجاج کی لڑائیوں میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ حاضر ہوا اور اس کی کفالت اور ضرورت واضح ہو گئی۔

ابوالحجاج کی حادثاتی موت

755ھ میں ابوالحجاج عید گاہ میں اپنی نماز کے آخری سجدے میں اپنے اصطبل کے ایک فاتر العقل غلام کے ہاتھوں نیزہ کھا کر مر گیا۔ قاتل کو اسی وقت تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے محمد کی بیعت کی گئی، اس دن اس کے معلوجی غلام رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا دربان تھا، لوگوں سے اس کی بیعت لی اس نے پھر اس کے کام کو سنبھال لیا اور اس پر اتنا حاوی ہو گیا کہ اسے روک دیا لہٰذا اس نے اس یحییٰ بن عمر کو اپنے کام میں شریک کیا اور اپنے سلطان کی مدد کی جب ان کے عم زاد رئیس محمد بن اسماعیل بن رئیس ابی سعید نے سلطان محمد کے بھائی اسماعیل بن ابی الحجاج کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے الحمراء میں اس پر حملہ کیا تو انہوں نے اس کام کے لیے وہ وقت مقرر کیا جب سلطان الحمراء سے باہر باغ میں اپنی سیر گاہ میں گیا ہوا لہٰذا وہ اسے اس کی طرف لے گئے۔ رات کو انہوں نے اسے دبوچ لیا اور انہوں نے خود سر دربان رضوان کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کو اس کے تختِ حکومت پر بٹھایا گیا اور انہوں نے لوگوں میں اس کی بیعت کی منادی کی۔ جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن عمران کے پاس گیا حالانکہ وہ اس سے قبل اس کی آمد سے مایوس ہو چکے تھے کیونکہ وہ اس کے حملے سے خائف تھے لہٰذا وہ ان کے پاس اپنی بیعت کے ساتھ آیا اور اس پر اپنا عہد کیا۔ وہ پھر اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا۔ ان کے غلبے کے بعد انہوں نے ادریس بن عثمان بن ابی العلاء کو منتخب کر لیا جو دارالحرب برشلونہ سے ان کے پاس پہنچا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

غازیوں پر ادریس کی حکومت

انہوں نے اسے غازیوں کی امارت سپرد کی اور یحییٰ بن عمر کو گرفتار کرنے کے لیے آپس میں مشورہ کیا۔ اس پر وہ بھی چوکنا ہو گیا۔ وہ پھر ارض جلالقہ سے دارالحرب کے ارادے سے اپنے خواص کے ساتھ سوار ہوا تو ادریس نے اپنی قوم کے لوگوں کیساتھ اس کا تعاقب کیا۔ اس نے دن کے آغاز میں ان سے لڑائی کی اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا۔ وہ پھر نصرانیہ کی ملحقہ سرحدوں کی طرف چلا گیا اور وہاں سے اپنے معزول سلطان محمد بن ابی الحجاج کے پیچھے پیچھے شاہِ مغرب کے دربار میں جا پہنچا۔ اس نے اپنے بیٹے ابوسعید عثمان کو دارالحرب میں اپنا نائب بنایا۔ جن دنوں 761ھ میں سلطان ابی سالم کے ہاں اترا تو اس نے اس کی عزت کی اور اسے اپنی مجلس میں مشیر بنایا، یوں یہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ شاہ قشتالہ نے معزول سلطان کے بیٹے ابوسعید کے مشورے اور چغلی سے اس کے متعلق پیغام بھیجا تا کہ اس کے ذریعے اندلس پر حملہ کرے کیونکہ انہوں نے اس سے عہد شکنی کی ہے۔

غازیوں پر امارت

763ھ میں سلطان ابوسالم نے اسے تیار کیا تو اس یحییٰ بن عمر نے اس کی مصاحبت کی اور اس کا بیٹا ابوسعید عثمان انہیں ملا۔ انہوں نے اسے

سلطان کے کام کو بخوبی سنبھالا اور اس نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اس کام میں بڑے کارنامے دکھائے۔ جب اس نے 763ھ میں غرناطہ پر قبضہ کیا تو یحییٰ بن عمر کو پہلے کی طرح غازیوں کی امارت پر مقرر کیا اور اس کے ہاتھ کو بلند کیا۔ عثمان کو اپنا مشیر چنا اور اسے اپنے خواص کے ساتھ شامل کیا۔ اس پر وزیر محمد بن الخطیب نے اس سے حسد کیا اور ان کے بارے میں چغلی کی۔ سلطان کو ان کے خلاف بھڑکایا تو 764ء میں اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا۔ اس نے پھر 766ھ میں یحییٰ کو مشرق کی طرف واپس بھیجا۔ وہ لمدیہ سے کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ آیا اور وہاں سے مغرب کو لوٹ گیا۔ وہ عمر بن عبداللہ کی خود مختاری کے ایام میں اس کے ہاں اترا جہاں یہ عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ وہ پھر ہمیشہ ہی مغرب میں بہتر احوال میں رہا یہاں تک کہ 782ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے ابوسعید عثمان کو 769ھ میں قید سے رہا کر کے افریقہ کی طرف بھیج دیا۔ وہ بجایہ میں سلطان ابو یحییٰ کے پوتے مولانا سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ وہ فتح تونس میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس میں شجاعت کا مظاہرہ کیا تو سلطان نے اسے جاگیر دی اور وظیفہ زیادہ کر دیا۔ اس نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے مشورہ اور دوستی کے لیے چن لیا۔ وہ اس عہد میں بھی اس کی مجلس کے عظیم آدمیوں اور اس کی لڑائیوں میں اس کے مددگاروں میں شامل ہے اور اس کے بھائی اندلس میں معزز عہدوں اور اپنی قوم کی عصبیت کے سائے میں ہیں۔ سلطان کو اندلس میں ان پر جو بزرگی حاصل تھی، وہ جاتی رہی ہے اور وہ ان کے مشورے کی مدد کا پابند ہے۔



باب: ۲۴۹

اندلس میں ادریس بن عثمان بن ابوالعلاء کی حکومت اور پھر اس کے قتل کا بیان

جب ابوثابت بن عثمان بن ابوالعلاء 750ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بھائی شاہ مغرب سلطان ابوعنان کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ اس نے ان کو جاگیریں دیں اور ان کے وظائف میں اضافہ کر دیا۔ ان میں سے ادریس میں لوگ نمائندگی کے آثار دیکھتے تھے۔ جب سلطان نے 758ھ میں قسطنطینہ کی فتح کے لیے حملہ کیا تو وہ دیار افریقہ میں دور تک چلا گیا۔ لیکن اس کی قوم نے اس کی لڑائیوں میں بزدلی دکھائی، انہوں نے اسے جہاد کے قصد سے باز رکھنے کے لیے حیلہ بازی کی۔ مشائخ کے پاس ان کی قوم کے جو لوگ تھے، انہوں نے انہیں مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ چھاؤنی چھاؤنی والوں سے ہلکی ہو گئی۔ انہوں نے پھر مشورہ کیا اور سلطان کو قتل کرنے اور اس سے حکومت لے کر اس ادریس کو دینے کا لالچ دیا مگر وہ چوکنا ہو گیا اور واپس آ گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ جب یہ بات مشہور ہو گئی تو ادریس نے خیانت کی اور رات کو فوج سے بھاگ کر تونس چلا گیا۔ وہ حکومت کے منتظم حاجب ابی محمد بن تافراکین کے ہاں اترا جہاں اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ وہ تونس سے کشتی پر سوار ہو کر کنارے کی طرف چلا گیا اور حاکم برشلونہ ابن القمص کے ہاں اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ اترا۔ وہ وہاں پر رضوان حاجب کی وفات تک قیام پذیر رہا جو اندلس میں 760ھ میں خود مختار تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے مرز بوم غرناطہ کی طرف آ گیا اور اسماعیل بن سلطان ابوالحجاج کے ہاں اترا۔ ان دنوں اس کی حکومت کا منتظم رئیس محمد تھا جو اس کے چچا اسماعیل بن محمد الرئیس ابی سعید کا بیٹا تھا لہٰذا انہوں نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے امید کی کہ وہ امیر الغزاۃ یحییٰ بن عمر پر فتح دلائے گا۔ کیونکہ لوگ اس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ صاحب الامر مخلوع کی مدد کرتا ہے۔

طاغیہ کی طرف یحییٰ بن عمر کی روانگی

جب یحییٰ بن عمر طاغیہ کے پاس گیا تو 761ھ میں دار الحرب میں چلا گیا۔ انہوں نے پھر اس ادریس بن عثمان کو اس کی جگہ غازیوں کا امیر

مقرر کیا اور اپنی حکومت میں اسے، اس کے باپ اور بھائی والا کام سپرد کیا، یوں وہ طاقت ور ہو گیا اور اس نے رئیس محمد کو اس کے سلطان اسماعیل بن الحجاج کے قتل کرنے میں مدد دی۔ اس نے حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ اس کی امارت کے دو سال ہونے پر مخلوع ابوعبداللہ نے اسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا۔ وہ رُندہ سے اس کی طرف گیا جہاں وہ دار الحرب سے بغاوت کے بعد طاغیہ کو غصہ دلانے کے لیے اترا تھا۔ مغرب کے وزیر عمر بن عبداللہ نے اسے وہاں اترنے کی اجازت دی تھی لہٰذا وہ وہاں اترا پھر وہ غرناطہ میں ان کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے رئیس اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھا، اس کا سن کر وہ بھاگ گئے اور یہ رئیس محمد بن ادریس قشتالہ چلا گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت طاغیہ کے ہاں اترے تو اس نے انہیں پکڑ لیا۔ رئیس محمد اور اس کے ساتھی، رضوان سے خیانت کرنے کے بدلے میں قتل کیے گئے پھر اس کے بعد سلطان اسماعیل نے خیانت کی اور ادریس اور اس کے ساتھی غازیوں کو اشبیلیہ کے قید خانے میں ڈال دیا۔ وہ مسلسل اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ اس نے قیدیوں میں سے مسلم کے ساتھ سازش کر کے بھاگنے کا حیلہ کیا جس نے اس کے قید خانے کے سامنے اس کے لیے ایک گھوڑا تیار کیا، اس کی بیڑی کو کھولا۔ اس نے تب گھر میں نقب لگائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ وہ 766ھ میں مسلمانوں کے علاقے میں چلا گیا۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے انہیں عاجز کر دیا۔ محمد مخلوع سلطان ابوعبداللہ کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر اس سے مغرب جانے کی اجازت دے دی اور وہ سبتہ کی طرف چلا گیا۔ جب مغرب کے حاکم عمر بن عبداللہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے حاکم سبتہ کو اس کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا، اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر سلطان عبدالعزیز نے اسے فاس کے بُرج العذر میں ڈال دیا۔ وہاں انہوں نے اسے 770ھ میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔

☆☆☆

باب: ۲۵۰

علی بن بدرالدین کی اندلسی غازیوں پر حکومت اور پھر اس کی وفات تک کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق ادریس بن عبدالحق کے بیٹوں یعنی محمد اور عامر اور ان کی قوم سوط النساء کے ساتھ 769ھ میں اندلس چلا گیا تھا وہ پھر مغرب کی طرف لوٹا، تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا۔ اس نے وہاں سلطان یوسف بن یعقوب کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے کے بعد غازیوں کی امارت سنبھالی لی۔ یوں اس نے اس کا عقد اس کے ساتھ کر دیا اور اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اسے اس کی طرف بھیج دیا۔ موسیٰ بن رحو کے بہت سے بیٹے تھے جن میں محمد ان جمال الدین اور بدرالدین سب سے بڑے تھے۔ اہل مشرق کے طریق کے مطابق ان دونوں کو یہ لقب شریف مکی نے دیئے جو اس زمانے میں شرفائے مکہ میں سے مغرب گیا تھا۔ یہ شرفاء ان بادشاہوں اور سرداروں میں سے تھے جو اہل بیت نبوی کی تعظیم کرتے تھے۔ وہ ان سے اپنے احوال کے بارے میں دعا و برکت کے خواستگار ہوتے تھے لہٰذا موسیٰ بن رحوان دونوں بچوں کی پیدائش کے وقت شریف کے پاس گڑھتی اور دعا کے لیے لے گیا تھا شریف نے اسے کہا "یہ لے جمال الدین اور یہ لے بدرالدین" یوں موسیٰ نے ان دونوں کو ان القاب سے پکارنے کو پسند کیا تا کہ شریف نے ان کا جو نام رکھا ہے اس سے برکت حاصل کرے۔ یوں یہ دونوں نام مشہور ہو گئے۔ جب یہ بالغ ہو گئے اور ان کے باپ نے انہیں امارت کا بوجھ اٹھانے میں شریک کیا تو ان کے باپ کی وفات ہو گئی جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد غازیوں کی امارت ان دونوں کے چچا عبدالحق اور اس کے بیٹے کے پاس آ گئی۔ بعد ازاں ان دونوں میں سے جمال الدین 763ھ میں طاغیہ کے پاس چلا گیا پھر قرطاجنہ سے سمندر پار کر کے سلطان یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں چلا گیا جو تلمسان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ وہ وہاں اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔

سلطان کا مر جانا

جب سلطان کی وفات ہوگئی تو اس کا بیٹا ابو سالم اس کی امارت کو سنبھالنے کے در پے ہو گیا لیکن وہ مغلوب اور کمزور آدمی تھا لہٰذا اس کی امارت مکمل نہ ہوئی اس کے بعد سلطان کے پوتے ابو ثابت نے حکومت سنبھال لی اور اس پر قابو پالیا۔ ابو سالم اس کی وفات کی شب بھاگ گیا۔ القرابتہ میں سے یہ جمال الدین اور اس کے چچا عباس، عیسیٰ اور علی اس کے ساتھ تھے جو رحو بن عبداللہ کے بیٹے تھے۔ لہٰذا اس نے انہیں راستے میں مدیونہ میں گرفتار کر لیا۔ جب انہیں سلطان ابو ثابت کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنے چچا ابو سالم اور جمال الدین بن موسیٰ بن رحو کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں پر احسان کیا یعنی انہیں زندہ رکھا۔ اس کے بعد سلطان اندلس کی طرف گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں جہاد میں یادگار کارنامے سرانجام دیئے۔

بدر الدین کے حالات

بدر الدین اپنی قوم کے ساتھ ہمیشہ اندلس میں رہا اور جس طرح قوم کے نسب میں بزرگی اور عظمت پائی جاتی تھی، اسی طرح وہ امارت اور اس کے مقام پر رہا یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے علی بن بدر الدین نے اپنی قوم کے ساتھ مزاحمت کرتے ہوئے اور زندگی پر فخر کرتے ہوئے اس کی امارت کو سنبھالا۔ بنی الاحمر کے ملوک اکثر اسے زناتہ کے ان غازیوں پر امیر مقرر کرتے تھے جو ان سرحدوں پر پڑاؤ کیے رہتے تھے جو اندلس کے بڑے شہروں کے ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتی تھیں۔ جیسے مالقہ، المریہ اور وادی آش۔ اس کے اہل بیت کے نمائندوں کا یہ حال تھے۔ اندلس کے غازیوں کی امارت تلوار کے حکم سے مخصوص تھی۔ وہ عطیات اور روزینوں میں ٹیکس کے اکثر حصے کی سلطان کے ساتھ حصہ دار تھی۔ اس وقت مغرب کی سلطنت کا اندلس کی سلطنت سے ٹکراؤ تھا اور وہ ان کے ظلم سے چشم پوشی کرتے تھے کیونکہ دونوں دشمنوں کے دفاع کے لیے ان ان کی ضرورت تھی۔ اس صدی کے نصف سے طاغیہ کے اپنے ہم مذہبوں کے فتنے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کا رعب جاتا رہا۔ اسی طرح بنو مرین سلطان ابو الحسن کی وفات کے بعد مشغول ہو گئے، وہ اپنے ہمسروں اور پڑوسیوں پر غلبے کے زمانے کو بہانہ کر کے بھول گئے۔ انہوں نے اس سارے عہد کو جان بوجھ کر بھلا دیا لہٰذا حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس عادت کو صاف کرنے کی خواہش کے مطابق اسے اس بات پر آمادہ پایا تو اس نے 764ھ میں یحییٰ بن عمر اور اس کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

امیر یوسف کی غازیوں پر حکومت

اس نے اپنے ولی عہد بیٹے امیر یوسف کو مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور تمام بنی مرین کی مخصوص زمین کا نشان مٹا دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بڑے گھرانوں کی عصبیت کے فنا ہونے سے ان میں سے محافظوں کے فنا ہونے کا خیال پیدا ہو گیا۔ آخر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی۔ علی بن بدر الدین اس کا مخلص دوست تھا، وہ وادی آش کے غازیوں کا رہنما تھا۔ جب وہ سلطان، رضوان کی وفات کی رات مصیبت سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا تو وہ بھی اس کے ساتھ گیا۔ اور سب 761ھ میں سلطان ابو سالم کے ہاں اترے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب وہ اندلس کی طرف واپس آیا تو وہ بھی اس کے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس نے اس بات کا عہد اور ذمہ داری لی تھی لہٰذا سلطان نے ان دونوں باتوں کا لحاظ کیا، وہ اسے پسند کرتا تھا اور اس سے سرگوشی کرتا تھا۔ جب اس نے امیر کی جگہ غازیوں پر امیر تلاش کیا اور دیکھا کہ وہ کس کو یہ کام سپرد کرے تو اس نے اس کی سابقت، وسائل اور جو اس نے اس سے خیر خواہی کی تھی اور اپنی حد پر کھڑا رہا تھا، اس کی وجہ سے اسے منتخب کر لیا۔ اس نے اسے 767ھ میں غازیوں کو سنبھالا اور اس کے ذریعے قوت حاصل کی۔ مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ 768ھ میں طبعی موت پر فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب:۲۵۱

عبدالرحمٰن بن علی ابی یغلوس بن سلطان ابن علی کی اندلسی مجاہدوں پر حکومت اور اس کے انجام کا بیان

سلطان ابوعلی کے لڑکے چلے گئے تھے یہاں تک کہ امارت نے انہیں طلب کیا، ان کے حالات کو ہم نے مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ اس دوران یہ عبدالرحمٰن اپنے وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کے ساتھ جو اس سے پر اصرار مطالبہ کرنے والا تھا، 766ھ میں عساسہ سے اس صلح پر آیا جو ان کے لیے وزیر مغرب نے طے کی تھی۔ ان دنوں عمر بن عبداللہ اس کے حکم پر حاوی تھا۔ یہ عبدالرحمٰن منکب میں اترا جہاں سلطان ان دنوں پڑاؤ کیے ہوئے تھا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ مناسب حال نیک سلوک کیا، اس کی عزت کی اور اس کا اور اس کے وزیر اور خواص کا وظیفہ بڑھا دیا۔ وہ جملہ مجاہد غازیوں میں شامل ہو گئے جب 768ھ، علی بن بدرالدین فوت ہو گیا تو سلطان نے دیکھا کہ وہ کسے ان کی امارت سپرد کرے اس نے پھر اس عبدالرحمٰن کو چنا کیونکہ اسے اس کی شجاعت و دلیری اور اس کے اور شاہ مغرب کے درمیان قریبی تعلقات کا علم تھا جو اندلس کی اس سرزمین میں نمائندگی کے دارومدار تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کیونکہ عبداللہ بن عبدالحق کی اولاد کے تعلقات ان کے نسب کے مقابلے میں حاکم مغرب کے نسب کے ساتھ ملاپ میں دور تک چلے گئے تھے۔ یوں حاکم اندلس نے وہاں اسے ترجیح دی، 768ھ میں اسے غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اس پر عزت و عظمت کے لباس کا اضافہ کیا۔ اس نے اسے پہلے امرا کی طرح امدادی مجلس میں بٹھایا۔ جب سلطان مغرب عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو اطلاع ملی تو اس کے مقام سے وہ ناراض ہوا اور خیال کیا کہ یہ امارت اس کی نمائندگی میں اضافہ اور اس کی حکومت کا وسیلہ ہے۔

حاکم مغرب کیساتھ ساز باز

وزیر اندلس محمد بن الخطیب کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز تھی کیونکہ وہ اسے اپنی حفاظت کے لیے جماعت بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کے اور حاکم اندلس کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے کے لیے حیلہ بازی کرے۔ اس نے اس بارے میں اپنی بھرپور کوشش کی تو اس نے پھر اس کے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کے متعلق قبائل کے سرداروں اور حکومت کے بعض رازداروں سے کہا کہ وہ حاکم مغرب کے خلاف بغاوت کرنا اور اس کا محاسبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سلطان ابن الاحمر نے انہیں بلایا اور ان کا خط انہیں دیا تو اس نے ان کے خلاف گواہی دی۔ اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ 770ھ میں زمین دوز قید خانے میں قید کر دیئے گئے اور حاکم مغرب ان کے بارے میں اس کے فعل سے خوش ہو گیا۔ اس کے بعد وزیر ابن الخطیب سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا اور ان کے بارے میں سلطان پر اس کا فریب واضح ہو گیا۔ جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو حاکم اندلس اور حکومت کے منتظم ابوبکر بن غازی کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ ابن الاحمر مسلمانوں کی اس انارکی سے غضب ناک ہو گیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو قید سے رہا کر دیا۔ اس نے پھر ان کے لیے بحری بیڑا تیار کیا اور وہ اس میں مغرب گئے۔ وہ عاسہ کی بندرگاہ پر بطویہ کے ہاں اترے جو اپنی دعوت دیتا تھا تو انہوں نے اس کا کام سنبھال لیا۔ وزیر ابوبکر بن غازی کے ساتھ اس کے جو حالات تھے ہم انہیں بیان کر چکے ہیں۔ آخر میں وہ مراکش ٹھہرا اور مغرب کے مقبوضات اور اس کے مضافات کو، سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کے ساتھ تقسیم کیا جو اس وقت مغرب کا حاکم تھا۔ ان دونوں کے درمیان ملحقہ سرحد ملویہ تھی لہٰذا ان میں سے ہر ایک اپنی سرحد پر کھڑا ہو گیا۔ اب حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس علاقے کو چھوڑ دیا اور اپنے ملک سے اس کا نشان مٹا دیا۔ یوں مجاہد غازیوں کی امارت اس کے پاس آ گئی۔ اور اس نے ان کے احوال کو خود سنبھال لیا۔ اس نے سب کو اپنی نگرانی میں لے لیا اور ان میں سے نمائندہ القرابہ کو مزید عنایات سے مخصوص کیا۔ اس کے بعد

ادریس بن عثمان بن ابی العلاء ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق

- ابوثابت — محمد
- ابوابراہیم — سلطان
- عبداللہ — علی
- ابوثابت بن یعقوب
- عامر بن ادریس — ادریس — محمد
- عثمان بن یحیی بن عمر بن رحو — یحیی بن عمر بن رحو
  - عثمان بن عبدالحق
  - یعقوب بن جمال الدین محمد بن موسے
- علی بن بدرالدین بن محمد

تک جو 783ھ ہے، یہ معاملہ یونہی چلا آتا ہے۔

☆☆☆

باب: ۲۵۲

کتاب کے مصنف کا تعارف

اس گھرانے کی اصل اشبیلیہ ہے جو جلاوطنی کے وقت نقل مکانی کر آیا تھا، یہ اس وقت کی بات ہے جب ساتویں صدی کے وسط میں جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونش نے تونس تک اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

ابن خلدون کا تعارف

میرا نسب نامہ یہ ہے: عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن خلدون۔ مجھے اپنے نسب کے بارے میں ان دس آدمیوں کے سوا خلدون تک اور کسی کے متعلق کچھ یاد نہیں۔ ظن غالب یہی ہے کہ وہ زیادہ تھے اور اتنی ہی تعداد ساقط ہو گئی ہے کیونکہ یہ خلدون ہی اندلس میں آنے والا ہے لہٰذا اگر پہلی فتح کا زمانہ لیا جائے تو اس عہد تک یہ مدت سات سو سال بنتی ہے اور یہ تقریباً بیس آدمی بنتے ہیں یعنی ہر سو سال میں تین جیسا کہ کتاب اول کے آغاز میں بیان ہو چکا ہے۔

ہمارا نسب حضرموت میں یمنی عربوں سے وائل بن حجر تک جاتا ہے جو مشہور عرب سرداروں میں سے ہے اور اسے صحبت بھی حاصل ہے۔ ابو محمد بن حزم کتاب الجمہرۃ میں بیان کرتا ہے کہ

وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن الحرث بن عوف بن عدی بن مالک بن شرجیل بن الحرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید بن الحضرمی بن عمر بن عبداللہ بن عوف بن جرثوم بن جرسم بن عبد شمس بن زید بن لوئی بن شبت بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوئی بن قحطان

اور علقمہ بن وائل کا بیٹا ہے اور عبدالجبار علقمہ بن وائل کا بیٹا ہے۔ ابو عمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب استیعاب میں حرف واؤ میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ وہ حضرت نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپؐ نے اپنی چادر اس کے لیے بچھائی تھی، اُسے اس پر بٹھایا تھا اور فرمایا تھا

''اے اللہ! وائل بن حجر اور اس کے بیٹوں اور پوتوں میں روز قیامت تک برکت دے۔''

آپؐ نے پھر حضرت معاویہؓ بن سفیان کو اس کی قوم کی طرف اسلام اور قرآن سکھانے کے لیے بھیجا، اس طرح اسے معاویہؓ سے دوستی اور رفاقت حاصل تھی۔ یہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کے آغاز میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے عطیہ دیا لیکن اس نے عطیہ واپس کر دیا اسے قبول نہیں کیا۔

جب کوفے میں حجر بن عدی کی جنگ ہوئی تو اہل یمن کے سرکردہ لوگ جمع ہو گئے جن میں یہ وائل بھی شامل تھا لہٰذا یہ زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس لائے تو آپ نے اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ مشہور ہے اور ابن حزم کا قول ہے کہ اس کی اولاد میں سے اشبیلی بنو خلدون بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے داخل ہونے والا ان کا دادا خالد تھا جو خلدون بن عثمان بن ہانی بن الخطاب بن کریب بن معدی کرب بن الحرث بن وائل بن حجر کے نام سے مشہور تھا۔ ابن حزم اور اس کا بھائی محمد بیان کرتے ہیں کہ اس کی اولاد میں سے ابوالعاصی عمرو بن محمد بن خالد بن محمد بن خلدون تھا ابوالعاص نے محمد اور احمد اور عبداللہ نام سے تین بیٹے چھوڑے، وہ بیان کرتا ہے کہ ان کا بھائی عثمان بھی تھا جس کی اولاد تھی۔ ان میں سے الحکیم بھی تھا جو اندلس میں مشہور تھا اور مسلمۃ المجریطی کا شاگرد تھا۔ وہ ابو مسلم عمر بن محمد بن تقی بن عبداللہ بن ابی بکر بن خالد بن عثمان بن خلدون الداخل تھا اور ابن کا عم زاد احمد بن محمد بن عبداللہ تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ مذکورہ کریب

الرئیس کے بیٹوں میں سے ابوالفضل بن محمد بن خلف بن احمد بن عبداللہ بن کریت کے سوا کوئی زندہ نہیں بچا''۔ یوں ابن حزم کا کلام ختم ہوا۔

مصنف کے اندلس میں اجداد

جب ہمارا دادا خلدون بن عثمان اندلس آیا تو اپنی حضر موت کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ قرمونہ میں اترا۔ اس کے بیٹوں کے گھرانے نے وہیں پرورش پائی پھر وہ اشبیلیہ کی طرف چلا آیا۔ یہ لوگ یمنی فوج میں تھے اور اس کی اولاد میں سے کریت اور اس کے بھائی خالد نے امیر عبداللہ مروانی کے زمانے میں اشبیلیہ میں مشہور خروج کیا تھا۔ اس نے ابی عبدہ پر حملہ کیا اور اشبیلیہ کو اس کے قبضے سے چھین کر برسوں اس پر قبضہ کیے رکھا۔ اس کے بعد عبداللہ بن حجاج نے امیر عبداللہ کی مدد سے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ تیسری صدی کے آخر کا واقعہ ہے۔ جسے ابن سعید نے الحجازی اور بن حیان وغیرہ سے نقل کیا ہے، وہ اسے اشبیلیہ کے مورخ ابن الاشعث سے نقل کرتے ہیں۔

جب امیر عبداللہ کے زمانے میں اندلس میں فتنوں کی آگ بھڑک اٹھی تو اشبیلیہ کے رؤسا خروج اور خود مختاری کی طرف بڑھنے لگے۔ خروج کی طرف بڑھنے والے رؤساء تین گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ابوعبیدہ کا گھرانہ

ان دنوں ان کا رئیس امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ تھا۔ عبدالرحمٰن الداخل نے اشبیلیہ اور اس کے مضافات ابوعبیدہ کے سپرد کیے تھے۔ اس کا پوتا امیہ، قرطبہ میں حکومت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا وہ اسے بڑے بڑے مقبوضات کا والی بناتے تھے۔

بنوخلدون کا گھرانہ

جن کا سردار کریت تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کا نائب اس کا بھائی خالد تھا۔ ابن حیان بیان کرتا ہے کہ بنوخلدون کا گھرانہ اس وقت اشبیلیہ میں انتہائی شریف گھرانہ ہے اور ہمیشہ اس کے سرکردہ لوگ علمی اور سلطانی ریاست میں رہے ہیں۔

بنوحجاج کا گھرانہ

ان دنوں ان کا رئیس عبداللہ تھا۔ ابن حیان کا بیان ہے کہ وہ لخم میں سے تھا اور اس وقت تک ان کا گھرانہ اشبیلیہ میں قائم دائم ہے۔ یہ علمی اور سلطانی ریاست کے ساتھ موسوم ہے۔

لہٰذا جب 280ھ میں اندلس میں فتنے کا زور بڑھ گیا تو اس وقت امیر عبداللہ نے امیہ بن عبدالغافر کو اشبیلیہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد کو بھی بھیجا اور اسے اس کی کفالت میں دیدیا لہٰذا یہ لوگ اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے امیر عبداللہ کے بیٹے محمد اور ان کے ساتھی امیہ پر حملہ کر دیا حالانکہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ امیر عبداللہ کے متعلق سازش کر رہا تھا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان سے اپنے باپ کے پاس جانے کا تقاضا کیا۔ آخر انہوں نے اسے نکال دیا اور امیہ اشبیلیہ میں خود مختار ہو گیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن حجاج کے خلاف سازش کی جسے کسی نے قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی کو کھڑا کیا اور اشبیلیہ کو کنٹرول کیا۔ اس نے پھر بنوخلدون اور بنو حجاج کو یرغمال بنا لیا لیکن انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دوبارہ اس کی اطاعت کر لی اور اسے معاہدہ کر لیا۔ اس نے پھر ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا تو انہوں نے دوبارہ خروج کیا اور اس سے لڑائی کی۔ اس نے موت قبول کرنی چاہی تو اپنی بیویوں کو قتل کر دیا، گھوڑوں کو ذبح کر دیا اور موجودہ سامان کو جلا دیا۔ اس کے بعد ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے اسے سامنے سے بغیر پیٹھ پھیرے قتل کر دیا۔ عوام نے پھر اس کے سر کو پھل دیا اور امیر عبداللہ کو لکھا کہ اس نے حیا کو خیر باد کہہ دیا تھا لہٰذا انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس نے مدارات کے طور پر ان کی بات قبول کر لی اور اپنے رشتے داروں میں سے ہشام بن عبدالرحمٰن کو ان کا امیر بنا کر بھیجا تو انہوں نے خودسری کی اور اس

کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ اس میں کریت بن خلدون نے بڑا کردار ادا کیا اور وہ اس کا با اختیار امیر بن گیا۔ ابراہیم بن حجاج اپنے بھائی عبداللہ کے قتل ہو جانے کے بعد جیسا کہ ابن سعید نے الحجازی سے بیان کیا ہے، تنہائی کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اس نے اندلس کے سب سے بڑے باغی کے ساتھ مصاہرت کی اور وہ ان دنوں مالقہ اور اس کے مضافات میں زندہ تک رہتا تھا۔ وہ اس کا ساتھی تھا پھر وہ کریت بن خلدون کی مدارات اور میل جول کی طرف پلٹا تو اس نے اسے اپنے کام میں نائب بنالیا اور اپنی سلطنت میں اسے شریک کر لیا۔

رعایا پر کریت کے مظالم

کریت رعیت پر ظلم کرتا اور ان کے لیے مشکلات پیدا کرتا تھا۔ وہ ان سے ترش روئی اور سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ ابن حجاج ان سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتا تھا لہٰذا وہ کریت کو چھوڑ کر ابراہیم کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر اشبیلیہ کی امارت کے متعلق امیر عبداللہ سے تحریر مانگ کر سازش کی تا کہ عوام اس سے خوش ہو جائیں پھر اس نے اسے اس کا پروانہ لکھ دیا۔ اس نے شہر کے سرکردہ لوگوں کو جو اس کی محبت اور کریت کی نفرت سے سرشار تھے، اطلاع دی لیکن پھر باغیوں نے اتفاق کیا اور عوام نے کریت پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے اس کے سر کو امیر عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور وہ اشبیلیہ کی امارت پر قائم ہو گیا۔ ابن حیان کا بیان ہے کہ قرمونہ شہر کا قلعہ اندلس کے سب سے بڑے قلعوں میں سے ہے، اس نے اسے اپنے گھوڑوں کے تیار کرنے کی جگہ بنایا اور وہ اس کے اور اشبیلیہ کے درمیان آیا جایا کرتا تھا۔ اس نے پھر فوج بنائی، ان کے طبقات مرتب گئے اور وہ امیر عبداللہ کو اموال اور ہدایا دیا کرتا تھا۔ اس نے طوائف الملوکی کے زمانے میں فوج اس کی طرف بھیجی اور وہ قابل تعریف مقصود تھا۔ جب اس کا شرفاء نے قصد کیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی۔ العقد کے موئف ابو عمر بن عبد ربہ نے بھی ان کی مدح کی اور بقیہ باغیوں میں سے اس کے پاس گیا۔ یوں اس نے اس کے حق کو پہچانا اور اس کے انعامات میں اضافہ کیا۔ بنو خلدون کا گھرانہ بنی امیہ کے بقیہ ایام میں طوائف الملوکی کے زمانے تک ہمیشہ ہی اشبیلیہ میں رہا جیسا کہ ابن حیان اور ابن حزم نے بیان کیا ہے۔ تاہم ان کی طاقت کے جانے سے ان کی امارت جاتی رہی۔

اشبیلیہ پر ابن عباد کا قابض ہونا

جب ابن عباد نے اشبیلیہ پر قبضہ کیا اور اس کے باشندوں پر قابو پالیا تو اس نے ان بنی خلدون میں سے وزیر بنائے۔ اس نے انہیں اپنی حکومت کے عہدوں پر مقرر کیا اور وہ جنگ جلاقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے جو ابن عباد اور یوسف بن تاشفین نے ملوک جلالقہ کے خلاف برپا کی تھی۔ اس میں ابن عباد کے ساتھ حملہ میں ان بنی خلدون میں سے ایک جماعت شہید ہو گئی لہٰذا انہوں نے اس جنگ میں مسلمانوں کے غلبہ کے لیے قتلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن پر فتح دی۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین اور مرابطین اندلس پر غالب آ گئے اور عرب کے قبائل کمزور اور فنا ہو گئے۔

افریقہ میں ابن خلدون کے آبا

جب موحدین نے اندلس پر قبضہ کیا اور مرابطین کے قبضے سے اسے چھین لیا تو ان کے ملوک عبدالمومن اور اس کے بیٹے تھے۔ ھنتاتہ کا سردار شیخ ابو حفص ان کی حکومت کا رہنما تھا۔ انہوں نے اسے کئی بار اشبیلیہ اور غرب اندلس کا والی مقرر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی حکومت کے کچھ دن اس کے بیٹے عبدالواحد کو والی مقرر کیا پھر اسی طرح اس کے بیٹے زکریا کو مقرر کیا۔ ہمارے اسلاف کا اشبیلیہ میں ان سے میل جول تھا۔ کرنا یہ ہوا کہ امہات کی جانب سے ہمارے ایک دادا نے جو محتسب کے نام سے مشہور تھا، امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابی حفص کو اس کی حکومت کے زمانے میں جلالقہ کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی کو جسے اس نے ام ولد بنایا تھا، تحفہ کے طور پر بھیجا۔ اس لڑکی سے ان کے ہاں اس کا بیٹا ابوزکریا یحییٰ ہوا جو اس کا ولی عہد تھا۔ وہ اس کی حکومت کے زمانے میں فوت ہو گیا تھا اور اس کے دو بھائی ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ وہ لڑکی ام الخلفاء کے لقب سے ملقب

تھی پھر امیر ابوزکریا 620ھ میں افریقہ کی حکومت کی طرف چلا گیا اور وہاں اپنی دعوت دی۔625ھ میں بنی عبدالمومن کی دعوت سے وہ الگ ہو گیا اور افریقہ میں خود مختار حکمران بن گیا۔ یوں اندلس میں موحدین کی حکومت خراب ہو گئی اور ابن ہود نے ان پر حملہ کیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور اندلس مضطرب ہو گیا۔ یوں طاغیہ نے اس پر حملہ کر دیا اور الفرنتیرہ تک بار بار جنگ کی جو قرطبہ اور اشبیلیہ کے علاقے سے جیان تک ہے۔

ابن الاحمر کا دھاوا بولنا

ابن الاحمر نے غرب اندلس کے قلعہ ارجونہ سے اندلس کے بقیہ علاقے کو قابو کرنے کے لیے حملہ کیا۔ اس نے اشبیلیہ میں اہل شوریٰ سے گفتگو کی جو بنوالجاجی، بنوالجد، بنوالوزیر، بنوسیدالناس اور بنوخلدون تھے۔ اس نے ان سے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں ساز باز کی اور یہ کہ وہ الفرنتیرہ سے طاغیہ سے دور رہیں اور ساحلی پہاڑوں اور ان کے دشوار شہروں سے جو مالقہ سے غرناطہ اور المریہ تک پھیلے ہوئے ہیں، پناہ لے لیں۔ انہوں نے اپنے شہروں کے متعلق اس سے اتفاق نہیں کیا اور ان کا رہنما ابومروان الباجی تھا لہٰذا ابن الاحمر نے ان کی مخالفت کی اور الباجی کی اطاعت چھوڑ دی۔ اس نے کبھی ابن ہود کی بیعت کر لی، کبھی بنی عبدالمومن کے مراکش کے حاکم کی بیعت کر لی اور کبھی حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی۔ بعدازاں اس نے غرناطہ سے جنگ کی اور اسے اپنا دارالخلافہ بنا لیا۔ الفرنتیرہ اور اس کے شہر حکومت کے سائے سے باہر رہ گئے لہٰذا بنو خلدون ڈر گئے کہ طاغیہ ان کا بُرا انجام کرے گا تو وہ اشبیلیہ سے چلے گئے اور سبتہ میں اترے۔ اس دوران طاغیہ نے ان سرحدوں پر حملہ کیا اور قرطبہ، اشبیلیہ، قرمونہ، جیان اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر بیس سال تک قبضہ کیے رکھا۔ جب بنوخلدون سبتہ میں آئے تو الغرنی نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ان سے رشتہ کیا اور ان سے مل جل گیا اور اس کا ان کے ساتھ مشہور رشتہ تھا یعنی ہمارا دادا الحسن بن محمد، ابن المحتسب کا نواسہ تھا۔ وہ بھی ان کے پاس آنے والوں کے ساتھ انکے پاس آ گیا تھا لہٰذا انہوں نے اس کے اسلاف کے احسانات کا امیر ابوزکریا سے ذکر کیا تو وہ اس کے پاس آیا اس نے اس کو خوش آمدید کہا پھر مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کیا۔ جب وہ واپس آیا تو امیر ابوزکریا کو بونہ میں ملا، اس نے اس کی عزت کی اور وہ اس کی حکومت کے زیر سایہ اور اس کے احسانات کی چراگاہ میں ٹھہرا رہا۔ اس نے اس کے روزینے مقرر کر دیئے، جاگیریں دیں اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اسے 747ھ میں بونہ میں دفن کیا گیا۔

المستنصر کی حکومت

اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر محمد نے حکومت سنبھالی اور اس نے ہمارے دادے ابوبکر کا وہی وظیفہ جاری کر دیا جو اس کے باپ کا تھا۔ بعدازاں زمانے نے اپنی ضرب لگائی اور المستنصر 775ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو والی بنایا تو اس کا بھائی امیر ابواسحٰق جو اپنے بھائی المستنصر کے آگے اندلس بھاگ گیا تھا، اندلس سے آیا۔ اس نے یحییٰ کو معزول کر دیا اور خود افریقہ کا بااختیار حکمران بن گیا۔ اس نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو موحدین کی حکومت کے عظماء کے طریقے کے مطابق جو اس سے قبل تنہا عمال کی حکمرانی، معزول اور ٹیکس کی جانچ پڑتال کے فرائض سر انجام دیا کرتے تھے، حکومت کے کاموں پر مقرر کر دیا۔ انہوں نے اس عہدہ کو نبھایا پھر سلطان ابواسحٰق نے اس کے بیٹے محمد کو جو ہمارا جدِ اقرب ہے، اپنے ولی عہد بیٹے ابوفارس اس وقت حاجب مقرر کر دیا جن دنوں اس نے اسے بجایہ کی طرف دور بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد ہمارے دادا نے اس کام سے استعفیٰ دے دیا تو اس نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا اور دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا۔

تونس پر الدعی بن ابی عمارہ کا غالب آنا

جب الدعی بن ابی عمارہ نے ان کے ملک تونس پر قبضہ کیا تو اس نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو قید کر دیا۔ اس نے اس سے اموال کا پُراصرار مطالبہ کیا پھر اس نے اسے اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا محمد جو ہمارا جدِ اقرب ہے، سلطان ابواسحاق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ بجایہ گیا تو اس کے بیٹے ابوفارس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد وہ اور اس کے بھائی فوجوں کے ساتھ الدعی بن ابی عمارہ کی مدافعت کے

لئے نکلے۔ وہ فضل بن مخلوع کے مشابہ تھا۔ جب انہوں نے مرماجنہ میں جنگ کی تو ہمارا دادا محمد، ابوحفص امیر ابوزکریا کے ساتھ جنگ سے بھاگ گیا، ان دونوں کے ساتھ الفازازی اور ابوالحسن بن سید الناس بھی تھے لہٰذا اس نے الفازازی کے ترجیح دینے کو ناپسند کیا۔ جب ابوحفص امور پر حاوی ہوا تو اس نے اس کی سابقت کا لحاظ کیا اور اسے جاگیر دی۔ اس نے اسے جملہ سالاروں اور لڑائیوں کے مراتب میں شامل کیا اور اس نے اس سے اپنے ملک کے بہت سے کاموں میں کفایت کی درخواست کی۔ اس نے الفازازی کے بعد اسے اپنی حجابت کے لیے تربیت دی اور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی المستنصر کا پوتا ابوعبیدہ امیر بنا، اس نے اپنی جماعت حجابت کے لیے الفازازی کے کاتب محمد بن ابراہیم دباغ کو منتخب کیا اور محمد بن خلدون کو حجابت میں اس کا نائب مقرر کیا۔ وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا۔

امیر خالد کا امیر بننا

جب امیر خالد کی حکومت آ گئی تو اس نے اسے عزت و بزرگی کے حال پر قائم رکھا لیکن اسے عامل نہ بنایا اور نہ امیر مقرر کیا یہاں تک کہ ابویحییٰ بن اللحیانی کی حکومت آ گئی۔ آخر اس نے اسے چن لیا اور جب عربوں کے تغلب سے رگیں پھڑکیں تو اس نے اس سے کفایت کی درخواست کی اور اسے لاج کے جزیرہ کی حمایت کے لیے بھجوا دیا۔ لاج جزیرہ کے نواح میں بسنے والے سلیم کا ایک بطن ہے اور اس نے یہاں قابلِ ذکر کارنامے سر انجام دیئے۔ جب ابن اللحیانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو وہ مشرق کی طرف چلا گیا اور 718ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ وہاں اس نے توبہ اور گناہوں سے باز رہنے کا اظہار کیا اور 723ھ میں دوبارہ نفلی حج کیا۔ وہ پھر اپنے گھر میں گوشہ گیر ہو گیا۔ سلطان ابویحییٰ نے ازراہِ ترحم اسے بہت سی جاگیریں اور وظائف دیئے اور اسے کئی بار اپنی حجابت کے لیے بلایا مگر وہ نہیں آیا۔

مجھے محمد بن منصور بن مری نے بتایا کہ جب 728ھ میں حاجب بن محمد بن عبدالعزیز کردی جو المز وار کے نام سے مشہور ہے، فوت ہو گیا تو سلطان نے تیرے دادا محمد بن خلدون کو بلایا اور چاہا کہ اسے حجابت پر مقرر کر دے اور اسے اپنا کام اس کے سپرد کر دے لیکن اس نے انکار کیا اور معافی چاہی۔ اس نے اسے معافی دے دی۔ اس نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ کس کو اپنی حجابت دے تو اس نے بجایہ کی سرحد کے حاکم محمد بن ابوالحسن بن سید الناس کو اپنے پر ترجیح دی کیونکہ اپنی کفایت اور قوت اور تونس اور اشبیلیہ میں ان دونوں کے اجداد میں قبل ازیں جو قدیم دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے، ان کی وجہ سے اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ اس نے اسے کہا کہ وہ اپنے خواص اور دین کی وجہ سے اس امیر پر بہت قدرت رکھتا ہے لہٰذا سلطان نے اس کے مشورہ پر عمل کیا اور ابن سید الناس کو بلا کر اسے اپنی حجابت دے دی۔

ابوعبداللہ الرندی

سلطان ابویحییٰ جب تونس سے باہر جاتا تو ہمارے دادا محمد کو تونس کا عامل مقرر کرتا اور اس کی نگرانی سے بچاؤ کرتا تھا۔ آخر 737ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے محمد بن ابوبکر نے جو میرا باپ تھا تلوار اور ملازمت کے طریقے چھوڑ کر علم اور خانقاہ کا راستہ اختیار کیا کیونکہ اس نے ابوعبداللہ الرندی کی گود میں پرورش پائی تھی جو فقیہ کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اپنے زمانے میں علم و فتویٰ اور ولایت کے وہ طریقے اختیار کرنے میں جن کا وہ ابو حسین اور اس کا چچا حسن سے جو مشہور ولی تھے، وارث ہوا تھا، تونس کا بڑا آدمی تھا۔ جس دن سے اس نے ہمارے دادا کے طریقے کو خیر باد کہا تھا، ہمارا دادا اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو جو میرا والد تھا اس کے ساتھ کر دیا لہٰذا اس نے اس سے پڑھا اور سمجھا۔ وہ علم عربی میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور شعر اور فنون شعر میں اسے بصیرت حاصل تھی۔ میرے زمانے میں اہل شہر اس کے پاس شعر کے فیصلے کے لیے آتے تھے اور اس کے سامنے شعر کو پیش کرتے تھے۔ وہ 749ھ میں طاعون جارف سے فوت ہوا۔

میں پیدا ہوتا ہوں

میری پیدائش ماہ رمضان 733ھ میں تونس میں ہوئی۔ میں نے اپنے والد مرحوم کی گود میں ابتدائی پرورش پائی یہاں تک کہ میں جوان ہو

گیا۔ میں نے پھر استاذ ابوعبداللہ محمد بن نزال الانصاری سے قرآن شریف پڑھا جو اندلس کے ان غریب الوطن لوگوں میں سے تھا جو بلنسیہ اور اس کے مضافات کے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ وہ قرات کا امام تھا اور قرأت سبع میں اس کا سب سے مشہور شیخ ابوالعباس احمد بن بطوی تھا۔ ان میں اس کے مشائخ اور اسانید مشہور و معروف ہیں۔ قرآن عظیم کو از بر حفظ کرنے کے بعد میں نے مشہور سبع قرأت میں اسے اکیس ختموں میں افراداً و جمعاً قرآن سنایا۔ میں نے پھر انہیں ایک اور ختم میں جمع کیا پھر میں نے یعقوب کی روایت کے مطابق ایک ختم میں دونوں روایتوں کے توافق سے سنایا۔ میں نے اس کے سامنے قرأت کے بارے میں شاطبی کا قصیدہ مدحیہ اور قصیدہ رائیہ جو کتابت کے بارے میں ہے، پیش کیا۔ اس نے مجھے استاد ابوعبداللہ بطوی وغیرہ شیوخ سے ان دونوں قصیدوں کے متعلق آگاہ کیا۔ میں نے پھر موطا ابن عبدالبر کی احادیث کی کتاب التفسیر کو اس کے اور اس کی کتاب التمہید الموطاء کے روبرو جو فقط احادیث پر مشتمل ہے، پیش کیا۔ میں نے اسے سب کتابیں سنائیں جیسے ابن مالک کی کتاب التسہیل اور فقہ کے بارے میں ابن الخطیب کی مختصر، مگر میں نے انکو مکمل حفظ نہیں کیا تھا۔ اس دوران میں میں نے اپنے والد اور تونس کے بڑے اساتذہ سے عربی زبان کا علم حاصل کیا جن میں شیخ ابوعبداللہ محمد العربی الحصاری بھی شامل ہے۔ وہ علم نحو کا بڑا امام تھا۔ اس نے کتاب التسہیل کی مفصل شرح لکھی ہے۔ اس کے علاوہ ابوعبداللہ محمد الشواس المزازی اور ابوالعباس احمد بن القصار بھی تھا جو علم نحو میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھے گئے مشہور قصیدہ بردہ کی شرح لکھی ہے۔ وہ اس زمانے میں بھی تونس میں زندہ موجود ہے۔ ابوعبداللہ محمد بن بحر جو تونس میں عربی اور ادب کا امام تھا، وہ بھی ان میں شامل تھا۔ میں ہمیشہ اس کا ہم نشین رہا اور میں اس کے پاس جاتا رہتا تھا۔ وہ علوم اللسان میں ایک موجزن سمندر تھا۔ اس نے جب مجھے شعر یاد کرنے کا مشورہ دیا تو میں نے اشعار کی چھ کتابیں، حماسہ اور متنبی کے کچھ اشعار اور کتاب الاغانی کے کچھ اشعار یاد کر لیے۔ اسی طرح میں تونس کے امام المحدثین شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن جابر ؒ کے بھی ساتھ رہتا رہا جو الرحلتین کا مولف ہے۔ میں نے اسے مسلم بن الحجاج کی کتاب اور کتاب الموطاء اول سے آخر تک اور امہات خمس میں سے بھی کچھ کتابیں سنائیں۔ اس پر اس نے مجھے عربی اور فقہ کی بہت سی کتابیں دیں اور مجھے ان سے استفادے کی عام اجازت عطا فرمائی۔ اس نے مجھے اپنے مذکورہ مشائخ کے متعلق بتایا جن میں تونس میں سب سے مشہور قاضی الجماعۃ ابوالعباس احمد بن الغمار خزرجی ہے۔ میں نے تونس میں ان کی ایک جماعت سے فقہ کا علم حاصل کیا جن میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحیاتی اور ابوالقاسم محمد القصیر بھی شامل ہیں۔ میں نے اس دوران اسے ابوسعید البردائی کی کتاب التہذیب، مختصر المدونہ اور کتاب المالکیہ سنائی اور اسے سمجھا۔ اسی اثناء میں ہمارے شیخ امام قاضی الجماعۃ ابوعبداللہ کی مجلس میں محمد بن عبدالسلام میرے بھائی عمر رحمۃ اللہ علیہما کے ساتھ آیا اور میں اس سے الگ ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے امام مالک کی کتاب موطا سنائی اور اس کے محمد بن ہرون طائی سے تونس کے ان مشائخ کے علاوہ دوسرے مشائخ سے میل جول کرنے سے قبل اونچے طریق ہیں، میں نے اسے سب کے سب سنا دیئے۔ اس نے پھر میرے لیے تحریر لکھی اور مجھے اجازت دی تاہم وہ سب کے سب طاعون جارف میں مر گئے۔

جب سلطان ابوالحسن نے 748ھ میں افریقہ پر قبضہ کیا تو سلطان کے ساتھی اہل علم کی ایک جماعت بھی ہمارے پاس آئی۔ وہ انہیں اپنی مجلس میں حاضر رکھتا تھا اور ان کی موجودگی سے فائدہ حاصل کرتا تھا۔ ان میں مغرب کا مفتی اعظم اور مالکی مذہب کا امام ابوعبداللہ محمد بن سلیمان السطی بھی تھا میں اس کی مجلس میں جایا کرتا تھا۔ ان میں سلطان ابوالحسن کا کاتب اور مہر بردار جو اس کے مکتوبات کے نیچے لگائی جاتی تھی، امام المحدثین ابومحمد عبدالمہیمن حضرمی بھی تھا۔ میں اکثر اس کے ساتھ رہتا تھا۔ میں نے سماعاً اس سے علم حاصل کیا اور امہات الکتب، کتاب الموطا سیر ابن اسحٰق اور حدیث کے بارے میں ابن الصلاح کی کتاب اور بہت سی کتب جو مجھے یاد نہیں رہیں تھیں ان کی اجازت لی۔ حدیث، فقہ، عربی، ادب، معقول اور دیگر فنون میں ان کا سرمایہ بہت درست تھا اور سب کا سب سامنے تھا۔ ان میں سے کوئی کتاب اس کے بعض شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی جو اس کی سند میں تالیف تک مشہور تھے۔ حتیٰ کہ فقہ اور وہ عربی جو ان زمانوں میں مولف کی طرف غریبۃ الاسناد ہے، وہ بھی شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی۔ ان میں امام المغرب شیخ ابوالعباس احمد الزواوی بھی تھا۔ میں نے ابوعمر، الدانی اور ابن شریح کے طریقے پر قرات سبع کے درمیان بڑے توافق کے ساتھ اسے قرآن شریف سنایا مگر میں نے ان قرأت کو مکمل نہیں کیا۔ میں نے اسے متعدد کتب بھی سنائیں تو اس نے مجھے عام اجازت عطا فرمائی۔ ان میں علامہ عقلیہ کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی بھی تھا جو اصل میں تلمسان کا رہنے والا تھا۔ اس نے وہیں پرورش پائی تھی اور تعلیمی کتب پڑھی تھیں۔ بعد

ازاں ساتویں صدی میں بڑے محاصرے نے اسے تلمسان پہنچا دیا تھا لہٰذا وہ وہاں سے نکلا اور حج کیا۔ وہ مشرق کے اس دور کے بڑے آدمیوں سے ملا مگر ان سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ کیونکہ اسے دماغی عارضہ تھا۔ وہ پھر مشرق سے واپس آ گیا اور رو بصحت ہو گیا۔ اس نے منطق اور اصلین شیخ ابو موسیٰ عیسیٰ بن الامام کو سنائیں اور اس نے تونس میں اپنے بھائی ابوزید عبدالرحمٰن کے ساتھ ابوزیتون کے مشہور شاگرد کو سنایا۔ دونوں منقول و معقول کے بہت سے علم کے ساتھ تلمسان آئے۔ اب ان دونوں میں سے ابلی نے ابوموسیٰ کو سنایا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ تلمسان سے مغرب بھاگ گیا کیونکہ اس کا سلطان ابوحمو، جو یغمراسن بن زیان کی اولاد میں سے تھا، اپنے علاقے میں دخل اندازی اور ٹیکس کو اس کے حساب سے روکنے کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا تھا۔ لہٰذا وہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اور مراکش چلا گیا۔ وہ وہاں شہرت یافتہ عالم ابوالعباس بن البنّاء کے پاس رہنے لگا۔ اس نے اس سے بقیہ علوم عقلیہ حاصل کیے اور وہاں پر اس کے مقام کا وارث ہوا۔ شیخ کی وفات کے بعد وہ علی بن محمد بن ترومیت کے بلانے پر جبل الھساکرہ کی طرف چلا گیا تاکہ اسے سنائے۔ اب اس نے اسے علم عطا کیا۔ پھر برسوں کے بعد شاہِ مغرب سلطان ابوسعید نے اسے اتارا اور اپنے ساتھ جدید شہر میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اسے منتخب کر لیا اور اسے اپنی مجلس کے علماء میں شامل کر لیا۔ اس دوران میں وہ علوم عقلیہ سکھاتا رہا اور وہ اہل مغرب کے درمیان انہیں پھیلاتا رہا یہاں تک کہ مغرب کے دیگر شہروں کے بہت سے آدمی ان میں ماہر ہو گئے۔ اس نے پھر اپنی تعلیم میں اصاغر کو اکابر کے ساتھ ملا دیا۔ جب وہ سلطان ابوالحسن کے ساتھیوں کے ساتھ تونس آیا تو میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے لگا۔ میں نے اس سے علوم عقلیہ، منطق اور فنون حکمیہ اور تعلیمیہ سیکھے۔ وہ مرحوم اس بارے میں میرے متعلق تبریز میں گواہی دیتا تھا سلطان کے ساتھیوں میں آنے والے اصحاب میں سے ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان مالقی بھی ہیں، یہ صاحب سلطان کے کاتب تھے اور رئیس الکتاب اور فرامین و خطابات کے نیچے لگائی جانے والی علامت کے حامل ابومحمد عبداللہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ کبھی سلطان اپنے خط سے علامت لگا دیتا تھا یہ رضوان اپنے خط کی برتری، علم کی کثرت، چہرے کی خوبصورتی، دستاویزات کی سمجھ اور سلطان کی طرف سے پڑھنے میں بلاغت اور منابر پر شعر و خطابت کے مرتب کرنے میں مغرب کا قابل فخر فرزند تھا۔ وہ اکثر سلطان کے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا لہٰذا جب وہ ہمارے پاس تونس آیا تو میں اس کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے اس پر رشک کیا اگرچہ میں نے اسے ہم عمر ہونے کی وجہ سے شیخ نہیں بنایا۔ جس طرح میں ان سے الگ ہو گیا تھا اس سے بھی الگ ہو گیا۔ ہمارے دوست ابوالقاسم الرموی نے جو تونس کا شاعر ہے، ایک قصیدہ میں جو نون کے قافیے میں ہے اس کی زبردست مدح کی ہے۔ اس نے اس سے خواہش کی ہے کہ وہ اپنے شیخ محمد عبدالمہیمن کو یاد کروائے کہ اس نے قصیدے میں سلطان ابوالحسن کی یاد کے قافیہ میں جو مدح کی ہے وہ اس تک پہنچا دے۔ سلطان کے حالات میں اس کا ذکر بیان ہو چکا ہے۔ ابن رضوان کی مدح میں سلطان کے ساتھ آنے والے مشہور علماء کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ ہے۔

''اس کے بعد میں نے اپنے زمانے کو اس وقت پہچانا جب میں نے اپنے عرفان کا انکار کر دیا مجھے یقین ہو گیا کہ کیوان کی ہتھیلی میں کوئی سعادت نہیں، تعیین و تعدیل کرنے والے کے اختیار میں کوئی اختیار نہیں۔ قرآن کے سامنے والوں کا کوئی مقابلہ نہیں یہی صورت کے نظام نے اپنی ترتیب کو مکمل کیا ہے کیونکہ قاضی نے دلیل کے ساتھ رجحان کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ آدمی کا اس کے فقرات اور اس کی نقل سے مفلس ہونا عقل مند کو اوزان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ پھر آنے والے علماء کے متعلق کہتا ہے:

یہ لوگ ہی اصل لوگ ہیں، ان کی عقلیں ثبیر اور نہلان پہاڑ کے تودوں سے زیادہ قوی ہیں۔ انکے علوم میں اوچھا پن نہیں ہے اور علوم کے یہ ماہرین بغیر آگ کے تیری راہنمائی کریں گے۔

وہ پھر آخر میں کہتا ہے

تونس عبدالمہیمن کا دیوان ہے لیکن میں اس کے وصل اور قرب میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ میرے پوشیدہ خیالات نے اس کے سوا کسی دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کیا اگرچہ میں ابن رضوان کی محبت کی وجہ سے سب سے محبت رکھتا ہوں۔

اس شاعر نے ہمارے دوست الرموی کو عبدالمہیمن کی اس بات کی یاد دلاتے ہوئے لکھا:

دل اکتساب اور سعی سے محبت کرتا ہے، یہی عمر ہے جو مکمل جیت میں لگی رہتی ہے۔ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ہدایت کی جستجو میں ہدایت کے

لیے کوشاں ہیں لیکن ساتھ ساتھ کچھ گمراہی کے لیے کوشاں ہیں۔ میں علم کو مخلوقات کے لیے زینت سمجھتا ہوں لہٰذا اس سے اچھی پوشاک بنا۔ میں دیکھتا ہوں کہ سب فضیلت ابن عبدالمہیمن میں اکٹھی ہوگئی ہے۔

وہ پھر اس کے آخر میں کہتا ہے:

وہ خواہشات کے زینوں سے قرب کا خواہاں ہے۔ اور ترقی اوپر کی جانب ہے لہٰذا تو آواز دیتا ہوا ان کے مقاصد کو حاصل کر، یہ دیکھ کہ ہر دور و نزدیک کا آدمی دوڑ لگا رہا ہے۔

جب قیروان میں 749ھ کے آغاز میں عربوں نے سلطان سے جنگ کی تو وہ اس سے غافل ہوگئے۔ اس کے بعد یہ الرموی اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہوسکا۔ جب طاعون جارف آئی تو اس نے سب کی صف لپیٹ دی، عبدالمہیمن بھی مرنے والوں کے ساتھ مرگیا۔ وہ تونس میں ہمارے اسلاف کے مقبرے میں اس دوستی کی وجہ سے دفن ہوا جو اس کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان ان دنوں میں پائی جاتی تھی جب وہ ہمارے پاس آئے تھے۔

قیروان کی لڑائی

جب قیروان کا معرکہ ہوا تو اہل تونس نے سلطان ابوالحسن کے ان تمام ساتھیوں پر حملہ کر دیا جو ان کے پاس تھے۔ انہوں نے پھر دارالخلافہ کے قصبے میں پناہ لی جہاں سلطان کے اہل و عیال رہتے تھے۔ بعد ازاں ابن تافراکین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قیروان سے نکل کر عربوں کے پاس گیا۔ وہ سلطان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، انہوں نے ابودبوس پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی جیسا کہ سلطان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ انہوں نے پھر ابن تافراکین کو تونس بھیجا تو اس نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا لیکن اسے سر نہ کر سکا۔ عبدالمہیمن نے تونس کے خروج کے روز گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز سنی تو وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے گھر آیا۔ وہ پھر میرے باپ مرحوم کے پاس روپوش رہا وہ تقریباً تین ماہ تک ہمارے ہاں روپوش رہا۔ پھر سلطان قیروان سے سوسہ گیا اور سمندر پر سوار ہو کر تونس چلا گیا، یوں ابن تافراکین مشرق کی طرف بھاگ گیا اور عبدالمہیمن روپوشی سے باہر آ گیا۔ آخر سلطان نے اسے دوبارہ ولایت و کتابت کا وظیفہ جاری کر دیا اور وہ اکثر میرے والد مرحوم سے گفتگو کرتا رہتا تھا، وہ اس کی دوستی کا قدر دان تھا اس نے جو خط اسے لکھا میں نے اسے اس کے خط سے یاد کیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ محمد خوبیوں والے نے مجھے روکا ہے اور میں ہمیشہ اس کا شکر گزار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ابن خلدون کو آسودہ زندگی اور ہمیشہ کی جنتیں عطا کرے۔ اس نے زبان اور اعمال سے کئی نیکیاں کر کے درستی کی ہے اس نے حضرمیہ کی اس بات میں رعایت کی ہے جسکی محبت سے اس نے مہربانی کے گلاب کا پھول توڑا ہے۔ اے ابوبکر! میں عمر بھر تیری تعریف کروں گا اور دل اور زبان سے اسے دہراتا رہوں گا۔ جب تک میری زندگی ہے میں تلوار اور زبان سے تیری بلندیوں کا دفاع کرتا رہوں گا۔ میں نے تجھ سے دوستی حاصل کی ہے، کاش، میرا زمانہ اس کی محبت کا لحاظ کرتا اور میں اپنی مہار موڑ لیتا۔

الرموی نے اپنے اشعار میں جن سرکردہ لوگوں کا ذکر کیا ہے وہ سلطان ابوالحسن کی مجلس کے پیش رو تھے جنہیں اس نے اہل مغرب سے اپنی محبت کے لیے چن لیا تھا۔ ان میں سے امام کے دو بیٹے تلمسان کے مضافات میں سے اور اہل برشک کے دو بھائی تھے جن میں سے بڑے کا نام ابو زید عبدالرحمٰن اور چھوٹے کا ابوموسیٰ عیسیٰ تھا۔ ان کا باپ برشک کی ایک مسجد میں امام تھا۔

زیرم بن حماد کا شب خون

اس دوران زیرم بن حماد نے جو ان دنوں شہر پر غالب تھا، اس پر الزام لگایا کہ اس کے پاس اس کے دشمنوں کا مال بطور امانت پڑا ہے لہٰذا اس نے اس سے امانت کا مطالبہ کیا۔ اس نے انکار کر دیا تو زیرم نے اس کے قبضے سے مال حاصل کرنے کے لیے اس پر شب خون مارا، وہ دفاع کرتا ہوا قتل ہوگیا۔ بعد ازاں اس کے یہ دونوں بیٹے ساتویں صدی کے آخر میں تونس چلے گئے اور وہاں انہوں نے ابن زیتون کے شاگردوں سے علم اور عبداللہ

بن شعیب الدکالی کے اصحاب سے فقہ پر بھی علم میں بہرہ وافر حاصل کر کے وہ مغرب واپس آ گئے اور الجزائر میں اقامت اختیار کر کے وہاں علم پھیلانے لگے کیونکہ زیرم کی وجہ سے برشک جانے میں ان کے لیے رکاوٹ تھی۔ اس دوران بنی مرین کا سلطان ابو یعقوب جوان دنوں مغرب اقصیٰ کا حکمران تھا، تلمسان کے مشہور طویل محاصرے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے وہاں سے اس کے نواح میں اپنی فوجیں بھیجیں اور اس کے بہت سے مضافات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے شلف میں مغراوہ کی عملداری پر بھی قبضہ کر لیا اور ملیانہ کو گھیر لیا۔ اس نے بنی عسکر میں سے حسن بن ابی الطلاق اور بنی ورتاجن میں سے علی بن محمد بن الخیر کو وہاں بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ ٹیکس کے لکھنے اور اموال کے حاصل کرنے کے لیے کاتب مندیل بن کتانی کو بھی بھیجا لہٰذا یہ دونوں بھائی الجزائر سے کوچ کر گئے اور اس کی نگرانی کرنے لگے۔ بعد ازاں یہ دونوں مندیل کتانی کی آنکھ کو بھا گئے تو وہ ان دونوں کے ساتھ بھاگ گیا، اس نے ان کو چن لیا اور اپنے بیٹے محمد کی تعلیم کے لیے مقرر کر دیا۔

جب سلطان مغرب یوسف بن یعقوب 705ھ میں تلمسان کے محاصرے میں اپنی جگہ پر اپنے خیموں میں سے ایک خصی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا جس نے اسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا تو اس کے بعد اس کے پوتے ابو ثابت نے کچھ امور کے بعد جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے، اسی کی حکومت سنبھال لی۔ اس کے بعد اس کے اور حاکم تلمسان ابو زیان محمد بن عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بھائی ابو حمو کے درمیان تلمسان سے چلے جانے اور اس کے علاقوں کو اسے واپس کرنے کا پختہ عہد ہوا لہٰذا اس نے ان کے ساتھ اس عہد کو پورا کیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد ابن ابی الطلاق شلف سے اور کتانی ملیانہ سے مغرب کی طرف واپس جانے کے لیے کوچ کر گئے اور تلمسان سے گزرے۔ وہاں ابو حمو نے ان دونوں کو وصیت کی، ان کے علمی مقام کی وجہ سے ان کی تعریف کی اور ان دونوں پر رشک کیا۔ اس نے ان کے لئے مشہور مدرسہ بنایا جو ان دونوں کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اہل علم کے طریقے کے مطابق اس کے پاس قیام پذیر رہے اور اس دوران ابو حمو فوت ہو گیا۔ وہ اس کے بیٹے ابو تاشفین کے ساتھ بھی اسی طرح رہے یہاں تک کہ سلطان ابو الحسن نے تلمسان پر چڑھائی کر دی۔ 737ھ میں بزور قوت اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ مغرب کی اطراف میں ان دونوں کی بہت شہرت تھی جس نے ان کے لیے اچھے خیال کی بنیاد رکھ دی لہٰذا اس نے اپنی آمد کے وقت ان دونوں کو بلا لیا۔ اس نے ان کی نشست کو قریب کیا، ان کی عزت کو بڑھایا اور ان کے ہم طبقہ لوگوں میں ان کی شان بلند کی۔ وہ جب کبھی تلمسان سے گزرتا تو وہ ان دونوں سے اپنی مجلس کو آراستہ کرتا۔ وہ پہلی بار اس وقت اس کے پاس گئے جب ان دونوں کے بلاد کے اعیان جمع ہوئے پھر وہ ان دونوں کو لڑائی کی طرف لے گیا اور وہ جنگ طریف میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے۔ وہ پھر اپنے شہر کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد ان میں سے ابو زید فوت ہو گیا اور اس کا بھائی موسیٰ عزت کے ساتھ زندہ رہا۔

افریقہ کی طرف سلطان کا جانا

جب سلطان ابو الحسن 748ھ میں افریقہ کی طرف گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے تو وہ ابو موسیٰ بن امام کو عزت اور وقار کے ساتھ اپنے ساتھ لے گیا۔ جب اس نے افریقہ پر قبضہ کر لیا تو اس نے اسے اس کے شہر کی طرف بھیج دیا لیکن وہ تھوڑا عرصہ وہاں ٹھہرا اور 749ھ میں طاعون جارف سے فوت ہو گیا۔ ان دونوں کی اولاد اس عہد تک درجہ بدرجہ عزت کے راستوں پر بڑھتی رہی۔

السطی کا بیان

السطی کا نام محمد بن سلیمان تھا جو بطون اوربہ میں سے سطہ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ فاس کے نواح میں رہتے تھے لہٰذا اس کا باپ سلیمان شہر فاس میں اترا اور محمد نے وہیں پرورش پائی۔ اس نے مغرب کے امام المالکیہ شیخ ابو الحسن الصغیر سے علم حاصل کیا جو بہت مشہور آدمی تھا اور ساتھ ہی فاس کا قاضی الجماعۃ تھا۔ اس نے اس سے فقہ حاصل کی اور اسے سنایا۔ وہ امام مالک کے مذہب کا سب لوگوں سے زیادہ حافظ اور فقیہ تھا۔ سلطان ابو الحسن اپنی عالی ہمتی، مہربانی اور نوازش میں دور تک جانے کے باعث اپنی مجلس کو علماء کے ساتھ مزین کرنے پر نظر رکھتا تھا۔ اس نے ان میں سے ایک جماعت کو اپنی صحبت اور ہم نشینی کے لیے چن لیا جن میں یہ امام محمد بن سلیمان بھی شامل تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے پاس تونس میں

آیا تو ہم نے اس کی فضیلت و برتری کو دیکھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص فقہ کے حفظ اور فہم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا میرا بھائی موسیٰ اسے ابوالحسن لخمی کی کتاب التبصرہ سناتا تھا تو وہ متعدد مجالس میں اپنی املاء اور حفظ سے اس کی تصحیح کرتا جاتا تھا۔ اکثر کتب جن سے اس کا واسطہ پڑتا تھا، ان کا یہی حال تھا۔ وہ جنگ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا اس کے ساتھ تونس گیا اور تقریباً دو سال تک وہاں مقیم رہا۔ جب مغرب نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی تو اس کا بیٹا ابوعنان با اختیار ہو گیا تو سلطان ابوالحسن 750ھ کے آخر میں تونس سے اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور بجایہ سے گزرا۔ وہاں اس کے سواحل میں غرق ہو گیا، اس کا بحری بیڑا اور اس کے سوار بھی غرق ہو گئے۔ جن میں اکثر اس کے ساتھ فضلاء وغیرہ ہی تھے۔ سمندر نے ان کو ایک جزیرے میں پھینک دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بحری بیڑے نے اسے بچا لیا۔ وہ بہت سے اپنے عیال واصحاب اور موجودہ چیزوں کو تباہ کرنے کے بعد الجزیرہ کی طرف چلا گیا۔ اس کی امارت کا حال اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

تلمسان کا ایلی

ایلی کا نام محمد بن ابراہیم تھا جس نے تلمسان میں پرورش پائی۔ اصل میں وہ اندلس کے غریب الوطن لوگوں میں سے ہے جو الجوف شہر کے ایلہ کے باشندوں میں سے ہیں۔ وہ اپنے باپ اور چچا احمد کے ساتھ گیا لہٰذا یغمراسن بن زیان نے انہیں خادم بنا لیا۔ اس کے بیٹے ان کی فوج میں تھے، ان دونوں میں سے ابراہیم نے تلمسان کے قاضی محمد بن غلبون کی بیٹی سے رشتہ کیا جس سے یہ محمد پیدا ہوا جس نے تلمسان میں اپنے دادا کی کفالت میں پرورش پائی، اس وجہ سے اس کے دل میں فوج کے بجائے جو اس کے باپ اور چچا کا پیشہ تھا علم کی طرف توجہ ہوئی۔ جب وہ جوان ہوا تو اس کے دل میں علم کی محبت سبقت کر گئی اور وہ ان میں مشہور ہو گیا۔ جب لوگ ان کے سیکھنے کے لیے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے حالانکہ یہ سن بلوغ میں تھا۔ جب سلطان یوسف بن یعقوب نے آ کر خیمے لگا کر تلمسان کا محاصرہ کر لیا تو مضافات کی طرف فوجیں بھیجیں اور اکثر مضافات کو فتح کر لیا۔ ابراہیم ایلی تلمسان کی بندرگاہ حنین کا قائد تھا لہٰذا جب یوسف بن یعقوب نے اس پر قبضہ کر لیا تو بنوعبدالواد کے جس قدر ساتھی وہاں موجود تھے، انہیں قید کر لیا اور ابراہیم ایلی کو بھی قید کر لیا۔ جلد ہی تلمسان میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ یوسف بنی یعقوب ان کے بیٹوں کو یرغمالی بناتا ہے اور انہیں رہا کرتا ہے۔ اب اس کے بیٹے محمد نے ان کے پاس جانے کے متعلق غور کیا تو اس کے اہل نے اسے اس کے عزم پر اکسایا لہٰذا وہ فصیلوں کو پھاند کر اپنے باپ کی طرف گیا لیکن اس نے یرغمالی بنانے کی خبر کو صحیح نہیں پایا اور یوسف بن یعقوب نے تادیریت میں اسے اندلسی فوج کا سالار بنا کر اس سے خدمت لینی چاہی۔ لیکن اس نے اس مقام پر کھڑا ہونا پسند نہیں کیا، اپنی ہیئت بدل لی اور ٹاٹ پہن لیا۔ وہ پھر حج کے ارادے سے چل پڑا اور فقراء کی صحبت میں مختفی ہو کر عبادت گزاروں کی خانقاہ میں پہنچ گیا۔ اس نے وہاں اہل کربلا میں سے بنی الحسن کے ایک رئیس کو پایا جو مغرب میں اپنی دعوت قائم کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ وہ بڑا سادہ لوح تھا لہٰذا جب اس نے یوسف بن یعقوب کی فوجوں اور اس کے غلبے کی شدت کو دیکھا تو اپنے مقصد سے مایوس ہو گیا۔ وہ پھر اس سے دست بردار ہو گیا اور اپنے شہر کو واپس جانے کا عزم کر لیا لہٰذا ہمارا شیخ محمد بن ابراہیم بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ مرحوم بیان کرتا ہے کہ کچھ عرصے بعد اس کا حال مجھ پر منکشف ہوا اور جس کام کے لیے وہ آیا تھا اس کی حقیقت معلوم ہوئی۔ میں پھر اس کے ساتھیوں، اصحاب اور تابعین میں شامل ہو گیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہر شہر میں اس کے اصحاب، پیروکار اور خدام اس سے ملتے جو اپنے اپنے علاقے سے اس کے پاس توشے اور اخراجات لاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم تونس سے اسکندریہ تک سمندر پر سوار ہو گئے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ سمندر میں مجھ پر شہوت کا سخت غلبہ ہو گیا۔ اس رئیس کے مقام کی وجہ سے میں نے بکثرت نہانے سے شرم محسوس کی تو اس کے ایک ہم راز نے مجھے کافور پینے کا مشورہ دیا۔ میں نے اس سے ایک چلو لے کر پیا تو مجھے دماغی عارضہ ہو گیا۔ میں اسی حال میں دیارِ مصر میں آ گیا۔ اس زمانے میں وہاں معقول و منقول کے شہسواروں میں سے تقی الدین بن دقیق العید، ابن الرفعہ، صفی الدین ہندی اور تبریزی وغیرہ رہتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب اس نے ہمارے سامنے ان کا ذکر کیا تو دماغی عارضے کی وجہ سے اس کے وجود کی تمیز ہی ہوئی۔ اس نے پھر اس رئیس کے ساتھ حج کیا اور اس کے ہم رازوں میں شامل ہو کر کربلا کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اپنے اصحاب میں سے اس کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجا تاکہ اسے بلادِ زواودہ میں جو مغرب کے ایک گوشے میں ہے، اس کے مامن کو پہنچا دے۔

مجھے میرے مرحوم شیخ نے بتایا کہ میرے پاس بہت سے دینار تھے جو میں نے مغرب سے حاصل کیے تھے جو جبہ میں پہنا کرتا تھا، وہ اس کے اندر رکھ لیے۔ جب میں بیمار ہو گیا تو اس نے ان کو مجھ سے چھین لیا۔ جب اس نے اپنے اصحاب کو مغرب تک میری مشایعت کے لیے بھیجا تو وہ دینار انہیں دے دیئے۔ جب انہوں نے وہ دینار مجھے دے دیے اور مجھ سے ایک تحریر پر گواہی دلوائی جسے وہ اس کے پاس لے گئے جیسا کہ ہم نے انہیں حکم دیا تھا۔ اس کے بعد ہمارے شیخ کے مغرب پہنچنے کے ساتھ ہی یوسف بن یعقوب کی وفات اور اہل تلمسان کا محاصرے سے چھٹکارا ہو گیا لہٰذا وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اور اسے دماغی عارضے سے صحت ہو گئی۔ اب علم سیکھنے کے لیے اس کی خواہش میں اضافہ ہو گیا اور وہ عقلیت کی طرف میلان رکھتا تھا۔ لہٰذا اس نے ابوموسیٰ بن الامام سے منطق اور جملہ اصلین پڑھے اس وقت تک حاکم تلمسان ابوحمو کی حکومت مضبوط ہو چکی تھی اور وہ امور کا کنٹرولر تھا۔ اسے ہمارے شیخ کے متعلق پتہ چلا کہ اسے علم حساب میں تقدم حاصل ہے تو اس نے اپنے اموال کا کنٹرول اور اپنے احوال کی نگرانی اس کے سپرد کر دی۔ ہمارے شیخ نے اس سے جان چھڑانا چاہی تو اس نے اسے اس کام پر مجبور کیا لہٰذا اس نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ایک حیلہ کیا اور سلطان ابوالربیع کے زمانے میں فاس چلا گیا۔ ابوحمو نے اس کے متعلق اطلاع بھیجی تو وہ المغیلی کے خلیفہ یہودی سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے فاس چھپ گیا۔ یوں اس نے اس کے فنون کو مکمل طور پر حاصل کیا اور ماہر ہو گیا۔ وہ پھر فاس سے چھپتے چھپاتے نکل کر 710ھ میں مراکش چلا گیا اور وہاں معقول و منقول کے شیخ اور علمی اور حالی تصوف کے ماہر امام ابوالعباس ابن البناء کے ہاں اترا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا، اس سے علم حاصل کیا اور علم معقول، تعالیم اور حکمت میں بہرہ وافر حاصل کیا۔

اس کے بعد شیخ الہسا کرہ علی بن محمد بن ترومیت نے اسے بلایا کہ اسے سنائے اور وہ سلطان کا تابعدار تھا لہٰذا ہمارا شیخ اس کے پاس گیا اس کے ہاں ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں وہ اسے سناتا رہا اور وہاں طالبان علم شیخ کے پاس اکٹھے ہو گئے، یوں اس کے افادہ اور استفادہ میں اضافہ ہو گیا۔ اس اثناء میں علی بن محمد اس کی محبت اور تعظیم اور اس کے اشارے پر عمل کرنے پر قائم رہا لہٰذا وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا۔ ان قبائل میں اس کی امارت و ریاست بڑھ گئی۔ جب سلطان ابوسعید علی بن ترومیت اپنے پہاڑ سے اترا تو شیخ بھی اس کے ساتھ اتر آیا اور فاس میں ٹھہر گیا۔ بعد ازاں ہر طرف سے طالب علم اس کے پاس آ گئے لہٰذا اس کا علم اور شہرت پھیل گئی۔ جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان فتح کیا اور ابوموسیٰ ابن الامام کو ملا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا، اس کے علوم اور متقدم ہونے کو بیان کیا۔ سلطان اپنی مجلس میں علماء کے جمع کرنے کا اہتمام کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نے اسے فاس سے بلایا اور اسے اپنی مجلس کے علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا۔ وہ پھر وہاں تعلیم و تدریس میں لگ گیا اور سلطان کی صحبت سے وابستہ ہو گیا۔ وہ افریقہ کی جنگ طریف اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان دوستی تھی جو اسے سنانے میں میرا وسیلہ تھی لہٰذا میں بھی اس کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور میں نے تعالیم کے ذریعے اس سے علوم عقلیہ سیکھے۔ میں نے پھر منطق، اصلین اور علوم حکمت پڑھے اور اس اثناء میں معلوم ہوا کہ سلطان تونس سے اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر مغرب آ رہا ہے۔ اس وقت شیخ ہمارا مہمان اور ہماری کفالت میں تھا۔ لہٰذا میں نے اسے ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔ ہم نے اسے سفر کرنے سے روکا تو اس نے ہماری بات قبول کر لی اور ٹھہر گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے ہم سے اس کا مطالبہ کیا تو ہم نے اس کے پاس نہایت اچھی طرح معذرت کر دی تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ قبل ازیں ہم اس کے سمندر میں غرق ہونے کا واقعہ کو بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد شیخ تونس میں ٹھہر گیا۔ ہم اور ہمارے سب اہل شہر اس کی مجلس میں جانے اور اس سے علم سیکھنے میں مطالبہ کرتے تھے۔ جب سلطان ابوالحسن جبل ہنتاتہ میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا ابوعنان اپنے شواغل سے فارغ ہو گیا تو اس نے تلمسان کو بنی عبدالواد سے چھین لیا۔ اس کے بعد اس نے تونس کے حکمران کو اس کے بارے میں خط لکھا اور اس سے اس کا مطالبہ کیا۔ اس وقت تونس کا سلطان ابواسحٰق بن یحییٰ، شیخ الموحدین بن تافراکین کی کفالت میں تھا لہٰذا اس نے اسے اس کے سفیر کے سپرد کر دیا۔ وہ اس کے ساتھ ابوعنان کے اس بحری بیڑے میں سمندر پر سوار ہو گیا جس میں سفیر آیا تھا۔ وہ پھر بجایہ سے گزرا اور اس میں داخل ہوا۔ وہ ایک ماہ تک وہاں ٹھہرا یہاں تک کہ طالبان علم نے وہاں اسے اس کی اور بحری بیڑے کے سالار کی مرضی سے مختصر ابن حاجب سنائی جو اصول فقہ کی کتاب ہے اس نے پھر وہاں کوچ کیا اور حنین کی بندرگاہ پر اترا۔ بعد ازاں وہ تلمسان میں ابوعنان کے پاس آیا۔ اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے اشیاخ علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا۔ وہ اسے سناتا اور اس سے سیکھتا تھا یہاں تک کہ 757ھ میں فاس میں فوت ہو گیا۔ مرحوم نے مجھے بتایا تھا کہ 681

میں اس کی پیدائش تلمسان میں ہوئی تھی۔

عبدالمہیمن کے حالاتِ زندگی

یہ سلطان ابوالحسن کا کاتب تھا اور اصل میں سبتہ کا رہنے والا تھا۔ ان کا گھرانہ وہاں بہت قدیم ہے اور یہ بنی عبدالمہیمن کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا باپ محمد، بنی العزفی کے دور میں سبتہ کا قاضی تھا۔ اس کے بیٹے عبدالمہیمن نے اس کی کفالت میں پرورش پائی اور وہاں کے بڑے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ وہ پھر استاد ابواسحٰق غافقی کے ساتھ مختص ہو گیا جب رئیس ابوسعید حاکم اندلس نے سبتہ پر قبضہ کیا تو بنی العزفی اپنے جملہ اعیان کے ساتھ غرناطہ چلے آئے۔ محمد بن عبدالمہیمن بھی ان کے ساتھ چلا آیا اور وہیں اس نے اپنی تعلیم مکمل کی۔ وہ غرناطہ کے مشائخ میں فوقیت لے گیا اور مغرب اور اندلس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کی۔ اندلس کے رئیس اور وزیر ابوعبداللہ بن الحکیم الرندی نے جو سلطان مخلوع ابن الاحمر پر حاوی تھا، اسے کاتب بنا دیا لہٰذا اس نے اس کی جانب سے لکھا۔ اس نے اسے اپنی مجلس کے فضلاء جیسے محدث ابوعبداللہ بن سید الفہری، ابوالعباس احمد الغرفی اور متجر د عالم اور صوفی ابوعبداللہ محمد بن خمیس تلمسانی کے طبقے میں شامل کر لیا۔ وہ دونوں بلاغت و شعر میں ان دیگر فضلاء کیساتھ نہیں چلتے تھے۔ جو اس کے ساتھ مختص تھے۔ ابن الخطیب نے اپنی تاریخ غرناطہ میں ان کا ذکر کیا ہے جب وزیر بن الحکیم مبتلائے مصیبت ہوا اور سبتہ بن مرین کی تابعداری میں لوٹ آیا تو عبدالمہیمن بھی سبتہ واپس آ کر وہاں رہنے لگا۔ اس کے بعد ابوسعید نے امارت سنبھالی تو اس کے بیٹے ابوعلی نے اس پر غلبہ پا لیا اور خود کو حکومت کو بوجھ اٹھانے کے لیے مخصوص کر لیا۔ اس نے پھر فضلاء کو بلانے کی طرف غور کیا اور ان کے مقام سے زینت حاصل کی لہٰذا اس نے عبدالمہیمن کو سبتہ سے بلایا اور 712ھ میں اسے کاتب بنایا۔ وہ پھر 714ھ میں اپنے باپ کے خلاف ہو گیا اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا۔ اس کے بعد وہاں سے اپنے باپ کے ساتھ صلح کرنے کے لیے سجلماسہ چلا گیا لہٰذا سلطان ابوسعید نے عبدالمہیمن سے تمسک کیا اور اسے کاتب بنا دیا یہاں تک کہ اس نے اسے رئیس الکتاب بنا دیا۔ اس نے پیغامات اور اوامر میں اس کی علامت کا نشان لگایا لہٰذا وہ اس کام کے لیے 718ھ میں آیا۔ وہ سلطان ابوسعید کے بقیہ ایام اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں بھی اس عہدے پر قائم رہا اور ابوالحسن کے ساتھ افریقہ چلا گیا لیکن اپنی نقرس کی بیماری کی وجہ سے جنگ قیروان سے پیچھے رہ گیا۔ جب تونس میں گھبرا دینے والی آواز آئی اور لڑائی کی خبر پہنچی تو سلطان کے ساتھی اس کی بیویوں کے ساتھ قصبہ کی طرف چلے گئے۔ عبدالمہیمن ان سے الگ ہو کر شہر میں گھس گیا اور اس خوف سے ہمارے گھر میں روپوش ہو گیا کہ کہیں ان کے ساتھ اسے بھی گزند نہ پہنچے۔ جب یہ تاریکی دور ہوئی اور سلطان قیروان سے سوسہ واپس آ گیا اور پھر وہاں سے سمندر پر سوار ہو کر تونس آیا تو اس نے عبدالمہیمن سے اعراض کیا کیونکہ وہ قوم سے الگ ہو کر قصبے میں اس کے غائب ہونے سے ناراض ہو گیا تھا۔ اب اس نے ابوالفضل بن الرئیس عبداللہ بن ابی مدین کو علامت پر مقرر کر دیا حالانکہ اس سے قبل وہ اس گھرانے سے مخصوص تھی۔ یوں ایک ماہ تک عبدالمہیمن بے کار رہا پھر سلطان نے غور و فکر کیا اور اس سے راضی ہو گیا۔ اس نے پہلے کی طرح علامت اسے واپس کر دی۔ وہ پھر چند دنوں میں تونس میں طاعون جارف سے 749ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کی پیدائش 675ھ میں ہوئی تھی۔ ابن الخطیب نے تاریخ غرناطہ میں اس کا مکمل تعارف کروایا ہے لہٰذا جو شخص اس سے بخوبی آگاہ ہونا چاہتا ہے وہ اس کا مطالعہ کرے۔

ابن رضوان کے حالات

اس کا ذکر ابن الرحوی نے اپنے قصیدے میں کیا ہے۔ اس کا پورا نام ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان البخاری ہے۔ اس کا اصل وطن اندلس ہے، اس نے مالقہ میں پرورش پائی ہے اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ اس نے عربی اور ادب میں مہارت حاصل کی اور علوم اور نظم و نثر کو خوش اسلوبی اور عمدگی سے بیان کیا۔ یہ عمدگی کے ساتھ درست پڑھتا تھا اور دستاویزات کو نہایت اچھی طرح لکھتا تھا۔ جنگ طریف کے بعد کوچ کر گیا اور سبتہ اترا۔ یہ وہاں سلطان ابوالحسن سے ملا، اس کی مدح کی اور اس نے اسے انعام دیا۔ یہ پھر قاضی ابراہیم بن یحییٰ سے مختص ہو گیا۔ جو ان دنوں نوجوان کا قاضی اور سلطان کا خطیب تھا۔ وہ اسے قضا اور خطابت سے توبہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا پھر اس نے اسے سلطان کے محل کے کاتبوں

میں شامل کر دیا۔ یہ رئیس الکتاب عبدالمہیمن کی خدمت اور اس سے علم حاصل کرنے کے لیے مخصوص ہو گیا یہاں تک کہ سلطان افریقہ کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں جنگ قیروان ہوئی اور وہ اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں کے ساتھ قصبہ تونس میں محصور ہونے والوں کے ساتھ محصور ہو گیا۔ سلطان نے ابن رضوان کو اپنے بعض کاموں کے لیے پیچھے چھوڑا تھا لہٰذا محاصرے کے وقت انہیں جو تحریرات ملیں وہ لے کر چلا گیا۔ اس نے اس سلسلے میں بڑا کردار ادا کیا اور اسے اچھی طرح نبھایا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے آ گیا۔ اس نے اس کے حق خدمت کا لحاظ کیا، اس سے انس کیا، اسے اپنا قرب عطا کیا اور بکثرت عامل مقرر کیا یہاں تک کہ وہ 750ھ میں بحری بیڑے میں تونس سے مغرب چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اس نے بیٹے اپنے بیٹے ابوالفضل کو جانشین بنایا اور ابوالقاسم بن رضوان کو اس کا کاتب بنا کر پیچھے چھوڑا لہٰذا وہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد تونس میں سلطان الموحدین الفضل بن سلطان ابویحییٰ ان پر غالب آ گیا اور ابوالفضل اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔ ابن رضوان اس کے ساتھ سفر کرنے کی سکت نہ پا سکا لہٰذا وہ ایک سال تک تونس میں ٹھہرا رہا، اس کے بعد سمندر پر سوار ہو کر اندلس چلا گیا۔ وہ سلطان ابوالحسن کے جملہ ساتھیوں کے ساتھ المریہ میں ٹھہرا جن میں شیخ حنتاتہ عامر بن محمد بن علی بھی شامل تھا۔ جو سلطان ابوالحسن کی بیوی اور بیٹے کا کفیل تھا۔ اس نے کوچ کے وقت انہیں اپنے ساتھ تونس سے کشتی میں سوار کرایا اور اندلس کی طرف چلا گیا۔ یہ سب المریہ میں اترے اور سلطان اندلس کے وظیفے پر وہاں مقیم رہے۔ یوں ابن رضوان بھی ان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔ سلطان اندلس ابوالحجاج نے اسے اپنا کاتب بنانے کے لیے بلایا تو اس نے انکار کیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور المریہ میں اس کے جو عزیز تھے، وہ کوچ کر گئے سلطان ابوعنان کے پاس چلے گئے۔ ابن رضوان بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے اس کے باپ کی جو خدمت کی تھی، اس کا لحاظ کیا اور اسے اپنا کاتب بنا لیا۔ اس نے اسے اپنے حضور طالبان علم کے ساتھ اپنی مجلس میں حاضر ہونے کے لیے مختص کیا۔ اس زمانے میں محمد بن ابی عمرو حکومت کا رئیس، سلطان کی خلوت کا ہم راز اور علامت اور ٹیکس اور فوجوں کے حساب کا افسر تھا۔ وہ سلطان کی خواہش پر غالب تھا، اس نے اسے مختص کر لیا لہٰذا ابن رضوان نے اسے خدمت میں لے لیا یہاں تک کہ وہ دوستی، صحبت اور داستان گوئی کے انتظام اور خصوصی مجالس میں جانے کے عہد کی وجہ سے اس سے محبت کرنے لگا۔ اس کے باوجود وہ اسے سلطان کے قریب کرنے لگا اور اس کے ہاں اس کا بازار گرم ہو گیا۔ جب وہ وہاں سے اہم کاموں کے لیے غیر حاضر ہوتا تو وہ اس کی خدمت کے موافق میں اسے کفایت کرتا لہٰذا وہ سلطان کی آنکھ کو بھا گیا اور اس کے ہاں اس کے فضائل مشہور ہو گئے۔

جب ابوعمر 754ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا تو ابن رضوان علامت کتاب کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا۔ اس کے بعد ابن ابی عمرو سلطان کو واپس لے گیا اور اسے بجایہ کی طرف دور بھیج دیا۔ اس نے اسے بجایہ اور اس کے بقیہ مضافات اور قسنطینہ کے موحدین کا والی مقرر کیا۔ یوں ابن رضوان کتابت میں یکتا ہو گیا اور اس نے ابوعمر کی طرح اسے علامت بھی دے دی۔ اس کے بعد وہ اس کا منتظم بن گیا اور اسے جاگیریں اور عزت حاصل ہو گئی۔ لیکن 757ھ کے آخر میں وہ اس سے ناراض ہو گیا اور محمد بن القاسم بن ابی مدین کو علامت اور انشاء پردازی اور مہر لگانے کا کام ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج الغرناطی کو دیدیا۔ جب سلطان ابوسالم کی حکومت آئی تو اس نے انشاء پردازی اور مہر کے رجسٹرار علی بن محمد بن مسعود کو علامت کا کام دے دیا اور سیکرٹری شپ مولف کتاب عبدالرحمٰن بن خلدون کے سپرد کر دی۔ جب 762ھ میں ابوسالم فوت ہو گیا تو وزیر عمر بن عبداللہ جس نے اس کے بیٹے کی کفالت کی تھی، اس پر حاوی ہو گیا لہٰذا اس نے اپنے بقیہ ایام میں علامت ابن رضوان کو دے دی اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا، یوں ابن رضوان ہمیشہ علامت پر قائم رہا جب عبدالعزیز فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے سعید کو وزیر ابوبکر بن غازی بن الکاس کی کفالت میں حکمران بنایا۔ جب کہ ابن رضوان اپنے حال پر قائم رہا۔ اس کے بعد سلطان احمد نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اسے سعید اور ابوبکر بن غازی سے چھین لیا۔ اس کی حکومت کے انتظام کو محمد بن عثمان بن الکاس نے اس پر حاوی ہو کر سنبھال لیا تاہم علامت پہلے کی طرح ابن رضوان کے پاس رہی یہاں تک کہ اس نے ازمور میں وفات پائی۔

افریقہ میں اس کے ساتھی

افریقہ میں جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں مغرب کا شیخ القراء فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الزواوی بھی تھا جس نے فاس کے مشائخ سے علم اور

عربی سیکھی تھی۔ ابوعبداللہ بن رشید سے مروی ہے جو بہت سفر کرنے والا تھا کہ وہ قرأت میں امام تھا اور اس میں ایسا ملکہ رکھتا تھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اسے مزامیر داؤدی کی آواز حاصل تھی۔ وہ سلطان کو تراویح پڑھایا کرتا تھا اور بعض اوقات اسے قرآن کا ایک پارہ سنایا کرتا تھا۔

افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہونے والوں میں سے دوسرا آدمی فقیہ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن صباح تھا جو مکناسہ کا باشندہ تھا۔ وہ معقول ومنقول میں فائق، حدیث اور اس کے رجال کا عارف اور کتاب موطا کی معرفت اور سنانے کا امام تھا۔ اس نے فاس اور مکناسہ کے مشائخ سے علوم حاصل کیے تھے۔ جب وہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ ایلی سے ملا تو اس کیساتھ رہنے رہا اور اس سے علوم عقلیہ حاصل کیے۔ اس نے اپنی بقیہ جستجوئے علم کو پوری طرح وہیں خرچ کیا اور آخر میں نمایاں ہو گیا۔ آخر سلطان ابوالحسن نے اپنی ہم نشینی کے لیے چن لیا اور اسے بلایا، وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ بحری بیڑے میں غرق ہو گیا۔

ان میں سے ایک قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالنور بھی تھا جو ندرومہ کے مضافات کا باشندہ تھا، اس کا نسب منہاجہ میں تھا۔ وہ امام مالک بن انس کی فقہ کا ماہر تھا۔ اس نے امام کے دونوں بیٹوں ابوزید اور ابوموسیٰ سے فقہ سیکھی تھی۔ یہ ان دونوں کے اصحاب میں شامل تھا۔ جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے امام کے دونوں بیٹوں کے مقام کو بلند کیا اور دونوں کو ان کے شہروں میں شوریٰ کے لیے مختص کیا۔ وہ اپنی حکومت میں بہت سے اہل علم کو اکٹھا رکھتا تھا اور ان کے روزینے مقرر کرتا تھا۔ وہ ان سے اپنی مجلس کو معمور رکھتا تھا۔ ایک روز اس نے امام کے بیٹے سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اصحاب میں سے اس کے لیے ایک آدمی کو منتخب کرے جو اسے مجالس کے فقہاء میں شامل کر دے۔ اس نے اسے اس عبدالنور کے متعلق مشورہ دیا تو اس نے اسے قریب کیا اور اسے اپنا قریبی ہم نشین بنالیا۔ اس نے اپنی فوج کی قضا اس کے سپرد کی اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھیوں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ 749ھ میں تونس میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی علی کو پیچھے چھوڑا جو ابن الامام کی تدریس میں اس کا رفیق تھا مگر فقہ میں اس سے کم ماہر تھا لہٰذا جب سلطان ابوعنان اپنے باپ سلطان ابوالحسن کی فرمانبرداری سے دست کش ہو گیا اور اس نے فاس پر حملہ کیا تو اسے بھی اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ اس نے اسے مکناسہ کی قضا سپرد کی اور ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ حکومت پر غالب آ گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اب وہ اپنے فرض کی ادائیگی کا مشتاق ہوا تو اس نے اسے بھیجا اور وہ 764ھ میں حج کو گیا۔ جب وہ مکہ پہنچا تو اس کا کچھ مرض باقی تھا لہٰذا وہ طواف قدوم میں فوت ہو گیا۔ اس نے امیر الحاج کو اپنے بیٹے محمد کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی یہ وصیت دیار مصر پر غالب امیر بغا الخاصکی تک پہنچا دے۔ اس نے اس بارے میں اس کی نہایت اچھی طرح جانشینی کی اور اسے فقہا کے کام سپرد کیے جس سے اس نے اس کی ضرورت پوری کر دی۔ اس نے لوگوں سے سوال کرنے سے اس کی آبرو کو بچالیا۔ اس مرحوم کو علم کیمیا کا بڑا شوق تھا تاکہ اس میں لوگوں نے جو غلطیاں کی ہیں ان کی جستجو کرے لہٰذا اس وجہ سے وہ ایسی تکالیف برداشت کرتا رہا جو اسے اپنے دین اور عزت کے بارے میں لوگوں سے الجھاتی رہتی تھیں۔ آخر ضرورت نے اسے مصر چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہ بغداد چلا گیا۔ وہاں بھی اسے اسی قسم کی تکالیف سے واسطہ پڑا تو وہ ماردین چلا گیا اور وہاں کے حاکم کے پاس ٹھہر گیا۔ اس نے حق ہمسائیگی کو نہایت اچھی طرح ادا کیا یہاں تک کہ ہمیں 790ھ کے بعد اطلاع ملی کہ وہ وہاں اپنی طبعی موت مر گیا ہے۔

ان میں سے ایک شیخ التعالیم ابوعبداللہ محمد بن النجار تلمسانی تھا جس نے اپنے شہر کے مشائخ اور ہمارے شیخ ایلی سے علم حاصل کیا۔ وہ سب سے سبقت لے گیا پھر مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہ سبتہ میں امام التعالیم ابوعبداللہ محمد بن ہلال شارح مجسطی سے ملا جو ہیئت کی کتاب ہے۔ اس نے مراکش میں امام ابوالعباس ابن البناء سے علم حاصل کیا۔ جو علم نجامت، اس کے احکام اور اس کے متعلقات میں امام تھا۔ اس کے بعد وہ بہت علم حاصل کر کے تلمسان واپس آیا اور حکومت نے اسے منتخب کر لیا۔ جب ابوتاشفین فوت ہوا اور سلطان ابوالحسن بادشاہ بنا تو اس نے اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کیا اور اس کا روزینہ مقرر کر دیا۔ یوں یہ افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور طاعون سے فوت ہو گیا۔

ان میں سے ایک ابوالعباس احمد بن شعیب فاسی بھی تھا جو ادب ولسان اور علوم عقلیہ یعنی فلسفہ، تعالیم اور طب وغیرہ میں یکتا تھا۔ سلطان ابو سعید نے اسے جملہ کاتبوں میں شامل کر لیا۔ طب میں ماہر ہونے کی وجہ سے اس نے اس کا اطباء کا روزینہ مقرر کر دیا لہٰذا وہ اس کا کاتب اور طبیب بن

گیا۔ وہ اس کے بعد سلطان ابوالحسن کا بھی کاتب اور طبیب بنا اور اس کے بعد افریقہ گیا وہاں وہ اسی طاعون سے وہاں فوت ہوا۔ وہ اپنے اشعار میں متقدم اور متاخر، فاضل شعراء سے سبقت لے گیا تھا شعر کے نقد و تبصرہ میں اسے امامت حاصل تھی۔ اب مجھے صرف اس کے یہ اشعار ہی یاد ہیں:

''محبوب کا گھر نجد میں ہے اور اس کا رہنے والا چاند ہے۔ دل کی امان نجد میں ہے واہ! کیا موسم بہار کی پہلی بارش صبح صبح اس کے صحن میں ہوئی ہے۔ اس کے میدانوں میں کم مو گھوڑے آگے پیچھے دوڑتے ہیں یا نسیم کے مریض نے وہاں پیلو اور رند سے صحت مانگتے ہوئے رات گزاری ہے۔ وہ ان لوگوں کی باتیں سناتا ہے جو سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں، تاہم وہ سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ میرا وطن داستان گوئی کا زمانہ ہے۔ اس کے پانی سرخ اور نیلے ہیں۔ اور نگاہیں ایک ہرنی پر لگی ہوئی ہیں جو سیاہی مائل سرخ آنسوؤں اور چھوٹے قد والی ہے۔ وہ تیری طرف اشکبار آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ اس نے عاشق کو عمداً قتل کر دیا ہے۔ آخری مصائب کی گردش اور نصیبے کی لغزش انہیں جلدی جلدی لے گئی، اور وہ مر گئے۔ تیرے باپ کی قسم! ان کے بعد میری زندگی موت کے قریب ہو گئی ہے۔ وہ پھر مدفون ہو گئے اور انہیں زمین کے بطن اور لحد کے گڑھے نے اپنے اندر لے لیا ہے۔ میں جدائی کے پھینکنے اور دوری کے ویرانے کو اس کے دیدار سے دور کرتے ہوئے ان کے بعد زندگی گزار رہا ہوں۔ میں نے تنہا ان کا گرم پانی پیا ہے۔ اے غم میں پکارنے والے! مجھ سے زیادہ اصرار نہ کر، جو کچھ میں نے اس سے چھپایا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو میں نے عیاں کیا ہے، وہ میرے قریب ٹھہر کر مجھے دن بھر جلائے گا اور اس کی یاد سے مجھے بے خوابی پر بے خوابی ہونی لگتی ہے۔ اس نے دو بچے مضیعہ میں چھوڑے ہیں اور مجھے عطیے کی تکلیف پہنچی ہے''۔

ان میں ہمارے دوست خطیب ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق تلمسان بھی تھے جن کے اسلاف، عباد میں شیخ ابومدین کے مہمان تھے اور اپنے دادا کے زمانے سے اس کی قبر کے خادم تھے جو اس کی زندگی میں اس کا خادم تھا۔ وہ اس کا پانچواں یا چھٹا دادا تھا اور اس کا نام ابوبکر ابوبکر بن مرزوق تھا جو اس کی دوستی میں مشہور تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو یغمراسن بن زیان نے جو بنی عبدالواد میں سے تلمسان کا بادشاہ تھا، اسے اپنے خاندان کے شاہی قبرستان میں دفن کیا تاکہ جب وہ فوت ہو تو اس کے سامنے دفن ہو۔ اس محمد نے تلمسان میں پرورش پائی۔ اس نے مجھے جو بات بتائی اس کے مطابق اس کی پیدائش 710ھ میں ہوئی تھی۔ یہ پھر 718ھ میں اپنے باپ کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا۔ جب بجایہ سے گزرا تو وہاں اس نے شیخ ابوعلی ناصر الدین کے متعلق سنا اور مشرق میں داخل ہوا۔ بعد ازاں اس کا باپ حرمین شریفین کے پڑوس میں رہنے لگا اور وہ خود قاہرہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں رہنے لگا۔ اس نے برھان الدین الفاقسی المالکی اور اس کے بھائی کو سنایا اور طلب و روایت میں یکتا ہو گیا۔ وہ دو خطوں کو بہت اچھی طرح لکھتا تھا پھر وہ 733ھ میں مغرب کی طرف آ گیا۔ وہ سلطان ابوالحسن کو تلمسان کے محاصرے میں اس کے مقام پر ملا اور اس نے عباد میں ایک عظیم مسجد تعمیر کی۔ اس کا چچا دستور کے مطابق عباد میں اس مسجد کا خطیب تھا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو سلطان نے ان کے چچا ابن مرزوق کی جگہ اس کو اس مسجد کی خطابت سپرد کی۔ وہ جب اسے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنتا تو اس کی تعریف و توصیف کرتا تھا لہٰذا وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا۔ اس نے اسے منتخب کر لیا اور اپنا مقرب بنایا۔ اس کے باوجود وہ شیخین جو امام کے دونوں بیٹے تھے، کی مجلس سے وابستہ رہتا تھا وہ اپنے آپ کو فضلاء اور اکابر کی ملاقات اور ان سے علم حاصل کرنے میں لگائے رکھتا تھا۔ دوسری طرف سلطان ہر روز اس کی ترقی میں اضافہ کرتا جاتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ جنگ طریف میں شامل ہوا جس میں مسلمانوں کی آزمائش ہوئی۔ وہ اسے حاکم اندلس کے ساتھ اپنی سفارت کے بعد اس کی طرف سے قشتالہ کے بادشاہ ابن اوفونش کے پاس صلح کے لیے اور اس کے بیٹے عمر ابوتاشفین کو چھڑانے کے لیے سفارت کی جسے جنگ طریف میں قیدی بنا لیا گیا تھا لہٰذا وہ اس سفارت میں جنگ قیروان سے غائب ہو گیا اور تاشفین کو عیسائی زعماء کی ایک جماعت کے ساتھ واپس لے آیا جو اپنے بادشاہ کی طرف سے سفارت میں آئے تھے۔ انہیں بلاد افریقہ میں قسطنطینہ مقام پر جنگ قیروان کی اطلاع ملی تو وہیں پر سلطان کا عامل اور اس کے محافظ بھی موجود تھے لہٰذا اہل قسطنطینہ نے ان سب پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا۔ اس کے بعد فضل بن سلطان ابویحییٰ کا خطبہ دیا، موحدین کی دعوت کو دہرایا اور اسے بلایا لہٰذا وہ ان کے پاس آیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابن مرزوق، اعیان و عمال اور ملوک و سفراء کی ایک جماعت کے ساتھ مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے چلا۔ بعد ازاں سلطان ابوعنان کے پاس ابوالحسن کی چہیتی لونڈی یعنی ان کی والدہ کے ساتھ گیا جو اس کی طرف سفر کر کے آ رہی تھی لہٰذا اسے قسطنطینہ میں اس کی

اطلاع مل گئی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ اب اس کے بیٹے ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور فاس پر قابض ہو گیا تو وہ اس کے پاس واپس آ گئی۔ ابن مرزوق بھی اس کی خدمت میں تھا، جب اس نے تلمسان جانا چاہا تو انہوں نے اسے وہاں بھجوا دیا۔ اس نے عباد میں اپنے اسلاف کی جگہ پر اقامت اختیار کر لی۔ تلمسان پر ان دنوں ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن بن یغمراسن بن زیان کی حکومت تھی۔ بنی عبدالواد کے قبیلے نے جنگ قیروان کے بعد تونس میں اس کی بیعت کر لی۔ اس وقت ابن تافراکین نے قصبہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے وہ تلمسان کی طرف واپس آ گئے لہٰذا ان دونوں نے وہاں ابوسعید عثمان بن جرار کو پایا جسے سلطان ابوعنان نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور فاس کی طرف روانگی کے وقت تلمسان کا عامل مقرر کیا تھا۔ بعد ازاں ابن جرار نے بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دی۔ عثمان بن عبدالرحمٰن نے اس کا قصد کیا، اس کے ساتھ اس کا بھائی ابوثابت اور ان کی قوم بھی تھی۔ انہوں نے ابن جرار کے ہاتھوں سے تلمسان چھین لیا پھر اسے قید کر دیا، بعد ازاں اسے قتل کر دیا۔

ابوسعید کی تلمسان میں حکومت

جب ابوسعید تلمسان کی حکومت میں خود مختار ہو گیا تو اس کا بھائی ابوثابت اس کی نیابت کرتا تھا۔ سلطان ابوالحسن تونس سے سمندر پر سوار ہوا تو اس کا بحری بیڑا غرق ہو گیا اور وہ بچ کر الجزائر چلا گیا۔ وہ وہاں اترا اور تلمسان پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج جمع کرنے لگا۔ اس کے بعد ابوسعید نے دیکھا کہ وہ اس تعلق کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان ہے، ان سے اس کی دھار کو ان سے روکے لہٰذا اس نے اس کام کے لیے ابن مرزوق کو منتخب کیا۔ اس نے اسے بلایا اور راز داری کے ساتھ اسے وہ بات بتائی جو وہ سلطان ابوالحسن سے کہنا چاہتا تھا۔ وہ پھر اس کام کے لیے صحرا کے راستے سے گیا تاہم ابوثابت اور اس کی قوم کو بھی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے اسے ابوسعید پر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اسے بُرا بھلا کہا لیکن وہ نہیں مانا۔ آخر انہوں نے صغیر بن عامر کو ابن مرزوق کے روکنے کے لیے بھیجا تو وہ اسے لے آیا۔ انہوں نے اسے کئی روز تک قید رکھا پھر اسے سمندر پار کروا کر اندلس بھیج دیا۔ وہ غرناطہ میں سلطان ابوالحجاج کے ہاں اترا۔ جب وہ جنگ طریف کے بعد سبتہ میں سلطان ابوالحسن کی مجلس میں اس سے ملا تھا۔ اس وقت سے اس کا ابوالحجاج کے ساتھ تعلق تھا۔ ابوالحجاج نے اس جان پہچان کا پاس کیا اور اسے قریب کیا۔ بعد ازاں الحمراء کی جامع مسجد میں اسے خطیب مقرر کر دیا۔ وہ مسلسل اس کا خطیب رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے اسے 754ھ میں اپنے باپ کی وفات اور تلمسان اور اس کے مضافات پر قابض ہونے کے بعد بلایا۔ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کے سابقہ تعلقات کی پاسداری کی اور سے اپنی مجلس کے اکابر میں شامل کر لیا۔ وہ اس کی مجلس اعلیٰ میں اس کے سامنے کتابیں پڑھتا تھا اور اس کی مجلس میں درس دینے والوں کے ساتھ اپنی باری پر درس دیتا تھا۔ اس نے پھر 758ھ میں تونس پر قابض ہونے کے بعد اسے تونس کی طرف بھیجا تا کہ وہ سلطان ابویحیٰی کی دختر اسے منگنی کا پیغام دے مگر اس عورت نے اس منگنی کو رد کر دیا۔ اس کے بعد اسے تونس میں خوفزدہ کیا گیا اور سلطان ابوعنان کے پاس چغلی کی گئی کہ وہ اس لڑکی کے مکان پر جھانکتا ہے۔ اس وجہ سے وہ اس پر ناراض ہوا۔ جب سلطان قسطنطینہ سے واپس آ گیا تو اہل تونس نے ان تمام عمال اور محافظوں پر حملہ کر دیا جو تونس میں موجود تھے۔ انہوں نے ابومحمد بن تافراکین کو مہدیہ سے بلایا لہٰذا وہ آیا اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو گئے اور تلمسان کی بندرگاہوں پر اترے۔

ابن خلدون کا گرفتار ہونا

اب سلطان نے ابن مرزوق کے قید کرنے کا اشارہ کیا۔ اس کام کے لیے یحییٰ بن شعیب جو اس کے دروازے کے دربانوں کا رہنما تھا، گیا لہٰذا وہ اسے تاسالت میں ملا اور وہیں اسے قید کر دیا۔ جب اسے اس کے پاس لایا تو سلطان نے اسے بلا کر ڈانٹا پھر اسے ایک مدت تک قید کر دیا لیکن اسے اپنی موت سے پہلے رہا کر دیا۔ سلطان ابوعنان کی موت کے بعد حکومت مضطرب ہو گئی تو بنی مرین کے کچھ لوگوں نے بنی یعقوب بن عبدالحق کے ایک شریف الاصل کی بیعت کر لی۔ انہوں نے بعد میں جدید شہر کا محاصرہ کر لیا۔ وہیں پر اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کا وزیر حسن بن عمر جو اس

پر حاوی تھا، موجود تھا۔ اس وقت سلطان ابو سالم اندلس میں تھا جسے اس کے بھائی ابو عنان نے ان کے عم زادوں کے ساتھ جو سلطان ابو علی کے بیٹے تھے، سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ وہ سب اس کے قبضے میں تھے لہٰذا جب وہ فوت ہو گیا تو اب سالم اپنی مغرب کی حکومت کے لیے مستعد ہوا۔ اسے رضوان نے اسے منع کیا جو ان دنوں اندلس کی حکومت کا منتظم اور ابن السلطان ابی الحجاج پر حاوی تھا لیکن وہ دارالحرب سے اشبیلیہ چلا گیا اور بطرہ کے ہاں اترا جو ان دنوں ان کا بادشاہ تھا اس نے اس کے لیے کشتیاں مہیا کیں اور اسے کنارے کی طرف بھیج دیا۔ وہ پھر بلادِ غمارہ کے جبل صفیحہ میں اترا اور اس جبل کے باشندوں میں سے بنو مسیر اور بنو منیر نے اس کی دعوت کو قائم کیا۔ انہوں نے اسے بھرپور مدد دی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس کے مفصل حال کو ہم نے اس کی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے۔

ابن مرزوق اس سے جب کہ وہ اندلس میں تھا، ساز باز کرتا تھا اور اس سے کام لیتا تھا۔ وہ اپنے امور میں اس سے مذاکرات کرتا تھا اور کبھی کبھی اس سے خط و کتابت بھی کرتا تھا۔ وہ جبل صفیحہ میں رہتا تھا اور وہ اپنی قوم کے امراء سے اس کی دعوت سے وابستہ ہونے کے سلسلے میں ساز باز کرتا تھا۔ جب سلطان ابو سالم بادشاہ بنا تو اس نے اس کے تمام تعلقات کا لحاظ کیا اور اسے لوگوں پر فضیلت دی۔ اس نے اسے اپنی محبت سے نوازا اور امور کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے دی لہٰذا لوگوں نے اس کی اولاد کو روند دیا اور حکومت کے اشراف اس کے دروازے پر گئے۔ اب تمام چہرے اس کی طرف پھر گئے جس کی وجہ سے اہل حکومت کے دل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اس کے بارے میں سلطان کو ملامت کی اور لوگ اس کی تاک میں رہے یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ نے جدید شہر پر حملہ کر دیا۔ اب لوگ سلطان سے الگ ہو گئے۔ عمر بن عبداللہ نے 762ھ کے آخر میں اسے قتل کر دیا اور ابن مرزوق کو قید کر دیا۔ اس نے اس کے سلطان کو جسے محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی الحسن نے مقرر کیا تھا، اکسایا تو اس نے اسے آزمائش میں ڈالا اور یعنی اس نے اسے دوست بنا لیا لہٰذا اس نے اسے رہا کر دیا حالانکہ اس کی حکومت کے بہت سے باشندوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہوا تھا لہٰذا اس نے اسے ان سے بچایا تو وہ 764ھ میں تونس چلا گیا۔ وہ سلطان ابو اسحٰق کے ہاں اترا۔ جو اس کے حکمران پر ابو محمد تافراکین حاوی تھا۔ اس نے اسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے اسے تونس کی جامع موحدین کی خطابت سپرد کر دی۔ وہ پھر وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ سلطان ابو اسحٰق 770ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا خالد حکمران بنا۔

تونس پر ابوالعباس کا حملہ

اس دوران سلطان ابو یحیٰی کے پوتے سلطان ابوالعباس نے اپنے صدر دفتر یعنی قسطنطینہ سے تونس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے 772ھ میں خالد کو قتل کر دیا۔ ابن مرزوق اس کی کج روی سے پریشان رہتا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے عم زاد محمد حاکم بجایہ کے پاس فاس میں رہتا تھا۔ سلطان ابی سالم کے ہاں اسے اس پر ترجیح دیتا تھا۔ لہٰذا سلطان ابوالعباس نے اسے تونس میں خطبہ دینے سے معزول کر دیا جس پر وہ غمگین ہو گیا۔ اس نے مشرق کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور سلطان نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کشتی پر سوار ہوا اور اسکندریہ آ گیا پھر قاہرہ کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ وہاں اہل علم اور حکومت کے امراء سے ملا اور اس کا سرمایہ ان کے ہاں چل نکلا۔ انہوں نے اسے سلطان اشرف کے پاس پہنچا دیا۔ لہٰذا وہ ان دنوں اس کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا۔ اس نے اسے کئی علمی کام سپرد کر دیئے۔ جن سے وہ اپنی معاش کا سامان حاصل کرتا تھا۔ اسی نے اپنے گھر کے استاد محمد کا سلطان کے ساتھ تعلق کروایا تھا جس سے وہ اپنی آمد کے وقت ملا تھا۔ وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا اور اس نے اس کے ساتھیوں کو اچھا سمجھا لہٰذا اس نے اس کے لیے کوشش کی اور اس کی کوشش کامیاب ہوئی۔ وہ بعد ازاں ہمیشہ قاہرہ میں معزز عہدوں پر مالکی قضاء کا نمائندہ بن کر تدریس کے کاموں سے وابستہ رہا یہاں تک کہ 781ھ میں فوت ہو گیا۔ ہمارے اشیاخ اور اصحاب میں سے جو لوگ سلطان ابوالحسن کے پاس رہتے تھے، انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ کتاب کا موضوع طوالت نہیں ہے اس لیے ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور مولف کے حالات کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

باب: ۲۵۳

ابن خلدون کا تونس میں علامت پر تصرف ہونا پھر مغرب کی طرف سفر اور سلطان ابوعنان کا کاتب مقرر ہونا

جب سے میں پروان چڑھا اور جوان ہوا ہوں میں ہمیشہ سے ہی تحصیل علم اور فضائل کے حاصل کرنے اور علمی حلقوں میں آنے جانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا۔ اس دوران طاعون جارف آ گئی اور اعیان وصدور اور تمام مشائخ فوت ہو گئے۔ میرے والدین مرحومین بھی وفات پا گئے اور میں اپنے شیخ ابوعبداللہ ایلی کی مجلس سے وابستہ ہو گیا۔ میں تین سال تک اسے سنانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے اسے بلایا اور وہ اس کے پاس چلا گیا۔ مجھے پھر ابوبکر بن تافراکین نے جوان دنوں تونس کی حکومت پر حاوی تھا، سلطان ابواسحٰق کی علامت کی کتابت کے لیے بلایا۔ جب سے قسنطینہ سے اس پر حملہ کیا سلطان ابویحییٰ کا پوتا ابوزید فوجوں سمیت اس کے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ اولاد مہلہل کے عرب بھی تھے جنہوں نے اس سے اس کام کے لیے مدد مانگی تھی۔ لہٰذا ابن تافراکین اور اس کا سلطان ابواسحٰق اولاد ابولیل کے عربوں کے ساتھ نکلا، فوج کو کئی عطیات دیے۔ اسے زندگی بھر کے لیے مراتب اور وظائف دیئے جب صاحب علامت ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر نے اس سے بخشش کے اضافے کے لیے عذر کیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس سے علامت لے کر مجھے دے دی۔ یوں میں نے سلطان کی طرف سے علامت لکھی اور بسم اللہ کے درمیان موٹے قلم سے الحمد للہ والشکر للہ کے الفاظ تھے۔ اس کے بعد خطابت یا فرمان ہوتا تھا۔ میں 753ھ کے آغاز میں ان کے ساتھ نکلا، میں افریقہ سے جانے کا عزم کیے ہوئے تھا کیونکہ مجھے اپنے اشیاخ کے فوت ہو جانے اور حصولِ علم میں رکاوٹ ہو جانے کے باعث گھبراہٹ سی ہو گئی تھی۔

مغرب کی طرف بنومرین کا آنا

آخر کار بنومرین میں اپنے مراکز کی طرف واپس آ گئے اور افریقیہ سے ان کی رو رک گئی۔ ان کے ساتھ جو فضلاء تھے ان کی اکثریت دوستوں اور اشیاخ کی تھی، اب میں نے ان کے پاس جانے کا عزم کر لیا لیکن اس بات سے میرے بھائی اور میرے رئیس محمد رحمہ اللہ نے مجھے روکا۔ لیکن جب مجھے اس کام کی طرف دعوت دی گئی تو میں نے اسے قبول کرنے میں جلدی کی کیونکہ مغرب جانے سے میری غرض پوری ہوتی تھی اور ایسے ہی ہوا۔ جب ہم تونس سے نکلے تو بلاد ہوارہ میں اترے۔ اس دوران فوجیں ایک دوسرے کی طرف مرماجنہ کی جستجو میں بڑھیں اور ہماری صف شکست کھا گئی۔ لیکن میں ابہ کی طرف آ کر بچ گیا میں مرابطین کے رؤسا میں سے شیخ عبدالرحمٰن الوسنانی کے ہاں ٹھہرا پھر میں سبتہ آ گیا اور اس کے حاکم محمد بن عبدون کے ہاں اترا میں نے کچھ راتیں اس کے پاس قیام کیا یہاں تک کہ مغرب کے ایک رفیق کے ساتھ اس نے میرے لیے راستہ تیار کیا۔ میں نے پھر قفصہ کی طرف سفر کیا اور وہاں کئی روز ٹھہرا رہا۔ اس دوران وہاں فقیہ محمد ابن الرئیس منصور بن مزنی اور اس کا بھائی یوسف جوان دنوں الزاب کا حاکم تھا، ہمارے پاس آئے۔ جب امیر ابوزید نے تونس کا محاصرہ کیا تو وہ تونس میں ہی تھا لہٰذا وہ اس کے پاس آئے، وہ اس کے ساتھ ہی تھا۔ جب انہیں اطلاع ملی کہ سلطان ابوعنان نے مغرب پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے تلمسان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اس کے سلطان عثمان بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی ابوثابت کو قتل کر دیا وہ پھر المریہ پہنچ گیا اور بجایہ کو اس کے امیر ابوعبداللہ سے چھین لیا جو سلطان ابویحییٰ کا پوتا تھا۔ جب وہ اس کے شہر کے قریب آیا تو اس نے ان سے خط وکتابت کی لہٰذا وہ اس کے پاس گیا اور اس کی خاطر اس سے دست بردار ہو گیا۔ وہ پھر ان کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ ابوعنان نے بنی وزیر میں سے شیخ بنی وطاس علی بن عمر کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا لہٰذا جب انہیں یہ خبر پہنچی تو امیر

عبدالرحمٰن تونس کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور قفصہ سے گزرا۔ اس دوران محمد بن مزنی الزاب جاتے ہوئے ہمارے پاس آیا تو میں نے بسکرہ تک اس کی رفاقت کی میں وہاں اس کے بھائی کے پاس گیا۔ وہ اپنے بھائی کی ضمانت کے تحت الزاب کی ایک بستی میں اترا یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا۔ جب دوسری طرف ابوعنان نے جب بجایہ پر قبضہ کیا تو اس نے شیوخ بنی وطاس میں سے عمر بن علی بن وزیر کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ جب امیر ابوعبداللہ کا غلام فارح اس کی بیوی اور بچوں کو لے جانے کے لیے آیا تو منہاجہ کے ایک بے وقوف نے عمر بن علی کے قتل کے متعلق سازش کی، اس نے اسے اس کی نشست گاہ پر قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر امیر ابوزید کو قسطنیہ سے بلا بھیجا اور شہر کے آدمی ان کے درمیان سلطان کی سطوت کے خوف سے چلنے پھرنے لگے۔ انہوں نے پھر فارح پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پہلے کی طرح سلطان کی دعوت کو دوبارہ قائم کیا۔ انہوں نے تدلس کے سلطان کے عامل کے متعلق بنی مرین میں سے بنی ونکاسن کے شیخ یحیاتن بن عمر عبدالمومن کو بھیجا تو انہوں نے اسے اپنی باگ تھمادی اور سلطان کو اپنی فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا۔ اس نے اسی وقت اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو باہر نکالا لیکن فو نے اسے گھیر لیا۔ اس کے ساتھ اس کی حکومت کے سرکردہ اور اس کے ہمراز اعیان بھی چلے گئے۔ میں بھی سلطان ابوعنان کے پاس تلمسان جانے کے لیے بسکرہ سے کوچ کر گیا اور ابن عمرو کو بطحاء میں ملا۔ اس نے میری اس قدر عزت کی کہ جس کا میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے مجھے اس کے ساتھ بجایہ واپس بھیجا لہٰذا میں فتح میں موجود تھا۔ افریقہ کے وفد ہر سمت سے اس پر ٹوٹ پڑے۔ جب وہ سلطان کی طرف واپس گیا تو میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ اس نے مجھ پر اس قدر احسان و کرم کیا جس کا مجھے خیال بھی نہ تھا حالانکہ میں اس وقت جوان تھا اور میری مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں۔ میں پھر وفدوں کے ساتھ لوٹ آیا۔ ابن ابی عمر بجایہ واپس آ گیا اور میں نے اس کے ہاں قیام کیا یہاں تک کہ 754ھ کے آخر میں موسم سرما ختم ہو گیا۔

فاس کی طرف ابوعنان کی روانگی

اس کے بعد سلطان ابوعنان واپس آ گیا اور اس نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقہ کے لیے اکٹھا کیا۔ اس کے پاس میرا ذکر بھی ہوا۔ وہ اس مجلس میں مذاکرے کے لیے طالب علموں کو منتخب کر رہا تھا لہٰذا ان لوگوں نے جنہیں میں تونس میں ملا تھا، اسے میرے بارے میں اطلاع دی اور اس کے سامنے میری تعریف کی۔ اس پر حاجب نے مجھے آنے کے متعلق لکھا تو میں 765ھ میں اس کے پاس گیا۔ اس نے مجھے اپنی مجلس کے اہل علم میں شامل کر لیا اور مجھے اس کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہونے کا پابند کیا۔ حاجب نے باوجود میری ناپسندیدگی کے مجھے اس کی کتابت اور اس کے سامنے مہر لگانے پر مقرر کر دیا جب کہ میں نے اپنے اسلاف کو ایسے کرتے نہیں دیکھا تھا۔ بہرحال میں پڑھنے، استدلال کرنے اور اہل مغرب کے مشائخ اور اندلس کے سفارت کاروں سے ملاقات کرنے میں پورے انہماک سے لگ گیا۔ میں نے اپنی ضرورت کے مطابق ان سے فائدہ اٹھایا۔ ان دنوں اس کے ساتھیوں میں مراکش کے باشندوں میں سے استاد ابوعبداللہ محمد بن الصفار بھی شامل تھا جو اپنے وقت کا امام القرآن تھا۔ اس نے مغرب کے مشائخ اور مسافر محدثین کے شیخ ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری سید اہل مغرب سے علم حاصل کیا تھا۔ وہ قرآن کی روایات سبع میں سلطان سے معاوضہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

ان میں سے ایک فاس کا قاضی الجماعۃ ابوعبداللہ المغربی بھی تھا جو اہل تلمسان میں سے ہمارا دوست تھا۔ اس نے وہاں پر ابوعبداللہ محمد السلوی سے علم حاصل کیا تھا پھر اس نے علم سے آراستہ ہونے پر کمر باندھی، گھر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا اور اسے حفظ کر لیا۔ اس نے اسے سبع قرات میں پڑھا پھر وہ کتاب التسہیل فی العربیہ پڑھنے لگ گیا اور اسے بھی حفظ کر لیا۔ اس نے پھر فقہ اور اصول کی کتاب مختصر ابن الحاجب پڑھنی شروع کی اور اسے حفظ کر لیا۔ وہ پھر ابوعلی ناصر الدین کے شاگرد فقیہ عمران المشدالی سے وابستہ ہو گیا، اس سے فقہ سیکھی اور علوم میں اس قدر سبقت لے گیا کہ اس کی انتہا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

تلمسان میں مدرسے کا قیام

اس دوران سلطان ابوتاشفین نے تلمسان میں ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اسے اس میں تدریس کے لیے مقدم کیا۔ وہ اسے اولاد کی امام کے

مشابہ قرار دیتا تھا تلمسان میں اس سے ایک بڑی جماعت نے فقہ سیکھی جس میں سب سے زیادہ اس ابو عبداللہ مغربی نے علوم میں سے حصہ پایا۔ جب ہمارا شیخ ابو عبداللہ ایلی سلطان ابوالحسن کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے وقت تلمسان آیا تو ابو عبداللہ السلوی تلمسان کی فتح کے روز قتل ہو گیا۔ اسے سلطان کے ایک پیروکار نے ایک گناہ کی وجہ سے قتل کر دیا جو اس نے سجلماسہ میں علم حاصل کرنے سے قبل ان کے بھائی ابو علی کی چاکری میں کیا تھا۔ سلطان نے اسے اس پر دھمکی دی تھی لہٰذا وہ مدرسے کے دروازے پر قتل ہو گیا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ المغربی ہمارے شیخ ایلی اور امام کے بیٹوں کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ وسیع العلم ہو گیا۔ جب 749ھ میں سلطان ابوعنان نے بغاوت کی اور اپنے باپ کو معزول کر دیا تو اسے بیعت کی کتب کی طرف متوجہ کیا لہٰذا اس نے انہیں لکھا اور جمعہ کے روز انہیں لوگوں کو سنایا۔ اس کے بعد سلطان کے ساتھ چلا گیا۔ جب اس نے فاس پر قبضہ کر لیا تو اس کے قاضی شیخ معمر ابو عبداللہ بن عبدالرزاق کو معزول کر دیا اور اسے اس کی جگہ قاضی مقرر کیا۔ یہ مسلسل ہی وہاں پر قاضی رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ایک شاہانہ وسوسے سے ناراض کر دیا۔ اس پر اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ 756ھ کے آخر میں ابو عبداللہ قشتالی کو قاضی مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اسے اندلس کی سفارت پر بھیجا تو وہ واپس نہیں آیا اور سلطان اس کے لیے اپنے سواروں سمیت رک گیا۔ اس نے حاکم اندلس کو اس کے ساتھ تمسک کرنے پر ملامت کی اور اسے لانے کے لیے اس کے پاس آدمی بھیجے۔ آخر اس نے ابن الاحمر کی سفارش کی پناہ لی اور اس سے سلطان ابوعنان کی تحریری امان کا مطالبہ لیا۔ اس نے اسے غرناطہ میں مقیم شیوخ علم کی جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں ہمارے شیخ ابوالقاسم الشریف السبتی بھی تھے، وہ جلالت، علم، وقار اور ریاست کے شیخ الدنیا، فصاحت و بیان کے اعتبار سے امام اللسان اور اپنی نظم و نظر اور اس کے درستگی میں متقدم ہیں۔ ہمارے دوسرے شیخ ابوالبرکات محمد بن محمد الحاج البلفیقی تھے جو المریہ کے باشندے تھے۔ وہ اندلس کے فقہاء، محدثین، ادباء، صوفیا اور خطباء کے شیخ تھے مصارف کے اسالیب اور ملوک کی صحبت کے آداب کو بہترین طریقے سے بیان کرنے میں اہل علم کے سردار تھے۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے لہٰذا وہ دونوں سفارشی بن کر اسے سلطان کے پاس لائے کیونکہ وہ ان دونوں کی ملاقات کا بہت خواہش مند تھا لہٰذا سفارش قبول ہو گئی اور وسیلہ مفید ثابت ہوا۔ جب وہ دونوں 757ھ میں آئے میں بھی سلطان کی مجلس میں موجود تھا۔ وہ جمعہ کا روز تھا۔ قاضی المغربی سلطان کے دروازے پر اپنے مکان میں امارت اور وظیفے سے الگ ہو کر ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کے بعد سلطان کی جانب سے اس پر آزمائش آئی جو اس کے اور اس کے اقارب کے درمیان واقع ہوئی۔ وہ پھر ان کے ساتھ قاضی قشتالی کے پاس حاضر ہونے سے رک گیا۔ سلطان اپنے دروازے کے ایک محافظ کے پاس آیا اور اسے حکم دیا وہ اسے گھسیٹ کر قاضی کی مجلس میں لے جائے تاکہ اس کا حکم اس کے متعلق نافذ ہو جائے۔ لوگ اسے ایک قسم کی آزمائش سمجھتے تھے پھر اس کے بعد سلطان نے قسطنطینہ کی طرف کوچ کرنے کے موقع پر اسے اپنی حکومت کی افواج کی قضا پر مقرر کیا۔ جب اس نے اسے فتح کر لیا تو 758ھ کے آخر میں اپنے دارالخلافہ فاس کی طرف واپس آیا۔ لیکن راستے میں قاضی المغربی بیمار ہو گیا اور فاس آنے پر مر گیا۔

ان میں سے ایک ہمارے دوست امام، عالم، مقتدا، معقول و منقول کے شہسوار اور فروع و اصول کے ماہر ابو عبداللہ محمد بن احمد الشریف الحسنی بھی تھے جو علوی کے نام سے معروف تھے۔ یہ تلمسان مضافات بستی میں ایک نسبت سے ہے جس کا نام علوبین ہے۔ اس کے اہل شہر اپنے نسب میں مداخلت نہیں کرتے تھے حالانکہ بعض اوقات اس میں ایک ایسا فاجر بھی داخل ہو جاتا تھا جسے نہ اپنے دین کی سمجھ ہوتی تھی اور نہ وہ انساب کی معرفت رکھتا تھا وہ ایک لغویت کی وجہ سے اس کی طرف التفات نہ کرتا تھا۔

اس آدمی نے تلمسان میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا، اس کے بعد امام کی اولاد کے ساتھ مختص ہو گیا۔ اس نے ان سے فقہ، اصول اور کلام کو سیکھا پھر ہمارے شیخ ایلی سے وابستہ ہو گیا اور اس کے معارف سے بہرہ وافر حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ وہ وسیع العلم ہو گیا اور اس کے حواس سے علوم کے سوتے پھوٹنے لگے۔ وہ پھر 740ھ میں ایک کام کے سلسلے میں تونس چلا گیا اور ہمارے شیخ قاضی ابو عبداللہ بن عبدالسلام سے ملا۔ وہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس سے استفادہ کیا۔ یوں علم میں اس کا رتبہ بڑھ گیا۔ ابن عبدالسلام اس کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس کے مقام کو پسند کرتا تھا کیونکہ وہ اس کے حق کو پہچانتا تھا حتیٰ کہ لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ وہ اپنے گھر میں اس سے خلوت میں ملتا ہے اور اسے ابن سیناء کی کتاب الاشارات کی فصل تصوف سناتا ہے کیونکہ اس نے اس کتاب کو ہمارے شیخ ایلی سے اچھی طرح سمجھا تھا، اس نے اسے ابن سینا کی کتاب الشفاء کا بہت سا حصہ اسے سنایا تھا اور ارسطو کی کتب کی تلخیص، حساب، ہندسہ، فرائض اور اس کے علاوہ فقہ، عربی اور دیگر علوم شریعت کی کتب بھی

اسے سنائی تھیں۔ اسی طرح اسے کتب خلافیات میں بھی ید طولیٰ اور مہارت حاصل تھی لہٰذا ابن عبد السلام نے اسے یہ سب کچھ سمجھایا اور اس کے حق کو واجب کیا۔ وہ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور علم کی تدریس واشاعت میں منہمک ہو گیا۔ اس نے اتنا پڑھایا کہ مغرب کو علوم اور شاگردوں سے بھر دیا یہاں تک کہ جنگ قیروان کے بعد مغرب پریشان ہو گیا۔

سلطان ابو الحسن کا دنیا سے گذر جانا

جب سلطان کی وفات ہو گئی اور ابو عنان نے تلمسان جا کر 753ھ میں اس پر قبضہ کر لیا تو اس نے شریف ابو عبد اللہ کو پسند کر لیا اور اپنی بلند شان مجلس کے لیے مشائخ کے ساتھ اسے بھی منتخب کر لیا۔ وہ اسے فاس لے گیا لیکن شریف سفر اور بار بار کے شکوہ وشکایت سے زچ ہو گیا۔ اس کے متعلق سلطان کو بھی معلوم ہو گیا اور وہ اس پر شک کرنے لگا۔ اس اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ تلمسان کے سلطان عثمان بن عبد الرحمٰن نے اسے اپنے بیٹے کا وصی بنایا ہے اور تلمسان کے ایک بڑے سردار کے ہاں اس کے لیے مال امانت رکھا ہے۔ یہ بھی خبر ملی کہ شریف کو اس کے متعلق علم ہے لہٰذا اس نے امانت کو لے لیا۔ وہ شریف پر اس وجہ سے ناراض ہوا اور اسے برطرف کر دیا۔ وہ کئی ماہ تک اس کی قید میں رہا پھر اس نے اسے 756ھ کے آغاز میں رہا کر دیا اور اسے دور بھجوا دیا۔ تاہم اس نے پھر اسے راضی کر لیا اور دوبارہ اسے اپنی نشست پر بحال کر دیا یہاں تک کہ سلطان 759ھ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابو حمو بن یوسف بن عبد الرحمٰن نے تلمسان کو بنی مرین کے قبضے سے چھین لیا اور شریف کو فاس سے بلایا لہٰذا اس زمانے کے منتظم وزیر عمر بن عبد اللہ نے اسے بھجوا دیا تو وہ تلمسان آ گیا۔ ابو حمو نے اس کو پھر سزا دیے بغیر آزاد کر دیا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا، لہٰذا اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ اس نے پھر اس کے لیے ایک مدرسہ تعمیر کیا، اس کے ایک طرف اپنے باپ اور چچا کا مدفن بنایا اور شریف وہاں علم پڑھانے لگا یہاں تک کہ 771ھ میں فوت ہو گیا۔ اس مرحوم نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی پیدائش 710ھ میں ہوئی تھی۔

ان میں سے ایک ہمارا دوست قاضی ابو القاسم محمد بن یحییٰ البرجی تھا جو اندلس کے برجہ میں سے تھا اور سلطان ابو عنان کا کاتب، انشا پرداز اور اس کی حکومت کا رازدار تھا۔ وہ اس کا مخصوص اور صاحب عزت آدمی تھا اور اصل میں اندلس کے برجہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے وہیں پرورش پائی، تحصیل علم میں کوشش کی، پڑھا اور سنا۔ اس نے پھر اندلس کے مشائخ سے فقہ سیکھی اور ادب میں وسیع علم حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ وہ نظم ونثر میں سبقت لے گیا۔ فطرتی سخاوت، حسن معاشرت، نرمی اور کشادہ روئی اور نیکی کرنے میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ 740ھ کے دا ہے میں بجایہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں امیر ابو زکریا بن سلطان ابی یحییٰ اس وقت سے جب وہ کتابت وبلاغت کے لکھنے سے الگ ہوا تھا، اکیلے قبضہ کیے ہوئے تھا۔ اہل حکومت نے سلطان کی جانب سے خطوط نویسی کے لیے اسے منتخب کرنے میں جلدی کی یہاں تک کہ ابو زکریا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران ہو گیا لہٰذا اس نے اس کی جانب سے اس کے حکم کے مطابق لکھا۔ اس کے بعد سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا، سلطان ابو الحسن افریقہ کی طرف گیا اور اس نے بجایہ پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں امیر نے محمد کو اس کے اہل اور خواص سمیت تلمسان منتقل کر دیا جیسا کہ قبل ازیں اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ یوں ابو القاسم البرجی تلمسان اترا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ ابو عنان بن سلطان ابو الحسن کو اس کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ تلمسان کا امیر تھا لہٰذا اس نے اس سے ملاقات کی۔ اب اس کے دل میں اس کی جگہ ہو گئی یہاں تک کہ قیروان کی لڑائی ہوئی اور ابو عنان باغی ہو کر خود مختار امیر بن گیا۔ اس نے اسے کاتب بنا لیا اور اسے مغرب لے گیا لیکن اسے علامت تک ترقی نہیں دی کیونکہ اس کے لیے اس نے محمد بن ابی عمر کو مختص کیا تھا کیونکہ اس کا باپ اسے قرآن سکھاتا تھا۔ اس کے علاوہ محمد نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی لہٰذا اس نے اسے علامت سپرد کر دی۔ البرجی اس کی ریاست میں اس کا ساتھی تھا یہاں تک کہ سب کا خاتمہ ہو گیا۔ سلطان ابو عنان بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابو سالم مغرب کی حکومت پر قابض ہو گیا اور ابن مرزوق نے اس کی خواہشات پر غلبہ پا لیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے البرجی کو کتابت سے ہٹا کر فوجوں کی قضاء پر مقرر کر دیا اور وہ اپنی موت تک اس عہدے پر رہا۔ مرحوم نے مجھے بتایا کہ اس کی پیدائش 710ھ میں ہوئی تھی۔

ان میں سے ایک ہمارا شیخ المعمر الرحالہ بھی تھا یعنی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرزاق جو جلالت وتربیت اور اپنے شہر کے متعلق علم وتجربہ میں اپنے وقت کا شیخ اور ان میں صاحب عظمت تھا۔ اس نے فاس میں پرورش پائی اور وہیں کے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف کوچ

کر گیا اور قاضی ابو اسحٰق بن عبدالرفیع اور قاضی ابو عبداللہ نفزادی اور ان دونوں کے طبقہ کے لوگوں سے ملا، ان سے علم حاصل کیا اور فقہ سیکھی۔ پھر وہ مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اکابر ومشائخ کے طریقوں سے وابستہ ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو الحسن نے اسے فاس شہر کا قاضی بنا دیا۔ وہ اس عہدہ پر مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ سلطان ابو عنان، جنگ قیروان کے بعد تلمسان آیا۔ اس نے اسے معزول کر دیا اور فقیہ ابو عبداللہ المغربی کو مقرر کر دیا، یوں شیخ بے کار ہو کر گھر میں بیٹھ گیا۔ جب سلطان نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقے میں ان سے استفادہ کرنے کے لیے جمع کیا تو اس نے ہمارے شیخ ابو عبداللہ بن عبدالرزاق کو بھی بلایا۔ وہ اس سے حدیث سیکھتا اور خاص مجلس میں قرآن کو اس کی روایات کے ساتھ اسے سناتا تھا۔ اس کے بعد مرحوم سلطان ابو عثمان سے پہلے اہل مغرب اور اندلس کے دوسرے لوگوں کیساتھ ہلاک ہو گیا۔ بعد ازاں میں اس سے ملا، مذاکرہ کیا اور اس سے استفادہ کیا اور اس نے مجھے عام اجازت دی۔

باب: ۲۵۴

سلطان ابو عنان کا مقرب بننا اور بعد کے حالات کا بیان

756ھ کے آخر میں سلطان ابو عنان سے میری ملاقات ہوئی، اس نے مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور مجھے اپنی کتابت پر مجھے مامور کیا۔ اس نے مجھے اپنی مجلس میں مناظرہ کرنے اور مہر لگانے کے لیے مخصوص کیا، یوں مجھ سے حسد کرنے والے بکثرت ہو گئے اور چغلیاں بڑھ گئیں۔

سلطان 757ھ کے آخر میں بیمار ہو گیا۔ اس دوران اسے میرے اور حاکم بجایہ امیر محمد کے درمیان جو موحدین میں سے تھا، سازش ہونے کا پتہ چلا جسے اس نے اپنی حکومت میں میرے اسلاف کے مقام کی وجہ سے مضبوط کیا۔ اس قسم کی باتوں میں سلطان کو جو غیرت آ سکتی تھی، اس کے تحفظ کو میں نے نظر انداز کر دیا اور یہ اسے اس کی تکلیف میں مشغول کرتا تھا یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے اس کے پاس چغلی کی کہ حاکم بجایہ اپنے شہر کو واپس لینے کے لیے فرار پر عمل کر رہا ہے۔ ان دنوں اس کا وزیر کبیر عبداللہ بن علی تھا وہاں موجود تھا لہٰذا سلطان اس کام کے لیے اٹھا اور اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی۔ اس کے پاس جو چغلی کی گئی اس میں یہ بات بھی تھی کہ میں نے اس بارے میں اس سے سازش کی لہٰذا اس نے مجھے بھی گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر مجھے نئی آزمائش میں ڈالا اور قید کر دیا۔ بعد ازاں امیر نے محمد کو رہا کر دیا لیکن میں اس کی موت تک اس کی قید میں رہا۔ میں نے اس کی وفات سے قبل ایک قصیدہ میں اسے یوں خطاب کیا تھا:

"میں راتوں کو کس حالت پر برا مناؤں اور زمانے کی کس گردش پر غالب آؤں، میرے لیے تو یہی غم کافی ہے کہ میں اس کے قرب کے باوجود دور ہوں۔ میں اپنی موجودگی کے دعویٰ کے باوجود غیر حاضر ہوں۔ میں حوادث کے حکم کے مطابق اترنے والا ہوں، وہ کبھی مجھ سے دوستی کرتا ہے اور کبھی لڑائی کرتا ہے۔"

اور اس میں سے کچھ شوقیہ اشعار بھی ہیں جو یہ ہیں:

"میں انہیں بھول گیا ہوں مگر ان کی جگہ کے ذکر کو نہیں بھولا، جہاں گزرنے والی راتوں میں عجیب وغریب معاملات ہوتے تھے۔ باد نسیم مجھے اب بھی ان کی طرف لے جاتی ہے اور چمکنے والی بجلیاں مجھے شوق دلاتی ہیں۔"

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو تقریباً دو سو اشعار پر مشتمل تھا، اب یہ مجھے مکمل طور پر یاد نہیں رہا۔ اس قصیدہ کا اس پر بڑا اثر ہوا۔ اس وقت وہ تلمسان میں تھا لہٰذا اس نے فاس آنے کے وقت مجھے رہا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کی آمد کی پانچویں شب اسے درد اٹھا اور وہ 24 ذوالحجہ کو 759ھ کے آخر میں جب کہ اس کی آمد پر پندرہ راتیں گزر چکی تھیں، فوت ہو گیا۔ اب حکومت کے منتظم وزیر حسن بن عمر نے قیدیوں کی جماعت کو رہا کرنے میں جلدی کی جن میں میں بھی شامل تھا لہٰذا اس نے مجھے خلعت دیا، سواری دی اور دوبارہ مجھے پہلے عہدے پر بحال کیا۔ میں نے اس سے اپنے ملک کو واپس جانے کی درخواست کی جو اس نے قبول نہیں کی اور مجھ پر کئی قسم کے احسانات کیے یہاں تک کہ اس کی امارت مضطرب ہو گئی یعنی بنو مرین نے اس

کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم ان کے حالات میں قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

☆☆☆

باب: ۲۵۵

سلطان ابوسالم کے بھید اور انشاء کے بارے میں کتابت کرنا

جب سلطان ابوسالم اپنی حکومت کی جستجو میں اندلس سے چلا اور بلادِ غمارہ میں جبل صفیحہ میں اترا، اس وقت خطیب ابن مرزوق فاس میں تھا۔ وہاں پوشیدہ طور پر اس کی دعوت پھیل رہی تھی اور اس نے اپنے معاملے میں مجھ سے بھی مدد طلب کی کیونکہ میرے اور بنی مرین کے اشیاخ کے درمیان محبت و دوستی پائی جاتی تھی۔ میں نے بھی ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا تو انہوں نے میری بات مان لی۔ میں ان دنوں بنی مرین کے منتظم منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی طرف سے لکھتا تھا۔ انہوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا اور اس نے وزیر حسن بن عمر اور اس کے سلطان سعید ابن ابی عنان کا جدید شہر میں محاصرہ کر لیا۔ اس سلسلے میں ابن مرزوق نے میرا قصد کیا اور اس نے مجھے سلطان ابوسالم کا خط پہنچایا جس میں مجھے اس امر کی ترغیب دی گئی تھی اور بڑے خوش کن وعدے کیے گئے تھے۔ اس نے مجھ پر اپنا بوجھ ڈال دیا لہٰذا میں اس کے ساتھ اٹھا اور شیوخ بنی مرین اور امرائے حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لیے آیا یہاں تک کہ انہوں نے میری بات مان لی۔ اس کے بعد ابن مرزوق نے حسن بن عمر کو سلطان ابوسالم کی فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہوئے خط بھیجا۔ وہ محاصرے سے تنگ آ چکا تھا لہٰذا اس نے مجھے جلدی سے جواب دیا۔ اتفاق سے اس نے بنی مرین کو دیکھا کہ وہ منصور بن سلیمان سے الگ ہو کر جدید شہر میں داخل ہو رہے ہیں لہٰذا جب اس بارے میں ان کا معاہدہ مکمل ہو گیا تو میں ارباب حکومت کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت میں سلطان ابوسالم کے پاس گیا جن میں محمد بن عثمان بن الکاس بھی تھا جو اس کے بعد مغرب کی حکومت کے سلطان پر حاوی ہو گیا تھا۔ سلطان کے پاس میرے متعلق اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس کی روانگی اس کے بخت و سعادت کا سرچشمہ بن گئی تھی۔ جب میں صفیحہ میں سلطان کے پاس حکومت کی خبریں، اس کے منصور بن سلیمان کو معزول کرنے کے اتفاق اور اس کے لیے جو وقت انہوں نے مقرر کیا تھا، کی اطلاع لے کر آیا تو میں نے اسے برانگیختہ کیا، اس پر وہ کوچ کر گیا۔ بعد ازاں ہمیں منصور بن سلیمان کے نواح بادلیس کی طرف بھاگ جانے، بنی مرین کے جدید شہر میں داخل ہونے اور حسن بن عمر کے سلطان ابوسالم کی دعوت کے اظہار کرنے کی خوشخبری ملی۔ اس کے بعد ہمیں سلطان کے قبائل اور فوجیں اپنے جھنڈوں سمیت اور وزیر منصور بن سلیمان مسعود بن رحو بن ماسی قصر کبیر میں ملے۔ سلطان اسے عزت کیساتھ ملا جیسے کہ وہ چاہتا تھا۔ اس نے اسے حسن بن یوسف بن علی بن محمد ورتاجنی کا جو پہلے سے اس کا وزیر تھا نائب وزیر بنا دیا جو اسے سبتہ میں ملا تھا۔ منصور نے اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا لہٰذا اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس نے اسے کفایت کی۔ جب قصر میں اس کے پاس فوجیں اکٹھی ہوئیں تو وہ فاس کی طرف چلا گیا۔ حسن بن عمر اسے فاس کے باہر ملا اور اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر اپنے دارالخلافے کی طرف آ گیا۔ میں بھی جب کہ مجھے اس کے پاس آئے ہوئے پندرہ راتیں ہوئیں تھیں، 15 شعبان 760ھ کو اس کی رکاب میں تھا۔ اس نے میری سابقت کا لحاظ کیا، مجھے اپنے بھید کی کتابت، اس کی طرف سے ترسیل کرنے اور اپنے خطابات کے لکھنے پر مقرر کیا۔ وہ اکثر خطابات میری طرف سے مرسل کلام میں بھیجتا تھا۔ بغیر اس کے کہ کوئی سمجھ لکھنے والا میرے ساتھ حصہ دار ہو کیونکہ غیر مرسل کلام کے برخلاف بہت سے لوگوں پر اس کے معانی پوشیدہ رہتے ہیں لہٰذا میں ان دنوں اس میں یکتا تھا۔ ان میں سے جو لوگ اس ہنر کے واقف تھے ان کے نزدیک یہ ایک عجیب بات تھی۔ میں نے پھر اپنے آپ کو شعر گوئی کی طرف لگا دیا اور مجھ پر شعر کی بحور ٹوٹ پڑیں جو عمدہ اور کوتاہ کے درمیان تھیں۔ میں نے 763ھ میں میلاد نبوی کی شب جو کچھ کہا وہ یہ ہے:

''انہوں نے میری جدائی اور مجھے عذاب دینے کے سلسلے میں زیادتی کی ہے۔ انہوں نے میرے آنسوؤں اور رونے کو طویل

کردیا ہے۔ میں غمگین ہوں اور انتہائی دلدادہ تیماردار کے لیے جدائی کے دن کو قیامت کی طرح بیان کرتا ہوں، سفر کرنے والوں کا دور کیا ہی اچھا تھا حالانکہ میرا دل عشق کا اسیر ہو چکا ہے اور دل دھڑکتا رہتا ہے۔ جب ان کی سواریاں جدا ہو گئیں تو میرے آنسو رواں تھے، ان کے بعد میں نے آنکھوں کا پانی پیا، اے وہ شخص جو عتاب سے ان کے شوق کی پیاس کو بجھانا چاہتا ہے، اللہ میری ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ پر تجھ پر رحم کرے، عاشق، ملامت کو شیریں خیال کرتا ہے لیکن میرے نزدیک بارش کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں ہے۔ اگر محبوب اور منزل کی یاد نہ ہوتی تو نہ مجھے خوشی ہیجان کرتی اور نہ میں سوزش عشق کا عادی ہوتا۔ میں ان کھنڈرات کا دلدادہ ہوں جو سورج کے طلوع کی جگہ یا پالتو ہرنی کی پناہ گاہ تھے، کہنگی کے ہاتھوں نے اس کی توہین کی اور اسے جھکانے کے لیے اس کے ہاتھ بار بار چلے۔ زمانہ کس قدر قدر پُر مصائب ہے کہ اس کی جگہیں بوسیدہ ہو گئی ہیں، ان کے دور کو میری تعریف۔ میرا احسن عشق کھینچے لیے آتا ہے۔ جب دیار کسی سرگردان عاشق کے در پے ہوتے ہیں تو ان کی یاد سے جوانی کا ابتدائی زمانہ جھوم اٹھتا ہے۔ ذرا صبر جمیل سے کام لے، انہوں نے لٹے پٹے میرے دل کو پھیل کر رکھ دیا ہے۔ میں نے انہیں فراموش نہیں کیا اور دور اپنی گرد کو ضرور روکے گا اور حاسد اور رقیب کی آنکھ کو جھکا دے گا زمانے سے جو کچھ گھر نے حاصل کیا تھا، اس کی وجہ سے وہ پُر رونق تھا۔ اب وہ ہر صیقل چیز سے اسے صیقل کرتا ہے، اے اونٹوں کے ہانکنے والے، مسلسل دوڑنے اور رات کو چلنے سے صحرا غیر معلوم راستے پر ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر ہر نازنین جو وقت آجانے اور تھکن کے چھونے سے مست ہوتا ہے، کے کجاوے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ بادِ صبا اور بادِ جنوب کی لپٹیں اس کی چادر کے بڑھے ہوئے دامنوں کو جہاں وہ ملتے ہیں، کھینچتی ہیں۔ اگر عشق کی پیاس سے اس کے ساتھی سرگرداں ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس کے بہتے آنسوؤں کے گھاٹ سے پہلی بار پانی پیا ہے۔ اگر تاریکی شب ان کی شب روی میں حائل ہو تو وہ اپنے مچلتے ہوئے عشق سے اندھیرے کے پردے کو پھاڑ سکتے ہیں۔ ہر درے میں ایک آرزو ہے جس کے پرے خواہشات کا چھوڑنا یا موت کا ملنا ہے۔ تو نے ان سواریوں کے سینوں کو ان جگہوں کی طرف کیوں نہیں موڑا جہاں خوب صورت محبوبہ کے لیے آنکھیں اور دل موجود تھے۔ لہٰذا تو یثرب کی اکناف سے امن کا قصد کر اور تو جس قباحت سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے تجھے کافی ہوگا جہاں نبوت کے نشان چمکتے ہیں۔ ہر مسافر ان آثار سے کچھ سیکھتا ہے، یہ ایک ایسا عجیب بھید ہے جسے مٹی چھپا نہیں سکتی اور نہ سرِ الٰہی حجاب میں آنے والا ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے شمار کرنے اور آپ کی طویل مدح کرنے کے بعد اس قصیدہ کے کچھ اشعار یہ ہیں:

''اے بہترین پکارے جانے والے اور بہترین جواب دینے والے، میں نے اس اعتماد پر کہ مجھے جواب ملے گا، آپ کو آواز دی ہے۔ میں نے آپ کی مدح میں کوتاہی کی ہے لہٰذا اگر وہ مدح اچھی ہے تو آپ کے ذکر کی خوشبو کی وجہ سے اچھی ہے۔ طویل مدح کرنے والا کیا چاہتا ہے، جب کہ قرآن نے آپ کی مدح میں ہر اچھی چیز کو جمع کر دیا ہے۔ کیا راتیں مجھے ایک ملاقات تک پہنچا دیں گی اور کامیابی رغبت کے ساتھ میرے قریب ہوتی جارہی ہے میں اپنی خطاؤں کو ان سے نجات حاصل کر کے انہیں مٹاؤں گا اور اپنے گناہوں کے بوجھوں کو گرا دوں گا۔ ایسے جوانوں کے ساتھ جنہوں نے خواہشات کو چھوڑ دیا اور ہر اچھی اونٹنی اور اونٹ کو وہ کمزور کرنے کے عادی ہو گئے۔ صحرا کی اونٹنیاں ان کی رات کے صحائف کو لپیٹتی ہیں۔ تو دو گام اور دلکی چال سے کیا چاہتا ہے، اگر حدی خوان خوش الحانی سے آپ کا ذکر کرے تو وہ اشتیاق رکھنے والے اور خوش ہونے والوں کے سانسوں کو آپ کی طرف لوٹا دیں۔ اگر طیبہ جانے والا قافلہ گا ئے تو وہ اس کی ملاقات کے لیے بوڑھی اونٹنی کی طرح روئیں وہ آباؤ اجداد سے بیابان کے ظلم کے اسی طرح وارث ہوئے ہیں جیسے بنی یعقوب خلافت کے وارث ہوئے۔ اس ترش رو گھوڑوں پر سفر کرنے والے ہیں اور ہر ایال میں اڑتا ہوا غبار آتا ہے۔ وہ اون فروخت کرنے والے ہمارے لوگوں کو اصیل، تیز رفتار اور کھیل کرنے والے گھوڑے دیتے ہیں۔ وہ دشمنوں کی مجلس میں عیب لگائے بغیر اپنے پڑوسی کی عزت تک کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی جلدی سے خوف کھایا جاتا ہے اور ان کے علم سے امید رکھی جاتی ہے۔ جس سے امید رکھی جائے اور جسے آواز دی جائے، عزت کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔''

وہ اپنے سمندر پار جانے اور اپنے ملک پر قابض ہونے کا ذکر کرنے پر قصیدہ میں کہتا ہے:

''بنی طامی العاب کا سائل روانہ ہوا ہے، عزم کی چلنے والی ہوا اسے چلائے جاتی ہے۔ نیزوں اور عزائم کے ستارے اس کی راہنمائی کرتے ہیں۔ وہ خوف ناک حادثے کی شب سے رکتا ہے، یہاں تک کہ اس کی کوشش سے ظلمت کے پردے چاک ہو گئے ہیں اور ہدایت نے اپنے مغلوب فریق پر حملہ کر دیا ہے۔ ان کے بیٹوں نے خلافت کو تقویٰ سے بلند کیا اور اس کے غصب شدہ تاج کو مخصوص کر لیا، انہوں نے دین کی حفاظت کے لیے کئی مناقب جمع کیے اور ان کی وجہ سے وہ موجودگی اور عدم موجودگی میں مکرم ہو گئے۔ تیری قدیم اور جدید بزرگی کا کیا کہنا، ہم نے اس سے عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں۔ تجھے بلندیوں کی کس قدر رغبت یا خوف ہے، ترغیب اور ترہیب سے تو کانٹے دور کرتا ہے۔ تو ہمیشہ بہترین حکومت سے شادکام رہے اور اس کے پسندیدہ افق سے بہترین ہدایت نمایاں ہوتی رہے۔''

شاہِ سوڈان کا ہدیہ کے وصول ہونے پر جس میں ایک عجیب وغریب جانور زرافہ بھی تھا، میں نے اپنے قصیدہ میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''شوق کے ہاتھ نے میرے چقماق سے آگ نکالنے کا ارادہ کیا ہے اور میرے دل میں غم کی آہیں سائیں سائیں کرنے لگیں ہیں۔ میں نے قرب کے بھروسے پر اپنا مہرہ پھینک دیا تو وہ دوری میں تبدیل ہو گیا۔ کتنے ہی وصل ہیں جن کا میں امیدوار تھا لیکن ان کے بدلے میں مجھ دکھ اور اعراض ملا۔ جس عہد کو میں صبر کے وقت طلب کرتا ہوں، لیکن عشق نے میرا وہ عہد ضائع کر دیا ہے۔ ملامت اگر میرے پیچھے پڑ جاتا ہے تو میں اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا، کہتا ہوں کہ وہ بھٹک گیا ہے ہے، میں پھر اپنی ہدایت پالیتا ہوں۔ میں ان لپیٹوں کا مقابلہ کرتا ہوں جن سے میں سوزش عشق کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہوں تو وہ اور تیز ہو جاتی ہے۔ عشق پھر اس کے راستوں کی طرف راہ پا جاتا ہے کیونکہ میں ایسی کمزور چیز سے بہل جاتا ہوں جو رہنمائی نہیں کرسکتی۔ اے اونٹوں کو ظلم سے چلانے والے! بیابانوں کا قطع کرنا اچھے غم کے ساتھ ہوتا ہے سواریوں کو سکون دے کہ عشق میں ایک خبر ہے جو کم مو دوڑنے والے گھوڑوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ رامہ کی حویلیوں سے ساکنین نجد اور نجد کے بارے میں خبر پوچھ، کیا وجہ ہے کہ عشق کے سلسلے میں میرے اخلاق پر مجھ ملامت کی جاتی ہے، حالانکہ وہ تعریف کے علاوہ کچھ نہیں سنتے۔ سچ یہ ہے کہ ہدایت کے سوا کوئی گھر نہیں اور المستعین کے ذریعے ہدایت کے نشانات واضح ہو چکے ہیں۔ وہ روشن رو سرداروں کا بیٹا ہے جن کا کام غم کی بخشش نے بلندیاں حاصل کرنا ہے۔''

جب میں ان کے پاس گیا تو جو کچھ میں نے کہا، اس کے تذکرے کے متعلق اس قصیدے میں یہ بیان ہے:

''مجھے اس پر بہت تعجب ہے کہ جب رات کے وقت اس کا ذکر ہوا تو وہ منفرد و بلند چوٹی پر تھا، وہ ذکر القلب ہے جو تیز اور قاتل تلواروں اور تمام قوت والے سرداروں کو شکست دے دیتا ہے۔ تو نے میری تلاش میں اپنے عزم کا چقماق روشن کیا اور میرا قصد کرنے سے تو نے بزرگی کا حق ادا کیا تو پیاس کے باعث اس کے گھاٹوں پر آیا پھر تو میری عزت اور بخشش سے سیراب ہوا۔ وہ گھاٹ اس شخص کے لیے جو بزرگی کا طلب گار ہو، جنت الماویٰ ہیں۔ اگر میں اس کے کوثر کی ٹھنڈک کا پیاسا نہ ہوتا تو میں یہ نہیں کہتا کہ یہ جنت الخلد ہے۔ میری قوم تک یہ بات کون پہنچائے گا جب کہ اس کے پرے جدائی کی پھسلن اور دوری کا ویرانہ ہے۔ میں نے ان کی امید پر برا منایا ہے اور میں نے ان سب کی عزت اکیلے ہی حاصل کی ہے۔ وہ فراخ کندھوں والی اور دور بین ہے اور دھاری دار چادروں سے آراستہ ہے۔ وہ صحرائی نسب رکھتی ہے اور ویرانے کی وحشت میں گانے سے مانوس نہیں ہوتی۔ وہ خوب صورت گردن کے ساتھ محلات کی بلندیوں کو کسی مشقت کے بغیر دیکھتی ہے اور بلند چوٹیاں اسے دیکھتی ہیں۔ وہ بسا اوقات گڑھے سے بھی کوتاہ رہتی ہے اور ویرانے کو طے کر کے وہ تیز اور چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ تیرے پاس آئی ہے۔ وہ اس کی حدی کی آواز سن کر آہستہ سے چلتی ہے اور آسان اور لمبی چوٹیوں پر وہ شب باش ہوتی ہے۔ تیرے بخت کی وجہ سے وہ ساری زندگی اس کی بافراغت گزران کا ضامن رہا اور وہ حبشیوں کے وفد کی صورت میں تیرے پاس آئی۔ وہ تیرے سوا کسی کو وفد کی تکریم کرنے والا نہیں پاتے۔ وہ بلندی اور پستی میں سواریوں کے ہاتھوں کو کاٹ کر تیرے پہنچے اور انکار کے بغیر وہ اس نیکی کی تعریف کرتے ہیں جو سبقت کر گئی ہے۔ وہ ان کی آمد میں تیرے حصے کو اتراک اور ہند پر فخر سمجھتے ہیں۔ اے مستعین! منصور اور مہدی سے رتبے میں تو بڑا ہے، تیرا رب اپنی مخلوق کی

طرف سے تجھے بہترین جزا دے لہٰذا وہ بہت ہی اچھا احسان کرنے والا ہے اور دنیا اور اس کے باشندوں کے لیے تو ہمیشہ عزت اور سعادت میں رہے۔''

میں نے بقیہ ایام میں ان دو قصیدیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے قصیدے کہے جن میں سے اب مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ اس کے بعد ابن مرزوق اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے اسے اپنی دوستی کے لیے چن لیا۔ اس کے قرب سے رکاوٹوں کو دور کیا لہٰذا میں باوجود اس کے اسرار کا کاتب ہونے اور اس کی تقاریر اور فرامین کے لکھنے کے اس سے منقبض ہو گیا۔ اس نے حکومت کے آخر میں مجھے مظالم کے کام پر لگا دیا لہٰذا میں نے ان کا حق ادا کیا۔ میں نے بہت سے مظالم کو نپٹایا جس کے ثواب کی میں امید رکھتا ہوں۔ ابن مرزوق ہمیشہ میرے اور میرے امثال ارباب حکومت کی غیرت اور حسد سے اس کے پاس چغلی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے سبب سے سلطان کا معاملہ بگڑ گیا۔ اس دوران وزیر عمر بن عبداللہ نے دارالخلافے پر حملہ کر دیا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے سلطان اور اس کی بیعت کو چھوڑ دیا۔ اسی سال میں اس کی وفات ہو گئی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

جب وزیر عمر نے حکومت سنبھالی تو اس نے مجھے اپنے عہدے پر بحال رکھا اور میری جاگیر اور وظیفے میں اضافہ کر دیا۔ یوں میں جوانی کے زور پر جس کام پر لگا ہوا تھا، آگے بڑھتا گیا۔ اس نے اس محبت کی وجہ سے جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے گھر تھی، مجھ پر بھروسہ کیا۔ یوں میرے اور امیر عبداللہ حاکم بجایہ کے درمیان دوستی پختہ ہو گئی لہٰذا وہ ہمارے چولہے کا تیسرا پایہ اور ہماری خوش طبعی کو صیقل کرنے والا تھا۔ اس پر سلطان کی غیرت شدت اختیار کر گئی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اس نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اس نے عمر بن عبداللہ کو اس وجہ سے کہ بجایہ کی سرحد میں اس کے باپ کا ایک مقام ہے، اسے چھوڑ دیا۔ اس نے پھر میری ترقی کی راہ میں جو رکاوٹ پیدا کی تھی اور میں نے اس کی سلطنت کے ایام میں اس پر جو بھروسہ کیا تھا۔ اس نے مجھے اس کے چھوڑ دینے پر آمادہ کیا۔ سلطان سے ناراضگی کی وجہ سے میں سلطان کے گھر نہیں جاتا تھا لہٰذا وہ بھی مجھ سے بگڑ گیا، اس نے مجھ سے کچھ اعراض کیا اس پر میں نے اپنے ملک افریقہ جانا چاہا۔ بنو عبدالواد نے تلمسان اور مغرب اوسط میں اپنی حکومت واپس لے لی تھی لہٰذا اس نے مجھے اس بات سے روک دیا کہ کہیں حاکم تلمسان میرے مقام کی وجہ سے رشک نہ کرے اور میں اس کے ہاں ٹھہر جاؤں۔ اس نے مجھے اس بات سے روکنے میں اصرار کیا تو میں نے سفر کے سوا بات ماننے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سلسلے میں اس کے نائب اور رشتہ دار مسعود بن رحو بن ماسی کو بھی گھسیٹا، عیدالفطر کے دن 763ھ میں اس کے پاس گیا اور یہ اشعار سنائے:

''روزے کی مبارک ہو اور اس کے سوا کچھ قبول نہ ہو۔ عید کی خوش خبری ہو جس میں تو سخاوت کرنے والا ہے۔ تو نے ہمیں عزت اور سعادت کے ساتھ مبارک دی ہے۔ کاش! مسلسل اسی قسم کے سال اور موسم آتے رہیں، اللہ تعالیٰ زمانے کو سیراب رکھے جس کی آنکھ کی پتلی تو ہے۔ تیری حفاظت میں موسم بہار کو قحط نہیں چھوئے اور راتوں کے درمیان تیرا زمانہ عید کا زمانہ ہے جو روشن ہے۔ تیرا پہلو جو دنیا کی امید گاہ ہے، سخاوت کے لیے اٹھا ہوا ہے، عالم ہو یا جاہل اس کے گرد گھومتے ہیں۔ قریب ہے کہ زمانہ مجھے دینے سے انکار کر دے لہٰذا تیرے سوا خواہشات کا دیکھنا محال ہے۔ مجھے پناہ دے کیونکہ زمانہ اس وقت تک مجھ سے مصالحت کرنے والا نہیں جب تک تیری پناہ میں میری آرام گاہ نہ ہو۔ میں جو امید کرتا تھا تو نے مجھے وہ بھلائی دے دی ہے۔ سچ ہے کہ تیرے جیسا آدمی امیدوار کو دیا کرتا ہے خدا کی قسم میں نے دشمنی سے اور نہ ہی گزران کی تنگی سے جانے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ گزران تو بہت زیادہ ہے اور نہ ہی اس گھر سے رغبت کے بغیر ہو کر جا رہا ہوں جس کا لوگوں پر گھنا سایہ ہے۔ لیکن میری قوم میں ہمارے کچھ محبوب ہم سے دور ہیں جن کا غم مصیبت اور جدائی طویل ہے۔ جنہیں غم برانگیختہ کرتا ہے کہ میں بہت دور ہوں اور جہاں وہ فروکش ہیں وہی میرا فروکش ہے۔ میں جس مصیبت سے دوچار ہوا ہوں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور ملکوں میں میری مسافرت طویل ہو گئی ہے۔ میرے بیٹوں کو زمین نے مجھ سے اوجھل کر دیا ہے گویا مجھے اچک لیا گیا ہے یا میری سواریوں کو ہلاکتوں نے تباہ کر دیا ہے۔ اے دوستوں کے کام آنے والے! میں نے تجھے یاد کیا ہے میرے دل سے نالہ و شیون نکلنے لگے ہیں۔ اے ہمارے احباب! میرے اور تمہارے درمیان ایک اچھا عہد ہے۔ کریم کا عہد نہیں بدلتا اور جب صابر آدمی کو میرے آنسو راضی نہیں کر سکے تو وہ مجھے صابر آدمی کی ملاقات کے قریب

بھی نہ کریں۔ اس جگہ کب تک میرا قیام رہے گا جہاں بلندیاں میری مراد کو نہیں پاتیں اور نہ نرم اخلاق کو باگ ڈور دیتی ہیں۔ امید اور مایوسی کے درمیان جو چیز ہے وہ مجھے دے گی۔ زمانہ شرارت کے حصول میں بخیل ہے، مجھ سے اس کی فریب کار امان محبت کرتی ہے اور طویل امان مجھ سے مانوس ہوتی ہے۔ شب کی مصیبتیں دور نہیں ہو سکتیں اور میرے دل میں ان کے وار سے دندانے پڑے ہیں۔ مجھ ان کی گردش سے ہر حادثہ ڈراتا ہے، قریب ہے کہ اس سے سخت زمین ہل جائے، میں دشمنوں کے برعکس اس کی گردش سے مدارات کرتا ہوں، وہ جس کا اندرونہ چغل خور اور ملامت گر ہے، دھوکہ دیتا ہے۔ اب میں اپنے غم سے علیل ہو گیا ہوں، گویا آہوں اور پیاس سے اپنی جان دے رہا ہوں۔ اگرچہ میں مسافر اور غیر وطن میں ہوں، راتیں میری سکون کو بدلتی رہتی ہیں۔ زمانے نے مجھے اچھے گھر جانے سے روک دیا ہے اور تو نے اس سے عہد کیا ہے کہ مسافر پر ظلم نہ ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ نیکی بہت زیادہ پھیلنے والی ہے، خواہ مددگار کمزور ہوں اور دوست جدا ہو۔''

یوں وزیر مسعود نے اس امر میں میری مدد کی اور اس نے مجھے اس شرط پر اجازت دی کہ میں تلمسان کے سوا اور جس راستے سے چاہوں، چلا جاؤں۔ میں نے اندلس کے راستے کو اختیار کیا اپنے بیٹوں اور ان کی ماں کو ان کے ماموؤں جو قسنطینہ کے قائد محمد بن الحکیم کے لڑکے تھے، کے پاس 764ھ کے آغاز میں بھیج دیا۔ پھر میں نے خود اندلس کا راستہ اختیار کر لیا جس کا سلطان ابو عبداللہ مخلوع تھا۔ جب وہ فاس میں سلطان ابو سالم کے پاس گیا اور اس کے ہاں ٹھہرا تو مجھے وزیر ابو عبداللہ بن الخطیب کی طرف سے اس کے ساتھ تعلق خدمت کی اقدمیت حاصل ہو گئی کیونکہ میرے اور ان کے درمیان قدیم زمانے سے دوستی تھی لہٰذا میں اس کی خدمت کرتا تھا اور حکومت میں اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کام کرتا تھا۔ جب وہ طاغیہ کے بلانے پر اپنے ملک کو واپس لینے کے لیے گیا اس وقت طاغیہ اور اس کے رشتے دار رئیس کے درمیان جس نے اندلس میں اس پر ظلم کیا تھا، تعلقات خراب ہو گئے۔ اس نے فاس میں اپنے جو اہل وعیال چھوڑے میں نے ان کی حاجات کے پورا کرنے، انہیں ان کے متولیان ارزاق سے فراوانی کے ساتھ رزق دلوانے اور ان کی خدمت کرنے میں ان کی اچھی جانشینی کی۔ اس کے بعد ملک پر قبضہ کرنے سے پیشتر ہی اس کے اور طاغیہ کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے کیونکہ اس نے اس شرط کو قبول کر لیا تھا جو اس نے اس پر عائد کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے ان قلعوں سے الگ رہے گا جن پر اس نے لڑائی کر کے قبضہ کیا تھا لہٰذا وہ اسے چھوڑ کر بلاد مسلمین کی طرف استجہ میں آ گیا۔ اس نے پھر عمر بن عبداللہ کو خط لکھا کہ وہ غربی اندلس کے شہروں میں سے اس شہر کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو ملوک مغرب کے جہاد میں ان کی رکاب تھا۔ اس نے مجھ سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی اور میں عمر کے ہاں اس کا بہترین وسیلہ تھا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا۔ وہ بعد ازاں رندہ اور اس کے مضافات سے اس کی خاطر دست کش ہو گیا لہٰذا وہ وہاں اترا اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ وہ اس کا دار ہجرت اور اس کی فتح کی رکاب تھا۔ اس نے ان میں سے اندلس پر 763ھ کے وسط میں قبضہ کیا اور اس کے بعد میں عمر سے وحشت محسوس کرنے لگا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ بعد میں اپنے سابقہ احسانات پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی طرف کوچ کر گیا لہٰذا میں نے اچھا بدلہ دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۲۵۶

اندلس کی طرف روانگی

جب میں نے اندلس کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے خاندان کو ان کے ماموؤں کے پاس قسطنطینہ بھیج دیا، میں نے ان کے متعلق قسنطینہ کے سلطان ابو العباس کو جو سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا، خط لکھا کہ میں اندلس سے گزروں گا اور وہاں اس کے پاس آؤں گا۔ اس کے بعد میں سبتہ کی بندرگاہ کی طرف گیا۔ اس زمانے میں اس کا رئیس ابو العباس احمد بن شریف حسنی تھا جو تمام اہل مغرب کے نزدیک بلاشک وریب واضح

نسب والا تھا۔ اس کے اسلاف سلی سے سبتہ منتقل ہوئے تھے، سب سے پہلے بنوالغرنی نے ان کی عزت کی اوران سے رشتہ داری کی لیکن جب شہر میں ان کی شہرت بڑھ گئی تو وہ ان سے بگڑ گئے۔ بعدازاں یحییٰ الغرنی نے ان سب کوالجزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا تو آبنائے جبل طارق میں نصاریٰ کی سواریوں نے انہیں روکا اور انہیں قیدی بنالیا۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید ان کے شرف کے لحاظ کی وجہ سے ان کے فدیے کی طرف متوجہ ہوا، اس نے اس بارے میں نصاریٰ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے اسے جواب دیا۔ سلطان نے پھر اس آدمی اوراس کے باپ کا تین ہزار دینار فدیہ دیا اور وہ سبتہ کی طرف واپس آ گئے۔ اس دوران بنوالغرنی اوران کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ شریف کا والد فوت ہو گیا۔ تو جنگ قیروان کے وقت وہ شوریٰ کی ریاست کی طرف گیا۔ ابوعنان نے اپنے والد کو معزول کر دیا اور مغرب پر قابض ہو گیا۔ اس وقت عبداللہ بن علی سلطان ابوالحسن کی طرف سے سبتہ کا والی تھا لہٰذا وہ اس کی دعوت سے وابستہ رہا اور اہل شہر سلطان ابوعنان کی طرف مائل ہو گئے۔ انہوں نے اسے اپنے شہر پر قبضہ کروادیا۔ اس نے اپنی حکومت کے عظماء میں سے سعید بن موسیٰ العجیسی کو وہاں کا والی بنادیا جواس کے بچپن میں اس کی تربیت کا ذمہ دار تھا۔ اب یہ شریف سبتہ میں شوریٰ کا تنہا رئیس بن گیا اوراس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا۔ ایک روز یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا جس میں عظماء اور ملوک کے وفود میں سے کوئی ایک آدمی بھی اس کا حصے دار نہ تھا۔ یہ سلطان کے بقیہ ایام اوراس کی وفات کے بعد بھی اسی حال پر رہا۔ یہ شخص معظم، باوقار، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے والا، خوش آمدید کہنے والا، علم وادب سے آراستہ، شاعر، سخی اور حسن عہد اور سادگی نفس میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ جب میں 764ھ میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے جامع مسجد کے سامنے اپنے گھر میں اتارا۔ میں نے اس سے وہ کچھ دیکھا جس کی بادشاہ بھی سکت نہیں رکھتے۔ اس نے میرے سفر کی شب کو مجھے فائر شپ پر سوار کرایا جس کی سیڑھی پانی تک پہنچتی تھی۔ اس کے بعد میں جبل الفتح میں اترا، ان دنوں وہ حاکم مغرب کے ماتحت تھا۔ میں پھر وہاں سے غرناطہ چلا گیا۔ میں نے سلطان ابن الاحمر اوراسکے وزیر ابن الخطیب کو اپنے متعلق اوراس رات کے متعلق خط لکھا جو میں نے غرناطہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر گزاری تھی مجھے پھر ابن الخطیب کا خط ملا جس میں مجھے وہ آمد پر مبارک باد دیتا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا۔ اس کا متن یہ ہے:

''تو قحط زدہ شہر میں بارش کی طرح فرخندہ فال، وسعت اور نرمی کے ساتھ اترا ہے، اس کی قسم جس کے چہرے کے بوڑھے، تاج پہننے والے بچے اور ادھیڑ عمر قیدی ہو جاتے ہیں۔ تو نے میرے ہاں پرورش پائی ہے اور مجھے تیری ملاقات کا شوق ہے۔ تو میرے شوق کو ایک جیسے انسانوں اور مجھے اہل کی وجہ سے بھول گیا ہے۔ میری محبت کسی گواہ کی محتاج نہیں اور میرا واضح اعتراف جہالت کی ایک شکل ہے۔

میں نے اس کی قسم کھائی ہے جس کے گھر کا قریش نے حج کیا ہے اور قبر کی زیارت کی ہے۔ جس نے زندہ لوگوں کی تنگی کو اپنے مردے کی طرف پھیر دیا ہے اور ایک نور کی جس کے طاقچے اور تیل کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ اے پیارے محبت! جس کی ملاقات میری اعلیٰ مرتبہ خواہش اور بڑی نوازش اور نفس میں انبساط پیدا کرنے والا اور چکر لگانے والا نکتہ ہے، اگر اس جوانی کی بارش کے درمیان مجھے اختیار دیا جائے جس کا پانی ٹپکتا ہو، جس کی چڑھائی لہریں لیتی ہو اور وہ اشاروں کے ساتھ نوجوان عورتوں کے بجائے ستاروں کی آنکھوں سے عشق بازی کرتی ہو، اس طرح کہ وہ نصیبے میں کوتاہی نہ کرے جو اس کی زلفوں کی وسعت کو جانتا ہے یا اس کے اندھیرے میں اپنا فتیلہ روشن کرتا ہے یا جبشیوں اوراپنی قوم کے ساتھیوں کو اس کی مصیبت میں آگے کرتا ہے۔ اس کا زمانہ راحت اور آرام والا ہے اور نعمتوں میں صبح و شام کرنے والا اور خالص سبزہ زار ہے۔ گیت اور زخم ہے اور انتخاب اور ایجاد ہے، وہ ایک سینہ ہے جس میں انشراح کے سوا کچھ نہیں اور خوشیاں ہیں جن کے پیچھے فرحتیں ہیں۔ تیری آمد کے درمیان میں عیاش فائدہ اٹھانے والا ہے اور بیداری اور اونگھ میں اللہ کی تعریف ہے جو جنید کی عبادت اور حسن کے حملے میں محکم ہے۔ وہ علوم کے عجائبات سے فائدہ اٹھانے والا ہے اور نقدی کی تجارت کرنے والوں کے بزار کو بھرنے والا ہے، وہ براہین کے نور سے جھوٹ کو مٹانے والا ہے میں کبھی جوانی کو اختیار نہیں کرتا اگرچہ اس کے زمانے نے مجھے شوق دلایا ہے۔ اس کی قیمت نے مجھے درماندہ کر دیا ہے اور میں نے اس کے گھر کے نشانات پر اپنے آنسوؤں کا بادل برسایا ہے۔ لہٰذا اس خدا کی تعریف ہے جس کی مہربانی نے میرے سفر کو ٹھیک کر دیا ہے اور مجھے میرے شکوک کے بحران پر قابو دیا ہے۔ اس نے مجھے میرے مال اور زمین پر رشک دیا ہے اور میرے ہجولیوں سے الفت کی ہے۔

اس نے میرے مشروبات کی لذت سے مجھے پھندا لگوایا ہے اور اس کی بہترین سطور پر میرا سر جھکایا ہے۔ میں سواری کو بٹھا کر جلد اس رشک کی جگہ اور سعادت کے سنگم پر آیا ہوں۔ نرم و ملائم امیدیں مبارک باد دیتی ہیں لہٰذا تو تشنہ دلوں سے جو تیری سیرابی کے خواہاں ہیں، کیا چاہتا ہے، وہ تیرے لباس سے آراستہ ہیں اور تیرے مضبوط خطی نیزے کو دیت دینے والے اور اس کے بلند مکارم سے دوستی رکھنے والے ہیں۔ جو کچھ وہاں ہے، حقیقت اس کی تصدیق کرے گی۔ وہ تیری بزرگی کی فضیلت، صحراؤں سے پیچھے رہنے والوں بلکہ سمندروں سے پرے رہنے پر بھی حاوی ہوگی۔ والسلام۔

میں پھر دوسرے دن صبح کو شہر آنے لگا، یہ 8 ربیع الاوّل 764ھ کا واقعہ ہے۔ سلطان میری آمد سے خوش ہوا اور اس نے اپنے محلات میں مجھے جگہ دی۔ اس نے اس میں قالین اور ضرورت کی چیزیں رکھیں اور حسن سلوک، اعزاز اور نیکی کا بدلہ دینے کے لیے اس نے اپنے خواص کو میری ملاقات کے لیے بھیجا۔ میں پھر اس کے پاس آیا تو وہ مجھے مناسب طریق سے ملا، خلعت دیا اور میں واپس چلا گیا۔ اس کے بعد وزیر ابن الخطیب باہر نکلا اور اس نے میری رہائش گاہ تک میری مشایعت کی پھر اس نے مجھے اپنی مجلس کے سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا۔ اس سے مجھے اپنی خلوت میں گفتگو کرنے، اپنے ساتھ سواری کرنے، کھانے پینے اور اپنی خلوتوں میں گپ شپ کے لیے منتخب کر لیا۔ یوں میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس کے بعد میں اس کی طرف سے سفیر بن کر شاہ قشتالہ طاغیہ بطرہ بن النشہ بن اوفونش کے پاس معاہدہ صلح کرنے کے لیے گیا جو اس کے اور کنارے کے بادشاہوں کے درمیان طے پایا تھا۔ میں اپنے ساتھ قیمتی تحائف لے گیا جو ریشمی کپڑوں اور اصیل گھوڑوں پر مشتمل تھے جن کے زین سونے کے تھے لہٰذا میں اشبیلیہ میں طاغیہ سے ملا اور میں نے وہاں اپنے اسلاف کے آثار دیکھے۔ اس نے میری بہت عزت کی جس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اس نے میرے مقام پر رشک کیا کیونکہ وہ اشبیلیہ میں ہمارے اسلاف کی اولیت کو جان گیا۔ اس کے طبیب ابراہیم بن زرزور یہودی نے جو طب و نجوم میں بڑا ماہر تھا، اس کے پاس میری تعریف کی۔ وہ مجھے سلطان ابوعنان کی مجلس میں ملا تھا اور اس نے اسے علاج کے لیے بلایا تھا۔ اس وقت وہ اندلس میں ابن الاحمر کے گھر میں تھا، وہ پھر رضوان جوان کی حکومت کا منتظم تھا، کی وفات کے بعد طاغیہ کے پاس آ گیا اور اس کے پاس ٹھہر گیا۔ آخر کار اس نے اسے اپنے اطباء میں شامل کر لیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے پاس میری تعریف کی، یوں اس نے طاغیہ کے ہاں مقام کرنے کی درخواست کی اور یہ کہ وہ میرے اسلاف کی وراثت کو جو اشبیلیہ میں تھی، مجھے واگزار کر دے گا جو اس کی حکومت کے زعماء کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن میں نے اس کے لینے سے پرہیز کیا جسے اس نے قبول کر لیا اور وہ ہمیشہ مجھ پر رشک کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے واپس آ گیا تو اس نے مجھے توشہ اور سواری دی، اس نے خاص طور پر مجھے بوجھل زین اور سونے کی دو لگاموں کے ساتھ جوان خچر دیا۔ میں نے یہ دونوں لگامیں سلطان کو ہدیۃً دے دیں تو اس نے مجھے غرناطہ کی چراگاہ میں السقی کے علاقے میں البیرہ کی بستی جاگیر میں دی اور اس کے متعلق میرے لیے شاہی فرمان بھی لکھا:

میں پھر میلاد النبیؐ کی پانچویں شب کو حاضر ہوا، وہ اس میں ملوک مغرب کی اقتدار میں طعام اور شعر پڑھنے کی مجلس کیا کرتا تھا لہٰذا اس شب میں نے یہ اشعار پڑھے:

''ان جگہوں کو سلام کہو جو پہلے مجھے ٹپکتے آنسوؤں کے ساتھ سلام کہتی تھیں۔ وہ مجھے پیار کرتی تھیں، اب وہ میرے اور ان کے گھروں سے دور ہیں اور انہوں نے دل کو میرے علاوہ اپنے آثار میں گراں بار کر دیا ہے۔ اب میں کھڑا ہو کر صبر سے پڑھنے لگا جو ان کے بعد ضائع ہو گیا تھا۔ میں نشانات سے پوچھنے لگا ہوں جو مجھ سے بات نہ کرتے تھے، میں شوق کے ساتھ حویلی کے سامنے کھڑا ہو گیا تا کہ اس کو بوسہ دوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے سوچ نزدیک اور مجھے دور کرتی ہے۔ مجھ سے ہر غم نے تمام موتی چھین لیے ہیں جن کے بارے میں میرا دل ہمیشہ پرسکون نہیں تھا۔ میری آنکھوں نے ان کے بعد حویلی کے گھروں کو بھی آنکھوں سے سیراب کیا جو اس کے سیاہ کھنڈروں پر کھڑی تھیں اور دل کو داعی عشق سے مصروفیت تھی۔ کاش میرا دل سکون کی طرف دعوت دیتا۔ اے ہمارے احباب! کاش وصل کے عہد کو یاد کروانے کوئی والا ہوتا۔ کیا اس کی باد نسیم مجھے سلام کہتی ہے، مجھے اور میرے خیال کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کا زائر تیار ہی نہیں ہوتا اور نسیم کا بیمار میری دوا نہیں کرتا۔ اے اہل نجد! جنت الفردوس اور موٹی آنکھوں والی حوروں کے سوا اس کا باشندہ

اور کون ہے میں شوق کے ساتھ تمہارے علاقے کی اطراف سے بجلی کی طرف مائل ہوتا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو وہ مجھے مائل نہیں کرتی۔ اے دور جانے والے! شام اسے میرے دل کے قریب کرتی ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنے قریب اور اپنے ساتھ باتیں کرتا محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنے دل کو تیری محبت کے سوا بے غم کر دوں گا اور تیرے سوا کوئی کسی حال میں مجھ کو تیرے سے بے غم نہیں کر سکتا۔ تو راتوں کو دیکھتا ہے کہ تجھ کو انہوں نے میری یاد سے مانوس کر دیا ہے۔ اے وہ شخص! جس کی یاد زمانہ مجھے بھلا نہیں سکتا۔"

اس نے اپنے محلات کے درمیان اپنے بیٹھنے کے لیے جو ایوان تعمیر کیا اس کی تعریف میں یہ اشعار بھی ہیں:

اے کاری گر! اس کے بخت سے رکھ، حیران ہے، زمانہ اس کی امارت کو کمزور نہیں کر سکتا۔ وہ آپ ایک محل ہے جس کے رنگوں اور شکلوں کو دیکھ کر آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں، ایوان کسریٰ کے بعد تیرا بلند محل تمام ایوانوں سے بڑا ہے۔ اور دمشق اور اس کے گھر کو پیچھے چھوڑ دے تیرا محل، دل کو ابواب جیرون سے زیادہ مرغوب ہے۔

اور کنارے سے میری واپسی پر تعریض کے اشعار یہ ہیں:

کون میرے ان دوستوں کو یہ اطلاع دے جو میری محبت سے دستبردار ہو چکے ہیں، انہوں نے مجھے ضائع کر کے اپنی ساکھ ضائع کر دی ہے۔ میں نے بلندیوں سے حرم کی پناہ لی ہے، قریب ہے کہ اس کے گھر مجھے خوش خبری کا تحفہ ملے۔ میں سفر کرنے والا ہوں اور میں تمہارے بعد زمانے سے نہیں ملا کہ وہ مجھے تکلیف دے اور وہ مجھے نہ تکلیف دے سکتا ہے۔ میرا وہ زمانہ سرسبز و شاداب رہے جس میں میرے ہاتھ ایسے نصیب سے سرفراز ہوئے جسے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ میں اس سے کچھ دیر مطالبہ کرتا رہا لیکن وہ مجھ سے وعدے میں ٹال مٹول نہیں کرتا تھا۔ میں ایسے کریم سے امید رکھتا ہوں جو مجھے مشقت میں نہیں ڈالتا۔ قاضیوں کو حکم نے ایسے لپیٹ دیا ہے جیسے پھول ریاحین میں لپیٹے جاتے ہیں۔ اگر تو انہیں روشن کرے تو وہ موتیوں کی طرح نمایاں ہوتے ہیں اور اگر پیچھے کیے جائیں تو پھولوں جیسی خوشبو سے تیری ثنا کرتے ہیں۔ تو نے میری کوشش سے اس میں غیر مانوس الفاظ دیکھے ہیں، اگر تیری برکت نہ ہوتی تو وہ مجھ سے موافقت نہ کرتے، لیکن تیری برکت سے غیر مانوس الفاظ بھی میرے تابع ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو خوب مزین و آراستہ کیا ہے تو عمر بھر امن اور راحت میں رہے اور تیرا الملک ہمیشہ مظفر اور منصور رہے۔

میں نے 765ھ میں اس کے لڑکے کے ختنے کی مجلس میں یہ اشعار پڑھے۔ اس نے نواح اندلس کے حلیفوں کو اس میں بلایا تھا، مجھے ان میں سے صرف یہی اشعار یاد ہیں:

اگر عبرت اور رونا نہ ہوتا تو شوق ظاہر ہو جاتا، یاد جب لوٹتی تو غم کو تازہ کر دیتی۔ ابوالوفاء کا دل اپنے عہد پر قائم ہے، اگرچہ گھر دور اور محبوب جدا ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم جدائی کے حادثے کے بعد میرا دل عہدوں کو یاد کر کے خوش ہوتا ہے۔ خواب کا خیال اسے بے خواب رکھتا ہے اور اس کے اندر دنے کو لپیٹ اور حرکت جلا دیتی ہے۔ اے میرے دو دوستو! مدد نہ مانگو کیونکہ غم نے آواز دی ہے اور جب غم مجھے آواز دیتا ہے تو میں اسے ضرور جواب دیتا ہوں۔ آؤ، ان کھنڈرات پر جن کے منافع کو رواں آنسوؤں نے خراب کر دیا ہے۔ مجھے رونے پر ملامت نہ کرنا کیونکہ یہ میری باقی ماندہ جان ہے جو آنسوؤں میں پگھل رہی ہے۔

اور اس کے بیٹے کے کسی رکاوٹ کے بغیر ختنے کے لیے آنے کے بارے میں یہ اشعار ہیں:

اس نے پیچھے ہٹے بغیر مجلس کا قصد کیا اور ملاقات کے وقت کمزوری نہیں دکھائی تب یوں گیا جیسے جنگ سے تلوار جاتی ہے، اس کی آراستگی اچھی لگتی ہے اور اس کا جوہر خون سے رنگا ہوتا ہے، وہ سونتی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کو تیرے شمائل و اخلاق نے توڑ دیا ہے جو بزرگی کی صفوں میں ملے جلے ہوتے ہیں۔

میں نے اس کے دونوں بچوں کی تعریف میں جو اشعار کہے تھے، ان میں سے چند یہ بھی ہیں:

یہ دونوں فتح کی آیات سے ہدایت پر چڑھنے والے آفتاب ہیں جن کی شان عجیب ہے، یہ جنگ میں شہاب اور جدائی میں شتر مرغ ہیں۔ ان دونوں سے بلندیاں پھیلتی اور چمکتی ہیں، یہ خوبیوں کے پھیلانے کے لیے ایسے دو ہاتھ ہیں جنہیں بزرگی کی طرف بخشش

کرنے والے لختی نے بڑھایا ہے۔

اسی سال ولادت نبویؐ کی شب میں نے یہ اشعار اسے سنائے تھے:

خیال تو صرف ایک وہم ہے، مجھے کون اس امر کی ضمانت دے سکتا ہے کہ میں صحیح خیال سے ملاقات کروں گا۔ میں اس سے ہدایت طلب کرتا ہوں کاش، وہ مجھے فائدہ دیتا تب میں پلکوں سے بارش طلب کرتا تھا، کاش وہ پیاس برساتیں لیکن جھوٹا خیال اور طمع ایسے ہی ہے جیسے سرگردان عاشق کے دل کو جھوٹی خواہشات سے بہلانا پڑتا ہے۔ اے میرے ہم راز! محبت ایک ایسی سوزش ہے جو اپنے شکوؤں سے پوشیدہ ضمیر کو ظاہر کر دیتی ہے۔ بادِ صبا کے جھونکے نے میرے دل نے عہد لیا ہے۔ گودے دار ہڈی اور بان کو لپیٹنا وہ چراگاہ ہے جس پر کوئی سبزی نہ ہو۔ تسلی مجھے محبت سے بلاتی ہے اور غم مجھے بڑھنے سے روکتے ہیں، یہ کس کے گھر کے نشان خالی ہو گئے ہیں، جن کے کھنڈرات سے مترنم آوازیں آتی ہیں۔ میں نے وہاں محبت کی علامات دیکھی ہیں۔ اس کے نشانات نے مجھ پر غارت گری کی اور عاشق حویلی کے مٹے ہوئے نشانات پر آتا ہے۔ گھروں کے آثار کو وہ ہم سے معلوم کر لیتا ہے۔ وہ میرے پاس آیا اور رات میرے اور اس کے درمیان تھی۔ دانتوں کی اطراف میں چمک نمودار تھی اور اس نے میرے عہد قدیم کو نیا کر دیا۔ اس نے گویا عہدوں کے ذکر سے اشارہ کیا اور سمجھا دیا۔ میں پسلیوں کے ڈرنے اور دھڑکنے والے دل سے حیران ہوں میں اس کے لیے اندھیرے پیچھے رویا اور وہ مسکرا دیا۔ اس نے اسے اپنے آنسوؤں کے جام سے سیراب کرتے ہوئے رات گزاری لیکن اس نے مجھے چراگاہ کی باتوں میں مشغول کر کے رات گزاری۔ اس نے جنڈ والے گھر کے کھنڈر پر اس سے مصافحہ کیا اور میں نے وہاں پر جوانی کا دھاری دار لباس زیب تن کیا۔ میں جس زمانے میں وہاں تھا اس میں کبھی ہرنیاں قریب ہو جاتی تھیں۔ اور حسین و جمیل عورتیں اس کے آفاق میں ستارے طلوع کرتی تھیں۔ خواہ عشق مجھے کہیں لے جائے، میں ان کا مشتاق ہوں۔ میں اپنے کجاوے کو نجد اور تہامہ میں لے جاتا ہوں۔

جب قرار حاصل ہو گیا، گھر پر سکون ہو گیا، سلطان خوش اور خرم ہو گیا اور گھر والوں کی یاد اور محبت زیادہ ہو گئی تو اس نے میرے اہل کو ان کی غربت گاہ قسطنطینہ سے لانے کا حکم دیا۔ اس نے ایک آدمی ان کو تلمسان لانے کے لیے بھیجا اور اس نے المریہ کے بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا۔۔۔۔۔۔ تو وہ اپنے بحری بیڑے میں انہیں لانے گیا۔ وہ المریہ میں اترے۔ میں نے سلطان سے ان کے استقبال کی اجازت مانگی۔ میں ان کے لیے گھر، باغ، افلح کا حوض اور دیگر ضروریات معاش مہیا کرنے کے بعد انہیں دارالخلافے میں لایا۔ جب میں دارالخلافے کے قریب ہوا تو میں نے وزیر ابن الخطیب کو لکھا:

میرے آقا! میں یمانی پرندوں کے ساتھ پرامن شہر میں آیا ہوں۔ میں نے بیٹوں کو اتحاد و اتفاق کی دعا دی ہے سالوں کی طوالت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ملاقات و زیارت کی دوری اور نزدیکی اور دوری کے خاتمے اور دیار کے قرب کے بارے میں واضح براءت نے میری مدد کی ہے۔ میں اپنے آقا سے اس چیز کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو مخدوم کے پاس جانے کے سلسلے میں میرے پاس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا آقا اس وقت مجھے بہترین دروازے پر بلائے جب مجلس جمہوری اپنے سے جھگڑنے والے کا فیصلہ نہ کر سکے اور دور والے اس مقام تک پہنچ جائیں جسے سعادت نے ان کے ٹھہرنے کے لیے تیار کیا ہو اور برکت نے ان کے پسند کرنے سے قبل اسے پسند کر لیا ہو۔ والسلام

اس کے بعد دشمنوں اور چغل خوروں نے دیر نہ لگائی، انہوں نے وزیر ابن الخطیب کو اکسایا کہ میں سلطان سے میل جول رکھتا ہوں اور وہ میرا بچاؤ کرتا ہے، یوں انہوں نے اسے غیرت کے گھوڑے پر سوار کرا دیا اور وہ بگڑ گیا۔ اب میں نے اس کے حکومت کے مختص کرنے اور دیگر احوال میں من مانی کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے انقباض کی بو محسوس کی۔ تب مجھے حاکم بجایہ سلطان ابو عبداللہ کے خطوط آئے کہ وہ رمضان 765ھ میں بجایہ پر قابض ہو چکا ہے اور مجھے اس نے اپنے پاس بلایا۔ میں نے پھر سلطان ابن الاحمر سے اس کے پاس جانے کے لیے اجازت مانگی اور محبت کو باقی رکھنے کے لیے میں نے اس سے ابن الخطیب کا حال پوشیدہ رکھا تو وہ اس وجہ سے غمگین ہو گیا لیکن اسے حاجت پوری کرنے کے سوا کوئی چارہ

لہٰذا اس نے مجھے الوداع کہا، تو شہ دیا اور وزیر ابن الخطیب کے املاء کرانے سے اس نے میرے لیے مشایعت کا فرمان لکھا جس کا متن یہ تھا:
یہ ایک اچھا یادگار ہے اور اکرام واعظام اور رفعت ومشایعت کا حقدار ہے۔ یہ احسان کرنے کی مہر اور اچھے کام کرنے والے کی تکمیل ہے۔ اس نے اس معتمد کی تعریف کی ہے جس نے حسن کو اچھا دیکھا ہے۔ اس نے اس کے بہت سے حصے حاصل کیے ہیں۔ اس نے فوجوں کی واپسی کے بعد آنے کے ساتھ دل لگا لیا ہے، اس نے پختہ عزم سفر پر مقام کو ترجیح دی ہے۔ اس نے اس کے متعلق حکم دیا ہے اور اس کے مقتضاء کے مطابق کام کیا۔ امیر ابو عبداللہ محمد بن مولانا امیر المسلمین ابی الحجاج بن مولانا امیر المسلمین ابی الولید بن نصر نے اسے قید کر دیا، اس نے اسے حکم دیا اور اس کی مدد کی۔ اس نے مخلص عالم فاضل کامل دوست ابوزید بن عبدالرحمٰن بن ابو یحییٰ بن شیخ مرحوم ابوعبداللہ ابن خلدون کے ذکر کو بلند کیا، اللہ تعالیٰ اسے اسباب سعادت سے شاد کام کرے اور اپنے فضل سے اس کے سارے ارادوں کو پورا کرے۔ اس نے اس کے متعلق اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا اگرچہ اسے اظہار کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے اس کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ علماء، رؤسا اور اعیان کا کیسے محاسبہ کیا کرتا تھا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ اس کے دروازے پر آیا تو اس نے اس کے نیک مقاصد پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا، اس نے اسے بلند مرتبہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اس نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اسے ظاہرہ نیکی پر رشک کرنے کے بعد امن وامان اور رحمان کی کفالت کے سائے میں پہنچائے۔ وہ حتی الامکان اس کی پناہ میں رہے۔ اس نے پھر اس کے عذر کو قبول کر لیا کیونکہ دلوں میں اوطان کی محبت رچ بس گئی ہے۔ لہٰذا اس نے اسے قیادت وسیادت دی اور مشورے کے لیے ہم نشین بنایا۔ اس کے بعد فراق پر بجل کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اس کی مشایعت کی اور اسے تمام آفاق پر فوقیت دی۔ اس نے اسے اپنے ہاتھ میں چھنگلی کا سفید داغ بنا دیا اور دیکھنے سننے والے کے لیے دستاویز بنا دی لہٰذا جب وہ اپنی حاجت کے پورا کرنے کے بعد اس علاقے کی طرف مڑا اور اس کے شوق سفر نے اسے مہلت دی یا شوق محبت اور حسنِ عہد نے اسے دور پھینکا تو عنایت کا سینہ مشروح اور رضا وقبول کا دروازہ مفتوح تھا۔ اس نے اس سے جو نیکی اور حصے کا وعدہ کیا، وہ اسے دیا لہٰذا اس قسم کے معزز دوستوں کے پاس جانے کا مقصد صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہوتا لہٰذا چاہیے کہ وہ اپنے ضمیر کو قابو کرے اور جس صاف پانی پر چاہے چلا جائے۔ جن سالار واشیاخ اور خدام بحر وبر نے اختلاف مراتب واحوال ونسب کے باوجود اسے دیکھا ہے وہ اس خیال کی حقیقت کو سمجھیں کہ اسے تکمیل غرض کے لیے کس قدر اعانت واعتناء کی ضرورت ہے۔ اس فرض واجب کو اللہ کی مدد وقوت سے ادا کر دیا جائے۔ اس نے یہ خط 19 جمادی الاول 766ھ کو لکھا اور تاریخ درج کرنے کے بعد سلطان کی تحریر میں اس پر علامت لگائی گئی۔ اس کی یہ عبارت درست ہے۔

☆☆☆

باب: ۲۵۷

بجایہ سے اندلس کی طرف جانا اور حاجب مقرر ہونے کی روداد

موحدین کے بنی حفص کی حکومت میں بجایہ افریقہ کی سرحد تھا، جب ان میں سے سلطان ابو یحییٰ کی حکومت آئی اور وہ افریقہ کا بااختیار بادشاہ ہوا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کی سرحد پر اور قسطنطینہ کی سرحد پر اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ کو والی بنایا۔ اس وقت مغرب اوسط اور تلمسان کے بادشاہ بنو عبدالواد اس سے اس کے مضافات کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور فوجوں کو بجایہ میں روک لیتے تھے۔ وہ پھر قسطنطینہ پر حملے کرتے تھے تا آنکہ سلطان ابوبکر نے مغرب اوسط اقصیٰ کے سلطان ابوالحسن کی پناہ حاصل کی۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن تلمسان کی طرف بڑھا اور دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی، آخر کار اس نے بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے سلطان ابوتاشفین کو قتل کر دیا۔ یہ 737ھ کا

واقعہ ہے۔ یوں بنوعبدالواد کے معاملے کا جو بوجھ موحدین پر پڑا ہوا تھا، وہ کم ہو گیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس کے بعد ابو عبداللہ بن سلطان ابو یحییٰ 740ھ میں قسطنطینہ میں وفات پا گیا، اس نے اپنے پیچھے سات لڑکے چھوڑے جن میں ابو زید عبدالرحمٰن بڑا تھا پھر ابوالعباس احمد لہٰذا امیر ابو زید اپنے غلام نبیل کی کفالت میں اپنے باپ کی جگہ والی بنا۔ اس کے بعد ابو زکریا 746ھ میں بجایہ میں وفات پا گیا اور اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑ گیا جن میں سے ابو عبداللہ محمد بڑا تھا۔ اس دوران سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے ابو حفص کو وہاں بھیجا لہٰذا اہل بجایہ، امیر ابو عبداللہ بن زکریا کی طرف مائل ہو گئے اور امیر عمرو سے منحرف ہو گئے۔ انہوں نے اسے نکال دیا اور سلطان نے ان کے مطالبے کے مطابق امیر ابو عبداللہ کو ان کا والی بنا کر اس شگاف کو جلدی سے پُر کر دیا۔ بعدازاں سلطان ابوبکر 747ھ کے نصف میں فوت ہو گیا اور ابوالحسن نے افریقہ جا کر اس پر قبضہ کر کے بجایہ اور قسطنطینہ سے امراء کو مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ اس نے وہاں انہیں جاگیریں دیں تا آنکہ جنگ قیروان ہوئی اور سلطان ابوعنان نے اپنے باپ کو معزول کر دیا۔ وہ پھر تلمسان سے فاس کی طرف کوچ کر گیا اور بجایہ اور قسطنطینہ کے ان امراء کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی۔ اس کے بعد پہلے پہل اس نے امیر ابو عبداللہ اور اس کے بھائیوں کو تلمسان سے اور ابو زید اور اس کے بھائیوں کو فاس سے ان کی سرحدوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنے علاقوں میں خود مختار ہو جائیں اور لوگوں کو سلطان ابوالحسن کی مدد سے دست کش کر دیں۔ وہ سب ان کے بلاد میں پہنچے اور انہوں نے ان کو بنی مرین کے قبضہ سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس سے قبل فضل بن سلطان ابوبکر ان پر قبضہ کر چکا تھا۔ ابو عبداللہ بجایہ میں ٹھہر گیا۔ جب سلطان ابوالحسن جبال مصامدہ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابوعنان نے 753ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے ان کے بادشاہوں کو جو بنی عبدالواد میں سے تھے، شکست دی۔ اس نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ پھر المریہ میں اترا اور بجایہ کے قریب آیا۔ امیر ابو عبداللہ نے جلدی سے اس سے ملاقات کی اور فوج اور عربوں کی سختی اور ٹیکس کی کمی سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی، اس کی اس کے پاس شکایت کی۔ وہ اس کی خاطر بجایہ کی سرحد سے نکل گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں اپنے کارندوں کو اتارا اور امیر ابو عبداللہ کو اپنے ساتھ مغرب لے گیا۔ وہ ہمیشہ ہی کفایت اور کرامت کے ساتھ اس کے پاس رہا۔

سلطان ابوعنان اور ابن خلدون

جب میں 755ھ میں سلطان ابوعنان کے پاس آیا تو اس نے مجھے واپس لے لیا۔ میرے سابق اسلاف اور امیر ابو عبداللہ کے اسلاف کے درمیان جو تعلقات تھے ان کی رگوں نے حرکت کی اور اس نے مجھے اپنی صحبت کے لیے دعوت دی۔ میں نے بھی سرعت سے کام لیا۔ سلطان ابوعنان اس قسم کی باتوں میں بڑی غیرت رکھتا تھا۔ لیکن اس کے بعد حاسد زیادہ ہو گئے اور انہوں نے سلطان کے پاس شکایت کی کہ امیر ابو عبداللہ نے بجایہ کی طرف فرار کا عزم کر لیا ہے اور میں نے اس سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ مجھے اپنی حجابت کا کام سپرد کرے۔ اس پر سلطان اس بات سے برانگیختہ ہوا اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اس نے مجھے تقریباً دو سال تک قید رکھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ جب سلطان ابو سالم نے آ کر مغرب پر قبضہ کر لیا تو میں اس کی نجی خط و کتابت پر مامور ہوا۔ اس نے پھر تلمسان پر حملہ کیا، اسے بنی عبدالواد کے ہاتھ سے چھین لیا اور ابو حمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یغمراسن کو وہاں سے نکال دیا۔ اس نے پھر فاس واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے ابو زیان محمد بن ابی سعید عثمان بن سلطان ابو تاشفین کو تلمسان کا والی مقرر کیا اور ابو حمو کو تلمسان سے دور رکھنے کے لیے اسے اموال اور فوجوں سے مدد دی جو اس کے وطن کے لوگوں پر مشتمل تھیں تا کہ وہ اس کا مخلص دوست بن جائے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو عبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابوالعباس حاکم قسطنطینہ، جب کہ بنو مرین نے ان کے بھائی ابو زید کا قسطنطینہ میں مسلسل کئی سال تک محاصرہ کیے رکھا تھا، اس کے مخلص دوست تھے۔ وہ پھر ایک راستے سے بونہ چلا گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس کو وہاں چھوڑ گیا لہٰذا اس نے اسے معزول کر دیا اور خود مختار ہو گیا۔ بعدازاں وہ بنی مرین کی جو فوجیں وہاں جمع ہوئی تھیں، ان کی طرف بڑھا اور انہیں شکست دی اور قتل کیا۔ جب سلطان نے 768ھ میں فاس سے اس پر حملہ کیا تو اہل شہر نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا لہٰذا اس نے اسے سمندر میں سبتہ بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا۔ جب سلطان ابو سالم نے اندلس جاتے ہوئے 760ھ میں سبتہ پر قبضہ کیا تو اس نے اسے قید سے رہا کیا اور اسے اپنے دارالخلافہ لے گیا۔ اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کا شہر اسے واپس دے دے گا۔ لہٰذا جب

زیان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس کے خواص اور خیر خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ان موحدین کو ان کی سرحدوں کی طرف بھیج دے۔ اس نے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ابو عبداللہ کو بجایہ کی طرف بھیج دیا حالانکہ اس کے چچا ابو اسحٰق حاکم تلمسان اور مکفول بن تافراکین نے اسے بنی مرین کے قبضے سے چھینا تھا۔ اس نے ابوالعباس کو قسطینہ کی طرف بھیج دیا جہاں بنی مرین کا ایک زعیم حکمران تھا۔ سلطان ابو سالم نے اسے لکھا کہ وہ اس کے لیے اس سے علیحدہ ہو جائے لہٰذا اس نے اسی وقت اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں امیر ابو عبداللہ بجایہ کی طرف گیا اور اس کا بجایہ پر حملہ کرنا اور اس کا بار بار محاصرہ کرنا طویل ہو گیا۔ اس کے باشندوں نے سلطان ابو اسحٰق کے ساتھ رکنے کے بارے میں اصرار کیا۔ ان امراء کو ان کے شہروں کی طرف بھیجنے میں مجھے ایک قابل تعریف مقام حاصل تھا، میں نے سلطان ابو سالم کے خواص اور ان کی مجلس کے کاتبوں کے ساتھ اس میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

حجابت کا عہدہ ابن خلدون کو ملنا

امیر ابو عبداللہ نے مجھے خود لکھا کہ جب اسے سلطنت حاصل ہو گی وہ مجھے حجابت کا کام سپرد کرے گا۔ ہماری مغرب کی حکومت میں حجابت کے معنے حکومت کی خود مختاری اور سلطان اور اس کے ارباب حکومت کے درمیان ایسی وساطت کے ہیں جس میں کوئی اس کا حصے دار نہیں ہوتا۔ میرا ایک چھوٹا بھائی یحییٰ نام تھا لہٰذا اس نے اسے امیر عبداللہ کے ساتھ علامت کی حفاظت کے لیے بھیجا میں پھر سلطان کے ساتھ واپس آ گیا۔ جب میں اندلس جانے اور وہاں قیام کرنے کے بارے میں اس سے بات کی تو وزیر ابن الخطیب بگڑ گیا اور میرے اور اس کے درمیان فضا مکدر ہو گئی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ رمضان 765ھ میں بجایہ پر امیر ابو عبداللہ کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی۔ امیر ابو عبداللہ نے مجھے آنے کے متعلق خط لکھا تو میں نے اس کا ارادہ کر لیا۔ سلطان ابو عبداللہ بن الاحمر اس وجہ سے مجھ سے بگڑ گیا، اس کا یہ خیال تھا کہ اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیوں نہیں کیا جو اس کے اور وزیر ابن الخطیب کے درمیان چل رہی تھی لہٰذا میں ارادے کو کر گزرا۔ اس نے میری مدد کی، حسن سلوک اور مہربانی بھی کی۔ میں 766ھ کے نصف میں المریہ کی بندرگاہ سے سمندر پر سوار ہوا اور روانگی سے پانچویں دن بجایہ اترا لہٰذا سلطان نے جو بجایہ کا حکمران تھا، میری آمد پر جشن کیا اور میری ملاقات کے لیے سوار ہو کر آیا۔ اب ہر جانب سے اہل شہر مجھ پر ٹوٹ پڑے، وہ میرے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور میرے ہاتھوں کو چومتے تھے۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس کے بعد میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے میری آمد پر خوش آمدید کہا، خلعت دیا اور سواری دی۔ دوسری صبح سلطان نے اہل حکومت کو صبح صبح میرے دروازے پر پہنچنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کی حکومت کا بوجھ اٹھایا اور تدبیر سلطنت اور سیاست امور میں اپنی پوری قوت صرف کی۔ اس نے مجھے قصبے کی جامع مسجد کی خطابت بھی پیش کی جس سے میں علیحدہ نہ ہوں گا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کے اور اس کے عم زاد سلطان ابوالعباس، حاکم قسطینہ کے درمیان اختلافات ہیں جو رعایا اور عمال کی حدود میں لالچی لوگوں نے پیدا کیے تھے۔ آخر کار اختلاف کی آگ ریاح کے زوادوہ عربوں کے اوطان میں لڑائی کا بازار گرم کرنے کے لیے بھڑک اٹھی جہاں سے وہ اپنے اموال لاتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو اکٹھا کرنے کا اہم راستہ تھے۔ یوں انہوں نے 766 میں لڑائی کی۔ یعقوب بن علی سلطان ابوالعباس کے ساتھ تھا لہٰذا سلطان ابو عبداللہ نے شکست کھائی اور بجایہ کی طرف پا بجولاں واپس آیا۔ اس سے قبل میں نے اس کے لیے بہت سا مال جمع کیا تھا جو سب کا سب اس نے عربوں میں خرچ کر دیا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اخراجات نے اسے بدحال کر دیا۔ تب میں خود قبائل بربر کی طرف جبال میں گیا جو سالوں سے ٹیکس نہیں دے رہے تھے۔ میں پھر ان کے علاقے میں داخل ہوا، ان کی رکھ کو مباح کیا اور تابعداری کرنے پر ان سے ضمانت لی یہاں تک کہ میں نے ان سے ٹیکس پورا کر لیا۔ اس سے ہمیں بڑی مدد ملی، اس کے بعد حاکم تلمسان نے سلطان کی طرف رشتہ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی تاکہ اس کے ذریعے اس کا ہاتھ اپنے عم زاد تک پہنچ جائے۔ اس نے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی پھر 767ھ میں سلطان تیار ہوا اور اوطان بجایہ میں گھس گیا۔ اس نے اہل شہر سے خط و کتابت کی اور وہ سلطان ابو عبداللہ سے بہت خائف تھے کیونکہ وہ ان کے لئے دھار تیز رکھتا تھا اور انہیں خوب لتاڑتا تھا لہٰذا انہوں نے اسے جواب دیا کہ وہ اس سے منحرف ہیں۔ اس کے بعد شیخ ابو عبداللہ اس کی مدافعت کے ارادے سے نکلا اور جبل ایزو میں اتر کر اس کی جان۔ بعد ازاں سلطان ابوالعباس نے اپنی فوجوں اور اعراب کی فوجوں کے ساتھ جو محمد بن ریاح کی اولاد میں سے تھیں۔ اس کے مکان پر شب

خون مارا اور اس نے یہ کام ابن صحرا اور قبائل سدویکش کے اُکسانے پر کیا اور اس کے خیمے پر حملہ کر دیا۔ اس پر وہ بھاگ گیا لہٰذا اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے باشندوں کے ساتھ اس نے جو وعدہ کیا تھا، اس کے مطابق وہ شہر کی طرف گیا اور مجھے بھی اس کی اطلاع مل گئی۔ میں اس وقت سلطان کے قصبے میں اس کے محلات میں مقیم تھا تب شہر کے باشندوں کی ایک جماعت نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں سلطان کے کسی بیٹے کو امیر مقرر کروں اور اس کی بیعت لوں لیکن میں نے اس بات سے جان چھڑائی اور سلطان ابوالعباس کی طرف چلا گیا۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا، میری عزت کی اور میں نے اسے اس کے شہر پر قبضہ دلا دیا۔ اب اس کے حالات روبراہ ہو گئے تب میرے بارے میں اس کے پاس بہت چغلیاں ہوئیں اور میرے مقام سے اسے خوفزدہ کیا گیا۔ مجھے بھی اس کا علم ہو گیا لہٰذا میں نے عہد کے مطابق جو اس نے مجھ سے اس بارے میں کیا تھا، اس سے واپس جانے کی اجازت مانگی۔ اس پر اس نے انکار کے بعد اجازت دے دی اور میں عربوں کی طرف چلا گیا۔ میں یعقوب بن علی کے ہاں اترا پھر اسے میرے معاملے کا حال معلوم ہوا تو اس نے میرے بھائی کو پکڑ کر بونہ میں قید کر دیا اور ہمارے گھروں میں داخل ہو گیا اسے خیال تھا کہ یہاں ذخیرہ اور اموال ہوں گے لیکن اس کا ظن ناکام ہوا، پھر میں یعقوب بن علی کے قبائل سے کوچ کر گیا اور بسکرہ جانے کا ارادہ کر لیا کیونکہ میرے اور اس کے شیخ احمد بن یوسف بن مزنی کے درمیان اور اس کے باپ کے درمیان دوستی تھی لہٰذا اس نے عزت کی، حسن سلوک کیا اور ان حالات میں اپنے مال و جاہ سے حصہ دیا۔

☆☆☆

باب: ۲۵۸

تلمسان کے حاکم ابوحمو کے حالات کا بیان

سلطان ابوحمو نے سلطان ابوعبداللہ حاکم بجایہ کی بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور وہ تلمسان میں اس کے پاس تھی لہٰذا جب اسے اس کے باپ کے قتل اور اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس حاکم قسنطینہ کے بجایہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس پر غضب کا اظہار کیا۔ اہل بجایہ نے اپنے سلطان سے اس کی دھار کی تیزی، شدت، گرفت اور سطوت سے خوف محسوس کیا اور باطن میں اس سے منحرف ہو گئے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے پھر قسنطینہ میں اس کے عم زاد سے خط و کتابت کی اور سلطان ابوحمو کے لیے سازش کی کیونکہ وہ اپنے حاکم سے چھٹکارا چاہتے تھے۔ جب سلطان ابوالعباس اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے عم زاد کو قتل کیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا زخم مندمل ہو چکا ہے اور ان کی حاجت پوری ہو گئی ہے لہٰذا وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سلطان ابوحمو نے اس واقعہ پر غصے کا اظہار کیا جس سے ارتقاء میں تھوڑی سی سہولت ہوئی اور اس نے اسے بجایہ پر قبضے کا ذریعہ بنایا کیونکہ وہ تعداد اور تیاری کے لحاظ سے اور یہ اس کی قوم نے پچھلے زمانے میں اس کے محاصرے میں جو کچھ کیا تھا، اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اس کے لیے کافی سمجھتا تھا لہٰذا وہ تلمسان سے ساز و سامان کے ساتھ چلا اور رشہ کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا۔ اس کے بعد تلمسان سے بلاد حصین تک زغبہ کے قبائل جو بنی عامر، بنی یعقوب، سوید، دیالم، عطاف اور حصین میں سے تھے، وہ اپنی فوجوں اور ہودوں سمیت اس کے ساتھ تھے۔ یہ دیکھ کر ابوالعباس فوج کی ایک چھوٹی سی ٹکڑی کے ساتھ شہر میں رک گیا اور سلطان ابوحمو نے فوج کے استعمال سے قبل اسے جا لیا۔ اہل شہر نے بہت اچھا دفاع کیا۔ اس دوران سلطان ابوالعباس نے ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے متعلق جو ابوحمو کا چچا تھا، قسنطینہ سے پیغام بھیجا جو وہاں پر قید تھا۔ اس نے اپنے غلام اور فوج کے سالار بشیر کا حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ فوجیں لے کر جائے۔ وہ چلتے چلتے بنی عبدالجبار کے ہاں ابوحمو کی چھاؤنی کے سامنے اترے۔ اس پر زغبہ کے جوان سلطان کو ناپسند کر کے پیچھے ہٹ گئے، اس نے انہیں انتباہ کیا کہ بجایہ کے بادشاہ نے ان کو وہاں قید کر دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ابوزیان سے خط و کتابت کی اور اس کی طرف سوار ہو کر گئے۔ ایک دن شہر کی پیادہ فوج قلعے کی چوٹی سے باہر نکلی اور انہوں نے اس چھوٹی سی ٹکڑی کو جوان کے سامنے جمع تھی، ہٹا دیا۔ یوں انہوں نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا اور وہ اس گھاٹی سے رشہ کے میدان میں آ

گئے۔ جب عربوں نے انہیں اپنی چھاؤنی کے دور دراز مقام سے دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور لوگ بھی پے در پے بھاگنے لگے۔ اس طرح انہوں نے سلطان کو اس کے خیمے میں اکیلا چھوڑ دیا لہٰذا وہ اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوا اور چلا۔ راستے انکی بھیڑ سے تنگ ہو گئے اور لوگ ایک دوسرے پر گر پڑے، یوں ان میں سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ اسی دوران جبال کے بربری باشندوں نے ہر طرف سے آ کر انہیں لوٹ لیا اور رات چھا گئی۔ اب وہ اپنے توشے اور اونٹ چھوڑ گئے اور سلطان اور ان میں سے کچھ لوگ تھوک خشک ہونے کے بعد بچ گئے۔ آخر کار وہ صبح تک نجات کی جگہ پہنچ گئے۔ راستوں نے ہر جہت سے انہیں تلمسان پہنچا دیا۔

ابن خلدون اور سلطان ابوحمو

اس دوران سلطان ابوحمو کو میرے بجایہ سے جانے اور جو کچھ سلطان نے میرے بعد میرے اہل اور باقی ماندہ لوگوں سے سلوک کیا تھا، اس کی خبر اسے پہنچ گئی۔ اس نے پھر مجھے اس واقعہ سے قبل آنے کے لیے خط لکھا اور حالات مشتبہ ہو گئے لہٰذا میں نے عذر کر کے جان چھڑائی اور یعقوب بن علی کے قبائل میں قیام کیا۔ اس کے بعد میں نے بسکرہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے امیر احمد بن یوسف بن مزنی کے ہاں ٹھہرا۔ جب سلطان ابوحمو تلمسان پہنچا تو وہ اس واقعہ سے غمگین تھا۔ اب وہ ریاح کے قبائل سے دوستی کرنے لگا تا کہ ان سمیت اپنی فوجوں کے ساتھ اوطان بجایہ پر حملہ کرے۔ قریب زمانے میں کیونکہ میں نے انہیں پیچھے چلایا تھا اس لیے اس نے اس بارے میں مجھ سے گفتگو کی۔ اس نے ان کی باگ ڈور قابو کر لی اور اس نے اس سلسلے میں مجھ پر اعتماد کرنا چاہا۔ اس نے پھر مجھے اپنی حجابت اور علامت کے لیے بلایا اور مجھے ملفوف خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی:

> اللہ نے جو نعمت مجھے دی ہے اور جو اس نے عطا کیا ہے، اس پر اس کا شکر ہے تا کہ فقیہ مکرم ابوزید عبدالرحمٰن بن خلدون حفظ اللہ جان لے، آپ ہمارے لیے قابل عزت مقام تک پہنچ چکے ہیں اس لیے کہ ہم نے آپ کو بلند مقام سے مخصوص کیا ہے، وہ یہ کہ ہماری خلافت کا قلم اور ہمارے دوستوں کی لڑی میں منسلک ہونا ہے۔ ہم نے آپ کو یہ بات بتا دی ہوئی ہے۔

اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ کی تحریر سے لکھا عبداللہ المتوکل علی اللہ موسیٰ بن یوسف لطف اللہ بہ وخارلۂ۔ اور اس کے بعد کاتب کی تحریر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ ”17 رجب 769ھ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بھلائی سے آشنا کرے“۔ اور اس خط کی عبارت یہ ہے جسے کاتب نے لکھا ہے:

> اے فقیہ ابوزید! اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور آپ کی محافظت کرے۔ ہمیں صحیح طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ہم سے کتنی محبت اور ہم سے خصوصی صحبت رکھتے ہیں۔ آپ ہمیں قدیم وجدید زمانے سے کس قدر قوت دیتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے اوصاف کی خوبیوں کو جانتے ہیں اور ان مصارف سے بھی آگاہ ہیں جن کے ذریعے آپ اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے ہیں۔ اب فنون علمیہ اور آداب عرفیہ میں راسخ القدم ہیں اور ہمارے باب عالی کی حجابت کا کام ایسا ہے کہ اللہ اسے آپ جیسے لوگوں کے درجات تک پہنچائے اور آپ کے ہمسروں کے مدارج کو ہمارے قرب اور ہمارے مقام سے اختصاص اور ہمارے رازوں کے پوشیدہ امور پر اطلاع پانے تک بلند کرے۔ اب ہم نے آپ کو ترجیح دی ہے اور آپ کو انتخاب اور چناؤ میں مقدم کیا ہے لہٰذا ہمارے باب عالی تک پہنچنے کے لیے عمل کرو جسے اللہ نے بلند کیا ہے کیونکہ اس میں آپ کی تعظیم اور تعریف اور شان کی بلندی ہے۔ آپ ہمارے عالی شان باب عالی کے حاجب، ہمارے رازوں کے امین، ہماری معزز علامت کے افسر اور اس قسم کے انعام عمیم اور خیر جسیم اور اعتناء وتکریم کے حامل ہوں گے جس میں آپ کا کوئی حصے دار نہ ہوگا اور نہ کوئی آپ سے مزاحمت کرے گا خواہ آپ کا ہمسر ہی ہو لہٰذا اسے سمجھ لو اور اس پر اعتماد کرو، اللہ آپ کا حامی ہوگا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ شاہی خطوط مجھے سفیر کے ہاتھ سے جو اس کے وزراء میں سے تھا، پہنچے جو اس غرض کے لیے زواودہ کے اشیاخ کے پاس آیا تھا۔ اب میں نے اس مقصد کے لیے اس کی خاطر خوب تیاری کی اور اس کی خوب مدد کی۔ میں نے انہیں سلطان کے داعی کی بات قبول کرنے اور جلد اس کی خدمت میں جانے کے لیے آمادہ کیا۔ آخر وہ اپنے سردار سلطان ابوالعباس سے منحرف ہو کر اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کے طریقوں پر کام کرنے لگے، یوں اس سے اس کی غرض پوری ہو گئی اور میرا بھائی یحییٰ اس کی قید سے بچ گیا۔ وہ پھر میرے پاس بسکرہ آیا لہٰذا میں نے اسے سلطان

ابوحمو کی طرف اپنے کام کا نائب بنا کر بھیجا تا کہ اس کے احوال کی مشقت سے جان چھڑاؤں کیونکہ میں مناصب کی گمراہی کو چھوڑ چکا ہوں۔ علم کو چھوڑنا مجھ پر گراں گزرا لہٰذا میں نے بادشاہوں کے احوال میں مشغول ہونے سے اعراض کیا۔ اس کے بعد میں نے تدریس اور مطالعہ کے لیے کمر کس لی، پس میرا بھائی اس کے پاس پہنچا اس نے اسے کفایت کی اور اسے نے اسے اس کی طرف بھیج دیا۔ ان شاہی خطوط کے ساتھ غرناطہ سے وزیر ابوعبداللہ بن الخطیب کا تحریری پیغام ملا کہ وہ میرا مشتاق ہے اس نے یہ خط سلطان ابن الاحمر کے ہاتھ اسے تلمسان پہنچایا اور اس نے وہاں سے میری طرف بھیجا جس کی عبارت یہ تھی:

میری جان سستی نہیں ہے لیکن قیمت کم کرنے والا مجھے اس سے دست بردار کرے گا۔ میرا محبوب مجھ سے دور چلا گیا ہے اور بہرہ ہو گیا ہے تا کہ میں واپس آ جاؤں۔ جدائی کے کمزور نیزے نے مجھے عمداً کمزور کر دیا ہے۔ بڑھاپے کے غم نے وہ کچھ کیا ہے جو نہ ہونے والا تھا۔ جب میرے غم جاتے رہے تو اس نے مجھ پر اپنی مصیبت ڈال دی۔ میں نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کا گھاٹ بنایا لہٰذا اس نے میرے مشروب کو فروق سے مکدر کر دیا۔ اس نے مجھے پیاسا رکھا۔ جب میں نے اپنے حسنِ عہد کی غیرت سے اس کا لحاظ کیا تو اس نے میری امیدوں کو ناکام اور میرے زمانے کو وحشت ناک کر دیا۔ اس کے پاس میرے لیے جو رضامندی تھی، میں نے اس رضامندی پر جو میرے پاس تھی قیاس کرتے ہوئے اس سے معاہدہ کیا لیکن اس نے میری قسم کو توڑ دیا۔ مجھے اس کی دشمنی سے تکلیف پہنچی ہے اس کے باوجود میں اپنی پیاس کے ڈر سے اس کی ملاقات کا مشتاق ہوں۔ تم نے اس کی محبت میں میرے جنون کے متعلق دریافت کیا ہے، میں نے تو عشق کی گرمی سے سلیمان کے جن کو نکال دیا ہے۔ قوم میں سے جب کوئی آدمی اس کا نام لے کر پکارتا ہے تو پیاس کی لت باقی نہیں رہتی اور خدا کی قسم! میں اس کے متعلق کسی ملامت گر کی بات نہیں سنتا، میں اس سے کنارہ کشی کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ باز آ جاتا ہے اور پھر مجھ سے کنارہ کشی کر لیتا ہے۔ نہ ہی میرے دل نے کسی عابد کی مہربانی کو زیبِ تن کیا ہے کہ رحمان کا بندہ کسی روز اسے اس طرح سایہ دے گا اور نہ ہی میں نے شوق سے یہ محسوس کیا ہے کہ کس روز رحمان کا بندہ اس کی طرح دوستی کرے گا۔

پس سمندر سے شوق نے روایت کی اور یہ کوئی حرج کی بات نہیں صبر، خم و پیچ سے گزرنے کے بعد بھی اس سے کئی اور بے فرمایہ ہے۔ لیکن شدت کشادگی سے عشق رکھتی ہے۔ اللہ کی روح کی خوشبو سے مومن پھٹ جاتا ہے اور میں صبر کے پتھروں کی نوک پر ہوں، نہیں بلکہ کاٹنے والی ضرب پر ہوں اور ماہ و سال کے مقابلہ سے، مجبوری کے حکم سے تابع ہوں۔ آنکھ کے لیے کون اس بات کا ضامن ہے کہ وہ اپنی دیکھنے والی پتلی کی کوتاہی کو بھول جائے یا زاہد کے بھولنے کی طرح اپنے مرئی راز کو بھول جائے، جسم میں ایک اب لوتھڑا ہے کہ جب وہ درست ہو تو جسم درست ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا اس وقت کیا حال ہو گا جب وہ اس سے چھوڑ جائے گا۔ جب فراق ہی مرگِ اوّل ہے تو پناہ کیسی؟ فراق کا بہلاوا پردے سے درماندہ ہے اور قریب ہے کہ عشق کی جلن، یہاں تک لے جائے۔

اپنی مدد کے بعد تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور صبر کے معاملے نے نافرمانی کو زیادہ کر دیا ہے۔ اس نے کبھی ندامت سے میرے دانتوں کو کھٹکھٹایا اور کبھی میں نے آنسوؤں کی سخاوت کی ہے۔

بعض اوقات خالی مقامات پر جا کر میں بہلتا رہا اور میں نے صبح صبح بوسیدہ کھنڈرات پر جا کر غم کی نشانیوں کو تازہ کیا، میں جدائی کے ارادے سے اس کے اہل کے متعلق پوچھتا ہوں اور مرقد کے پاگل سے اس سے مقابلہ کرنے والے کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ میں چولہے کے مثلث پایوں سے موحدین کی منازل کے متعلق پوچھتا ہوں۔ میں ان کھنڈرات میں ملحدوں کی طرح حیرت زدہ ہو جاتا ہوں۔ اب تو میں گمراہ ہوں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اپنی بے خواب آنکھوں کے متعلق سوال کرنے والے اور اپنے متفرق اور مجتمع غموں سے غفلت کرنے والے کی محبت سے سرشار ہوں جو بور ہو کر کوچ کر گیا ہے نہ کہ بُرے حال سے زچ ہو کر۔ وصل اپنی صفائی کے بعد مکدر ہو گیا ہے اور تلوار بھی اپنا وعدہ وفا کرنے کے بعد ٹوٹ گئی ہے۔

اے دل یہ سچ ہے کہ میں تیرا بہت کم شوق رکھتا ہوں، میں نے تجھے ان سے صاف محبت رکھتے دیکھا ہے جو محبت کا بدلہ نہیں دیتا

لہٰذا اب میں یہاں خون کے آنسو رو رہا ہوں اور جدائی کے مکان میں نوحہ کر رہا ہوں۔ اب میں اس کے پاس دل کے پھٹنے کی شکایت کر رہا ہوں اور اسے وہ غم دے رہا ہوں جو اس نے دیا ہے کیونکہ اس نے اُسے دھوکا دیا ہے۔ اس نے پھر اس سے دشمنی کی ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے، اے میرے دو دوستو! تمھارا عشق کیا ہے، کیا تم نے کسی اسے مقتول کو دیکھا ہے جو مجھ سے پہلے اپنے قاتل کی محبت میں رویا ہو لہٰذا اگر امید کا عسیٰ اور لعل نہ ہوتا، نہیں بلکہ یہ اس مقام کی سفارش ہے جہاں وہ اترا ہے۔ ناراضی کے جھنڈے کھل گئے ہیں۔ اس کی فوجیں ٹیلوں کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھی ہیں اور نیزوں کی طرح تیروں کو ہلاتی ہیں۔ وہ مچھلیوں سے نرم کمانوں کی طرح متاثر کرتی ہیں اور صحائف اور ناقوس کے مجموعے کو صاف میدان میں لیے جاتی ہیں جو لگاموں میں گر پڑتا ہے لیکن اس نے پر امن حرم کی پناہ لے لی ہے اور اب وہ پناہ کے سائے میں ہے۔ جو دائیں بائیں سے گہرائی کے عیب سے محفوظ ہے یعنی مزنیہ کی دوستی، یرنیہ کے سائے اور بلند ہمتی اور ان عادات کا حرم جو کمینگی سے راضی نہیں ہوتا۔ جہاں عطا کیے گئے عطیات اور دائیں پہلو کے پرندے اس سے بڑی برکت کی امید رکھتے ہیں۔

وہ ایسا نسب ہے جس پر چاشت کے آفتاب کا نور ہے اور صبح کے پھٹنے کا ستون ہے، جو اس لوٹنے کی جگہ پر اترتا ہے اس کا پہلو مطمئن ہو جاتا ہے، اس کا گناہ عفو سے ڈھک جاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

اس کے حق کی قسم! اگر اس کا گھر حمص میں نہ ہوتا تو میں اس کی تعریف میں بخل سے کام لیتا۔ وہ ایسا شہر ہے کہ جب میں اُسے یاد کرتا ہوں تو میری جلن جوش مارنے لگتی ہے۔ جب میں چقماق کو رگڑتا ہوں تو اس کے شرارے اڑتے ہیں۔

اے اللہ! مجھے بخش دے، بخیل دوست کے ٹھکانے۔ خیال کے جھوٹ سے اس کی کھجوروں والی قرار گاہ کو کیا نسبت ہے اور جدائی کی دوری ملحد اور فاجر سے برأت کرنے والے سے جدائی کی دوری کیا نسبت رکھتی ہے۔

جو اس بارش سے انکار کرے جو زمین میں سیاہی کو غالب کرتی ہے اس کو اس کے بعد مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بنی مرن کا خوب صورت بالوں والا چلا گیا ہے۔ تو اس کی واپسی کی مہربانی سے سیراب ہوتا ہے، وہ اس وقت سے چلا گیا ہے جب وہ بسکرہ میں اترا تھا۔ جس روز میں نے اس کے مصحف کو پڑھا تھا تو اس کی عبارت، معانی اور حروف سے میں مدہوش ہو گیا تھا۔ دنیا اس وقت اس کا شکر یہ ادا کرے گی جب وہ اسے پہچانے گی کہ اس میں اس کی تعریف کرنے والا چمک اٹھا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ بیٹھے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں حالانکہ تو اس شہر میں اترا ہے اور تیرے درمیان چہرے کی برہنگی اتری ہے۔ اے ابن خلدون! تیرے بعد ہمیشہ کے لیے دل میں شوق بیٹھ گیا ہے لہٰذا اللہ اس زمانے کو مبارک کرے جس کی آفت تیرے قرب سے درست ہو گئی ہے۔ تو اپنی بزرگی کو چوٹی پر اس کے قیمتی موتیوں سے آراستہ ہوا ہے اور اس شائق کا کیا کہنا جس نے تیری طویل دوستی سے اپنی ضروریات پوری نہیں کیں ان باغات کو خوش آمدید جن کے بید نے تیرے چہرے کا شباب کو تباہ کر دیا ہے لہٰذا اس کے کبوتر تیرے بعد روتے ہیں اور ٹڈی دل ان کی مدد کرتی ہے۔ اس کے بیمار کمزور ہو کر رتوندے ہوتے جاتے ہیں اور سرسبز گھاس گر کر کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں اور اس کے کبوتر الجھاؤ والے کے ماتم میں ہی، یوں اس نے اپنے گنبدوں کے ہالوں سے شرط نہیں لگائی۔ تیری محبت اس کے دروازے کا راستہ نہیں جو شہد کی صفائی اور اس کے بہترین حصے کی طرف لے جاتا ہے۔ تیری آنکھ کی پتلی ان کے شباب کے پانی میں نہیں ہے لہٰذا تجھ پر اس قیمتی موتی کے بارے میں افسوس ہے جسے جدائی کے ہاتھ نے اچک لیا ہے اور زمانہ اس کے واپس کرنے میں ٹال مٹول کر رہا ہے۔ اس کی جدائی کے کوے نے عشق کی حویلیوں میں کائیں کائیں کی ہے اور بڑی سختی سے گفتگو کی ہے اور عشق کے بارے میں گفتگو نہیں کی۔ تیرے بہت بہنے والے دریا کے چڑھاؤ اور لبریز حوضوں کے بعد اب وہ کون سی چیز تجھ سے بدلہ میں لے۔ نہ وہ شخص مبغوض دشمن ہوتا ہے جو رات گزار کر صبح بے غیرت کھائے لہٰذا تو برداشت کر اور ناقہ اور اونٹ کو اپنے کام میں شریک کر اور اس کے بازو کو مجلس کے مکمل چاند پر ترجیح دے۔ اس نے بادبان اٹھایا تو وہ ڈر گیا اور مسلسل تیزی سے اسے چلا گویا وہ مگرمچھ ہے۔ وہ انہیں کنارے کنارے سے آنکھ کی

پاکیزگی اور پاکیزگی آنکھ سے اچک کر لے گیا اور پھر وہیں ٹک گیا۔ وہ آنکھیں دیکھتی رہیں اور اتباع کے بارے میں عبرتیں پیش آتی رہیں مگر وہ افسوس، مٹ جانے والے نشان کی جھلک، زبردست ناکامی سے واپسی اور حسرت کے گانے کے سوا کسی چیز کی طاقت نہ رکھ سکا۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ سے غم کی شکایت کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں۔ جب مایوسی کے نیزے اور پھل اٹھے ہوئے ہوں تو امید کی تلوار سے پھل طلب کرتے ہیں۔

اللہ نے طاقت نہیں دی کہ دوری کے باوجود غم اس کے گھر کے قریب ہو جائے، اس کے مقابلے میں جس کا گھر غم سے صاف ہے لہٰذا اگر فراق کا کلام رغبت دلانے والا ہے تو پھر بھی وہ غائب کا قائم مقام نہیں ہوتا۔ میں خوشگوار وقت میں شور وغل کرتا ہوا اس لیے اتر اشاید کہ ملاقات کی جگہ قریب ہو۔ اس کی بات صحیح اور غریب بیان کی جاتی ہے۔ اے میرے آقا! ان روشن شمائل اور خصائل کا کیا حال ہے جن کی بارشیں بکثرت ہیں؟ کیا اس کے دل میں کوئی اور خیال گزرتا ہے جس کا دل دوری سے خوف کھاتا ہے۔ جدائی کی آندھی سے اس کا فتیلہ بجھ گیا ہے یا اس کی شان کی تباہی پر نہ تھمنے والی بارش رحم کرے۔ یہ حقیقت ہے کہ شوق عاشق کے تعلقات کو توڑ دیتا ہے۔ یہ وہ کمزوری ہے جو اس کے شان دار خیموں سے کوتاہ اور پوشیدہ رہتی ہے۔ معاملہ بہت بڑا ہے اور اللہ ستاری کرتا ہے۔ کون تجھے اس گرم ہوا کی لپٹ سے روکے گا جو بھڑکنے کے بعد تجھے نقصان دینے والی ہے جو کچھ اس نے تجھ سے کرنا تھا کر چکی ہے کہ تو رمق حیات سے نرم برتاؤ کرے یا پانی کے گھونٹ سے تھوڑی سی پیاس واپس کرے۔ جنہیں اس سلام کا خیال رکھتی ہیں جس نے تیرے سانسوں کو جدا کر دیا ہے۔ یا جب تو دور سے ہماری طرف سفید آنکھ سے دیکھتا ہے جو تیرے کاغذ کی سفیدی اور تیرے سانسوں کی سیاہی سے ہے۔ بسا اوقات وہ آنے والے خیال سے محبت، نفوس کو رام کرلیتی ہے اور نذر رمانی ہوئی بخشش سے بہلتی اور راضی ہو جاتی ہے اس وقت جب کہ عنقاء زرزور کو نہیں روکتا۔

اے وہ شخص، جو چلا گیا ہے، ہوائیں اس کی اتنی مشتاق ہیں کہ اس کی خوشبو مہکے۔ جب تو سلام بھیجتا ہے تو دل زندہ ہو جاتے ہیں اور جب تو پڑھتا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ انہیں کس نے زندہ کیا ہے۔ اگر تو نے ہمارے اسلاف کو وہاں زندہ کیا تو وہ تجھ پر فدا ہوں گے۔ اللہ تجھے بھلائی کی طرف ہدایت دے گا۔ ہم تو کہتے ہیں جو تجھ سے محبت کرنے والے گروہ ہیں کہ تو اسے مرغ کا انڈا اور عذر نہ بنا۔ میں تجھ سے مفلس فقرے کے ساتھ خطاب کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں نے تیری محراب کے قریب خوشی سے آواز بلند کی ہے اور اس نے اپنا فرمان بھیجا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ادب کے ساتھ کوئی خوشحالی نہیں مگر وہی سیاست جو وہ چلتا ہے اور اس کے راز دار نے اس کے زمانے پر جھانکا یہ سینے کے درد والے کے تھوک کا خاتمہ ہے۔ لائق تجربے کار کی خوشی ہے اگرچہ وہ بیابان میں مشغول ہے لہٰذا یہ قیاس فارق ہے جس نے اس قدر اور فیصلے کو مہیا کیا ہے۔ اس کی محبت اور احسان نے ناپسندیدہ بات کو مجھ سے آسان کر دیا ہے جس کا اقتضاء یحییٰ نے کیا ہے۔ اللہ اس کی زندگی کو لمبا کرے اور اس کی زندگی کو حوادث سے محفوظ کرے۔ وہ ایسا خطاب ہے جو ایسی طبیعت سے ٹپکا ہے جس کی تری ختم ہو چکی ہے حالانکہ اس سے قبل وہ اس کی پیاس سے راضی ہو چکا ہے۔ حضرمی کے ساتھ اسکی اولاد پیوست ہو چکی تھی لہٰذا اس نے اس کی حاجت کے پورا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ پایا جس نے اسے بچا دیا۔ اس کے بعد میں نے جواب دینے والے کو مہلت دی جو دوڑ کے روز شریف کو شمار نہ کرتا تھا۔ میں نے اسے دھڑکتے دل کے ساتھ سنا دیا کیونکہ میں نے ان مصائب سے عجیب جادو کا مقابلہ کیا۔ جب برہنہ قلم اس کے میدان سے مالوف ہو گیا اور سخاوت کا گدھا رک گیا تو میں اسے مارنے کی طاقت اپنے اندر نہ پا سکا اور وہ اپنی مستی سے ہوش میں نہ آیا، ہاں وہ دھوکہ کھا کر بلکہ سوالی بن کر تیرے گروہ کی طرف آیا اس نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور اس سے نیکی کر کے خوش ہوا۔ اگرچہ شرمندگی سے اس کا رنگ زرد تھا۔ وہ وصل کی جستجو میں پہلا چھوڑنے والا نہیں ہے یا ہجر کی طرف کھجور بھیجنے والا پہلا شخص نہیں۔ آج میرے اور دہن کلام، غم کے خوشی اور شعر خوانی کے درمیان حائل ہو جانے کے بعد اعلیٰ لوگوں کی گفتگو میں قلمی گھوڑوں کے دوڑانے اور بیمار کے تعریض سے غافل ہو جانے کے درمیان کیا تعلق پایا جاتا ہے؟ اب شوق سستی پر غالب آ گیا ہے اور سفید بال نیزوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں جو سانپوں کے سیاہ نقطوں سے زندگی

کا راستہ کو خوف زدہ کرتے ہیں۔ یوں ناتجربے کار اور جوانوں کو شب خون مارنے والے کے پاس لاتے ہیں البتہ بڑھاپا موت عاجل ہے۔ عبرت پکڑنے والا دیر سے آنے والا ہے۔ جب بوڑھا اپنی معاد کے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہو جائے تو ظاہر میں اس کے دور بھیج دینے کا حکم دیا جائے گا۔ اللہ تجھے زندہ رکھے، تو تروتازہ رہ اور جو مطمع سے کوتاہی کرے اسے بخشش سے۔ اور تو کمزور آنکھ سے دیکھ اور ثواب کے لباس کو غنیمت جان اور اگر سوزش ہو تو جواب سے دور کر۔ تو نے جس چیز پر قابو پایا اللہ اس میں تیری مدد کرے۔ اور تو ہلاک نہ ہوا۔ تیرے پاس چلنے والا نشان تھا جس نے سعادت کے نشان سے تجھے بہرہ مند کیا اور موت سے پہلے تیری ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ کریم انسان میرے بیٹے کے غصے پر اعتماد کرتا ہے، وہ میرے دل میں رہنے والا ہے بلکہ میرا بھائی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اس کی ناراضگی سے بچے تو میرا سردار ہے اور اس کے مشتاق۔

محب بن عبداللہ بن الخطیب کی طرف سے 14 ربیع الثانی 770ھ کو یہ خط آیا۔ اس خط سے قبل اس کا ایک خط مجھے آیا تھا جو اس نے تلمسان سے بھیجا تھا تاہم اس کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ اسے میرے بھائی یحییٰ نے سلطان کے پاس آنے کے وقت مجھے بھجوایا۔ عبارت یہ ہے:

اے میرے آقا! جلال والتفات کے ساتھ اور اے میرے بھائی محبت واعتقاد کے ساتھ، میرے بیٹے کا مقام شفقت وہ ہے جو میرے دل میں جا گزین ہے۔ تمھاری خبروں کا اختفاء وانقطاع مجھ پر گراں ہے لہٰذا میں نے چاہا کہ اس خط کے ذریعے آپ تک اپنی خواہش پہنچاؤں اور تم سے پرے جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں۔ اگرچہ میں تمھاری محبت میں سیراب نہ ہونے والے پیاسے اور طبعی حد سے گزر کر سیر نہ ہونے والے کھانے والے کی طرح ہوں لہٰذا اس سلام کے پہنچانے کے بعد جس کے باغ پر آنسوؤں کی شبنم پڑی ہوتی ہے اور شوق قدیم کی پختگی اور دردناک دوری کی شکایت ہے۔ اللہ جو مشکلات کو آسان کرنے والا ہے اور بعید کو قریب کرنے والا ہے، اس سے قرب حاصل کرنے کے بعد میں آپ سے آپ کے حال کے متعلق اس شخص کی طرح سوال کرتا ہوں جو آپ کے نزدیک خلوص سے بہت دور ہے۔ آپ کا بسکرہ میں ٹھہرنا باعث رشک ہے کیونکہ یہ مشہور اور بلند شان ریاست ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے، یہ فضلاء کی نجات گاہ اور عالی مرتبت انسانوں کی خیمہ گاہ ہے۔ میں سلامتی کے ہر میدان کے قریب ہوا ہوں لہٰذا آزادی پانے پر اللہ کا شکر کرو اور خواہشوں ملنے کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرو۔ اس فاضل ذات کو مشقتوں میں ڈالنے سے بچو کیونکہ دنیا کے حریص کا مطلوب خسیس ہے اور گھبراؤ کرنے والی رکاوٹیں بہت زیادہ ہیں اور حاصل حسرت ہے۔ عاقل پر وہ استغراق غالب نہیں آتا جس کا اخیر موت ہو، وہ صرف اس سے ضروری چیز لے لیتا ہے۔ آپ جیسے شخص کو لوگوں کیساتھ عافیت اور عمر کے تقاضے کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو دوگنا حاصل کرنے سے درماندہ نہیں کر سکتی اللہ ہی ہمیں کافی ہے۔ اگر آپ اس سیادت کے محبّ کا حال دیکھیں تو اس کا حال اس شخص جیسا ہے جس نے زمام قضاء وقدر کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اب غفلت کے راستے پر چلتا ہے اور شواغل کی لہروں میں تیرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ امور کے پیچھے پوشیدہ عیب ہے اور تحریر شدہ مدت ہے جس کے متعلق دستور الٰہی کی پوشیدگی امید کرتی ہے۔ ہاں، وہ اکتاہٹ ہے جسے تم جانتے ہو جب لوگوں کے حیلے اور ساتھی درماندہ ہو جاتے ہیں تو وہ اسے یاد کرتے ہیں اور راستے بند ہو جاتے ہیں آج لوگ وہ کام کرتے ہیں جو انہیں اعتدال کے قریب کرتا ہے۔ جو کوئی بھی جس کام میں سلطان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے کئی گنا زیادہ دیتا ہے جو میرے آقا نے خشکی میں جھنڈے گاڑنے سے حاصل کیا ہے۔ جن باتوں میں وہ احباب واولاد کی طرف رجوع کرتا ہے تو جو کچھ اب تک میں سمجھا ہوں، وہ یہ ہے کہ دلوں کو شوق ڈھانپ لیتا ہے اور ملاقات کا تصور وطن اور ساری نعمتوں سے بے رغبت کر دیتا ہے۔ جن باتوں میں وہ وطن کی طرف رجوع کرتا ہے لہٰذا سونے والے کے احوال سرسری مصالحت اور دشمن پر غالب آنے جیسے ہوتے ہیں۔ قلعہ آش اور برغہ کو فتح کرنا تیرے لیے کافی ہے جو بلاد اسلام اور دبرہ، عار بن بیعہ اور سہلہ کے قلعے کے درمیان جدائی ڈالنے والا ہے۔ اس کے بعد اشبیلیہ کی بیٹی طریرہ میں بزور قوت داخل ہونا، دارالخلافے کو فتح کر کے تقریباً پانچ ہزار قیدیوں کو قید کرنا، دن دہاڑے قرطبہ اور جیان شہر کو فتح کرنا، وہاں کے بہادروں کو قتل کرنا،

اولاد کو قیدی بنانا اور آثار کو مٹانا یہاں تک کہ وہاں آبادی کا نہ ہونا پھر رندہ شہر کا فتح کرنا جس کے بھرپور ہونے نے جیان کو تباہ کر دیا۔ یوں وہ تجارت، رفاہیت، بھرپور عمارات اور بے شمار نعمتوں کا مقام بن گیا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد کے احسانات کو جاری رکھے اور اپنی رحمت کو ختم نہ کرے اور اپنی مدد سے فائدہ دے۔ اس نے ان حوادث سے زیادہ کچھ نہیں کیا جنہیں تم جانتے ہو کہ اللہ نے بڑے نسب کو پکڑا۔ جب عمر بن عبداللہ کی بھلائی کے اثر سے مسلوب زمین خراب ہوگئی اور اس نے اس کے متعلق برے مردار کا حکم لگایا تو اس کے ساتھیوں پر عذاب آیا اور اس کی نفیس چیزوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد پریشانی وطن پر مستولی رہی، مگر اس کی دوڑ کا قرب دوسرے کو ترجیح نہیں دیتا۔ آج شیخ ابوالحسن علی بن بدرالدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن علی بن سلطان ابی علی اندلس کے غازیوں کا والی ہے۔ وہ میرے آقا امیر مذکورہ اور وزیر مسعود بن رحو اور عمر بن عثمان بن سلیمان کے لوٹ آنے کے بعد وہاں ٹھہر گیا تھا۔ اس کے بعد نصاریٰ کے ملک کا سلطان بطرہ اپنے ملک اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا ہے اور اس کا بھائی اس کی مخالفت میں قشتالہ اور قرطبہ کے ساتھ اس پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس نے پھر بڑے نصاریوں کی ایک جماعت بنائی جو اپنی جانوں کے متعلق خوف زدہ ہیں اور اس کے بھائی کے داعی ہیں۔ مسلمانوں نے اس اچھی ہوا کے چلنے کو غنیمت سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غلبے اور بھلائی کے دروازے کھولتے ہوئے ان کے لئے مہربانی کی ہے جس کا امیدوں میں بھی گزر نہ تھا۔ اس کے بعد سلطان ایدہ اللہ نے لقب اختیار کیا اور اس نے فتوحات کے متعلق مختصر اور مفصل گفتگو کی جو وقت گزارنے کے لیے اس کمال کو دیکھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ تفاصیل اور تفاہید صادر ہوتی ہیں جن میں سیادت کے واپس جانے کے بعد کہا جاتا ہے، اے ابراہیم اور آج کوئی ابراہیم نہیں ہے۔

اس دوران ان میں سے ایک کتاب محبت کے بارے میں سلطان تک پہنچائی گئی جو مشارقہ میں سے ابن حجلہ کی تصنیف تھی۔ میں نے اس کا معارضہ کیا اور موضوع کو اعلیٰ بنا دیا۔ وہ اللہ کی محبت ہے لہٰذا وہ کتاب آئی اور اصحاب نے اس کی غرابت کا ادعاء کیا۔ اس کے بعد وہ مشرق کی طرف گیا اور میں نے اسے کتاب غرناطہ اور اپنی دیگر تالیفات دے دیں۔ وہ مصر میں سعید السعداء کی خانقاہ کے وقف سے آگاہ تھا لہٰذا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ لطیف رنگ میں اعراض کرتا اور اپنے اصرار سے مشارقہ کی اغراض کا متکفل تھا۔ میں نے مصر کو عشق کے بارے میں سلام کہا جس کا عشق سونگھنے سے ہی راہنمائی کرتا ہے۔ جو شخص میری دعوت کا انکار کرے اسے میرے طرف سے کہہ دے کہ عزیز کی عورت اپنے عشاق کو کافی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے اور اصلاح کرنے میں مدد کرے، مجھ سے ایک جز صادر ہوا جس کا میں نے الغیرۃ علی اھل الحیرۃ نام رکھا اس کے بعد ایک اور جز کا نام حمد الجمھور علی السنن المشھور رکھا۔ میں پھر جوہری کی کتاب کے اختصار میں لگا رہا اور اس کی مقدار سے پانچ گنا مقدار تک اس کا رد کیا۔ میں نے اس کی سہل ترتیب کا بھی لحاظ رکھا اور اللہ تعالیٰ ہر اس کام میں معین و مددگار ہوتا ہے جس سے ہم اس عرصہ کو قطع کرتے ہیں۔ وہ تتمہ کے قریب شروع ہونے والا ہے اور تعریف پر قائم رہنے والا مطلوب اس سیادت اور فرزندی سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حج سے واپس آنے کا وجود متعذر نہیں ہوتا یا وہ تلمسان جاتا ہے تو سید شریف اسے وہاں بھیجتا ہے لہٰذا نفس بہت پیاسا ہے اور دل شوق سے گلے تک جا پہنچے ہیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دوری میں میری امانت کو محفوظ رکھے۔ اور تمہیں عافیت کا لباس پہنائے اور تجھے اور مجھے الجھن سے نجات دے۔ وہ ہم سب کو راستے پر ڈالے اور ہمارا خاتمہ بالخیر کرے، یاد کرنے والے عاشق محب، داعی ابن الخطیب کی طرف سے 2 جمادی الاول 769ھ۔

میں نے بھی اسے پھر جواب دیا، اس کی عبارت یہ تھی:

بزرگی اور بلندی کے لحاظ سے میرے آقا اور مہربانی اور حسن سلوک کے لحاظ سے میرے والد کے قائم مقام!

جب سے مجھ سے اور آپ سے گھر دور ہوا ہے یہ دوری ہمارے درمیان مستحکم ہوگئی ہے، میرا شوق قائم رہا ہے اور میرا کان تمھاری خبریں سنتا رہا ہے۔ میرا تصور ہواؤں کے ہاتھوں سے تمہارے خط وصول کرتا رہا ہے یہاں تک کہ آپ کا خط ملا جس میں

حقیقت حال دریافت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس عہد کے متعلق جو ضائع نہیں ہوا اور ہم جنس اور ہم نوع کی محبت کے متعلق دریافت کیا گیا ہے لہٰذا میرے دل سے بھولا بسرا مردہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کئی قسم کی خوشیوں کو اکٹھا کیا ہے اور تیری ملاقات کے لیے امید کا چقماق روشن کیا ہے۔ خدا کی قسم میں موت سے پہلے اس طرح تیری پناہ میں آنے کی دعا کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو۔ میں نے اسے بادلوں کے برسنے کے وقت سرگرداں عاشق اور روشن صبح کے لیے شب کے آخری حصے میں سفر کرنے والے کا سلام کہا۔ میں نے دوستوں کے اقامت کرنے کی جگہ، خصوصاً تیرے بارے میں اطمینان حال اور حسن قرار، وسوسوں کے خاتمے اور بھاگنے کے سکون، عام طور پر حکومت کے راسخ القدم ہونے اور فتح کی ہواؤں کے چلنے اور ان قلعوں کو جو حکومت کی کمزوری کے باعث عیسائیوں نے چھین لیے تھے، واپس لے کر دشمن پر غالب آنے اور ان قلعوں کو تباہ کرنے جو نصرانیہ کی زبردست چھاؤنیاں تھے، کے متعلق لکھوایا ہے۔ یہ اللہ کا ایک نشان ہے۔ گزشتہ زمانوں سے لے کر اس مدت تک اس فتح کا پوشیدہ رہنا اس ذات شریف پر اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پر خارق عادت کام ظاہر کئے ہیں۔ پس حسن تدبیر اور تیاری کی برکت اور دائمی ذکر نصری خلافت کے حلے میں ایک بیل بوٹا ہے اور وزارت کی مانگ میں تاج ہے جسے اللہ نے تیرے لیے مقدر کیا ہے۔ اس محفوظ زمانے کے اشراف اس پر مطلع ہوئے ہیں۔ دنیا میں اسلام کی عزت کے سرور، اظہار نعمت اور دولت مولویہ کے ذکر نے اسے ثنائے طیب التماس دعاء، تحدیث نعمت اور پہلی اور پچھلی حکومت پر اس کی فضیلت کو بہت مشہور کیا ہے لہٰذا سینے وسعت سے منشرح ہو گئے اور دل اجلال و تعظیم سے لبریز ہو گئے۔ اس کے بعد وہ اعتقاد اور دعا سے آثار اچھے ہو گئے۔ میرے آقا کا خط اس حکومت کے شرف کا عنوان تھا۔ وہ میری اس تعریف سے جو میں نے اس کے مناقب کی وضاحت میں لکھی، خاموش رہا۔ اللہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ کرے۔ مسلمانوں کو اس مسافر کے سکون سے جو بے قراری شوق اور حیرت سے پیدا ہوتا ہے، اس سے شاد کام کرے۔ قریب ہے کہ وہ حیرت، افسوس کے ساتھ جان کو لے جائے کیونکہ اس کی شدت امن سے اور دار العزیز کے منہدم کرنے سے دور ہوتی ہے۔ اگر میں غیب دان ہوتا تو زیادہ بھلائی حاصل کر لیتا۔ اگر سیادت کریمہ حال کی طرف دیکھے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ امید کے ساتھ چلنے، زمانے کے نصیبے پر غالب آ جانے اور غفلت کو عمر سے ختم کر دینے کے ساتھ دیکھنا ہو گا۔ مجھے کیا امیدوں کے ساتھ اوپر کی طرف جانا سود مند ہو گا جب کہ نصیب راستے کے نشیب میں ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طرف واپس لے جائے اور شاید تمھاری عظمت نافعہ میں اس لاعلاج بیماری سے شفا ہے۔ نوازش الٰہی اس ریاست مرینیہ کی مددگار ہے، وہاں تجھے مکمل حفاظت حاصل ہے، وہ جو ارادے کو میرے اس ذخیرے کی طرف پھیر دے گی جسے میں ان حالات کے ناہموار ہونے، زمانے کے بدل جانے اور مصیبت کے گمان سے بھاگنے کے وقت تیار کرتا تھا جیسا کہ تمھیں علم ہے۔ جب سلطان مرحوم کا حادثۂ وفات اسے لے آیا تو اس کا ماحول خراب ہو گیا۔ یہ حادثہ اس کے عم زاد، حکومت میں اس کے حصے دار، نسب میں اس کے شریک، جاہ کے مضبوط ہونے، سلطان کے بدل جانے، جانشین بھائی کے قید کرنے اور اس سے مایوس ہو جانے کے باعث ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی نجات، اس کے بعد اس کے گھر اور بچوں میں خرابی اور حاصل شدہ جاگیروں کے اغتصاب کی کیفیت پیدا نہ کرتا تو عیسائیوں کی حکومت اسے نہ لے جاتی لہٰذا اس نے گھونسلے کی پناہ لی۔ وہ واقعہ میں حصہ دار ہوا، جاہ و مال میں شریک کیا اور مصائب زمانے کے خلاف مدد کی۔ جب اس نے دیکھا کہ زمانہ میرا دشمن ہے تو اس نے آسائش چاہی بادشاہوں کو میری رہائی کی امید دلائی۔ تب انہوں نے مجھے بہت زیادہ تحائف دیئے۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ امیدوں کے بندھنوں سے رہائی دینے والا اور ان پیچیدہ نصیبوں کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

مجھے میرے آقا نے ان عجیب و غریب تصنیفوں کے متعلق بھی بتایا جو اس سے ان جلیل القدر فتوحات میں صادر ہوئی تھیں۔ میری محبت کی قسم کہ اگر وہاں تحفے باری ہوتی تو جو میں نے کوتاہی کی ہے اس پر مجھے بار بار پشیمانی ہوتی۔

اور اب رہی بات اس علاقے کے حالات کی تو وہ اس سے زیادہ نہیں جو تم سلطان ابو اسحٰق بن سلطان ابو یحییٰ کے تونس میں قیام

کرنے سے معلوم کر چکے ہو۔ شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد وہ دارالخلافے میں خود مختار تھا۔ وہ اپنی زندگی میں وطن کو تنگ کرنے والا تھا۔ جو عرب اس کی دعوت میں اس کی مدد کرتے تھے، انہیں وہ مضبوط کرنے والا تھا۔ اگر وہ حسن سیاست اور بجایہ کے انتظام سے ہماری حکومت کی جگہ حاکم قسنطینہ اور بونہ پر قابو پالیتا تو انہیں رعایا اور راستوں سے زیادہ امان دیتا۔

مغرب اقصیٰ اور ادنیٰ کے حالات کا آغاز تمہیں معلوم ہے۔ مشرق کے حالات یہ ہیں کہ حاجیوں نے اس سال اس کے اختلال، اس کے سلطان کے باغی ہونے، اجڈ لوگوں کے اس کے تخت پر کودنے اور محلات اور پانی کے جو حوض بیت اللہ کے حاجیوں اور اللہ کے مہمانوں کے لیے تیار کیے گئے تھے، ان کے برباد کرنے کی خبر دی ہے جو آنکھوں کو رلاتی اور غم کو زیادہ کرتی ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ پریشانی کئی روز تک قاہرہ سے متصل رہی اور اس کے کوچوں اور بازاروں میں بہت فتنہ و فساد پیدا ہو گیا کیونکہ بلبغا الخاصکی کے بعد غالب آنے والے سندمر اور اس کے سلطان کے درمیان قلعہ سے باہر لڑائی ہوئی جس میں اسے شکست ہوئی۔ اس لڑائی میں اس کے ساتھیوں میں سے تقریباً پانچ سو آدمی مارے گئے اور بقیہ کو ابن نے گرفتار کر لیا۔ ان میں سے کچھ کو اس نے قید خانوں میں ڈال دیا اور سندمر کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔ اس نے پھر سلطان کے بڑے ساتھی کے ہاتھ میں حکومت کی باگ تھما دی لہٰذا وہ خود مختار بن گیا اور اسے با اختیار ہو کر چلانے لگا۔ حقیقت یہ ہے کہ امور کی گردش اور غیوب کے مظاہر اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ میں اپنے آقا سے خواہش رکھتا ہوں کہ انہیں جب بھی موقع ملے وہ مجھ سے گفتگو کریں اور مجھ پر احسان فرمائیں۔ وہ میری طرف سے اپنے چھوٹے بڑے پیروکاروں کو سلام پہنچا دیں کہ میں نے ان کے سلطان کی جو مدد کی ہے، وہ اسے بھی جان لیں۔ ان کی جناب سے میری طرف الحاج نافع سلمہ اللہ نے وہ خط پہنچا دیا ہے جسے اس نے میرے بھائی یحییٰ سے تلمسان میں ملاقات کرتے وقت سلطان ابو حمو کی موجودگی میں حاصل کیا تھا۔ بعض اوقات میرے آقا میری اس قدر تعریف کرتے ہیں جو لکھی نہیں جا سکتی۔ اللہ آپ کو مسلمانوں اور امیدواروں کے لیے اپنے فضل سے ذخیرہ اور پناہ گاہ بنا کر باقی رکھے۔ آپ اور آپ کے پاس پناہ لینے والے نجیب سرداروں، اہل ساتھیوں اور اصحاب کو سلام۔ اس خط کا عنوان یہ تھا:

سیدی و عمادی و رب الصنائع والایادی والفضائل الکریمة الخواتم والمباری امام الائمة علم الائمة تاج الملة فخر الملته فخرا لعلماء عماد الاسلام مصطفی لملوك الکرام کا فل الامامة تاج الدول اثیر الله والی امیر المومنین الغنی بالله! یدٍہ الله الوزیر ابو عبدالله ابن الخطیب البقاء الله و تولیٰ عن المسلمین جزاہ۔

انہوں نے مجھے غرناطہ سے یہ جواب لکھا:

یا سیدی دولی واخی و محل ولدی کان الله لکم حیث کنتم ولا اعد لکم لطفه و عنایته

اگر آپ کا ٹھکانہ وہاں ہوتا جہاں ایلچی کا جانا، آپ کے حصے کا پہنچانا اور نائب کا بھیجنا آسان ہوتا تو میں اپنے دل کو آپ کے حق کے متعلق غفلت کرنے میں ملامت کرتا لیکن آپ میرے عذر سے آگاہ ہیں۔ میں اس فاضل کی پناہ میں رہنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ اس کے فضل نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے۔ میں نے حرمین جانے والے اس شیخ کے سفر کو بھی غنیمت جانا ہے جس نے میرے اس خط کو پہنچا کر تمام برکات حاصل کر لی ہے۔ میری محبت کی قسم اور اگر تم اس پونجی سے آگاہ ہوتے جس کا بہترین حصہ تم ہو تو آپ کو اس سے کچھ انس ہو جاتا، اب تم جان لو کہ پانی نے مجھے ٹیلوں تک پہنچا دیا ہے اور مجھ پر مزاج کی خرابی غالب آ چکی ہے، مجھے پے در پے بیمار لاحق ہو رہی ہیں اور شفاء سبب کے باقی رہنے اور اس کے دور نہ ہونے کی وجہ سے بدحل ہو گئی ہے۔ یہ وہ سازش ہے جس کے انجام کو اللہ بخیر کرے۔ میں نے اس کے لیے ہر حیلہ اختیار کیا ہے مگر مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اگر میں تمہارے بعد زہد کے ساتھ اس تالیف کے فکر میں مشغول نہ ہوتا اور عہد کے بعد کتب کے مطالعے کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو فکری خرابی اس حد تک نہ پہنچتی جو آخری بیاض مجھ سے صادر ہوئی میں نے اس کا نام استنزال اللطف الموجود فی اسرا الوجود رکھا ہے

میں نے اسے ان دنوں لکھوایا جب سلطان کے جہاد کی طرف سفر کرنے کی رسم نیابت ادا کی گئی۔ میری محبت کی قسم! کاش تم اس پر اور میری اس کتاب پر جو محبت کے بارے میں ہے، آگاہ ہوتے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ میسر کر دے گا۔ خدا کی قسم! میں نے تمھاری طرف خط پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی۔ اگر تمھارے بھائی یا سید شریف ابوعبداللہ کی جانب سے کچھ کوتاہی ہوتو ہو، یہاں تک کہ میں نے مغرب سے سنا کہ وہاں سے قافلہ آ رہا ہے۔ مجھے معلوم نہیں آپ کو اس کی کچھ خبر پہنچی ہے یا نہیں، باقی تمام حالات ویسے ہی ہیں جیسے آپ چھوڑ گئے تھے۔ آپ کے دوست خیریت سے ہیں اور تمھاری جدائی کی وجہ سے تم سے محبت اور شوق کے باعث تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بر سر طاقت نہیں، وہ تمھاری حفاظت کرے اور آپ کے امور کا متوالی ہو۔ والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

غمگین محب ابن الخطیب کی جانب سے ربیع الثانی 771ھ

اور اس کے اندر ایک ملفوف تھا جس کی عبارت یہ تھی:

میرا آقا تم سے راضی ہو، وہ سفر اور تیز مزاجی کے باعث تلمسان میں ٹھہر گیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دوست ابوعبداللہ شِقوری طب میں بڑا ماہر ہے لہٰذا جب وہ تم سے ملے تو اس کی پسند میں اس کی مدد کرنا۔ اس کے علاوہ آپ جیسے لوگوں کی موجودگی میں اسے اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس کا عنوان ہے:

سیدی و محل اخی الفقیہ الجلیل الصدر الکبیر المعظم الرئیس الحاجب العالم الفاضل الوزیر ابن خلدون وصل اللہ سعدہ و حرس مجدہ بمنّہ۔

میں نے ان خطوں کو بڑا طول دیا ہے حالانکہ بظاہر یہ کتاب کے مقصد سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ ان میں اکثر میرے حالات کی تفصیل ہے۔ تاہم یہ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو کفایت کریں گے۔

اس کے بعد سلطان ابوحمو ہمیشہ ہی بجایہ پر چڑھائی کرنے، اس کے لیے قبائل ریاح سے دوستی کرنے اور اس بارے میں میری مدد پر اعتماد کرتے ہوئے کام کرتا رہا۔ اس کے علاوہ بنی حفص کے حاکم تونس سلطان ابواسحٰق بن سلطان ابوبکر کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا کیونکہ اس کے بھائی کے درمیان جو بجایہ اور قسطنطینہ کا حاکم تھا، عداوت پائی جاتی تھی جو نسب اور ملک کی تقسیم کا تقاضا کرتی تھی۔ وہ ہر وقت اپنے وفد اس کے پاس بھیجتا تھا۔ وہ بسکرہ میں میرے پاس سے گزرتے تھے لہٰذا دونوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے تعلق پختہ ہو گیا۔

تلمسان کی طرف ابوزیان کا جانا

اس دوران سلطان ابوحمو کا عم زاد ابوزیان، بجایہ سے بھاگنے اور اپنے پڑاؤ میں کھلبلی پڑ جانے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے تلمسان آیا۔ اس نے اس کے نواح پر حملہ کر دیا مگر اسے کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ وہ پھر حصین کی طرف واپس آ کر ان کے درمیان مقیم ہو گیا اور انہوں نے اس کا احاطہ کر لیا۔ یوں مغرب اوسط کے دیگر نواح میں نفاق پیدا ہو گیا۔ وہ ہمیشہ ہی ان سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ لہٰذا وہ 769ھ کے نصف میں اپنی فوجوں کے ساتھ حصین اور ابوزیان کی طرف گیا۔ انہوں نے جبل تیطری میں پناہ لے لی۔ تب اس نے مجھے زواودہ سے مدد مانگنے کا پیغام بھیجا تا کہ صحرا کی جانب سے ان کی ناکہ بندی کر دی جائے۔ اس نے پھر ان کے اشیاخ یعقوب بن علی جو اولاد محمد کا سردار تھا اور اولاد سباع بن یحییٰ کے سردار عثمان بن یوسف کو بلاتے ہوئے لکھا۔ اس نے ان کے ہم وطن ابن مزنی کو بھی لکھا کہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کرے لہٰذا اس نے ان کی مدد کی۔ اس کے بعد ہم اس کی طرف گئے یہاں تک کہ ہم تیطری کے ٹیلے میں القطفا مقام پر اترے۔ سلطان نے ٹیلے کی جانب سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہ ان کے معاملے سے فارغ ہوا تو ہمارے ساتھ بجایہ گیا۔ حاکم بجایہ ابوالعباس کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے قبائل ریاح کے بقایا دوستوں کے ساتھ القطفا کی اس گھاٹی کی طرف پڑاؤ کر لیا جو المسیلہ پہنچاتی ہے۔ ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ زغبہ کے مخالفین میں سے بنی عامر کا سردار خالد بن عامر اور سوید کے سردار اولاد عریف اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے القطفا میں ہمارے پڑاؤ پر حملہ کر دیا اور

زواودہ کے قبائل بھاگ گئے۔ ہم المسیلہ اور پھر الزاب کی جانب پیچھے رہ گئے جب کہ زغبہ تیطری کی طرف چلے گئے اور ابوزیان اور حصین کے ساتھ مل گئے۔ انہوں نے ابوحمو کے پڑاؤ پر بھی حملہ کر دیا اور اسے شکست دی۔ وہ شکست کھا کر تلمسان واپس آ گیا۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی زغبہ اور ریاح کا دوست رہا۔ وہ اپنے وطن اور اپنے عم زاد پر فتح پانے اور سال بہ سال بجایہ پر حملہ کرنے کی امید کرتا رہا۔ اس دوران میں اس کی مشایعت میں اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور زدادوہ اور حاکم تونس سلطان ابواسحٰق اور اس کے بعد اس کے بیٹے خالد کے درمیان انس کرواتا رہا۔ اس کے بعد زغبہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی چاکری پر متفق ہو گئے۔ وہ حصین اور بجایہ سے اپنے دل کو شفا دینے کے لیے تلمسان سے تیار ہوا اور یہ 771ھ کے آخر کا واقعہ ہے لہٰذا میں زدادوہ کی ایک جماعت جو عثمان بن یوسف بن سلیمان کی اولاد میں سے تھی، کے ساتھ اس کے احوال کو دیکھنے کے لیے اس کے پاس گیا وہاں ہم اسے بطحاء میں ملے اور اس نے ہمیں الجزائر میں ملنے کا وعدہ کیا۔ عرب پھر اسے اپنے اہل کے پاس واپس لے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں بعض اغراض کو پورا کرنے اور ان کے پاس جانے کے لیے پیچھے رہ گیا۔ میں نے بطحاء میں اسے عید الفطر پڑھائی اور خطبہ دیا۔ عید گاہ سے اس کی واپسی پر میں نے اسے عید گاہ کی مبارک باد دیتے ہوئے اسے یہ شعر سنائے۔

ان گھروں کو صبح کے وقت سلام کہہ اور ان کے درمیان درماندہ سواریوں کو ٹھہرا۔ اگر کھنڈر شب نے تیری آنکھوں کے آنسوؤں کو نہیں دیکھا تو ان سے کچھ دریافت نہ کر، انہوں نے تیری پلکوں سے عہد لیا ہے کہ وہ دوزی کے باوجود کنجوس کو نہیں دیکھیں گی۔ تو اس اکٹھے قبیلے کے پاس جا، بسا اوقات ان کے ذکر سے دل کو خوشی اور راحت ملتی ہے۔ وہ مسافروں کی منازل غم کے باعث بول نہیں سکتیں حالانکہ وہ خوشی کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں۔

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں سے مجھے صرف یہی اشعار یاد رہ گئے ہیں۔ اسی دوران میں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کے حکمران سلطان عبدالعزیز نے جو بنی مرین میں سے تھا، مراکش میں جبل عامر بن محمد الہنتاتی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے اس کی ایک سال سے اس کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی۔ اس نے اسے فاس لا کر عذاب دے دے کر قتل کر دیا۔ اس نے پھر تلمسان پر حملہ کرنے کا بھی عزم کیا کیونکہ سلطان ابوحمو نے جب کہ سلطان عبدالعزیز عامر اس کے پہاڑی میں محاصرہ کیے ہوئے تھا، مغرب کی سرحدوں پر حملہ کیا تھا۔ اس خبر کے پہنچنے پر سلطان ابوحمو کو اپنے کیے پر پریشانی ہوئی اور وہ واپس تلمسان لوٹ آیا۔ وہ پھر زغبہ کے قبائل میں سے بنی عامر کے ساتھیوں کے ساتھ صحرا کی طرف نکل جانے کے اسباب اختیار کرنے میں لگ گیا۔ اس نے سب سے دوستی کی، فوج جمع کی، لوگوں کو ہدایت کی اور عیدالاضحیٰ گزاری۔ میں نے پھر بلاد ریاح کی طرف جانے سے عذر کے باعث اس سے اندلس واپس جانے کی اجازت مانگی۔ ماحول فتنے کے باعث تاریک ہو چکا تھا اور راستے بند ہو چکے تھے لہٰذا اس نے مجھے اجازت دے دی اور سلطان ابن الاحمر کی طرف مجھے ایک خط دیا۔ میں ھنین کی بندرگاہ کی طرف لوٹ گیا۔ تب اسے اطلاع ملی کہ حاکم مغرب اپنی فوجوں کے ساتھ تازا میں اترا ہے تو وہ میرے بعد تلمسان سے بطحاء کے راستے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ میرے لیے ھنین سے سمندر پر سوار مشکل ہو گیا تو میں رک گیا جب سلطان عبدالعزیز کو اطلاع ملی کہ میں ھنین میں مقیم ہوں اور میرے پاس ایک امانت ہے جسے میں حاکم اندلس کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ یہ بات ایک خواہش پرست نے سوچی تھی اور اسے سلطان عبدالعزیز کو لکھ بھیجا تو اس نے اس وقت تازا سے ایک جماعت بھیجی، جس نے مجھ سے اس امانت کے واپس لینے پر الجھاؤ کیا۔ وہ تلمسان کی طرف گیا اور وہ جماعت مجھے ھنین میں ملی۔ انہوں نے تمام حالات معلوم کیے مگر وہ اس کی صحت پر مطلع نہیں ہوئے اور مجھے سلطان کے پاس لے گئے لہٰذا میں اسے تلمسان کے قریب ملا۔ اس نے مجھ سے اس خبر کے متعلق دریافت کیا تو میں نے اس کا انکار کیا۔ اس نے مجھے ان کا گھر چھوڑنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی تو میں نے اس سے معذرت کی کیونکہ عمر بن عبداللہ ان پر قابو رکھتا تھا۔ اس کی مجلس کے بڑے آدمی، اس کے باپ کے دوست اور اس کے دوست کے بیٹے وترنار بن عریف اور اس کے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ نے میری شہادت دی اس کے بعد نواز شات نے مجھے گھیر لیا۔ اس نے اس مجلس میں مجھ سے بجایہ کے معاملے کے متعلق پوچھا مجھے سمجھایا کہ وہ اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے لہٰذا میں نے اس بارے میں اس کا راستہ آسان کر دیا تو وہ اس سے خوش ہو گیا۔ میں نے وہ رات بھی میں گزاری لیکن دوسرے دن اس نے مجھے رہا کر دیا تو میں الشیخ الولی ابن مدین کی خانقاہ کی طرف چلا گیا۔ میں علم کی خاطر علیحدگی کو ترجیح دے

باب: ۲۵۹

مغرب کے حاکم سلطان عبدالعزیز کا بنی عبدالواد کی اعانت کرنے کا بیان

سلطان عبدالعزیز نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ جب بطحاء میں مقیم سلطان ابی حمو کو اس کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اپنی قوم اور بنی عامر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلادِ ریاح کی طرف چلا گیا۔ اب سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو فوجوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا اور اپنے دوست وترمار کی دوستی اور تدبیر سے زغبہ اور معقل کے قبائل کو اس کے خلاف متفق کیا۔ اس کے بعد سلطان نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی اور مجھے اس سے قبل بلادِ ریاح کی طرف بھیجنا مناسب سمجھا تا کہ میں اس کے لیے راہ ہموار کر دوں اور انہیں اس کی مدد پر آمادہ کروں۔ اس کے علاوہ اس کے دل کو اسکے دشمن سے شفا دوں کیونکہ سلطان ریاح کو پیچھے چلانے اور انہیں اطاعت کے راستوں کے پھیرنے سے مایوس ہو چکا تھا۔ اسی لیے اس نے مجھے خلوت گاہ عبادت سے جو ولی ابومدین کی خانقاہ کے قریب تھی، بلایا اور میں تدریس علم میں لگ گیا۔ میں نے پھر انقطاع کا عزم کر لیا لہٰذا اس نے مجھ سے موانست کی اور مجھے قریب کیا اور بلایا کیونکہ اس نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ اب مجھے اس کی بات ماننے کے سوا چارا نہ ہوا اور اس نے مجھے خلعت دیا، سواری دی اور شیوخ زواودہ کو لکھا کہ وہ میرے حکم کو مانیں اور اس کے جو احکام انہیں پہنچاؤں، انہیں بھی مانیں۔ اس نے یعقوب بن علی اور بن مزنی کو اس سلسلے میں میری مدد کرنے کے متعلق بھی لکھا اور یہ بھی کہ وہ بنی عامر کے قبائل کے درمیان سے ابوحمو کی رہائی کے لیے کوشش کریں۔ اسے یعقوب بن علی کے قبیلے کی طرف لے جائیں۔ میں نے اسے الوداع کہا اور عاشورہ 772ھ میں واپس لوٹ آیا۔ میں پھر وزیر کو اس کی فوجوں سمیت ملا۔ معقل اور زغبہ کے عرب قبائل بطحاء پر تھے، میں نے ان سے ملاقات کر کے اسے سلطان کا خط دیا اور اس کے آگے آگے چلا۔ اس روز وترمار نے میری مشایعت کی اور اپنے بھائی محمد کے متعلق مجھے وصیت کی جسے ابوحمو نے اس وقت گرفتار کر لیا تھا جب اس نے ان سے مخالفت محسوس کی تھی۔ یہ بھی پتہ چلا کہ وہ مغرب کی طرف سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے اسے اپنے ساتھ تلمسان سے پابجولاں نکالا اور اسے اپنے پڑاؤ میں لے گیا۔ لہٰذا وترمار نے مجھے ممکن حد تک اس کی رہائی کے بارے میں کوشش کرنے کی تاکید کی۔ اس نے پھر اپنے بھتیجے عیسیٰ کو سوید کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ساتھ بھیجا جو مجھ سے آگے چلے گئے۔ وہ حصین کے قبائل کی طرف آیا۔ جب خرج بن عیسیٰ نے ان کے اپنے چچا وترمار کی وصیت کی اطلاع دی تو انہوں نے ابوزیان کا عہد توڑ دیا اور اس کے ساتھ آدمی بھیجے جنہوں نے اسے بلادِ ریاح میں پہنچا دیا۔ وہ پھر اولادِ یحییٰ بن علی بن سباع کے ہاں اترا اور وہ صحرا میں گھس گئے جب کہ میں بلادِ ریاح کی طرف چلا گیا۔

المسیلہ کی طرف ابن خلدون کا جانا

جب میں المسیلہ پہنچا تو میں نے ابوحمو اور ریاح کے قبائل کو دو پڑاؤ میں شہر کے قریب ہی سباح بن یحییٰ کے لڑکوں کے وطن میں پایا جو زواودہ میں سے تھے۔ وہ ہر جانب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور اس نے انہیں عطیات دیئے تا کہ وہ اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں۔ اب جب انہوں نے سنا کہ میں المسیلہ میں موجود ہوں تو وہ میرے پاس آئے، میں نے انہیں سلطان عبدالعزیز کی تابعداری پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد ان کے اعیان و اشیاخ کو میں نے وزیر ابوبکر بن غازی کے پاس بھیجا لہٰذا وہ اسے بلادِ دیالم میں نہر واصل کے پاس ملے تو انہوں نے اس کی تابعداری کر لی۔ انہوں نے پھر اسے اپنے دشمن کے تعاقب میں اپنے ملک میں داخل ہونے کی دعوت دی اور وہ ان کے ساتھ تیار ہو گیا۔ جب کہ میں المسیلہ سے بسکرہ کی طرف آیا اور وہاں یعقوب بن علی سے ملا۔ ان نے اور ابن مزنی نے اس کی تابعداری پر اتفاق کیا تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو ابوحمو کی ملاقات کے لیے بھیجا۔ بعد ازاں خالد بن عامر نے بنی عامر کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے وطن آنے اور سلطان عبدالعزیز کے وطن سے دوری اختیار کرنے کی دعوت دے لہٰذا اس نے اسے المسیلہ سے صحرا کی طرف جاتے پایا۔ وہ پھر اسے الدوسن میں ملا اور رات بھر انہیں یہ بات پیش کرتا رہا کہ وہ اولادِ بنی سباع کے

وطن سے اپنے وطن کی طرف منتقل ہو جائیں جو الزاب کے مشرق میں ہے۔ دن بھر اس نے اسی طرح گزارا، دن کے آخری حصے میں غبار کے انتشار نے انہیں خوف زدہ کر دیا جو گھاٹی کے دہانوں سے نکل رہا تھا لہٰذا وہ اسے دیکھنے کے لیے سوار ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ گھاٹی سے گھوڑوں کے سینے نمایاں ہو رہے ہیں اور بنی مرین، معقل اور زغبہ کی فوجیں وزیر ابوبکر بن غازی کے آگے بکھری پڑی ہیں۔ انہیں اولادِ سباع کے ان لوگوں نے راستہ دکھایا تھا جنہیں اس نے المسیلہ سے بھیجا تھا لہٰذا جب وہ خیمہ گاہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس پر حملہ کر دیا، اس کے بعد بنو عامر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کی خیمہ گاہ، اس کی قیام گاہیں اور اموال لوٹ لیے گئے۔ وہ خود رات کی تاریکی میں بچ گیا لیکن اس کے بچوں اور بیویوں کی جمعیت پریشان ہو گئی یہاں تک کہ کچھ دنوں بعد وہ اس کے پاس آ گئے۔ وہ پھر صحرائی بلاد کے میدانی محلات میں جمع ہو گئے اور فوجوں اور عربوں کے ساتھ غنیمت سے بھر گئے۔ اس گھبراہٹ میں محمد بن عریف چلا گیا جسے اس کے موکلین نے رہا کر دیا۔ وہ پھر وزیر اور اس کے بھائی ونزمار کے پاس آیا اور انہوں نے اس کے مناسب حال اسکا استقبال کیا۔ وزیر ابوبکر بن غازی نے کئی روز تک الدوسن میں قیام کیا۔ اس کے بعد ابن مزنی نے اپنی تابعداری کا اسے پیغام بھیجا اور اسے بافراغت توشہ اور چارہ دیا۔ وہ پھر مغرب کی طرف واپس چلا گیا اور میں اس کے بعد کئی روز تک اپنے اہل کے پاس بسکرہ میں ٹھہر گیا۔

سلطان کے پاس ابن خلدون کا جانا

میں پھر زواودہ کے ایک عظیم وفد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا جن کی پیش وائی یعقوب بن علی کا بھائی ابودینار اور ان کے اعیان کی ایک جماعت کر رہی تھی لہٰذا وزیر ہم سے پہلے تلمسان چلا گیا۔ جب ہم سلطان کے پاس گئے تو اس نے ہماری خوب خاطر داری اور مہمان نوازی کی، اس جیسی مہمان نوازی ہم نے بعد کے زمانے میں نہیں دیکھی پھر ہمارے بعد وزیر ابوبکر بن غازی صحرا میں آیا اور اس نے بنی عامر کے محلات کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں تباہ کر دیا۔ وہ پھر جمعہ کے روز سلطان کے پاس آیا۔ اس کے بعد اس نے زواودہ کے وفود کو اپنے اپنے علاقے کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی۔ وہ ان کے ساتھ وزیر اور اس کے دوست ونزمار بن عریف کی آمد کا انتظار کر رہا تھا لہٰذا انہوں نے اسے الوداع کہا۔ اس نے ان پر حد درجہ احسان کیا اور وہ اپنے بلاد کو لوٹ گئے۔ اس نے پھر زوادہ کے قبائل سے ابوزیان کے نکالنے کے بارے میں سوچ و بچار کی کیونکہ وہ اس کے حصین کی طرف واپس چلے جانے سے خوفزدہ تھا۔ اس نے اس بارے میں مجھے حکم دیا اور اس نے مجھے اسے ان سے واپس کرنے کے سلسلے میں آزادی دے دی۔ میں پھر اس کام کے لیے گیا۔ اب حصین کے قبائل نے سلطان سے خوف محسوس کیا اور وہ اس سے بگڑ گئے۔ وہ وزیر کے ساتھ جس لڑائی پر گئے تھے اس سے واپسی پر اپنے اہل کے پاس چلے گئے انہوں نے پھر ابوزیان کو اولادِ علی بن یحییٰ کے پاس بلانے میں جلدی کی، انہوں نے اسے ان کے درمیان اتارا اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ دوبارہ اس اختلاف پر قائم ہو گئے جس پر ابوحمو کے زمانے میں قائم تھے۔ یوں مغرب اوسط آگ سے بھڑک اٹھا اور مغراوہ میں بادشاہ کے گھر میں ایک بچہ ظاہر ہوا جو حمزہ بن علی بن راشد تھا وہ وزیر ابن غازی کے پڑاؤ سے اس وقت بھاگ گیا جب وہ وہاں مقیم تھا لہٰذا اس نے شلف اور اپنی قوم کے بلاد پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے وزیر عمر بن مسعود کو فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کے لیے بھیجا تاہم اس کی بیماری نے اسے درماندہ کر دیا۔ میں اس وقت بسکرہ میں حالت انقطاع میں تھا، وہ میرے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت اور پیغام کے سوا ہر چیز میں حائل ہو گیا۔

ابن الخطیب کا اندلس سے بھاگ جانا

انہی دنوں جب کہ میں بسکرہ میں تھا، مجھے یہ خبر ملی کہ وزیر ابن الخطیب اندلس کے سلطان سے خوف محسوس کر کے بھاگ گیا ہے کیونکہ اسے اس پر قابو حاصل تھا۔ دراصل ہم رازوں نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کی تھیں لہٰذا اس نے سلطان کی اجازت سے مغربی سرحدوں کو دیکھنے کے لیے سفر کیا۔ جب وہ بندرگاہ سے قبل جبل الفتح کے سامنے آیا تو وہ جبل میں چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں اپنی آمد کے متعلق القائد کی جانب سلطان عبدالعزیز کا عہد تھا لہٰذا وہ اسی وقت سمندر پار کر کے سبتہ چلا گیا اور تلمسان میں سلطان کے پاس گیا۔ وہ جمعے کے روز اس کے حضور پیش ہوا تو

سلطان نے اس پر نعمتوں کی بارش کر دی اور اسے ایسی سعادت سے بہرہ ور کیا کہ اس جیسی سعادت اس نے پہلے دیکھی نہیں تھی۔ اس نے پھر مجھے تلمسان سے خط لکھا جس میں مجھے اپنے حال سے آگاہ کیا اور مجھ پر کچھ ناراضی کا اظہار بھی کیا کیونکہ اسے اندلس میں میری پہلی بات کی اطلاع مل چکی تھی۔ مگر اب مجھے اس کا خط یاد نہیں رہا تاہم میں نے اسے جو جواب دیا اس کی عبارت یہ تھی:

الحمدہ اللہ ولا قوۃ الا باللہ ولا راد لماقفی اللہ

اے میرے آقا! بہترین ارضی ذخیرے اور مضبوط کڑے جس سے میں نے اپنا ہاتھ پیوست کیا ہے، میں آپ کو وہ سلام کہتا ہوں جو مخدوم کی آمد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ متبوع بادشاہ کے لیے جس قسم کا خضوع کیا جاتا ہے، میں ویسا ہی خضوع کرتا ہوں، بلکہ میں آپ کو وہ سلام کرتا ہوں جو عاشق معشوق کو کرتا ہے یا رات کو چلنے والا روشن صبح کو کرتا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ میرے تعلق محبت کو خوب جانتے ہیں اور یہ بھی کہ آپ کی قدر کو جانتا ہوں۔ میں آپ کی تعظیم اور تعریف میں دور ترین حدود تک جانے والا ہوں۔ اس کے علاوہ آفاق میں آپ کے مناقب اور اچھی عادت مشہور کرنے والا ہوں جسے اللہ جانتا ہے اور وہی کافی گواہ ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے یہ وہ بات ہے جو بہت بلند ہے، اس میں اول اور آخر اور حاضر اور غائب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ آپ میرے دل کی مراد بہتر جانتے ہیں اور یہ میرے ضمیر میں چھپی باتوں کے بارے میں سب سے بڑی شہادت ہے۔ اگر میں ایسا ہوتا تو آپ سے سبقت کر چکا ہوتا۔ اگر قضا اور قدر اپنی کوششوں سے تمھارے نصیبے کو تیار کرتی اور تمھاری حکومت میں میرے مقام کو ترجیح دیتی تو میرے دلی جذبات نرم ہو جاتے اور وسوسوں کے کینے کھنچ جاتے میں آپ کو پیش گوئی کے شعار بنانے یا وطن سے عہد شکنی کرنے سے بچاتا ہوں خواہ کوئی بھی چمٹنے والا حرز زور کے تنے سے چمٹ جائے لہٰذا اس بات سے اللہ کی پناہ کہ آپ کے خلوص کے بارے میں قدح کی جائے یا آپ کے غلاموں کو ترجیح دی جائے۔ یہ حشر اور ملاقات تک دل کی ناکامی ہے۔ خدا کی قسم میری راز والی بات پر سوائے میرے اور تمھارے ساتھ میل جول رکھنے والے دوست حکیم فاضل ابو عبداللہ شقوری کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں۔ آپ کے ہاں اس کا جو مقام ہے میں اس سے بھی آگاہ ہوں اور اسے علم ہے کہ تلمسان کو چھوڑتے وقت، آپ کی طرف سفر کرتے وقت اور آپ کے کنارے کی طرف آنے کے لیے سمندر کے کنارے پر جاتے وقت اسے کس قدر اضمحلال ہوا تھا۔ مجھے انکے سلسلے میں تہمتوں سے دوچار ہونا پڑا اور میں ظن کے میدان میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد میں ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا اور اگر مجھ میں اس کی اچھی رائے اور اثبات اور بصیرت نہ ہوتی تو میں پہلے ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو جاتا یہ سب کچھ تمھاری ملاقات کے شوق اور تمھارے انس کا تخیل تھا لہٰذا اس لیے میرے بارے میں بدظنی نہ کرو اور نہ تو ہمات کی تصدیق کرو۔ میں وہ ہوں جس کی دوستی سادگی، خلوص اور ظاہری و باطنی اتفاق کو تم جانتے ہو میں وہ ہوں جو سب لوگوں سے بڑھ کر عہد کا پابند، غیب کا محافظ اور بھائیوں کے وزن اور فضلاء کی خوبیوں کو جاننے والا ہے۔ ایک امر کے باعث میرا خط تلمسان سے دیر سے آیا ہے حالانکہ ایلچی میرے پاس آیا تھا، اس نے مجھے آپ کے اور سلطان کے اہتمام کے متعلق بتایا۔ اگر اللہ میرے پوشیدہ حال کا انکشاف نہ کرتا تو میں کسی ایسی چیز کو جس کے متعلق مجھے علم ہوتا کہ آپ کی رغبت اس کی طرف ہے، نہ چھوڑتا، میں اس کے لیے اس کا پردہ اٹھا دیتا اور اسے اس کے پہنچانے پر امین بناتا۔ میں مولیٰ خلیفہ کو اپنے خون سے مانوس کرنے اور اس کا میزاب از کھینچنے کے بعد ہمیشہ ہی شواغل کی لہروں میں تیرتا رہا جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے۔ میری اونٹنی کے دارالخلافے کی طرف جانے سے قبل اس طرف سے مجھے آپ کے مغرب کی طرف جانے کی خبریں ملتی رہیں ہیں۔ عصا کے رکھنے اور جدائی کے تکنے کی جگہ متعین نہیں ہوئی تھی لہٰذا میں نے اس کے ظاہر کرنے تک خطاب موخر کر دیا۔ میں نے تمھارے خط سے جو فضل و مجد کے طریقوں پر جاری تھا آپ کے شاندار حال کو معلوم کر لیا لہٰذا میں نے تمھارا حکومتوں کے بھنور سے احسن طور سے چھٹکارا پانے اور دین اور دنیا کے اچھے عواقب پر اللہ کا شکریہ ادا کیا جس سے اہل اولاد کا مال اچھا ہو جاتا ہے۔ اس سے قبل تم نے زمانے کی سرکشی کو کوتا اور عزت کی چوٹیوں پر چڑھ گئے، تم نے مکمل طور پر دنیا کو حاصل کیا اور آفاق سماوی کو اس کے اہل سمیت قابو کر لیا لہٰذا تمہیں مبارک ہو کہ تمھارے شائق نفس نے اپنی ہر قسم کی چھوٹی بڑی خواہشات کو حاصل کر لیا۔ اس نے پھر ان

چیزوں کا شوق کیا جو اللہ کے پاس ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمھارے دل میں دنیا سے اعراض اور اس کے کوڑا کرکٹ کو چھوڑنا الہام کیا گیا ہے۔ جب اللہ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب کر دیتا ہے۔ سیادت مولویہ آپ کی آمد سے جس قدر خوش ہوئی ہے مجھے اس کی اطلاع بھی ملی ہے۔ اس قسم کی خلافت اس کے لیے ہوتی ہے جس مفاخر پر ثابت قدم رہتا ہے، اچھے کاموں کو ترجیح دیتا ہے۔ کاش! یہ تمھارے نصیبے کی طرف آنے پر ہوتا۔ تمھارا امیدوں کے دیکھنے سے مانوس ہونا اس لیے ہے کہ تا کہ اچھا فائدہ حاصل ہوا اور تخت شاہی تمھارے مقام سے، بہت زینت حاصل کرے۔

میں اٹھے ہوئے قدموں، الہام الٰہی سے صیقل بصیرتوں اور سامنے آنے کے بعد پیچھے رہ جانے والے مقامات میں ہوں۔ میری طبیعت عرفان اس کے انوار اور تجلیوں کی ہے۔ جب اس کی رکاوٹیں اٹھ گئیں تو اس کے حقائق منکشف ہو گئے۔ اب رہا میرا حال تو تمھارے متعلق خیال یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کرید اور اہتمام کر رہے ہو گئے، یہ بات باب مولوی سے پوشیدہ نہ ہو گی جسے اللہ نے سر بلند کیا ہے۔ اور جو اس کی اطاعت کا مظہر اور امر کا مصدر ہے۔ اس کی گردشیں اس کی خدمت میں ہیں۔ خیال ہے کہ میں مصاحبت اجتماع اور تمام لوگوں کو خیر خواہی کی طرف مائل کرنے، دوستی کے لیے دلوں کو خالص کرنے میں اور جو کچھ تمھارا فضل و مجد دیکھتا ہوں، مقام محمود میں کھڑا ہوں۔ اس کی سب سے قریب خبر میرا خط آپ کو پہنچا دے گا لہٰذا اس کے لیے کانوں اور سرگوشیوں کے پہلو کو نرم کر دو تا کہ وہ جو کچھ تمھارے اور میرے پاس ہے، وہ اسے پہنچا دے۔ اسے باتوں کے انجام سے پکڑ لو تا کہ وہ ان کے آغاز پر ٹھہر جائے۔ جو تم بیان کرتے ہوا سے اس پر امین بناؤ۔ وہ راز کے بارے میں بخیل نہیں، مجھے اس چیز کا شوق ہے جو میرا آقا اور میرا اور تمھارا فضل و مجد میں مقرب دوست، مصائب میں حصہ دار، مغرب کا سردار اور حکومت کا مددگار ابو یحییٰ بن ابی مدین تمھارے پاس لائے گا۔ بیٹے کے معاملے میں اللہ اس کا مددگار ہو لہٰذا جدائی تمہیں غمگین نہ کرے اور سلطان کبیر ہے اور اثر جمیل ہے۔ کوشش کرنے والا دشمن قلیل اور حقیر ہے، اگر نیت درست ہے اور عمل خالص ہے۔ جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اسکا ہوتا ہے اور میں نے تمھارے مناقب کی بلندی، فاصلے کی دوری اور عطیے کی ندرت کا اعتراف کیا ہے جس کی شہادت تمھارے ان مشہور کارناموں نے دی ہے جن کا چرچا آنے جانے والے کی زبان پر جاری ہے۔ وہ کارنامے بارِ حکومت کے اٹھانے، سیاست کے درست ہونے اور اس کے سلامتی کے متعلق مطلع ہونے کے بارے میں ہیں۔ وہ تمھیں سلام کا جواب دیتا ہے اور دعا میں تمھارا حصہ دار ہے۔ میرے آقا، میرے جگر گوشے اور میرے بیٹے کے قائم مقام الفقیہ الزکی الصدر ابوالحسن کو میرا اسلام ہو جو تمھارا بیٹا ہے۔ اللہ اسے سر بلند کرے۔ حکومت میں اس کا عزت والے مقام پر ہونا میرے لیے خوشی کا باعث ہے اللہ تعالیٰ تم سب کو عافیت کی چادر میں لپیٹ لے، تمھارے لیے امن اور رشک کا مقام استوار کرے اور تم پر اپنا فضل و کرم اور لطف و عنایت کرے۔ والسلام۔

از طرف محبّ شاکر و شائق عبدالرحمٰن بن خلدون ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بروز عید الفطر 772ھ

اس نے اپنے خط کے ساتھ مجھے اپنے خط کا ایک نسخہ بھی اپنے سلطان ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف بھیجا جب وہ جبل الفتح میں آیا تھا۔ اس کے بعد وہ بنی مرین کی حکومت میں چلا گیا تھا لہٰذا اس نے وہاں سے اس کے ساتھ اس خط کے ذریعے گفتگو کی اور میں نے چاہا کہ میں اسے یہاں نقل کر دوں۔ اگرچہ اسے اس کی غرابت اور عمدگی کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کیا جا رہا مگر اس جیسا خط چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اس کے علاوہ ان میں حکومتوں کے حالات کو مفصل طور پر بیان کیا گیا، خط کا متن یہ ہے:

وہ جدا ہو گئے اور جو رونے والا ہے وہ رویا کرے، بلاشبہ یہ رات کو سفر کرنے والی سواریاں ہیں۔ سواریوں کے ٹیلوں کے نشیب سے آسمان کی طرف چڑھنے سے جمعیت اس طرح منتشر ہو گئی ہے جس طرح لڑی کے موتی بکھر جاتے ہیں۔ میں جدائی سے قبل ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا۔ اب اس جدائی نے تجھے ملک کا مالک بنا دیا ہے۔

اے میرے آقا! اللہ تمھارا حامی ہو اور تمھارے معاملے کا پاسبان ہو۔ میں تمھیں سلام و دعا کہتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں

کہ وہ جدائی کے بعد میل اور ملاقات کو آسان کرے۔ میں آپ کے پاس اعتراف کرتا ہوں کہ انسان تقدیر کا اسیر اور مسلوب الاختیار ہے۔ وہ افکار و خیالات کے حکم میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ ہر اول کے لیے آخر ضروری ہے۔ جب ہر آدمی کو موت یا زندگی سے جدا ہونا لازمی ہے تو اس سے کوئی چارہ نہیں۔ اس کی بہترین قسم احباب کے درمیان واقع ہونے والی جدائی ہے جو شر سے پاک اور خوب صورت چہروں پر واجب ہوتی ہے۔ میرا خدا اپنے بندے کا حال جانتا ہے۔ لیکن جب سے وہ تمھارے بیٹوں کے ساتھ مغرب سے تمھارے پاس پہنچا ہے اور تمھارے ہاں ٹھہرا ہے وہ مضطرب الحال ہے اگرچہ تمھارے بہلاوے، وعدے اور تمھارے دل کے بدلنے کے متعلق لطائف کا انتظار اور تمھاری عمر کی تکمیل کے شوق میں زمانے کی پتلے پھل والی تلواروں کی کاٹ، تمھارے لڑکوں کی تیاری اور اپنے امر سے تمھارا قوی ہونا تمھارے وطن کی صلح کا پختہ ہونا ہے جو کچھ اس نے اپنی غرض کو چھوڑ کر تمھاری غرض کے لیے برداشت کیا۔ جو کچھ اس کے ہاتھ میں تمھارے عہد تھے اور یہ کہ جو بندہ فتح اور غلبے اور سعی کی کامیابی کے بعد صلح میں تمھارے لیے سبب بنا ہے، وہ نہ ہوتا تو تمھارے اندلس میں القرابہ میں سے کوئی شور و غل کرنے والا نہیں ہوتا۔ وہ اس نے غربی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لیے قدم اٹھائے اور گزرگاہ کے دہانے کے قریب ہو گیا۔ اس کے صبر کے خیالات کی ہواؤں نے ہلا دیا۔ لیکن اس نے سفیدی کے حاوی ہو جانے کے وقت عمر کے پورا ہونے، استغراق کے عواقب اور فضلاء کی سیرت کو مانوس کیا۔ اس کے بعد اس پر شدید حالت غالب آ گئی جس نے تمام جمعیت، وطن ملیح، بلند مرتبہ اور قلیل النظیر سلطنت کے ساتھ عشق کو شکست دے دی۔ اس نے موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مطابق عمل کیا لہٰذا اگر خدا کی متوقع مدد سے حالات درست ہو گئے تو قدم آگے کی طرف منتقل ہوں گے۔ پھر اللہ کے مضبوط کڑے کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا ہو جائے گا اور اگر درماندگی نے آلیا یا عزم ناکام ہو گیا تو اللہ ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے گا۔ اس کام کا ارادہ مشکل ہے لیکن کچھ امور نے مجھ پر اسے آسان کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو وہ اس صورت کے سوا کسی اور صورت میں متعین نہیں ہوتی جب کہ تمھارے نزدیک وہ ناممکنات میں سے ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر میرا آقا مجھے واپسی کی غرض سے اجازت دے دے تو خدا کی قسم مجھے اس کے وداع کے موقف کی طاقت نہیں ہو گی۔ موت سب سے پہلے میری طرف بڑھے گی اور یہ اچھا وسیلہ ہی کافی ہے جسے وہ وسیلہ جانتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس بات کی مجھے خواہش ہے کہ میرے دعوے کی سچائی نمایاں ہو جس کی میں تعریف کرتا ہوں۔ میرا گمان ہے کہ میری تصدیق نہیں ہو گی۔ چوتھی بات یہ ہے کہ امان، طویل مصالحت اور استغناء کے زمانے میں مفارقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے جب کہ اس حال کے سوا واجب واپسی ضروری اور قبیح ہو۔ پانچویں بات وہ سب سے مضبوط عذر ہے کہ جب تک میں اس معاملے کو مکمل کرنے کی طاقت نہ پاؤں یا میرا دل اس سے درماندگی یا مرض یا راستے کے خوف یا زادِ راہ کے ختم ہو جانے یا شوق غالب کے باعث تنگ ہو جائے تو میں محبت کرنے والے باپ کے نیک بیٹے کی طرف رجوع کرنے کی طرح رجوع کروں گا۔ جب کہ میں اپنے پیچھے رجوع سے مانع کوئی برا قول و فعل نہ چھوڑوں بلکہ میں اپنے پیچھے محفوظ وسائل، ہمیشہ قائم رہنے والے کارنامے اور اچھا کردار چھوڑوں۔ میں نیک ارادے سے واپس لوٹ جاؤں تو میں اپنے اشیاخ، اپنے وطن کے بڑے آدمیوں اور اپنی قسم کے آدمیوں سے بڑھ جاؤں گا۔ میں تمھیں اس بہتر صورت میں تمھاری تعریف کرتا ہوا اور تمھارے لیے دعوت دیتا ہوا چھوڑوں گا جو اسے راضی کر دے گی اگر خدا مدت میں وسعت دے اور ضرورت کو پورا کر دے تو میں اپنے بیٹوں اور وطن کی طرف واپسی کو لمبا کر دوں گا۔ اگر اجل نے کام تمام کر دیا تو مجھے امید ہے میں ان لوگوں میں ہوں گا جس کا اجر خدا کے ذمے ہو گا۔ اگر میرا تصرف درست اور راستی پر ہوا تو درست کام کرنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ تصرف، حماقت اور عقلی خرابی سے ہوا تو مختل العقل اور خراب مزاج کو ملامت نہیں کی جائے گی بلکہ اسے معذور سمجھا جائے گا اور اس پر رحم کیا جائے گا۔ اگر میرے آقا نے میرے معاملے کا عادلانہ حق نہیں دیا اور گناہ نمایاں ہو گئے اور میرے بعد عیوب کو نشر کیا گیا تو وہ اس کا حیا اور انصاف اس سے انکار کرے گا۔ وہ پھر تعلیم و تربیت، خدمتِ سلف اور زندہ جاوید کارناموں، بچے کا نام رکھنے، سلطان کو لقب دینے اور اعمالِ صالحہ، مداخلت اور میل جول کی طرف راہنمائی سے حساب کو مستحضر کرے

گا۔ اس سے کبھی مال اور راز میں خیانت نے نفوذ نہیں کیا، نہ تدبیر میں کبھی دھوکہ کیا ہے اور نہ نقص نے کبھی اسے مکدر کیا ہے اور نہ اس پر تمہارا خوف طاری ہوا ہے نہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا اس نے طمع کیا ہے۔ اگرچہ بہ لحاظ، تعلق داری اور مہربانی کے اسباب نہیں ہیں لہٰذا میں تمہیں مال کی وصیت نہیں کرتا، میرے نزدیک وہ سب سے معمولی ترکہ ہے اور نہ میں بیٹے کی وصیت کرتا ہوں لہٰذا وہ تمہارے جوان اور خدام ہیں کون ہے تم جیسا ان کی کثرت کا خواہش مند ہے اور نہ عیال کی وصیت کرتا ہوں لہٰذا یہ تمہارے گھر کی فضیلتوں اور خوبیوں میں سے ہے۔ میں تمہیں خدا کا تقویٰ اختیار کرنے، کل کے لیے عمل کرنے، سنجیدگی کے مقام پر کھیل کی لگام پکڑنے اور اللہ سے حیا کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے آزمائش کی، درگزر کی اور نعمت کے زوال کے بعد دوبارہ آسائش دی تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ میں نے تمہیں جو وافر زادِ راہ، مکانات اور اعانت دی ہے اور جس نے تمہاری سہولت میں اضافہ کر دیا ہے، اس کے عوض میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تم میرے متعلق کہو کہ کیا تو نے خطاءً یا عمداً میری حق تلفی کی ہے؟ خدا تجھے بخشے اور جب تم یہ کرو گے تو میں راضی ہو جاؤں گا۔ خیر خواہی کے سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لو کہ ابن الخطیب ہر علاقے میں مشہور ہے اور ہر بادشاہ کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ اس کا اعتقاد، نیکی، اور اس کے بارے میں سوال، اس کا ذکرِ خیر اور اس کی ملاقات کی اجازت تمہاری شفقت ہے۔ ابن الخطیب تمہارے وطن میں رحمت کا بادل ہے جو پہلے برسا پھر چھٹ گیا، یوں وہ گلوں کو مہکتے اور محاسن کو چمکتے چھوڑ گیا۔ تمہارے ساتھ اس کی مثال دودھ پلانے والی کی سی ہے جس نے سیاست اور مبارک تدبیر کا دودھ پلایا ہے۔ میں نے تمہیں صلح و امان کے گہوارے میں مدد دی ہے اور عافیت کی چادر میں ڈھانپ لیا ہے پھر حمام کی طرف لوٹ گیا جو دودھ اور میل کو دھوتا ہے لہٰذا اگر تو شیر خوار بچہ پائے تو اس سے حسن سلوک کر۔ اگر وہ جاگ پڑے تو اسے دودھ دینے کے وقت چھوڑ، اور ہم اس ملامت کو اس معرکہ حلف پر ختم کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے دین اور دنیا کی کسی خیر خواہی کو نہیں چھوڑا۔ میں درماندگی کی وجہ سے تم سے جدا ہوا ہوں اور جو شخص اس کے خلاف گمان کرے گا وہ مجھ پر اور تم پر ظلم کرے گا۔ خدا تمہیں ہدایت دے، تمہارے معاملے کا متولی ہو اور سمندر سوار ہونے میں تمہارے دل کا کفیل ہو۔

خط ختم ہوا اور اس کے نیچے یہ اشعار تھے۔

بادِ صبا کے چلنے کے وقت تیری طرف سے آنسوؤں کا ایسا بادل اس آنکھ سے برسا جو تجھ پر عاشق ہے۔ اے میری جنت! وہ تجھے کیسے بھول سکتا ہے۔ وہ تو وجود سے قبل تیری محبت سے دیوانہ ہو گیا تھا۔ پھر کہہ کہ وہ روح کی پیدائش سے قبل تیری محبت اور قرب میں کیسا تھا، اب تیرے محفوظ گھر نے خدا کے گھر کے سوا اور کوئی پناہ اس کے لیے نہیں چھوڑی، میرا پہلا عذر رضا ہے لہٰذا میں کوئی انوکھی چیز نہیں لایا۔ فضل اور رضا مندی تیری عادت ہے اور جب تو میرے کھونے سے کرب کا ادعا کرتا ہے تو میرے کرب اور وحشت کو تیرے کرب سے کیا نسبت ہے میرا بیٹا تیری پناہ میں ہے اور میرا گھونسلہ تیرے درخت میں ہے۔ میری قبر، تیری زمین میں ہے لہٰذا اے زمانے! میری جمعیت سے فراق کو برانگیختہ کر، کاش میں تجھ سے لڑائی کے لیے تیاری کرتا، تیری گردشوں نے مجھے صعوبتوں پر سوار کرایا ہے یہاں تک کہ تو جدائی کو لایا ہے جو تیری سب سے بڑی مصیبت ہے۔

اس نے خط کے آخر میں مجھ مخاطب کرتے ہوئے یہ لکھا:

اس دروزی سے یہ کچھ ملا ہے جس کے درمیان اور اہل کمال کے درمیان کوئی نسبت نہیں، خدا میرے اور تمہارے لیے بہتری کرنے والا ہے۔ خدا ہمیں اس کی طرف واپس لے جائے گا اور عیوب سے پاک کرے گا، ہم نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور جو ان کے پاس ہے اس کی رغبت دلائے۔

خط کے نیچے ایک ایک ملفوف میں یہ عبارت تھی:

اللہ تمہاری سیادت سے راضی ہو، اس واقعہ کے درمیان جو کچھ مجھ سے صادر ہوا ہے، اس سے میں تمہیں واقف کرتا ہوں۔ بیٹے نے اسے اسی وقت یاد کر لیا ہے اور وہ تمہیں سلام کہتا ہے۔ اس نے باعزت مقام سے زیادہ فوقیت حاصل کی ہے۔ اس نے اپنے

احسان کو زیادہ کیا ہے، وظیفے کو زیادہ کیا ہے اور زیادہ سواروں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا ہے۔ والحمد للہ۔

اس نے پھر فتنے سے مضطرب ہو کر جو بلادِ مغراوہ میں سلطان عبدالعزیز اور حمزہ بن راشد سے رابطہ کرنے میں مانع تھا، میرے ساتھ بسکرہ اور مغرب اوسط میں رابطہ کیا۔ اس وقت وزیر عمر بن مسعود فوجوں کے ساتھ قلعہ تاجموت میں اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور ابوزیان العبد الوادی بلادِ حصین میں تھا جو اس کے محافظ تھے اور اس کی دعوت کے منتظم تھے۔ اس کے بعد سلطان اپنے وزیر عمر بن مسعود پر ناراض ہوا اور حمزہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں اس نے جو کوتاہی کی تھی، اس سے بگڑ گیا۔ اس نے اسے تلمسان بلا کر گرفتار کر لیا پھر قید کر کے اسے فاس بھیج دیا اور وہاں اسے محبوس کر دیا۔ اس نے پھر وزیر ابن غازی کے ساتھ فوجیں تیار کیں لہٰذا اس نے اس پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ قلعہ سے بھاگ کر ملیانہ چلا گیا جب اس کے گورنر نے اسے انتباہ کیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ وزیر کے پاس لایا گیا تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس نے فتنہ پرور لوگوں کو روکنے اور انہیں نصیحت کرنے کے لیے صلیب دیا۔ اس کے بعد سلطان نے حصین اور ابوزیان کی طرف جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے زغبہ سے عرب قبائل کو جمع کیا اور ان میں سے ایک آدمی کو بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اس نے پھر حصین پر حملہ کیا تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے۔ وزیر اپنی فوجوں اور زغبہ کے حامی قبائل کے ساتھ ٹیلے کی جانب سے جبل تیطری پر اترا اور ان کی ناکہ بندی کر لی۔ بعد ازاں سلطان نے ریاح کے اشیاخ زواودہ کو لکھا کہ وہ جا کر قبلہ کی جانب سے تیطری کا محاصرہ کر لیں۔ اس نے پھر حاکم بسکرہ احمد بن مزنی کو ان کی امداد اور عطیات کے لیے لکھا اور مجھے بھی حکم دیتے ہوئے لکھا کہ میں اس کام کے لیے ان کے ساتھ چلوں لہٰذا وہ میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ میں 774ھ کے شروع میں ان کے ساتھ چلا اور ہم القطفا میں ان کی ایک جماعت کیساتھ وزیر کے مکان میں جو تیطری کے محاصرہ پر تھا، اترے۔ اس نے پھر ان کیلیے حدودِ خدمت بیان کیں اور ان پر جزاء کی شرط لازم کی۔ میں پھر القطفا میں ان کے قبائل کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران انہوں نے جبل کے محاصرے میں سختی کی اور انہیں ان کے اونٹوں اور سواریوں سمیت اس کی چوٹی پر جانے کے لیے مجبور کر دیا لہٰذا ان کے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور ہر جانب سے محاصرے ہو جانے کے باعث ان کا دل تنگ ہو گیا۔ بعض نے خفیہ طور پر تابعداری کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی لہٰذا وہ ایک دوسرے پر شک کرنے لگے اور رات کو جبل سے بھاگ گئے۔ ابوزیان بھی صحرا کو جاتے ہوئے ان کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد وزیر ان کے بقیہ سامان سمیت جبل پر قابض ہو گیا۔ جب وہ اپنے صحرائی مامن میں پہنچے تو انہوں نے ابوزیان کا عہد توڑ دیا اور وہ جبال غمرہ میں چلا گیا۔ بعد ازاں ان کے اعیان، تلمسان میں سلطان عبدالعزیز کے پاس آئے اور دوبارہ اس کی تابعداری میں آ گئے۔ اس نے ان کی تابعداری کو قبول کیا اور انہیں انکے اوطان میں واپس بھجوا دیا۔ اس کے بعد وزیر سلطان کے حکم کے مطابق اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے ساتھ حق اطاعت ادا کرتے ہوئے ابوزیان کو جبل غمرہ میں پکڑنے کے لیے گیا کیونکہ غمرہ ان کی رعایا تھے لہٰذا ہم اس کام کے لیے گئے لیکن ہم نے اسے ان کے ہاں نہیں پایا، انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ انہیں چھوڑ کر وارکلا شہر کی طرف چلا گیا ہے جو ایک صحرائی شہر ہے۔ دراصل وہ وارکلا کے حاکم ابوبکر بن سلیمان کے ہاں اترا تھا، یوں ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ بعد ازاں یحییٰ بن علی کے لڑکے اپنے قبائل کی طرف چلے گئے اور میں بسکرہ میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا۔ اس بارے میں جو کچھ ہوا اس کے متعلق میں نے سلطان سے گفتگو کی اور پھر میں اس کے احکام کے انتظار میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے دارالخلافے میں بلا لیا اور میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔

☆☆☆

باب: ۲۶۰

مغرب اقصیٰ کی طرف جانے کا بیان

جب میں شاہ مغرب سلطان عبدالعزیز کی مشایعت میں لگا ہوا تھا جیسا کہ میں نے اس کی تفاصیل کا ذکر کیا ہے، اس وقت میں بسکرہ میں اس

کے حاکم احمد بن یوسف مزنی کی پناہ میں مقیم تھا۔ اس وقت ریاح کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں تھی اور سلطان کی جانب سے اکثر عطا جو انہیں ملتی تھی، وہ الزاب کے ٹیکس سے مقرر تھی۔ اس سلسلے میں وہ اپنے اکثر امور میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے مگر مجھے اس کا علم اس وقت ہوا جب اس کی جانب سے عربوں کے پیچھے چلانے کے بارے میں حسد پیدا ہوا تب اس کا سینہ کینے سے بھڑک اٹھا اور وہ اپنے جنون اور تو ہم میں پورا اترا۔ چغل خور اس کے کان میں جو جھوٹی اور اختلافی باتیں ڈالتے تھے، اس نے ان کی مان لی اور اس وجہ سے اس کا سینہ بھڑک اٹھا، اس نے پھر آہیں بھرتے ہوئے سلطان کے دوست اور مشیر و ترمار بن عریف کی طرف خط لکھا جسے اس نے سلطان کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے اسی وقت مجھے بلایا اور میں بسکرہ سے اہل و اولاد کے ساتھ 12 ربیع الاول 774ھ کو سلطان کے پاس جانے کے لیے کوچ کر گیا۔ اسے دراصل ایک مرض لاحق تھا۔ جونہی میں مغرب اوسط کے مضافات میں سے ملیانہ پہنچا تو مجھے اس کی وفات کی اطلاع ملی نیز یہ بھی کہ اس کا بیٹا ابو بکر سعید، وزیر ابو بکر بن غازی کی کفالت میں امیر مقرر ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ وہ مغرب اقصیٰ کی طرف کوچ کر گیا ہے اور وہاں سے تیزی کے ساتھ فاس جا رہا ہے۔ ان دنوں ملیانہ کا حاکم علی بن حسون بن ابو علی الہساطی تھا جو سلطان کے جرنیلوں اور اس کے گھر کے غلاموں میں سے تھا لہٰذا میں اس کے ساتھ عطاف کے قبائل کی طرف کوچ کر گیا۔ ہم پھر یعقوب بن موسیٰ کے لڑکوں کے ہاں اترے جو ان کے امراء میں سے تھے۔ ان کے بعض آدمی مجھے جلد ہی عریف کے لڑکوں کے محلہ میں لے گئے جو سوید کے امراء ہیں۔

فوجوں کے ساتھ علی بن حسون کا آنا

کچھ دنوں کے بعد علی بن حسون اپنی فوجوں کے ساتھ ہمارے ساتھ آملا۔ ہم سب صحرا کے راستے مغرب کی طرف کوچ کر گئے۔ سلطان کی وفات کے بعد ابو حمو اپنے صحرائی مقام عزلت سے جو تیکورارین میں تھا، تلمسان کی طرف واپس آ کر اس پر اور اس کے دیگر مضافات پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر بنی یغمور کو جو پہاڑ میں عبید اللہ کے شیوخ ہیں، اشارہ کیا کہ وہ ہمیں اپنی ملک کی حدود میں وادی صا کے راستے پر روکیں لہٰذا انہوں نے ہمیں وہاں روکا۔ اس پر کچھ لوگ اپنے گھوڑوں پر جبل وبدوا کی طرف بھاگ کر بچ گئے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا انہوں نے وہ سب لوٹ لیا۔ انہوں نے بہت سے سواروں کو پیادہ کر دیا اور میں بھی ان میں شامل تھا۔ میں اس دن اس کے صحرا میں بے بال و پر ہو کر رہ گیا یہاں تک کہ میں آبادی میں گیا۔ جبل دبدوا میں اپنے اصحاب سے ملا۔ اس دوران میں ایسی مہربانی ہوئی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کا شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ ہم پھر فاس کی طرف چل پڑے۔ میں اسی سال کے جمادی الاول میں فاس میں وزیر ابو بکر اور اس کے عم زاد محمد بن عثمان کے پاس گیا۔ اس سے میرا قدیم دوستانہ تعلق تھا یعنی اس وقت سے جب وہ اپنی حکومت کی جستجو میں سلطان ابو سالم کے اندلس سے گزرتے وقت جبل صفیحہ میں اس کے پاس گیا تھا جیسا کہ اس کتاب میں کسی دوسرے مقام پر بیان ہو چکا ہے لہٰذا وزیر نے مجھ سے حسن سلوک کیا، میری عزت کی۔ اس نے پھر میرے وظیفے اور جاگیریں میرے گمان سے بڑھ کر اضافہ کر دیا۔ میں ان کی حکومت میں بڑی عزت وشرف کے مقام پر رہا اور سلطان کے ہاں بھی قابل تعریف مقام حاصل تھا۔ یوں سردی کا موسم گزر گیا۔

ابن الاحمر اور ابو بکر بن غازی کے درمیان بگاڑ

اس دوران وزیر ابو بکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان ابن الخطیب کی وجہ سے اور ابن الاحمر نے اسے جوان سے دور کرنے کی دعوت دی تھی، کشیدگی پیدا ہو گئی۔ وزیر نے اس سے برا منایا، یوں دونوں کے درمیان فضا بوجھل ہو گئی۔ وزیر بنی احمر کے ایک القرابتہ کو تیار کرنے میں لگ گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے مشغول کر دے۔ دوسری طرف ابن الاحمر عبد الرحمٰن بن ابی یغلوس کو جو سلطان ابو علی کا بیٹا تھا اور وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو رہا کرنے کا مشتاق ہوا جنہیں سلطان عبد العزیز کے زمانے میں اس نے قید کیا تھا۔ اس نے پھر ابن الخطیب کو اس بارے میں اشارہ کیا جب وہ اندلس میں ان دونوں کی وزارت میں تھا لہٰذا اس نے اب دونوں کو رہا کر دیا۔ اس نے انہیں مغرب میں حکومت کی جستجو کے لیے بھیجا اور ان دونوں کو بحری بیڑے میں سواحل عساسہ کی طرف بھیج دیا لہٰذا وہ وہاں اترے اور قبائل بطویہ میں پہنچ گئے۔ وہ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور امیر عبد الرحمٰن کی

دعوت کے ذمے دار بن گئے۔

اندلسی افواج کے ساتھ ابن الاحمر کا آنا

اب ابن الاحمر غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور جبل الفتح پر اترا۔ اس نے پھر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کی اطلاع وزیر ابوبکر بن غازی کو پہنچی تو بنی مرین کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا لہٰذا اس نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد بن عثمان بن الکاس کو سبتہ کی طرف اپنے ان محافظوں کی مدد کے لیے بھیجا جو جبل میں مقیم تھے۔ اس کے بعد وہ خود فوجوں کے ساتھ امیر عبدالرحمٰن سے جنگ کرنے کے لیے بطویہ آیا لہٰذا اس نے دیکھا کہ اس نے تازا پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ دوسری طرف سلطان عبدالعزیز نے اپنے باپ کے بیٹوں کے کچھ نمائندہ جوانوں کو جمع کیا اور انہیں طنجہ میں قید کر دیا لہٰذا جب محمد بن الکاس سبتہ آیا تو اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے پر عتاب نازل کیا۔ ابن الاحمر نے اپنے ہمسر سے تخت خالی کروانے اور سعید بن عبدالعزیز جیسے بچے کو جن کے ابھی دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے، حکمران مقرر کرنے پر سخت ملامت کی لہٰذا محمد نے اس کی رضا مندی چاہی اور اس سے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا۔ آخر ابن الاحمر نے اسے آمادہ کیا کہ وہ طنجہ میں محبوس ایک بیٹے کی بیعت کرے، وزیر ابوبکر نے بھی اسے ایسی ہی وصیت کی تھی کہ اگر امیر عبدالرحمٰن کی طرف سے اس پر تنگی ہو جائے تو وہ ان بیٹوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے۔ محمد بن الکاس کو سلطان ابوسالم نے اپنے بیٹے کا وزیر اس کی حکومت کے زمانے میں بنایا تھا لہٰذا وہ جلدی سے طنجہ آیا۔ اس نے پھر سلطان احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کے قید خانے سے نکالا، اس کی بیعت کی اور اسے سبتہ لے گیا۔ اس نے پھر ابن الاحمر کو اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھا اور اس سے اس شرط پر مدد چاہی کہ وہ اس کے لیے جبل الفتح سے دست بردار ہو جائے گا۔ یوں ابن الاحمر نے اس کی حسب منشا اسے مالی اور فوجی مدد دی اور وہ جبل الفتح پر قابض ہو گیا۔ اس نے اسے اپنے محافظوں سے بھر دیا۔ احمد بن سلطان ابو سالم نے اپنے باپ کے بیٹوں سے ان کی قید کے وقت معاہدہ کیا تھا کہ ان میں سے جس کو حکومت ملے وہ باقیوں کو اندلس بھجوا دے گا لہٰذا جب اس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے عہد پورا کیا اور انہیں بھجوا دیا۔ وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا۔ یہ خبر وزیر ابوبکر کو اس کی جگہ پر پہنچی جہاں وہ امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ وہ پھر اپنے عم زاد کے فعل سے مضطرب اور بے چین ہو گیا۔ وہ دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا اور فاس کے کدینۃ العرائس میں پڑاؤ کر لیا۔ اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو دھمکی دی تو اس نے عذر کیا کہ اس نے اس کی وصیت پر عمل کیا ہے لہٰذا وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور اسے دھمکایا، یوں ان کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی اور محمد بن عثمان اپنے سلطان اور اندلسی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا۔ وہ مکناسہ پر جھانکنے والے جبل زرہون پر اترا اور وہاں پڑاؤ کر لیا۔ وہ سب اس کے اردگرد جمع ہو گئے تب وزیر ابوبکر ان کی طرف بڑھا اور پہاڑ پر چڑھ گیا لہٰذا انہوں نے اس سے لڑائی کی اور اسے شکست دی اور وہ دارالخلافے کے باہر اپنے مقام کی طرف واپس آ گیا۔

محمد بن عثمان اور ابن الاحمر

یہ یاد رہے کہ سلطان ابن الاحمر نے محمد بن عثمان کو وصیت کی تھی کہ وہ امیر عبدالرحمٰن سے مدد مانگے اور مغرب کے مضافات میں اس سے حصہ داری کرے تا کہ وہ اسے اپنے لیے مخصوص کرے لہٰذا محمد بن عثمان نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی اور اسے بلایا۔ اس نے اس سے مدد طلب کی۔ ونزمار بن عریف ان کے اسلاف کا دوست تھا نیز اس کے اور وزیر ابوبکر کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ اس نے اس سے جب کہ وہ تازا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ صلح کے متعلق پوچھا تھا۔ یوں وہ رک گیا تھا اور اس نے اس پر اس کے ساتھ ساز کرنے اور ان سے ہمدردی کرنے کا الزام لگایا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے ایک جاسوس نے اسے خفیہ طور پر بتا دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر معقل کے حلیف قبائل کے پاس چلا گیا جو امیر عبدالرحمٰن کے ساتھی تھے۔ ان کے ساتھ بنی ورتاجن کا سردار علی بن عمر ابو یغلانی بھی تھا جس نے وزیر بن غازی کے خلاف بغاوت کی تھی، وہ پھر سوس چلا گیا تھا اور پھر صحرا میں ان حلیفوں کی طرف چلا گیا۔ وہ ان کے درمیان رہ کر

امیر عبدالرحمٰن کی دعوت کو قائم کرنے لگا لہٰذا وترمار وزیر ابوبکر کے پھندے سے بچ کر ان کے پاس آیا اور انہیں اس بات پر اکسایا جس میں وہ لگے ہوئے تھے۔ اس دوران انہیں سلطان احمد بن ابی سالم اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کی اطلاع ملی اور ان کے پاس امیر عبدالرحمٰن کا ایلچی انہیں بلانے آیا۔ وہ تازا سے نکلا، ان سے ملا اور ان کے درمیان اترا۔ وہ سب کے سب سلطان ابوالعباس کی امداد کے لیے کوچ کر گئے پھر صفروی پہنچ گئے۔ اس کے بعد سب کے سب وادی النجا میں جمع ہوئے اور اپنے معاملے کے بارے میں باہمی معاہدہ کیا۔ دوسرے دن ہر کوئی اپنی جان سے تیار ہو گیا اور وزیر ابوبکر ان سے جنگ کرنے کے لیے آیا مگر اس نے اس کی سکت نہ پائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ وہ پھر جدید شہر میں چھپ گیا اور لوگ اس کا محاصرہ کرتے ہوئے کدیۃ العرائس میں خیمہ زن ہو گئے یہ عید الفطر 775ھ کا واقعہ ہے۔ انہوں نے پھر تین ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی یہاں تک کہ محاصرے نے وزیر اور اس کے ساتھیوں کو مصیبت میں ڈال دیا لہٰذا اس نے مقرر کردہ بچے سعید بن سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے، اس کے اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس کے پاس جانے اور اس کی بیعت کرنے کی شرط پر صلح تسلیم کر لی۔ سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن نے وادی النجاء میں ملاقات ہونے پر ایک دوسرے سے تعاون اور مدد کرنے کا معاہدہ کیا تھا، نیز یہ بھی کہ مغرب کے بقیہ مضافات میں حکومت سلطان ابوالعباس کی ہوگی۔ اس کے علاوہ امیر عبدالرحمٰن کے لیے سجلماسہ، درعہ اور وہ مضافات ہوں گے جو اس کے دادا سلطان ابوعلی کے پاس تھے جو سلطان ابوالحسن کا بھائی تھا۔ محاصرے کے ایام میں امیر عبدالرحمٰن کو کچھ معلوم ہوا اور وہ مراکش اور اس کے مضافات کی جستجو میں تیز ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے کچھ توقف کیا اور اس کے متعلق اس پر تکمیل فتح تک شرط لازم کی۔ جب سلطان ابوالعباس اور وزیر ابوبکر کے درمیان بات طے ہو گئی تو وہ جدید شہر سے اس کے پاس گیا اور اس کے مقرر کردہ سلطان کو جو ایک بچہ تھا معزول کر دیا۔

دارالخلافے میں سلطان ابوالعباس کا آنا

سلطان ابوالعباس 776ھ کے آغاز میں دارالخلافہ میں آیا تو امیر عبدالرحمٰن تیزی کے ساتھ چلتا ہوا مراکش کی طرف کوچ کر گیا۔ سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس کے بارے میں سوچ و بچار کی اور اس کے تعاقب میں فوج بھیجی۔ لیکن وہ اس کے پیچھے وادی بہت میں پہنچ گئے اور دن کا کچھ کم وقت اس کے سامنے کھڑے رہے پھر ڈر کر پیچھے ہٹے اور اپنے جھنڈوں کو سنبھال لیا۔ اس دوران وہ مراکش چلا گیا اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی اس سے اجازت لینے کے بعد اسے چھوڑ کر آرام کرنے کے لیے اندلس چلا گیا لہٰذا اس نے اس کام کے لیے اسے بھیج دیا اور اس نے مراکش جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ میں 774ھ میں وزیر کے پاس آیا تھا، اس وقت سے میں حکومت کی عنایات کے زیر سایہ فاس میں مقیم تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میں علم کی قرأت و تدریس میں لگا ہوا تھا لہٰذا جب سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن آئے تو انہوں نے کدیۃ العرائس میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد اہل حکومت کے فقہاء کاتب اور سپاہی ان کے پاس گئے اور اس نے کسی ناپسندیدگی کے بغیر سب لوگوں کو صبح دونوں سلطانوں کے دروازوں پر جانے کی اجازت دی۔ میں بیک وقت دونوں کے پاس صبح کو جاتا تھا۔ میرے اور وزیر محمد بن عثمان کے درمیان جو بات تھی اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، وہ میرے لحاظ کا اظہار کرتا تھا اور مجھ سے بہت سے وعدے کرتا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن مجھ سے رغبت رکھتا تھا۔ وہ اکثر اوقات مجھے بلاتا تھا اور اپنے احوال کے بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا تھا لہٰذا اس وجہ سے وزیر محمد بن سلطان تنگ پڑ گیا، اس نے جب اپنے سلطان کو بھڑکایا تو اس نے مجھے گرفتار کر لیا۔ جب امیر عبدالرحمٰن نے اس بات کو سنا اور اسے معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے اس کا گناہ ہوا ہے تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اس کے خیموں کو اکھاڑ دے گا۔ اس نے پھر اپنے وزیر مسعود بن ماسی کو اس کام کے لیے بھیجا تو اس نے دوسرے دن مجھے رہا کر دیا۔ آخر تیسری بات پر وہ دونوں الگ الگ ہو گئے اور امیر ابوالعباس دارالخلافے میں آیا۔ جب کہ امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف چلا گیا۔ میں ان دنوں خوفزدہ تھا لہٰذا میں آسفی کے ساحل سے اندلس جانے کے عزم سے، وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھیوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس لیے کہ مجھے اس سے محبت تھی، امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا۔ جب مسعود واپس آیا تو اس نے میرے فیصلے کو موڑ دیا اور ہم کرسیف کے نواح میں وترمار بن عریف کے ٹھکانے پر گئے تا کہ وہ حاکم فاس سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس جانے کے لیے وسیلہ بن جائے۔ ہم پھر سلطان کے داعی کو اس کے ہاں ملے اور فاس تک اس کے ساتھ گئے۔ اس نے میرے کام کے بارے میں اس سے اجازت لی۔ اس نے ٹال مٹول کے بعد اور وزیر محمد بن عثمان بن داؤد بن

اعراب اور حکومت کے آدمیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود مجھے اجازت دی۔ جب سلطان ابوحمو نے تلمسان سے کوچ کیا تھا تو یحییٰ بھائی اسے چھوڑ کر بلادزغبہ سے سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا تھا اور اس کی خدمت میں لگ گیا تھا وہ اس کے بعد اس کے بیٹے سعید کی خدمت میں لگ گیا تھا جسے اس کی جگہ مقرر کیا گیا تھا۔ جب سلطان ابوالعباس نے جدید شہر پر قبضہ کیا تو بھائی نے تلمسان جانے کی اجازت دے دی۔ وہ پھر سلطان ابوحمو کے پاس آیا تو اس نے دوبارہ اسے اپنی خفیہ خط و کتابت پر مقرر کر دیا جیسا کہ وہ اس کی حکومت کے آغاز میں مقرر تھا۔ مجھے اس نے اس کے بعد اجازت دی تو میں قرار و سکون کے ارادے سے اندلس چلا گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۲۶۱

اندلس کی طرف جانا بعد ازاں تلمسان کا رخ کرنا اور عرب قبائل سے ملنا اور عریف کے ہاں رکنے کا بیان

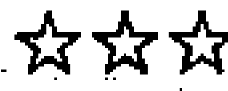
میں نے اس سے پہلے حاکم فاس سلطان ابوالعباس کے بگڑ جانے، امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ جانے، اس کے بعد اسے چھوڑ کر بھاگ جانے، علم سیکھنے کے ارادے سے اپنے اندلس واپس جانے کے لیے وسیلہ تلاش کرنے کے لیے و ترمار بن عریف کے پاس جانے کا واقعہ بیان کیا ہے لہٰذا یہ کام مکمل ہوا اور رکاوٹ کے بعد اس میں امداد ہوئی۔ میں ربیع الاول 786ھ میں اندلس گیا اور سلطان مجھے حسب دستور عزت کے ساتھ ملا۔

میں نے پھر فاس کی طرف مبارک باد کے لئے جاتے ہوئے جبل الفتح میں سلطان ابن الاحمر کے کاتب ابوعبداللہ بن زمرک سے ملاقات کی جو ابن الخطیب کے بعد اس کا کاتب بنا تھا۔ وہ اپنے بحری بیڑے میں سبتہ کی طرف گیا تو میں نے اسے اپنے اہل اور اولاد کو غرناطہ لے جانے کی وصیت کی لہٰذا جب وہ فاس پہنچا اور اس نے میرے خاندان سے لے جانے کے متعلق بات کی تو وہ بگڑ بیٹھے۔ انہیں دراصل اندلس میں میرا ٹھہرنا برا لگا اور انہوں نے الزام لگایا کہ میں بسا اوقات سلطان ابن الاحمر کو امیر عبدالرحمٰن کی طرف رغبت کرنے پر اکساتا ہوں۔ انہوں نے مجھ پر یہ الزام بھی لگایا کہ میں امیر عبدالرحمٰن سے تعلق رکھتا ہوں۔ لہٰذا انہوں نے میرے اہل کو میرے پاس آنے سے روک دیا۔ انہوں نے پھر ابن الاحمر سے گفتگو کی کہ وہ مجھے ان کے پاس واپس کر دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا لہٰذا انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے تلمسان کے کنارے کی طرف واپس بھیج دے انہوں نے پھر مسعود بن ماسی کے متعلق سنا کہ وہ اندلس جا رہا ہے لہٰذا وہ اسے سلطان کے سامنے لے گئے۔ انہوں نے اس کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں ابن الخطیب کی رہائی کے لیے کوشش کر رہا ہوں حالانکہ انہوں نے جدید شہر پر قبضہ پانے کی ابتداء میں ہی اسے قید کر لیا تھا۔ بعد ازاں ابن الخطیب نے اس کی طرف مدد مانگتے ہوئے اور توسل کرتے ہوئے پیغام بھیجا لہٰذا میں نے اس کے بارے میں ارباب حکومت سے گفتگو کی۔ میں نے اس بارے میں ان میں سے و ترمار اور ابن ماسی پر اعتماد کیا مگر یہ شکایت کامیاب نہیں ہوئی۔

ابن الخطیب کا مارا جانا

اسی دوران ابن الخطیب کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا جب ابن ماسی سلطان ابن الاحمر کے پاس آیا تو انہوں نے اسے میرے متعلق بھڑ کایا۔ میں نے ابن الخطیب کے بارے میں جو کچھ کیا تھا اس نے اسے سلطان کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا، اس نے میرے کنارے کی طرف جانے میں ان کی مدد کی اور میں ھنین میں جا اترا۔ اب میرے اور سلطان ابوحمو کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ میں انزاب میں عربوں کو اس پر چڑھا لایا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے لہٰذا اس نے میرے ھنین ٹھہرنے کی طرف اشارہ کیا۔ اس دوران محمد بن عریف

اس کے پاس گیا تو اس نے میرے بارے میں اسے ملامت کی۔ اور اس نے پھر میرے میں تلمسان پیغام بھیجا۔ میں وہاں عباد قبیلے میں ٹھہرا۔ اس دوران فاس سے میرے اہل اور بیٹے بھی میرے پاس آ کر ٹھہر گئے اور یہ عید الفطر 776ھ کا واقعہ ہے۔ اب میں علم کی اشاعت میں لگ گیا۔ بعد ازاں سلطان ابوحمو کو زداودہ کے بارے میں مشورہ کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا اس نے مجھے بلایا اور اس غرض کے لیے مجھے سفارت کا مکلّف کیا تو میں اس سے خوف زدہ ہو گیا۔ میں نے دراصل اس کام کو اپنے لیے اچھا نہیں سمجھا کیونکہ میں نے اسے خلوت اور انقطاع پر ترجیح دی تھی۔ میں نے بظاہر اس کی بات کو قبول کر لیا لہٰذا تلمسان سے مسافر بن کر نکلا اور بطحاء پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں دائیں جانب منداس کی طرف پھر گیا اور جبل کزول کے سامنے اولادِ عریف کے قبائل ٹھہرا رہا یہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں میرے اہل اور بچوں کے بارے میں معذرت کی کہ وہ اس خدمت کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ انہوں نے مجھے میرے اہل سمیت قلعہ اولاد سلامہ میں اتارا جو ان بلادِ بنی توجین میں ہے جو انکے لیے سلطان کی جاگیر ہیں لہٰذا میں وہاں سے چار سال تک شواغل سے علیحدگی اختیار کر کے ٹھہرا رہا۔ میں نے وہاں اس کتاب کی تالیف شروع کر دی اور اس عجیب طریق پر مقدمہ کو مکمل کیا جس کی طرف میں نے اس تنہائی میں راہ پائی تھی۔ میں نے پھر اس میں فکر پر کلام اور معانی کی بوچھاڑ کر دی یہاں تک کہ میں نے اس کا مکھن نکال لیا۔ میں نے پھر اس کے نتائج کو جمع کیا اور اس کے بعد تونس کی طرف واپسی ہوئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔



باب: ۲۶۲

سلطان ابوالعباس کے پاس جانے کے لیے تونس کو روانگی

جب میں اولادِ عریف کے قبائل میں قلعہ ابن سلامہ میں اترا تو ابوبکر بن عریف کے اس محل میں ٹھہرا جس کی وہاں اس نے حد بندی کی تھی۔ وہ سب سے بہترین اور قریب تر جگہ تھی۔ لیکن وہاں میرا قیام لمبا ہو گیا کیونکہ میں مغرب اور تلمسان کی حکومت سے خائف تھا۔ میں اس کتاب کی تالیف میں لگا ہوا تھا اور اس کے مقدمے سے فارغ ہو کر عربوں، بربریوں اور زناتہ کے حالات تک پہنچ چکا تھا۔ میں ان کتابوں اور دواوین کے مطالعہ کی طرف دیکھنے لگا جو صرف شہروں میں ہی پائی جاتی ہیں حالانکہ اس سے قبل میں بہت کچھ صرف اپنے حافظے سے ہی لکھوا چکا تھا۔ میں نے پھر تنقیح وتصحیح کا ارادہ کیا لیکن اس دوران مجھے ایک مرض لاحق ہو گیا۔ اگر فضل الٰہی اس کا تدارک نہ کرتا تو وہ طبعی حد سے بڑھ جاتا لہٰذا میرا میلان سلطان ابوالعباس سے گفتگو کرنے اور تونس کی طرف کوچ کرنے کی طرف ہو گیا جہاں میرے آباء کی قیام گاہ اور ان کے مساکن، آثار اور قبور تھیں۔ اب میں نے سلطان کی اطاعت کی طرف واپس جانے اور اس سے گفتگو کرنے کے بارے میں جلدی کی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کی طرف سے آنے کی اجازت کا خط آ گیا، یوں میرے سفر کے لیے حرکت شروع ہو گئی اور میں ریاح کے صحرا سے اجنبی عربوں کے ساتھ اولادِ عریف کے ہاں سے کوچ کر گیا جو منداس میں غلہ تلاش کیا کرتے تھے۔ ہم نے رجب 780ھ میں کوچ کیا اور الدوسن تک جو الزاب کی اطراف میں ہے، صحرا میں چلے، اس کے بعد میں یعقوب بن علی کے ساتھیوں کے ساتھ اتل کی طرف گیا۔ میں نے انہیں فرفار کی ان جاگیر میں پایا جس کی حد بندی اس نے الزاب میں کی تھی لہٰذا میں ان کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ ہم قسطنطینہ کے میدان میں اس کے پاس اترے۔ اس کے ساتھ حاکم قسطنطینہ امیر ابراہیم بن سلطان ابوالعباس بھی اپنی خیمہ گاہ اور پڑاؤ میں موجود تھا لہٰذا میں اس کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے مجھے رضامندی سے بڑھ کر اپنے حسن سلوک اور عزت سے حصہ دیا۔ اس کے بعد مجھے قسطنطینہ جانے اور میرے اہل کو اپنے احسان کی کفالت میں ٹھہرانے کی اجازت دی تاکہ میں ٹھہر کر اس کے باپ کے حضور پہنچ جاؤں۔ یعقوب بن علی نے میرے ساتھ اپنے بھتیجے ابودینار کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔

سلطان کی طرف ابن خلدون کی روانگی

یوں میں سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا۔ وہ ان دنوں فوجوں کے ساتھ تونس سے بلادالجرید کی طرف گیا ہوا تھا تا کہ ان کے شیوخ کو فتنہ کے ان تختوں سے اتارے جن پر وہ براجمان تھے لہٰذا میں اسے سوسہ کے باہر ملا تو اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے مانوس کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں چھوڑی۔ اس نے اپنے امور مہمہ میں مجھ سے مشورہ کیا پھر اس نے مجھے تونس واپس بھجوا دیا۔ اس نے وہاں اپنے نائب کو جو اس کا غلام فارح تھا، اشارہ کیا کہ وہ مجھے گھر، وظیفہ اور چارہ مہیا کرے اور بہت احسان کرے لہٰذا میں اسی سال کے شعبان میں تونس چلا گیا اور سلطان کی عنایت سے بڑے آرام اور آسائش میں رہا۔ میں نے پھر اہل اور اولاد کو اطلاع بھیجی یوں میں نے اس آسائش کی چراگاہ میں انکو اکٹھا کر دیا اور سفر ختم کر دیا۔ سلطان کی غیر حاضری طویل ہوگئی یہاں تک کہ اس نے بلادالجرید کو فتح کر لیا، ان کی جماعت نواح میں چلی گئی اور ان کا سردار یحیٰ بن یملول بھی چلا گیا۔ وہ بعد میں اپنے داماد ابن مزنی کے ہاں اترا۔ سلطان نے بلادالجرید کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے محمد المنتصر کو توزر میں اتارا اور نفطہ اور نفزادہ کو اس کے مضافات میں شامل کیا۔ اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو قفصہ میں اتارا اور مظفر و منصور ہو کر تونس کی طرف واپس آ گیا لہٰذا اب وہ میرے پاس آیا اور اس نے اپنی ہم نشینی اور خلوت کے مشورے کے لیے مجھے قریب کیا جس سے ہم رازوں کو تکلیف ہوئی وہ جلد ہی سلطان کے پاس چغلیاں کرنے میں مشغول ہو گئے مگر وہ چغلیاں کامیاب نہیں ہوئیں۔ اب امام الجامع اور مفتی اعظم محمد بن عرفہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اس کے دل میں جب سے ہماری شیوخ کی مجالست میں مریٰ میں ملاقات ہوئی تھی، ایک الجھا ہوا نکتہ تھا وہ اکثر اس پر میری فوقیت کا اظہار کرتا تھا اگرچہ وہ مجھ سے عمر رسیدہ تھا لہٰذا یہ نکتہ اس کے دل میں سیاہ ہو گیا اور اس کے دل سے الگ نہیں ہوا۔ جب میں تونس آیا تو اس کے اصحاب اور دیگر لوگوں میں سے طالب علم مجھ پر ٹوٹ پڑے جو مجھ سے علمی استفادہ کرنا چاہتے تھے۔ میں نے اس سلسلے میں ان کی ہر ممکن ضرورت پوری کر دی تو اسے یہ بات شاق گزری، وہ ان میں سے، بہت سوں کو میرے پاس سے بھگانا چاہتا تھا مگر وہ نہ مانے تو اس کی غیرت شدت اختیار کر گئی۔ اس کے بعد ہی اس کے پاس ہم رازوں کی میٹنگ ہوئی اور انہوں نے سلطان کے پاس میری چغلی کرنے اور مجھے ملامت کرنے پر اتفاق کیا۔ اس دوران سلطان اس سلسلے میں ان سے اعراض کیے رہا اور اس نے مجھے پورے انہماک کے ساتھ اس کتاب کی تالیف کا مکلف کیا کیونکہ وہ علوم، حالات اور فضائل کے حصول کا بڑا اشائق تھا لہٰذا میں نے اس میں بربر اور زناتہ کے حالات مکمل کر لیے۔ دونوں حکومتوں کے حالات اور اسلام سے قبل کے جو حالات مجھ تک پہنچے میں نے انہیں لکھا۔ اس کے بعد میں نے ان کا ایک نسخہ مکمل کر کے اس کی لائبریری میں بھیج دیا۔ جن باتوں سے وہ سلطان کو برانگیختہ کرتے تھے، ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ میں اس کی مدح نہیں کرتا۔ میں نے شعر و شاعری کو بھی کلیۃً چھوڑ دیا تھا اور فقط علم کے لیے فارغ تھا۔ لہٰذا وہ اسے کہتے کہ اس نے تیری سلطنت کو حقیر سمجھتے ہوئے شعر و شاعری کو ترک کیا ہے کیونکہ اس نے تجھ سے قبل کئی بادشاہوں کی بہت مدح کی ہے۔ یہ بات مجھے انکے ہم رازوں میں سے ایک دوست کے ذریعے معلوم ہوئی لہٰذا جب میں نے اسے کتاب دی اور اسے اس کے نام کا تاج پہنایا تو اس روز میں نے اسے یہ قصیدہ سنایا جس میں اس کی مدح، سیرت اور فتوحات کا ذکر کیا۔ شعر کے انتساب سے معذرت کی اور کتاب کو اس کی خدمت میں تحفۃً بھیجنے پر اس کی نوازش چاہی تو میں نے کہا:

کیا تیرے دروازے کے سوا کسی مسافر کے لیے کوئی امید گاہ ہے یا آرزوؤں کے لیے تیرے برآمدے سے گریز کرنے کی کوئی جگہ ہے؟ یہ ارادہ ہی ہے جس نے تجھے جدائی پر ایسے اٹھایا ہے جیسے تیز اور زبردست تلوار اٹھائی جاتی ہے، وہ دنیا کا ٹھکانہ اور خواہشوں کی چراگاہ ہے۔ بارش وہاں ہوتی ہے جہاں چمکنے والا بادل ہو اور خوب صورت محل ہوں جن کے سامنے ستاروں کے پھول جھکتے اور جمع ہوتے ہوں۔ جہاں سفید خیمے مہمان نوازی کے لیے اٹھائے جاتے ہوں اور ان کے اطراف صندل سے مہکتے ہوں۔

جہاں عزت کے لیے اس کے میدانوں میں رکھ ہو اور سایہ ہو جیسے پتلے نیزے لوٹاتے ہوں۔ جہاں ایسے نیزے ہوں کہ قریب ہے کہ ان کی لکڑی پہلی اور دوسری بار خون پلانے کے پتے نکالنے لگ پڑے۔ جہاں مردان کارزار کو گھوڑے روشنی کی جگہ دور تک لے جانے سے جھکا دیں۔ جہاں روشن چہروں کو حیا نے ڈھانپ لیا ہو اور ان کے پہلوؤں میں کشادہ روئی دمکتی ہو۔ جہاں بہادر بادشاہ اور

وہ لوگ جمع ہوں کہ جن کے پڑوس میں رہنے اور قیام کرنے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے۔ مہدی کے پیروکار بلکہ توحید کے پیروکار مفصل خط لائے ہیں جنہوں نے اپنی عزت کی عمارتوں کو تقویٰ کی بنیاد پر بلند کیا ہے، انکے بلند کرنے اور بزرگی کی بنیاد رکھنے کے کیا کہنے بلکہ رحمان خدا کے ساتھیوں نے ان کی محبت کو اس کی مخلوق کے دل میں ڈال دیا ہے لہٰذا وہ اس وجہ سے بلند اور فضیلت والے ہو گئے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کا باپ ابوحفص ہے اور تجھے کون بتائے کہ فاروقؓ ان کا جد اول ہے، یہ ایسا نسب ہے جیسے نیزے کی گانٹھیں ٹیڑھی ہوں اور انھیں سیدھا کرنے والا آیا ہو۔ وہ زمانے کی جماعت کا ایسا سردار ہے گویا وہ فجر کا تاج جو چاند سے جڑا ہوا ہے۔ وہ پرانے اور نئے لوگوں پر فضیلت لے گیا۔ اگر وہ اسے امیر مقرر کرتے تو تُو ان سے زیادہ عزت والا اور فضل والا ہوتا۔ انہوں نے ملحقہ سرحدوں کی چوٹیوں پر عمارتیں بنائیں اور تیری بلند عمارت زیادہ مضبوط اور طویل ہے۔ میں بلندیوں کے سمندر میں گھسنے والے سے کہتا ہوں کہ رات بڑی تاریک ہے، اس نے اندھیرے کے غولوں پر حملہ کیا اور وہ ان سے نہیں ڈرتا۔ اس کا نیزہ روشن چراغ ہے اور وہ نیزوں کے اوپر الٹنے پلٹنے والا ہے گویا وہ خیال ہے جو بستر کے اطراف سے لگا ہوا ہے۔ وہ آسودگی کے راستوں پر چلتے ہوئے کامیابی چاہتا ہے۔ وہ اس کی وہ سرسبزی چاہتا ہے۔ جس پر قحط نہیں آتا۔ سواریوں کو آرام دے، وہ ایک ایسے بخشش کرنے والے پر قابو پا چکی ہیں جو خوش حال آدمیوں کی طرح دیتا ہے اور بہت دیتا ہے۔ اس کے اخلاق کے کیا کہنے کہ وہ بخشش میں کریم ہے۔ وہ اس باغ کی طرح ہے جسے عمدہ شادابی سلام کہتی ہے۔ یہ امیر المومنین دین اور دنیا میں ہمارے ایام اور پناہ گاہ ہیں، یہ ابو العباس بہترین خلیفہ ہیں اور اس کے اچھے خصائل جو نمایاں ہیں، اس کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے غلبے کے وقت اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اپنے رب کی مدد پر توکل کرنے والا ہے۔ وہ آرام کے ساتھ بلندیوں کی جانب شاہوں سے سبقت لے گیا ہے۔ اگر وہ بلندیوں کی طرف سبقت کریں تو تُو مالکوں سے بلند اور اکمل ہے، تو اپنے قدیم کے ساتھ ان کے قدیم کو قیاس کر لہٰذا اس بارے میں امر واضح ہے۔ انہوں نے تمہاری قوم کی اچھی طرح اطاعت کی اور وہ دین کا ناقابل شکست کڑا ہے۔ تلمسان سے پوچھ جہاں زنانہ بھی رہتے ہیں اور ان سے قبل بنو مرین بھی تھے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے۔ اندلس سے اس کے شہروں کے متعلق پوچھ جب وہ مانوس اور اہل ہوں گے تو تجھے بتائیں گے۔ اس کے علاوہ مراکش اور اس کے محلات سے پوچھ، ان کے کھنڈرات پوچھنے والے کو جواب دیں گے اے وفادار بادشاہ! جس نے دلوں کو بھر دیا ہے اور مثالیں بیان کرنے سے بالا ہے۔ زمانے کی اچھی طرح ہلاکت ہو گئی ہے لہٰذا وہ نرم پڑ گیا ہے حالانکہ وہ تھکا ماندہ اور عاجز تھا۔ اس کی خبروں سے جمعیت پریشان ہو جاتی ہے۔ ان کی خلافت ضائع ہونے سے بلند ہو گئی ہے لہٰذا مخلوق نے اپنے دلوں کو تیری طرف پھیر دیا ہے۔ انہوں نے تجھ سے اصلاح احوال کی امید کی ہے۔ جب میں نے اس کے بلاوے کا جواب دیا تو جلدی سے لڑائی اور نہ مہلت دینے والے فیصلے کے ساتھ وہ اس کے پاس گیا۔ میں نے پھر نہ مڑنے والے سرکش کو مطیع بنالیا اور سہل نہ ہونے والی مشکل کو آسان کر لیا۔ میں نے نافرمان طبائع کو نرم کر لیا اور جس حرم کو انہوں نے حلال کر لیا تھا، اس سے انہیں ہٹا دیا۔ صولہ اور اس کی قوم کے حملے سے ذوبیب دوڑتا ہے اور معقل حملہ کرتا ہے۔ مہلہل نے جس احسان کی ابتدا کی ہے، وہ اسے پورا کرتا ہے اور وہ اس کے بعد مہلہل بنا ہے۔

اس جگہ صولہ سے مراد صولہ بن خالد بن حمزہ اولاد ابو اللیل ہے اور ذوبیب اس کا عم زاد احمد بن حمزہ ہے۔ معقل عربوں کی ایک جماعت ہے جو ان کی حلیف ہے، اور مہلہل بنو مہلہل بن قاسم ہیں جو ان کے ہمسر اور مد مقابل ہیں۔ وہ پھر عربوں کے اوصاف کی طرف رجوع کرتا ہے:

لوگ ان کی شان سے تعجب کرتے ہیں کہ وہ صحرا میں رہتے ہیں اور ان کے قبیلے کو مطیع سواریوں نے پھینک دیا ہے۔ انہوں نے علاقوں پر اپنے گنبد بلند کئے ہیں اور ان کے پاس کم مو دراز پست گھوڑے اور چمکدار نیزے ہیں۔ ہر بلند اور سنگریزوں والے پانی کی طرف پیاس رہنمائی کرتی ہے اور وہ اس سے پانی پیتے ہیں۔ وہ ایسا قبیلہ ہے جن کے پینے کی چیز سراب ہے۔ ان کا رزق ہوا ہے جسے آہن غرق بہادر اور تلوار لے جاتی ہے۔ وہ قبیلہ لق ودق میدان میں رہتا ہے اور ان کے پرے جدائی کی دوری ہے کہ وہ سفر کر جائیں یا آ جائیں۔ وہ بادیہ نشین ہونے کی وجہ سے شاہوں کو ڈراتے تھے اور اب وہ آسودہ حال ہو گئے ہیں لہٰذا تو بدوی ہو گیا ہے اور آسودگی

کی طرف توجہ نہیں دیتا اور نہ محلات کے سائے میں پناہ لیتا ہے اور نہ بیہودگی کرتا ہے۔ بسا اوقات تجھ سے دوپہر ہاتھ ملاتی ہے اور کبھی تو اس میں جھنڈوں کے لہرانے سے سایہ حاصل کرتا ہے۔ جب باریک کمر گھوڑا جنگ کے روز تازہ خون کا جام دیتا ہے تو ہنہنانے سے وہ دوبارہ جام پلاتا ہے۔ ہمارے ہتھیاروں کی جھنکار عزت کے معاملوں میں ہوتی ہے، اس قسم کے کاموں میں ان کا استعمال بہت اچھا ہوتا ہے۔ وہ صحرا کے اندرون کو پھاڑ دیتے ہیں اور نہ وہاں کمزوری آتی ہے اور نہ ان کی طرف جرار لشکر راہ پا سکتا ہے۔ اس کے اوپر فوجیں اپنا دامن گھسیٹتی ہیں اور طویل گندم گوں نیزوں میں تبختر کے ساتھ چلتی ہیں۔ جب بے ہتھیار آدمی عاریتاً ہتھیار مانگتا ہے تو وہ اس میں سے ہر ہتھیار بند کے ساتھ انہیں مارتے ہیں۔ ہر گندم گوں نیزے کے ساتھ جس کی لچکدار ٹہنی ہوتی ہے۔ ہر تلوار کے ساتھ جس کا کنارہ لٹکا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ فوج منتشر ہوگئی، انہیں بے وطن کرنے والی ہوا تیزی کے ساتھ لے گئی۔ وہ پھر مصائب میں پڑ گئے پھر تیرے احسان نے انہیں مائل کیا اور اس کے بعد وہ عزت کے لیے جھک گئے۔ تو نے اہل جرید کو نا کام کر کے اکھیڑ دیا ہے اور جن تعلقات کو انہوں نے قائم کیا تھا تو نے انہیں توڑ دیا ہے۔ تو نے اس کے شہروں اور اس کی سرحدوں کو حکومت کے لیے ایک ہار بنایا جو فتوحات کے ساتھ کھل جاتا تھا لہٰذا تو نے نفاق کے پیدا ہونے کی جگہ کو بند کیا۔ تیری تلوار کی دھار اچٹتی نہیں اور نہ تیرا عزم رک سکتا ہے، تو نے ایک قابل خوف خودداری اور سیاست کے ساتھ اسے روکا جو فرات کی طرح رواں دواں ہے۔ لہٰذا زمانہ اور اس کا جزو اس کے لیے شیریں ہو گیا حالانکہ اس سے قبل اس سے حنظل بھی کڑوا ہو گیا تھا۔ یوں مخلوق ایک ہشیار، بزرگ اور خوش باش مالک کے ساتھ جا ملی۔ اب دلوں نے رضامندی کے ساتھ اس کی مطابقت کی اور طفل و جوان اس میں برابر ہو گئے۔ اے مالک نے اور زمانے کے افراد کو ان کی امید سے بڑھ کر امن اور عدل مہیا کر، یہ وہ علاقہ ہے جس میں نہ غول بیابانی سے ڈرا جاتا ہے اور نہ اس کے میدان میں بچوں والا شیر حملہ کرتا ہے۔ بھٹ تیتر کی جماعتوں کی طرح جماعتیں ہر ویرانے کو طے کر کے آتی ہیں۔ انہیں گتھی ہوئی کلائی والا خوفزدہ نہیں کرتا، لہٰذا وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے سربلند کیا اس نے آرزوؤں کو بیدار کر دیا ہے اور بے زیور گردن کو دوبارہ یوں زیور پہنا دیا ہے گویا دنیا ایک دلہن ہے جو خوبصورتی کے حلوں میں ناز و ادا سے چلتی ہے، اس کے عدل سے شہروں کے زمین دوز قید خانے کھلے میدان بن گئے ہیں۔ ان میں کوئی بھول بھلیاں نہیں اور اس کی پیشانی کے نور سے ستاروں کی روشنی دگنی ہو گئی ہے۔ اس نے اب میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا ہے کیونکہ اس نے مخیلہ حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔

اور اس کی مدح سے وہ عذر کرتا ہوا کہتا ہے:

اے میرے آقا! میری سوچ کم ہو گئی ہے اور طبع کند ہو گئی ہے کیونکہ ہر چیز مشکل ہو گئی ہے، میری ہمت حقائق کو پانے کے لیے بلند ہوتی ہے۔ ان کے ادراک سے رکتی ہے، اس کے بعد الگ تھلگ ہو جاتی ہے۔ میں رات بھر اپنی طبیعت سے کشاکش کرتا رہتا ہوں اور وہ رواں ہونے کے بعد گہری ہو جاتی ہے۔ میں اس حال میں شب گزارتا ہوں کہ کلام میرے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے اور نظم اور قوافی بھاگتے پھرتے ہیں۔ جب میں بھرپور کوشش کر کے اس سے عفو طلب کرتا ہوں تو اس کا کام نقادوں پر عیب لگاتا ہے اور وہ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ ایک سال کی کانٹ چھانٹ کے بعد میرے شعر میں کوئی ایسا قول نہیں جس پر عیب لگایا جا سکے اور اسے چھوڑا جا سکے لہٰذا میں شاعروں سے چھپ چھپ کر اسے بچاتا ہوں کہ وہ اور میرا شعر ایک محفل میں جمع نہیں ہوں اور یہ وہ پونجی ہے جس کی قبولیت کا بازار گرم ہے۔ اس میں سردار اور بچپنا اختیار کرنے والے برابر ہیں۔ اگر میرے افکار تیرے پاس چاندنی رات کی طرح محلات کو پھاندتے ہوئے اور غلطی کرتے ہوئے آئیں تو تو انہیں قبول کرے، یہ ان کے لیے فخر کا باعث ہوگا اور میں بلیغ شاعر ہوں گا۔

اس کے کتب خانے میں مؤلف کی جو کتاب تھی، اس کے متعلق وہ کہتا ہے:

زمانہ اور اہل زمانہ جو تیری طرف چلے آتے ہیں، اس میں ایسی عبرتیں ہیں جن کی فضیلت کو انصاف پسند قبول کرتا ہے۔ وہ صحائف ان لوگوں کی باتوں کا ترجمہ ہیں جنہوں نے ترقی کے مدارج طے کیے لہٰذا تو ان سے مفصل اور مختصر طور پر بیان کرتا ہے۔ تو

تبابعہ، عمالقہ اوران سے پہلے کے ثمود اور عاد اول کے راز کو بیان کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے قائم کرنے والے مصریوں اور بربریوں کا ذکر کرتا ہے۔ تو نے پہلے لوگوں کی تمام کتب کی تلخیص کی ہے اور جو باتیں ان سے رہ گئی تھیں ان کا تو نے ذکر کیا ہے۔ تو نے غریب کلام کو اس طرح نرم کیا ہے گویا تو نے لغات کو بیان کیا ہے۔ وہ میرے نطق کے لیے آسان ہو گیا ہے کیونکہ تو نے اسے اپنے ملک کے کنگن کے لیے فخر کا باعث بنایا ہے جس سے محفلیں رونق سے پر ہو جاتی ہیں، خدا کی قسم تو نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کچھ زیادتی نہیں کی اور نہ ہی مجھے زیادہ کرنا اچھا لگتا ہے۔ تیرا مقام بلندیوں میں بڑا مضبوط ہے کجا یہ کہ بچپنا اختیار کر کے کوئی خلاف واقعہ بات کرے۔ ہر فضیلت اور حقیقت کا وہ سرمایہ ہے اور لوگ خواہ بدل جائیں، وہ اس کی خوبی کو جانتے ہیں۔ تیرے پاس حق ہے جو ہمیشہ امور میں مقدم ہوتا ہے لہٰذا باطل کہنے والا کیا دعویٰ کر سکتا ہے اللہ نے جو کچھ تجھے عطا کیا ہے اس کے اوپر کوئی خوبی نہیں لہٰذا تو مرضی کے ساتھ عزم کر، تو بہت انصاف پسند ہے اور اللہ نے تجھے بندوں کے لیے زندہ رکھا ہے۔ تو ہی انکی پرورش کرتا ہے اور اللہ انہیں پیدا کرتا ہے۔ تیری نگرانی ان کی کفالت کرتی ہے۔

جب میں اس کی سوسہ کی چھاؤنی سے تونس کی طرف واپس آیا تو مجھے وہاں قیام کی حالات میں یہ اطلاع ملی کہ اسے راستے میں ایک بیماری نے آلیا ہے۔ لیکن جلد ہی اسے شفا ہو گئی تو میں نے اسے اس قصیدے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے زمانے کے چہرے، ترش رو ہونے کے بعد مسکرا کیونکہ تکلیف کے درمیان سے رحمت ہمارے پاس آ گئی اور خوش خبریوں کی پیشانیاں سیاہ ہونے کے بعد چمک اٹھیں کیونکہ قافلے کے حدی خوانوں نے انہیں روشن کر دیا ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ شب غم کو پھاڑ دیا گویا انہوں نے روشن انگاروں سے تاریکیوں کو پھاڑ دیا، گویا وہ مخلوق میں ہمیشہ کے باغات ہیں اور قبروں والے بھی ان سے امیدیں رکھتے ہیں۔ ان سے مخلوق کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں کیونکہ انہوں نے پیالوں کے بغیر نعمتوں کو نوش جان کیا ہے اب وہ خوشی اور رضا سے مٹکتے پھرتے ہیں اور سورجوں کے ساتھ چاندوں کے مقابل جاتے ہیں۔ وہ کون سوار ہے جو سواری کی حالات میں یحییٰ سے ملا اور وہ مانوس ہم نشین کون ہے جو اسے ہم نشین کے پاس لے گیا، وہ اللہ کی خاطر سفارش کرنے والا ہے اور ہدایت کے بعد مانوس مقام میں اس سے انس کرنے والا ہے۔ وہ اسے رحمت شمار کرتا ہے اور رحمان خدا کی تقدیس کرتا ہے۔ اس نے اخلاص دعا سے علاج کیا اور وہ مشکل بیماری اور تکلیف سے شفا مانگتا ہے۔

تونس کی جامع زیتونہ کے امام اعظم کے متعلق کہتا ہے:

اے ابن خلافت! اور جو لوگ ان کے نور سے راہ حق کے مٹنے کے بعد راہ حق پر چلتے ہیں وہ اپنے عزم سے دین قویم کی مدد کرنے والا ہے۔ اس کی امامت نے تنگ ہوئے بغیر اسے نکال دیا ہے۔ اس نے دوپہر اور اندھیرے کی لذت میں خواہشوں اور آرزوؤں کی لذتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے سیاست سے بری حالت کی نگہبانی کی، یوں وہ اچھے مالک اور سیاست دان کی لپیٹ میں آ گئی۔ وہ ایک شیر ہے جو اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے بڑی محفوظ جھاڑی کی پناہ لی۔ بناتات والے مقامات دلہن کے لباس میں ناز اور نخرہ کرتے ہیں۔ اور صحرا میں طسم اور جدیس کے فن پر مہربان ہیں، کھنگی نے ان کی چوٹیوں کو نیزہ چبھویا ہے۔ وہ پر غرور جاسوسوں سے خوف کے باعث پیچھے رہ گئی ہیں کیونکہ تو لوگوں کے لیے محفوظ مقام، اور ہمارے افراد و ارواح کی زندگی اور حفاظت کے لیے باقی ہے۔ تو ہمارے دین کی حمایت کا کفیل ہے۔ اگر تو نہ ہوتا تو اس کا عہد ضائع ہو جاتا اور بھلا دیا جاتا۔ اللہ نے تجھے وہ کچھ دیا ہے جس سے اوپر کچھ نہیں تیرا مدد کرنا خوش قسمتی ہے جس کا الٹ نہیں ہوگا، ہمارے چہروں سے قبل چہرے تیری طرف بلند ہوتے ہیں، جس میں حاکم و محکوم برابر ہیں۔ جب تو قیام کرتا ہے تو تیرا رعب سفر کرتا ہے اور دشمنوں پر ہر تنور کو گرم کر دیتا ہے۔ جب تو سفر کرتا ہے تو یہ خوش بختی کے لیے ایک نشان ہوتا ہے جس کی تو لشکر میں اقتداء کرتا ہے۔ جب کمال میں دلائل مطابقت کرتے ہیں تو وہ سنی سنائی اور قیاسی باتوں کو بھی بیان کرتے ہیں لہٰذا تو اپنی حکومت سے پرانی حکومت کو نواز اور دشمنوں کو برے عذاب سے شفا دے۔ میں شرمندگی کے ساتھ اس کی خدمت میں ایک دوشیزہ کو جو ہر خوبصورت زیور سے آراستہ ہے، پیش کرتا ہوں۔

اس نے مجھے معذور خیال کیا ہے حالانکہ اس کا شباب اور نور مٹ چکا ہے، اس کے مٹنے کے ساتھ اس نے بڑھاپے کی صبح روشن کردی اور اگر وہ نوازش نہ ہوتی جو آپ نے مجھ پر کی ہے تو میں اس کے بعد بطروس کا فرماں بردار نہ ہوتا۔ خدا کی قسم! اب میرے ساتھ جدائی کا مقابلہ نہیں رہا، ہاں کچھ مٹ ہوئے نشانات رہ گئے ہیں جن کے پاس سے میں گزرتا ہوں۔ زمانے نے اس ادب کے بارے میں مجھ سے خیانت کی ہے جسے میں نے مجمعوں اور درسوں میں پڑھا تھا۔ لہٰذا اس نے میری فرع پر حملہ کیا، مامن کو خوف زدہ کیا اور میرے پودوں کو درخت نشاط سے اکھیڑ دیا۔ تیری رضا میری وہ رحمت ہے جسے میں بہت شمار کرتا ہوں یہ میرے دل کی آرزوؤں کو زندہ رکھتی اور میری تکلیف کو دور کرتی ہے۔

چغل خوروں کی آنکھ کا پانی مر گیا

اس کے بعد ہم رازوں نے ہر نوع کی چغلیوں میں اضافہ کر دیا۔ جب وہ ابن عرفہ کے پاس جاتے تو وہ انہیں مزید بھڑکاتا یہاں تک کہ انہوں نے میرے اس کے ساتھ سفر کرنے کے سلسلے میں سلطان کو بھڑکا دیا۔ انہوں نے تونس کے نائب قائد فارح کو جو سلطان کے موالی میں سے تھا، تلقین کی کہ وہ میرے اس کے ساتھ ٹھہرنے سے پرہیز کرے کیونکہ وہ اپنے معاملے میں مجھ سے خائف تھا، انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ابن عرفہ سلطان کے پاس اس کی شہادت دے یہاں تک کہ اس نے اس کے پاس گواہی دی کہ میں فریب کاری سے اسے قتل کرنے کی سازش کر رہا ہوں۔ اس پر سلطان ان پر اس بات سے بگڑ گیا پھر اس نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھے اس کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا۔ میں نے امتثال امر میں جلدی کی اور مجھے یہ بات گراں بھی گزری مگر مجھے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا لہٰذا میں اس کے ساتھ گیا اور تبسہ پہنچ گیا جو افریقی تلول کے وطن کے درمیان ہے۔ وہ وہاں اپنی فوج میں نیچے اترا ہوا تھا اور اس کے عرب توابع توزر کی طرف تھے کیونکہ ابن یملول نے 783ھ میں اس پر حملہ کیا تھا۔ اس نے اسے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے چھین لیا تھا لہٰذا سلطان اس کی طرف گیا اور اس نے اسے وہاں سے بھگا دیا۔ وہ پھر دوبارہ اپنے بیٹے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں لے آیا۔ جب وہ تبسہ سے تیار ہوا تو اس نے مجھے تونس واپس کر دیا۔ میں نے الریاحین کی جاگیر میں قیام کیا جس کے ملحقہ نواح میں میری کھیتی ہے یہاں تک کہ سلطان مظفر و منصور ہو کر واپس لوٹا۔ اس کے بعد میں نے تونس تک اس کی مصاحبت کی۔ جب 784ھ کا شعبان آیا تو سلطان نے الزاب کی طرف جانے کا عزم کیا کیونکہ اس کے حاکم ابن مزنی نے ابن یملول کو اپنے پاس پناہ دی تھی، وہ اس کے پڑوس میں رہنے کے لیے کام کیا تھا لہٰذا مجھے خوف ہوا کہ وہ پہلے سال کی طرح میرے بارے میں وہی کام کرے گا۔ اس وقت بندرگاہ پر اسکندریہ کے تاجروں کا جہاز کھڑا تھا جسے تاجروں نے اپنے مال و متاع سے بھر دیا ہوا تھا اور وہ اسکندریہ کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔ لہٰذا میں سلطان کے سامنے پیش ہوا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے اس سے اپنا راستہ چھوڑنے کے بارے میں توسل کیا۔ اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی۔ میں پھر بندرگاہ کی طرف چلا گیا اور اعیان حکومت و شہر اور طالب علم میرے پیچھے ٹوٹ پڑتے تھے لہٰذا میں نے انہیں رخصت کیا اور نصف شعبان 784ھ کو سمندر پر سوار ہو گیا۔ یوں میں انہیں چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا جہاں اللہ کی جانب سے میرے لیے بہتری تھی۔ اس طرح میں آثار علم کی تجدید کے لیے فارغ ہو گیا۔

☆☆☆

باب: ۲۶۳

مشرق کی سمت جانا اور مصر کے قاضی بننے کی روداد

جب میں نصف شعبان 784ھ کو تونس سے چلا تو ہم نے تقریباً چالیس راتیں سمندر میں گزاریں۔ ہم پھر عید الفطر کے روز اسکندریہ کی بندرگاہ

پر آئے، اس وقت بنی قلادون کی بجائے ملک الظاہر کے تخت نشین ہوئے دس راتیں گزر چکی تھیں۔ ہم انتظار میں تھے کیونکہ وہ اطراف شہر کو اپنے لیے مخصوص کرتا تھا۔ تاہم میں اسکندریہ میں اسباب حج کی تیاری میں لگا رہا مگر اس سال حج کرنا مقدر نہیں تھا لہٰذا میں یکم ذوالقعدہ کو قاہرہ چلا گیا۔ میں نے دنیا کا کنارہ، بستان عالم، محشر اقوام، بشری چیونٹیوں کا بل اور ایوان اسلام اور تخت شاہی دیکھا جس کی فضا میں ایوان اور محلات چمکتے تھے۔ اس کے اطراف میں خانقاہیں، مدارس اور فوجیں جگمگاتی تھیں۔ اس کے علماء کے چاند اور ستارے ہر جگہ روشن تھے۔ اس نے دریائے نیل کے کنارے پر ایک نہر اور ایک آسمانی پانیوں کے نکالنے کی جگہ بنائی جس کے بہنے والے پانی سے سیراب ہوتا تھا۔ اس کے چشمے سے پھل اور بھلائی اس کے پاس آتی تھی۔ میں اس شہر کی گلیوں سے گزرا، وہ گزرنے والوں کی بھیڑ سے پر تھیں۔ اس کے بازار نعمتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہم مسلسل اس شہر کے متعلق، اس کی آبادی کی درازی مدت اور اس کی وسعت اور احوال کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ہم اپنے جن شیوخ و اصحاب سے ملے خواہ وہ تاجر تھے یا حاجی، ان کی باتیں اس کے بارے میں مختلف تھیں۔ میں نے فاس کی جماعت کے سردار اور مغرب کے بڑے عالم ابوعبداللہ المقری سے پوچھا کہ یہ قاہرہ کیسا شہر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جو اسے نہیں جانتا وہ اسلام کی عزت کو نہیں پہچانتا۔ میں نے پھر بجایہ کے بڑے عالم شیخ ابوالعباس بن ادریس سے بھی یہی بات پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کے باشندے بادلوں سے آئے ہیں یعنی بہت زیادہ ہیں۔ اس دوران ہمارا ساتھی بھی فاس کی فوج کا قاضی فقیہ کاتب ابوالقاسم البرجی سلطان ابوعنان کی جانب سے ملوک مصر کے پاس سفارت سے واپسی پر اور 756 میں قبر مبارک کو اس کا پیغام نبوی پہنچانے کے بعد سلطان ابوعنان کی مجلس میں حاضر ہوا۔ میں نے اس سے بھی قاہرہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ میں مختصراً بیان کرتا ہوں کہ انسان نے جو کچھ سوچا وہ اسے خیالی صورت کے بغیر ہر محسوس سے وسعت خیال کے لیے قاہرہ میں دیکھے گا کیونکہ وہ ہر تصوراتی چیز سے وسیع تر ہے۔ اس بات پر سلطان اور حاضرین حیران رہ گئے جب میں اس میں داخل ہوا تو اس نے کئی دن وہاں قیام کیا۔ طالب علم باوجود قلیل البضاعت ہونے کے مجھ پر استفادہ کے لیے ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مجھے عذر کا موقع نہیں دیا۔

ابن خلدون کا جامع ازہر میں استاد بننا

یوں میں جامع ازہر میں تدریس کے لیے بیٹھ گیا۔ پھر سلطان سے ملاقات ہوئی تو اس نے میری عزت افزائی کی اور مسافرت میں میری دلجوئی کی۔ اس نے اپنے صدقات سے مجھے بہت وظیفہ دیا اور اہل علم کے ساتھ اس کا یہ سلوک تھا۔ میں اپنے اہل اور اولاد کا تونس سے آنے کا منتظر رہا۔ سلطان نے اس رشک سے کہ میں اس کے پاس آؤں، انہیں سفر کرنے سے روکا لہٰذا میں نے سلطان مصر کو ان کا راستہ چھوڑنے کے لیے اس کے پاس سفارش کرنے کو کہا تو اس نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اس کے بعد صلاح الدین بن ایوب کے ایک وقت مدرسہ القمحیہ کا ایک استاد فوت ہو گیا تو اس نے اس کی جگہ مجھے تدریس کا کام سونپ دیا۔ اسی دوران میں سلطان ایک وسوسے کے باعث اپنی حکومت کے مالکیوں کے قاضی سے ناراض ہو گیا اور اسے معزول کر دیا۔ وہ مذاہب کی تعداد کے لحاظ سے چوتھا تھا جن میں سے ہر ایک اس خطے کی آبادی کی وسعت کے لحاظ سے، اس کی نیابت میں حکام سے ممتاز ہونے اور مقدمات کے ارتفاع میں قاضی القضاۃ بننے کا مدعی تھا۔ شافعیہ کا قاضی اور یتامیٰ اور وصایا کے اموال میں آزادانہ غور و فکر کے لحاظ سے ان کی جماعت کا سردار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ولایت کے ساتھ سلطان کا قدیم تعلق ہے اور یہ صرف اسی کے لیے مخصوص ہوتی تھی۔

قاضی مالکی کی سبک دوشی

جب اس نے 786ھ میں قاضی مالکی کو معزول کیا تو سلطان نے مجھے اس کا اہل سمجھتے ہوئے اور میری شہرت کو بلند کرنے کے لیے مجھے چن لیا۔ میں نے زبانی اس سے اس کام سے چھٹکارا پانے کے لیے بات کی مگر اس نے یہ بات قبول نہیں کی اور اپنے ایوان میں مجھے خلعت دیا۔ اس نے اپنے بڑے خواص میں سے ایک کو بھیجا جس نے مجھے دونوں محلوں کے درمیان مدرسہ صالحیہ میں حکومت کے مقام پر بٹھا دیا لہٰذا میں نے اس مقام محمود کی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ میں نے پھر مقدور بھر احکام الٰہی کے لیے کوشش کی اور مجھے اللہ کے بارے میں کسی ملامت دینے والے کی ملامت نے گرفت نہیں کی اور نہ جاہ

وسطوت نے مجھے اس سے بے رغبت کیا۔ میں دونوں جھگڑنے والوں کو برابر قرار دیتا رہا اور وسائل اور سفارشات سے اعراض کرتے ہوئے کمزور کے حق کو حکمین سے وصول کرتا رہا۔ میں دلائل کے سننے کی طرف دلجمعی سے مائل رہا اور گواہوں کی عدالت کے بارے میں غور کرتا رہا لہٰذا ان میں نیک فاجر کے ساتھ اور طیب خبیث کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ حکام تنفیذ کرنے سے رکتے تھے اور جو بات انہیں اچھی لگتی اس میں تجاوز کرتے کیونکہ وہ فریب کاری کے ساتھ اہل شوکت سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی غالب اکثریت امراء سے ملی ہوئی تھی۔ جو قرآن کے معلم اور نمازوں کے امام تھے، وہ ان پر انصاف کو خلط ملط کر دیتے تھے۔ وہ ان کے متعلق گمان نیک رکھتے تھے۔ وہ قاضیوں کے ہاں ان کی صفائی دے کر جاہ اور عزت میں ان کے حصے دار بنتے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے لہٰذا ان کی بیماری بڑی پیچیدہ ہو گئی تھی۔ لوگوں کے درمیان تزویر و تدلیس سے مفاسد پھیل گئے تھے۔ میں نے بعض مفاسد سے مطلع ہو کر سخت سزائیں دیں اور میں نے اپنے علم کی بنا پر ان کی ایک جماعت پر جرح کی۔ اس کے بعد میں نے انہیں شہادت دینے سے روک دیا۔ ان میں قاضیوں کے لیے کتابیں لکھنے اور ان کی نشستوں پر دستخط کرنے والے بھی تھے۔ وہ دعاوی کے لکھانے کے ماہر تھے اور انہیں احکام کے تحریر کرنے اور ان کی شروط کی توفیق میں جو الجھن پیش آتی، وہ اس سلسلے میں امراء سے کام لیتے۔ اس وجہ سے انہیں اپنے ہم طبقہ لوگوں پر فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ وہ اپنی جاہ و عزت کی وجہ سے قاضیوں کو خلاف واقعہ باتیں سناتے، اس طرح وہ متوقع سزا سے بچ جاتے تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے قلم کو عدالت کو الجھن میں ڈالنے کے لیے مسلط کیا ہوا تھا، وہ فقہی اور کتابی وجہ سے اس کے حل کی طرف راہ پا لیتا۔ جب بھی جاہ اور عطیے کا داعی اسے اپنی طرف بلاتا تو یہ اس کی طرف جلدی چلا جاتا۔ خصوصاً کثرت مخلوق کے باعث وہ عطیات اس شہر میں انتہائی حدود سے تجاوز کر گئے تھے لہٰذا شہر میں مقرر کردہ مختلف مذاہب کے باعث معروف و مشہور نہیں تھے جو شہر میں بیع یا تملیک کا مختار ہوتا وہ اس پر شرط عائد کرتے اور ان حکام کو دیوانہ کر کے اسے جواب دیتے۔ جنھوں نے تلاعب اور رکاوٹ سے بچنے کے لیے بند باندھا تھا، اس سے اوقاف میں خرابی پھیل گئی اور املاک و عقود میں دھوکہ راہ پا گیا۔ لیکن میں اس سب کے قلع قمع کے درپے ہو گیا جس سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں پھر مذہب کے مفتیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ حکام انکے کثرت معارضہ، مخاصمین کو ان کے تلقین کرنے اور فیصلہ کے بعد ان کے فتویٰ دینے سے حیران تھے۔ ان میں کچھ ایسے اصاغر بھی تھے جو طلب اور عدالت کے دامن سے وابستہ تھے۔ جونہی وہ فتویٰ اور تدریس کے مراتب تک پہنچتے تو وہ ان مناصب پر براجمان ہو جاتے اور انہیں بے اصولی باتوں سے حاصل کر لیتے۔ وہ بغیر کسی سند اور اہلیت کے انہیں جائز کر لیتے۔ اس شہر میں فتویٰ کا قلم آزاد تھا اور ہر مخالف اپنا رسہ کھینچتا۔ وہ اس کے کنارے سے ایک حصہ پکڑ کر اپنے مخاطب پر فتح پانے کا قصد کرتا، یوں مفتی اختلاف کے شور و غل کے تتبع میں اس کی مرضی کے مطابق اسے فتویٰ دے دیتا۔ لہٰذا فتاویٰ متعارض اور متناقض ہو جاتے۔ اگر فتوے فیصلے کے نافذ ہونے کے بعد ہوتا تو شور و غل بڑھ جاتا۔ مذاہب میں بھی بہت اختلاف پایا جاتا اور انصاف مشکل تھا، یہ شور و غل ختم ہوتا نظر نہیں آتا تھا لہٰذا میں نے کھلم کھلا اعلان حق کیا اور جاہلوں اور خواہشوں کے بندوں کی لگام کھینچی۔ میں نے انہیں ایڑیوں کے بل واپس کر دیا۔ ان میں مغرب سے آنے والے جمع شدہ لوگ بھی تھے جو کسی مشہور شیخ کی طرف منسوب نہ ہوتے تھے اور نہ ہی کسی فن میں ان کی کوئی کتاب تھی۔ انہوں نے لوگوں کو مذاق کا نشانہ بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے عزتوں کو گالیاں دینے اور عورتوں کو جمع کرنے کے لیے مجلسیں بنائیں لہٰذا انہیں میری بات نے ناراض کر دیا، انھیں حسد سے بھر دیا اور وہ مجھ سے غصے ہو گئے۔ وہ پھر اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس چلے گئے جو زاویہ نشین اور عبادت کے لیے مختص ہو چکے تھے تاکہ وہ اس کے ذریعے جاہ اور عزت حاصل کریں اور اللہ پر جرأت کریں۔ جب بسا اوقات حق دار مجبور ہو کر ان کے پاس فیصلہ کے لیے جاتے تو جو کچھ شیطان ان کی زبانوں پر القاء کرتا، اس کے مطابق یہ لوگ فیصلے کرتے اور اس سے وہ اصلاح کا جواز نکالتے۔ دین انہیں جہالت کے ساتھ احکام الٰہیہ سے معترض ہونے سے نہیں روکتا تھا لہٰذا میں نے ان کے ہاتھوں کی رسی کو کاٹ دیا اور اللہ کے احکامات کو نافذ کر دیا۔ وہ اللہ کے کچھ کام نہیں آئے اور ان کے زاویے متروک ہو گئے۔ ان کے وہ کنوئیں جن سے وہ ڈول نکالتے تھے، ویران ہو گئے۔ وہ میری بے آبروئی اور جھوٹ بول کر میرے لیے نئی مصیبت پیدا کرنے کے لیے احمقوں سے متفق ہو گئے۔ وہ اس جھوٹ کو لوگوں میں جوق در جوق پھیلانے لگے اور میرے بارے میں سلطان سے فریاد کرنے لگے مگر وہ ان کی بات نہیں سنتا۔ جس بات سے مجھے پالا پڑا تھا میں اس بارے میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتا تھا اور جاہلین سے اعراض کرتا تھا۔ میں اس ضمن میں طبیعت کے پورے زور، انصاف کی جستجو، حقوق کو چھڑانے اور باطل کی عادت سے پہلو چھڑا کر مضبوطی کے ساتھ سیدھے راہ پر چلنے والا تھا۔ جب مجھے جاہ و عزت کا جذبہ

ٹھوکا دیتا تو میں سختی کے ساتھ اسے رکتا مگر میرے ساتھی قاضیوں کا یہ حال نہیں تھا لہٰذا انہوں نے میری اس بات کو اچھا نہیں سمجھا اور مجھے دعوت دی کہ میں اکابر کی رضامندی اور اعیان کی رعایت میں ان کی متابعت کروں۔ ساتھ ساتھ ظاہری صورت میں یا مخالف کو دور کرنے کے لیے جاہ کے حق میں فیصلہ کروں حالانکہ غیر کے وجود کے ساتھ حاکم پر حکم متعین نہیں ہوتا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ اس کی مدد کر رہے ہیں اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ظاہری صورت میں ان کا کیا عذر ہوگا۔ جب انہیں اس کے خلاف علم ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جس شخص کے حق میں فیصلہ دوں اور وہ اس کے بھائی کا حق ہو تو میں اس کے حق میں آگ کا فیصلہ کروں گا۔ لہٰذا میں نے حق کی کفالت کرنے، حق کو پورا کرنے اور جس نے مجھے یہ کام سونپا تھا اس کے ساتھ وفا کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا۔ اس پر سب لوگ میری خلاف ہو گئے اور جو شخص بے قراری کے ساتھ میری مدد کے لیے آواز اٹھاتا، وہ لوگ اس کے بھی خلاف ہو جاتے۔ رفتہ رفتہ لوگ مجھے ملامت کرنے لگے اور انہوں نے ان گواہوں کو جن کو گواہی سے روک دیا گیا تھا، سنایا کہ میں نے اپنے علم جرح پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے بارے میں بلاوجہ فیصلہ دے دیا ہے حالانکہ یہ اجماع کا قضیہ ہے۔ اس کے بعد لوگوں کی زبانیں چل پڑیں اور شور وغل بلند ہوا بعض نے اپنی غرض کے تحت میرے خلاف فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا لہٰذا میں نے توقف کیا اور مخالفین کو میرے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس نے اس معاملے میں سوچ و بچار کرنے کے لیے قاضیوں اور مفتیوں کو جمع کیا لہٰذا یہ حکومت سونے کی طرح خالص ہوگئی۔ اس دوران سلطان کو ان کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے ان کو ذلیل کرنے کے لیے ان کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کیا، اس پر وہ غصے ہو کر چلے گئے اور انہوں نے سلطان کے دوستوں اور حکومت کے مشہور آدمیوں سے سازش کی۔ وہ ان کے سامنے ان کی جاہ و عزت کے جانے اور ان کی سفارشات کے رد ہونے کو بری طرح بیان کرتے، وہ جھوٹ بولتے ہوئے کہتے کہ ایسی باتوں کا حامل، رضامندی سے آشنا نہیں ہے۔ وہ اس جھوٹ کو میری طرف بڑی بڑی باتیں منسوب کر کے مشہور کرتے جو متحمل مزاج اور راست رو آدمی کو بھی بھڑکا دیتی ہیں۔ وہ اپنے نگہبانوں کو میرے خلاف بری طرح بھڑکاتے اور میرے بارے میں ان کے دل میں بغض بھرتے لیکن اللہ ان کو بدلہ دینے والا ہے لہٰذا ہر جانب میرے خلاف بکثرت شور وغل پیدا ہوا گیا۔ اس پر میرے اور ارباب حکومت کے درمیان فضا تاریک ہوگئی، یوں میرے اہل اور اولاد کو بھی میری یہ مصیبت پہنچی۔ وہ مغرب سے کشتی میں آئے جسے شدید تیز ہوا نے آلیا اور وہ غرق ہوگئی۔ اس طرح گھر والے، بچے اور موجودہ اشیاء ضائع ہوگئیں لہٰذا مصیبت اور گھبراہٹ بڑھ گئی اور زہد کی طرف میرا میلان بڑھ گیا۔ اب میں نے منصب سے علیحدگی کا ارادہ کیا، تاہم میں نے جس خیر خواہ سے اس بات کے سلسلے میں مشورہ لیا اس نے بادشاہ کی ملامت اور ناراضگی کے خوف سے میرے ساتھ اتفاق نہیں کیا۔ میں آس پاس کے راستے پر حیران و ششدر کھڑا رہ گیا تاہم جلد ہی مجھے لطف ربانی نے آلیا، سلطان کی نگاہ شفقت کے احسان نے مجھے گھیر لیا۔ اس نے اس عہدہ کے چھوڑنے کے لیے میرا راستہ صاف کر دیا جس کا بوجھ اٹھانے کی میں سکت نہیں رکھتا تھا نہ ہی ان کے خیال کے مطابق اس کی رضامندی کو جانتا تھا لہٰذا میں نے اس عہدے کو اس کے حامل اول کو واپس کر دیا۔ اس نے مجھے اس کی گرہ کھول کر آزاد کر دیا لہٰذا میں چلا۔ اس وقت سب لوگ افسوس اور دعا کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے میری مشایعت کر رہے تھے۔ نگاہیں مجھے مہربانی کے ساتھ دیکھتی تھیں اور امیدیں میری واپسی کے بارے میں سرگوشی کرتی تھیں۔
اب میں آسودگی کے ساتھ پہلے کی طرح اس کی نعمت کی چراگاہوں میں خوش حال ہوگیا اور جس عافیت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے سوال کیا تھا، اس کی عنایت کے ذریعے تدریس علم یا کتاب پڑھنے، تدوین اور تالیف کے لیے اللہ سے امید کرتے ہوئے قلم کو کام میں لانے اور بقیہ عمر عبادت میں گزارنے اور سعادت کی رکاوٹ دور کرنے کے لیے مصروف ہوگیا۔

☆☆☆

باب: ۲۶۴

ابن خلدون کا حج کے لیے جانا

میں پھر علیحدگی کے بعد میں تین سال تک ٹھہرا رہا اور میں نے ادائیگی فریضہ کا عزم کر لیا لہٰذا میں نے سلطان اور امراء کو چھوڑا، انہوں نے

میری کفایت سے زیادہ اعانت کی اور زادِ راہ دیا۔ میں نصف رمضان 789ھ کو قاہرہ سے بحر سویز کی غربی جانب طور کی بندرگاہ کی طرف گیا اور وہاں سے دس شوال کو سمندر پر سوار ہوا۔ ہم ایک ماہ میں الینبع پہنچے لہٰذا ہم نے قافلہ سے ملاقات کی۔ میں نے پھر وہاں سے ان کے ساتھ مکہ تک رفاقت کی اور 2 ذوالحجہ کو اس میں داخل ہوا۔ اس سال میں نے فریضہ حج ادا کیا میں پھر الینبع واپس آیا اور وہاں پچاس راتیں قیام کیا یہاں تک کہ ہمارے لیے سمندر پر سوار ہونا ممکن ہو گیا۔ ہم نے پھر سفر کیا اور ہم طور کی بندرگاہ کے قریب آ گئے لیکن ہواؤں نے ہمیں روک لیا اور ہمیں سمندر کی شرقی جانب سفر کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ ہم پھر ساحل قیصر پر اترے پھر بندر قنا اترے پھر ہم اس طرف کے اعراب کے ساتھ صعید کے دارالخلافہ قوص شہر میں آئے۔ وہاں ہم نے کچھ دن آرام کیا پھر ہم دریائے نیل میں سوار ہو کر مصر آئے۔ ہم ایک ماہ میں وہاں پہنچے اور جمادی الاول 790ھ میں، میں مصر میں داخل ہوا۔ میں نے ملاقات میں سلطان کا حق ادا کیا اور میں نے اس کے لیے جو دعائیں کی تھیں، ان کے متعلق اسے بتایا۔ اس نے میری باتوں کو اچھی طرح قبول کیا اور میں نے وہاں اس کے احسانات کے تحت قیام کیا۔ رجب میں الینبع میں اترا تھا، میں نے وہاں بہترین ادیب فقیہ ابو القاسم بن محمد بن شیخ الجماعۃ اور ادیبوں کے شہسوار اور بازارِ بلاغت کو رونق بخشنے والے ابو اسحٰق ابراہیم الساحلی سے ملاقات کی جس کا دادا طوالجی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بھی حج کے لیے آیا تھا۔ ان کے پاس حاکم غرناطہ سلطان ابن الاحمر کے نجی سیکرٹری اور ہمارے دوست وزیر کبیر اور عالم ابو عبداللہ بن زمرک کا خط تھا جس میں اس نے مجھے نظم و نثر میں مخاطب کیا۔ اس میں اس نے صحبت کے زمانوں کا ذکر کیا ہے جس کا متن یہ ہے:

نجدی عملداری پر چمکنے والے بادہ سے پوچھا، جب وہ مسکرایا تو میری پلکیں غم سے غمناک ہو گئیں۔ اس نے ریت کے موڑ پر رک کر میری حویلیوں پر خوب بارش برسائی پھر بادلوں نے دور سے اس پر، بہت پانی بہایا۔ اسے کمزور سواریوں کو ہانکنے والو! انہیں چھوڑ دو، وہ تشنہ اور سرگرداں ہو کر عرب جائیں گے۔ ان کے سانسوں کو صبا کے ساتھ نہ سونگھو کیونکہ شوق کی آہیں اس قسم کی سواریوں سے بہت آگے بڑھ جاتی ہیں، انہیں عشق نے تیر کی طرف چھیل دیا ہے اور سخت زمین نے انہیں دور دراز ویرانے کی طرف گرا دیا ہے، میں حیران ہوں کہ ان سے عشق مجھ سے کیسے کشاکش کرتا ہے حالانکہ ان کا غم و شوق میرا غم و شوق نہیں ہے۔ اگر انہیں غدیب اور بارک کے درمیان کے پانیوں نے شوق دلایا ہے جو بان اور رند کے درختوں کے گھنے سائے میں ہیں تو مجھے ان کی جھاڑیوں کے چاند نے شوق دلایا ہے۔ انہوں نے کوچ کے روز نرم کٹی ہوئی ٹہنی میں بات کی۔ قبیلے کے خیموں میں بہت سورج ہیں اور فلک ازرار میں سعد کا چاند ہے۔ کتنی ہی تلواریں خوب صورت آنکھ سے سونتی گئی ہیں اور بہت ہی نیزوں نے نازک قد والوں کو شکست دی ہے۔ رامہ کے باشندوں سے احتیاط کرو، وہ کمزور اور چشم بیمار رکھتے ہیں، وہ شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ قیس قبیلے کی نگاہوں کے تیروں سے عمداً عشق سے پاک دل کو تکلیف دی جاتی ہے۔ باغ حسن کی خوشبو ضائع ہو گئی ہے مگر رخسار سے سرخی کے سوا اور کچھ ضائع نہیں ہوا۔ نگاہوں کی نرگس نے آنسوؤں کو موتی بنا کر چھوڑا لہٰذا اس نے گلاب سے، گلاب کے پھول کا منقش باغ بنا دیا۔ کتنی ہی شاخوں نے اپنی جیسی شاخوں سے ہاتھ ملایا اور ہر کوئی شوق سے دوسرے سے مدد مانگتی تھی۔ وہ رخصت کرنا قبیح تھا جس نے باغ حسن کی لاتعداد خوبیوں کو ہمارے سامنے نمایاں کر دیا، اللہ تعالیٰ لیلیٰ کا لحاظ کرے، اگر میں اس کا راستہ جانتا ہوتا تو میں جانے والی سواریوں کے پاؤں تلے اپنا رخسار بچھا دیتا۔ اس نے مجھے اس حال میں شوق دلایا کہ خیال آنسوؤں کو خوف زدہ کر رہا تھا اور رات کے جھاگ دار سمندر میں تیر رہا تھا۔ اس نے زلفوں کو حرکت دینے والے چمکنے والے چہرے کو ایسے نکالا جیسے وہ میان سے صیقل گر کی چمکتی ہوئی تلوار نکالتا ہے۔ اس نے اپنے ٹھہرنے کی جگہ تاریکی میں شوق کا ہاتھ ہلایا لہٰذا میں نے صبر کی جو پختہ گرہ لگائی تھی، اسے کھول دیا۔ پسلیوں کی حرکت نے میری روح کو بے چین کر دیا جو صبح کے وقت چادر کے ہلنے سے چغلی کرتی ہے۔ وہ بیمار اٹھ کھڑا ہوا جس نے اپنی چادروں کو لپیٹ لیا تھا، اس نے کچھ باتیں فراز سے نشیب کی طرف بھیجیں۔ ہاں جنگل میں ایک بلند آواز دینے والا تھا جسے عشق کا کچھ پتہ نہیں تھا مگر اس نے وعدے پر میرے غموں کو آواز دی، اللہ تعالیٰ لیلیٰ کی رات کو شادکام کرے۔ اب میری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اس شب جب حاجی منیٰ کو گئے تو اس نے منیٰ کو میرے ارادے کے مطابق قریب کر دیا۔ میں نے وہاں اپنی خواہشوں سے زیادہ حاصل کیا اور دزدیدہ نگاہی کے سوا کوئی حیلہ نہ تھا۔ اس کے بعد شکایات ہار سے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح متفرق ہو گئیں اور اس

کے بعد زمانے نے جو گناہ کیا، میں نے اسے بخش دیا سوائے اس گناہ کے کہ اس نے میری مانگ پر بڑھاپے کو لا بٹھایا۔ اس بڑھاپے سے میں نے اپنی جوانی کی خوبیوں کو پہچانا اور ہمیشہ ہی مخالف کی خوبی کو مخالف چیز سے پہچانا جاتا ہے۔ جس نے جوانی کی شب حاصل کی، عنقریب بڑھاپے کی صبح اسے بیدار کر کے ہدایت کی طرف لے آئے گی۔ ابھی عشق ہدایت کے راستوں سے الگ نہیں ہوا اور نہ ہی وہ عشق کے راستوں پر ارادۃً چلا ہے۔ میں اولین عشاق کی حد سے جو گزر چکے ہیں، آگے بڑھ گیا ہوں۔ اب دل کا چوتھا حصہ غم کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا ہے۔ اے ابوزید! تجھ سے شکایات ہیں جنہیں تو نے دور کر دیا ہے۔ تو میرے دونوں بیٹوں زید اور عمر کا ہم عمر نہیں ہے۔ تو مجھے اپنی زندگی کے متعلق اطلاع دے اور تو ہمیشہ صاحب فضیلت رہے۔ کیا تجھے بھی میرے جیسا شوق ہے، تیرے تکلیف دہ شوق نے تو کئی بار مجھ پر حملہ کیا لہٰذا شوق کے ہاتھ میرے چقماق کو روشن کرنے لگے۔ ہوا تک نے ٹیلوں کی زلفوں میں ہاتھ پھیرا اور گہوارے میں پڑے بچے تک خوف زدہ ہو گئے۔ تیرے رخسار کے ساتھ صبح میرے سامنے آتی ہے۔ اور اس میں شفق کی طرف حیا ظاہر ہوتی ہے۔ روشن سورج نے تیرے چہرے کے دھوکے سے مجھے وہم میں ڈالا۔ اللہ، تیرے چہرے کو درد کرنے سے محفوظ رکھے۔ تیرا چہرا ہی آنکھوں میں چاشت سے زیادہ روشن ہے اور تیرا ذکر شفا کے سلسلے میں شہد سے بھی زیادہ شیریں ہیں۔ تو دراصل افق کی بلندی میں ایک سورج ہے، ہم تیرے قرب پر فدا ہیں اور تو دور سے دیکھتا ہے۔ غم میں اس کی آنکھ سورج کو نہیں دیکھتی اور نہ آشوب چشم میں سورج کی چمک فائدہ دیتی ہے۔ وہ اس قوم سے ہے جنہوں نے بزرگی کو اپنی آنکھوں کی طرح بچایا جیسے انہوں نے مال کو مباح کر دیا جسے بخشش کے لیے لوٹا جاتا ہے۔ جب وہ کسی دن ہمدردی کے لیے پانی پر جمع ہوتے ہیں تو دراصل وہ بزرگی کے گھاٹ پر ہی جمع ہوتے ہیں۔ جب انہوں نے انکے فریادی کو مدد دیتے ہوئے حملہ کیا تو وہ نشیب و فراز میں آگ جلاتے ہیں۔ انہوں نے تعریف کے بعد صیقل شدہ تلوار لمبی گردن والے گھوڑے کے سوا کوئی ذخیرہ جمع نہیں کیا۔ قابل تعریف آدمی نے غنیمت کو تقسیم کیا جو کم مو خوبصورت، گھوڑوں کی ایال تک تھی، کیا تو بھولتا ہے مگر ہماری ان راتوں کو نہیں بھولنا جن میں ہم نے دونوں آنکھوں کو جنت خلد سے اچک لیا۔ ہم پھر جوانی کی آزادی میں شبوں کی سواریوں پر سوار ہو کر آسودگی کے ساتھ لذات کی حد تک گئے، لہٰذا اگر ہم نے وہاں پیغاموں کو گردش نہیں دی تو ہم وہاں انس کے شیریں گھاٹ پر وارد ہوئے ہیں۔ میں تجھے مغرب میں ملا تھا، تو اس کا رئیس تھا اور تیرا دروازہ بڑے سرداروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا تو نے موانست کی یہاں تک کہ میں نے مسافرت کی شکایت نہیں کی۔ تو نے دوستی کی یہاں تک کہ میں نے کھونے کی دردمندی کو محسوس نہیں کیا۔ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے علاقے کو لوٹ گیا اور میں نے اس کے قابل تعریف اخلاق اور خوبیوں والے حسب کو آزمایا، یہاں تک کہ اے سمندر، تو ہمارے پاس سمندر پار کر کے آیا۔ میں نے مشقت کے بعد مدد کی زیارت گاہ کی زیارت کی اور فاقے کے باوجود نعمتوں سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔ پہلوتہی کے باوجود وہ خوش گوار وصل سے زیادہ مرغوب ہے۔ اگر یہ بات بُری ہے کہ تو نے جدائی کے ساتھ اپنا کجاوہ اٹھایا ہے اور اس کے عوض تو نے دوست اور نہایت تیز رفتار اونٹ لیا ہے۔ مجھے اس بات نے خوش کیا ہے کہ تو نے بلندیوں کے افق پر خوش بختی کو دیکھا ہے اور تو نے مشرق کے افق پر ہدایت کا نیا اور چمک دار ستارہ بن کر طلوع ہوا ہے۔ تو وعدے کے ساتھ انوار کے ساتھ آیا ہے۔ سواریاں ان کے سرداروں کو لے کر چلتی ہیں۔ ان پر ایسے تیر ہیں جنہوں نے مقصد کے نشانے پر تیر مارا ہے، کاش میں اس کے گھر کی طرف جاتا کہ تو دیکھی بھالی جگہوں کی زیارت کرے کیونکہ عہد کی عمدگی سے وہاں جبریل آتا ہے۔ جب مشکلات کی شب چھا جاتی ہے تو تو ہمارے لیے روشنی کے واسطے چقماق جلاتا ہے۔ جب اس کی ضرورت کے لیے سواروں کے ساتھ کوچ کرتا ہے تو تو قرب اور بعد میں نفس کو سلام کرتا ہے۔ جہاں تو نے مجھ سے عہد لیا تھا، وہاں میں بادشاہ کے دروازے پر جاہ و عزت کے سایوں کو دراز کیے ہوئے ہوں اور عہد کو مضبوط کر رہا ہوں۔ میں کتابوں اور کاتبوں کے لشکر انشاء پردازی سے تیار کر رہا ہوں اور ان کے پیش کرنے میں میری خوش قسمتی ہے۔ ہم امام محمد سے مہر مبرہ کے دراز سائے میں پناہ لیتے ہیں۔ جب اس کی برکت سے سخاوت کا سمندر پھیلتا ہوتا ہے تو اس سے نشیب و فراز میں طوفان آ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم امید کی کشتیوں پر سوار ہو کر احسان کی طرف گئے بخشش کے سمندر رد کنے سے نہیں رکتے پتہ نہیں

میری جانب سے انصار کو صدق اور ایفائے عہد کے متعلق کون پیغام پہنچائے گا۔ خلیفہ کو ان کے رب نے فتح کی کنجیاں دی ہیں جنہیں خوش بختی کھینچ لائی ہے۔ تجھ سے پرے مدح وستائش کے باغات کی خوشبو کی لپیٹ ہے، جب ہمسر کی جانب سے سخاوت صف بستہ ہوئی ہے تو وہ لپٹ فوقیت لے جاتی ہے۔ اگر اس طرح تعریف کی خوشبو پھیلے تو مشک کہتی ہے، اے ہمسر تیرا کیا کہنا۔ بادیوں کی فضا میں جو صاف پانی ہے وہ گہوارے کے پہلو میں تجھ سے زیادہ واضح نہیں تھا۔ مسکراتے پھول کے دانتوں پر جو شبنم پڑی ہے وہ میری تعریف اور میری محبت سے زیادہ صاف اور روشن نہیں ہے، اس کے علاوہ نہ ہی چودھویں کا چاند اپنی تکمیل کے تاج کے ساتھ میری محبت سے زیادہ روشن اور میری تعریف سے زیادہ چلنے والا ہے۔ اے ابن خلدون! میری دُعا ہے کہ تو امام ہدایت بن کر زندہ رہے اور تو ہمیشہ دنیا کی جنت خُلد میں رہے۔

اس نے پھر اس قول کے ساتھ یہ قصیدہ پہنچایا:

میرے آقا، شیخ الاسلام اور خزانہ رؤسائے اسلام، حاملین سیوف واقلام کو شرف بخشنے والے، خواص کے جمال حکومتوں کے جوہر، بادشاہوں کے ساتھی، خلفاء کے منتخب، بلندی کے راز، فاضل یگانہ اللہ تم کو شاندار زندگی دے، فخر کا جھنڈا باندھے، فضل کا مینار کو بلند کرے، بزرگی کے ستون اٹھائے، سیادت کے نشانات کو واضح کرے، سعادت کی شعاعیں چھوڑے، انوار ہدایت کو بہائے، محامد کی زبانیں معارف کے افق روشن کرے اور عنایت کے گھاٹ کو شیریں کرے، سلام کے تحفے کے ساتھ میں تجھے مخاطب کرتا ہوں۔ تیری شان بلند ہے اور تیرے فضل کا مطلع بہت روشن ہے، اگرچہ کسریٰ کا تعریفی کلام تم پر تیرے نشان کی اتباع نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ گونگا سلام ہے جو واضح نہیں اور گنگناہٹ ہے جس سے وضاحت کرنے والی عربی زبان نفرت کرتی ہے۔ یہ جہلاء کی جہالت ہے، جس کے حروف پر بلندی منطبق نہیں ہو سکتی کیونکہ پوشیدگی نے اس کے نشانات مٹا دیئے ہیں۔ اور اس کے گھوڑے کے نشانات تباہ ہو چکے ہیں۔ اگرچہ دونوں سلاموں سے کبھی کبھی سواریاں دوڑتی ہیں اور ایلچی نے حرکت کی ہے مگر اسلام کے تمغے سے ان دونوں کو کیا نسبت جو نسب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے بھی فخر میں اصل ہے۔ وہ سبب کے لحاظ سے شروع سے مزید زیادہ ملانے والا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہم تجھے وہ سلام کہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے رسولوں اور انبیاء کو کہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پڑوس میں فرشتوں نے اس کے دوستوں کو کہا ہے، لہٰذا میں کہتا ہوں، تم پر سلامتی ہو، وہ اللہ کی رحمت کے بادل بھیجے گا اور محامد کے پھولوں کی کلیاں صحائف سے کھول دے گا۔ وہ برکات کو ساتھ لے گا جو اس سے اچھے مقام کی ہوں گی۔ اس کے بعد میں علم ودین کے ساتھ گردش حالات کے متعلق نیا سوال کروں گا جس کے انوار سے ہدایت پانے والوں کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ اللہ اس کی بہتری میں اضافہ کرے اور اسے کامیابی سے روشناس کرے۔ میری دعا ہے کہ وہ فلاح کی اتباع کرے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے پاس جو تعظیم ہے میں ہر گھڑی اس کی بلندی پر چڑھتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے خوش اعتقادی ماہ تمام کے چہرے سے چھائیاں دور کرتی ہے اور میں تیرے روشن ہاتھ سے تعریف کے صحائف نشر کرتا ہوں، اس کے باوجود اے آقا، آپ کے مخاطب کرنے کے بارے میں میرے سامنے مختلف راستے پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر میں آپ کے ہمہ گیر فضل اور خالص نسب پر اثر انداز ہونا شروع کر دوں تو خدا کی قسم، مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے فخر کی کون سی بیعت سے ظلم دور ہوتا ہے اور تیری ثناء کے کون سے سمندر میں قلم تیرتا ہے، بات بہت بڑی ہے اور سورج زیور اور لباس سے انکار کرتا ہے۔ اگر میں فراق کی شکایت کروں اور شوق میں تجاوز کر جاؤں تو سرکنڈے کی نوک صحائف کی مانگوں کو گرائی ہوئی سیاہی کے رنگ سے رنگ دیتی ہے۔ تیرے سوا جو لوگ ہیں، وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے میں کاغذوں کے میدان میں سرکنڈوں کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور وہ ابداع واختراع کی انتہا پر مستولی ہوتے ہیں لہٰذا یہ غم ہے جو روتا ہے اور یہ فراق ہے جو شکایت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری آرزو کو جانتا ہے کہ میں تیری خبروں سے مسکراتی بجلیوں کے دانتوں کا سامنا کروں اور تیرے بان پیغام لے جاؤں حتیٰ کہ سانسوں کے سفیروں کے ساتھ بھی لے جاؤں۔ میں اس پیشانی کی سفیدی کو سورج کے چہرے اور بادل کی چمک میں دیکھوں۔ میں نے آپ کی طرف اپنی ساری کتابیں اور قصائد بھیجے ہیں، یکتا قصیدہ بھی جو ان جواہر

کو عیب لگاتا ہے جنہیں سمندر نے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کرے اور ان کے بارے میں آپ کو بڑا اجر دے۔ وہ ایک سو پچاس اشعار سے زیادہ ہے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کو پہنچا ہے یا ضائع ہو گیا ہے؟ ہو سکتا ہے مسافت کی دوری سے اس کا پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ سوءِ ظن سے مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اس کے مقابلے میں آپ سے کچھ صادر نہیں ہوا۔ میں آپ کے ارادے کی بھلائی سے واقف ہوں اور اس وقت سے بھی واقف ہوں جب ہم نے اس مشرقی افق میں عجیب پایا تھا۔ مجھے آپ کی جانب سے کوئی کتاب نہیں ملی، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ان میں سے دو کتابیں اس مغربی افق میں ضائع ہو گئی تھیں۔

اس خط میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ اس نے حاکم مصر ملک الظاہر کی مدح میں قصیدہ بھیجا تھا اور وہ مجھ سے تقاضا کرتا ہے کہ میں اسے موقع ملنے پر سلطان کے سامنے پیش کروں، وہ قصیدہ ہمزہ کے قافیہ میں ہے جس کا مطلع یہ ہے:

جب چمک دار بال نے آواز دی تو کیا آنسو گرے یا موتی؟

اس نے خط کے سلسلے میں مجھے قصیدہ بھیجا اور عذر کیا کہ اس نے اس کی نقل کا تقاضا کیا ہے لہٰذا میں نے ہمزہ لکھا اور جس کا قافیہ الف تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا حق یہ تھا کہ اسے واؤ سے لکھا جاتا اس لیے کہ وہ واؤ سے بدل جاتا ہے نیز ہمزہ اور واؤ کے درمیان آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حرف اطلاق اسے واؤ بیان کرتا ہے اور یہ فن کا مقتضی ہے اگرچہ بعض شیوخ کا قول ہے کہ جو شخص آسانی کے ساتھ ادا نہ کر سکتا ہو اس کی لغت میں اسے ہر حال میں الف لکھا جائے گا لیکن یہ کوئی بات نہیں، اس نے مجھے مذکورہ قصیدے کو مشرقی خط میں لکھنے کی اجازت دی تا کہ اس کا پڑھنا ان پر آسان ہو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے پھر اصل اور اس کی نقل سلطان کو پیش کی اور اسے اس کے نجی سیکرٹری نے پڑھا۔ اس نے اس میں سے مجھے کچھ بھی واپس نہیں کیا اور میں نے اسے سلطان کے سامنے پیش کرنے سے قبل لکھنے کی کوشش نہیں کی تو وہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو گیا۔ اس خط میں ایک فصل تھی جس میں اس نے مجھے وزیر مسعود بن رحو کے حال سے متعارف کروایا تھا جو اس زمانے میں مغرب کا خود مختار امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف جو بغاوت کی اور ان کے احسان کی ناشکری کی، اسے بھی بیان کیا تھا۔ وہ اس میں بیان کرتا ہے:

مسعود بن رحو نے اندلس میں آسودگی کے ساتھ دنیا کی قیادت کرتے ہوئے اور جاہ و عیش کو پسند کرتے ہوئے بیس سال قیام کیا۔ اسے عثمان کے بیٹوں کی صحبت کی اجازت دی گئی جیسا کہ آپ کو اس کی انشاء پردازی کی بہترین کتب کی تحریر سے معلوم ہو چکا ہے جو جبل الفتح میں الحضرۃ کے باشندوں کے لیے لکھی گئی تھی لہٰذا وہ حکومت پر قابض ہو گیا اور دنیا کو حاصل کیا۔ سلطان مرحوم کی کمزوری کے باعث وہ مغرب کی امارت میں منفرد ہو گیا مگر یہ حقوق کے انکار سے ہوا، اس کی بلند کھجور پھر تلخ ہو گئی اور اس نے اپنی کھال کی سیاہی پر نافرمانی کی سیاہی کو فضیلت دی۔ اس نے بعد ازاں سبتہ سے سازش کی اور اس کے باشندوں کی فرمانبرداری ختم ہو گئی۔ انہیں گمان ہوا کہ قصبہ انکے لیے قائم نہیں رہ سکتا تو اس نے اس کے قائد شیخ الا لبہ نے محاصرہ کو توڑ دیا اور کھلی لڑائی کی۔ ابو زکریا بن شعیب جو لڑائی کو بھڑکانے والا تھا، جنگ میں ثابت قدم رہا۔ اس نے پھر اندلس کے لیے مدد مانگی اور جلد ہی اسے جبل اور مالقہ سے مدد مل گئی۔ مدد پے در پے مدد ملنے لگی پھر اہالیان شہر خوف زدہ ہو گئے اور اس کے شرفاء واپس آ گئے۔ وہ بعد ازاں قصبہ میں داخل ہو گئے تب اہالیان شہر نے اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگی اور ان کے پاس بھی اسی طرح مدد آ گئی۔ اس کے بعد صالحین نے اس مقام کی محبت میں دخل دیا اور لڑائی بند ہو گئی۔ اس دوران میں انہوں نے دوبارہ غداری کی سلطان ابو العباس کو قصبے آنے کی دعوت دی اور یہ کہ وہ وہاں سے بنی مرین وغیرہ کی رغبت کے باعث مغرب چلا جائے حالانکہ سلطان ابو سالم مرحوم کے بیٹے نے ہی تم کو اپنے گھر کی ریاست دی تھی اور اپنے ساتھیوں اور دوستوں پر تمہیں فضیلت دی تھی۔

اس کے بعد ایک اور فصل تھی جس میں اس نے مصر سے پھر کتابیں منگوائی تھیں، وہ اس میں بیان کرتا ہے:

اگر پوری تفسیر کا بھیجنا ممکن نہ ہو تو میرے آقا کو یہ بات پسند ہے کہ فاتحہ کے بارے میں اس وقت کے بڑے علماء اور ان کے اشیاخ کا کلام جس قدر ہو سکے، مجھے بھیجا جائے کیونکہ میں اس کی تفسیر میں وہ کچھ لکھنا چاہتا ہوں جس سے مجھے خدا کے ہاں نفع کی امید ہو۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ میرے پاس وہ تفسیر موجود ہے جسے عثمان النجانی نے بھیجا تھا اور جو طیبی کی تالیف ہے۔ وہ تفسیر ابو حیان کا پہلا

جز بھی ہے اور اس کے اعراب کا ملخص اور ابن ہشام کی کتاب المغنی بھی ہے۔ میں نے براءۃ کے بارے میں بھی سنا ہے جو امام بہاؤ الدین ابن عقیل کی تفسیر ہے مگر مجھے بسلمہ کے سوا کچھ نہیں مل سکا۔ ابو حیان نے اپنی تفسیر کے دیباچے میں بیان کیا ہے کہ اس کا شیخ سلیمان النقیب یا ابو سلیمان تھا، مجھے اب معلوم نہیں کہ اس نے بیان کے بارے میں دو جزو کی کتاب تصنیف کی تھی جسے اس نے اپنی کتاب تفسیر کبیر کا مقدمہ بنایا تھا، لہٰذا اگر میرے آقا توجیہ کر سکیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

اس کتاب میں متعدد اغراض کے بارے میں دیگر فصول بھی ہیں جن کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، اس نے پھر خط کو سلام پر ختم کیا اور اپنا نام لکھا محمد بن یوسف بن زمرک، اور اس کی تاریخ 20 محرم 789ھ ہے۔

اس کے بعد غرناطہ کے قاضی الجماعۃ ابوالحسن علی بن الحسن النبی نے مجھے لکھا۔

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ، اے محبت و الفت کے لحاظ سے میرے یکتا آقا اور قرب اور بعد میں روح کے ہم راز، خدا تمہیں زندہ رکھے اور تمہاری سیادت کو پورا بدلہ دے، جب سب چاند ڈوب جائیں تو تمہاری سعادت کا چاند چمکتا رہے، میں اپنے سلام کے بعد تمہیں سلام کہتا ہوں اور غرناطہ سے جو محبت آپ سے پیدا ہوئی تھی میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ خدا آپ کے ذکر سے اسے سنوارے اور اس کی خوشبو مہکتی رہے خواہ اس کی تری پر لمبا زمانہ گزر جائے لیکن اس کا شکر نہیں مرجھائے اور جو ولایت آپ کے سپرد کی گئی تھی اور جس کی تلخی کو آپ نے برداشت کیا تھا۔ اس سے آپ کی تاخیر کی اطلاع ملی تو میں نے مثال کے طور پر وہ شعر پڑھا جو ہمارے شیخ ابوالحسن بن الجیاب نے اپنے جگری دوست شریف ابوالقاسم کے قضاء کے کام سے علیحدہ ہونے پر کہا تھا:

جب لوگ تیری بلندی عشان سے ناواقف ہوں تو تیرا جانا انہیں اچھا نہیں لگے گا اور اگر اسے اپنا سید ھا راستہ ملتا تو وہ ہمیشہ تیری آگ کا قصد کرتی اور بخشش طلب کرتی ہے۔

اس کے بعد مجھے آپ کی علیحدگی کی کیفیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ سلطان موید سے بے رغبتی کے باعث ہوئی تھی لہٰذا میں لوٹا اور میں نے ان اشعار میں آپ کے مشاہدات کو پایا ہے۔

اسے سخاوت اور بشارت کے چاند، اللہ تیرا حامی ہو، تو نے احکام میں نہایت فخر کے مقام کو حاصل کیا ہے مگر تو نے تقویٰ کے باعث ان سے استعفیٰ دیا اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ صالحین کا طریقہ ہے۔ تو سلامتی کے اس راستے پر چلا ہے جسے تو نے حشر اور نشر کے لیے پسند کیا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ علم نے عزت کا وہ کام تیرے سپرد کیا ہے جس سے تو عمر بھر الگ نہیں ہو سکتا۔ وہ شب و روز کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جدت میں زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ روشن ستارے چلتے رہتے ہیں اور وہ نہیں چلتا۔ جو اس احوال کو دیکھے گا، ان کے درمیان وزن کرے گا۔ ذلیل دُنیادار کو کئی خطرات درپیش ہیں اور وہ کئی قسم کی امارتوں کو چھوڑنے والا ہے۔ برائی کا مقابلہ کرنا بُرا نہیں لہٰذا تجھے مبارک ہو۔ تو اس میں بے رغبتی کرنے اور بوجھ سے بچنے کی وجہ سے اس کا اہل ہے۔ تو اپنے حاسدوں کی پروانہ کیا کر، وہ سنگریزے ہیں اور سنگریزے موتیوں کا مقام بھی حاصل نہیں کر سکتے جو لوگوں کے ساتھ خالصۃً للہ حسن سلوک کرے وہ بہت اجر حاصل کرتا ہے تو صرف بزرگی کو بلندی کے لیے زندہ ہے اور اس کے حرم کی حفاظت کرتا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے آواز دی ہے۔

سیدی رضی اللہ عنہ وارضاکم

آپ نے اپنے خط میں اس سلطان کی تعریف کو بڑا طول دیا ہے جس نے قضاء کے کام سے علیحدگی اختیار کرنے اور بری کرنے میں آپ کو مدد دے شاد کام کیا ہے۔ آپ نے دوستوں سے اس کے لیے دعا کا مطالبہ کیا ہے، اس کام کی طرف آپ کی رہنمائی کرنے کے لیے کیا کہنے لہٰذا اس کے لیے دعا کرنا ایسا ضروری امر ہے جس میں امور کی استقامت اور خواص اور جمہور کی بہتری ہے۔ اس موقع پر اس علاقے کے علماء اور صلحاء کی آوازیں اس کے واسطے دعائے خیر کرنے کے لیے بلند ہوئیں، خدا تعالیٰ اسے بہتر طور پر قبول فرمائے اور آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی آرزوں کو پورا کرے آپ بھی اسی طرح علم وجلالت اور فضل واصالت والے

ہیں۔ آپ نے اس ملک میں بڑی عظمت اور سعادت حاصل کی ہے لیکن خدا نے چاہا ہے کہ آپ کی عظیم خوبیوں کا اس ملک میں ظہور ہو۔ ہر اعتبار سے کام کے بعد کام پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا جہاں آپ ہیں زمانہ وہیں فخر کرتا ہے اور تمھارے لیے محامد جمع ہیں۔
جب مولانا سلطان ابو عبداللہ تمھارے خط سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے تمھارے مقاصد کی بہت تعریف کی، یوں آپ کی خوبصورت محبت اور صحیح اعتقاد ثابت ہو گیا، اس نے آپ کی تعریف سے اپنی مجلس کو آباد کیا۔
اس نے پھر سلام کے ساتھ خط کو ختم کیا جو اس کے کاتب علی بن عبداللہ بن عبدالحسن نے لکھا تھا۔ اس پر اس نے صفر 790ھ کی تاریخ ڈالی تھی۔ اس میں اس کا اپنا تحریر کردہ ایک ملفوف بھی تھا جس میں اس نے اچھا لکھنے میں کوتاہی کی تھی۔
اس کا متن یہ تھا:

سیدی رضی اللہ عنکم ارضاکم

خدا تعالیٰ آپکو اپنی خواہشوں میں کامیاب کرے، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میرا یہ ملفوف خط میری اپنی تحریر میں نہیں ہے کیونکہ وقت میں عارضہ چشم میں مبتلا ہوں۔ دعا ہے آپ کو صحت کاملہ حاصل ہو اور آپ کی سخاوت مجھ پر حاوی رہے۔ بسا اوقات آپ کو اس مدت میں مغرب میں نازل ہونے والے فتنے کا انتظار رہتا ہے، خدا اس کا خاتمہ کرے اور مسلمانوں کے ملک کو پُر امن بنا دے۔ ان کے امیر واثق کی خدمت کا بہتر حصہ اس کے اور اس کے وزیر اور اس کے مشورہ کے ساتھیوں کے لیے نمایاں ہوا ہے، جس کا روکنا مرہون ہے۔ اس نے انہیں پابجولاں رکھا ہوا ہے یہاں تک کہ سبتہ شہر کے خلاف بغاوت ہو، اس حصنہ کا قائد ایک عجمی ہے جسے مہند کہتے ہیں جب کہ اس کے جواں سال ساتھی کو نصر اللہ کہتے ہیں۔ قضیے کے بارے میں بڑا تردد پیدا ہو گیا یہاں تک کہ تقدیر نے سلطان ابو العباس کی روانگی کو نمایاں کیا جسے خدا نے دوسرے حصے میں فرج بن رضوان کی صحبت عطا کی۔ سواروں سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق جو ہوا یہی کچھ ہوا، اب بات کرنے کی گنجائش نہیں۔

اس نے پھر خط کو ختم کیا۔ یہ حالات اگرچہ اس تالیف کی اغراض سے خارج ہیں مگر میں نے انہیں صرف اس لیے لکھا ہے کہ ان میں واقعات کا سلسلہ پایا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں۔ بسا اوقات محقق اس مقام سے ان کی تحقیق کا محتاج ہوتا ہے۔ بہر حال فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد میں اللہ کی مہربانی میں گھرے ہوئے قاہرہ واپس آ گیا اور پھر سلطان سے ملا۔ سلطان مجھے اپنے مشہور و معروف حسن سلوک اور عنایت سے ملا۔ اس کے بعد سلطان کو مصیبت نے آلیا جس سے خدا نے اسے آزمایا، اس سے درگزر کیا اور اس کے انجام کو بخیر کیا۔ اس نے پھر دوبارہ اسے تخت حکومت پر بٹھایا تا کہ وہ اس کے بندوں کے مفاد پر غور کرے اور اسے وہ ہار پہنا دیا جو اس نے پہلے اسے پہنایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بھی دوبارہ خوش حال کر دیا اور میں گوشہ نشینی کی چادر زیب تن کر کے اور عافیت سے شاد کام ہو کر گھر میں گوشہ نشین ہو گیا میں پھر 798ھ کے آغاز میں درس و تدریس میں مشغول ہو گیا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی مہربانی کے عطیات سے شاد کام کرے اور ہم پر اپنی پردہ پوشی کے دامن دراز کرے اور اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ کرے، یہ میرا آخری قول ہے۔ میں نے جس غرض کے لیے اپنی یہ کتاب لکھنا چاہی تھی وہ پوری ہو گئی ہے۔

واللہ الموفق برحمتہ للصواب والھادی الی حسن المآب والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ والا صحاب والحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆

تاریخ ابن خلدون کا الفیصل ایڈیشن

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون نے بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا اور مختلف علوم وفنون کے متعلق ان کی چھوٹی چھوٹی کتب طویل مدت تک مقبول رہیں لیکن ان کی شہرت ان کے شاہکار یعنی تاریخ عالم اور خصوصاً اس کے پہلے حصہ پر مبنی ہے جس کو عام طور پر مقدمہ ابن خلدون کہا جاتا ہے

ان کی تاریخ کا پورا نام ”کتابُ العِبَرو دیوانُ المُبتَدَ اوَالخَبَرِ فِی ایَامِ العَرَبِ وَالعجَمِ وَالبر برِوَمَن عَاصَرھُم مِن ذوِی السُلطَانِ الاَکبَرِ“ ہے جسے عام طور پر تاریخ ابن خلدون کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔اس تاریخ کو انہوں نے درجہ ذیل حصوں میں منقسم کیا ہے۔

”مقدمہ“ تاریخ، عمرانیات، سیاسیات، معاشیات اور دوسرے معاشرتی علوم کے مسائل اور مباحث پر ایک کلاسیکی تحریر ہے جس کے تراجم ترکی، فرانسیسی، انگریزی، پرتگالی اور اردو کے علاوہ دنیا کی دوسری بڑی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ ”تاریخ ابن خلدون“ اُردو ترجمے کے تیرہ حصے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

تاریخ الانبیاء (قبل از اسلام) جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک کے حالات درج ہیں، حصہ اول میں رسول ﷺ اور خلفائے رسول ﷺ تک کے حالات، حصہ دوم میں خلافت معاویہؓ و آل مروان تک کے حالات، حصہ سوم چہارم میں خلافت بنو عباس تک کے حالات، حصہ پنجم میں امیران اندلس اور خلفائے مصر کے حالات، حصہ ششم میں غزنوی اور غوری سلاطین کے حالات، حصہ ہفتم میں سلجوقی وخوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار کے حالات، حصہ ہشتم میں زنگی اور خاندان صلاح الدین ایوبی کے سلاطین اور تاتاریوں کے زوال کے حالات، حصہ نہم میں سلاطین ممالک بحریہ مصر کی مفصل تاریخ، حصہ دہم میں مصر وشام میں ممالیک کی سلطنت کے خاتمہ سے لیکر ترقی میں آل عثمان کی سلطنت کے آغاز تک کے حالات، حصہ یازدہم میں شمالی فریقہ میں بربر قبائل اور انکے حکمرانوں کے حالات، حصہ دوازدہم میں 350ھ سے 800ھ ہجری کے درمیان عرب میں پائے جانے والے قبائل اور انکی حکومتوں کے حالات۔

مندرجہ بالا تیرہ حصوں کے مضامین وموضوعات کا ایک جامع ومفصل ”اشاریہ“ آخری جلد میں شامل کیا گیا ہے

Title Cover Design by Zhaeer-ul-Islam


ISBN 969-503-326-1

الفیصل
ناشران وتاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور